دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہے یعنی جلد مذکور میں یہانتک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی مع ایکسو چالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہیں اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل مرحمت فرما کر واسطے قتل آئینہ اندام جادو کے ہدایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم میں وہ سب حالات مرقوم ہو چکے ہیں اور جلد سوم میں ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور اسکی گرفتاری بعد ازان ایمان لانا اور شانا دریا سحر کا اور سمندر کا مقابلہ کے لیئے آنا اور جنگ ہونا عشاق استاد سمندر سے اور قتل ہونا عشاق کا و فتح ہونا سمندریہ کا علاوہ داستانہائے ضمنی برجیس آفتاب پرست و ملکہ ثریا سیمتن و پردہ قاف وغیرہ کے اب اس جلد میں سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا گیا

کہ سمندر جادو سمندریہ سے بھاگ کر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ ہوا ہے اور وہ لشکر فیروزی اثر صاحبقران ثانی یعنی بدیع الملک نوجوان کا صحرائے پر بہار دشت لالہ زار میں آنا سمر کشان شاہ کا داد رسی کے لیئے و گرفتاری انزروت جادو و حال سموات تاجدار و ہیہات مردار خوار و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرزن وغیرہ کا اور نابینا ہونا صاحبقران و سرداروں کا سحر انزروت جادو سے اور خضران کا عیاری کر کے اچھا کرنا و حالات ارشیون پریزاد وغیرہ و داستانہائے نیرنگ قاف و جنگ و جدال دیوان قاف و حالات مہلیل زرہ پوش و حالات عشق شہزادہ اسد ثانی ساتھ ملکہ طوفان سبز پوش کے و عیاری مہتر شمسہ عیار و حال موت آئینہ پرست و ملکہ سحابیہ درد در گوش و بربادی ملک قمر نگو شیہ برجیس آفتاب پرست اور آرزنگ بن زمرد شاہ کے ہاتھ سے و حالات بربادی ملک خطا در و داستان عظمت سحر ساز مادر حیات زرین پوش و حالات ملکہ سمواتیہ و ہکوان تاجدار و کیفیت روانگی صاحبقران زمان بجانب خطا و حالات خروج خونخوار بن دجال اور اسکے ہاتھ سے قتل ہونا بہت سے سرداران اسلام کا و حالات گلستان ارم وغیرہ و حالات ملکہ جادو و فتح ہونی شہر عظمت آباد از دست خونخوار جادو اور بہت سی عجیب و رنگین و ضمنی داستانیں اس جلد میں مرقوم ہوئی ہیں چنانچہ

جلد چہارم

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندۂ سمائے جہانداری سکندر صولت دارا دربان فریدون حشمت نوشیروان معدلت حاتم دوران جناب فیض مآب ہز ہائنیس نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و دولتہ ۔ زیر نگرانی نیکخوار قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری مقیم لکھنؤ نے بلبل ہزار دستان شیرین بیان و شیوا زبان شیخ تصدق حسین استاد انکو باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی سے بیان و لکھوایا اور حسب ایمای ملک التجار گوہر بحر مروت و قدر شناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے مثل پیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تزئین آٹھ دفترون مین ہی جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کیلیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین اکثر داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو مین ہوجائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جسکی قیمت درج حسب ذیل ہی -	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول -	عکاپ
۲- 〃 جلد دوم -	عکاپ
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ
۴- ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	عکاپ
۵- کوچک باختر -	عکاپ
۶- بالا باختر -	عکاپ
۷- ایرج نامہ - جلد اول -	عکاپ
۹- طلسم ہوشربا - جلد اول -	عکار
۱۰- 〃 جلد دوم -	عکار
۱۱- 〃 جلد سوم -	عکار
۱۲- 〃 جلد چہارم -	سے ر
۱۳- 〃 جلد پنجم کا حصہ اول -	عکار
۱۴- 〃 حصہ دوم -	عکار
۱۵- 〃 جلد ششم -	سے ر
۱۶- 〃 جلد ہفتم -	سے ر
۱۷- بقیہ طلسم ہوشربا جلد اول مصنفہ منشی	

نام کتاب	قیمت
احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر -	عہ پ
۱۸- ایضاً حصہ دوم -	عکاپ
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم -	عکاپ
۲۰- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	سے پ
۲۱- تورج نامہ جلد دوم 〃	صر پ
۲۲- لعل نامہ - جلد اول دفتر ہشتم -	عکاپ
۲۳- ایضاً - جلد دوم 〃	عکاپ
۲۴- دفتر آفتاب شجاعت متعلق جلد دوم لعل نامہ -	للعہ پ
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول - جسکی خوبی دلکشی ملاحظہ پر موقوف ہی -	سے پ
۲- 〃 جلد دوم -	سے پ
۳- 〃 جلد سوم -	للعہ پ
ایضاً - کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لئیے -	لعہ پ
طلسم ہفت پیکر - مصنفۂ منشی احمد حسین قمر	
۱- 〃 جلد اول -	عہ پ
۲- 〃 جلد دوم -	عہ پ
۳- 〃 جلد سوم -	سے پ
طلسم خیال سکندری جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین قمر	عکاپ
ایضاً - جلد دوم -	عکاپ
ایضاً - جلد سوم -	عکاپ
طلسم نوخیز جمشیدی - جلد اول -	عہ پ
ایضاً جلد دوم -	عہ ر
ایضاً - جلد سوم -	عکار
قصۂ ٹھگ در سہ حصہ - مطبوعۂ غیر -	عہ پ
ایضاً - حصۂ چہارم - 〃	۱۲ر پ
پیر نابالغ در دو حصہ - 〃	عہ پ

فہرست مضامین دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم

مضمون	صفحہ
مناجات بہ درگاہ قاضی الحاجات۔	۳
نعت سرور کائنات اشرف المخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین شفیع روز جزا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا۔	۴
منقبت آل اطہار و وصی احمد مختار مظہر العجائب والغرائب علی بن ابیطالب۔	۶
مدح حضور پرنور گوہر بحر سخاوت در نایاب اکلیل شجاعت سکندر صولت دارا دربار کیوان منزلت حاتم دوران درۃ التاج ابہت و شہریاری زیبندۂ سریر مملکت و تاجداری جناب شوکت مآب رکن الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ۔	۷
سبب تالیف کتاب۔	۸
ترانہ سنجی عندلیب خامۂ خوش بیان در تحریر این نگارستان بیخزان۔	۹
آغاز داستان ندرت بیان روانہ ہونا صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا بہمراہی کل لشکر و بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے جانب طلسم نہ طاق برائے فتح طلسم اور ورود لشکر فیروزی اثر ایک صحرائے پر فضا مین اور سردارون کے اصرار سے کہ یہ صحرا نہایت سرسبز و پر بہار ہے لشکر کو قیام کا حکم دینا اور خود مع سردارون کے مصروف صید و شکار ہونا ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا اور بہت دور نکل جانا رفیقون اور ہمراہیون سے جدا ہوکر اور راہ بھول کر ایک صحرائے ہولناک و دشت پرخار مین سراسیمہ و پریشان ہونا آخر برہنمائی خضر علیہ السلام راہ گم کردگان اس مصیبت جانکاہ سے نجات پانا۔ ملاقات ہونا درویش فرشتہ خصال القائے صحرانشین سے اور عطا فرمانا اُن کا بازوبند وغیرہ تبرکات طلسمی شاہزادۂ عالی منزلت اور خضران بن عمرو کو اور اُنکی برکت سے پہونچنا ایک غار تک اور حسب ارشاد درویش صحرانشین کو ڈھونڈنا غار مین اور پہونچنا اک صحن بارگاہ مین وہان ہنگامۂ جنگ و پیکار برپا ہونا ساحران نابکار سے اور قتل ہونا سمندر شاہ اور سندر دمن جادو وزیر بدتدبیر گنجور شاہ کا اور رہا کرنا قید گنجور شاہ کو۔ مطیع اسلام ہونا گنجور شاہ کا اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لانا طلسم گنجورۂ سلیمانی مین اور تحفہ جات طلسمی گلدستہ وغیرہ مع تیغہ و سپر کے پیشکش کرنا خدمت بابرکت صاحبقران مین اور سب کو تخت سحر پر سوار کرکے لانا پھر پیر مرد صحرانشین کے پاس رخصت ہونا شہزادہ عالیجاہ کا القائے صحرانشین کے پاس سے اور روانہ ہونا اُس صحرائے ہولناک سے اور ہمراہی گنجور شاہ پہونچنا لشکر فیروزی اثر مین۔ پھر رخصت ہونا گنجور شاہ کا یہ وعدہ کرکے کہ غلام اپنے طلسم کا انتظام کرکے نہ طاق پر مع لشکر کے حاضر ہوگا۔ شہزادہ کا ایک دو روز لشکر مین قیام کرکے روانگی پیش خیمہ کا حکم دینا جانب بیابان نہ طاق و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔	۱۰ و ۱۱
دو کلمہ داستان سمندر جادو اور گنجور شاہ کے سماعت فرمائیے۔	۲۵
ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا ایک صحرائے	۴۲ و ۴۳

مضمون	صفحہ
بر بہار دشت لالہ زار مین - صاحبقران کا اُس صحراے فرحت افزا کو پسند فرما کر اُسی مقام پر دو چار روز کے لیے لشکر کو حکم قیام دینا - خیمون و بارگاہون کا اُسی صحرا مین برپا ہونا - صاحبقران کا سیر صحرا مین مصروف ہونا - حسب اتفاق ایک روز سرکشان شاہ حاکم صحراے سرکشان ہر کلاہی دادرسی کے لیے خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہونا اور اپنی سرگذشت عرض کرنا - صاحبقران والاشان کا سرکشان شاہ کو اپنے لشکر مین مقیم کرنا اور روانہ کرنا خواجہ خضران و دیگر عیارون کو واسطے گرفتاری انزروت جادو کے اور خواجہ کا عیاری کر کے لانا انزروت کو مع اُسکے چند سردارون کے صاحبقران والاشان کے حضور مین - قتل ہونا انزروت کا بسبب نہ قبول کرنے اسلام کے اور بعد قتل انزروت اُسکے گلوے بریدہ سے ایک دھوان پیدا ہونا جسکی تیزی سے نابینا ہو جانا صاحبقران و بادشاہ اسلام اور جملہ سردارون کا - پھر کچھ حال سماوات تاجدار حاکم شہر حیاتیہ و بہیات مردار خوار و آفات مردار خوار وغیرہ کا اور روانہ ہونا آفات مردار خوار کا ہمراہی سہراب جنگ آزمودہ بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرز زن سرداران سماوات کے بجانب لشکر صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا -	
اب دو کلمۂ داستان شہر حیاتیہ کے بیان ہوتے ہین -	۶۴
اب دو کلمۂ داستان لشکر صاحبقران کے بیان ہوتے ہین -	۹۷
اب چند کلمۂ داستان حیرت بیان ملک سماوتیہ کے گذارش کیے جاتے ہین	۹۸
چند کلمۂ داستان لشکر صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین -	۹۹

مضمون	صفحہ
اب دو کلمۂ داستان نقابدار سرخ پوش کے عرض کیے جاتے ہین کہ جسکو ساحرہ یعنی ماہیان خوش تقریر عاشق ہو کر اُٹھا لائی تھی نیچہ بنکر اور مدد سے اجروس جنی کے خضران بن عمرو رہا ہوے تھے اور آنا درویش القاے صحرا نشین کا اور ان سب کا سحر دفع کر کے چلے جانا اور نقابدار کا رخصت ہونا ممنون ہو کر اور اپنے لشکر کی جانب چلنا اور خضران کا بختیارک ثانی کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جانا کہ وہ گذارش کر چکا ہون اب نقابدار کا حال بیان کیا جاتا ہی ناظرین باتمکین ملاحظہ فرمائین ساقی نامہ -	۱۵۲ و ۱۵۳
چند کلمۂ داستان مخالفت عنوان شاہد جنی ہمشیرزادۂ عبدالرحمن جنی کے بیان ہوتے ہین -	۱۷۹
چند کلمۂ داستان ضلالت لشکر دیوان گلستان ارم کے بیان ہوتے ہین -	۱۹۲
اب پھر داستان گلستان ارم کی آغاز کی جاتی ہی -	۱۹۸
چند کلمۂ داستان جرأت نشان شیر بیشۂ رستمی یعنی سکندر رستم خوے بن شہریار کے بیان کیے جاتے ہین -	۱۹۹
اب چند کلمۂ بہتر بلقیس بن شاپور بن عمرو کے گذارش کیے جاتے ہین -	۲۰۳
اب کچھ حال اُس نیچہ کا سنیے جو کہ سکندر کو اُٹھا لے گیا تھا -	۲۰۶
اب بیان سے کچھ حال ملک آسمانیہ کا بیان ہوتا ہی -	۲۰۸
چند کلمۂ داستان حیرت نشان اُس نیچہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ جو سکندر کو لیکر روانہ ہوا ہی -	۲۲۱

مضمون	صفحہ
چند کلمۂ داستان پردۂ قاف گلستان ارم کے پھر تحریر ہوتے ہین-	۲۲۴
اب یہان سے چند کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین-	۲۴۱
اب یہان سے داستان ملک سماویہ کی پھر آغاز کی جاتی ہے-	۲۴۲
چند کلمۂ داستان ضلالت نشان اکوان تاجدار کے بیان ہوتے ہین-	۲۵۱
یہان سے داستان طلسم نہ طاق کی آغاز ہوتی ہے-	۲۹۶
چند کلمۂ داستان ملک آسمانیہ کے تحریر ہوتے ہین-	۳۰۵
چند کلمۂ داستان شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کیے جاتے ہین-	۳۲۰
چند کلمۂ داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین-	۳۴۳
بربادی شہر فرنگوشیہ برجبین آفتاب پرست کے ہاتھ سے اور ارژنگ بن زمرد کے ستم سے	۳۷۶
اول حال ملک خاور کی بربادی کا عرض کیا جاتا ہے-	۳۷۷
اب پھر حال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے کہ انھون نے جو آٹھ روز کا وعدہ کیا تھا کہ مین مع بارگاہ کے طلسم نہ طاق کو جاؤنگا سب اہل مشورہ جمع ہون پس وہ سب لوگ جمع ہوے ہین اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے قصد روانگی نہ طاق کیا ہے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا-	۴۰۱
اب دو کلمۂ داستان شوکت بیان اُس غمگین و حزین کے جو خانۂ کعبہ چلا تھا یعنی خضران بن عمرو ثانی کے بیان کیے جاتے ہین	۴۰۹
اب لفزبان سرکار ابد قرار یہ حقیر سراپا تقصیر	۴۱۷
شیخ تصدق حسین داستان کو خروج خونخوار بن دجال کو تحریر کرتا ہے-	
داستان رفیقان قدیم صاحبقران اول کی تحریر کی جاتی ہے-	۴۳۲
چند کلمۂ داستان ضلالت نشان دیو ابلق کے بیان کیے جاتے ہین-	۴۴۴
اب یہان سے کچھ حال گلستان ارم کا تحریر ہوتا ہے-	۴۵۷
اب یہان سے حال سلیمان ثانی شوہر ملکہ تمرشیہ سلطان کا بیان کیا جاتا ہے-	۴۷۳
اول حال دیو نفریت بن عفریت کا بیان کیا جاتا ہے-	۴۷۴
دو کلمۂ داستان نابکار جنی کے سماعت فرمائیے-	۴۸۱
اب دو کلمۂ داستان گل گلزار صاحبقرانی در دریاے فتوت انجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کے عرض کیے جاتے ہین-	۴۸۳
اب دو کلمۂ داستان خونخوار بن دجال کے بیان ہوتے ہین-	۴۹۸
اب نتیجہ حال پرملال مقیمان شہر عنطلی آباد معرض بیان مین آتا ہے	۵۰۴
اب یہان سے چند کلمۂ داستان اسد بن کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین-	۵۰۹
اب یہان سے چند کلمہ داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین-	۵۳۹
چند کلمۂ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیے جاتے ہین-	۵۶۱
دو کلمۂ داستان ضلالت نشان خروج حوت آئینہ پرست کے گذارش کیے جاتے ہین-	۵۷۳
اب اسد ثانی کو تو اس حال پرملال مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے حال اسد غازی کا بیان ہوتا ہے-	۵۸۹

مضمون	صفحہ
لیکن اول حال خونخوار بن دجال کا گذارش کیا جاتا ہے۔	۵۹۲
بیان سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان شہر گیلان کی تباہی کے عرض کیے جاتے ہیں۔	۵۹۶
اب بیان سے چند کلمات مصیبت آیات زیب اورنگ جہان بانی شاہزادۂ اسد ثانی کے بیان ہوتے ہیں۔	۶۰۰
چند کلمۂ داستان مہتر صمعہ عیار کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۶۲۰
چند کلمۂ داستان سرگشتۂ راہ الفت و آوارۂ کوے محبت شاہزادۂ اسد ثانی کے گذارش کیے جاتے ہیں	۶۲۲
چند کلمۂ داستان حوت آئینہ پرست کے بیان کیے جاتے ہیں	۶۴۱
چند کلمۂ داستان شوکت نشان دردریاے فتوت وانجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۶۴۵
داستان ضلالت نشان حوت آئینہ پرست آغاز کی جاتی ہے۔	۶۵۷
چند کلمۂ داستان حیرت نشان سوختگان آتش محبت یعنی شہزادہ اسد ثانی و ملکہ طومان سبزپوش و ملکہ سحابیہ دُردر گوش کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۶۸۱
اب کچھ حال بیمار محبت و مریض درد فرقت یعنے ملکہ طومان سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے۔	۶۸۸
چند کلمۂ داستان جرأت نشان شاہزادۂ اسد ثانی کے گذارش کیے جاتے ہیں۔	۶۹۰
حال قلعۂ ذوالامان کا بیان ہوتا ہے۔	۶۹۳
داستان عیاران لشکر اسلام کی آغاز ہوتی ہے۔	۷۰۰
چند کلمۂ داستان اسد غازی کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۷۱۳
دو کلمۂ داستان جنگ قلعۂ ذوالامان کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۷۱۴
دو کلمۂ داستان سرہنگ مکی کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۷۳۰
اب حال قلعۂ ذوالامان کا بیان کیا جاتا ہے۔	۷۳۷
دو کلمۂ داستان ضرغام شیر دل کے بیان ہوتے ہیں۔	۷۳۹
اب دو کلمۂ داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہیں۔	۷۴۲
خاتمۃ الکتاب۔	۷۴۶
خاتمۃ الطبع۔	״

دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہے یعنی جلد مذکور مین یہ ما تک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی مع ایکسو چالیس ہزار دلاورون کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہین اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل مرحمت فرما کر واسطے قتل آئینہ اندام جادوگر ہدایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم مین وہ سب حالات مرقوم ہوچکے ہین اور جلد سوم مین ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور اسکی گرفتاری بعد ازان ایمان لانا اور مہتاب نادریا سحر کا اور شمسندر کا مقابلہ کیلئے آنا اور جنگ جمع ناعشاق استاد شمسندر سے اور قتل ہونا معہ عشاق کا وفتح ہونا شمسندریہ کا علاوہ داستانہائے ضمنی برجیس آفتاب پرست و ملکہ ثریا سیمتن و پردہ قاف وغیرہ کے اب اس جلد مین سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا ہے

کہ شمسندر جادو شمسندریہ سے بھاگ کر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ ہوا ہے اور در دشکر فیروزی اثر صاحبقران ثانی یعنی بدیع الملک نوجوان کا صحرائے پربہار دشت لالہ زار مین آنا سمر کشان شاہ کا داد رسی کے لیئے و گرفتاری انزروت جادو و حال سمواث تاجدار و ہیہات مردار خوار و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرزن وغیرہ کا اور نابینا ہونا صاحبقران مع سرداروں کا سحر انزروت جادو سے اور خضران کا عیاری کرکے اچھا کرنا و حالات ارشیون پریزاد وغیرہ و داستانہائے نیرنگ قاف و جنگ و جدال دیوان قاف و حالات مہلیل زرہ پوش و حالات عشق شہزادہ اسد ثانی ساتھ ملکہ طوفان سبز پوش کے و عیاری مہتر سمہ عیار و حال عوت آئینہ پرست و ملکہ سحابیہ دردر گوش و بربادی ملک قرنگو شیہ برجیس آفتاب پرست و اسار زنگ بن زمرد شاہ کے ہاتھ سے و حالات بربادی ملک اقاق در دو داستان عظمت سحر ساز مادر حیات زرین پوش و حالات ملکہ سمواتہ دکوان تاجدار و کیفیت روانگی صاحبقران زمان بجانب طاق و حالات خروج خونخوار ابن دجال و اسکے ہاتھ سے قتل ہونا بہت سے سرداران اسلام کا و حالات گلستان ارم وغیرہ و حالات ملکہ جادو و بربادی شہر غظلی آباد از دست خونخوار جادو اور بہت سی عجیب و رنگین و ضمنی داستانین اس جلد مین مرقوم ہوئی ہین چنانچہ

جلد چہارم

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندہ سمائے جہانداری سکندر صولت دارا دربان فریدون مرتبت نوشیروان معدلت حاتم دوران جناب فیض مآب ہزہائینس **نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر خامس عباسی** خلد اللہ ملکہ و دولتہ ۔ زیر نگرانی نمکخوار قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری مقیم لکھنؤ نے بلبل ہزار دستان شیرین بیان و شیوا زبان شیخ تصدق حسین استاد لکھنوی کا باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی کے بزبان اردو لکھوایا اور حسب ایمائے ملک التجار گوہر بحر مروت و قدر شناس علم و ہنر منشی بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد لا تحصے اوس حکیم بے ہمتا اور بادشاہ اعلی کو سزاوار ہے کہ جسکی قدرت کاملہ نے دو حرف کن سے طلسم دنیا کو بانواع مختلفہ آراستہ و پیراستہ فرمایا اور ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کر کے طرح طرح کی مخلوقات سے عالم موجودات کو زیب و زینت بخشی۔ کسی مقام پر عجائبات کا کارخانہ ہے کہین کان جواہر اور کہین خزانہ ہے۔ لمحہ لمحہ یہین کچھ کا کچھ رنگ ہوجاتا ہے۔ اس سے بڑھکر عجائبات کس طلسم کا ہے اور اگر ہے تو پرتو اسی قسم کا ہے۔ کسی جگہ کا حال عبرت انگیز ہے تو کسی مقام کا حیرت آمیز غرضکہ عجوبات بے ہوشربا ہے جو واقعہ ہے حیرت انتما ہے۔ ہزار اسپ خرد نے تگ و تاز کی ایک بدلگامی ابلق ایام کی کیفیت نہ کھلی۔ ہزار ہزار شکل سے عیار وہم و خیال نے اپنی طراری سے کمند فکر کے حلقے مارے مگر اوسکے کنگرۂ کنہ حقیقت اور بام قدرت تک رسائی نہوئی طائر تیز پرواز عقل بشری اوسکے میدان حکمت مین بلند پروازی کرسکے کیا طاقت ہے اور مہندس فہم انسانی۔ اس نقشبند عالم کی قدرت کاملہ کا بھید سمجھ سکے کیا قدرت ہے۔ الحق ادائے ثنائے پاک پروردگار وادی دشوار گزار ہے۔ یہ صحرائے وسیع بحر و شمار یہ بحر ذخار ناپیدا کنار ہے۔ اسکے دریائے رموز حقیقت مین شناوری کرسکے انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے یہان ہوش و حواس گم زبان ناطقہ لال ہے۔ ہر چند حکمائے روشنضمیر اور عقلائے پرتوتدبیر نے اسرار و رموز الٰہی کی شناخت مین پیک خیال کو دوڑایا مگر کسیطرح سر رشتہ شناسائی ذات اقدس و اعلے ہاتھ نہ آیا بفحوائے ؎ آنکہ در میدان استد اک کنہ ذات او + پر سپتم عقل خرد تیغ و سپر انداختہ پس لازم ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک کہکر چپ ہو رہیے زیادہ حوصلہ نہ کیجیے ۔ نظم

الہی تو ہے بادشاہ جہان
خداوند عالم تری ذات ہے
تری یاد سے دل مین تنویر نور
سپید و سیہ روز و شب تیرہ وار
خلائق کو کن سے ہویدا کیا
ترے در کا ہر ایک محتاج ہے
عطا کی غریبون کو بیچارگی

تجھی سے ہے پشت و پناہ جہان
تو قطرہ کو ہم موج دریا کرے
ترے غم سے سینہ ہم آغوش حق
تری کلک قدرت سے کون و مکان
مشیت نے تیری جو چاہا کیا
جہانداری و تیغ شاہون کو دی
دل افسردگی اور جگر خوارگی

ہر اک پر ترا لطف دن رات ہے
تو ذرے سے خورشید پیدا کرے
کیئے جلوہ گر تو نے بینش نگاہ
نظر مین ہے اک قطرۂ امتحان
گدا یا کوئی صاحب تاج ہے
شکست و ظفر کج کلاہون کو دی
کیئے خلق دوراز دان قدیم

نبی بھیجے دین بھیجا حکیم
بتائی ہر اک کو رہ مستقیم
معیشت کے اسباب ہر شہر مین
ترے زیر فرمان زمین و فلک
لیا کار فیاض دلتنگ سے
عجب جلب حسن کی شان ہے
کہین غمزدون کی تسلی ہے تو
کبھی خرمی خندۂ گل کی ہے
غریب و امیر و صغار و کبار
ترے شوق سے ہوکے بے اضطراب
روان قافلے موج کے بیخطر
جو تو چاہے تسکین بیتاب کی
ترا ذکر شیخ و برہمن مین ہے
فقط اعتباری ہے دونون مین فرق
نہ تو آشنا ہے نہ بیگانہ ہے
فنا کو وہ نسبت ہے جاوید سے
ہے تو پاک ہے درک و ادراک سے
تجھے شغل آغاز و انجام ہے
ترا کاروبار اضطراری نہین
ترے عشق پرسوز مین کھا کے جوش
پڑا مست لیتا ہے انگڑائیان
پڑا ہے بیابان جانکاہ مین
کھڑے وجد مین جھومتے ہین شجر
اثر بس خیالات شوریدہ مغز
سر شعلہ پر رکھ نہ بڑھ کر قدم

دل خلق عالم رخ تیرہ خاک
دکھائی بہار رعنائے نعیم
صناعت مین دی عقل کامل تجھین
ترے تابع حکم انس و ملک
بہار کرم سے ترے کھا کے جوش
جدھر دیکھئے عقل حیران ہے
کبھی آمد موسم نو بہار
کبھی آبرو اشک بلبل کی ہے
بنائی ہے دیدۂ چرخ پیر
اوٹھاتے ہین پانی سے گردن حباب
تجھے دیکھکر حسن کی شان مین
کرے پرورش شعلہ سیاب کی
نہ بتخانہ خالی نہ خالی حرم
وہی نور شعلہ وہی نور برق
ترے ساتھ عالم کی ہستی بھی ہے
حرارت کو جو جرم خورشید سے
نہین تجھ مین گنجائش کیف و کم
بنانا مٹانا ترا کام ہے
کنار زمین گل سے بھرتا ہے تو
گل داغ لالہ ہے جنت فروش
ترے بجے دیوانہ سینہ چاک
شب و روز جادہ تری راہ مین
سوا ترے جتنے ہین فانی ہین سب
کہانتک سرحرف گفتار نغز
غنیمت سمجھ عرض حاجات کو

کیا انبیا نے ضلالت سے پاک
حکیمون نے پیدا کیے دہر مین
کیا سوے ایجاد مائل انھین
کیا آب دریا روان سنگ سے
زمین گلستان ہے جنت فروش
کہین طور دل کی تجلی ہے تو
کبھی رخصت نالہ ہاے ہزار
ترے خوان نعمت سے روزینہ خوار
مہ و مہر ہے عینک دلپذیر
تری جستجو مین ہین شام و سحر
بگولے ہین رقصان بیابان مین
ترا غلغلہ دوست دشمن مین ہے
کہین تو خدا ہے کہین ہے صنم
نہ ہم سے جدا ہے نہ ہمخانہ ہے
جہانتک بلندی ہے پستی بھی ہے
یہ پایا گیا ماعرفناک سے
ترے قرب سے دور ہے بیش و کم
کبھی تجکو بے اختیاری نہین
چمن رشک فردوس کرتا ہے تو
ترے شوق مین سبزۂ بوستان
بگولے اوڑاتے ہین صحرا مین خاک
نمائش تری شان کی دیکھکر
غبار رہ بے نشانی ہین سب
تو خس ہے رہ محرمت برق دم
اوٹھا ہاتھ اپنے مناجات کو

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی بیان زبان دے مجھے
یونہی صرف اوقات کرتا ہون
بلا ہوگئی میری ہستی مجھے
اسی فکر مین بس شب و روز ہون
ترا لطف شامل ہو گر دمبدم
دل رشتہ بر پا مرا چھوٹ جائے

زبان فصاحت بیان دے مجھے
بہت دن سے عسرت کا ہمخانہ ہون
نہین چھوڑتی تنگدستی مجھے
ہوا خواہ حاجت روائی ہون مین
ادھر بھی ہو کوئی نگاہ کرم
ترے لطف سے ترا شیدا ہون مین

تری حمد دن رات کرتا رہون
ترا ہو کے دلسوز بیگانہ ہون
فلاکت کا ازبسکہ بیسوز ہون
طلبگار مشکل کشائی ہون مین
طلسم فلاکت مرا ٹوٹ جائے
تجھی سے طلبگار تیرا ہون مین

اگر تو نہ دے شادمانی مجھے
کرون دل کو گویا مین خاموش ہون
پریشان ہون صحبت گل سے مین
اوڑتا ہوا خاک سر پر پھرون
غم شور آفت مین دل شاد رکھ
مرے دل کو خورشید منزل بنا
خودی بیخودی کا نہ کچھ ہوش ہو
خراب مے فاقہ مستی ہون
بنایا ہے قسمت نے خودبین مگر
رہائی دکھائے اسیری مری
تن خستہ سے جان مانند بو
ملون مثل نقش قدم خاک مین
برنگ گل و غنچہ مشک بو
غبار بیابان محشر نہون
نہ توڑے آسمان غضب جان پر
تجل کر نہ محشر کے میدان مین
چھٹون قید زندان محشر سے مین
شفیع ستمدیدگان گناہ
لب تشنہ ہے موج اخگر مجھے
سوئے باغ رضوان بڑھون خندہ زن
یہ امید یارب جو کثرت سے ہی
کہ ہون طالب رتبۂ صالحان
عمل وہ کہ جز شرم حاصل نہین
کرے گی نہ دوزخ بھی مجکو قبول

مبارک ہو آشفتہ حالی مجھے
سبکروح ہوکر پھرون چار سو
گریزان ہون فریاد بلبل سے مین
تری چاہ مین موج سان سر بسر
ہمیشہ مجھے محنت آباد رکھ
ضلالت ترے صدقے مین دور ہو
غم دین و دنیا فراموش ہو
مین بیکس ہون یارب تو بیکس نواز
نہین آجتک مجکو اپنی خبر
اوٹھاؤن نہ مین سختی جانکنا
نکل جائے بنکر تری آرزو
جگائے جو آشوب محشر مجھے
زمین لحد سے اوٹھون سرخرو
سمجھکے شہید محبت مجھے
مجھے چھوڑ دے نکیر ایمان پر
گذر جاؤن مین پل سے مانند برق
ملون ساقی جام کوثر سے مین
جگر تفتہ خورشید محشر سے ہون
عنایت ہو اک جام کوثر مجھے
وہ عالم ہو میرا وہ سامان ہو
فقط تیرے احسان رحمت سے ہی
خطاکار ہون پر گناہون مین ہان
تجھے منہ دکھانے کے قابل نہین
مگر ہان یہ احسان قسمت کے ہین

تری یاد مین خود فراموش ہون
نہ دم بھر بھی دم لون کہین شکل بو
ترے شوق مین مثل نہر سر پھرون
رہے مجکو ہر دم وطن مین سفر
فروغ محبت کے قابل بنا
یہ ظلمت کدہ عالم نور ہو
نہ خود رفتۂ تنگدستی ہون
اوٹھاؤن کہانتک مصیبت زمانہ
دم مرگ کر دستگیری مری
اجل کی کشاکش سے رکھ بے نیاز
نہ الجھاؤن دنیا سے غم خاک مین
نہ سونے دے میرا اقتدار مجھے
گناہون کی شامت سے مضطر ہون
لگا لے گلے تیری رحمت مجھے
نہ رکھو دفتر جرم میزان مین
نہون سیل طوفان آتشین عرق
کرون عرض داور دین پناہ
غلامان اولاد حیدر سے ہون
وہان سے طفیل حسین و حسن
فرشتہ بھی دیکھے تو حیران ہو
وگرنہ میری یہ حقیقت کہان
ذلیلون مین ہون روسیاہون مین ہان
سمجھکر دم حشر لغو و فضول
بہانے کرم کی عنایت کے ہین

کرامت مین تیرے پیمبر کے ہون
حمایت مین ساقی کوثر کے ہون

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین شفیع روز جزا محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثنا

جواہر زواہر درود و ثنا محمد و نثار بارگاہ عرش پناہ خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب عالمین باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین صدر نشین بارگاہ رسالت سریر آرائے بزم نبوت صاحب قرآن و معراج بخشندہ تخت و تاج شفیع الامم مظہر لطف و کرم سردار پیغمبران و مرسلین

مخاطب بخطاب وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ حبیب خدا اشرف انبیا خیر اور اصحاب قاب قوسین او ادنیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وعلیہ الف الف تحیۃ وثنا جنکی شان مین قرآن مجید آیا ہے جنھون نے اس طلسم دنیا مین کفر و ظلام کے در بند ون کو شکست فرمایا ہو مرحلہ جات بت پرستی کو بیخ و بن سے گرا دیا بڑے بڑے کافران ناہنجار و ساحران غدار کو بزور شمشیر متبع اسلام کیا دین دنیا مین نام کیا اگر رہبری پر اس فخر خضر راہنمائی پہ چلے جائین تو ہم بھی آلام دنیا سے چھوٹ جائین بخوف وہراس سہل لیجائین ہرگز رنج و مصیبت نہ اوٹھائین مگر ہمیر تو نفس امارہ ایسا غالب ہے کہ عبارت مکتوب بالکل محض ہیم محمود بہ حق کے جو لوح دل پر کندہ ہے یاد نہین آتی ہے یا یہہ پیر زال دنیا مکر سے بلاتی ہے مگر جب اقرار شفاعت شافع محشر کا خیال آتا ہے دل لاحول پڑھکر شیر ہو جاتا ہے محمد و آل محمد پر درود بھیجتا ہے ۔ غریق بحر عصیان کو طوفان محشر مین اسی ناخداے امت کا سہارا ہے اور کشتی شکستگان دریاے جرم و گناہ یعنی عاصیان پر معصیت کو اسی رحمۃ للعالمین کی شفاعت کا بھروسا ہے۔

محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی
مہان نے جسم ہے نہ روح جز آثار نورانی
امیر عرب شہریار عجم
دیا حکم پامال اصنام کو
انھین سے ہوئی محفل عرشیان
خلایق کے دل بھر دیے نور سے
زمین مدینہ ہے عنبر سرشت
شرف دین کے فخر ایمان کے
شریک وجد اعین گزنت ہیچ
کس بیکسان دوست محتاج کے
فلک سائبان انکے ایوان کا
زمین و فلک گردش یک قدم
بتا کر رہ راست قرآن سے
ضلالت سے لائے ہمین راہ پر
کسی اور مین یہ فضیلت کہان
زمین پر نہین آسمان پر نہین
کمالات اعجاز کے مہر و ماہ
فلک پر صف انبیا کے امام
شہ انبیا خاتم مرسلان
جسے کہتے ہین سب غلام جناب
ہم اندیشہ شوق میباک ہون
طفیل جناب حسین و حسن

لکھر عیسی گردون نشین جسکی دربانی
شناسا ہو سکے کب بیتے سے ایسی مرسل کے
بیان کرامت سپہر کرم
محمد کہ ضامن شفاعت کے ہین
زیارت گہ دیدۂ قدسیان
ہوا جب کہ ملک عرب جلوہ گاہ
وہان کے خس و خار رشک بہشت
دکھایا شجاعت نے بجسد مکمل
وہ ظل الہی حقیقت مین تھے
زبان آشنا حرف اسرار کے
زحل پر گمان ایک دربان کا
نکلتے جدھر یاد اللہ مین
مشرف کیا سب کو ایمان سے
زمین و فلک عرش و کرسی تمام
میسر یہ شان نبوت کہان
مسیحا بھی تھے کلمہ گو صبح و شام
فلک پر ہین ذرات انکے گواہ
نبوت نے حضرت سے پایا شرف
شفیع امم قدوہ کاملان
اسے بھی کبھی یاد فرمایئے
روانہ سوے روضہ پاک ہون
منور دل شوق منزل کرون

براق برق تاب انکا شب معراج وان ہوگیا
خیال فلسفی و ہندسی و وہم انسانی
کیا جلوہ گر نور اسلام کو
وسیلہ گنہگار امت کے ہین
فروغ کمالات مستور تھے
وہان کا ہر ایک ذرہ ہے مہر و ماہ
خلاصہ حقیقت کے عرفان کے
ہوئے سرکشان جہان پایمال
عدو خسرو گوہر تاج کے
عیان شان اعجاز گفتار سے
دم شوق بالا روی بر قدم
بچھا دیتے آنکھین ملک راہ مین
چراغ ہدایت کیا جلوہ گر
کیا دم مین طے بے قیام و مقام
کہین انکا کوئی ہمسر نہین
ہر ایک بات اعجاز تھی لاکلام
زمین پر شرف بخش بیت الحرام
وہ ہین افضل انبیاء سلف
اثر ہے جو دل خستہ خانہ خراب
زیارت سے دل شاد فرمایئے
تمنا ہے اے رحمت ذو المنن
تمناے دیدار کامل کرون

شب و روز رہتا ہون زاری کنان
زیارت کا طالب اختر ہر زمان

منقبت آل اطہار و وصی احمدؐ مختار مظہر العجائب و الغرائب علیؑ ابن ابیطالب

بعد حمد و نعت منقبت سپہ سالار فوج خدا شہسوار معرکہ ہل اتی آفتاب انما سوار دوش مصطفےٰ قاسم جنت و نار سیارۂ دوازدہ برج گنبد دوار کرار غیر فرار حامل لوائے احمد مختار شیر درندۂ احمدی عاشق و شیفتۂ احدی مسند نشین بارگاہ کبریا صاحب حوض و لوا فاتح خیبر قاتل مرحب و انتر یعسوب الدین امام المتقین امیر المومنین مظہر العجائب و الغرائب سلطان المشارق و المغارب غالب کل غالب علیؑ ابن ابیطالب کی واجب ہے جسکی ضرب تیغ بیدریغ سے دین اسلام نے رواج پایا ہر ایک کافر ترک بت پرستی کر کے دائرۂ اسلام مین آیا۔ جنگ خندق مین وہ شجاعت دکھائی کہ بڑے بڑے زبردستون اور سرکشون نے منھ کی کھائی۔ نظم

کرون اوصاف حیدر کس زبان سے
جلالت مین عدالت مین ہی یکتا
علیؑ پر ختم ہے حق کی عبادت
قدم دوش محمدؐ پر رکھا ہے
علیؑ جا ہین کرین قطرہ کو گوہر

مضامین ڈھونڈھ لاؤن آسمان سے
خدا کا ایسا بندہ کب ہوا ہی
اونچا یا رنج دی غیر دنکو راحت
علیؑ پر جان اور ایمان فدا ہی
علیؑ جا ہین عرض نجاے جوہر
خدا کے نور کی کیونکر ثنا ہو

سخاوت مین شجاعت مین ہی یکتا
جو ایسا محو توحید خدا ہے
علیؑ کا مرتبہ سب سے سوا ہے
علیؑ نور خدا مشکل کشا ہے
بشر سے وصف حیدر کب ادا ہو

رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست
گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کے دانم
الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

دیگر

جب ہوا رب پاک وصاف علیؑ
مرتضےٰ ہین ہر گروہ اولیا
شان مین آیا ہے انکے لافتے
طاق کعبہ سے گرائے ہین صنم
یہ فضائل حیدر کرار کے
آگے دیتی ہے زمین انکو حساب

لکھ سکے کیا کوئی اوصاف علیؑ
بادشہ یہ وہ وزیر شاہ ہین
ہین یہ بازوئے نبی دست خدا
اک فرشتہ ہے کہ وہ لیل و نہار
غیر ممکن ہے کہ وہ بھی گن سکے
جب معرفت ہون خدا و مصطفےٰ

مصطفےٰ ہین بادشاہ انبیا
مہر انور وہ ہین اور یہ ماہ ہین
رکھ کے دوش پاک احمد پر قدم
مینھ کے قطرون کو کرتا ہے شمار
ہے لقب عالم مین انکا بوتراب
کیا کرے تعریف انکی دوسرا

فضائل و مناقب انکے لاتعد و لاتحصے ہین بشر کی کیا طاقت ہے کہ انکا احصا کر سکے اور اس وادی ناپید کنار مین قدم رکھ سکے۔ خامہ دو زبان معترف بعجز و قصور ہے قلوب مومنین پر تابان انھین کا نور کرامت ظہور ہے۔ اور تحیت بے انتہا اور ہزار ہزار مدحت و ثنا حضرت امام حسن مجتبیٰ سے لیکر اس امام زمان سلطان دو جہان ہمنام مصطفےٰ قائم آل عبا تک کہ دل ہر ایک مومن کامل کا جسکی زیارت با سعادت و اقتباس جمال مہر بیزوال امامت کا صبح و مسا طالب ہے ہر فرد بشر پر واجب و لازم ہے ان حضرات سے توسل رکھنا باعث نجات ہے انھین کے وجود باجود کی برکت سے قائم اس طلسم جہان کی کا نشان ہے

بس اثر ہے اسی پہ ختم کلام
سب پہ ہر دم رہے درود و سلام

مدح حضور پرنور گوہر بحر سخاوت دُر نایاب اکلیل شجاعت سکندر صولت دارا دربار کیوان منزلت حاتم دوران درۃ التاج ابہت و شہریاری زیبندہ سریر مملکت و تاجداری جناب شوکت مآب رکن الدولہ نصرت جنگ ہز ہائنس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ

خبر دار اے ساقی باخبر
کہ چھلکے سخن بزم جمشید مین
اوٹھاؤن دم فکر مضمون قلم
پناہ جہان و جہان پناہ
عروج بلند اختری دیکھکر
کسی کو کسی سمت ملتا نہین
عدالت کی جسے سنی داستان
جہان شجاعت سپہر کرم
شب و روز دست کرم ہو دراز
کہین جور و بے اعتدالی نہین
دیا ساز و سامان دولت تمام
رتبت بنی ادنی کمالات سے
محمد بہاول سے خان ہو جو صمم
کہ تعریف ہے ذہن وادراک کی
کرے وہ عدو پر جو شکر کشی
یہ فیروزمندی یہ شوکت کہان
سبھی فن کے کامل ہین اس شہر مین
نہین کوئی ایسا شہ ارجمند
اوٹھاؤن مین ہاتھ اب دعا کیلئے
نقوش کواکب سے جبتک پرند
زمانہ مین جبتک سحرگاہ و شام
قدمبوس نواب گیتی پناہ
ہمیشہ یہ نواب عالی دماغ
جلے رشک سے دشمن تیرہ روز

کہ صبح تمنا ہوئی جلوہ گر
زبان و لب خشک کو تر کرون
کرون مدح سرکار والا شیم
برومند نخل زر و مال سے
جھکا تا ہے سر آسمان خاک پر
شب و روز ہین جستجو مین سب
سر فتنہ ہے مست خواب گران
زمانہ مین اللہ رکھے مدام
رعیت ہی آسودہ و بے نیاز
بنے انتظام جہان خراب
انھین پر ہی بس جود و ہمت تمام
شہ کشور اعتبار سخن
تو اسم گرامی ہو زیب رقم
تہور جو دیکھے دم کارزار
وہاں سر کبر ہو سر کشی
طبیعت مین ہی قدردانی کمال
نہین قدردان ایسا بس ہر مین
محامد ہون سب مجھ سے کیونکر بیان
کہین قدسی آمین خدا کیلئے
فروزندہ جبتک ہین شمس و قمر
فلک کو ہے گردش زمین کو قیام
ترقی یہ اقبال دائم رہے
رہے گلشن دہر مین باغ باغ
پھرین اس یاسکے دشمن تباہ

ہلا آج مے جام خورشید مین
ذہن چشمہ آب کوثر کرون
جسے کہتے ہین خلق شام و پگاہ
تنومند پر دمی اقبال سے
نظیر آپکا زیر چرخ برین
ادھر ماہ تابان اودھر آفتاب
سمجھتے ہین مردان عالی ہمم
سخاوت کا انکے بدولت ہی نام
کسی کو غم خستہ حالی نہین
مشد نے انکو کیا انتخاب
بہت شوق علمی خیالات سے
وقار سخن انتخاب سخن
صفائی ہے ایسی دل پاک کی
دل و جان سے ترک فلک ہو نثار
میسر کسی کو یہ سطوت کہان
چلے آتے ہین سیکڑون ذی کمال
غرض آج زیر سپہر بلند
نہ آئی طاقت نہ ایسی زبان
اُٹھی ہے جبتک سپہر بلند
نظر آتے ہین روز و شب جلوہ گر
ہمیشہ رہے مسند عز و جاہ
ہمیشہ یہ سرکار قائم رہے
رہے اختر بخت عالم فروز
رہین لطف و آرام سے خیر خواہ

سبب تالیف کتاب

ناظرین والاتبار و سامعین بلند اقتدار کی خدمت مین یہ خوشہ چین مزرعۂ ارباب فضل و کمال خاکپاے منشیان ذی مقال اذل کونین شیخ تصدق حسین واستان گو وذلہ۔ بانے خوان اہل ہنر محمد سمعیل اثر عرض پیرا ہے کہ ان ایام میمنت انجام مین بیاوری بخت رسا و مساعدت طالع فرحت انتما بمقتضاے آب و دانہ حسب طلب سرکار عالیجاہ بلند پایگاہ اعلےحضرت بندگان عالی کیوان خدم دارا حشم نوشیروان معدلت سکندر شوکت حاتم سخا خورشید عطا تاج مہر سپہر اقبال زیبندۂ تخت اجلال حضور پر نور رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ سپہ سالار مخلص الدولہ نصرت جنگ ہز ہائنیس نواب ابن نواب نواب محمد بہاول خان بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ فرمانفرماے دارالسرور بہاولپور صانہ اللہ تعالےٰ عن شر الشرور الی یوم النشور عرش پناہ فلک بارگاہ انجم سپاہ دستگاہ فریدون مرتبت جم منزلت سلیمان رفعت گوہر تاج شہریاری اختر تابندہ اوج ابہت و بختیاری وارد شہر لطافت بہرہ دارالریاست بہاولپور ہوا اور بتوسط مولوی محمد عبدالرشید عبدالعزیز صاحب معتمد ریاست حضوری سرکار عالیجاہ سے مشرف ہو کر ذخیرہ فخر و سعادت حاصل کیا۔ ہنگام ملازمت کبھی اپنے بخت رسا کی مساعدت پر ناز کرتا تھا کبھی فخر و امتیاز کے ساتھ شکر کریم کارساز بجالاتا تھا کہ یہ بھی یاوری تقدیر ہے کہ کہان یہ ذرہ بے مقدار اور کہان یہ آفتاب آسمان عز و وقار کہان یہ مشت خاک بے بنیاد کہان وہ عالم پاک قدسی نژاد۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + یہ سب بندہ نوازی اوس رب بے نیاز کی ہے کہ مجھ ایسے ہیچمدان کو ایسی بارگاہ فلک اشتباہ مین شرف باریابی حاصل ہوا ؎

الا کہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

حضور ممدوح نے کمال احترام نہایت اعزاز و اکرام سے عزت افزائی فرمائی کہ مدت العمر اگر اوسکا شکریہ کیا جاے تب بھی ممکن نہین ؎

اگر ہر موے من گردد زبانے
نیارم گوہر مدح تو سفتن

ز تو رانم بہر یک داستانے
یکے از شکر بسیار تو گفتن

خامہ دو زبان اگر تمام عمر سرگردانی کرے تب بھی ایک شمہ اوصاف عالی کا نہ لکھ سکے۔ خوشا نصیب ہمارے کہ دولت دیدار فائض الانوار سے طالع خفتہ بیدار بخت نارسا یاور و مددگار ہو گیا۔ شرف قدمبوسی غنچہ آرزو شگفتہ ہوا من امید گلہاے مراد سے رشک گلزار ہو گیا ؎

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
چہ حاجت ست بپیش تو حال خود گفتن

بہ آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

سبحان اللہ دارالریاست کیا شہر مینو سواد فرخ بنیاد غیرت فرخار ہے۔ کہ جسکا ہر گلی کوچہ کاکل محبوبان کیطرح دلفریب و طرحدار ہے عمارات پختہ و بلند بازارون مین رونق پاکیزہ سڑکین صاف و شفاف جسطرف دیکھو عجب کیفیت ہے جسکی سیر سے دل سیر ہو جاتا ہے مشاہدہ گل و گلزار و فضاے سبزہ زار سے فرحت تازہ حاصل ہوتی ہے نظارہ لطف اوٹھاتا ہے اور والی ملک کا کیا کہنا حضور ممدوح کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے بیان مین زبان قاصر ہے انسان کی مجال نہین ہے کہ بیان کر سکے۔ در دولت شاہی پر عجب شان و شوکت ہے جس سے رعب و داب سلطانی آشکار ہے ہر قسم کے اہل ہنر ہر طرح کا ذی کمال حاضر دربار

دربار ہے اور قصر معلےٰ کی آرائش زیب و زینت، نور علےٰ نور ہے۔ ؎

زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش		بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار	

ذہن ناقص الروان کوٹھیون کی سجاوٹ بیان کر سکے تو یہ سراسر اوسکا قصور ہے۔ رفعت و شان اُس عمارت عالی کو دیکھکر اگر یہ کہا جائے تو بجا ہے۔ ؎

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے		زمین جسکی چہارم آسمان ہے	

دوران ملازمت مین سلسلۂ سخن تذکرۂ داستان امیر حمزہ صاحبقران مین آغاز ہوا وہ رموز مقامات غوامض و نکات حضور پر نور نے اسکے متعلق ارشاد فرمائے کہ جس سے موازنہ ذہن عالی کا ہوگیا سبحان اللہ کیا طبیعت حاضر اور نظر غائر خداوند کریم نے عطا فرمائی ہے کہ کل دفاتر از بر ہین اور تمام مقاصد پیش نظر بڑے بڑے جاننے والے اس فن کے آپکے سامنے طفل مکتب ہین واہ کیا ذہن رسا اور طبیعت عالی ہے کہ جسقدر جلدین ملاحظہ سے گذری ہین سب کے مضامین آپکے ذہن نشین ہین اسیر کیا موقوف ہے صورت سیرت شوکت و جلالت رعب و داب خوش اخلاقی خوش مزاجی کونسی صفت ہے جو ذات اقدس مین موجود نہین ہے جسپر نظر عنایت و الطاف کا پرتو پڑ جائے پارس کا خواص ہے کہ دامن امید پر زر ہوجای ع ہر مس کہ بکیمیا رسد زر گردد + اسی اثنا مین حضور ممدوح نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد چہارم اگر لکھی جائے تو جو بیانات کہ اوتمین ناتمام رکھے ہین اور سلسلہ بیان اونکا ختم نہین ہوا ہے وہ انجام کو پہنچائی جائین اور نتیجہ و ماحصل انکا ظاہر کیا جائے اور جو واقعات کہ فروگذاشت ہوگئے ہین اور کسی وجہ سے بیان انکا قلم انداز ہوگیا ہے انکی نسبت ہدایت خاص صادر ہوئی کہ وہ امور بھی اس جلد مین درج کئے جائین تو موجب خوشنودی بابدولت ہوگا فدوی نے عرض کیا کہ سمعاً وطاعةً جو ارشاد فیض بنیاد سرکار عالی ہوا ہے فدوی مطابق اسکے کاربند ہوگا اور اپنا فخر و سعادت سمجھکر تعمیل ارشاد عالی نہایت سرگرمی سے بسر و چشم بجا لائیگا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف + چنانچہ یہ حقیر پر تقصیر عنان اشہب تیز گام خامہ جادو نگار کو اس وادی دشوار گزار مین منعطف کرتا ہے اور باقبال عدو مال سرکار فلک اقتدار اس گلشن بہار کو گلہائے مضامین مذکورہ الصدر سے آراستہ و پیراستہ کرکے نظر انور کیمیا اثر سے گذرانیگا۔ امید ذات باری سے یہ ہے کہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور اقبال لازوال سرکار ابد قرار شامل حال ہے تو بہت جلد یہ کام انجام پذیر ہو اور شاہد مقصود پردہ اخفا سے باہر آکر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو سب محنتین سوارت ہوجائین اگر ملازمان والا کی نظر اقدس مین گذر کر قابل قبول ہوجائے سعادت دارین حصول ہوجائے ناظرین با تمکین سے امید ہے کہ اگر کہین سہو خطا ہوجائے تو دامن عفو سے پوشیدہ فرمائین کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ خوش بیان در تحریر این رستان بیخزان

تازگی بخش گلشن ایجاد
طبع ہوجائے باغبان سخن
خامہ چہکارے صورت بلبل
ہر سطر پہ ہو کہکشان کا گمان
روش باغ نظم سب سے جدا

بارور کرے انہال مراد
نہرین ہین اسطور کی ہون کہ ہم
صاف بنجائین گل مضامین گل
جہان سرخی سے کچھ کردون مین کم
سرو آزاد ہو ہر اک مصرعہ

ہو تر و تازہ فکر کا گلشن
بدلے پانی کے آب و تاب کلام
یون مسلسل ہو نثر نور افشان
ہو وہان لالہ زار کا عالم
ہو قلم نغمہ سنج شکل ہزار

بحز ان کے رہے ہمیشہ بہار
آشناؤن کے دل جو بھر آئین
ہون وہ مانند گل شگفتہ دماغ

گل معنی یہ زین و زیب رہی
بھر گلگشت اسطرف آئین
آگے ہر ایک مہربان کو پسند

دور ہر اس سے خار عیب رہی
بحز ان آگے دیکھین جب یہ باغ
جب ہو یہ دو پسند کچھ خورسند

رائگان ہو نہ یہ ریاض اثر
گر ہین منظور اسکو اہل نظر

آغاز داستان ندرت بیان روانہ ہونا صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا بھراہی کل لشکر و بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے بجانب طلسم نہ طاق برای فتح طلسم اور ورود لشکر فیروزی اثر ایک صحرای پر فضا مین اور سردارون کے اصرار سے کہ یہ صحرا نہایت سرسبز و پر بہار ہی لشکر کو قیام کا حکم دینا اور خود مع سردارون کے مصروف صید و شکار ہونا ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اڑالنا اور بہت دور نکل جانا رفیقون اور ہمراہیون سے جدا ہوکر اور راہ بھول کر ایک صحرای ہولناک و دشت پر خار مین سراسیمہ و پریشان ہونا آخر برہنمائی خضر راہ گم کردگان اُس مصیبت جانکاہ سے نجات پانا۔ ملاقات ہونا درویش فرشتہ خصال القاے صحرانشین سے اور عطا فرمانا اونکا بازوبند وغیرہ تبرکات طلسمی شاہزادہ عالی منزلت اور خضر ابن عمرو کو اور اونکی برکت سے پہونچنا ایک غار تک اور حسب ارشاد درویش صحرانشین کو دپڑنا غار مین اور پہونچنا اک صحن بارگاہ مین وہان ہنگامہ جنگ و پیکار برپا ہونا ساحران نابکار سے اور قتل ہونا

سمندر شاہ اور سندوس جادو وزیر بد تدبیر گنجور شاہ کا اور رہا کرنا قید گنجور شاہ کو۔ مطیع اسلام ہونا گنجور شاہ کا اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لانا طلسم گنجورۂ سلیمانی میں اور تحفہ جات طلسمی گلدستہ وغیرہ مع تیغہ و سپر کے پیش کش کرنا خدمت صاحبقران میں اور سب کو تخت سحر پر سوار کرکے لانا پھر پیر مرد صحرا نشین کے پاس۔ رخصت ہونا شہزادہ عالیجاہ کا القاے صحرا نشین کے پاس سے اور روانہ ہونا اُس صحراے ہولناک سے اور بہمراہی گنجور شاہ پہونچنا لشکر فیروزی اثر میں۔ پھر رخصت ہونا گنجور شاہ کا یہ وعدہ کرکے کہ غلام اپنے طلسم کا انتظام کرکے نہ طاق پر مع لشکر کے حاضر ہوگا۔ شہزادہ کا ایک دور وز لشکر میں قیام کرکے روانگی پیش خیمہ کا حکم دینا جانب بیابان نہ طاق و دیگر حالات متعلق

داستان ہذا

ساقی نامہ

سنبھل بیٹھ اے ساقی مست ناز
سرور مے ساغر جم ہے آج
نکلتی ہے پیش خدیو جہان
کہ ہون آج ہم بزم کاؤس و کے
پلا ساقیا مجکو وہ آج مے
اوسی کے پلا جام تو بےحساب
پلا پھول کھل جائے دل کی کلی
پلا پانی جس نے مجھے خاک مین
مجھے ہے مے لالہ گون کی تلاش
نہ شیشے نہ جام مے ارغوان
ہر اک موج مے ہی تیغ قضا

ابھی سے نہو اسقدر بے نیاز
وہان ہون جہان غب و فرد چھکر
زیادہ ہوس سے تمناے جان
فراموج مے سے جو تر ہو زبان
کرون منزل دشت وحشت کو طے
زلال تو لاگی ہے جستجو
کہ ہے باغ عالم مین اب تنگی
کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو
یہ باتین ہین تیری بہت دلنواز
ہجوم آج رندون کا ہی آج
لنڈھا دی ہے مے یا ہی خون بہا

یہان روبرو اور عالم ہی آج
بشر کیا فرشتون کے جلتے ہین پر
پلا مجکو ساقی کوئی جام مے
کہون حال صاحبقران زمان
دھری ہے کدھر آج جوکھی شراب
شراب کہن کی نہین آرزو
اسی مے کی ہون ساقیا تاک مین
پلا تا نہین ساغر مشکبو
شببو ہے نہ خم ہے نہ ساغر یہان
یہ جنگ وصل ہے تری ذات سے
یہ اُلٹے ہوئے جام ہین یا حباب

پھر اک کاسہ چرخ ہے گرداب آب
لگا تجھسے کیا خیر وہ مے پلا
کہ دل مین ہے میرے کچھ اور ہی آرزو
نہ کر ساقیا مجھسے عیاریان
لگا محتسب کا کہین تو پتا
پلا اب وہ ساقی مے لالہ رنگ
نظر آئے دشمن کو شمشیر قہر
تصور ہے خورشید کے نور کا
تلاطم ہے یون آجکل آشکار
تڑپتا ہون اس مہ لقا کے لیے
مجھے دے مے ناب و جام و سبو
تصور ہے اس مہر کا ہر گھڑی
پری مجکو شیشے مین آئے نظر
مغنی بھی ہون خندہ وہ سیمبر
بہ لطف و عنایت نہ ہو ترشرو

تلاطم مین ہے کشتی مے فروش
کہو ان ساقی قدر دان سے بھلا
زمرد کا جام اور مے لالہ رنگ
کہ ہین آج لشکر کی طیاریان
طبیعت نہ کر اے شرابی سست
کہ درپیش رندونکو ہے اک امنگ
کدھر ہے تو اے ساقی مہجبین
پلا جام صہبائے انگور کا
وہ مینوش ہو ساقیا کسطرف
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
بنا میکدہ کو دلہن کیطرح
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
وہ ہون جام جسمین ہو ایسی چمک
جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
اثر اب مٹا ہے یہ صبح و شام

شجاعت کا رندون کو ہے آج جوش
مگر شرط یہ ہے نہ کیجیو درنگ
ضیا بار ہو جلوۂ شوخ و شنگ
کوئی بڑھکے تدبیر ساقی بتا
جو اعلے ہون مضمون تو بندش ہو چست
شراب مصفا کی ہر ایک لہر
پلا ساغر بادہ دل ہے حزین
سبب تو بتا ساقی روزگار
جو ہے صاحب شان اور ذی شرف
ارے بے خبر ساقی تند خو
جفا کر نہ چرخ کہن کیطرح
مے سرخ ہو آج یون جلوہ گر
خجل شرم سے ہووے مہر فلک
پلا تو مجھے یون مے مشکبو
ہون آنکھون پہ ہر سامنے مے کے جام

نشے مین جو ہو فکر اس حال کی
سناؤن مین تفصیل اجمال کی

غزل

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہون نہین پروا نہ آج
مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
دیکھون تو ہوتی نہین کیونکر پری شیشے مین بند
عرش پر ہے اندلون مین اہل دنیا کا دماغ

دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج
داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
گنج او گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
عقل کل کہیے اوسے جو کوئی ہو دیوانہ آج
مین نہین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
بعد مدت ہوش مین آیا ہون نہین دیوانہ آج
کونسا گھر ہے نہین جسمین ہما بالاخانہ آج

راویان حکایات لطیف اور حاکیان حکایات ظریف محرران تقریر حیرت آثار اور مورخان تاریخ عبرت نگار شہنشاہان اقالیم خوش بیانی و دبیران ملک ہمہ دانی منشیان قصہ بیمثال نویسندگان داستان عدیم المثال اس داستان دلستان کو باٰئین شایستہ و عنوان بائستہ یون تحریر وتسطیر کرتے ہین ۔ ناظرین با تمکین پر واضح ہو کہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت مین سلسلۂ سخن کو اس مقام پر ختم کیا ہے کہ سمندر شاہ اہل اسلام سے شکست کھا کر دربار گنجور شاہ حاکم طلسم گنجورۂ سلیمانی مین گیا ہے اور طالب کمک ہوا ہے گنجور شاہ نے اپنی عرضی مشعر حالات سمندر شاہ او رہمند شاہ

نے بھی اپنا عریضہ متضمن حالات اپنی تباہی و بربادی کے اور طالب کمک ہونا خدمت میں خداوند نہ طاق کے بذریعہ ایک ساحر کے روانہ کیا ہے اور جواب کے انتظار مین گنجور شاہ کے پاس مقیم ہی وزیر گنجور شاہ اس فکر مین ہے کہ کسی تدبیر سے تحفہ جات طلسمی بادشاہ سے لیکر اپنے قبضہ مین کردون اور بادشاہ کو قتل کر کے سمندر جادو کو یہان کا حاکم کردون اوسکو تخت سلطنت پر بٹھا کے آپ مختار کل سلطنت کا ہو جاؤن صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان نے سمندر پر قبضہ کیا تھا اور اُس ملک کو فتح کر کے تمام ملک کو اسلام آباد کر دیا تھا اور ملکہ نسیم دختر سمندر کا عقد سہراب جادو کے ساتھ کر کے وہان کا حاکم کر دیا تھا ہرکارے برائے خبر کے روانہ کیئے تھے کہ خبر لائین کہ سمندر کس ملک مین بھاگ کر گیا ہے ہرکارون نے آکر خبر دی تھی کہ سمندر نے لشکر کو تو طرف صحرائے نہ طاق کے روانہ کیا ہے اور خود مع چند ناموس و سرداران کے طرف گنجورۂ سلیمانی کے بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ کے دامن پناہ مین مقیم ہوا ہے ہرکارون سے یہ خبر پاکر صاحبقران ثالث نے کل لشکر کو لیکر تعاقب مین سمندر شاہ روانگی کا قصد کیا ہے چنانچہ ان سب کے حالات راقم اپنے اپنے مقام پر بہ تصریح عرض کریگا بالجملہ پہلے صاحبقران کا حال جو انہ قلم ندرت رقم کیا جاتا ہے۔ ~

بیا بشنو اے ہمدم راستان	کہ باز آمدم بر سر داستان
نگارندۂ قصۂ دلستان	چنین می نگارد ز کلک بیان

کہ صاحبقران ثالث زنخل شوکت پر جلوہ فرما ہین دربار آراستہ ہے سب سرداران اپنے اپنے رتبہ کے مطابق کرسیون اور زنگلون پر مقیم ہین بادشاہ ہمجاہ اپنے تخت حکومت پر جلوہ گر ہین کہ ہرکارے نمودار ہوکر دعا و ثناے بادشاہی بجالاتے کہ شہنشاہ کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال رہے دوست شاد و دشمن پائمال رہے۔ ~

تا مہر زبد آفتاب سرور باشی	تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی
تا تاج بہ سر خسرو سلطنت بہ سر منند	درخانۂ اقبال سکندر باشی

ہم جہان نثار خبر لائے ہین کہ سمندر شاہ حضور سے شکست کھا کر طلسم گنجورۂ سلیمانی مین بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ کو اپنا دامن پناہ تجویز کر کے وہین مقیم ہوا ہے اور اپنے لشکر ہزیمت خوردہ کو جانب نہ طاق روانہ کیا ہے اور بذریعہ گنجور شاہ عرضی بخدمت خداوند نہ طاق یعنی الوان تاجدار کے طلب کمک روانہ کی ہے اوسکا قصد ہے کہ کمک آئے تو دشمنان حضور پر نور سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے۔ ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوئے یہان صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف گنجورۂ سلیمانی کے روانہ کیا جائے اور کل لشکر کو حکم دیا کہ سامان سفر طیار رہے ہم کل بجانب طلسم گنجورۂ سلیمانی تعاقب مین سمندر شاہ کے روانہ ہونگے چنانچہ اوسیوقت سے لشکر مین درستی سامان سفر کی طیاری ہونے لگی تمام رات اہل لشکر کوچ کی طیاری مین مصروف رہے ہنگام سحر تمام لشکر سامان سفر سے مکمل ہوکر روانہ ہوا صاحبقران بھی نماز صبح پڑھکے سوار ہوئے اور کل لشکر کو ہمراہ لیئے مع بارگاہ سلیمانی و اثاثہ صاحبقرانی نہایت خدم و حشم کے ساتھ روانہ ہوئے بادشاہ سلامت بھی اپنے تخت روان پر جلوہ فرما ہین اور تمام سرداران عالی وقار و پہلوانان شہور شعار گرد و پیش سواری کے حلقے کیئے ہوئے صحرا و سبزہ زار بیابان و کوہسار کو مشاہدہ فرماتے ہوئے چلے جاتے ہین کبھی سرداران سے مخاطب ہوکر زبان گوہر فشان سے ارشاد فرماتے ہین کیا سبزہ زار پر فضا اور کیا صحرائے نزہت افزا ہے مصاحب و رفقا عرض کرتے ہین کہ سبب تھوڑی

دور حضور اور آگے بڑھ جاوینگے وہان صحراے پر فضا اکثر نظر آئینگے اس طریق کی باتین کرتے ہوئی
قدم دشت غربت مین دھرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے ایک صحراے وسیع مین پہونچے دیکھا
کہ صحرا نہایت پر فضا ہے سرو وشمشاد کے درخت جابجا نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین کوڑیالہ کوسون تک
کھلا ہوا ہے کثرت گلہاے صحرائی سے تمام صحرا نمونہ گلزار ہو رہا ہے سبزہ خوابیدہ کوسون تک لہلہا رہا
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغبان قضا وقدر نے فرش زمردین بچھا دیا ہے آبشارین جاری ہین جانوران
خوش الحان درختون پر زمزمہ سنجی کر رہے تھے کسی طرف بلبلین غزلخوان کسی سمت طاؤس رقصان
ایک جانب کبک دری قہقہہ زن کہین پر زندبافان چمن جسقدر اوس صحراے سبزہ زار مین درخت
تھے سب مثل طوبے اسرسبز تھے طائران خوش الحان انپر بیٹھے ہوئے ذکر وحمد باغبان گلشن
جہان کر رہے تھے سیکڑون درختون سے اوڑکر صحرا مین پرواز کرتے تھے اور ہزارون چہچہے
کرتے ہوئے انھین درختون پر آکر بیٹھتے تھے نسیم وصبا سبزے کی ہواداری مین مصروف ہر چیز بہمہ صفت
موصوف چوپاے مثل ہرن و نیل گاؤ وغیرہ بے شمار تھے جسطرف دیکھا ہزارون آہوے شوخ و
شنگ سبزہ شاداب چرتے ہوئے نظر آئے شہزادے اور اونکے ہمراہیون کو دیکھکر گھبراتے اور چوکڑی
بھر کے ادھر سے اودھر بھاگتے بدیع الملک نامدار بھی اوس صحرا اور وحوش وطیور کو دیکھکر بدرجہ
کمال مسرور ہوئے سردارون اور رفیقون نے شہزادہ نامدار کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور یہہ
صحرا نہایت پرفضا ہے اور شکار بھی نہایت کثرت سے ہے اگر ایک روز لشکر کا مقام ہو جائے
تو نہایت مناسب ہے بادشاہ جمجاہ کو بھی یہ راے پسند آئی صاحبقران نے اوسی مقام پر لشکر کے
قیام کا حکم دیا چنانچہ حسب الحکم شاہزادہ والا تبار خیمے وغیرہ اسی مقام پر برپا ہونے لگے شاہزادہ
نے فرمایا کہ بہتر ہے ہم آج اسی صحرا مین قیام کرینگے شب کو اسی مقام پر بسر کرینگے کل یہان سے
طرف منزل مقصود کے سفر کرینگے یہ جو حکم فرمایا خیمے وغیرہ نصب ہونے لگے شہزادہ مرکب پر
سوار ہوا چند سردارون کو ہمراہ لیکر باشتیاق تمام واسطے شکار کے صحرا مین پہونچے اور تیر وکمان ہاتھ
مین لیکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے ایک مقام پر دیکھا بہت سے ہرن جمع ہین اور سب
ہرن تو بیٹھے ہوئے ہین مگر ایک ہرن کھڑا ہوا اونکی نگہبانی کر رہا ہے اور چارون طرف دیکھ
رہا ہے شاہزادہ نے اپنے رفقا سے اشارہ کیا کہ اس مقام کو گھیر لو کہ یہان سو سوا سے ہرن جمع
ہین سردارون نے بموجب ارشاد اوس مقام کا گھیرا کیا یہ کیفیت دیکھکر ہرن مثل پرکالۂ آتش
کے جست وخیز کرنے لگے اور بھاگنے کا قصد کیا سردارون نے صید کرنا شروع کیا سردارون اور
اونکے ہمراہیون نے تھوڑی دیر مین اسقدر وحوش وطیور شکار کیے کہ صحرا مین جابجا انبار
لگا دیے شہزادہ نے بھی کمان قربان مین سے لی اور ترکش سے تیر پیامرغ تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ
کرکے صید افگنی مین مصروف ہوا کئی ہرن شاہزادہ نے تیر سے گرائے ایک آہو چوکڑی بھرتا ہوا
جست وخیز کرتا ہوا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ کی نگاہ جو اسپر پڑی فوراً تیر کمان مین
پیوستہ کرکے مارا تیر ہرن کے پڑا تو مگر اوچھا اب وہ ہرن بھاگا شہزادہ نے بھی اوسکے عقب مین
گھوڑا اوڑا دیا ہرن سم مرکب کی صدا سنکے ایک طرف کو جست وخیز کرتا ہوا چلا شہزادہ نے خیال کیا
کہ بنے تو اس ہرن کو زندہ گرفتار کرو یہ ہرن نہایت خوبصورت ہے یہ خیال دل مین کرکے اوسکی
طرف مرکب اوٹھایا ہر چند سردارون نے عرض کیا کہ اسقدر ہرن صید ہو چکے ہین ایک ہرن

اگر بھل گیا نکل جانے دیجیے تکلیف نہ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ نہین اوسکا بھی ہونا ضرور ہے یہ کہکے گھوڑے کو مہمیز کیا اور بہت تیزی سے اوسکے پیچھے جھپٹے لیکن وہ آہو اس سرعت سے بھاگا کہ صاحبقران اوس تک پہونچ نہ سکے یہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اوسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین جب اوسکے قریب پہونچ جاتے ہین اور قصد کرتے ہین کہ کمند مارون وہ ہرن جست کرکے مثل شرارہ کے صاف نکل جاتا ہے جیسے کمان سے تیر بس یہ اوسکے عقب مین مرکب کو مہمیز کرتے ہین برابر مرکب کو اڑائے ہوئے چلے جاتے ہین مگر وہ ہرن ہاتھ نہین آتا اسی دوا دوش مین دن قریب دوپہر کے آگیا یہ اس صحرا سے کئی کوس دور نکل گئے ہمراہیون کی نظرون سے غائب ہو گئے اب انکو بھی غصہ آگیا کہ یہ ہرن ہاتھ نہین آتا ہی بدون اسکے اسیر یا ہلاک کیے ہوئے نہ واپس ہونگا راوی کہتا ہی کہ شہزادہ مرکب کو اوڑائے ہوئے عقب ہرن مین چلا جاتا ہے ہرن بھی جست و خیز کرتا ہوا آگے آگے رواں ہے شہزادہ حیران ہے کہ کیونکر اوسکو اسیر کرون دام کمند مین دستگیر کرون یہی فکر و تردد ہے جب شہزادہ بہت سرگردان و حیران ہوا تو اب یہ قصد فرمایا کہ اسکو تیر سے گرادون بس کمان دوش پر سے لی ترکش سے تیر لیا تیر کو چلہ کمان مین پیوست کرکے ہرن کو تاکا وہ نشانہ سے الگ ہو گیا اور بھاگا یہ بھی مرکب اوڑا کر چلے مرکب بھی پسینہ مین غرق مرکب کی زبان نکل آئی ہے ہانپ رہا ہے مگر راکب کے اشارہ پر چلا جاتا ہے۔ بقول اسے ؎

مرالف نے سانس لی تو وہ پہلے روانہ تھا		تار نفس بھی اوسکے لیئے تازیانہ تھا	

شہزادہ کا یہ عالم ہے کہ پیاس کا غلبہ ہے مگر اپنی دھن مین چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ جبتک اسکو ہلاک نہ کرونگا واپس نہ ہونگا نوبت باینجا رسید کہ وہ آہو ایک مقام پر پہونچکر انکی نظر سے غائب ہو گیا معلوم نہین کس درہ کوہ مین چلا گیا اب شہزادہ کو ندامت بھی ہے اور صید کے نہ ملنے کا صدمہ بھی ہے اوسی عالم پریشانی مین شہزادہ نے ایک سمت کو گھوڑا ڈالا اشہب تیزگام صبا رفتار کی باگ اوٹھائے چلے جاتے ہین کہ حسب اتفاق راہ بھول گئے بہت دور تک رہروی کی مگر وہ وادی پرخار اور صحرائے حیرت آثار کسیطرح ختم نہوا شہزادہ عالم اضطراب مین کبھی ادہر کبھی ادہر نکل جاتا ہے مگر اس بیابان سے نجات نہین پاتا ہے جسقدر دن باقی تھا اسی کرب و بیقراری مین کٹا قریب شام تھک کر گھوڑے سے اوتر پڑے ایک درخت کے نیچے شب بسر کی دیکھا تو تمام جنگل سنسان ہے کہین انسان ہے نہ حیوان ہے تاریکی محیط دنیا ہے چاند کا کوسون نہین پتا ہے وہ ڈرائی رات ہے نہ کوئی سنگ ہے نہ ساتھ ہے عالم تنہائی مین وہ رات پہاڑ ہو گئی ؎

سعد یا نوبت امشب دہل صبح نہ کوفت		یامگر صبح نباشد شب تنہائی را	

خدا خدا کر کے سفیدہ سحری چمکا ہنگام سحر نماز پڑھکے پھر چلنے کا قصد کیا اور مرکب کو ایسے چراگاہ مین چھوڑ دیا کہ جبتک مین نماز پڑھون یہ کچھ گھانس چر لے چنانچہ مرکب چرا مین مصروف ہوا واللہ اعلم کونسی بوٹی زہریلی گھانس مین تھی کہ کھاتے ہی اس مرکب شکاری کی آنکھین دفعتہً سرخ ہو گئین اور جسم تھرتھرایا گر پڑا اور مر گیا شہزادہ کو نہایت رنج و افسوس ہوا فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ لطف پیادہ پائی بھی ہمین اوٹھانا ضرور ہے ہرچہ آید بر سر فرزند آدم بگذرد ؎

ناز نخ صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین		دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا	

یہ کھکر ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد دوپہر کے ایک بیابان ہولناک دشت پرخطر صحرائے

بے آب و گیاہ میں پہونچے جہان بگولے اوڑتے تھے ہوائے گرم چلتی تھی تشنگی کا زور تھا فرماتے تھے کہ ہم صید کرنے کو آئے تھے خود شکار اجل ہوئے ۔ ؎

بے چلی وحشت جو گھر سے مجھ پریشان حال کو ۔۔ آندھیان اوٹھین بگولے آئے استقبال کو

فرماتے تھے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہان آب تاب کو ہر نایاب ہے خضر تک اس دشت مین پانی کا محتاج پھرتا ہے اگر کوئی چشمہ دور سے معلوم ہوا اور بقصد آب وہان پہونچے تو دیکھا کہ سراب ہے اور برسات سے جہان کہین پانی معلوم ہوتا تھا وہان پہونچے تو دیکھا کہ مچھلیان سوکھی ہوئی پڑی ہین اور پانی کا کہین نام نہین شہزادہ پیاس سے نہایت مجبور ہوا کہ حلق بارے پیاس کے خشک ہوا جاتا تھا زبان مین کانٹے پڑے جاتے تھے وہ تشنگی تھی کہ نہ. ای پناہ شہزادہ اوسی عالم یاس و سراسیمگی مین فرماتا تھا کہ اے فلک کج رفتار ہم لوگون سے ساتھ تیری کجروی نہین جاتی مجھکو مرتبہ صاحبقرانی دیکھکر جل گیا سچ ہے ۔ ؎

بغض و حسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا ۔۔ کیا کیا جلا ہے ساتھو پھولا جو ڈھاک بن مین

غرضکہ شہزادہ اس دشت ہولناک مین نہایت پریشان ہے اور اس صحرائے خاک آلود مین رہ نوردی کرتا چلا جاتا ہے تمام جسم پر خاک پڑی ہے وہ خاک اوس رخ پر نور پر یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا نقاب خاکی ہے اس گرد و غبار کین وہ چہرہ پر نور یون معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب برج خاکی مین آگیا ہے بس شہزادہ تباہ و برباد عرق مین از سر تا پا غرق چہرہ بسبب تمازت آفتاب کے سرخ ہو رہا ہے وہ پھول سی رخسارہ کہ جنپر کبھی گرمی کی حدت تک نہ پہونچی ہو اوپر اسقدر تمازت آفتاب اپنا اثر کرے کہ وہ مثل گل کے مرجھائین خیر وہ آفتاب حسن و خوبی چلا جاتا ہے پاؤن مین آبلے پڑ گئے ہین خار مغیلان تلوون کے پار ہو گئے ہین پاؤن ورم کر آئے ہین آبلون سے خون بہتا ہے جب کانٹا نکالا تلوون سے خون بہکر تمام زمین لال ہوگئی یہ حالت دیکھکر فرماتے تھے ۔ ؎

بچکے کانٹون سے چلین پھٹنے کی تدبیر پا ۔۔ گوہر و تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر پا

آبلے اس گوہر آبدار شہریاری پر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین برگ شجر جب ہوا چلتی ہے کف افسوس ملتے ہین چہرہ سونولا گیا ہے جسم پر خاک پڑی ہے مگر وہ رہ نورد بادیۂ مصیبت رہروی سے باز نہین آتا ہے برابر راہ طے کیے جاتا ہے۔ جاتے جاتے شہزادہ ایک ریگستان مین پہونچا جہان سوائے ریگ کے کسی شے کا نام نہ تھا درخت کا نشان نہ تھا پانی کا پتہ نہ تھا اس صحرا مین مسافر کو تشنہ لبی سے پناہ پانی دشوار تھی سوائے خون دل کے پانی کا نشان نہ تھا نہ کوئی کسی قسم غذا سے تھی سوائے لخت جگر یا قرص خورشید کے جانور تک اوس صحرا مین نہ آتے تھے تمازت آفتاب سے تمام صحرا کورۂ آہنگران ہو رہا تھا کیا تاب و طاقت جو کوئی پرندہ اوج ہوا پر اوس سے ہوکر گذر جائے اگر کوئی اجل رسیدہ آگیا تو گرسنگی و تشنہ لبی سے ہلاک ہوگیا اگر درخت بھی کوئی نظر آیا تو مثل بید مجنون کے خشک پایا کانٹون کی زبان تک سوکھ گئی تھی جنپر یہ شعر صادق آتا تھا ۔ ؎

بجھتے ہے مشکین آبلون کی اب تلک بھی مشکل را ۔۔ پڑ گئے ہین پیاس سے کانٹے زبان خار مین

شاہزادہ اس صحرا مین رہ نورد تھا حالت یہ تھی کہ شدت دھوپ سے پاؤن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا زمین مثل تابۂ آہن کے تپ رہی تھی ہر مرتبہ پاؤن مین چھالے پڑ جاتے تھے ذرۂ ریگ انگارے معلوم ہوتے تھے اسقدر گرمی تھی کہ شاہزادہ از سر تا پا پسینہ مین غرق تشنگی سے بسبب کم پانی

آب کے زبان تالو سے لپٹی جاتی تھی طاقت الگ طاق ہو گئی تھی یہ کیفیت تھی کہ کسی مقام پر تاز انو ریگ مین گڑ جاتے تھے کسی مقام پر تا کمر لبس راہ طے کرتے ہوئے سختیان سفر کی اوٹھاتے ہوئے اس صحرائے بلا کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دھوپ کی جو شدت ہوئی اور حرارت آفتاب بڑھی تو اسلحہ بھی جسم پر بار ہو گئے کڑیان زرہ کی جلنے لگین اور خود بھی بار سر ہو گیا اور تلوار ناگن بنکر کاٹنے لگی تلوار کو کہین پھینک دیا خود کہین اتار ڈالا زرہ کو کسی مقام پر علیحدہ کر دیا اسی عالم یاس و سراسیمگی مین فرماتے تھے کہ نیرنگی فلک دیکھے کہ چشم زدن مین کیا تھا کیا ہو گیا یا وہ حکومت و ثروت تھی یا یہ بادیہ پیمائی دشت غربت پیچ ہے۔ ع

نقوش کلک قدرت کو ہے اندیشہ سی حیرانی
پڑھا جاتا نہین ہر گز کسی سے خط پیشانی

یہ کہکے فرمارہے تھے نظم

پابرہنہ خار پر مجنو پھرا ہے دشت مین
خار کے سر پر رکھے دامان گل کا سائبان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھنچتے ہی ہما کا دنے کے مشت استخوان
ابر دریا بار کو برسائے دشت یاس پر
خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل
پر کرے کحل الجواہر دیکھے چشم سرمہ دان
تا کجا کیجئے بیان اس سفلۂ دون کا فراج
ایک و تیرے پر نہین گا ہے جینین گا ہی خیان

یہ فرماکر آبدیدہ ہوے اور اپنے حال پر افسوس کرتے ہوئے چلے جاتے تھے اُن کوسون کو کوس کر کاٹتا لیکن نہ کٹتے تھے بس قریب ایک دامن کوہ کے پہونچے ایک پتھر سنگ مرمر کا نظر آیا کہ وہ جلتا ہوا تھا اوس پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا وہین سے شرارے نکلتے ہین وہانسے آگے بڑھے نظم

ناگہ نظر آیا ایک بیابان
جن ڈرتے تھے اوس جگہ یہ آتے
ہی آب کی جستجو کما ہی
چشمک زن آفتاب محشر

تھا نام کو وان نہ کوئی حیوان
کوسون نہ درخت تھا نہ پانی
ہر زان تھی زمین یہ ریگ ماہی
ڈر کرتا تھا وان جو پاسبانی

انسان کا ذکر کیا جو جائے
مشکل تھی وہان پناہ پانی
ہر ذرہ وہان کا بندہ پرور
آتی تھین صدا مین بھی ڈرائی

بھوکا جو کوئی ہوا کا آتا
ہر تا بقدم بدن جلاتا

بس یہ وادی ہولناک جو ملاحظہ فرمایا ایسے بے بس ہوئے کہ راہ کا چلنا دشوار ہو گیا گرسنگی نے الگ پریشان کیا تشنگی نے الگ پاؤن نے جدا جواب دیا فرمانے لگے۔ ع

نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا
مدد اے خضر بیابان بلا

فی الجملہ کچھ راہ اور طے کی تھی کہ آثار شام کے ہویدا ہوے دیکھا کہ آفتاب قریب غروب ہی تمازت بھی کم ہو گئی ہے شام ہوا چاہتی ہے۔ فراش نیل پردۂ شب تانا چاہتا ہے روشنی روز چھپا چاہتی دامن کوہ بھی ہے آج اسی مقام پر قیام کرنا چاہیے۔ آج شہزادہ کو تیسرا فاقہ ہے ضعف کے مارے راستہ چلنا دشوار تھا اسوجہ سے یہین ٹھہر گئے ایک مقام پر بیٹھکر نماز مغرب پڑھی اور عرض کیا کہ اے پروردگار۔ ع

آسمان کہتی ہے ہر صبح باواز بلند
رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن ہر بھوکے

مین بھی تیرا بندہ ہون آج تیسرا فاقہ ہے تو ہی رزاق مطلق ہے ہیجدہ ہزار عالم کو رزق پہونچاتا ہی بھوکا سلاتا نہین بھوکا اوٹھاتا ہے پتھر کے کیڑے کو رزق دیتا ہے ہر حال مین تیرا شکر واجب و لازم

ہے جو تیری مرضی۔ ؎

راضی ہین ہم اوسی مین جسمین تری رضا ہے | اگر یون بھی واہ واہ ہے اور ودون بھی واہ واہ ہے
اگر بکشی و اگر زنی با شمشیر حبیب | ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ سامنے سے ایک مرد بزرگ نورانی شکل عمامہ سبز سر پر باندھے ہوے عبا دوش پر ڈالے ہوے جبین مبین سے نور ساطع و لامع تھا اوس مقام پر پیدا ہوے ایک جام مہر دکا اور دو روٹیان لاکر شاہزادہ کے پیشکش کین اور بڑی شفقت و توجہ سے فرمایا کہ انکو نوش کر یہ عنایت پروردگار ہے اور یہ وہ روٹی ہے کہ جس چیز کا ذائقہ طلب کرو گے وہ حاصل ہوگا شہزادہ نے پہلے جھک کر سلام کیا اور وہ روٹیان اور جام آب لے لیا روٹی کو نوش کیا اور آب سرد پیا فی الواقع روٹی کو ویسا ہی پایا جیسا کہ مرد بزرگ نے فرمایا تھا خوب اسیر ہوگئے جو آدمی اناج دو دن کا بھوکا ہو کھاتے ہی جان مین جان آئی ہوش و حواس درست ہوے شکر پروردگار بجا لاے دل مین خیال کیا کہ یہ مرد بزرگ ہے کوئی مقربان درگاہ الٰہی و خاصان خدا سے ہین عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین اور اسم مبارک آپکا کیا ہے اور یہ تو ارشاد فرمایئے کہ مجھ سے کونسا قصور سرزد ہوا ہے کہ جو مین ایسے صحراے ہولناک مین پھینکا گیا ہون اور یہ دشت پیمائی و بادیہ گردی مجکو نصیب ہوئی ہے۔ آپ خاصان درگاہ ایزدی مین سے ہین میرے حال زار پر توجہ فرمایئے اور میری رہبری کیجئے۔ پیر مرد نے یہ سنکے سر کو جھکایا اور کہا کہ مشیت ایزدی۔ اسمین بھی کچھ مصلحت پروردگار عالم تھی اور نام میرا خضر ہے مین بغیر حکم خداے پاک کہین جا نہین سکتا ہون بس اب تمہین مناسب ہے کہ اسی مقام پر شب بسر کرو اور صبح کو دہنی جانب یہ اسماے الٰہی پڑھتے ہوے چلے جاؤ پروردگار عالم نے تمپر رحم کیا اب برکت ان اسماے متبرک کے اس دشت ہولناک سے نجات پاجائیگا سب مصیبت دور ہوجائیگی بس وہ اسماے الٰہی تعلیم کیئے اور آپ نگاہ سے غائب ہوگئے بعد اذان شہزادہ نماز صبح کے لیئے یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ۔ نظم

کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتا ہے | کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتا ہے
مین تجھ سے پوچھون ہون اے دل کدھر کو جاتا ہے | تو بھر کے آنکھون مین آنسو یہ کہہ سناتا ہے
علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند | بلاکشان محبت بکوے یار روند

یہ پڑھکر تیمم کرکے فریضہ سحری ادا کیا اور ورد و وظایف سے فارغ ہوکر محبت پروردگار عالم مین انھین اسماے الٰہی کو جو حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام نے تعلیم فرمائے تھے ورد زبان کرتے ہوے چلے بفضلہ تعالیٰ اُس بلا سے نجات پائی اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحراے پر بہار دشت لالہ زار مین پایا جہان ہر قسم کے درخت سرسبز و شاداب لگے ہوے تھے سبزہ خوابیدہ فرش مخملی روے زمین تھا گلہاے خودرو کھلے ہوے ابالے ہواے صحرائی کہین اپنا جوبن دکھا رہا تھا آبشار جاری تھے تمام صحرا سبز و خورم تھا شہزادہ رہنوردی کرتا چلا جاتا تھا کہ دیکھا تو بیچ صحرا کے ایک برات مقیم ہے اور آواز گریہ و زاری بھی بلند ہے اور ایسی دردناک صدا ہے کہ دل بیچین ہوا جاتا ہے اور کل سامان برات و جلوس وغیرہ پر ایک عجیب اوداسی چھائی ہوئی ہے کہ اوسکے دیکھنے سے دلپر ایک اثر پڑتا ہے خیال کیا تو دیکھا عجیب کیفیت ہے کہ ایک سرخ دوپٹہ پھٹا ہوا آنچل بلو رہے ہوے بہت پر زرفنس پر پڑا ہے برات کا سامان معلوم ہوتا ہے مگر سب کے سب براتی اور جلوسی وغیرہ صورت ماتم دارون اور غمزدون کی بناے ہوے ہین کوئی آنکھ ایسی نہین ہے

کہ جسمین اشک حسرت نہ ڈبڈباے ہون کوئی لب ایسا نہین ہے کہ جسپر آہ جگر خراش نہو غرض ہر شخص
ایک ہی حالت غم و ملال اور رنج و صدمے مین مبتلا ہے اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہے۔ ع

تصویر غم و ملال ہین سب　　غمگین و تباہ حال ہین سب

یہ حال دیکھکر شہزادہ نہایت متحیر اور بکمال حیران مضطر ہوا کہ سب تو سب یہ کیا معرکہ ہے اور کیا واقعہ ہے کہ ایک سرے سے سب کے سب غم کوش ہین چنانچہ کف افسوس مل رہا ہے ڈھول و تاشے سینہ زنی کر رہے ہین نوبت کی یہ نوبت ہے کہ بجاے زیر و بم کے اپنا سر پیٹ رہی ہے نقارے رنج و غم کے دھونسے دے رہے ہین شہنائیون کے شور و فغان سے نالہ گلوگیر ہے صداے دردناک مین مصروف قرناوغیرہ ہے۔ انگریزی باجون کی صداے دلخراش دل دکھاتی ہے۔ طنبورہ کی آواز رنج والم بڑھاتی ہے بیرقون و جھنڈیون پر علم آہ کا نشان ہے مشغول رنج و غم ہر پیر و جوان ہے ماہی مراتب پر کماہی کیفیت رنج و غم کی آشکار رہنے تخت روان پر تختہ تابوت کا اظہار کرنے غرضکہ تمام جلوس برات کا سکتہ کے عالم مین غم کی تصویر بنا ہوا ہے باجہ وغیرہ بجانا موقوف کر دیا ہے۔ شہزادہ قریب اُس مجمع کے پہونچا ہمراہیون سے حال دریافت کیا کہ ارے یہ تم سب پر کیا حادثہ اور کیا سانحہ گذر گیا ہے کس غم مین مبتلا ہو کس رنج مین گھر ہو کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہے ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر شور آہ و فغان ہے جسے نظر اٹھا کر دیکھتا ہون وہ صورت ماتم دارون کی بناے ہوے ہے دل پھٹا جاتا ہے اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہے خود بخود جی امڈا آتا ہے اور آپ ہی آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہے از براے خدا جلد بیان کرو کہ سبب اس جوش گریہ و بکا کا کیا ہے۔ اب مجھے تحمل و تاب ضبط باقی نہین ہے اُن لوگون نے عرض کیا کہ حضور جو حال پر اختلال ہے اور جو صدمہ دل پر ہے اوسکا اظہار غیر ممکن ہے اس فلک کج رفتار اور چرخ دوار ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہے اور وہ دل پر درد و غم کا ایسا پہاڑ پھٹ پڑا ہے کہ جو دشمن کو بھی ہو اوسپر بھی یہ مصیبت نہ پڑے شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کچھ کہو تو سہی مین بھی تو سنون اونھون نے عرض کیا کہ اس گریہ و بکا کا حال آپکو صاحب فنس سے معلوم ہو جائیگا شہزادہ نے قریب فنس کے آکے پوچھا کہ اپنے حال سے ہمین آگاہ کرو ہمکو خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ غم زدون کے پرسان حال ہون اور ستم رسیدون کی دستگیری کر کے اُنکی دادرسی کرین چونکہ یہ بھی درویش صفت تھے جب یہ کلمات انھون نے زبان مبارک سے فرمائے تو فنس سے آواز آئی کہ اے شخص ع

کون لیتا ہے خبر ہم سے پریشانون کی　　چھانتے ہونگے کہین خاک بیابانون کی

یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا۔ نظم

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا
اوسمین مجنون کا سدا ماتم رہا
واہ ری دلچسپی رخسار یار
برق چمکی ابر باران تھم رہا

دل کے جانیکا نہایت غم رہا
میرے رونیکی حقیقت جسمین تھی
آنکھ کی پتلی کا وان تل جم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی میر

سنتے ہین لیلی کا خیمہ ہے سیاہ
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
میرے رونے پر جو اُسنے ہنس دیا
تونے جو نکا اور بہت دن کم رہا

یہ پڑھکر کچھ صدا ہلکی ہلکی رونے کی معلوم ہوئی بعد اسکے آواز آئی کہ یہ سامان برات اس نامراد کا ہے کہ جو وصل سے شادکام نہ ہوا مین کمبخت مان ہون اُس ناشاد کی اور شہر صدرا ینہ کی رہنے والی ہون اور صدران دیگر اگوش کہ جسکو نوشاہ بنا لائی تھی اور اس ناشاد و نامراد بہو کو جو عروس شب اول ہی بیاہ کے جاتی تھی کہ وقت قریب شام کے پہونچا نوشاہ مشرق نے سہرہ خطوط شعاع باندھے منزل

اتفاقاً کسیطرح کہ ہمارا عزیز سمت مغرب کا رستہ لیا اور ماہتاب اپنے براتیون سمیت ہم غمزدون کو اپنا داغ دل دکھانے نکل آیا اس منحوس مقام پر سب براتیون نے مقام کیا تھا بہت جاہ وحشم اور جلوس و سواریان وغیرہ ہمراہ تھین سب شادان و فرحان چلے آتے تھے اوسوقت کا بیان کیا ہے نظم

چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا ۔ ہزارون بلبلون کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین ۔ بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

اے شہریار عجب طرح کا اتفاق ہوا کہ یہان برات اتری میرا بیٹا سہرا لپیٹے شاہانہ خلعت پہنے گھوڑے پر سوار عروس کی قنس کے قریب کھڑا تھا سواری اتروانے کی فکر مین تھا کہ ایک ہرن سامنے سے دکھلائی دیا اسکو شکار کا بہت شوق تھا اور چونکہ صید گیر تھا اوس سے رہا نہ گیا ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا گھوڑے کو ہرن کے پیچھے ڈالدیا ہم سب یہان مقیم ہوے وہ آہو کے پیچھے جو تعاقب کرتا ہوا چلا اور بہت دور نکل گیا دیکھا تو ہرن ایک غار کے قریب جاکر غائب ہوگیا اب جو دیکھا تو اوس غار سے دو پریان پیدا ہوئین اور آپس مین لڑکر ایک چادر شعلہ ہوکر جا اوس نوشاہ پر گرین تو پھر پتہ اوسکا نہ معلوم ہوا تین چار دن اوسکا انتظار کیا جب کچھ سراغ نہ پایا عزیز و اقارب و دوست آشنا راہی اکثر رخصت ہوے ہم آج تک مع ان لوگون کے جو قدیم نمکخوار اور جان نثار ہین اس صحرا مین پڑے ہین اور اوسکے انتظار مین لو لگائے بیٹھے ہین ۔ شعر

تمہارے در پہ جو ہم لو لگائے بیٹھے ہین ۔ تمہاری یاد مین دل کو گنوائے بیٹھے ہین
اوسکو جانا تھا تو کیون موت نہ آئی اللہ ۔ ایسی رسوائی کا جینا ہمین درکار نہ تھا

یہ کہکر بے اختیار رونے لگی اور بین جگر خراش کرتی تھی کہ ہاے اے فرزند دلبند اے میرے سعادتمند جگر پیوند نوشاہ نامراد تو اسطرح نظرون سے غائب ہوگیا کوئی حوصلہ دل کا نہ نکلا محروم وصل چلا گیا اے بیٹا دولہن کا منہ بھی اچھی طرح نہ دیکھا ہاے ہماری قسمت مین یہ داغ بدا تھا اور تمہین اس سن مین یہ رنج و مصیبت سہنا تھا ہاے بیٹا اب کدھر جاؤن اور کہان سے تمہین ڈھونڈھ کے لاؤن ہاے بیٹا مان اوجڑ گئی کی نظر مین عالم سیاہ ہوگیا اور اے روشنی چشم میرے مجھے کچھ نظر نہین آتا ہے اے بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھا دے کہ دل کو چین آئے اے بیٹا تمہارے جانے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اے بیٹا شرط محبت یہ نہ تھی کہ تم ہمین اس جنگل مین تنہا چھوڑکر چلے گئے اور ہمین کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اپنے بیگانے سے منہ موڑ گئے ۔ ہم تمہارے حسرت دیدار مین زندگی کے دن پورے کر رہے ہین ۔ شعر

زیست کے دن اپنے پورے کر چکے ۔ تکتے تکتے راہ تیری مر چکے

لازم تو یہ تھا کہ تم ہمین مٹی دیتے اور ہماری قبر بنا کر روتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ یہ کہ انقلاب کہ آج ہم تمہین روتے پیٹتے ہین اور تمہارا رنج و غم کر رہے ہین کیون اے فلک کجرفتار و اے چرخ دوار تو نے یہ تفرقہ کیسا ڈالا کہ وہ ہمارے لئے ترس رہا ہوگا اور ہم اوسکے لئے تڑپ رہے ہین نہ اوسے دیکھ سکتے ہین نہ وہ ہمین دیکھ سکتا ہے وہ آگ دل مین مشتعل ہے کہ کسیطرح نہین بجھتی ہوتی وہ اس بجھا نہین کلیجہ دھڑکتا ہے دل بیقرار مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑکتا ہے ۔ شعر

کچھ ایسا کر گیا بیہوش جانا ہمکو جانان کا ۔ نہ تن کو ہوش ہے دلکا نہ دل کو ہوش ہے جانکا
نہ جی کی دلکو خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ۔ ترے بغیر کسی کو نہین کسی کی خبر

ہائے افسوس ایسی ہماری قسمت پھوٹ گئی کہ گھر تک بھی نہ پہونچنے پائے راہ ہی مین یہ سانحہ گذرا کہ یون نگاہ سے اوجھل ہو گئے ہائے کیونکر اپنے نوجوان فرزند سے نو دولہا کو ڈھونڈھکر لاؤن ۔ قطعہ

میرا نخل نوخیز سرو روان	کہان ہے کہان ہے کہان ہے کہان
اندھیرا ہے آنکھون کے نیچے میرے	کہ ہے میری آنکھون سے اب وہ نہان

ہائے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اس قزاق فلک نے دولت میری یون لوٹ لی غرض اسطرح کے بین دلخراش کرتی تھی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی تھی جب خوب رو چکی اور کسیقدر بخار اس دل کا نکل گئی تو کلیجہ تھام کر عرض کرنے لگی کہ اے شہریار باوقار اس صحرا مین سامنے جو ایک کوہ معلوم ہوتا ہے وہان ایک درویش ہین کہ نام انکا ابقائے صحرانشین ہے اونکے پاس ہم گئے اور عرض کیا کہ آپ خاصان خدا مین سے ہین ہمپر یہ سانحہ گذرا ہے فلک رنج و الم ٹوٹ پڑا ہے کہ فرزند نوجوان میرا کہ عروس کو بیاہے لیئے آتا تھا کہ قریب شام اہل برات نے اُس صحرا مین قیام کیا حسب اتفاق صحرا سے ایک ہرن نمودار ہوا یہ لڑکا شکار دوست تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑا دیا ہر چند سب نے منع کیا مگر نہ مانا تعاقب کرتا چلا گیا اور ایک غار کے قریب پہونچکر غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو اُس غار سے دو برقین پیدا ہوئین اور اسمین لڑکر ایک چادر شعلہ کی ہو کر اس نوشاہ پر گرین پھر اوسکا پتہ نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا ہم آفت زدہ اسی صحرا مین مقیم ہوئے نہ پائے ماندن نہ راہ رفتن اُسکے انتظار مین بحال خراب اس جنگل بیابان مین پڑے ہین کہ ہمارے یوسف گم گشتہ کا کچھ سراغ ملجائے تو اس نامراد عروس کو لیکر جائین ورنہ اسی صحرا مین جانین اپنی گنوائین گی طعمہ زاغ و زغن ہو جائینگے اہل وطن کو کیا اپنی صورت نحس دکھائینگے کس حسرت و ارمان سے اُس ناشاد کو بیاہ کر لائی تھی کہ راہ مین فلک تفرقہ پرداز نے سنگ تفرقہ سے شیشہ دل کو چور چور کر دیا میرے نور نظر کو مجھ سے چھڑا دیا یہ روز سیاہ دکھا دیا غرضکہ کل کیفیت بیان کر کے نہایت منت و سماجت عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا کہ اسکی کچھ فکر فرما دیجیے کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی بدولت ہم اپنی مراد کو پہونچین مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام مجھ سے سرانجام نہ پائیگا کہ تیرے فرزند کو تجھ سے ملا دون لیکن عنقریب وہ شخص آنے والا ہے کہ جو تیرے فرزند کو تجھ سے ملائیگا تو گھبرا نہین اسقدر جزع فزع نہ کر اپنے دل کو تسکین دے اطمینان رکھ خدا چاہیگا تو اُس جوان کے ذریعہ سے تیری امید بر آئے گی جان نزار راحت پائیگی خداوند عالم نے ہر ایک کام کے لیئے ایک ذریعہ و سبب مقرر کیا ہے جب وہ وقت آجائیگا فوراً وہ کام انجام پاجائیگا ۔ ع

تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست	سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست

تو حضور اسی امید پر بیٹھے سب کو رخصت کر دیا ہے بلکہ عزیزون و رفیقون نے خود ہم سے کنارہ کیا ہے کون کسیکا مصیبت مین ساتھ دیتا ہے بُرے وقت مین سب کنارہ کشی کر جاتے ہین ع

کون لیتا ہے خبر ہم پریشانون کی	کوئی سنتا ہی نہین چاک گریبانون کی

ہر چند تمکو اے قدیم ہمارے ... سا کہتے رہتے ہو کہ موجود ہین اور ہم اسی انتظار مین زندگی بسر کرتے ہین شہزادہ نے فرمایا گھبراؤ نہین نظر بخدا رکھو انشاء اللہ تم اپنے مطلب کو پہونچوگے ۔ ع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال ۔ فرزند تمہارا تم سے ملیگا تم ابھی سے بدشگونی کیون کرتی ہو چند دنون تو انتظار کرو تجھو پروردگار کیا کرتا ہے بحول و قوت ایزدی وہ دم سے آگر ملیگا تمہارا دل خوش

کرینگا پریشان خاطر نہو ہمارے کہنے پر عمل کر وہ عرض کرنے لگی کہ حضور جب ایسا فرزند ارجمند اقبالمند آنکھون کے سامنے سے غائب ہو جائے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ دل کو کیونکر صبر آئے لاکھ لاکھ دل سمجھاتی ہون مگر کسی طرح قرار نہین آتا کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا۔ ع

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم
دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

شہزادہ نے فرمایا یہ سچ ہے مفارقت فرزند گوارا نہین ہو سکتی مگر سوائے صبر کے کوئی چارہ بھی کیا ہی اور تم کر ہی کیا سکتی ہو مرضی خدا پر راضی و شاکر بیٹھی رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے غرضکہ شہزادہ بلند اقتدار اُس ستم رسیدہ کو تسلی و دلاسا دیکر اوس کوہ کی جانب جسکا پتہ دیا تھا روانہ ہوئے قطع مسافت کر کے قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ ساٹھ ستر شیر ہین اور ایک شیر اسمین نہایت قوی ہے گلے مین اُسکے ایک پرچہ لٹکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا چونکہ یہ خود شیر شکار ہین یہ کب شیرون سے ڈرتے ہین اسیطرف چلے جاتے ہین پر اتیون نے دیکھا خیال کرنے لگے کہ شیر انکو کاہے کو چھوڑین گے ایک ایک بوٹی تقسیم کرلین گے شیر اجل کا شکار ہو جائین گے۔ ہائے افسوس ایک ہمارا معین و غمخوار مددگار خدا نے بھیجا تھا وہ پہونچنے بھی نہ پایا کاشکے ہمارے ہی دلون کو نکالتے ہمین کو کھا لیتے کہ اس رنج و الم سے نجات ملجاتی ہم تو اتنے دلون سے یہان مقیم ہین ہم نے کسی شیر کو نہین دیکھا معلوم نہین انسے کچھ عداوت ہے کیا بات ہے ہماری سمجھ مین کچھ نہین آتا خداوندا ہمارے اس معین کو اپنے حفظ و امان مین رکھنا اسکا رویان نہ میلا ہونے پائے ان شیرون کے شر سے محفوظ رہے یہ سب لوگ تو دعائین مانگ رہے ہین اور شہزادہ والا مرتبت بیخوف و خطر برابر شیر کے پہونچ گیا اُس پرچہ کو شیر کے گلے سے نکال لیا اور ملاحظہ کیا اوسمین لکھا تھا کہ اے صاحبقران آپ تشریف لائیے فقیر آپ کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے ہمہ تن چشم انتظار ہے۔ ع

رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست

اس شیر کے پشت پر بیٹھکر آپ تشریف لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمایئے چنانچہ صاحبقران نے ایسا ہی کیا بے تکلف شیر کی پشت پر سوار ہوکر سمت کوہ رونق افزا ہوے سب شیر جلو مین اُس شیر بیشۂ شجاعت کے روانہ ہوے اس شیر نے شہزادہ بلند اقبال کو سامنے مرد بزرگ کے جو ایک مرگ چھالے پر بیٹھے ہوے تھے اور پوست شیر و نگی وہان بچھے ہوے تھے پہونچا دیا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سو سوا سو برس کا سن و سال بھون و پلکون کے سب سفید بال نورانی شکل صاحب کمال قد خمیدہ مانند ہلال تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین ضیاء نور سے وہ حجرہ تنگ و تار روشن ہے صندلی رنگ ہے گیروا پیرہن ہے چہرۂ مبارک سے آثار عظمت و جلال آشکار ہین ریش نورانی کے سفید بال تار تکیش سے زیادہ ضیا بار ہین جیسے شہزادہ پہونچا شاہ صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم استقبال کر کے مسند اعلیٰ پر لاکر بٹھایا بعد مزاج پرسی گویا ہوئے استفسار حال فرمانے لگے شہزادہ نے دیکھا کہ میری زرہ و خود و اسلحہ وغیرہ جو اُس صحرائے ہولناک مین بسبب حدت آفتاب سے پھینکدیے تھے وہ سب بجنسہ کشتی مین لگے ہوے رکھے ہین شہزادہ والا نے مصیبت جو صحرائے ہولناک اور بیابان غمناک مین عائد ہوئی تھی اوسکو ترک کیا کہ کیا بیان کرون مصافحہ کر کے دست بوسی کی اور عرض کیا کہ میری مصیبت صحرائے ہولناک و ریگستان دردناک دشت پرخار جگر افگار کی تو سب

آپ پر روشن ہے آپ روشن‌ضمیر ہین سب آپ پر آئینہ ہے مین اوسکو اب کیا بیان کرون ۔ سے

چہ حاجت ست بہ پیش تو حال خود گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

یہ ذکر تھا کہ دیکھا ایک نازنین مہ جبین کمان ابرو مشکین گیسو چہرہ مثل آفتاب کے روشن چشم فتان
نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی بیاض گردن سپیدی صبح کو شرماتی تھی دُرِ دندان غیرت دُرِ عدن لب
نازک رشک عقیق مین پوشاک عروسی پہنے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بال بکھرائے بحال
پریشان سامنے سے نمودار ہوئی شہزادہ نے کہا کیا خوب یہان عروسون پر کیا تباہی ہے کہ ایک عروس
وہان صحرا مین اپنی حالت تباہ کئے ہوئے پڑی ہے ایک عروس یہان دولہن بنی ہوئی پلنگ پوش
اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگی ہے پور پور چھلے پہنے زیور عروسی تن پر آراستہ مگر بحال
خستہ وخراب چلی آتی ہے یہ عجب کیفیت ہے کہ عقل مین نہین آتی ہے شاہ صاحب اس کہنے
پر مسکرائے پھر شاہ صاحب نے ایک دانہ کچھ پڑھکر پھینکا اُس عورت کی کمر مین مثل ریسمان
پیچیدہ ہوکر کوہ پر لاکر بٹھادیا اُس عورت نے نہایت شرم وحجاب کے ساتھ شاہ صاحب کو
جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خدا آپکو زندہ وسلامت رکھے کہ آپ نے میرے شوہر سے مجھکو ملادیا
شوہر کے دیدار سے مجھکو شادکام کیا خدا آپکو سلامت رکھے آپنے دو سر ملادیے شہزادہ نے گھبرا کر
کہا کہ نیکبخت تو کسی کو پہچانتی بھی ہے شوہر تیرا کون ہے اور کہان ہے تو مجھکو کیا جانے اُس
البیلی دولہن نے جواب دیا کہ واہ واہ کیا خوب اے صاحب آپ مجھکو اتنا جلد بھول گئے ابھی
چند روز کا زمانہ ہوا کہ اسدن سے جو عقد کرکے آپ سدھارے تو اب دکھائی دیئے اب
آپکا جمال مبارک دیکھنے مین آیا ہے اسقدر جلد آپنے مجھکو فراموش کردیا آپ فرماتے ہین کہ تو
کسی کو پہچانتی بھی ہے اور شوہر تیرا کون ہے واہ حضرت واہ آپکا نکاح نامہ میرے پاس رجسٹری شدہ
موجود ہے آپ کے اُس انکار کرنے سے ہوتا کیا ہے آپکے اس بے اعتنائی کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا
مین آپکے پلے بندھی ہون آپکا دامن نہ چھوڑونگی اور آپ نے خود فرمایا تھا کہ مین گل اُس
گلستان کا ہون کہ جسکے در پر بلبل ہزار داستان سر ٹکراتے ہین بڑے بڑے شجاعان دہر و نامورانِ
عصر جبین سائی کرتے ہین بسا تعجب ہے کہ آپ نے مجھکو بھلادیا اس رسیلی آنکھ سے شہزادہ
کیطرف دیکھا کہ شہزادہ کو تعجب ہوگیا وہ ابرو کا پھڑکنا وہ نگاہ کی شوخی وہ بیساختہ پن وہ ہنس ہنس
کر باتین کرنا شہزادہ کا برا ماننا اور کہنا کہ نیکبخت تو میرے خاندان کا حال کیا جانے اُس نے کہا
واہ صاحب مین سبکا حال خوب جانتی ہون سب سے واقف ہون آپکے خاندان کا حال
اظہر من الشمس ہے کون نہین جانتا اور آپنے تو خود ارشاد کیا تھا کہ میرے جد اعلی صاحبقران
والاشان حلقہ فگن گوش گردن کشان شکنندہ گرز سام بن نریمان شیر بیشہ شجاعت
گل گلزار جلاوت امیر حمزہ صاحبقران ہین دادا آپکے شاہزادہ بدیع الزمان گردش شکن
سپہر فتنہ ملک باختر داماد گنجاب بن گنجور ملک ہرمان نیو کش والد ماجد آپکے
شہزادہ نور الدہر صاحبقران بن صاحبقران ہین اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ
ننھیال میرا ہفت منظر ہے کیوان فلک رفعت میرے نانا کا نام ہے حضور بھول گئے
بڑے تعجب کی بات ہے کہ مجھے یاد رہا اور آپ فراموش کرگئے جب اس عورت نے
سبکے نام لیئے اور پتے بتائے تو شہزادہ کا یہ حال ہوا کہ عرق شرم مین پسینہ ہوگیا

اور فرماتے تھے کہ واللہ مین ہرگز واقف نہین فیکبخت تو کہتی کیا ہے مین نے کب تیرے
ساتھ نکاح کیا ہے یہ میرا سر میرے اوپر تہمت ہے حاشاللہ مین بالکل اس امر کو جانتا ہی
نہین ہون اتنے مین اسنے انگیا مین سے ایک کاغذ نکالا اس انداز سے کہ دوپٹہ بالکل سرک گیا
سب جسم کھل گیا ہائے وہ باریک لاہی کی انگیا گل انار رنگی ہوئی وہ کٹوریان جیست و طرحدار
معلوم ہوتا ہے کہ تختی بلور پر دو قبہ نور ضیا بار ہین یا دو حباب بر سر جو بار ہین ؎

کسی کی محرم آب روان کی یاد آئی	حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

چھنا ہوا ہلکا ہلکا باریک دوپٹہ بادامی رنگا ہوا گندھون پر پڑا ہے جس سے وہ دو لون
قمقمہ نورانی نمایان ہین واقعی اسی کو کہتے ہین۔ دوہہ

کچھ کرے کر سے چیکنے پیا کرت ہین دھائے	اے سکھی مین مورت ہون من ہی نیار ہوجائے

شہزادہ نے اپنا منھ پھیر لیا کہ لاحول ولا قوت یہ کیا حرکت بیہودہ کرتی ہے عجب بیباک عورت ہی
کہ اسکو مطلق شرم و حجاب ہی نہین ہے بس اُس پرچہ کو نکال کر سامنے شاہ صاحب کے
پیش کیا کہ دیکھیے جناب یہ نکاح نامہ میرا ہے یا نہین ذرا دیکھیے اسمین لکھا ہے کہ ہفت منظر
مین نے تیرے مہر مین دیدیا اور تو صاحب اولاد ہوگی تو وہی لڑکا صاحبقران زمان ہوگا اگر
یہ نہو تو مین امید وار ہون کہ وہی ہفت منظر مجھے مرحمت ہوجائے مین بازآئی اور جھگڑے سے اور
ہان صاحب اب تو مین ایسی بُری ہوگئی کہ میری شکل سے نفرت ہے بلکہ پہچانتے تک نہین یا
تو پہلے میرا ایسا چاہ پیار کیا یا اب ایسا نظرون سے گرادیا یا ہین شوراشوری یا ہین بے نمکی ؎

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا

خیر مجھے بُرا جانتے ہین اور میری صورت بُری معلوم ہوتی ہے تو نہ سہی۔

	تم سلامت رہو بندی کے خریدار بہت

اور یہ کہہ کے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ افسوس ؎

وفا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی	کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی

ہان سچ ہے ؎

لوگ کہتے ہین جاہ مشکل ہے	سب غلط ہے نباہ مشکل ہے

دیکھیے حضور میرا تو انکے فراق مین یہ حال ہے اور اونکو میری صورت تک دیکھنا وبال ہے۔ نظم

ذرا حال مریض درد ہجران دیکھتے جاؤ	ادھر بھی اے شہنشاہ طبیبان دیکھتے جاؤ
نہین کہتا کہ جاؤ تم لحد پر فاتحہ پڑھنے	فقط ویرانی گور غریبان دیکھتے جاؤ
نگہ غیرون پہ پڑتی ہے قدم ہیموقع پڑتا ہی	تم اپنی چال اے سرو خرامان دیکھتے جاؤ
نہ منھ پھیرے سے چلے جاؤ خدارا میری جانب سے	اسیر زلف کا حال پریشان دیکھتے جاؤ
لیا بوسہ نہ منھ کھولا نہ آنکھون پر نظر ڈالی	غلط پھر باندھتے ہو مجھپہ طوفان دیکھتے جاؤ
نہ وقت ذبح بیٹھو منھ پھرا کے میری جانب سے	ذرا ابرانی شمشیر بران دیکھتے جاؤ
اُٹھ جاتا نہ تم اب سے بلاسے انکی محفل سے	کہان تک رہتا ہے دخل رقیبان دیکھتے جاؤ

جب شہزادہ نے دیکھا کہ یہ عورت کسی طرح نہین مانتی بیکار اپنی لسانی دکھائے جاتی ہے فضول
باتین بنائے جاتی ہے تو ترش ہوکر کہا تو بکتی کیا ہے اپنے حواس مین آ تیرا شوہر کون مسخرا ہی

تجھے ہو کیا گیا ہے اگر ایسی واہیات باتین بنائے گی تو مین اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا ایسے بزرگ کے سامنے یہ باتین بے حجابانہ مجھ سے کرتی ہے تجھے شرم نہین آتی ہے مین تجکو جانتا بھی نہین ہون تو ہے کون بلا یہ کہکر قصد کیا تھا کہ ایک طمانچہ اسکے منھ پر مارون کہ شاہ صاحب نے کہا ہان ہان شہزادے جانے دو اتنے پریشان نہو یہ آپکا ہیچی ہی خضران بن عمرو عاشق تو یہ آپکا ہی ہے اور بھئی خضران اپنی اصلی صورت دکھاؤ کہ صاحبقران نہایت تنگ و پریشان ہین غرض اس فرمانے سے شاہ صاحب کے خضران نے عرض کیا کہ کچھ آپ ہی عنایت فرمائیے کہ مین بہت ہی روان دوان انکے فراق مین پھرا ایک دمڑی کا بھی سہارا انھین سے نہین ہوا جور ولڑ کے میری جان کو جدا روتے ہونگے قرضدار الگ برا بھلا کہتے ہونگے بالکل مفلس و نادار ہو گیا ہون کوڑی کوڑی کو حیران و پریشان ہون یہ کہہ کے اپنی اصلی صورت دکھائی اور کہا کہ دیکھئے وہ صورت آپکو بُری معلوم ہوتی تھی نفرت کی نگاہ سے آپ دیکھتے تھے اب یہ صورت ملاحظہ فرمائیے شہزادہ نے کہا کہ خواجہ اب زیادہ چونچلا نہ کرو مجکو زیادہ پریشان نہ کرو غرضکہ صاحبقران بہت خوش ہوگئے کہ عرصے کے بعد اپنے یار وفادار رفیق جان نثار سے ملاقات ہوئی اب یہ تو مشغول صحبت سیر مردہین انکو اسی حالمین چھوڑئیے اور

دو کلمہ داستان سمندر جادو اور گنجور شاہ کی سماعت فرمائیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن زجانے دگر داستان گوش کن

راویان شیرین گفتار و ناقلان صداقت شعار اس داستان رنگین کو یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ سمندر روس وزیر گنجور جو کہ نہایت منھ چڑھا ہے اور معتمد علیہ ہے اپنی سرکار کا کل کاروبار سلطنت اسی کی راے پر ہے گنجور اسکو بہت مانتا ہے اور کل امور سلطنت اور کاروبار طلسم مین اسی کی راے پر عمل کرتا ہے یہ نہ جانتا تھا کہ یہ مار آستین اپنے آقا پر ہاتھ صاف کریگا اور میری ہی جان کا دشمن ہوجائیگا دلمین اسکے کینہ بھرا ہوا ہے ظاہر مین خیر خواہ ہے مگر باطن مین بدخواہ خون کا پیاسا ہے۔ وزیر اسی فکر مین رہتا ہے کہ کسیطرح بادشاہ پر قابو پاؤن تو اسکو قتل یا اسیر کرون مگر کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی ایک روز موقع اسکو مل گیا دوپہر رات گئے اپنے آقا کے پاس خلوت مین ادھر ادھر کا ذکر مذکور کرنے لگا باتین کرتے کرتے اسنے ایسا سحر کیا کہ گنجور شاہ بیہوش ہوگیا یہ غافل تو تھا ہی کچھ اندیشہ اسکو پہلے سے نہ تھا ورنہ ہوشیار رہتا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ نمک حرام ایسی دغا کریگا بس وزیر کور نمک نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ گنجور شاہ کو مطلق ہوش نرہا اسنے اسی عالم مین اپنے آقا کو اسیر کرکے قید سحر مین سلسل کیا اور اسی وقت بروز سحر سمندر جادو کی خدمت مین پہونچا اور کہا کہ لیجئے مین اپنا کام کرچکا مین نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا کہ مین آپکے مخالف کو گرفتار کر دونگا آپ اُسے قتل کریے طلسم گنجور کی سلطنت لیجئیگا اور آپکے ساتھ جو یہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے اور تو ہین کے ساتھ آپکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا اوسکا مواخذہ کیجئیگا اسکو بہت غرور ہوگیا تھا اور کبر و نخوت و خود پسندی اسکے دماغ مین سمائی تھی اپنے سامنے یہ کسی کی حقیقت نہین سمجھتا تھا اپنے برابر والے شاہ و شہریار کو حقیر و ذلیل جانتا تھا مجکو یہ خود پسندی اسکی پسند نہ آئی اور رعایا بھی اسکے جبر و ظلم سے تنگ آگئی تھی پس مین نے جو آپ سے قول و قرار کیا تھا وسکو مین بجا لایا اب

اب انکو اختیار ہے۔ سمندر شاہ گنجور شاہ کو قید سحر مین گرفتار دیکھکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ صبح کو اُسے قتل کرنا اور زبان مین اوسکے سوزن دیے اور اپنا سحر بھی اسیر کرکے اسیر کیا چوب بارگاہ سے باندھ دیا۔ صبح کو سمندر شاہ نے اپنا دربار آراستہ کیا سب ارکان سلطنت و مشیران ابہت اپنے اپنے منصب پر آکر حاضر ہوئے سمندر شاہ تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اوسکے رفقا اور امرا سب حاضر ہین ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے ہین اب گنجور شاہ کو اسنے طلب کیا اور سامنے اپنے بٹھاکر کہنا شروع کیا کہ تم نے ہمارے نامہ کا کچھ خیال نہ کیا اوسکا مزا دیکھ لیا تمہارا دماغ بلوہ کبر و نخوت سے معمور ہوگیا تھا کچھ امداد و اعانت ہماری نہ کی جاری درخواست کو بالکل نامنظور کیا ایسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھا یہ بات تمکو زیبا نہ تھی تم جو نما و گندم فروش ہو ظاہر و باطن تمہارا ایکسان نہین ہے تم اپنے کردار کی سزا پاؤگے نہا تجا نہ عدم کو چلے جاؤ گے۔ سمندر روس وزیر کو خلعت فاخرہ بیش بہا عنایت ہوا اور کہنے لگا کہ تجکو اپنی سلطنت کا وزیر اعظم کردیگا کل اختیارات ملکی و مالی بدولت کی سرکار کے تمکو عطا کیے جائین گے جو جو تحفہ جات اور عجائبات یہان کے ہون وہ پیش کرو اور قلم دوات گنجور شاہ کے سامنے رکھوا دیا کہ جو جو اپنی حسرتین ہون وہ بیان کرو گنجور شاہ نے اول یہ شعر لکھا۔ ؎

کیا ہے ذبح مجکو جسکو ٹری سفاک بدخو نے ۔۔ ہزارون حسرتین بیٹھی رہین قاتل کے خنجر سے

اول تو ہے کون جو خبر کردے قباح طلسم کو کہ مین بدل مسلمان ہوا اور کلمہ طیبہ بیٹھے پڑھتا اگر شاید آپ اسطرف تشریف لائین تو میرے اس خون ناحق کا بدلا سمند رجلو سے لیجیگا۔ پس اسکے سوا کوئی تمنا نہین ہے کسسوا سطے کہ ؎

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے ۔۔ کسے زبیکسی یا مین برد خبر ہے

یہ کہکے قلم کو ہاتھ سے پھینکدیا اور مصروف دعا مین ہوا کہ اے کس بیکسان واے فریادرس مظلومان مین تازہ مسلمان ہوا ہون صدق دل سے ایمان لایا ہون خداے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہون مجکو اس تہلکہ عظیم سے بچا اور اس آفت تازہ سے محفوظ رکھ۔ ؎

اے کارکشاے بستہ کاران ۔۔ ہم ناظم کائنات تو ہے
مقصود وہ امید داران ۔۔ ہے کعبہ و دیر مین ترا شور
ہم ہستی صد نکات تو ہے ۔۔ موران ضعیف کو ترا زور
تو ہی ہے دواے دردمندان ۔۔ تو ہی ہے امید مستمندان

مین بے گناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے۔

لیکن جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے ۔۔ بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوے

یہ تو مصروف دعا ہے اب دو کلمے درویش باکمال القاے صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین کہ انھون نے جو سر اوٹھایا تو صاحبقران سے کہا کہ ایک عاشق تازہ آپکا بادشاہ طلسم یعنی گنجور شاہ جس سے آپ کے بہت کام نکلین گے وہ خدا پرست ہوا ہے اور آپکے ساتھ جان نثاری کریگا اوسکے وزیر سمندر روس نے نمک حرامی کرکے اوسکو بزور سحر گرفتار کرلیا ہے دربار مین سمندر شاہ کے حاضر ہے سمندر شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے شہزادہ نے کہا کیونکر پہنچون اور کسطرح اُس گرفتار بلا کو ورطۂ ہلاکت سے ساحل نجات پر لاؤن شاہ صاحب نے کہا مین اسکا انتظام کیے دیتا ہون یہ کہکر ایک بازو بند یاقوت سرخ کا کہ جسپر حروف اسماے الٰہی

کندہ تھے شاہزادہ بلند اقبال کو دیا اور ایک تعویذ ہیرے کی تختی پر کہ اوس پر بھی نقوش اسمائے
الٰہی منقوش تھے مہر سپہر عیاری یعنی خضران بن عمر کو مرحمت کیا اور سلاح شہزادہ کے تن اقدس
پر آراستہ کرکے ایک رومال دستی اپنے ہاتھ کا عنایت کیا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے دیر
نہ کیجیے خداوند عالم مظفر و منصور کرے بفتح و فیروزی واپس تشریف لائیے یہ کہکر دو شیرون کو حکم دیا
کہ اس شیر بیشۂ شجاعت یعنی شہزادہ عالیوقار کو مع خواجہ خضران نامدار کے بہت جلد برابر
غار کے پہونچادو خبردار تاخیر نہ کرنا بہت تیز روی جانا اور شہزادہ بلند اقتدار سے فرمایا کہ جب
وہ دونون برقین چمک کر غار سے نکلین تو اس رومال کو اوچھال دیجیئیگا اور آپ بسم اللہ کہہ کے
بیخوف و خطر غار مین کود پڑیے گا مع خواجہ عمر کے دل مین کچھ اندیشہ نہ کیجیگا۔ خواجہ نے کہا کہ یا حضرت
یہ بات تو آپنے بڑی مشکل بتائی یہ تو بڑی کٹھن کہیر ہے مجھ سے تو یہ نہو سکے گا کودین نہ کودین
شہزادہ کودین مین کیون مفت مین اپنی جان دون کچھ میری جان فالتو نہین ہے کہ دیدہ و
دانستہ اندھے کنوئین مین گر پڑون اور خواہ مخواہ اپنے تئین معرض ہلاکت مین
ڈالون نا صاحب مجھ سے یہ ہرگز نہوگا کہ بیٹھے بٹھائے دہن اژدر مین گر پڑون جو روڑ کے پیچھے
رو رو کر اپنی جان دینگے اور جب کوئی سر پرست انکا نہوگا وہ تو بے موت مر جائینگے کیونکر
اوقات بسری کرینگے۔ شاہ صاحب واللہ ہے کہ آپنے بھی اچھی ترکیب بتائی ہے کہ جسمین
جان کے لالے پڑ جائین اور مین تو ایک ڈرپوک آدمی ہون غار کی صورت ہی دیکھکر میرا دم
فنا ہو جائیگا کودنا تو درکنار فقط کودنے کا نام سنتے تو میرے ہوش گم ہو گئے حواس بجا نہ رہے
پیرمرد نے مسکرا کر فرمایا کہ خواجہ کچھ ایسا ہی موقع ہے کچھ اندیشہ نکرو بال تک تمہارا بیکا نہوگا
اور یہ عذر کا مقام نہین ہے تمسے مرد جان نثار ہو جو ایسے وقت مین عذر کرتے ہو خواجہ نے
کہا کہ اچھا حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن۔ ع۔ راضی ہون مین اسی مین جسمین تری رضا ہو۔
بس فوراً ہی شاہزادہ عالیوقار مع خضران بن عمر نامدار کے شیرون کی پشت پر سوار ہو کے
اس جانب کو روانہ ہوئے طرفۃ العین مین برابر غار کے پہونچ گئے انکے پہونچتے ہی چمکے
وہ برقین غار سے نکلین انھون نے رومال ہاتھ سے اوچھال دیا کہ وہ برقین اوس رومال پر
گرکے مثل بوسیدہ لوہے کی تلوارون کے ہوکر رومال پر رہگئین معلوم ہوتا تھا کہ بے قبضہ
کی تلوارین ہین جیسے کسی کے قبضہ مین تھین ہی نہین شہزادہ شیر پر سے اوترکے قریب غار
کے آیا اور بسم اللہ کہکے جم سے غار مین کود پڑا مع خواجہ کے چشم زدن مین پاؤن آشناء
بزمین ہوئے آنکھ جو کھلی تو اپنے تئین ایک صحن بارگاہ مین پایا دیکھا کہ دربار آراستہ ہے بادشاہ
تخت پر بیٹھا ہے وزیر وارکان دولت سب دست بستہ حاضر ہین اور ایک شخص صحن
بارگاہ مین طوق و زنجیرین گرفتار بیٹھا ہے اور جلاد تیغ آبدار ہاتھ مین لیئے ہوئے سر پر کھڑا
ہے دو حکم مل چکے ہین تیسرے حکم دیر ہے کہ شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باشید او کافران بیحیا
و ساحران بیوفا کہ گذارم کہ از دست من بدر روید ہوشیار باشید او قرمساقان منم
صاحبقران بن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان ادہر نعرہ خضران
کا ہوا کہ شعر

ابن عمر ہون مین ہون میرا خضران نام ہے
عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے

میرے بھلا کمال میں کسکو کلام ہے	رستم سے تیغ چھین لوں یہ میرا کام ہے

بس یہ کہہ کے شہزادہ نے تو حسب کر تیغہ آبدار کافروں کی جانب بڑھا ہر چند ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا ناریل ترنج بیچھے سوئیوں کے شہزادہ پر مارنا شروع کئے مگر بہ برکت بازو بند طلسمی کوئی حربہ سحر کارگر نہوتا تھا شہزادہ برابر شمشیر زنی کر رہا تھا جس کے ہاتھ مارا اوسکے دو ہی ٹکڑے کیئے دم بھر میں ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاش پر لاش گرادی اکیلے نے سیکڑوں کے وارے نیارے کردیئے ادھر خواجہ نے جو جست کرکے جلاد کے ایک ہاتھ رسید کیا سر اسکا بھٹا سا کٹ کے دور جا پڑا یہ جلاد کو قتل کر کے بڑھے اور نکلا گنجور شاہ کی زبان سے نکال دیا گنجور شاہ نے قید کیطرف گھور کے دیکھا اور اُف جو کی تمام قید سحر رفع ہوگئی اور کہا کہ اے خواجہ تازندہ ام بندہ ام میں صدق دل سے ایمان لاتا ہوں اور خدا اے یکتا کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہوں چونکہ ابھی شہزادہ عالیمقدار کے ساتھ مجھے بہت سے کام کرنا ہیں اسوجہ سے میں مطیع اسلام ہوتا ہوں اب یہاں خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے خواجہ بھی نیمچہ ہاتھ میں لیئے ہوئے لڑ رہے ہیں جس کے ایک کر ہاتھ مارا مثل ککڑی کے دو ٹکڑے کیا کبھی نیٹ کر جو نیمچہ مارتے ہیں دس دس بیس بیس کے پاؤں قلم کر ڈالتے ہیں کبھی گوپھن عیاری سے سیکڑوں کا کاسہ سر تراش دیتے ہیں غرضکہ شاہزادہ و خواجہ غضب کی لڑائی لڑ رہے ہیں کہ بارگاہ میں لاشوں کے ڈھیر دم بھر میں لگ گئے صحن بارگاہ خون سے لالہ رنگ ہوگیا ہے۔ شاہزادہ کی تلوار کیا تھی گویا ملک الموت کا پنجہ تھا جسپر پڑی اُسنے پانی بھی نہ مانگا ایسا تلوار نے اپنے گھاٹ اوتارا کہ وہ بیچارہ پیاسا ہی چلا گیا یہاں تلوار سے گنگنے بازی کرنے لگا وہاں جہنم پیٹ بھرنے لگا مالک خوشی خوشی ہاتھ بڑھاتا ہے دس دس بیس بیس کو پکڑوا لاتا ہے اللہ رے شاہزادہ عالی وقار کی جنگ بڑے بڑے پہلوانان نامدار و ساحران غدار جان سے تنگ آ گئے تھے گوشوں میں چھپتے پھرتے تھے خرمن ہستی کفار پر برق شمشیر خواجہ سے جلنے لگا ادھر شاہزادہ کا تیغہ آبدار چلنے لگا اللہ رے زور و قوت شاہزادہ صاحب شوکت و صولت جسکو اوٹھا کر زمین پر ٹپکا تڑپ کر مر گیا کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگ گئے خون کا دریا جاری ہوا نظم

ہوئی جنگ مغلوبہ وہ آشکار
ایدھر بتی نامی جوان نامدار
ہوا صحن میں خون کا دریا رواں
چمکتی تھی ہر بار چشم فلک
کسی کا جدا تن سے سر ہوگیا
کسی جسم کا سب شکنجہ کٹا

کہ سب صحن خون سے ہوا لالہ زار
مگر جب ادا جنگ غازی دین
نظر آیا مثل حباب آسمان
جسے ہاتھ مارا وہ دو ہوگیا
دوبارہ کوئی پرجگر ہوگیا
کسی کا جو شانہ سے ہاتھ اوڑ گیا

ہزاروں ادھر کافر بدشعار
فلک کانپا تھرا گئی سب زمین
وہ تیغ سر افشاں کی اونچی چمک
غرور و تکبر فرد ہوگیا
کسی کا کلائی سے پنجہ کٹا
لڑائی سے منھ پھیر کو مر گیا

لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی	پڑی فکر ہر ایک کو جان کی

غرضکہ یہاں تو اسی زور شور سے تلوار چل رہی ہے کہ بسندروس وزیر بدتدبیر نے دیکھا کہ گنجور شاہ قید سحر سے چھوٹ گیا یہ رہا ہوجانا بادشاہ رستم کا دیکھکر اپنی نمک حرامی پر بہت نادم ہوا اور افسوس کرنے لگا کہ ہائے غضب سب تدبیریں الٹی ہوگئیں کوئی

منصوبہ کارگر نہوا یہ گھبرایا کہ اب قضا کا سامنا ہے تصویر مرگ آنکھون کے نیچے پھر گئی ملمع داری کر گیا
کہ زمین پر گر کے بشکل بحری بنکر اوڑ کے چلا اودھر گنجور شاہ بھی باز بنکے چلا بلند پروازی کرتا ہوا
چلا جاتا تھا کہ قریب آسمان پہونچکر اوسکو گھیرا۔ لگا مقابلہ ہونے اور پر جلنے شعلے آگ کے دونون
کے پرون سے شرر افشان تھے آخر الامر گنجور شاہ بادشاہ طلسم ہے یہ گیدی اوس سے کیا مقابلہ
کر سکتا تھا ایک مقام پر اوسنے زیر کر کے دبوچ لیا اور سر دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدیا جسم دھڑ سے
نیچے گر پڑا آواز آئی کہ مارا جوان کشتی کہ نام من سمندروس جادو بود افسوس مردیم و
جان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم + اودھر تو وہ ملعون واصل جہنم ہوا ایدھر اوس ہنگامہ گیرودار مین
سمندر جادو کے بھی بہت سے ساحر مارے گئے تھے یہ گھبرا گیا اور اسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر
اسکو بہت غیرت آئی اور خیال کرنے لگا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مین اتنا بڑا ساحر
زبردست ایک متنفس غیر ساحر کے مقابلہ سے بھاگ جاؤن اس سے تو بہتر یہ ہے کہ لڑ بھڑ کر
اپنی جان دیدون یا غالب آ کر اسکو مارلون یہ منصوبہ کر کے جھٹ سے زمین پر گرا اور غلطک مار کر
اژدرہان کی شکل بنکے شاہزادے کیطرف جھپٹا شاہزادہ نے وہی تیغ خونچکان اسکو
آتے ہوئے سوکھکر لگایا کہ اسکے دو پرکالے ہوئے شور و غل پیدا ہوا کہ مارا جوان کشتی کہ نام
من سمندر جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم۔ جسقدر رفیق
و جان نثار اسکے تھے جب اونھون نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا بس انکی آنکھون مین خون
اوتر آیا حق نمک ادا کرنے لگے تلوارین پکڑ کے لڑنے لگے پہلوانون نے نعرہ کیا بڑھ بڑھ
کے للکار اسکی ڈیوڑھون تلوارین کھچ گئین ابر سیاہ گروہ کفار مین برقین چمکنے لگین تلوار چلنے لگی جنگ
مغلوبہ ہو گئی شاہزادہ تیغہ شرربار کھینچے ہوئے مثل شیر غضبناک غول مین گھس گئے
قتل کرنا شروع کیا جس کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر دیا تھوڑے عرصہ مین اُن کافرون کی لاشون
سے صحن بارگاہ کو بھر دیا۔ دریائے خون طغیانی پر تھا سر مثل حباب تیرتے پھرتے تھے کشتی
حیات طوفان مین تھی ملک الموت حیران کھڑے تھے کہ کس کس کی روح قبض کرون
کس کی روح قبض کر چکتے تھے کہ ہمیں اور مر کر گرتے تھے بازار گرم تھا جانون کی خرید و فروخت
ہو رہی تھی غرضکہ تھوڑی دیر مین وہ سب نابکار بھی تیغ غضب شاہزادہ عالی وقار
سے مارے گئے اس ہنگامہ گیرودار مین سب رفیق و جان نثار سمندر جادو کے واصل
جہنم ہوئے جو کم درجہ کے لوگ تھے تاب مقابلہ نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوئے فرار کو قرار
پر اختیار کیا روتے پیٹتے سر پر خاک اوڑاتے چلتا دھندا کیا جسکا جدھر سینگ سمایا وہ اودھر
اپنی جان بچا کر چلدیا شاہزادہ نے بھی بھاگتون کا تعاقب نہ کیا اپنے مقام پر بیٹھ گئے۔ گنجور
شاہ آیا اور شاہزادہ کے بلا گردان ہوا اور قوت جرأت و شوکت کی تعریف کرنے
لگا کہ سبحان اللہ کیا آپ نے شمشیر زنی کی ہے کہ مریخ فلک بھی دیکھکر تھرا گیا خنجر ہاتھ سے
گر پڑا جلاد فلک کانون پر ہاتھ رکھ کے کانپنے لگا عقرب نیش زنی اپنی بھول گیا نقشہ
خوف و دہشت آنکھون کے نیچے پھر گیا زحل برج حمل مین چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا
بہت بڑا گھمسان پڑا مگر تھوڑے ہی عرصہ مین آپ نے سبکو تہ تیغ کیا مطلع صاف کر دیا
صحن بارگاہ کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کر دیا۔ غرضکہ بہت کچھ صفت و ثنا شہزادہ کی

زبان پر لایا صدقے قربان ہوکر صحن بارگاہ کی صفائی مین مصروف ہوا لاشون کو اُن کفار کے پھنکوانا
شروع کیا تھوڑے عرصہ مین میدان بارگاہ کو لاشون سے پاک وصاف کرادیا بعد ازان شاہزادہ
کی خدمت مین ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور تخت پر رونق افروز ہون یہ تاج و تخت آپ کو
مبارک ہو اپنے قدم مبارک سے تخت کو زینت دیجئے بارگاہ شاہی کو اپنے نور جمال سے روشن
ومنور فرمایئے صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا تاج و تخت تمکو مبارک ہو ہم تاج بخش ہین تاج گیر
نہین ہین تو شوق سے تخت پر بیٹھو اور انتظام اپنی سلطنت کا کر یہ تسلیم بجا لاکر تخت پر بیٹھا
اور دنگل جواہر نگار شاہزادہ کے لیئے بچھایا گیا شاہزادہ اوسپر جلوہ گر ہوا کرسی زرین خواجہ
کے لیئے منگوائی گئی اوسپر اونکو متمکن کیا - گنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور میرے جان بخش ہین -
آپ ہی کے بدولت میری جان بچی ورنہ اُسنے تو میرا کام ہی تمام کردیا تھا اگر حضور تشریف نہ لاتے
تو کسطرح غلام اس ورطہ ہلاکت سے نجات نہ پاتا حضور ہی کی قدمون کی برکت سے
میری جان بری ہوئی کہانتک حضور کا شکریہ ادا کرون اگر تمام عمر آپکی غلامی کرون اور اپنی جان
بھی حضور کے قدمون پر نثار کردون تب بھی حضور کی ذرہ نوازی کا شکریہ بجا نہین لاسکتا۔
اب غلام عجائبات اور تحفہ جات طلسم خدمت مین حاضر کرتا ہے حضور اونکو اپنے پاس رکھین
کہ وقت پر وہ کام دینگے اور کمترین کے نزدیک اس طلسم کا توڑنا اچھا نہین ہے اگر آپ حکم دین
تو یہ طلسم اپنی حالت پر بدستور قائم رہے اور شکست کرنیکا اختیار حضور کو ہر وقت حاصل ہے
یہ غلام جان نثاری کے لیئے خدمت مین حاضر ہے مگر زبانی ایک بہت بڑے زبردست کاہن
کے جسکا نام شموم کاہن ہے کہ علم کہانت مین اوسکا مثل ونظیر نہ تھا اور فن پیشین گوئی مین
کوئی اوسکی ہمسری نہین کرسکتا تھا اُسکی زبانی مین نے سُنا ہے کہ آپ کے خاندان سے
اس طلسم مین ایک مرد کا پیدا ہوگا کہ نام اوس شہزادہ کا شہریار ضیغم پوش ہوگا وہ اس
طلسم کو فتح کریگا بانیان طلسم نے شکست اس طلسم کی اوسی شہزادہ عالیمقدار کی ذات پر موقوف
رکھی ہے ابھی عمر طلسم تمام نہین ہوئی ہے اُسی کاہن نے کہ نہایت سن رسیدہ اور جہاندیدہ
تھا یہ بھی بیان کیا تھا کہ وہ شاہزادہ عالیوقار بہت شوکت وصولت حاصل کریگا ہمت و
جرأت شجاعت وتہور مین کوئی اوسکا ہمسر نہوگا بڑے بڑے گردن کشون کو زیر کریگا کوئی
اوسکا مقابلہ نہ کرسکیگا وہی اس طلسم کا فتاح ہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہے - شاہزادے
نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے ہر کام اپنے وقت پر موقوف ہے کل امر مرہون باوقاتہا -
یہ فرماکر گنجور شاہ سے کہا کہ قیدیان طلسم کہان ہین گنجور شاہ نے اپنے ملازمون سے کہا کہ
قیدیان طلسم کو حاضر کرو چنانچہ قیدیان طلسم پیش ہوئے شاہزادہ نے سب کو رہا کیا
اونھین مقیدان طلسم مین صدزران دُر در گوش بھی تھا دولھا بنا ہوا شاہزادہ نے اوسکو
اپنے حضور مین طلب کرکے استفسار حال کیا اوس نے سب کیفیت اپنی بیان کی برات کا
اس صحرائے طلسمی مین پہونچنا اور ہرن کا پیدا ہونا اپنا اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا ہرن کا در
غار پہونچکر غائب ہوجانا اپنا غار پر پہونچنا برقون کا چمکنا اور اپنا بھی غائب ہوجانا سب حال
شاہزادہ کے حضور مین عرض کیا شاہزادہ نے کمال شفقت ومہربانی فرمائی اور صدزران
کو خلعت سے مخلع کیا یہ خدا پرست ہوا اسکو ہمراہ لیکر خدمت مین القائے صحرانشین کے

چلے مع گنجور شاہ کے راہ مین آگر جو برات پڑی ہوئی تھی وہان پہونچے شاہزادہ نے صدران
دُرزدرگوش سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائی عروس تیری نہایت مشتاق ہے اور تیری مان
تیرے انتظار مین اپنا حال تباہ کیے پڑی ہے برائی سب تیرے فراق مین نالان وگریان ہین تو جا
اور اپنی مان کے چشم انتظار کو اپنے دیدار سے روشن و منور کر اور اپنے وصل سے عروس کو شادکام
کر غرضکہ صدران کے پہونچنے سے اہل برات نہایت خوش ہوے اور شہزادہ کے کمال شکر گذار
ہوے صدران کی مان ہزارون دعائین شاہزادہ کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ حضور کی بدولت
اور آپکے جوتیون کے صدقے مین یہ ستم سیدہ اپنی مراد کو پہونچی فرزند میرا مجھ سے آکر ملا حضور نے
مجکو زندہ کر لیا ورنہ اسی غم مین ہلاک ہو جاتی فرزند میرا آپکا درم ناخریدہ غلام ہے اور ہم سب حضور
کے دعاگو و شکر گذار ہین حضور کی اس بندہ نوازی کا شکریہ اگر تمام عمر ادا کرین تو ممکن نہین کہ
اُس سے عہدہ برا ہو سکین - الحاصل صدران دُرزدرگوش نے عرض کیا کہ مین حضور کے
قدم چھوڑ کر کہان جاؤنگا سب کو رخصت کر کے آپکی غلامی مین حاضر رہونگا آپ کی رکاب سعادت
انتساب سے علیحدہ نہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہین ہے برات اپنی لے جا کر
عروس کو اپنے وصل سے شادکام کر پھر جب جی چاہے چلے آنا صدران نے عرض کیا کہ
بہت خوب فی الحال مین حضور سے رخصت ہوتا ہون مگر مین اپنے ملک کو اسلام آباد کر کے
اور کل فوج اور اپنے عزیزون بلکہ کل خاندان کو تلقین دین اسلام کر کے اور سب کو
مسلمان کر کے کس مقام پر حاضر ہون فرمایا کہ بیابان نہ طاق پر ملاقات ہوگی یہ تو اپنے
ملک کو روانہ ہوا اور سب کو اسلام آباد کر کے دس ہزار فوج لیکر جانب نہ طاق
چلا ہے اسے اب راہ مین چھوڑیے حال صاحبقران کا سماعت فرمایئے کہ یہ بعد رخصت
کرنے صدران دُرزدرگوش کے درویش صحرانشین کی خدمت مین حاضر ہوے
ملاقات سے مشرف ہوے اور کمال شکر گذاری ظاہر فرمائی اور بہت کچھ تعریف و توصیف
کر کے عرض کیا کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی برکت سے مین اپنے مقصد پر کامیاب ہوا اور
طلسم گنجورہ سلیمانی میرے تابع حکم ہوا مین اب یہ چاہتا ہون کہ لشکر لیکر بیابان نہ طاق مین
پہونچون اور آپ وقتاً فوقتاً میری مدد فرماتے رہین تو نہایت مناسب ہوگا مین آپکا کمال
شکر گذار ہونگا بعد ازان یہ بھی تمنا رکھتا ہون کہ اپنے جد و آبا سے ملون اور خانہ کعبہ کی زیارت سے
مشرف ہون شاہ صاحب نے اقرار کیا انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور زندگی نے
وفا کی تو ضرور وقتاً فوقتاً آپ کی امداد کے لیے پہونچونگا اور حتی الامکان آپکی اعانت کرونگا پھر
گنجور شاہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ طلسم مین لایا اوسیطرح برقین چمکنے لگین رومال شاہ صاحب
کا شاہزادہ کے پاس تھا اُسکی برکت سے یہ داخل طلسم ہوے گنجور شاہ خدمت مین حاضر
ہے اسنے سرانجام دعوت کا کیا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور نے غلام کو سرفراز
فرمایا اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس ملک کو روشن و منور فرمایا اب غلام کی یہ
تمنا ہے کہ جو نان و نمک غلام حاضر کرے اوسکو حضور اونوش فرماوین تو کمال عزت
افزائی غلام کی ہوگی ہمچشمون مین سرخروئی حاصل ہوگی موجب غلام کے فخر و
مباہات کا ہوگا -

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزی کم
کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید

ز التفات بمہمان سرای دہقانی
کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانی

شاہزادہ والا تبار کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال ہو اس ذرۂ بمقدار غلام جان نثار کی دعوت قبول فرمائیے خادم جدید کی آبرو بڑھائیے غرضکہ شاہزادہ جم مرتبت انجم شکوہ نے گنجور شاہ کی دعوت قبول فرمائی اسنے بہت جلد دعوت کا اہتمام کیا کارپردازون کو حکم دیا کہ بہت عمدگی کے ساتھ شاہزادہ کی دعوت کا انصرام کرو چنانچہ منتظمان سلیقہ شعار نے دعوت کا بندوبست شروع کیا زیر قصر سامنے شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پرتکلف بنی ہوئی تھی اوسمین چھت پردے تامی و زربفت کے لگے ہوے اوسکی آگے ایک سائبان زرتار جھالرین مقیش کی باسلک ہاے مروارید آویزان اوس بارہ دری کو دعوت کے لیے آراستہ کیا صدہا جھاڑ بلورین شمعین مومی و کافوری انمین چڑھی ہوئی کنول دیوارگیریان سورج مکھیان قد آدم شیشہ تصاویر شاہان پیشین اور اکثر پریزادون کی لگی ہوئین بہت معقول طیاری سے اوس بارہ دری کو سجا اور بہت تکلیف سے ہر چیز کو قرینہ سے لگایا عطردان پاندان چنگیر چوگھڑے منقل اگرسوز عودسوز عنبرسوز وغیرہ ظروف طلائی و نقرئی و مرصع کار جا بجا رکھے گئے خادم و خدمتگار پوشاکین نفیس پہنے ہوے سرگرم کاروبار دعوت تھے غرضکہ شام کو شاہزادہ عالی وقار کو نہایت تجمل شاہانہ کے ساتھ اوس بارہ دری مین لاکر جلوہ گر کیا گنجور شاہ مع رفیقون و مصاحبون کے پوشاکین پرتکلف جسم پر آراستہ کیے ہوے نہایت ادب کے ساتھ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہین غرضکہ شاہزادہ کو لاکر صدر مقام پر بہت عزت و احترام سے مسند زرنگار پر لاکر بٹھایا تمام بارہ دری مین شام سے روشنی ہو رہی تھی بڑے بڑے قالین رومی و ایرانی بچھے ہوے تھے ہر درجہ بارہ دری کا فرش فروش و شیشہ آلات سے رشک نگارخانہ چین ہو رہا تھا شہزادہ کے سامنے کئی صندوقچہ جواہرات کے لاکر پیشکش کیے۔ بہت سے طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے صحبت ناچ گانے کی قرار دی طبلون پر تھاپ پڑی لہرا سارنگی کا باینکی کی کمک آسمان کو جانے لگی قانون بین ارباب چنگ مرچنگ سرود دستار دف دائرہ الغوزہ جلترنگ وغیرہ باجے بجنے لگے ساقیان مہر طلعت ماہصورت جام و صراحی زمردین لیے حاضر ہوے دورہ شراب یاقوت رنگ کا چلنے لگا آواز ہوشا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہوئی بعد اسکے جو نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال حاضر تھین روبرو شاہزادہ عالی وقار کے ناچنے اور گانے لگین انا بجملہ ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

عشق بازی کا مرے چرچا رہا
ہمسری پر خار سے الجھا رہا
اے پری پیکر ترے سر کی قسم
چشم پر نم ساغر صہبا رہا
شب حجاب اوٹھے وصال یار مین

مرکے بھی اسطرح مین زندہ رہا
دیکھکر چشم سیاہ یار کو
تیرے گیسو کا مجھے سودا رہا
پیچ جب کھا کہو کا کھول آج
بیحجابی کا فقط پردا رہا

ہون وہ لاغر مین گیا صحرا مین جب
حال کیا اے نرگس شہلا رہا
میکدے مین بعد میرے رو کے سب
ہنسکے بولے وعدۂ فردا رہا
آہ بھی عاجز رہی فرقت کی شب

مجھ سے نالان خود میرا نالا رہا | ہجر جانان مین رہا ہر دم علیل | اے ہنر دو دن نہ مین اچھا رہا

جسوقت یہ غزل نازنین مذکور نے روبروے شہزادۂ عالیوقار و صاحبان بزم بصد ناز و ادا
گائی سامعین سنکے بہت محظوظ ہوئے خصوصاً خواجہ صاحب نہایت مسرور ہوئے
اسوجہ سے کہ انکو علم موسیقی مین مہارت کامل ہے اور لحن داؤدی انکو خداوندکریم نے
عنایت فرمایا ہے زیادہ لطف حاصل ہوا زرکثیر اس نازنین کو انعام مین ملا مطربہ مذکور
انعام وافر پاکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دلہاے اہل بزم خوش کرنے لگی
علاوہ نازنینان مذکور کے چند طائفے مردانہ بھی محفل مین آکر حاضر ہوے یعنی کشمیری بھانڈ
جو نقلین نہایت مضحک کرتے ہین اور کیساہی انسان ملول و غمگین ہو اوسکو ہنسا
دیتے ہین اونمین سے ایک بھانڈ حسین کمسن خوش گلو مع اپنے ہمراہیون کے
روبروے شہزادۂ عالیوقار حاضر ہوکر بصد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچنے گانے کے اسکے
ہمراہیون نے نقلین مضحک کرنی شروع کی جسکے سننے سے اہل محفل کے مارے ہنسی
کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ہر شخص ہنستے ہنستے بیتاب ہوا جاتا تھا شہزادہ بھی
بیساختہ منھ پر رومال رکھ کے ہنسنے لگا نہایت محظوظ ہوا زر کثیر اُن بھانڈون کو مرحمت
ہوا القصہ دوپہر رات تک یہی جلسہ رقص و سرود منعقد رہا جب زلف لیلائے شب
تا بکمر پونہچی اور جلسہ رقص و سرود برخاست ہوا گنجور شاہ حاضر ہوا اور دست بستہ
عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہے کچھ اونوش فرما دیجیے جو نان و نمک حاضر ہے وہ
قبول ہو غلام کو سعادت دارین حصول ہو غرضکہ گنجور شاہ شہزادہ کو نعمت خانہ کے
ایوان وسیع مین لایا یہان کار پرد ازان سلیقہ شعار و بکاولان انتخاب روزگار نے دسترخوان
نہایت عمدگی سے چنا تھا ہر نعمت دنیا کی اوس دسترخوان پر حاضر تھی اغذیہ ایسی
ایسی پرتکلف لطیف و خوش ذائقہ بحکم گنجور شاہ خاصہ پزان شاہی نے طیار کی
تھین کہ جو کوئی چند لقمے اس غذاے لطیف کے تناول کرے روح اوسکی
خوش ہو جائے غذاے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اوس غذاے شیرین
کو کھاتی یقین ہے کہ نام اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذائے شیرین اس درجہ شیرین
تھی کہ لب ہائے حسینان جہان بھی اُس غذائے شیرین سے آشنا ہوکر شیرین
مشہور ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزہ دار تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اس غذائے
نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اُس غذائے نمکین کے روبرو نمک چہرۂ محبوبان دہر
بالکل پھیکا تھا اقسام غذائے خاصگی کی کیا تعریف کیجائے جو شے تھی نایاب اور نہایت
خوش ذائقہ تھی جسکی بو باس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا ذائقہ خود مزا
اوٹھاتا تھا اقسام ماکولات لذیذ کی اگر تفصیل کیجائے تو صفحہ قرطاس مملو ہو جائے
تب بھی نہ تحریر ہو سکے۔ خلاصہ یہ کہ کوئی شے از قسم طعام و دیگر اشیا مثل مربہ جات
و پکوان و شیرینی وغیرہ ایسی نہ تھی جو اُس دسترخوان پر بکثرت موجود نہ ہو۔ جب
شہزادہ یہان رونق افزا ہوا عجب سامان ملاحظہ فرمایا کہ فرشی جھاڑ آراستہ ہین مردنگیان
جھاڑ قندیلین بیشمار روشن ہین دالانون مین مخمل زردکاشانی کا فرش بچھا ہے

اور مقام صدر پر ایک مسند فیروز زرنگار و تکیہ لگا ہے اور ایک بہت بڑا دسترخوان زربفت بچھا ہوا
ہے اور سیر انواع و اقسام کے کھانے چنے ہوئے ہین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ شہزادہ نے مسند پر
جلوس فرمایا طلائی سلفچی آفتابہ آیا ہاتھ دھوکر خاصہ نوش فرمانے لگے خادم رومال ہلانے
لگا خواجہ بھی شریک طعام ہین ہر چیز کی تعریف کرتے جاتے ہین مگر یہان کا سامان
اور ظروف طلائی و نقرئی و مرصع کار جواہر نگار دیکھکر انکے منھ مین پانی بھر آتا ہے خیال
کرتے ہین کہ اگر یہ سامان سب مجکو مل جاتا تو یہان کا فرش و شیشہ آلات وغیرہ
سب زنبیل مین رکھ لیتا کسی دعوت یا محفل مین کام آتا۔ شہزادہ خاصہ نوش
فرما رہا ہے اور طلسم کی باتین گنجور شاہ سے پوچھتا جاتا ہے اور یہ اوسکو بالتفصیل بتاتا ہے
الحاصل شہزادہ نے خاصہ نوش جان فرمایا گنجور شاہ کی تمیزداری و سلیقہ شعاری کی
تعریف فرماتے رہے اپنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ غلام کی کیا اصل و حقیقت ہی
اور یہ نان و نمک تو حضور کے ملازمون کے بھی لایق نہین ہے یہ سب حضور کی بندہ
نوازی ہے کہ حضور نے کمترین کی عزت افزائی فرمائی۔ غرضکہ بعد فراغت طعام
شہزادہ عالی مقام برآمدہ مین تشریف لائے وہان کرسیان بچھی ہوئی تھین
فرش و فروش شیشہ و آلات سے تمام برآمدہ سجا ہوا تھا روشنی شمعہاے
مومی و کافوری کی اسقدر تھی کہ سارا درجہ نور سے معمور ہو رہا تھا خادم و خدمتگار سرگرم کاروبار اپنے
کامون سے ہوشیار ہاتھ باندھے ہوئے حاضر تھے۔ شہزادہ کرسی جواہر نگار پر اجلال
جلوہ گر ہوا سامنے آتش بازی گڑی ہوئی تھی گنجور شاہ نے اسکے چھوڑنے کا حکم دیا لگی آتشبازی
چھوٹنے پہلے قلعہ داغا گیا زمین و آسمان کرۂ نور ہوا لوگون کی صدا سے شور نشور ہوا مہتابیان
جو چھوٹین چاند کے منھ پہ ہوائیان اڑنے لگین انار کے پھولون پر فلک نے ستارون کا گنج نثار
کیا پھلجھڑیون اور چرخیون نے پھولون کا انبار کیا ہتھ پھول مین عجب گلکاری تھی جسپر صدقے
باد بہاری تھی سرو آتشبازی سرو چراغان کا رنگ دیتا تھا چرخیون کا تماشا دیکھکر
چرخ گردان چکر مین آیا انسپر جو چھٹی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لڑیان سہرے کی آویزان
ہین۔ آتشبازی کے چاند سورج نے ایسا لطف دکھایا کہ شمس و قمر کا چہرہ فق ہو گیا
آتشبازون نے وہ عمدہ رنگین آتشبازی بنائی تھی اپنی کاری گری دکھائی تھی کہ جسنے
دیکھی تعریف کی۔ جب شہزادہ عالم آتشبازی کا تماشا ملاحظہ فرما چکے کھڑے
ہوگئے گنجور شاہ حاضر ہوا عرض کیا کہ رات تین پہر سے تجاوز کر چکی ہے اب حضور
استراحت فرمائین ورنہ طبع مبارک خدانخواستہ کسلمند ہو جائیگی یہ کہکے خوابگاہ کے قصر مین
لے گیا دیکھا کہ وہ بھی خوب آراستہ ہے ہلکی ہلکی روشنی ہے سفید گاؤ تکیہ لگا ہوا مسند
بچھی ہوئی ایک سمت کئی چھپر کھٹ سونے کے آراستہ ایک جانب چاندی کی مسہریان و پلنگڑیان
سونے کے لئے قرینے سے لگی ہوئی اور اونپر سفید چادرین کھنچی ہوئی اور تکیے لگے ہوئے گردپوش
دیبا حریر کے پڑے ہوئے بس ایک چھپر کھٹ پر شہزادہ نے آرام فرمایا خدمتگار
چپی کرنے کو بیٹھ گیا باریدار حاضر ہوئے پلنگ کے پہرے چوکی کا انتظام ہو گیا خواجہ صاحب
نے بھی ایک پلنگڑی پر آرام کیا گنجور شاہ بھی سلام کرکے رخصت ہوا اپنے مقام پر

یہ بھی آگر آرام پذیر ہوا جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ نے اپنا بوریا بدھنا سنبھالا اور تسبیح خوان ثوابت و سیار نے تسبیح ہزار دانۂ نجوم و کواکب کو رکھکر اپنا مصلےٰ اوٹھایا سجادہ نشین چرخ چہارم نے چشمۂ مشرق سے وضو کر کے بہر طاعت ضیا بخش عالم سجادہ نور کا بچھایا شہزادہ عالم بھی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کے لیئے پانی طلب کیا خادم آفتابہ و طشت لیکے حاضر ہوا وضو کر کے فریضۂ سحری ادا کیا اور دو وظائف سے فارغ ہوئے اتنے مین گنجور شاہ بھی خدمت مین حاضر ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ حضور صبح کا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے غنچۂ دل ہوا خواہان شگفتہ ہو رہے ہین عجب سہانا وقت ہے حضور بھی گلگشت خانہ باغ سے طبع معلے کو شگفتہ فرمائین تو حسینان چمن کے نخل مراد جو حضور کے خیر مقدم مین نرگس وار چشم در انتظار ہین بالیدہ ہو کر نہال ہو جائین بس یہ عرض کر کے شہزادہ کو دو سرے قصر فلک شکوہ مین لاکر بٹھایا جو فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا اسباب عیش و راحت مہیا شیشہ آلات سجا ہوا تھا جس کے نیچے پائین باغ نہایت سرسبز و شاداب لگا ہوا تھا عجب باغ دلکشا فرحت افزا تھا کہ اگر اوسکی صفت رقم ہو تو پہلے شاخ طوبےٰ قلم ہو۔ فیض باد بہاری سے وہ گلزار طلسمی نمونہ فردوس بریں تھا نہایت دلکش و دلنشین تھا۔

عجب باغ تھا رشک مینا سواد	اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی کم ایک بار	کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار

چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست نہرین لطیف پیڑیون پر سرخی یاقوت احمر کی گٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین روان چشمہ ہر ایک مثل قلب صافی دلان۔ ہر شجر پر طائران خوش نوا کا ہجوم آمد فصل بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہائے رنگارنگ غیرت دہ نگارخانہ ارژنگ سچ تو یہ ہے۔

نظم

سبز سبزے سے ہر روش پر تھی	لعل و یاقوت کی لگی سرخی	روشون پر ستارہ چھڑکے تھے
ذرون کیطرح وہ چمکتے تھے	جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا	رشک جنت جو کہیئے تو ہے بجا
تھے جواہر کے جس جگہ اشجار	لائق دید تھی وہان کی بہار	صحن گلشن تھا آسمان کا جواب
پھول سب غیرت گل مہتاب	چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو	قمریون کی وہ سرو پر کوکو
کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی	کہہ رہا تھا پپیہا پی پی	

شہزادہ بارہ دری مین آکر مسند پر بیٹھا سرداران گنجور گرد و پیش باادب تمام بیٹھے گنجور شاہ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت قبول صورت پیمانۂ جواہر آگین مین شراب ارغوانی پر کالے کے لوٹنے لگے ساقیان مہوش پیمانہ شراب سرخوش یعنی جام صبوحی لیکر مجلس افروز اس محفل خلد مشاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمۂ دلکش سناتے تھے گنجور شاہ ہر سمت سرگرم اہتمام تھا اشیاء ضروری اہل انجمن کے لیئے حاضر کرتا تھا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور کا تڑکا نسیم و صبا کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی سریلی آواز کا گونجنا عجب لطف دے رہا تھا اہل محفل مصروف وجد و سماع تھے ہر تان پر روتین کھڑے ہوتے تھی از انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے بھیرویں کی دھن مین یہ غزل

گانا شروع کی۔ **غزل**

ہٹ نہ گرد دست جنون اب کیا ہی پیراہن کے پاس
دھجیان ہوکر گریبان آگیا دامن کے پاس

خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے کچھ طاقت نہین
سحر ہے افسون ہے کیا ہی خنجر آہن کے پاس

خاک تو پونہچیگی اور کر دامن گل تک کبھی
بلبل بیکس کو گلچین دق نہ کر گلشن کے پاس

آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتے آتے طوق گشتہ ہوگیا گردن کے پاس

مر کے بھی خالی نہوگا پہلوے تربت مرا
بیکسی رویا کریگی بیٹھکر مدفن کے پاس

رشک آتا ہے کہ ہم خلوت ہون موسی آپکے
اور ہم دیدار کو ترسا کرین ایمن کے پاس

روز سنتے ہین مسی مالیدہ لب کے کم نہین
دیکھ لین تمکو جو جاکر ایک دن سوسن کے پاس

دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہین
جھانکتا ہے کون شوخ برق وش روزن کے پاس

حسن کی گرمی سے پانی پانی ہوکر بہگیا
آئینہ آیا جب اوسکے عارض روشن کے پاس

بے غرض کی دوستی بہتی ہے ناداری مین بھی
رشتہ لیتا ہے نہو ہر چند کچھ سوزن کے پاس

عالم بالا بھی جو روزن سے نہین ہے بیخطر
جاگتا ہے آہ تابان رات بھر خرمن کے پاس

دوستون کا تخطہ ہے تسکین دل کے واسطے
بیٹھتے اوٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کے پاس

حسن روز افزون کا پردہ پردہ کر سکتا نہین
نور چھن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

کیا یہ **تسلیم** اپنا گریہی سر بار ہا
دھوپ مین دنکو ملین گے انکو گلخن کے پاس

ناچ کا سمان بندھا ہے دور جام گردش مین آیا ہے انعام کثیر ارباب نشاط کو مل رہا ہے وہ بھی خوب جی توڑ کے گا رہی تھین **شہزادہ** بھی نہایت مسرور بیٹھا ہوا تھا **خواجہ** بھی تعریف کر رہے ہین کہ اتنے مین **گنجور شاہ** نے **خواجہ** کیطرف مخاطب ہوکر عرض کیا کہ **خواجہ** سلامت آپکے گانے کی نہایت تعریف سنی ہے تمام ارکین طلسم آپکے نہایت مشتاق ہین اگر از راہ عنایت کچھ شوق فرمایئے تو خالی از لطف نہوگا آپکو خداوند کریم نے لحن داؤدی عطا فرمایا ہی آپکا مثل نہین ہے آپکو فن موسیقی مین دستگاہ کامل حاصل ہے ہم لوگون کو آپکے سننے کا ازحد اشتیاق ہے غرضکہ **گنجور شاہ** نے ازحد اصرار کیا اور بہت بجد ہوا منتین کرنے لگا **خواجہ** کا دل بھی بھر بھر رہا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید کچھ دو چار کوڑیون کی بہتی ہوجائے ابھی تک تمکو کچھ ملا بھی نہین ہے یقین ہے کہ **گنجور شاہ** خوش ہوکر بہت کچھ دیگا لشکر مین جب یہان سے جائین گے تو لوگ پوچھین گے کہو کیا **خواجہ** طلسم گنجور سے لائے بہئی تم تو بہت کچھ لائے ہو گے دامن آرزو مال مال ہوگیا ہوگا کاہے کو ہمکو بتاؤ گے کیا ہم کچھ لے لین گے ہم تو خوش ہونے والے ہین اون لوگون کا تو یہ خیال ہوگا اور بہت کچھ بھاین گے اور یہان ایک کوڑی سے بھی واحد شاہد نہین بہت بڑا نقصان ہوا صحن بارگاہ مین جو معرکہ ہوا تھا اس ہلڑ و ہنگامہ مین ہیرے کی انگوٹھیان اور بہت سا جواہر بیش قیمت جاتا رہا کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ **خواجہ** تمہارا نقصان ہوا اور وہ مال میرا بھی نہ تھا ایک سوداگر نے بیچنے کو دیا تھا کچھ کمیشن مجکو بھی مل جاتا اب اسکو کیا جواب دونگا وہ جانیگا کہ **خواجہ** فقرہ کرتے ہین اگر اوسکو قیمت مال کی نہ دونگا تو میرے اعتبار مین فرق آئیگا پھر کوئی مجکو کاہے کو ہزارون روپئے کا دیدیگا بس **خواجہ** ایسے ایسے خیالات اپنے دل مین کر رہے ہین بظاہر **گنجور شاہ** سے اونھون نے عذر کیا کہ طبیعت میری بہت فکرمند ہے اسوجہ سے کچھ دل نہ لگیگا **گنجور شاہ** نے پوچھا کہ **خواجہ** کیا فکر ہے اونھون نے کہا کہ مین ایسے

کیا حال اپنی فکر کا بیان کردن بہت بڑا نقصان میرا اس معرکہ مین ہو گیا اوسکی وجہ سے دل میرا قابو
مین نہین اُسنے کہا آخر بتایئے تو سہی کیا نقصان آپکا ہوا انھون نے وہی انگوٹھیون کا جاتا رہنا
اور کچھ اشیا و جواہرات بیش قیمت کا تلف ہو جانا بیان کیا اور کہا کہ اسی فکر و اندیشہ مین
ہون کہ صاحب مال کو کیا جواب دونگا اور سب تقریر مذکورہ بیان کی گنجور شاہ نے کہا کہ آپ کچھ
فکر و تردد نہ کیجئے جو کچھ آپکا نقصان ہوا ہے سب آپکو ملجائیگا خواجہ نے کہا کہ آپنے میرے دل خوش
کرنے کو کہدیا مجھکو کیونکر اسکا یقین آوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے گنجور
شاہ نے کہا آپ خلاف سمجھتے ہین خواجہ نے کہا نہین آپ بڑے فیاض و عالی ہمت ہین آپکے
نزدیک کیا اصل ہے غرضکہ خواجہ نے اسکو خوب بڑھ بڑھ رکھا اور ایسی تعریفین کین کہ اسکو
روپیہ منگاتے ہی بن پڑا فوراً اسنے اپنے اہلکارون سے کہا کہ دس ہزار روپیہ لاکر خواجہ کے
پیشکش کرو چنانچہ دس توڑے اسکے سامنے منگوا کر رکھدیئے خواجہ نے روپیہ تو نذر زنبیل
کیا اور اپنی ذو ہفت پیوندی زنبیل سے نکالی اُسکی قفلیان درست کر کے بجانا شروع
کی پہلے یہ شعر فارسی کا گایا ؎

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو دیگرے	آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام

اسکو کئی مرتبہ بتا بتا کے گایا کہ تمام اہل محفل وجد کرنے لگے ہر ایک پر محویت کا عالم طاری ہوا جسکو
دیکھو سکتے مین بیٹھا ہوا ہے نقش بدیوار ہو گیا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل
گاؤ تو جلسہ برخاست کیا جائے گنجور شاہ کا یہ حال ہے کہ ششدر ہو رہا ہے آنکھون سے
دریائے اشک جاری ہے سکوت کے عالم مین بیٹھا ہے تھوڑی دیر کے بعد اسکو ہوش
آیا نہایت تعریف اسنے کی اور کل اہل محفل خواجہ کی صفت و ثنا کرنے لگے گنجور نے کہا کہ
ہان خواجہ صاحب کوئی غزل شروع کیجئے دل بیچین ہو رہا ہے چنانچہ خواجہ نے یہ غزل
گانا شروع کی

غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ مین لے شیشۂ دل کو
پھنسائیگا بلا مین کیا کسی غمدیدہ بلبل کو
نہ تونے لی خبر مرتا ہے عاشق رنج فرقت سے
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جائین
بہار آجائے یارب باغ سے جلدی خزان جائے
بہار آئی ہے الفت سے پھر اب سرشار ہو جائے
یقین آتا نہین معشوق کو جو اپنی الفت کا
نیا کھٹکا رہا ہر روز او سے فصل بہار مین
چمن مین آج بلبل امتحان ہو ترے رونیکا
نظر آنے لگے مار سیہ گلشن مین لہراتے
ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہون
چمن پر خار ہین ایسا خزان مین انقلاب آیا
خدا جو مجکو دیتا ہے اسی پر شکر کرتا ہون

لب مینا سے سن لین مست تیرے شور قلقل کو
لگاتا ہے جو تو اے باغبان گلشن مین سنبل کو
کبھی تو آکے دیکھ اُس کشتۂ تیغ تغافل کو
اگر اس گھاٹ پر تو کھینچ دے تلوار کے پل کو
دل مشتاق بلبل دیکھے زود شاہد گل کو
صبا منقار بلبل سے لگا دے ساغر مل کو
گواہی مین وہ صفر تنگ دیکھنا ہم شاہد گل کو
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو
جبھی جانین کہ اشکون سے بجھا دے آتش گل کو
جو بل دیدے کے چھوڑا زلف اس گلبدن کا کل کو
خدا افزون کرے اے بت ترے جاہ و تجمل کو
کہ شب کو عندلیبین دیکھتی ہین شمع کے گل کو
جہان مین اپنا توشہ جانتا ہون مین توکل کو

جہان مین اسقدر جو قیس کی وحشت کا شہرہ ہے
وہ دیوانہ ہوا سنکر میری زنجیر کے غل کو

چمن کی سیر کو یہ کونسا میخوار آیا تھا
کہ توڑا جس نے غنچہ کے سبو کو ساغر گل کو

سزا ہین پی کے کیون گانے نہین میخوار یہ کیا ہے
مگر روز سنتے آتے ہین شیشے کی قلقل کو

ہوا اتنا بت یہ ایک دن آگ گلشن مین لگا تھی
غضب بھڑکا رہی ہے آہ بلبل آتش گل کو

خواجہ نے یہ غزل بلحن داؤدی گائی تمام محفل محو ہوگئی ہر ایک پر عالم سکتہ طاری ہوا تمام چرند پرند گرد بارہ دری کے جمع ہو گئے عرصہ تک رنگ محفل بدلا رہا جب سکوت ہوا خواجہ کو بہت کچھ زر و جواہر انعام مین ملا خواجہ نے سب زر و زیور خلعت وغیرہ اوٹھا کر نذر زنبیل کیا اب خواجہ کے بعد کون گا سکتا تھا کسکا رنگ جم سکتا تھا جلسہ برخاست ہوا شہزادہ اوٹھا بعد فراغت اکل و شرب تھوڑی دیر آرام فرمایا پہر کیوقت شہزادہ بعد نماز ظہر بارہ دری مین بیٹھا سب گنجور شاہ کے ارکان دولت بھی دست بستہ حاضر ہین اور خود گنجور شاہ بھی مودب سامنے شہزادہ کے بیٹھا ہے شاہزادہ بدیع الملک نے گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھئی گنجور شاہ اب تمہاری خوشی ہوچکی دعوت سے بھی فراغت ہوگئی اب چلو شاہ صاحب صحرا نشین سے بھی رخصت ہو آئین پھر اپنے لشکر کیطرف جائین ایک روز وہان قیام کر کے نہ طاق فلک کا رستہ لین گنجور شاہ نے عرض کیا بہت مناسب ہے مین اسکا انتظام کرتا ہون یہ کہہ کے حکم دیا کہ کشتیان حاضر کرو چنانچہ کشتیان تحفہ جات طلسمی کی پیشکش ہوئے نگین از انجملہ ایک کشتی مین گلدستہ تھا اور ایک کشتی مین تیغہ و سپر اور ایک کشتی مین ایک نقاب بھی گنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور یہ تیغہ حفظ جان ایوان تاجدار دیوان تاجدار ہے دو لونکی موت اسی سے ہے اور نقاب اسواسطے ہے کہ طلسم ہولناک جو دیوان کا بنایا ہوا ہے اوسمین شکلین ایسی ہیبت ناک اور ڈراونی ہین کہ جہان اونھون نے نعرہ کیا اور سامنے آئے انسان کا زہرہ آب ہو گیا اور گلدستہ کا حال غلام جب نہ طاق مین حاضر ہوگا تب حضور مین عرض کریگا چنانچہ شاہزادہ بدیع الملک نے اُن اشیا کو لے لیا اور گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ کیا جب وہ شاہزادہ پیدا ہوگا تو تم طلسم مین ہوگے یا نہین یہ آنکھون مین آنسو بھر لایا اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ غلام اوسوقت مین نہوگا کچھ اور ہی سامان ہوگا۔ ع

رہے گی غنچہ مین رنگت نہ گل مین بو باقی
یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی

حضور ہر کمالے را زوالے۔ باغ دہر مین کوئی گل ایسا نہین ہے جسکو صرصر خزان سے صدمہ نہ پہونچے اور اس چرخ ستم شعار کے انقلاب سے کوئی ایسا نہین ہے کہ بیچراغ نہو۔ بڑی بڑی سلطنتین کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا اس زمانہ کے انقلاب سے چند عرصہ مین نیست و نابود ہو گئین کہ جنکے خاندان مین بھی کوئی نام لیوا پانی دیوا نہین رہا ایک طریقہ پر تو اسکی روش رہتی ہے نہین سچ کہا ہے کسی نے ع

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس
عروج شمس بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

گردون دون کی جفاکاری اور زمانہ غدار کی مکاری سے یہ سلسلہ ایک طرز پر قائم نہین رہ سکتا۔ ع

بیک گردش چرخ نیلوفری قافلہ باد بہاری کا روان ہوجائیگا	نہ نادر بجا ماند نہ نادری ایک دن یہ باغ پامال خزان ہوجائیگا

اُسی کا ہون پیرانہ سال یعنی منجم کاہن کی زبانی مین نے سنا ہے کہ یہان کافرون کی عملداری ہوگی اور
ظلم و جور حد سے زیادہ ہوگا دیکھئے ابھی کل کی بات ہے کہ سمندر روس امیر ہے وزیر نے ازراہ نمکحرامی
چاہا تھا کہ مجکو ہلاک کرکے آپ حکومت اس ملک کی کردن سمندر کا تو فقط بہانہ ہی تھا وہ تو خداوند
کریم کو میری حکومت رکھنا تھی اسوجہ سے غیب سے یہ سامان ہوگیا کہ آپ کے قدمون کی برکت سے
مین رہا ہوگیا ورنہ اس کور نمک نے تو کام ہی تمام کردیا تھا بس اسیطرح اسوقت مین بھی کافرون
کا دور دورہ ہوگا اور مین یا تو اسیر ہونگا یا دنیا ہی مین نہونگا جب زمانہ طلسم کفر و ضلالت سے
بھر جائیگا اور عمر طلسم بھی تمام ہوجائیگی اوسوقت مین شہریار مرصع پوش پیدا ہوگا اور اس
طلسم کو فتح کرکے اسلام آباد کریگا معابد کفار منہدم ہوکر مساجد کی بنا پڑیگی ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجیگا حضور
ایسا کچھ کاہن زبردست کی پیشین گوئی سے معلوم ہوا ہے شہزادہ نے فرمایا بیشک قضا و قدر نے
ہر کام کو اپنے وقت پر محدود رکھا ہے اب گنجور شاہ نے حکم دیا کہ تخت طلسمی حاضر کرو فوراً تخت
حاضر کیا گیا گنجور شاہ شہزادہ اور خواجہ خضران کو اپنے ساتھ تخت سحر پر بٹھاکر شاہ صاحب کے پاس آیا
ملاقات ہوئی شہزادہ عالیوقار نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور
اپنے لشکر مین ہوکر اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب طلسم نہ طاق روانہ ہونگا آپ سے امیدوار ہون کہ مجکو
فراموش نہ فرمائیگا اور وقتاً فوقتاً میری امداد و اعانت فرمایئے گا کہ قدم درویشان رد بلا ہے
یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور سلام رخصت کیا شاہ صاحب نے فرمایا فی امان اللہ حافظ حقیقی
کے سپرد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالی حیات مستعار باقی ہے تو ضرور آپکی مدد کرونگا اچھا سدھارئیے
خدا حافظ و ناصر ہے اور گنجور شاہ سے فرمایا کہ تمہین آپکو لشکر مین پہونچا دو کہ وہ سب جان نثار آپکے
قدوم میمنت لزوم کے از حد مشتاق ہین اور سب چشم انتظار مین اُسی صحرا مین پڑے ہوئے
انکی راہ دیکھ رہے ہین گنجور شاہ نے کہا بہت خوب بس شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کو مع
خواجہ عمر ثالث کے تخت پر بٹھا کے جانب صحرا روانہ ہوا۔ ادھر کا حال سنئے کہ جب اہل لشکر خیمہ
وغیرہ برپا کرچکے سب اپنے اپنے مقام پر فروکش ہوئے سردار شاہزادہ کا انتظار کرنے لگے
جب بہت عرصہ ہوا اور شہزادہ شکار سے واپس نہین آیا سردارون نے اور بادشاہ عالیجاہ
نے عیارون کو تلاش کے لیئے روانہ کیا غرضکہ عیار چند سردارون کو ہمراہ لیکر اُسطرف چلے کہ جدہر
کو شہزادہ روانہ ہوا تھا جبکہ اُنکے ہمراہ صحرا کے قریب پہونچے دیکھا کہ کئی ہرن شکار کیئے ہوئے
پڑے ہین سردارون نے کہا کہ یہ ہرن ہمارے آقا کے شکار کیئے ہین ہم خیال کرتے ہین کہ جس
ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑالا تھا اوسی کے تعاقب مین گھوڑا ڈالے ہوئے کسی سمت چلے گئے ہین بس
عیار سردارون کو ہمراہ لیئے ہوئے نشان قدم راہوار دیکھتے چلے جاتے ہین اور تلاش شہزادی
مین مصروف ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک تخت بردے ہوا اوڑتا ہوا چلا آتا ہے تین آدمی اوسپر
بیٹھے ہین آتے آتے اس تخت نے زمین کی جانب میل کیا اب آہستہ آہستہ وہ تخت زمین پر
اُس مقام مین آیا کہ جہان پر لشکر مقیم تھا بس تخت ٹھہر گیا شہزادہ عالم مع خواجہ خضران و گنجور شاہ کے
تخت سے اُترے سردار جو تلاش کو نکلے تھے پہلے اونھون نے دیکھا کہ بفضلہ تعالی شہزادہ مع

خواجہ خضران بن عمرو کے مع الخیر لشکر مین پہنچا ہرکارے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیے کہ
شاہزادہ مع الخیر لشکر مین داخل ہوا چنانچہ ہرکارون نے بادشاہ کی خدمت مین یہ مژدۂ جان فزا عرض
کیا بادشاہ جمجاہ یہ خبر سنکے بہت مسرور ہوئے تمام سردارون اور اہل لشکر نے خوش ہوکر سجدۂ شکر ایزد
بدرگاہ قادر مطلق ادا کیا ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر شخص جو غم والم مفارقت شاہزادۂ
عالیجاہ مین مصروف تھا اب وہ مسرور ہوکر خوشیان کرنے لگا۔ سردارون نے عرض کیا
کہ حضور کی مفارقت مین ہم لوگون نے بڑے رنج وصدمے سہے اور آپکو بہت تلاش کیا بلکہ ہر روز
اسی تلاش و سرگردانی مین مصروف رہتے تھے دن بھر چہار طرف سب تلاش کرتے پھرتے
تھے جب کہین اپنے یوسف گم گشتہ کی خبر نہ ملتی تھی تو رات کو مغموم و دل کبیدہ خیمون مین آکر منھہ
لپیٹ کر پڑ رہتے تھے رات بھر گریہ و زاری اختر شماری مین گذر جاتی تھی کھانے پینے تک کا
کسی کو ہوش نہ تھا ادھر صبح ہوئی اودھر نماز صبح پڑھکر پھر سب چل نکلے اور تلاش مین مصروف
ہوئے یہی شغل ہم لوگون کا تھا اتنے عرصہ مین سب سردار و افسران فوج آکر حاضر ہوئے اور اپنے
آقا کو دیکھکر گھوڑون سے اوتر پڑے اور بکمال ادب اونھون نے بھی دست بستہ اسی
قسم کے سب حالات عرض کیئے اور کہا کہ خداوند کریم نے اپنا بڑا فضل شامل حال کیا کہ حضور کے
دیدار فائض الانوار سے مشرف فرمایا سردارون نے شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کیا اور سب
ہمراہ رکاب چلے اب شہزادہ عالم یہ باتین کرتے ہوئے فرودگاہ پر تشریف لائے سب سردار اور
خواجہ عمرو ثالث و گنجور شاہ یہ سب ہمراہ رکاب ہین غرضکہ شاہزادہ فلک وقار گھوڑے سے
اوتر کر داخل بارگاہ ہوا سردار بھی سب دست بستہ حاضر ہین بکمال ادب سب حال استفسار
کررہے ہین کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے شہزادہ نے تمام حال بیان کیا اپنا برائے شکار صحرا
مین جانا اور اوس ہرن کا ظاہر ہونا اس خیال سے کہ اسکو زندہ گرفتار کرون گھوڑے کو بسرعت
تمام ہرن کے تعاقب مین مہمیز کرنا اور دوپہر تک سرگردان رہنا آخر تیر سے شکار کرنا تیر کا اوچھا پڑنا
ہرن کا تڑپ کر نکلجانا اور غائب ہونا یہ سب حال بیان کیا شب کو اوسی مقام پر قیام کرنا صبح کو
ایک جانب روانہ ہونا راہ بھول کر صحرائے ہولناک و دشت پرخار مین پہونچنا گھوڑے کا فوت
ہوجانا پیادہ پائی نصیب ہونا پھر تشریف لانا خضر طریقت کا اور انکا رہنمائی کرنا پھر ملاقات درویش
فرشتہ خصال القائے کوہ نشین سے انکا تبرکات عطا فرمانا جنکی وجہ سے طلسم گنجور کہ سلیمانی
مین پہونچنا۔ حال ثمرامی سندروس وزیر گنجور اور گرفتار کرلینا گنجور کو پھر مار ڈالنا سندروس
وزیر و سمندر جادوگار اور ہنگامہ عظیم برپا کرنا ساحران غدار کا پھر سب کو قتل و قمع کرنا اور
رہا کرنا گنجور شاہ کو قید سحر سندروس سے۔ گنجور شاہ کا مطیع اسلام ہونا اور چند تحفہ جات طلسمی
کا پیش کرنا اور اظہار دینا سب بیان کیا چونکہ دن تمام ہوچکا تھا رات ہوگئی شاہزادہ نے خاصہ
طلب فرمایا اور خاصہ نوش فرماکر خوابگاہ مین آرام فرمایا گنجور شاہ کے لیئے بھی خیمہ علیحدہ ہوگیا وہ اوسمین
مقیم ہوا سب سامان معیشت وہان مہیا کردیا گیا الحاصل وہ شب شاہزادہ نے اوسی
مقام پر بسر کی جب سفیدۂ سحری آسمان پر نمایان ہوا شاہزادہ بیدار ہوا خادم نے پانی حاضر کیا
وضو کرکے نماز سحر ادا فرمائی بعد فریضہ سحری سب سردار حاضر ہونا شروع ہوئے دربار آراستہ
ہوا گنجور شاہ بھی اپنے خیمہ سے برآمد ہوکر حاضر خدمت ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ غلام

اب رخصت ہوکر اپنے طلسم کو روانہ ہوتا ہے اجازت کا خواستگار ہے وہان پہونچکر فوج و لشکر کو اپنے
مرتب کرکے اور سب انتظام کامل کرکے غلام نہ طاق پر شرف قدمبوسی حاصل کریگا شہزادہ
نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ و ناصر ہے چنانچہ کنجور شاہ اپنے تخت طلسمی پر سوار ہوکر اپنے طلسم کو روانہ
ہوا اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا - بعد جانے کنجور شاہ کے شہزادہ عالی تبار یعنی صاحبقران
فلک اقتدار نے جبرئیل بن عادی کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر جانب
نہ طاق روانہ ہو ہم بھی عقب سے آتے ہین مع کل لشکر کے جب سرحد طلسم پر پہونچنا تو مقام
معقول دیکھکر کہ یہان کل لشکر فروکش ہوجائے اور آب و گیاہ وغیرہ کسی بات کی تکلیف نہو خیمے
وغیرہ نصب کرانا اور فرمایا کہ کل پیش خیمہ وغیرہ لیکر روانہ ہوجانا جبرئیل نے عرض کیا بہت خوب
اور باہر آکر انتظام روانگی سامان سفر مین مصروف ہوا - اسکے بعد شاہزادہ نے سب اہل دربار
و سردارون اور عزیزون سے فرمایا کہ آپ لوگ بھی بندوبست سفر کرین خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ
تم لشکر مین منادی کرادو کہ اہل لشکر اسباب سفر سے طیار ہوکر آمادۂ سفر ہون خواجہ نے عرض کیا
کہ بہت خوب اب شاہزادہ نے خواجہ حشام کیطرف دیکھکر فرمایا کہ آپ زائچہ کرین کہ مین
کسدن یہان سے طرف نہ طاق کے کوچ کرون مع کل لشکر و بادشاہ اسلام کے لیس خواجہ نے اسی وقت
زائچہ کرکے عرض کیا کہ پرسون بروز دوشنبہ کہ یہ دن برائے سفر نیک ہے اور تاریخ بھی اچھی ہے
بوقت صبح یہان سے حضور بدولت و اقبال باجاہ و جلال طرف نہ طاق کے بہ حشم و خدم کوچ فرماین
تو بہتر ہوگا شہزادہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے یہ فرماکر خواجہ خضران بن عمر سے فرمایا کہ
کل لشکر کو آگاہ کردو کہ وہ پرسون بوقت سحر تیار و آمادۂ سفر رہین ہم پرسون بموجب احکام خواجہ حشام
یہان سے کوچ کرینگے اور یہی کلمہ شہزادہ نے سب سردارون سے بھی فرمایا پس دوسرے
دن جبرئیل حسب الحکم شاہزادۂ عالیجاہ اثاثہ بارگاہ فلک اشتباہ کا مع پیش خیمہ و سراپردۂ شاہی
و صندوق ہائے خزانہ وغیرہ و دیگر بارگاہون اور خیمون کے شترون ہاتھیون ارابون پر بار کرکے
روانہ ہوئے چنانچہ انکے بعد سردارون کے خیمے اور افسران فوج کے خیمہ ڈیرے اسپکین بلاوٹیان
قلندریان بیچوبے وغیرہ یہ سب بھی بار ہوکر روانہ ہوئے چنانچہ یہ سب لوگ کہ بجائے خود ایک
چھوٹا سا لشکر ہے قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین - جب جبرئیل پیش خیمہ بارگاہ سلیمانی کا
لیکر روانہ ہوگیا اسکے بعد شاہزادہ نے سب کو رخصت کیا وہ دن گذرا شب آئی شب بھی
بسر ہوئی دوسرے دن بوقت سحر کل لشکر ساحران و غیر ساحران مسلح و مکمل ہوکر میدان مین
صف بستہ تھا کہ صاحبقران و بادشاہ تشریف فرما ہون تو کوچ ہو کہ اتنے مین سواری بادشاہ
کی مثل باد بہاری کے میدان مین آئے صاحبقران و بادشاہ نے کل اہل لشکر کو دیکھا ایک
ایک سردار کو حکم دیا کہ تم اپنا لشکر لیکر روانہ ہو پس یہ طریقہ مقرر کیا کہ ایک سردار ساحر اور ایک
غیر ساحر اسی طور سے کل سرداران صاحبقران طرف نہ طاق کے صاحبقران سے رخصت
ہوکر چلے - انکے بعد عزیزون کی نوبت آئی انکے ہمراہ بھی ہر ایک کی لشکر کثیر تھا اور ایک ایک
سردار ساحر مع لشکر ساحران کے تھا اس خیال سے کہ تاکہ سرحد طلسم پر یہ ساحر پہونچا دے بس
جب سب عزیز و سردار روانہ ہوچکے اب صاحبقران مع بادشاہ و کل سپاہ ساحران کے روانہ
ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارہ سفری گرہ گرہ آیا صدائے بلند ہوئی جو خیمے وغیرہ رہگئے

تھے وہ عقب لشکر ارابون پر بار تھے بس بادشاہ اسلام بصد احتشام نوبت و نقارے بجتے ہوئے نشان لشکر لہراتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے طرف طلسم نہ طاق کے عازم ہوئے

ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا ایک صحرائے پر بہار دشت لالہ زار مین۔ صاحبقران کا اُس صحرائے فرحت افزا کو پسند فرما کر اُسی مقام پر دو چار روز کے لیئے لشکر کو حکم قیام دینا خیمون و بارگاہون کا اُسی صحرا مین برپا ہونا۔ صاحبقران کا سیر صحرا مین مصروف ہونا۔ حسب اتفاق ایک روز سرکشان شاہ حاکم صحرائے سرکشان دہر کا اپنی دادرسی کے لیئے خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہونا اور اپنی سرگذشت عرض کرنا۔ صاحبقران والاشان کا سرکشان شاہ کو اپنے لشکر مین مقیم کرنا اور بہت دلاسا و تشفی اوسکی کر کے دادرسی کا وعدہ فرمانا۔ اور روانہ کرنا خواجہ خضران و دیگر عیارون کو واسطے گرفتاری انزروت جادو کے اور خواجہ کا عیاری کر کے لانا انزروت کو مع اسکے چند سردارون کے صاحبقران والاشان کے حضور مین۔ قتل ہونا انزروت کا بسبب نہ قبول کرنے اسلام کے اور بعد قتل انزروت اُسکے گلوئے بریدہ سے ایک دھوان پیدا ہونا جسکی تیزی سے نابینا ہو جانا صاحبقران و بادشاہ اسلام اور جملہ سردارون کا۔ پھر کچھ حال سماوات تاجدار حاکم شہر حیاتیہ و تہیہات مردارخوار و آفات مردارخوار وغیرہ کا اور روانہ ہونا آفات مردارخوار

بہمراہی سہراب جنگ آزمودہ و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرز زن سرداران سماوات کے بجانب لشکر صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب
سنا شیشہ مے کے تو قہقہے
وہ گلرنگ مے آج ساقی ملے
شگفتہ ہین گل رقص کرتے ہین مور
کہین رند کرتے ہین بدمستیان

کہ جس جام گل مین ہو بوئے گلاب
اسی مے کی ہو ساقیا اب تلاش
کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلے
چلو ایکطرف زمزمہ ساز ہین
کہین طائرون کی ہے سرگشتیان

بہار آئی بلبل کے ہین چہچہے
نہ کانٹا لگے جس سے نہ ہو خراش
بہار آئی ہے گلشنون مین ہے شور
کہین بلبلین نغمہ پرداز ہین
اثر باغ عالم مین تازہ بہار

دکھاتی ہے نیرنگیان یہ ہزار

غزل

خزان مین سیر چمن کو جو وہ نگار آئے
شفیق و ہمدم و مونس بھی کوئی پاس نہین
یقین تو ہے کہ بھولا سما دن تربت مین
خزان مین بلبل نالان کا ہے یہی نالا
ضرور پھول چڑھانا مزار بلبل پر
وہ نغمہ سنج ہون ہرگز کبھی جمیگا نہ رنگ

ہرے درخت ہون پھر موسم بہار آئے
شب فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے
جو بہر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے
چمن مین جلد الٰہی نہین بہار آئے
خزان کے بعد جو اے باغبان بہار آئے
چہک کے سامنے بلبل اگر ہزار آئے

ہے شگفتہ کن گلشن داستان
معطر کنند این گل بجز آن

نغمہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش الحانی گلہائے مضامین رنگارنگ کو بہ شادابی طبع موزون گوناگون صفحہ سبزہ زار صفا پر یون معطر کرتے ہین کہ جب حدیقہ سردار مومنان و مسلمانان و نونہال گلشن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان طے مراحل و قطع منازل فرماتے ہوئے مع لشکر نصرت اثر کے قریب سرحد صحرائے طلسم طاق کے پہونچے یہان ملازمان سمندر جو پڑے تھے وہ خبر سمندر کے مرنے کی سنکر متفرق ہو کر بھاگ گئے شاہزادہ داخل ہوا تو کسی حریف کو نہ پایا مگر ایک صحرائے پر بہار رشک گلزار مین انکا گذر ہوا جسمین چارون طرف سبزہ پر ہیرہ تھا مثل فرش مخمل کے اس صحرا مین ہزارون درخت لالہ و بیلا و چمیلی کے نئے نئے اشجار میوہ دار و پر اثمار سے وہ صحرا مملو تھا گل خودرو اپنی بہار دکھا رہے تھے چشمے آب شفاف و خوشگوار کے موجزن تھے صحرا ایک تھا نمونہ بہشت عنبر سرشت تھا طائران خوش الحان شاخہائے اشجار پر بیٹھے ہوئے حمد الٰہی مین زمزمہ سرائی کر رہے تھے ہر طرف طاؤسان خنیا گر کی رقاصی سے عجب لطف تھا زمانہ بہار کا تھا ہر طرف صحرا کا جوبن ابھار پر تھا درخت مثل معشوقان مست و طناز کے لباس سر سبز پہنے ہوئے جھوم رہے تھے

طائران صحرا و درندگان دشت بسبب بہار کے مست ہو رہے تھے اشجار مین نئی نئی کونپلین نکلی ہوئین تھین بلبلین مست پھر رہی تھین فاختہ الگ مست تھی قمری کی الگ کوکو تھی پپیہا الگ پی پی کا شور کر رہا تھا کوئل ہر طرف کوک رہی تھی چونکہ زمانہ بہار تھا ہر ایک مست بادۂ بہار تھا یہ صحرا جو شاہزادہ کو نظر آیا ہوائے عیسی دم مسیح نفس کے جو جھونکے آنے لگے دل کو فرحت قلب کی راحت ملی بسبب تری و خنکی و سبزی صحرا و لطافت آب و ہوا کے تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین تراوت ہوئی بس شاہزادہ بھی مع سردارون کے اس صحرا کا عالم دیکھکر وجد طاری ہوا صنعت باغبان قضا و قدر دیکھکر تعریف خداوند کریم کرنے لگا چونکہ ہر طرف گلہائے قدرتی کھلے تھے وہ صحرا خداوند کریم کی قدرت کا نمونہ تھا صنعت کارساز حقیقی اس صحرا سے ہویدا تھی اور شان خلاقی اس صحرا کے گلہائے رنگارنگ و میوہ ہائے بوقلمون سے پیدا تھی ہر شجر میوہ ہائے گوناگون سے مملو تھا کثرت اثمار سے شاخین زمین کو چوم رہی تھین یا یہ کہیئے کہ زاہدان سبز بخت سر بسجود ہین فیض خالق کون و مکان و حاکم زمین و زمان جاری تھا اس صحرائے پر بہار و دلکشا و فرحت افزا کا خود باغبان قضا و قدر مالی تھا بس اس صحرا کو دیکھکر شاہزادہ کی زبان پر یہ شعر جاری تھا ؎

این سبزہ و این صحرا بوئے زجنون دارد		دیوانگی و مستی امروز شگون دارد

اور بھی یہ شعر پڑھتا تھا ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار		ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

واہ کیا صحرا ہے اور کیا خوب سبزہ ہے بالکل نمونہ بہشت نزہت سرشت ہے دو چار روز ہم اس صحرا مین قیام کرینگے مقام مناسب و عمدہ دیکھکر خیمہ وغیرہ نصب کرو یہ حکم دینا تھا کہ اوسیوقت اہلکاران شاہی نے خیمہ و بارگاہین برپا کیے کچھ بازار آراستہ ہوگئے لشکر اترا اسپ اپنے کمرین کھولین اپنے اپنے بستر لگائے کیونکہ کئی دن کے تھکے ماندے بھی تھے سب اترے شاہزادہ مع سردارون کے مرکب سے اتر کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوا - ایک روز کا ذکر ہے کہ شاہزادہ عالیجاہ بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہین دربار آراستہ ہے سب سردار اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اٹھوا دیئے ہین سیر صحرا فرما رہے ہین دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار دشت پر بہار نہایت فرحت افزا ہے جسکی دید سے روح کو بالیدگی قلب کو تازگی ہوتی ہے تمام صحرا نہایت نزہت انگین نمونہ بہشت برین ہے - ؎

ہر نخل کی شان جیسے طوبیٰ		سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا

سرو و شمشاد پر قمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی ؎

سنبل مین تھا طرز زلف خوبان مانند شفق و پھول رنگین		شبنم مین بہت جلوہ کواکب تھا رشک نجوم لطف نسرین

کنوین جا بجا کھدے تھے جنکی چاہ مین باؤلی دیوانی ہشیار گھڑا دل بھرے ہیٹریان جنت کی ایسی تحفہ انگور کے تاک جو اونکین جھانک لے تو شرمائے ہر طرف نہرین اور چشمے جاری لب گرد انکے پر انکے گلکاری درخت صحرائی گلدار بیلا موتیا نسرین و نسترن جوہی شبو چنبیلی نرگس یاسمن کسی جگہ لالہ کوہی کے پیالے یاقوت رنگ کسی طرف گل فرنگ کہین درختان بار دار میٹھی میٹھی خوشبو کہین سنبل بازلف پریشان کہین سوسن سوز بان سے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری

مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولوں کے پھولنے سے اتراتی۔

ہر خیابان مین دوڑتی ہے نسیم ۔۔۔ لیئے کاندھے پہ اپنے بار شمیم
بلکہ نہرین تھی لطیف مثل کوثر ۔۔۔ نہرین تمام سلک گوہر
پانی تھا اثر مین آب حیوان ۔۔۔ نظارا تھا جسکا مایۂ جان

جھیلین لہراتی تھین رفتار معشوق کی ادا دکھاتی تھین سبزہ کوسون تک ہرا ہرا اوگا ہوا تمام صحرا مین فرش بچھا ہوا سبزے پر شبنم کے قطرے جو پڑے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسند ہائے زنگاری پر موتی جڑے تھے جہانتک نظر کام کرتی تھی گھانس ہری ہری لگی تھی تازگی و سبزی بھری تھی۔ ہرن پاڑے چیتل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے کوکلا و ہریل وغیرہ درختون کی شاخون پر جھولا جھولتے درخت نہال ہو ہو کر جھومتے تھے نہرون کے کنارے قاز و بط و مرغابی و قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرون کو اپنے بھگوتے اور صاف کرتے پھر ہر پان لیتے پرون کو جھڑجھڑاتے۔

چہ دشتے رشک فردوس برین بود ۔۔۔ خیابان در خیابان حور عین بود
تمثال خط خوبان سبزہ در گل ۔۔۔ چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
زفیض باغبان گردیدہ دلہا ۔۔۔ چو چشم مے پرستان مست شہلا

سبزہ جو زمین پر اوگا تھا باغبان قضا و قدر کی وحدانیت پر گواہی دیتا تھا۔

ہر گیاہے کہ بر زمین روید ۔۔۔ وحدہ لا شریک لہ گوید

درختان سبز و خرم زبان حال سے حمد و ثنائے کدیور حقیقی مین تر زبان تھے طائران خوش الحان شاخون پر نغمہ خوان تھے شمیم گلہائے رنگا رنگ سے دماغ جان معطر ہو گیا جانمین جان آگئی۔

بھیرے خدا نے دن چمن روزگار کے ۔۔۔ رنگ آنے ہین نظر ہین فصل بہار کے

الحاصل شہزادہ والا شان مع سردارون کے سیر صحرا کر رہا تھا کہ دیکھا تو بیابان سے ایک گرد اوٹھی سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد بر زمین دوزیدہ گرد نے مارا ہوا کو ہوا نے مارا گرد کو دامن گرد مثل دامان سحر چاک ہوا دیکھا تو دل گرد سے ایک شخص ناخون بڑہے ہوئے پریشان صورت بال سر کے اُلجھے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بئے کا جھونجھ سر پر رکھا ہے کپڑے نہایت کثیف پہنے بکمال زار و نحیف مرکب لاغر پر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور بارگاہ سلیمانی کے قریب آکر پوچھنے لگا کہ مالک بارگاہ سلیمانی یعنی شاہزادہ **بدیع الملک** جو دعوی صاحبقرانی کا کرتا تھا کہان ہے کہ مین باریاب ملازمت ہو کر قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا ہون اُسوقت خواجہ خضران بن عمرو نے پوچھا کہ بھائی باعث اس اضطراب و پریشانی کا کیا ہے اُس نے کہا کہ آپ اپنے اسم مبارک سے مجھے آگاہ فرمایئے خضران نے کہا کہ مجکو خضران بن عمرو کہتے ہین مین جانشین ہون اپنے پدر گرامی عمرو ثانی کا جو مہتر مہتران و بہتر بہتران اور سردار عیاران نامی و گرامی کا ہے اب آپ اپنے نام سے مجکو مشرف فرمایئے اُسنے کہا کہ مجکو سرکشان شاہ کہتے ہین مین سردار ہون صحرائے سرکشان دہر کا خضران نے کہا کہ تمہارے بشرے سے بوئے سرداری پائی جاتی ہے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی ۔۔۔ میتافت ستارۂ بلندی

بیشک آپ سردار قوم ہین آپکی پیشانی سے نور اعزاز و اقتدار ساطع و لامع ہے مگر آفتاب قدر منزلت ابر کثافت و غربت مین پوشیدہ و پنہان ہے اوسنے کہا عیان را چہ بیان خضران نے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ خط تراش کو بلوا کر اصلاح بنوا لیجئے اور نہا دھوکر پوشاک پاک و صاف تبدیل فرمائیے میرے پاس پوشاکین کرایہ کی موجود رہتی ہین اکثر لوگ جنکو ضرورت ہوتی ہے بکرایہ مجھسے لیا کرتے ہین بس وہ لباس لیجئے اور درستی ہئیت کے ساتھ شاہزادہ عالی مرتبت کے حضور مین جائیے اسنے کہا کہ بیشک فرمانا آپکا بجا و درست ہے لیکن فریادیون اور مظلومون کو خراب ہی حالت سے جانا چاہیئے ہرچند خواجہ نے اصرار کیا مگر مہر کشان شاہ نے نہ مانا آخر الامر اُسی خراب حالت سے خواجہ اسکو اپنے ہمراہ لیکر دربار گاہ عالی پر پہونچے یہان جبرئیل بن عادی جو سرگروہ سالاران مسلح و مکمل حاضر دربار گاہ تھا کرسی سالاری پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پوچھا کہ خواجہ صاحب یہ کس کو آپ اپنے ہمراہ لیئے جاتے ہین اولا بپاس ادب خدمت شاہزادہ عالیجاہ مین عرض کریون بعد اجازت آپ شوق سے ہمراہ لیجائیے چنانچہ جبرئیل بن عادی بارگاہ معلے مین آیا اور بعد بجالانے آداب شاہی کے عرض پیرا ہوا۔ ؎

اے تاج شاہی را فروغ از تارک والا تو	اے خلعت شاہنشہی زیباست بر بالا تو
خورشید برج مکرمت مہر سمائے ابہت	شد فخر تخت سلطنت کا ہمیز پائے تو

شاہزادہ عالم کا نیر اقبال اوج جاہ و جلال پر ہمیشہ بار ہو نجم درخشان فرق مبارک پر تابان رہا ہو ایک شخص باحال زار و زبون مہر کشان شاہ نامے حاضر دربار دولت عالی ہوا ہے اجازت حضوری چاہتا ہے اور خواجہ صاحب بھی اوسکے ہمراہ ہین بدیع الملک نوجوان نے زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے آنے دو غرضکہ بعد اجازت جبرئیل بن عادی نے واپس آکر کہا کہ بسم اللہ جائیے اجازت حضوری ہے غرض مہر کشان شاہ ابھی ہیبت کہ آئی سے سامنے صاحبقران والا شان یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے حاضر ہو کر اولا زمین بوس ہوا یہ ادب شناس تو تھا ہی کہ سردار ہے اپنی قوم کا حسب دستور شاہون اور شہریارون کے قواعد شاہی بجالایا سر تسلیم خم کیئے ہوئے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا رہا شاہزادہ نے کرسی منگوا کر اپنے سامنے بچھوائی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا مگر مہر کشان شاہ کرسی پر نہ بیٹھا فرش زمین پر بیٹھ گیا عرض کیا کہ خاکسار کو خاک نشینی ہی سزاوار ہے حضور میری فریاد کو سنین گے اور سبب خاک نشینی دریافت فرمائین گے تو غلام اپنی روداد خدمت عالی مین عرض کریگا۔ ؎

رہنے دو زمین پر مجھے آرام یہی ہے	سودا جو سنا ہو تو مرا نام یہی ہے

دیگر

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون	ہین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھسے : آگے چلو کہ مین	بچھڑا ہوا ہون کاروان سے مسافر رسیدہ ہون
گریان بشکل شیشہ و خندان بہ شکل جام	اس میکدہ کے بیچ عجب آفریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اور آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کرنے لگا کہ اے شہریار با دوفا یہ خاکسار ذرہ بیمقدار کیا اپنا حال بیان کرے اور بیمہری گردون دون و جفا کاری روزگار بوقلمون کی کیفیت کیا حضور سے عرض کرے

ایک سینۂ وفا ہین اور خار خار ہین ہم	ایک جیب آرزو ہین اور تار تار ہین ہم
سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم	اللہ ری بیقراری کیا بیقرار ہین ہم
ایک تیری ہی نظر مین ایسے سبک ہوئے ہین	یان ورنہ تمکنت سے عالم پہ بار ہین ہم
ایسا فلک نے ہمکو ہے خاک مین ملایا	نقش قدم ہین گویا مشت غبار ہین ہم

یہ اشعار اپنے حسب حال پڑھکر رونے لگا۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اپنا حال مفصل بیان کرو اور چند
کلمہ تشفی و دلاسے کے زبان معجز بیان سے ارشاد فرماکر استفسار حال فرمانے لگے اس شخص نے عرض
کیا کہ اس حقیر کا نام سرکشان شاہ ہے عرض کرتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی ہے کہ سردار و حاکم
تھا صحرائے سرکشان دہر کا غلام کو پروردگار عالم نے ایک دختر نیک اختر عطا فرمائی تھی کہ نام
اسکا ہمائے گوہر پوش تھا نہایت حسین و جمیل مین اپنے ملک مین عیش و آرام سے بسر کرتا تھا
کسی طرح کا خوف و خطرہ نہ تھا اطراف و جوانب مین کوئی اس حقیر کا ہمسر نہ تھا غلام ایوان پرست ہے
یعنی تصویر ایوان جو ہر مقام پر جاتی ہے اور اسکو سب بخدا کی مانتے ہین غلام بھی انھی کے پرستارون
مین ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک ساحر ہے انزیوت جادو نام وہ کچھ فوج ساحران غدار
و کافران نابکار کی ہمراہ لئے ہوئے بردے ہوا کیوان تاجدار کی خدمت مین جاتا تھا اور یہان
قضائے کار و اتفاقات روزگار سے اس عرصہ مین یہ حقیر شکار پر تھا اور بی بی میری کہ نہایت پاک
طینت اور کمال صاحب عفت و عصمت تھی یہ اپنے کوٹھے پر بالائے بام کھڑی ہوئی تھی کہ نگاہ اس
ملعون کی اس پاکدامن پر جا پڑی اور نیت اسکی فاسد ہوئی چنانچہ خواستگاری اپنی اس بدمعاش
نے ظاہر کی اور زبجبر و تعدی محل مین جانیکا قصد کیا ہر چند میرے ملازمون نے روکا اور اس حرکت
بیجا کے مانع ہوئے مگر اس ستم شعار نے نہ مانا بے محابا محل مین گھس جانیکا ارادہ کیا جو کچھ فوج کہ حاضر دربار
دولت و محلات تھے وہ سدراہ ہوئے آخر الامر بعد گفتگوئے بسیار کے نوبت بہ کشت و خون پہونچی
اس ملعون سے لڑائی ہوئی چونکہ اسکے ہمراہ فوج ساحران زبردست تھی اسوجہ سے وہ
غالب آیا میرے ملازم تاب مقاومت نہ لاسکے بہت سے مارے گئے حق نمک اپنا بجالائے
اور میرے ناموس کی حفاظت مین جان اپنی نثار کردی اپنے جیتے جی اوسپر آنچ نہ آنے دی اور
بعضے بھاگ کھڑے ہوئے اپنی جان بچائی مالک کی حفظ آبرو کا کچھ پاس نہ کیا جدھر سینگ سمایا
چلے گئے جب یہ نوبت پہونچی تو وہ ملعون میدان خالی پاکے بیباکانہ اندر محل کے درآنہ چلا گیا اس
پاکدامن نے جب یہ کیفیت دیکھی فوراً آسودۂ الماس کھاکر مسہری پر پڑی تھوڑے ہی عرصہ مین
کلیجہ اسکا کٹ گیا قلب و جگر چھلنی ہوگیا جان بحق تسلیم ہوگئی جو لوگ کہ بھاگ کر منتشر ہوگئے تھے
اونمین سے چند آدمی روتے پیٹتے خاک اوڑاتے ہوئے میرے پاس پہونچے اور اس حال پرملال سے
مجکو آگاہ کیا مین فوراً شکارگاہ سے روانہ ہوا اور جو کچھ فوج قلیل میرے ہمراہ تھی مین بھی انسے
جاکر بھڑا مگر ساحرون سے عہدہ برآ نہو سکا انسی ہنگامہ گیر و دار مین اندر محل کے جو گیا تو بی بی کو مردہ
پایا یہ حال دیکھکر میرے دل کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور کلیجہ فرط غم سے پاش پاش ہوگیا مگر کیا
کرتا مجبور تھا وہ عالم اضطراب تھا کہ پاؤن کے تلے سے زمین نکلی جاتی تھی آخرش جون تون اسکی
لاش کو لیکر دوسرے دروازہ سے باہر نکلا دختر نیک اختر میری ملقبہ ہمائے گوہر پوش بھی روتی
پیٹتی چاک گریبان باحالت پریشان مان کی لاش کے ہمراہ ہوئی اور چند عورتین ملازمان محل سے

مثل خواصون اور رمیش خدمتون و مغلانیون وغیرہ کے بھی جنازے کے ساتھ ہوئین روتی پیٹتی برا حال کرتی ہین جگر خراش کرتی ہوتی اپنی مالکہ کی لاش کے ساتھ نالان و گریان چلی جاتی تھین کہ دفعۃً ایک بجلی کڑکی ایسا غضب کا صاعقہ ہوا کہ سب کی آنکھین جھپک گئین مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگے اسی برق سے ایک پنجہ گرا کہ ہمارے گوہر نوشین کو اٹھائے گیا اب جو دیکھا تو بالائے فلک اوسکو پایا آواز گریہ و زاری کی آنے لگی آخر وہ پنجہ بیکر ہوائے آسمان ہوگیا مین نے یہ آفت تازہ دیکھکر اپنا حال زار و زبون کیا مگر کچھ بس نہ چل سکا روتا پیٹتا باحال خراب با نالہ و اضطراب اس لاش کو بیجا کر صحرا مین ایک مقام پر دفن کیا بس اسی مزار پر اپنی جان بچا کر بیٹھ رہا کبھی گریہ کرتا اور کبھی جوش رقت آہ و زاری سے دل کا بھڑکنا اور درخت ہائے سرو و شمشاد سے لپٹنا گاہ عندلیبان چمن کیجانب نگاہ کرنا اور انکا منقارون کو گلون پر رکھنا اور بوس و کنار کرنا اور شاد و خرم اونکو دیکھکر اپنا رشک آنا اور آہ سرد بھرنا۔ حسب اتفاق مینے ایک بلبل کی جانب نگاہ اوٹھا کر یہ کہا کہ تجکو اپنے محبوب سے قربت نصیب ہے لیکن مجھے یہ بتا کہ یہ عشق کیا چیز ہے بس حضور میرا کہنا کہ بلبل نے ایک تمکر یاری اور شاخ درخت سے گری اور مرگئی۔ تو اے شہریار ؎

مین نے بلبل سے جو پوچھا درد ہجر انکا علاج　　شاخ گل سے گر پڑی تڑپی تڑپکر مرگئی

مین نے اوسی بے وطن کشتہ رنج و محن یعنی اوس پاک دامن کی جہان تربت بنائی تھی اوسی کے پاس لاکر اوس بلبل کو بھی دفن کیا۔ ؎

تربت بلبل ناشاد بنا کر اسجا　　مین بھی اس گلشن خوبی کی لحد پر بیٹھا

بس حضور مفارقت مین اوس کشتہ یاس و حرمان کی اور یاد کرکے اوسکی وفاداری و محبت اور اوسکی عصمت و عفت اور اپنی بیکسی۔ دختر کا یون آنکھون کے سامنے سے پنہان ہوجانا خرمن امید پر برق غضب کا گرنا۔ ان سب باتون کا تصور کرکے اور اسی ناشاد کی قبر پر بیٹھکر اسی عالم مین اسقدر رویا کہ مجکو غش آگیا اسی حالت بیخودی مین عالم رویا مین مین نے دیکھا کہ ایک بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا کہ رو نہین اپنی جان کو کھو نہین انشاء اللہ تعالیٰ بہت قریب ہے کہ تیرے طالع خفتہ بیدار ہون نصیب یاوری کرے بخت نارسا کی رسائی ہو علاج پذیر درد جدائی ہو شاہزادہ **بدیع الملک** نوجوان صاحبقران والاشان اس دشت مین آئینگے وہ تیری دادرسی فرمائینگے تیرے حال زار پر ترحم فرما کر دست ظلم سے تجکو بچائینگے۔ بس اسیدن سے غلام مسلمان ہوا **الوان** پرستی پر لعنت کی اور کلمہ جو اون بزرگوار ہادی طریق خداشناسی نے تلقین فرمایا تھا پڑھکر از سر صدق ایمان لایا اور رہبر بن موسیٰ ہمہ تن چشم انتظار بنا ہوا حضور کے قدوم میمنت لزوم کا انتظار کرتا رہا۔ ؎

اللہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست　　آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

آخر تقدیر نے حضور کے قدم مبارک تک تو مجکو پہنچا دیا پیر مرد کا فرمانا راست آیا اب دیکھئے کیا ظہور مین آتا ہے مقدر کیا رنگ دکھاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال نے یہ حال سنکے نہایت افسوس کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے **مہر کشان شاہ** تم غسل کرو پوشاک پہنو اطمینان رکھو تمہاری دادرسی کی جائیگی غنچہ مراد تمہارا شگفتہ ہوگا بیدار تمہارا طالع خفتہ ہوگا خداوند عالم نے ہمکو اسی واسطے خلق کیا ہے کہ مظلوم کی دادرسی ظالم سے کرائین اوسکے پنجہ ظلم سے بچائین زبردست

کے ہاتھ سے زیردست کو تکلیف نہ پہونچے خلق خدا امن و آسائش سے رہے حق پرستی کا رواج ہو ظلمت کفر دور ہو جائے دین اسلام کی ترقی ہو نور ایمان جہان مین معمور ہو جائے ۔ مہر کشان شاہ نے عرض کیا کہ بجا و درست ارشاد ہوا مگر غلام عہد کر چکا ہے کہ جب حضور میری داد رسی فرماوینگے اور وہ لعون انزروت جادو قتل ہو کر اپنی سزائے اعمال کو پہونچیگا تب یہ غلام پوشاک بدلیگا اور یہ سوگ اوتاریگا ورنہ اسی کشتہ یاس و حرمان کی مفارقت مین خود بھی نقش زمین ہو کر اوسی کے پہلو مین اپنا مدفن بنائیگا ۔

قصر بہشت تمکو مبارک ہو زاہدو
ہم نے بھی کوئے یار مین مدفن بنا لیا

کیونکہ حضور اس ملعون نے تمام ملک کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور مہر کشان دہر کو اپنا مطیع و منقاد کیا ہے کچھ لوگون نے بخوف جان اور بعضون نے از راہ تقیہ اسکی اطاعت قبول کی ہے اور بعض گوشہ اندیش اُسکے شریک ہو گئے ہین جسدن کہ حضور اوسپر فتحیاب ہونگے اوسدن البتہ غلام کو عید ہوگی ۔ بس اُسی وقت شاہزادہ نے جنزیل بن عادی کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ہماری بارگاہ سلیمانی کو لیکر جانب صحرائے مہر کشان دہر کے روانہ ہو جنزیل نے اوسی وقت اثالہ بارگاہ سلیمانی کا اربونیر بار کرایا ۔

الدامیش خیمہ بصد دھوم دھام
کہ بل چل پڑی بر سر روم و شام

بادشاہ اسلام اس دل ناکام کی خوشی دیکھکر انجام بڑا جانتے تھے اوسوقت آپنے صاحبقران عصر کیجانب کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلا کر انسے مآل سفر دریافت کیا جائے جسوقت سے کہ یہ شخص آیا ہے خود بخود میرا دل تڑپتا ہے اور اسکی تقریر عبرت آمیز سنکر دل بیچین ہے ۔ عرض کیا کہ جیسا حضور کے مزاج مین آئے مجھے کسیطرح کا عذر نہین ہے ۔ بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہے اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون کو کہ حال از روے علم رمل و نجوم کے مفہوم کرین چنانچہ بنا بر ارشاد شاہ فریدون بارگاہ چوبدار واسطے بلانے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کے گئے اور حکم شاہی سے آگاہ کیا چارون صاحبزادون نے حکم شاہی سنکے اوسیوقت میانون مین بیٹھکر حاضر ہوئے شملے سرون پر رکھے ہوئے جامے خیمے پہنے ہوئے آئے آداب شاہی بجالائے چوکی صندلین انکے لیے بچھائی گئی اوسپر اونکو باعزاز تمام بٹھایا حسب معمول توڑا اشرفیون کا رکھا گیا خواجہ والا گہر ۔ خواجہ بزرگ امید ۔ خواجہ سیاوش ۔ خواجہ دریادل ۔ چارون صاحبون نے مثل اربع عناصر کے متفق ہو کر عرض کیا کہ حضور نے کسواسطے یاد فرمایا ہے ۔ ارشاد ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک کا قصد صحرائے مہر کشان کیجانب ہوا ہے ۔ دیکھیے مآل اس سفر کا کیا ہے ۔ چنانچہ ہر ایک صاحب نے تختہ تفکر پر قرعہ تعقل کو پھینکا اور زائچہ کھینچ نظرات ثوابت و سیارگان و بروج اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے خانہ حیات و خانہ مرگ کو باہم کیا بارہ برجون اور ساتون سیارون کو مطابق کرکے خواجہ دریادل نے بحر فکر مین غواصی شروع کی والا گہر نے گوہر مقصود کی تلاش مین غور و فکر کی خواجہ سیاوش و خواجہ بزرگ امید نے خانہ ہائے امید و بیم کو تاثیرات خاکی و آبی و آتشی سے مطابق کیا غرضکہ چارون محیط فکر مین غوطہ زن ہوئے والا گہر نے بعد غور و خوض بسیار گوہر مدعا کو حاصل کرکے سر جلدی سے اوٹھایا مگر رنگ فق چہرہ زرد خواجہ دریادل سے کہنے لگے کہ بھائی صاحب جی چاہتا ہے ایسے احکام سخت

دیکھکر اس علم سے کنارہ کیجیے اس زندگی حباب آسا کے لیے کیون ایسے صدمے اُٹھایئے بادشاہ اس کلام کو سنکر فرمایا کہ خیر تو ہے عرض کیا کہ بعد زوال شمس یعنی دوپہر کے بعد سے چالیس دن تک ایسے ستارے ناقص آگئے ہین کہ جنکی نحوست کے سبب سے جو صدمے نہ گذر جائین وہ تھوڑے ہین اور جانا تو کیسا بس بادشاہ نے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کو تو رخصت کیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ جبرئیل بن عادی جہانتک کہ بارگاہ کو لے گیا ہے بس وہین برپا کرے آگے لشکر نہین جائیگا چند سوار یہ حکم لیکر فی الفور واسطے ممانعت کے چلے سرکشان شاہ جو بیٹھا ہوا ہے اس تقریر کو سن رہا ہے بے اختیار درگاہ خالق ارض و سما مین فریاد و استغاثہ کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان سچ ہے۔ س

نقوش کلک قدرت سے ہے اندیشہ کو حیرانی	پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی

اُسکا یہ شعر پڑھنا اور بادشاہ اور شاہزادہ بدیع الملک کا آبدیدہ ہونا اور یہ کہنا کہ بھائی تو ابھی سن چکا ہے کہ کیا احکام خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون نے از روئے علم نجوم و رمل زائچہ کرکے فرمائے اور نحوست ستارون کی کس درجہ ظاہر کی اور کہا کہ جانا کیسا یعنی وہ سفر بہت ناموافق ہوگا اور مآل اوسکا بہت بُرا ہوگا لیکن ایک تدبیر یہ ذہن مین آئی کہ بلاؤ تو خواجہ کو چنانچہ خواجہ مع برق وغیرہ عیارون کے سب غنچہ کا غنچہ ہمراہ لیکر حاضر ہوئے خواجہ بولے کہ یہ خاکسار سراپا انکسار حاضر ہے کیا ارشاد ہوتا ہے اوسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ ایک عیاری عمدہ سی کیجیے اس حرامزادہ آنزروت جادو کو آپ پکڑ لایئے تو اُس سے یہین انتقام ان مظالم کا کیا جائیگا کہ پرائے ناموس پر عاشق ہونا اور بیقصور کسی کا ملک چھین لینا باوصفیکہ تیرا ہم مذہب بھی تھا یہ کیا تمرد و سرکشی ہے اسنے ہم سے استغاثہ کیا اور ہم نے تجکو پکڑ بلایا یا تو باز آ اس حرکت سے اور ایمان لا ورنہ ہم تجکو قتل کرینگے یہ فقرہ سنکے خواجہ خضران نے عرض کیا کہ سبحان اللہ اے بادشاہ جمجاہ خضران کیا حاتم ہے کہ ایسے شخص کو پکڑ لائیگا جسکے سحر و ساحری کے ڈنکے بجے ہوتے ہین کیا پکڑ لانا اوسکا ہنسی ٹھٹھا ہے اُسکے ایک اشارۂ ابرو مین تو پکڑنے والا خود گرفتار بلا ہو جاتا ہے وہ سرکش و زبردست بلا کا ساحر ہے کہ بڑے بڑے ساحران جہان اُسکے سامنے طفل مکتب ہین اگر بہت کچھ خرچ کرکے اور جان جوکھم کرکے پکڑ بھی لایا تو یہ قدر دانی کہ مٹھی مٹھی بھر جَو ہر سوار کے گھوڑے پر سے ملین اور پھر بھونجون کے ہاتھ اُنھین فروخت کرون تب اپنی بسر اوقات کرون اور حضور کا یہ فرمانا کہ قدیم سے تمہارے بزرگون کا یہی دستور چلا آتا ہے یہ میرا دانہ دانہ بہم پہونچانا اور آپ ایسے دانا کی قدر دانی فرمانا کہ میرے فرع امید مین تخم محبت ہمارا امر سبز ہوا اپنی کشتی حیات کو کیون طوفان مین ڈالون آپ ایسے دانا ہوکر ایسا کلام کیون فرماتے ہین بلکہ غلام اب یہ چاہتا ہے کہ خانۂ کعبہ کی زیارت کو چلا جاؤن اور اپنے باپ دادا سے جاکر ملاقات کرون اور امیر ثانی کے قدمون کو آنکھون سے لگاؤن اور صاحبقران اول کی قدم بوسی حاصل کرون کیون اپنے کو اس ورطۂ ہلاکت مین ڈالون اس کام سے مجکو معاف فرمایئے مین بیچارہ مور ضعیف واللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات مین اندنون گرفتار ہون مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہین کہ مین کہان ہون اور کیا کہتا ہون اور کیا کرتا ہون صاحبقران زمان نے پوچھا خیر باشد تمہین کیا صدمہ پیدا ہوا کن مکروہات مین گرفتار ہوئے ہو س

بس گرسنہ خفت کس ندانست کہ کیست	بس جان بلب آمد کہ برو کس نگریست

مین بھی تو سنون خضران نے کہا اے صاحبقران اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو تصدقات سرکار سے
ماہ بماہ عطا ہوتا ہے وہ فقط سود و بیاز مین جاتا ہے باقی رہا اصراف روزمرہ وہ قرض دام سے چلتا ہے
مگر تا چند اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ عسرت و تنگدستی سے دو دو روز بجز غم لقمہ کھانے اور خون جگر پینے
کے اور کچھ کھانا بہم نہین پہونچتا دروازہ پر ہر روز صبح کو قرض خواہون کا بلوا اور رولا رہتا ہے
گھر مین یہ حال ہے کہ بیبیان بسبب افلاس کے کچھ حقیقت و عزت میری نہین سمجھتین ہین لڑکے
بالے مجھے محتاج سمجھکر میرا پاس ادب مطلق نہین کرتے مجھے تو اب یہ معلوم ہوا کہ کسی نے جو یہ کہا ہو سہ

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

یہ سب برحق و بجا ہے سر مو اسمین فرق نہین اور اے صاحبقران انصاف شرط ہے کہ
جس حالت مین اپنی مصیبت مین خود مبتلا ہون تو مجسے کیا ہو سکتا ہے ہان ایک بات کا امیدوار ہون
جیسا کہ مین عرض کر چکا ہون کہ از راہ عطیات صاحبقرانی بمضمون اس شعر کے سہ

رسم است کہ مالکان تحریر	آزاد کنندہ بندۂ پیر

اجازت ہو تو برائے طواف بیت اللہ رخصت ہون اور وہان جاکے حج کرون اور وہان آپکے ازدیاد
جاہ و حشمت کے واسطے نماز پڑھکر دست بدعا ہون باقی وہ جو ریوڑیان کوڑیان نذر و
نیاز کی وہان چڑھینگی وہی صرف قوت اپنا کرکے وہین کی جاروب کشی کو افتخار کونین وسعادت دارین
سمجھونگا امیر بانوقیر نے یہ گفتگو خضران بن عمر کی سنکے فرمایا کہ خواجہ واقعی تم سچ کہتے ہو بہت
مناسب ہے ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون منع کریگا خوشا طالع تمہارے خواجہ مگر ہمکو دعا سے
نہ بھول جانا خضران نے یہ کلام امیر عالیمقام کا سنکر اپنے جی مین رنجیدہ و کشیدہ ہوکر تیوری بدلی
اٹھ کھڑے ہوئے یہ کہکر کہ سے شہزادۂ عالم خدا حافظ جاتا ہون کہ صاحبقران نے خزانچی سے
اشارے سے کہا کہ توڑا اشرفیون کا خواجہ کو دو خزانچی نے باآواز بلند کہا کہ خواجہ سلامت
کہان جاتے ہو توڑا اشرفیون کا زاد راہ مرحمت ہوا ہے وہ تو لیتے جاؤ اتنا سنتے ہی خواجہ کا یہ
حال ہوا کہ منھ مین پانی بھر آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ صاحبقران عالیشان آپ فی الحقیقت بڑے
کریم اور عالی ہمت رفقا پرور بندہ نواز ہین سہ

صدف نے ابر سے منھ کھول کر گہر مانگے	ترے کرم نے دیئے بے سوال حاجت مند

بڑھے اور توڑا اشرفیون کا خزانچی کے ہاتھ سے لیکے نذر زنبیل کیا اور پھر اپنی کرسی پر آکر
بیٹھ گئے اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا مرتبت کی کرکے کہنے لگے کہ انزروت جادو کا
پکڑ لانا کچھ بڑی بات نہین ہے مگر مشروط بشرط ہے یہ جو آپنے ازراہ خدا وندی زاد راہ کعبہ
مجھے عطا کیا خیر یہ تو محض آپ کی ناموری ہے اور علاوہ اسکے آپنے اپنی عقبیٰ بخیر کی ثواب سمجھکر
دیا لیکن جو مثل سنی ہے کہ مزدور خوشدل کند کار بیش اگر ایک توڑا اور مرحمت ہو تو آپکے
عالی ہمتی کے آگے کیا حقیقت ہے ۔ یہ بات سنکر صاحبقران مسکرائے اور ارشاد فرمایا
کہ اور ایک توڑا اشرفیون کا لاکر رکھدو کہ جو شخص انزروت کو پکڑ لائے وہ یہ توڑا پائے
خواجہ یہ دیکھکر ہنسے اور کہا کہ روپیہ اشرفی کا تو آپکے یہان توڑا ہے نہین جسکو جی چاہے آپ
لاکچ دیکر اسکی جان لیجیے صاحبقران نے فرمایا ہان بھائی مین تم سے تھوڑے کہتا ہون جاؤ
تم خیمہ مین بیٹھو جسکا جی چاہیگا وہ اسکو قبول کریگا یہ کہنا تھا کہ برق ثانی و قران ثالث

وگلباد ثانی وابوالفتح ثانی یہ سب بہت سے عیار جھپٹے کہ یہ توڑا لو اپنے قبضہ مین کرین زنا خواجہ ایک توڑی تو کسی کو دینگے نہین یہ تو یہ قصد کرتے ہی رہے خواجہ خضران نے وہین سے جال الیاسی مارکر توڑا لے لیا یہ سب کے سب منھ دیکھتے رہگئے بے نیل مرام وہان سے پھرے مگر خواجہ نے یہ کہکر ٹھینگا مارا اور یہ آوازہ کسا کہ پکڑ لاؤگے تو بخدا ہم تمھین دیدینگے یہ توڑا امانتاً ہمارے پاس رکھا ہے بس عیار یہ سنکے کچھ بڑبڑانے لگے برق ثانی وقرن ثالث نے کہا کہ مہتر جی یہ توڑا آپ کو ہم اکیلے ہضم ہونے نہین دینگے اگر کام کرکے لائینگے تو ہم ضرور آپ کے لے لینگے صاحبقران نے فرمایا کہ جو کام انجام کرکے لائیگا اوسکو ضرور دلوایا جائیگا یا ہم دینگے پس برق ثانی وقران ثالث تو سلام کرکے بارگاہ سے باہر نکلے اور اوسیوقت ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد انکے جانے کے خضران بھی بارگاہ سے اُٹھے گلباد ثانی وکلباد ثانی وابوالفتح ثانی وغیرہ یہ بھی ساتھ ہی اوٹھے مگر خواجہ نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ علیحدہ علیحدہ چلنا مناسب ہے چنانچہ خواجہ ایک جانب اور یہ عیار فرداً فرداً اور اور سمت روانہ ہوئے اب ان سب کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے کچھ حال انزروت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے ساحران غدار آفت کے پرکالے جھولیان شانون پر ڈالے ہاتھ مین ترسول پنسول وناریل وغیرہ اسباب سحر لیے بیٹھے ہین پچاس ساٹھ ساحر اس کوشش مین ہے کہ کہین پتہ لگاؤ سرکشان شاہ کا اور تلاش کرکے لاؤ بس دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص صحرائی یا کوہی سرکشان کو باندھے ہوئے نہایت مضمحل کیے ہوئے کہ نہ آنکھ کھلتی ہے نہ بات کرتا ہے مثل مردے کے ہاتھ پاؤن ڈالے ہوئے ہی اوسے لیے ہوئے دربارگاہ انزروت پر پہونچا اور کہا کہ جاکے بادشاہ کو خبر کرو کہ ایک شخص سرکشان شاہ کو پکڑکے لایا ہے امیدوار انعام ہے یہ بات سنکے انزروت جادو نہایت خوش ہوا بہ جبین اسکی فرط خوشی سے تا بناگوش آئین اور کہا کہ بلا لو یہ شخص آیا انزروت کو سلام کیا اور کہا کہ آپکا مرتبہ اعلے رہے بیش خداوند آپکی قدر ومنزلت زیادہ ہو خداوندیوان تاجدار کی آپ پر نیک نظر رہے یہ گنہگار آپکا حاضر ہے لیجیے اور میرا انعام دلوائیے پس اسنے چوبدار کو حکم دیا کہ خزانچی سے پانچ تومے لاؤ چوبدار گیا اور فوراً پانچ توڑے لاکر حاضر کیے اسنے پانچون توڑے اس شخص کو بطور انعام دیئے اور کہا کہ باندھ دے اسکو ستون بارگاہ سے اس کوہی نے فی الفور اوسکو ستون بارگاہ سے باندھ دیا ازبسکہ گلباد ثانی وکلباد ثانی وابوالفتح ثانی وغیرہ یہ سب کے سب عیار کوئی خدمتگار کوئی فراش کوئی چوبدار وغیرہ ہوئے اُسی خیمے مین موجود تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص تو بارگاہ صاحبقران مین موجود تھا یہ کوہی اسے کیونکر پکڑ لایا یہ عیار تو اس فکر مین غوطہ زن ہین غرضکہ انزروت جادو نے خود تیغہ پکڑ کے اور بحال غیظ وغضب ایک ہاتھ جو مارتا ہے تو سر کٹ کر گرا اور ڈھلکتا ہوا مثل گیند کے چلا اور گلوئے بریدہ سے ایک آواز پیدا ہوئی مثل آہ بیکسان کے جیسے کوئی آہ سرد بھرتا ہے اور ساتھ ہی جسد اسے آہ کے ایک غبار بلند ہوا اور دفعۃً وہ غبار ہواسی منتشر ہوکر تمام بارگاہ مین پھیل گیا اور ہر ایک کے دماغ تک پہونچا ہر شخص چھینک مارکر بیہوش ہوا جسقدر آدمی بارگاہ مین تھے سب کے سب مارے چھینکون کے پریشان ہوگئے جسکو دیکھو چھین چھین کر رہا ہے غضب کی ناک چھنکنی تھی کہ مارے چھینکون کے بولا دیا اور سر جو ڈھلکتا چلا جاتا ہے اُس سے بھی جو خاک جھڑتی ہے اور ہوا سے جسکے دماغ تک

پہونچی ہے

پہنچتی ہے اُسے بیہوشی طاری ہوتی ہے غرضکہ آن واحد مین تمام ساحر جو اسکی بارگاہ مین حاضر تھے سب بیہوش ہوگئے اور انزروت جادو خود بھی بیہوش ہوگیا گلباد و کلباد و برق و قران وغیرہ جو عیار کہ بصورت مبدل حاضر تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہوگئے اور خود فراموش کسی کو کسی کی خبر نہ رہی مثل تصویر گلی کے سب ساکت وصامت ہوگئے تمام بارگاہ مین سناٹا ہوگیا جسکو دیکھو بیہوش پڑا ہے سارا دربار عالم تصویر یا شہر خموشان ہو رہا ہے جب سب بیہوش ہوگئے نعرہ ہوا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران منم خواجہ خضران بن عمرو شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گزار برندہ جادوگران ورشتہ تراشندہ کافران مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری ع

عمرم کہ کلاہ از سر قیصر بہ برم
در محفل خسروان چو گردم ساقی
خال از رخ نجنگ بداختر بہ برم
جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم

بس یہ نعرہ کیا اور بار کر جال الیاسی مع انزروت و حاضرین بارگاہ و عیاران وغیرہ سب کو نذر زنبیل کیا اب جو دیکھا کہ اسباب بیش قیمت مثل فرش فروش شیشہ آلات میز کرسی جھاڑ فانوس لمپ وغیرہ عمدہ عمدہ بارگاہ مین آراستہ ہے بس یہ دیکھکر خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا دل مین خیال کیا کہ خواجہ تم کہانتک اوٹھاؤ گے اور تھک جاؤ گے اور جلد یہانسے سرتا بھرتا ہونا چاہیے کہ لشکر مین جلد واپس جانا ہے بس یہ خیال کرکے خواجہ نے زنبیل مین سے کچھ لوہار کچھ بڑھئی کچھ سنار کچھ اور بند ھوے نکال کے اونکو حکم دیا کہ ارے ہان جھٹ پٹ یہ سب اسباب فرش وفروش پردے چلمنین اور پلنگ چاندی کے مسہریان اور چھپر کھٹ طلائی و نقرئی اور جو کچھ یہان پر ہو اوٹھا لاؤ ورنہ کروہ وہ کم بخت بند ہوے چار طرف ایک ایک کاغذ کی ٹوپی سر پر اور لنگوٹیان باندھے ایک ایک گرگی ڈلی ہاتھون مین لیئے کھاتے جاتے ہین اور لوٹ لوٹ کے سارا اسباب لاتے جاتے ہین اور خواجہ داخل زنبیل کرتے جاتے القصہ طول کہانتک عرض کیا جائے مختصر یہ ہے کہ چار گھڑی کے عرصہ مین جتنے سردار اور بارگاہ نشین تھے سب کی پوشاکین اور ساری بارگاہ کا مال و اسباب نقد وجنس انتہا یہ کہ ٹاٹ کے ٹکڑے اور بڑے بڑے شطرنجیون کے ٹکڑے جو کہین کہین جوتون کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی خواجہ نے اٹھوالیئے زنبیل مین رکھ لیئے اور کہتے تھے بھئی داشتہ آید بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اوٹھ نہین سکتا تھا نہین تو وہ بھی زنبیل مین رکھ لیتے بعد اسکے لوہار و سنار و بڑھئی وغیرہ اور بند ھوؤن کو پکڑ کے زنبیل مین ڈال دیا اور تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سردارون کو اور خود انزروت جادو کو پہلے ہی جال الیاسی مار کے زنبیل مین داخل کیا ہوا تھا و عیارون کو بھی زنبیل مین رکھ لیا تھا جب خواجہ یہ سب انتظام کر چکے اپنے راہ لی اور سمت بارگاہ صاحبقران روانہ ہوے دل مین کہتے جاتے ہین کہ خیر دو چار کوڑیون کی بھی ہوگئی خالی تو نہین پھرے خدا جب دلواتا ہے تو یون دلواتا ہے قول شیخ سعدی کا درست و بجا ہے۔ ع

آنچہ نصیب ست بہم میرسد
ورنہ ستانی بہ ستم میرسد

یہ خیالات کرتے ہوئے خواجہ بخط مستقیم چلے جاتے ہین اور یہان بادشاہ جمجاہ اور شاہزادہ بدیع الملک عالی بارگاہ سرکشان شاہ سے یہ باتین کر رہے تھے کہ خواجہ کا جانا ایسا نہین ہے کہ وہ کچھ کام کرکے نہ آئین خالی تو کبھی پھرکے آنا جانتے ہی نہین جس مقصد کے لیئے اونھون

کمر ہمت باندھی پھر بغیر اُسکے سر انجام کیئے ہوئے مراجعت نہ کرینگے ضرور وہ دُرِ مدعا حاصل کرکے آتے ہونگے اور یہ تو ماشاء اللہ اپنے باپ دادا پر فوق لیگئے ہین اور سرخیل عیاران عالم ہین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین غرضکہ اسی قسم کا تذکرہ ہورہا تھا کہ اتنے مین سامنے سے گرد اوڑی اور جوڑیان ہر گردن کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوئین زمین ادب کو بوسہ دیا اور مجرا گاہ پر سے ہاتھ اوٹھا دعاء و ثناء بادشاہی بجالائے کہ

اے زبرق توئم تیغ تو برہان تورانی	بادشاہ ہمہ ایرانی و ہم تورانی
خضر الہام و سکندر فر و دارا رائے	مصطفےٰ مشرب و حیدر دل و جم فرمانی
قوس خود را بہ کمان تو برابر جا کرد	آسمان خندہ زد و گفت زہے نادانی
بادتر کان فلک حلقہ بگوشان درت	اے غلامان ترا مرتبہ سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پائمال رہین اوج پر نجوم اقبال رہین ہم غلامان جان نثار خبر لائے ہین کہ حضور کے اقبال عدو مال سے خواجہ خضران بن عمر و بانیل مرام تشریف لاتے ہین عنقریب بارگاہ عالی مین پہنچا چاہتے ہین باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے یہ خبر فرحت اثر عرض کرکے مجرا گاہ پر سے ہٹے تھے کہ آواز زنگ پیدا ہوئی اور دیکھا تو سامنے سے ماہ فلک عیاری مہر سپہر خنجر گزاری یکہ طرار خواجہ خضران نامدار نمودار ہوئے اور آتے کے ساتھ ہی آپنے نعرہ کیا۔ ع

ابن عمر نہین ہون میرا خضران نام ہے	عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے
میرے بھلا کمال مین کس کو کلام ہے	رستم سے تیغ چھین لون یہ سرا کام ہی

یہ نعرہ کرکے مجرا کیا آداب شاہی بجالائے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہو بھئی شیر ہو یا بھیڑ عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتے ہین یہ کہکے منھ بنایا اور نہایت رکھائی سے کہا کہ حضور اس کام کے انجام دینے مین غلام نے بڑی بڑی تکلیفین اوٹھائین اور بہت کچھ روپیہ صرف کرنا پڑا کئی اہلکارون کو رشوت دینا پڑی اور بعض سردارون کو تحفہ تحائف دیئے گئے جب انخروت کی بارگاہ تک رسائی ہوئی اور جو چیزین ان ساحران غدار کے بیہوش کرنے کے لیئے طیار کی گئین انکے اجزا بہم پہونچانے مین اور خاص کر اس عیاری کے متعلق سامان فراہم کرنے مین میرا ہزار ہا روپیہ صرف ہوا کر دین حساب کی موجود ہین ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتا گیا لکھتا گیا ہون میزان حساب پر جو نظر کی تو دل مضطرب ہوگیا کہ ہزار ہا روپیہ تو زنبیل کا صرف ہوگیا اور مہاجنون کا جو قرضدار ہوگیا وہ علاوہ اب اس فکر مین ہون کہ یہ قرضہ کیونکر ادا ہوگا اور میری اوقات بسری کسطرح ہوگی اور کیونکر گذارا ہوگا ہائے افسوس مین تو لٹ گیا خیال کیا تھا کہ وہان چلکر فائدہ اوٹھاؤنگا فائدہ تو درکنار لینے کے دینے پڑگئے روزہ بخشوانے کو گئے تھے نماز گلے پڑی نفع کے بدلے نقصان اوٹھانا پڑا اب کیا کرون کدھر جاؤن۔ قرضخواہون کو کیا جواب دون اسی سناٹے مین ہون سب ستی بھولی ہوئی ہے عقل چرخ ہورہی ہے ہوش باختہ ہین حواس درست نہین ہین ہاتھون کے طوطے اوڑے ہوئے ہین سردارون نے کہا اے خواجہ آپ اسقدر مغموم و محزون نہون انشاء اللہ تھوڑی مدت مین جسقدر روپیہ آپنے قرض لیا ہے سب ادا ہوجائیگا کیونکہ شاہ جمجاہ و صاحبقران عالی پایہ و شاہان و سلاطین لشکر و شاہزادہ زر کثیر وقتاً فوقتاً آپکو دیا ہی کرتے ہین اور کسیقدر ہم بھی آپکی خدمت گزاری کرینگے خواجہ نے فرمایا آپ سب صاحب مجکو اسوقت تسلی دیتے ہین اب جسقدر کہ روپیہ خرچ کیا ہے اوسکا جمع ہونا بہت

دشوار ہے اور جو قرضہ مہاجنون کا ہے وہ میری زندگی مین ادا نہوگا دیکھئے سب مہاجن میرا کیا حال کرتے ہین
اور یہ جو آپنے کہا کہ سلاطین اور شہزادے مجکو روپیہ دینگے یہ محض آپکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے مجکو
یہ امید نہین کہ کوئی ایک کوڑی بھی دے سردار وغیرہ تو تقریر خواجہ کی سنکر خاموش ہو رہے
لیکن عیار جو بارگاہ مین حاضر تھے اونھون نے دست بستہ عرض کہ خواجہ صاحب اگرچہ فی الحقیقت
آپ نے اس کام کے انجام دینے مین زر کثیر صرف کیا ہے مگر آپ کچھ تردد نہ فرمائین ہم سب کئی ہزار خادم
آپ کے موجود ہین اگر خدا نے چاہا تو عیاریان کر کے زر و جواہر انعام مین پاکر یا مال و اسباب کفار
کا عیاریون سے حاصل کر کے آپ کو دینگے آپ جلد قرضہ مہاجنون کا ادا کر دیجئے گا خواجہ عمرو نے فرمایا
قرضہ مہاجنون کا ادا ہونا تو بہت مشکل ہے تم لوگ اسوقت کہتے ہو مگر کچھ دو گے نہین جانسوز نے
بڑھ کے کہا کہ اوستاد مین اقرار کرتا ہون کہ جہان تک مجھسے ہوسکیگا مین قرضہ آپکا ادا کر دونگا خواجہ
نے کہا دور ہو او نالائق تو خود استاد سے یہ چاہا کرتا ہے کہ کچھ مجھی کو دیدین بھلا تو کیا دیگا تیرے اوستاد
کو دیگا تو خدا ہی دیگا ورنہ تیرے اوستاد کی اب آبرو باقی نہ رہیگی جسوقت خواجہ نے جانسوز کو
جھڑک کر یہ کہا کہ تو کیا دیگا سب [illegible] بیساختہ ہنسنے لگے خواجہ کو بڑا خیال غصہ آیا کہ مین تو روپیہ
کے صدمے مین ہون یہ سب نالائق ہنستے ہین یہ خیال کر کے خواجہ کو دا ایکر اوٹھے جملہ عیار حسبت وخیز
کر کے جلد پہنچے پھر خواجہ کرسی پر بیٹھے فرد حساب کی دیکھکر بسور نے لگے صاحبقران مسکرائے
اور فرمانے لگے کہ خواجہ تم اسقدر ملول و مغموم نہو خداوند عالم پھر تمکو اسیقدر روپیہ دیگا جسقدر تم نے
اس عیاری مین صرف کیا ہے خواجہ نے کہا کہ خیر وہ روپیہ تو جب خدا ہی دلوائیگا جب ملیگا فی الحال
امیدوار اس امر کا ہون کہ اتنی تو قدردانی فرمائیے کہ ہزار روپیہ آدمی مجکو عنایت کیجیے کہ مین نہایت
جانفشانی و سرکھپی کر کے ان سب کو لایا ہون صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ وہ ملعون انزروت
بھی ہے عرض کیا کہ جی ہان اوسکو بھی لایا ہون اوسکے پانچہزار ہونگے آپ ہزار روپیہ آدمی مجھے عنایت
تو فرمائین دیکھیے کن کن لوگون کو حاضر کرتا ہون حکم ہوا کہ اچھا فی آدمی آپکو ہزار روپیہ ملیگا آپ نکالنا
تو شروع اب سب مشتاق ہو رہے ہین اور ہر ایک کا دل بیچین ہے کہ خواجہ کہین جلدی نکالنا
شروع کرین دیکھین کون کون لوگ ہین اور کیسے زبردست ہین علی الخصوص شاد نہایت مضطرب
ہے اسکے تو دل سے لگی ہوئی ہے اور چاہتا ہے کہ خواجہ کہین جلدی اس ظالم اظلم کو نکالین تو میرا
دل خوش ہو۔ الحاصل جب خواجہ نے خوب پکا کر لیا تو اولا برق ثانی کو زنبیل سے نکالا اور روغن
عیاری چہرہ کا دفع کیا اب جو دیکھا تو میان برق ہین صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا انکا بھی
روپیہ لوگے یہ تو تمہارے بھائی بند ہین خصوصاً یہ تو تمہارا شاگرد رشید ہے اور یہ تو بتائیے کہ یہ کیونکر پھنسے
انپر کیا افتاد پڑی عرض کیا کہ حضور انھین سے دریافت فرمائین کہ یہ کس حال سے گئے تھے اور
یہہ کیونکر پھنسے بڑا دعوی عیاری کا کر کے گئے تھے اور توڑا اشرفیون کا جو حضور نے مرحمت فرمایا
تھا اوسکو بٹوا سے لیتے تھے وہان جاکر ایسے خود فراموش ہوگئے کہ..... گردن کا ہوش نہ تھا
اس غفلت کی کچھ سزا انکو ضرور ہونا چاہیئے تھی لہذا فقط زنبیل کی سیر انکو کرا دی گئی ہے یہ کہکر پھر
زنبیل پر ہاتھ ڈالکر قران ثانی کو نکالا روغن دور کیا اب جو دیکھتے ہین تو قران ثانی ہین کہا ہین بھی انکا
بھی لوگے یہ تو تمہارے یگانے ہین اور آپس کے سب ابنائے جنس ہین عرض کیا کہ انھین
سے تو لینا چاہیئے یہ کالیا بڑا دعوی کر کے گیا تھا وہان جاکے ایسا محو ہوا کہ مطلق ہوش نہ رہا ابھی

لونڈے ہین عیاری کرنا سیکھین بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیئے برسون ہماری صحبت مین رہا
اور سیکڑون عیاریان دیکھین اور سنین اور خود بھی دعواے عیاری ہے مگر کبھی بھی عیاری کرنے کا
وقوف نہوا اپنبہ دافع بیہوشی بھی نتھنون مین نہ رکھا نہ اور کوئی دفعیہ بیہوشی کا انھین سے حضور دریافت
فرمائین کہ کیا گزری اور کیونکر پھنس گئے اپنے کچھ گنہگاری لینا ضرور ہے کہ آیندہ ایسی غفلت نہ کرین
یون انکو یاد رہیگا پھر ایسی غفلت نہ کرینگے ۔ بعد ازان گلباد و کلباد و ابو الفتح وغیرہ
کو زنبیل سے نکالا اور کہا کہ انھین سے حال دریافت فرمایئے اپنے منھ میان مٹھو بنا کیا ضرور ہے
یہ سب بڑی ہما ہمی کرکے گئے تھے اور بڑے دعوے انکو اپنی عیاری کے تھے اور خوب حوصلے بڑھے
ہوئے تھے کہ جاتے ہی انزروت کو باندھ ہی تو لائینگے مگر وہان جاکے ایسی منھ کی کھائی کہ تن
بدن کا اپنے ہی ہوش نہ رہا یا تو دشمن کو گرفتار کرنے گئے تھے یا خود اسیر پنجۂ غفلت ہوگئے ابھی
طفل مکتب ہین نا عیاری کرنا کیا جانین ۔ ع ۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ؏ اگر یہ عیار غیرت دار
ہون تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرین آیندہ عیاری کا نام نہ لین ان ناشدنیون نے عیاری کا نام خراب
کیا انکو چشم نمائی ہونا ضرور ہے الکارو پہ حضور منگوائین اور انھین سے استفسار حال کرین اب
صاحبقران اعیارون کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمھین اپنا حال بیان کرو کہ تم پر کیا گذری اور کیا
واقعات پیش آئے چنانچہ عیارون نے بیان کرنا شروع کیا کہ حضور ہم مین سے کوئی چوبدار کوئی خدمتگار
کوئی فراش کوئی خاص بردار بنا ہوا اُس کافر انزروت کی بارگاہ مین بشکل مبدل حاضر تھے اور ہر ایک
ہم مین سے اس فکر مین تھا اور یہہ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح اسپر قابو پائین تو کوئی عیاری کرین بس
ہر ایک اپنی اپنی فکر مین تھا کہ اتنے مین سامنے ایک کوہی نمودار ہوا کالا لو کلٹ دھوتی باندھے مرزئی
پہنے انگوچھا سر پہ لپیٹے سرکشان شاہ کو لیئے ہوئے نہایت لاغر و پریشان حال ناخون بڑھے ہوئے کپڑے
کثیف پہنے ہوئے منکا ڈھلا ہوا پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین پیٹھ پر لادے لیئے چلا آتا ہے اور نہ
سامنے انزروت جادو کے لاکر رکھدیا اور کہا کہ آپکا مجرم حاضر ہے لیجیئے اور بھرپور انعام دلوایئے
چنانچہ انزروت نے توڑے منگواکر اوس کوہی کو انعام سے مالا مال کردیا اور نہایت اسکی تعریف کی کہ کیا کار
نمایان تم نے کیا ہے اور ایک خلعت بہت گران بہا منگواکر عنایت کیا اور سرکشان شاہ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ باندھ
دے اسکو ستون سے چنانچہ اوس کوہی نے سرکشان شاہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا ہم لوگ نہایت
حیران و ششدر رہتے اور ہر ایک اپنے دل مین خیال کرتا تھا کہ اسکو تو ہم صاحبقران عالیشان کی بارگاہ
مین چھوڑ آئے کیونکر یہ کوہی اوسکو لایا کہ اتنے مین یکا یک فرخ سار انزروت خود تیغ لیکر اور بکمال غیض و
غضب اوٹھا اور ایک ہاتھ مارا کہ سر اوسکا بھٹا سا کٹکر دور گرا اور رگلوئے بریدہ سے ایک صدائے آہ بلند ہوئی
اور حلق سے ایک غبار نکلا اور آناً فاناً مین منتشر ہوکر ہر ایک کے دماغ تک پہونچا تڑاق تڑاق چھینکین
آنے لگین وہ غضب کی تیز بو جھلکنی کی ناس تھی کہ معاً دماغ مین سرایت کرگئی اور ہر شخص چھینک
مارکر بیہوش ہوگیا کہ ہم اسکے جو اوٹھا گویا جہان سے اوٹھا سر تلے تا نگین اوپر بیہوش و مدہوش
خود فراموش ہوکر تڑاق تڑاق زمین پر گر پڑا ہم لوگ بھی سبکے سب بیہوش ہوکر گرے آگے حضور
ہمین نہین معلوم کیا ہوا ۔ صاحبقران نے خواجہ کی نہایت تعریف کی بادشاہ جمجاہ اور سرداران
حاضر بارگاہ نے از حد ثنا و صفت خواجہ کی بیان کی اور کہا کہ خواجہ آپکا کیا کہنا کوئی آپکا جواب دینے والا
اس فن عیاری مین اب دنیا مین نہین ہے سب آپکے سامنے طفل مکتب ہین کیا مجال ہے کسی کی کہ جو

آپکی ہمسری کر سکے ہان خواجہ صاحب اتجو اشتیاق حد سے زیادہ ان کفار کے دیکھنے کا ہی خدا کے لیے
نکالیئے دیکھین کہ انزروت شاہ اور اُسکے سردار کیسے زبردست ہین کہ جنھون نے بندگان خدا کو
تکلیف دے رکھی ہے خواجہ نے جب دیکھا کہ سب سردار و بادشاہ و صاحبقران عالیمنزلت
سب کے سب کمال مشتاق ہین تب ایک ساحر کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اُسکے سوزن دیکر ستون
بارگاہ سے باندھ دیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کھاروے کی جانگھیا پہنے ہوئے بیہوش
چوب بارگاہ سے بندھا ہوا ہے کیونکہ خواجہ نے کپڑے تو پہلے ہی اوتروا لیئے تھے اسوجہ سے فقط
جانگھیا باقی رہگئی تھی۔ اسیطرح ایک ایک کرکے کل سرداران و کارگزاران انزروت کو خواجہ
نے زنبیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا زبان مین اُسکے سوزن دیدیا چنانچہ قریب سو سولہ سے
ساحر رفیق و ندیم مصاحب و کاربرداز کہ جو اسکے بزم مین حاضر تھے اُن سبکو فرداً فرداً نکالا اور روپیہ اپنے
گن گن کے سب کا حساب لگا کے توڑے کے توڑے لیئے بلکہ پانچہزار روپیہ اور زائد لیکے سب کو نکالا
اور سوزن زبانون مین دیکر سب کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب سردار و افسران
فوج دیکھ رہے ہین اور خواجہ کی چالاکی اور عیاری کی تعریف کر رہے ہین اب ہر ایک شخص انزروت
کا مشتاق ہے کہ دیکھین وہ کتنا بڑا زبردست ساحر ہے اور خواجہ سبکا اشتیاق بڑھاتے جاتے ہین۔
آخر الامر بادشاہ جمجاہ اور صاحبقران عالم پناہ نے جب بہت اصرار کیا کہ خواجہ اب کہین جلدی
نکالو اُس کافر خاسر کو خواجہ کہتے ہین کہ حضور کچھ رونمائی تو منگوائین یا خالی خولی اتنے بڑے زبردست
ساحر کو نکالون پانچہزار روپیہ جو حضور نے مرحمت کیا وہ تو اسکا اجورہ تھا اب رونمائی بغیر محافظان
زنبیل اوسکو باہر نکلنے نہین دیتے اس بات پر صاحبقران مسکرائے اور دو ہزار روپیہ اور منگوا کر
خواجہ کے تواضع کیا۔ اب خواجہ نے کہا کہ سردارون سے بھی رونمائی ملنا چاہیئے کیا یہ مفت ہی مین دیکھنا
چاہتے ہین غرضکہ سردارون نے بھی علی قدر حیثیت روپئے خواجہ کو منگوا کر دیئے اب خواجہ نے
بڑے ماتا منت سے انزروت جادو کو نکالا اور بہت بڑا ایک آہنی مثل سوزن کے اوسکی زبان مین
دیکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا صاحبقران نے غضنفران بن عمر سے ارشاد فرمایا کہ اب تم جاؤ اور پہلوان جادی
جو بارگاہ لیکر روانہ ہوا ہے اوسکو حکم دو کہ بارگاہ واپس لائے چنانچہ حسب الارشاد صاحبقران
والاشان کے خواجہ مع چند عیارون کے اسطرف کو روانہ ہوے اور مقبول بن مقبل ثانی
بھی گھوڑے پر سوار ہو کر اور ترکش کاندھے پر ڈال کے اپنے سامان کے ساتھ اسلحہ حرب و ضرب سے
مسلح و مکمل ہو کر انکے ہمراہ روانہ ہوا کہ انکا حال آیندہ بیان جائیگا پہلے یہان کا حال عرض
کیا جاتا ہے کہ یہ ساحر انزروت جادو جو اُسی حالت بیہوشی مین نکلا زبان مین دیا ہوا ستون
بارگاہ سے بندھا ہوا ہے اوسکی نسبت صاحبقران عالیشان نے حکم دیا ہے کہ ایک
پرچہ کاغذ پر یہ مضمون لکھکر اسکے سامنے رکھدیا جائے کہ جان اور آگاہ ہو شناخت خالق ارض و سما
مین اور وحدانیت پروردگار عالم کو برحق جان کہ جس نے فقط ایک لفظ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا اور
ہیجدہ ہزار مخلوقات کو از قسم انسان و حیوان و نباتات و جمادات وغیرہ کو کتم عدم سے عرصہ شہود مین لایا اور
اپنی عجیب و غریب صنعتون کے خزانون کو اسمین تفویض فرمایا ہر چند عیار وہم و خیال ہزار ہزار شکل سے
اپنی طراری دکھائے مگر ممکن نہین کہ اس نقشبند عالم و قادر مطلق کی قدرت کا بھید سمجھ مین آ سکے کیا مجال
طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اوسکے میدان حکمت مین تیز پروازی کر سکے ممکن نہین کہ اس راہ مین قدم

نہ ہو سکے۔ کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے پیک خیال کو اوسکی معرفت کے میدان وسیع مین دوڑایا
مگر سوائے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا انسان اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے تو بدیدۂ فراست
وگوش ہوش اپنے دیکھے اور سنے کہ وحدانیت اور الوہیت ایوان وکیوان مشرکان خدا کس راہ سے ثابت
ہوتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ اُنکے پاس ملک بہت ہے جاہ و حشمت مال و دولت لشکر و فوج بکثرت ہے
تو کیقباد اور فریدون و جمشید و کیخسرو و دارا و سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہوگئے کل عالم اُنھین
کو اپنا خدا جانتا لہذا یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایوان وکیوان اجتر خدا خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم
ایک صرف فتین آخر ایک دن جہنم واصل ہونگے انھین خالق اپنا گردانتا محض کفر و کافری ہے سجدہ اُسی
خالق اکبر خدائے عزوجل کو واجب ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے طبقہ خاک کو عالم آب پر قائم کیا
اور خیمۂ گردون کو بے ستون وطناب برپا کیا۔ س

نہین کوئی عالم مین تیرا شریک
محیط ہے علی کل شئ قدیر
فرازندۂ سقف گردان سپہر
جمع بند ترکیب بے پیرہن
بہنگام بیچارگی چارہ ساز
جلیل و ذوی القدرت و ذو الجلال

تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
کریم و وحید و غفور الرحیم
طرازندۂ انجم و ماہ و مہر
ضیابخش افلاک و شمس و قمر
ز اغراض نفسانیت بے نیاز
خداوند علام دانائے غیب

سمیع و بصیر و علیم و خبیر
حمید و مجید و عزیز و حکیم
نگارندۂ نقش چشم و دہن
تجلیٔ نور جبین سحر
معین الخلائق جمیل الخصال
منزہ ز نقص و مبرا ز عیب

پس اے انزروت تم سن رسیدہ اور مرد فہمیدہ و جہاندیدہ و دانشمند و فہیم ہو تمکو لازم ہے کہ
لعنت کرو مذہب کیوان پرستی اور کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمۂ طیبہ
پڑھ کے پہونچو سرچشمہ ہدایت تک کہ دنیا و عقبیٰ تمہاری دونون بخیر ہون دیکھو اُسنے مجھ ایسے بندۂ حقیر کو مرتبہ صاحبقرانی
عطا فرمایا اور اس عبد ذلیل کو یہ عہدۂ جلیل عنایت کیا۔ پس تو اس کفر و کافری و ضلالت و گمراہی و سحر و ساحری
سے باز آ اور بصدق دل دین اسلام اختیار کر اور جبر و ظلم و فسادات و عناد سے توبہ کر یہ حکم دیکے
عیارون کیطرف اشارہ کیا کہ اس کافر کو فلیتہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا جائے اور قلم دوات منگوا کر
اسکے سامنے رکھدی جاوے کہ اسکا جواب لکھے چنانچہ ایک عیار اوٹھا اور فلیتہ رفع بیہوشی اوسکو دیا اُسنے
ایک چھینک ماری کچھ قطرہ گندیدہ اُسکے دماغ سے نکلے اور یہ ہوشیار ہوا آنکھ کھولکر جو دیکھتا ہے تو اپنے
تئین عجیب عالم مین پایا کہ ایک دربار آراستہ ہے تمام سردار و ارکین دولت اپنے اپنے منصب کے
موافق کرسیون و دنگلون پر متمکن ہین اور مین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہون اور سب مصاحب
و رفیق بھی میرے ستون بارگاہ سے بندھے کھڑے ہین اُسنے فوراً آنکھین بند کرلین اور سمجھا کہ یہ خواب
ہے عیارون نے کہا کہ یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن اب
جو آنکھ کھولتا ہے تو واقعی وہی حالت ہے دل مین خیال کرتا اور انبگاہ حیرت دیکھتا ہے کہ مین تو اپنے
بزم مین تھا مصاحب رفیق ندیم وزیر و مشیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر تھے۔ یا
طرفۃ العین مین اس فلک تفرقہ پرداز نے باین مذلت و خواری مجکو اس حال خراب مین مبتلا کیا۔ س

رہیگی گردش چرخ نیلوفری	نہ نادر بچا ماند نے نادری

شکوہ فلک بیمہر اور مذمت دنیائے فانی کرنے لگا۔ نظم

ہان ذرا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرائش

نہین

نہین دنیا مقام آسایش
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے
اور کہین شور مرگ فرزندان

کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین انفعال حق تعالی ہے
ہے یہ دنیا کے دون کا سر رشتہ

کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
ہے کہین شادی حنابندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اسے چرخ کج مدار روا ہے گردون نا ہنجار کیا مین نے تیری خطا کی تھی کہ جس کے پاداش مین تونے یہ سزا دی ہے افسوس صد ہزار افسوس یہ سرائے فانی مقام عبرت اور یہ دہر ناپائیدار جائے اندوہ حسرت ہی نظم

درین رواق زبرجد نوشتہ خورشید
کہ اے بدولت دہ روزہ گشتہ مستغنی
شہے کہ تاج جم صبح بر سر داشت
ز حادثات جہان بس ہمین پسند آمد
مکن خیال ثبات جہان دون کہ درو

نوشتہ یک دو سہ بیتے باب زر دیدم
مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم
نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم
کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم
ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

چنانچہ یہ ناظر اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے اور شکایت جفا کاری چرخ سفلہ پرور کی اسکی زبان پر جاری ہے الغرض اس کافر خاسر ازروت جادو نے اس پرچہ کاغذ کو دیکھا کہ اوسمین وحدانیت قادر مطلق و صانع برحق کی مرقوم ہے مگر اس سیاہ قلب کے دل پر کیا اثر اوسکا ہو سکتا ہے ۔ ع

بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

پس اسنے قلم اوٹھا کر لکھدیا کہ خدا ہون ہزار جا مین میری خداوند کیوان تاجدار مین کبھی اوسکی خداوندی سے منحرف نہونگا اور خدائے نادیدہ کی پرستش ہرگز ہرگز نہ کرونگا آپ لوگ اگر مجکو قتل بھی کر ڈالینگے تب بھی کچھ پروا نہین ہے باشد ہرچہ بادا باد مگر یہ یاد رکھنا کہ بعد میرے مار ڈالنے کے اگر کرور آدمی بھی ہونگے تو ایک متنفس اونمین سے جان بسلامت نہ لیجائیگا اور کوئی زندہ نہ بچیگا ۔ پس صاحبقران عالیشان نے خیال کیا کہ یہ سیاہ قلب کسیطرح راہ راست پر نہ آئیگا اور کیسا ہی اسکے ہدایت و اکسیر پند و نصیحت اسکے مس قلب کو زر ایمان سے منور نہ کریگی دل تیرہ و تاریک اس کافر خاسر کا کبھی عنوان نور ایمان سے نورانی نہوگا بس لاچار ہو کر بادشاہ جمجاہ سے اجازت لیکر فوالخمار ثانی کو حکم دیا کہ جلد اس گبر ناہنجار ساحر فاجر جفا شعار کو قتل کر کے سر اسکا حاضر کرو یہ وہ کافر ہے کہ جس نے ہزارہا بندگان خدا کو جان سے مارا ہے اور اہل اسلام کا توجانی دشمن ہے بڑا سرکش اور نہایت ستم پیشہ جفا کار و مردم آزار ہے آج یہ اسطرح بےبس ہے نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار ہے اور ریح ہے وہ بھی دم بھر مین فی النار ہے بعض کہتے تھے کہ اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے نامیون کو ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کرایا ہے اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانون کو بہ حسرت و ارمان دنیا سے اوٹھایا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ ہی نہ تاج شہی نہ سریر عزت ہے فی الحقیقت یہ سرائے فانی مقام عبرت ہے کہ نظم ۔

کہان شداد وہ بہشت آرا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ
ہے زمین اور آسمان کا فرق
کہین سامان غسل صحت ہے

اس چمن کا کرے جو نظارہ
آج کرلے گذشتگان پہ نظر
لاکھ یوسف گرا نے در تگ چاہ
کہین ہوتا ہے قطع پیراہن
کہین ترتیب غسل میت ہی

گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
بحر حیرت مین غفل کیون ہو غرق
کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین مردہ وبال دوش ہوا
قصر بنواکے ہوگئے شداد
تشنہ قلزم ہے راب منا

ایک دوش سے دوچار ہوتا ہے
قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد
اسکے شربت مین زہر ہی سودہ

ایک کنار لحد مین سوتا ہے
ہین یہ خواہان حشمت دنیا
نوش ہے اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف مجمع تھا ہر جانب ہنگامہ برپا تھا صغیر وکبیر بنظر حسرت نگران تھا چنانچہ جملہ سرداران نامی و گرامی سب انصاف شاہی اور عدل ظل اللہی کے دیکھنے کو مجمع کئے ہوئے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے تھے کہ ذوالخمار نے اگرمستعد قتل ہوا اور انزروت کی گردن پر کونٹے کا خط دیا اور کہا جو کھانا پینا ہو اے اجل رسیدہ وہ کھا پی لے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کہ کوئی دم مین پیمانۂ عمر تیرا بادۂ فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اوتار جائیگا انزروت نے مطلق جواب نہ دیا آخر تیسرے حکم پر تیغہ مارا ذوالخمار نے کہ سر اس خودسر کا اوڑگیا لیکن ساتھ ہی سر اوڑنے کے یہ معلوم ہوا کہ جسطرح ریل کے نلبے سے دھوان نکلتا ہے اسکے گلو سے بجائے خون کے ایک دھوان پیدا ہوا اور پیچیدہ ہوکر تمام بارگاہ مین منتشر ہوا اور پھر گرا تو دیکھا کہ سب کی آنکھون سے کچھ قطرے وغیرہ ٹپکے اس دھوئین کی تیزی سے اور سب کی آنکھین بند ہوگئین اور بصارت چشم زائل ہوئی بینائی چشم پوشی کرنے لگی صاحبقران دعزیزان صاحبقران مع بادشاہ جمجاہ اور قریب قریب جملہ رفیق ومصاحب وسردار کہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے سب کی بینائی چشم زدن مین زائل ہوگئی غرضکہ طرفۃ العین مین تمام سرداران باوقار وپہلوانان جرار اندھے ہوگئے جو لوگ کہ دور بیٹھے ہوئے تھے اونکو بھی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پروانہ صفت وہ بھی جھٹ پٹ اپنے مالکون کے پاس آئے آتے ہی وہ بھی نابینا ہوگئے تمام بارگاہ مین ایک عجیب حالت طاری تھی شور نالہ وفریاد بلند تھا جو سردار کہ بیرون بارگاہ تھے وہ بھی صدائے گریہ وبکا وآواز استغاثہ سنکے بیقرار ہوئے اور قصد کیا کہ چلو دیکھین تو بارگاہ مین کیسا شور فریاد وفغان بلند ہے ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یارو افسوس ہے کہ جان نثاری کا موقع بھی نہین آنے پایا ورنہ ہم اپنی جانین فدا کرتے اور اپنے مالکون پر آنچ نہ آنے دیتے کیا کہین دل کی تمنا دل ہی مین رہی کچھ حوصلہ ہمارا نہ نکلا ورنہ دیکھتے کہ کسطرح حریف سے مقابلہ کرتے اور جبتک دم مین دم رہتا اپنے مالکون پر کسیطرح چشم زخم پہونچنے نہ دیتے مگر اب کیا کرین کہ کچھ زور نہین چلتا بے بس ہو رہے ہے یہ کہکر ایک دوسرے کو سمجھاتے تھے کہ یہ موقع ایسا نہین ہے کہ جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین صریحاً دیکھ رہے ہین کہ جو گیا آفت مین مبتلا ہوا۔ ع

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد | تو مرو در دہان اژدرہا

موقع محل دیکھکر انسان کو کام کرنا چاہیئے اور اس آفت سے ذرا بچنا چاہیئے کیونکہ ہم جان نثار رہین تو جو بچ جائینگے وہ انھین خدمتگذاری کرینگے حریف ودشمن سے ہم لوگ بچائین گے اور جہانتک ہم سے کوشش ہوسکیگی کوئی دقیقہ ہم تدبیر کا اوٹھا نہ رکھین گے مالک کا حق نمک ادا کرینگے اگر کوئی حریف ہوتا یا کوئی غنیم چڑھ آتا تو اس سے مقابلہ کرتے جانین اپنی فدا کرتے یہ تو عجب بے بسی کا عالم ہے کہ ہر شخص نابینا ہوگیا ہے اور حریف کوئی نظر نہین آتا ہے یہ لوگ تو باہم یہ گفتگو کررہے تھے اور آپسمین مشورہ کرتے تھے کہ کونسی ایسی تدبیر کرین کہ ہمارے مالک اس آفت ناگہانی اور بلائے عظیم سے نجات پائین کاش انکے بدلے ہمارا یہ حال ہوجاتا اور ہماری بصارت چشم زائل ہوجاتی مگر وہ صحیح وسالم رہتے تو ہمکو کچھ رنج وافسوس

ہو تاخیر جو مرضی خدا کی اسمین کسی کا کیا چارہ ہے وہی مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب ایسا
پیدا کر دیگا کہ چشم زدن مین سب کی آنکھین کھل جائینگی مگر تدبیر شرط ہے یہ سب سردار جو کہ بیرون بارگاہ
تھے یہ تو اس گفتگو مین مصروف تھے کہ اب جو دیکھتے ہین تو انزروت کے گلوئے بریدہ سے
ایک طائر پیدا ہوا اوسنے بلند ہو کر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ تم لوگ خدا پرست بہت
مغرور متکبر تھے اور اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے نہایت ذلت وخواری سے بچشم حقارت انزروت
جادو کو دیکھ رہے تھے اب اپنے حال زار پر خود افسوس کرو اور بچشم حسرت سے خون کے آنسو بہاؤ
دیکھو تو کیسی مصیبت مین مبتلا ہوتے ہو کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمہارے حال پر افسوس کرینگے
یہ کہکر بلند ہو گیا اور جلکر خاک ہو گیا ادھر اوس طائر کا جلنا تھا کہ وہ دھوان ہر طرف ہوا ادھر یہان
انزروت کا حال سنیے کہ اسکے ہمراہی یعنے رفیق ومصاحب وندیم جو ستون بارگاہ سے بندھے
ہوئے تھے اور اونکی زبانون مین سوزن دیدیئے گئے تھے کہ سحر نہ کرسکین اس ہنگامہ کے سبب سے اونکو
ہوشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کیونکہ پہلے انزروت کو ہوشیار کیا تھا اور پرچہ اُسکے سامنے رکھا
گیا کہ خدائے وحدہ لاشریک کو برحق جان اور بصدق دل سے طریقہ اسلام اختیار کر مگر اس سیاہ قلب پر
اس ہدایت کی کچھ تاثیر نہوئی اسنے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر پرستش خدائے نادیدہ کی گوارا نہ کی آخرش
اسکی نسبت حکم قتل دیا گیا وہ کافر قتل ہوا اور اوسکے گلوئے بریدہ سے بجائے خون کے ایک
دھوان پیدا ہوا وہ دھوان اس غضب کا تھا کہ اوسکی تیزی سے سب کی بصارت چشم زائل ہو گئی
چونکہ اس ہنگامہ مین اوسکے ساحران ہمراہی کے ہشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی اور خواجہ بھی
یہان موجود نہ تھے کہ ان ساحرون کا دیوان سمجھتے اس باعث سے وہ لوگ ستون بارگاہ سے بندھے
ہوئے کھڑے تھے مگر دھوان جو تمام بارگاہ مین پھیلا تھا اُسکی تیزی کے سبب سے ان ساحرون کی بصارت
چشم بھی زائل ہو گئی تھی یہ سب کے سب بھی اندھے ہو گئے تھے اور چونکہ انکی زبانون مین سوزن دیئے ہوے
تھے اسوجہ سے یہ لوگ رد سحر بھی نہ کرسکے سب کے سب نابینا ہو گئے - اس اثنا مین چند آدمی یعنی شاطر
وعیار وغیرہ خواجہ خضران کو خبر اس واقعہ کے دینے اُس جانب کو روانہ ہوئے جسطرف خواجہ بارگاہ
دیکھنے وغیرہ واپس لانے کے واسطے گئے تھے ان لوگون نے راہ ہی مین خبر دی کہ جلدی چلیئے بارگاہ مین
یہ واقعہ گذرا کہ صاحبقران اور سب سردار نابینا ہو گئے بڑا غضب ہو گیا کہ دربار کا دربار سب اندھا
ہو گیا - خواجہ وہین سے سر پیٹتے ہوئے بارگاہ کیجانب روانہ ہوئے بارگاہ مین جو آکر یہ حال دیکھا دونون
ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا کہ ہائے افسوس یہ کیا حال ہوا مین واپس بھی نہ آنے پایا کہ یہان یہ سانحہ عظیم
برپا ہو گیا بس خواجہ نے جلدی سے بارگاہ سلیمانی برپا کرائی صاحبقران نے کل سرگذشت
بیان کی یعنی انزروت کا ہوشیار کرانا اور پرچہ کاغذ متضمن ہدایت طریقہ اسلام اسکے سامنے
رکھوانا اسکا یہ کہنا کہ ہزار جانین میری فدا ہین خداوند کیوان تاجدار پر اور مین ہرگز اُسکی پرستش
سے باز نہ رہونگا اور خدائے نادیدہ کی پرستاری کبھی نہ کرونگا اسیر اوسکو حکم قتل دینا ذوالنجار کا تیغہ
آبدار سے اُس کافر کو قتل کرنا ایک ہی ہاتھ مین سر اوسکا کٹ کر دور گرنا اور گلوئے بریدہ سے ایک
دھوئین کا پیدا ہونا اور تمام بارگاہ مین پھیل جانا اُس دخان سحر کی تیزی اور تاثیر سے سب کا نابینا
ہو جانا تمام عزیزون اور سردارون کا نابینا ہو جانا کل سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اے خواجہ
اب کیا تدبیر کیجائے اس دشت خطرناک اور وادی ہولخیز مین جو ہمارا یہ حال ہوا کیا تدارک

اسکا کیا جائے ادھر اخبار کی رو سے اور خطوط سے ثابت ہوا کہ بر جبیس آفتاب پرست ملکون کو پھونکتا ہوا خدا پرستون کو آزار دیتا ہوا چلا آتا ہے ایک تو وہ دشمن خدا ہے اور ایک نقابدار کہ جو قاف کیجانب سے فوج فراوان اپنے ہمراہ لیئے ہوئے وہ بھی چلا آتا ہے جی چاہتا ہے کہ ایک نامہ اوسکو لکھون لیکن بپاس غیرت دل قبول نہین کرتا۔ ادھر طلسم نہ طاق سکندری کی فتاحی کو ہم آئے تھے یہان یہہ سانحہ گذرا۔ اوسوقت شہنشاہ گوہر کلاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو تو اپنے رفقا و اہل ملک وعزیزون کو خطوط لکھکر طلب فرمایئے کہ وہ حفاظت جان بھی کرینگے اور جبتک یہ حال ہے کسی غنیم کو بھی نہ آنے دینگے صاحبقران والاشان نے اس رائے کو پسند فرمایا اور خواجہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ ہم نے اس رائے کو پسند کیا ضرور اس مضمون کے نامے لکھوا کر فلان فلان اطراف وجوانب کو روانہ کیئے جائین کہ ہماری کشتی حیات اس دریائے ریگستان ناپیدا کنار مین آکر پھنسی ہے جی چاہتا ہے کہ تم لوگ یہان آکر ناخدائی کرو اور اس ورطہ ہلاکت سے ہمکو بچاؤ پس اے خواجہ کل یہ نامے لکھکر طیار رہجائین اور ضرور بالضرور روانہ کیئے جائین فہرست انکے نامون کی خواجہ کو لکھوا دی جنکے پاس نامہ روانہ کرنا تجویز کیئے گئے تھے اور یہ بھی صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ میر منشی تو دربار مین حاضر تھے وہ تو اندھے ہو گئے لہذا نامے لکھوانیکا انتظام تمہین کرو خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب کل کے روز یہ سب نامے لکھوا کر روانہ کر دیئے جائین گے مگر حضور اجرت انکی دینا ہو گی کیونکہ اور منشیون کو بلوا کر نامے لکھوائے جائین گے اوسمین اسقدر خرچہ پڑیگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمہاری طماعی اسوقت مین بھی نہین جاتی عرض کیا حضور بغیر روپیہ کے تو کوئی کام نکل ہی نہین سکتا۔

اے رز تو خدا نئی ولیکن بخدا	ستار عیوب وقاضی الحاجاتی

صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے جو کچھ خرچ ہوگا دیا جائیگا نامے تو تم لکھوا کے روانہ کرو خواجہ تو اس انتظام کے لیئے چلے مگر درمیان مین دیکھتے کیا ہین کہ ساحران ہمراہی ازروت جنکو زنبیل سے کالکر ستون بارگاہ سے سوزن دیکر باندھ دیا تھا وہ اسیطرح کھڑے ہین مگر وہ بھی سب کے سب نابینا ہین ہاتھون سے اشارے کر رہے ہین کیونکہ زبانین تو اونکی بوجہ سوزن کے قابو مین نہین ہین اس باعث سے اشارے کر رہے جسکا مطلب یہ ہے کہ زبانون سے ہماری سوزن نکال لیئے جائین تو ہم اپنا عرض حال کرین پس خواجہ نے انکی پیشانیون کو دیکھکر قیافہ سے معلوم کرلیا کہ یہ لوگ عجب نہین ہے جو راہ راست پر آجائین پس فوراً خواجہ نے اونکو ہوشیار کیا اور سوزن انکی زبانون سے کھینچ لیئے اور کہا کہ شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتے ہو انھون نے کہا کہ تازندہ ایم بندہ ایم ہمنے آپکا دین قبول کیا کہیئے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہو جائین سحر و ساحری سے توبہ کرلین کہیئے تصدیق بالقلب کر کے مطیع اسلام رہین تاکہ بوقت ضرورت ساحران عدو سے مقابلہ کر کے حضور کی جان نثاری مین ہمراہ رکاب رہین جب ان لوگون نے اسطرح کے کلمات کہے تو خواجہ نے انکی مشکین کھولدین صاحبقران کی خدمت مین سبکو حاضر کیا یہ لوگ جاتے کے ساتھ ہی صاحبقران کے قدمون پر گر پڑے اور قدم بوسی کر کے عرض کرنے لگے کہ حضور ہمنے یہ خیال کیا کہ دین آپکا برحق ہے اور سب مذاہب باطل ہین پس ہم نے بصدق دل سے دین اسلام قبول کیا اور حضور ہم بھی اندھے ہو گئے ہین اب حضور کے قدم چھوڑ کر کہان جائین حضور کی غلامی مین حاضر رہین گے اور حضور پر سے اپنی جانین نثار کرینگے

اور حضور ہم لوگ بھی اپنے قوم قبیلے مین معزز ہین یہ ذو الفقار جادو ہمارے افسر اعلے ہین حضور اسنے
ہماری شرافت و اعزاز کا حال دریافت فرمایئن اور اب حضور ہم آپکے قبضہ مین ہین جا ہین تہ تیغ فرمائیے
موت کے گھاٹ اوتارین جا ہین حضور ہماری جان بخشی فرمایئن حضور ہم لوگ اصیل تلوار کا خواص رکھتے
ہین جسکے قبضہ مین ہین اوسی کا دم بھرتے ہین اور حضور ہمنے بڑے بڑے معرکے سر کیئے ہین
جس مہم پر لشکر کشی کر کے گئے بغیر اسکے فتح کیئے واپس نہ پھرے بڑے بڑے ساحران غدار
و زبر دستان روزگار سے مقابلے ہوئے مگر حضور کے اقبال سے منھ نہین پھیرا ہمیشہ سرخرو رہے
اسوقت حضور کے دربار فیض آثار مین ہمارا جاننے والا کوئی نہین ہے اگر مریخ آفتاب علم
یا انجم طلعت ہوتے تو وہ ہمارے کلام کی تصدیق کرتے وہ لوگ ہمارے مرتبہ شناس ہین اور
ہمکو خوب جانتے ہین اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنا زیبا نہین ہے ہماری جانبازی ہماری ہمت
و جرأت کو وہ حضور سے بیان کرتے اور اب تو ہم حضور کے دامن دولت سے وابستہ ہین حضور
کے زمرۂ غلامان جان نثار مین داخل ہونیکا افتخار حاصل ہوا ہے جب وہ لوگ آئینگے تو یقین
ہے کہ ہماری جرأت و مردانگی کا حال حضور مین گزارش کرینگے اور یون تو اپنے منھ میان مٹھو بننا ہے
جب کوئی کارنمایان حضور کے سامنے ہم لوگون سے بروی کار آئیگا تو حضور کو ہماری اس
یا وہ گوئی کا حال معلوم ہو جائیگا اور حضور ہم تو بہت دنون سے اس امر کی تمنا رکھتے تھے کہ حضور کی
بدولت ہم نور ایمان سے مشرف ہون اور اپنی عقبی درست کرین حضور کے صدقے مین اس
ضلالت و گمراہی سے نکلکر ملت بیضا کی شاہراہ ہدایت پر قدم رکھین کیوان پرستی پر لعنت کرین
مگر کوئی موقع ہمکو نہین ملتا تھا چونکہ خداوند کریم نے ہر ایک امر کے لیئے وقت مقرر فرمایا ہے کل امر مرہون
باوقاتہا بس وہ وقت اب ظہور مین آیا کہ ہمارے طالع خفتہ نے یاوری کی حضور کی بدولت نجات دارین
ہمکو میسر ہوئی اور حضور کچھ تردد نہ فرمایئن یہ چشم زخم جو غلامان کو پہونچا ہے بہت جلد دفع ہو جائیگا یہ
کیفیت باقی نہ رہیگی حضور مؤید من اللہ ہین پردۂ غیب سے کوئی سبب ایسا ظہور مین آئیگا کہ یہ
سب کلفت رفع ہو جائیگی یہ سب کارستانی اس کافر کف بصیر جادو کی ہے اوسی کے سحر نے
یہ کیفیت پیدا کی ہے حضور کی مدد غیب سے ہو گئی ہے اور عنقریب وہ کافر قتل ہوگا جب اس آفت ناگہانی
سے نجات ہوگی غفلت مین اُس حرامزادے نے یہ سحر کیا ہے کہ سبکو نابینا کر دیا ہم لوگون کی زبان قابو
مین نہ تھی ورنہ کچھ دفعیہ اسکا کرتے ہم بھی اُس دخان سحر کی تیزی سے نابینا ہو گئے نور بصارت نے
چشم پوشی کی اب تائید من اللہ ہوگی اور آپکے اقبال سے وہ عدوئے دین مارا جائیگا تب سبکا نور بصارت
عود کریگا اور اس بلائے عظیم سے نجات ملیگی جب ان سرداران تازہ مسلم نے اسطرح کی تقریر کی
تو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو کسیطرح گھبراؤ نہین جو ہمارا حال ہی وہ تمہارا حال
ہے تمہاری جان بخشی کیگئی تم مطیع اسلام رہو صدق دل سے خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا
اقرار کرو سحر و ساحری سے بالفعل تائب ہو کہ ساحران غدار سے سامنا ہے پھر توبہ کر کے سحر و ساحری
پر لعنت کرنا اسوقت مصلحت وقت یہی ہے جبتک یہ حال ہے اسی مین مجبوری کیسر کرو اور دعا کرو
کرو کہ جلد اس بلا سے نجات ہو اور خواجہ کو حکم دیا کہ ان لوگون کے لیئے ایک خیمہ استادہ کرا دیا جائے
اور سب سامان راحت وہان مہیا کر دیا جائے خادم و خدمتگار متعین کر دیئے جائین تا کہ کسیطرح کی
تکلیف ان لوگون کو نہو چنانچہ خواجہ نے حسب الارشاد فیض بنیاد ایک خیمہ قریب بارگاہ برپا کرکے

جملہ سامان راحت وہان مہیا کرادیا اور ملازم سرکاری خدمت کے لیئے تعینات کردیئے اور حکم دیدیا کہ خبردار ان لوگون کو کسی طرح کی تکلیف ہونے نپائے اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیجاکر اس خیمہ مین مقیم کیا اب یہ لوگ تو اپنے خیمہ مین مقیم ہین اور وقت کے منتظر ہین کہ دیکھیے کب اس بلائے عظیم سے نجات ملتی ہے یہ تو اس حال مین ہین اور خواجہ اپنے خیمہ مین جاکر فکر کر رہے ہین کہ کیا تدبیر کیجائے کہ ان سب کی آنکھین کھلین بس خواجہ تو اس فکر مین ہین اور روانگی نامہ جات کا انتظام کر رہے ہین انکو تو اس حال مین مصروف رکھا جاتا ہے کہ انکا حال پھر آئندہ بیان ہوگا۔

اب دو کلمے داستان شہر ہیہاتیہ کے بیان کیئے جاتے ہین۔

ازین قصہ یکدم فراموش کن / زجائے دگر داستان گوش کن
بھر کے ایک جام دے اے ساقی مہوش پرفن / جس سے روشن ہو دماغ خرد و پیر کہن
آجکل باغ پہ عالم ہے گھٹا پر جوبن / بوتلین لاؤ برانڈی کی منائین ساون
ہائے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے / بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
پانی پتون سے ٹپکتا ہے شرابور ہین پیڑ / دھوئی دھلائی روشین صاف ہین جیسے چندن
باغ مین آکے یہانتک تو جھکی ہے بدلی / پگڑیان بھیگین جو مالی نہ جھکا بین گردن
بادل امڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو / بجلیان کوندتی ہین شور ہے اوتر دکھن
یون گھٹا چھائی ہے یون کوندرہی ہی بجلی / جیسے نیلم پہ ہین نگینے یہ جڑا ہو کندن
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے / پیڑ اسطرح جھکے جاتے ہین جسطرح دولھن
مینھ برسنے کی ہی آواز ہوا کا غل ہے / شور سے سر پہ اوٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
اسقدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ / چشم بددور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

دیگر

گھٹا چھائی ہے ہر سو باغ پر عالم ہی جوبن کا / مے گلگون پلادے ساقیا موسم ہی ساون کا
نزاکت مین نہین ثانی کوئی اس رشک گلشن کا / جو دو گل رخ تھے جو رہے مین اوٹھا یا بوجھ جوبن کا
ہوا ہے شوق مجھکو آجکل جو سیر گلشن کا / کیا کرتا ہون نظارہ کسی کے روئے روشن کا
سہا کرتا ہی او سکے بزم مین مجھکو نہ کیون کھٹکے / رقیب روسیہ اے دوستو کانٹا ہی گلشن کا
ہمارے سر سے سودا تیرے کاکل کا نہ جائیگا / اوترتا پھر نہین جب زہر چڑھ جاتا ہی ناگن کا
لگا تلوار قاتل تشنہ جام شہادت ہون / اوترجائے گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا
طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے / نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہے برہمن کا

طراز ندہ دفتر بیکران / نوشتند تا باب این داستان

نگارگان نیرنگ طلسمات وسیاران منازل دشت عجائبات . میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامہ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح رقم فرماتے ہین کہ اسی حوالی طلسم مین ایک شہر ہے کہ ہیہاتیہ اسکا نام ہے بڑے بڑے ساحران غدار و فسونگر ناہنجار کا وہان مقام ہے مالک وحاکم اس شہر کا سماوات تاجدار ہے ساحری و فسون سازی مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے اپنے تئین ساحری و جمشید وقت جانتا ہی بڑا مغرور و خود پسند ہے

اطراف و جوانب کے ساحرون مین سربلند ہے یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے دربار اسکا آراستہ ہے تمام سردار و مصاحب رفیق و ندیم دست ادب بستہ حاضر ہین بڑے بڑے ساحران نامی و نامور کا مجمع ہے از انجملہ اہیمات مردارخوار اور بصیر جادو کہ بہت اسکے منھ لگے ہوئے تھے اور ساحران معزز مین سے تھے یہ بھی دست بستہ حاضر ہین سماوات اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہے اور ایک گلدستہ طلسمی اسکے سامنے رکھا ہوا ہے کہ وہ گلدستہ یک بیک جلکر خاک ہوگیا بصیر نے آواز دی کہ وہ مارا اہیمات مردارخوار نے پوچھا کہ کچھ حال تو بیان کرو سبب تو معلوم ہو کسکو مارا اور کس نے مارا مفصل کیفیت بیان کرو اسنے دیکھکر کہا کہ انزروت مارا گیا اور یہہ کہکر اسنے ایک کتاب نجوم کی اوٹھائی اور اوسمین غور سے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد اسنے سر اوٹھا کر کہا کہ صاحبقران زمان یعنی شہزادۂ بدیع الملک نوجوان جو لشکر لیکر آئے تھے اور صحرائے نہ طاق مین لشکر اونکا مقیم تھا خیمے وخرگاہ بھی برپا تھین وہ سب لشکر اندھا ہو گیا تمام سردار و عزیز اقارب و مصاحب و رفیق حتی کہ چوبدار و ملازم و خدمتگار تک سب کے سب نابینا ہوگئے بصارت چشم بالکل زائل ہوگئی اب مین آپسے یہ عرض کیئے دیتا ہون کہ آپ حکم دیکر سب کے سر منگوائیگا اور طلسم کیوان کیجانب روانہ کیجیگا خداوند آپسے نہایت خوش ہونگے اور اونکی کمال رضامندی کا باعث ہوگا کہ اتنا بڑا مخالف انکا آپکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور سر اسکا بلکہ کل دشمنون کا آپ خداوند کی خدمت مین روانہ کرینگے۔ اور مین فرستادہ اونھین کا تھا اور اب مین جاتا ہون کوہ قضا و قدر کی جانب کہ مجکو عمر کیطرف سے بڑا اکھٹکا ہے کہ وہ دزد باریک گردن عجب شخص ہے آفت کا پرکالہ اور بلائے بے درمان ہے بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی اسکے نام سے تھراتے ہین اسکے خوف سے زہرے آب ہوئے جاتے ہین اور حضور میرا حال کسی پر ظاہر نہونے پائے اگر مین ہاتھ آگیا تو یہ سمجھ لیجئے کہ سب کے سب بھی بینا ہوجائینگے اور آفت برپا کرینگے اس حرکت کے انتقام مین ایک کو تو زندہ نہ چھوڑینگے تمام طلسم کو زیر و زبر کردینگے یہ کہکر اوٹھا اور اپنے اوپر ایک اسم سحر دم کرکے یہ تو کوہ قضا و قدر کی جانب روانہ ہوا اسکو تو جانے دیجئے۔ اب ذرا کلمہ بادشاہ سماوات تاجدار کے سنیئے کہ اسکا ایک وزیر باتدبیر ہے کہ نام اسکا بلقیس ہے حالانکہ مرد ہے مگر نام مثل نسوان کے ہے ۔ ع برعکس نہند نام زنگی کافور اور دوسرا وزیر کہ نام اوسکا بختیارک ثانی ہے کہ نہایت مکار اور بڑا حرامزادہ ہے اسیوجہ سے اوسکو بختیارک ثانی کہتے ہین کمال بدباطن اور خبث طینت ہے اوسوقت بادشاہ اسکی طرف مخاطب ہوئے اور دیکھکر کہا اے بختیارک ثانی اب کیا رائے ہے سب حال تمنے سنا اب اسکا انتظام کیونکر کیا جائے اور کس طریقے سے یہ کام انجام پائے اسوقت اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ قربانت شوم غلام کی یہ رائے ناقص مین آتا ہے کہ آفات مردارخوار کہ انکی یہ خوراک ہے انکو روانہ کیا جائے کہ جسم ان اندھون کے یہ کھائین اور سر آپکی خدمت مین حاضر کرین کہ آپ ان سرون کو خداوند کے پاس روانہ کرین وہ آپکا بڑا مرتبہ کرینگے اور کوئی ملک آپکے بانام کردینگے بادشاہ نے وزیر کی اس رائے کو پسند کیا اور آفات مردارخوار کو اپنے سامنے طلب کرکے یہ حکم دیا کہ فی الفور جاؤ صحرائے نہ طاق پر کہ تم بہادر بھی ہو اور مردارخوار بھی ہو وہان ایک لشکر پڑا ہوا ہے کہ جسمین ہزارہا آدمی اندھے ہوگئے ہین انکے سر ہمارے پاس لاؤ اور جسم انکے تم کھاؤ کہ تمہاری خوراک ہے خوب سیر ہوکے اپنا شکم پر

کردکہ اس کثرت سے خوراک وہان موجود ہے تمہارے ہمراہی مردارخوار اپنی خوراک بکثرت دیکھکر بہت خوش ہونگے اور خوب مزے سے کھائینگے آفات مردار خوار یہ حکم سنکے تسلیم کرکے اوٹھا اور دس ہزار مردار اپنے ہمراہ لیکر سمت صحرائے نہ طاق روانہ ہوا لیکن نجتارک ثانی نے پھر عرض کیا کہ حضور صاحبقران کے ساتھ از حد فوج ہے کہانتک اندھی ہوے ہونگے تو بہتر ہے کہ سہراب جنگ آزمودہ اور بہرام فیل سوار کو بھی روانہ کیجیے اور عفریت دیو صورت گرزن کو بھی ہمراہ کیجیے غرضکہ بادشاہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور اسیوقت حکم دیا کہ بیس بیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر یہ تینون سردار بھی روانہ ہون چنانچہ حکم شاہی پاکر یہ لوگ بھی بیس بیس ہزار سوار کی جمعیت سے بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوتے ہین کہ انکا حال آیندہ معلوم ہوگا لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان ہوتا ہے کہ امیر ثالث یعنی بدیع الملک نابینا ہوجانے سے نہایت پریشان ہین بار بار کلمات حسرت آیات زبان پر لاتے ہین آنسو آنکھون سے مثل باران کے گر رہے ہین عجب عالم بے کسی و بے بسی ہے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا مجمع ہے دربار آراستہ ہے لیکن آج وہ آراستگی ہے کہ نہ صاحبقران اول کے زمانے مین ہوئی تھی نہ صاحبقران ثانی کے عہد مین نہ اس سے پیشتر صاحبقران ثالث کے وقت مین کبھی یہ صورت دربار کی تھی کہ کوئی کسی کے دنگل پر بیٹھا کوئی کسی کے دنگل پر بیٹھا ہے سرداران دست راست جانب چپ آگئے ہین سرداران دست چپ جانب دست راست بیٹھ گئے ہین نہ کوئی ترتیب ہے نہ انتظام ہے ہر ایک ٹٹول ٹٹول کر بیٹھ گیا ہے نہ پس و پیش سمجھ مین آتا ہے نہ رو و پشت معلوم ہوتا ہے ایک دوسرے سے معافی مانگ رہا ہے ادب و تہذیب صرف دل مین رہگئی ہے آنکھون کے کور ہوجانے نے کسی مین کوئی امتیاز باقی نہین رکھا ہے غرضکہ اعلیٰ سے ادنیٰ تک سب ایک حال مین مبتلا ہوگئے ہین دست خود دہان خود کا مضمون ہے اپنا ہر کام ان لوگون کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑا ہے کہ جنھون نے کبھی پانی اونڈیل کر نہین پیا اب وہی امرا و رؤسا ادنیٰ ادنیٰ کام کرتے ہین انتہا یہ ہے کہ بادشاہ اسلام تک اس امر کے محتاج ہین کہ کوئی خادم نعلین اوٹھا کر سامنے رکھے عجب عالم عبرت ہے تمام سامان شاہی و شہریاری بیگانگی کی شان دکھا رہا ہے۔ لیکن اب حال ان چند ہزار و نکا سنیے جو بسبب سیر و شکار مین مصروف ہونے کے اس بلائے ناگہانی سے محفوظ رہگئے تھے جسوقت وہ واپس آئے اور داخل لشکر اسلام ہوئے تو عجب حال دیکھا کہ تمام لشکر اندھا ہوگیا ہے لوگ ٹٹول ٹٹول کر راستہ چلتے ہین کوئی گھوڑے کی رکابی مین اولجھکر گر پڑتا ہے کوئی خیمہ کے تناب سے اولجھکر گرتا ہے جو گھوڑے چھوٹ گئے وہ جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین کوئی اونکا پکڑنے والا نہین ہے ہر طرف بازار ادھیڑ سے پڑے لوگ فریاد کر رہے ہین ایک دوسرے کے خیمہ مین چلا جاتا ہے جو جس مقام سے کسی ضرورت کے واسطے اوٹھتا ہے اوسکو واپس آنا دشوار ہوتا ہے یہ حال دیکھکر یہ لوگ نہایت حیران ہوئے کسی سوار یا پیادہ سے پوچھا تو اوسنے تمام واقعہ گرفتاری ساحر اور اوسکے قتل سے دھوئین کا پیدا ہونا اور اوس سے لشکر کا نابینا ہونا بیان کیا اب یہ لوگ گھبرائے ہوئے طرف بارگاہ صاحبقرانی یعنی بارگاہ گوہر بار سلیمانی کے روانہ ہوئے کہ دیکھا چاہیے وہان کی کیا حالت ہے جسوقت تمام لشکر کو طے کرکے بارگاہ کے دروازے پر پہونچے دیکھا تو چوبدار عصا ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے ہین دربان بیٹھے ہین

مگر حفاظت کرنے سے مجبور ہین اگر چور آکر سب اوٹھا لیجائین تو کوئی دیکھنے والا نہین یا دشمن آکر قتل کرنا شروع کردین تو کوئی اپنی حفاظت تک نہین کرسکتا یہ حال عبرت آگین دیکھکر ان سرداروں کے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور حسب قاعدہ چوبدارون کو اپنے نام سے آگاہ کرکے کہا کہ عرض کرو کہ فلان فلان خادم حاضر ہے چوبدار نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جو جو سردار واسطے شکار کے گئے ہوئے تھے وہ حاضر ہوئے ہین اور خواہان باریابی ہین اونکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا بلالو حسب الحکم یہ سب سردار حاضر ہوئے مجرا گاہ پر سے باادب مجرا کیا لیکن اسوقت ادب بے ادبی کا دیکھنے والا کون ہے سوا خدا کے یا خود ان لوگون کے آنکھین جنکو اپنے مالک کے نمک کا ہر وقت مین خیال ہے۔

بادشاہ اسلام نے جواب سلام کے عوض مین دعائے خیر دی اور حکم بیٹھنے کو فرمایا اور ارشاد کیا کہ یقین تو ہے کہ شکر مین پہونچکر سب حال تمپر روشن ہوگیا ہوگا کہ جسطرح ہم سب اس بلا مین مبتلا ہوئے لیکن شکر ہے خداوند کریم کا کہ تم لوگ یہان موجود نہ تھے ورنہ تم بھی اسی مصیبت مین پھنستے خیر اچھے وقت آ پہونچے کہ ہم اپاہجون کی خبر گیری تو کروگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسی وقت خضران بن عمرو بھی پہونچا تھا جو کہ خواجہ ثالث ہے اب ان لوگون نے آکر ایسا انتظام کیا کہ لوگ فاقہ کشی کی مصیبت سے بچے جو دو چار ہزار آدمی ان لوگون کے ساتھ رہگئے تھے وہ ان اندھون کو کھانا پینا پہونچاتے ہین پانی پلاتے ہین تمام دن انکو اسی کیفیت مین گذرتا ہے پھر بھی اتنا بڑا لشکر ہے تمام لشکر کو آسائش نہین پہونچا سکتے شام کو دربار آراستہ ہوتا ہے اوسوقت لوگون کو شاہی خدمت کرنا پڑتی ہے کہ اول بادشاہ اسلام کو لاکر تخت پر بٹھلاتے ہین بعد اسکے صاحبقران ثالث یعنے بدیع الملک نوجوان کو اسکے بعد اور سرداران نامی وگرامی کو اب ان لوگون کے وجہ سے طریقہ دربار کا پھر درست ہوا ہے لوگ اپنے دنگلون پر حسب مراتب بیٹھے ہین کہ خضران بن عمرو نے عرض کی کہ اسوقت مین اگر کوئی حریف آپڑا تو کیا انجام ہوگا بدیع الملک نے فرمایا جو مرضی پروردگار جسطرح آج اندھے ہوگئے اسیطرح ایک روز پیوند خاک ہونا بھی ضرور ہے اسکی فکر ہی کیا خضران نے عرض کی اے شہریار یہ سب سچ ہے مگر انسان کو غفلت سے کام لینا نچاہیئے آپکو لازم ہے کہ اپنے ملازمین دوستون کو نامے لکھیئے کہ ہم اس بلا مین مبتلا ہوگئے ہین لہذا جسکو حق نمک یا حق دوستی ادا کرنا ہو وہ آکر ہمارا شریک ہو صاحبقران کو یہ رائے پسند آئی اور فرمایا کہ نامے لکھے جاوین چنانچہ حسب الارشاد نامے وپروانے تحریر ہوکر جابجا روانہ ہونے لگے قریب ساڑھے تین سو کے نامے صاحبقران نے روانہ فرمائے اب دیکھا چاہیئے کہ یہ نامے کس وقت کن کن لوگون کو پہونچتے ہین اور بروقت ضرورت کون کون واسطے مدد کے آتا ہے لیکن بالفعل یہان یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو دو چار ہزار آنکھون والے ہین اونھین مین سے طلایہ گشت معین ہوا ہے کچھ لوگ دربان مقرر ہوئے ہین کچھ ہرکارون کا کام دیتے ہین کچھ کھانا پکاتے ہین اسی حالت مین شب و روز بسر ہو رہے ہین کہ ایک روز ہرکارون نے آکر دعا و ثنا بجالانے کے بعد عرض کی کہ سموات تاجدار کیطرف سے چار سردار برلیے قتل خدا پرستان بیس بیس ہزار کی جمعیت سے چلے آتے ہین جو کل اس صحرا مین داخل ہوجائینگے یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر آتے ہین تو آئین ہر فرعونے را موسیٰ اگر خداوند کریم کو ہمارا زندہ رکھنا منظور ہے تو اپنے دامن پناہ مین ہمین چھپا لیگا ورنہ جو قسمت کا لکھا ہوگا وہ بہر صورت پیش آئیگا۔ ـــہ

سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ۔ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

یہ فرماکر خاموش ہو رہے جب وقت آیا دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہو
جسوقت صبح ہوئی سونے والے بستر خواب سے اوٹھے یاد الٰہی مین مصروف ہوئے جو لوگ رات بھر کے
جاگے ہوئے تھے اپنے اپنے خیمہ مین جاکر محو آسایش ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی کہ
یکایک جانب بیابان سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا جسوقت تموّج ہوا سے دامن گرد کا چاک ہوا اول گرد
سے بیس علم نشانہ بیس ہزار سوار کا پیدا ہوئے پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوندا کوان کی
تحریر تھی آگے آگے پیش خیمہ تھا بعد اوسکے لشکر گران اوسکے بعد بڑی دھوم دھام سے سواری
آفات مردار خوار کی آکر پہونچی جو لوگ کہ بینا تھے اونھون نے یہ سب سامان آنکھون سے دیکھ
اور امیر ثالث و بادشاہ و دیگر سرداران نامی وگرامی سے بیان کیا جو نابینا تھے اونھین شور وغل
اور گھوڑون کے ٹاپون کی صدا سے ورود لشکر کی خبر ملی غرضکہ مقابل لشکر اسلام یہ لشکر آکر اوترپڑا
خیمہ آفات مردار خوار کا استادہ ہوا یہ ملعون داخل خیمہ ہوا اودھر اہل اسلام مین ایک انتشار
کا عالم پیدا تھا کہ افسوس کیا بری موت ہم لوگون کے قسمت مین لکھی تھی کہ کس بے بسی سے قتل
کیئے جائینگے مگر کیا چارہ ہے پروردگار عالم پر تکیہ ہے وہی بچانے والا ہے وہ چاہے تو زندہ
کو مردہ کردے اور مردے کو زندہ کرے ہر امر اوسکے قبضۂ قدرت مین ہے غرضکہ جب شام ہوئی
آفات مردار خوار نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارہ رزمی بجنے لگا یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا اوسوقت عجب ہنگامہ تھا کہ سب کو یقین مرگ
تھا اس لیئے کہ جو سردار اندھے ہونے سے بچ رہے ہین وہ اس درجہ کے نہین ہین کہ آفات
مردار خوار سے مقابلہ کرسکین اور جو اسکی سرکوبی کرسکتے ہین وہ کور ہوجانے سے مثل دیوار ہوگئے
غرضکہ ہر طرح موت پیش نظر ہے زندگی سے مایوسی ہوگئی ہے بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکا یہ قول ہے کہ آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جسطرح ممکن ہو اس پردۂ شب مین کسیطرف نکل جانا چاہیئے اگر راستہ
نہ بھی پایا تو کم سے کم لشکر سے علحدہ تو ضرور ہوجائینگے بھیک مانگ کھائینگے کسطرح جان بوجھ کر تو جان
نہین دیجاتی جو بہادر ہین وہ کہہ رہے ہین کہ الحمد للہ کہ دنیا مین آیا بچ ہوکر جینے سے مرنا بہتر ہے گلی گلی کی
ٹھوکرین کھانے سے نیچے مٹی سو آرت ہوجائیگی آج اگر تیغ آزمائی نہ کی نہ کی بہت لو ایمان اب تک
تمام دنیا اپنی جراءت و بہادری سے آگاہ ہے اب صبر آزمائی کا موقع آگیا ہان لطف یہی ہے نہ گردن پر
تلوار ہو اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری ہو جان دینا بہتر ہے ایمان دینا بہتر نہین غرضکہ عجب تلاطم لشکر اسلام
مین برپا تھا کہ اسی عالم مین آسمان نے گلیم شب کو گوشۂ مغرب کیطرف ہٹایا اور آئینہ مہر سامنے چہرہ کے
لگایا محفل انجم برخواست ہوئے سوا ستارۂ سحری کے کوئی اختر تابندہ باقی نہ رہا جسوقت اہل اسلام
نماز سحری سے فرصت کرچکے یہ ستارہ بھی جھلملاکر مثل شمع کے بے نور ہوگیا اور نظرون سے پوشیدہ
ہوگیا مہر عالمتاب نے نیزۂ خط شعاعی ہاتھ مین لیا اور فوج نور و لشکر صبا اپنے ہمراہ لیکر میدان مشرق سے
نمودار ہوا یہان دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہونے لگین لشکر کفار کی صفین تو آن واحد مین تیار
ہوگئین لشکر اسلام مین وہ لوگ جو کور نہ ہوئے تھے اونھون نے اپنے پرے آگے بڑھاکر جمائے جو
نابینا تھے اونکی صفین پس پشت آراستہ کین لیکن سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق مرکبون پر
سوار ہوکر استادہ ہوئے اور امیر چالیس قدم لشکر سے آگے نمبر تبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے

تخت بادشاہ اسلام کا آغوش لشکر مین قایم ہوا جسوقت صفوف قتال وجدال آراستہ ہو چکین جلبارون
نے نکلکر میدان کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو جٹھایا جسوقت میدان درست ہو چکا نقیب
صفون سے نکلے اور پکارے کہ اے بہادرو یہ روز نام و ننگ ہی جنکو نام اپنے خاندان کا روشن کرنا ہو
وہ بامردی وجگرداری سے کام لے اسلیئے کہ اگر ہزار برس بھی جیجے تو ایک روز مرنا ضرور ہے پس موت تلوار
کی موت سے بہتر نہین ہے جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے خون رگون مین دوڑنے لگا ہاتھ
تلوارون کے قبضون پر پڑ گئے کہ یکایک آفات مردارخوار نے مرکب اپنا صف سے نکالا باگ اٹھائی
اور سامنے لشکر اسلام کے آکر صلح شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت
غرق عرق ہوگیا اک مقام پر مرکب کو روک کردم کو آراستہ کرکے نہیب دی کہ باش اے گروہ خداپرستان
وفرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ وآرزوئے قتنا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو ورنہ دین خداوندالگوان
کا اختیار کرے اس لیئے کہ یہ دین برحق ہے دیکھی قدرت نمائی خداوند الگوان کی کہ اوسنے اپنا
غضب نازل کرکے تمکو نابینا کردیا اور مجکو تمہارا ملک الموت قرار دیکر بھیجا ہے یہ سنکر اہل اسلام
نے جواب دیا کہ او ملعون ایسے بہت سے خداوندیان جھنے بقوت پروردگار خاک مین ملادی ہین
اور کیسے کیسے مصیبتون کا سامنا ہوا حافظ حقیقی نے ہر بلا سے نجات دی اور اگر منظور خدا ہے
تو تجکو بھی قتل کرینگے اور تیرے خداوند کو بھی یہی راہ راست دکھائینگے آفات مردارخوار نے
جواب دیا کہ معلوم ہوا تم لوگ راہ راست پر نہ آوگے لہذا قتل کرنا تم سبکا نہایت ضرور ہے
پس جسکا جی چاہے وہ برائے مقابلہ نکلے ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنتا تھا کہ لشکر صاحبقران سے ذوالخمار
ثانی میدان مین آئے بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیرزنی کی پہونچی اور ذوالخمار زخمی ہوئے لوگ
انکے ساتھ کے انھین بچا کر لیگئے لیکن آفات مردارخوار نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے
جو نکلا وہ زخمی ہوا بعض مقتول ہوئے مردارخوارون نے انھین لقمہ کیا نوچ نوچ کر کھاگئے یہانتک کہ
شام تک پندرہ آدمی زخمی اور پانچ قتل ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھیرے
اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے کفار بارعب خندان آفات مردارخوار پر سے زرنثار کرتے ہوئے
داخل بارگاہ ہوئے اہل اسلام بھی بادیدۂ گریان ودل بریان اپنے قیام گاہ کے جانب متوجہ ہوئے زخمیون کا
علاج ہونے لگا زخمون مین ٹانکے دیئے گئے پٹی باندھی گئی مقتولون کے واسطے صدائے افسوس
بلند ہوئی لیکن صاحبقران نے اونکے وارثون کو عہدے عنایت کیئے تسلی دی تعزیت فرمائی
اور ارشاد کیا کہ منزل سب کی ایک ہے اگر آج وہ جانب ملک عدم روانہ ہوئے تو کل ہماری باری
ہے اسواسطے کہ دشمن سے سامنا اور آنکھین کو یہ اس جنگ کا انجام سوا موت کے اور کیا ہوسکتا
ہے غرضکہ نہایت محزون وغمگین داخل بارگاہ گوہربار ہوئے یہان سب اسی عالم رنج وملال
مین بیٹھے ہین کہ یکایک خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ ہمارے
یہان بھی نقارہ رحلت بجے اسواسطے کہ کل کا دن روز قضا معلوم ہوتا ہے پیمانۂ عمر ہم لوگون کا لبریز
ہو چکا اور کشتی حیات ساحل فنا پر پہونچ گئی ہے بظاہر کوئی امید بچنے کی نہین ہان اگر پروردگار
عالم کو ابھی زندگی ہم سبکی منظور ہے تو وہ مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب پیدا کردیگا ان
کلمات حسرت آیات پر بادشاہ اسلام کے ایک شور فریاد وزاری بلند ہوا لیکن صاحبقران
ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان نے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض کی کہ ظل اللہ پراسان نہو

مین اس ملعون سے خود مقابلہ کرونگا دیکھئیے گا کہ کسطرح اسکو سر میدان قتل کرتا ہون اور کیونکر اسکو عالم ہستی سے
جانب ملک فانی روانہ کرتا ہون بادشاہ اسلام نے سنکر فرمایا کہ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ اس ایسے
سردارون کو آپ کے غلام زیر کر سکتے ہین آپکے واسطے تو خداوند کریم نے جامۂ صاحبقرانی خلق کیا ہے
مگر یہ سب باتین اوسوقت کے واسطے تھین جبکہ آنکھین روشن ہوتین اس حالت مین مناسب نہین
ہے کہ آپ مقابلہ کرین یہ نہین معلوم کہ حربہ کسطرف آتا ہے تو وسکا رد کرنا کب ممکن ہے اور یہ نہین
معلوم ہوتا کہ حریف کس مقام پر ہے تو اوسپر وار کیونکر ہو سکتا میرے خیال مین آپکا جانا برائے مقابلہ
آفات مردار خوار کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا بدیع الملک نے عرض کیا کہ یہ بجا ہے
مگر جبکہ وہ مبارز طلب کریگا اور کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلیگا اوسوقت وہ ضرور میرا نام لیگا پھر فرمائیے
کہ کیا اوسوقت بھی نہ برائے مقابلہ جاؤن صفون کے پیچھے چھپ جاؤن اسطرح کے جینے سے مرنا بہتر ہے بادشاہ
رونے لگے تمام سردارون نے عرض کی کہ جبتک ہماری جان مین جان باقی ہے ہم ظل اللہ عالم پناہ
و صاحبقران پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اپنی جان بچاؤن
اور تم لوگون کو موت کے منھ مین بھیجدون بہادران عالم مجھے کن الفاظ سے یاد کرینگے ہان بعد میرے آپکو اختیار ہے
جہانتک ممکن ہو گا ظل اللہ کی حفاظت مین کوتاہی نکرنا غرضکہ کہانتک باہمیں کی گفتگو بیان کی جائے
اک عجیب عبرت آمیز الفاظ ان پہلوانان نامی و گرامی کے زبان پر تھے کہ جسے سنکر دل پاش
پاش ہو جاتا تا آج کی رات کسی نے آرام نہین کیا بادشاہ نے دربار برخاست نہین فرمایا
اور ارشاد کیا کہ اس رات کو غنیمت سمجھنا چاہئیے آنکھین نہین ہین کہ ایک دوسرے کے دیدار
سے بہرہ ور ہو لیکن یہ یکجائی بھی غنیمت ہے کہ کانون سے ایک دوسرے کی آواز تو سن رہے ہین
یہ بزم برخاست اوسوقت ہونا چاہئیے جبکہ سامان رزم گرم ہو اب جب بارگاہ سے اوٹھین گے تو
میدان جنگ مین قیام ہو گا اور وہان سے جائین گے تو ملک عدم مین تا قیام قیامت قیام کرین گے
جن لوگون مین باہم زیادہ موانست ہے وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین باہم وصیتین
ہو رہی ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تم زندہ بچنا تو ہمارے ناموس اور اولاد کا خیال رکھنا
یہان یہ کیفیت ہے اور اوسطرف لشکر کے لوگ بھی نہایت منتظر ہین کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے
افسوس کہ دلکی دل ہی مین رہ جائیگی اگر آنکھین ہوتین تو دشمنون کو قتل کرتے خود بھی قتل
ہوتے جو لوگ صاحب ہمت ہین وہ کہہ رہے ہین کہ بڑی مشکل تو یہ ہے کہ اگر آہٹ پاکر
وار کیا اور کسی اپنے ہمراہی پر پڑا تو گویا اپنے قوت آپ گھٹائی اپنے بازو کو آپ قتل کیا اپنے
گلے پر آپ تلوار پھیری لیکن ہم تو یہ سوچ چکے ہین کہ جب ہمپر وار ہوئیگا اوسوقت ہم بھی وار کرینگے
اگر مرینگے تو دشمن کو مار کر مرینگے جو لوگ زخمی ہین اونمین اتنی طاقت نہین ہے کہ میدان جنگ مین جا
بھی سکین اپنے اپنے خیمون مین بیہوش پڑے ہین جسوقت غش سے افاقہ ہوتا ہے تو کراہنے سے
فرصت نہین ملتی لیکن تہیہ کیئے ہوئے ہین کہ اگر ہوش درست رہے تو صبح کو پھر میدان داری
کرینگے لڑکر مرینگے بستر پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے تا قیام قیامت نام باقی رہجائیگا
لشکر صاحبقران مین کیا بہادر تھے کہ حالت زخمداری مین بھی جنگ سے منھ نہ موڑا کسی وقت
اپنے آقا کو تنہا نہ چھوڑا لیکن آفات مردار خوار کے لشکر مین پہلے سے ایک جشن کی سی کیفیت
ہے آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند ہے طلایہ کا گشت پھر رہا ہے لشکری دلون مین

کمر ب

کہہ رہے ہین کہ کل ان خدا پرستون کا خاتمہ ہوجائیگا خداوند نے کیا اچھی تقدیر کی کہ ان سب کو اندھا
کر دیا اب انکا قتل کسقدر آسان ہوگیا ورنہ یہ لوگ نہ کاٹے کٹتے نہ مارے مرتے صحبت رقص وغنا
ہے جام شراب کو گردش ہے کباب خوک دختر گوش کے لگائے گئے ہین جسقدر جانور ہین خواہ
حلال یا حرام ان مردارخوارون کے واسطے گویا سب حلال ہین آفات مردارخوار نے بھی آج کی رات
کو شب عید سمجھ لیا ہے ناچ ہو رہا ہے بختیارک ثانی وزیر سموات تاجدار کا جو ہمراہ ان سردارون
کے جا پھنسا ہے آفات مین بیٹھا ہوا ہے یہ بختیارک اولاد بختیارک سے نہین مگر بسبب حرکات کے
مشابہت کے اسکا نام بختیارک ثانی رکھا گیا ہے یہ آفات مردارخوار سے کہہ رہا ہے کہ اے آفات
قتل خداپرستان مین تاخیر نہ کرنا ورنہ پچھتائیگا دیکھ جہانتک ممکن ہو پہلے صاحبقران کو قتل کر تاکہ
اونکے اور سرداران نامی کو اسکے بعد قتل عام پر متوجہ ہونا اگر حوصلہ کیا تو پچھتائیگا اکثر ایسا ہوا ہے کہ یہ
خداپرست مصیبت مین مبتلا ہوئے اور انکی مدد خدائے آسمانی نے کی ہے بروقت کوئی نہ کوئی مفرور
بھو بچ گیا ہے ایسا نہو کہ کمک آجائے تو دل کی دل ہی مین رہجائیگی پھر کچھ بنائے نہ بنے گی اور انکی
آنکھین بھی روشن ہوجاینگی پھر تجھ سے ہزار بھی ملکر اونکو قتل نہین کرسکتے آفات یہ گفتگو
گفتگو سنکر ہنسا اور کہا کہ آپ بڑے ہی شکی ہین بھلا جن آنکھون کو خداوند نے کور کیا ہو وہ آنکھین
کسی کے روشن کیئے سے روشن ہوسکتی ہین بختیارک ثانی نے کہا کہ انکے خدا کی قدرت تمہارے
خداوند سے زبردست ہے تمہارا خداوند جس شئے کو بگاڑیگا انکا خدا اوسے بنا دیگا اور انکا خدا جس
شئے کو بگاڑ دیگا وہ تمہارے خداوند کے بنائے کبھی نہ بن سکیگی یہ خوب خیال رکھو یہ تو صرف آنکھین
گئی ہین اکثر ایسا ہوا ہے کہ سر کٹ کٹ گئے ہین لیکن پھر یہ لوگ زندہ ہوگئے ہین اژدہے ان
لوگون کو نگل گئے ہین مگر یہ لوگ پھر پیدا ہوگئے ہین اسکا تو خیال ہی نہ کرو جو مین کہتا ہون اوسی پر
عمل کر دوگے تو اچھے رہوگے ورنہ دیکھو بہت پچھتاؤگے وہی مثل صادق آئیگی مثل مشتے کہ بعد
از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔ آفات نے کہا کہ جب تم اپنے خدا کو زبردست بتلاتے ہو تو
مسلمان کیون نہ ہوگئے وہی خدا اچھا جو زبردست ہو تم نے کمزور خدا کی خداوندی کو کیون تسلیم کرلیا
بختیارک ثانی نے کہا کہ دو سبب ہین ایک تو انکا خدا نظر نہین آتا اس سے طبیعت گھبراتی ہے
ہمارا خدا نظر آتا ہے اوسے دیکھکر دل کو تسکین ہوجاتی ہے دوسرے یہ کہ انکے خدا سے کچھ خودبخود
دل کو عداوت ہی آفات نے کہا کہ جب اسی مذہب پر قایم ہو اور خواہ کسی سبب سے اختیار کیئے ہوئے
ہو تو برا نہ کہو ایسا نہو کہ خداوند کو خبر ہوجائے تو تیر عذاب اپنا نازل کرے غرضکہ طبل بجتے بجتے
زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے طایران خوش الحان
اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر بیٹھکر محو نغمہ سرائی ہوئے شگوفے کھلنے لگے نکہت نے
دامن گل چھوڑکر آوارگی اختیار کی آنکھ روشن ہوگئی نرگس بیمار کی سبزہ لہلہانے لگا جو اسے چراگاہ
کیطرف متوجہ ہوئے لوگ انگڑائیان لے کر بستر خواب سے اوٹھے مؤذنون نے شور اللہ اکبر
بلند کیا نمازی مصروف نماز ہوئے بادشاہ اسلام وصاحبقران ثالث کی سواری تیار ہوکر
در دولت پر آموجود ہوئی لشکر کفار مین شور ناقوس بلند ہوا اسنے کوچ یا پاٹ کرکے رخ میدان کارزار
کا کیا ادھر لشکر اسلام بھی حرب گاہ مین آکر صف بستہ ہوا لیکن آج گرد تخت بادشاہی کے سرداران
نامی وگرامی مرکبون پر سوار آلات حرب وضرب سے آراستہ وپیراستہ ہجوم کیئے ہوئے ہین اس خیال

ہے کہ جنگ مغلوبہ کا یقین ہے اور آنکھون سے معذور ہین ایسا نہو کہ دشمنوں پر بادشاہ کے کسیطرح کا
چشم زخم پہونچا تو اہل عالم کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہین گے غرضکہ بعد آنے اسکے صفوف قتال و جدال
نقیب نقیب دیگر بیٹھے تھے کہ آفات مردار خوار نے مرکب کی باگ لی اور میدان مین آکر سلح شوری
کرنیکے واسطے پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان و اے گروہ مسلمانان وقت تمہارے
موت کا برابر پہونچا نہیں جسکو سبقت کرنا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنکر
چند نابینا سردار یکے بعد دیگرے اسکے مقابلہ کو گئے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لاشونتک
اونکی نہ ملی کہ دفن وکفن کا سامان کیا جاتا مردار خوارون نے نوچ نوچ کر کھالیا ہڈیان تک چوس لین
استخوان پھینک دیئے لشکر اسلام مین شور فغان بلند ہوا اُن غازیون و دینداروں کے واسطے ہر ایک کا
دل بیچین ہوا روح پر صدمہ گذرا اب امیر ثالث کو تاب نہ رہی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی
لائے یہ واضح رہے کہ خضران بن عمرو ہمراہ ہے اس نے اکثر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اس
مردار خوار کو واصل جہنم کرون یا گرفتار کر لاؤن لیکن صاحبقران نے جواب صاف دیا اور فرمایا کہ کیونکر ہو سکتا
ہے کہ مین پہلوان کے مقابلہ کے لئے عیار کو بھیجون دنیا مجھے کیا کہے گی اگر تم مارے گئے جب بھی برا ہوا
اور وہ قتل ہوا جب بھی بدنامی ہے۔ غرضکہ جسوقت سامنے تخت شاہی کے پہونچے جھک کر تسلیم
بجالائے بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا صاحبقران یعنے بدیع الملک نوجوان نے اجازت
جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کیونکر ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ تمکو دہان اجل مین بھیجدون
صاحبقران نے عرض کی کہ اگر مجھے نہ جانے دیجیگا تو کون جائیگا جب کوئی مقابلہ کو نہ نکلا تو وہ کافر
لشکر پر آپڑیگا جنگ مغلوبہ ہوگی ہزارہا اہل اسلام قتل ہونگے تمام دنیا مین رسوائی ہوگی کہ صاحبقران
آفات کے مقابلہ کو نہ نکلے مرنے سے ڈرے بادشاہ سے ان باتون کا جواب نہ بن پڑا چیخین مار کر
رونے لگے صاحبقران کے آنکھ سے بھی آنسو جاری ہوئے تخت بادشاہ نے رکھوا دیا اور صاحبقران
سے گلے ملے اسقدر روئے کہ دوش صاحبقران و بادشاہ ایک دوسرے کے آنسوون سے تر ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا
کہ دو ابر باہم ملے ہوئے برسا کئے آخر کار علیحدہ ہوکر بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے
اور امیر بالو قیر نے راہ میدان جنگ کی لی خضران بن عمرو نے میدان کو قرق کیا کلاہ نمد اوچھال کر
آواز دی کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نہ کرے کہ صاحبقران عزم میدان کر چکے ہین ادھر صاحبقران
مرکب اڑا کر سامنے آفات مردار خوار کے آئے خضران بن عمرو ہمراہ رکاب ہے رہنمائی کرتا
جاتا ہے جب دس بیس قدم کا فاصلہ باقی رہگیا باگ مرکب کی روک کر آواز دی کہ او آفات مردار
خوار تو کیسا بزدل ہے کہ اسوقت مین ہمارے مقابلہ کو آیا ہے جبکہ ہم اپاہج ہو چکے ہین مگر خیر لا حرب
بہادری کی تیر و وار روک لین تو اپنا وار کرین تاکہ تجھے بھی عمر بھر یاد رہے کہ کسی اندھے سے مقابلہ
کیا تھا اوسنے جواب دیا کہ پہلے تم وار کرو اسواسطے کہ تمہین حسرت نہ باقی رہجائے فرمایا کہ اگر ہمین
پروردگار عالم تیرے ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی وار کرینگے اس لیے کہ ہم اہل اسلام سے ہین ہمارا
دستور نہین کہ پیش دستی کرین آفات مردار خوار نے یہ سنکر نیزہ ہاتھ مین لیا اور تاک کر سینہ بے کینہ
صاحبقران کو وار کیا خضران نے آواز دی کہ سینہ بچائیے بس اتنا اشارہ بدیع الملک سے
نیزہ باز کے کیلئے کافی تھا بس اپنے سینہ کو نشان نیزہ سمجھ کر ایسے اندازہ سے نیزہ کو اپنے نیزہ پر اسطرح کھینچا
کہ دوسرے طعن کی نوبت نہ آنے دی اور نیزہ کو نیزہ سے پیٹ کر ایسا جھٹکا مارا کہ ذرا اسکی ٹوٹ گئی

اور سنان نیزہ نکل گئی ہاتھ آفات کا چھوٹا پڑ گیا نہایت خفیف و ذلیل ہوا لیکن دلمین تعریف کرتا تھا کہ جرأت و سپہگری ان مسلمانون پر ختم ہے ادھر جو اہل اسلام کہ صاحب حشم تھے گو وہ اس درجہ کے زور آور نہ تھے کہ آفات سے مقابلہ کر سکین ورنہ صاحبقران کو کیون نکلنا پڑتا اونھون نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا ثنائے صاحبقران مین زبان کو حرکت دی یہ مژدہ سنکر اندھون نے بھی بہت کچھ صفت و ثنا کی بادشاہ اسلام کی باچھین کھل گئین منھ پر رونق آگئی درگاہ حق تعالی مین التجا کرنے لگے کہ خداوندا جسطرح جنگ نیزہ مین فتح نصیب ہوئی ہے اسیطرح حرب شمشیر مین بھی تو امیر کو فتح یاب کرنا بحق محمدؐ و آل محمدؐ ادھر تو بادشاہ اسلام دعا کر رہے ہین وہان آفات مردار خوار نے تیغہ نیام سے لیا اور بغیر خبردار کئے ہوئے وار کیا ہر چند خضران نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیئے تلوار سر پر آتی ہے مگر تلوار کو آتے کب دیر لگتی ہے ہنوز کلام خضران کا ناتمام تھا کہ تیغہ سر پر صاحبقران کے پڑا تا دو ابرو اوتر گیا بدیع الملک نے دانستہ مارا کہ تلوار تو جھنا کر سر سے نکل گئی چادر خون کی چہرہ پر پڑی مگر واہ ری جرأت صاحبقرانی کہ اوسی عالم زخمداری مین مرکب کو مرکب سے ملا دیا اور کمر بند مغول کر آفات کو پکڑ لیا بس کمر بند کیا ہاتھ مین آیا گویا آفات پنجۂ ملک الموت مین آگیا اب بچکر کہان جا سکتا ہے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو زین مرکب سے بلند کر لیا اور خود بھی مرکب پر سے کود پڑے بالائے سر چرخ دیکر زمین پر مارا مگر چھوڑا نہین سینہ پر بیٹھکر آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین آفات نے کہا کہ مجھے فکر مرنے کی نہین ہے مجھ سے اور خداوند سے وعدہ ہو چکا ہے کہ اگر تو مقابلہ مین خدا پرستون کے مارا جائیگا تجکو اس سے زیادہ زبردست کر کے پیدا کرینگے او خدا پرست مین تو دل سے چاہتا ہون کہ مجکو تو قتل کر تاکہ مین آیندہ کو ایسا زبردست ہو کر پیدا ہون کہ تم سب کو زیر کرون اور اپنا بنا ؤن یہہ سُنکر صاحبقران سمجھ گئے کہ قلب اسکا سیاہ ہے یہ ماننے والا نہین ہے بس ایک ہاتھ اسکے گدی کے نیچے رکھا اور ایک زیر نخدان رکھکر جو زور کیا دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا اور خود بعجلت تمام مرکب پر سوار ہو لیے بس یہ رنگ دیکھنا تھا کہ کفار مین ایک غریو بلند ہوا گنجتیار ک ثانی نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو سردار تمہارا مارا گیا اور قاتل زندہ موجود ہے نعرے کر رہا ہے تم کھڑے سنچ رہے ہو مار لو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے بڑا غضب کیا اسنے کہ آفات ایسے شخص کو مار ڈالا یہ سننا تھا کہ سب آدم خوار مع سوار و پیادہ دوڑ پڑے اور امیر کشور گیر بدیع الملک نوجوان کو گھیر لیا یہان اہل اسلام قتل آفات کی خبر سنکر مسرور ہوئے تھے بادشاہ اسلام نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا کہ یکایک آوازین سم مرکبان کی بلند ہوئین خضران بن عمرو نے پکار کر کہا کہ ارے اندھون کھڑے کس شمار مین ہو سردار تمہارا گھر گیا ادھر سے تمام لشکر مثل دریائے مواج کے چلا اور سردار تو تخت شاہی کو ساتھ لیئے بڑھے مگر شہنشاہ گوہر کلاہ فرزند صاحبقران نے محبت پدری مین کچھ خیال نہ کیا گھوڑا اوٹھا دیا ادھر تو یہ اندھے سوار و پیدل اٹکل پر چلے جاتے ہین باہم ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ بھائیو صفون کی درستی کا خیال رکھنا ورنہ دوست دشمن کا امتیاز جاتا رہیگا وہان آدم خوارون نے امیر با توقیر کو گھیر لیا ہے چاہتے ہین کہ قتل کر ڈالین گوشت مثل تبرک کے تقسیم کرین خضران یہ حال دیکھکر مضطرب ہوا کہ لشکر اسلام ابھی دور ہے اور امیر تنہا گھر گئے ہین بچنا محال معلوم ہوتا ہے بس اسنے تڑپکر آواز دی کہ یا صاحبقران پشت کیطرف سے غافل رہتے ہین ہوشیار

ہون کوئی قریب نہ آنے پائیگا ہان سامنے اور بازؤن کا خیال رکھیگا یہ کہکر حقہ آتشبازی مارا ایک آدم خوار
پس پشت پہونچ چکا تھا حقہ آتشبازی اوسکے مرکب پر پڑا مرکب چلا اور پھڑک کر تیارہ بھرا
دوسرے سپاہیون پر جا پڑا وہ گھوڑے بھی بھڑکے اک ہنگامہ برپا تھا سوار گر گر کر کچلنے لگے وہی
مضمون صادق آیا کہ کبھی ناؤ گاڑی پر کبھی گاڑی ناؤ پر جو مرکبون پر سوار تھے اب مرکب اونکو روندتے
پھرتے ہین وہان صاحبقران نے نعرہ کیا کہ آسمان تھرایا زمین کو زلزلہ آیا گھوڑے بھڑکنے لگے جو
آدمخوار قریب آگئے تھے ڈر کر ہٹ گئے جو قریب پہونچ گئے اور جرأت سے کام لیا وہ ہاتھ سے
صاحبقران کے قتل ہوئے اسی اثنا مین لشکر اسلام قریب پہونچگیا آدم خوارون سے جنگ
ہونے لگی اہل اسلام پرے جمائے ہوئے لڑ رہے ہین جب ان بیچارون پر وار ہو لیتا ہے تو
وار کرتے ہین کسی کے سر پر تلوار پڑی تو اوسنے دفع کرنے کی کوشش نہکی بلکہ ساتھ ہی کمر کا
ہاتھ مارا کہ ادھر آپ گرے اودھر حریف کا کام تمام ہوا کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے سر کا وار کیا
کسی نے نیزہ روک کر تلوار ماری کسی نے تلوار روک کر نیزہ مارا اس صورت سے یہ آپا بچ لڑ لڑ کر
جانین دے رہے ہین جو دو چار ہزار آدمی سرداران زخمی کے ہمراہیون مین سے صاحب حشم ہین۔
اونمین سے چند اپنے اپنے سردارون کی حفاظت کر رہے ہین چند بادشاہ اسلام کے تخت کے گرد ہین
چند امیر ثالث کے پاس پہونچ گئے ہین جو باقی ہین وہ آدمخوارون سے لڑ رہے ہین ہنگامہ دار و
گیر بلند ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گرد بر خواست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر

	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت		ز سم ستوران دران پہن دشت	

یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دل گرد سے سہراب جنگ آزمودہ
بیس ہزار سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا جسوقت اسنے میدان مین پہونچکر جنگ مغلوبہ دیکھی اور
سنا کہ آفات مارا گیا پس فوراً مع لشکر آکر آدمخوارون کا شریک ہوا لشکر اسلام پر گرا اسکی آمد
کفار کی قوت تو اور زیادہ ہوئی لیکن اہل اسلام کی انتظام مین فرق آگیا یہ ملعون اسطرح آکر لشکر پر
گرا کہ صفین ٹوٹ گئین کفار و اہل اسلام غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی اک اضطراب کی سی حالت
پیدا ہو گئی اب امتیاز اپنے اور بیگانے کا جاتا رہا اودھر تو کفار قتل کر رہے ہین اور اودھر آپسمین تلوار
چل رہی ہے اک عجب ہنگامہ ہے سہراب نے بختیارک ثانی پوچھا کہ کدھر ہے قاتل آفات
کا کہ مین ابھی اوس سے قصاص لون بختیارک ثانی نے اشارہ طرف بدیع الملک کے کیا اور
سہراب نے اپنا مرکب شاہزادہ کیطرف اوٹھایا یہ دیکھکر خضر ان نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرون
کیا نہ کرون اودھر یہ خبر بادشاہ اسلام نے بھی سنی کہ کمک کافرون کی آگئی اور سردار اونکا صاحبقران
کیطرف بارادہ قتل جاتا ہے بادشاہ اسلام بیتاب ہو گئے اور فرمایا کہ جو سردار میری حفاظت
کر رہے ہین وہ صاحبقران کی حفاظت کرین لیکن یہ لوگ قریب صاحبقران جائین تو کیونکر
جائین اسواسطے کہ آنکھون سے معذور ہین وہان سہراب قریب صاحبقران پہونچ گیا ہے
ہرچند اون لوگون نے بڑھکر روکا جنکی آنکھین صحیح و سالم نہین مگر نہ تو وہ اس درجہ کے تھے کہ
سہراب کا مقابلہ کر سکتے نہ تعداد اونکی زیادہ تھی اس لئے کہ چار ہزار آدمی اور اتنے بڑے لشکر کی
حفاظت جنگ کیحالت مین بھی اور مقام کی بھی اونمین سے بھی کچھ تعداد قتل ہونے سے کم ہو گئی تھی

غرضکہ سہراب قریب صاحبقران پہونچکر نعرہ زن ہوا تھا اور اہل اسلام نے بلک کر دست دعا جانب درگاہ خداوند کیے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ اے کس بیکسان و اے داور غریبان اس عالم ناامیدی و یاس مین سوا تیرے کون مدد کرنے والا ہے - ؎

ندارم غیر از تو فریادرس ۔ توئی عاصیان را خطا بخش و بس

اے غفار و ستار اگر ہم سے کوئی ایسا گناہ ہوا ہو کہ جو قابل بخشش نہین بھی ہے تو اوسے بخش اپنے فضل و کرم سے ۔ اور اسوقت بیکسی مین ہماری خبر لے اس درد سے ان لوگون نے دعا کی کہ خدا نے قبول کرلی دفعتاً جانب بیابان تتق گرد غلیظ بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد مثل آندھی کے قریب پہونچکر شق ہوئی دل گرد سے پانچ ہزار سوار سے لندہور ثانی پیدا ہوئے اسطرح کہ ایک تلوار کمر مین تیر و کمان ہاتھ مین لباس شکاری پہنے ہوئے پہونچکر میدان مین بعد دریافت حال کے گھوڑا طرف سہراب جنگ آزمودہ کے بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد کہان اودھر جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا مین موجود ہون ارے تجکو شرم نہین آتی کہ اس حالت مجبوری مین صاحبقران پر ہاتھ اوٹھاتا ہے کہ وہ تجکو دیکھ نہین سکتے جواب دیا سہراب نے کہ پھر کیون نہین خدائے نادیدہ کی پرستش کو ترک کرتے اور خداوند اکوان کو کیون نہین خدائے برحق مانتے تمہین اگر راضی کرا دو تو مین بخوشی واپس جاؤن لندہور نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے ارے اکوان کون ملعون ہے یہ کافر کہان رہتا ہے بس یہ کلمات لندہور کے سہراب کو بہت غصے مین لائے اسنے پکار کر آواز دی کہ ارے تو خداوند کو ایسے سخت الفاظ سے یاد کرتا ہے اے کمبخت تجکو پیدا کیا اور تو اوسے بھول گیا کہ پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے دیکھ اس زبان درازی کی تجھے کیسی سزا دیتا ہون کہ خداوند بھی خوش ہوجائینگے یہ کہکر قریب پہونچکر ارہ پشت نہنگ کا وار کیا لندہور نے دیکھا کہ وہ ضرب ہے کہ سپر سے اسکا رکنا محال ہے اور خالی دینا بھی مردانگی کے کسیقدر خلاف معلوم ہوتا ہے پس ارہ کو تلوار سے قلم کرکے ایک ہاتھ تیغ دودمہ ہندی کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے سہراب کا مرنا تھا کہ لشکر کفار کے پاؤن اوکھڑ گئے ہندیون نے دبا کر پسپا کردیا لیکن آدمخوارون نے لاش آفات مردار خوار کی اوٹھائی اور سہراب کی فوج نے لاش سہراب کی لی راہ فرار اختیار کی اہل اسلام طبل شادمانی بجاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر آئے لندہور ہمراہ رکاب صاحبقران پہلے خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئے آستانہ عبودیت کو بوسہ دیا اور سردارون سے بغلگیر ہوتے ہوئے داخل بارگاہ گوہر نگار ہوئے لباس رزم پہنا پوشاک بزم اوتاری بادشاہ تخت پر متمکن ہوئے سب سردار حسب مراتب اپنے اپنے ذنگلون پر بیٹھے بدیع الملک ذنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے حسب الحکم لاشے شہدا کے میدان سے اٹھوا کر دفن و کفن کا سامان ہونے لگا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے گئے مرہم پٹی ہونے لگی اہل لشکر نے کمرین کھولین اپنے اپنے خیمون مین گئے انھین کیفیتون مین شام ہوگئی مؤذن نے صدائے اللہ اکبر بلند کی بادشاہ اسلام نے مع صاحبقران و دیگر سرداران نامی و گرامی فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور مسلمانون نے بھی بجماعت کہین فرداً فرداً نمازین ادا کین جسوقت نمازون سے فرصت ہوئی سجدہ شکر بجا لائے بادشاہ نے بسبب خستگی و تعب کے آج دربار نہین کیا خیمہ شاہی مین جاکر آرام فرمایا اور سردار بھی مع صاحبقران ثالث اپنے اپنے خیمہ مین جاکر سو رہے جب دوسرا روز ہوا دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے امیر کے داہنے جانب لندہور ثانی اپنے باپ کی جگہ متمکن

ہوئے اول تعریف صاحبقران کی بادشاہ نے فرمائی کہ ایسے حالت مین کہ آنکھون سے نظر نہین آتا
اور اتنے بڑے زبردست دشمن سے سامنا اوسکا نیزہ ہوائی کرنا بس یہ آپ ہی کا کام تھا دوسرے کی
مجال نہ تھی افسوس کہ آنکھون سے معذور تھے یہ مقابلہ دیکھ نہ سکتے تھے خوشا نصیب اون لوگون کا جنھون نے
آنکھون سے دیکھا ہوگا کہ اسطرح نیزہ ہوائی کیا اوسکے بعد کمر زنجیر کا بند کس خوبصورتی سے پکڑا کہ وہ بچا
نہ سکا باوصفیکہ زخمی ہوچکے تھے مگر ایسے کاری زخم کھانے کے بعد یہ جرأت وہمت کہ اوسے ہاتھ پر
بلند کر کے مرکب سے کود کے زمین پر مارا اور پھر قابو مین رکھا حجت بھی تمام کی اور دھڑ سے سر کھینچکر پھینکیا
لندھور نے جو یہ واقعہ سُنا وجد کرنے لگے اور اپنے ہونے پر نہایت افسوس کیا صاحبقران کے
سر مین پٹی بندھی ہوئی ہے مگر بشاش بیٹھے ہین سب سردار تعریفین کر رہے ہین اسکے بعد لندھور
کی تعریف بھی ہونے لگی کہ کیا ہاتھ مارا ہے کہ سہراب ایسے پہلوان کے مع راکب ومرکب چار
ٹکڑے ہوئے لاش اسطرح گری کہ معلوم ہوا پہاڑ پھٹ پڑا آدمی کا ہے کو تھا اک دیو تھا صاحبقران
نے فرمایا کہ جسطرح باپ انکے امیر اول کے جانشین رہے اوسی جگہ مین انکو بھی سمجھتا ہون اور سمجھنا
چاہیئے اسواسطے کہ یہ رونق بارگاہ ہے لندھور جھک جھک کر تسلیمین کر رہے ہین اور عرض کر رہے ہین
کہ والد ماجد کو آپکے جد بزرگوار نے عزت دی تھی اوسیطرح آپ مجکو عزت دیتے ہین ورنہ درحقیقت
میری کیا بنیاد ہے مین بھی اک ادنیٰ خادم ہون جسطرح اور ملازمین ہین اوسیطرح مین بھی ہون یہ کہکر
ابراہیم ابن مالک اشتر سے آنکھ ملائی ابراہیم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا لیکن سر نیچا کر لیا اور دل
مین بادشاہ اکیا شہزادہ رستم ثانی کو اور اوسیوقت بہانہ دردسر کا کر کے اوٹھے اور اپنے خیمہ مین جاکر
بہت روئے مگر نابینا تھے جاتے کہان مگر دل مین یہ عہد کر لیا کہ اب دربار مین نجاونگا اگر شاید فضل خدا
ہوا اور میرے شہریار باوقار کا پتا ملا تو اوسکی خدمت مین چلا جاونگا ورنہ تاحیات اب بارگاہ مین قدم
نہ رکھونگا ہان اگر خداوند کریم نے آنکھین روشن کردین تو اس ہندی کو زبان درازی کا مزا چکھا دونگا
نوک نیزہ سے زبان چھید دونگا لیکن لندھور نے اپنے آنے کی کیفیت صاحبقران سے بیان کی کہ
اس طور سے مین ہندوستان سے چلا اور پتا لشکر اسلام کا پوچھتا ہوا قریب بیابان نہ طاق کے
پہونچ چکا تھا ادہر مین شکار زیادہ نظر آیا مین نے خیال کیا کہ اب قریب تو پہونچ چکے ہین ایک دوروز
شکار مین دل کو بہلانا چاہیئے یہ سوچکر وہین قیام کیا یہ پانچ ہزار سوار جو میرے ساتھ یہان تک آئے
یہی ہمراہ تھے باقی لشکر پیچھے ہے غرضکہ دن بھر شکار کھیلا جب وقت شب کا ہوا اور مین بستر پر سویا
عالم رویا مین والد ماجد کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین مینے تسلیم عرض کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ تو انتقال
فرما چکے ہین فرمایا کہ ہان زندگی مین بھی امیر حمزہ عالیمقام کی غلامی کی خداوند کریم نے بعد ازمرگ بھی
اونکو ملادیا جناب امیر حمزہ صاحبقران اور شیرویہ عالیمقام شاہزادہ بدیع الزمان گردنشکر
شکن و شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی وشاہزادہ ملک قاسم و مالک اشتر وغیرہ معہ بادشاہ
سعد بن قباد شہریار و قباد شہریار یہ سب صاحب اک باغ جنت نظیر مین ہین عبادت خدا مین بسر کیا
کرتے ہین جسطرح دنیا مین یہ سب صاحب ایک جا تھے اوسیطرح اب جنت مین ہین بلکہ اوس سے
بہتر طور سے ہین اس لیئے کہ زندگی مین تو کبھی علحدہ بھی ہوجایا کرتے تھے کبھی زخمی ہوتے کبھی اچھے
ہوتے تھے کبھی لڑائی کبھی صلح کبھی وصل عزیزان سے دل شاد اور کبھی ہجر یگانگان سے پریشانی
مگر اب نہ بیمار ہین نہ خوف مرض ہے نہ فرقت کسی کی ہے نہ جھگڑا نہ فساد سب بکھیڑون سے نجات ہے

بنے تو قصر سب کے علیحدہ علیحدہ ہین لیکن اسقدر قریب کہ گویا ہر وقت پاس ہین جن خانیون کے نوجوانون نے انتقال کیا ہے وہ اونکے ہمراہ ہین مثلاً ملکہ مہر نگار امیر کی خدمت مین ملکہ رابعہ اطلس پوش مادر علمشاہ رومی و ملکہ گوہر ملک و نگلشن افروز شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین ملکہ گیتی افروز و ملکہ صنم سیہ پوش شاہزادہ ملک قاسم کے پہلو مین غرضکہ ہر شخص کا ناموس اوسکے ہمراہ ہے نہ کوئی غم ہے نہ صدمہ ہے سوا اسکے کہ جو اولاد دنیا مین ہے اوسپر کوئی مصیبت ہوتی ہے تو روح بیچین ہوتی ہے مین نے عرض کیا کہ مین آپکی دعا سے بہت اچھی طرح ہون اور خدمت مین اپنے آقا شاہزادہ بدیع الملک کے جا رہا ہون اونھون نے ارشاد کیا کہ ہان یہ تو مجکو بھی معلوم ہے کہ تم اچھی طرح ہو اور لیکن تمہارا آقا زادہ و ولی نعمت یعنے صاحبقران ثالث اور تمام سرگردگان و سرداران نامی و گرامی مع کل لشکر کے نابینا ہو گئے ہین اور یہ حالت سحر سے ہوئی ہے انشاء اللہ بطرف ہوجائے گی مگر زمانہ اوسکا ابھی دور ہے اور اسوقت تقدیر گردش مین ہے تمہارے آقا پر مصیبت ہے کفار بر سر پرخاش ہین سامان قتل ہو رہا ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ اور جان نثاری کرو ورنہ اونکو تو ہر طرح حافظ حقیقی بچائیگا لیکن یہ نیک نامی تمہارے نامۂ اعمال سے خارج ہوجائیگی یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھلگئی وقت صبح کا تھا مینے اوٹھکر نماز پڑھی اور جو پانچ ہزار سوار اوسوقت میرے ہمراہ تھے اونکو لیکر کوچ کیا تو یہان اوسوقت پہونچا کہ جنگ مغلوبہ تھی اور آفات مرد ارغوار مارا جاچکا تھا سہراب جنگ آزمودہ قریب صاحبقران پہونچ چکا تھا لیکن قضا اوسکی میرے ہاتھ سے تھی کہ مین پہونچ گیا اور اوسکو قتل کیا یہی ذکر تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ بہرام فیل سوار اور عفریت دیو زاد کہ دونون نہایت زبردست روزگار ہین آفات مرد ارغوار و سہراب جنگ آزمودہ کے خون کا قصاص لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین چالیس ہزار کا لشکر دونون کے ہمراہ ہے یہ ذکر سنکر لندہور ثانی مع اون سرداروں کے کہ جو بینا تھے اوٹھے اور صحرا کیطرف دیکھنے لگے یکایک جانب بیابان سے تتق گرد بلند ہوا آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوگئے اور دل گرد سے یہ دونون پہلوان یعنے بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت پیدا ہوئے عقب مین انکے لشکر گران جسوقت بیابان نہ طاق مین داخل ہوئے مرکبون کو روکا خیمہ اپنے اپنے مقام مناسب پر تجویز کرکے نصب کئے لشکر اوترا اسکے بعد اور گرداوڑی اور لشکر لندہور ثانی کا جو باقی رہگیا تھا اگر لشکر اسلام مین شامل ہوا بارگاہ نصب ہوئی خیمہ استادہ ہوا ان لشکرون کی آمد مین شام ہوگئی تھی لندھور واپس آئے اور یہ تمام چشم دید واقعات سامنے بادشاہ اسلام و صاحبقران کے عرض کئے لیکن وہان بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت خشم آلودہ خیمون مین داخل ہوئے اور شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہان خبر پہونچی کہ لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ اسلام نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل یزدان و تائید سبحان نقارہ رزمی بجے اسطرف بھی کوس حربی لوانہ ... مین آیا دونون طرف سے صدائے کوس حربی بلند ہوئے تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شبکا برطرف ہوا اور زمانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے طایران خوش الحان کے چہکنے کی صدا مین آنے لگین نمازی مصروف طاعت الہی ہوئے کفار مین شور ناقوس بلند ہوا غرضکہ دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ

عبادت سے فرصت کرکے میدان حربگاہ کیطرف متوجہ ہوئے غول کے غول غث کے غث دستہ کے دستہ پرے کے پرے فشون کے فشون آکر جمع ہوئے صفین آراستہ ہوئین آج لشکر اسلام مین آگے لشکر ہند وستان صف بستہ ہے عقب مین فوج اور سرداروں کی ہے آگے لندھور ثانی مرکب پر سوار مین فیل کسا ہوا علیحدہ کھڑا ہے گرز گران ارابہ پر رکھا ہوا ہے بادشاہ اسلام کا تخت قلب لشکر مین قائم ہوا ہے امیر بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے لشکر سے مرکب پر سوار ہین اور سرداروں کو منع بھی فرمادیا ہے کہ جب آپ لوگ نہ لڑنے کے قابل ہین نہ میدان جنگ کا تماشہ دیکھ سکتے ہین تو زحمت اوٹھانے سے کیا حاصل ہے بعض پھر بھی ہمراہ رکاب ہین بعض اپنے اپنے خیمہ مین ہین اودھر بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت فیل و کرگدن پر سوار میدان مین کھڑے ہین پشت پر لشکر صف بستہ ہے جبکہ دونون جانب صف بندی ہوچکی اور نقیب نہیب دیکر نکل گئے بہرام فیل سوار نے اپنا فیل آگے بڑھایا اور میدان مین آکر لندھور کو آواز دی کہ مین نے سنا ہے کہ تو صاحبقران گرز کہلاتا ہے اور اسلام مین تجھ سے بہتر گرز باز نہین ہے مجھے نہایت اشتیاق ہے تیرے مقابلہ کا اسلیئے کہ خداوندا کوان نے مجھے بھی وہ زور و طاقت عنایت کی ہے کہ اگر چاہون تو ضرب گرز سے پہاڑ کو ہلا دون یہ سنکر لندھور ثانی بادشاہ اسلام سے اجازت جنگ لیکر مرکب سے اوترے اپنے فیل پر سوار ہوئے گرز ارابے پر سے اوٹھا لیا سامنے بہرام کے آکر آواز دی کہ اے بہرام مجھے بھی تیرے مقابلہ کا شوق پیدا ہوا۔ تیرا بیان ہے کہ مجھے خداوندا کوان نے بہت زبردست پیدا کیا ہے اور مین یہ کہتا ہون کہ مجکو میرے خدا نے کافرون کے واسطے ملک الموت پیدا کیا ہے بس آج ہی امتحان ہوجائے کہ میرا خدا زبردست ہے یا تیرا خدا اگر مین تجھپر غالب آؤن تو میرا خدا زبردست ہی اور تو مجھپر غالب آئے تو تیرا خدا برحق ہے بہرام نے کہا مجھے منظور ہے۔ اور کہا لندھور سے کہ وار کرو لندھور نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ نہین ہو کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہان اگر حافظ برحق تمہارے وار سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا بہرام نے کہا کہ ایسا نہو کہ تمہارے دل کی دل ہی مین رہجائے اور ایک ہی وار مین کام تمہارا تمام ہوجائے لندھور نے کہا اسکی پروا نہین جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ غرور تیرا سر نیچا کریگا یہ سنکر بہرام نے گرز اپنا بلند کیا اور زمہریر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے گرز اپنا اوٹھاکر گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ایک شعلہ فلک کو نکل گیا۔ تتق گرد بلند ہوا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم و بیست کردم لندھور نے تتق سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا بیست کردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی سہ

تو ضربی زدی ضرب مانوش کن		ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان برنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ ستر من کے ضرب کا وار کیا بہرام گرز کو بلند کرکے چہرہ کی پناہ کیا مگر گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا فیل نے ایک چیخ ماری لیکن گرز جو گرز پر پڑا ہاتھ تھرا اے بہرام نے بمشکل اپنے کو بچایا اور فیل سے کود کر علیحدہ ہوا جسوقت گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ بہرام زمین پر بیہوش پڑا ہے آواز دی لشکر کفار کو کہ آؤ اور سامنے سے اوٹھا لیجاؤ لوگ دوڑے اور بہرام کو اوٹھا لے گئے یہ قوت لندھور کی دیکھکر عفریت دیو صورت تو کانپ اوٹھا اور دل مین سوچا کہ اس

سر برا ہونا دشوار ہے اب عقل سے کام لینا چاہیئے جسطرح ممکن ہو دشمن کو زیر کریئے بقول سعدیؒ ؎

نہ ہر جائے مرکب تو ان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ؎

یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر اہل اسلام نعرے خوشی کے بلند کرتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے سرداروں نے پوشاک رزم اوتار لی لباس بزم پہنا اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے لیکن وہان عفریت جو واپس گیا ہے بہایت متردد ہے عیار کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوا کہا کہ اے ابلیس مکار اگر تو آج اس خداپرست کو کہ جس نے بہرام کو زخمی کیا ہے گرفتار کرکے لادے تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ آجتک کبھی نہ دیا ہو ابلیس نے عرض کی کہ اگر چاہا خداوندا کو ان نے اور اقبال آپکا یاور ہے تو آج ہی شب کو چرالاؤنگا غرضکہ دن انتظار مین تمام ہوا اور وقت شب کا ہوا۔ ابلیس مکار لباس شبروی تن پر آراستہ کرکے جانب لشکر اسلام بقصد گرفتاری لندھور روانہ ہوا یہان عفریت دیو صورت عیادت کے واسطے خیمہ مین بہرام کے آیا۔ بہرام بستر پر پڑا ہوا تھا کمنگرون نے دونون شانے درست کیئے تھے رفیق گرد وپیش جمع مین بہرام تعریف لندھور کی کر رہا ہے اتنے مین عفریت دیو صورت پہونچا اور بطریق اکوان پرستان سلام کیا مزاج پرسی کی بہرام نے کہا کہ اچھا ہون عفریت نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے تخلیہ چاہتا ہون بہرام نے اور لوگون کو ہٹا دیا جسوقت عفریت و بہرام تنہا ہوئے باتین ہونے لگین عفریت نے بہرام سے کہا کہ بادشاہ ہندوستان بڑا زبردست جوان معلوم ہوتا ہے کہ تم سے پہلوان کو اوسنے ایک ضرب گرز سے بیکار کردیا بہرام نے کہا اسمین شک نہین کہ مجھ سے ایسے بہادر سے کبھی مقابلہ نہین علاوہ زبردست ہونے کے اوسکا خلق اتنے دیکھا کہ دشمن پر قابو پاکر خود چھوڑ دیا اگر ایک وار وہ اور کرتا کام میرا تمام ہوجاتا مجھے جسوقت ہوش آیا اور مین نے اپنے رفیقون کی جانبازی پر تعریف کی کہ ایسے دشمن زبردست کے پنجہ سے چھڑایا تو اونھون نے کہا کہ ہم مین اتنی جرأت وہمت نہ تھی کہ ہم لندھور کے ہاتھ سے بچا سکتے اوسنے خود آواز دی کہ آکر اوٹھالے جاؤ اوسوقت ہم لوگ پہونچے تو آپکو بیہوش پایا کیون عفریت اگر تم اسطرح دشمن کو پست کرتے تو بغیر قتل یا گرفتار کیئے ہوئے چھوڑ دیتے عفریت نے کہا کہ اسمین شک نہین ہمتو ایسا کبھی نہ کرتے اول تو قتل کرڈالتے ورنہ گرفتار کرلانے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے جسوقت عفریت نے یہ دیکھا کہ بہرام لندھور کا دم بھر رہا ہے جو کچھ سوچکر آیا تھا وہ نہ کہا اور اور باتین کرنے لگا بہرام سے پوچھا کہ اے پہلوان اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا کہ اصل امر تو یہ ہے کہ مین لندھور سے شرط ہار چکا ہون اور سپاہیون کی زبان ایک ہے میرے اوسکے یہ شرط ہوئی تھی کہ جو جس سے زیر ہو اوسکا دین اختیار کرے لہذا یہ معاملہ مذہب کا آپڑا ہے اس سے اتنی آڑ اور بکڑی ہے کہ بعد صحت پانے کے لندھور سے پھر مقابلہ کرونگا اور ایکی علاوہ گرز سے اور حربون سے کام لونگا اگر غالب آیا فہو المراد ورنہ اوسکا دین اختیار کرونگا اپنے قول سے نہ پھرونگا اگر میرا خداوند زبردست تھا تو مجھے کیون نہ بچایا عفریت نے جو یہ تیور بہرام کے دیکھے پہلے تو سمجھا یا جب دیکھا کہ یہ راہ پر آتا نہین معلوم ہوتا بہرام سے رخصت ہوا بہرام نے پوچھا اے عفریت یہ نہ معلوم ہوا کہ تم نے تخلیہ کی خواہش کسواسطے ظاہر کی تھی جسقدر باتین ہوئین اتنین تو تخلیہ کا کوئی کام نہ تھا عفریت نے کہا کہ ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی تھی مگر اب مین نے اپنا ارادہ ملتوی رکھا بہرام نے پوچھا کہ وہ کیا ارادہ تھا عفریت نے کہا جس قصد کو فسخ کیا اوسکا ظاہر کرنا بیکار ہے بہرام خاموش ہورہا اور عفریت وہان سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آیا اور دل سے کہا کہ بہلے کو مین ...

گرفتاری لندھور کا اظہار بہرام سے نہین کیا تھا پہلے میرا قصد تھا کہ اس کام کو عمرو اور بہرام ملکر انجام دین اور بختیارک کی راے بھی شریک کرین مگر بہرام کا وہ رنگ ہی بختیارک نہین امعلوم کیا کلے اس لیسے بہتر یہی ہے کہ اب اخفاے راز کی کوشش کیجاے اظہار اچھا نہین ایسا نہو کام مین خرابی واقع ہو یہ سوچکر داخل خیمہ ہوا انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھا لیکن اب حال بلبیس مکار عیار عفریت دیوصورت کا سنیئے کہ جسوقت یہ لشکر اسلام مین پہونچا صورت اپنی اک فقیر نابینا کی ایسی بنائی جھولی گلے مین لٹکائی کاسہ گدائی کا ہاتھ مین لیا بطور خدا پرست .... سوال کرتا ہوا لشکر مین داخل ہوا دیکھا تین تمام لشکر کو اچھے طور سے دیکھ لیا خیمہ ہر سردار کا دریافت کرلیا اب یہ متصل خیمہ لندھور کے اندھا بنا ہوا راہ مین بیٹھا ہے وہان لشکر کفار مین بھی چند عیار لشکر اسلام کے گئے ہوئے ہین اس لیئے کہ طبل جنگ کیون نہین بجا اور ارادہ عفریت دیوصورت کا کیا ہے عیارون نے جاکر ہرچند دریافت کیا کوئی سبب نہ معلوم ہوا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ عفریت نے اپنے قصد سے کسی کو مطلع نہ کیا تھا نہ کوئی تازہ بات تھی جسپر غور کیا جاتا اونھون نے آکر اطمینان ظاہر کیا یہان دربار بادشاہ اسلام نے برخاست کیا داخل محل شاہی ہوئے صاحبقران اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے ہر سردار اپنے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا لندھور اپنے خیمہ کیطرف آگے آگے مشعل روشن ہے سواری بادشاہ ہندوستان کی چلی آتی ہے یکایک کوئی شخص زور سے چلایا کہ ہاے کچل ڈالا اور مار ڈالا خداوندا تو ان لوگون کو بھی اندھا کر جیسا یہ ہم اندھون کو ستاتے ہین جب یہ آنکھون سے کام نہین لیتے تو تونے انھین آنکھین کیون عطا کی ہین یہ شور سنکر لندھور نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے بیان کیا کہ حضور ایک اندھا فقیر بیچ رستے مین بیٹھا تھا اسوجہ سے کچل گیا لندھور کو رحم آیا اور اوسسے کہا کہ تو اندھا ہے تو کنارے کیون نہین بیٹھتا اوس نے جواب دیا کہ آپ آنکھون والے ہین تو دیکھکر کیون نہین چلتے بعض نے کہا کہ تو کسقدر تڑا ہے اگر آنکھین ہوتین تو خدا معلوم کیا غضب کرتا اوس نے جواب دیا کہ تم اندھے ہوتے تو تمھین بھیک مانگے نہ ملتی لوگون نے قصد اوسے مارنے کا کیا ایک آدھ نے چپت لگا دی اوسنے دوہائی دی اور چلایا کہ دوہائی مالک کی ارے ان سبکا کوئی سردار و مالک بھی ہے یا نہین کہ مجھ اندھے کو مارے ڈالتے ہین غرض اسے چھوڑ دینے مین اسنے قیامت برپا کردی وہ غل مچاے کہ جسکی حد نہین لندھور نے سبکو منع کیا اور کہا کہ اس اندھے کو ساتھ لیتے آؤ بحکم لندھور لوگ اوسے ہمراہ لیکر نزدیک خیمہ لندھور آئے لندھور مرکب سے اوترکر داخل خیمہ ہوے اندھے کو بھی اپنے خیمہ مین بلالیا لوگون سے کہا کہ دیکھو اسکے کہین زیادہ تو چوٹ نہین آئی ہے لوگ دیکھ رہے ہین اور اندھے کی یہ حالت ہے کہ کراہ رہا ہے کبھی یہ پسلی پکڑ لیتا ہے کبھی وہ پسلی دباتا ہے لندھور نے کہا جہان چوٹ آئی ہو وہان سینکو یہ نابینا ہے اسکی خدمت کرنا ثواب ہے وہ خواص جو سمجھ چکے تھے کہ یہ بنا ہوا ہے چوٹ کچھ بھی نہین ہے معلوم ہوتا ہے ایسے فیل کر رہا ہے کہ کچھ ملے دل مین کہہ رہے ہین کہ آجکل تو اندھون کا بازار کھلا ہوا ہے کوئی کہاں تک ثواب کماے اس اندھے سے تو اون اندھون کی خدمت مین زیادہ ثواب ہے یہ تو ایک ننھا سا اندھا ہے یہان تو بڑے بڑے اندھے موجود ہین وہ کون کہ بادشاہ اسلام صاحبقران شہنشاہ گوہر کلاہ کیسے کیسے اندھے ہین دل مین جل رہے ہین مگر حکم سے مالک کے مجبور ہین جب کچھ دیر پسلیان سینکی جاچکین اس فقیر نے کہا کہ خدا آپکا بھلا کرے اب ان لوگون کو منع کیجیے اسوا سطے کہ

پسلیان میری جلی جاتین ہین یہ لوگ خدا جانے مجھ سے کہان کی عداوت رکھتے ہین کہ سینکنے کے بدلے جلائے دیتے ہین لندھور اون لوگون کو ڈانٹتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا نہو غضب خدا مین مبتلا ہو ارے اندھے کو آزار دیتے ہو اودھر اندھا کہہ رہا ہے کہ حضور بس اب مجھے یہین پڑا رہنے دیجئے رات اب زیادہ آئی ہے ورنہ یہ لوگ آپکے سامنے تو اسطرح پیش آرہے ہین اکیلا پاکر تو مجھے مار ہی ڈالین گے صبح کو مین ٹٹولتا ہوا یہان سے کہین چلا جاؤنگا لندھور نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے اور خاصہ طلب کیا اوسی مین سے اس اندھے کو بھی دیا بعد خاصہ نوش کرنے کے آرام کیا یہ اندھا بھی کھانا زہر مار کرکے وہین ہو سیجگاہ لندھور کے پاس لنڈھک رہا لیکن یہ فقیر فی الحقیقت تو اندھا ہے نہین یہ وہی مہتر ابلیس مکار عیار ہے کہ عفریت سے وعدہ گرفتاری لندھور کا کرکے آیا ہے چپکا پڑا ہوا ہے آنکھین چھپائے ہوئے دیکھ رہا ہے جسوقت اسنے دیکھا کہ رات زیادہ آئی ہے اور باری دار جھوم رہے ہین نیند کا غلبہ ہے اور پہرے والے بھی اونگ رہے ہین بس اسنے وہین سے پڑے پڑے پروانے بیہوشی کے اوڑائے کہ وہ شمع پر گرے اور جلے دھوان اونکا خیمہ مین گھٹا جسقدر باری دار تھے سب چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے اوسوقت یہ اپنے مقام سے اوٹھا اور ہاتھ پر کفچہ عیاری چڑھا کر قریب لندھور کے گیا ساڑھے تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونکدی لندھور چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسنے اوسیوقت چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ باندھا پشت پر لگایا اور پشت خیمہ کے قنات چاک کرکے روانہ ہوا آتے وقت اسنے راستون کو سمجھ لیا تھا ہر مقام پر پہرے والون کی نگاہون سے بچتا ہوا حد لشکر کو طے کرکے طلایہ گشت سے بچکر اپنے لشکر کیجانب روانہ ہوا کوئی پہر بھر رات باقی ہوگی کہ لشکر عفریت دیوصورت مین پہونچا وہان وہ ابلیس کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک سامنے سے ابلیس پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اپنا وعدہ پورا کیا اب آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے یہ سنکر عفریت بہت خوش ہوا اور ابلیس کو انعام کثیر دیکر اوسیوقت آہنگر کو بلا کر ہتھکڑیان بیڑیان طوق و زنجیر وغیرہ سے مسلسل کرکے پاس سمٰوات تاجدار کے روانہ کیا کہ اسکی گرفتاری کی بو نہ پھوٹے ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام آکر رہا کرلیجائین اور ایک پرچہ بطور عرضی کے لکھکر ہمراہ بھیجا کہ مین نے اسکو سر میدان زیر کیا اب حاضر حضور کرتا ہون جیسا مناسب حق مین ہو لندھور کے کیجیے اب قید لندھور کی جانب ملک سمٰواتیہ روانہ ہوتی ہے لیکن یہان کا حال سنئے کہ جسوقت صبح ہوئی اور سرد ہوا سے باری دار ہوشیار ہوئے مالک کو اپنے مسہری پر نہ پایا نہایت حیران ہوئے کہ آقا ہمارے کہان چلے گئے پہلے تو یہ خیال کیا کہ ہم لوگ آج سو گئے وقت نماز منقضی ہوگیا شاید آقا ہمارے کسی دوسرے خیمہ مین نماز پڑھتے ہون لیکن اچھا نہوا آج ہمپر عتاب ضرور آئیگا کہ تم لوگ اسقدر غافل سوتے ہو کہ خبر بھی نہین رہتی لیکن جب تلاش کیا تو کہین پتا لندھور کا نہ ملا روتے ہوئے خدمت مین امیر و تیمور و بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آقا ہمارے گم ہوگئے لیکن پتا نہین ملتا بادشاہ نے اوسیوقت عیارون کو برائے تلاش دہر گیری روانہ کیا اب انکو تو اسی حال مین چھوڑئیے لیکن قلم کلمہ داستان حیرت نشان عبرت عنوان لندھور ثانی کی بیان کئے جاتے ہین کہ جسوقت قید لندھور کی ملک سمٰواتیہ مین پہونچی شہر مین ایک دھوم مچ گئی کہ کوئی خدا پرست جو نہایت زبردست تھا اور قاتل تھا سہراب جنگ آزمودہ کا اوسکو عفریت دیوصورت نے گرفتار کرکے

بیجا ہے بعضے کہتے ہین کہ عفریت دیو صورت۔ سہراب جنگ آزمودہ سے زیادہ زبردست
تو ہے نہین یہان جب آپسمین آزمائش ہوتی تھی تو سہراب ہی زبردست پڑتا تھا پھر یہ کیونکر
ہو سکتا ہے کہ جو شخص سہراب جنگ آزمودہ پر غالب آئے وہ عفریت دیو صورت
سے مغلوب ہوجائے بعضون نے کہا کہ پھر اسمین تعجب کی زیادہ کیا ضرورت ہے تلوار کی دھار کے آگے
زبردست کمزور سب برابر ہین ممکن ہے کہ سہراب تلوار سے مارا گیا ہو اور کشتی مین عفریت
اوسکے قاتل پر غالب آیا ہو یہان تو اسطرح کی باتین ہو رہی ہین لیکن وہان دربار سموات تاجدار
کا آراستہ ہے سردار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق رنگلون کرسیون پر متمکن ہین جام شراب ناب کو گردش
ہے ذکر خدا پرستون کا ہو رہا ہے جب سے کہ لاشین آفات مردار خوار اور سہراب جنگ
آزمودہ کی آئی ہین اوسوقت سے بادشاہ نہایت غمگین ہے سردار گرد و پیش جمع ہین کہ جنکے نام
وقت ضرورت بیان کیے جائینگے وزیر بادشاہ کا کہہ رہا ہے کہ آپنے اچھا نہ کیا کہ ان خدا پرستون
سے بھڑ پڑے بیٹھنا دشوار ہو جائیگا کیا آپنے سنا نہین کہ ان خدا پرستون نے کیسے کیسے ملک
برباد کر دیئے کتنے خداوندون کو خاک مین ملا دیا دیکھا آپ نے کہ یہ دونون سردار آپکے کیسے زبردست
تھے انمین سے ایک کو خود صاحبقران نے اندھیرے کی حالت مین کسطرح مارا کہ عقل نہین کام
کرتی ہے دوسرا ہاتھ سے لندھور ثانی کے مارا گیا سنا ہی کہ لندھور زینت بارگاہ صاحبقرانی ہی
بادشاہ ہندوستان ہے صرف لندھور کی فوج بھی تو آپ کے لشکر سے زیادہ ہی ہان یہ فخر رہی
کہ جسقدر پہلوانان زبردست آپ کے ملک مین ہین ایسے پہلوان کسی بادشاہ کے یہان نہونگے
لیکن خیال تو فرمایئے کہ لشکر اسلام مین تمام دنیا کے منتخب پہلوان جمع ہین سموات تاجدار
کے دماغ مین ایسا خلل آیا ہوا ہے کہ وزیر کی پند کا الٹا اثر ہوتا ہے کچھ سماعت نہین کرتا اور
پہلوان اور سردار جو جہالت کے پتلے ہین بادشاہ کے دماغ کو اپنی زیادہ گوئی سے اور بگاڑے
ہوئے ہین قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر کہ یہ دونون بھائی نہایت زبردست ہین انھون
نے دعوی کیا ہے کہ ہم صاحبقران کو سر میدان باندھ لائینگے الماس اژدر گیر اور قیماس
اژدر گیر انھین بھی اپنے زور طاقت پر بہت کچھ گھمنڈ ہے مغرور بدرو مین تن اور عصفور روئین
تن انکو اپنے روئین تن ہونے پر بھروسا ہے کہ تلوار انپر اثر نہین کرتی کوئی حربہ انکے جسم کو بگاڑ نہین
سکتا ہے یہ کہتے ہین کہ ہم لشکر صاحبقران کے ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دینگے غرضکہ ہر ایک
کو غرور و تکبر نے اندھا کر رکھا ہے سموات تاجدار وزیر سے کہہ رہا ہے کہ اے ہوشمند دانا
تم کہتے ہو کہ خدا پرستون نے بڑے بڑے سلطنتین تباہ کر دین اور خداوندیان مٹا دین یہ سب
سچ ہے مگر اوسوقت کی حالت دوسری تھی ایک تو ویسے زبردست لشکر خدا پرستان مین اب نہین
ہین جیسے کہ قبل اسکے تھے یعنے حمزہ اول و حمزہ ثانی جو کہ صاحبقران زبردست تھے اب
ایک پروتا اونمین حمزہ کا دعوائے صاحبقرانی کرتا پھرتا ہے نہ یہ ویسا زبردست ہے نہ اوتنا
آزمودہ کار ہے نہ ویسے سامان اسکو مہیا ہین نہ ویسے رفیق اسکے زبردست ہین جیسے حمزہ اول
و ثانی کے تھے سنا ہے کہ حمزہ اول کے دو بیٹے عمر بن حمزہ یونانی اور علمشاہ رومی
داماد حمزہ کا کرب غازی رفیق اونکا لندھور اول مالک اندر وغیرہ یہ تمام اور بیٹے پوتے
عمرو سا عیار علاوہ ان سب باتون کے اوسکا اقبال بھی زبردست تھا بدیع الملک

ہرچند کہ زبردست روزگار ہے مگر اسکے ساتھ ویسے رفقا نہین ہین نہ اسکا اقبال ویسا ہے اسواسطے کہ حمزۂ اول پر جو مصیبت پڑی وہ بہت جلد دفع ہوگئی کوئی نہ کوئی مددگار آگیا انکی یہ حالت ہے کہ اندھے بنے بیٹھے ہین اور کوئی خبر کا لینے والا نہین ہے ایک لندھور آیا ہے جو حفاظت کر رہا ہے جسوقت لندھور مارا جائیگا اوسوقت کوئی اتنا بھی تو نہوگا کہ بدیع الملک کے دفن وکفن کا سامان کرے اور وہ خداوندیان جوکہ خداپرستون نے برباد کردین وہ باطل ہین اور ہمارا خدا کیسا جاگتی جوت کا خداوند ہے اوسکو کون مٹا سکتا ہے وہ خود سبکا پیدا کرنے والا اور مٹانے والا ہے اگر ایسے خیالات تمہارے ہین تو یقین ہے کہ تمپر عتاب خداوندی نازل ہوگا کہ کیا تم خداپرستون کو اپنے خداوند سے زبردست سمجھتے ہو جو ایسے خیالات تمہارے دل مین آسکتے ہین وزیر خاموش ہو رہا کہ نصیحت تیری کارگر نہوگی اور اب اس سلطنت کی تباہی کا زمانہ آگیا جو کچھ تقدیر دکھائے آنکھون سے دیکھو زبان نہ ہلاؤ یہ سرداران مغرور بادشاہ کو فقیر بناکر چھوڑینگے اور جسوقت خداپرست آپڑینگے تو کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگی یہان یہ ذکرت ہو ہی رہے تھے کہ یکایک ہرکارون نے آکر عرض کی کہ قید لندھور کی آئی ہے عفریت دیوصورت نے لندھور کو باندھکر بھیجدیا ہے یہ سننا تھا کہ بادشاہ اوچھل پڑا اور ہوشمند دانا کیطرف دیکھکر کہا کہ دیکھا تم نے جتنا کھٹکا تھا وہ بھی نکل گیا ایک ادنیٰ ملازم نے میرے لندھور کو باندھکر بھیجدیا اب اور سردارون کی کیا حقیقت رہی سنا ہے کہ بارگاہ صاحبقران مین اس سے بڑھکر زبردست پہلوان نہین ہے وزیر نے تو گردن جھکالی لیکن اوسکو سکوت اس بات کا ہے کہ واقعی لندھور بڑا زبردست جوان ہے عفریت نے کیونکر اوسے زیر کیا ہوگا کچھ سمجھ مین نہین آتا غرضکہ جسوقت قید لندھور کی آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ اب تو یہ آپ کی قید مین ہے جسوقت چاہئیگا قتل کرڈالیئے گا لیکن خداپرست کا خون اس زمین پر گرنا اچھا نہین ہے بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ جہان خون خداپرستون کا گریگا وہ زمین خراب ہوجائیگی اور کبھی سرسبز نہوگی اسکے سوا پرچہ نویس برابر لکھ رہے ہین کہ رعایا کو قتل لندھور کا نہایت اشتیاق ہے اگر مناسب ہو تو بیرون شہر میدان خونی کے آراستہ ہونے کا حکم فرمایئے اور شہر کے باہر اس خداپرست کو قتل کیجیے یہ رائے سبکو پسند آئی اور تیاری میدان خونی کی ہونے لگی لندھور کو زندان خانہ مین بھیجدیا بادشاہ کو آفات مردارخوار اور سہراب جنگ آزمودہ کا بہت بڑا رنج تھا لیکن جبسے قید لندھور کی آئی ہے وہ غم غلط ہوگیا ہے بادشاہ نے ارادہ کیا ہے کہ اسکو قتل کرکے سر اسکا نذر خداوند کو روانہ کرونگا اور آپ اس خوشی مین جشن کرونگا جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل بیرون شہر جانب مشرق صحرائے مشرقیہ مین لندھور قتل کیا جائیگا تماشائیون نے آج ہی سے چلنے کا سامان کردیا گروہ کے گروہ روانہ ہونے لگے گویا تمام شہر خالی ہوگیا سوا اُن لوگون کے کہ جو زیادہ ضعیف تھے یا اپاہج تھے یا عورتین یا وہ لوگ جو مقید تھے وہ تو باقی رہگئے باقی سب برائے تماشائے قتل لندھور روانہ ہوگئے ایک میلے کی سی کیفیت تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اور شہر مین سناٹا ہوگیا خاک اوڑ رہی تھی دوسرے روز صبح تک یہ تمام صحرا آدمیون سے مملو ہوگیا اب شاہی فوجون کی آمد شروع ہوئی سپہلے فیروز ناوک انداز چالیس ہزار ناوک اندازون سے بارگاہ شاہی ہمراہ لیتے ہوے آکر یہو نچا اور مقام مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرائی کرسیان دنگل قرینے سے لگائے گئے

بعد اسکے قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر چالیس چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچے اور خیمہ زن ہوئے انکے بعد قیماس اژدر گیر اور الماس اژدر گیر اپنے لشکر سمیت آئے بعد اسکے مغرور روئین تن اور غضنفر روئین تن آئے انکے بعد اور سردار آیا کیئے آخر مین سواری بادشاہ کی معہ قید لندھور کے آئی گرد اراب لندھور کے جلادان مریخ صورت سرخ پوشاکین پہنے ہوئے شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے اور خونخوار مردم در بیس ہزار سوار سے برائے حفاظت قید ہمراہ ہی سب آکر پہونچے لیکن جسوقت سواری بادشاہ کی مع قید لندھور آئی ہے تو یہ حالت تھی کہ تماشائی چلے جاتے تھے مگر ہٹتے نہ تھے ہر طرف اک عجب عالم تھا کہ کٹورہ کھنک رہا تھا دوکانین لگی ہوئین تھین میلے کا سمان نظر آتا تھا ہر چند کہ اس صحرا مین بعد سال بھر کے اک میلہ ہوا کرتا تھا کیونکہ یہ وادی نہایت پر فضا ہے مگر ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا کہ تمام افواج شاہی ہر چہار طرف سے بارگاہ کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے میدان مین دار استادہ کی گئی ہے گرد اوسکے ناوک انداز جمع ہین بادشاہ تخت پر جلوہ افگن ہے گرد سرداران نامی و گرامی کا مجمع ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ آج بادشاہ ہندوستان قتل کیا جائیگا اتنے مین سمواۃ شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ قیدی کو اوسیوقت جلاد لندھور کو طوق و زنجیر مین مسلسل اپنے ہمراہ پا پیادہ لیکر حاضر ہوئے لیکن جسوقت سے لندھور گرفتار ہوکر آئے ہین تو پہلے آنکھ انکی راہ مین کھلی تھی اپنے کو اک ارابہ پر مقید دیکھا اور ہر چہار طرف ہو اصحرا کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہان کچھ لوگ جو اس قید کو لیے جاتے تھے وہ تو انسان معلوم ہوتے تھے باقی سوا شجر و حجر کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ عیار جو اس قید کے ہمراہ تھا لندھور کو ہوشیار دیکھکر قریب آیا اور بیہوشی سنگھادی دوبارہ آنکھ لندھور کی زندانخانہ مین کھلی اپنی حالت دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید مین خواب دیکھ رہا ہون سر بارہ جب اس دربار مین لانے کیواسطے ہوشیار کیئے گئے ہین تو آنکھ کھلی ہے لندھور نے خواب سمجھکر آنکھ بند کرنا چاہی تھی کہ خونخوار مردم در نے آواز دی کہ او خدا پرست یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے چل تجھے بادشاہ نے سزائے موت دینے کے واسطے طلب کیا ہے تو ہی نے سہراب جنگ آزمودہ کو مارا تھا اسوقت کی خبر تجکو نہ تھی سہراب میرا چچا زاد بھائی تھا جسکو تو نے بیرحمی سے قتل کیا تجھے کچھ اوسکی جوانی پر افسوس نہ آیا دیکھ تو مین نے بھی تیرے قتل کا وہ سامان کیا ہے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے یہ کہکر لندھور کو لیکر اپنے ہمراہ سامنے بادشاہ کے آیا لندھور حیرت سے منھ ہر شخص کا دیکھ رہے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مین کہان آگیا اور کیونکر یہانتک پہونچا اسوقت بارگاہ سمواۃ شاہ مین جام شراب ناب کو گردش ہے دور چل رہا ہے سردارونکا مجمع ہے قریب تخت ذنگل قیوان شیر سر کا ہے اور یہ ملعون شراب پی رہا ہے جام اسکے ہاتھ مین ہے ساقی بھر بھر کر دے رہا ہے آنکھین اسکی سرخ ہو رہی ہین بس لندھور نے جو یہ حالت دیکھی یقین ہوا کہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے اور اب انکو خیال آیا کہ وہ فقیر نابینا جسپر مین نے رحم کیا تھا یہ کچھ اوسی کا فساد برپا کیا ہوا ہے۔ خیر بموجب شعر

سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب
ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

جو منظور خدا ہو اوسمین کیا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے یہ ہی بادشاہ ہے جس کے سردار مقابلہ لشکر صاحبقران کو آتے ہوئے تھی افسوس اس بات کا ہے کہ کیا بری موت ہمارے مقدر مین لکھی ہوئی تھی کہ گرد کفار کا مجمع ہوگا دیدار بھی صاحبقران کا نصیب نہوگا غرضکہ لندھور نے آواز دی کہ جو شخص خداوند کریم کو واحد مطلق اور اوسکے رسول کو برحق جانتا ہو میرا اسلام اوسکو پہونچے

یہ کلمہ لندھور کا تمام دربار کو ناگوار گذرا اور قیوان شیر سر نے کہا کہ تجھے غیرت نہین آتی ہے کہ عفریت
دیوصورت نے سر میدان تجھکو باندھکر بھیجا ہے اور بطور خدا پرستان تو سلام کرتا ہے اب بھی
خداوند اکوان کی خدائی کا قائل نہین ہوتا ہے لندھور نے جواب دیا کہ عفریت کیا گیدی
ہے جو مجھے باندھکر بھیجیگا اوسنے عیار سے گرفتار کروایا مجھے اسقدر بیہوشی سنگھادی تھی کہ یہان
پہونچکر ہوش آیا اگر اسوقت عفریت یہان موجود ہوتا تو تیرے سامنے ٹانگین چیر کر
پھینک دیتا یہ سنکر قیوان نے وہی گلاس شراب کا لندھور پر کھینچ مارا اور کہا کہ او بے
ادب سامنے بادشاہ کے بدزبانی کرتا ہے بس اس حرکت پر اس ملعون کے لندھور کو نہایت
غصہ آیا اور گلاس ہتھکڑی پر روکا اور قید کو بکرہ گردامن آرزو مین آگر اب جو چرخ مارا تمام
قید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور وہی بیڑی ٹوٹی ہوئی سر پر قیوان کے ماری کہ
سر اسکا شگافتہ ہوگیا پس فوراً بادشاہ نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہی ہو مار لو اس ہندی کو
غضب کیا اس نے کہ قید کو توڑ ڈالا اور قیوان سے سردار کو بیڑی سے زخمی کیا یہ بڑا
سرکش معلوم ہوتا ہے یہ سنتا تھا کہ لوگ تلوارین پکڑ پکڑ کر اوٹھ کھڑے ہوئے خونخوار مردم در
نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور
اوسی تلوار کا ایک ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو اک غل ہوا کہ قیدی چھوٹ گیا
لندھور خونخوار کو مارکر بارگاہ سے باہر نکلے میدان پکڑ کر لڑنے لگے دروازہ بارگاہ پر گھوڑا خونخوار
مردم در کا کھڑا ہوا تھا لندھور تڑپ کر پشت مرکب پر گئے اور لڑنا شروع کیا ادھر اور سردار بھی
مع قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر و الماس اژدر گیر و قیماس اژدر گیر و مغرور روئین
تن و عصفور روئین تن یہ سب کے سب باہر نکلے اور مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کر لندھور کیطرف
بڑھے لندھور کی یہ حالت تھی کہ اوس دریائے آہن مین پیر رہے ہین ہر طرف کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگادیئے ہین مگر جسطرف نظر اوٹھا کر دیکھتے ہین فوج ہی فوج نظر آتی ہے
تلوارین اور نیزے چمک رہے ہین سردارون کے للکارنے سے لشکر نے گھیر لیا ہے ہر طرف
سے تلوار پر تلوار پڑ رہی ہے اپنی تلوار کو بھی بچاتے ہین اور قتل بھی کرتے جاتے ہین نہ تو
زرہ بر تن ہے نہ سر پر خود ہے نہ چار آئینہ نہ دستانے چڑھے ہوئے نہ موزے انتہا یہ ہی
کہ سپر تک پاس نہین ہے صرف ایک تلوار جو خونخوار کا ہاتھ مروڑ کر چھین لی تھی وہی قبضہ
مین ہے اور اوسی سے لڑ رہے ہین کہانتک جسم کو بچا سکتے ہین زخمی بھی ہوتے جاتے ہین
علاوہ اسکے تین روز کا فاقہ بھی ہے عجب حالت ہی لندھور کے اوپر لشکر اومنڈا چلا آتا ہے
اگر ایک قتل ہوتا ہے تو چار سے سامنا ہوتا ہے ہر چند کوشش کر رہے ہین کہ اس لشکر سے
نکل جاوٴن گھوڑا ایک طرف ڈالدیا ہے لشکر کو دباتے چلے جاتے ہین اب صفین ٹوٹتی جاتی ہین
راہ ملتی جاتی ہے مگر اتنا بڑا لشکر اور یہ حالت ضعف و نقاہت کہان تک لڑین کس کسکو اور کیونکر
قتل کرین یہانتک کہ لندھور ثانی اوسی حالت مین لڑتے ہوئے قریب اوس دار کے پہونچے
جو اونکے تیر باران کرنے کو نصب کی گئی تھی پس قریب پہونچتے ہی دار کو تلوار سے قلم کیا دار کا قلم ہونا
تھا کہ ایک ہلڑ ہوگیا جو تماشائی جمع تھے وہ تو بھاگے اور ایک ایک سے کہنے لگا کہ یار رنگ
بیڈھب معلوم ہوتا ہے قیدی چھوٹ گیا اور سنا ہے کہ اوستے بادشاہ کے سپہ سالار کو زخمی کیا اور

دار کو قلم کیا لشکر اوسے گھیرے ہوئے ہے مگر وہ کسی کو نہین مانتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے بلا کا شخص ہے کہ تنہا فوج سے لڑ رہا ہے سیکڑون کو قتل کیا ہے اور ابتک گرفتار نہین ہوتا۔ یارو یہ انسان نہین معلوم ہوتا کوئی جن ہے یا دیو ہے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ کا اقبال بدی پر ہے غرضکہ بھگدر مچ گئی لوگ دوکانین چھوڑ چھوڑ کے بھاگے تھوڑے عرصہ مین سوا فوجون کے صحراے مشرقیہ مین اور کوئی باقی نہ رہا دوکانین پڑی رہگئین یہان لندھور کی اب یہ حالت ہے کہ زخمون مین چور ہین قریب ہے کہ مرکب سے گرے چہار طرف ہوکے پیاسے نظر آتے ہین کوئی اتنا بھی نہین معلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد غسل وکفن دیکر دفن کرے اوسوقت لندھور نے طرف لشکر اسلام کے رخ کرکے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ غلام حق نمک سے ادا ہوتا ہے افسوس کہ ایسے وقت مین موت آئی ہے کہ نہ کوئی قریب ہے نہ کوئی عزیز نہ آشنا نہ آپکا دیدار میسر ہے ہرچند کہ بہادر کے لیئے تلوار کی موت مرنا باعث حیات ابدی ہے مگر یہ موت اچھی نہین کہ کفار کے ہاتھ مین میت پڑے اور اونکا جسطرح جی چاہے وہ دفن کرین اور نہین معلوم دفن بھی کرین یا نہ کرین کیا انجام ہو مگر جو مصلحت ایزدی اوس سے کیا چارہ ہے اگر حضور اسوقت اس خادم کی سرفروشی وجانبازی ملاحظہ فرماتے تو یقین ہے کہ تحسین ومرحبا کرتے مگر مجھے یقین ہے کہ جسوقت یہ ذکر دربار حضور مین آئیگا کہ لندھور اسطرح لڑکر مارا گیا تو حضور خوش ہی ہونگے اور اس خادم کے واسطے بہت روئینگے اور ہم سے دلی کینہ رکھنے والے جلین گے۔ کبھی کہتے تھے کہ اے باد صبا اگر تیرا گزر لشکر اسلام کیطرف ہو تو بو میرے خون کی مشام صاحبقران مین پہونچا دینا اور کہہ دینا اک رفیق قدیم حضور کا میدان مشرقیہ مین اسطرح قتل ہو رہا ہے کہ نہ یار رہے نہ مددگار ہے اگر ممکن ہو تو لاش اوسکی کفار سے چھین کر تجہیز وتکفین فرمادیجیگا کبھی درگاہ رب العزت مین عرض کرتے تھے کہ اے کارساز واے بے نیاز مجھ سے کونسا گناہ ہوا کہ جس کے عوض مین میری مٹی خراب ہوئی مجھے اپنے مرنے کا اندیشہ نہین بلکہ خوشا قسمت اوس شخص کی کہ جو کارخیر مین مارا جائے اور جہاد مین قتل ہو کہ غازی وشہید کے لقب سے ملقب ہو مگر رنج اتنا ہے کہ تو نے پہلے ایسی عزت دی کہ بادشاہ ہندوستان کے گھر مین پیدا کیا زور وطاقت اسقدر عنایت کیا کہ سرکشان کفار کو مین نے کیسا کیسا زیر کیا مگر افسوس کہ آخر وقت اس بیکسی سے مرنا پڑا کہ کوئی اسطرح کی موت نہ مرے لندھور تو یہ دعا کر رہے ہین اودھر سموات تاجدار تخت پر سوار اون کو للکار رہا ہے کہ ارے اجتو یہ زخمون سے چور ہے کوئی اتنا نہین کرتا کہ اسکو قتل کرے مرد لندھور کیطرف چلے ہین کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا سب نگران ہوئے کہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دس علم نشانہ دس ہزار سوار کا پیدا ہوئے اور عبد الجبار حلبی اور عبد القہار حلبی دس ہزار سوارون کی جمیعت سے آکر پہونچے یہ دونون رفیق قدیم ہین جناب امیر حمزۂ صاحبقران کے۔ سن انکے بہت ہین مگر بوڑھے شیر ہین ابتک انمین وہ ولولے اور وہ جرات ہے کہ جوانون مین بھی نہ ہوئی جسوقت بدیع الملک نے جابجا نامے روانہ کیئے تھے تو ایک ایک پروانہ ان دونون کے نام بھی روانہ کیا تھا تو یہ دونون بھائی ملک حلب سے دس ہزار سوار ہمراہ لیکر برائے کمک صاحبقران عصر روانہ ہوئے ہین جسوقت صحراے مشرقیہ مین آکر پہونچے

اور ہجوم لشکر دیکھا ہرکارون کو بھیجکر خبر منگائی معلوم ہوا کہ یہ لشکر کفار ہے اور لندھور
ثانی بیٹا دارائے ہند کا تنہا اس فوج مین گھرا ہوا ہے قریب ہے کہ قتل ہو بس
یہ سننا تھا کہ عبدالجبار اور عبدالقہار نے باہم کہا کہ اسکے باپ سے کیسی ملاقات تھی
بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری آنکھون کے سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کرین یا منھ موڑکر
چلے جائین بس یہی موقع مرنے کا ہے اس سے کون سا وقت موت کا ہوگا اسکے ساتھ کہ مرنا بھی
بدیع الملک کے ساتھ مرنا ہے خدا جانے یہ کیونکر اس بلا مین مبتلا ہوا یہ کہکر ان دونون نے
گھوڑے اوٹھائے تلوارین نیامون سے کھینچ لین اور معہ دس ہزار سوارون کے دو لاکھ کے لشکر
پر آپڑے تلوارین مارنا شروع کین صفون کو توڑتے ہوئے لاشین گراتے ہوئے چلے اور آواز
دی کہ اے فرزند دارائے ہندوستان گھبرانا نہین ہم آپہونچے اور ہمین آواز دو کہ تم ہو
کسطرف لندھور نے جو سر اوٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ دو بوڑھے شیر نر لشکر کو پامال کرتے ہوئے
چلے آتے ہین دلمین کہا کہ یہ کون بزرگ ہین لیکن جسوقت یہ دونون شیر نعرہ کرتے ہوئے قریب
پہونچے اور انکے نعرہ کی آواز کان مین لندھور کے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ جبار حلبی اور
قہار ہین لندھور نے بھی سنکر لڑنا شروع کیا اب لندھور مین اتنی قوت تو باقی نہین رہی
ہے کہ صفون کو توڑکر نکلین مگر ہان اب بھی جو قریب آتا ہے وہ شکار پنجۂ اجل ہوتا ہے اودھر لشکر
کفار مین غل ہوا کہ ارے جلد مارو اس قیدی کو بڑا غضب ہوا کہ کمک اسکی آگئی ایسا نہو کہ کچھ
مددگار اور آجائین اور اسے چھڑا لیجائین تو بڑے ذلت کی بات ہوگی اور تمام عالم مین رسوائی ہوگی
کہ اتنا بڑا لشکر گھیرے ہوئے تھا اور کیسے کیسے سردار موجود تھے لیکن قیدی کو قتل نہ کرسکے
اور لوگ اوسے چھین لے گئے اودھر **نعمان شترلب** اور **سمعان شترلب** گھوڑے بڑھاکر
سد راہ ہوئے کہ جبار حلبی اور قہار حلبی کو لندھور تک نہ پہونچنے دین ایسا نہو کہ یہ تازہ دم
ہین لندھور کو لیوین اپنے ساتھ لیتے ہوئے نکلے چلے جائین وہان قہار اور جبار دونون
بھائی لشکر کو مثل ابر کے پھاڑتے ہوئے تلوارون سے خون برساتے ہوئے گھوڑے اڑاتے
چلے آتے ہین کہ کسیطرح قریب لندھور کے پہونچکر اسکو اپنی حفاظت مین لے لین ایسا نہو کہ
یہ قتل ہوجائے تو کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہین گے یکایک سامنے سے **نعمان شترلب**
اور **سمعان شترلب** پہونچے اور کہا کہ کہان جاتے ہو بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا نہین
جانتے ہو کہ یہ کس بادشاہ کا قیدی ہے اور تم کون ہو جو اسکو چھڑانے آئے ہو حلب کے
رہنے والے یہ ہندوستان کا باشندہ تمھین کیا حق ہے جو اسے چھڑانے آئے ہو
عبدالجبار و عبدالقہار نے جواب دیا کہ ہمارے دوست کا بیٹا ہے غضب ہے کہ ہمارے
سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کرین دنیا کیا کہیگی باپ اسکا اور ہم دونون ایک ہی دربار مین رہتے
ہین یہ ہمارے سامنے کا بچہ ہے کیونکر اسے قتل ہونے دین نعمان اور سمعان نے کہا کہ بہتر اسی مین
ہے کہ پلٹ جاؤ بڑھاپے پر اپنے رحم کھاؤ اب یہ سن تمہارا اس قابل نہین ہے کہ میدان جنگ کی
زخمین برداشت کرسکو مجھے تمہارے حال پر رحم آتا ہے ورنہ ساتھ لندھور کے تم بھی قتل کیے
جاؤگے عبدالجبار و عبدالقہار نے کہا کہ بس ہٹین باتون مین نہ لگاؤ اگر لڑنا ہو لڑو ورنہ سامنے
سے دور ہو تاکہ ہم جاکر مدد کرین لندھور کے ایسا نہو کہ وہ قتل ہوجائے ہین تمہاری جوانی پر رحم

آتا ہے اگر تم ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تو شباب تمہارا مفت برباد ہوگا اور ہم تو مرنے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہین زندگی تیر کر چکے اب سوا مرنے کے اور کیا باقی ہے یہ سنکر سمعان شتر لب نے عبد الجبار حلبی پر نیزہ مارا عبد الجبار نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا چند طعنون مین نیزہ ہاتھ سے سمعان کے نکال دیا اور ایک ایسا نیزہ مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا اوٹھاکر نیزہ پر بروئے زمین مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو گئے اودھر نعمان نے قہار حلبی پر تیر مارا قہار حلبی نے تیر کو تلوار سے قلم کرکے جو اک ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا النعمان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر لشکر تھرا گیا سوار و پیادہ راہ دینے لگے مثل بادل کے لشکر پھٹنے لگا بادشاہ نے جو یہہ حالت دیکھی فیروزہ ناوک انداز کو آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہا ہے حکم کر اپنے ناوک اندازون کو کہ روکین ان دونون کو ورنہ قریب پہونچ چلے ہین ایسا نہو کہ لندھور کو رہا کرکے لیجاوین بس یہ سنتا تھا کہ فیروزہ نے اپنے ناوک اندازون کو پکارا کہ بیچ سے راہ دیکر دو رستہ کھڑے ہو جاؤ اور ان دونون بہادرون کو تیرون پر رکھلو یہ سننا تھا کہ ناوک اندازون نے بیچ سے راہ دیکر دو رستہ صف باندھلی اودھر عبد الجبار اور عبد القہار دونون پہلوانون کو مار کر لندھور کیطرف بڑھے کہ حلقے مین لیکر نکل چلین بس یہ دونون دلاور جیسے ہی زد پر آئے ناوک اندازون نے اب جو تیر مارنا شروع کئے چالیس ہزار تیر انداز ہین یہ معلوم ہوا کہ مینھ برس گیا تمام جسم ان دونون بہادرون کا چھلنی ہوگیا مگر یہ ہمت ہارنے والے نہین تھے اوسی عالم زخمداری و بارش باران خدنگ مین گھوڑے بڑھاکر قریب لندھور کے پہونچ گئے مگر اب نہ تو اتنی قوت انہین باقی ہے کہ سنبھل سکین نہ گھوڑے آگے بڑھتے ہین دلمین سمجھ گئے کہ پیمانہ عمر لبریز ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا کا یہی مقام تھا لندھور کو آواز دی کہ بابا ہم کوشش کرکے تم تک پہونچے تو سہی مگر قضا سے مجبور ہین الحمد للہ کہ ہم تم سے پہلے راہی ملک عدم ہوا جاتے ہین مگر تم ہمارے اسلام کے شاہد رہنا یہ کہکر دونون نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اللہ ہو ران دونون دلاورون کو اس حالت مین دیکھکر چیخین مار کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ افسوس میری ذات سے آپ اس بلا مین مبتلا ہوئے عبد الجبار و عبد القہار نے کہا کہ بابا نہ کوئی کسی کے وجہ سے آرام پاتا ہے نہ کسی کے وجہ سے تکلیف اوٹھاتا ہے جو جسکے مقدر مین ہوتا ہے وہ ضرور ہوتا ہے ہماری قضا یہان کھینچ کر لائے تھی خیر کچھ پروا نہین ہمارے تو دن پورے ہو چکے تھے شکر ہے خدا کا کہ آخر وقت مین مرتبۂ شہادت ملا حق تعالی تمکو بچائے کہ ابھی جوان پھلنے پھولنے کا زمانہ ہے ہان اب اتنا کرنا کہ اگر خداوند عالم کسی حیلہ سے تمکو اس آفت سے نجات دے اور خدمت مین صاحبقران کے پہونچنا تو ہماری طرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہدینا کہ غلام حسب الارشاد حاضر حضور ہوتے تھے مگر راستے مین لقمۂ قضا ہو گئے اور آپ تک نہ پہونچ سکے اگر کبھی اسطرف سے گذر ہو اور نشان تربت ملے تو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کیجیگا اور اگر ظلم کفار سے تربت بھی نصیب نہو تو یوہین فاتحہ پڑھکر ہماری روح کو بخشتہ بخشیگا اور تمہین اگر اتنا موقع ملے کہ ہمین دفن کر سکو تو دریغ نہ کرنا یہ کہتے ہوئے دونون غازی گھوڑون سے گرے اور راہی ملک بقا ہوئے لیکن انکے ہمراہیون مین سے جو ہزار پانچسو آدمی یہانتک صحیح و سالم پہونچے تھے اونھون نے

لاشون کو اپنی حفاظت مین لے لیا اور لندھور کو بھی حلقہ مین لیکر لڑنا شروع کیا لندھور بھی جھوم رہے ہین طاقت سنبھلنے کی نہین ہے پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے بزرگو ہمین اس نرغہ مین تنہا کیون چھوڑتے گئے اپنے ہمراہ رکاب کیون نہ لے لیا کبھی فلک کو دیکھتے ہین کبھی اون دونون لاشون کو دیکھتے ہین کہ دو شیر ہین زخمی پڑے ہین جو تیر جسم مین گڑ کر رہ گئے ہین وہ اوسی طرح گڑے ہوئے ہین کوئی اتنا نہین ہے کہ تیرون کو نکالے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیاہی کی کھال پہن لی ہے بار بار پکار کر کہتے ہین کہ اے مجکو بھی جلد قتل کرو تا کہ اس غم دنیا سے مثل ان بزرگون کے نجات حاصل ہو لیکن وہ سوار جو لندھور کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے ہین جا بجا لڑ رہے ہین تلوار چل رہی ہے یہانتک کہ قتل ہوتے ہوتے اب شاید کوئی سو آدمی باقی رہ گئے ہون لیکن یہ بھی جا بجا لڑ رہے ہوئے ہین جانتے ہین کہ آج مرنا ضرور ہے جہانتک ہو سکے کفار کو قتل کرنا چاہیئے اور جس وقت تک دم مین دم رہے لندھور کو بچانا چاہیئے کفار مین غل ہے کہ ہان مار لو انکو جانے نہ پائین اب ناوک اندازون نے اسطرف رخ کیا ہے قریب ہے کہ لندھور بھی درجہ شہادت پر فائز ہون لندھور کہہ رہے ہین کہ مین اپنے کلمہ کو کسکو شاہد کرون خداوندا تو ہی گواہ رہنا کہ مین مسلمان ہون تیری وحدانیت کا قائل ہون تیرے نبی برحق کا مقر ہون اور تیرے راہ مین ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہوا چاہتا ہون لندھور بارگاہ ایزدی مین یہ عرض کر رہے ہین اور کفار بر سر پرخاش ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے بر خاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین بچیدہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے تیس علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف الہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم اور تیس ہزار سوارون کے آگے آگے تین سردار مرکبون پر بیٹھے ہوئے اونھون نے آتے ہی صحرا مین اک آن واحد مین قیام کیا اور خبر دریافت کرتے ہی لشکر کفار پر گھوڑے ڈال دیئے تیس ہزار سوارون سے آکر گرے گرتے ہی لشکر کو پریشان کر دیا مار تلوارون کے خون کے دریا بہا دیئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے ایک جانب سے نعرہ ہوا کہ منم آلا گرد فرنگی دوسری جانب نعرہ ہوا کہ منم مالا گرد فرنگی تیسری طرف نہنگ بچہ دریائی نے نعرہ کیا یہ لوگ واسطے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوئے تھے اور خدمت صاحبقران مین جا رہے تھے انھون نے راستے مین خبر گرفتاری و قتل لندھور کی سنی اسطرف پلٹ پڑے لشکر فرنگستان انکے ہمراہ ہے یہ تینون رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی کے اور حاکم ہین فرنگستان کے ہر چند کہ علمشاہ اور لندھور سے اک قسم کی چشمک رہا کرتی تھی اور علمشاہ نے لندھور کو معہ فیل اوٹھا لیا تھا جیسا کہ آپ لوگ قبل کے دفتر مین ملاحظہ فرما چکے ہین لیکن ایسے وقت پر جب کوئی مصیبت مین مبتلا ہو کوئی کد نہین باقی رہتی ہے اور کوئی مدد کرنے مین تامل نہین کرتا ہے جیسا کہ ان تینون بہادرون نے کیا کہ ہر چند یہ دست چپی مین ہین اور لندھور دست راستی مگر ان لوگون نے مدد پر کمر کسی اور چاہا کہ لندھور کو بچا لین یہ تینون دلیر بھی نہایت کہن سن ہو چکے ہین مگر معرکے جھیلے ہوئے کب مانتے ہین اس لشکر مین مثل ماہی پیرتے چلے آتے ہین یہ وہ بہادر ہین جنھون نے اپنے ابتدائی زمانہ مین شاہزادہ علمشاہ رومی سے زبردست کا مقابلہ کیا اور جب سے زیر ہوئے علمشاہ کی غلامی سے دست بردار نہین ہوئے اب بھی اونھین کے روح کا پاس تھا کہ نامہ بدیع الملک

کا پہونچتے ہی فرنگستان سے یہان تک آئے ہرچند بال سر کے سفید ہوگئے ہین دانت ٹوٹ گئے ہین
مگر ہاتھ پاؤن مین وہی کس بل ہے ہمت ویسی ہی ہے جھریان نام کو نہین ہین ادھر تو یہ دونون فرنگی ہنگامہ
برپا کر رہے ہین اوسطرف نہنگ بحر دریائی برہنہ سر تلوار کھینچے ہوئے لشکر کو اولٹ پلٹ کرتا ہوا
چلا آتا ہے لشکر کفار مین دوہائی اللہ دوہی ہے لشکر فرنگستان کے باجون نے عجیب رنگ پیدا
کیا ہے کہ لوگ مست ہو رہے ہین جھوم رہے ہین میدان جدال و قتال گرم ہے قیامت کی
تلوار چل رہی ہے ہزارون کا رن پڑا ہے جابجا کشتے تڑپ رہی ہین گھوڑے کوتل اٹھاتے پھرتے ہین
خون کی ندیان بہہ رہی ہین صدائے بگیر و بزن بلند ہے ایسی تلوار سوائے زمانہ صاحبقران اول
کے کبھی نہ چلی جیسا رن اس صحرائے مشرقیہ مین پڑا ہے اک وقت مین زیر قیطول لقا خداوند ملک
باختر مین البتہ ایسا ہی رن اوسوقت سے اسوقت تک اور کبھی ایسی نہ تلوار نہ چلی تھی نقیب پکار پکار
کر کہہ رہے ہے کہ ہان اے بہادرو اور دلاورو یہ روز نام و ننگ ہے جسکو اپنے باپ دادا کا نام روشن
کرنا ہو وہ جانبازی کے جوہر دکھائے اور نام رستم و اسفندیار کو مثل حرف غلط کے اس صفحہ دنیا سے
مٹائے اے بہادرو ایک روز مرنا ضرور ہے جیسے آج ویسے کل اگر دنیا مین دس ہزار برس بھی
زندہ رہیگا تو ایک روز مرنا ضرور ہے کہان ہے اسوقت جمشید جس نے ایک ہزار برس فقط سلطنت
کی تھی کہان ہے ضحاک ماران جس نے ہزارون آدمیون کو قتل کر ڈالا اور اون بیگناہون کے مغز
سانپون کو کھلائے کہان ہے سکندر کہان ہے دارا اے جوانو صف شکنو ✽

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

دیگر اشعار

تاج مین جنکے ٹنکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر

جس جگہ کل تھا بلبلون کا ہجوم
آج اوس جا ہے آشیانۂ بوم

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نامی نام باقی ہے

نقیبون کی ترغیب دینے سے اور جوش سپاہیون کا زیادہ ہوتا جاتا ہے جانین لڑائے ہوئے ہین کفار
کو یہ کد ہے کہ کمک لندھور تک نہ پہونچنے پائے اہل اسلام کو یہ کوشش ہے کہ کسیطرح لندھور
کو ان مظالم کے پنجہ سے بچانا چاہیئے دونون طرف کے لوگ جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے ہین کہین
تلوار چل رہی ہے کہین تیر کہین گرز کہین نیزہ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے زمین کو زلزلہ ہے
ستم رسیدون کے خون مین غرق ہو گئے استخوان کے شور سے جگر گاؤ زمین کا تھرایا جاتا ہے ✽

چقاچاق خنجر بگردون رسید
زمین خون شد و خون بجیحون رسید

اوس دریائے خون مین خود سپاہیون کے مثل حبابون کے نظر آتے تڑپ تلوارون کی مثل
ماہی کے معلوم ہوتی ہے بازو بہو زرہ پوشون کے کٹ کر تڑپ رہے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ماہی اسیر دام ہوئی ہے مگر صیاد اوسکو اپنے حال مین چھوڑ کر چلا گیا ہے بازار موت گرم ہے
جانون کی ارزانی ہے ملک الموت قبض روح سے فرصت نہین پاتے ہین ادھر یہ گرا اودھر وہ گرا
کسی کا دم نکل رہا ہے کوئی پھڑک رہا ہے کوئی سسک رہا ہے بعضے ایسے زخمی جنکے بچ
جانے کی امید تھی وہ یون ضائع ہو گئے کہ کوئی انکو اٹھاتا نہ ہے نہ علاج ہوتا ہے بلکہ
ادھر زمین پر گرا اور ادھر سوارون کے گھوڑون سے اوسکو پامال کر دیا نہ مرتا تھا تو مر گیا کہانتک

بیان کرون وہ جنگ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی ذکر اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے بھائی کو بھائی کی خبر نہ تھی
بیٹا باپ سے غافل باپ بیٹے سے بیخبر تھا نفسی نفسی ہو رہی تھی کہ یکایک آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی
و نہنگ بچہ دریائی یہ تینون پہلوان لڑتے ہوئے لشکر کو منتشر کرتے ہوئے قریب لندھور ثانی
کے پہونچے لندھور کی اب یہ حالت ہے کہ ہرنی پر سر رکھدیا بیہوشی انپر طاری ہے مرکب انکا انکی سواری کا
نہین ہے ورنہ ایسے وقت مین نکال لے جانیکی کوشش کرتا اودھر قیماس اژدر گیر اور الماس
اژدر گیر بڑھکر قریب لندھور پہونچ گئے ہین انکو یہ فکر ہے کیسطرح لندھور کو قتل کرین آلاگرد
و مالاگرد نے جو یہ حالت دیکھی للکارے کہ او نامردو یہ کیا حرکت ہے کہ اک بے بس و مجبور کو قتل کرتے
ہو اس سے تو چوڑیان پہنکر گھرون مین بیٹھ رہو دعویٰ سپہگری کا نہ کرو ورنہ ادھر آؤ اور ہم سے
مقابلہ کرو ان ملعونون کو ایسی غیرت دلائی کہ یہ اوسطرف سے پھرے اور الماس اژدر گیر نے
قریب آلاگرد فرنگی کے پہونچکر ارہ پشت نہنگ مارا یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے آلاگرد
نے خالی دینا چاہا تھا کہ گھوڑے نے سکندری کھائی ارہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اوتر گیا
داستانہ مار ارہ تو سر سے نکلا مگر ایک تو بیرانہ سالی دوسرے ارہ کا زخم وہ زخم بھی نہایت
کاری سنبھالنا دشوار ہوا الماس اژدر گیر نے چاہا کہ اسپر تو غشی طاری ہے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر
اوٹھا لون تاکہ بہادرون کے سامنے ناموری حاصل ہو کہ اتنے بڑے سردار کو خانہ زین سے
اوٹھا لیا سنا ہے کہ یہ پہلوان سوائے گلشاہ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہے بس جیسے ہی اسنے
ہاتھ کمر زنجیر پر ڈالا آلاگرد نے وہی کھینچی ہوئی تلوار اوسکے شانے پر لگائی کہ دوسری بغل کیطرف
سے نکل گئی اور یہ کافر دو ٹکڑے ہوکر گرا آلاگرد نے وقفہ پاکر زخم سر کو مضبوط باندھا اور آگے
بڑھے اودھر مالاگرد فرنگی پر قیماس اژدر گیر نے گرز مارا مالاگرد نے گرز اسکا سپر پر روکا
اور ہاتھ تلوار کا مارا اسنے بھی وار مالاگرد رد کیا اسی رد و بدل مین ہین شانہ مالاگرد کا نشانہ ہوا
اس سبب سے کہ یہ سردار اتنے بڑی فوج سے لڑتے چلے آتے ہین اور ضعیف بھی ہین تھکے
ہوئے بھی ہین ہاتھون کی قوت جواب دے چکی ہے لشکر کفار کے سردار تازہ دم ہین مگر مالاگرد
نے وار قیماس کا رد کرکے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سپر و خود و عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی
ہوئی کاسہ سر سے مثل قطرہ آب کے گزر کر صراحی گردن سے صندوق سینہ تک پہونچی اور
وہان سے شکم و کمر و بند کمر کو کاٹکر زین کو بوسہ دیا قیماس دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور
آلاگرد و مالاگرد آگے چلے اب انکو کوئی روکنے والا نظر نہ آیا میدان خالی پاکر گھوڑے ڈالدیے
چاہتے تھے کہ قریب پہونچکر لندھور کو فوج کے حوالہ کرین کہ فیروزہ نے ناوک اندازونکو آواز
دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو مارو ان دونون کو یہ سنتا تھا کہ چالیس ہزار کمانین کڑکین اور
تیر مانند فوج ملخ کے ان دونون بہادرون پر پڑنے لگے ہر چند کہ یہ دونون سردار نہایت
زبردست ہین مثل مشہور ہے کہ سو راجنا بہنار نہین ہوگا تا ہے بہت سے تیر ادنھون
نے کاٹے لیکن بہت سے تیر انکے جسم پر بھی پڑے اور واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ لوگ
بارادہ جنگ آ نہین رہے تھے یہ ایک دوسری جانب جاتے تھے لباس انکا وہ تھا جو
مسافرت کی حالت مین ہوتا ہے نہ لباس جنگ اور انہی مہلت ہی تھی کہ لباس بدلتے یہی
وجہ تھی زخمی بہت ہوگئے اودھر ناوک اندازون نے تیرون پر رکھ لیا تمام جسم غربال

ہو گیا قوت سنبھلنے کی نہ رہی لیکن مرتے مرتے قریب لندھور کے پہونچ گئے اور پکار کر کہا کہ اے
فرزند داراے ہنساب ہم مجبور ہین کہ طاقت سنبھلنے کی باقی نہین ہے یہ کہتے جاتے تھے او تلوار
کھنچی ہوئی ہے تیرون کو قلم کرتے جاتے ہین جس کافر کو قریب پاتے ہین اوسے تلوار سے واصل
جہنم کرتے ہین اودھر فیلان قوی بازو کو سمواتت تاجدار نے حکم دیا کہ جا کر لندھور کا سر کاٹ لا
یہ ملعون تلوار کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اودھر نہنگ بچہ دریائی نے دیکھا کہ آلا گرد و بالا گرد بھی
جان بحق تسلیم ہوا چاہتے ہین اور لندھور بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور اگر تم بھی مثل
آلا گرد و مالا گرد کے سامنے سے جاؤ گے تو تیراندازون کا نشانہ ہو گے پہلو پر سے چلنا چاہیئے
بس یہ دیوانہ نہایت ہوشیاری کا کام کر گیا اور پہلو پر سے کمانداروں کے صف پر
آ کر گرا اور قتل کرنا شروع کیا ناوک اندازون کو سنبھلنا دشوار ہو گیا تیر تو فاصلہ سے
چل سکتا ہے قریب کا حربہ نہین ہے نہنگ بچہ دریائی نے جوان ناوک اندازون کو تلوار
کے نیچے رکھ لیا تو سنبھلنا دشوار کر دیا جبتک وہ کمان کو ہاتھ سے رکھین اور تلوار کھینچین
اوسوقت تک مین سیکڑون لاشین گرا دین اودھر فوج دیوانہ کی آپڑی خوب گھمسان
کی لڑائی ہونے لگی بازار جدال و قتال اور گرم ہوا نہنگ بچہ نے ناوک اندازون
کا ستھراؤ کر دیا جسپر ہاتھ تلوار کا مارا اوس کے دو ٹکڑے ہو گئے شاخ حیات قلم
ہوئی گوشہ امن نہ ہاتھ آیا زاغ روح سمرکر پرواز کر گیا آن واحد مین چالیس ہزار
کے لشکر کو طے کر کے اوسوقت قریب لندھور کے پہونچا ہے کہ فیلان قوی بازو
لندھور کے سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ نہنگ بچہ نے ایسی
ہنکٹی ماری کہ تلوار معہ قبضہ و پنجہ علحدہ گر گئے اور فیلان دست بریدہ ہو کر رہ گیا مگر اسنے بھی
داہنے ہاتھ کے کٹنے کا کچھ خیال نہ کیا بائین ہاتھ مین گرز لیکر سر پر نہنگ بچہ کے مارا نہنگ بچہ
نے گرز اسکا چھین لیا اور وہی گرز سر پر فیلان کے مارا کہ سر اسکا پارہ پارہ ہو گیا لیکن فیلان
سے مقابلہ کرنے مین ناوک اندازون کو مہلت ملگئی اور اونھون نے فاصلہ دیکر نہنگ بچہ
کو حلقے مین لے لیا اور تیر مارنا شروع کیئے اب لندھور کی یہ حالت ہے کہ تڑپ تڑپ کر
کہہ رہے ہین کہ ارے یہ کیا قیامت برپا ہے مین جانتا تو اپنے کو قتل ہو جانے دیتا قید کو نہ
توڑتا ہائے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسے ایسے بہادر جو انتخاب زمانہ تھے وہ میرے واسطے مارے
جائین گے اگر زندہ مین بچا تو کیا افسوس کیسے کیسے بزرگ آنکھون کے سامنے خون مین
نہائے ہوئے ہین مثل شیر کے تڑپ رہے ہین اے کافرو آؤ مجھے پہلے قتل
کرو مین قسم کھاتا ہون سر بدیع الملک کی کہ تیر وار نہ کرونگا مجھ سے نہین دیکھا جاتا ارے
یہ کون کون بہادر میرے آنکھون کے سامنے خون مین لوٹ رہے ہین ہائے یہ سب میرے
واسطے جان سے مارے گئے اور مین ابھی تک زندہ موجود ہون کاش مین پہلے قتل
ہو جاتا اور یہ حالت ان بزرگون کی نہ دیکھتا لیکن نہنگ بچہ مثل شیر گرسنہ کے جھپٹ جھپٹ
کر لڑ رہا ہے آخرکار یہ بھی اسقدر زخمی ہوا کہ مثل آلا گرد و مالا گرد کے مجبور و مجروح ہو کر
گھوڑے سے گرا لیکن ان تینون سردارون کے ساتھ والے جو قریب تیس ہزار کے تھے
اب بھی دس بارہ ہزار رہ گئے ہین جانین لڑائے ہوئے ہین اور اپنے مالکون کو بچا رہے ہین

کسی کا سر نہین کٹنے دیا ہے لیکن یہ سردار ایسے زخمی ہین کہ زندہ نہین بچ سکتے بلکہ انکے زندہ رہنے سے انکا مرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جتنی دیر یہ زندہ ہین ایسے کرب مین ہین کہ دشمنون سے بھی نہین دیکھا جاتا اور لندھور دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف تو لاشین جبار حلبی و ہمار حلبی کی پڑی ہوئی ہین اور دوسرے طرف آلا گرد فرنگی دم توڑ رہے ہین ایک سمت مالاگرد فرنگی موت کی ہچکیان لے رہے ہین ایک طرف کثرت زخم سے مہنگ بچہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے عجب قیامت کا وقت ہے آنکھون سے لندھور کے آنسو جاری تھے بار بار فیروزہ ناوک انداز سے کہتے تھے کہ او ملعون کھڑا کیا دیکھ رہا ہے اسے قریب آکر اک ہاتھ مار میرے کہ کام میرا تمام ہو جائے فیروزہ نے کہا کہ تیری ذات سے بڑے بڑے فسادات برپا ہوئے اب تجکو دار پہ کھینچکر تیرباران کرینگے یونہی تیرا قتل کرنا کچھ لطف کی بات نہین ہے جسوقت تو دار پر کھینچے گا اور بارش باران تیر ہوگی اوسوقت ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے اور دیکھنے والون کو عبرت ہوگی کہ یہ وہی لندھور ہے جو بادشاہ ہندوستان تھا جسکو حمزہ اور اولاد حمزہ نے بڑا عروج دے رکھا تھا اور جس نے بڑے بڑے سرکشون کو مارا تھا جسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہوئے تھے وہ آج اس ذلت وخواری سے قتل ہو رہا ہے لندھور جانب آسمان دیکھکر درگاہ احدیت مین عرض کرتے ہین کہ خداوند املک الموت کو تو بھی حکم نہین کرتا کہ وہ آکر اس عاجز کی قبض روح کرے اور مشکل کو میرے آسان کرے پروردگار اب مجھے حیات اپنی منظور نہین ہے اب اگر زندہ رہونگا تو میرے دلسے ان دلاور بزرگون کے مرنے کا داغ نہین مٹیگا اور جب یہ حال یاد کرونگا چیخین مار مار کر رؤونگا لیکن جسکی زندگی باقی ہوتی ہے موت خود اوسکی حفاظت کرتی ہے قول معصوم کا غلط نہین ہوسکتا ہے اسی عالم مین جانب صحرا سے پھر تتق گرد غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے لیکن اس گرد کے بلند ہونے سے کفار کے جی چھوٹ گئے ہین کہ اگر اب کمک اس خدا پرست کی آگئی تو غضب ہو جائیگا ان پانچ آدمیون نے جو یکے بعد دیگرے چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آئے تھے لشکر کا ستھراؤ کر دیا اب اگر کوئی آگیا اور فوج اوسکی ہمراہ زیادہ ہوئی تو سب کے قدم اوکھڑ جائینگے اودھر لندھور نے جو گرد کی جانب خیال کیا تو اونکو کچھ علامات اپنے لشکر کے ایسے محسوس ہوئے یکایک اوس گرد مین سے ابر سیاہی معلوم ہوئی اور اوس سیاہی مین چمک صد ہا بجلیون کی نظر آئی جسوقت گرد قریب پہونچکر شق ہوئی ایک لشکر ہاتھیون کا دیکھا کہ انکو پر اونکے آہنی اور رنگیلی شاہین چڑھی ہوئی ہین سونڈون پر پٹی چڑھی ہوئی اس لشکر کی ہیبت سے تمام فوج سموات شاہ کی زہرہ بے آب ہوگئی یہ چالیس ہزار فیل قریب پہونچکر ایک جانب صف بستہ ہوئے اور جو ہرکارے آگے بڑھ آئے تھے وہ خبر لیکر جو ملنے اور اپنے سردار سے بیان کیا وہ تین لاکھ سوار و پیادہ سے طرف لشکر سموات تاجدار کے نکلا جسوقت ان ہاتھیون کو دیکھا تھا تو لندھور سمجھ گئے تھے کہ یہ فوج ہماری معلوم ہوتی ہے دل مین خوش ہوئے مگر یہ سمجھ مین نہ آیا تھا کہ اس فوج کو لیکر کون آیا ہے اسواسطے کہ یہ وہ فوج تھی جسے لندھور حفاظت ملک و مال و اولاد کے واسطے چھوڑ آئے تھے لیکن جسوقت اس فوج سے تین سردار نکلکر نعرے کر کر کے چلے اوسوقت لندھور کو ظاہر ہوگیا

کہ ایک انکا فرزند فرسنگ بن لندھور اور دونون بھائی انکے ارشیون پریزاد اور
فرہاد خان یک ضربی ہین ان دونون بھائیون سمجھا بجھا کر لندھور ہندوستان مین چھوڑ کے
آئے تھے اور عرض کیا تھا کہ آپ نے بڑے بڑے معرکے دیکھے دنیا مین ساتھ والد ماجد کے
نام پیدا کیا اب آپکو کیا چاہیئے اب یہ زمانہ ہمارے نام پیدا کرنے کا ہے آپ آرام سے بیٹھیئے سلطنت
کا انتظام کیجیئے اس لڑکے کی تربیت و تعلیم فرمایئے مین خدمت صاحبقران مین جاتا ہون لیکن
بعد آنے الندھور کے جبکہ لشکر اسلام پر تباہی آئی اور صاحبقران معہ لشکر اندھے ہوئے اور
نامہ ہر طرف روانہ کیئے گئے تو اوسوقت لندھور نہ تو ہندوستان مین تھے اور نہ صاحبقران
تک پہونچے تھے یہی سبب تھا کہ ایک پروانہ انکے نام بھی روانہ ہوا تھا جسوقت یہ پروانہ
ہندوستان مین پہونچا اور پڑھا گیا فوراً فرسنگ بن لندھور نے اپنے دونون چچاؤن
سے دست بستہ عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے والد ماجد ابھی صاحبقران تک نہین پہونچے جو یہ نامہ
یہان آیا اور نامہ کے مضمون سے معلوم ہوا کہ صاحبقران کسی بلا مین مبتلا ہو گئے ہین بس ایسے
وقت مین مدد صاحبقران کی ضرور ہے یہ سوچکر یہ تینون بہادر تین لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے
چلے تھے یہان پہونچکر اونھون نے لوگون سے سنا کہ لندھور قتل ہوا چاہتے ہین جو لوگ اونکی
مدد کو آئے تھے وہ مارے گئے بس یہ تینون بہادر اسیطرف پلٹ پڑے اور معہ فوج اب
جو نعرہ کر کر گرتے ہین لشکر کو پامال کرنا شروع کر دیا چونکہ قبل ازین کچھ لوگ فوج حلب کے کچھ لشکر
فرنگستان کے جو بچکر رنگ لڑائی کا برا دیکھکر نکل گئے تھے وہ راہ مین اونکو ملے تھے اور
کیفیت ناوک اندازون کی اونھون نے بیان کی تھی اور کہدیا تھا کہ اس صورت سے
عبدالجبار و عبدالقہار حلبی مارے گئے اور اسطرح آلاگرد فرنگی و مالا گرد فرنگی
و نہنگ بچہ دریائی وغیرہ قتل ہوئے بس ان تینون بہادرون نے تین لاکھ سوار و
پیادہ کی جمعیت سے آکر تین جانب سے لشکر کا محاصرہ کیا ایک رخ بھاگنے کے واسطے کھلا
رہنے دیا اور تلوار برسانا شروع کی آن واحد مین آکر لشکر کو اسطرح حلقے مین لے لیا کہ ناوک اندازون
کو چلہ کشی کا موقع نہ ملا محض تلوار کی لڑائی باقی رہگئی ہر طرف سے آواز تکبیر زمین بلند ہوئی اودھر
سمنوات تاجدار نے اپنے لشکر کو للکارا کہ ہان خبردار مار لینا ان خداپرستون کو جانے نہ پائین
اودھر قیوان شیر سر نے مرکب اپنا بڑھایا اور لقمان شیر سر نے بھی کرگدن مست کو جولان
کیا کہ بڑھکر ان لوگون کو روکین اور فیروزہ ناوک انداز نے دیکھا کہ اک لڑکا پندرہ سولہ برس
کا گھوڑا اوڑاتے ہوئے سب سے آگے آرہا ہے اور تڑپتا ہوا جا رہا ہے تصویر شباب
لندھور کی معلوم ہوتی ہے دلمین سوچا کہ عجب نہین ہے کہ یہ فرزند لندھور کا ہو بس اسکو
مار کر سر اسکا کاٹ کر لندھور کے آگے پھینک دونگا تو لندھور خود گلا کاٹ کر جان دیدیگا
ہر چند زد تیر کے نہین ہے مگر یہ لڑکا ہے اسکی حقیقت کیا ہے بس اپنا مرکب بڑھا کر سامنے
فرسنگ بن لندھور کے آیا اور پکارا کہ او لڑکے کہان جاتا ہے تجکو اپنی صغر سنی پر رحم نہ آیا
کیون اپنی جوانی برباد کرنے اتنے بڑے لشکر پر بیدھڑک آپڑا کہ تیری فوج پیچھے ہے اور تو سبقت
آگے گھوڑا دوڑا کر نکل آیا ہے تو کون ہے لندھور کا جو اپنے کو لقمہ اجل بنائے دیتا ہے
جا پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا فرسنگ نے جواب دیا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہے

بو میر اسد راہ ہوتا ہے مین اپنے والد ماجد کو رہا کرنے جاتا ہون فیروزہ نے باتون مین لگا کر تیر مارا لیکن
فرسنگ نے ہوشیاری کے ساتھ تیر کو قلم کرکے مرکب کو دوڑا دیا فیروزہ نے جلدی کمان پھینک کر
فرسنگ کو آتے دیکھکر نیزہ مارا فرسنگ بن لندھور نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا اسنے گرز مارا
فرسنگ نے گرز فیروزہ کا پنجہ مروڑ کر چھین لیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر صدر زین سے بلند کر لیا
اور آواز دی کہ باش اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار کہ منم فرسنگ بن لندھور اس
نعرہ کی آواز سنکر جو لشکر کفار نے دیکھا تو فیروزہ کو ہاتھ پر فرسنگ کے بلند پایا جو منصف مزاج
تھے وہ تعریف کرنے لگے کہ کیا بہادر لڑکا ہے اور کیون نہو جسکا باپ ایسا ہے کہ اوسنے دو
لاکھ کے لشکر پر یکہ و تنہا تلوار کھینچی اوسکا فرزند اتنا بھی نہو تا الولد سر لابیہ اودھر لندھور نے جو
اپنے فرزند کو دیکھا لہو تنمین جوش مارنے لگا ماشاء اللہ چشم بددور کہکر جوش شوق مین آگے
بڑھ گئے مگر طاقت نے یاری نہ کی اودھر فرسنگ نے فیروزہ سے پہلوان کو ہاتھ پر بجائے سپر
لیا اور کمانداروں پر جا پڑا جس نے تیر مارا تیر کو فیروزہ پر روکا اپنے کو بچایا ادھر تو جب تیر پڑتا ہی
فیروزہ ناوک انداز شور کرتا ہے کہ ارے دشمن کو قتل کرتے ہو یا مجھ پر تیر لگاتے ہو یہ
کیسی قدر اندازی ہے ارے کیا اقبال سموات تاجدار کا برگشتہ ہو گیا جو تم لوگ ناوک اندازی
بھی بھول گئے ادھر فرسنگ لوگون کو قتل کرتا ہوا کمانداروں کو قلم کرتا ہوا مرکب کی باگ لیئے
چلا جاتا ہے کہ کسیطرح لندھور تک پہونچون اوسطرف فرہاد خان ایک ضربی چوبدست
سنبھالے ہوئے مرکب پر سوار لپشت پر لشکر فوج کفار کو دباتا چلا آتا ہے لشکر کفار کا قدم اب
آگے نہین بڑھتا ہے فرہاد خان نے جسے چوبدست ماری وہ پیوند خاک ہو گیا ایک ایک
وار مین تین تین اور چار چار آدمی جان سے مارے جاتے ہین جہان فرہاد خان لڑ رہے ہین
ایک تتق گرد بلند ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اک دیو ہے کہ آدمزادون کے لشکر کو پامال کرتا چلا آتا
ہے کہ یکایک قیوان شیر سدراہ ہوا اور آواز دی کہ او بڈھے غضب کیا تو نے کہ تمام
لشکر مین ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے سیکڑون کو جان سے مارا لو آدمی ہے یا قوم جن سے ہے بگر
کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اس لیئے کہ مین دیوکش ہون اور سپہ سالار ہون لشکر
سموات تاجدار کا لاضرب بہادری کی فرہاد خان نے جواب دیا کہ تو اپنا حوصلہ نکال لی
ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہان اگر خداوند کریم تیرے ضرب سے
بچائیگا تو دیکھا جائیگا قیوان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری آگئی جو مجھ سے کہتا ہے
کہ تو وار کر میرے ضرب سے بچنا مشکل ہے خیر خبردار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ
کہکر گرز اپنا فرہاد خان کے حوالہ کیا فرہاد خان نے گرز قیوان کا سر چوبدست پر روکا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا قیوان
نے کہ زدم و پست کردم بس فوراً فرہاد خان نے گرز سے بچکر آواز دی کہ کراز دی
و کرا پست کردی حریف تیرا مین موجود ہون لے خبردار ہو کہ مین اپنا وار کرتا ہون قیوان
نے کہا شوق سے وار کر اور گرز اپنا بلند کیا فرہاد خان نے چوبدست گران سنگ
آسمان رنگ کو سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر جو وار کیا قیوان نے وار فرہاد
خان کا گرز پر روکا لیکن چوبدست جو گرز پر پڑتی ہے اک تڑاقا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ایک

کوہ پھٹ پڑا شعلہ حجاب کر فلک تو نکل گیا تحت گرد و غبار بلند ہوا تھا دونون قیوان کے
کتر تھرائے جو بدست گرز کو ہمراہ لیتی ہوئی سر پہ پڑی کہ خود سر مین سر گردن مین گردن سینہ
مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین غرق ہو گیا اب جو گرد و برطرف ہوئی
تو دیکھا کہ زمین پر ایسا خون کا سیلاب چلا ہے تو شکر اس کے مرتے ہی تمام فوج کانپ اوٹھی
جس سے سامنا ہوا وہ کنائی کاٹ گیا راہ دی فرہاد خان بھیڑ کو ہٹاتا ہوا قریب لندھور
پہونچ گیا ہے ادھر تو فرسنگ اور ادھر فرہاد خان ہین انکے عقب مین فوجین
ہین لشکر کو پسپا کرتے چلے آتے ہین لشکر کفار کے جی چھوٹے جاتے ہین چار گھڑی دن
چڑھے سے تلوار چل رہی ہے اور اب شام قریب ہے تمام دن لڑتے گذرا ہے
ارشیون پریزاد تیسری جانب سے لشکر کو دباتا چلا آتا تھا جو سامنے آیا دو ہو کر
گرا عقب مین ارشیون پریزاد کے لشکر اسکا جگہ پاکر بڑھتا چلا آتا ہے یہ بھی قریب
اپنے بھائی کے پہونچ چکا تھا کہ لقمان شیر مہر نے ٹوکا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے
بس اب آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ مین تیرے قبض روح کو آ پہونچا ارشیون
پریزاد نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے اور کو کہتا ہے اگر تجھے کچھ دعویٰ ہے تو لا
ضرب بہادری کی یہ سنکر لقمان شیر مہر نے جھنجھلا کر وار تیغۂ آبدار کا کیا ارشیون
پریزاد نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا معہ راکب و مرکب چار
ٹکڑے ہوئے لوگ اسکی لاش اوٹھا کر بھاگے ارشیون پریزاد کولاتی مرکب
کو جولان کیا یہ تینون بہادر لڑتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے لیکن فرسنگ
پہلے پہونچا تھا جس وقت لندھور نے دیکھا کہ فرسنگ بہادری سے فیروزہ ناوک
انداز کو ہاتھ پر بلند کیئے ہوئے یہانتک آیا ہے کہا اے فرزند اس ملعون کو زندہ
نہ چھوڑنا کہ اس نے بڑے بڑے داغ دیئے ہین یہ سنتے ہی فرسنگ نے اس ملعون
کو اوچھال دیا اور تلوار کمر سے کھینچ کر سامنے اپنے باپ کے اسطرح جو زنگ ہوائی کاٹا
کہ لندھور نے سر اسکا سینے سے لگا لیا لاش فیروزہ کی ناوک اندازون نے اوٹھالی اور
راہی ہوئے اتنے مین فرہاد خان ترک ضربی بھی اپنے لشکر سمیت پہونچے اور ارشیون
پریزاد بھی آ گئے لیکن فرسنگ کا لشکر بعد پہونچا سبب یہ تھا کہ فرسنگ جوش شجاعت
مین لشکر سے بہت آگے نکل آیا تھا اور یہ دونون بھائی لندھور کے آزمودہ کار و ہوشیار
تھے اسوجہ سے لشکر کو پشت پر لیئے ہوئے آگے بڑھے کہ اگر لندھور تک پہونچین تو
بحفاظت تو لا سکین اگر قریب پہونچے بھی اور حفاظت نہ کر سکے تو جانے کا کیا نتیجہ ہے لیکن
سمواوات تاجدار نے جو دیکھا آٹھ دس سردار ایسے مارے گئے کہ چراغ ملک سمواتیہ کا گل ہو گیا
اب انجام اچھا نظر نہین آتا تین جانب سے لشکر خدا پرستونکا ہجوم کیئے ہوئے ہے اور نہین معلوم
انھون نے ہاتھیون کی فوج سے کام کیون نہین لیا ورنہ ابتک سارا لشکر پامال ہو گیا ہوتا یہ قدرت تھی
خداوند اکوان کی کہ ان لوگونکے دل مین بھی آ گئی خداوند کو ہم لوگونکا بچانا منظور تھا ایسی ایسی باتون کا
خیال کر کے طبل بازگشت بجوادیا اوسیوقت دونون لشکر علیحدہ ہوئے فرہاد خان نے لندھور
کو اوٹھایا فنس مین ڈالا لندھور نے اتنا تو کہا کہ پانچ لاشین رفیقان صاحبقران کی

پڑے ہین اسکے بعد لندھور بیہوش ہوگئے فرہاد خان و ارشیون نے لاشون کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اور فرسنگ باپ کو لیکر اپنے لشکر مین آیا جراحون کو طلب کرکے زخمون مین ٹانکے دلوائے مرہم کی پٹیان چڑہائی گئین وہان فرہاد خان یک ضربی نے لاشین ڈھونڈھ کر اوٹھائین اور مع ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندھور بعد دفن کرنے لاشہائے لشکر اسلام کے ان پانچون سردارون کے لاشین ہمراہ لیکر بخدمت صاحبقران عالیشان روانہ ہوگئے اونکو راستہ مین چھوڑا جاتا ہے اور انکا بیان اپنے موقع پر ہوگا

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت سے لندھور غائب ہوئے تھے ہرکارے اور عیار برائے تلاش روانہ ہوئے تھے بعد کئی روز کے اطلاع ملی کہ فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندھور ثانی پانچ لاشین اپنے ہمراہ لئے آتے ہین لندھور کو عیار چرا کر سمٰوات تاجدار کے ملک مین لے گئے تھے اور جسقدر کیفیت گذری تھی یعنی سامان قتل لندھور قید توڑ کر لڑنا لندھور کا اور زخمی ہونا پہونچنا جبار حلبی اور قہار حلبی کا اور گرفتار کرنا ناوک اندازون مین نشانہ تیر قضا ہونا اسکے بعد پہونچنا آلاگرد فرنگی و بالاگرد فرنگی و نہنگ بحر دریائی کا اور شہید ہونا اوسی صورت سے انکا بھی اسکے بعد بڑی شد و مد سے آنا فرسنگ بن لندھور ثانی کا اپنے دونون چچاؤن کے ہمراہ اور تباہ کرکے ناوک اندازون کو مارنا اونکے افسر فیروزہ ناوک انداز کو اور بچا کر لانا اپنے باپ کو سب بیان کیا صاحبقران خبر آمد ان لوگون کی سنکر تو بہت خوش ہوئے لیکن رفیقان امیر و علمشاہ کی شہادت کا حال سنکر نہایت غمگین ہوگئے اور سرداران بینا کو کہ جنکا ذکر ہوچکا ہے مثل اسفندیار گیلانی و ہشام بن مالک و کیماس بن بہرام و فرخ شہسوار وغیرہ کے کہ یہ ہاتھ سے آفات کے زخمی ہوگئے تھے اب رو بصحت ہین برائے استقبال فرسنگ بن لندھور روانہ کیا اسطرف سے یہ سردار چلے اور اوسطرف سے فرہاد خان و ارشیون و فرسنگ انکے استقبال کو لشکر سے آگے بڑھے راہ مین ملاقات ہوئی آپسمین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور ہمراہ اپنے لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے ان سبکو گلے سے لگایا لندھور کو شفاخانہ سلیمانی مین بھجوا دیا اور لاشون پر رفقائے امیر و علمشاہ کی بہت پر روئے اور فرمایا۔ کہ انکو دفن کرکے مقبرہ بنوا دئے جائین اور نماز جنازہ خود بادشاہ اسلام و امیر ثالث نے مع جملہ سرداران نامی کے پڑھی اور ان پانچون شہیدون کو دفن کیا حسب الارشاد صاحبقرانی مقبرہ طیار کئے گئے ہر قبر پر ایک لوح سنگ مرمر کی نصب کردی گئی اور اوسپر نام صاحب قبر کا کندہ کردیا گیا لیکن عفریت دیو صورت نے جو دیکھا کہ پھر کمک اسلام کی آگئی اور لندھور بالک سمٰوات سے رہا ہوکر آگیا مگر انتہا کا زخمی ہے اکیلا ہزارون لاکھون سے لڑا تھا دل مین ڈرا کہ بلا کا دلیر پہلوان ہے مگر خیال کیا کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ لندھور قابل مقابلہ نہین ہے پس طبل جنگ بجوا کر ان خدا پرستون سے سمجھ لینا چاہئے یہ خیال کرکے حکم دیا کہ بجے نقارہ رزمی اوسیوقت کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی بقول شاعر شعیر ز نقارہ آواز آمد برون ÷ کہ دولت دولت گردون فزون ہرکارون نے خبر لشکر امیر ثالث مین پہونچائی یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر و نمین تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے کہ دیکھیے اوقت صبح مقابلہ مین کسکی فتح ہوتی ہے اور کسکی شکست لیکن ؛

اب چند کلمہ داستان حیرت بیان ملک سمواتیہ کے گذارش کیجاتے ہین

کہ جسوقت سموات شاہ ہزیمت پاکر طبل بازگشت بجواکر اپنے شہر مین واپس آیا نہایت غمگین و ملول تھا
لاشین سردارون کی میدان جنگ سے اوٹھواکر منگائی زمین دیکھ دیکھکر اونکو روتا تھا اور کہتا تھا کہ یا خداوند
اکوان یہ آپنے کیا کیا کہ میرے ایسے نامی سردارون کو مجھسے لے لیا اب مین خدا پرستون کے مقابلہ
مین کیا کرونگا وہ لوگ اپنے دل مین خوش ہوتے ہونگے کہ ہمارے خداے نادیدہ انیا ذکرادس نے
ہماری مدد کی اور ہم اکوان پرستون پر فتحیاب ہوئے لیکن اپنے مدد کرنے کے عوض اور میرے سردارونکو
بھی مجھسے چھڑادیا اب مین لاشین انکے نہ ملنے دونگا جبتک آپ میری مدد نکرینگے یہ کہہ کہکر [illegible]
تاجدار رو رہا تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے نمودار ہوئے
اور بعد دعاؤ ثناے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ جانب شہر نقمانیہ سے جدید روئین تن و خدید
روئین تن ایک ایک لاکھ سوار کے جمعیت سے اسطرف آتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ
اونکو حکم ملا ہے خداوند اکوان تاجدار کا کہ ہمارا بندۂ خاص یعنی سموات شاہ نہایت پریشان ہے ہمارے
سردارون نے اوسکے غرور کیا تھا اونکو ہمنے قتل کرادیا اب وہ پریشان ہے تم دونون بھائی جاکر
سموات شاہ کی مدد کرو اور نام خدا پرستون کا اس صفحہ ہستی سے مٹادو یہ سنتے ہی سموات شاہ
مارے خوشی کے اوچھل پڑا باچھین تا بناگوش آکین وزیر سے کہا کہ حکم دو کہ سواری تیار ہو یہ دونون
فرستادہ خداوند ہین مین خود اونکے استقبال کو جاؤنگا اوسیوقت حسب الحکم سواری تیار ہوئی اور سموات
شاہ مع ارکین دولت سوار ہوکر براے استقبال جدید روئین تن روانہ ہوا اور ادھر اون دونون کو خبر ملی
کہ بادشاہ خود براے استقبال آتا ہے یہ بھی لشکر سے آگے نکلے راہ مین ملاقات ہوئی بغلگیر ہوئے
سموات شاہ ان دونون کو ہمراہ لیے ہوئے بعزت تمام داخل شہر ہوا یہ دونون بھائی بھی شہر نقمانیہ
بادشاہ ہین سموات شاہ نے چاہا کہ انکو تخت پر جگہہ دے لیکن ان دونون نے انکار کیا اور کہا کہ خداوند
اکوان نے تاج و تخت ہمین بھی عنایت کیا ہے لیکن ہم سپاہیانہ مزاج رکھتے ہین دوسرے ہم اپنے ملک
کے بادشاہ ہین تم اپنے ملک کے فرمانروا ہو یہان تمہین کو تخت پر بیٹھنا چاہیے اور ہم بحکم خداوند
تمہارے سالار لشکر کے مرتبہ پر بیٹھینگے اسکے خلاف کرنے مین خداوند کی ناراضی کا [illegible]
یہ سنکر سموات شاہ خاموش ہو رہا اور کہا کہ اپنی تشریف آوری کی مفصل کیفیت بیان کیجیے اگرچہ
تشریف لانا ہوا گو ہرکارون کے زبانی اجمال کے ساتھ سنا ہے لیکن آپکی زبان سے سننے کا ہنوز اشتیاق
باقی ہے ان دونون نے بیان کیا کہ ہمین ایک پروانہ جسپر مہر خداوند کی تھی ایک طائر نے لاکر دیا اوسے
جب پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ از جانب خداوند اکوان تاجدار بجانب جدید روئین تن و خدید
روئین تن اے بندگان تخت واضح ہو تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ یہان سے طرف ملک سمواتیہ جاؤ کہ ہمارا
بندۂ خاص سموات شاہ نہایت پریشان ہے سردار اوسکے مارے گئے ہین وہ غمگین ہے تم جاکر اوسے تسلی دو
اور ہمراہ اپنے اوسکو بادشاہ لشکر سمجھو اور خود عہدہ سالاری لشکر کا اختیار کرکے بیابان دطاق
مین جاکر اون بندگان مغضوب کو ہمارے قتل کرو جنکو ہمنے اپنے غضب قدرت سے اندھا کردیا ہے
پہلے ہمنے قصد کیا تھا کہ ساحرونکو اور بیابان ہولناک کے باشندونکو روانہ کرین مگر پھر ہمکو شرم
معلوم ہوئی کہ اگر ان اندھون کو ساحرون سے یا بیابان ہولناک کی بلاؤن سے قتل کروادیا تو کیا

بس تم دونون بجائی کافی ہو۔ ہم یہ پروانہ پڑھتے ہی بلا تامل دو لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر آپ کے
خدمت مین آکر پہونچے اب آپ بھی تیاری کرکے جلد بیابان شطاق کیطرف روانہ ہوجئے اسلئے
کہ اسوقت آپ پر خداوند کی نظر عنایت ہے اور خداپرستون پر غضب قدرت نازل ہے ایسا نہو
حکم کی تعمیل مین عرصہ ہونے سے تقدیر بدل جائے تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گی سموات شاہ نے کہا
کہ وہ پروانہ آپ کے ساتھ ہی شدید وجدید بھیجے اور کہا کہ وہ پروانہ خداوندی تھا کہین یہ ہوسکتا تھا
ہم اوسکا ادب ہر وقت کہان اسلئے تھے جیسے ہی عبارت پڑھکر تمام کی ویسے ہی پروانہ ہاتھ سے
غائب ہوگیا فرشتگان قدرت لے گئے سموات شاہ کو یہ سنکر افسوس ہوا اور کہا کہ اگر وہ پروانہ ہوتا
تو اوسے مین حفظ ہیکل بناتا اب آپ دونون صاحب بجائے حفظ ہیکل ہین یہ کہکر اوسیوقت سامان
سفر کا حکم دیا فوج کے واسطے گاڑیان وشتر مار برداری کے تیار ہوئے اور یہ ہوشمند دانا کو برائے انتظام
ملک چھوڑا اور آپ مع شدید رومین تن وجدید رومین تن پانچ لاکھ سوار وپیدل کے جمعیت سے طرف
بیابان شطاق کے روانہ ہوا۔ اب دیکھنا چاہیے کہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن

چند کلمے داستان لشکر صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان عفریت دیو صورت نے طبل جنگ بجوا دیا تھا بہرام فیل سوار بھی اچھا ہوگیا ہے دونون
ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوئے ہین جام شراب ناب کو گردش ہے عفریت نے اوس روز کی تقریر سے
سمجھ لیا تھا کہ قالب اسکا برگشتہ ہوچلا ہے۔ ایسا نہو کہ یہ خداپرستون کا شریک ہوجائے اسکو
خوب شراب پلائی جسوقت عالم بیخودی کا دیکھا کچھ اسطرح بہکایا کہ مقابلہ پر اہل اسلام کے اونکی
کرکے عہد لے لیا اور کہا کہ جو غیر مذہب والا خداپرست ہوتا ہے تو یہ خداپرست اوسکو کتے سے
بدتر جانتے ہین ظاہر اسیل رکھتے ہین باطناً یہ کوشش رہتی ہے کہ پہلے لڑوا کر اسکو قتل کرا دو دیکھا نہین
کہ لندھور نے اپنی جان بچائے اور قلب کے پہلوانون اور فرنگستان کے نامورون کو قتل کرا دیا۔ یہ
خیال نہ کیا کہ یہ ہمارے مددگار ہین نہ یہ سوچا کہ میرا باپ بھی تو اک زمانے مین کافر تھا یہ بدنصیب ان
ان خداپرستون مین ہین غرضکہ ایسا اولٹا سیدھا سبق پڑھایا کہ دل بہرام کا پھر اسطرف سے برگشتہ
ہوگیا اور اوس نے کہا کہ صبح کو پہلے مین ہی میدان جنگ مین جاؤنگا اور پہلا یون کو لندھور کے
قتل کرونگا غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان شاخ درخت پر بیٹھکر اپنی اپنی زبان مین حمد وثنا الٰہی بجا
لانے لگے جرند سے مصروف چرا ہوئے وحشت مین ہر چہار جانب کوثریا لاعجب لطف دکھا رہا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین سفید فرش بچھا ہوا ہے سبزہ کا خواب مخمل کا شاقی کی شان دکھا رہا تھا طاوس
روش باغ پر شل سہے تھے قمریان شاخ پہ بیٹھی ہوئی نعرۂ حق سرہ بلند کر رہی تھین بلبلین گل کے تصدق
ہورہی تھین مسافرون نے رخت سفر باندھکر چلنے کا سامان کیا تھا نمازی مصروف اطاعت الٰہی تھے
جبکہ امور دینی ودنیوی سے فراغ حاصل ہوچکا لشکریون نے آراستہ میدان کارزار کا لیا سواری
سواری بادشاہ اسلام کی با حشم وجاہ برآمد ہوئی آج صرف فوج ہندوستانی صف آرا ہوئی ہے دہنی
جانب دستور قدیم قلب مین لشکر کے تخت بادشاہ اسلام کا ہے اور صرف یہی تین سردار یعنی
فرہنگ بن لندھور اور فرہاد خان یک ضربی وارشیون پریزاد اپنی اپنی فوجین لیے ہمراہ

ٹھہرے ہین یا وہ چند سردار کہ جنکا ذکر انکے استقبال مین آیا تھا وہ اپنے چند آدمیون سے تماشا
دیکھنے کی نظر سے ٹھہرے ہین کیونکہ زخم سر انکے ابھی اچھی طرح مندمل نہین ہوے ہین۔ اوس طرف
لشکر کفار صف بندی کر رہا ہے عفریت دیو صورت بہرام فیل سوار بہ جرات افسری آگے لشکر کے نکلکر کھڑے
ہوئے ہین غرضکہ جب دونون طرف صف بندیان ہوچکین میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ کمین گاہ اکلا بر اول
پچھلا چنڈاول درست ہوچکا اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے تو بہرام فیل سوار نے مرکب اپنا
صف سے نکالا اور میدان آکر آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد کہ منم بہرام فیل سوار
باش اے گروہ خدا پرستان جسے آرزوے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلے کو بس یہ
سننا تھا کہ فرہاد خان یکہ ضربی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آکر مرکب سے
کود کے زمین سعادت کو بوسہ دیا اور اجازت ضرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان
ہے فرہاد خان نے سلام کیا اور دوبارہ اپنے فیل پر سوار ہوکر روانہ حربگاہ ہوئے جسوقت سامنا
بہرام کا ہوا اوس نے کہا کہ اے شخص تو انند معور کا کوئی عزیز ہے اسلئے کہ صورت تیری مشابہ ہے
فرہاد خان نے کہا کہ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے مین سن چکا ہون کہ تو اوس سے مقابلہ کر چکا ہے اور پست
ہوچکا ہے بہرام نے کہا کہ جنگ دو سردار دا اس روز اسکی فتح تھی کہ مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اگر
آج میری فتح ہے تو تجھے مین زخمی یا قتل کرونگا فرہاد خان نے کہا کہ پھر انتظار کس بات کا ہے لا ضرب
بہادری کی یہ سنتے ہی بہرام نے نیزہ فرہاد کے حوالے کیا فرہاد خان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین
چلنے لگین کوئی بارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ فرہاد خان نے اک مقام پر نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا اور شل
اجل جو وہان نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کر کے یا حیدر کرار کہکر جو جھٹکا مارا نیزہ بہرام کا مثل تیر شہاب کے
ہاتھ سے نکل گیا دونون لشکرون سے تعریف کی صدا بلند ہوئی اور بہرام نہایت خفیف ہوا۔ اور کہا کہ
کہ نیزہ بازی خلاف مردی ہے تو اس ضرب گرز کو یہ طمانچہ ہے اجل کا اور وار اب میری گرز اپنا اوٹھاکر
خبر دار کہکر سر فرہاد خان پر وار کیا فرہاد خان نے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کی گرز چوب دست
پر بیٹھا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا گرد و غبار بلند ہوا فرہاد خان یکہ ضربی گردن
تک چھپ گئے پیرہن سینہ سے پسینہ جاری ہوا فیل انکا کانپ گیا لیکن دونون ہاتھ مثل ستون
فولادی کے قائم رہے بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم پست کردم خبر لو اس خدا پرست کے عیار فرہاد خان کا
جھپٹ کر گیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ فرہاد خان بیہوش کھڑا ہے جھٹ
منھ پر پانی کا چھینٹا دیا آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار رہو جب حریف لاف و گزاف کر رہا ہے فرہاد خان
نے گرد سے نکل کر آواز دی کہ گرا زدی و گرا پست کردی حریفیت آہنین موجود ہون شعر

تو صد بے زدی ضرب بانوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر چوچو بدست گران سنگ
آسمان رنگ پر چہ کوہ کا وار کیا بہرام نے بھی جلدی سے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تھا مگر چو بدست
جو پڑتی ہے تو تڑاقے کی صدا آئی یا بہرام کا ٹوٹا سپر تہ و زیر آئی خود سر مین سر سینے مین سینہ شکم مین شکم
مرکب مین مرکب پیوند خاک ہوگیا شور گرد بلند ہوا فرہاد خان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم خبر لو
گبر نا ہنجار کے دیکھو تو کیا حال ہے اسکا یہ سنکر عیار بہرام کا جھپٹ کر آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر
گرد کے در آیا گرد ذرا کم ہو کر بیٹھا یا دیکھا تو نہ بہرام کا پتا ہے نہ فیل معلوم ہوتا ہے یہان زمین پر اک
تل ہتا نہ خون کا دکھائی دیا یہ سمجھ گیا کہ بہرام مارا گیا وہان سے روتا اور خاک اوڑاتا لشکر مین آیا کفیل

بہرام کے اطلاع کی کفار نے گریبان چاک کر گئے خاک اوڑانے لگے فرہاد خان پلٹ کر بادشاہ
اسلام کو نذر فتح دی بادشاہ نے ہاتھ پشت پر رکھا شفقت فرمائی وہان عفریت دیو صورت نے
گرگدن اپنا صف سے نکالا رخ میدان جدال وقتال کا کیا پہلے خوب ضلع شوری کی ہاتھ نیزے
کے نکالے سراپا میدان کو دکھایا جسوقت غرق غرق ہو گیا اک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے
آواز دی کہ اے خداپرستو جسے آزمایش تیغ و شکست کرنا ہو وہ نکلے کہ مصرع ہمین ہست میدان
ہمین گو سنے - پس یہ سنتے ہی ادھر تو فرسنگ بن لندھور نے مرکب اپنا نکالا اور ادھر
ارشیون نے باگ لی لیکن فرسنگ نے ارشیون پر بڑا دستے دست بستہ عرض کی کہ اس سے
مجھی کو لڑنے دیجیے مین نے سنا ہی اسی نے میرے باپ کو گرفتار کر کے ملک سمواتیر مین بھیجا تھا
مین چاہتا ہون کہ اسے سزائے معقول دون صورت اس ملعون کی دیکھکر میری آنکھون مین
خون اوترتا ہی ارشیون نے کہا اے فرزند ہمارے ہوتے تم کیون مقابلہ کرو اگر تم سے کبھی
نام کی فشانی ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ تم میدان مین جاؤ اور ہم تماشا دیکھین فرسنگ نے کہا کہ مرد
اسی واسطے ہوتے ہین کہ جب ہوشیار ہون تو بزرگون کو راحت پہونچاوین آپ منسبت اوس کے تھا
اسکے علاوہ اگر دنیا مین کچھ نام پیدا کیا تو لطف زندگی ہی ورنہ موت اچھی آپ نام پیدا کر چکے
لڑ چکے ایسی باتین کین کہ ارشیون نے مرکب اپنا پلٹا لیا اور فرسنگ بن لندھور ثانی بادشاہ
اسلام سے اجازت جنگ حاصل کی اور رخ میدان کا کیا عفریت نے گرگدن اپنا بہ ارادہ تگاو
زنی کے بڑھایا تھا - کہ فرسنگ نے خالی دیا عفریت گرتے گرتے بچا سبب یہ تھا کہ گھوڑے
اور گینڈے مین تگاور نہین چلتی ہی پس سنبھلتے ہی اسنے کہا کہ او لڑکے تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا
ہی مین نے تو چاہا تھا کہ تگاور مین تجھے پامال کر دون مگر خیر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر نیزہ
مارا فرسنگ بن لندھور نے نیزہ کو اپنے نیزہ پر کاٹا ہمہ بند بدلنے لگے جو بند عفریت نے
باندھا فرسنگ نے کھولدیا جو بند فرسنگ نے باندھا عفریت نے کھولدیا کوئی بارہ طعن کے
ردوبدل ہوئی ہوگی کہ اک مقام پر فرسنگ نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھ کے جو بکر مارا اس سے نیزہ ہاتھ سے
عفریت دیو صورت کے نکلگیا پس تیرہ کا نکلنا تھا کہ جہان نظر وہین عفریت کی تیرہ و تاریک ہو گئی
کہا کہ غضب کیا او طفل تو نے کہ نیزہ اوس شخص کے ہاتھ سے نکالدیا کہ جو تیرے باپ سے دعوی استقلال
کا رکھتا تھا جواب دیا فرسنگ نے کہ اگر دعوے ہوتا تو عیار سے کیون گرفتار کر وتا ظاہر ہی کہ تجھے
مقابلہ لندھور سے خوف تھا جو یہ حرکت کی کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے اا مزہ بہادری کی
دیر نگر یہ سنتے ہی عفریت دلمین کٹ گیا اور سوچا کہ غضب ہوا زنجیر اکھل گیا پس جھپٹ کر تلوار ماری
فرسنگ نے دھار بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کے تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ
گئے دونون پہلوان مرکبون سے کود کر مصروف زورآزمائی ہوئے فوجین دونون جانب کی سمٹ کر قریب
آگئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگین کوئی چار گھڑی کے کشتی مین فرسنگ نے لنگر عفریت کا توڑا
اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کود کر سینے پر آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار کیجاوین
عفریت دیو صورت نے کہا کہ ہزار جانین ہون تو نام پر خداوند اکوان تاجدار کے نثار مین پس یہ
سنتا تھا کہ فرسنگ نے اسکو ٹانگین چیر کر پھینک دیا پس اسکا مرنا تھا کہ لشکر اسلام سے صدا اسکے
تہنیت و مرحبا بلند ہوئے اور فوج کفار مین اک عزو ہوا - کر بار تو اس خدا ہستی کے جانے نزلہ

ارے بڑا غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے سردار کو اسطرح مارا یہ رنگ دیکھکر فوسنگ جلدی
سے مرکب پر سوار ہوا اور لشکر کفار تلوارین کھینچکر آپڑا لڑائی ہونے لگی شور گیر و بزن بلند
ہوا فوسنگ نے بھی تلوار کھینچی کفار کو قتل کرنا شروع کیا ادھر ارطیبون پر بزاد اور فرہاد خان یک
ضربی نے بھی مرکب جولان کئے اور لشکر کفار پر مانند غضب الٰہی کے گرے خوب گھمسان لڑائی ہونے
لگی آن واحد مین خون کی ندیان بہ گئین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے قریب پانچ ہزار کے
کافر اور دو ہزار مسلمان کام آگئے اب ان کافرون نے لاش تو عفریت کی اوٹھالی اور قصد کیا کہ گل
جائین یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ ذخیرہ ذخیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ
و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران ہوئے کہ ملعون آیا اور کسکی حمایت کریگا مگر وہ گرد مثل آندھی کے
یہ آئی اور یہ آئی آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرز تیغ مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرو نیزہ اونکے تعریف اکوان تاجدار
کی تحریر تھی اور دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہے اور دو گیر نابکار مرکبان مشکی پر بیٹھے ہوئے کہ
صورتین اونکی نہایت کریہہ اور بھیانک عقب مین فوج مثل دریائے زخار کے آتی ہے۔ آن
واحد قیام کرکے اور خبر دریافت کرکے دونون سردارون نے گھوڑے اوٹھائے اور سات
لاکھ کی فوج سے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور نعرہ کیا کہ ہرکہ داند و ہرکہ نداند بشناسد فتح جدید رومین
تن و شدید رومین تن غضب خداوند اکوان تاجدار بس یہ نعرے کرکے جو یہ دونون رومین تن سات
لاکھ سوار سے لشکر اسلام پر گرے تہلکہ برپا ہوگیا جمی ہوئی صفین ہٹنے لگین قدم اوکھڑنے لگے
مگر یہ غازیان دیندار بازار رزم و پیکار کو گرم کئے ہوئے ہین برابر تیغ زنی کرتے ہین انہون
نے بھی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادئے ہین ادھر مغرور رومین تن عنقای
رومین تن یہ دونون سردار لشکر سمٰوات تاجدار کے لڑ رہے ہین انپر بھی ضرب کا اثر نہین کرتا ہے
مگر فرستادگان اکوان تاجدار ہین اور ان رومین تنون مین فرق ہے جو آگے بڑھکر ناظرین پر
واضح ہوجائے گا غرضکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہورہی ہے ہر طرف خون کی ندیان بہہ رہی ہین سر مانند
حباب آب کے تیرتے پھرتے ہین دست و پا کٹے ہوئے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے
سم گھوڑون کے خون مین غرق ہین کافرون کا خون نجس مسلمانون کے خون صالح مین شامل
ہوکر رنگ بیگانگی دکھا رہا ہے باپ کو بیٹے کی خبر نہین بیٹا باپ سے جدا ہے بھائی بھائی کی مدد سے
عاجز ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے جو سوار قتل ہوئے ہین اونکے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے
ہین زخمی پامال ہورہے ہین پھریرے نشانون کے خون سے افشانی ہورہے ہین میدان جنگ مین
لطف نوروز حاصل ہے ہر بہادر اپنے خون سے رنگ کھیل رہا ہے پچکاریان لہو کی چھوٹ رہی ہین
عبیر و گلال خون کا ہے آسمان پر شفق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خون اوس فلک کج رفتار کا دامنگیر
ہوا ہے کہ تیرے گردش مین ہزارہا بندگان خدا جان بحق تسلیم ہوئے ہین اونکا خون ناحق سوا
تیرے کسکی گردن پر ہوسکتا ہے دلاورونکو روز مرگ روز عید ہے چہرون پر خون کے دھارون کے
سہرے بندھے ہوئے ہین پوشاک سرخ پہنے ہوئے دولہا بن بن کر عروس مرگ سے وصال حاصل
کر رہے ہین ایک طرف کو فرہاد خان یک ضربی نے فیل کو علیحدہ کرکے پشت مرکب پر قرار
لیا ہے کیونکہ جنگ مغلوبہ مین فیل کی سواری کا کوئی موقع نہین ہے جو بدست اسکے ہاتھ مین

جبین کافر پر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب پیوند خاک کردیا یہی سبب ہی جو لقب اسکا یک ضربی ہی کہ اوسکی ایک ہی ضرب
کام دشمن کا تمام کردیتی ہی دوسرے وار کی نوبت نہین آنے پاتی ہی اوسطرف ارشیون پر نژاد تبر ہاتھ مین لیے ہوئے
شاخ حیات کفار کی قلم کرتا پھرتا ہی دشت حسرت باغیون کی پامال ہی سوا ثمر تلخ موت کے کچھ ہاتھ نہین آتا ہی
چہرہ کفار کی دہشت سے مثل برگ خزان دیدہ کے زرد ہو رہے ہین سر جسم سے مثل ثمر پختہ کے گر رہے ہین ایک
جانب فرسنگ بن لندھور ثانی مانند بچہ شیر کے حملے کر رہا ہی جسپر گرز مارا ایرا گیرا ہو گیا لقمہ دہان اجل
ہوا ذائقہ تلخ موت چکھا گویا یہی تینون بہادر لشکر کو روکے ہوئے ہین ورنہ اب تک قدم لشکر اسلام کے اوکھڑ
جاتے مرکبون کی انکے یہ حالت ہی جیسے دریا کے امواج مین کشتی جاتی ہی اہل لشکر سرداران
کے خیال سے جانین لڑائے ہوئے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہرچند کہ سات لاکھ کی فوج کا
ریلا ان مین لاکھ جوانون سے کیونکر رکے مگر قدم گاڑے ہوئے داد فردی و مردانگی دے رہے ہی
یہی نقیب پکار پکار کہہ رہے ہین کہ ہان اے بہادرو یہی روز نام و ننگ ہی۔ قدم پیچھے نہ ہٹے
کہ یہ شیوہ نامردی ہی شان مردانگی کے خلاف ہی تلوار منھ پر پڑے مگر آنکھ نہ جھپکے تیر نیزے آگے
سینہ نشانہ رہی گرز دیکھکر گردن نہ جھکے کمان کے خوف سے گوشہ نہ ڈھونڈے تیر کے سنسناتے سے
دل نہ سہمے میدان جنگ مین آکر مرنا ہر طرح ضروری ہی ذلیل ہو کر مرنا بہتر نہین اگر قسمت سے
فتح حاصل ہوئی تو دفتر مین غازیون کے نام لکھا گیا اگر مارے گئے تو شہید کہلائے یہ باتین
اور ولولے جاتی مین گھٹی ہوئی قوت کو بڑھاتی ہین جوانان لشکر سینہ سنانون سے ملائے
دیتے ہین لیکن جو نزدل ہین اونکو کب جرات آتی ہی سر چھپا اونہین جان بچانے کی فکر ہی بقول
شخصے کہ مارتے کے پیچھے اور بھاگتے کے آگے دوسرونکو للکار رہے ہین کہ لینا مار لینا
جانے نپائے مگر آپ آگے نہین بڑھتے اپنی کمک کے واسطے سبکو پکارتے ہین آپ کسی کی مدد کو
قدم آگے نہین بڑھاتے کہ کون بیکار اپنے کو آفت مین پھنسائے آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ
جہان مردہ جسوقت کنارہ لشکر تک پہونچ جاتے ہین کبھی اس صف کے پیچھے کبھی اوس غول
کے عقب مین دور سے تیر اندازی کر رہے ہین مگر تیر مارا اور جلدی سے بیٹھ گئے کہ ایسا نہو
کوئی دشمن دیکھ لے اور نشانہ تیر قضا بنائے مگر ہان سرداران لشکر کفار جو بہادر ہین یا
کسی قسم کا اطمینان ہی مثل مغرور روئین تن اور عصفور روئین تن کے یا جدید روئین تن اور
شدید روئین تن کہ یہ فرستادہ اکوان ہین سمجھتے ہین کہ ہماری موت خداوند اکوان تاجدار
نے خلق ہی نہین کی بلکہ ہمکو ان خداپرستون کا ملک الموت قرار دیکر بھیجا ہی لشکر مین ڈوبے
ہوئے تلوارین مارتے چلے جاتے ہین جسکے تلوار ان پڑتی ہی پٹ ہو جاتی ہی جسم پر چرکا بھی
نہین آتا انکی تلوار جسپر پڑتی ہی وہ شہید ہوتا ہی بچ نہین سکتا ہی یہ دونون روئین تن ساختہ
ہین لقمان ثانی کے کہ انھون نے ادویہ مین انکو ڈبو ڈبو کر آہنی بدن بنا دیا ہی اور کچھ دوائین
ملا کر آواز انکی اسقدر بڑھا دی ہی کہ جب یہ نعرہ کرتے ہین گھوڑے بھڑکنے لگتے ہین نیچے سوار
اوپر گھوڑا ہو جاتا ہی اگر کوئی ایسا شہسوار ہی کہ اوس نے گھوڑے کو سنبھالا اور وار بھی کیا
تو جسم پر اوسکے حربہ کارگر نہین ہوتا ہی انجام کار ہاتھ سے ان سخت جانون کے مارا جاتا ہی
یہ دونون ان بڑے دلون سے لڑتے ہوئے چلے جاتے ہین اور اوسطرف سے فرہاد خان
یک ضربی اور ارشیون پر نژاد صفون کو شکستہ کرتے چلے آتے ہین اثنائے راہ مین جدید روئین تن

اور فرہاد خان یک ضربی کا سامنا ہوا فرہاد خان نے للکارا کہ او باغی او گبر نابہنجار کہاں آتا ہے
آگاہ ہو کہ قضا تیرے سر پر آگئی پیمانہ عمر لبریز ہوا یہ جو بدست پیغام قضا ہی کہاں جائیگا بچکر میرے
ہاتھ سے ستم فرہاد خان یک ضربی دوسرے وار کی نوبت بھی نہ آنے دی یہ سنتا تھا کہ جدید
روئین تن نے سر آگے بڑھا دیا چوب چوڑی ہی کمر مرکب جدید کی ٹوٹی اور گردن تک یہ ملعون
زمین میں غرق ہوگیا تیغ کو بلند ہوا فرہاد نے نعرہ کیا کہ بردم و بسیت کردم جدید روئین تن یہ
کھاکر اس زور سے چیخا کہ مرکب فرہاد کا جو کا فرہاد خان نے گھوڑے کو سنبھالا لیکن جدید نے گرد
سے نکلکر گھوڑا فرہاد خان کا بے کر دیا سوار مرکب دونوں خاک پر غلطان ہوئے فرہاد خان کو
یہ خیال نہ تھا کہ جدید وار سے تیرے بچ گیا ہے ورنہ ہوشیار چلتے گھوڑا ہی بے ہونا ممکن نہ تھا
بالفرض اگر گھوڑا مارا بھی جاتا تو آپ کو بچکر علیحدہ ہو جاتے مگر یہ کام غفلت میں ہوا کہ جدید نے گھوڑا
بے کر دیا اور گرتے ہی فرہاد خان کے تلوار مارے کہ شانہ نشانہ ہوا اور پاؤں مرکب کے نیچے دبکر ٹوٹا
اونکی یہ حالت دیکھکر لشکر اہل اسلام نے ہجوم کرکے فرہاد خان یک ضربی کو ہاتھ سے جدید روئین تن کے
بچایا اور خیمہ میں ڈالکر روانہ ہوئے لیکن یہ حالت فرسنگ بن لند ہور نے جو دیکھی کہ اس
ملعون کے ہاتھ سے بچا زخمی ہوئے نعرہ کیا کہ او قرم ساق کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
غضب کیا تونے کہ اتنے بڑے سردار کو دغا سے زخمی کیا میں تیرے فریب سے ہوشیار ہوگیا
لاف سب بہادری کی جدید روئین تن نے وہی تیغ خون آلود فرسنگ کے حوالے کیا فرسنگ نے
آتی تلوار کو درمیان میں رکھکر تھپکی دی کہ تلوار چٹ پڑے بس لوہیں بایاں ہاتھ کمر میں ڈالکر
نعرہ اللہ اکبر جابر سے کھینچکر جو زور کیا اوٹھا لیا زین سے اور ہاتھ پر بچائے سپر لیکر لڑنا شروع کیا۔
جو کافر تلوار مارتا تھا فرسنگ وار اوسکا جدید پر روکتا تھا لیکن اس ملعون پر اثر کب ہوتا ہے اور یہ
ہنگامہ اور یورش میں اتنا موقع تھا کہ فرسنگ اپنے دل کا ارادہ پورا کر سکتا خیال یہ تھا کہ جیتے جی اور زخم
کم ہو تو اس ملعون کو پایا باندھ لیجاؤں یا ٹانگیں اسکی چیر کر پھینکدوں مگر فوج جدید کی اپنے سردار کو بچانے
کو کئے ہوئے تھے یورش لشکر کا فرسنگ پر ہو رہا تھا اسی اثنا میں ایک تلوار جدید کی زنجیر کمر پر ٹیڑھی کی
زنجیر کٹی اور جدید زمین پر گر پڑتے ہی اس نے چاہا تھا کہ مرکب کو فرسنگ کے نیچے گرکے فرسنگ
گھوڑے سے کود پڑا اور چاہا اس نے کہ لپٹ پڑوں جدید نے پھر تلوار ماری فرسنگ نے چاہا کہ
کہ بد دست پکڑوں مگر قضائے کار اتفاقات روزگار ٹھوکر لگی کاسہ سر سے لگی فرسنگ گرتے گرتے
بچا مگر تیغ جدید کا سر پر پہنچا تھا وہ ابرو اوتر گیا فرسنگ نے دستانہ مارا تیغہ تو چھٹا کر سر سے نکلا
مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی اوسے عالم زخم سے آنکھیں فرسنگ کی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا تلوار
ٹوٹ گئی اور جسم پر جدید کے خط بھی نہ پڑا اس نے دوسری تلوار ماری کہ زخم سر پر جو پڑا
ہوگیا یہ حالت دیکھکر اہل اسلام دوڑ پڑے چاہتا تھا جدید کہ فرسنگ کا قلع کروں کہ اہل اسلام یلغار کرکے جلد آئے
ہوئے فرسنگ کو بچا لیا اپنی جانوں پر کھیل گئے سموات شاہ نے تیسرا مرکب جدید کے لیے بھیجا ایک
فرہاد خان کے مقابلہ میں ہار گیا دوسرا فرسنگ کے مقابلہ میں چھوٹ گیا اب یہ ملعون تیسرے مرکب پر سوار ہوکر
لڑنے لگا وہاں ارشیون پریزاد نے جو بھائی اور بھتیجے کو زخمی ہوتے دیکھا آنکھوں میں خون اوتر آیا پکارکر آواز دی کہ او ملعون
غضب کیا تو نے ایسے سرداروں کو زخمی کیا ادھر آ کہ حریف تیرا میں ہی ہوں یہ کہکر باگ مرکب کی اوسطرف موڑی تھی کہ
جدید روئین تن نے پکار کر کہا کہ او خدا پرست ادھر کہاں جاتا ہے تو میرا شکار ہے ارشیون نے جو دیکھا کہ فرد کو

لڑنے مرنے سے کام ہی تو ہی آ اگر خداوند کریم نے فتح دی اور زندگی کا تیرے ہاتھ سے خاتمہ کیا
تو تیرے بعد اوس سے سمجھونگا لا ضرب بہادری کے کہ دیر ہوئی شدید روئین تن نے
کہا انجام تیرا ابھی مشکل اور نہین دونون کے ہونے ذرا لاہی پہلے تو وار کرکے اپنا حوصلہ نکال لے
تاکہ یہ حسرت تیرے دل مین نہ رہجائے ارشیون نے جواب دیا کہ ہمارا دستور پیش دستی نہین ہے
جب خداوند کریم تیرے ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا لا ضرب بہادری کی دیر نکر یہ
سنتا تھا کہ شدید روئین تن نے خبردار خبردار کہکر تلوار ماری ارشیون پہلوزادنے سپر کو اوٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو شدید روئین تن کی سر پر پڑتی ہی چار انگل سپر کو کاٹا ارشیون نے بچاؤ دی
کہ تلوار شدید کی ٹوٹ گئی اوس نے جھلا کر دو ہی ٹکڑا جو اسکے ہاتھ مین تھا قبضہ سمیت ارشیون پر کھینچ مارا ارشیون
نے وار اسکا خالی دیا اور تبر سر شدید پر مارا آپ نے سر آگے بڑھا دیا تبر جو سر پر پڑا تو یہ معلوم
ہوا کہ سنگ خارا پر پڑا سر سے شدید کے اوچٹ کر گردن مرکب پر آیا گردن گھوڑے کی قلم ہوگئی
شدید کود کر گھوڑے سے علیحدہ ہوا چاہا کہ مرکب ارشیون کو بھی پے کردون ارشیون نے گھوڑے کو
خالی کیا اور چاہا کہ شدید روئین تن سے لپٹ پڑون اس نے دیکھا کہ اب بچنا مشکل ہی خداپرست کا جیجا
کہیں ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن بس یہ بھاگا اور ارشیون نے اسکا تعاقب کیا لیکن قضا نے
کا اتفاقات روزگار پاون ارشیون کا توپخانہ مین جا تا رہا اور ارشیون پرزادہ گر پڑتے ہی ارشیون کے
شدید روئین تن پلٹ پڑا اور تلوار دوسری کاٹھی سے کھینچکر سر پر ارشیون کے لگائی کہ سر زخمی ہوا ارشیون نے
اوسنے زخم داری مین ہاتھ شدید کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ تو تو زخمی ہوہی چکا ہی اسے کیون چھوڑون اوٹھا کر
زمین پر مارا اودھر ارشیون نے چاہا کہ مشکین اسکی باندھ لون کہ یہ حال جدید روئین تن دیکھ رہا
تھا مرکب کو جولان کیا اور آواز دی کہ اے خداپرست غضب کیا تو نے کہ اس حالت زخمداری مین
شدید روئین تن سے بہادر کو باندھنے کا قصد کیا ہی ادھر تو یہ ملعون چلا آتا ہے اودھر
ارشیون کو یہ کوشش ہی کہ کسی طرح اس ملعون کو تو گرفتار کرکے خدمت صاحبقران مین روانہ کردون
پھر اس سے مقابلہ کرون لیکن کام ناتمام رہا ہنوز مشکین اسکی اچھی طرح نہین بندھنے پائین کہ جدید
روئین تن آپہونچا اور تلوار سر پر ارشیون کے لگائی کہ زخم سر چوپارہ ہوگیا یہ حال دیکھ کر اہل
اسلام یورش کرکے ارشیون کو تو اوٹھا لے گئے مگر شدید روئین تن کمند مین اولجھا پڑا رہ گیا
جدید روئین تن نے جلدی سے اسکو رہا کرکے مرکب دیا کہ یہ ملعون پھر سوار ہوا اور لڑنے لگا۔
لیکن لشکر اسلام سردارون کے زخمی ہونے سے بددل ہو گیا ہی مگر قدم جمائے ہوئے لڑ رہا ہی
لیکن یہ دونون روئین تن قیامت کر رہے ہین مورچے توڑتے ہوئے طرف تخت بادشاہ اسلام
کے بڑھ رہے ہین مسلمان جانین لڑائے ہوئے سینہ سپر کھڑے ہین لیکن تلوار تو انکے جسم پر اثر
ہی نہین کرتی کرین تو کیا کرین انکا وار بیکار جاتا ہی دشمن کا وار کارگر ہوتا ہی علاوہ روئین تن
ہونے کے یہ دونون زبردست بھی ہین اسکے سوا آوازون سے انکے گھوڑے بھڑکتے ہین
اودھر سموات شاہ چلا چلا کر کہہ رہا ہی کہ اے غضب خداوند لقان ہان آج ان مسلمانون کا خاتمہ
کردو۔ کوئی انہین سے بچنے نپائے لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہی کفار کا یہ جوش ہی سات لاکھ
سوارون کا ریلا ہی ادھر کل تین لاکھ آدمی جسمین بہت سے قتل بھی ہوگئے ہین کچھ لوگ حفاظت
خیمون اور خرگاہون کی کر رہے ہین کچھ فوج نابینا کی حفاظت کر رہے ہین کوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی لڑ رہا ہی

قدم اوکھڑا چاہتے ہین بادشاہ اسلام دست بدعا ہین کہ اے کارساز اے بے
نیاز تو واسطہ اپنے حبیب کا کہ ہم سبکو ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے
تو خوب جانتا ہی کہ ہم رواج دین اسلام کے واسطے لڑتے ہین شوق ملک و مال
نہین ہی اور نہ خواہش حکومت ہی۔ اگر موت ہماری قریب آگئی ہی تو ہمکو عذر نہین
ہی لیکن اسوقت کے مرنے مین حرمت اسلام کے برباد ہوگی لاشین
ان کفار کے ہاتھ پڑین گی مردہ بدست زندہ نہین معلوم یہ لوگ لاشون سے کیا
سلوک کرین گے جلد کسی کو ہماری مدد کے لئے بھیج۔ ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر
دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب بیابان سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا سب
نگران تھے کہ یکایک دامنۂ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے **اسفندیار خان**
زر انجا بادی ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا دیکھا اس نے کہ کفار کا غلبہ ہی
اہل اسلام شکست کھایا چاہتے ہین پس وہین سے اُس نے نعرہ کیا کہ باش
اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باش کہ منم **اسفندیار خان** زر انجا بادی یہ کہکر
اسنے نعرہ کرکے جو گرتا ہی خود بھی تازہ دم ہی لوگ بھی اسکے تازہ دم ہین لشکر اسلام مین تو
جان آگئی اب قریب ڈھائی لاکھ کے مسلمان بھی ہوگئے ہین اسفندیار خان کے
ساتھیون نے حملہ کرکے کفار کو جا بجا کہ پیچھے ہٹا دین مگر کہان ممکن تھا ڈھائی لاکھ سے سات
لاکھ پسپا ہو سکتے ہین ساتھ ہی دوسری گرد اوڑی سب نگران تھے کہ اب کون آیا
کمک لشکر اسلام کی آئی یا مددگار کفار کے آئے دونون لشکرون کی نگاہین گرد
کی طرف تھین کہ یکایک دامنۂ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے **سہیل خان** بحری
حصاری ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا۔ اور آگر اہل اسلام مین شامل
ہو کر کفار سے مصروف جہاد ہوا یہ دونون سردار حکمنامہ پہونچتے ہی بعجلت
تمام روانہ ہوئے تھے کہ وقت پر پہونچ گئے مگر چونکہ یہ لوگ تازہ دم تھے آتے
ہی جو ملکر حملہ کرتے ہین فوج کفار مین تہلکہ ڈال دیا خون کی ندیان بہا دین۔
سرون کے اولے برسا دیئے بازار جنگ کو گرم کر دیا اہل اسلام مین جان
تازہ آگئی **بادشاہ اسلام** نے شکر پروردگار کیا اور ان دونون سردارون
نے اپنا اپنا لشکر آگے بڑھانا شروع کیا۔ اور فوج ہندوستان جو تھک
چکی تھی اوسکو پشت پر لے لیا۔ اودھر شاہ اسلام نے یہ انتظام کیا
کہ اس تھکی ہوئی فوج کو حفاظتی فوج کے مقام پر قائم کیا اور حفاظتی فوج جنگ
مین طلب کرلی۔ خوب ہی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لشکر کفار کے جی چھوٹ چھوڑ
دیئے سات لاکھ فوج کو جب حملہ کرکے پیچھے ہٹا دیا لڑتے لڑتے تمام دن ختم ہو گیا
اور شام ہوگئی۔ مگر مسلمان دم نہین لیتے لڑتے ہوئے چلے ہی جاتے ہین
صمصوات شاہ نے دیکھا کہ فوج میری تھکی ہوئی ہی اور لشکر اسلام تازہ دم ہی
اور شام بھی ہو چکی ہی۔ آج جنگ کو موقوف رکھنا چاہیئے پھر دیکھا جائے گا۔
یہ خیال کرکے **بختیارک ثانی** سے صلاح لی یہ وہی وزیر شیطان خصال ہی۔ جو

ہمراہ ان چارون سردارون کے یہان آیا تھا۔ بختیارک ثانی مثل بختیارک
اول کے نہایت ہوشیار و زیرک ہی بلکہ وجہ تسمیہ بھی اسکی یہی ہی کہ اسکی حرکتین
شیطان لقا سے مشابہ پاکر بادشاہ نے اوسکو بختیارک کا خطاب عطا فرمایا
ورنہ نام اصلی اسکا کچھہ اور تھا۔ بختیارک نے بھی صلاح دی کہ اب طبل
بازگشت بجوا دیجئے کل دیکھا جائیگا۔ سمٰوات شاہ نے پکار کر کہا کہ اے غضب
خداوندا کو آن مین طبل بازگشت بجواتا ہون بس اب آج کی شب آرام سے بسر
کیجئے کل دیکھا جائے گا۔ یہ کہکر حکم طبل بازگشت کا دیا دونون لشکرون نے
حسب قاعدہ جنگ سے ہاتھ کھینچا اور علیحدہ ہوکر اپنے اپنے آرامگاہ کیجانب
متوجہ ہوئے ادہر سمٰوات تاجدار اپنے بارگاہ مین داخل ہوا۔ سردار
اپنے اپنے خیمون مین گئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا سپاہیون نے
کمرین کھولین آج بسبب تھکے ہوئے ہونے کے سمٰوات شاہ نے بھی دربار نہین
کیا اور جاکر بستر مرگ پر قیام کیا یہان اہل اسلام اپنے فرودگاہ پر آئے
بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوئے اسفندیار خان زرانجابادی و سہیل خان
مشتری حصاری ایک ایک پایہ تخت کا پکڑے ہوئے ساتھ آئے تھے جسوقت
بادشاہ داخل آرامگاہ ہوئے یہ دونون بھی اپنے اپنے خیمہ کی طرف واپس گئے جسوقت
یہ آکر مصروف جنگ ہوگئے تھے اوسیوقت سے انکے ملازمون نے علیحدہ سمجھکر بادریافت
کرکے خیمہ نصب کردیئے تھے۔ غرضکہ ان لوگون نے بھی بستر راحت پر قرار لیا
فرہاد خان یکسغری و ہارشیون پریزاد و ترمنگ بن لندہور شفاخانہ
شاہی مین داخل کئے گئے علاج انکا ہونے لگا جب دوسرا روز ہوا اور بادشاہ اسلام
آکر بارگاہ گوہر بار مین تخت حکومت پر جلوہ افگن ہوئے صاحبقران عالیشان دنگل
صاحبقرانی پر بیٹھے اور سردار آآکر اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے سہیل خان
مشتری حصاری و اسفندیار خان زرانجابادی بھی حاضر دربار ہوکے آداب
شاہی بجالانے کے بعد اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دنگلو پر متمکن ہوئے بادشاہ اسلام نے انکی
جانفشانی پر مرحبا کی اور فرمایا کہ اب تمہارا سن اس قابل نہین ہی۔ کہ تم میدان
جنگ مین تیغ زنی کروگے مگر وقت ایسا ہی آپڑا تھا کہ تم لوگ سب ایسی بلا مین مبتلا ہین کہ اک
طفل صغیر سے بدتر ہین دشمن کو دیکھہ ہی نہین سکتے تو لڑین کیونکر یہی سبب تھا کہ تم لوگون
کو پروانے بھیجکر یہ تکلیف دی اور تم بھی بروقت پہونچنے پروانہ کے آن پہونچے خداوند
اسکا اجر عنایت کرے ان دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ نمک خوار ہوتے
ہی اس دن کے لئے ہین اب خدا وہ وقت جلد لائے کہ حضور کے حق نمک سے ہم لوگ
ادا ہوجاوین اور ان قدمون پر نثار ہون بادشاہ نے فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہین ہر بلا سے
بچائے اور عمرون کو تمہاری دراز کرے لیکن عفران بن عمرو قریب صاحبقران
کے آیا اور اس نے عرض کی کہ اے شہریار با اقبال آخر یہ کیا بلا ہی کہ جسمین
آپ مبتلا ہوئے اور تمام لشکر سردارون سمیت اندھا ہوگیا کب تک اسی حالت مین

آیا ہم یونہی بیٹھے رہینگے آخر اسکی کوئی فکر کوئی تدبیر انسان کو چاہئے کہ نکالے۔ اپنی سی کوشش کرے آیندہ مقدر ہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ ان باتون کو تم مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہو۔ جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو مین تو کچھ بھی نہین کر سکتا بڑی امید مجھکو درویش صاحب کی تھی مگر اونہون نے بھی اسوقت تک خبر نہ لی خدا جانے کون سے سخت ستارے ہم لوگون کے آگئے ہین کہ ایسی بلا مین مبتلا ہوئے ہین اور کوئی تدبیر کرنے والا نظر نہین آتا کوئی فکر ذہن مین نہین آتی۔ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خواجہ اگر اسکی فکر کرو اور ہم لوگون کو اس بلا سے نجات دلواؤ تو تمہارا احسان عمر بھر نہ بھولونگا گویا تم ہی نے جان بخشی کی اور تمام لشکر پر تمہارا احسان ہوگا۔ اور ہم بھی اتنا وعدہ کرتے ہین کہ تمکو خوش کر دینگے دامن مراد تمہارا گوہر مقصد سے بھر دینگے۔ خضران نے عرض کی کہ جاتا ہون اگر اقبال حضور کا یاور ہے اور قسمت میری رسا ہے تو کامیابی حاصل ہوگی۔ غرضکہ خضران سب سے رخصت ہوکر ان اندھون کے واسطے دوائے چشم ڈھونڈنے نکلتا ہے دیکھئے اب یہ کہان پہونچتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اول حال سمٰوات شاہ کا گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ کافر طبل بازگشت بجوا کر جو میدان سے پھرا رات سونے مین کٹی صبح کو دربار کیا اور جدید روئین تن اور شدید روئین تن سے کہا کہ جب سے آپ دونون صاحب تشریف لائے اسوقت تک مجھے آپ کی دعوت کرنے کا موقع نہ ملا۔ لہذا میرا یہ جی چاہتا ہے کہ یہ صحرا نہایت پر فضا ہے اور بالفعل جنگ بھی بسبب خستگی لشکر کے ملتوی ہے اور خداوند اکوان نے آتے ہی فتح بھی عنایت کی کہ یہ تینون خدا پرست جنھین آپ نے زخمی کیا ہے ایسے زبردست و سرکش تھے کہ میری فوج مین گھسکر اپنے بھائی لندھور کو چھڑا لے گئے آپ ہی ایسے تھے کہ اونکو زک پہونچائی لہذا یہ دعوت مسافرت بشکر خداوند اکوان تاجدار قبول فرمایئے جدید روئین تن و شدید روئین تن نے بکمال مسرت دعوت تاجدار دعوت منظور کی اوسیوقت سمٰوات شاہ نے حکم دیا ہرکارون کو کہ خبر لاؤ کہ اس صحرا کے گرد و نواح مین کون کون سی بستیان ہین اور وہان سے طوائفون کو بلا لاؤ ہرکارے بموجب حکم روانہ ہوئے ادھر سامان جشن ہونے لگا بارگاہ کی آراستگی بیان سے باہر ہے ایک تو بارگاہ شاہی یون ہین اوسکی آرایش و زیبایش کیا کم تھی کہ اور سنواری گئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجلۂ عروسی آراستہ ہے فرش کی آراستگی کا حال کیا بیان ہو کسی طرف کٹورا کھنک رہا ہے دوکانین دورویہ آراستہ ہین کل دوکاندارون کو بادشاہ کا حکم ہے کہ لشکر جدید روئین تن و شدید روئین تن سے کوئی قیمت نہ لے جو شے جسے درکار ہو وہ بغیر قیمت کے لے لے قیمت خزانہ شاہی سے ملیگی ہر طرف سامان روشنی ہو رہا ہے خیمہ کے دروازے پر تمام بلور سے دو رویہ چراغان لگائے گئے ہین اور ہر طرف راستے پر ٹٹر بندی ہے۔ درختون مین قندیلین آویزان کی گئی ہین امرا کے خیمون پر مختلف رنگ کے جھنڈے اوڑ رہے ہین درخت ہائے رنگارنگ سے مزین و مزوّن کر لئے ہین یعنی سرخ و زرد و سبز مختلف اقسام کی پوششون سے آراستہ و پیراستہ ہین الغرض جا

تمامی سے منڈھے گئے ہین قندیلون مین بادلے کی جھالرین لگائی گئی ہین بختیارک ثانی
کس خوبی سے انتظام کر رہا ہے ایک روز مین اتنے بڑے لشکر مین یہ سامان کرنا اور
صحرا مین جہان اپنا گھر بھی نہین ہے کہ ہر چیز مہیا ہو سکے مگر وہ بختیارک ثانی تنہا
مدبر ذہن بھجر بن اُس نے کل انتظام کر لیا شام ہوئی ہے ہر طرف روشنی ہونے لگی
یہ معلوم ہوتا تھا کہ لشکر بھر مین آگ لگی ہوئی ہے روشنی اس کثرت سے تھی
کہ عکس اوسکا روئے فلک پر رنگ شفق کا پیدا کر رہا تھا اور زمین پر اک فرش
نورانی بچھا ہوا تھا درختون کے سبز پتون مین سرخ قندیلین دور سے نارنگی
کے پھل لگے ہوئے درخت کا سمان دکھا رہی ہین بادلے کی جھلاجھلی دل پر بجلیان گرا رہی
تھی تکلس خیمون کے مثل ماہتاب کے چمک رہے تھے روشنی انجم کی محسوس ہونے
لگی تھی ہر گلی کوچہ مین پھیرو پھیر رہے تھے کوئی لنگور بنا ہوا ناچ رہا تھا کوئی اور رنگ
کا روپ بھرے ہوئے ایک انسان مین مرد و عورت دونون جلوے دکھا رہا تھا
کسی جگہ نٹنیان ناچ رہی تھین تماشائیون کا ہجوم تھا بازاری لوگ آوازے کس
رہے تھے گالیان سن رہے تھے کسی طرف سوانگون کے تخت ارے ہوئے
لاگین ہو رہی تھین کوئی چھری نگل رہا تھا کوئی جلتا ہوا گیند اوگل نگل رہا تھا کسی نے
زبان پر تکلہ سوزن کرکے پھر کھینچا مگر خون نہین دیا نہ زخم محسوس ہوا کسی نے کلّہ
مین چھری بھونک لی اور پھر کھینچی مگر نشان زخم ظاہر نہوا۔ اُن لوگون کو بھی انعامات
مل رہے ہین۔ کسی مقام پر مداری تماشہ کر رہے ہین ساقیون اور تنبولیون
کے تخت برابر سے لگے ہوئے ہین چرسیون کا ہجوم ہے دم پر دم پر رہے پان پر پان
کھائے جا رہے ہین لشکر کی تو یہ حالت ہے اور بارگاہ سموات شاہ مین سردارون
کا جلسہ ہے طائفہ ناچ رہے ہین پرستان کا سمان ہے وہ بارگاہ کی آراستگی اور
وہ روشنی کہ سقف بارگاہ نمونہ سائبان چرخ کا ہو رہی تھی جابجا سقف پر طلائی کام
بنا ہوا جو مین گنگا جمنی قالین کارچوبی بچھا ہوا اور سب سردارون کا جلسہ پلو مین
بادشاہ کے جدید بیٹھین تن وشدند نشین تن اُنکے بعد دو رویہ اور سردار
اپنے اپنے رتبہ کے موافق تکیے بعد دیگرے بیٹھے ہوئے سامنے رقاصان ماہ
طلعت پری صورت زیور جواہر مین غرق باری باری مجرے ہو رہے ہین نگاہین سرمہ دو
سے لڑ رہی ہین آنکھون ہی آنکھون مین سب کچھ باتین ہو جاتی ہین بختیارک ثانی بھی
سب کی خاطر تواضع مین سرگرم ہے کبھی اندر بارگاہ کے آتا ہے کبھی باہر جاتا ہے اسی آمد و رفت
مین ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بیل گاڑی چلی آتی ہے اور سپر دو عورتین سوار ہین ایک
کے بال مہندی سے رنگے ہوئے صوفیانہ لباس پہنے ہوئے طبلہ سارنگی وغیرہ
رکھا ہوا ایک اور مرد بھی ساتھ بیٹھا ہوا اُسی وضع سے کہ سر پر پگڑی بندھی ہوئی
ڈاڑھی چڑھی ہوئی تنبورہ ہاتھ مین بیچ مین ایک پری تمثال بارہ چودہ برس کے
سن کی ایک موتی کی تہہ بنے ہوئے بیٹھی ہے بقول شاعر ع

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتین مرادون کے دن

قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی ڈیرے دار رنڈی ہی جلسے کی خبر سنکر آگئی ہی ابھی تک رسائی
نہین ہوئی بختیارک نے یہ خیال کیا کہ اگر بغیر اپنا مقصد حاصل کیے ہوئے یہ چلے گئے
تو بدنام کرین گے اس سے دریافت کرکے نام لکھ لینا چاہئیے تاکہ رخصت کرنے کے
وقت اسے بھی کچھ دیدیا جاوے اس خیال سے آگے بڑھے اور پوچھا کہ خواص سے
کہ نام اسکا کیا ہی - اوس نے جھپٹ کر قریب اڑھیا کے آکر نائکہ سے پوچھا کہ بائی جی
تم کون ہو اور کہان کی رہنے والی ہو نام تمہارا کیا ہی - اوس نے پلٹ کر دیکھا اور کہا
کہ میان مین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون نام میرا خفقان بائی ہی اس جلسہ کی خبر سنکر
مین بھی ادھر چلی آئی ہون خواص یہ سنکر بہت ہنسا اور آکر بختیارک سے کہا کہ وہ تو بڑی ہزل گو
عورت ہی نام اپنا خفقان بائی بتاتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون -
بختیارک نے کہا کہ اوس نے تجھے بیوقوف بنایا مین آپ پوچھے لیتا ہون یہ کہکر
آگے بڑھا اور کہا کہ بائی جی ٹھیک ٹھیک اپنا نام و نشان بتلاؤ اوس نے پھر
یہی کہا کہ حضور مین کیا آپ سے مذاق تھوڑے کرتی ہون میرا یہی نام ہی جو حضور سے عرض کیا
آپ کا نام سنکے چلی آئی ہون لیکن اس نائکہ نے جو دیکھا کہ نگاہین انکی نوچی کی طرف
بیڈھب پڑ رہی ہین کہا قربان جاؤن کیا سرکار مین عورتون کو آپ نہی پہونچاتے
ہین بختیارک نے کہا کہ بائی جی ذرا سمجھ کر بات کیا کرو ہم تو سنتے تھے کہ اگلی رنڈیان
بہت تمیزدار ہوتی تھین قیافہ شناس ہوتی تھین تم کیسی ہو کہ شریف اور رئیس کو
نہین پہچانتین اوس نے کہا کہ واری ایک تو مین خفقانی عورت ہون دوسرے
کچھ صورت آپ کی ایسی ہی کہ کیا کہون پھر اسکے علاوہ اب تو شریفون نے
بھی اس پیشے کو جایز کرلیا ہی اور اسی سلسلے سے سرکارون مین ترقیان
کرتے ہین عہدہ پاتے ہین پھر مین نے کہا تو کیا قصور کیا - اچھا اگر آپ مانتے ہین جانے
دیجئے مین اور ذریعہ رسائی کا پیدا کرلون گی اور آپ سے تو مین نے اس لیئے
پوچھا تھا کہ اگر ارباب نشاط کا انتظام حضور ہی کے حوالے ہو تو ہمارا مجرا ابھی سنوا
دیجئے آپ خدانخواستہ آپکے دشمن ایسے ہون مجھا ہین بھوئین دور پار سات سمندر درمیان بختیارک
نوچی پر اوسکی دل سے فدا ہوچکا ہی سرگرم سب سن رہا ہی - نائکہ بھی آفت کی پڑ
کہ حرارت بھی دلاتی ہی - اور ایک ہی چھینٹے مین پھر ٹھنڈا کر لیتی ہی ادھر وہ چھوکری
ٹھنک کر کہ رہی ہی - کہ بوبو ہمین تو نیند آتی ہی بائی جی ڈانٹ کے کہتی ہین کہ یون کی دو ن لیتی
گھر بنا یا ہی کہ چراغ مین بتی پڑی اور اللہ رکھی تمنت چڑھی ایسی ہی نیند ہی کیا کھائیگی
اور کیا کمائے گی کیا یار کے بغل مین جائے گی جھپ سے سو رہے گی یا تو کوئی ایک مرتبہ
نسے دوسری مرتبہ بلائے گا نہین یا کوئی بگڑے دل ہوا تو لاتین مار کر سیدھا کر دے گا یہ سنکر
بختیارک نے کہا کہ تم بڑی زبان دراز و بدمزاج معلوم ہوتی ہو کہ ابھی جو عورت اتنی
کم سن ہی کہ مرد سے آگاہ نہین اوس سے ایسی ایسی باتین کرتی ہو اوس نے کہا
کہ میان آگاہ بھی یونہین ہوجائے گی بختیارک نے کہا کہ تمہین پھرنے کا ٹھکانا بتائے دیتے
ہین موقع اور محل سے تمہارا مجرا ابھی سنوا دیا جائے گا یہ کہکر خواص سے کہا کہ

اسے ہمارے خیمہ مین لے چلو ہم آتے ہین خواص نے لیجاکر خفقان بائی کو ایک خیمہ مین اوتارا اور بختیارک ثانی نے جلسہ مین جاکر کہا کہ کھانا تیار ہی۔ دسترخوان آراستہ ہو چکا ہی۔ سموات شاہ نے رقص کی موقوفی کا حکم دیا اور مع جدید رویین تن و شدید رویین تن اوٹھکر روانہ ہوا دوسرے خیمہ مین پہونچ کر دیکھا تو دسترخوان چنا ہوا ہی۔ کھانے انواع و اقسام کے چنے ہوئے ہین جو لوگ بادشاہ کے ہمنشین تھے وہ ساتھ بادشاہ کے بیٹھے کھانا کھایا اوسیطرح دوسرے خیمون مین اوسط درجہ کے لوگ بیٹھے۔ تیسرے طبقہ کے لوگ اور اور خیمون بیٹھے ہر شخص کی حیثیت کے موافق خیمہ تھا۔ کھانا عام طور سے اہل لشکر پر تقسیم ہوا۔ غرضکہ جب کھانے سے فرصت ہو چکی تو پھر جلسہ جما سردار آ آ کر مع بادشاہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ناچ شروع ہوا ساقی کی طلب ہوئی اوس وقت بختیارک ثانی نے دست بستہ عرض کی ہے۔ کہ اے جہان پناہ اگر ارشاد ہو تو اس کام کو بھی مین ہی انجام دون میرے خیمہ مین اک ڈیرے دار بی ٹھہری ہوئی ہی کہ ایسی عورتین حسین اور نازنین کم پیدا ہوتی ہین اور نہایت شوخ و چالاک معلوم ہوتی ہی مجرا بھی کرتی ہی۔ اگر فرمایئے تو اوسے حاضر کرون کہ ناچتی بھی جائے اور ساقی گری بھی کرتی جائے بادشاہ نے کہا کہ پھر اس سے بہتر کیا ہی بختیارک وہان سے اپنے خیمہ مین آیا اور خفقان بائی سے کہا کہ بی اپنے کہو کہ پیشواز پہنین اور گھنگرو باندھین سرکار مین طلب ہی اور ہان یہ تو بتلاؤ کہ ساقی گری بھی یہ جانتی ہین یا نہین خفقان بائی نے کہا کہ جی ہان سب کچھ اسے مین نے بتلا یا ہی۔ مگر اپنے شہر کے دستور کے موافق ایکمرتبہ یہ آپ کے سامنے اسی مقام پر ساقی گری کرتی ہی آپ ہر بات پر نظر رکھیے جو باتین ملک اور رسم و رواج کے موافق ہون اونہین رہنے دیجیے گا اور جو باتین خلاف ہون اون کو رد کر کے طریقہ اوسکا تعلیم کر دیجیے گا یہ ایسی ذہین ہی ابھی سب کچھ سیکھ لے گی بختیارک نے کہا بہتر ہی پہلا جام اونکے ہاتھ کا مین پیئون گا۔ غرضکہ یہ نازنین مہر تمکین بصد کرشمہ و ناز اوٹھی اور پیشواز پہنی گھنگرو باندھے جام صراحی سے لبریز کیا اور اشعار عشق آمیز گاتے اور ناچتے ہوئے جام اوسپر رکھکر چلی بختیارک اوسکی اداؤن پر پسا جاتا ہی مرا جاتا ہی۔ دل مین کہتا ہی کہ مین نے یہ کیا غضب کیا کہ بادشاہ سے اس کا ذکر دیا کہین ایسا نہو کہ بادشاہ کی نگاہ بھی اسکی طرف ہو جائے تو بڑا ہی غضب ہو جائیگا یہ سوچکر دل مین پشیمان بھی ہوتا کبھی خفقان بائی سے پوچھتا ہی کہ شہر خفقانیہ کہان ہی اور کسقدر فاصلہ یہان سے ہی خفقان نے کہا حضور یہ شہر بہت قریب اور نہایت دور بھی ہی خداوندا کو ان تاجدار کی بہت بڑی خدائی ہی اوس نے ایک ظاہر کر دنیا پیدا کی ہی۔ اور ایک باطن دنیا پیدا کی ہی یہ شہر اسے صحرا مین بسا ہوا ہی مگر کسی کو نظر نہین آتا ہی باشندگان دنیائے باطن جب کوئی قصور کرتے ہین

تو دنیاے ظاہر پر بھیجدیے جاتے ہین اور جیسی خطا ہوتی ہی - اوسیکے موافق
اون کو سزا دیجاتی ہی مین نے یہ قصور کیا تھا کہ ایک روز خداوند
کی طرف نیت بد کی تھی کہ اگر اس لڑکی کو خداوند اپنی خدمت مین قبول
کرین تو اچھا ہی کہ یہ نہایت خوب صورت ہی لائق اونہین کے ہی - یہ بات
خداوند کے خلاف گزری اور مجھکو ویسی ہی سزا دیگئی - حکم ہوا کہ تو نے
اپنی حد سے گزرنا چاہا اسکا شکر نہ کیا کہ تجھے دنیاے باطن مین پیدا کیا
اب تو یہ چاہتی ہی کہ کوٹھے پر چڑھی ہون تو آسمان کو چھو لون پس جو شخص کوٹھے
پر سے اوچک کر آسمان کو چھونا چاہے گا وہ آسمان پر پہونچے گا یا زمین پر گریگا -
مجھے بھی ویسی ہی سزا ملی کہ دنیاے باطن سے دنیاے ظاہر مین بھیجی گئی اور
ہمیشہ ایسا ملا جو حد کا ذلیل ہی - بختیارک نے کہا کہ آخر یہ سزا کبھی ختم
بھی ہوگی یا نہین اوس نے کہا کہ جی ہان برس دن کی سزا ہوئی تھی جسمین
اب مہینہ بھر باقی ہی اسکے بعد مین اپنے ملک مین پہونچ جاونگی اور دھو دھلا کر ویسی ہی
پاک وصاف بنجاونگی بختیارک نے کہا کہ جس وقت یہان سے خدمت مین
خداوند کی پہونچنا تو کہنا کہ ایک بندہ گنہگار آپ کا ہمین ملا تھا اوس نے عرض
کیا ہی کہ کیا سبب ہی کہ اسوقت تک میرے یہان اولاد نہین ہوئی لہذا امیدوار
ہون کہ مجھے اسی سال مین اولاد عنایت ہو خفقان بانو نے کہا کہ بروقت پہونچنے کے مین سب
کچھ کہدونگی اور جسقدر میری خاطر و مدارات کروگے اوسکا حال بھی بیان کرونگی
اور تمہاری مہمان نوازی کی تعریف خداوند کے سامنے کرونگی بختیارک
ثانی نے کہا اچھا یہ ہوسکتا ہی کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ وہان لیتے چلو اوسنے جواب دیا کہ وقت تو آنے دو سب کچھ
ہوجائیگا ادہر وہ نازنین ناچتی ہوئی قریب بختیارک ثانی کے پہونچی اور جام دیا بختیارک نے جام
ہاتھ سے لے لیا اور یہ شعر پڑھکر پی گیا شعر گر بار تے پلائے تو پہر کیون نہ پیجیے زاہد نہین مین شیخ نہین
کچھ ولی نہین جام پیتے ہی ایک سرور پیدا ہوا یکبارا ایک جام اور دیجیے مجھکو مسرور اور محظوظ کیجیے اس
جام کا انجام وہ بد انجام نہ سمجھا کہ مآل کار کیا ہوگا اگرچہ بڑا گرگ باران دیدہ و کار آزمودہ گرم و سرد زمانہ
چشیدہ تھا مگر اسمقام پر ایسا مدہوش ہوا کہ کچھ اسکو خیال نہ رہا اسکی تیزی و چالاکی افترا پردازی ایسی معروف
و مشہور ہی کہ ہر ایک اسکے مذاق سے واقف ہی شیطان درگاہ خداوند کے لقب سے ملقب ہی اور اسی
طرح کی مضحک باتین و مذاق آمیز تقریرین بارگاہ مین بیٹھکر کیا کرتا - اول درجہ کا مفتری و فتنہ پرداز
ہی کسیکو بہکا دینا یا کسیکو اغوا کرنا دو شخصون کے درمیان مین آتش کینہ و فساد کو بھڑکا کر عداوت
ڈلوا دینا یا کسیکو بڑھاوا دیکر اور ابھار کر خصومت کرا دینا اوسکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی اور
جتنے حرکات سیئات شیطان علیہ اللعن کے ساتھ مخصوص ہین وہ سب اسمین موجود
ہین بلکہ مجسم شیطان ہی ابلیس پر تلبیس اوس پر ایسا مسلط ہوا ہی کہ گویا حلول
کر گیا ہی غرض کہ اس نازنین مہ جبین سے مخاطب ہوکر بختیارک نے کہا کہ ایک
جام اور دیجیے آپ نے جام سے تو وہ لطف دیا ہی کہ بے دغدغہ انجام بالکل مدہوش کردیا ہی دنیا و مافیہا
کی کچھ خبر نہین بقول شاعر ع ایسا ایک جام دیا ساقی بیہوش مجھے دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

یہ کلام مجھکے نازنین نے کہا لیجیے اور دوسرا جام بھر کر پھیر دیا۔ بختیارک نے تواتر جو کئی جام پیئے بیہوشی نے
خاتمہ مارا چھینک آئی اور چیخ مار کر زمین پر گرا وہ بیہوش ہوا خفقان بائی اپنے جام سے اونہی چاہا کہ خنجر کھینچکر اسے
قتل کرون کہ ناگہ پشت خیمہ کیطرف سے اک آواز آئی کہ واہ مرشد زادہ اپنے ہاتھون بنا بنایا کام بگاڑے دیتے ہو خضر
بن عمرو جو کہ خفقان بائی بنا ہوا تھا پلٹ کر دیکھنے لگا کہ یہ کون شخص ہے اتنے مین قران ثانی نے اپنا نام بتایا اور اندر
خیمہ کے آکر عرض کی کہ اسے گرفتار کیجیے اور مین اسکی شکل بنکر آپکو ساتھ لیے چلتا ہون بادشاہ کے سامنے اس چھوکری
سے جو کہ دلربا بائی بنا ہوا ہے مجرا کرایئے وہان ہی محفل آراستہ کیجیے اور ساقی گری کر کے سبکو بیہوش کیجیے مال و
اسباب لوٹیے خضر ان کو رائے قران ثانی کی پسند آئی غرضکہ قران ثانی نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری
چہرے پر لگا کر صورت اپنی بختیارک کی ایسی بنائی اور کپڑے اوسکے پہنکر خفقان بائی کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ
سموات شاہ ہوا یہان تو انتظار ہی تھا سموات شاہ نے کہا کہ بڑی دیر کی بختیارک نے چپکے سے کہا کہ حضور وہ
یہان آنے پر راضی نہ تھی کہتی تھی کہ مین صرف بادشاہ کے سامنے تخلیہ مین مجرا کرونگی محفل مین بیٹھکر نہ گاؤنگی سموات
تاجدار نے کہا کہ یہ بھی نئی کہی بھلا طوائف کو اسنے کیا اوسکا تو پیشہ ہی ہے بلکہ جسقدر زیادہ آدمی ہون اوسیقدر اچھا
کہ زیادہ نفع کی امید ہوتی ہے بختیارک نے عرض کی کہ حضور یہ طوائف پیشہ نہین ہے اسکی حکایت کو اسی کی زبان سے
سنیے عجیب واقعہ اس عورت کا ہے وہ اس دنیا کی رہنے والی نہین ہے سموات شاہ نے کہا یہ اور تعجب ہے اچھا ہو
اسے کہ حال اپنا بیان کرے بختیارک مصنوعی نے پکار کر کہا کہ بی خفقان بائی اپنا مفصل حال جو کہ مجھسے خیمہ مین بیان
کیا تھا سب بادشاہ کے سامنے بیان کرو بادشاہ تمہاری بہت عزت کرینگے خفقان بائی نے کہا کہ آپ بھی تو اپنے کو
وزیر شاہ مین لیکن بڑی اوچھی طبیعت کے آدمی معلوم ہوئے ہمنے دوست سمجھکر آپکی شفقت و عنایت دیکھکر اپنا اک راز
آپسے بیان کیا اب آپ رسوائے عالم کرنا چاہتے ہین بختیارک نے کہا کہ یہ ساری صحبت مع بادشاہ اوسی خداوند کے
ماننے والے بیٹھے ہین جسنے تمہین دنیائے باطن مین پیدا کیا اور اب دنیائے ظاہر مین بھیجا ہے یہ سب واقعہ
تمہارا سنکر تمہاری بہت عزت کرینگے مرتبہ تمہارا زیادہ ہوگا کوئی شخص نظر بد سے تمہاری لڑکی کیطرف نہ دیکھیگا گو تم
معتوب خداوند ہو لیکن اسکو خداوند کے نامزد کر چکی ہو جب بختیارک نے بہت اصرار کیا تو خفقان بائی نے
وہی قصہ دوہرایا کہ میری نیت تھی کہ اس لڑکی کو نذر خداوند کردون یہ ارادہ اونکے خلاف گذرا اوسکی سزا
یہہ مقرر ہوئی کہ اب یہی لڑکی ہر شخص کے پاس جا سکتی ہے جس قدر عزت بڑھنا چاہیے تھی اوس سے زیادہ
ذلت کا سامنا ہوا لیکن اب مہینہ بھر باقی ہے اسکے بعد مین اپنے ملک خفقانیہ مین جو کہ دنیائے
باطن کا شہر ہے پلٹ جاؤنگی اور توبہ میری خداوندا گوان تاجدار قبول فرمائینگے یہ سنکر سموات
شاہ نے کہا کہ مجھے بھی یہ بینا نام سنکر کہ کہین دنیا مین نہین ہوتا ہے تعجب ہوا تھا کہ خفقان بائی کیسا
نام ہے مگر معلوم ہوا کہ نئی دنیا مین نئے نام بھی ہونا ضرور تھے شدید روئین تن و حدید
روئین تن نے جو یہ واقعہ سنا وجد مین آگئے اور کہنے لگے کہ کتنی بڑی خدائی ہے ہمارے خداوند
کی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہے دیکھیے آجتک کبھی نے ملک خفقانیہ کا نام بھی سنا تھا سموات
شاہ نے خفقان بائی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خوش نصیبی ہملوگون کی کہ تم ایسی مقرب خداوند
کی زیارت سے مشرف ہوئے تمہارا گانا سننا اور ناچ دیکھنا کوئی امر ثواب سے خالی نہین
اور جام تمہارے ہاتھ کا ساغر کوثر ہے لہذا آج ساقی گری کا انتظام بھی تمہارے سپرد ہے
لیکن پہلے گانا گاؤ یہ سنکر خفقان بائی نے عرض کی کہ بہت خوب اور چھوکری کیطرف اشارہ
کیا وہ عجب انداز سے سامنے آکر بیٹھی کہ دیکھنے والون کے دل بیٹھگئے جس نے آنکھ اوٹھا کر

دیکھا تیر عشق کہایا وہ اوسکی شرمائی ہوئی نظرین اور چتون کی شوخی سینہ کا سن کے موافق
اوبہار جیسے دو گدرائے ہوئے سیب یا کاغذی نیبو ہوتے ہین ہر ایک محو جمال ہو رہا ہے
بڑی بڑی آنکھین جنمین حیا اور شوخی دونون کی آمیزش نے قیامت کی دلربائی پیدا
کردی ہے لمبے لمبے بال جنکی درازی وسیاہی کو شعرا نہین معلوم کیا بنا کر کس درجے تک
پہنچا سکتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ ایسی جسال کا مارا کل نہین سکتا اور اس افعی کا کاٹا
جاگ نہین سکتا ہے عارضون کی سرخی برگ گل کو شرماتی ہے پیشانی کی ضو خرمن جان پر
بجلی گراتی ہے ابرو کی کمان [illegible] ہر وقت [illegible] پلکون کی فوج صفین باندہے ہوئے
قتل عاشقان پر تیار کہڑی ہے صراحی دار گردن حسن کے بتخانہ مین انتخاب سینہ پر دونو
ساغر واژگون لاجواب کمر کی لچک تلوار کا کام کرتی ہے پاؤن کی رفتار جگر کو پامال خانۂ دل کو
مسمار کرتی ہے غرض کہ جو چیز ہے وہ اپنے مقام پر بہت خوب ہے قد مناسب ہاتہہ پاؤن
سڈول اوسکا سمٹ سمٹ کر بیٹہنا دل کو مسوسے ڈالتا ہے ناک مین ایک موتی کی نتہہ کنوارے
پن کی علامت اور پاکدامنی کی سچی گواہ موجود ہے ہر سردار کی یہ حالت ہے کہ چاہتا ہے اگر
ملجائے تو اسکو خانۂ دل کا چراغ بنائے ابہی اسنے گانا شروع نہین کیا ہے کہ صحبت
مین ہر طرف سناٹا ہے ایک سے ایک بات نہین کرتا بازار رقابت گرم ہے اک مرتبہ سازندون نے
ساز ملا کر درست کیئے اور نازنین پری جمال حور خصال نے غزل شروع کی

غزل

آرام گردش فلک پیر مین نہین
تیر سی شوخیان تری تصویر مین نہین
ہشیار راز دل ہے مین دیوانۂ زلف
پیش آ رہا ہے وہ کہ جو تحریر مین نہین
سنکر وہ ہنس دیئے نہ آئیگا رحم اگر
یہ طرح قدم ترا زنجیر مین نہین
سمجہے کہ روز حشر ہے بس [illegible] چلا
حسن ہے وہ کہ جو یہ تری تقدیر مین نہین

دل چاہتا ہے وہ کہ جو تقدیر مین نہین
دل کو ہمارے لیگیا پہلو سے کوئی تو
آزاد اپنے بالون کی زنجیر مین نہین
کیا ہے اوس کے دل جیسے ہر وقت [illegible]
اولٹا اثر ہی کیا مری تقریر مین نہین
انجام جو ہوا تو یہ کہتا ہے شوق وصل
پہر اب طلب تو مری تقریر مین نہین
خوش رہین دلکو جسکے سہارے سے آرزو

وہ اک طرح اسنے عالم تصویر مین نہین
سینے مین ہو کہان جو تری تیر مین نہین
نکلا نہ عہد نامۂ الفت سے کوئی کام
وہ بات نہین ہے تری تصویر مین نہین
اوسوقت لطف اٹہے جو ہون دونون اسیر زلف
جلد یکجا جو ہے لطف وہ تاخیر مین نہین
اوس طالب وصال کی حسرتکو دیکہیے
پہلو وہ اپنے خواب کی تعبیر مین نہین

یہہ غزل وہ نازنین ماہ جبین یعنے دلربا بائی اس طرح گاتی تھی محفل مین سمان باندہ دیا جسپر
جیسی گذری تہی وہ زخم تازہ ہوگیا بے اختیار آنکہون سے آنسو جاری ہوگئے ایک کو دوسرے
حال کی خبر نہ تہی ہر شخص اپنے حال مین مبتلا ہو رہا تہا اسکے بعد اور پہر تہریان دادرے
تیشے جیال وہرچہ اس رنگ سے گائی کہ کمالات علم موسیقی کے دکہا دیئے جس قدر گویے
اور طائفے تہے سب کے سب سمٹ کر قریب آگئے ہر شخص پر اک بیخودی طاری تہی جو لوگ
سن رسیدہ تہے وہ کہہ رہے تہے کہ ہمنے بڑے بڑے گویون اور نائکون کو سنا مگر یہ وصف
نہین دیکہا یہہ سُرون کی سچائی یہہ خوبصورتی اور مشکلات کی دقتین بسہولت رفع کرنا اور تاثیر تو زبان حال سے
خود کہہ رہی تہی بے مثال ہونے کا ہر دل سے اقرار لے رہی تہی اس کے بعد سموات شاہ نے
کہا کہ ایک غزل اور گاؤ اوسکے بعد اپنے ہاتہہ سے جام شراب ہم سبکو دو ہمنے
سنا ہے کہ مہینہ بہر کے بعد تم خدمت خداوندی مین جاؤگی اور وہان حور بنا کر داخل جنت

گیا ہوگی تو اس وقت کی صحبت کو نہ بہولنا اور وہان بہی ہمکو جام کوثر سے سیراب کرنا اور اگر ہم تمکو خداوند سے طلب کرین تو تم انکار نکرنا اس جملہ پر یہہ نازنین اس طرح شرمائی کہ ایک تیر جگر دوز سموات شاہ کے سینہ سے گذر گیا بے اختیار آہ مونہہ سے نکل گئی اُنہنے تو کوئی جواب نہ دیا تہا لیکن خفقتان بائی نے کہا قربان جاؤن وہ وقت تو آنے دیجئے کہ یہہ بہی خداوند کی خدمت مین پہونچین اور خداوند حضور کو بہی طلب کرین بہلا آپ ایسے شاہ وشہریار کسے ملتے ہین یہہ انکی خوش نصیبی ہے کہ آپکی نظر انپر ہوئی بہلا یہہ وہان آپ سے کیا انکار کرینگی یہان تو عذر کر نہین سکتی یہہ سنکر سموات شاہ اور بہی بیتاب ہوگیا ان فقرات نے سیماب دل پر آتش کا کام کیا لیکن دلربا بائی نے یہہ غزل شروع کی

غزل

جو کل تک ہمسے کہتے تھے کہ مصروف فغان کیون ہو
کسی پر اے جنون عشق راز دل عیان کیون ہو
محبت کیلئے لازم ہوئی ہے بدگمانی بھی چپ چپ
بُرے ہین یا بھلے اپنے لیئے ہین تمسے کیا مطلب
نہ دکھلایا اثر دل کی کشش نے جا کے پہلو سے
حیا مانع ہے کیا پوچھون مین اوس دل لینے والے سے
خدا پر جب رہا الضاف پھر شکوہ نے کیا حاصل
نہ اس امید مین چھوٹی وفا ناکام الفت نے
خوشی کیسی گران گذریگا میرا غم ہی دشمن پر
محبت دو کی اے ہمصفیران چمن اچھی
نتیجہ اس تمہارے ظلم پنہان کا ہے رسوائی
بھلی افشائے راز دل نے ہے آپس کی غمخواری
شکایت کرکے اور اُلٹا گلہ سنتا پڑا ہمکو
سمجھ لو خاک کا اک ڈھیر لاش اس سوختہ جان کی
گلہ کیا ہمنشینون کا ہمین ہین وجہہ رسوائی
تغیر رخ کا بتلاتا ہے خود دل کی کیفیت
نہ رحم آئے تڑپنے سے تو اچھا مسکرا ہی دو
ہنسی اوس درد مند عشق کی پرسش کے قابل ہے
پیام وصل پر اوس بیوفا نے کیا کہا ہمدم
سکوت و سوز غم سے ہو نہین شمع بزم خاموشی
یہہ رنجش بھی غنیمت ہے مین آیا صفائی سے
نگاہ بد سے دشمن کی خدا محفوظ ہی رکھے

یہہ ہم آج اونسے پوچھینگے کہ چپ نامہربان کیون ہو
طبیعت پر نہو قابو تو کہنے مین زبان کیون ہو
جو اطمینان ہو جائے تو جھگڑا درمیان کیون ہو
تعلق ہی نہین جس سے پھر اُسکا امتحان کیون ہو
غرض ہے اپنے مطلب سے خیال دوستان کیون ہو
عنایت اب یہہ کاہیکی ہے مجھپر مہربان کیون ہو
وہین طے ہوگا جب قصہ تو پھر جھگڑا یہان کیون ہو
کہ جو محنت ہوئی اتبک عبث وہ رائگان کیون ہو
یہہ کہولے بال تم استادہ زیر آسمان کیون ہو
قریب اپنے نشیمن کے کسی کا آشیان کیون ہو
اگر چھنگی نہ لو دل مین کوئی محو فغان کیون ہو
یونہی ہو جائے طے جھگڑا تو کوئی درمیان کیون ہو
مگر اوسنے جب پوچھا کہ ہمسے بدگمان کیون ہو
نہو جو بار دوش آخر وہ خاطر پر گران کیون ہو
کرین واقف مگر خود ہم تو کوئی رازدان کیون ہو
خموشی جب کرے رسوا تو شرمندہ فغان کیون ہو
یہہ محنت دردمندان وفا کی رائگان کیون ہو
چھپے کوشش یہہ پھر رخ سے غم پنہان عیان کیون ہو
مری او جبین سوا ہوتی ہے چپ نامہربان کیون ہو
غرض جب بات کرنیسے نہین ہے لذت زبان کیون ہو
مجھا سمین بہی اندیشہ ہے کوئی درمیان کیون ہو
جو ہو عہد وفا اون سے تو زیر آسمان کیون ہو

فغان مین حال کہہ دینا جو پسماندون کا شیوہ ہے — صدا لپہر کوس رحلت کی دلیل کاروان کیون ہو
زبان بنکر سراپا ہی پنجوڑی جس نے خاموشی — بنے دلسوز وہ ای شمع لیکن ہمزبان کیون ہو
یہہ کہکر آرزو سمجھا لیا دل کو جدائی مین — کہ ہرجائی نہین جب وہ تو اپنا میہمان کیون ہو

یہہ غزل اس رنگ سے گائی کہ رنگ اپنا جما دیا
در و دیوار سے ساز کی آواز گونج رہی تہی ہر لب پر خاموشی طاری تہی آنکھون سے آنسو
جاری تہی کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تہا اسکے بعد ساقی گری قرار پائی تہی سامان پہلے
لگا دیا گیا تہا دلربا بائی اپنے مقام سے لچک کر اوٹہی اور کشتی پوش ہٹا کر جام بلورین
بائین ہاتہہ مین اوٹہا یا بوتل کا کاگ اس حسن سے اوڑایا کہ دیکہنے والون کے ہوش
اوڑ گئے جام مے گلرنگ سے لبالب کر کے رندانہ اشعار گاتی ہوئی اور جام
سر پر رکہکر گت ناچتی ہوئی سامنے سموات شاہ کے آئی اور اس ادا سے
ساغر پیش کیا کہ بادشاہ ایک تو مخمور عشق ہو ہی چکا تہا اب بالکل سرشار ہوا ہاتہہ ڈالتا
کہین ہے پڑتا کہین ہے جام کے بدلے صراحی پکڑ لیتا ہے یہہ نازنین کہڑی مسکرا رہی ہے
خرمن جان پر بجلی گرا رہی ہے لیکن ہزار خرابی جس وقت جام سموات شاہ نے
لیکر پیا آنکہون مین سرور آگیا دل ایک تو پہلے ہی سے بیخودی کر رہا تہا اب بالکل
ہاتہہ سے جاتا رہا اب اسنے دوسرا جام اوسی طرح بھر کر دوسرے رنگ سے ناچتی ہوئی
آگر حدید روئین تن کو دیا تیسرا جام شدید روئین تن کو دیا اسی طرح
باری باری سبکو دیا جس قدر امرا و رؤسا و افسران فوج جمع تہے سب نے اسکے
ہاتہہ سے شراب پی بعد اوسکے جس قدر شراب بچی تہی جو اور لوگ ادنے درجے کے تہے
اونہون نے تبرکاً آپس مین تقسیم کر لی اور پی گئے اور ہر ایک پر بیخودی طاری ہونے لگی امتیاز
دور ہونے لگا سموات اپنی جگہہ سے ناچتا ہوا اوٹہا اور دلربا بائی کی طرف
بڑہا حدید روئین تن کے یہہ امر خلاف گذرا اور کہا کہ اے سموات شاہ
یہہ سمجہنا کہ مین بادشاہ ہون ساری بادشاہی خاک مین ملا دونگا اگر اس عورت
کی طرف بڑہنے کا قصد کیا اس پر نظر بدولت کی ہے سموات شاہ نے کہا کیا خوب
مین پہلے سے اسکی طرف مائل ہو چکا ہون میرے وزیر کی آوردہ ہے آپ کیا حق
رکہتے ہین آپ اگر فرستادۂ خداوند ہین تو جس کام کے واسطے آپ آئے ہین اوسے انجام
دیجیے ورنہ مین شکایت آپکی خداوند کے پاس لکہہ بہیجون گا پھر آپ کے حق مین برا ہوگا
حدید نے کہا مجہے اسکی پرواہ نہین ہے مین بہی تمہاری شکایتین لکہہ
بہیجون گا شدید روئین تن نے کہا کہ بہائی صاحب اب یہہ آپ کے کام کی
نہین ہے یہہ تو بر غبت میری طرف بڑی دیر سے دیکہہ رہی تہی مجہہ سے راضی
ہے آپ کی چہوتی بہاوج ہو چکی وہ آپ سے راضی ہی نہین ہے حدید نے کہا تو نالائق
تیری بہی یہہ لیاقت ہے کہ وہ تیری طرف دیکہے وہ در اصل مجہے اشارۂ وصل کر
رہی تہی تو تو اپنے کو سمجہا شدید نے کہا کہ آپ بڑے ہین مین آپ کا لحاظ کرتا ہون
ورنہ کسی امر مین آپ سے کم نہین ہون یہہ کہکر اپنی جگہہ سے اوٹہا اودہر

حدید روئین تن اپنے مقام سے اٹھا ان دونون مین ہنسی مشت ہونے لگی وہان سموات
شاہ نے موقع پاکر چاہا کہ دلربا بانی کو گود مین اٹھا لیجاؤن برابر ہو بڑھکر ہاتھ پکڑا تھا کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا چرخ کھاکر دھم سے گرا لوگ دوڑے اسکو سنبھالنے کے لیئے جو چلا پڑاق سے چھینک
آئی پاؤن لڑکھڑائے دھم سے گرا ادھر حدید وشدید آپس مین لڑتے لڑتے بیہوش
ہو ہو کر گرے غرض کہ سب سردار وامیر ورئیس اسیطرح بیہوش ہوئے خواص وخدمتگار
وغیرہ جس جس نے اس تبرک کو پیا تھا جو جہان تھا وہین رہگیا بختیارک نقلی دروازہ
بارگاہ پر کھڑے ہوگئے کہ اگر اتفاقاً کوئی نیا شخص آئے تو اوسے روک دین کہ اندر جانیکی
اجازت نہین ہے لیکن یہان اجس وقت سب بے ہوش ہوگئے خفقان بانی نے
نعرہ کیا کہ منم حضران بن عمرو بمانغین شاہ عیاران عیار پیک طرار
ریش تراشندہ کافران وسر برندہ جادوگران ادھر دلربا بانی نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق
ثانی اور یہہ دونون استاد شاگرد لوگونکا اسباب لوٹنے لگے حضران نے جونکال کر جال
الیاسی مارا بارگاہ کا تمام شیشہ آلات مسند فرش وغیرہ سب نذر زنبیل کیا ادھر
برق ثانی نے لوٹنا شروع کیا اور کل سردارون خدمتگارون تک کے کپڑے اوتار لیئے
مع بادشاہ سب کو برہنہ کرکے ڈال دیا بعد اسکے حضران نے استرہ نکالکر ایک موچھہ حدید
کی اور ایک موچھہ شدید کی مونڈی ڈاڑہی سموات شاہ کی مونڈی اور سردارون
امیرون کے بال ایسے ایسے طور سے مونڈے کہ کسیکے سر پر جوتے کی ہیئت بنا دی
کسیکے سر پر سوسی شکل تمام کی کسیکی ڈاڑہی مین گدہے کا کہر بنا دیا اسی طور سے سبکو
درست کرکے چہرہ ونیز سرخ سیاہ ٹیکے وغیرہ دیکر مع برق ثانی وقران ثانی نکل کر
بارگاہ سے روانہ ہوئے لیکن اب تماشا بارگاہ سموات کا سنیئے کہ جس وقت ان سبکو
ہوش آیا ایک دوسرے کی حالت دیکھکر پہلے تو بہت ہنسے سموات شاہ حدید روئین
تن کی صورت دیکھکر ہنسا اور حدید سموات کی شکل دیکھکر ہنسا اسی طرح سب سردار جو جو
ہوش مین آتے گئے دوسرون کو دیکھکر ہنسے لیکن جب اپنے اوپر نظر پڑی اور اپنے کو برہنہ
پایا تو خفیف ہوئے کسی نے یہہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے غضب خداوند کا ہملوگون پر نازل
ہوا دلربا بانی منظور خداوند تہی ہملوگون نے نظر بد سے اوسکی طرف دیکھا یہہ اوسکی
سزا ہملوگون کو ملی خود کردہ را علاجے نیست ارے میان توبہ کرو ورنہ اس سے بدتر
درجہ ہوگا لیکن سموات شاہ جو تیغ تیز عشق دلربا بانی کا کہائے ہوئے تہا
گھبرا گھبرا کر چہار طرف دیکھنے لگا مگر اب نہ تو بختیارک نظر آتا ہے نہ دلربا بانی ہے
نہ اوسکے سازندے ہین نہ ناگر ہے خدمتگارون اور خواصون کو جو دیکھا تو وہ بہی سب برہنہ
ہین جسکی نظر اپنے اوپر پڑتی ہے اوٹھکر بہاگتا ہے بارگاہ کے باہر نکل جاتا ہے اگر کوئی شخص
قصد کرتا ہے کہ فرش ہی پہاڑ کر ستر کرین تو وہان سوا فرش زمین کے باقی ہی
کیا ہے تمام بارگاہ لٹی ہوئی ہے فرش کیسا شیشہ آلات تک غائب ہے کوئی چیز آرائش
کی باقی نہین رہی ہے منہہ پر ہاتھ جو پھیرا تو کسی کے ہاتھ مین سرخ دہبا لگا کسی کے ہاتھ مین نیلا
اپنی صورت ہی نہین دیکھ سکتے کہ کچھہ حال معلوم ہو آئینہ دہان کہان جس قدر آرائش کے آئینہ تہے

سب لینے والا لے گیا ہان ٹٹولنے سے یہہ محسوس ہوا کہ کسیکی موچھہ مونڈی ہوئی تھی
کسی کی ڈاڑھی ندارد ہے جسکے سارے سر پر بال تھے اوسکی خالی ایک چوٹیا رہگئی ہے
کسیکا سر مثل چھلے ہوئے چاقو تربے کے نظر آرہا ہے عجب ہیئت سے ایک
دوسرے کو پہچاننا مشکل ہے لیکن سمٰوات شاہ نے دیکھا کہ ایک سفید
کاغذ بارگاہ مین اڑتا پہرتا ہے اوٹھا کر اوسکو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے شیدائے گبران و کافران
خبردار ہو ہوشیار ہو سمت خضران بن عمرو بن امیہ ضمری ریش تراشندۂ
کافران و سر برندۂ جادوگران ہمارا خطاب اسی وجہ سے ہے اور او ملعون دیکھو
ہمارے آقا کی رحم دلی کہ انکا حکم نہین ہے کہ سوا ساحر کے ہم لوگ کسیکو قتل کرین
ورنہ تم سبکو اس طرح مار ڈالتے کہ کسی کو خبر بھی نہوتی اور اے حدید روئین تن
و شدید روئین تن آگاہ ہو جاؤ کہ تم یہہ خیال اپنے دل مین نکرنا کہ ہم روئین تن
و آہنین بدن ہین ہمپر تلوار اثر نہین کرتی ہے ہم مر نہین سکتے اگر میرا آقا حکم دیتا تو اوسی وقت
تم سبکا خاتمہ کر دیتا مگر اب بھی اگر کوئی سنپولا آ جائیگا تو سر میدان تمہاری ٹانگین چیر کر پھینک
دیگا بس یہہ مضمون پڑھنا تھا کہ سمٰوات شاہ آگ ہو گیا اور اوسی وقت اسنے
شور کیا کہ دربان وغیرہ اور لوگ جو باہر بارگاہ کے تھے گھبرا کر اندر چلے آئے تو بادشاہ
کو عجب ہیئت سے دیکھا کہ پہچانا بھی نہین لیکن سمٰوات شاہ نے اول توپوشاک
طلب کی جب کپڑے پہن چکا تو حکم دیا کہ لاؤ بختیارک ثانی کو کہ ان عیارون کو وہی نمک حرام
لایا تھا اور کچھہ عیارون کو براے تفحص روانہ کیا کہ عیاران اسلام یہان سے کہان گئے
اتنے مین بارگاہ پھر سے آراستہ کیگئی فرش بچھایا گیا ذگل کرسیان وغیرہ لگائی گئین
جو لوگ براے تلاش بختیارک گئے تھے اونہون نے آکر عرض کی کہ نہ اپنے خیمہ مین ہین
نہ کسی اور مقام پر اونکا پتا ملتا ہے اور عیاران لشکر اسلام جس قدر ہین وہ
اپنے لشکر مین ہین ہان خضران بن عمرو کا شام سے وہان بھی پتا نہین اور نہ اب ہے
سمٰوات شاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نمک حرام عیارون سے مل گیا اور
اسی کی سازش سے وہ لوگ یہانتک پہنچے اونہین کے ساتھہ اب بھی ہوگا بعض نے کہا
عجب نہین ہے کہ بسبب خجالت کے روپوشی اختیار کی ہو کہا خیر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا
بلاؤ منشی کو اوسی وقت دبیر حاضر ہوا کہا سمٰوات شاہ نے کہ اسی منہہ پر حمیت اسلام کا
دعوے کرتے ہو کہ عیارون سے سردارون اور بادشاہون کی یہہ حالت بنواتے ہو تفو ہے
اس دعوائے صاحبقرانی پر معلوم ہوا کہ سارا زور صاحبقرانی انہین عیارون کے
بھروسے پر ہے غرض کہ سمٰوات شاہ ایسا غصہ مین تھا کہ بہت نازیبا الفاظ
مین اسنے نامہ لکھوایا لیکن دبیر نے الفاظ نامناسب نکالکر نامہ عمدگی سے لکھکر پیش کیا
سمٰوات شاہ نے کہا ہے کوئی ایسا جو یہہ نامہ بارگاہ امیر مین لیجائے اور جواب اسکا لائے
یہہ سنکر مغرور روئین تن اوٹھکر کھڑا ہوا اور نامہ ہاتھ سے بادشاہ کے لیکر روانہ ہوا اوسوقت لشکر اسلام
مین پہنچا ہے کہ سب اہل اسلام نمازون سے فرصت کر چکے تھے سواری بادشاہ کی محل سے برآمد ہو چکی تھی
سرداران بارگاہ گوہر بار مین جمع تھے جس وقت آمد سواری کی خبر سنی در بارگاہ تک استقبال کرکے پایۂ تخت کو

اپنے گنبد مصنوعی پر اوٹھائی ہوئی آئے بادشاہ تخت رواں سے اوتر کر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے
ذکر خضران بن عمرو کا ہونے لگا صاحبقران افسوس فرما رہے تھے کہ کس وقت مین ایک
دوست کا فراق ہوا ہے لیکن جو مصلحت الٰہی خیر وہ جس کام کو گیا ہے خدا اوسکے ارادہ
مین برکت عطا فرمائے کہ اتنے مین ہرکارون نے خبر دی چوبدار نے اطلاع کی کہ مغرور
رویئین تن نامہ سموات شاہ کا لیکر خدمت مین حاضر ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا
بلاؤ حسب الارشاد اجازت ملی مغرور نے بارگاہ مین آکر بطور اکوان پرستان سلام کیا
کسینے جواب نہین دیا بلکہ لاحول پڑھا دنگل آہنی اسکے بیٹھنے کو ملا ساقی کو حکم ہوا اوسینے
جام بہر کر دیا جس وقت دماغ اوسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ وار فرمایا صاحبقران
نے کہ لاؤ نامہ اسفندیار خان زر انجابادی نے نامہ اسکے ہاتھ سے لیکر صاحبقران
کو دیا صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو اونہون نے دبیر کو عنایت کیا دبیر نے
پکار پکار کر پڑھنا شروع کیا جس وقت مضمون سخت گوش آشنا ہوئے مزاج صاحبقران
اور تمام سردارون کا برہم ہوگیا لیکن خون جگر پی کر رہگئے کہ صریحاً زیادتی ہمارے ہی عیار کی ہے
کہ جشن مین اون لوگون کو آزار پہونچایا نہین تو کیا کہین جواب مین کچھ الفاظ بنرمی لکھے کہ یہہ
جعل ہمارا نہ تھا نہ ہمنے اوسے یہہ حکم دیا تھا نہ ہم اس سے آگاہ تھے نہ وہ عیار اسوقت یہان
موجود ہے ورنہ ہم بے تامل اوسکو باندھکر مشکین ایلچی کے حوالے کر دیتے اور جس وقت وہ
لشکر مین آجائیگا اوسی وقت باندھکر بھجوایا جائیگا یہہ جواب لیکر مغرور رویئین تن
روانہ ہوا اور جا کر جواب پیش کیا سموات شاہ نے پڑھوا کر سنا حدید رویئین تن نے
کہا کہ یہہ سب فریب کی باتین ہین ہمارا ملازم بغیر ہمارے حکم کے کسی سخت و دشوار کام مین کبھی ہاتھ
نہ ڈالیگا حکم دو کہ بجے طبل جنگ مین ابھی جاکر ان خدا پرستون کو غارت کر دونگا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا
یہہ سنتے ہی سموات شاہ نے کہا کہ ہان میرا بھی یہی جی چاہتا ہے کہ آج ہی ان خدا پرستونکا خاتمہ
ہو جائے یہہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آوازہ نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اوسوقت بارگاہ مین پہنچے کہ امیر فرما رہے ہین کہ اگر خضران بغیر
اپنا کام انجام دیئے واپس آیا اور اسنے کوئی فکر ہمارے بینا ہونے کی نہ کی تو اسکو مشکین باندھکر سموات
شاہ پاس بھیجدونگا عجب حرکت اسنے کی کہ کبھی کسینے ایسی نالائق حرکت نکی ہوگی اسیکے باعث سے
آج ذلت کا سامنا ہوا اور عجب نہین ہے کہ کفار زیادہ برہم ہو کر آپڑین اور جنگ عظیم ہو ہزارہا بندگان
خدا کس بے بسی سے مارے جائینگے ان سبکا خون اسی نالائق کی گردن پر ہوگا اسکا باپ بھی طماع تھا لیکن
یہہ کمبخت تو قبل بانہائے عیاری پانے کے ایسا تھا کیا یہہ بات بھی سرشت عمرو مین داخل تھی کہ جو اوسکا
مال لے بخیل و طماع بھی ضرور ہو جائے افسوس صد ہزار افسوس یکایک ہرکارون نے جا کر دعائے
ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کی کہ اقبال یاور رہے دوست شاد دشمن پامال رویئین تنون کو نہایت
غصہ ہے اونہون نے طبل جنگ بجوا دیا ہے سموات شاہ کل لشکر تیار کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ
ہمارا اور خدا پرستونکا آج ہی فیصلہ ہو جائے حملہ ہوا ہی چاہتا ہے بس یہہ سننا تھا کہ بادشاہ اسلام
پریشان ہوگئے صاحبقران نے فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون معلوم ہوا کہ صاحبقرانی ہماری
ختم ہوئی قضا ہماری نزدیک آپہنچی خاک ہماری بیابان نہ طاق ہی کی تھی جو یہان کھینچ لائی خیمہ

کیا فکر ہے جو مصلحت پروردگار نے ہمارے یہان ہی کوس رحلت و نقارۂ کوچ ہمین ہی اب زندگی اپنی تلخ و ناگوار ہے اس اپاہج ہوکر بیٹھنے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہے اوسی وقت یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا لشکرین تیاری ہونے لگی اسفندیار خان زر انجابادی و سہیل خان مشتری حصاری نے عرض کی کہ جبتک ان نمک خوارون کے تن مین سر ہے اور تلوار قبضہ مین ہے کیا جان رکھتے ہین یہہ کافر جو حضور تک پہنچ سکین اور جسوقت یہہ غلام حق نمک سے ادا ہو جائینگے اوس وقت پروردگار عالم کوئی اور سبیل نکالدیگا اسلیئے کہ اقبال آپکا بڑا زبردست ہے کیا حقیقت ہے ان کافرون کی جو آپکو اذیت پہنچا سکین بڑے بڑے سرکشون نے ارادہ کیا مگر لپیٹ ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ یہہ سب سچ ہے لیکن جس وقت اقبال بدی پر آجاتا ہے تو بہت جلد خاک مین ملادیتا ہے اور جسقدر اقبال ترقی دیتا ہے اوسی وقت ذلیل بھی کردیتا ہے بقول شاعر مصرعہ

ہر عروج را زوالے ہر بہارے را خزان دیگر بیک گردش چرخ نیلوفری نہ نادر بجماند نے نادری

اے سہیل خان و اے اسفندیار خان جس وقت موت انسان کی قریب آتی ہے جو اقارب ہوتے ہین وہ عقارب ہو جاتے ہین اپنا بال بال اپنے واسطے نشتر کا کام کرتا ہے عمیر نامدار شاہزادہ ملک قاسم اپنے ہی پوتے کے ہاتھ سے اور علمشاہ رومی باپ و دیگر بیٹے کے غم مین پرونے کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہرچند کہ دونون دلیرون نے بارگاہ خون سے لال کردی تھی مگر مارے گئے موت سے نہ بچے لیکن مجھکو مرنیکا کچھ خوف نہین ہے اسواسطے کہ ہمیشہ یہی ہوتا آتا ہے اور ہمیشہ یہی رہیگا مصرع آج ایک کا عروج ہے کل دوسرے کا دور جناب سلیمان کی حکومت تو دوامی رہی نہین دوسرے کا کیا ذکر ہے بقول شاعر غزل

ایام کے نہ ہے ساتھی کیا گیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین　　سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

ہرچند کہ رفیق و دوست ایسے ہین ہین لیکن جب دشمن قوی ہین اور دوست ناتوان تو انجام کیسا ہوتا ہے افسوس کہ اس وقت تک جو تصویرین صفحۂ ہستی کی زینت تھین کل تک سب خاک مین ملجائینگی

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹھکھیلی سے چلتی تھی صبا　　اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہے او بجا کوئی نہین

آئینہ و ساغر پر باہم حیرت ہے مل آنکھین پر نم　　یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا خطر رہتا تھا چراغان پیش نظر　　اک شمع جلادے تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل مسند اعزاز وہ کیا انجام ہے یہ　　یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد اونکے　　یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا فن ہے نازک تر　　اوس کام مین کی کیون عمر بسر جسکا کہ نتیجا کوئی نہین

غرضکہ ایسے ایسے اشعار عبرت آثار صاحبقران عالیشان زبان مبارک پر لائے کہ بے اختیار رفقا کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن سہیل خان مشتری حصاری و اسفندیار خان زر انجابادی نے کمر ہمت کو چست باندھا اور دیگر سردارون نے بھی مرنے پر کمر کسی انہون نے کفنیان گلے مین ڈال لین پہلے سے غسل میت کرلیا سب سامان موت اپنے پاس مہیا کرلیا اسلیئے کہ یہہ امید نہ تھی کہ کوئی مسلمان باقی رہجائیگا جو غسل و کفن دیکر دفن کرسکے وہان لشکر کفار آراستہ ہوگیا قلب لشکر مین سموات شاہ کا تخت ایک فیل پر کسا گیا حد ہیدوتین تن

وشدید روئین تن مرکبونپر سوار ہوئے دوہری دوہری تلوارین کمر مین لگائین سہیم ناوک انداز نے اپنے ناوک اندازون کو آراستہ کیا اور حصار تخت شاہی کا کرکے پہرہ چلا بادشاہ کو حفاظت مین لیئے ہوئے ہے کہ یہہ خدا پرست بلا کے منچلے ہین ایسا ہو کوئی ادہر آپڑے تو اگر رخ اسطرف کا دیکہین تو اوسے تیر و تبر رکہہ لین اسطرح یہہ کا فرطبل بجاتے ہوئے للکار کرکے چلے اور اسطرف دمبدم کی خبر ہرکارے برابر پہنچا رہے ہین یہان بہی سہیل خان و اسفندیار خان نے میسرہ مین پہنچکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کی ہین صرف دو لاکہہ سوار انکے ہمراہ ہین انکے عقب مین فوج لندہور قریب ڈیڑہ لاکہہ کے صف باندہے کہڑی ہے مگر اس فوج کا لڑنے والا کون ہے اسلیئے کہ سردار انکے زخمی شفاخانہ مین پڑے ہین یہی سبب تہا کہ کئی لاکہہ منبدیون مین سے یہہ ڈیڑہ لاکہہ برائے جانبازی نکلے ہین باقی لوگ ٹال گئے جنہون نے یہہ سمجہہ لیا کہ آج ساتہہ صاحبقران کے ساتہہ مرنا ہے وہ کمرین باندہکر میدان جنگ کو قلعہ آہن بنائے کہڑے ہین کہ یکایک سامنے حدید و شدید مع لشکر بسیار نمودار ہوئے اور آواز دی انہون نے کہ باش اے گروہ خدا پرستان ہوشیار باشید کہ تم حدید روئین تن کہان جاؤگے بچکر ہمارے ہاتہہ سے خوب میانون سے کام لے لیکر نام پیدا کیا ہے آج تمہاری جرات کی قلعی کہل گئی یہہ کہکر مع فوج سرپٹ گہوڑے ڈالدیئے ادہر سہیل خان مشتری حصاری و اسفندیار خان زر انجابادی نے بہی اپنے لشکر سے کہا کہ بہائیو زندگی بہر صاحبقران کا نمک کہایا ہے لائق و لازم یہہ ہے کہ آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ مارو ان کفار کو اور جانین اپنی قدم صاحبقران پر نثار کرو یہہ کہکر تلوارین کہینچین اور گہوڑے ڈالدیئے اوہر سے کفار سرپٹ آرہے تہے ادہر سے اہل اسلام جارہے تہے درمیان مین وہ تلوارین چلین کہ سیکڑون گہوڑون کے کلیجے پہٹگئے سوار گرد برد ہوگئے وہ تگرین چلین کہ یہہ معلوم ہوا بادل گرجا اور مینہہ سر دنگا برسنے لگا ہر نابدہن گرز نے ڈریرا خون کا نکلا موت کا بازار گرم ہوا جانون کی خریداری ہونے لگی سرفروشون نے جنس جان نقد قضا کے ہاتہہ بیچنا شروع کی خوب گہمسان کی لڑائی ہونے لگی کفار کو یہہ بل ہے کہ چار سردار روئین تن آہنی بدن ہمارے ساتہہ ہین تعداد ہماری چوگنی ہے حدید روئین تن و شدید روئین تن کو اپنی ذلت پر غصہ ہے چاہتے ہین کہ آج ہی اہل اسلام کو تاراج کردین تلوارین مارتے ہوئے چلے جاتے ہین ادہر اہل اسلام ہرچند کہ کم ہین مگر سب مرنے والے ہین یہہ سوچ چکے ہین کہ آج زندہ پہرنا نہین ہے لہذا وہ کار نمایان کرنا چاہیئے کہ تا قیام قیامت نام باقی رہجائے سہیل خان نے رخ تخت بادشاہ کا کیا ہے اور اسفندیار خان علمدار لشکر کیطرف بڑہتا چلا جاتا ہے یہان صاحبقران عالیشان دمبدم پوچہہ رہے ہین کہ میرے رفیق زندہ ہین یا نہین کوئی بچا ادہر تک پہنچا ہے لوگ عرض کررہے ہین کہ حضور صحیح و سالم ہین دریائے لشکر مین پیر رہے ہین قریب ہے کہ بادشاہ لشکر کو پکڑ لین صاحبقران فرما رہے ہین کہ ہائے مین کیونکر اس جنگ کو دیکہون اور انکا شریک ہوکر نبردون اندیشہ نے کیا بے بس کردیا ہے لیکن اسفندیار خان زر انجابادی لڑتا ہوا قلب لشکر مین پہنچ گیا اور ایک ہاتہہ ایسا مارا کہ علم لشکر کفار کا قلم ہوا اور علمدار کے پاؤن اوکہڑ گئے لیکن سہیم ناوک انداز نے دیکہا کہ غضب کیا ان دونون بہادرون نے کہ ایک نے علم لشکر کو قلم کیا اور دوسرے کو دیکہیئے کہ طرف بادشاہ کے چلا آتا ہے بس ایک تیر کمان مین جوڑ کر مارا کہ ادہر تو اسفندیار خان نے علم کو قلم کیا ساتہہ ہی تیر پیشانی پر پڑا کہ توڑ کر

نکل گیا یہہ شیر چرخ مار کر گہوڑے سے نیچے آیا اور آواز دی کہ اے برادر سہیل خان ہم تو منہ متعین حمزہ صاحبقران کے جاتے ہین تمسے اگر ممکن ہو سکے تو لاش ہماری ان کفار سے چہین لینا اور خدمت مین صاحبقران وقت کے پہنچکر عرض کر دینا کہ یہہ غلام حق نمک سے ادا ہوا امیدوار ہون کہ اگر ان کفار سے مہلت ملے تو لاش پر اس عاصی کی نماز پڑہکر دفن کرا دیجیگا یہہ آواز جو کان مین سہیل خان کے پہونچی بیتاب ہوگیا قریب تخت سمٰوات شاہ کے پہنچ چکا تہا کہ وہین سے باگ مرکب کی پہیر دی اور مثل شیر گرسنہ کے حملہ کیا صفونکو توڑتا ہوا کشتونکے پشتے لاشونکے انبار لگاتا ہوا قریب اسفندیار خان کے پہنچا یہان اتنے عرصہ مین سیکڑون تلوارین اسفندیار خان پر پڑ گئین تہین جسم اوسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تہا کہ سہیل خان نے تلوارون کے مارے خون برسا دیا لیکن نوفل نیزہ دار عقب کیطرف سے آ رہا تہا اور سامنے سے سہیم ناوک انداز نے تیر مارا اپنی طرف تیر کو آتے ہوئے دیکہکر سہیل خان نے تیر تلوار سے قلم کر کے گہوڑا اڑالا اسنے اور تیر مارا اسپ تیر قلم کرکے قریب پہنچکر ایسا ہاتہ تیغہ آبدار کا مارا کہ راکب و مرکب دونون کے چار ٹکڑے ہوئے وہان سے پلٹکر پہر لاش پر اسفندیار خان کے آئے اور گہوڑیکو کاوے پر ڈالا لاشکو حلقہ مین لے لیا کہ پامال نہو جائے اسفندیار خان ہچکیان موت کی لے رہا ہے ماتہے پر پسینہ آرہا ہے حال دگرگون ہے کہ نوفل نیزہ دار نے موقع پاکر پہلو سے نیزہ مارا کہ پسلیون کو توڑکر نیزہ نکل گیا اسنے چاہا کہ سہیل خان کو نیزے پر اوٹہا لون ممکن نہوا نیزہ ہاتہ سے چہوڑ دیا تلوار کہینچکر قریب آیا کہ اب سہیل خان مین تاب مقاومت کہان سر اسکا قلم کردون لیکن سہیل خان بہی بہادر ہے آنکہین صاحبقران کی دیکہے ہوئے ہزارون معرکے جہیلے ہوئے جیسے ہی نوفل سامنے آیا اور وار کیا سہیل خان نے اوسی عالم مین وار اوسکا پشت شمشیر پر روک کر ایسا تیغہ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے لیکن اسکے بعد سہیل خان مین بہی سنبہلنے کی طاقت نرہی اور مرکب سے زمین پر آئے اپنے کو لاش پر اسفندیار خان کی گرا دیا اور آواز دی کہ اے برادر جلدی نکر کہ ہم بہی آتے ہین زندگی بہر ساتہ نباہا تو بعد مرگ بہی جدا نہون ہم تم دونون ایک ہی درگاہ کے مجاور رہے جسوقت خدمت صاحبقران مین پہنچینگے اور امیر عالیشان دیکہینگے تو فرمائینگے کہ خوب ساتہ نباہا کہ دونون یہان بہی ہمراہ آئے وہان بہی ہمراہ رہے یہہ ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے کہہ رہے تہے کہ کفار کا نرغہ ہوا سیکڑون وار ہو گئے روح دونون کی تنون سے نکلکر گلزار جنت کی طرف راہی ہوئے جسم اوسی خاک بیابان پر پہڑک پہڑک کر سرد ہو گئے لیکن صاحبقران کے نزدیک جو لوگ کہڑے تہے اور دمبدم کی خبر بیان کرتے تہے اونہون نے کہا کہ حضور غضب ہوا دونون رفیقون نے جان نثار کی اسفندیار خان نے علم لشکر کفار کو قلم کیا مگر قضا نے نشان فتح بلند نکرنے دیا اور سہیل خان نے اوسکے قاتل کو تو مارا مگر خود بہی ہاتہ سے ایک نیزہ دار کے مارا گیا حالانکہ مرتے مرتے اوسے بہی وہین سلا دیا اور اب دونون تن لشکر مین دوڑے ہوئے قریب تخت بادشاہ اسلام پہنچ گئے ہین قیامت ہوا چاہتی ہے صاحبقران یا تو قتل رفقا کا حال سنکر سو رہے تہے گریبان چاک کر ڈالا تہا یا حال بادشاہ کا سنکر کہ وہین تنون سے بچنا دشوار ہے بیتاب ہو گئے فرمایا کہ لاؤ مرکب میرا اور شہنشاہ گوہر کلاہ نے بہی گہوڑا طلب کیا سرداران زخمی بہی زخم باندہے ہوئے مرکبون پر سوار ہوئے اور صاحبقران بہی گہوڑے پر بیٹہکر چلے تہے تمام سپاہ مین تہلکہ تہا اودہر شور بگیر و بزن بلند تہا قیامت کی تلوار چل رہی تہی میدان جنگ خون سے سرخ

ہو رہا تھا جابجا سر و پاؤں ہاتھ جسم پھڑک رہے تھے حدید روئین تن قریب تخت پہونچ چکا تھا کہ
صاحبقران یہاں سے للکارتے ہوئے اور نعرہ مارتے ہوئے چلے کہ خبردار او گیدی کہاں جاتا ہے
پہلے مجکو قتل کر پھر ظل اللہ کیطرف بڑھنا یہ سنکر شدید روئین تن نے باگ مرکب کی اسطرف
موڑی اور آواز دی کہ تم سب میرے شکار ہو کہاں جاؤگے بچکر میرے ہاتھ سے اب ادھر تو حدید
روئین تن قریب تخت پہونچ گیا ہے اردلی کی فوج گلا تلوار کے نیچے رکھے دیتی ہے مگر بادشاہ
کو بچائے ہوئے ہے ایک گرا اور دوسرا آگیا یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ او ملعون جبتک ہمارے
تن میں دم ہے اپنے شاہ پر آنچ نہ آنے دینگے ادھر حدید کہہ رہا ہے کہ جتنے آؤگے
مارے جاؤگے کیوں مفت جانیں اپنی دیکر رہے ہو انجام یہی ہونا ہے کہ جس واسطے تم سب جان
دیتے ہو اسطرح بادشاہ اور سرداروں کو مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر گریہ وزاری
کرینگے لیکن یہ لوگ جانیں دے رہے ہیں ہر بہادر آگے بڑھا جاتا ہے اس وقت اکثر پیشدستی
بھی کر بیٹھتے ہیں مگر حربہ اسکے جسم پر کارگر نہیں ہوتا بادشاہ فرما رہے ہیں کہ یارو بیکار جانیں
دیتے ہو ارے یا تو مجکو اس ملعون کے حوالے کر دو اور یا مرکب پر سوار کر دو میں لڑونگا اس سے
لوگ عرض کر رہے ہیں کہ ہم جان نثار کس دن کے لئے ہیں ادھر راہ میں شدید نے صاحبقران و
شہنشاہ گوہر کلاہ کو روکا ہے فوج اسلام پیچھے آگئی ہے تلوار چل رہی ہے صاحبقران دمبدم
پوچھتے ہیں کہ بادشاہ پر کیا گذری لوگ عرض کرتے ہیں کہ ابھی تک تو خیریت ہے تخت و تاج قائم ہے
لیکن حدید روئین تن نہایت سخت و مضبوط بنایا گیا ہے کہ حربہ اوسپر اثر نہیں کرتا ہے قریب ہے
کہ تخت شاہی پر زوال آجائے اور جان دشمنوں کے پنجہ قضا میں پھنس جائے ادھر شدید
روئین تن نے غول سے نکلکر تیغہ مارا ہے کہ سر صاحبقران زخمی ہوا سرداران زخمی آگے بڑھے لیکن
اسنے جسے اک ہاتھ مارا وہ پھر زخمی ہوا ایک آدھ جوان کام آگیا ہے کہ یکایک بائیں جانب سے لشکر
کے تق گرد بلند ہوا اور وہ گرد قریب آکر شق ہوئی یہ معلوم ہوا کہ سرخ آندھی آگئی دیکھا کہ نقابدار
سرخ پوش چالیس ہزار سرخ پوشوں سے مثل شعلہ جوالہ کے پیدا ہوا اور للکارا کہ باش اے گروہ کفار
خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سرخپوش او شدید روئین تن ملعون ادھر آ ادھر
کہاں جاتا ہے پلٹ کہ ملک الموت تیرا آگیا یہ سنتا تھا کہ حدید روئین تن نے باگ مرکب کی
پھیری اور آواز دی کہ اجل رسیدہ تو کہاں سے آیا جا جس طرف سے آیا ہے پھر جا مجھے شباب پر
تیرے رحم آتا ہے ایسا نہو کہ ہاتھ سے میرے مارا جائے نقابدار نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے لیکن لشکر
اسلام نے جو دیکھا کہ طرفدار ہمارا پیدا ہوا ہے خوش تو ہوئے مگر دعا کرنے لگے کہ پروردگار ابچانا اس
جوان کو کہ عجب نوک کا جوان ہے کس آن بان سے اتنے بڑے لشکر پر چالیس ہزار آدمیوں سے
حملہ کیا ہے ایک آدھ بہادر نے بڑھکر پکارا کہ اے نقابدار بہادر یہ ملعون روئین تن ہے اسپر حربہ
کارگر نہیں ہوتا نقابدار نے جھنجھلا کر کہا کہ کیا ہم نادان ہیں جو تم ہمکو آگاہ کرتے ہو ادھر صاحبقران
ہر چند کہ زخمی ہے لیکن خبر آمد نقابدار سنکر زخم سر باندھکر پھر مرکب پر سوار ہوئے ہیں اور نعرہ
نقابدار کی آواز جو سنی ہے فرما رہے ہیں کہ نہیں معلوم یہ کون بہادر ہے خدا اسکی مدد کرے کہ
اسوقت میں ہماری خبر لی ہے وہاں نقابدار نے قریب حدید روئین تن کے پہنچکر للکارا کہ او
ملعون تجھے شرم نہیں معلوم ہوتی ہے کہ اندھوں پر حملہ کرتا ہے حدید نے کہا کہ نہیں نہیں معلوم یہ

لوگ اندھے ہو جاتے تو نہین معلوم کیا غضب کرتے ابھی کل کی بات ہے کہ عیار کو بھیجکر ہمارا جشن
برباد کیا بارگاہ لٹوائی سبکو برہنہ کرا کر ذلیل کیا اور کیا کیا بیان کرون جو جو حالت کی ہے یہی بہادرونکا
شیوہ ہے جوابدیا نقابدار نے کہ یہہ افعال ادن لوگون کے نہین ہین ہان عیار اکثر ایسا شہد پنا
کرتے ہین تو او نہین یہہ لوگ خود سزا دیتے ہین حدید نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو ان لوگون نے
ایسی ایسی ہی حرکتین کرکے صاحبقرانی قائم کی ہے اور ملک گیری مین فتح حاصل کی ہے ورنہ
مجاور زادہ مکہ کی اولاد او سلطنت اگر آبائی سلطنت انکی ہوتی تو ایسی حرکتین کبھی انسے سرزد ہوتین
بس یہہ کلمہ سنا تہا کہ نقابدار بہادر کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون بس بیہودہ نہ بک ورنہ زبان
تیری گدی سے کھینچ لونگا حدید روئین تن نے کہا کہ او نامنصف مینے اتنا سا کہا تو تجھکو اسقدر غصہ
آیا اور ان لوگون نے ایسی ایسی حرکتین سنین تو کچھ نہ کہا لے یہہ تلوار پیغام قضا ہے یہہ کہکر وار کیا نقابدار
نے آتے ہی تلوار کو خیال مین رکھکر جھٹکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی بس یونہی کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کھینچکر جو زور کیا زمین سے بلند کر لیا اور کہا کہ کہنا مارون تجھکو کہ استخوان تیرے پارہ پارہ ہو جائین
حدید روئین تن ہنسا اور کہا کہ جہان تیرا جی چاہے پہینک خداوند اکوان نے میری موت ہی
نہین معین کی ہے جب چہوٹونگا تجھی کو مارونگا ادہر شدید روئین تن نے جو دیکھا کہ نقابدار نے
بھائی کو تیرے گھوڑے سے اوٹھا لیا ہے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او نقابدار سرخ پوش بڑے
غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو گھوڑے سے اوٹھا لیا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے لیکن نقابدار
نے جو شدید کو اپنی طرف آتے دیکھا یونہین ہاتھ پر بلند کیے ہوئے تہا پہلے بجلی نے سپر لیے ہوئے
رہ رہا تہا اب داہنے ہاتھ مین لیکر جو شدید روئین تن پر حدید روئین تن کو کھینچ مارا دونون لوند
مونڈ ہو کر مرکب سے نیچے گرے ساتھ ہی نقابدار بھی گھوڑے سے کودا اور ایک ٹانگ حدید کے
پاؤن کے نیچے دبائی دوسری ٹانگ ہاتھ مین پکڑ کر جو زور کیا حدید چلایا کہ ارے یہہ کونسا طریقہ
قتل ہے نقابدار نے کہا کہ تیری روح نکلنے کا یہی تو راستہ کہلا رہ گیا تہا ارے اسکی فکر پہلے
سے نہ کر لی اور جہرے سے چیر کر اسکو پہینک دیا اسکا مرنا تہا کہ شدید اوٹھ بیٹھا کا نقابدار نے
جھپٹ کر ٹہوکر ماری کہ یہہ بھی گرا اسکو بھی اوسیطرح چیر کر پہینک دیا دونون ٹکڑے پہڑک پہڑک کر سرد
ہو گئے لاشین ان دونون کی اوٹہوا کر خدمت صاحبقران مین روانہ کین اور آپ مرکب پر
سوار ہو کر پہر لڑنا شروع کیا وہان صاحبقران و بادشاہ اسلام سے لوگون نے عرض کی کہ
حضور مبارک ہو دونون روئین تن مارے گئے نقابدار بہادر نے مثل شیر درندہ دونون ملعونون
کو چیر کر پہینک دیا صاحبقران نے فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا اوسکو جزائے خیر دے کہ ہم [illegible]
کی مدد کی اور خدا اوسکی مطالب پورے کرے بادشاہ اسلام نے سجدہ شکر کیا نقابدار کو
دعا دی اور فرمایا کہ بعد فتح اسیں نقابدار کو لے آنا اسلیے کہ یہہ مہمان جان بخش ہے اسکی خاطر
ہمپر واجب و لازم ہے وہان نقابدار نے چالیس ہزار سرخپوشون سے فوج کفار پر حملہ کیا اہل اسلام
بھی اپنا محسن سمجھکر شریک ہو گئے بازار جنگ پھر گرم ہوا ہر طرف تلوارون کی بجلیان کوندنے لگین
کفار کا دل ٹوٹ گیا کہ سردار مارے گئے مگر اپنی کثرت پر بہروسا کرکے لڑ رہے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے
ہین مگر نقابدار جسطرف کو جاتا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی گری گھوڑا مثل برق جہندہ کے ہر طرف
پہر رہا ہے لشکر نقابدار عجب بہار دے رہا ہے سرخ پوشاکین انکی مریخ صولت ہونیکی دلیل ہین

گویا انہون نے پہلے سے اپنے تئین آلودۂ خون کا فرن کرلیا ہے اک تختہ لالے کا پہولا ہوا ہے یا یون
کہیے کہ زمین پر شفق کا عکس پڑ رہا ہے اور اوس شفق مین سیکڑون ہلال شمشیر نظر آ رہے ہین ہر
طرف بجلیان چمک چمک کر گر رہی ہین نقابدار کی یہہ ہیبت ہے کہ جدہر آپڑا پرے شکستہ کردیے
صفین توڑ دین لاش پر لاش گراتا ہوا چلا جاتا ہے اودہر اہل اسلام کے حوصلے گہٹکر پہر بڑہ گئے ہین
عوض اپنے ساتہیونکا لینے کو موجود ہوگئے ہین اوکہڑے ہوئے قدم پہر سے جما لیے ہین ساتہ ساتہ
نقابدار کے لڑتے چلے جاتے ہین نقابدار و فوج نقابدار نے تو جی چہوڑوا دیے ہین کہ اب کافرون نے
دیکہا جان بچتی نہین معلوم ہوتی ہے فرار پر قرار کیا ہے اور نقابدار انکو دبائے چلا جاتا ہے یہہ
کافر بہاگتے بہی جاتے ہین اور لڑتے بہی جاتے ہین لیکن جس وقت دیکہا نقابدار نے کہ یہہ کافر بہاگے
ٹہر کر ایک مقام پر جیب سے قلمدوات کاغذ نکالکر اک پرچہ لکہکر اک رسالہ دار لشکر اسلام کو دیا اور کہا کہ
دیدینا یہہ صاحبقران کو اور میری طرف سے بعد سلام کہدینا کہ تمہاری ناانصافی نے اس درجہ کو پہنچایا
کہ اندہے ہوئے افسوس کہ تمنے دل مین انصاف نہ کیا اور ملتی ہوئی چیز تو کسے بری معلوم ہوتی ہے لیکن
اصل مین یہہ ناانصافی امیر ثانی کی تہی جنہون نے صاحبقرانی رستم کے ہوتے تمہارے سپرد کی اور یہہ
بہی کہدینا کہ وہ تمسے بغیر صاحبقرانی چہینے ماننے والا نہین ہے جبتک صاحبقران بنے ہوئے ہو اسوقت کو
غنیمت جانو ورنہ مین آتا ہون اوس شخص کا جس سے کبہی کوئی تمہارے بزرگون مین سر بر نہین ہوا اور
ہمیشہ اوس سے دبے رہے یہہ کہکر باگ مرکب کی لی اور پہر لشکر کفار پر حملہ کیا اور فوج مع تخت بادشاہ
بہاگے نقابدار نے قتل کرنا شروع کیا جنگل مین یہہ لاشونکی سڑک بنتا چلا جاتا ہے کفار کہتے ہین کہ یہہ ملک الموت
آیا ہے اس سے جان نہین بچیگی بہاگتے کا کوئی پیچہا نہین کرتا لیکن یہہ تو جان ہی نہین چہوڑتا ہر طرف
یا خداوند اکوان کی صدائین بلند ہین نقابدار لاحول پڑہتا ہوا اور اللہ اکبر کے نعرے کرتا ہوا
ان سبکو بہگاتا چلا جاتا ہے کہانتک گزارش کیا جائے کہ نقابدار بہادر نے سات کوس تک کفار
کو پسپا کیا اور کہا کہ انکے شہر تک انکو اسیطرح بہگاتا ہوا لیجاؤنگا اور گہسکر شہر مین مار ڈالونگا تاکہ ان لوگونکو عبرت
ہو اور اب اسکے بعد کوئی آئین سے اتنا نہ ہے کہ لشکر اسلام پر چڑہائی کرکے آئے لیکن جسوقت عیار نقابدار
نے سمجہایا کہ اے شہریار یہہ آپکے بزرگون کا چلن نہین ہے کہ بہاگتے کا پیچہا کرین بس بہت مارا ان کافرونکو
یہہ اپنی سزا کو پہنچ گئے اول تو یہہ خود ہی اب کبہی لشکر اسلام کا رخ نہ کرینگے اور اگر ایسا ہوا تو پہر انکو سزا دیجیگا جب
بہت سمجہایا نقابدار کے عیار نے تو باگ مرکب کی پہیری تو اوسوقت حال نقابدار کا یہہ تہا کہ ہتہیون سے
خون ٹپک رہا تہا قبضہ تلوار کا گہہ بیٹہا تہا مرکب پسینے مین غرق خود ہی عرق عرق لشکر اسلام کے جو لوگ
یہانتک لڑتے ہوئے ساتہ آئے تہے نقابدار کی جرأت و قوت پر جان و دل سے فدا ہو رہے تہے
اور کہہ رہے تہے کہ یہہ بہی بادشاہ بخیر اونہین لوگون مین دیکہی ہے کہ جنہون نے بارگاہ صاحبقرانی
کو خالی کردیا ہے کیا یہہ نقابدار اونہین لوگون مین سے تو نہین ہے کہ وقت مصیبت دیکہکر بے اطلاع چلا
آیا اسلیے کہ وہ لوگ دشمن ایکدوسرے کے نہین ہین سب ایک ہین فقط عزت کا جہگڑا ہے اور بانکا خیال
ہے یہی باتین تہین کہ یکایک کڑکے سے بجلی کڑکی اور چمک کر پنجہ گرا اور نقابدار کو لیکر روانہ ہوا بس اس
حادثہ کو دیکہکر عیار نقابدار تو چیخین مار کر رو دیگا لیکن پنجہ نقابدار کو لیکر یہہ جا وہ جا نظرون سے
غائب ہوگیا اودہر اہل اسلام افسوس کرتے ہوئے پہرے اودہر فوج نقابدار کی نالان و گریان چلے
لیکن اب حال صاحبقران کا سنیے کہ جب فتح ہوچکی لاشین اہل اسلام کی اٹہوا کر دفن کین قریب

آنکے لاکہہ کے کام آئے تہے اور ڈہائی لاکہہ کفار مارے گئے تہے لیکن لاش **اسفندیار خان زرانجابادی** و **سہیل خان اشتر تحصاری** کے اسقدر ٹکڑے ٹکڑے تہے کہ یون نہ اوٹھہ سکی ایک چادر مین باندہکر اوٹہائی گئی چونکہ شہید تہے غسل انکا خون سے ہوچکا تہا اور کپڑے انکے بجائے کفن تہے صرف نماز جنازہ پڑہکر انکو دفن کردیا لیکن **صاحبقران** انکی لاشون پر بہت روئے اور کہا عرض کرنا میری طرف سے خدمتمین دلاوا جان کی کہ یہہ غلام آپکا ایسی سخت بلا مین مبتلا ہے کہ نجات دشوار معلوم ہوتی ہے آپکا اقبال ایسا تہا کہ اوپر کوئی مصیبت نازل ہوئی فوراً پروردگار عالم نے اوسے دفع کیا اور باوجود اسکے کہ دست راستیون اور دست چپیون مین مخالفت کی بنیاد آپہی کے زمانے مین قائم ہوئی تہی اور بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے مگر یہہ سب یکجا رہے ایکدوسرے کا شریک حال رہا ہم ایسے بدنصیب **صاحبقران** ہوئے کہ ہمارے زمانے مین انواع واقسام کی بلائین نازل ہوتی ہین اور دفع نہین ہوتین جو معاون و مددگار پیدا ہوتا ہے وہ اسقدر جلد ناپید ہوجاتا ہے کہ نشان اوسکا صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے پروردگار عالم سے دعا کیجئے کہ مجہپر سے یا تو بلا دفع ہو اور یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرین اب مجہسے یہہ سختیان نہین اوٹھہ سکتین ہین اس **صاحبقرانی** سے باز آیا یونہی اچہا تہا اسکے بعد فرمایا کہ دیکہو **نقاب دار** کہان ہے جاکر ہماری طرف سے کہنا کہ اے برادر بجان برابر اگرچہ مجہے نہین معلوم کہ آپ کون صاحب ہین اور اپنے کو آپنے پوشیدہ کیا ہے خیر ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے مگر مین چاہتا ہون کہ ایک آدہ روز میرے گہر کو اپنا گہر تصور کر کے یہین قیام کیجئے اگر آپ ہم مین سے نہین ہین تو ہمارے دوست تو ضرور ہین کہ ایسے وقت سخت مین آکر مدد کی اور شریک حال ہوئے اب اتنی تکلیف اور اٹہائیے کہ یہان تشریف لائیے لوگون نے عرض کی کہ حضور اونکو بچہ لیگیا شہزاد نگار روتا ہوا طرف دامنہ کوہ کے روانہ ہوا فرمایا افسوس جو ہم بدنصیبون کا غمخوار بنا وہ بہی بلا مین پہنسا کیا مقدر ہے ہمارا خدا اوسکو اپنی حفظ وامان مین رکہے اور اگر کسی بلا مین پہنس گیا ہو تو نجات دے مگر تم لوگون نے اوسکے لشکر کو ہمسے علیحدہ کیون اوترنے دیا لوگون نے عرض کی کہ حضور ہمنے ہرچند اصرار کیا عیار **نقابدار** نے کہا کہ ہمین تم لوگون سے کنارہ کرنا مناسب ہے حکم ہے ہمارے سردار کا کہ ان ناانصافون سے ملکے کبہی نہ چلنا ورنہ خطا پاؤگے فرمایا ہائین یہہ کیا کہا ہمنے کونسی ناانصافی کی معلوم یہہ ہوتا ہے کہ طرفدار یہہ دست چپیون کے ہے بانا اونکی اس کج خلقی پر دال ہے اتنے مین اوس رسالدار نے وہ نامہ پیش کیا جو کہ **نقابدار** نے امیر ثالث کو بہیجا تہا آپنے اوس نامہ کو پڑہوا کر سنا تحریر تہا کہ اے **بدیع الملک** تمہین باہنائے **صاحبقرانی** پر دست اندازی کرنا مناسب نتہی یہہ حق تہا **رستم ثانی** کا اسلیئے کہ اوسنے کیسے کیسے کار نمایان کیئے ہین کیا تم بہول گئے جسوقت **یروج بن عرج بن عوج بن عنق** آیا ہے جسکا حربہ پانچہزار من کا تہا اور قد مثل مینار کے دیوؤن سے زیادہ بلند تہا تو اسکے مقابلے کو پیچہے تمہاری بہی جرأت نہوئی جسوقت **رستم** نے نکلکر مقابلہ کیا اور وہ بیہوش ہوا تو غیرت مین آکر تم بہی نکلے تمہاری بہی وہی حالت ہوئی جو کام کیا اوسنے پہلے کیا بعد کو تمہین غیرت آئی تو تمنے بہی جرأت کی اور یہہ طریقہ تمہارے اور اوسکے بزرگون سے ہمیشہ سے چلا آتا ہے تمہین آخر کس بات کی فوقیت تہی جو تم **صاحبقران** بنے **امیر ثانی** کی خوشامد البتہ اون لوگون نے نہین کی وہ لوگ سپاہی تہے اونہین چکنی باتون سے ہمیشہ نفرت رہی یہہ تمہین لوگونکا شیوہ رہا اور تمہین راس بہی آیا کہ امیر ثانی نے جاتے وقت باہنائے **صاحبقرانی** تمہارے سپرد کیئے مگر اب ہوشیار رہو کہ ایکدن تمسے

باندہائے صاحبقرانی سرمیدان چہین لیگا مین آگاہ کیئے جاتا ہون اور مین پوچھتا ہون اوس شخص کا
جسکا مقابلہ کبھی کسی نے نہین کیا بدیع الملک کو یہہ کلمات سخت ناگوار ہوئے فرمایا کہ کیا کہون یہہ
نقابدار محسن ہو چکا ہے ورنہ اوسے ڈہونڈہکر اوس سے مقابلہ کرتا اور اگر یہہ بخلق مجہسے طلب کرتا تو
مین خود باندہائے صاحبقرانی اسکے حوالے کر دیتا لیکن اب تو ہر چند کہ نابینا ہو چکا ہون مگر بغیر مقابلہ
کیئے نہ دونگا یہہ حق اوسکا ہے جو مجہپر غالب ہو اسکے بعد لاشین حدید و شدید کی خرلبہ پر پہنکوا دین
اور زخمیون سمیت خود شفاخانہ لقمانی مین داخل ہوئے اب انکو تو اسی حال مین چہوڑا جاتا
ہے لیکن اب چند کلمات حالات سموات شاہ کے تحریر ہوتے ہین کہ یہہ ہزیمت
خوردہ مع فوج جس وقت شہر سمواتیہ مین داخل ہوا اکابر شہر برائے استقبال آئے اور سموات
شاہ کو لیگئے وزیر ہوشمند دانا نے حال پوچھا سموات شاہ نے اول سے آخر تک حال بیان کیا مارا
جانا بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت کا اور اپنا پہنچنا زخمی ہونا فرہاد خان وار شیون و
فرسنگ کا ہاتہہ سے رومین تنون کے پہنچنا کمک اہل اسلام مشتری حصار وزرا انکا باد سے
طبل ان. بجا دوسرے روز جشن دعوت کرنا اپنا آنا خضران کا خفقان بالی بنکر اور سبکو ساقیگری
کرکے بیہوش کرکے برہنہ کرنا سبکا اسکے بعد طبل جنگ بجوا کر حملہ کرنا اپنا قتل ہونا اسفندیار جنا
وسہیل خان کا اسکے بعد آنا نقابدار سرخپوش کا مارنا رومین تنونکو شکست کہانا اپنا ہاتہہ ہی نقابدار کو تعاقب
کرنا نقابدار کا سات کوس تک یہہ کہکر ٹہر جانے لگا اور کہا کہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
کہ غضب خداوند کو ڈہا دیا رومین تنون کو سر میدان چیر کر پہینک دیا یہہ سنکر ہوشمند دانا
نے کہا کہ کچھ ہمارا قول حضور کو یاد ہے بادشاہ یہہ سنکر دل مین خفیف ہوا اور کہا کہ بلاؤ دبیر کو
اوسیوقت منشی حاضر ہوا حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے خداوند کنجدستین لکہو کہ دونون
فرستادہ آپکے ہاتہہ سے خداپرستون کے قتل ہوئے اور تمام سردار چیر مارے بلکہ ایک نقابدار
نہین معلوم کہان سے آیا تہا بلائے بیدرمان تہا کہ دونون رومین تنون کو چیر کر پہینک دیا اور چالیس
ہزار کے لشکر سے سات لاکہہ کی فوج کو سات کوس تک بہگاتا چلا آیا اگر اوسے پنجہ نہ لیجاتا تو
یقین ہے کہ جان نہ بچتی اور آج ہی شہر سمواتیہ برباد ہو جاتا اور عیار لشکر اسلام نے تو ہماری وہ
حالت بنا دی ہے کہ کسیکو موہنہ دکہانے کے قابل نہین رکہا جلد خبر لیجئے اسواسطے کہ اس بلا کے
علاوہ متواتر یہہ خبرین سننے مین آئی ہین کہ کوئی شخص چنبرنگ بن زمرد پیدا ہوا ہے کہ اوسے بہی
دعوائے خداوندی ہے وہ بہی اسیطرف آتا ہے اور برجیس آفتاب پرست بہی بڑے زور
شور سے چلا آتا ہے اوسی بہی خداوندی کا دعوے ہے اوسکی یہہ کیفیت ہے کہ ایک آفتاب اسکے
سرپر سایہ افگن رہتا ہے جسطرف برجیس اشارہ کرتا ہے شعلے چمک چمک کر گرتے ہین جلا کر خاک
سیاہ کر دیتے ہین اسیطرح وہ پہونکتا چلاتا شہرون کو برباد کرتا چلا آتا ہے جو شخص اوسکا مقابلہ
کرتا ہے مارا جاتا ہے بڑے سامان اوسکے ہمراہ ہین اور ایک صاحبقران پردہ قاف سے
آیا ہے ان سبکے رخ بیابان نہ طاق ہی کی طرف ہین آپ کسی ساحر کو جلد روانہ کیجئے
کہ وہ آکر ان خداپرستون کا خاتمہ کرے پہلوان انسے کبہی نہ لڑ سکینگے آیندہ حضور کو اختیار
ہے واجب جانکر عرض کیا جس وقت مضمون عرضی تمام ہوا کہا کہ ایک نامہ شوقیہ اور لکہو
بنام شبرنگ جادو کہ اے برادر بجان برابر ہم ایک عرضی بہیجتے ہین اسکو خدمت مین خداوند

کی پہنچا دو دبیر نے یہہ نامہ بہی لکھکر تیار کیا سموات شاہ نے اک واقف راز کو بلا کر حکم دیا کہ یہہ نامہ لیکر بعد طلسم کے
جاؤ جسوقت قریب دیوار پہونچو گے عرض کرنا مین عرضی لایا ہون چاہتا ہون کہ خدمت مین خداوند کی پہنچادون
تہوڑی دیر مین ہوائے سرد چلیگی کہ آنکہین تمہاری بند ہو جائینگی جسوقت پہر آنکہہ کہلیگی جواب نامہ کا ہاتہہ مین
پاؤ گے چلے آنا وہ شخص تو اسطرف روانہ ہوتا ہے دیکہیے یہہ کب پہنچتا ہے اور کسوقت جواب نامہ کر دیتا ہے
لیکن یہان سموات شاہ سے ہوشمند دانا نے پوچہا کہ شبرنگ کا نام تو آپکی زبان سے اکثر سنا لیکن یہہ نہین معلوم
کہ یہہ رہتا کہان ہے سموات شاہ نے بیان کیا کہ اے ہوشمند طلسم نہ طاق کے دربند سوم مین رہتا ہے
اسکا مالک ہے چونکہ میرا دوست ہے اسوجہہ سے مینے اوسے لکہا ہے کہ اوسکی سفارش زیادہ مفید ہوگی بزرگون سے
سنا ہے کہ کسیوقت در زمانہ مین یہہ مقام جنون کے قبضہ مین تہا اور اونہین کی سلطنت یہان تہی وہ اپنی حد سے آگے
بڑہ بڑہکر انسانون پر ظلم کرتے تہے تو ہمارے خداوند نے یہہ انتظام کیا کہ بادشاہ کو جنون کے گرفتار کیا ہر چند وہ بہت بڑا
دیو وحشی تہا مگر خداوند نے اوسکو بزور سحر ایسے پوشیدہ مقام پر قید کیا ہے کہ اول تو کسیکو معلوم نہین اور بالفرض اگر کسیکو
دریافت بہی ہو جائے تو خداوند کے قید کو کون مٹا سکتا ہے اُسوقت سے جو اجنہ بہاگ کر بچگئے ہین وہ بہی انتظار مین
ہین کہ اگر کوئی شخص دشمن زبردست خداوند کا پیدا ہو تو ہم بہی جا کر اوس سے عرض حال کرین اور اپنے بادشاہ کو
قید سے رہا کرین اور حکومت اپنی پہر سے قائم کرین کہ در اصل یہہ مقام اونہین لوگون کا ہے مگر کیا کر سکتے ہین کوئی دشمن
خداوند کا کیا کر سکتا ہے یہہ بہی اک رحمت ہے خداوند کی لاکہہ اجنہ کو ابتک زندہ رہنے دیا ہے ورنہ سبکو جلا کر خاک سیاہ
کر چکے ہوتے خداوند جانتے ہین کہ یہہ بندگان برگشتہ کیا کر لینگے اسی سبب سے انکو زندہ رہنے دیا ہے کہ ایک ایک کے سامنے
فریاد کرین اور ذلیل ہون غرضکہ جب یہہ مقام جنون سے خالی ہوا تو یہان نو دربند کا ایک طلسم قائم کیا اول دربند کا
مالک ضوبان جادو ہے کہ جو سحر و ساحری کے فن مین وحید عصر و یکتائے زمانہ ہے اور دوسرے دربند کا مالک سفال
جادو ہے جسکا مثل و نظیر روئے دنیا پر نہین ہے کہ اگر تمام زمانہ کے ساحر بہی جمع ہون تو اوسکی سرحد سے بغیر اجازت بزور سحر
گذر نہین سکتے تیسرے دربند کا حاکم ہمارا دوست شبرنگ جادو ہے یہہ ساحر اون دونون سے زبردست اور مقرب نہایت ہے
خداوند یعنے کیوان تاجدار کا نہایت منہہ چڑہا ہے اور چوتہے دربند پر خود کیوان تاجدار برادر خداوند مین ہے
ایک عرضی کا پہنچانا اور رازہائے خداوندی و دیگر انتظامات ممالک اونہین کے سپرد ہین انکے سحر کا حال کیا کہون بس اتنا ہی
کہنا کافی ہے کہ یہہ برادر خداوند ہین پانچوین دربند کا حاکم شرارہ شعلہ زن جادو ہے یہہ وہی دربند ہے جسکا
ذکر اکثر تمہارے سامنے آیا ہے یعنے بیابان ہولناک یہہ وہ مقام ہے کہ انسان سحر و ساحر کا نام نہ لے جسوقت وہانکا کوئی شخص
آگیا تو یہہ سمجہو کہ خدا پرستون کی بنیاد مٹ گئی چہٹے دربند کا حاکم و ناظم چوپان چہار دست ہے یہہ
مقام بہی نہایت سخت ہے جسوقت اسکے بیان کا محل آئیگا اور ناظرین سنینگے تو نہایت خوش ہونگے
اور عرقریزی مؤلف کی داد عنایت کرینگے ساتوین دربند کا مالک قرطاس فیل پیکر ہے
اور آٹہوین دربند کا حاکم عنقائے گرد باد ہے نوین دربند پر تو خود خداوند
ہین اس طرح نو دربند کا یہہ طلسم خداوند نے باندہا ہے یہی سبب ہے کہ اس
مقام کو بیابان نہ طاق کہتے ہین اور پہلی سرحد پر دیوار ہے کہ بظاہر تو وہ مثل
معمولی دیوارون کے بلند ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا جی چاہے
کمند مار کر چڑہ جائے مگر جس وقت کوئی پرند تک اوس طرف جانا چاہتا
ہے تو دیوار اسقدر بلند ہو جاتی ہے کہ پلٹنا پڑتا ہے یا ٹکرا کر گر جاتا ہے اور اگر ساحر قصد کرتا ہے
اور نکلجاوے تو اوسکو بہی مثل پرند صحرا کے گذر دشوار ہوتا ہے اور اگر سحر کرتا ہے تو اپنے سحر سے آپ جلکر خاک ہو جاتا ہے

یہانتک حالات طلسم کے بیان کیئے ہین اب انکو تو انتظار مین جوابنامہ کے چھوڑ جاتا ہے لیکن اب
یہانسے چند کلمہ داستان کی خواجہ ثالث مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندہ قران و سرزنندہ
جادوگران بیان کیئے جاتے ہین کہ جسوقت خضران بن عمر بارگاہ سموات شاہ کو لوٹ کر اور سبکو چھوڑ کر
نکلے لشکر سے تو وہی ہیئت انکی تھی یعنی خفقان بائی بنے ہوئے تھے اور برق ثانی دلربا بائی بنا ہوا تھا قران ثانی بختیارک
بنکر بہو بنجانے کے بہانے سے ساتھ آئے تھے اہل لشکر کہتے تھے کہ کیا اس وزیر بادشاہ نے اپنی عزت
ہاتھ سے دی ہے کہ تنہا اک رنڈی کو بہو بنجانے جاتا ہے جب ایسے لوگ کنبا کرین تو واے بر حال دیگران
لیکن یہہ تو قران ثانی ہین انہین اپنے کام سے کام ہے جسوقت حد لشکر کے باہر آگئے اک صحرا مین پہونچکر
خضران نے قران ثانی و برق ثانی کو رخصت کیا کسیکو ایک حبہ نہین دیا قران ثانی کو تو خواہش بھی نہتی
لیکن برق ثانی نے ہر چند کہا کہ جو چیزین جتنے لوٹی ہین اونمین مین سے کچھہ تھوڑا بہت تو دیدیجیے کام آپکا تھا
جان ہمنے بھی لڑائی ہے مگر خضران نے اسکے قول سے بھی اپنا ہی مطلب نکالا کہ جب کام ہمارا تھا تو مستحق ہم ہوے
یا تم بھی تمہارا کوئی کام ہوگا ہم کر دینگے غرضکہ یہہ دونون تو اوسطرف روانہ ہوئے یہان خضران نے
بختیارک ثانی کو زنبیل سے نکالا اور درخت مین باندہ کر ہوشیار کیا جسوقت بختیارک کو ہوش آیا
دیکھا اک درخت مین بندہا ہوا صحرا مین کھڑا ہون اور اک عیار لشکر اسلام کوڑا لیئے سامنے کھڑا ہے
اوس نے آنکھین اپنی بند کر لین جانا کہ مین خواب دیکھہ رہا ہون خضران نے اک کوڑا مارا اور کہا کہ
ہوشیار ہو یہہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے بختیارک کوڑا کھاتے ہی تڑپ گیا اور کہا کہ او ظالم
تو کون ہے اور کیون مجھے پکڑ لایا ہے خضران بن عمرو نے کہا کہ تو واقف راز ہے سموات شاہ کا
اور مین تجھے اس واسطے لایا ہون کہ جلد مجھے بتا بصیر جادو کا پتا کہ وہ کہان رہتا ہے بختیارک نے
جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم مصرع رموز مملکت خویش خسروان دانند خضران نے کہا
اور دوسرا مصرع بختیارک نے کہا وہ اس واقعہ سے تعلق نہین خضران نے کہا کہ
پڑھو تو سہی بختیارک نے پڑھا مصرع زنان پردہ نشین حال این چسان دانند خضران
نے کہا کہ عورتین تو خوب جانتی ہین تخلیہ کے وقت جو چاہتے ہین پوچھ لیتے ہین اور تو کیا عورت
ہے کہ نا واقفیت ظاہر کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے ناراض رہتا ہے راز
اپنے نہین بیان کرتا نہ مین پوچھتا ہون اس لیئے کہ مجھے اس کے دریافت سے کیا ضرورت
ہے خضران نے کہا تو نہ جانتا تھا کہ ہم سے پوچھا جائے گا بختیارک نے کہا مین تو ہرگز نہ
سمجھا تھا کہ میری یہہ حالت کی جائیگی اور مجھ سے یہہ راز پوچھا جائے گا ورنہ تجھکو بتا دیتا اور
پہلے سے پوچھ رکھتا اور اگر پوچھتا بھی تو بادشاہ ایسے شخص کو کیون بتاتا جس سے وہ
ناخوش رہا کرتا ہے خضران نے کہا کہ سارا انتظام تو جلسہ دعوت کا تیرے حوالے تھا
انتہا یہہ ہے کہ ارباب نشاط تک تیرے ذریعہ سے بہم پہنچتے تھے ہر کام تیری صلاح پر
ہوتا ہے اور تو کہتا ہے کہ بادشاہ مجھ سے ناراض ہے او مکار جلد بتا یہہ کہکر تین چار
کوڑے مارے کہ یہہ بلبلانے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا مگر خضران نے نہ مانا اور کہا کہ او
ملعون خفقان بائی بنکر مین گیا تھا اور عیاری کر کے تجھکو پکڑ لایا ہون تیرے بادشاہ
اور تمام اراکین دربار کی وہ حالت بنائی ہے کہ تازندگی تو وہ نہ بھولین گے سب کے
سب برہنہ پڑے ہین بارگاہ مین کوئی شے باقی نہین ہے انتہا یہ کہ رسی تک نہین ہے جب آنکھ کھلیگی تو مزا ہوگا

یہہ سنکر بختیارک کے ہوش اوڑ گئے سمجھ گیا کہ اب سموات شاہ پر زوال آیا اور تیرے بھی
جان گئی اسلئے کہ یہہ عیار زندہ نچھوڑے گا خضران بن عمرو نے کہا کہ تو یون نہین بتائیگا اب
تیرے لئے وہ سامان کرتا ہون جو والد ماجد نے تیرے ہمنام کے واسطے بارگاہ صلصال مین کیا تھا
بختیارک اول وزیر نوشیروان بڑا ہی حرامزادہ تھا یعنے تجھ سے زیادہ جس امر کو پوچھو انکار کرتا تھا
جب جوتیان پڑتی تھین تو قبولتا تھا آخر کار انجام یہہ ہوا کہ اوسکا حریرہ پکا کر اوسی کے بیٹے کو
کھلا دیا اور اہل دربار نے بھی کھایا تھا اب تیرا بھی وہی حشر ہوا چاہتا ہے یہہ کہکر زنبیل سے اک
دیگ نکالی اور پانی بھر کر کچھ اینٹین پتھر جمع کر کے اور اوسکا چولھا بنا کر اوس پر دیگ چڑھا کر آگ
سلگا دی اور اک بڑی سی چھری جس سے قصاب بکری کو ذبح کرتے ہین نکالکر سامنے رکھی اور
بختیارک سے کہا کہ کیا کہتا ہے بختیارک بیٹھے تو یہہ سب سامان دیکھا کیا کہ اک ذراسی زنبیل
اوس سے اتنی بڑی دیگ کیونکر نکل آئی بعد کو جب چھری پر نظر پڑی دم فنا ہونے لگا کہا کہ
مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگ بڑے صاحب کمال ہین اب اس سامان کو موقوف رکھیے اور میری
جان بخشی کیجیے مین بتائے دیتا ہون خضران نے کہا کہ جب تک تو بتائے گا نہین پانی دیگ کا
دیگ مین کھولا کرے گا اور چھری سامنے رکھی رہے گی بختیارک ثانی نے کہا کہ مین تو بتائے
دیتا ہون لیکن پہونچنا آپ کا بصیر جادو تک نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے اسلیے کہ اوسنے
سات دربند قائم کیے ہین اور طلسم بند ہو کر کوہ قضا و قدر مین بیٹھا ہے اب وہ وہان سے
تا حیات صاحبقران نہین نکلے گا اور نہ کوئی اوس تک پہونچ سکتا ہے کہ سات چوکیان حائل ہین
خضران نے کہا کہ راستہ بتا مین ضرور جاؤنگا اور بقوت پروردگار طے کر کے ساتون
چوکیون کو مارون گا بصیر جادو کو بختیارک نے دل مین خیال کیا کہ یہہ دیوانہ ہوا ہے
بھلا وہان ساحر کا گذر تو دشوار ہے جب تک مالک دربند کی اجازت نہو پرندہ پر نہین مار سکتا
یہہ کیا جائے گا اور جائیگا تو مارا جائے گا اب اسے راستہ بتا دینا چاہیے خضران سے کہا
کہ یہان سے جانب مغرب دو کوس تک ببولون کا جنگل ہے اسکے بعد اک صاف میدان ملیگا
اوسے طے کر کے اک ساکھو کا جنگل ہے جب اوسے طے کیجیے گا تو اک دریا سے سحر نظر آئیگا
وہ مقام ماہیان خوش تقریر کا ہے اور پہلا دربند ہے وہان پہونچکر جو آپ سے ہو سکے
وہ کیجیے خضران نے کہا ابھی چلتا ہون اور وہ دیگ و چھری داخل زنبیل کی بختیارک سے
کہا تو بھی بھوکا ہوگا اور مین بھی بھوکا ہون پہلے کچھ کھانے پینے کا انتظام کر لینا چاہیے بختیارک
نے کہا اس صحرا مین کھانے کو کہان سے آئیگا خضران نے کہا کہ دولت ہو تا مقدم
ہے ہر چیز ہر مقام پر ممکن ہو سکتی ہے بقول شخصے چڑیا کا دودھ تو ملجاتا ہے بختیارک نے
کہا کہ دولت بھی ہر جگہ کہان اس صحرا مین آپ مجھے لے آئے ہین اگر شہر تک چلیے
سب کچھ ممکن ہے خضران نے کہا کہ وہان چلنے مین عرصہ ہوگا دیکھو تو کچھ تمہاری کمر مین
ہے بختیارک کو یاد آیا کہا کہ ہان چند اشرفیان کمر پاس تھین ٹٹولی تو کچھ تھا وہ بھی خضران نے نکالکر نذر
زنبیل کر لی تھین بختیارک نے کہا کہ میری پاس سات اشرفیان تھین نہین معلوم کیا ہوئین خضران نے کہا کہ گر گئی
ہونگی تمہاری پوشاک نہایت بیش قیمت ہے اگر مجھے دو تو مین بیچ کر سامان کرون یہہ کہکر اک لنگوٹی
زنبیل سے نکالکر دی اور کہا کہ یہہ خیال نکرو کہ مین بادشاہ کا وزیر ہون اول تو یہان دیکھنے والا

کون ہے ہم رہین باتم ہو اسکے ماورا عزت انسان کی لیاقت سے ہوتی ہے نہ کہ لباس سے جبتک
تم وزارت کے درجہ پر نہین پہونچے تھے اوسوقت کیا یہی لباس ہوگا مجکو دیکھو کہ صاحبقران کا رفیق
ہون مگر کس حالت سے رہتا ہون بختیارک مجبور و ناچار تھا پنجۂ ملک الموت مین ہے اگر خلاف حکم
کرتا ہے جان کا خوف ہے جان کا صدقہ مال تصور کرکے وہ غرقی باندی لباس خضران کی حوالے
کیا آپنے نذر زنبیل کرکے ایک پتیلی نکالی جسمین سوا پاؤ سے زیادہ نہ پک سکتا تھا اور کچھ کھچڑی
نکالکر دی اور کہا کہ پکاؤ اسکو بختیارک نے کھچڑی پکائی پہلے خوب پیٹ بھر کر آپ نوش جان
فرمائی جو کچھ بچ رہا بختیارک کو دیا اب اس نے انکار کیا کہ اب مجھے بھوک نہین ہے مین نہ
کھاؤن گا آپنے غنیمت سمجھکر نذر زنبیل کرلیا کہ دوسرے وقت کا ناشتہ ہوگا اور کہا بختیارک سے
کہ لے چلو بختیارک نے کہا مجھے نہ لیجائیے مینے راستہ آپکو بتلا دیا اب میرا کیا کام نہین خضران نے
کہا اگر تو نے جھوٹ بنایا ہو یا اگر صحیح بھی سہی تو اسکے بعد دوسرے مرحلہ تک کیونکر پہونچون گا
بختیارک نے دیکھا کہ یہہ جان نہ چھوڑے گا کہا کہ آپ سر صاحبقران کی قسم کھائیے کہ مین تجکو
چھوڑ دون گا قتل نہ کرون گا کہا کہ او ملعون وزیر رہا مگر تجکو تہذیب نہ آئی مین پائے صاحبقران
کی قسم کھاؤن گا مگر اوسوقت جبکہ تو یہہ قسم کھالے کہ مین بھی دغا نکرونگا بختیارک نے کہا مجکو قسم ہے
خداوندگاران تاجداری کی کہ مین آپکے ساتھ دغا نکرونگا بشرطیکہ آپ جان بخشی کا عہد پورا کرین خضران
نے کہا کہ مین بھی قسم کھاتا ہون پائے مبارک صاحبقران کی کہ اگر تو دغا نکریگا تو مین بھی تجھے زندہ
چھوڑ دونگا قتل نکرونگا بعد اس عہد و پیمان کے بختیارک خضران کے ساتھ ہوا پہلے ہولونکا
جنگل ملا جوتا بختیارک کا خواجہ نے پہلے ہی لے لیا تھا اب یہہ پابرہنہ اون کانٹون سے بچتا ہوا چلا
جاتا ہے لیکن دو کوس کا جنگل ہے کہان تک طے کرے آپ پائے نشاطری مارتے ہوئے اوڑے چلے
جاتے ہین اور بختیارک کو پکار رہے ہین کہ اے جلدی آ ورنہ شام ہوجائیگی درندے نکلکر تمکو کھا
لینگے یہہ وزیر سموات کبھی پیدل تو چلا نہ تھا کہ پابرہنہ اور وہ بھی کانٹون پر اپنی قسمت کو روتا چلا
جاتا ہے دلمین کہتا ہے یا خداوند مجھسے ایسا کیا قصور ہوا ہے جسکی سزا یہہ ملی اپنے کرم سے میری
خطا بخشی کر اور مجھے اس قید سے رہائی دیجئے کہین کوئی کانٹا چبھ جاتا ہے یہہ بیٹھکر نکالتا جاتا ہے
تو آپ شور کرتے ہین کہ ارے بھاگ تیرے پشت کی طرف خرس صحرائی آتا ہے جان تو بری چیز ہے
یہہ چھوڑ کر بھاگتا ہی کانٹا ٹوٹ کر پاؤن مین رہجاتا ہے آپ فرماتے ہین کہ منزل پر پہنچکر نکال لینا راستہ
مخدوش ہے یہان ٹھہرنا اچھا نہین ابھی وہ خرس فلان جھاڑی مین چلا گیا غرضکہ بہزار خرابی وہ صحرا
طے ہوا اب بیابان ملا کہ کوسون درخت نظر نہ آتا تھا ریت دہوپ سے اسقدر جل رہی تھی کہ پاؤن
بھنے جاتے تھے ہر قدم پر گٹھون گٹھون ریت مین پاؤن غرق ہوجاتا تھا ادہر کانٹون کی ایذا ادہر
ریت کی گرمی بختیارک کی بری حالت ہے بھوک پیاس سب بھول گیا دلمین کہتا ہے کہ اس سے
مرنا ہی قبول ہے خضران سے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالئے مجھے اس زندگی سے مرنا ہزار درجہ
اچھا ہے مین آپکی جان بخشی سے باز آیا آپ نے فرمایا کہ زندگی کا کفارہ تکلیف ہے یہہ وقت بھی
گذر ہی جائیگا اسنے کہا کہ اب مین آگے نہ بڑھون گا جب تو آپ مجھے قتل کیجئے گا آخر
پہلے قتل پر آمادہ تھے اب کیا عذر ہے خضران نے کہا کہ مسخرے مجھے تو نے سر صاحبقران
کی قسم کی مین کیونکر تجھے قتل کرون پہلے نہ سمجھ لیا اب مین عہد شکنی کبھی نکرونگا آپ اپنی جان دیدے بختیارک جانسے عاجز ہے

اپنے منہ سے موت مانگتا ہے مگر موت بھی نہین آتی برے وقت کا کوئی شریک نہین ہوتا دلمین کہتا ہے کہ کیون اسکے ہمراہ آیا غرضکہ بہزار دشواری وہ صحرا بھی طے ہوا اب ساکھو کا جنگل ملا ادہر کھین کھڑکھڑاہٹ پتون کی ہوئی اور خواجہ جست کرکے وہ پہونچے اور کہا کہ نیند آتا ہے بختیارک نے بھی اپنے کو جسطرح بنا پھینک دیا اسیطور سے خضران نے ساکھو کا جنگل بھی طے کرایا اب اک مقام پر تھک کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اب مجھسے نہین چلا جاتا پاؤن سوج گئے ورم آگیا خضران نے دیکھا کہ اب یہہ آگے نہ بڑھیگا اک چقماق سے آتش زنی اسکی آنکھ بچاکر کھینچ مارا اور کہا کہ جنگل مین آگ لگ گئی اور بھاگے جان بری شے ہوتی ہے بختیارک بھی گرتا پڑتا بھاگا تھوڑا سا صحرا تو باقی ہی رہگیا تھا وسے بھی طے کیا اب جو دیکھا تو سامنے اک دریا موجزن ہے پانی نہایت صاف شفاف ہے شام قریب تھی آپ نے اک مقام پر ٹھہرکر دم لیا بختیارک کے پاؤن پر کچھ دوا جیب سے نکالکر لگا دی کہ اسکو بھی سکون ہوا ہزار دن دعائین دینے لگا لیکن دلمین کہتا تھا کہ چلتا ہے تو ملک الموت کے منہ مین اگر قابو پایا تو کب تجھے چھوڑتا ہون ابھی دوستی کا دم بھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ کیا مسیحائی کی ہے حضور نے جب تھوڑی دیر دم لے چکے تو پھر کچھ سوکھے ٹکڑے جیب سے نکالکر کھانا شروع کیے بختیارک سے کہا کہ اس صحرا مین اسی کو غنیمت جانو ورنہ یہان سوائے پتون کے اور کیا ہے بختیارک نے اوسوقت کو کچڑی سے انکار کیا تھا اب سوکھے ٹکڑے مانگے کہ مجھے بھی دیجیے میرا دم نکلا جاتا ہے ایک تو فاقہ دوسرے پیدل کے سفر کی صعوبت خواجہ نے کہا کہ بھئی تم سے یہ نہ کھائے جاینگے تم سموات شاہ کے وزیر ہو یہہ تو ہم فقیرون کا کھانا ہے بختیارک نے کہا کہ اب تو مین فقیر سے بدتر ہون کہ ایسے مانگتا ہون خضران نے کہا کہ ٹکڑے تو اب رہے نہین اگر پہلے سے تم کہتے تو مین دیدیتا اب وہی بچی ہوئی کچڑی کھچڑی ہے تمہارا جی چاہے تو کھا لو مینے اسی خیال سے تمہارے واسطے لگا رکھی تھی کہو اگر مین نہ رکھنے دیتا تو تم کیا کھاتے میان جیسا وقت ویسی بات بارگاہ بدیع الملک مین ہم پلاؤ اور زعفرانی شاجہن نکالا کرتے تھے کہ گھی ٹپکتا تھا اور چاول سخت رہتے جیسا موقع ویسی بات یہہ سوکھے کڑوے پھپوندی لگے وہ مزا دیتے ہین کہ پلاؤ کی حقیقت نہین ہے مجبور ہو کر بختیارک نے وہی کھچڑی جلی ہوئی کھائی پانی مانگا کہا یہی دریا سامنے ہے پی لو اس نے کہا کہ یہہ دریائے سحر ہے اس کا پانی کوئی نہین پی سکتا ہے یہی مسکن ہے ماہیان کا خضران نے کہا کہ خیر کیا یاد کروگے جسطرح آپ پانی پیا اوسیطرح اسکو بھی زنبیل سے نکالکر پلا دیا اور کہا کہ احسان تو مانوگے کہ کس صحرائے بے آب وگیاہ مین تمہین سیر و سیراب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ کس کس احسان کا شکریہ ادا کرون آپ کے احسانات زندگی مین تو نہ بھولینگے اب خضران نے کہا کہ ماہیان تک کیونکر پہنچین اسلیے کہ یہہ تو دریا یہی دریا معلوم ہوتا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہہ غلام تو کبھی نہین معلوم قسم ہے خداوند اکوان کی جو اس سے زیادہ جانتا ہون اب چاہے آپ قتل کرین یا زندہ چھوڑین خضران نے دیکھا کہ واقعی گیا قہر اسکی آثار قریب نہین یہہ ضرور ناواقف ہے کہا کہ گھبراؤ نہ آگے بیتا ہم خود لگا لینگے یہہ فرماکر زنبیل سے ایک جوڑی طلے کی نکالی اور ایک طلعبور بخلاف مخمل کا شاہانی کا اوس پر جڑا ہوا اور کچھ کپڑے نکالکر بختیارک کو دیے کہ یہہ تم پہنو بختیارک نے برہنگی سے یہہ غنیمت سمجھکر وہ کپڑے پہنے ایک پگڑی سر پر باندھی اب آپ نے ہاتھ

اپنا اسکے منھ پر پھیرا اور فرمایا کہ بس ٹھیک ہوا اور خود رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر اور لباس تبدیل کر کے اک طرۂ جوڑا باندھ کر گوئیے کی ہیئت قائم کی اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون بھئی ہم کون ہین بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا کیا کرامتین آپ مین بھری ہوئی ہین اگر میرے سامنے نہ بنتے تو مین ہرگز نہ پہچان سکتا بالکل گوئیے معلوم ہوتے ہین اسکے بعد آپنے آئینہ جیب سے نکا کر اسکو بھی دکھایا اور فرمایا کہ اپنی صورت بھی دیکھو کیون بھئی تم کیسے بنے اُسنے جو صورت اپنی دیکھی تو واہ واہ نہ تو وہ رنگ ہے نہ چہرہ کا نہ وہ خط و خال ہے ایک نئے شخص کی صورت پیش نظر ہے کہا یک لخت دو چند معلوم ہو گیا کہ آپ کو سب کچھ آتا ہے مجھے بھی خوب بنایا اور آپ بھی کیسے بنے کہا ہان بیٹے اس خیال سے صورت تمھاری تبدیل کر دی کہ اگر تمھین کوئی اصلی حالت سے دیکھیگا اور شناسا ہوگا تو کہیگا کہ ہم نے وزیر سیموات شاہ کو اسطرح دیکھا تھا اب آپنے کہا کہ بجا ہے اور درست ہے جو آپنے کیا بہت مناسب کیا لیکن دلمین جلا جاتا ہے اور خواجہ ہنسی چھری کی طرح اسکے دلکو فگار کرتے جاتے ہین ہر فقرہ اسکے دل پر نشتر کا کام کرتا ہے غرضکہ جب دونون اپنی اپنی تجویز کے موافق درست ہو چکے تو خواجہ نے کہا کہ تمھین تو گانے بجانے کا اک مدت سے شوق ہے مینے سنا ہے کہ تمنے حاصل بھی کیا ہے ذرا طبلہ تو چھیڑو اسنے کہا بہت خوب اسکے بعد کنارے دریا کے آکر بیٹھے اب شام ہو چکی ہے طائر اپنے اپنے آشیانون کیطرف متوجہ ہوئے ہین شب کی سیاہی نے بہارستان عالم کو نظر بند کیا ہے ماہ نے افق چرخ سے منھ نکالا ہے کچھ روشنی اور سیاہی ملکر عجب لطف دکھا رہی ہے درخت و دشت و کوہ سب ابلق معلوم ہوتے ہین دریا مین موجین مثل ماہی بے آب کے تڑپتی پھرتی ہے مچھلیان اوچھل رہی ہین اب ماہتاب کچھ بلند ہو آیا ہے اور پورا عکس اسکا پانی پر پڑ رہا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تہ آب یہہ اک گردہ زر سرخ کا پڑا ہوا ہے موجون کا پیچ و خم جو پہلے گیسوے محبوب سے مشابہ تھا اب زنجیر نقرہ معلوم ہوتا ہے شعر پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر نسیم + چاندنی مین دیکھ لو آب روان دو چار دن، حباب اوس بہار کو چشم تماشا سے دیکھکر انجام پر پھوٹ بیٹھے ہین کہ کل اسی مقام پر خاک اوڑتی ہوگی جہان یہہ نہر صفا جاری ہے یہہ کیفیت دیکھتے دیکھتے خضر ان نے طنبورہ ملایا اور سر درست کر کے طبلہ کو مطابق طنبورے کے کر کے چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

اُس اپنے بخت کا کچھ امتحان نہین ہوتا
ابھی نصیب ترا آستان نہین ہوتا

وہ سر جھکائے ہین عشرت مین پیش داور حشر
مین گھبرا ہون کر اب امتحان نہین ہوتا

چمک وہ اٹھتی ہے رہ رہ کے میری سینے مین
کہ مجھ سے درد جگر کا بیان نہین ہوتا

بندھی ہے بلبلون مین کچھ یہہ باغبان کی ہوا
کہ کوئی مائل آہ و فغان نہین ہوتا

مرے سکوت مین اک مصلحت ہے اب ناصح
کہ راز عشق کسی سے بیان نہین ہوتا

مین جلتے دیکھ کے پروانون کو یہہ کہتا ہون
کسی سے سوز نہان یون نہان نہین ہوتا

جلے ہین سینے مین اپنے دل و جگر کیونکر
یہہ کیسی آگ لگی ہے دھوان نہین ہوتا

وصال ہوگا جو ممکن ہوا نہ وصل اوسکا
کسی کا عشق کبھی رائگان نہین ہوتا

یہہ سب ہمین سے وفا و جفا کے جھگڑے ہین
رقیب کا کبھی کچھ امتحان نہین ہوتا

قدم بڑھانے کا مانع فقط ہے پاس ادب
در بتان کا کوئی پاسبان نہین ہوتا

وہ تیغ کھینچ کے کہتا ہے عشق سے باز آ
ابھی ہے خیر ترا امتحان نہین ہوتا

چھپائے رہتا ہے منھ وہ دل سے عاشق کے — مقابل اوسکے یہ آسمان نہین ہوتا
نبھائے پاس یہ منزل ہین ہمسے کیتے مین — کہ تم سا قافلہ مین ناتوان نہین ہوتا
تلاش خنجر مین ہے دل کے لینے والے کی — لیا ہے جس نے دل اوسپر گمان نہین ہوتا
اگر وہ سانس بھی لیتا ہے تو غش آتا ہے — جگر کی طرح کوئی ناتوان نہین ہوتا

خضران بن عمر نے اس غزل کو اس حسن سے ادا کیا کہ بختیارک وجد مین آگیا کہ یہ کمال بھی آب پر ختم ہے اور پرندے صحرائی سمٹ کر جمع ہو گئے ماہیان آب موجون پر سر ٹپک رہی ہین چشم حباب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے ہر شجر و حجر سے آواز ساز پیدا تھی لیکن اسوقت تک وہ مقصد حاصل نہوا جس واسطے یہ سب کوشش تھی خضران نے کہا کہ اے بختیارک کیا کسی دریا پر موکل اس مرحلہ کے رہتے ہین اور آواز میری اونکے کان تک نہین پہونچتی بختیارک نے عرض کی کہ وہ یہان سے دور ہو یا نزدیک اصل اس دریا کی ایکگز کے فاصلہ سے زیادہ نہین ہے بقوت سحر یہ کوسون تک راستہ روکے ہوئے ہے تو اگر وہ آواز جو ایک گز کے فاصلہ سے کان مین آسکتی ہے وہ ہزار اور دو ہزار گز کے فاصلہ سے بھی کان تک مالک دربند کے پہونچ سکتی ہے بشرطیکہ دریا سے قریب ہے سنا اوس نے ضرور ہو گا مگر یا تو کسی کام مین مصروف ہو گی جو نہین آئی یا آنکھین لگی ہو گی جبتک اور شغل فرمائیے جی کو بہلائیے پھر بختیارک نے طبلہ چھیڑا اور خضران نے دوسری غزل شروع کی غزل

دل عشق مین ایسا کبھی مضطر نہوا تھا — اب قصد وہ ہوتا ہے جو اکثر نہوا تھا
عاشق کا عدو یون کوئی دلبر نہوا تھا — مجھ پر وہ ستم ہے جو کسی پر نہوا تھا
الفت کا یہ جرم مقرر نہوا تھا — یہ خوب کہ ترا نام ستمگر نہوا تھا
بھرکی نفس تنگ نے سینہ مین کشاکش — گو سانس بھی تھمے ابھی دم بھر نہوا تھا
تاثیر فغان تہ لب سے ہے وہ بسمل — پر خبر ہوئی تیر ابھی سم نہوا تھا
جنت نے مری قبر مر رکھی سامنے اونکے — خوش کب تھا جو بن جامہ سے باہر نہوا تھا
کس تو یہ شکن کی یہ تو واقعہ کے ہین سامان — ایسا کبھی مجمع لب کوثر نہوا تھا
اے شکوہ وارفتگی اب دل کا یہ ہے قول — مین کوئی نگہبان مقرر نہوا تھا
اوٹھو بیٹھے سے تربت پہ تیر کشتۂ رفتار — اوسوقت کہ برپا ابھی محشر نہوا تھا
دل کہتا ہے سو شادمان اس غم کے صدق — دیوانہ تھا شیدا جو کسی پر نہوا تھا
ہر طرح ضرر اپنا ہی تھا جس مین وہ پیمان — منظور رہی اوس نے نکیا ورنہ ہوا تھا
قابو سے مری گیا وہ نکل سکتے یہ بیسے — تدبیر کا پابند مقدر نہوا تھا
شوخی کا گمان تیجی نگہ پر ہو تو کیونکر — دل اوس نے لیا شیشہ بھی جس پر نہوا تھا
پابند وفا نام کو بھی رہتے نہ آزاد — ہے شکر کے جاوتنین تیرے گھر نہوا تھا
آزار رسان پہلے تھا دلو نہ دل — اتنا تھا کہ قابو سے مین باہر نہوا تھا
قسمت کے نوشتہ کی خبر دیتا تھا قاصد — گو خط ابھی لایا تھا پیمبر نہوا تھا
گھائل تری چتون کا ہے دل کہیے کہ جبتک — نام ابرو خمدار کا خنجر نہوا تھا
اقرار وفا خود وہ نہ کہین خوبی قسمت — سچ ہم سے جو پوچھو تو یہ بہتر نہوا تھا
اللہ رے تلون کہ بدلنے لگے تیور — پیمان محبت کو گھڑی بھر نہوا تھا

اسکا تو کوئی وقت مقرر نہوا تھا		تم وصل پہ راضی ہو تو ہم صبر کرین کیون	
جبتک مری قابو سے یہ باہر نہوا تھا		اے آرزو اس دل پہ بہت کچھ تھا بھروسا	

ہنوز یہ غزل ناتمام تھی کہ سامنے سے ایک مور پنکھی مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ نمودار ہوئی چند نازنینین ماہ جبینین آفت ہوش در در گوش مرصع پوش دریا کے جواہر مین غوطہ مارے اور ایک پری وش حور خصال پندرہ سولہ برس کا سن قیامت کا نمونہ اوس مور پنکھی پر سوار بار بار وہ نازنین اپنی سہیلیون سے پوچھتی ہے کہ ارے کمبختون اتنک پتا نہ ملا کہ یہ کونسا ظالم ہے جو دل کھینچے لیتا ہے آواز اسکی کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے مجھے یہ جا کرنا ادھر جتنگا تا دشوار کردیا شام سے کہین گا رہا ہے یہ اس صحرا مین کہان سے آگیا سہیلیون مین ایک آوتنے عرض کی کہ قربان ملکہ آواز تو اسیطرف کی معلوم ہوتی ہے اے لیجئے حضور مور پنکھی اسطرف بڑھتی آتی ہے آواز قریب معلوم ہوتی جاتی ہے دیکھئے کیا اچھی تان لی یہ کیا خوب شعر تھا اور کس مزے سے ادا ہوا ہے وہ کیا اچھی مینڈ کھینچی ہے پنچم کا سُر کیا اپنے مرکز پر لگا ہے چھوٹ تو ایسی ہوتی ہے کہ جی چھوڑوائے دیتی ہے مگر طبلہ اوس درجے کا نہین معلوم ہوتا تاہم اچھا ہے ملکہ نے کہا ارے کہین گانے والا بھی دکھائی دیتا ہے کانون سے تو ہم بھی سب کچھ سن رہے ہین جب آنکھ سے دیکھین تو قرار آئے ایک بولی کہ بلا لون وہ کنارے پر کوئی بیٹھا نظر آتا ہے دوسری نے کہا دوسرا کوئی اور بھی ہے تیسری بولی کہ یہی تو گا رہا ہے دیکھو طنبورہ چھیڑ رہا ہے ملکہ نے بھی دیکھا کہا جلد کشتی اسکے قریب لیچلو حضران نے جو دیکھا کہ کشتی قریب آگئی اپنا اختر انجر سنبھالنے لگے طنبورے پر غلاف چڑھانے لگے اس نازنین نے جو اُسے دیکھا کہ اسنے گانا بھی موقوف کیا اور چل چلاؤ کے سامان کر رہا ہے پکار کر کہا ارے ہم تو تیرے اشتیاق مین یہان تک آئے اور تو بھاگا جاتا ہے خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ پچھتائیگا حضران نے کہا کہ غلام کو بڑی دور جانا ہے منزل کھوٹی ہوگی ملکہ نے پوچھا کہان جائیگا کہا روٹی کی فکر مین اور کہان بس کہا ہان اسکے سوا اور دنیا مین کونسی ایسی چیز ہے جسکے واسطے انسان دنیا کے کرم کرتا ہے پوچھا تو آتا کہان سے ہے اور نام تیرا کیا ہے اور جائیگا کہان اسنے عرض کیا کہ نام میرا نشاط خان ہے بیٹا ہون سرور خان کا اک زمانہ مین مقرب خداوند کا اون تاجدار تھا خداوند کے حضوری ہر وقت نصیب تھی گا بجا کر اونکا دل بھلاتا تھا ایک روز طبیعت میری سست تھی خداوند نے گانے کو فرمایا مینے عذر کیا بس غضب ہوگیا قہر خداوندی نازل ہوکر مین اوسیوقت جلکر خاک سیاہ ہوگیا اوسپر بھی غصہ اونکا فرو نہوا مجکو اک غریب گویّے کے یہان پیدا کرکے تباہ کردیا کہ اب مین دربدر کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہون یہ دو انجھر باپ نہ سِکھلا دیتا تو فاقون مرجاتا اور اب بھی فاقون سے بدتر حالت ہے کہان وہ بارگاہ خداوندی کہان یہ جنجال جسوقت خیال آتا ہے چیخین مار مار کر روتا ہون اور توبہ کرتا ہون مگر اسوقت تک خداوند نے توبہ بھی قبول نہین فرمائی دیکھئے میرا کیا حشر ہوتا ہے یہ کہکر چیخین مار مار کر رونا شروع کیا ملکہ نے بھی اسکے حال پر افسوس کیا اور تسلی دی کہ گھبراؤ نہین جہان خداوند کا غضب اسقدر ہے وہان رحمت کا بھی شمار نہین ہے مین تمہارے واسطے خداوند سے سفارش کرکے خطا معاف کروادونگی تیرا عہدہ تجھے دلوادونگی نشاط خان نے کہا کہ مجھے آپکی سفارش کی ضرورت نہین ہے جب خداوند کا جی چاہیگا خود ہی خطا معاف کردینگے مجھے شرم آتی ہے کہ گویّا ہون اور شہزادون کے قصور تو مین معاف کراؤن اور آپ میری خطا معاف کرائین نہ بس اس ذکر کو جانے دیجیے میرا ارادہ ہے کہ مین یہان سے ملک سموات مین جاؤن اور کسیطرح کوشش کرکے بادشاہ کے حضوری حاصل کرکے کچھ فائدہ اوٹھاؤن ماہیان خوش تقریر نے کہا کہ اچھا آج کی شب تم ہمارے

مہمان رہو گا ہم تمکو باسانی ملک سمنواتیہ مین پہونچوا دینگے نشاط خان نے کہا کہ اچھا اسکا مضائقہ نہین ہے چونکہ کشتی پر جگہ کم تھی ماہیان خوش تقریر نے اپنی سہیلیون سے کہا کہ بیبیون مہمان کے خاطر لازم ہے تم لوگ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف کرو دریا در نا چلی آؤ اور کشتی پر نشاط خان کو جھلا دیو یہہ سنکر سب دریا مین کود پڑین اور غائب ہو گئین اب ماہیان نے نشاط خان کو معہ تختیارک ثانی جو طبلیا بنا ہوا تھا کشتی پر سوار کیا اور ہمراہ لیا کشتی اشارہ پر جا رہی تھی عجب لطف تھا چاندنی رات تھی وہ پانی کی لہرین انکھو تھی جن جکا جوند ہوتی تھی غرضکہ وہ بہار دیکھتی ہوئی ماہیان اپنے قصر کے قریب پہونچی دیکھا نشاط خان نے کہ اک قصر رفیع دریا کے کنارے بنا ہوا ہے گرد اوسکے تین طرف چمن ہے ایک جانب دریا بالاخانہ نہایت بلند و آراستہ ہے جابجا گلدستہ لگے ہوئے ہین کشتی کنارے پر لگی ماہیان کشتی سے اوتری اور نشاط خان معہ اپنے ہمراہی کے ساتھ ماہیان کے خشکی مین آئی عجب بہہ مینون آدمی کشتی سے اوترچلے تو دیکھا کہ چند مچھلیان تڑپ تڑپ کر پانی سے باہر آئین اور شکل انسانی پیدا کی دیکھا تو وہی نازنینین ہین جو ملکہ کے ساتھ کشتی پر سوار تھین غرضکہ ماہیان سبکو ساتھ لئے ہوئے بالاخانہ پر آئی اگر یہان کی آراستگی بیان ہو تو کئی جز سیاہ ہو جائین مگر چونکہ اختصار منظور ہے لہذا اس مقام سے یہہ ذکر قطع کیا جاتا ہے صرف اتنا اشارہ کافی ہے کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام قصر حجلہ عروسی ہے ہر طرف سے خوشبو چلی آتی ہے کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ یہہ مقام کسی شاہ شہریار کے رہنے کا ہے چمن کی روشین بڑی نہایت درست و خوشنما شب اوس مین گلون کی بہار قابل دید تھی اک دلکش منظر بیش نظر تھا قدرت پروردگار نظر آتی تھی ہوائے سرد چل رہی تھی گرمی کے فصل اوس مین ہوا جان تازہ بخشتی تھی روح کو فرحت حاصل ہوئی تھی سبکو ملکہ اپنے ہمراہ لیے ہوئے بیچ اوس چبوترے کی طرف بڑھی جو وسط چمن مین نہایت خوشنما بنا ہوا تھا سادہ سادہ سفید فرش تھا اور گردنا ند سے گملے رکھے ہوئے تھے اون مین درخت انواع واقسام کے لگے ہوئے ہین پھول طرح طرح کے کھلے ہوئے ہین عجب طرح کی بھینی بھینی خوشبو چلی آتی ہے صدر و بائین کے امتیاز کے لئے اک سفید مسند بچھی ہوئی ہے گاؤ تکیہ ہے ورنہ یہہ مدور چبوترہ ہر طرف سے یکسان ہے ماہیان آکر مسند پر بیٹھی سہیلیان ادب سے دو زانو گرد دورہ باندھ کر جمع ہو بیٹھین نشاط خان کو بیٹھنے کا حکم ہوا پیچھے اسکے طبلیا بیٹھا ملکہ نے کہا کہ ہان میان نشاط خان اب بزم نشاط کو گرم کرو دل سنگ کو ترنم کرو نشاط خان نے کہا کہ حضور آج مجھکو اپنے خداوند کی یاد آگئی آنکھے یہان کا سامان ایسا ہے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی اوس سامان کو دیکھے ہوئے ہین جو خداوند کے یہان ہے گو یہان اوس قدر نہین ہے نہ ویسا ہے جیسا وہان ہے مگر پھر بھی نمونہ بہشت ضرور ہے غرضکہ اسقدر تعریف کی کہ دماغ ماہیان کا آسمان پر پہونچا دیا اور ساز کو حرکت دینا شروع کیا ادہر تختیارک نے طبلہ چھیڑا حضرات نے گنگنا کر اک غزل شروع کی غزل

اسطرف وہ آتے آتے غیر کے گھر پھر گیا — راہ پر کچھ آچلا تھا پھر مقدر پھر گیا
تیرے پھر جانیسے عالم او ستمگر پھر گیا — جسے نخ برگشتہ ہوا مجھ سے مقدر پھر گیا
دشمنی کی یاد کو تیرے سنبھالا ضبط نے — ہجر مین منہ کو کلیجا آکے اکثر پھر گیا
تھے بہت مانی کو دعوی کھینچی جب تیری شبیہ — موت کا نقشہ نظر کے سامنے اکثر پھر گیا
جو گرے افتادین اوٹھا کر بھی نہ سنبھلا وہ کبھی — ٹھوکرین کھانے یہان کوئی دلبر پھر گیا

آنکھ ملتے ہی جو ترچھی اوسنے کی سیدھی نگاہ
تیر اک سینے سے گذرا دل پہ خنجر پھر گیا

خرمن جان پھونکنے برق تجلے مثل ہوش
خیریت گذری کہ وہ پردا اوٹھا کر پھر گیا

قبر عاشق سے رہی خلخال کی آواز دور
کان تک پہونچا نتھا جو شور محشر پھر گیا

یہہ تصور کے کرشمے ہم نہ سمجھے آجتک
کس طرح وہ سامنے آیا تھا کیونکر پھر گیا

کام اپنا کر گئی اوسکی نزاکت وقت ذبح
زخم گردن پر نہ آیا دل پہ خنجر پھر گیا

اوسنے دامن سے جو پونچھے اشک بیمار فراق
مردنی چھائی رہی پانی سا منہ پر پھر گیا

طائر قبلہ نما ہین گردش گردون مین ہم
اوسطرف سے منہ جو پھیرا ہم نے سب گھر پھر گیا

دور تک دربان ابھی پہونچا گئے تھے آرزو
کونسی امید پر تو لیکے بستر پھر گیا

یہہ غزل اسطرح گایا کہ سبکو محو دیا ماہیان کے آنکھ سے آنسو جاری ہوے سہیلیان سناٹے مین اگئین صحرا کے چرند پرند گرد چبوترے کے جمع ہو گئے مگر خضران نے طنبورہ ہاتہہ سے رکھدیا ماہیان نے کہا کہ اور کچھ گاؤ اوسنے کہا کہ گاؤ سے بدتر ہے کمتر تو ہم خود ہو رہے ہین دیکھیے تو کہ تمام درندے گھیرے کھڑے ہین ایسا نہو کہ یہہ مجھے کھا لین تو اور مشکل ہو جاے ہم پیٹ کی فکر مین نکلے تھے یہہ سب ہمین کو کھاے لیتا ہے ماہیان ہنسی اور کہا مرد کی صورت ہوکر ایسے ڈرپوک ہو کہ موت نکلا جاتا ہے اچھا مین تمہاری خاطر جمع کیے دیتی ہون یہہ کہکر اک دستک دی کہ وہ سب درندے راہی ہوے خضران نے کہا کہ اب گاؤ خضران نے پوچھا کہ کیا یہہ سب اپکے پالو تھے جو خالی دستک کے اشارہ پر چلے گئے آپ تو خداوندزادی معلوم ہوتی ہین کیا کیا باتین آپکے اختیار مین ہین ماہیان نے کہا کہ اسوقت کوئی بات مجھے سوا تمہارے گانے کے اچھی نہین معلوم ہوتی جسقدر چاہنا باتین پوچھ لینا مگر اسوقت گاے جاؤ کہ میرا دل اسطرف متوجہ ہے نشاط خان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ آپکے دلکو لگی ہوئی ہے یہہ کہکر طنبورہ چھیڑا اور گانا شروع کیا غزل دیگر

مشکل ہوئی آسان تدبیر کو کیا کہیے
تدبیر نہین بنتی تقدیر کو کیا کہیے

جب ظلم کرے قاتل پھر تیر کو کیا کہیے
اے شمع وفا پیشہ گلگیر کو کیا کہیے

قسمت کی برائی سے لو یہ بھی کشیدہ ہے
بات آتی ہے سینے مین تصویر کو کیا کہیے

حسرت وہ ہماری ہے کینہ دل قاتل کا
جو آکے نہ پھر نکلے اوس تیر کو کیا کہیے

سنتے تھے نہ وہ جبتک کیا کچھ نہین کہتے تھے
کہتے نہین اب بنتا تقدیر کو کیا کہیے

اقرار زبان سے ہے انکار قلم سے ہے
تقریر سمجھیے کیا تحریر کو کیا کہیے

کوچہ مین ہو جو تربت ٹھوکر مین نہ کیون آئے
مانا اونسے کاوش تھی رہگیر کو کیا کہیے

زیور کبھی منت کا تمغہ کبھی وحشت کا
جب ایسے محل آئین زنجیر کو کیا کہیے

نالے وہ مرے سنکر رنجیدہ نہین خوش ہین
ظاہر ہوئی اولٹی ہے تاثیر کو کیا کہیے

ہم خواب مین ساتھ اونکے آرام سے سوتے تھے
نیند اوڑگئی آنکھون سے تعبیر کو کیا کہیے

منت مین کرون جتنی وہ روٹھتے ہی جائین
قسمت ہے برائی پر تدبیر کو کیا کہیے

دل وہ جو نہ اولجھانے گیسو مین پھنستا
حداد کا شکوہ ہے زنجیر کو کیا کہیے

دونون کی برائی نے ملکر تجھے مارا ہے
کیا کوسیے گردون کو تقدیر کو کیا کہیے

اوس ترک کے ناوک سے بچنے کا نہین کوئی — غمزانی سناتے مین تخمیر کو کیا کہیے
گنبد کی صدا شکوہ خاموشئی بت کا ہے — جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کہیے
اے آرزو اوس بت کا شیوہ ہی جفا کاری — بیوجہ ستم جب ہون تقصیر کو کیا کہیے

اسیطرح میان نشاط خان نے کچھ ایسے عشق آمیز درد انگیز اشعار گا کر سنائے کہ روتے روتے ماہیان کے ہچکیان بندہ گئین آنکھون سے لڑی بندھی ہوئی ہے مسلسل اشک جاری ہین تار نہین ٹوٹتا سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکہ آپ نہ گھبرائین جلدی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے دیر آید درست آید بقول شاعر شعر ہے اگر منظور ایدل تجکو الفت کا نباہ ہو آشنا ہوتا کسی دیر آشنا کو دیکھکر یہہ خیال نہ فرمائیے کہ جو مزاج آج ہے وہ ہمیشہ رہیگا چار دن مین تو چولین ڈھیلی ہو جائینگی آخر خود ہی معذرت کرے گا ہاتھ جوڑے گا پھر آپکو لازم ہے کہ اس سے زیادہ انکار کیجیے گا اور اوسکو اس بیدردی کی سزا دیجیے گا ماہیان کہہ رہی ہے کہ بھلا میرے ویسے تو کاہیکو ہو گا کہ مین اوسے گھڑی بھر کے واسطے جھوٹ موٹ بھی رنجیدہ کرون وہ جو ظلم چاہے کرے میرا دل تمہارا سا نہین ہے بیوون جب دل کسی پر آجاتا ہے تو اوسوقت حال معلوم ہوتا ہے یون ہم بھی اک زمانہ مین دوسرونپر ہنسا کرتے تھے وہ عرور پیش آیا کہ اب رونے نہین بنتی ہے شعر جسپہ گذری وہ باوفا جانے تو جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ہوا رہے یہہ وہ نجوم ہے کہ اسکو کسی کا درد نہین ہوتا مین کیا ہون وہ مرجائیگا مگر راضی نہو گا یہہ باتین جو نشاط خان کے گوش زد ہوئین طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا آگے کو ہو بیٹھے کان لگا کر سنا کیے اک مرتبہ دست بستہ عرض کہ قربان جاؤن یہہ کیا معاملہ ہے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا لیکن ادب سے عرض نکر سکا کہ حضور کے سامنے ایسی گستاخی اچھی نہین مگر اب تو بالکل بات آئینہ ہو گئی اور اتنا میرے سمجھ مین بھی آگیا کہ کوئی معشوق ظالم ہے کہ وہ آپسے کشیدہ رہتا ہے عجب طرح کا بدنصیب ہے کہ آپ ایسی پری جو تمثال سے انکار وصال کرتا ہے اوسے بھلا دوسری عورت مثل آپکے کہان ملیگی اور آپکی یہہ حالت ہے کہ رنگ زرد ہو گیا ہے آنکھین یہہ معلوم ہوتا ہے جیسے پانی پر تیر رہی ہین منہ اوداس بال پریشان جسکی ایسی پری کی سی صورت ہو وہ اپنا شباب یون برباد کرے مجھے تو بتا دیجیے کہ وہ کون شخص ہے ماہیان نے کہا کہ تم کو بتا کے کیا کرون نشاط خان نے کہا کہ اگر مجکو بتا دیجیے کہ وہ فلان شخص ہے اور فلان مقام پر رہتا ہے مین کسی طرح رسائی پیدا کر کے اسکا رنگ ڈھنگ دیکھ لونگا دو گھڑی روز آپکے وصل پر راضی نہ کردون تو جو چور کی سزا وہ میری اے حضور ہمنے سیکڑون نیک بارسا لوگونکو ڈوانجھر و غمین راہ پر لگا دیا ہے وہ کٹنا پے کیئے ہین کہ کٹنیان بھی ہمارے نام سے کانون پر ہاتھ دہرنے لگی ہین یہہ سنکر ماہیان کے جان مین جان آئی اور ایسا بانو نمین لگا کر اپنی طرف متوجہ کیا کہ سب رونا دہونا بھول گئی امید بری تمنے ہوتی ہے کہا کہ اے نشاط خان اگر اوسکو راضی کردو تو زندگی بہر تمہاری ممنون احسان رہونگی اور جو مانگوگے وہ دونگی اسنے کہا کہ غلام عرض تو کر رہا ہے اور کیونکر کہے ماہیان نے ایک سہیلی سے کہا کہ جاؤ سامنے فلان کمرے مین وہ بیٹھا ہے نشاط خان نے کہا کہ یہین موجود ہے ماہیان نے کہا کہ میرے اختیار مین ہے ہر چند ڈرایا دہمکایا مگر کسیطرح نہین مانتا نشاط خان نے کہا کہ یہہ رہنے والا کہان کا ہے اسنے جواب دیا کہ یہہ بھی مین نہین جانتی ہون اسقدر آگاہ ہون جتنا بیان کرتی ہون کہ برسون مین ابر سحر پر سوار سیر کرتی ہوئی چلی جاتی تھی دیکھا

سنے کہ مشرق بیابان نہ طاق مین لشکر اسلام و لشکر سموات شاہ مین جنگ ہو رہی ہے رو مین تنون نے
بہت سے خدا پرستون کو مارا خاتمہ ہی کر دیا صاحبقران زخمی ہوئے بادشاہ قتل ہوا چاہتے تھے
کہ بیابان سے ایک نقابدار سرخ پوش پیدا ہوا اوسکی پشت پر چالیس ہزار سرخ پوش ہیں اوسنے آتے ہی
آگ برسادی اور لڑتا ہوا رو مین تنون کے قریب پہونچا کس آن بان سے ایک کو اوٹھا کر دوسرے پر مارا
کہ یہہ معلوم ہوا پہاڑ کو پہاڑ پر دے مارا اوسکے بعد دونون کو چیر کر پھینک دیا سموات شاہ بھاگ
کھڑا ہوا نقابدار نے سات کوس تک جان نچھوڑی اگر مین پنجہ نشگر نے آتی تو یقین ہے کہ وہ جان
نچھوڑتا ملک سموانیہ اوسی روز برباد ہو جاتا مین تو اوس وقت تک دشمنی کی نیت سے لائی تھی
لیکن جب یہان نقاب ہٹا کر صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت پر قابو نہ رہا ہر چند کہ وہ خدا پر
ست اور دشمن خداوند ہے مگر اب تو خداوند دل ہمارا ہے کیونکر اوسے قتل کرین ہزار جانین ہون
تو اوس پر نثار ہین چاہے دنیا مین رسوائی ہو یا عقلی مین ذلت ہو ایسا محبوب جانی تو قتل نہین
ہو سکتا جاو اس عورت کے ساتھ دیکھ آو اور سمجھاو شاید تمہاری نصیحت کارگر ہو کر لسان تو بہت ہو
مگر میرے دل کو یقین نہین ہوتا کہ وہ کہنا کسی کا مانیگا اور اپنی ضد او ہٹ کا بھی پکا ہے شعر
یہہ اوسکو بات کی پچ ہے کہ ہان نہین کرتا نکل گئی تھی کبھی منہ سے ناکہین مین نہین ہر نشاط خان
نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اوسے راضی کیے لاتا ہون خضران بن عمر جو نشاط خان
بنے ہوے ہین اوٹھے اور اوس سہیلی کے ساتھ چلے تختیارک کے طرف گرسے گونہ اطمینان
ہے کہ یہہ قسم کھا چکا ہے دغا کیا کریگا اور قسم بھی اپنے خداوند کی کھائی ہے پیاسا تھا اوس عورت
کے اوس کمرے مین آیا جہان نقابدار سرخ پوش سر بزانو عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا سہیلی اسے کمرہ تک جاکر
خود واپس گئی اب یہان سوا خضران یا نقابدار کے اور کوئی نہین ہے کہ خضران نے
پٹ آہستہ سے کھولا نقابدار نے آہٹ پا کر کہا تو کون خضران نے عرض کیا کہ غلام آپکا جواب دیا
کہ نہین مجھے نہین پہچانتا خضران نے کہا مین تو پہچانتا ہون اور جب پتا بتاون گا آپ بھی جان
جائینگے مین بظاہر اور ہون اور بباطن اور ہون نقابدار نے کہا عجب طرح کی باتین کرتا ہے کیا تو
ساحر ہے یا بہروپیا ہے اسنے ادہر اودہر دیکھکر چپکے سے عرض کیا کہ مین ہون خضران بن عمر
فرمایا ہائین تو یہان تک کیونکر پہونچا عرض کیا کہ صاحبقران کو اندہا کرکے ایک ساحر چلا گیا ہے
اور طلسم بند ہو کر بیٹھا ہے اوس کے مارنے کی فکر مین جاتا ہون یہہ پہلا مرحلہ طلسم کا ہے
مالک اوسکی یہی ساحرہ ہے جو حضور کو اسیر کر لائی ہے ایک عرض رکھتا ہون امیدوار ہون
کہ آپ اوسے قبول فرماوین تو آپ بھی اسکے دام مکر سے رہا ہون اور مین اسے مار کر
دوسرے درجہ کی طرف بڑہون فرمایا کیا عرض کیا کہ اوس سے آپ انکار نفرمائین جو کچھ وہ کہے
اوسے قبول فرمالین اسمین کیا قباحت ہے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا بیہودہ بکتے ہو
بھلا اہل اسلام مین سے کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ ساحرہ کا وصل قبول کیا ہو خضران نے
عرض کیا کہ خالی زبان سے کہدینے مین کیا نقصان ہے حرف اقرار کر لینے مین کام نکلتا ہے اتنی
مہلت اوسکو قضا سے نہین ملیگی جو خیال ہو آپکے دل مین کہ وعدہ پورا کرنا پڑیگا کہا کہ خیر تمہاری خاطر سے
ہو سکتا ہے ورنہ میرا تو ہرگز نہین جی چاہتا اوسنے سچ ہے ہاتھ پاؤن میرے بیکار کر دئے ورنہ
ابتک جنے چیر کر پھینک دیا ہوتا خضران نے عرض کیا کہ محل غصہ کا نہین ہے تحمل کا موقع ہے

اے شہریار شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔ اسوقت کا یہی موقع
ہے غرضکہ نقابدار کو سمجھا بجھا کر خضران رخصت ہوا لیکن یہان بختیارک عہد شکن نے اپنی قسم کا
کچھ خیال نہ کیا اور تمام حقیقت خضران کی ماہیان خوش تقریر سے بیان کردی کہ اسطرح یہہ
رنڈی بنکر یہان خیمہ مین پہونچا پہلے مجھکو شراب پلاکر بیہوش کیا پھر اوسی کی زبانی سنا ہے کہ تمام بارگاہ
کو لوٹا بادشاہ اور سردارون کو ذلیل کیا اور اسکے بعد مجھے اک صحرا مین نکالکر مار ہی ڈالا تھا
بمجبوری مینے تمہارا نشان بتایا اور یہان تک اسطور سے تمہارے سامنے آیا مین وزیر ہون ہواسپ
شاہ کا ماہیان نے کہا کہ بر تمام کیا لینے جو مکر سے اسکے آگاہ کیا ورنہ وہ کام تمام ہی کر چکا تھا
خداوند نے بچا لیا بڑی خیریت ہوئی اب آپ اسی طرح بیٹھے رہیے اور اُسے آنکے دیکھئے یہہ
خاموش ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد میان نشاط خان ہنستے ہوئے اور ٹہلتے ہوئے قریب
آکے سامنے ملکہ بیٹھ گئے کہا لیجئے مقصد آپکا حاصل ہوگیا معشوق آپ پر مائل ہوگیا مین نہ
کہتا تھا دو فقرو مین راضی کر دیا ماہیان کی آنکھین غصہ سے سرخ ہوگئین جسم مین رعشہ
سا پڑگیا پکاری اور دغا باز مکار ارے غضب کیا تھا تونے مجھکو اپنے فریب مین لے ہی لیا تھا
تو مرنے تو قتل کیوا اسلیے آیا ہی اور دشمن کو بھی ساتھ لیتا آیا بڑا ہوشیار بنتا ہے اور یہہ حماقت کہ
بختیارک کو یہان چھوڑتا گیا یہہ خداوند نے تیرے دل مین ڈالدی اور مجھکو بچانا منظور تھا
ورنہ تو اپنا کام کر چکا تھا خضران نے دیکھا کہ راز کھلگیا اب غضب ہوگیا افسوس مفت جان
گئی اور مطلب نہ نکلا چاہا کہ اوٹھکر بھاگون دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوئے ہے خضران نے بختیارک سے
کہا کہ او عہد شکن معلوم ہوگیا کہ تو اپنے ہمنام کے قدم بقدم ہے خیر دیکھا جائیگا اس قابو پرستی کا دیکھ
تو کیسا مزا چکھاتا ہون کہ تو بھی یاد ہی کرے گا مگر ابتو مین خود ہی اسیر بلا ہو چکا ہون اسکے بعد
ماہیان نے حکم دیا کہ سامان شراب خواری اور نقابدار کو بھی حجرہ سے نکال لاؤ اوسکا یہہ غمخوار ہے
آج اوسکے سامنے اسکو قتل کرونگی اور کباب اسکے لگاکر کھاؤنگی یہہ سنکر وہ کنیزین جو سامنے کھڑی
رہتی تھین گئین اور سینین لاکر رکھین چھری پلیٹ نمک مرچ کشتی مین شراب کی کنٹر اور گلاس وغیرہ
سب چیزین مہیا کین وہ چھری لیکر اوٹھی ایک عورت نے نقابدار کو لاکر بٹھایا نقابدار نے
جو یہہ سامان دیکھے دل مین سمجھ کہ معلوم ہوتا ہے عیاری بگڑ گئی حال کھل گیا آواز دی کہ او قحبہ
یہہ کیا کرتی ہے ماہیان نے کہا اسکے کباب لگاؤنگی تم بھی کھاؤگے نقابدار یہہ سنکر نہایت برہم
ہوا اور کہا کہ او مردار کیا بیہودہ بکتی ہے آدمخوار تو ہی ہے ہم نہین ہین خبردار اسکو قتل نکر ماہیان
نے کہا کہ اسکو تو ضرور قتل کرونگی ہان اگر تم وصل میرا قبول کرو تو کباب اسکے نہ لگاؤنگی اتنی خاطر
تمہاری ہوسکتی ہے زندہ اسے چھوڑونگی اسلیئے کہ بصیر جادو اسکے خوف سے طلسم بند
ہوا ہے اور یہہ یہان تک پہونچ چکا ہے اب اگر زندہ بچیگا تو پھر ہاتھ آنا بہت دشوار ہے
نقابدار نے کہا کہ اسکو تو چھوڑ دے تو خیر جو کچھ اسنے تیری نسبت سمجھایا تھا وہ مین منظور کرونگا
اور اگر اسکو قتل کرنے گی تو پھر نہ مانونگا اس نے کہا کہ اے نقابدار یہہ تو
نہین ہوسکتا ہے کہ مین اسے چھوڑدون دشمن کو کوئی بھی چھوڑتا ہے یہہ
کہکر چاہتی تھی کہ گوشت جسم سے خضران کے جدا کرے ابھی تجویز یہہ ہی تھی
کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک ساحر طویل القامت تیرہ فام ہاتھ مین نامہ لیئے ہوئے پیدا ہوا اور

ہاتھ مین ماہیان خوش نظر سے دیکر کہا کہ یہہ نامہ ہی شہزادہ شعلہ افگن کا ہے لے اسے
پڑھ لیجیے پھر قتل کیجیے گا دیکھئے اسمین کیا لکھا ہے ماہیان نے نامہ ہاتھ مین لیا تمام کاغذ اسقدر
گرد آلودہ تھا کہ حرف اچھی طرح پڑھے نہ جاتے تھے جھنجھلا کر کہا تو کیسا بدتمیز ہے کوئی نامہ
اس بے احتیاطی سے رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ مجکو حکم ہوا تھا کہ آجکل زمین زمین جابجا
گرد بالانے زمین ہزار طرح کے اندیشہ مین زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اسوجہ سے نامہ
گرد آلود ہو گیا مجھپر آپ بے فائدہ خفا ہوتی ہین نامہ کو جھاڑ ڈالیے میرے جھاڑنے سے
کیا فائدہ ہے یہہ سنکر ماہیان نے نامہ کو جھاڑا گرد اوڑی اور نفس کے ساتھ دماغ مین داخل
ہوئی فورا اسنے چھینک آئی بیہوش ہو کر گری ساتھ ہی اسکے انیسین جلیسین جو سنبھالنی
چلین وہ بھی گرین اسقدر غبار اس نامہ سے نکلا تھا کہ سبکو بیہوش کیا اب اسنے نعرہ
کیا کہ منم اوبوس جنی غلام خواجہ اور جھک کر خضران کو سلام کیا اوبوس چاہتا تھا کہ
ماہیان کو قتل کرے کہ ایک مرگ چھالا پانی پر ہوا سے اوڑتا ہوا دکھائی دیا ایک درویش
اوسپر بیٹھے ہوے تھے جسوقت یہہ مرگ چھالا زمین پر اوترا خضران نے صورت اون پیرمرد کی
دیکھی پہچانا سلام کیا اور کہا کہ آپ القائی بوذریہ نشین ہین یا اور کوئی صاحب ہین مرد درویش نے
فرمایا کہ ہان مین وہی ہون انے خواجہ اسوقت تک مجھے حکم نہ تھا اسوجہ سے مین صاحبقران
پاس نہین گیا مگر اب انشاء اللہ بہت جلد ملاقی ہونگا تم اس ساحرہ کو قتل نکرو طلسم کو قائم رکھو
ورنہ دوسرے دربند تک نہ پہونچ سکوگے خضران نے عرض کی کہ اسیری میری کیونکر برطرف
ہوگی فرمایا مین سحر تمہارا اوتار کر دیتا ہون یہہ فرماکر رومال کی ہوا دی کہ سحر خضران پر سے برطرف
ہوا ہاتھ پانوں قابو مین آئے اسکے بعد نقابدار بہادر کو رومال کی ہوا دی کہ اونکی بھی رہائی ہوئی کہا
کہ اب آپ تو اپنے لشکر مین جائیے کہ عیار آپکا اور تمام ملازمین نہایت پریشان ہین لیکن ذرا
سمجھ بوجھکر کام کیجیے گا ایک آفت مین آپ پھنسا چاہتے ہین جسکی وجہ سے صاحبقران سے
سامنا کرنا پڑیگا ذرا اچھی طرح مقابلہ کیجیے گا نقابدار نے کہا جیسا ہوگا دیکھا جائیگا یہہ کہکر
حسب ہدایت درویش ایک جانب روانہ ہوے لیکن یہان خضران نے نجتیار کو
ہوشیار کیا اور کہا کیون ملعون دیکھا تونے کہ کیا جلد خدا نے ہمکو رہا کیا اور تجکو قید مین پھنسایا دیکھا انقلاب
زمانہ کو کبھی ہم بے قابو تھے تو صاحب اختیار تھا اب پھر ہم صاحب اختیار ہین تو بیقابو ہے مگر
معلوم ہو گیا کہ تو بد شگون ہے تیری قسم کا اعتبار نہین کرنا چاہیے اب تجھپر یہی قسم خود ساقط ہو گئی تجھے بھی اختیار
باقی ہے کہ چاہے تجھے قتل کرون چاہے تجھے رہائی دون یہہ خاموش بیٹھا ہے کہ دفعتا پانسا پلٹ گیا
سوچا کہ جب ہین اسکے اختیار مین تھا تو خداوند سے دعا کی تھی اونھون نے اپنی قدرت سی
اسے گرفتار کرا کے مجکو رہا کر دیا تھا اب پھر دل مین دعا مانگون گا پھر یہہ گرفتار
ہو جائیگا مین رہا ہو جاؤنگا ابھی تو یہہ مجکو قتل کرے گا نہین کیونکہ اسکی غرض
بھی مجھ سے اٹکی ہوئی ہے یعنے راہ دربند کی کون بتائیگا گو ایک مرحلے کا خاتمہ
ہوا ہے ابھی تو چہ چکیان اور باقی ہین یہہ سمجھکر خاموش ہو رہا اتنے مین
فقیر صاحب نے کہا اب جو تم سے ہو سکے وہ کرو مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا ہون
یہہ کہکر روانہ ہوئے مرگ چھالا اوڑا اور شاہ صاحب نظرون سے غائب ہو گئے اوبوس ثانی نے بھی عرض کی

کہ غلام کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے کہا خضران نے کہ جاؤ سپرد خدا کیا مگر تم سے غافل
نہ رہنا اسنے عرض کیا کہ جہان خدا نخواستہ کوئی خبر بد سنون گا فوراً جان بازی کرون گا یہہ
کہکر سلام کیا اور غرق زمین ہو کر غائب ہو گیا خضران نے بختیارک کا لباس اوتار کر داخل
زنبیل کیا اور اسکو اپنی صورت بنا کر گنبد عیاری کا اسکے منہہ پر خریطہ باندھ دیا کہ بول نہ سکے حال
کہول نہ سکے اور خود ماہیان خوش تقریر کے صورت بنکر ماہیان کو زنبیل مین ڈال لیا
اسکے بعد سوچے کہ اب دوسرے مرحلہ کا پتہ کیونکر ملے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی
تین سو ساٹھ مگر ذہن مین آئے ایک کو تجویز کرتے جو سہیلیان ماہیان کی بیہوش پڑی تھین
اونکو داروی رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ مجھے شرارہ نے بلا بھیجا ہے میری تو ہوش
باختہ ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح جاؤن مین بالکل بھولی ہوئی ہون کہ مین شرارہ
تک کس ذریعہ سے جاتی تھی اوس نے نامہ لکھا تھا کہ خضران کو لیکر چلی آؤ ہمنے سنا ہے
کہ تم نے اوسکو گرفتار کر لیا ہے اسے اگر وہان قتل کرو گی تو رہا ہو جانے کا چھڑانے
والے اوسکے چل چکے ہین مفصل اسکا یہہ مقام ہے اونہون نے عرض کی کہ واری آپکو تو
عشق نے کہین کا نہ رکھا آپ ایسی بھولین کہ وہ چھڑی آپکو یاد ہی نہین جو شرارہ نے
چلتے وقت آپکو دی تھی آپ کے خوابگاہ مین رکھی ہے کہیئے تو اوٹھا لاؤن ماہیان نے
کہا کہ لے آؤ ایک عورت جلدی سے جا کر لے آئی ماہیان نقلی نے وہ چھڑی ہاتھ مین لی
اور کہا کہ اب اسے کیا کرون اوسنے عرض کی کہ اسے زمین پر ماریئے ایک در پیدا ہو گا اوسمین داخل ہو جائیگا
دریای آتش نظر آئیگا لیکن عکس سے اس چھڑی کے آگ دونون طرف ہٹتی جائیگی اک سڑک بنتی
جائیگی یہہ راہ شرارہ کے قصر تک صاف ملی گی یہہ سنکر ماہیان نقلی نے کہا کہ اچھا تم سب
یہین رہو مین جاتی ہون اور وہ چھڑی زمین پر ماری واقع مین ایک در پیدا ہوا خضران اوس
در مین سے ہو کر آگے بڑہا دیکھا کہ ایک صحرا آگ سے مملو ہے ہر طرف شعلے لپکتے پھرتے ہین لیکن
انکے ہاتھ مین تو چھڑی رد سحر کی موجود ہے برابر چھڑی ہلاتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب
قصر پہونچے وہان شرارہ شعلہ افگن سائبان مین بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے ایک مقام پر سے شعلہ
ہٹی اور ماہیان خوش تقریر چھڑی ہلاتی ہوئی نمودار ہوئی شرارہ نے کہا کہ اے ماہیان
اسوقت کہان آئین ماہیان نقلی نے خضران نقلی کو پیش کیا اور کہا کہ یہہ میری سرحد
مین آیا تھا مینے اسکو گرفتار کیا شرارہ نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے ماہیان
دغدغہ صرف اسی کی ذات کا تھا اب کسیکا خطرہ نہین رہا بصیر جادو اسی کی خوف سے
سات پردون مین چھپ کر بیٹھا ہے مگر اسکا زندہ رکھنا ٹھیک نہین یہہ کہکر ٹانگ پکڑ کر
خضران نقلی کے جو دراصل بختیارک ثانی وزیر سموات تاجدار ہی اوس دریاے آتش مین پھینک دیا
کہ یہہ جلکر خاک ہو گیا اب شرارہ نے کہا کہ ای ماہیان آج تمہاری خاطر ہر طرح فرض ہے ایک
تو تم نے کام اتنا بڑا کیا دوسرے مہمان ہو ہماری ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم تم ملکر شراب
پئین ماہیان نقلی نے کہا کہ میرا بھی جی یہی چاہتا ہے غرض صحبت
گرم ہوئی شرارہ نے بھی شیشے اور ساغر منگوا کر ڈھیر کر دیئے اور ماہیان نقلی
نے بھی جیب سے ایک قلم نکالکر رکھی شرارہ نے کہا کہ اسمین کیا ہے ماہیان نے کہا کہ جوہر انگور سہ آتشہ ہے نہایت

عمدہ ہے کہ اگر ہوگی تو بہت خوش ہوگے شرارہ نے کہا کہ ضرور ہیوون گا بس ماہیان نے
ایک ساغر پانی سے بھر کر جو دو قطرے ٹپکا دیئے سارا جام خون کبوتر ہوگیا اور خوشبوئے انگوری کی
اٹھنے لگی شرارہ نے نہایت تعریف کی اور جام لیکر چاہتا تھا کہ ہونٹون سے لگالے کہ اسکے سامنے
اک لوح رکھی ہوئی تھی اوس نے چلا کر کہا کہ او غافل کیا کرتا ہے ارے جام مین بیہوشی ہے کیا پیمانہ
عمر تیرا لبریز ہوا ہے جو اس جام کو پیتا ہے اور یہہ خضران بن عمر ہے اور جسے تو نے خضران
سمجھکر قتل کیا وہ بختیارک ثانی وزیر سموات شاہ کا تھا بس یہہ سنا تھا کہ شرارہ نے کہا کہ
او دزد مکار کہان جاتا ہے یہہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب
ہوگئے چھری تو وہین چھوٹی لیکن خود روانہ ہوگئے مگر راستہ نہین ملتا ہرچند کہ وہ آگ ضرر نہین
پہونچا سکتی ہے مگر اون شعلون سے نکل بھی نہین سکتے ہین ادہر شرارہ شعلہ افگن ہر چہار
طرف ڈہونڈھتا پھرتا ہے جب کہین پتا نہ ملا اور عقل اسکی حیران ہوئی اسنے صندوقچہ کھولا اور رقعہ
جمشیدی اوٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے شرارہ خضران فلان صحرا مین زیر درخت انار بیٹھا ہے
شرارہ یہہ سنکر وہان سے چلا یہان اپنے زیر درخت ٹھہر کر ماہیان اصلی کو زنبیل سے
نکال کر ڈال دیا اور خود گلیم اوڑھے ہوئے پاس کھڑے رہے اسواسطے کہ انکو بھی یہہ یقین تھا کہ
شرارہ آتا ہوگا بس جیسا ہی دیکھا اسنے کہ جانب آسمان سے اک برق چمکی ہے جلدی سے
تکلہ ماہیان کے زبان سے کھینچ لیا یہہ عرض کیا جا چکا ہے کہ خضران سامنے شرارہ کے ماہیان
کے شکل بنے ہوئے گئے تھے بس جیسے ہی شرارہ نے دیکھا کہ ماہیان زیر درخت بیٹھی ہوئی
ہے خضران چھپکر نعرہ کیا کہ خبردار مین آپہونچا ماہیان نے جو شرارہ شعلہ افگن کو دیکھا کہا کہ
اے برادر تم نے کیونکر مجھے ہاتھ سے اوس ظالم کے چھڑایا شرارہ نے کہا او حرامزادی راز
تیرا کھل چکا مگر تو مکر کی باتین کیے جاتا ہے فریب سے باز نہین آتا ہے کہان جائیگا کہ میرے ہاتھ
سے ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری سر پر آگئی پیمانہ عمر لبریز ہوا یہہ کہکر ترنج مارا ماہیان نے خالی دیا
اور دیکھا کہ یہہ دہوکے مین ہے اپس مین لڑنا ٹھیک نہین غلطک مار کر صورت اپنی پری کی
پیدا کی اور اوڑ کر چلی ساتھ ہی شرارہ نے آواز دی کہ حرام زادے تو سحر بھی جانتا ہے اچھا
دیکھون تو کیسا ساحر ہے اور دیکھ مین کیسا جادوگر ہون یہہ کہکر قلابی اور باز بنکر پری کا پیچھا
کیا پری بھاگتی جاتی ہے اور کہتی جاتی ہے کہ ارے دیوانے مین خضران نہین ہون مین ماہیان
ہون یہہ تجھے کیا ہوا ہے شرارہ ایک نہین سنتا ہے کہتا ہے پہلے مشک مین دیوانہ
ہو چلا تھا مگر اب مین ہوشیار ہون دوست و دشمن کو خوب پہچانتا ہون بغیر
مارے تجھے چھوڑون گا آخر کار دونون مین بالائے ہوا پنجہ چلنے لگا یہہ حالت جو خضران
نے دیکھی جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک چڑیمار کی بنائی لنگی
باندھ کر دو سنا خاتر کا بنایا اور اوس مین لاسا لگا کر اک بانس مین باندھ کر
بلند کیا یہہ رنگ جو شرارہ و ماہیان نے دیکھا پکار کر کہا او چڑیمار
دیوانے ارے ہم جانور نہین ہین انسان ہین تو یہہ کیا کرتا ہے چڑیمار نے
جواب دیا کہ اہا اہا تم تو باتین مثل انسانون کے کرتے ہو بادشاہ بڑی
قیمت مجھکو دے گا اور تمھین سونے کے پنجرے مین بند کرکے عمدہ عمدہ گوشت کھلائیگا ادہر تو

اونمین نتیجہ چل رہا ہے ادہر آپ بانس لئے اوچک رہے ہین ہر جگہ سے تشت باندھتے ہین کہ جہان
نیچے ہون کمنیا مارون اور وہ دونون ساحر اوڑتے جاتے ہین یہہ لگا لیے ساتھ ساتھ ہے
کہ نتیجہ چلتے چلتے اک مقام پر باز نے بہری کو دبوچا اور منقل کو تیرے کے لیے ہوے زمین پر آیا
چاہتا تھا کہ تیرے مار کر جڑنی مار کا کام تمام کرون وہین سے اپے ہٹ اپے ہٹ پکارتا
تھا کہ ایک بار آپ نے چپکے سے جال الیاس زنبیل سے نکال کر جو مارا باز بہری دونون
پھنس گئے جھٹ سے اونکو نذر زنبیل کر کے روانہ ہوے راستے مین ایک گھسیارا ملا
اوس سے شہر کا پتا پوچھکر داخل شہر ہوے دیکھا کہ شہر چھوٹا ہے مگر نہایت
آباد ہے دو طرفہ سڑک کے دوکانین حلوائیون نانبائیون کی ہین کہ اگر کوئی
مسافر وارد ہو کہ بھوکا رہے اور آگے بڑہے تو اور مختلف قسم کے دوکانین ملین
یہان تک کہ خوب بھرے جسوقت تھکے ایک حلوائی کی دوکان پر چڑھ گئے دیکھا تو
گرم گرم پوریان تلی جا رہی ہین کڑہاو خوب کھول رہا ہے اوس سے کہا کہ سیر بھر
پوریان دے حلوائی کو پوریان تو تولنے لگا دونا بنایا اپنے باز و بہری
دونون کو نکال کر کڑھاو کے اندر کھینچ مارا یہہ دونون جو گر کر پھڑکے آپ تو
جست کر کے الگ ہو گئے جسقدر تیل یا گھی اوچھلا حلوائی پر پڑا وہ بھی چیختا
ہوا بھاگا اودہر باز و بہری جلنے لگے تھے تو اوسی وقت خاک ہو گئے پتا بھی
نہ لگا وہ چراہند پھیلی کہ ناک نہ دی جاتی تھی بازار مین شور ہوا آن واحد مین
وہ دونون جلکر خاک ہوے اور لاشین انسانون کی جلی ہوے کڑھاو سے نکلکر علیحدہ
گرین آندھی چلی خاک اوڑی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا زلزلہ پیدا ہوا دو آوازین
مہیب پیدا ہوئین کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من ماہیان خوش نفر جادو شرارہ
افگن جادو دبوا حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات
سحر برطرف ہوے اور لوگون کو معلوم ہوا کہ حاکم ہمارا مارا گیا سر پیٹنے لگے وہان
دریاے آتش گل ہو گیا سب حصہ سحر برطرف ہو گئے لوگ رونے پیٹنے لگے آپنے صورت
اپنی ڈرانی بنائی اور موکل غضب بنکر داخل شہر ہوے اور ندا دی خداوند اکوان نے
اسی شہر پر غضب نازل کیا ہے یہان تک کہ جو افسر تھا تمہارا وہ ہلاک ہوا جسے کہ اپنی
جان بچانا ہو وہ شہر خالی کر دے اور جانب صحرا روانہ ہو جائے ورنہ مال کے
پیچھے جان بھی جائیگی بس یہہ سننا تھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ بھاگنے
لگے عورتون نے بچون کو گودیون مین لٹکایا اور اسباب و مال و زیور سب
یونہین چھوڑا کیونکہ موکل غضب نے کہدیا تھا کہ اگر مال کی قسم سے کوئی اک حبہ بھی
ساتھ لے جائیگا تو وہ اپنی جان سے جائے گا سواے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا
بلکہ عورتون نے یہہ کیا کہ جو اسباب وہ پہنے ہوئی تھین اوسے بھی اوتار کر پھینک دیا
کہ جان ہے تو جہان ہے اگر جیتے بچے تو پھر پیدا کر لینگے جسوقت تمام شہر
خالی ہو گیا آپنے باطمینان تمام شہر کے گھر گھر کو لوٹا ایک حبہ کسی کے گھر مین نچھوڑا
جب لوٹ سے فرصت ہوئی تو موکل رحمت نے دور جا کر صحرا مین آواز دی کہ شہر مین جاؤ صحرا خالی کرو

غرض کہ یہ سب اپنے اپنے گھرون مین آئے اب جو دیکھا گھر وہین اگر تو چولھے پر توا بھی باقی نرہا ہر ایک
شور و غل مچانے لگا کہ ہائے کوئی لوٹ لیگیا قریب اُسکے ایک ڈومنی کا مکان تھا اُسنے بلبلا کر آواز دی
کہ ارے آبا دھنے بائین جوڑی طبلے کی رکھی ہوئی تھی کون ایسا شوقین تھا جو آکر جوڑی طبلے کی بھی لیگیا اب
تو تار بند ہوگیا محلے مین سے اور آواز آئی کہ ہوا تم تو طبلے سارنگی کو روتی ہو میرا ایک طوطا اپنی جان کی قسم کیسا پڑھتا
ہوا مع پنجرے کے اُسکو بھی بھڑوا لیگیا۔ تیسری آواز آئی کہ لو سنو مجھ چرخہ کا چرخہ تک نوا لیگیا روئی تو کم تھے
پونیان بھی بنا رکھی تھین وہ سب کے سب اٹھا لیگیا پانچ پیسے پچھون پر پیشگی لائی تھی وہ تک مونڈیکاٹا
لیگیا میری کیسی بے آبروئی ہوئی خداوند اُسکا ستیاناس کرین نام لیوا پانی دیوا باقی نرہے۔ اُسی
قریب مین ایک پسن ہاری رہتی تھی کہ آٹا پیس پیس کر بیچتی تھی اس سے اوقات بسر کرلیتی تھی وہ بھی
سر پیٹ رہی تھی کہ مونڈی کاٹا میرے گیہون جو پسنانے کو بھیانے تھے سب کے سب اوٹھا لیگیا
اب جنکا روپیہ پہلے لیلیا تھا کہ آٹا پیسکر پہنچا دونگی ہائے انکو کیا جواب دونگی اور کیونکر انکو سمجھاؤنگی
ہائے کون ایسا گندم نما جو فروش تھا جو میری کشت زار امید کو پامال کرگیا اور آسیائے ظلم و ستم سے
میری چھاتی پر مونگ دل گیا یا سامری دانہ دانہ کو محتاج ہوجائے جو میرا کلیجہ چھلنی کرگیا ہے اور توا
اور بانٹ ترازو تک تو لیگیا دھڑی دھڑی کرکے مجھے لوٹ لیا کیا من مانی گھر جاتی تھی ایسا اولٹا دھڑا
باندھا کہ سیر مین پاسنگ بھی نہ باقی رکھا ہائے سوکھے دہانون پانی پڑگیا تھا کہ اناج ذرا سستا ہوگیا
تھا چار پیسے ملنے کی امید ہوئی تھی دال دلیا چونی بھوسی جو میسر ہوئی وہ کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی تھی
مگر فلک نے اُس امید کو ظلم پر آرد کردیا روا نہ تھا اس رنج مین میدہ شہاب سنی جو رنگت تھی وہ
جھلسکر اُلٹا توا ہوگئی تخم یاس مزرع امید مین بو گئی دھوبن ایک طرف کلپ رہی ہے کہ میری لاڈ پالون
کی لادیان مرلیا لیگیا سب گاہکون کے یہان کے میلے کپڑے دھونے کو آئے تھے اب کیونکر
اُنکا من مناونگی دیدہ کی صفائی تو دیکھو کہ دے کر صاف اسطرح نکل گیا جیسے صابن
مین سے تار نکل جاتا ہے واہ کیا دھوبی پاٹیکا داؤن کیا کہ سب کو پڑا کردیا ایک ہی
گھاٹ اوتارا بھٹی چڑھانے کا بدقلعی پتیلا اور کلپ رکھنے کی دیگچی تک مونڈی کاٹے نے
باقی نہ رکھی۔ کسی درزی کے گھر سے دردناک آواز آتی تھی کہ واہ کیا قطع و برید کی کہ ایک
کپڑا نام لینے کو نہ چھوڑا نواب چھٹن صاحب کی اچکن آغا صاحب کا کوٹ دواسکٹ
اور صدہا آدمیون کے کرتے انگرکھے پائجامے بیسیون صدری جو سینے کے لیے آئے
تھے مع سینے کی مشین تک اٹھا لیگیا اب کیا کرین ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہین سب کپڑے
طیار رونا طیار کیا لیگیا ہمارے رشتہ حیات کو قطع کرگیا دلمین ایک ڈورا سا بندھا ہوا ہے
ہر وقت اُسیکا دھیان ہے مگر کیا ہوسکتا ہے جو مقدر مین ہوتا ہے وہی ہوتا ہے ؎ چاک
کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + خیاط ازل نے
کیا جامہ رنج و الم ہمارے ہی قامت ناز یبا پر قطع کیا تھا آتش ظلم و ستم ہمارے ہی رخت
ہستی پر جلانا تھی جیسا ہمارا گھر موس لیگیا ہے جمشید جاہنگے تو ایک کپڑا پہننا نصیب
نہوگا سب سوے کے کفن پر اتریگا ہائے کیا زمانہ کا حال ہے ؎ جیتے جی جسپر مرتے
انسان کیسے ترک لباس بعد مردن اُسکے ہاتھون سے کفن ملتا نہین + اب اسی دھن مین
تھے کہ ان لوگونکو کیا جواب دینگے جنکے کپڑے جاتے رہے ورنہ تو ہمارے جامہ حیات کی بخیہ کو دم [illegible]

بھول ڈالے لینگے کھال تک اودھیڑ دینگے دیکھینگے نہ بھالینگے ہائے وہ ناشاد و نامراد مرنے جوگا
ہمکو لوٹ لیگیا زخم دل کے ٹانکے توڑ گیا کمر تولی و بندکی وتجھی تک نہ چھوڑ گیا۔ رنگریزن جو اجلائی تھی
عجب عجب رنگ سے آوازین سناتی تھی کہ ہائے کوئی چور ایسا آیا کہ جسقدر کپڑے رنگنے کو آئے
تھے سب لیگیا لٹکن پر جو کسم چڑھا تھا رینی ٹپک رہی تھی وہ تک لیگیا دوپٹے پائجامے الگنی پر
جو پھیلے ہوئے مع الگنی سب غائب ہو گئے بیگم صاحب کی انگیان کرتیان شادی کے جو ایک سے
ایک عمدہ کپڑے کے رنگنے کو آئے تھے ایک نہ باقی رہا ایسا نیل کا ماٹھ بگڑا ہے کہ جسطرف دیکھو یہی
چرچا ہے باندھنون کی چنریان جو گوٹیون مین فروخت کرنیکو طیار کی تھین او پچرنگی ساریان
ہائے سب اوڑا لیگیا ہمارا کلیجہ تو رنگ کی طرح کٹ گیا دل پھیکا ہو گیا ہائے گلابی بادامی
فالسائی اودے گل انار سنہری چمپئی شربتی اور ململ کے دوپٹے کیسے کیسے نادر رنگین رنگ
پھیلائے تھے ایک کو بھی جوانا مرگ نے نہ چھوڑا غرضکہ چارون طرف ہلڑ مچا ہوا ہے
بازار کے بازار لٹے ہوئے پڑے ہیں حسرت برس رہی ہے تمام شہر مین سناٹا پڑا ہوا ہے
دوکانین بند ہین مکانات شہر سے صدائے گریہ و بکا بلند ہے بعض بعض خالی مکانون اور
دوکانون کو اہل محلہ اور بدمعاشون نے لوٹ لیا ہے ہر گلی و کوچہ سے فریاد الغیاث کے
سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا ہر شخص کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ہائے کوئی لوٹ لیگیا جھاڑو دیگیا تنکا نہ چھوڑا
گیا اہل محلہ کیا دوکاندار کیا اہل حرفہ و پیشہ ور سب کا ایک ہی حال تھا بقول شخصے ایک حمام مین سب ننگے
دوکانین تاجرون کی لٹی ہوئی سب زینت و آرائش خاک مین ملی ہوئی جہان دیکھو سناٹا سا ہے بھیرون
ناچ رہا ہے بازار شور و فغان گرم ہے متاع ہوش و حواس کھو کر ہر ایک رنج و غم و الم کا خریدار ہے بزازون
کا جامہ عقل و شعور مکدر ہو انکی گلبدنی سب رفو چکر جسم انکا زخمہائے رنج افسوس سے رشک مشجر تیر ستم سے یہ
اسطرح غربال جالی لوٹ سے بہتر غصہ سے چہرہ لال شالباف کی کیفیت دیکھتا تھا برق غضب دمک
مثل ماہتابان تھی کہ قبائے عقل و خرد ٹکڑے ٹکڑے مثال کتان تھی یہی حال صرافے کا تھا کہ اس ہنگام
لوٹ غارتگری مین کھوٹے کھرے کی پرکھ جانچ ہوتی تھی جو بدچلن تھا وہ ضرب غارتگری سے مثل
سکہ رائج الوقت رواں درم و دینار کی طرح داغ بجسم پر عیان اور بساط خانہ کی انبساط سب خاک مین
ملگئی تھی کچھ بساطی زری تھی گلفروشون کے ہاتھ پاؤن پھول گئے تھے ساری بہار اپنی بھول گئے تھے نرگس آسا
ٹکٹکی باندھے حیران کار بلبل نمط پریشان و نزار گل کیطرح گریبان چاک برنگ سبزہ پامال و ہلاک تمبولنون کی
سرخروئی زرد روئی سے بدل گئی تھی مارے رنج کے دہان پان تھین نقصان کی جان سپاری مین
سے منہ لال تھا انھین کی سبز قدمی کا اثر تھا کہ چونہ سنگ مرمر تھا حلوائیون کے لیے امرتیان نالہ
گلوگیر تھین لوٹ مار نے قوام انکا بگاڑ دیا تھا شیرینی کے عوض تلخکامی کا مزا اٹھا کبابی آتش
حسرت پر جلتے تھے دود غم سلے کبابون کے آنسو نکلتے تھے شور نالہ و بکا سے دل زخمی کو نمک کا مزہ
ملتا تھا صورت کباب کلیجہ جلتا تھا بھٹیارون کا بھی یہی حال تھا کہ سارے لٹنے ہر تو ہو گئی دیگ
وہان ٹھہرنا محال ہوا بیچ ان کیطرح ہر ایک نے پیچ و تاب کھایا بھاگنے پر دار و مدار ٹھہرا چنبر چرخ انکی حال پر
بدلتا تھا سینہ فلک سے دود آہ نکلتا تھا سنگترین اور غریب نارنگی کے عوض یہ نیرنگ دیکھتی تھین اور نارنج کے
رنج باقی تھین نارستان کو انکی بھی نہ خاک حاصل تھی سیب ذقن کو رنج و ملال کا آسیب انناس نحاس کر رہا تھا غلہ
ہجوم الناس مین سوا تنکرہ لٹ جانیکی اور کچھ خبر جانہ تھا ہلڑ مین کسی کا لڑکا چھٹ گیا تھا عورتونکا زیور تو پہلے ہی لٹ گیا تھا

ہر ایک مقام پر اہل شہر کا جماؤ تھا ایک ایک سے کہتا تھا کہ بار و بہیہ خداوند نے نئی خدائی خداوندی کی کہ گھر بھی لوٹا اور فرشتہ رحمت بھیجکر ہمین سبکو بلوایا غرضکہ آپس مین ہر ایک کی قیل وقال ہوتی رہی اور ہر ایک نوعکی تدبیرین اور فکرین ہوا کین آخر الامر ہوتے ہوتے سب نے بالاتفاق کہا کہ اب ایک راے خوب ہے کہ اب شب رو بیٹھکر یہین بسر کرو جب صبح طالع ہو تو تالاب خداوند پر چلین گے اور وہ جو گنبد نکلتا ہے تالاب مین سے اور وہ پتلی طلائی جو سارے حالات مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال معلوم ہوجائیگا کہ کون ہم لوگون کو آکر لوٹ لیگیا اور فرشتہ رحمت کیون آیا اور کسنے بھیجا یہہ سب حالات بخوبی معلوم ہوجا ئینگے چنانچہ یہ بات خواجہ نے بھی سنی کہ ان لوگون نے باہم یہہ امر قرار دیا ہے کہ رات تو جون تون یہین بسر کر صبح کو تالاب خداوند پر چلین وہ جو گنبد تالاب مین سے نکلتا ہے اور پتلی طلائی جو سارے حالات گذشتہ و آئندہ مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اُسی سے سب حال معلوم ہوجائیگا بس خواجہ خضران بن عمرو ذ ان لوگون سے یہ بات سنکر فوراً اپنی شکل تبدیل کرکے بانتظار صبح ٹاٹ کا ٹکڑا بچھا کر کسی حلوائی کی دوکان پر جو خالی پڑی ہوئی تھی اُسمین جاکر سو رہے۔ جب زلف لیلاے شب کمر تک پہونچی انکی آنکھ بند ہوئی اور نفیر خواب بلند ہوئی اوسوقت خواجہ نے عالم رویا مین دیکھا کہ مہر سپہر عیاری تشریف لائے جھک کے انھون نے باپ کو مجرا کیا عمر نے دعا دی اور کہا کہ بیٹا تو تو مجھ سے بھی بڑھگیا ہے مین تو مرشد تھا تم ولی نکلے۔ تجھ اکیلے نے سارے شہر کو لوٹا تب بھی تیرا جی نہ بھرا ہے گفت چشم تنگ دنیا دار را یا قناعت پر کند یا خاک گور۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ جسطرح یہ سارا شہر لوٹا اُسیطرح نہین معلوم کسقدر روانے ہوے ہونگے اور کسقدر مال و دولت حاصل ہوئی ہوگی مگر کبھی پانچ پیسے بھی خانہ کعبہ کو نہ بھیجے کہ ہمارا بھی دل خوش ہوتا کہ بیٹا ہمارا بڑا سعادتمند ہے اور نہایت محبت ہے اور ہمارا خیال ہے اُسکو خیر زیادہ نہین تو کم ہی سہی پھول کی جگہہ پنکھڑی تھوڑا ایا بہت بھیجا تو مان کا پان بہت ہے خیر دیکھا جائیگا پھر خواجہ خضران نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ اے والد ماجد آپکی دوستی و محبت آپکی غمخواری وحق الخدمت دل حمزہ صاحبقران پر نقش ہے اور تمام عالم جانتا ہے اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہین ورنہ شاہزادہ بدیع الملک بھی اگر خیال فرمایا جاے تو گل ہین اُسی گلستان کے اور گوہر نایاب ہین اُسی بحر عمان کے کیونکہ صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اُنکے بیٹے، شاہزادہ عالیوقار شاہزادہ نور الدہر اُنکے نور نظر یعنی شاہزادہ بدیع الملک جو فی الحال صاحبقران فی الحال ہین اُنکی بصارت چشم زائل ہونیکا حال آپکو معلوم ہوا ہوگا کیونکہ جب لوٹنے کا حال آپ کو معلوم ہوا ہے تو یہہ حال بھی ضرور معلوم ہوا ہوگا اور رواہ یا دا جان آپکو لوٹنے اور مال حاصل کرنیکی فکر تو ہوئی طمع دنیا آپکو دامنگیر ہوئی مگر آپنے کوئی فکر ایسی نہ فرمائی کہ جس سے شاہزادہ بلند اقتدار کی بینائی کا بندوبست ہوتا اُنکو دشمنونکو جو اندونِ چشم زخم پہونچا ہے اور بصارت ذائل ہے چشم روشنی کی ہو اُنکی اچھی ہونیکا انتظام ہوتا ہم سب اُنھین کے لیے دردمند جیساکہ آنحضرت صاحبقران کیلئے جان نثار یا نگین ہین غلام بھی ویسی ہی فکرین کرتا ہی یہ سب آپ ہی کی جوتیونکا صدقہ ہے۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا سچ تو یہ ہے کہ دنیا کی چھوٹنے کا تو چندان

افسوس نہین ہے سہ ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ + کچھ بڑی ایسی کائنات نہین + مگر ہان مال
و زر کے چھٹنے کا البتہ افسوس ہے کہ ہاے ہم تو یون ترسین اور غیر لوگ مزے کرین کن محنتون اور
مشقتون سے تو حاصل کیا مگر کچھ کام نہ آیا سب یہین چھٹ گیا سہ سکندر جب گیا دنیا سے دونون
ہاتھ خالی تھے + متاع دہر نہایت قلیل ہے ہر دم کانون مین کوس رحیل ہے اور سوا اسے
اسکے ہمکو کسی طرح کی تکلیف نہین ہے بقول ہوس سہ کبھی کعبہ مین سجدے کیے کسی بت پہ فدا
کبھی دیر مین کرتے تھے جا کے بکا + ترے کوچے مین بیٹھے تو خوب ہوا + کہ کشاکش دیر
حرم سے چھٹے + ہوے عازم ملک بقا جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی کہ غم سے چھٹے +
فراغ الم نہ وہان بھی ہوا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے + ہاے دنیا ۔ باغ بہشت مین ہمکو
نہایت آرام ہے حورین خدمت کے لیے موجود غلمان کمربستہ حاضر قصرہاے جنت کیسے
آراستہ کہ آرایش دنیوی اُنکے سامنے ہیچ ہے ہر دم پیش نظر خم ابروے حسینان یا کاکل
محبوبان پیچ در پیچ ہے جواہرات کے اشجار ہر خیابان مین زینت بخش روضہ رضوان
ہین یاقوت و زمرد کے ناندون مین چھوٹے چھوٹے درخت جنمین موتیون کے گچھے آویزان فروغ بخش
باغ جنان ہین قصرہاے مروارید و زبرجد پر نور کا عالم ہے ہر مکان مین قبہاے نور آویزان ہین وہان کی ہوا
روح پرور ہے قلب کو فرحت دل کو تازگی ہوتی ہے وہان کے باغ ہمیشہ بہار ہین خزان کا نام نہین نہر کوثر
و تسنیم کا پانی کیسا صاف و شفاف کہ آب مروارید بھی جسے دیکھکر خجل و منفعل ہو جاے بحر ندامت مین غوطے کھاے
ہر قصر مین نور کی قندیلین روشن فرش نور سے سارا مکان مزین و مزین پھل ایسے خوش ذائقہ و شیرین جنکے کھانے
سے روح کو طاقت قلب کو فرحت حاصل ہو طرفہ یہ کہ جس پھل کیطرف رغبت ہو وہ شاخ پر ثمر خود جھککر منھ مین
لگجاے جسقدر خواہش ہو کھائیے پھر درخت اپنے مقام پر چلا جاے نہ کچھ گرانی معلوم ہو نہ بول و براز کی حاجت
ہو نجاست کا کہین نام نہین خلاصہ یہ کہ نہایت آرام سے بسر ہوتی ہے حوریان لطف سے ہر دم صحبت
رہتی ہے یہ عیش و راحت بسر ہوتی ہے ۔ خضران نے کہا کہ باوا جان اب مین بہت حیران
ہوا ہون کہ گنبد کا حال کیونکر معلوم ہو اور ربصیر جادو کو کہان سے پاؤن جو ان سب کو اندھا کر گیا ہے
تاکہ اُس ملعون کو قتل کرون خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین تیری حیرانی و پریشانی کیوجہ سے اس مقام
پر آیا ہون تاکہ اُسکی تدبیر تجکو بتاؤن بیٹا بڑی جرأت کا وقت ہے بیچ دریا مین وہ گنبد نکلے گا اور
سوا ہاتھ کی طلائی پتلی بیچ گنبد مین سونے کی ایک چوکی پر بیٹھی ہوئی زیور مرصع جواہر کا تمام تن پر
آراستہ کیے ہوے وہ گویا ہوتی ہے اور کل حالات بیان کر دیتی ہے کوئی شخص اگر نیا اس شہر مین
آیا ہو تو بیان کر دیتی ہے پس تمکو یہ چاہیے کہ تم اوسکے کانون کی بالیان ہمین پونہچا دینا
اور باقی کل زیور اسکا اپنے قبضہ مین کرنا اگر بالیان نہ بھیجو تو خیر ایک تمھین ہی بھیجدینا
از خرس ہوے بس ست + اگر یہ بھی نہو تو بازنہ کر قنطورہ زر لیتی و باتا ہے سقرلاتی کنارے دریا کے
کھڑے ہو جانا کہ وہ پہچانکر تمہین آواز دے اور لوگ نہ دوڑکر تمکو گرفتار کرنا چاہین تم جست کرکے اوس گنبد مین
اپنے آپ کو پونہچانا اور پتلی طلائی کو مع چوکی طلائی میرے نام پر داخل زنبیل کر لینا اور چوبیس
پچیس ساحر اسی بات پر مقرر ہین جنکا دن رات پہرہ رہتا ہے کہ جسدن عمرو آئیگا یہ گنبد زمین
پر گریگا اور دریا خشک ہو گا فوراً عمرو کو پکڑ لینا پس اُن ساحرون سے اپنے کو بچانا اور اُنسے خوب
ہشیار رہنا اور ربصیر جادو جب ہاتھ آجاے تو اُسکو زندہ گرفتار کر لینا اور اُسکی دونون آنکھین نکال

اور بہت سے لوبان مین ترکیب کرکے کُحل بنا کے آنکھ کے اوپر دھونی دینا جب یہ سب بینا ہوگئے بصارت چشم جو زائل ہو گئی ہے عود کر آئیگی خوب خیال کرلو کہ جب تک اُس ملعون بصیر کی آنکھین نکالکر دھونی ندو گے تب تک کسی کی آنکھ مین بصارت نہوگی اس کام مین ہرگز چشم پوشی نکرنا **خواجہ خضران** جانتے تھے کہ اور پوچھین کہ خواجہ عمر نظر سے پوشیدہ ہو گئی انکی آنکھ تڑپ کے کھل گئی دیکھا تو غول کے غول عورت و مرد صغیر و کبیر برنا و پیر سب بسمت دریا کے چلے جاتے ہین ایک اژدہام کثیر اور جم غفیر ہے کہ ٹیڑی دل کیطرح اُمڈا چلا آتا ہے تانتا بدھا ہوا ہے اہل شہر سے ایک آدھ بھی فکر رہے نے انکو بھی ٹھوکر مار کر جگا یا کہ اگر فریادی ہو تو چل ٹاٹ بغل مین دبا کے کہ سب فریادی جاتے ہین تیرا بھی مدعا کے دلی بر آئیگا دیکھ وہ سب غول کے غول چلے جاتے ہین بس یہ بھی اُس غول کے ساتھ ہو لئے اور چلے اب جو دریا پر جا کر پہنچے تو دیکھا صبح صادق کا وقت ہے نور کا تڑکا ہے ستارے جھلملا رہے ہین رخ ماہتاب پہ زردی ہے لباس فلک لاجوردی ہے آمد آمد شاہ خاور کی ہو رہی ہے شعاع نور ہر طرف پھیلی جاتی ہے روز روشن ہوا چاہتا ہے سب زن و مرد تھالیان ہاتھ مین اُسمین سامان پوجا پاٹ کا رکھا ہوا سب دریا کی سمت متوجہ ہین انھون نے بھی مہلت پا کے اپنا اسباب عیاری تن پر درست کرلیا اور حیلہ ہائے ناحق سے تنگ و چست ہو کر یہ بھی چلنے پر آمادہ ہوئے اب جو دیکھا تو ایک دریائے زخار ایک صحرائے لق و دق پریشان مین واقع ہوا ہے اگر اُس صحرا کی ویرانی بیان کیجائے تو یقین ہے کہ ویرانی کو بھی وحشت ہو ہمہ تن وہ بادیہ ہول خیز صعوبت کا گھر تھا بربادی کا مدنظر تھا کوسون کا چٹیل میدان انسان نہ حیوان دشت سنسان آفتاب وہان جاتے ہوئے تھراتا ہے شب کو ماہتاب کا دل داغدار نظر آتا ہے ہر ستارہ صورت داغ چرخ پیر کو وہان عشرت سے کب فراغ ہر ذرہ آفتاب محشر باد سموم کا قدم دھرنا مشکل اُس زمین پر مسافر وہم و خیال کو جانا محال رستم وہان خوف سے بہ زال پناہ پانی مشکل وہان کا سنگ ہر ایک سنگدل کوسون کیا منزلون تک کہین درخت کا نام نہین وہ صحرائے ہولناک کہ خوف سے ہر ایک کا دل بیتاب و دیوانگان بادیہ وحشت وہان آتے خوف کھاتی تھی یہ حال تھا کہ **نظم** آسیب جو اُسمین آئے ڈر جائے + دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے + ہوش اڑتے تھے دیکھکر اسیاہی + پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی + ڈائن تھی جگر چبا رہی تھی + بن بن کے بلا ڈرا رہی تھی + ایک تیرگی تھی لحد کا عالم + معلوم نہو کہ ہین کہان ہم + غرض کہ راہ طے کرکے دریا پر پہنچے دیکھا کہ بحر زخار ہے متواج و قہار ہے نہنگان خون آشام و مبہوم سر پانی سے نکالتے تھے غوطے مارتے ہین کہ **سہ** سہمگین آب کہ مرغ آبی درو ایمن نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود بلکہ **اشعار** آب تھا یا کہ بحر تھا زخار + جسکا ہر قطرہ موج تھا تہ دار + موج کا ہر تارہ طوفان پر + مارے چشمک حباب عمان پر + گنذر آب جب نہ تب دیکھا + ساحل اسکا نہ خشک لب دیکھا + اس دریا کا یہ حال تھا کہ ہر ایک کنارے سے اُسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے لہرین اُسکی مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتی تھین آنے والون کو ڈراتی تھین ایسے مقام قہر آلود کی حفاظت کے لئے بہت سے ساحران زبردست یادگار **سامری** و جمشید اوس دریا پر متعین ہین ہر وقت مسلح و مکمل حربہ ہائے

سحر ہاتھوں مین لیئے ہوئے براے حفاظت بیٹھے رہتے ہین آخر گریبان سحر عجم مین ان فریادیون
کے چاک ہوا اور جلاد فلک باتیغ تیز قتلگاہ سپہر مین داخل ہوا نظم چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود +
بصد کرشمہ زخواب سحر گہی بکشود + بترک روز ندائے سحر گہی برسید + کہ سر زخواب برآور کہ
چشم شب تغنود + دواج روز بہ پوشید ترک یغمائی + پرند کحلی گردون زپشت شب بربود
نوائے شیدہ شیدا زافق علم برزد + زچین فتادہ بہندوستان درفش کبود + اب خوب دن
نکل آیا ضیائے مہر جہانتاب کے سے جہان تیرہ و تار روشن و منور ہو گیا اب جو دیکھا تو دریا مین
ایک تلاطم پیدا ہوا اور پانی جوش مارنے لگا بعد اُس جوش و خروش کے دیکھا تو یک بیک
کلسی طلائی دریا کے اندر سے مثل آفتاب کے عجب آب و تاب سے نکلی اور اُس
کلسی پر ایک آفتاب بڑی چمک دمک کے ساتھ نمایان تھا کہ اُس سے ایک روشنی پیدا
ہوئی دیکھنے والونکی نگاہین اُس آب و تاب کو دیکھکر خیرگی کرنے لگین خواجہ نے یہ کیفیت
دیکھکر دلمین کہا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے اور تمام سامان شعبدہ بازی و نیرنگ
سازی کا دکھلائی دیتا ہے مگر یقین ہے کہ تیلی اور چوکی سونے ہی کی ہو کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو والد
ماجد کبھی جھوٹ نہ بولتے بس خواجہ یہ تصور کر ہی رہے تھے کہ اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھتے
ہین تو وسط دریا مین ایک گنبد مثل شعلۂ آتش کے قائم ہے یہ سب مرد و زن جوق جوق آئی
تھے اور کنارہ پر ایک اژدہام کثیر لگا ہوا تھا یہ سب گئے سب برائے سجدہ جھکے اور ہر
ایک شخص ڈنڈوت و پرستش کر کے فریاد و الغیاث کرنے لگا کہ ہم لٹ گئے تباہ و برباد
ہو گئے ہمکو کسی طرف کا نہ رکھا تمام مال و اسباب ہمارا لوٹ لیگیا گھر مین ایک توانک نہ
چھوڑا برتنون کی قسم سے پانی پینے کا کٹورہ تک باقی نہ رکھا کپڑے کی یہ کیفیت ہے
کہ ایک چیتھڑا تک بدن پر نہین ہے ایک بنی دو دو گوش سے ہندی کے نوکرون کی طرح آگا
پیچھا برابر جسم پر سوائے لنگوٹی کے چار اُنگل کا کپڑا تک نہین ہے کہ اپنا ستر عورت کرین
سب کے سب یونہی برہنہ ہین سے تنکو عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس + یہ وہ
جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اولٹا + کسی متنفس کے پاس ایک تار پیرہن تک باقی نہین
رکھا بقول شاعر سے کریگا دست درازی جنون تو اب کسپر + ہم اپنا جامۂ ہستی او تار رکھتے
ہین + غرضکہ ہر طرف نعرہ و شور و فریاد بلند تھا ہر صغیر و کبیر کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ
ہائے ہم لٹ گئے فریاد ہے دوہائی ہے سوائے خداوند کے کس سے فریاد کرین ہماری
فریاد کو پہنچے کوئی ہمکو آکر لوٹ لیگیا اور ساری شہر کو تباہ و برباد کر دیا سبکو محتاج کر گیا کسی کام
کا نہ رکھا اور کچھ اُسکا پتہ نہ ملا کہ کون لوٹ لیگیا۔ جب اسطرح ان فریادیون نے صدائے
نالہ و فریاد بلند کی تیلی نے آواز دی کہ ارے غافلو اپنے ساتھ دشمن کو لیکر آئے ہو پہچانتے
نہین ہو وہ تمھارا لوٹنے والا تو تمھاری آنکھونکے سامنے موجود ہے وہ دیکھو سنگھاڑے والے پاس کھڑا
ہوا ہے یہی خواجہ جعفران بن عمرو عیار ہے کہ جسنے تمام ملک کو تباہ و برباد کر کے بے چراغ کر دیا ہے
اسکے جاتے ہوئے روکھ تک باقی نہین ہین یہ عجب بلائے بے درمان ہے کہ بڑے بڑے
ساحران غدار و فسون سازان جفا شعار اس کے نام سے مثل بید کانپتے ہین اور ایسے
اسکے ہاتھون عاجز و پریشان ہو گئے ہین کہ مارے خوف کے تھراتے ہین ہزارون بلکہ

لاکھون ساحر اسکے ہاتھ سے ہزاران رنج و تعب انواع و اقسام کی تکلیفین اٹھا کے رہرو
ملک عدم ہوئے جسطرف اسکا قدم گیا وہان کی صفائی کردی شاہان طلسم کے دربارون کو
ایسا لوٹا کہ سوائے نقش بوریا کے اور کچھ نہ چھوڑا جس گھر پر گئے جھاڑو دیدی تنکا تک نہ
چھوڑا اسکے خنجر نے لاکھون ساحرون کے خون چاٹے ہین ہزارون کے گلے کاٹے ہین
بڑے بڑے پہلوانان رستم شکوہ و شاہان انجم گروہ کے چراغ زندگانی اسنے گل کردیئے
ہین اسکی صرصر عیاری نے اونکی شمع حیات کو خاموش کردیا ہے دفتر کے دفتر اسکی عیاری و مکاری
کے حالات سے بھرے ہوئے ہین خداوند سامری و جمشید اسکے بارے مین لکھ گئے ہین
کہ جہان عمرو عیار کا قدم آوے ساحر کو چاہئے کہ اپنے تئین پوشیدہ کرے سربرندہ ساحران
و رنیش تراشندہ کافران حلقہ فگن گوش گردن کشان پیک طرار خنجر گذار قلعہ گیر بے جنگ صاحب
قنطورہ و زنگ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری اسکا لقب ہے وہ دیکھو سامنے کھڑا ہے
جلد اسے گرفتار کرلینا جانے نپائے تیلی کا یہ کہنا تھا کہ لوگ جھپٹے ادھر اسنے جست کیا یا
مولا یا اللہ کہکر یہ خیال کرکے کہ ؎ درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا +
دم افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا + یہ کہکر کہ ؎ خداوندا برائے نوح میری ناخدائی کر +
محیط بیکران ہے اور میری کشتی ہے طوفان مین + وہی کردیگا بیڑا پار میرا اس ہلاکت سے
بچائی جسنے کشتی نوح کی طوفان سے ایک آن مین + فوراً یہ جست کرکے در گنبد پر پہنچے
تیلی نے شور مچانا شروع کیا کہ ارے حرامزادون آج سے ہماری زیارت کو ترسو گے اور
خبر کے محتاج رہو گے آج سے ہمارا دیدار تم لوگون کو نصیب نہوگا نہ کوئی حال گذشتہ و
آئندہ معلوم ہوگا افسوس ہے کہ آج سے تم لوگ ہماری زیارت سے محروم رہے انھون نے
آواز دی کہ کیون چین چین کرتی ہے تجھے چپ نہین رہتی یہ کہکر ہما جال الیاسی اور فوراً داخل
زنبیل کرلیا وہ بہتیرا شور و غل مچایا کی مگر یہ کب سنتے ہین پڑی رہ حرامزادی زنبیل مین بس
تیلی کے جاتے ہی گنبد و دریا سب در گنبد ہوگیا یعنی دریا تو شعلہ بنکر بھق سے اوڑ گیا
جسطرح کہ بار آگ برسے اوڑ جاتا ہے اور گنبد زمین پر آکر تڑاق سے گرا وہ جو بیس پچیس
آدمی کنارے دریا کے برائے محافظت و نگہبانی بیٹھے تھے وہ دوڑے کہ لینا جانے
نپائے بھلا اونکی کیا تاب و طاقت تھی اور کیا جان رکھتے تھے جو انکو گرفتار کرتے یہ ایک
برق ہین چھلاوا ہین بقول شاعر ؎ سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم + اللہ ری
بیقراری کیا بیقرار ہین ہم + بس انھون نے جلدی سے وہ گنبد جو کانچ کا تھا وہ بھی جھٹ
پٹ انھون نے داخل زنبیل کرلیا کہ اسکو کیون چھوڑون شاید میری تقدیر سے اسمین
بھی کچھ سونا لگا ہوگا تو کھرچ لون جب گنبد زمین پر سے اوڑ گیا اب وہ لوگ بہت گھبرائے
کہ ارے گنبد بھی غائب ہوگیا وہ اپنے مقام پر سے کھڑے کہہ رہے ہین کہ اسی مار لو ناریل
اور ترنج و گولے فولادی مارنے لگے یہ کود کر ان لوگون کی پشت پر آگئے وہ ناریل و ترنج وغیرہ
زمین پر گرکے خاک ہوگئے گولے فولادی بیکار رہ گئے آپنے پشت پر سے نکال کے سفید مہرہ کہ
جسکی آواز چھ فرسنگ کوس تک جاتی ہے گڑگڑانا شروع کیا آواز دی کہ باخبر او قرمساقو مین تمہارا ملک الموت
حاضر ہون تمہاری جان چھوڑونگا تھوڑی جبتک تم سبکو کھا نہ لونگا جسطرح مال و اسباب تمہارا غائب ہوگیا ہے اسیطرح تمہین

بھی تمھاری غائب ہونگی روحون کو تمھاری قبض کرونگا بس اپنی جان بری چاہتی ہو تو پھینکدو
جو کچھ تمھارے پاس ہے ابتو لوگون نے ناریل و ترنج و نارنج اور جو کچھ جھولیون مین تھا اور
جسکے پاس جو روپیہ پیسا تھا سب نے پھینکنا شروع کردیا اور آپ نے چننا شروع کیا لوگون
نے دیکھا کہ جو چیز گرتی ہے وہ غائب ہوجاتی ہے گرتے ہوئے تو معلوم ہوتی ہے پھر نہین دکھلائی
دیتی کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا کوئی کہتا ہے یارو جان کی خیر مال ہے پھینکدو جسکے پاس
جو چیز ہو کہ اس بلا سے تو نجات ملے اور یہ سفید مہرہ برابر بجا رہے ہین اسکی وہ مہیب آواز
ہے کہ معاذ اللہ ایک ہیبت سبکے دلون پر چھائی ہوئی ہے اور مارے خوف کے روح
فنا ہوئی جاتی ہے جو چیز جسکے پاس ہے وہ برابر پھینک رہا ہے یہان تک کہ پائجامہ
انگرکھا بھی اوتار اوتار کر سب نے پھینکدیا ٹوپی یا دستار کسی کے سر پر نہ تھی سب لوگ
کپڑے اپنے پھینکتے جاتے تھے یہ برابر کہہ رہے ہین کہ ارے پھینکدے ارے پھینکدے
اور لوگ مارے خوف کے کپڑے اوتار کر پھینک رہے ہین عورتین مرد سب ایک
حال مین مبتلا ہین ایک حمام مین سب ہی ننگے ہزارہا آدمی جو ایکدم سے برہنہ ہوگیا تو یہی معلوم
ہوتا تھا کہ صحرا مین غول بیابانی بھر رہے ہین ؎ خلو عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا + تھوڑی دیر مین سب کے سب برہنہ ہوگئے وہ
جو ایک مقام پر پچاس ساٹھ ساحر بطور نگہبان و محافظ اس جگہ کے تھے وہ اپنے مقام پر
کھڑے دیکھ رہے تھے انھون نے کہا واہ بھئی واہ جسکو دیکھو برہنہ بھاگا چلا آتا ہے ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے اور کہہ رہا ہے کہ کیا کہین ایک آفت پیچھے چلی آتی ہے اس
سے بچنا دشوار ہے میان تم بھی بھاگو اور جو کچھ تمھارے پاس ہو پھینکدو کہ جان کا صدقہ
مال ہے جان رہیگی تو پھر سب کچھ ہوجائیگا اور حضرت سفید مہرہ پھونکتے چلے آتے ہین
وہی عبرت ان پر بھی طاری ہوئی چنانچہ انہون نے بھی مارے ڈر کے کپڑے اپنے
اوتار کے پھینکدیئے اور جو کچھ انکے پاس تھا سب نکالکے ڈالدیا وہ سب غائب
ہوتا چلا جاتا ہے اب یہ سب لوگ بھاگتے ہوئے کوہ قضا و قدر کے جانب چلے
طوفان بن سرکش جادو جو اس مقام کا حاکم ہے وہ فی الحال شکار پر ہے فقط بصیر جادو
اس جگہ کا بندوبست و انتظام کر رہا تھا وہ یہ کیفیت دیکھکر جھپٹا اور ان ننگون کو دیکھکر
اس نے ایک اسم سحر دم کیا کہ ان سب کی پشت پر ایک دیوار آہنی پیدا ہوئی اور سب
اسکے اندر آگئے خضر آن بن عمرو ثانی بھی گلیم اوڑھتے ہوئے انہین سب ننگون کے
ساتھ آپ بھی اسی حصار آہنی کے اندر آگئے اور جلدی سے آپ بھی ننگے ہوگئے
اور کہنے لگے کہ حضور ان سب لوگون کے ساتھ میری بھی بہت عمدہ پوشاک لٹ گئی مین
مرد ماہون اور مجھے مرد ما میرا نام ہے میرا سونے کا عصا اور لباس میرا بہت عمدہ تھا جیکن و
بگڑی وغیرہ سب مینے بھی پھینکدیا اب ننگون کے ساتھ یہ بھی مرد ماہو جاتی ہین اب بصیر سب کو اپنے ہمراہ لیکر
کوہ قضا و قدر کیطرف چلتا ہے کہ اسکا حال اب آیندہ کسی داستان مین منشی کش ناظرین با تمکین کیا جائیگا
اب دو کلمہ داستان نقابدار سرخ پوش کے عرض کیے جاتے ہین کہ جبکہ ملکہ ساحرہ یعنی ماہیان
خوش تقریر عاشق ہوکر اٹھا لائی تھی پنجہ سنگر اور مدد سے آجروس حبشی کے خضر آن بن عمرو

رہا ہو گئی تھی اور آنا درویش اتقا کی صحرائی نشین کا اوران سب کا سحر دفع کر کے چلا جانا اور نقابدار کا رخصت ہونا ممنون ہوکر اور نیچے لشکر کیجانب چلنا اور خضر انکا بختیار ک ثانی کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جانا کہ وہ گذران کر چکا ہون اب نقابدار کا حال بیان کیا جاتا ہے ناظرین با تمکین بملاحظہ فرمائین ساقی نامہ

کدھر ہے تواے ساقی لالہ فام + پیا پے پلا مجکو گلرنگ جام + لبالب پلا جام ہو خم کی خیر + کرون جسمین بلیغ مضمون کی سیر + بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + نمایندہ نطق دو ذہن نظام + چنین سازد آراستہ این کلام + نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی و زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش بیانی گلشن فہم و ادراک مین پرداز کرکے یون زمزمہ پرداز ہین کہ جب نقابدار کو نجما اٹھا لیگیا تو عیار نقابدار کا صحرا مین انکو تلاش کرتا پھرتا تھا جبکہ نقابدار سے ملاقات ہوئی تو اُسنے مرکب پیشکش کیا اور انکو لشکر کی طرف لیکر چلا اب یہ راہ طے کرتے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے آکر پہونچے تو دیکھا ایک آواز نہایت حزین و غمناک بڑے جوش و خروش سے آرہی ہے اور کوئی شخص اشعار درد آمیز پڑھتا ہے اور روتا ہے آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نازنین مہر تمکین ہے کہ صدائے دردناک سے رو رہی ہے اور بصد سوز و گداز یہ شعر پڑھ رہی ہے

ع خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبون کی تربت پہ شامیانہ ہوا + کبھی یہ کہتی ہے شعر

ع کسی نے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی خرید کے توٹا پیالہ کیا کرتا + اور گاہ یہ آواز حزین یہ کہتی کہ

ع مجکو صیاد یہ بھی یاد نہین + کس جگہ میرا آشیانہ تھا + قبر شاہان دہر پر کوکب + شمع تھی اور نہ شامیانہ تھا + بس اس آواز سے یہ شاہزادہ عالیوقار یعنی نقابدار سرخ پوش بیچین ہوکر اُسطرف کو چلے عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ دھوکا ہے معلوم کسکی آواز ہے ابھی ایک مصیبت تازہ سے خدا نے بچایا ہے آپ اُسطرف کا قصد نہ فرمائیے کسواسطے کہ صحرا مین اکثر غول بیابانی آوازین بنا بنا کر جس رنگ کا آدمی دیکھتے ہین ویسی آواز بنا کر اُسکو بہکاتے ہین اور لیجا کر آفت مین پھنساتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ ہان مین بھی جانتا ہون اور اکثر مجکو امتحان و تجربہ اسکا ہو چکا ہے لیکن یہ آواز تو دل کے ٹکڑے ٹکڑے اڑائے دیتی ہے ایک نشتر ہے کہ قلب حزین پر کسی نے چبھو دیا نہ معلوم کس مصیبت مین اور کس بیکسی کے عالم مین یہ شخص ہے مین اس آواز سے روگردانی نکرونگا یا ہے کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن اگر تمہین خوف ہے تو تم لشکر کی جانب چلے جاؤ لیکن مین بغیر خبر لائے نہ پلٹونگا اس نے عرض کیا کہ غلام آپکو تنہا چھوڑ کر کہان جائیگا جو آپ کا حال وہ میرا حال چلئے تشریف لے چلئے غرض کہ شاہزادہ اور عیار دونون آواز کی طرف چلے جب قریب اُس پہاڑ کے پہونچے تو وہ آواز آنا موقوف ہو گئی عیار نے عرض کیا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ یہان تک تو اُس آواز نے آپکو بلایا اب صدائے برنخاست اب چلئے پھر بھی مجبور ہوکر چلے تھے کہ پھر آواز آئی کہ ع اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا + اب جو پلٹ کر دیکھا تو ایک آفتاب تابان نظر آیا مگر جیسا کہ آفتاب لب بام ہوتا ہے مائل بہ زردی مثل زر خالص کے زلفین اوجھی اوجھی چہرہ پر پڑی ہوئین اوس ماہ طلعت کے

وہ عجب کیفیت دیتی تھی کہ ؎ زلف کو عارض جانان پر جو بلتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا
یا یہ نامت ہوتا ہے کہ بال جو اسکی پشت پر پڑے ہین اُنکی نسبت شاعر سچ کہتا ہے کہ ؎ قد سے بڑے
جو بال ہین اوسمین یہ راز ہے + دن وصل کا ہے کم شب ہجران دراز ہے + بس یہ ہیئت اس نازنین
کی دیکھکر نقابدار عالیوقار نے پوچھا کہ اس مقام پر آنیکا کیا باعث ہے اور اس بیکسی سے رونے اور
ہمارے دل دکھانے سے کیا فائدہ میرا دل بےچین ہوا جاتا ہے اور قلب محزون یہ حال پرملال
دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اے ماہ فلک رعنائی و زیبائی اپنا مفصل حال بیان کر
کیا یہ کوئی آپکی سیرگاہ ہے کہ دل بہلانے کے لیئے آپ یہان آتی ہین بس شہزادہ کا یہ کہنا
تھا کہ اسنے اپنی کلائیون کو بلند کیا اب جو دیکھا تو اُسمین پتلی پتلی زنجیرین طلائی مثل ہتھکڑیون
کے پڑی ہوئی ہین + اور گلے مین طوق سونے کا اور پانؤن مین بیڑیان طلائی پڑی ہوئین وہ
طوق یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدر کامل کے گرد ہالہ ہے اور اسلیئے گلوگیر ہوا ہے کہ کسی سے بات کرنے
پائے ملکہ نے رو کر کہا کہ ؎ اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن مین + پنہائے طوق منت کی بہانے
میری گردن مین + اور وہ بیڑیان یہ معلوم ہوتا تھا کہ چمک اُنکی مثل شعاع آفتاب کے ہے کہ برائے
قدمبوسی اس نازنین کے حاضر ہوئی ہین مصداق ؎ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانہ کا پاؤن
درمیان ہے + یہ حضرت عشق کی سلسلہ جنبانی ہے کہ ایسی حسین مہ جبین کو یون اسیر سلسلہ
رنج و محن کیا ؎ ہے مگر لازم اسیری عاشق و معشوق کو + اسکو طوق زر تو اُسکو طوق آہن
چاہیئے + مگر کیا کرتی مجبور تھی ؎ سختی سہی باکڑی اٹھائی + افتاد بھی جو پڑی اٹھائی + اب
جو غور کرکے شہزادہ نے دیکھا کہ اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو پیہم جاری ہین ایک
لڑی ہے کہ چشمہ چشم سے برابر اشکون کی بندھی ہوئی ہے وہ آنکھین جنمین موتی کوٹ کوٹ
کے بھرے تھے اُنسے دُر اشک مثل قطرات شبنم کے ٹپ ٹپ گر رہے ہین یہ کیفیت ہے
کہ ؎ دو طفل اشک آئے نکل ایک اسطرف ایک اوسطرف + گر گئے دونون مچل ایک اسطرف
ایک اوسطرف + شہزادہ والا تبار یہ حال دیکھکر چشم پرنم ہوا اور کہنے لگا ؎ اُسکے
رونے نے لگائی جو اُدھر مینھ کی جھڑی + طپش دل نے ادھر میرے گرائی بجلی + بس شہزادہ
نے جو دیکھا کہ یہ نازنین زار و قطار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہے اور ابر کو شرمندہ کر رہی
ہے تو فرمانے لگے کہ اے فلک جفاکار و اے سپہر غدار تو نے یہ کیا اسکے ساتھ بدسلوکی کی
کہ ایسے نازنین کو ایسے مقام خارستان پر لاکر پھینکا ہے مجکو اسکی گریہ و زاری اور ہجوم اشکباری
سے نہایت صدمہ ہوتا ہے اور مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا ؎ جو یون شور سے میر روتا
رہیگا + تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہیگا + مین وہ رونے والا اٹھا ہون جہان سے + جسے ابر سال
روتا رہیگا + بس شہزادہ نے ملکہ سے کہا کہ آپ کچھ اس بیسر و سامانی کا خیال نہ کرین اپنے نام نامی
و اسم گرامی سے مجھے مطلع فرمائین اور مفصل حال اپنے خاندان کا کہ آپ گل کس گلستان
خوبی کی اور ماہ کس آسمان محبوبی کی ہین بیان فرمائیے ملکہ نے کہا کہ واقعی جسطرح مجھے اس فلک جفاشعار نے
برباد کیا ہے شاید ہی کسی اور کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو خدا دشمن کو بھی یہ صدمہ جانکاہ نہ
دکھائے حضور اپنا حال اگر بیان کرونگی تو آپ کو بھی صدمہ ہوگا اور مجکو تو جو کچھ قلق و بیقراری ہے
ظاہر ہے اپنا حال پرملال اگر آپ کے سامنے عرض کرون تو کیا عجب ہے کہ حضور یقین بھی

نظر آئین شعر ؎ ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا + جو کچھ کہ نہین ہے وہ بہ رو دیکھا تھا + اودن باتون کو اب جو یاد کرتے اے درد + کچھ خواب سا تھا وہ جو کبھو دیکھا تھا + حضور یا تو میرے لئے جملہ سامان عیش و عشرت مہیا رہتا تھا کہ مصاحبین انیسین جلیسین ہمجولیان سہیلیان سب ہمراہ رہتی تھین خدمت کے لیئے مغلانیان پیش خدمتین کہاریان وغیرہ دست بستہ حاضر تھین دن رات عیش و طرب مین گذرتا تھا یا ایک دن یہ بے سر و سامانی ہے کہ عالم تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی ہون اور کہتی ہون کہ اے فلک کب تک مجھے دربدر پھرائیگا یہ روز بد دکھائیگا ؎ وادی غربت مین پھری پھرون ہین وحشت لیئے + ہر دم غم واندوہ سے سو بار مر مر کے جیئے + کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیئے + کہ یاد باشندہ دان کی ہم وان کے بہت رو یا کیئے + غربت مین جا نکلے تھے کل ایک شہر ویران کی طرف + اکیدن وہ باغ تھا کہ عندلیبان چمن کے چہچہے اور قہقہے سنتے تھی جس گل کو شگفتہ دیکھتی تھی اپنا غنچہ خاطر بھی کھل جاتا تھا ایک سرور و مسرت حاصل ہوتی تھی یا اکیدن یہ ہے کہ خار غم و الم کانٹا سا دل مین کھٹکتا ہے دیدۂ نرگس کیطرح حیرانی و زلف سنبل کیصورت پریشانی ہے ؎ دیکھیئے ابھی فلک کیا دکھاتا ہے ؎ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا + ای شہریار عالیوقار ایک شہر سر کیشیہ ہے صحرائے سرگشتان دہر کے قریب مین بد نصیب و باغی شہزادی ہون مجھ بد مین کا نام ہمائے گوہر پوش ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور + باپ کا میرے نام سرگشتان شاہ ہے میرا سانحہ عجب عبرت خیز و حیرت انگیز ہے ایک ساحر کہ نام اسکا انزروت جادو تھا اتفاقات روزگار سے اکیدن اسکا گذر ہمارے محل کے جانب سے ہوا والدہ مہربان پر جو اسکی نگاہ پڑی وہ عاشق ہو گیا اور خواستگاری اسنے چاہی باپ میرا اس روز شکار پر گیا ہوا تھا ملازمون نے اسے سخت و سست کہا اور اس حرکت سے اسکی مانع ہوئے کہ وہ حرامزادہ کب مانتا تھا بادۂ کبر و نخوت مین مخمور تھا آخرالامر نوبت بہ کشت و خون پہنچی ہمارے ملازم تاب مقاومت نہ لا سکے شکست کھائی کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ کھڑے ہوئے وہ مردود دھڑانہ اندر محل کے گھس آیا اور ظلم و بدعت کرنے لگا مان نے میری جب یہ حال دیکھا سودۂ الماس پھانک لیا کچھ ملازمان جان نثار تے اسی اثنا مین میرے والد کو اطلاع دی وہ یہ خبر سنتے ہی فوراً شکار سے واپس آئے اور جو کچھ مختصر لوگ شکار پر انکے ہمراہ تھے انکو لاکر انزروت سے مقابلہ کیا خوب لڑائی ہوئی مگر غالب نہ آسکے شکست پائی وہ ملعون اور زیادہ ظلم و بدعت پر آمادہ ہوا لوٹ مار کرنے لگا اسی ہنگامہ مین بابا جان ہم سب لوگون کے لے جانے کے لیئے جو اندر محل کے تشریف لائے تو میری مادر گرامی کو مردہ پایا دیکھا تو وہ جان بحق تسلیم ہو چکی تھین اوس وقت کے رنج و صدمہ کا کیا حال بیان کرون کہ کوہ غم دلپر ٹوٹ پڑا بس لاش اٹھا کر اور مجھ کمبخت کو ہمراہ لیکر دوسرے دروازہ سے چل نکلے مین بھی روتی پیٹتی جنازہ کے ساتھ چلی جاتی تھی کہ دفعۃً ایک پنجہ گرا اور مجھے اوٹھا کر بیابان لایا اب مجھے کچھ کیفیت نہین معلوم کہ باپ پر کیا گذری اور مان کہان دفن ہوئین اور کیا واقعہ در پیش ہوا تھوڑی دیر تک تو مین بیہوش پڑی رہی اب جو مینے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین اس کوہ پر پایا اور ایک دیو سر جھاڑ منہ پھاڑ سا سامنے کھڑا ہوا تالیان بجا بجا کر گاتا ہے اور خوش فعلیان کرتا ہے مین سہمی اور ڈری اور یقین ہوا کہ اب قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکل جائیگا یہ حال دیکھکر میرا اسنے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ تم ڈرو نہین مین تمہین تمہارے باپ کے پاس پہنچا دونگا بس میری بھی جان مین جان آگئی اور دل کو ذرا ڈھارس ہوئی مگر آج تک نہ تو اس حرامزادے نے مجھے پہنچایا نہ کچھ خبر بابا جان کی

لا کر مجھے دی اسوقت آپکے آنے سے میرا دل بہل گیا اور بیٹھے اپنا درد دل بیان کیا ورنہ ؎ روح
را صحبت ناجنس عذابیست الیم + تیر صحبت چو از زاغ کمان دور بیا + اے شہریار اب آپ تشریف
لیجائیے کہ قریب ہی کہ وہ موذی دیو خلیت آتا ہوگا اور آپکو خدا نخواستہ آزار پہونچائیگا تو مجھے اور زیادہ
قلق ہوگا جیتے جی مرجاؤنگی ہرچند دل یہی چاہتا ہے کہ آپ یہانسے لمحہ بھر کی آپکی مفارقت گوارا نہین ہے
مگر مجبوری ہے چاہیے ایسا نہو کوئی آزار آپکے دشمنونکو پہونچ جائے تو میرا مطلب کیونکر اس صدمہ کا متحمل
ہوگا میرا نور بصری آنکھون پر ہے ؎ ہے کب تلک چشم تر جائیگی - جڑی ہے یہ نری اور ترجائیگی +
بس اب آپ تشریف لیجائیے + جو گذرنی ہمپر گذر جائیگی + طبیعت کو ہوگا قلق چندروز + ٹھہرتے
ٹھہرتے ٹھہر جائیگی + نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ ہمارا یہ شیوہ نہین ہے کہ ہم تمہین اس بلا مین
چھوڑ کر چلے جائین اب جو کچھ ہوگا اسکا تماشا تم دیکھیو گی یہ تذکرہ تھا ہی کہ دیکھا ایک سناٹا اس صحرا
مین پیدا ہوا ملکہ نے کہا کہ یہ اسی حرامزادے کی آمد ہے للہ جسطرح بنے تم اپنے گھوڑے کو اور لے
سے چلے جاؤ کیونکہ اب مجکو اپنی جان سے زیادہ تمہاری جان کا خیال ہے مجھپر جو کچھ چاہے گذر جائے مگر شہزادہ
تمہارے دشمنونکو کوئی تکلیف نہ پہونچے خدا وہ دن نہ دکھائے کہ کوئی صدمہ تمہارے دشمنونکو عائد ہو
اور مین تو رنج اور صدمے اٹھانیکو پیدا ہی ہوئی ہون اور مجھ سا بدنصیب تو دوسرا دنیا مین خلق ہی نہوا
ہوگا ؎ ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا + غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی +
بس نقابدار اس طرف کو متوجہ ہوا کہ جدھر سے سناٹا پیدا ہوا تھا بس دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑ سے
کہ نمایان ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ باش باش او درانداز یہان بھی تو آگیا کس واسطے یہان آیا ہے
کیا چاہتا ہے کہ ملکہ کو بھگا لیجاؤن شہزادہ نے آواز دی چپ او قرمساق اب بکبک مت او حرامزادے
مین تیرا ملک الموت آپہونچا اور اس بیکس کی مدد کو انشاء اللہ پہونچتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سے
دامن ذرہ کو گردانہ مرکب غیار کے سپرد کرکے آپ پیدل چلے ادھر ملکہ نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور لگی عرض کرنے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان
اے خداوند آسمانی مین تجھ سے یہ عرض کرتی ہون کہ اگر یہ نقابدار غالب ہو تو اسکا کچھ بھی بدلہ
کیون نہو مگر تجھے اے پروردگار اپنا خالق جانونگی اور تجھے سجدہ کرونگی ؎ تجھے فضل کرتے
نہین لگتی بار + نہو تجھ سے مایوس امیدوار + اے خداوند نادیدہ اس نقابدار کو اس
دیو زشت کردار پر فتحیاب کر ملکہ تو مصروف دعا رہی اور بلک بلک کر استغاثہ کررہی ہے
ادھر وہ دیوارہ پشت نہنگ اسکے ہاتھ مین تھا وہی جھپٹ کر شاہزادہ پر
مارا انہون پینترہ بدل کر اسکو خالی دیا دیو کا معمول ہے کہ جب ضرب
لگاتا ہے تاک کے تو ضرب لگانے کے وقت آنکھین بند کرلیتا ہے
شاہزادہ اسکے پہلو کے قریب آگیا اور اسکو معلوم نہوا کیونکہ ہنگام ضرب
آنکھین اسنے بند کرلین تھین اتنے مین پشت نہنگ اسکا زمین مین در آیا پکارا کہ ہائے
افسوس تیرا یہ نرم نرم گوشت زمین نے کھایا ہمارے حصہ مین
کچھ نہ آیا استخوان تیرے ریزہ ریزہ ہوگئے گوشت کرکرا ہوگیا مین اسکے ذائقہ سے
محروم ہی رہا دیو یہ کہہ رہا تھا کہ شاہزادہ نے کہا کہ باش او حرامزادے
مین تیرا ملک الموت زندہ ہون اب تو میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہان ہے

یہ کہکر شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسری شاخ دوسرے ہاتھ سے پکڑلی اور کہا کہ بھلا نکل
تو جا او ملعون دیکھون تو کیسا دیو ہے۔ اب یہ گھبرایا اور اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن انھون
نے دونون ہاتھون سے دونون شاخون کو پکڑ لیا اور ایزدان ہاک کہکے اب جو مضبوط تھا
اور اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن مگر ممکن نہ ہوا اب یہ سامنے اُس دیو کو دوڑاتے تھے
اسنے قصد کیا کہ مین کاٹ کھاؤن تب یہ ادھر کو منھ کرتا تھا تو یہ شاخ کو تان دیتے تھے اور
جب یہ ادھر کے ہاتھ کیطرف رخ کرتا تھا تو یہ ادھر کی شاخ کو تان دیتے تھے یہ اوٹھنے نہ
پاتا تھا بلکہ جنبش ہی نہین کر سکتا تھا نکل جانا تو شے دیگر ہے اس کشمکش اور اس لیو دیو مین
جان کے لالے پڑے تھے دل مین کہتا تھا کہ عجب شخص سے پالا پڑا ہے یہ انسان سفید
دندان بڑے غضب کا ہے بس اب مٹکے جو شاہزادہ نے ہنکا مارا تو دونو شاخین اوسکی
زمین مین گر گئین ہنس کے کہا کہ یون مزار عاشقان بنا کے دکھا دیتے ہین عیار نے دیکھ کے آواز دی
کہ ماشاء اللہ چشم بددور دادا جان نے بھی آپکی اسی سن مین ایسے کام کیے تھے بڑے بڑے دیوان
قوی ہیکل عظیم الجثہ کو زیر کر کے پیوند زمین کیا تھا دیوان قاف اُنکا نام سنکے کانپتے تھے بیٹے اپنے
والد و جد سے اُنکی کل کیفیت سنی ہے بس اے آقائے نامدار اس شکار کو جانے نہ دیجیے جلد
صید کیجیے شاہزادہ نے دیو ظلمیت سے کہا کہ اے حرامزادے کیا کہتا ہے مذہب کے
بارے مین اور شناخت پروردگار عالم اور اسکی وحدانیت مین اگر جانبری چاہتا ہے تو صدق
دل سے مذہب خدا پرستی اختیار کر دیکھا تو نے کہ خلاق عالم نے مجھکو تجھ ایسے دیو گران کے اوپر
کسطرح فتحیاب کیا کجا برگ کاہ کجا کوہ گران کہان تو پیل دمان کہان یہ عبد ضعیف البنیان یہ اُسی
وحدہ لاشریک کی صفت رزاقی وشان قہاری ہے کہ مور ناتوان نے پیل دمان کو زیر کر لیا
ہے چو خواہد کہ ویران کند دودہ را * خورد پشہ مغز نمرود را * دیو نے کہا ہزار جان سے فدا ہون خداوند
ابلیس پر کیا اون سے بھی کوئی بڑھ کے دوسرا اور معلوم ہوتا ہے جو مین اُسکی پرستش
کرون اور اُسکو بجائی مانون بس یہ کہکر شاخون کو زمین سے چھوڑ کر چاہتا تھا کہ
بھاگے شہزادہ نے جو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا دونون پیر اسکے قلم کیے اُس کوہ گران
کو کاٹ کر زمین پر ڈالدیا گویا گنبد کفر و ضلالت کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ کر پھینکدیا ملکہ نے
جو یہ تماشا دیکھا شاہزادہ کے زور و طاقت ہمت و جرأت و دبدبہ و شوکت کی تعریف
کرنے لگی اور بے اختیار یہ شعر پڑھتی تھی اور شور تحسین و آفرین بلند کرتی تھی سب نظر لگے
نہ کہین اُنکے دست و بازو کو * یہ لوگ کیون میرے زخم جگر کو دیکھتے ہین ماشاء اللہ سبحان
اللہ چشم بد دور نظر بد سے بچائے کیا آپکی ہمت و جرأت کی صفت و ثنا کیجائے زبان قاصر ہے
اتنے بڑے دیو طویل القامت کو آپنے چشم زدن مین زیر کر کے جہنم رسید کیا واہ کیا ہمت ہے
کا ہاتھ پڑا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا تسمہ تک لگا نہ رکھا اسے لگا نہ رہنے
دے جھگڑا یہی یار تو باقی * وہ ہاتھ مار رہے نہ رگ گلو باقی * یہ کہکر آبدیدہ ہوئی آواز دی کہ سے
پیتم بہت لگا کے دور دیس مت جاؤ * بسو ہماری ناگری ہم مانگین تم کھاؤ * یہ
پڑھتی تھی اور رنگا رنگ حسرت دیکھتی تھی شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ اے ملکہ یہ تمہارا
کہنا بجا ہے لیکن مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہون کہ کوئی مقام میرے قیام کا نہین ہے لہذا

میری محبت و الفت سے باز آ تجھ سے دل نہ لگا دے مین مسافر ہون مجھ سے دل نہ لگا
کیا بھروسہ میرا رہا نہ رہا دیگر مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی بیت + مثل بُو کہ جوگی ہوئے کسکے میت
نہ معلوم کس دشت پر خار مین دامن الجھے ہوئے ہمارے پڑے ہو گئے مجھ آوارۂ وطن غریب دیار بے
مونس و غمخوار سے اپنے دامن موانست کو پر غبار نہ کرو میرا حال کیا پوچھتی ہو گھر کو چھوڑے
ہوئے مدت ہوئی صیاد مجھے + کس شجر پر تھا نشیمن نہین کچھ یاد مجھے + قہر آئے میری رو دے
بہت یاد کیا + خاک اوڑانے لگے جیب کر چکے برباد مجھے + اے ملکہ میرا حال قابل بیان نہین
ہے نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + بے موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + گریان بشکل شیشہ
و خندان بہ شکل جام + اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول
درد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + دیگر ایک سینۂ وفا مین اور غار مین ہم
ایک جیب آرزو مین اور تار تار مین ہم + سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار مین ہم + اللہ ری بیقراری
کیا بیقرار ہین ہم + افتادہ خاک بر سختی مستی مین رو بقبلہ + پیر مغان کے آگے کیا انکسار مین ہم
ایک تیری ہی نظر مین ایسے سبک ہو گئے ہین + یان ورنہ تمکنت سے عالم پہ بار ہین ہم +
کعبہ کو جب کہ جائین رستہ مین کر لین توبہ + جب میکدہ مین آئین بادہ کے یار ہین ہم + جو دیکھتا
ہے مجھکو کرتا ہے مجھسے الفت + یارب یہ کسکے دل کے صبر و قرار ہین ہم + ملکہ نے کہا
ای شہریار عالی وقار مین قسم دیتی ہون کہ اتنا تو بتلائیے کہ مین اس نام و نشان سے آپکو یاد
کرون اور سمجھی رہون شہزادہ نے فرمایا کہ مجھ ننگ خاندان کے نام و نشان دریافت کرنے سے
[illegible] ع بد نام کنندہ نکو نامے چند + بہتر ہے کہ اسے یون ہی رہنے دو گمنامون کا نام کیا
پوچھتی ہو سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اوسکا ہی چھیڑو + بیت خانہ بر دوشون سے
نہ پوچھو آشیانہ کا + یہ نام بتانے کے لائق نہین ہے باپ دادا کے نام رکھوانے والے
کا اگر نام معلوم ہوا نہ سہی کبھی معلوم ہی ہو جایگا شہزادہ نے جب یہ کہا ملکہ نے کہا ارے
صاحب جتنے تمہارے نخرے کیا کیا رنج مول لیے ہے اگرچہ تجھ مین تخم الفت کا ای ستمگر ہم بو
بوتے + تو تھا یقیناً کہ اوسکے نیچے کبھی تو رہتے کبھی تو سوتے + نہ ایسا گلیون مین تیری خاطر
سے کیئے ہین نالے پھرتے ہین روتے + خراب خستہ ذلیل و رسوا نہ تمسے ملتے نہ ایسے ہوتے
شہزادہ نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی اور کوہ پر سے اوتار اور ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف
چلے اور بعد طے مراحل و قطع منازل اپنے لشکر مین پہنچے سواری کسی گاؤن یا قصبہ سے محمل
محافہ کے بہم پہنچالی اور سمین ملکہ کو سوار کر لیا تھا وہ محافہ بھی لشکر مین داخل ہو گیا شہزادہ
نے ملکہ کو علیحدہ خیمہ مین فروکش کیا تمام رفیق و مصاحب حیران تھے کہ شہزادہ کس کو اپنے
ہمراہ لایا معلوم نہین کہ کون گوہر درج عصمت اور کون اختر برج عفت ہے
آپسمین یہہ تذکرہ کر رہے تھے کہ فرخ نے سارا حال بیان کیا یعنے شہزادہ کو بیجا
کا اٹھا لیجانا کہ ماہیان خوش تقریر ایک ساحرہ تھی کہ شہزادہ پر عاشق ہو کر اٹھا
لیگئی تھی بیچ بجگر اور ابجد و حبشی کی مدد سے خضران بن عمرو کا رہا ہونا اور آنا [illegible]
القاسے صحرا نشین کا اوران سبب کا سحر دفع کرکے انکا واپس جانا شہزادہ کا
ممنون ہو کر انکو رخصت کرنا اور پھر شہزادہ لشکر کی جانب روانہ ہونا اور خواجہ کا بختیار کی

کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جاتا ہنا شہزادہ کی تلاش مین صحرا بصحرا پھرنا شہزادہ کا ساحرہ سے نجات پاکر اپنے
لشکر کیطرف آنا اور ایک صحرا مین قریب کوہ شہزادہ سے ملاقات ہونا پہاڑ پر سے ایک آواز دردناک
کا ظاہر ہونا شہزادہ کا کوہ پر جانا اور صاحب آواز کی تلاش کرنا ملکہ سے ملاقات ہونا اور دریافت حال
کرنا زبانی ملکہ کے یہ معلوم ہونا کہ مین دختر سرکشان شاہ ہون دیو مجھکو تنہا پاکر اٹھا لایا مجھکو اپنے باپ
کا کچھ حال معلوم نہین کہ وہ کہان ہین اور سارا ماجرا گذری پھر شہزادہ کا دیو کو قتل کرکے ملکہ کو اسکی قید سے
رہا کرنا اور اپنے ہمراہ لانا یہ سب حال فرخ نے بیان کیا رفیق و مصاحب شاہزادہ کے یہ حال
سنکے سجدہ شکر بجا لانے اور شہزادہ کے لشکر مین آنے سے نہایت خوش ہوئے آقائے نامدار
کے آنے سے سب لشکر کے جان مین جان آگئی شکریہ خداوند کریم بجا لائے۔ بحاصل شہزادہ
قریب شام تو لشکر مین آیا ہی تھا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا کہ شام ہوگئی شاہزادہ نے
اپنے خیمہ مین آرام فرمایا۔ جبکہ نقابدار چرخ چہارم نے خیمہ مغرب سے نکلکر نقاب ظلمت شب
کو چہرہ سے اٹھا دیا اور اپنی ضیاء رخ انور سے تمام عالم کو روشن و منور کردیا ؎ ناگہ از جیب افق
خفر صبح + برتن شب کسوت ظلمت درید + تاکہ کند زندہ دل مردہ را + صبح چو عیسیٰ نفسے برکشید
دامن فلک دستہ ریحان درود + سرخ گل از سبزہ گردون دمید + شاہزادہ بیدار ہوا نماز صبح ادا
فرمائی ورد و وظائف سے فراغت کرکے ملکہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ مین تمہارے
خاندان سے واقف ہوگیا اور باپ تمہارے سرکشان شاہ وہ بھی ساتھ شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران کے تابع ہوگئے ہین اور اُنکے لشکر مین موجود ہین مین تمکو کہان کہان اپنے ہمراہ
لیئے پھرونگا اور ہمارے خاندان کے خلاف بھی یہ امر ہے کہ عورت کو ساتھ لیئے پھرین
اس سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین تمکو وہین بھیجدون جہان تمہارے والد بزرگوار ہین
اور ایک نوشتہ کامل مین تحریر کیئے دیتا ہون تمہاری حفاظت و نگہبانی کے لیئے تمکو بعزت و حرمت
تمام نہایت عفت و عصمت کے ساتھ لشکر مین صاحبقران کے پہنچا دینگے تم وہان بآرام
تمام پہونچ جاوگی اپنے باپ سے ملوگی شہزادہ سے جو یہ کہا اسوقت دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون سے زار
و قطار آنسو جاری ہین مثل ابر نو بہار کے جھڑی لگی ہوئی ہے متصل اشک جاری ہین اور یہ کہہ
رہی ہے کہ مین آپکی مفارقت کی کیونکر متحمل ہونگی عجب نہین ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پھڑک
کر نکل جائے اس سے تو کاش دیو ہی مجھے کھا لیتا تو بہتر تھا کہ اس صدمۂ فراق سے بچتی معلوم ہوا
کہ مین آپکی کنیزی کے بھی لائق نہین ہون شاہزادہ بھی آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ نے کہا کہ
چہرہ انور تو مجھے ذرا دکھا دیجئے اور یہ کہکر نقاب چہرہ سے الٹ دی اور کہنے لگی ؎ نقاب
اکدن الٹ کر آپنے بنانہ فرمایا + جمال آفتاب زرہ بر وید دیکھتے جاؤ + اب جو دیکھا تو ایک ماہ
طلعت پری صورت ہے کہ آفتاب تابان بھی اُسکے آگے شرمندہ ہے چہرہ مثل ماہ کامل
شب چہاردہ کے روشن ہے ابروان خمدار تیغ آبدار یا قوس قزح کا لطف دکھا رہی ہین مژگان
صورت سنان کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہین رخسار تابان پر سبزہ خط کی بہار ہے سرو قامت سہی بالا
بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ابرو ہلال فلک ہین بدر سیما ہے چشم جادو نرگس شہلا ہے قطعہ
سنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف + رکھتا تھا کہان یہ تو جوانی یوسف + سب کہنے کی ہے بات
کہ یون تھا وون تھا + ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف + نوجوان حسین کمسن

آفتاب رو خال ہندو چشم جادو یوسف ثانی او تھی جوانی نشۂ شباب مین چور ہے وہ چشمش دو آہوئے
مردم شکار + دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار + بہر خندہ کز لب برانگیختے + نمک بر دل خستگان ریختے + ملکہ
نے کہا کہ ہان صاحب کیون نہو واقعی مین آپکے تلوے کے برابر بھی نہین ہون آپکا جمال باکمال دیکھکر
یوسف بھی ہوتا تو شرما جاتا اسوقت شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ ملکہ تمھاری مفارقت ایک لمحہ کے
بھی گوارا نہین ہے مگر مین مجبور ہون شاہزادہ بدیع الملک کے یہان تمکو بھیجے دیتا ہون اور بہت
قریب ہے کہ مین بھی لشکر مین آکر شریک ہون بس یہ کہکر آپنے ایک خط شاہزادہ بدیع الملک کو
لکھا کہ یہ امانت میری آپ کے پاس رہے مین آپکی سپردگی مین بھیجتا ہون اور باپ اسکا سرکشان
شاہ آپکے لشکر مین موجود ہے یہ دختر نیک اختر اسکی حاضر ہوتی ہے اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے
عیار کے حوالہ کیا کہ وہ بھی نقابدار تھا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کر دیا اسوقت کی مفارقت کا حال
کیا بیان کیا جائے گل و بلبل کی جدائی شمع و پروانہ کی ایک دوسرے سے مہاجرت عجب وقت یاس و
بے بسی کا تھا ایک نے دوسرے کو رخصت کیا سنگ صبر کلیجہ پر رکھکے شاہزادہ نے کہا
لو ملکہ خدا حافظ و ناصر ہے ملکہ نے رو کر کہا خداوند عالم تمھارا نگہبان رہے ہمارا بھی تمھین دھیان رہے
دونون پر عالم گریہ طاری ہوا چشمہ اشک جاری ہوا الوداع کہکے باہم رخصت ہوئے ہے وہ رو
رو کے دو ابر غم یون ملے + کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے + غرض کہ ملکہ کو با چشم اشکبار و دل
بیقرار محافہ مین سوار کیا اور خود نالان و گریان اپنے خیمہ کا رخ لیا۔ جب یہ محافہ مسافت راہ طے کرکے
لشکر بدیع الملک صاحبقران مین پہنچا تو محافہ کے ہمراہ جو عیار نقابدار آیا تھا اسنے عرضی محافہ
خدمت صاحبقران مین حاضر کیا شاہزادہ عالمگیر تبت نے نام نقابدار سرخ پوش کا سنکے
یہ فرمایا کہ مین نہایت ہی ممنون و مشکور ہوا اور ای بھائی ہر چند کہ نقابدار کی ہمراہی سے اور میری
طرفداری کرنے سے اور مجھے ان کفار کے ہاتھ سے بچانیکا یہ باعث معلوم ہوتا ہے کہ یہی
گل ہمیشہ بہار گلشن صاحبقرانی ہے جسکو کہ عدو برباد کرنا چاہتے ہین بھائی تو نے یہ دیکھا کہ سے کمر باندھی
ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے + اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین یہ شعر پڑھکر
فرمایا کہ مین نہایت ممنون ہونگا کہ یہ بتلا دو کہ یہ گل اُسی گلستان کا ہے اور یہ عندلیبان سرخ پوش اسی
گلزار ہمیشہ بہار کے بلبل ہین اُسوقت یہ عیار نقابدار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ حضور قریب ہے کہ آپکے دید
انکا حال و نام سب افشا ہو جائیگا دو ہی چار ہی بقول شاعر کہ سے قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو + کھل ہی جائیگا ذرا
فصل بہار آنے دو + تو حضور طاقت نہین ہے کہ ہم عرض کر سکین اور نقابدار عالیمقدار کی نہایت ممانعت ہے فرماتے ہین کہ
مجھسے ابھی کونسا ایسا کار نمایان ظہور مین آیا ہے جو مین اپنے نام و نشان سے آگاہ کرون اور ماشاء اللہ حضور نے تو
وہ کار نمایان کئے ہین یعنی عہد صاحبقرانی مین جبکہ امیر ثانی تشریف رکھتے تھے جتنے طلسم کہ آپنے فتح کئے اور کسیکے
اتنے طلسم دیکھنا بھی تو نصیب نہوگا اور جیسا کہ داب صاحبقران کے سامنے آپنے رکھا ایسا کسی نے نہین کیا اور صاحبقران
اول کے سامنے بھی یہ بات کسی اور کو حاصل نہین ہونے پائی یہ سنکے صاحبقران نے حکم دیا کہ عرضی پڑھی جائے اور عیار کو خلعت سے
مخلع کیا جائے چنانچہ عرضی پڑھی گئی شاہزادہ بدیع الملک نے عرضی سنکے نقابدار کا نہایت شکریہ ادا کیا اور سرکشان شاہ سے
کہا کہ دختر تمھاری آگئی ہے اور یہ لکھکر اپنے ناموس مین بھیجدیا کہ خبردار اسکی بہت خاطر کرنا اور اسکی دلشکنی نہونے پائے یہ امانت ہے
نقابدار سرخ پوش کی اور نقابدار کو لکھا کہ خدا وہ دن کرے کہ مین اسکی شادی آپکے ساتھ کرون اور میرا جو حال ہے آپ
پر ظاہر ہے بس اب نقابدار نے اس نامہ کو پڑھکر بہت خوش ہوا اب یہ سخنکار کیجانب معروف ہوتی ہین انکا حال آئندہ معلوم ہوگا

لیکن اب یہان سے داستان نیرنگ قاف کی آغاز کیجاتی ہے + سخن دانی کہ معنے ساز کردہ + سخن را اینچنین آغاز کردہ + راوی بیان کرتا ہے کہ نیرنگ قاف اقالیم پرستان مین اقلیم نجم ہے مالک یہان کا نیرنگ شاہ کجکلاہ ہے اور اٹھارہ لاکھ فوج کا مالک ہے بڑے بڑے زبردست دیو اسکی فوج مین ہین کہ حال انکا بروقت تحریر ہوگا اور بھائی اسکا گیرنگ شاہ کجکلاہ طلسم نیرنگ قاف کا بادشاہ ہے غرضکہ اقلیم نجم کی حکومت ظاہری و باطنی انھین دونون بھائیون کی ہے اسی اقلیم مین ایک صحرا ہے کہ دیوار بلند سے محیط کرکے نام اسکا گلستان عدم رکھدیا گیا ہے بنا اسکی جناب سلیمان کے وقت سے ہے یہ دراصل زندانخانہ قاف ہے جو دیو و پری کہ لائق سزا سخت ہوتے ہین وہ اسی گلستان عدم مین قید کردیئے جاتے ہین جو یہان آتا ہے پھر نہین نکلنے پاتا ہے اسی باعث سے اسکو گلستان عدم کہتے ہین اس زندانخانہ مین داخل ہونا گویا ہستی سے عدم مین جانا ہے غرضکہ رفتہ رفتہ اسقدر جمعیت بڑھی کہ لوگ یہان ہر قسم کے کاروبار مین مصروف ہوئے گویا ایک ملک آباد ہوگیا آپسمین شادیان بیاہ ہونے لگے اُنسے پود بڑھی لوگ ہر پیشہ کے موجود ہین جسکو جو کام آتا تھا اُسنے اُسے ترقی دی یہان تک کہ ہر قسم کی صنعت و حرفت و ہر پیشہ کے لوگ یہان موجود ہین اب یہ زندانخانہ خود ایک ملک وسیع ہے جسے ایک قلعہ محکم کہنا چاہیئے کہ دیوار بلند و مستحکم حصار کئے ہوئے ہے ہر قسم کے علوم و فنون سکھائے جاتے ہین مدارس کھلے ہوئے ہین کہین فن سپہگری کی تعلیم کسی جا اصلاح جنگ بنکر فروخت ہوتے ہین آپسمین امتحان ہوتے ہین آزمایش جنگ و جدال ہوتی ہے یہانتک کہ نو دیو ایسے زبردست و بہادر نکلے کہ انھون نے تمام دیوان گلستان عدم کو محکوم کرلیا لیکن آپسمین روزمرہ چشمکین رہا کرتی ہین بازار خانہ جنگی گرم رہتا ہے یہ حال دیکھ کر دیو برق بریق کہ مالک زندانخانہ تھا سوچا کہ اب یہ لوگ سرکش ہوگئے جس روز یلغار کرکے نکل پڑینگے کسکے روکے رک سکتے ہین اول تجکو غارت و برباد کردینگے بعد اُسکے بادشاہ نیرنگ قاف کا ملک تباہ کرینگے ہرچند کہ بادشاہ پاس اٹھارہ لاکھ فوج ہے لیکن وہ عالم غفلت مین ہے یہ نو لاکھ ہین اگر یکایک جا پڑینگے کچھ بنائے نہ بنیگی اسکا کچھ انتظام کرنا چاہیئے اور بالفرض بادشاہ نیرنگ کجکلاہ انجام مین فتحیاب بھی ہوا تو مجھے کیا ہے کہ تو پہلے ہی لقمہ اجل ہوجائیگا لہذا اسکی اطلاع بادشاہ کو کرنا چاہیئے کہ وہ کوئی معقول بندوبست کرے یہ اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا اسنے سامنے سے عیار اسکا کہ نام اُسکا مہتر خرچال ہے آیا سلام کیا اور مالک کو متردد و متفکر پاکر عرض کیا کہ کیا فکر ہے اور کونسی تشویش ہے کہ رنگ رو متغیر ہے خدانخواستہ مزاج مبارک کیسا ہے دیو برق بریق نے کہا کہ اے خرچال مجھے اس وقت ایک تازہ فکر پیدا ہوئی ہے جسکا مین نے پہلے سے خیال نہ کیا اب معاملہ سخت و دشوار معلوم ہوتا ہے اور کوئی چارہ کار نہین معلوم ہوتا خرچال نے کہا کہ شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + اے شہریار آپ خاندان شاہی سے ہین ہرچند کہ نیرنگ شاہ نے آپ سے ناراض ہوکر اک قسم کا قیدی آپکو بنایا کہ زندانخانہ کا حاکم کیا معمولی آدمیون کے واسطے اندر داخل ہونا قید تصور کیا جاتا ہے اور رئیسون امیرون کے واسطے زندان کی حکومت بجائے اسیری و قید ہے اس لیئے کہ حاکم قیدی اور محکوم قیدی کا فرق معلوم رہے لہذا آپکو لازم نہین ہے کہ گھبرا جائیے کیسی ہی مصیبت سخت ہو مگر استقلال سے کام لینا چاہیئے آخر بیان تو فرمائیے کہ وہ کیا بات ہے اس کلام سے دیو خرچال کے برق بریق کو گونہ تسکین ہوئی اور کہا مجھے ان زندانیون سے اندیشہ ہے دیو خرچال ہنسا اور کہا معلوم ہوتا ہے

کہ تیری قسمت مین سلطنت ہے برق بریق حیران ہوا کہ مین خوف و اندیشہ ظاہر کرتا ہون اور یہ کہتا ہے کہ سلطنت تقدیر مین ہے مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ جواب دیا کہ اے خرچال مجھے تو تردد ہے اور تو تمسخر کرتا ہے یہ سب سرکش ہو گئے ہین سامان حرب و پیکار وغیرہ سب انکے پاس موجود ہے یہی غنیمت جان کہ اُن کو آپس کی خانہ جنگیون سے فرصت نہین ہے اور خیال آزادی دل مین پیدا نہین ہوا ہے ورنہ مشکل پڑ جائیگی کچھ بنائے نہ بنیگی دیو خرچال نے عرض کیا کہ اے شاہنشاہ برق بریق پہلے میری یہی نذر قبول ہو اور مجھے بوقت حکومت بھول نہ جائیے گا اس واسطے کہ حکومت پاکر دماغ بدل جاتا ہے رفقائے قدیم کا خیال کم ہو جاتا ہے میری نظرون مین آپ شاہ دیوان نظر آتے ہین اور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے تمسخر کرون وہ وقت اور ہوتا ہے جبکہ خوش مذاقی کیجاتی ہے کہ روسا کا دل بہلے یہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسے صحیح جاننا اور میرا ذمہ اگر تو بادشاہ نہ ہوجائے تو مین نے اپنا خون تجکو بحل کیا اور اگر تو بادشاہ ہو جائے تو مجھے وزیر کرنا یہ سُنکر دیو برق بریق نے کہا کہ یہ مین نے مانا اور اُسی وقت دونون مین قسم کے ساتھ معاہدہ ہوا اب دیو خرچال نے کہا کہ آپ اشتہار دیجئے کہ ہمارے یہان آج کے آٹھوین روز دنگل ہے جسقدر دیو ہمارے گلستان عدم کے پہلوان ہین سب جمع ہو کر لڑین اُنکو خاطر خواہ انعام دیا جائیگا جس وقت وہ سب جمع ہون اور اُن مین آزمائش زور و طاقت ہو جائے اُس وقت صلاح بتلاؤنگا جس سے تاج شاہنشاہی تیرے سر پر جلوہ فگن ہوگا برق بریق نے اسکی رائے کے موافق اعلان کیا اور روز معین اکھاڑا درست کر دیا گیا ہر چہار طرف کرسیان دنگل بچھ گئے صدر مین برق بریق مع دیو خرچال آکر بیٹھا اور دیگر دیوان زبردست آ آکر ان دنگلون پر بیٹھنے لگے چار گھڑی دن چڑھے تک سب پہلوان آکر جمع ہو گئے اور دیگر تماشا بینون کا اس قدر مجمع ہو گیا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا راہ نہ ملتی تھی لوگ آپس مین کہتے تھے کہ جب سے یہ مقام آباد ہوا آج تک ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا یہ پہلا روز تھا کہ ان قیدیون مین شان آزادی پیدا ہوئی نہایت جوش مسرت تھا اور دیو اشقال کہ تمام دیوون سے دراز قد و زبردست تھا ایک دنگل آہنی پر بیٹھا ہوا تھا دیو برق بریق نے کہا کہ اے دیو اشقال تم ان لوگون سے واقف ہو برابر کی جوڑین تجویز کرکے ان کو لڑاؤ کہ کمزور و زبردست کا حال معلوم ہو دیو اشقال نے حسب الحکم برق بریق داروغہ زندانخانہ جوڑین تجویز کر لڑانا شروع کین کئی سو جوڑین لڑین اسی طرح تین چار روز تک برابر میدان کشتی گرم رہا آخر روز آٹھ دیو دیو اشقال نے منتخب کئے کہ تمام دیوان گلستان عدم سے زبردست تھے اور دیو اشقال ان سے بھی زبردست تھا اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا سب اپنے اپنے گھر گئے اور برق بریق نے حسب صلاح دیو خرچال ان دیوان منتخب کو مع دیو خرچال روک لیا اور ان کی دعوت کی عین جلسہ دعوت مین جبکہ دور جام شراب کا چل رہا تھا ہوشا ہوش و نوشا نوش کی صدا بلند تھی برق بریق نے کہا کہ اب تک تم لوگ زندانی بہلاتے ہو اگر تم کو اس قید سے رہائی حاصل ہو کر دولت و مال دستیاب ہونے کی صلاح بتلائی جائے تو تم مجھ احسان مانوگے یا نہین سب نے متفق ہو کر کہا کہ اے داروغہ صاحب اس سے بڑھ کر کیا بات ہے زندگی بھر شکر گزار رہینگے اور بعد آزادی بھی آپ کی اطاعت کے اسیر اپنے کو تصور کیا کرینگے دیو برق بریق نے کہا کہ مین تم سب کو ایسی تدبیر بتاتا ہون کہ قاف مین ناموری حاصل ہو ملک و دولت ہاتھ آئے بہادران

آفاق مین سے تم لوگون کا شمار ہو لیکن کچھ ہمارا بھی حق تم لوگ سمجھتے ہو انھون نے عرض کیا کہ آپ کو اپنا محسن تصور کرینگے مالک جانینگے اُس وقت برق بریق نے ان سے عہد واثق لیا اور ان سے قسم ابلیس کی کھاکر کہا کہ ہم جادۂ اطاعت سے کسی وقت مین قدم نہ نکالینگے یہ سُن کر برق بریق نے کہا کہ اچھا اب وہ تدبیر سُنو سب بگوش ہوش متوجہ ہوئے برق بریق نے کہا کہ مجھے مردم شماری سے معلوم ہوا کہ بارہ لاکھ دیو علاوہ بچون اور پریون کے اس مقام پر رہتے ہین جنمین سے تین لاکھ ضعیف و ناتوان جُن کر علحدہ کردو اور نو لاکھ دیو منتخب کرکے اُن کا لشکر تیار کرو اور تم مین سے ہر ایک ایک لاکھ دیو کی سرداری کرے اور دیو اشقال کو سپہ سالار کیجئے اور مجھ کو بادشاہ مانئے جس وقت یہ سامان درست ہوکر ایک سلطنت محکم قایم ہو جائے اُس وقت یہان سے نکل کر ملک گیری کرنا شروع کرو یہانتک کہ بزور و طاقت اپنے کو نیرنگ شاہ کے مقابلے پر پہونچا دو کہ اگر وہ لڑے تو اُس سے کلہ بکلہ لڑین اور اگر نہ لڑے تو اُس سے مزاحمت نہ کرین اس لیئے کہ پردۂ قاف مین صدہا ملک ایسے ہین جنکا قبضہ مین کرنا اور حصول مال و دولت سے اقتدار کا بڑھانا آسان ہے پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے بادشاہ سے لڑین ہان اگر وہ خود بگاڑ کریگا تو دیکھا جائیگا یہ سُن کر تمام دیو خوش و مسرور ہوئے تالیان بجانے اور ناچنے لگے یہ معلوم ہوا کہ پردۂ قاف پر انکا اسی وقت سے قبضہ ہو گیا قہقہون کی صداؤن سے گنبد فلک گونج اُٹھا اور دیوون نے برق بریق سے کہا کہ ہمین اطاعت قبول ہے جو اپنا محسن ہو اُسے چھوڑ کر دوسرے کی ماتحتی کیون قبول کرنے لگے اس لیئے کہ بغیر بادشاہ کے لشکر بیکار رہے اور بغیر لشکر کشی کے اقتدار و دولت ہاتھ آنا دشوار آپ ایسا رعایا پرور بادشاہ ہمین نہین ملیگا نہ آپ کو ہم ایسے جان نثار ہاتھ آئینگے کہ ہماری آزادی کے بانی آپ اور آپ کی بادشاہت کے بانی ہم ہوئے برق بریق نے جب اِن سب کو آمادہ و مستعد پایا اُسی وقت اعلان کیا کہ ہم پرسون دربار عام کرینگے ہر ایک کو حسب لیاقت منصب و جاگیر عطا کرینگے جتنے دیو ان گلستان عدم مین ہین سب کو چاہیئے کہ آکر شریک ہون جس وقت یہ اعلان کیا گیا ملک مین عجب طرح کی خوشی تھی کہ دیو پھولے نہ سماتے تھے اپنے اپنے جوتڑ بجاتے پھرتے تھے کبھی اس زندان مین آج تک ایسی باتین کاہے کو سُننے مین آئی تھین یہ خبر آن واحد مین تمام ممالک گلستان عدم مین پھیل گئی اور دوسرے روز فوج فوج جوق جوق گروہ گروہ ہر طرف سے دیو اُس مقام پر آکر جمع ہونے لگے جسکو برق بریق نے صدر قرار دیا تھا اور وہان بارگاہ آراستہ کی تھی اور تاج و تخت تیار رکھا تھا غرضکہ جب تمام دیو جمع ہو گئے اُس وقت دیو برق بریق نے تخت شاہی پر قدم رکھا اور تاج ہاتھ مین لے کر آواز دی کہ ایہا الناس اس وقت تک مین تم پر ایک داروغہ کی حیثیت سے حاکم تھا اور تم سب زندانی تھے لیکن آج سے مین بادشاہ تمھارا اور تم سب رعایا ہو یہ کہکر تاج سر پر رکھا بس جلدی سے دیو نرچال نے نذر دی برق بریق شاہ نے نذر اسکی قبول کی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور خلعت وزارت عنایت کیا اس کے بعد دیو اشقال دراز شاخ نے نذر دی بادشاہ نے نذر اس کی بھی قبول کی اور خلعت سپہ سالاری سے مخلع کیا بعد اس کے اُن آٹھون دیوون نے نذر دی ان کی بھی نذر قبول ہوئی اور ایک ایک لاکھ دیو کی افسری ان کو عنایت ہوئی اور دیو اشقال ان پر افسر مقرر ہوا بعد اس کے یکے بعد دیگرے نذرین گذرنا شروع ہو گئین

اور سب کو حسب لیاقت عہدے تقسیم ہونے لگے کوئی کوتوال معین ہوا کوئی ناظم کوئی وزیر کوئی
کسی عہدے پر مختار کوئی کسی درجہ پر کامیاب ہوا غرضکہ یہان آج سے سلطنت برق بریق کی
قایم ہوئی اور فوج کو قواعد جنگ مثل پٹا بانا کشتی بھری گتکا وغیرہ سکھایا جانے لگا حتّےٰ کہ ایک
سال کے اندر یہ سب برق ہو گئے اور نو لاکھ کا لشکر تیار ہو گیا دیو اشقال نے برق بریق سے
عرض کی کہ اب فوج تیار ہو گئی اور دیوون کے دلولے ایسے بڑھے ہوئے ہین کہ اگر آپ
خروج نہ فرمائین گے تو یہ بغیر حکم متفرق ہو کر نکل پڑینگے کام بگڑ جائیگا بہتر و مناسب ہے کہ اب آپ
خروج کرین اور ملک گیری شروع کر دین یہ سنکر برق بریق نے خرچال کی طرف دیکھا خرچال نے
عرض کی کہ بس اتنی ہی دیر تھی اب کوئی محل تردد تامل نہین ہے اُسی وقت برق بریق نے
حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور پیش خیمہ ماہی مراتب جلوس سواری وغیرہ تیار ہو کہ ما بدولت و اقبال
خروج فرمائین گے حسب الحکم برق بریق سب سامان تیار ہوا اور برق بریق مع فوج بے شمار
اور لشکر جرار گلستان عدم سے بصد شوکت و حشم نکلا آگے آگے سواری کے ڈنکا بجتا ہوا
جلو مین تمام لشکر دیوان نو دیو[illegible]ن زیر دست تخت کو تھامے ہوئے بڑی دھوم دھام سے
سواری اس کی چلی آتی ہے آتے آتے یہ انبوہ حشرات الارض قاف کے چوراہے پر
پہونچا اور منزل کی صبح کے وقت راہگیرون سے دریافت کیا کہ یہ راستے کس کس طرف کو
گئے ہین معلوم ہوا کہ ایک راستہ نیرنگ قاف کی جانب گیا ہے جہان کا بادشاہ اٹھارہ لاکھ
فوج و سپاہ رکھتا ہے اور دوسرا راستہ طلسم نیرنگ قاف کی طرف گیا ہے اور تیسرا راستہ
گلستان ارم ملک ملکہ آسمان پری کی جانب گیا ہے اور چوتھا راستہ بہارستان قاف
کو گیا ہے کہ جہان کی شاہزادی ملکہ بہار پری زوجہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن
سعدان ہے بس یہ سُننا تھا کہ آتش عناد ان دیوون کے دل مین روشن ہوئی کہ ہماری ہم قوم
شاہزادی اور زوجہ آدم زاد کہلائے بس ملک اُس کا غارت کرنا سب کامون سے مقدم ہے
اور قتل کرنا بہار پری کا جملہ واجبات سے اولےٰ ہے اِس کے علاوہ لندھور نے بڑے
بڑے سرکشان قاف کو مارا ہے اُس کا عوض ضرور ہے یہ خیال کر کے برق بریق نے حکم دیا
کہ ہمارا لشکر بہارستان قاف کی طرف چلے اور قلعۂ بہاریہ کو اول غارت و برباد کرے اسکے
بعد دیکھا جائیگا یہ سُن کر دیو اشقال نے لشکر کے تو نکڑے کئے اور پیش خیمہ اپنے ہمراہ لے کر آگے
آپ روانہ ہوا اس کے بعد طوفان کرگدن سوار لاکھ دیوون سے روانہ ہوا پھر دیو ہامون و
دیو شکیلا سے آہن کلاہ و دیو افغان بلند آواز و دیو کلکنیزال و دیو منیزال و دیو کرکرا و دیو
تن تنا یہ سب یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ایک ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے
بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اور آخر مین برق بریق شاہ دیوان گلستان عدم
کی سواری بہارستان قاف کی طرف روانہ ہوئے اب دیکھا چاہیئے کہ یہ لوگ کس وقت
پہونچتے ہین۔ لیکن اب راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ایک
روز ملکہ بہار پری بیٹھی ہوئی ہے اور ہر چہار جانب اِس کے انیسن جلیسن جمع ہین باتین ہا
شباب کی آنا لندھور بن سعدان گرد کا ساتھ صاحبقران کے عشق ہونا اپنی جوانی کے
زمانے کے دلولے اور عشق کے چرکے تارنا لندھور کا دیوان قاف کو بیان ہو رہے ہین کہ

اُسی حالت مین ملکہ بہار پری نے کہا کہ آج کل مجھے بہارستان قاف خزان بہار معلوم ہوتا ہے ہر گل و ریحان کو دیکھ کر دل پر ایک داغ کی ایسی جلن محسوس ہوتی ہے سبزے سے بوئے بیگانگی آتی ہے کانٹے نیش زن معلوم ہوتے ہین صبا کی چال مین گھبراہٹ پیدا ہے جیسے کوئی کسی کے خوف سے بھاگتا ہے برگ خشک مانند فوج ہزیمت خوردہ کے عالم تباہی مین پڑے ہوئے ہین ثمر پختہ و خام مثل سر بریدہ کے ٹھوکرون مین آرہے ہین شفق مین بوئے بیوفائی و رنگ خون تمنا کی شان نکلتی ہے طائرون کی نغمہ سرائی نوحہ خوانی معلوم ہوتی ہے ہر زمزمہ سے آواز الفراق پیدا ہے بلبلین فریاد کرتی ہین لیکن گلون کے کان بہرے ہوگئے ہین کوئی کسی کی نہین سُنتا سنبل باحال پریشان کہہ رہا ہے کہ سامان بربادی نظر آتا ہے نرگس کی آنکھون مین سوائے تیرگی کے کچھ نظر نہین آتا عجب سامان ہین نہین معلوم کیا منظور خدا ہے کہ دل اُداس ہوا جاتا ہے طبیعت پریشان ہے جو مُنھ چڑھی ہوئی پریان ہین اور بچپن کی سہیلیان ہین اُنھون نے کہا کہ واری اس وقت جو ذکر ہو رہے تھے وہ دل کی پریشان ہی کرنے والے ذکر تھے اُس وقت کہ جسکی یہ باتین تھین فقط فراق یار جانی بچپنے کی نشانی تھا اب تو فرقت شباب اُس ایذا پر بھی غالب آگئی کہ افسوس اب وہ زمانہ ہی نہین رہا کہ لندھور کبھی اس طرف کا رُخ کرین بس جس کو ایسے ایسے خیال پریشان کر رہے ہون اُس کا دل کیونکر ٹھکانے رہ سکتا ہے یہ سُن کر ملکہ بہار پری چین بجبین ہوئی اور کہا رنڈی ہوش سنبھال بڑھاپے کا جو نکلا جنازے کے ساتھ تیری خرمستی ابھی نہین مٹی ہے تجھ کو ایسے خیال آیا کرتے ہونگے جوانی کا حاصل شادی ہونا شادی کا مآل اولاد وہ سب کچھ ہو چکا کوئی حسرت دل مین باقی نہین رہی جو حالتین مین نے ابھی بیان کی ہین یہ سب علامتین ہین زوال اقبال کی نہین معلوم کہ زمانہ کیا رنگ بدلا چاہتا ہے مجھے یقین ہے کہ بہارستان قاف پر کوئی تازہ بلا نازل ہوا چاہتی ہے یہی چرچا تھا کہ دیو ہلاہل کہ جو نائب و وزیر ہے ملکہ بہار پری کا اور ناظم ہے بہارستان قاف کا گھبرایا ہوا خدمت مین ملکہ بہار پری کے آیا اور عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق ایک خبر وحشت اثر سُنی ہے خداوند عالم اُس کو جھوٹ کرے لیکن مقام تشویش ضرور ہے غفلت کرنا مناسب نہین کوئی انتظام کرنا چاہیئے اس لیئے کہ سُنا ہے دیو برق بریق بادشاہ بنا ہے دیوان گلستان عدم کا اور قیدیون نے اتفاق کر کے اُس کو بادشاہ بنایا ہے اور لشکر آراستہ کیا ہے اور برائے ملک گیرے نکلے ہین اور اسی طرف آرہے ہین نو لاکھ دیوون کی فوج ہے اور بڑے بڑے زبردست دیو افسر ہین کہ جن مین کا ایک بھی کافی ہے بربادی پرستان قاف کے واسطے ایسے ایسے نو افسر ہین اور ایک دیو دراز قد کہ جسکا قد اڑہائی سو گز کا ہے سب دیوون کا افسر ہے اور سپہ سالار ہے برق بریق کا آگے آگے پیش خیمہ لیئے چلا آتا ہے بس یہ سُن کر ملکہ بہار پری نہایت پریشان ہوئی کہ لندھور نے امیر عالیشان کے ہمراہ خانہ کعبہ مین گوشہ نشینی اختیار کی اور فرزند میرا ارشیون پریزاد نہین معلوم کس مقام پر ہے اور کس حال مین ہے اور یہ یورش کفار کا ہے میری فوج تاب مقاومت نہ لا سکے گی یا خدا اس کا انجام کیا ہوگا اور اپنی ہمجلیسون سے کہا کہ دیکھا تم نے آثار پریشانی ظاہر ہوگئے اور سبب دل کی گھبراہٹ اور ملک کی اُداسی کا کھل گیا ان سب نے اپنی گردنین جھکا لین لیکن اُسی وقت

ملکہ بہار پری نے ایک نامہ ملکہ آسمان پری کو بطور عرضی لکھا کہ اے ملکۂ آفاق مجھ پر وقت تنگ
آگیا ہے اور زمانہ کی گردش برخلاف معلوم ہوتی ہے دیوان گلستان عدم نے میرے ملک پر
چڑھائی کی ہے اور لشکر فراوان و سپاہ گران سے برق بریق برائے بربادی بہارستان قاف
آئے ہے لہذا جلد کسی کو برائے مدد روانہ فرمائیے کہ وہ آکر ان سرکشون کو پست کرے اور
شکست دے اور آبرو آپ کے کنیز کی اور ملک بہارستان قاف کو تباہی سے بچائے
واجب جانکر عرض کیا جس وقت یہ عرضی تیار ہوئی ایک پریزاد یہ عرضی لے کر خدمت مین ملکہ
آسمان پری کی پہونچا اور عرضی پیش کی ملکہ آسمان پری نے لفافہ چاک کیا اور عرضی ملاحظہ
فرما کر جواب لکھا کہ اے بہار پری خداوند کریم ہماری تمھاری دونون کی ملک و آبرو کا
نگہبان ہے اس لئے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ صاحبقران عالیشان خانہ کعبہ مین جا کر گوشہ نشین
ہوئے اور فرزند ان کا یعنے صاحبقران اعظم عیادت قہور دیو پرور کو طرف قہوریہ کے
گیا ہوا ہے اور فرزند قریشیہ طلسم نیرنگ قاف مین پھنس گیا خدا اُس کو رہائی بخشے قریشیہ سلطان
اور قریشیہ ثانی کو بھائی نے اُن کے پردے بٹھایا ہے اس وقت کوئی معاون و مددگار
سوا ذات پروردگار عالم کے نظر نہین آتا کچھ لشکر مین بھی بھیجے دیتی ہون یہ جواب عرضی کا
لکھ اُس پریزاد کو دیا اور کچھ لشکر ہمراہ کر کے روانہ کر دیا جس وقت جواب عرضی بہار پری
کو پہونچا نہایت پریشان ہوئی اس کے بعد فوراً ایک عرضی بنام صاحبقران ثالث
یعنے شاہزادہ بدیع الملک لکھ کر روانہ کی یہ نامہ دار جس وقت لشکر اسلام مین پہونچا
عجب حالت دیکھی کہ تمام لشکر مع جملہ سردار ان نامی و گرامی نابینا ہے اس طرف سے بھی
مایوس ہوا لیکن اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے خیال سے حاضر خدمت صاحبقران عالیشان
ہوا اور عرضی پیش کی بدیع الملک نے فرمایا خیریت ہے اُس نے عرض کیا کہ عرضی پڑھ کر
حضور کو معلوم ہو جائیگا جس وقت بدیع الملک نے یہ کلمہ سنا فرمایا کہ اچھا عرضی کھول کر
پڑھو مین سنون نامہ دار نے عرضی لفافے سے نکالی اور پڑھی صاحبقران ثالث مضمون
عرضی سے آگاہ ہو کر نہایت رنجیدہ و محجوب ہوئے گردن جھکا لی فرمایا کہ افسوس کس وقت مین
بہار پری نے مدد طلب کی ہے کہ جس وقت ہم خود لقمۂ اجل بنے بیٹھے ہین کہ جسکا جی چاہے
یہان آکر ہمین قتل و قمع کر کے چلا جائے کوئی پوچھنے والا بھی نہین ہے یہ فرما کر بہت روئے
اور نامہ دار کو جواب اس مضمون کا لکھ کر عنایت فرمایا کہ اے ملکہ بہار پری مین تم کو مادر مہربان
سے زیادہ سمجھتا ہون اس لئے کہ تم میرے جد اعلےٰ یعنے صاحبقران اول کے جانشین کے
ناموس ہو میری بھی بزرگ ہو مجھ پر ہر طرح اطاعت تمھاری بھی فرض تھی مگر جو حالت ہماری ہے
وہ اپنے ایلچی سے سن لینا کہ اُس نے ہم سب کو کس حال پر ملال مین دیکھا ہے اور فرزند تمھارا
ارشیمون پریزاد جو ہماری مدد کو آیا تھا اس قدر زخمون سے چور ہے کہ اٹھنا بیٹھنا محال ہے اگر آج
اچھا ہو تو دو مہینے مین اور یہی حالت فرہاد خان یک ضربی و لندھور ثانی و فرسنگ بن
لندھور و دیگر سردارون کی ہے جو کہ بلائے کور چشمی سے محفوظ ہین وہ اس آفت مین مبتلا
ہین تکیہ خدا پر کرو کہ جسنے تمھین پیدا کیا ہے وہ ہی بچانے والا ہے اس وقت ہماری تمھاری
ایک حالت ہے کہ ہر وقت گویا موت سر پر ہے اور وہان گور لقمہ چرب سمجھ کر منھ کھولے ہوئے ہے

اگر زندگی ہماری تمھاری ہے تو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب زندگی کا پیدا ہی کر دیگا اور اگر قضا آگئی ہے تو کوئی چارہ نہین ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ایلچی جواب نامہ لے کر رخصت ہوا چلتے وقت صاحبقران عالیشان نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ یہ بھی کہدینا کہ بھائی میرا خضران بن عمرو جو میرا عاشق رشید اسے فکر بصیر جادو مین گیا ہوا ہے تا کہ اُس کو مار کر آنکھین ہم سب کی روشن کرے نہین معلوم کہ اُسپر کیا گذری اس وقت تک کوئی خبر اُس کی بھی ہمین نہین معلوم ہوئی نامہ دار مع نامہ و پیغام زبانی رخصت ہو کر روانہ ہوا اور آکر ملکہ بہار پری سے تمام واقعات و حالات چشمدیدہ بیان کرکے عرضی کا جواب دیا اور حال خضران بن عمرو کا زبانی بیان کیا جس وقت بہار پری نے حال خضران سُنا اور مضمون جواب عرضی سے آگاہ ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ معلوم ہے کہ ستارہ بخت ہم لوگون پر آگیا ہے اور تقدیر ہماری برگشتہ ہو گئی ہے خیر اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر چیست باندھنا چاہیئے آثار و علامات اچھے نہین معلوم ہوتے مین یہ سوچ کر چند نامے اور قریب قریب کی پریون کو جو کہ ایک ایک دو دو ملک کی حاکم ہین لکھ کر روانہ کئے چنانچہ ایک نامہ جلاجل پری اور ایک نامہ سلاسل پری اور ایک نامہ رضوان پری کو بھی بھیجدیا اور خود لشکر اپنا لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ برپا کی دوسرے روز جلاجل پری بیس ہزار دیوون سے آکر پہونچی بہار پری نے اس کا استقبال کیا اور اپنے خیمے مین لائی اس کے بعد سلاسل پری آئی اور بعد سلاسل پری کے رضوان پری آئی یہان تک کہ شام تک آٹھ نو پریان جمع ہو گئین شام کو ان سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور آپس مین حسرت آمیز باتین ہونے لگین اور صحبت مشورت گرم ہوئی اور یہ راے قرار پائی کہ ہم تم لڑ کر مر جائین تو بہتر ہے کہ پردہ رہ جائیگا ورنہ نہین معلوم یہ کفار ابلیس پرست کیا سلوک کرین اور کیونکر پیش آئین یہی راے قرار پائی اور سب نے ایک ہی خیمے مین آرام کیا کہ اس تھوڑے زمانے کی زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے ایک دوسرے کو جی بھر کر دیکھ لے غرضکہ جب صبح ہوئی سب نے مُنھ ہاتھ دھونے سے فرصت کی صحبت گرم ہوئی سراچہ بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے صحراے بہارستان قاف کی سیر دیکھی جا رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دل بہار پری کا دھڑکنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے وہ آفت قریب ہے جس کا ہمین خوف تھا وہان دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اشقال راز قی ایک لاکھ دیوون کی جمعیت سے مع بارگاہ آکر پہونچا اور جاے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا بہار پری نے جو دیکھا گونہ اطمینان ہوا کہ ایک لاکھ دیو ہین ان سے میرا لشکر چند ہی لڑ سکتا ہے خداوند کریم شاید کوئی صورت نکال دے ممکن ہے کہ صاحبقران اعظم بھی عیادت قہور دیو پرور کے بعد واپس آئین اور ان دیوون کو سزا پہونچائین یہ خیال کر کے دل کو مضبوط کیا اور جلاجل پری سے کہا کہ بہن مین نے تو بہت کچھ سنا تھا کہ نو دس لاکھ دیو آتے ہین اسی سے مین پریشان ہوئی تھی اسے تو یہ تو سوے لاکھ سے زیادہ نہین معلوم ہوتے ان سے زیادہ تو ہمارا تمھارا لشکر ہے یہ مونڈی کاٹے کیا کر سکتے ہین جلاجل پری نے کہا کہ بہن لوگون کا قاعدہ یہی ہے کہ ذرا سی بات کو بڑھا کر بیان کرتے ہین مبالغے بغیر زبان سے لفظ نہین نکلتے ہین زندانخانہ پرستان مین اتنے دیو کہان سے آگئے یہ اتنے دیو بھی نہین معلوم

کہان سے آتے ہین بعد دریافت معلوم ہو جائیگا لیکن سلاسل پری نے کہا کہ بہن ابھی کیا
معلوم اگر اس کے بعد اور دیو آتے ہون لشکر زیادہ ہوتا ہے تو کئی حصون مین تقسیم کر دیا
جاتا ہے رضوان پری نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے مین بھی سُن چکی ہون کہ دیوان
گلستان عدم نے داروغہ زندان کو بادشاہ بنایا ہے اور آپ لشکری بن کر اُس کے
ساتھ ہوئے ہین اور بربادی پرستان کے ارادے سے نکلے ہین یہ سُن کر جلاجل پری
نے کہا کہ بہن اللہ اللہ کرد بھلا کوئی عقل کی بات ہے فال بد مُنھ سے نکالنا اچھا نہین ہوتا
ہے یہی ذکر تھا کہ یکایک دوسری گرد اڑی سب اُس طرف نگران ہوئے دیکھا کہ آتے آتے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پھر ایک لاکھ دیو آگے آگے اُن کے ایک دیو بمرتبہ
افسری تھا پیدا ہوئے اور دیو اشقال جو ان سے بیشتر آیا تھا اُس کی فوج سے ملحق ہو گئے
اور فوج بہار پری کی طرف دیکھ کر قلقاریان مارین رضوان پری نے کہا کہ بہن دیکھا
تم نے یہ کیا سامان ہے بہار پری و جلاجل پری کو ایک سناٹا آگیا دفعتاً پھر ایک
تیسری گرد پیدا ہوئی اور دل گرد سے دیو طوفان ایک لاکھ دیوون سے پہونچا پھر تو
اس کے بعد تانتا بندھ گیا یہ پریان تصویر بنی بیٹھی ہین اور رنگ رو متغیر ہین اور دیو گروہ
گروہ یکے بعد دیگرے چلے آتے ہین بعد دیو طوفان کے دیو ہامون اس کے بعد دیو شکیل
آہن کلاہ اور دیو گلنیزال و منیزال و دیو کراد و دیو تن تنا یہ سب کے سب ایک ایک
لاکھ دیو کی جمعیت سے آکر پہونچے شام کو بادشاہ دیوان یعنے ملک برق بریق مع حشم و قدم
آکر پہونچا سب افسرون نے استقبال کیا بادشاہ نے آتے ہی آتے لشکر بہار پری کی
طرف غور سے دیکھا اور داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمے نصب کرا کے دربار مین
برق بریق کے حاضر ہوئے وہان دیوون کے لشکر نے پڑاو کیا تمام صحرا دیوون سے مملو
ہو گیا دیو برق بریق نے دیو اشقال سے کہا کہ آج تم سب آرام لو کل طبل جنگ بجوانا
دیو اشقال نے کہا کہ خداوند کیا کسی زبردست دشمن سے یا برابر والے سے سامنا ہے
جسکے واسطے یہ انتظام کیا جائے آپ طبل جنگ بجوا دیجیے گا صبح کو دو دیو دو لاکھ دیوون سے
حملہ کرکے ان سب کو پامال کرکے کل ہی بہارستان قاف پر قبضہ کر لین گے ہم اور آپ
کھڑے تماشا دیکھین گے برق بریق نے یہ سُن کر کہا کہ تم جاؤ طبل جنگی بجوادو دیو اشقال نے
اسی وقت نوازش طبل جنگی کا حکم دیا کوس حربی پر چوب پڑی شعر نقارہ آواز آمد برون ٭
کہ گردون دون ست و دونست دون ٭ یہان ملکہ بہار پری کثرت لشکر دیوان دیکھ کر حیران و
پریشان ہوئی تھی ہوش و حواس جاتے رہے تھے یہ خیال کیا تھا کہ ملک سے دست بردار
ہو کر کسی سمت کو چلی جاؤن جب امید فتح نہین تو لشکر کو قتل کرانے سے کیا فائدہ ہے لیکن
جب ان دیوون نے آتے ساتھ ہی طبل جنگ بجوا دیا تو دل ملکہ بہار پری کا دھڑکنے لگا
کہ اب بھاگنے کا موقع بھی نہین رہا خیر شعر سرمن و تیغ و شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ٭
اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر محکم باندھنا اس واسطے کہ کوئی صورت بچاؤ کی ذہن مین نہین آتی
بمجبوری طبل جنگ کو حکم دیا یہان کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی گویا
نقارہ ہر دو دست چوبی سے ظلم کفار پر سر پیٹ رہے ہین یا ماتم مرگ اہل اسلام کر رہے تھے

فوج مین ایک تہلکہ تھا بزدلون نے اُسی پردۂ شب مین بہارستان قاف کو خالی کردیا تھا
کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر ہمین نہ ہوئے اور بہارستان قاف
خزان سے محفوظ رہا تو کیا اور اگر اپنی جان ہے تو جہان ہے بہارستان قاف نہ سہی
کوئی اور مقام اپنا مسکن ہوجائیگا خدا کی خدائی خالی نہین ہے کسی اور بادشاہ امیر
کی نوکری کرلین گے کسی طرح زندگی گزارلین گے غرضکہ زندگی عجب گوہر بیش بہا ہے کہ
اسے کھوکر افسوس بھی نہین کرسکتے لیکن جو دیوکہ سرفروش و نمک حلال ہین وہ آپسمین
ایک دوسرے سے کہ رہے ہین کہ یارون کل جس قدر کافرون کو قتل کروگے اُسی قدر اجرو
ثواب حاصل ہوگا خوشا قسمت کہ سامان شہادت مہیا ہے جنس آخرت ارزان ہے اگر
فتح پائی تو غازی ٹھہرے ورنہ شہید ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے خوشا نصیب
اُس شخص کا کہ زندگی بھر عیش مین گزری مرنے کے بعد گلشن جنت کی ہوا کھائی یہان
بھی مزے وہان بھی عیش ادھر ملکہ بہار پری اپنی بارگاہ مین فروکش ہے گرد مجمع اور
پریون کا ہے آنکھون سے بہار پری کے آنسو جاری ہین کبھی ملک کی بربادی کا
خیال ہے کبھی اپنی تباہی کا رنج کبھی فرزند زخمی کا صدمہ کبھی فراق شوہر کے خنجر جگر
کو زخمی کرتے ہین ملکہ جلاجل پری سلاسل پری رضوان پری یہ سب سمجھا رہی ہین
اور کہ رہی ہین کہ بہن اس رونے دھونے سے کچھ حاصل نہین ہے خدا کو یاد کرو
وہ بڑا کارساز و بے نیاز ہے کیا وہ اس بلا کو دفع نہین کرسکتا جو تم اس درجہ ہراسان
ہو بہار پری نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے ہر بات کے واسطے آثار و علامات معین کیے
ہین اس وقت تک سوا شکست کے فتح کے کون سے سامان ہین جلاجل پری نے کہا
اچھا فرض کردم کہ شکست ہی کا سامنا ہوگا تو ویسے ہی سامان کرو کہ بروقت دقت نہ
پیش آئے اور ہوش وحواس درست رکھو عقل سے کام لو اگر اپنی پریشانی کو ان خیالات
سے ترقی دوگی کچھ نہ ہوسکیگا یہ سُن کر ملکہ بہار پری نے کہا کہ ہان یہ تو سچ کہتی ہو اور اسی
پردۂ شب مین جواہر بیش بہا اور اشرفی روپیہ اور اشیا رعمدہ اپنے ملازم خاص دیو
نخوت کے ہمراہ کرکے طرف ملک ملکہ آسمان پری کے روانہ کردیئے اب رات تھوڑی
رہ گئی تھی پہلے یہ پریان اپنا زمانہ یاد کرکرکے آپس مین گلے مل مل کے روئین بعد اسکے
ملکہ بہار پری نے کشتیان اسلحہ کی طلب کین اور بال سمیٹ کر جوڑا باندھا پوشاک
زنانہ اُتاری لباس مردانہ پہن کر اسلحہ تن پر آراستہ کیا زرہ خود و بکتر چلتہ و آئینہ عرق چین
زرہ ٹوپ و موزے داستانہ سب پہن کر نیمچہ کمر سے لگایا یہ رنگ دیکھ کر جلاجل پری و
سلاسل پری و رضوان پری اور دیگر پریون نے کہا کہ بہن اگر ساتھ دیا ہے تو
پورا دین گے ہم بھی تمھارے ساتھ ان موئے کافرون سے لڑکر اپنی جان دین گے
آبرو بچائین گے یہ کہکر سب نے کشتیان صلاح جنگ کی طلب کین اور اپنے اپنے جسم نازک
پر زیور جنگ آراستہ کیا انقلاب زمانہ و گردش فلک دوار ہے کہ یہ شاہزادیان
امیرزادیان جو کسی وقت ذرا سی تکلیف اُٹھانے کی عادی نہین آج زخم نیزہ و شمشیر
اُٹھانے کیلیئے آمادہ ہوئی ہین جو ہمیشہ آغوش ناز مین رہین اب آغوش تربت کی

بستان ہو رہی ہین جنکے رعب و داب سے پرندہ پر نہین مار سکتا تھا اُن پر یورش ہے
کفار کا ملکہ بہار پری اشعار عبرت آمیز زبان پر لاتی ہے اور روتی جاتی ہے شعر پاؤن
تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے • کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے • کبھی
شکایت فلک کرتی ہے کہ کیون جفا کردار ہ! اے گردون دوار تیرے دور مین کبھی کوئی خوش
نہین رہنے پایا جو آج شاد ہے وہ کل غمگین ہے ہائے وہ زمانہ جبکہ یہان لندھور بن سعدان
گرد ہمراہ حمزہ صاحبقران کے تشریف لائے تھے کیسے کیسے سرکشون کو مارا اور پست کیا
کسی کی مجال نہ تھی کہ بہارستان قاف کا رُخ بھی کرتا اب ایک وقت آیا ہے کہ زندانی
دیو کی بھی ایسی ہمت بڑھی ہے کہ اُنھون نے بہارستان قاف کی تاراجی اور تباہی
کا قصد کیا ہے اور کوئی سزا دینے والا اِن کا نظر نہین آتا خدا کی قدرت ہے کہ وہ عاجز
جو ایک زندانخانے مین پشت ہا پشت سے اسیر تھے آج بادشاہ بن کر آئے ہین اور وہ
لوگ جو ہمیشہ سے حکمران تھے جنکے خاندان سے شاہی و شہریاری چلی آتی ہے وہ زندانیون
زندانیون سے بدتر ہوا چاہتے ہین مگر کیا اجارہ ہے یہ گردون دون کی سفلہ پروری ہے
کہ رئیسون کو زوال اور کمینون کو عروج خیر کیا چارہ ہے اگر مرضی پروردگار اِس کے خلاف
ہے تو فلک کی کجروی کیا کر سکتی ہے اور اگر اُسی کی مشیئت مین یہ امر گذرا ہے کہ زندانی
حاکم ہون اور حاکم محکوم ہون تو کوئی چارہ نہین ہر حال مین اُس کا شکر لائق و لازم ہے
بموجب مصرعہ مصرع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے • غرضکہ انھین باتون مین زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے نمازیون
نے وضو کیے مصلون کو روشن کیا لشکر کفار مین نعرے یا خداوند ابلیس کے بلند ہوئے
ابلیس پرست اپنے طریق مذہب کے موافق پوجا پاٹ مین مصروف ہوئے لیکن
وقت صبح کیا وقت ہوتا ہے کہ اِس کے منظر کی ہر چشم تماشا مشتاق رہتی ہے اور صبح بھی
بہارستان قاف کی صبح کو ہر طرف ایک عالم محویت ہے یہانکے پھول پھل درخت وگیاہ
سب نرالے ہین چشم تماشا بین بہشت عنبر سرشت کا سمان نظر آتا ہے بلکہ بہشت کا تو صرف
نام سُنا ہے دیکھا نہین اِس کو بچشم خود دیکھ رہے ہین کہ خواب سبزہ دیدہ بیدار مین تری
بخشتا ہے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے گلون کی سرخی خون کو ہیجان مین لاتی ہے ضعیفی
مین ولولہ شباب عود کر آتے ہین معشوقان نازک اندام کے عارض رنگین یاد آتے ہین
طائرون کی صدائین دل کھینچے لیتی ہین روح کو بے چین کرتی ہین لیکن اُس بہارستان مین باغیون
نے قدم تاراجی باغ کی فکر ہے خار حسد دلون مین پیوست ہین کشت تمنائے اہل اسلام
پامال ہوا چاہتی ہے فرخ موت کا فراز بانون پر آرہا ہے کہانتک بیان کرون کہ نہرون کی روانی
آبشارون کی درفشانی فوارون کا چھوٹنا تارون کا ٹوٹنا معلوم ہوتا ہے اسی کیفیت
مین جس وقت دونون فوجون مین تیاری ہونے لگی لشکر جوق جوق گروہ گروہ آکر میدان
جنگ مین صف آرا ہونے لگا سرداران مرتبہ سرداری آکر قائم ہوئے اپنے اپنے عقب مین
اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف تخت برق بریق کا مبین فیلان قاف پر کسا ہوا
کہ ایک ایک فیل کوہ گران معلوم ہوتا ہے اور اُس تخت پر برق بریق تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے

چتر گردش مین لباس شاہی در بر بڑے غرور سے بیٹھا ہوا آکر یہ تخت وسط لشکر مین قایم ہوا اور دیو اشتقال دراز قد لشکر سے بیس گز آگے بمرتبہ سپہ سالاری آکر قایم ہوا اور دیو طوفان گرگدن سوار دیو ہامون دیو شکیلا ئے آہن کلاہ و دیو کنیزال و منیزال افغان بلند آواز و دیو کرکر اددیو تن تنا یہ سب ایک ایک لاکھ سوار کے افسر لشکر سے پانچ پانچ قدم آگے بڑھ کر بمرتبہ سرداری قایم ہوئے ادھر ملکہ بہار پری و جلاجل پری و سلاسل پری و رضوان پری یہ سب مرکبون پر سوار ہو ہو کر لشکر سے دس دس قدم آگے بڑھ کر قایم ہوئین اور عقب مین ان کے تمام لشکر دیوان صف بستہ ہوا لیکن سرداران لشکر بہار پری آکر قدمون پر بہار پری کے گر پڑے اور عرض کی کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ لشکر کو ابھی سے خدا نخواستہ بے بادشاہ کر دیا اور خود لباس جنگ جسم پر آراستہ کر کے لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی ہین جب تک کہ غلامون کے تنون پر سر ہین اور جسم مین جان باقی ہے اس وقت تک یہ امر آپ کو مناسب نہین ہے نہ ہمین زیبا ہے جس وقت ہم نہ ہونگے اسوقت حضور کو اختیار ہے بہار پری نے کہنا انکا نہ مانا اور جواب دیا کہ کیا تمکو امید فتح ہے انجام یہی ہونا ہے جسکا انتظام مین نے اس وقت سے کیا ہے یہان تو یہ گفتگو تھی اور وہان دیو اشتقال نے جو دیکھا کہ یہ پریان لباس مردانہ پہن کر بارادہ مقابلہ آئی ہین بہت ہنسا اور کہا کہ تم لوگ تو گلے لگانے کے قابل تھے مگر اب بڑھاپے نے ہمین کسی کام کا نہ رکھا صرف تمھارے ملک کی خواہش ہے تمسے کوئی غرض نہین ہے اگر جان بچانا ہے تو بہارستان قاف کو خالی کردو اور حکومت سے دست بردار ہو جاؤ ہم تمسے مزاحمت نہ کرین گے اور اگر لڑوگی تو جان بھی جائیگی اور مال بھی ضایع ہوگا سرداران لشکر بہار پری نے ملکہ سے کہا کہ یہ کلمات توہین حضور آپ اپنے ہاتھون سنتی ہین اور ہمین بھی سامنے اس لشکر کثیر کے ذلیل کرواتی ہین غرضکہ قسمین دے کر بہار پری کو لا کر تخت پر بٹھالا اور پریان بھی گرد تخت کے اپنے اپنے تخت روان پر سوار ہوئین غرضکہ بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ برق پری نے آواز دی کہ ہان لینا سب ایک دم سے دھاوا کر دو ایک ایک کے نکلنے اور لڑنے مین وقت بہت ضایع ہوگا بس یہ سنا تھا کہ دیو اشتقال نے دار شمشاد ہاتھ مین سنبھالی اور ہان کا نعرہ کر کے چلا ساتھ ہی دیو طوفان و دیو ہومان وغیرہ تمام سردارون نے حربے سنبھالے اور لشکر اسلام کی طرف چلے اور عقب مین لشکر نو لاکھ کا اسی زور و شور سے چلا کہ دل زمین کا تھرا گیا آسمان کو لرزہ آیا اتنی گرد و غبار بقدر بلند ہوا کہ خورشید نظر و نسے غائب ہو گیا بموجب شعر ز سم ستوران درآن پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے بھی حربے سنبھالے صفون کو محکم کیا اور اپنی جگہ سے آگے بڑھے ملکہ بہار پری نے کہا کہ اے بہادر و و نمک حلالو یہ روز جنگ نہین بلکہ روز مرگ ہے یقین ہے کہ آج کے بعد بہارستان قاف مین ہمارے لشکر سے دوسری جنگ نہ ہوگی جس سے جو ہو سکے وہ کمی نہ کرے اس لیئے کہ جب مرنا ٹھہرا تو فکر کیا رہی ہان یہ کفار تمھارے شکار ہین لینا انکو جانے نہ پائین اہل اسلام کے دلون مین اپنے مالک کے تحریک سے ایک جوش تازہ پیدا ہو گیا اور حربے پکڑ پکڑ کے جا پڑے ادھر سے کفار

آ پڑے یہ معلوم ہوا کہ دو ابر غلیظ مل کر گڑگڑانے لگے جنگ ہونے لگی دار شمشاد چادر چماق آرہ
پشت نہنگ میل فولادی ترسول تیغ سول گرز وغیرہ یہ سب حربے چلنے لگے شور دار و گیر بلند
ہوا کسی طرف تبر نخل حیات دیوان کو قطع کر رہی تھی کسی جانب دار شمشاد سے سر پھٹ رہے
تھے کہین چماق چادر تین تین چار چار کو ایک ایک مرتبہ فرش مرگ پر لٹا رہی تھی کسی طرف
میل فولادی نشان منزل عدم دکھا رہا تھا کہین ساطور سے سر قلم ہو رہے تھے نخل حیات
دیوان ختم ہو رہے تھے جو لاش گرتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑے جو دیو نعرہ کرتا تھا
یہ معلوم ہوتا تھا کہ فیل جنگی چنگھاڑا یا بادل گرجا جو سر دو پارہ ہو کر گرتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی
گنبد شق ہو کر آ رہا اگر ہاتھ قلم ہو کر گرتا تھا تو ظاہر ہوتا تھا کہ ستون کسی مکان بلند کا آ رہا قیامت
کی لڑائی تھی دریاے خونی موجزن تھا تمام بیابان بہارستان قاف لالہ زار ہو رہا تھا
ہر طرف آواز بگیر و بزن بلند تھی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار تھے دیوان بہارستان
قاف اگرچہ تعداد مین دیوان گلستان عدم سے بہت کم ہین مگر جرأت مین بڑھے
ہوئے ہین یہ تو سمجھ چکے ہین آج مرنا ہے ایک ایک دیو چار چار اور آٹھ آٹھ دیو کو مار کر
مرتا ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ یہ قیدی ہمین پیچھے ہٹا دین
مار لو ان نمک حرامون کو جانے نہ پائین قدم جمائے ہوئے کس بہادری سے لڑ رہے ہین ادھر
دیوان گلستان عدم آپس مین ایک دوسرے کو اغوا کر رہے ہین کہ آج اپنے اپنے
کینہ دیرینہ کو نکال لو اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آئیگا یہ وہی لوگ ہین جنھون نے ہمین زندان
مین بھجوایا تھا آج انھین اسیر طوق و زنجیر کر دو یہ سن کر جس وقت نو لاکھ فوج ریلا کر کے
چلتی ہے تو ان دو لاکھ دیوون کو قدم جمانا دشوار ہو جاتا ہے ایک ایک سے کلہ بکلہ لڑ رہا
ہے مگر سرداران لشکر کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک طرف دیو اشقال میل فولادی
ہاتھ مین لئے ہوئے چلا آتا ہے جس دیو کو مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اسکا مارا ہوا پانی
بھی تو نہین مانگتا جسپر میل پڑا راستہ عدم کا سامنے معلوم ہونے لگا ایک طرف دیو طوفان
کرگدن پر سوار اپنا کرگدن دوڑائے ہوئے دیو اشقال سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ
یہ مرکب پر سوار ہے اور سب دیو پیدل لڑ رہے ہین دیوون کو کوئی مرکب سواری نہین دیسکتا
انکا لنگر کون سنبھالے سب پیدل لڑ رہے ہین مگر دیو طوفان کو یہ کرگدن ابلق بدر فیل خدا
جانے کہان سے مل گیا ہے کہ اسنے اتنے بڑے پہاڑ کو اپنی پشت پر سنبھالا ہے غرضکہ دیو
طوفان قیامت برپا کر رہا ہے اور پشت نہنگ اسکے ہاتھ مین ہے جسپر ارہ مارا دو ٹکڑے
ہوئے نخل حیات پر خزان آ گئی یہ حربہ نہ سپر سے رکتا ہے نہ خود سے نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ کمر زنجیر سے
کوئی شے اسے روک نہین سکتی دوسرے یہ ملعون کرگدن پر سوار ہے اور دراز قد بھی ہے
دیوون کے حربے اس تک پہونچ بھی نہین سکتے ایک جانب دیو ہامون نورو یہ ساطور گران
پکڑے ہوئے چلا آتا ہے جسپر ساطور مارا اچھل پڑا تو دو ٹکڑے ہو گئے اور دستہ پڑا تو ایک سے
پچاس ٹکڑے ہوئے یہ ظالم حربہ بھی ارہ سے کچھ بڑھا ہوا ہے کم نہین ہے ایک جانب دیو شمکیلا
آہنین کلاہ چماق چادر ہاتھ مین سنبھالے ہوئے لڑتا چلا آتا ہے یہ عجیب طرح کا حربہ ہے کہ چند
زنجیرون مین بڑے بڑے پتھر بندھے ہوئے ہین جب اسنے چکر دیکر وار کیا دس دس اور بارہ بارہ

دیو ایک ایک وار مین جان بحق تسلیم ہوئے کون اسکا جواب دیسکتا ہے اتنا بڑا زبردست دیو اور یہ ظالم حربہ اُس طرف دیو افغان بلند آواز قیامت برپا کر رہا ہے چیخ چیخ کر تمام قاف کو سر پر اُٹھا لیا ہے جب نعرہ کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردے کان کے پھٹ گئے دار شمشاد اس کے ہاتھ مین ہے اِدھر تو اسنے نعرہ کیا اُدھر حریف بدحواس ہوا بس اسنے وار مارا حریف کو روکنا دشوار ہوتا ہے سیکڑون کو پست کرتا ہوا چلا جاتا ہے ایک طرف دیو کرا پنج سول سے لڑ رہا ہے یہ بھی اُن دیوان مذکور بالا سے کم نہین ایک لاکھ دیوون کا یہ بھی افسر ہے اسکے وار کی بھی پناہ نہین ہے ایک سمت دیو تن تنا گرز گران سنگ آسمان رنگ برچہ کوہ بلکہ کوہ گران کو ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہے جسے گرز مارا پیوند خاک کر دیا ان سب دیوون کا رُخ قلعہ بہارستان کی طرف ہے ادھر دیوان مسلمان پسپا ہوتے جاتے ہین دو لاکھ دیوون مین سے اب شاید کوئی ایک لاکھ دیو باقی رہگئے ہون اب انسے ریلا فوج کا نہین رکتا ہر چند جانین لڑا رہے ہین اور دل مین تہیہ کئے ہوئے ہین کہ اگر ایک شخص بھی باقی رہجائے تو زندہ نہ پھرے اُدھر ملکہ بہار پری نے بال سر کے کھول دیئے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر دیئے ہین کہ اے کس بیکسان وای دادرس غریبان اس وقت مصیبت مین کوئی خبر لینے والا سوا تیرے نہین ہے صدقہ اپنے پیارے محمد مصطفےٰ کا کہ ہمین اس بلائے ناگہانی سے نجات دے ادھر تو بہار پری دعا کر رہی ہے اور اُس طرف دیو اشقال آگے آگے اور ساتھ ہی اسکے اور سرداران لشکر دیوان قتل و قمع کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچ چکے ہین قریب ہے کہ لشکر کے قدم اُٹھ جائین کہ یکایک ازپردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ وپاے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ دیو پیدا ہوئے اور آگے آگے اُنکے قمرزاد و گہرزاد مرکبان پرستانی پر سوار نمودار ہوئے یہ دونون بھائی عیادت قمہور دیو پرور کو گئے ہوئے تھے اب واپس آرہے تھے کہ راستے مین خبر آمد لشکر کفار جانب پرستان قاف سُنی تھی اور اُسی وقت یہ دونون بھائی بقصد اعانت بہار پری روانہ ہوئے تھے اُس وقت پہونچے جبکہ ہنگامہ گیر و دار برپا تھا شور بگیر و بزن بلند تھا اور لشکر بہار پری شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہا تھا بس یہ حال دیکھنا تھا کہ قمرزاد نے گہرزاد سے کہا کہ بھائی صاحب اب ہمارے آپ کے یہ وقت اُن جھگڑون کا نہین ہے جو کہ دست راستی و دست چپی باہم رکھتے تھے اس وقت زوجۂ لندھور کی اعانت کرنا چاہیئے گہرزاد نے کہا کہ اے برادر بجان برابر ہمیشہ تمھاری ہی زیادتی ہے تو ہمین مجبور ہو کر جواب دینا پڑتا ہے ورنہ ہمین تو نہ کبھی خیال تھا نہ اسوقت ہے اسکے علاوہ آپس کے جھگڑے بے فکری کے وقت پیدا ہوتے ہین دشمن کے مقابلے مین ہمیشہ ہم سب ایک رہے ہین بس یہ کہکر دونون بھائیون نے باگ مرکبون کی لی اور نعرے کئے کہ باش اے گروہ زندانیان خبردار و ہوشیار باشید کہ منم قمرزاد بن حمزہ و گہرزاد بن حمزہ اے دیوان ابلیس پرست ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ ہم فرزند اُس شخص کے ہین کہ نام نامی جسکا زلزلہ قاف ثانی سلیمان زوج آسمان پری حمزہ صاحبقران عالیشان ہے جنھون نے تمام سرکشان

قاف کو پست کیا اور حلقۂ غلامی اپنا انکو پہنا نا دیو سمندون ہزار دست دقہقہہ سہ چشمی کیسے کیسے دیوون کو مارا ہے زیر پرستان مین زلزلہ قاف کا خطاب حاصل کیا لیکن دیو طوفان بلند آواز و دیو افغان بلند قد نے جو یہ نعرہ سُنا دیکھا کہ پہلو کی جانب سے دو آدم زاد مرکبون پر سوار چلے آتے ہین اور نعرہ کر رہے ہین پشت پر لشکر دیوون کا ہے انھون نے خیال کیا کہ یہ دیو نہایت بزدل ہین جنھون نے اطاعت ان آدمزادون کی اختیار کی مارلو انکو کہ لقمہ چرب ہین دیو طوفان نے دیو افغان کو آواز دی کہ بھائی ایک تمھارا حصہ ہے اور ایک ہمارا حصہ ہے اسنے کہا کیا مضائقہ ہے اس طرف سے یہ دونون دیو اس قصد سے بڑھے کہ ان دونون کو مع مرکب اُٹھا کر منھ مین رکھ لین لیکن بہار پری نے جو دیکھا کہ قمرزاد و گہرزاد آگئے قالب بیجان مین اسکے جان آگئی لشکر کو آواز دی کہ گھبرانا نہین کمک تمھاری آگئی یہ دیو پھر لڑنے لگے وہان قمرزاد و گہرزاد نے دو لاکھ دیوون سے لشکر کفار پر اچانک ایسا حملہ کیا کہ لشکر کفار مین ابتری پڑ گئی اُدھر تو قمرزاد و گہرزاد کے دیوون نے لشکر کو دھر دبایا اور ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے پھر سے یلغار کیا اور لڑائی گھمسان کی ہونے لگی ہر طرف ترسول پنج سول چماق چادر ارہ پشت نہنگ و ارشمشاد میل فولادی چلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا دیوان گلستان عدم گھبرا گئے کہ یہ آفت کہان سے آگئی لیکن دیو طوفان نے للکارا کہ او آدم زاد سیاہ سر سپید دندان غضب کیا تو نے کہ لشکر مین آکر ابتری ڈالدی کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے کہ مین قابض روح تیرا آ پہونچا لا ضرب بہادری کی قمرزاد نے کہا کہ او ملعون ہم کبھی جنگ مین سبقت نہین کرتے اگر خداوند کریم تیرے وار سے بچائیگا تو اپنی ضرب کا تماشا تجھے دکھاوینگے دیو طوفان نے کہا اے آدم زاد افسوس معلوم ہوتا ہے کہ گوشت تیرا کرکرا ہو جائیگا بد ذائقہ ہو جائیگا مین مُنھ کھولتا ہون تو مُنھ مین میرے کود پڑ قمرزاد نے کہا کیا جھک مارتا ہے مین تیری جان کا ملک الموت ہون ابھی تجکو لقمۂ دہان اجل کئے دیتا ہون بس دیر نہ کر لا ضرب بہادری کی یہ سُنتا تھا کہ دیو طوفان کرگدن سوار نے ارہ پشت نہنگ مارا قمرزاد نے دیکھا کہ یہ حربہ سپر سے نہین رُکتا ہے بس وہین سے مرکب کو اشارہ کیا کہ زیر بغل پہونچا یونہین جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا شانہ دیو کا نشانہ ہوا کشتی حیات دیو طوفان کی طوفانی ہوئی بحر فنا نے تھپیڑا دیکر غرق کر دیا گرداب بلا سے نکلنا دشوار ہو گیا ہاتھ مثل نہنگ جدا ہو کر زمین پر تڑپنے لگا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخا اور بائین ہاتھ سے گردہ سپر آہنی کا مُنھ پر قمرزاد کے کھینچ مارا انھون نے اس وار کو بھی رد کیا اور شاخ اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کرگدن سے نیچے آرہا زمین پر گرتے ہی دھڑ سے سر کھینچکر جدا کر دیا اُدھر دیو افغان نے قریب گہرزاد کے پہونچکر آواز دی کہ او آدمزاد تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگون سے بارادہ پیکار آیا ہے کیون اپنی جان کھوتا ہے جس طرف سے آیا ہے پلٹ جا ورنہ لقمۂ دہان دیو ہو جائیگا مجکو تیرے اوپر رحم آتا ہے گہرزاد نے کہا او مسخرے کیا بکتا ہے رحم کھا اپنی جان پر جو میرے ہاتھ سے پریشان ہو کر جسم نجس سے تیرے نکلکر جانب دوزخ روانہ ہو جائیگی دیو افغان نے کہا کہ تو مجکو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے اور تو یون نہ مانیگا اسے یہ کہکر دار شمشاد کا

وار کیا گہرزاد نے وار خالی دی وار جو زمین پر پڑی ایک تق گرد بلند ہوا اور دیو نے کہا کہ افسوس
گوشت تیر اگر ا ہو گیا ہو گا یہ جھک کے دیکھنے لگا ادھر گہرزاد نے پہلو کی جانب آکر آواز دی کہ او
قرمساق مین ملک الموت تیری جان کا موجود ہون خبردار ہو ہوشیار ہو یہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا
تھا شعر تو ضرب زدی ضرب ما فراموش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر جو ایک
تیغۂ آبدار کا کمر پر دیو کے مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے گہرزاد نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لیکن
جس وقت قمرزاد نے دیو طوفان گردن سوار کو مارا تھا تو گہرزاد نے تعریف کی تھی جب انھون
نے دیو افغان بلند آواز کو مارا قمرزاد نے بھی تعریف کی کہ بھائی صاحب سبحان اللہ کس
خوبصورتی سے اس پہاڑ کو ڈھا دیا ہے یہ خلق باہمی قمرزاد و گہرزاد مین سوا اسوقت کے
اور کبھی نہ ہوا تھا کیونکہ ایک دست راستی اور دوسرے دست چپی ہین ان مین ہمیشہ سے چشمک چلی
آتی ہے مگر ان دونون دیوان زبردست کے مرتے ہی دیوان گلستان عدم کے حواس
باختہ ہو گئے لاشین تو اپنے سردارون کی اُٹھا لین مگر تاب مقاومت نہ لا سکے قریب تھا کہ ہیبت
قمرزاد و گہرزاد سے قدم انکے اُکھڑ جائین یہ رنگ دیکھ کر ملک برق بریق شاہ بادشاہ لشکر دیوان
نے آواز دی کہ ارے غضب کیا ان آدمزادون نے دو سردار آن زبردست کو جان سے
مارا ارے مار لو ان کو جانے نہ پائین بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر نے یورش کر کے قمرزاد و گہرزاد
کو گھیر لیا خوب جنگ ہونے لگی دیوان لشکر اسلام و دیوان لشکر کفار رل گئے خوب تلوار چلنے لگی
مگر تعداد اہل اسلام کم گردہ کفار زیادہ ہرچند دیو کوشش کر رہے ہین کہ اپنے سردارون
سے قریب رہین مگر کفار نے یلغار کر کے قمرزاد و گہرزاد کو گھیر لیا ان دونون بھائیون نے عزم
بالجزم کر لیا کہ سردارون کو چن چن کے مارو ورنہ اس انبوہ مین کمی ہونا غیر ممکن ہے ایک
بھائی تخت برق بریق کی طرف چلا اور دوسرے نے علمدار لشکر کو تاک لیا راہ مین دیوونکو
قتل کرتے چلے جاتے ہین کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے دیر سے جو لڑ رہے ہین تو قبضے تلوارون
کے گھ بیٹھے ہین خود بھی زخمی ہوتے جاتے ہین دیودن کے اتنے بڑے حربون سے کہان تک
بچ سکتے ہین مرکب رکابون تک خون مین غرق ہین جو دیو قتل ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے
مشک خون پھٹ گئی گھوڑون کے قدم نہین اُٹھتے یہی ایسے مرکب پرستانی ہین کہ سوارون کو
لئے ہوئے کشتون کو روندتے چلے جاتے ہین ورنہ دوسرے گھوڑے کی کیا مجال تھی جو اس
میدان مین قدم رکھ سکتا لاشون کے انبار سے زمین اسقدر ناہموار ہو گئی ہے کہ راہ قطع کرنا
دشوار ہے مگر یہ مرکب جست وخیز کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہین یکایک قمرزاد بن حمزہ
اول قریب علمدار لشکر دیوان کے پہونچے اور ایک ہاتھ مارا کہ علم قلم ہوا یہ نشان نہایت
بلند تھا اور اسپر تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی حامل اس کا ایک دیو زبردست تھا کہ نام
اس کا شمیلائے درازگوش تھا بس جیسے ہی علم قلم ہوا شمیلائے درازگوش نے
آواز دی کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ علم لشکر کو سرنگون کیا دیکھ مین بھی نام و نشان
تیرا صفحۂ ہستی سے مٹائے دیتا ہون یہ کہکر اس نے ساریق کا وار قمرزاد پہ کیا یہ حربہ بلا کا
ہے اس کا روکنا شاہزادہ ملک قاسم کا کام تھا کہ ملک سنجان بن موت بن ساریق کو
انھون نے زیر کیا اور ساریق اس کی چھین لی تھی صورت اس حربے کی یہ ہے کہ ایک زنجیر

دراز مین دو لٹھ آہنی مثل گرز کے ہوتے ہین جس وقت ہاتھ کو گردش دے کر وار کیا جاتا ہے
تو دونون لٹھ علحدہ علحدہ عضو کو نشانہ کرتے ہین اگر حریف سپر سے ایک کو روکیگا دوسرا کام
تمام کر دیگا کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہر چند کہ قمر زاد افسانہ قاسم عالیشان کی لڑائی
کا سُن چکے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ اُسی طرح اس حربے کو رد کرون کہ ایک لٹھ تلوار
سے قلم کرون اور دوسرے کو سپر پر روکون مگر قضا سر پر آپہونچی تھی اُس نے مہلت نہ لینے دی
کہ پہلو کی جانب سے ایک دیو نے ذوار شمشاد کا وار کیا قمر زاد نے وار کو سپر پر روکا اور ایک
لٹھ تیغ سے قلم کیا مگر دوسرا لٹھ سر پر پڑا سر کئی جگہ سے شق ہو گیا کاسہ چور چور ہو گیا انھون
نے اُسی حالت زخمداری مین بھائی کو آواز دی کہ میری خبر لیجیئے ورنہ مین بہت جلد خدمت
مین پدر بزرگوار کی جاتا ہون ادھر گوہر زاد آواز بھائی کی سُن کر بیتاب ہو گئے قریب تخت
برق برق کے پہونچ چلے تھے اور جس وقت علم لشکر قمر زاد نے قلم کیا تھا تو قمر زاد نے
بھی جلدی کی تھی کہ بادشاہ لشکر کو سر تخت جا کر مارون کہ قدم دیوون کے اُٹھ جائین لیکن
جس وقت بھائی کے استغاثہ کی آواز سُنی روح بیچین ہو گئی اور باگ مرکب کی اس طرف
پھیری اور دیوون کو قتل کرتے ہوئے چلے یہان دیو شمیلا چاہتا تھا کہ اس آدم زاد کو
اُٹھا کر کھا لون بس جیسے ہی یہ ملعون ہاتھ بڑھا کر جھکا قمر زاد نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا مارا
کہ اوندھے منھ زمین پر آ کر گرا بس دہنے ہاتھ سے وہ ہی تیغ خون آلود اسکی گردن پر مارا
کہ سر مثل خم دراز کے اُچٹ کر دور گرا اور جسم مثل مینا کے زمین پر ڈھیر ہو گیا یہ رنگ دیکھکر
دیوون نے شور کیا کہ یہ آدم زاد غضب کے ہین ارے یہ کھانے کی چیز نہین ہین کوئی انکے
کھانیکا قصد نہ کرے ورنہ خود لقمۂ اجل ہو جائیگا اور دور ہی دور سے پتھر مارنا شروع کیئے ادھر
گوہر زاد دیوون کو قتل کرتے چلے آتے ہین رگ ہاشمی کو حرکت ہے خون عزیزی جوش مارتا ہے
زمانہ نظر مین تیرہ و تار ہے جو دیو سامنے آتا ہے نشانہ تیر اجل ہوتا ہے اسی طور سے لڑتے
بھڑتے ہوئے قریب لاش قمر زاد کے پہونچے دیکھا بھائی کو زخمون مین چور چور ہے رمق جان
باقی ہے کوئی دم کا مہمان ہے بس گھوڑے سے بیتاب ہو کر کود پڑے لاش آغوش مین لی
اور آواز دی کہ اے بھائی جلدی نہ کرنا ہم بھی چلتے ہین یہان ساتھ رہا تو وہان بھی نہ
چھوٹے افسوس اس بات کا ہو کہ ایسے مقام پر مرے ہین کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نظر نہین
آتا قبر سوا شکم دیوان کے دوسرے مقام پر ملتے نہین معلوم ہوتی خیر اس کی بھی کچھ پروا
نہین جو مرضی پروردگار کیا چارہ ہے یہ کہکر جو لاش سے لپٹے ایک تو یونہین زخمی تھے کہ
لڑنے کے قابل نہ رہے اب اور بھی زخمون مین چور چور ہو گئے علاوہ تمام جسم کے
وہ ہاتھ بھی زخمی ہین جن سے تلوار لگاتے تھے سپر سے جسم کو بچاتے تھے اب دیوون کو
پورا موقع ملا وار پر وار ہونے لگے آن واحد مین ان کی حالت اُن سے بدتر ہو گئی
فوج نے جو سرداران کی یہ حالت دیکھی آپڑی کہ کسی نہ کسی طرح لاشین اپنے سردارون
کی نکال لے جائین ورنہ تمام عالم مین ہماری بدنامی ہو جائیگی ادھر تو ان کے دیو
لشکر پر یورش کر کے چلے اور اس طرف بہار پری نے بال سر کے کھولدیئے منھ پیٹنے لگی
کہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا فرزندان صاحبقران مارے گئے ہائے اگر انکے عزیز مجھ سے پوچھینگے

تو کیا جواب دونگی پروردگارا اس بڑھاپے مین تو نے یہ کلنگ کا ٹیکا میرے نام لگایا کاش یہ کسی اور جنگ مین شہید ہوتے مین اس بدنامی سے بچ جاتی مگر تقدیر سے کیا چارہ روز ازل سے زمین بہارستان قاف ان کی خون کی پیاسی تھی بہار پری نے اپنے دیوون سے کہا کہ جس طرح بنے لاشین میرے آقازادون کی لاؤ دریغہ مین انکی جان دیدون گی یہ سنکر دیوان لشکر بہار پری بھی آبڑے اودھر دیوان لشکر قمرزادہ گہرزاد اودھر یہ دیو یلغار کرکے جو چلے لاش تک پہونچ گئے دیکھا کہ بھائی بھائی سے لپٹا ہوا ہے سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے زخمی بہت ہین اس باعث سے ایک دوسرے سے گلے مل رہا ہے لیکن جس وقت جھک کر اوٹھایا تو معلوم ہوا کہ دونون مردہ ہین ملازمون نے جو اپنے آقا کی یہ حالت دیکھی سر پیٹنے لگے اور لاشین اوٹھائین اور روتے ہوئے پلٹے سامنے بہار پری کے آئے بہار پری نے لاشون کو اپنی حفاظت مین لیا اور بین کرنے لگی وہان دیوان کفار نے ان شہزادون کو قتل کرکے نعرے بلند کیے اور یلغار کرکے چلے لشکر اسلام نے جگہ دینا اور پیچھے ہٹنا شروع کیا بہار پری نے کہا کہ بس اب یہی موقع ہے ان لاشون کو لیکر نکل چلو ملک وصال نے ہاتھ اوٹھاؤ بس یہ سننا تھا کہ دیو لاشین لیے ملکہ بہار پری کے ہمراہ ہوئے اور ملک قمر پری کی طرف روانہ ہوگئے کہ یہ ملک یہان سے قریب اور محفوظ ہے اہل لشکر بہار پری دیوان لشکر قمرزاد نے جو دیکھا کہ سردار بارے گئے اور بہار پری نے بیٹہ ان سے منہ موڑا پھگے تو یہ جنگ مین مصروف جانین لڑا رہے تھے اب دشمنون سے علیحدہ ہوکر راہ فرار اختیار کی اب یہ تو ملک قمر یہ قاف کو چلے ہین لیکن یہان دیوان کفار نے نقارے فتح کے بجائے اور قلعہ بہارستان پر قبضہ کیا خوب مال لوٹا جو دیو پری کہ رہ گیا سے تھے اور بھاگ نہ سکے اونکو لوٹنے کے بعد ابلیس پرست بنانا چاہا بعض نے تقیہ اختیار کیا کہ یہی محل اس کا تھا بعض نے انکار کیا وہ قتل کیے گئے بعضے جو خوف اہل اسلام سے مسلمان ہوئے تھے اون کی گویا تمنا بر آئی غرضکہ تمام بہارستان قاف مین کفر کا عمل ہوگیا عجب انقلابات ہین دنیا کی شہزادیان تباہ ہوگئین اور قیدی سلطنت کر رہے ہین جو مقام بلبلون کے رہنے کا تھا وہ اب آشیانہ زاغ و زغن ہوگیا جن محلون مین شاہانہ جلوس تھا وہ مثل خرابہ بوم کے ہوگئے۔ مثنوی

جسجگہ گل بلبلون کا ہجوم
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے

آج اوسجا ہے آشیانۂ بوم
استخوان تک بھی انکی خاک ہوئے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے

عطر مٹی کا جو ملتے تھے
آج مین چنگے تلتے ہین گوہر
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر

افسوس کہ یہ مقام شاہزادہ ہندوستان لندہور بن سعدان گرد کا تھا اب اون دیوان قیدی کا قبضہ ہے کبھی گردش فلک مین ایسا بھی ہوجاتا ہے الحاصل ان دیوون کو جب غارت سے فرصت ہوئی اور مال و خزانہ انکے ہاتھ لگا نہایت خوش ہوئے کئی دن تک جشن رہا دن عید رات شب برات تھی انکو واہی حالمین چھوڑئے اب شہر قمر یہ قاف کی طرف چلیے دیکھیے کہ وہان کیا ہورہا ہے آج حسب اتفاق ملکہ گہر پری بھی

ملکہ قمر پری کے دیکھنے کو آئی ہوئی ہے دونون ایک ہی جگہ بیٹھی ہین کچھ باتین ادہر ادہر کی ہو رہی ہین کہ اک مرتبہ ملکہ قمر پری نے کہا کہ بہن خدا جانے کیا معاملہ ہے کہ اسوقت خود بخود دل گھبرا رہا ہے خدا جانے تمھورد دیو پرور کیسا ہے ہمارے تمہارے دونون کے فرزند اوس کی عیادت کو گئے ہوئے ہین اس وقت تک واپس نہین آئے گھر پری پہلے تو سمجھانے لگی بعد کچھ دیر کے کہا کہ بہن اب تو وفعتًا میرے دل کی بھی ویسی ہی حالت ہو چلی پروردگارا یہ کیا سانحہ ہے کچھ ایسا دل ان دونون کا گھبرایا کہ رونے لگین انیسون جلیسون نے سمجھایا کہ دل آپ کا ہمیشہ کا کمزور ہے اب زمانہ ضعیفی کا ہے قربان جاؤن کچھ دوا پیا کیجے قمر پری نے کہا کہ اب دن مرنے کے ہین دوا ٹھنڈائی کوئی شئے اثر کرنے والی نہین ہے جو دن کی زندگی ہے وہ بھی وبال ہے جب لطف زندگی نہین تو مرنا بہتر ہے اونھون نے کہا خدا نہ کرے خدا سایہ آپ کا آپ کے فرزندون کے سر پر اور ہم لوگون کے سر پر قائم رکھے قمر پری نے کہا نہ بیبیو یہ نہ کہو یہ دعا کوسنے سے بدتر ہے اب خدا وہ وقت جلد لائے کہ مٹی ہماری ہمارے فرزندون کے ہاتھ سے سوارت ہو جائے مجھے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ دشمن بہت دوست کم اور یہ زمانہ تو نہایت خراب ہے کہ صاحبقران ثانی نے بھی گوشہ نشینی اختیار کی اب خدا رکھے اون کی جگہ شاہزادہ بدیع الملک ہے وہ ابھی بچہ ناکردہ کار خدا اوسی کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھے وہان پردہ دنیا پر بھی جو کفار مارے گئے ہین اولاد صاحبقران کے دشمن لہو کی پیاسی ہے یہان بپردہ قاف ہین تو اس قدر پیدا ہوئے جاتی ہین کہ جن کی انتہا نہین ہے ابھی حال کا ذکر ہے کہ سنا ہے ملک ملکہ آسمان پری پر دیو نفریت بن عفریت چڑھ آیا تھا ملکہ سے پھر شکست کھا کر بھاگا ہمیشہ دشمن ایک نہ ایک فساد برپا کئے رہتے ہین ہمارے دونون فرزند بھی اگرچہ مثل صاحبقران تو نہین الا اتنے ہین کہ ان سوؤن کی گوشمالی کر دین لیکن بواحند اوقت بدنہ لائے بارہا امیر تو زخمی ہو ہوگئے ہین مگر وہ صاحبقران تھے اون کا اقبال بڑا تھا خدا مددگار تھا سچ یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندون کی طرف سے اندیشہ تھا لوگون نے کہا کہ نہین ایسا خیال نہ کیجئے اور کسی طرف گمان بد نہ لیجائیے فال بد نہ نکالئے وہ کسی لڑائی پر نہین گئے ہین اپنے بھائی کی عیادت کو گئے ہین آتے ہونگے قمر پری نے کہا کہ لڑائی کہین لینے جانا ہے موئے دشمن تو وقت تاکے ہی رہتے ہین جس نے سن لیا ہوگا کہ منصور کا غیر حال ہے اوسی نے فوج کشی کر دی ہوگی یہ تو پہونچ ہی گئے ہین لڑے ہونگے اس وقت کے اولجھن اچھی نہین ہے خدا دیکھیے کیا دکھاتا ہے انجمنین سمجھا رہی ہین کہ یکایک سامنے سے تتق گرد بلند ہوا لوگون نے کہا لیجئے آپ پریشان نہین ہون فرزند آپ کے آگئے قمر پری و گھر پری نے کہا خدا ایسا کرے یکایک تتق گرد شق ہوا اور دیکھا کہ دیو روتے خاک اوڑاتے اور کچھ پریان بال کھولے سینہ زنی کرتے ہوئے اور دو لاشین دو دیو لئے ہوئے چلے آتے ہین شور فریاد و فغان بلند ہے یہ دونون گھبرا کر اوٹھ کھڑی ہوئین انکو یقین ہوگیا کہ فرزاد و گمراد مارے گئے پا پیادہ اوسکی دوڑین کہ لوگو خبر تو لو یہ کیا سانحہ ہے ارے یہ کسکی لاشین ہین کون مارا گیا پریان کیسی ساتھ ہین کچھ تو لو

چھپٹ کر گئے اور خبر لیکر آئے تو روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ فرزند حضور کے شہید ہوئے اتنے میں دو
پریان اور دیو بھی لاشین لیے ہوئے قریب پہونچے لاشین لاکر رکھدین قمر پری و گہر پری دونون
پیٹنے لگین بین کرنے لگین کہ اسقدر جلدی تمنے کی ارے تمنے ہمین نہ دفن کیا بلکہ داغ جدائی دکھایا اور
ایسے چھوٹے کہ اب سوائے قیامت کے ملاقات نہوگی اے فرزند وحق تمھارا یہ تھا کہ تم ہمین دفن کرتے
سوگ رکھتے مگر تقدیر نے ہمین کو سوگوار بنایا یہ بین جگر خراش کرکے اسقدر روئین کہ غش کر گئین
جس وقت غش سے افاقہ ہوا دونون کو باحترام تمام دفن کیا اور بہار پری سے سب حال پوچھا بہار پری
نے بیان کیا کہ جس وقت یہ زیادہ زخمی ہوئے اور لشکر بھی کم رہگیا مین نے دیو دونکو بھیجا کہ اے شہزادو
اسوقت نکل چلو موقع جنگ کا نہین ہے پھر دیکھا جائیگا لیکن انہون نے کہنا نہ مانا اور جواب دیا کہ شیوہ
حمزہ صاحبقران کے خلاف ہے ہم یا شکست دیکر پھرینگے یا مر کر پھرینگے یہ قدم آگے بڑھکر کبھی پیچھے
نہین ہٹے ہین انجام کار درجہ شہادت کو پہونچے اب ان سبکو تو یہان سوگ نشین چھوڑا جاتا ہے اور دیکھیے انکا ذکر کب آتا ہے لیکن اب

چند کلمہ داستان مخالفت عنوان شدید جنی ہمشیرزادہ عبدالرحمن جنی کی بیان ہوتے ہین

کہ ہمشیرہ عبدالرحمن جنی نے اپنے فرزند کو بھائی کے سپرد کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ مین امیدوار ہون کہ اس
لڑکے کو اپنا علم تعلیم فرمائین چونکہ عبدالرحمن جنی کو خاطر اپنی ہمشیرہ عزیزہ کی منظور تھی علاوہ اس کے
بھانجی اور فرزند مین تھوڑا ہی سا فرق ہوتا ہے انھون نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے مین جسقدر جانتا ہون
اس کے بتانے مین تامل نکرونگا چنانچہ شدید جنی کی تربیت و تعلیم ہونے لگی یہانتک کہ رفتہ رفتہ سن
اسکا بیس سال کا ہوا اور یہ علم عملیات سے خوب واقف ہوگیا اب اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ مین کسی
طرح ماموں صاحب سے پایہ کمی کا تو رکھتا نہین ہون لیکن انکی موجودگی مین یہان قدر نہوگی لہذا اور
کسی ملک مین چلنا چاہیے اور شان و شوکت پیدا کرنا چاہیے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ماموں صاحب
سے مخالفت پیدا ہوگئی اور ضرور ہی ہوگی کیونکہ جب ایک علم کے دو ہونگے تو عداوت
کا ہونا بھی اک امر لازمی ہے جس طرح دو بادشاہ ایک شہر مین نہین حکومت کر سکتے
اسی طرح دو عامل بھی ایک مقام پر عمل نہین جما سکتے لہذا یہان سے اس طرح
نکلنا چاہیے کہ ماموں صاحب خود بے دست و پا ہو جائین یہ سوچ کر فکر مین رہا
ایک روز وہ کتاب اس کے ہاتھ آگئی کہ جس پر عبدالرحمن جنی کا دارومدار عمل تھا
بس اس نے یہ خیال کیا کہ اب یہان ٹھہرنا نہ چاہیے اور فوراً وہ کتاب قبضہ مین کرکے وہان
سے روانہ ہوا اور بھاگتے بھاگتے یہ خیال کیا کہ اگر خدا پرستون کے ملک مین تو قیام
کرے گا تو رنگ جمنا تیرا دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہے کسی بادشاہ زبردست کے
ملک مین چل کر رہو کہ جہان دست رسی ماموں صاحب کی نہو پس جس وقت یہ چور راہ
پرستان پر پہونچا راہ نیرنگ قاف کی اختیار کی اور اقلیم نیرنگ قاف مین جا کر بود و باش
اختیار کی پہلے وہان کے عام لوگون پر اپنا اثر جمایا بعد اسکے رفتہ رفتہ اکابر شہر سے ملا یہانتک
کہ بادشاہ تک رسائی پیدا کر لی اور خلعت وزارت سے سرافراز ہوا مرد ہوشیار و لسان
بھی ہے اس نے ایسی ایسی باتین کین کہ بادشاہ کو گویا مٹھی مین کر لیا اور اک امیر کبیر کی لڑکی سے
شادی کا پیام سلام ہوا اور بہ موافق قاعدے کے جب بالا بالا انکا حسب و نسب اور رتبہ دریافت کیا

اور معلوم ہوا کہ یہ عبدالرحمٰن جنی کا بھانجا ہے اوس امیر نے کہا کہ عبدالرحمٰن خداپرست یہ اوسکا
بھانجا ہے یہ بھی خداپرست ہوگا اور ہم لوگ ابلیس پرست ہین کیونکر صحبت برابر ہوسکتی ہے
لہذا صاحب یہ معاملہ لڑکی کا ہے سمجھ بوجھ کر نا چاہیے ہیوند مین پیوند خوب ملتا ہے
شدید جنی سے اسی بنا پر انکار کیا گیا کہ تم خداپرست کی اولاد ہو تم بھی چھپے ہوئے خداپرست
ہو گے اس بنا پر تمھاری شادی ملک نیرنگ قام من نہین ہوسکتی ہرچند اس نے
انکار کیا مگر سماعت نہوئی اور اوسی روز سے لوگ اسکو حقارت کی نظر سے دیکھنے
لگے بادشاہ بھی کراہت کرنے لگا انگشت نما ہو گیا جس قدر عزت اتنے زمانے مین رہکر
پیدا کی تھی وہ سب خاک مین مل گئی بلکہ اس پر زور ڈالا جانے لگا کہ تم ملک ہمارا خالی
کرو وہ یہ نہایت پریشان ہوا مگر چونکہ اس نے اپنے عملیات کا ایسا زور باندھ رکھا ہے اور وہ
وہ شعبدے دکھائے ہین کہ لوگ اس سے خائف بھی ہین ورنہ ابتک قتل کر ڈالا جاتا اس نے
دیکھا کہ کوئی چارہ نہین ہے اور دل کو سمجھایا کہ بس دین خداپرستی سے یہ عزت بھلی ایسے
ایمان سے کفر ہی بہتر یہ خیال کر کے بادشاہ پاس کہلا بھیجا کہ وہ شخص اکثر حضور سے
عرض کر چکا کہ مین ابلیس پرست ہون ہان ماموں میرا بیشک خداپرست ہے تو سمجھا اوس
کیا بلکہ اسی سبب سے مین نے اپنے وطن مالوف کو ترک کیا عزیزون کی فرقت گوارا
کی پرائے ملک مین سکونت اختیار کی اگر میرے اوسکے اختلاف مذہب نہوتا تو مجھے
یہان آنے کی کیا ضرورت تھی میری زندگی بسر کرنے کو گلستان ارم مین کمی نہ تھی مگر
مین تو یہی خیال کر کے حضور کے ملک مین حاضر ہوا تھا کہ یہان سب ہم مذہب ہین برادران
ایمانی ہین مگر افسوس کہ میرے قول کا آپ لوگ اعتبار نہین کرتے اگر یہ خیال کر کے آپ
لوگ کراہت کرتے ہون کہ یہ اولاد خداپرستان ہے تو اے شہریار اپنی اپنی گور اور
اپنی اپنی منزل ہے نہ وہ میری قبر مین جاینگے نہ مین اونکی قبر مین جاؤنگا لہذا دست بستہ
گذارش ہے کہ مجھکو اپنے ہمراہ معبد مین لے چلیئے مین سامنے آپکے تصویر خداوند ابلیس کو
سجدہ کرون جس وقت یہ حال بادشاہ سے عرض کیا گیا نیرنگ شاہ نے کہا کہ ہان اسکا
مضائقہ نہین ہے اور شدید جنی کو طلب اور ہمراہ اپنے اوس معبد مین لایا جہان تصویر
ابلیس لعین کی نصب تھی بس شدید جنی نے کہا مین سب کو گواہ کرتا ہون کہ مین پیدا
ہوا خداپرستون کے گھر مین لیکن بندہ ہون خداوند ابلیس کا آپ صاحب میرے انکار
مین قدیم کے شاہد رہین یہ کہکر تصویر ابلیس کو سجدہ کرتے سرنگون ہوگیا بادشاہ نے اوسی
وقت اسکو خلعت وزارت سے دوبارہ سرافراز کیا سب وزیرون مین ممتاز گردانا کیونکہ
اسکی لیاقت مین تو شک پہلے بھی نہ تھا اگر کراہت تھی تو اختلاف مذہب کی اب یہ بھی ابلیس
پرست ہو گیا سب اس کی پیشتر سے زیادہ ولیہن عزت کرنے لگے اب اسکا عقیدہ بھی پلٹ
گیا کہ واقعی ابلیس کی خداوندی بہت درست ہے جس نے اس مذہب پر آتے ہی اتنی جلد
ایسی ترقی دی کہ پہلے برسون مین بھی نہ حاصل ہوئی تھی اب امرا خود لڑکیان پیش کرنے لگے
ہر ایک نے اپنی دختر کی شادی شدید جنی کے ساتھ کرنا باعث افتخار اور سبب خوشنودی ابلیس
بعد چند زمانے کے شدید جنی کے یہان لڑکا پیدا ہوا کہ نام اوسکا صفدر جنی رکھا گیا اور پرورش اسکی

ہونے لگی یہ لڑکا اسقدر زبردست پیدا ہوا کہ جنون مین آج تک ایسا پہلوان زبردست کوئی نہ پیدا
ہوا تھا یہ دیکھکر شدید جنی نے فن سپہ گری اس کو تعلیم کرائے اور یہ نہایت زبردست پہلوان ہوا
کہ پہلوانان نیرنگ قاف نام سے صفدر جنی کے کانپتے تھے ایک روز بادشاہ کے سامنے جو ذکر اس کا
آیا شدید جنی سے کہا کہ کل اپنے لڑکے کو ہمراہ لیتے آنا اس نے عرض کیا کہ بہت خوب جب دوسرا روز
ہوا شدید جنی صفدر جنی کو ہمراہ لیکر خدمت مین نیرنگ شاہ کی حاضر ہوا صفدر جنی نے نذر دی
بادشاہ نے نذر اس کی قبول کی اور خلعت بیس ہزار دیوون کے سرداری کا عنایت فرمایا
اور ترقی کا وعدہ کیا لیکن بعد چلے جانے شدید جنی کے عبد الرحمن جنی بہت پریشان رہے اور یہ
پریشانی بزرگانہ محبت کے سبب سے تھی جب یہ ظاہر ہوا کہ شدید وہ کتاب بھی لے گیا جو انکی مایہ ناز
تھی تو انکو اور بھی صدمہ ہوا اور ہمشیرہ سے اپنی کہا کہ بعد میرے سوا اسکے ان چیزون کا کون وارث
تھا افسوس کہ اسنے جلدی کی اور میری تھوڑی سی بقیہ زندگی خراب کر دی مگر جہان رہے خوش رہے
یہ کہکر خاموش ہو رہے جسوقت انھین خبر ملی کہ نیرنگ قاف مین جاکر سکونت گزین ہوا ہے ایک
خط کلمات شفقت آمیز سے بھرا ہوا اس کو لکھا کہ اے شدید اے نور نظر تمہارے گھر مین کس
بات کی کمی تھی جو تم نے غیر ملک کی صعوبت برداشت کی تمہین لائق و لازم ہے کہ تحریر دیکھتے ہی چلے
آؤ شدید جنی نے اس کا جواب تحریر کیا کہ جناب ہامون صاحب ہرچند کہ آپ بزرگون کے سایہ مین ہر طرح
راحت تھی لیکن صاحبان کمال کیواسطے ہر مقام پر راحت کے سامان مہیا ہو جاتے ہین جو ہاتھ پاؤن کا
اپاہج ہو وہ دولت والدین صرف کرے جب ہم اپنے قوت بازو سے پیدا کر سکتے ہین تو ہمین کیا
ضرورت ہے کہ آپکو تکلیف دین اسکے علاوہ وہان آپکے سامنے ہمین کون پوچھتا یہان ہمین ہم تو ہین یہ
جواب دیکھکر عبد الرحمن اور بھی رنجیدہ ہوئے کہ یہ نالائق اپنی ہی بہتری ہر قسم کی چاہتا ہے چند روز خاموش
رہے پھر جب محبت نے جوش کیا پھر کوئی تحریر نصیحت آمیز بھیجی لیکن ہمیشہ جواب امید کے خلاف
بے ادب الفاظ مین آیا یہانتک کہ خبر اس کے مرتد ہونے کی پہونچی بس اوسی روز سے عبد الرحمن نے
کوئی خط اسکو نہ بھیجا اور راہ نامہ و پیام مسدود کر دی اور ملکہ آسمان پری سے عرض کی کہ اب مجھکو
شدید جنی کی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ ابتداے اسکی طبیعت نالائق تھی رفتہ
رفتہ یہان تک خرابی پڑی کہ پہلے ہمارا عدو ہوا اب دشمن خدا و مرتد ہو گیا اور بہاک بڑھے
سلطنت کا رکن اعظم یعنے وزیر بے تدبیر ہوا ہے خدا اس کے شر سے بچائے اگر اسنے بادشاہ
کو طمع دلاکر اغوا کیا اور گلستان ارم کا رخ کیا تو بڑی دقت پیش آئے گی کیونکہ نہ تو صاحبقران
اول و ثانی ہین نہ صاحبقران اعظم فرزند اونکا موجود ہے دیکھا چاہیئے کیا ہوتا ہے بادشاہ [illegible]
فوج کی جمعیت رکھتا ہے بڑے بڑے دیوان زبردست اوسکی فوج مین ہین اور میرا جواب دینے والا
یہ نالائق موجود ہے مجھے ہر وقت اسی کی طرف سے اندیشہ رہتا ہے ملکہ آسمان پری
نے کہا کہ تم نے تربیت و تعلیم کے وقت انجام نہ سمجھ لیا کیون اس درجہ تک بتلایا کہ آج اوسکی
طرف سے اندیشہ پیدا ہوا تم کیسے دانا شخص سے یہ نادانی ظہور مین آنا تعجب سے خالی نہین ہے عبد الرحمن
نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق کوئی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اولاد بڑھ کر ہم سے کیا کرے گی
اگر خلاف امید ہو تو پہلے ہی نہ اوس کو دبا دیا جائے اٹھا کیون ہونے دیا جائے کہ وہ گردن دبائے
یہ مقدرات کی باتین ہین ہر شخص اسمین عاجز ہے ان باتونکو سوا پروردگار عالم کے کوئی نہین جان سکتا

یہ سنکر ادہر تو ملکہ آسمان پری خاموش ہو رہی ادہر عبدالرحمن جنی چپ ہو رہے گئی گذری بات وہان شدید جنی کو شیطان نے ورغلانا اور یہ بات اس کے ذہن مین آئی کہ اب مامون صاحب کو اپنی شوکت دکہانا چاہیے ذرا او نہین تو معلوم ہو کہ اس نے گلستان ارم سے نکل کر کیا ترقی کی یہ سوچ کر نیرنگ شاہ دست بستہ عرض کی کہ ایک حکمنامہ بنام ملکہ آسمان پری کو اس مضمون کا لکہیے کہ اے دختر شہپال تجھے شرم نہ آئی کہ تو اتنے بڑے بادشاہ کی دختر ہو کر ایک آدم زاد بے بنیاد کی زوجہ بنی اور مذہب قدیم کو اپنے ترک کر کے مذہب جدید اختیار کیا لہذا دو باتون مین سے ایک اختیار کر کہ یا تو دین جدید کو ترک کر کے اوسی دین قدیم کو اختیار کر اور اپنے اعمال گذشتہ سے توبہ کر اور لا ولد و اعزاے حمزہ سے ملنا ترک کر دو یا خراج دے اگر ان باتون مین سے کوئی اختیار نہ کریگی تو بہت پچہتائے گی و دین آکر تمام گلستان ارم کو تاراج کر کے حکومت تیری مٹا دونگا اور سلطنت چہین لونگا بادشاہ نے رائے شدید جنی کی جو وزیر اعظم کی پسند کی اور اوسی وقت دبیر کو حکم دیا اوس نے نامہ لکھکر تیار کیا جسوقت نامہ تحریر ہو چکا بادشاہ نے مہر اپنی ثبت کی اور کہا کہ اب ایلچی کس کو بنانا چاہیے شدید جنی نے کہا کہ میرے فرزند صفدر جنی کو دیجیے یہ وہان سب سے کلہ بکلہ لڑکر جواب با صواب لائے گا بادشاہ نے منظور کیا اور صفدر جنی کو خلعت دیکر نامہ سپرد کیا صفدر جنی بادشاہ سے رخصت ہوا اور وہی بیس ہزار دیو جن کا یہ افسر تھا اپنے ہمراہ لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل قریب گلستان ارم کے پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کی عبدالرحمن جنی نے ملکہ آسمان پری سے عرض کی کہ خدا خیر کرے اے ملکہ جو کچھ سابق مین مین نے شدید مردود کی نسبت آپ سے ظاہر کیا تھا اوس کا ظہور ہوا چاہتا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر کیا کیا جائے بلاو صفدر جنی کو صفدر جنی نہایت خشمناک داخل بارگاہ ہوا اسلئے کہ اسکا استقبال نہین کیا گیا تھا بس اس نے بارگاہ مین آتے ہی بطریق ابلیس پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہین دیا اور عبدالرحمن جنی نے اسکی طرف سے منہ پہیر لیا یہ امر بہی اسکو ناگوار گذرا مگر خاموش رہا اسکے بعد پکارا کہ مین نامہ دار ملک نیرنگ شاہ بادشاہ اقلیم قاف ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ لا نامہ اس نے نامہ پیش کیا ملکہ نے نامہ پڑہا اور مضمون سے آگاہی ہوئی عبدالرحمن جنی سے صلاح لی کہ کیا جواب لکھنا چاہیے انہون نے یہ مصرع پڑہا۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند لیکن میری رائے ناقص کے نزدیک تو دونون امرون مین سے کوئی بات اختیار نہین ہو سکتی نہ تبدیل مذہب اور نہ اولاد صاحبقران اعظم سے بے تعلقی ممکن ہے اور نہ خراج دیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ایک تو یہ سلطنت ہمیشہ سے باج گہر و تاج بخش ہے جو پہلے خود ہمین خراج دیتا تہا اب ہم اوس کو خراج دین ایسی کون سی مصیبت پڑی ہے جس کے خوف سے ایسا کیا جائے اسکے علاوہ صاحبقران اعظم آپ کا فرزند جس وقت ملک قمہوریہ سے واپس آئے گا اور وہ سنے گا تو کہے گا کبہی وہ گہر بار عالی دقار اس کو جائز نہ رکہے گا لہذا جواب جنگ تحریر کر دیجیے ملکہ نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور اپنے ہاتھ سے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا بس یہ دیکہکر صفدر جنی آگ ہو گیا اور پکارا کہ معلوم ہو گیا کہ تم لوگ حد کے بد تہذیب و بدخلق ہو یہی وجہ تہی جو والد ماجد نے تم سے کنارہ کیا ورنہ کوئی اپنے عزیزون کو بے وجہ نہین چھوڑتا ہے

پہلی یہ ہوئی کہ میرا استقبال نہیں کیا گیا دوسرے جواب سلام نہیں دیا تیسرے حرکت کی کہ ملکہ سے
سمجھانے کی عوض جواب جنگ لکھوایا اور بڑھی یہ سب حرکتیں تیری ہیں مجھے یہ لازم تھا کہ خیال کرتا کہ اے فرزند
آیا ہے ایسا کچھ تدارک کروں کہ دونوں بادشاہوں کے سامنے دونوں کی عزت ہو نہ یہ کہ دونوں جگہ ذلت ہو یہاں
استقبال نہونے دیا اور سلام نہ لیا وہاں یہ سرخروئی ہوئی کہ جواب جنگ ملا عبدالرحمن نے
جواب دیا کہ او نالائق زادے چپ باپ تیرا مرتد ہو گیا تو ہم سے تجھے کیا واسطہ رہا بموجب شعر
پسر نوح با بدان بنشست ✦ خاندان نبوتش گم شد ✦ تیری کیا حقیقت ہے جب فرزندان
انبیا خاندان سے بسبب اپنی بدچلنی کے خارج ہوگئے تو تو کس شمار میں ہے اور کیا تیرے قربہ
توا کا استقبال کیا جاتا جو تو نے حرام خوری سے بڑھائے ہیں باپ تیرا اس سرکار کا نمک پروردہ
تیری کیا حقیقت ہے اگر تو لائق بھی ہوتا تو اس سرکار کا خانہ زاد تھا یہاں تیری وقعت کسی کی
نظر میں نہیں ہو سکتی تھی ہو برایعات اتیری ساتھ ضرور ہوتی مگر یہ رعایت جب بھی ہوتی
کہ دشمن بادشاہ کے سامنے تو سرخرو ہوا اور ہماری شاہزادی اوس کی محکوم ہے
بس خیریت اسی میں ہے کہ چلا جا یہاں سے یہ سنا تھا کہ اس نے کہا میں کیا خالی
جاؤں گا اپنے باپ کی نذر کو تیرا سر لیکر جاؤنگا یہ کہکر عبدالرحمن کی طرف بڑھا تھا کہ سیامک
بن سیاہ کلاہ نے بازو اسکا پکڑا اور کہا کہ ابتک تیرے ساتھ اسی باعث سے رعایت کی گئی
کہ تو پوتا ہے عبدالرحمن سے معزز شخص کا ورنہ اس دریدہ دہنی کے پیشتر ہی سزا دیدی جاتی مگر
تو حد کا شہدا اور نالائق ہے کہ جس دادا کی وجہ سے تجھ سے رعایت کی گئی تو اوسیکا دشمن ہوا خبر
دار آگے قدم نہ بڑھانا کہ جائے ادب ہے یہ دربار ہے اوس شاہ کی زوجہ کا ہے کہ نام نامی و اسم
گرامی جسکا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان
جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہے بموجب مصرع ع بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ ہست
یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر اسکا کھینچا تھا کہ صفدر جنی نے کہا کہ کیوں بڑھا ہے میں اپنی عزت کھوتا ہے ہمارا
قربت کا جھگڑا ہے تجھے اس میں کیا دخل ہے ہٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائے گا سیامک نے کہا
کہ حوصلہ اپنا نکال لے اسی کہتا تھا صفدر جنی سیامک سے لپٹ پڑا اور دونوں لڑتے ہوئے صحن بارگاہ
میں نکل آئے خوب زور کشمکش کے ہونے لگے کبھی سیامک صفدر جنی کو کھینچ لاتا ہے اور کبھی
صفدر جنی سیامک کو نیچا کر دیتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ سیامک ضعیف ہو گیا ہے اور صفدر
جنی جوان ہے جس مقام پہ ہاتھ ڈال دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو سلاخیں
لوہے کی ہیں لیکن سیامک بھی جہاں ہاتھ ڈال دیتا ہے صفدر جنی کو بھی چھڑانا
دشوار ہو جاتا ہے جھڑاکے سے کشتی ہو رہی ہے لیکن ملکہ آسمان پری و
عبدالرحمن جنی دونوں کو منع کر رہے ہیں صفدر جنی کہتا ہے کہ میں بغیر اس کو باندھے
ہوئے نہیں رہوں گا کیا سمجھ کر اس نے میرے بازو پر ہاتھ ڈالا میں نے تو اسے
نہیں ٹوکا تھا اودھر سیامک کہتا ہے کہ رہنے دیجئے ایلچی ہو کر سرکشی اور بدزبانی کرتا ہے
جبتک سزا نہ پائے گا نہ مانے گا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے پاؤں سیامک کا موتخانہ
میں جا رہا اور صفدر جنی ریل کر لے چلا جبھی پر سے پاؤں جاتا رہا تڑاسے کی آواز آئی رنگ
رخ زرد ہو گیا دست و پا میں رعشہ پڑ گیا بس یہ دیکھتے ہی سیاہ قبا نے آواز دی

کہ او نامرد دیکھا تو نے کہ پاؤں اسکا موش خانہ مین جا رہا تھے وقت غنیمت معلوم ہوا
زور کرکے پاؤں توڑ ڈالا ایسی جرأت پر سرکشی کرتا ہے ادہر آ کہ حریف تیرا مین ہون یہ
یہ کہکر صفدر جنی سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی خوب زور ہوے یہانتک کہ شام ہوگئی
اب بھی دونون لڑے جاتے ہین علحدہ نہین ہوتے بس عبدالرحمن جنی
اپنے مقام سے اور صفدر جنی کے تھوڑی مین ہاتھ دیکر کہا کہ اگر تمہین اپنے زور و
قوت کی آزمایش کرنا ہی تو ہو چکی اور اگر عناد نکالنا ہے تو جواب جنگ مل ہی
چکا ہے جس وقت ہمراہ اپنے بادشاہ کے آؤ میدان مین نکل کر مقابلہ کر لینا یہ وقت
اور موقع لڑائی کا نہین ہے اس مین ہماری تمہاری دونون کی بدنامی ہے اس
لئے کہ نہ ایلچی کو سرکشی و زبردستی لازم ہے نہ یہی چاہئے ہے کہ ایلچی کے ساتھ
بدسلوکی کیجاے کوئی تمہین برا کہے گا کوئی ہمین برا کہے گا ادہر ملکہ آسمان پری
نے سیاہ قبا سے کہا کہ چھوڑ دو اس کو علیحدہ ہو جاؤ سیاہ قبا علحدہ ہوا صفدر
جنی اپنے بیس ہزار دیوؤن کو ساتھ لیکر نیز تنگ قاف کی طرف روانہ ہوا یہان سیاہ تک
سیاہ قبا بارگاہ مین اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ملکہ آسمان پری
تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے دس بجے تک دربار رہا اور باتین صفدر جنی
کی بدزبانی و نالائقی کی ہوا کین جب دربار برخواست ہوا سب دشمہ ادہر کو تسلیم رخصت کرکے اپنی مکان
کی طرف روانہ ہوی عبدالرحمن جنی اپنے مکان مین آئے لیکن انکو شدید جنی کی طرف سے
تشویش ہے کہ دیکھئے یہ ملعون کہین عملیات کے قوت سے کام نہ لے تو مشکل
پڑ جائیگی لیکن اب حال صفدر جنی کا سنئے کہ قلعہ بلوریہ سے
نکل کر ایک منزل تک یہ پہونچا ہوگا کہ اسے خیال گذرا کہ ایلچی گری کے اور جواب جنگ
لیچلے یہ تو کوئی لطف نہین ہان اگر یہ دونون دیو ہاتھ آجاتے تو لطف تھا دیوار زال
نے کہا کہ ہو سکتا ہے جو تو بغیر عیاری ان سرداران لشکر آسمان پری کو
گرفتار کر لاے اس نے کہا ابھی بس وہین قیام کیا اور انتظار مین دیوار زال کے
بیٹھا لیکن دیوار زال یہانسے پر قلعہ بلوریہ گیا جب روانہ ہوا جاتے جاتے داخل قلعہ ہوا وقت
شب کا خرابات زیادہ جا چکی تھی اسنے دریافت کر لیا تھا کہ دربار ملکہ آسمان پری کا کسوقت برخاست
ہوتا ہے معلوم ہوا کہ ابھی وقت باقی ہے بس جو راہ بارگاہ سے مکان سیاہ تک و سیاہ قبا کو گئی تھی وہان دیو
زال صورت گرگ کی بنکر کھڑا ہوا کہ یکایک سامنے سے روشنی مشعلونکی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ سیاہ تک
و سیاہ قبا دونون ساتھ چلے آتے ہین بس اسنے خاک اوڑانا شروع کی دو بہار خیر اصون نے بڑہ کر آواز
دی کہ ارے یہ کون بے ادب ہے نہین دیکھتا کہ سواری افسران لشکر کی چلی آتی ہے اور خاک اوڑا رہا ہے
لیکن کوئی جواب نہ ملا انہون نے پہر ڈانٹا پہر کوئی جواب نہ ملا انہون نے پہر للکارا جب پہر
جواب نہ ملا تو آگے بڑہ کر دیکھا کہ ایک بھیڑیا ہے اور ادہر بڑہ کر جھپٹے گرگ بہاگا اور سامنے ٹھہر کر پہر
خاک اوڑانے لگا لیکن خاک جو نفس کے ذریعہ سے دماغ تک پہونچی چھینکین مار مار کر جواس کرنے لگی اتنے مین
تو قریب ہو گئی اسوقت سیاہ تک بسبب کمی ہونیکے نفس پریشانی پر دارہی او سیاہ کلاہ کب اپنا بر نفس کہو گئی تھی
یہی حالت ہو گئی سیاہ قبا و دیکھی گرگ کا خیال ہو شاید خوف گرگ سے یہ گر پڑے مین ایسا ہو گرگ اپنے حملہ کرکے بس مرگیا

دوڑا اگر قریب پہونچے دیکھا کہ خواص زمین پر پڑی ہین اور گرگ سامنے کھڑا ہوا خاک اڑا رہا ہے
انھون نے ڈانٹا اور کوڑا پکڑ کر جھپٹے گرگ اور چند قدم بھاگ گیا لیکن یہ جوتیق گرد مین پہونچے
چھینک مار کر بیہوش ہوئے اور مرکب پر سے گرے اب دیوارزال نعرہ کرکے سامنے آیا اور سیشپارہ
سیانک سیاہ قبا کا باندھ کر پشت مرکب پر ڈالا اور آپ باگ ہاتھ مین لیکر نجارے
کی صورت بنکر روانہ ہوا اور صفدر جنی کے روبرو لیجا کر دونون کو ڈالدیا صفدر جنی نہایت خوش
ہوا اور دیوارزال کو بہت کچھ انعام دیا اور ان دونون کو مسلسل و مطوق کرکے روانہ ہوا دوسری
منزل پر پہونچکر قیام کیا لیکن جس وقت بیہوشی سیانک و سیاہ قبا کے دفع ہوئی اپنے کو اسیر
غل و زنجیر پایا آنکھین بند کر لین جانا خواب بد دیکھائی دے رہا ہے دیوارزال نے کہ اسی کے
سپرد انکی قید تھی آواز دی کہ یہ غفلت نہین بلکہ عین ہشیاری ہے خواب نہین بیداری ہے
اس وقت سیاہ قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ گرگ نہ تھا بلکہ عیار تھا ارے کس نے ہمین
گرفتار کرایا ہے دیوارزال نے کہا تمہین معلوم ہوجائے گا اتنے مین صفدر جنی نے ان دونون کو
طلب کیا دیوارزال قیدی انکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے سامنے صفدر جنی کے آیا دیکھا
ان دونون نے کہ صفدر جنی بصد نخوت دنگل پر بیٹھا ہے ان دونون کو بقید دیکھکر
آواز دی کہ کیون اے سیانک اور سیاہ قبا تمہین اس وقت بد کی جرئت تھی کہ
بارگاہ مین مجھسے زبان لڑائی سیانک نے کہا واے ہو تجھپر کہ عیار سے گرفتار کرا کر مجھکو بلاتا ہے
تجھے شرم نہین آتی اگر غیرت ہے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرنے کو کافی ہے ہان اگر مردی
تو ہم کو زیر کرتا تو جائے دم زدن نہ تھی بس صفدر جنی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دونون
سامنے نیرنگ شاہ کے بھی اسی طرح بیان کرینگے تو پہلوانون کے سامنے ذلت ہوگی اس سے
بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون کو سر کاٹ کر لے چلون یہ خیال کرکے جلاد کو حکم دیا کہ
لیجا کر انکو صحرا مین سر ان کے کاٹ لو یہ حکم سنکر جلاد قریب آیا اور ان
دونون کو لیکر طرف صحرا کے چلا اک درخت شمشاد کے نیچے بٹھا کر کوئلے
سے گردن پر خط کھینچا اور حسب قاعدہ حکم کا منتظر ہو کر کھڑا ہوا پوشاک سرخ
اس کی بر مین خنجر برہنہ ہاتھ مین لئے سامنے مجمع دیوون کا اور صفدر جنی
آگے اونکے کھڑا ہوا ہے کہ صفدر جنی نے کہا دیر کیا ہے اردے اک ہاتھ کہ سر الگ
ہوجائے جلاد نے حسب دستور کہا کہ بہر سمجھ لیجئے کہا ہان قتل کر کوئی
محل تردد نہین ہے دو حکم مل چکے ہین تیسرے حکم کی دیر ہے ادھر سیانک
سیاہ قبا نگاہ یاس سے ہر چہار طرف دیکھ رہے ہین لیکن سوا تشنگان
خون کے کوئی غمخوار نظر نہین آتا بلک کر دعا کی کہ اے پروردگار عالم
اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہین ہے بار الٰہا ہر چند کہ عمرین
ہم دونون کی پوری ہو چکین بچپن جوانی بڑھاپا تینون پنتھ گذر چکے اب سوا
مرنے کے کیا باقی ہے لیکن ایسی صورت کے مرنے سے ضرور کراہت معلوم ہوتی ہے
کہ لاش غسل و کفن و دفن سے بھی محروم رہینگے یہ ملعون سر ہمارے ملک نیرنگ قاف
مین لیجا کر اک بادشاہ کافر کو نذر دیگا وہ نہین معلوم سر وا نسے کس طرح پیش آئے اور انجام مین کہان پہنچواوے

اور لاشون کو تو یقینی یہ کافر اسی صحرا مین چھوڑ کر چلے جاینگے ہم اتنا چاہتے ہین کہ بعد مرگ مٹی خراب نہو
ان دونون نے کچھ اس طرح تہ دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اتفاق گرد وغبار جانب صحرا
سے بلند ہوا جلاد حکم ثالث کا منتظر ہے صفدر جنی غبار کی جانب دیکھ رہا ہے کہ آتے آتے دامن
گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے دس ہزار دیو اک آدم زاد کے ہمراہ رکاب آکر پہونچی
مگر سب سیہ پوش صورت ماتمیون کی بنائے ہوے خاک عزا بالون پر پڑی یہ صاحبقران اعظم
فرزند ملکہ آسمان پری ہین جو ملک قمبوریہ کو برائے عیادت قمبوریہ دیو پر در گئے ہوئے تھے اس
وقت پہونچے کہ حال غیر تھا انھین کے سامنے قمبوریہ کا انتقال ہوا یہ بھائی کو دفن کئے ہوے
لباس ماتمی پہنے اپنے مکان کو واپس آرہے تھے راستے مین یہ معرکہ دیکھا کہ دو دیو دو کم
چند دیو قتل کیا چاہتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملازم ہمارے ہین بس
نہایت غصہ آیا اور مرکب کو پاشنہ کیا مثل برق وہ فرس کوندا صاحبقران اعظم نے سامنے
آکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کس خطا پر میرے ملازمون کو قتل کرتا ہے اس نے کہا تم نہین جانتے
مجھکو منم صفدر جنی صاحبقران اعظم نے فرمایا صفدر جنی کون کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ مین
جنون مین یکتا بہادر ہون اس جنی نے کہا بہادر نہ تھا تو ان دیوون کو قابو مین کیونکر
لایا اور بیس ہزار دیوون کی سرداری پائی مین بیٹا ہون شدید جنی کا جو بھائی ہین عبدالرحمن
جنی کے فرمایا ہان اب معلوم ہوا تو پوتا ہے عبدالرحمن کا اچھا ان دیوون نے تیری کیا خطا
کی تھی جو تو قتل کرتا ہے اس نے کہا کہ تمہارے بارگاہ مین یہ مجھسے الجھے تھے فرمایا کہ پھر تو نے
سخت کلامی کی ہوگی اس نے کہا کہ پھر بہادر دب کے کب گفتگو کرتے ہین صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ کچھ تیری شامت تو نہین آئی ہے مین تجھسے دریافت حال کرتا ہون اور تو بڑے پن کی گفتگو
کرتا ہے اگر عبدالرحمن کا خیال نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچکر پھینک دیتا صاف صاف بیان
کر کہ تو کیون آیا تھا اور ان سے زبان کیونکر لڑی اور انکو گرفتار کس طرح کیا اس نے سبب اپنے
آنیکا اور گفتگو کا حال اور کشتی ہونا سیاہ کمر سے اور کولا ٹھتا اوسکا بیان کیا اور خاموش ہو رہا لیکن
حال گرفتاری نہ بیان کیا سیاہ کمر نے چلا کر کہا کہ اے شہریار اس نے عیار کے ذریعہ سے ہمکو گرفتار کرایا
بس یہ سنا تھا کہ صاحبقران اعظم کا چہرہ سرخ ہوگیا غصہ سے دست و پا کانپنے لگے فرمایا او بزدل اسی
منہ پر منم کا نعرہ کرتا تھا بس دور ہو میرے سامنے سے ورنہ سزا پائے گا جب یون بس نہ چلا تو عیارون
سے کام لیا اس نے کہا مین تو تمہاری فکر مین تھا اوسوقت تم نہ ملے مگر شکر ہے خداوند
ابلیس کا کہ انھون نے گھیر کر تمھین یہان بھیجا صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ مادر زاد
ہو گیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھکو اس نے کہا مجھے خود تمہاری تلاش تھی لو اس نوک
نیزہ قضا ہے یہ کہکر برچھا سینہ بے کینہ صاحبقران اعظم کے حوالہ کیا صاحبقران اعظم نے
ترچھے ہو کر برچھے پر ہاتھ ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ برچھا ہاتھ سے صفدر جنی کے نکل گیا اور یہ ملعون
اوندھے منہ جا رہا صاحبقران اعظم نے برچھا تو پھینک دیا اور فرمایا کہ دیکھا تو نے بس چلا جا
میرے سامنے سے کہ غصہ ہے مجھکو ایسا نہو تو مارا جائے اور مجھے تیرے دادا عبدالرحمن سے
شرمندگی ہو یہ تو اس مردود پر رعایت کر رہے ہین مگر صفدر جنی خون کا پیاسا ہے
بس یونہین کمر سے تیغہ کھینچکر صاحبقران اعظم پر وار کیا انکے ہاتھ مین نیزہ

تلوار ہے نہ سپر لباس ماتمی پہنے ہوئے ہیں یہ خیال بھی نہ تھا کہ میں اس پر رعایت
کروں گا تو یہ سرنگون نہو گا بس یونہیں جو تیغہ اوگر سر پر بیٹھتا ہے تا دو ابرو اوتر گیا اور
ہاتھوں میں داستانے بھی نہ تھے یونہیں دونوں ہاتھ مارے تیغہ تو بمشکل سر سے نکلا
مگر دونوں کلا ہاں بھی زخمی ہوئیں بس ایک طیش میں آکر یہ چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرون کہ
صاحبقران اعظم نے کلائی اسکی پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ یہ اوندھے منہ زمین پر آ رہا بس
بند کمر پکڑ کر زمین سے اوٹھالیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا سیاہ تک نے آواز دی کہ
اے شہریار سبحان اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا اب اسے چھوڑ دیجیے گا قلب اس ملعون کا
سیاہ ہے بس صاحبقران اعظم نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے میں
اس نے کہا کہ جانیں ہوں تو نام پر خدا و نہ ابلیس کے شمار میں یہ سنتا تھا کہ صاحبقران اعظم
نے ایک پاؤں اسکا پاؤں کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤں ہاتھ میں پکڑ کر جو زور کیا چیرے
چیر کر پھینک دیا بس اس کا مرنا تھا کہ جلادوں نے سیاہ تک و سیاہ قبا کو تو چھوڑا
اور صاحبقران اعظم پر آ پڑے ادہر صاحبقران اعظم کے لشکر نے دیکھا کہ مالک پر یورش ہے
یہ سب بھی وارین پکڑ پکڑ کر آ پڑے ادہر لشکر صفدر جنی کے دیو بیس ہزار ہیں تعداد میں دو دے ہیں
جھپٹ پڑے کہ مار لو اس آدم زاد کو ارے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے
مارا ہم بادشاہ کو کیا جواب دینگے دیو تو شغل غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی کچھ دیو صاحبقران
اعظم کو لیکر علیحدہ ہوگئے کہ یہ زخمی بہت تھے اودہر کچھ دیوون نے دوڑ کر سیاہ تک سیاہ قبا
کو بھی رہا کیا قید کاٹ دی سیاہ تک تو بسبب پاؤں بیکار ہونے کے صاحبقران اعظم پاس
آکر ٹھہرے اور سیاہ قبا وارتمشا پکڑ کر جا پڑے جس دیو پر وار مارے وہ پیوند خاک ہوگیا
ہر طرف وہا دہم واریں اور میل فولادی چل رہے ہیں سر پھٹ رہے ہیں جسم خاک پر لوٹ رہے
ہیں شور دار و گیر بلند ہیں ادہر دس ہزار دیو ہیں اودہر بیس ہزار انکا سردار زخمی ہے اور
اون کا افسر مارا جاچکا فوج بے سردار کہاں تک لڑے سیاہ قبا نے کشتون کے
پشتے لاشوں کے انبار لگا دیئے انجام کار فوج کفار نے لاش صفدر جنی کی اوٹھالی
اور نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوئے بیس ہزار دیوون میں سے دس ہزار مارے
گئے اور دس ہزار لاشیں لے کر بھاگے اور کوئی دو ہزار کے قریب اہل
اسلام مارے گئے بعد فتح کے صاحبقران اعظم کو تو پانچ ہزار دیوون نے گلستان
ارم کی جانب روانہ کیا کہ یہ نہایت زخمی تھے اور سیاہ تک سیاہ قبا لاشوں کے
دفن کے انتظام میں مصروف ہو رہے تین روز میں دفن و کفن سے فرصت ہوئی اب یہ
بھی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑیئے لیکن اب حال
گذارش کیا جاتا ہے ان دیوون کا جو لاش صفدر جنی کی لے کر نیرنگ
قاف کو روانہ ہوئے تھے دوسرے روز پہونچ گئے اوس وقت پہونچے
کہ نیرنگ شاہ مصروف سیر و شکار تھا شدید جنی بھی ہمراہ تھا کہ دیکھا سامنے سے
کچھ دیو خاک اوڑاتے ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہیں نیرنگ شاہ نے کہا ارے
خیر تو ہے دیوون نے عرض کیا کہ حضور بھلا خیر کہاں سوا شر کے یہ کہکر لاش صفدر جنی کے سامنے رکھدی

نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ کیونکر مارا گیا دیوون سے تمام سرگذشت بیان کی پہونچنا بارگاہ آسمان
پری مین سخت کلامی ہونا عبدالرحمن جنی سے کشتی ہونا سیامک سیاہ قبا سے بعد
اسکے واپس آنا جواب نامہ لیکر راہ مین گرفتار کرانا سیامک سیاہ قبا کو
اور حکم قتل دینا پہونچنا صاحبقران اعظم کا اور قتل کرکے صفدر جنی کو چھڑانا سیامک سیاہ
قبا کا سب حالات اس طور سے بیان کیے کہ کہین زیادتی صفدر جنی کے نہ بیان کی اور اہل
اسلام کو خطاوار قرار دیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نظر مین شدید جنی کی تیرہ و تار ہوگیا
اور کہا کہ تو سہی جو خون صفدر جنی کے عوض مین تمام گلستان ارم کی دیو و پری کو
جلا نہ دیا ہو ہرچند نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ اٹھارہ لاکھ دیوون کی فوج موجود ہے
جس مین بڑے بڑے سرکش و قوی ہیکل دیو ہین جسقدر فوج چاہو لے جاؤ اور خون
فرزند کا قصاص دشمنون سے لو لیکن اوس نے کہا کہ مجھے اس کے ضرورت نہین ہے اب
آپ تماشا دیکھیے اور اوسی وقت لہارون کو طلب کرکے ایک تالاب آہنی تیار کرایا اور نیچے اوس
کے اک صندوق کھدواکر تالاب کو تیل سے پر کراکر آگ روشن کرادی اور کچھ اسم پڑھ
کر دستک دی دیکھا کہ جانب جنوب سے ایک لکا ابر پیدا ہوا اور سامنے آکر گرز گرایا اور اک
آواز پیدا ہوئی کہ موکل ابر نشین مجھکو کس واسطے طلب کیا ہے شدید جنی نے کہا کہ جاؤ
گلستان ارم کی طرف اور تمام دیو و پری کو اسیر کرلاؤ یہ سننا تھا کہ وہ ابر پھیل کر گرجا ہوا
گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا یہ عمل شدید جنی کا نہایت غضب کا تیار ہے غرضکہ
وہ ابر جاتے جاتے اوس مقام پر پہونچا جہان کہ سیامک سیاہ قبا پانچ ہزار دیوون
سے لاشین دفن کرکے چلے آتے تھے اور قریب قلعہ بلوریہ کے پہونچ چکے تھے کہ دیکھا
انہون نے ابر نہایت زور شور سے آرہا ہے اک درخت کے نیچے ٹھہر گئے لیکن ان کو
تعجب ضرور ہوا کہ فصل گرما مین ابر کیسا لیکن وہ ابر بہت تیزی کے ساتھ آکر محیط ہوگیا
اور برسنے لگا بس جس دیو پر ایک بوندبھی پڑ گئی اوس نے غلغلہ ماری اور بشکل جانور
آبی کوئی قاز کوئی قرقرا کوئی سرخاب بن بن کر اوڑنا شروع ہوے اور اوس ابر سے
جا کر مل گئے یہانتک کہ پانچون ہزار دیو جانور بنکر اوڑ گئے معہ سیامک و سیاہ قبا اوس
ابر جا کر مل گئے اب اوپر اوپر ابر اور نیچے اوس کے یہ پانچون ہزار دیو جانور بنے ہوے اوڑتے
چلے جاتے ہین ابر انکو لیکر طرف نیرنگ قاف کے روانہ ہوا اور ان جانورون نے اتنی
آواز دی کہ یا عبدالرحمن جنی ہماری خبر لیجیے ورنہ ہم تو جاتے ہین اودہر قلعہ بلوریہ سے
ابر بے فصل اوٹھتے دیکھکر ملکہ آسمان پری و عبدالرحمن جنی بھی تعجب مین تھے جسوقت
یہ واقعہ آنکھون کے سامنے گزرا کہ جس دیو پر بوندی پڑی وہ جانور بن گیا بس انکو یقین ہوگیا
کہ یہ فعل شدید جنی کا ہے بس انہون نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ جلد قلعہ گلستان
ارم کی جانب چلیے اور قلعہ بلوریہ کو خالی کیجیے ورنہ یہی حالت ہم سب کی ہوگی جو آپ کے
سیامک سیاہ قبا اور پانچہزار دیوون کی ہوئی ہے اور اب یہ بچ نہین سکتے
ان سے تو ہاتھ اوٹھایے جو لوگ باقی ہین اون کی خبر لیجیے ملکہ آسمان پری بعجلت
تمام قلعہ بلوریہ سے قلعہ گلستان ارم کو روانہ ہوے اور اک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کرے

کہ کوئی شخص رعایا برایا مین سے یہان نہ رہے سب قلعہ گلستان ارم مین چلے چلین ورنہ
زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جائے جس وقت منادی نے ندا کی تمام
قلعہ مین اور گرد و نواح مین ہل چل مچ گئی دیو پری بھاگنے لگے پریون نے بچونکو بغل
مین دبا لیا مردون نے اسباب اوٹھا لیا گھر بار کو چھوڑا جسے دیکھو بھاگا چلا جاتا ہے
تھوڑے عرصہ مین تمام قلعہ بلوریہ خالی ہو گیا اک ہو کا عالم ہر طرف نظر آتا تھا تمام گھر خالی
پڑے تھے لیکن عبد الرحمن جنی نے قلعہ گلستان ارم مین پہونچکر اک کتاب نکالی
اوس مین طریقہ رو عمل سحاب دیکھکر سامان اوسکا مہیا کیا اور اک مقام پاک و طاہر پر
بیٹھکر خوشبو جسم مین ملی اور اک منقل سامنے رکھ لی اور کچھ اسم پڑھ پڑھ کر چند
اجزائے سرخ منقل پر ڈالے کہ اوسنے دود سرخ پیچیدہ ہوکر بلند ہونا شروع ہوا یہانتک
کہ تمام گلستان ارم پر اک سائبان سرخ بنکر محیط ہو گیا اوسکے بعد کچھ اور اسم پڑھکر
دستک دی کہ اک موکل سرخ پوش پنکھا ہاتھ مین لیئے ہوئے زمین سے پیدا ہوا اور ہاتھ
باندہ کر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے عبد الرحمن جنی نے کہا کہ اے موکل شعلہ افروز جا اور
ابر شدید جنی کو جلا کر عمل اوسکا پلٹ دے اوسکے بعد اپنے ہنر لشکر کفار کو دکھا یہ کہکر
ایک ٹکڑا قرطاس سفید کا سرخ روشنائی سے لکھکر آگ پر ڈالا کہ وہ جلا اور وہین سے
اک بساط بنکر تیار ہوا موکل سے کہا کہ بیٹھکر روانہ ہو موکل نے سلام کیا اور بساط پر وان
پر بیٹھکر زرنگ قاف کی جانب روانہ ہوا اب اسے بھی راہ مین چھوڑیئے پہلے حال اوس ابر کا
سنیئے کہ جو دیوان گلستان ارم کو قید کرنے گیا ہے جانے سمجھانے جس وقت زرنگ
قاف مین پہونچا شدید جنی کے سر پر محیط ہو کر قائم ہو گیا شدید جنی نے زرنگ شاہ سے
کہا کہ اب تماشا دیکھیئے اور ابر کی طرف کچھ پڑھ کر اونگلی سے تالاب کی طرف اشارہ کر کے
آواز دی کہ آؤ یہ مقام تمہارے واسطے ہے بس اشارہ کرنا تھا کہ ان طائرون نے جو زیر ابر
شور فریاد بلند کر رہے تھے کندے جوڑے اور تالاب مین گرے اسی طرح آن واحد مین سب
جل کر خاک ہو گئے زرنگ شاہ یہ کمال شدید جنی دیکھکر نہایت خوش ہوا بہت تعریف کی
اوسی وقت تو پارچہ کا خلعت دیا شدید جنی نے کہا کہ اسی طرح اگر کل پرندان گلستان
ارم کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا شدید جنی نہ پایا اور آپ تماشا دیکھیئے غرضکہ یہان خیمے ڈیرے
پڑ گئے فوجین اوتر گئین شدید جنی نے ایک چھولداری اپنے واسطے علحدہ برپا کی اور ابر کی طرف اشارہ
کیا وہ ابر پھر سایہ کرتا ہوا گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا اب تماشا دیکھیئے کہ
اس طرف سے تو ابر جا رہا ہے اور اودہر سے موکل شعلہ افروز چلا آتا ہے بس جیسے ہی ابر نے
اس موکل کو دیکھا پہلے تو زور شور سے گرجتا ہوا چلا کہ قید کرلون اس کو لیکن جیسے ہی قریب پہونچا
اور موکل شعلہ افروز نے نعرہ کر کے جھپک پنکھیا کی دی جس طرح اگ کی سمٹتی ہی گوشہ ابر سمٹ
گیا بس موکل نے اب جو چار طرف سے پے درپے پنکھیا کی جھپک دی وہ تمام ابر سمٹ کر اک
سروٹی کا لگا بن گیا اور موکل شعلہ افروز پنکھیا کی جھپک دیتا ہوا سمیٹ کر اور اس ابر کو
زرنگ قاف کی طرف لے چلا ابر سے بجائے گرج و چمک کی صدائے فریاد بلند ہوئے یہانتک
کہ یہ موکل ابر کو لئے ہوئے اوس تالاب پر پہونچا جسمین تیل کھول رہا تھا اور کنارہ پر اوسکے

شدید جنی کھڑا ہوا تھا بس موکل نے پہونچتے ہی آواز دی کہ او کافر مرتد تو نے پانچ ہزار بندگان
خدا کا خون کیا دیکھ اب اوسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے یہ کہکر جو سنکھیا کی تہنگی دی وہ ابر کا ٹکڑا تالاب
مین گرا اور اک شعلہ بنکر بھڑکا گرتے وقت اس نے آواز دی کہ مین دشمن کے قابو مین آگیا اگر کچھ
طاقت ہو تو روکو مجکو ورنہ مین جاتا ہون شدید جنی تو اس انتظار مین تھا کہ موکل میرا سب کو
اسیر کیے ہوئے لاتا ہوگا لیکن معاملہ بالعکس ہوگیا بس اس نے تو آواز دی کہ اے جلدی
لاؤ کتاب میری اور نیرنگ شاہ سے کہا کہ آپ جلدی بھاگئے یہان قیامت ہوا چاہتی ہے نیرنگ
شاہ تو سر پر پاؤن رکھکر بھاگا لیکن لکہ ابر جو تالاب مین گرتا ہے جل کر اک شعلہ جوالہ بنا اور بھڑک کر
شدید جنی پر گرا اس نے جلدی سے کوئی اسم پڑھا کہ ایک شعلہ کے کئی شعلے بن کر جسم
سے علیحدہ ہوئے لیکن تمام جسم مین شدید جنی کے آبلے پڑ گئے اور یہ اپنی چھولداری کیطرف بھاگا
شعلون نے اس کا تعاقب کیا جب یہ کچھ پڑھ کر پھونکتا ہے شعلے علیحدہ ہو جاتے ہین بعد اسکے
پھر لپٹنے لگتے ہین مہلت نہین دیتے موکل شعلہ افروز دمبدم للکار رہا ہے کہ ہان جلا دو اسکو
جانے نہ پائے ادہر اس نے ایک پڑیا پھر اوسی تالاب مین ڈالدی جو اس کو چلتے وقت عبدالرحمن
جنی دی تھی لبس اس پڑیا کے گرتے ہی شعلے تالاب سے نکلے اور لشکر دیوان نیرنگ قاف
کی طرف چلے بادشاہ تو پہلے ہی بھاگ کر چلا گیا تھا لیکن لشکر یہان پڑاؤ کیے ہوئے
تھا اب یہ شعلے چمک چمک کر گرنا شروع ہوئے اور دیوون کو یہ نگلنا شروع کیا جسپر شعلہ
چمک کر گرا جل کر مثل دیو آتشبازی کے خاک ہو گیا لشکر مین بھگدڑ مچ گئی دیو بھاگے
جاتے ہین اور موکل للکار رہا ہے کہ ہان مار لو ان کو جانے نہ پائین شعلے پیچھا کیے ہوئے ہین
دیو بھاگتے پھرتے ہین ادہر چند شعلے شدید جنی کی فکر مین ہین لپٹے ہی جاتے ہین چھولداری
تک پہونچنا اسے دشوار ہو گیا ہے موکل چلا رہا ہے کہ یہ مزا ہے خون بہانے کا شعلون کی لپٹ
سے تمام صحرا آتش بہار ہو رہا ہے بلکہ یہ کہئے کہ نمونہ دوزخ معلوم ہوتا ہے کفار جیتے جی جل رہے ہین
بار بار موکل کہتا ہے کہ آج کوئی دیو پری نیرنگ قاف کی بچنے نہ پائے بعضون نے قصد کیا کہ
اب خیر نہین معلوم ہوتی طلسم سے بھاگ چلنا چاہیے شاید جان بچ جائے غرضکہ عجب طرح کا
ہنگامہ برپا ہے آن واحد مین شعلون نے قریب دس ہزار دیو و پری کے پھونک دیے اور
جلا کر خاک کر دیئے اب موکل پیچھے پیچھے ہے اور شعلے مثل فوج کے پرا جمائے ہوئے آگے
آگے ہین لیکن چلے جاتے ہین یہانتک کہ اسی حالت مین قریب شہر کے پہونچ گئے شہر مین تلاطم
ہو گیا شعلون کی فوج سے کوئی چارہ نہین ہے بھاگ کر جان بچتی ہے نہ لڑتی بنتی ہے کوئی ذی روح
ہو تو اوس پر حربہ کرین قتل کرین ضرب کا جواب دین شعلون سے کون لڑے عجب طرح کا تہلکہ
پڑا ہے اگر دو دیو ایک مقام پر کھڑے ہین اور شعلہ لپک کر وہان پہونچا تو ایک دوسرے کو شعلہ
پر دھکیل کر بھاگتا ہے بھائی بھائی کا باپ بیٹے کا بیٹا باپ کا دوست نہین سب کو اپنی اپنی
جان عزیز ہے لیکن شدید جنی گرتا پڑتا اپنی چھولداری مین پہونچا اور کچھ اسم پڑھکر گرد اپنے
خیمہ پر ایک لکیر کھینچ دی کہ شعلے باہر رکے اندر نہ آسکے قبل اسکے کتاب نکالی اور اوس مین سے
ورد عمل کی ترکیب نکالکر جلدی سے سات مرتبہ اک اسم کو پڑھکر دستک دی کہ اک پری پیدا
ہوئی تلوار اوسکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی کہا کیون مجھے بلایا ہے شدید جنی نے کہا کہ دشمن کو جواب دے یہ کہکر

ہاتھ سے اشارہ کیا پری تڑپ کر خیمہ سے نکلی جس شعلہ کو پری اوہ افسردہ ہوگیا جب اسنے ان
شعلونکو گل کردیا شدید جنی کہ منتظر تھی اب یہ بھی خیمہ سے نکلا آگے آگے پری تلوار کھینچی ہوئی اور پیچھے
پیچھے شدید جنی آتے آتے قریب پہونچا دیکھا کہ عجب قیامت برپا ہے ہزارہا دیو دیری بھاگے
پھرتے ہیں اور شعلہ اونکے پیچھے بلا کیطرح لپٹے ہوئے ہیں جو دیو یا پری ذرا ٹھہرا یا ٹھوکر
کھا کر گرا شعلے نے اوسکو جلا کر خاک کرڈالا ہرطرف بھگڈر مچی ہوئی ہے بس یہ دیکھتا تھا کہ شدید جنی
نے پری سے کہا کیا دیکھتی ہے قتل کر اسکو کہ اس نے سیکڑون کا خون کیا ہے یہ سنتے ہی پری کندی
تولکر موکل آتش افروز کی طرف چلی اور پکاری کہ او چھوکرے اسقدر تو نے سر اوٹھایا بس
ٹھہر کہ اجل تیری آپہونچی یہ سنتا تھا کہ موکل سہم گیا اپنے ملک الموت کو پہچان گیا اور شعلونکی طرف
اشارہ کیا شعلے اودہر سے پلٹے اور پری کی طرف چلے اور آپ یہ موکل بھاگا کہ شعلون کو آگے کر دیا
کہ جبتک یہ شعلے اسکو روکین میں عبدالرحمن کے پاس پہونچکر اطلاع کردون شاید وہ کوئی صورت جان
بخشی کی نکالین پری اسکی قضا ہے کب فرصت لینے دیتی تھی جو شعلہ لپک کر اسکی طرف چلا پری نے
برما اجل ہو کر ہتیار رفتہ رفتہ میں چار سو شعلے تھے سب افسردہ ہوگئے اور پری دوڑ کر چھوکرے کے سر پر موکل آتش افروز
کے پہونچ گئی اور کہا کہ بہت سر اوٹھایا تھا تو نے دیکھ یہ اوسکی سزا ہے یہ کہکر وہی تلوار جو اسکے ہاتھ میں کھنچی ہوئی تھی
گردن پہ موکل کے لگا سر کٹ گیا بس سر کا کٹنا تھا کہ بجائے خون ایک شعلہ نکلا اور لاش کو موکل کے سع
سر جلا کر خاک کر دیا بعد اوسکے خود بھی افسردہ ہوگیا یہ دیکھکر یاتو تمام دیو شدید جنی کو گالیان دیتے
تھے کہ یہ بلا اسکی ذات سے آئی نہ یہ اسے بھیجتا نہ وہ اپنے شعلے آتے اسنے اپنے ساتھ ہماری بھی جان لی
اوستاد سے اپنے مقابلہ کیا اوسکی سزا پائی جو محسن کشی کریگا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن جب پری نے آکر موکل کو
مارا سب تعریف کرنے لگے کہ اگر ایسا نہوتا تو اتنی بڑے شخص سے کیون پڑتا جب جامہ سے باہر ہوتنے کی راہ رکھ
لیا ہے بادشاہ بھی پہلے نہایت ناراض ہوگیا تھا تیاری طلسم کیطرف بھاگنے کی کردی تھی کہتا تھا کہ اس کی ذات
سے سلطنت میں رخنہ پڑا لیکن جب خبر موکل مارے جانے کی سنی نہایت خوش ہوا اور شدید جنی
کیواسطے خلعت بھیجا پری تو موکل کو جلا کر حسب اجازت غائب ہوگئی لیکن شدید جنی علاج میں مصروف
ہوا وہ آبلے جو اس کے جسم پر پڑ گئے تھے کوئی دوا اونپر اثر نہ کرتی تھی جب شدید جنی نے عملیات سے
کام لیا ہے تو اچھا ہوا ہے بعد اچھے ہونیکے اسنے اپنے ہمزاد کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوا تو بقوت عمل اسکو
مقید کرکے گلستان قفس کیطرف روانہ کردیا سبب اسکا یہ تھا کہ جسوقت عبدالرحمن جنی نے اس کا
رد عمل کیا ہے تو یہ کلمہ غصہ میں آکر کہا تھا کہ تو سمجھ اسکا ہمزاد اسی کو قتل کرے یہ خبر موکلون نے
اس کو بھی پہونچا دی تھی اسی بناپر اسنے ہمزاد کو گلستان قفس میں قید کیا کہ نہ ہم ہوگا نہ مجھے
قتل کریگا لیکن خبر قید کی ہمزاد کی جو عبدالرحمن جنی کو پہونچی کہ انکے موکل بھی ہر وقت کی خبر پہونچا
رہتے تھے یہ ساکت ہوئے سبب سکوت ملکہ آسمان پری نے پوچھا عبدالرحمن نے عرض کی کہ عمل
میرا باطل ہوگیا ملکہ آسمان پری نے کہا کہ کیون باطل ہو گیا عبدالرحمن نے جواب دیا کہ اسوقت
شدید جنی مجھسے کسی طرح کم تھوڑی ہے جو باتین پیغمبر ادریس سے پوشیدہ کی تھین وہ اوسنے بھی
آگاہ ہوگیا اسلیے کہ وہ پہلے ہی ادریس کتاب کو چرالے گیا کہ جو عملیات کا دار ومدار تھا وہ اسنے رد عمل
کی ترکیب کی جو موکل کہ میرے موکل پر حاوی تھا وہ اسکے قبضہ میں ہے اور وہ اسوقت سب کچھ کر
سکتا ہے لیکن آپ نہ گھبرائیں اسلیے کہ جینے یہ سائبان مرصع جو تمام گلستان ارم پر قائم کردیا ہے

یہ بجائے حصار ہے اب اگر ابر وغیرہ آئے گا تو بوندیون کا اثر ضرب نہین پہونچا سکتا
جو قطرہ گریگا جل جائے گا اور چند سوکل مینہ اور معین کر دیئے ہین جو ہر قسم کے خبر رسانی کرتے رہینگے کہ اوسکا
پیشتر سے بندوبست ہوجائیگا لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان ضلالت لشکر دیوان گلستان ارم کی بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت انہون نے بربادی بہارستان قاف سے فراغت پائے اور جشن سے فرصت ہوئی تو برق بریق نے دیوا ستقال
سے کہا کہ اب گلستان ارم کیطرف چلنا چاہیئے دیو استقال نے کہا بہت مناسب ہے اور اوسی وقت
لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود سامان کرکے مع بارگاہ گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا بعد
اوسکے تمام لشکر مع برق بریق شاہ گلستان ارم پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے
جسوقت تین چار منزل پر پہونچے تو دیکھا کہ تمام صحرا دیوون سے مملو ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت
بڑا لشکر اوترا ہوا ہے دیوا ستقال نے کچھ دیوون کو بھیجا کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ دیو کہان کے رہنے والے ہین
اور کس بادشاہ کے ملازم ہین یہان کیون ٹھہرے ہوئے ہین کس طرف سے آتے ہین اور اب ارادہ
کدھر کا ہے یہ سنکر دیو برائے تفحص روانہ ہوئے تھوڑے دیر کے بعد آکر عرض کی کہ یہ لشکر دیو نفریت
بن عفریت کا ہے بہت بڑا لشکر ہے آپکے لشکر سے کسی طرح کم نہین ہے اور سب ابلیس پرست ہین
سنا ہے کہ یہ لوگ بھی گلستان ارم پر چڑھ کر گئے تھے لیکن سردار انکا نواسہ حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا
شاخ اعلی ٹوٹ گئی شکست کھا کر بھاگا ہے اور اسی صحرا مین مقیم ہے علاج مین مصروف ہے اودھر دیو
نفریت نے آمد لشکر دیکھکر اہل اسلام کے خوف سے اپنے دیوون کو برائے خبر روانہ کیا تھا جبکہ
ان دیوون نے حال دریافت کر لیا آکر دیو نفریت بن عفریت سے بیان کیا کہ اک دیو
دراز قامت ایک لاکھ دیوونسے چلا آتا ہے سنا ہے کہ بارادہ بربادی گلستان ارم جاتا ہے
وہ مذہب بن ابلیس پرست ہے نام اوسکا دیوا ستقال ہے مگر یہ بادشاہ نہین معلوم
ہوتا بلکہ افسر فوج ہے سنا ہے کہ بادشاہ عقب مین اسکے چلا آتا ہے اور بڑی فوج
اوسکے ساتھ ہے دیو نفریت نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو وہ اور ہم ایک
ہو جاینگے خیمہ آنے دو اور ملاقات تو ہونے دو اتنے مین دیوا ستقال ایک لاکھ
دیو سے اسی صحرا مین پہونچا اور ایک طرف خیمہ زن ہوا اسکے بعد دیو ہومان اور
دیو گلیزال و دیو تیلزان اور دیو ہنتا اور دیو کرکرا اور شکیلائے آہن کلاہ یہ
سب توں آٹھون دیو ایک ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے آکر پہونچے آخر مین سواری
بادشاہ کی آئی بارگاہ برپا ہوئے بادشاہ اوترکر داخل بارگاہ ہوا دیوا ستقال نے
سب کیفیت جو کچھ کہ دریافت ہوئی تھی نفریت بن عفریت کی سامنے برق بریق
کی بیان کی برق بریق نے کہا کہ جب ہمارا اوسکا مذہب ایک ہے تو ملنا اور ملاقات
کرکے یکدل ہوجانا چاہیئے کہ کام مین آسانی ہو دیوا ستقال نے کہا کہ میری بھی یہی
رائے ہے اوس وقت برق بریق نے شکیلائے آہن کلاہ سے کہا کہ تم نامہ لیکر
جاؤ اور جواب اسکا لے آؤ اور شکیلائے آہن کلاہ نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور لشکر نفریت
کیطرف روانہ ہوا نفریت کے دیوون نے اسکو خبر کی کہ بادشاہ نو وارد کی طرف سے ایلچی آتا
ہے کہا آنے دو بلکہ اوسکو تعظیم کیساتھ ہمارے پاس لاؤ کچھ دیو جو عہدہ ہائے جلیل پر تھے چند قدم گئے اور

استقبال کرکے شکیلائے آہن کلاہ کو سامنے نفریت بن عفریت کے لائے اپنے ادب سے
سلام کیا جواب سلام دیا اور نگل بیٹھنے کو ملا ساقی نے جام شراب بھر کر پیش کیا شکیلائے آہن کلاہ
نے جام شراب کا غٹ غٹ کر پیا اور نامہ برق بریق شاہ کا ٹوپی سے نکال کر نفریت کو دیا نفریت
نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے برادر ہم نے سنا ہے کہ آپ بھی مذہب ابلیس پرستی رکھتے ہیں اور قدیم
طریق کے پابند اور دشمن ہیں خدا پرستوں کے اور ہم بھی بندگان خداوند ابلیس سے ہیں اور
منزل مقصد بھی ہماری آپکی ایک ہی ہے یعنے ارادہ بربادی گلستان ارم ہم بھی کئے ہوئے ہیں
لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ ملکر ان خدا پرستوں کا استیصال کریں شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را | پراگندگی آرد انبوہ را

جس وقت ہم آپ ایک ہو کر لڑینگے کام باسانی انجام کو پہنچیگا یہ مضمون دیکھکر دیو نفریت بن عفریت
نہایت خوش ہوا اور شکیلائے آہن کلاہ کو خلعت دیا اور جواب نامہ یہ لکھا کہ اے برادر جو کچھ
آپنے لکھا بہت بجا و درست ہے لیکن پہلے اسکا تو فیصلہ کر لیجئے کہ دو بادشاہ ایک لشکر میں کیونکر رہ سکتے
ہیں لہذا یا میں رہوں یا آپ ایک حاکم بنا رہے اور دوسرا اوسکا محکوم و تابع فرمان رہے لہذا یہ حق
میرا ہے اسلیئے کہ خاندانی بادشاہ ہوں اور تم نئے بادشاہ ہو تمہیں وزارت اختیار کرنا چاہیئے کہ یہ
بھی تمہارے واسطے کم نہیں ہے اور میں بادشاہ رہوں کیونکہ یہ حق میرا ہے اور میرے بزرگوں سے
سلطنت چلی آئی ہے والسلام یہ جوابنامہ کا شکیلائے آہن کلاہ کو دیا گیا شکیلائے
آہن کلاہ جواب نامہ لیکر پاس برق بریق کے آیا اور جواب پیش کیا برق بریق نے جواب الجواب
تحریر کیا مضمون اوسکا یہ تھا کہ ہرچند کہ میں داروغہ زندان خانہ تھا اور اب بادشاہ ہوں اور آپ
خاندانی بادشاہ ہیں لیکن یہ تو خیال فرمایئے کہ جس خداوند نے آپکو سلطنت کئی پشتوں سے عنایت کی
اوسی نے مجھکو یہ سلطنت جدید بھی بخشی ہے اور کسی وقت میں آپکے بزرگ بھی کسی دوسرے بادشاہ کی رعایا
ہونگے جسطرح ایک حیلہ حکومت میرے واسطے نکل آیا اسی طور سے کوئی حیلہ اونکے واسطے بھی ہو گیا ہوگا یہ
استدلال ایسے نہیں ہیں جنسے میں اپنی حکومت آپکو دیکر خود محکوم بنجاؤں اے برادر جسکی تیغ اوسکی دیگ
اگر کچھ زور بازو ہو اور میرے پہلوانوں کو زیر کیجیئے تو میں اس باتکو گوارہ کر لونگا کہ آپ بادشاہ ہوں اور
میں وزیر اور اگر میرے پہلوانوں سے آپ زیر ہو گئے تو اسکے عکس کرنا پڑیگا کہ میں دونوں لشکر کا بادشاہ
ہونگا اور آپکو عہدہ وزارت اختیار کرنا ہوگا بس یہ نامہ دیو اشقال کو دیا اور اشقال نامہ لیکر
نفریت بن عفریت پاس آیا نفریت نے نامہ پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہا کہ اے دیو اشقال مجھے
منظور ہے جو کچھ تمہارے بادشاہ نے لکھا بہت صحیح ہے میں پشت پر جواب جنگ تحریر کرتا ہوں لیکن یہ جنگ وہی
دوستانہ اور امتحانی جنگ ہے دیو اشقال نے کہا نہیں تو کیا دشمنی ہے ایک جھگڑے کی بات تھی اوسکے فیصلہ کی یہی
صورت قرار پائی لیکن دیو نفریت نے کہا اے اشقال مجھے تو تجھسے زیادہ زبردست برق بریق کے لشکر میں کوئی
نہیں نظر آتا لہذا طول کرنیکو کھینچے جو سب سے زیادہ زبردست ہو وہی لڑے دیو اشقال نے کہا ایسا ہی ہوگا
اور یقین ہے کہ میرے ہی آپ سے مقابلہ کی نوبت آئے اسلیئے کہ میں سالار فوج ہوں اور سب سے
زیادہ قوی ہوں نفریت نے کہا کہ جاؤ اور اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجوا دو
یہ سنکر دیو اشقال نفریت سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر میں برق بریق
سے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیئے اوسی وقت

برق بریق نے دیو اشقال کے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بس نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہاں دیو نفریت بن عفریت نے طبل جنگ بجوایا دونوں طرف کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی جسوقت دیو سپید صبح نے دیو سیاہ شب کو لیکر گوشۂ مغرب کے غار عمیق میں پچھاڑا تمام دیوان نفریت بن عفریت و برق بریق میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے اور دیو اشقال بمرتبۂ سرداری لشکر سے بیس قدم آگے بڑھکر کھڑا ہوا اور نفریت اپنے لشکر کے آگے بمرتبۂ سرداری قائم ہوا اوسوقت دیو اشقال سامنے تخت برق بریق کے آیا اجازت چاہی برق بریق نے کہا جا تجھے خداوند ابلیس کی نگہبانی میں دیا یہ سنکر دیو اشقال نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور وہاں سے رخ میدان جنگ کا کیا اور میدان میں آکر قائم ہوا اور پکارا کہ اے بادشاہ لشکر دیوان یعنے اے نفریت بن عفریت آیئے اور ساز نمائش قوت کر لیجئے ادہر سے دیو نفریت نکلا دونوں میں جنگ ہونے لگی دیو اشقال نے وار شمشاد سر پر نفریت کے ماری نفریت نے وار کو وار پر روکا اور اپنی وار اشقال کے حوالے کی اسنے بھی وار نفریت کا رد کیا کئی ضربوں کی نوبت آئی یہ رنگ دیکھکر برق بریق نے دیو اشقال کو آواز دی کہ اے سپہ سالار مابدولت حربہ ہائے جنگ سے کام نلے ایسا ہو کہ تم دونوں میں سے ایک ہی باقی رہ جائے تو ایک ہونہار بندہ خداوند ابلیس کا کم ہو جائیگا بہتر یہہ ہے کہ اپنا فیصلہ کشتی سے کر لو دیو اشقال نے کہا بہت خوب ایسا ہی ہوگا وار ہاتھ سے پھینکدی اور نفریت سے لپٹ پڑا دیو نفریت نے بھی وار شمشاد کو دور پھینکا اور دیو اشقال سے مصروف تلاش ہوا اسنے اوسکی کمر زنجیر پکڑی اور اوسنے اسکے کمربند میں ہاتھ ڈالا سر ملا دیئے زور ہونے لگے کبھی دیو اشقال دیو نفریت کو ریل لیجاتا ہے اور کبھی دیو نفریت دیو اشقال کو پیچھے ہٹا دیتا ہے زور کشمکش کے ہو رہے ہیں پسینے کے نترّاے چل رہے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہیں تمام لشکر دونوں کی نگاہیں اودر جانبین لڑی ہوئی ہیں اسلیئے کہ ایکطرف بادشاہ لشکر دیوان اور دوسری جانب سپہ سالار ہے ہر لشکر کا اسی ایک ایک پہلوان پر مدار ہے جو زیر ہو گیا گویا تمام لشکر زیر ہو گیا کہاں تک گذارش کیا جائے کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی اب برق بریق نے کہا کہ شب واسطے آسائش کے ہے اس وقت کشتی موقوف کی جائے کل صبح کو پھر دیکھا جائیگا دیو نفریت نے کہا کہ اے برق بریق جب یہہ ثابت ہو گیا کہ دن بھر کا دم ہم دونوں میں ہے اگر دن بھر لڑینگے اور شام کو علیحدہ ہو جائینگے تو زندگی میں اس کا فیصلہ نہ ہوگا اس سے بہتر یہہ ہے کہ جب فیصلہ ہو جائے اوس وقت علیحدہ ہوں دیو اشقال نے بھی کہا کہ اے شاہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے رہنے دیجئے تماشا دیکھیئے شام کو ایک ایک بوٹا گوشت کا اور ایک ایک مشکا دودہ کا دونوں نے پیا اور پھر مصروف تلاش ہوئے تھوڑے عرصہ میں وہ قلیل رقیق غذا ہضم ہو کر نکل گئی تمام رات یہی عالم رہا نہ کبھی دیو اشقال کم پڑتا ہے نہ دیو نفریت اگر یہہ دس قدم ریل لے جاتا ہے تو وہ بھی دس قدم ریل لے جاتا ہے اگر یہہ اوسے پکڑ لاتا ہے تو وہ نہیں دبتا اور وہ اسکے

سے لے آتا ہے تو یہہ نہین تھمتا دونون مین قیامت کے زور ہو رہے ہین دونون طرف کے دیو ٹکٹکی باندھے اپنے اپنے سردارون کی کر رہے ہین نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین کہ دیکھیئے فیصلہ کیا ہوتا ہے ابھی تک تو دونون برابر ہین کسی کو کوئی نہین ہارتا جب علیحدہ ہو کر خم مارتے ہین جنگل گونج اوٹھتا ہے کہان تک بیان کیا جائے کہ رات بھی اسی عالم کشمکش مین تمام ہوئی اب پھر صبح ہوئی اور دونون طرف سے قاعدہ کے موافق وہی ایک ایک خم دودہ کا جسمین قریب قریب نصف کے شراب ملی ہوئی تھی اور اک اک مچھ گوشت کا وہ انہون نے کھایا پیا کس مین گئی ہوئی قوت بڑھ گئی خم مار کر پھر لپٹ پڑے اور اوسی صورت سے کشتی ہونے لگی جو پیچ دیو اشقال باندھتا ہے دیو نفریت اوسے رد کر دیتا ہے اور جو داوٗن نفریت کرتا ہے اوس سے دیو اشقال بچ جاتا ہے دونون جانین لڑائے ہوئے ہین پسینے کے تراڑے بہہ رہے ہین ہاتھ پھسل رہے ہین زمین سے مٹی لیکر ایک دوسرے کے جسم پر ملتا ہے کہ ہاتھ قائم ہون گرفت بن پڑے مگر پسینہ کی تو یہہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے جسم سے ہزارہا سوتین پانی کی جاری ہین ہر بن مو سر مو سے پسینہ بہہ رہا ہے اسی عالم مین یہہ دن بھی گذرا اور شام ہو گئی فیصلہ نہوا دیو برق بریق نے بہت چاہا تھا کہ دونون کو علیحدہ کر دے مگر پہلوانون نے منظور نہ کیا اسلیئے کہ تکلیف ہے تو دونون کیواسطے راحت ہے تو دونون کے لیئے ہے اگر یہہ معلوم ہو کہ علیحدہ ہو جانے سے ہمارا زور بڑھ جائیگا اور دوسرے کی طاقت کم ہو جائیگی تو ایسا ہی کیا جائے جس وقت حالت مساوات ہے تو پھر کیا فائدہ ہے بہتر یہی ہے کہ فیصلہ ہو جائے تو الگ ہون دوسرے یہہ کہ اس وقت تک دونون کو اپنی اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے دم کسیکا نہین آیا ہے ہر ایک کو اپنے اپنے دم کا اندازہ ہے غرضکہ آج شام کو بھی کچھ دیر کو علیحدہ ہوئے جتنے عرصہ مین ڈھی دودہ اور گوشت کھایا پیا بعد اوسکے پھر لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے یہہ رات بھی تمام کر دی اب تیسری صبح ہوئی دونون لشکرون کی جاگتے جاگتے آنکھین سرخ ہو گئی ہین ہر حدقۂ چشم اک کاسۂ پر خون معلوم ہوتا ہے دیو نیند کے مارے جھونکے لے رہے ہین اور اشقال دیو بھی مخمور ہو رہا ہے اودہر دیو نفریت بھی ہبک ہبک کر جاتا ہے ڈالتا ہے دونون بر گھڑا رہے ہین لیکن اب نظر بازون کو اتنا فرق محسوس ہونے لگا کہ دیو اشقال کی حالت نفریت سے زیادہ خراب ہے کہ پاؤن بھی اسکے بہکے بہکے پڑنے ہین پیتر اقائم نہین رہتا دم بھی آگیا ہے بھینسے کیطرح ہانپ رہا ہے اور دیو نفریت جہان بہک جاتا ہے فوراً سنبھل جاتا ہے اگر دیو اشقال نفریت کو تین قدم دوڑا لیجاتا ہے اور یہہ سنبھلکر لنگر قائم کرکے سر سینے مین اڑا کر دباتا ہے تو دیو اشقال کو پانچ قدم ریل لیجاتا ہے شکیلا نے آہن کلاہ نے بادشاہ سے کہا کہ آثار برے ہین ہم لوگ شرط ہارا چاہتے ہین برق بریق نے کہا جو مرضی خداوند ابلیس کی اودہر دیو اشقال نے کہا کہ اے نفریت شاہ واقع مین تو بڑا زبردست ہے مگر لے یہہ زور آخری ہے اگر اسکو روک لیا تو گویا مجھکو زیر کر لیا سنبھل جا اور ہوشیار ہو جا یہہ کہکر دونون بازو نفریت کے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہے واقع مین ایسا زور کیا کہ نفریت کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور سات قدم تک پسپا کرتا ہوا چلا گیا بس یونہی جو آگے کو جھٹکا دیا ایک گھٹنا دیو نفریت کا

زمین سے آشنا ہوا لیکن پہر دوسرے گہٹنے کے بہل سنبہل کر یہہ کہڑا ہو گیا برق بریق پہلے تو یہہ
سمجہا تہا کہ اشقال نے نفریت کو زیر کر لیا اور شکیلائے آہن کلاہ سے کہا تہا کہ ابتو
آثار فتح کے معلوم ہوتے ہین شکیلائے آہن کلاہ نے جواب دیا کہ نہین حضور جس بات کو
آپ علامت فتح سمجہے ہین یہی نشان شکست ہے دیو اشقال نے یہہ برا کیا ہے اگر نفریت
نے یہہ زور روک لیا اور خود زور کیا تو دیکہہ لیجیگا کہ اشقال مین سنبہلنے کی طاقت بہی نہ رہیگی
اسنے اپنا پورا زور ختم کر دیا اگر سنبہل سنبہل کر لڑے جاتا تو ابہی پہر ڈیڑہ پہر تک لڑ سکتا تہا اتنے
عرصہ مین شاید نفریت دل ہار دیتا تو کوئی صورت معاملہ کی پیدا ہوتی ادہر تو شکیلائے
آہن کلاہ نے اپنی تقریر تمام کی اور ادہر زور اشقال کا ختم ہوا اور نفریت گہٹنا ٹیک کر
سنبہلا آواز دی کہ اے اشقال یہہ زور تیرا آخری تہا تو مینے تیرا زور روک لیا اور اب
مین بہی زور آخری کرتا ہون تو بہی روک اور ہوشیار ہو جا یہہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تہا یہہ
نعرہ کرکے دونون بازو اشقال کے پکڑے اور سر سینے سے ملاکر جو زور کیا اور ریل کو ریلا
تو اشقال کو سنبہلنا دشوار ہو گیا اور دیو نفریت اسکو نو قدم تک ریل کر لیے چلا گیا
اور اب جو جہٹکا دیتا ہے تو دونون گہٹنے زمین سے آشنا ہو گئے بس یونہی کمر زنجیر کے بند مین ہاتہ
ڈالکر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہے سن سے اوٹہا لیا اور کہا کہ اے
دیو اشقال کیا کہتا ہے اطاعت کے بارے مین اوسنے جواب دیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم بس
دیو نفریت نے اسکو زمین پہ چہوڑ دیا اسنے اوسی وقت سے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا اب
دیو نفریت نے برق بریق سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اوسنے جواب دیا کہ بیشک اقبال آپکا زبردست
ہے اور شرط مین آپ سے ہار آپ بادشاہ مین وزیر یہہ کہکر برق بریق تخت پر سے اوتر پڑا
اور تاج سر سے اوتار ڈالا دیو نفریت کو نذر دی نفریت نے خلعت وزارت دیو برق بریق
کو عنایت کیا اور دیو اشقال کو سپہ سالاری کا عہدہ دیا آپ بادشاہ دونون لشکر کا ہوا
اب دونون لشکر ایک ہو گئے دیوان نفریت و دیوان برق بریق آپس مین بغلگیر ہوئے
نقارہ شادمانی بجنے لگے یہہ دن تو ایسا نہ تہا کہ کوئی تازہ انتظام کیا جاتا سب تہکے ہوئے تہے
دوسرے روز دیو نفریت نے جشن قرار دیا اور صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی جام
شراب ناب گردش مین آیا ناچ پریون کا ہونے لگا صدر مین مسند شاہی پر دیو نفریت
بیٹہا ہے اور دہنے جانب برق بریق بائین طرف دیو اشقال اسی طور سے دونون
طرف اور سرداران لشکر مثل شکیلائے آہن کلاہ و گلیزال و منیزال و دیگر گراں
دیوتن تنا وغیرہ یہہ سب دیو بیٹہے ہین ناچ ہو رہا ہے جام چل رہا ہے اب جمعیت لشکر
قریب پندرہ لاکہہ کے ہو گئی ہے تمام صحرا دیوون سے مملو ہے کوئی چرند و
پرند کو سونے تک باقی نہین ہے سیکڑون درخت لنڈے ہو گئے ہین برگ و
بار اونکے نوچ نوچ کر دیوون نے کہا لیئے ہین غرض کہ عین صحبت جشن مین دیو
اشقال نے دیو نفریت سے پوچہا کہ آپکا سر دست کس شخص کے
ہاتہ سے زخمی ہوا دیو نفریت نے اک آہ سرد دل پر درد سے کہینچی اور کہا اے دیو اشقال تو نے
اسوقت دہ بات پوچہی کہ غم تازہ کر دیا یہہ صحبت عیش بزم غم معلوم ہونے لگی مین تجہے کیا حال اپنا بیان کرون کیا تو نے سنا نہو گا

کہ اک آدمزاد پردۂ دنیا سے آیا تہا اوسنے تمام سرکشان قاف کو مارا دیو سمندون ہزاردست
کہ جس سے تمام قاف تہراتا تہا دیوان سرکش اوسکے نام سے سرپیچ کر لیتے تہے اوس آدمزاد نے اسکو
بہی مارا اور آسمان پری کو زوجہ بنایا اوس شخص کا باپ عفریت نام کہ بادشاہ زبردست ہتا
وہ بہی اوسیکے ہاتہ سے مارا گیا نام اوس آدمزاد کا حمزہ تہا دعوے صاحبقرانی کا رکہتا تہا دیو قہقہ
بن سمندون ہزاردست کہ نہایت زبردست تہا وہ بہی اوسی شیر بیشہ شجاعت کا شکار ہوا
کہا تک تجہسے بیان کرون کہ کون کون سے دیو اوسنے زیر کیے اور قتل کیے کہ تمام پردۂ قاف اوسکے
نام سے تہراتا تہا یہانتک کہ سنا ہے اب اوسنے گوشہ نشینی اختیار کی ہملوگون کو موقع ملا کشور
گلستان ارم پر چڑہائی کی لیکن اوسکے فرزند و دختر جو کہ ملکہ آسمان پری کے بطن سے ہین نہایت
زبردست ہین گو بظاہر تو ایسے ہی ہین جیسے کہ آدمزاد ہوا کرتے ہین لیکن قوت اونکی دیوون سے زیادہ
ہے انہون نے بہی صدہا دیوون کو مارا یہانتک کہ مجہسا زبردست بہی اوسی حمزہ کے نواسے کی ہاتہ سے
زخمی ہوا اوسنے شاخ میری توڑ ڈالی اگر بہاگ کر جان اپنی نہ بچاتا تو ضروری اوسکے ہاتہ سے مارا جاتا
ہان اور ہین اوس لڑکے کی وہ بہی ایسی زبردست ہین کہ بہت سے دیوون کو مارا مگر اب دیو
اشقال آجکل میدان خالی ہے سنا ہے کہ اوس لڑکے کو ہنچو اوٹہا لیگیا وہ تو مفقود الخبر ہے
اور وہ عورتین دونون پردہ نشین ہوگئی ہین بیٹا حمزہ کا صاحبقران اعظم کہین سے زخمی ہوکر
آیا ہے یہی موقع ہے چڑہائی کا فوج ہماری بیشمار دیو بہت زبردست ساتہہ ہین امید کی جاتی
ہے کہ ابکی مرتبہ فتح ہوگی اور مین چند نامے اور لکہتا ہون ابہی چند سردار زبردست سورنگار اور بہی
ہین کہ جنکو اپنے زور بازو پر گہمنڈ ہے اور حمزہ و اولاد حمزہ کے دشمن ہین اور سرکشان قاف
سے ہین نامہ پہنچتے ہی وہ بہی آکر شریک ہوجائینگے بیس لاکہ دیوونکا مجمع ہوگا ایک ہی روز مین گلستان
ارم کو پامال کر دینگے دیو اشقال نے کہا کہ نہایت مناسب ہے لیکن مجہے حال آدمزاد کا سنکر
یقین نہ آتا تہا کہ ایک نحیف الجثہ ضعیف البنیان جسکے نام سے ہنسی آتی ہے شاید وہ جادوگر ہوگا
جو ایسے ایسے زبردستان روزگار کو اوسنے مارا دیو نفریت نے کہا نہین ہرگز نہین وہ سحر نہین
جانتا تہا بلکہ ساحرون کا دشمن تہا اور ہزارہا ساحر اوسکے ہاتہ سے مارے گئے غرضکہ بعد اس گفتگو کے
صحبت برخاست ہوئی رات تہوڑی باقی تہی سب سو رہے صبح کو پہر دربار نفریت نے آراستہ
کیا اور نامے رئیسان قاف کے نام لکہکر روانہ کیے اور خود انتظار مین بیٹہا چہ سات
روز گذرے ہونگے کہ اک مرتبہ جانب بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکہنے لگے کہ کون آتا ہے
کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکہ دیو پیدا ہوئے اور ایک دیو بلند قامت دراز
شاخ سیاہ رنگ جسم پر سرخ و سفید چہیٹے پڑے ہوئے تمام حربے مثل چقماق چہار رو
ساریق و ساطور وغیرہ جسم پر آراستہ کیے ہوئے آکر پہنچا دیو نفریت سے بغلگیر
ہوا نفریت نے دیو اشفاق و برق یرق وغیرہ سے ملاقات کرائی اور
کہا کہ یہی دیو ابلق بن سمندون ہزاردست ہین انہین بہی اپنے باپ کے
خون کا قصاص مسلمانون سے لینا ہے دیو ابلق یہ جمعیت دیو نفریت کے
ساتہہ دیکہکر بہت حیران ہوا اور دل مین کہا کہ بڑی شوکت اسنے پیدا کی مسلمانون (اور)
فیصلہ ہو لے اوسکے بعد دیکہا جائیگا غرضکہ یہ بہی آکر شریک ہوا اور لشکر اسکا لشکر نفریت مین

عفریت میں شامل ہوا کہ دوسری گرداوڑی اور تخیف بن خفیف ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے آکر پہنچا پھر گرداوڑی اور دیو سراب بن گراب ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے پہنچا ان سب کے لشکر بھی لشکر نفریت میں شامل ہوئے اور نفریت سے ملے نفریت نے دیو اشقال وغیرہ سے ملایا اور ہر اک کو اپنے ارادہ کا شریک بنایا جسوقت سب سرداران قاف جمع ہوگئے اور بیس لاکھ دیو کا لشکر تیار ہو گیا تو ان سب نے گلستان ارم کی طرف کوچ کیا اب دیکھیے یہہ کب پہنچتا ہے

لیکن اب یہہ داستان گلستان ارم کی آغاز کیجاتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ بعد باطل ہونے عمل کے عبدالرحمن جنی حصار کھینچکر بیٹھے ہیں کہ اب اگر شدید جنی کوئی عمل کرے تو اوس سے ساکنان گلستان ارم محفوظ رہیں بالفعل شدید جنی مصروف علاج ہے اسنے بادشاہ سے صرف اتنا کہلا بھیجا ہے کہ بالفعل قلعہ بلوریہ خالی ہے اور آسمان پری دیان سے بھاگ کر گلستان ارم میں مقیم ہوئی ہیں آپ چند دیوون کو بھیجکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ کر لیجیے نیرنگ شاہ نے دیو سرماق کو پانچ لاکھ دیو کا افسر کیا اور کہا کہ جاکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ کرلے دیو سرماق چل چکا ہے یہہ بھی ابہی راستے میں ہے دیکھیے کس وقت پہنچتا ہے لیکن یہہ تمام خبرین ملکہ آسمان پری کو برابر پہنچ رہی ہیں کہ ایکطرف سے تو دیو نفریت بن عفریت پہر آتا ہے اوسنے بیس لاکھ دیو کی فوج بہم پہنچائی ہے اور اسکی بڑے بڑے زبردست دیواوسکے ہمراہ ہین اور ایک جانب سے دیو سرماق پانچ لاکھ دیوون سے قلعہ بلوریہ پر قبضہ کرنے کے واسطے آتا ہے اوس دیو کو نیرنگ شاہ نے بہیجا ہے یہہ دیو بھی نہایت زبردست ہے ملکہ آسمان پری یہہ سنکر نہایت پریشان ہوئین اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ فراق حمزہ صاحبقران کا ہمارے حق مین ہر طرح برا ہوا کیا مصیبتین پیش آئی ہیں اور کوئی ممد و معاون نظر نہین آتا ذرا اپنے علم سے دریافت تو کیجیے کہ انجام ان پریشانیون کا کیا ہوگا اور یہہ بلائین کسطرح دفع ہونگی اور کون ان دیوون پر فتحیاب ہوگا صاحبقران اعظم اسقدر زخمی ہے کہ جلدی اچہا ہونا اوسکا غیر ممکن ہے علاوہ اسکے ایک لڑکا کس کس سے لڑیگا ایک لڑکا قریشیہ کا تہا وہ بھی طلسم نیرنگ قاف میں پہنس گیا کوئی صورت مفر نظر نہین آتی نہین معلوم مصلحت پروردگار عالم کیا ہے عبدالرحمن جنی نے قرعہ پہینکا اور سولہون شکلین خیال مین کرکے احکام نکالنے شروع کیے بعد تہوڑے سکوت کے کہا کہ اے ملکہ ایک لڑکا پردہ دنیا پر پیدا ہوا ہے کہ وہ بھی اولاد امیر کبیر سے ہے نام اوسکا سکندر رستم خو ہے بالفعل ملک آب پرستان مین ہے دختر بادشاہ اوسپر عاشق ہے اور وہ اوس لڑکے پر شیفتہ ہے لہذا وہ اپنی معشوقہ سے ملنے کو جارہا ہے اگر وہ آئے تو یہہ مرحلے کرے غزنفر شیر کو بھی وہی طلسم بہجر انیگا نیرنگ قاف اوسکے ہاتہ نام ہے ہر چند کہ ابہی دس بارہ برس کی عمر ہے مگر وارث نور صاحبقرانی ہے طلسم نیرنگ بھی وہی توڑیگا اگر آپ اسے بلائین اور وہ یہان آئے تو سب مشکلین حل ہوجائین ہر چند کہ آپکے فرزند یعنے صاحبقران اعظم بھی زور و طاقت مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکہتے ہین مگر مصلحت خدا مین کیا چارہ ہے اس طلسم کا فتاح وہی ہے ملکہ آسمان پری نے کہا اے عبدالرحمن میرے سمجہ مین جیسے

صاحبقران اعظم ویسے صاحبقران ثانی علمشاہ عمرو بن حمزہ بدیع الزمان قاسم
ایرج نوس الدہر بدیع الملک رستم ثانی کہانتک بیان کرون خدا رکھے یہہ سب مجھے برابر ہین
جسقدر اولاد حمزہ کی ہے خواہ میرے بطن سے ہو یا کسی اور عورت کے بطن سے ہو سب
میری آنکھون کے تارے کلیجے کے ٹکڑے ہین اور یہہ کیا یعنے کہ یہہ چہوکرا اتنی سی جان ابہی سے
عشق بازی کرنے لگا آوارگی پر کمر باندہی آخر اسکے مان باپ کون ہین اور کہان ہین یہہ اتنے سے
سن مین یہانتک کیونکر پہنچا کیا کوئی بزرگ اسکے ساتہہ نہین ہے عبد الرحمن جنی نے کہا کہ یہہ
فرزند ہے شہریار عایو قاسکلبو کا پوتا ایرج نوجوان کا ہے جس وقت اسنے ہوش سنبہالا
مان سے پوچہا کہ باپ ہمارے کہان ہین اوسنے رو رو کر بیان کیا کہ بیٹا وہ فقیر ہو کر نکل گئے بس
اسنے بہی فقیری بانا لیا اور چل کہڑا ہوا آسمان پری کو اسکی حالت سنکر بہت افسوس ہوا
اور سوچی کہ نہین معلوم یہہ بچہ کس حالت مین ہوگا اولاد حمزہ کا اک زمانہ دشمن ہے ایسا نہو کہ
اس شادی مین کوئی فریب ہو پس دیو تندک سے کہا کہ ہر چند تو لائق اسکے ہے کہ اب تجہکو
بغیر خدمت کے بسر اوقات کے لیئے کچہہ دیدیا جایا کرے کیونکہ سن تیرا بہت ہوا اور بڑے بڑے
کام تو نے اسوقت تک کیئے مگر اے تندک اسوقت کا یہی موقع ہے کہ لشکرون کی چڑہائی ہے
اور کوئی معاون نہین ہے ہندا تو بہت تیز پر ہے اب ہی نہ کوئی جوان نہ تو ضعیف جہانتک
ہو سکے جلد جا اور اوس لڑکے کو لے آ اسنے عرض کی کہ بہت خوب مین ابہی جاتا ہون غلام و خادم
ہوتے کسواسطے ہین مین ابہی لاتا ہون یہہ کہکر اوسی وقت جانب ملک آب پرستان روانہ ہوا
اسکو ہی راہ مین چہوڑا چلتا ہے اور اسے جانے

چند کلمہ داستان جرأت نشان شیر بیشہ رستمی یعنے سکندر رستم خوی بن شہریار کے بیان کیئے جاتے ہین

یہہ داستان اس مقام پر چہوڑی تہی کہ یہہ فقیر بنے ہوئے ملک اک نمائیہ مین مقیم ہین آسمان
شاہ نہایت فقیر دوست ہے یہانتک کہ اسکے یہان فقیرون سے پردہ ہی نہین ہے خاص
اسکی دختر ملکہ مہ پارہ کا باغ اسکے رہنے کو ملا ہے یہہ اوسی باغ مین بیٹہے ہوئے عبادت خدا کیا کرتے
ہین اک نمد بہت بنہی ہوئی ہے کتہا ہاتہہ مین ہے لوگونکو انکی صورت دیکہکر خیال ہوتا ہے کہ چہرے سے اوس
لڑکے کے شان شاہی و شہریاری پیدا ہے لیکن بانا فقیر کا اختیار کیئے ہوئے ہے یہہ سن اسکا اور یہہ
فقیری صورت ہے کہ قدرت خدا کی ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اک آفتاب زمین پر اوتر آیا ہے خدا جانے
یہہ گل کس چمن کا ستارہ کس آسمان شرافت کا ہے بادشاہ کو اس سے دلی محبت ہو گئی ہے اکثر سوچتا ہے
کہ اگر حسب و نسب اسکا معلوم ہو جاتا اور یہہ ظاہر ہو جاتا کہ یہہ کس خاندان سے ہے تو مین شادی
اپنی دختر کی اسکے ساتہہ کر دیتا ہر چند کہ اوسکی شرافت و ریاست اوسکے چہرے سے ظاہر ہے مگر جبتک خاندان
معلوم ہو جائے اوسوقت تک شادی کرنا اچہا نہین اسلیئے کہ باعث بدنامی کا ہوگا اور لوگ طعنہ زن
ہونگے کہ داماد بادشاہ فقیر ہے مگر جب خاندان دریافت ہو جایگا تو کسیکو شک نرہیگا اسکو تو یہہ فکر ہے اودہر
ملکہ مہ پارہ کہ سن اسکا ابہی تو دس برس سے زیادہ نہین ہے مگر بسبب قوت کے جوان سمجہی جاتی ہے اوس
زمانہ مین اس سن کی لڑکی راشدہ کہلاتی تہی اور شادی کے قابل سمجہی جاتی تہی اکثر یہہ شاہزادی باغ مین آتی ہے سکندر
کی باتین سنا کرتی ہے کبہی پوچہتی ہے کہ آخر تمنے یہہ جوگ کیون لیا ہے کیا کسی کے عشق مین اوسکی ڈہونڈہنے نکلے ہو

یقین تو ہے کہ وہ ہمسے اچھی ہوگی جب تو تمہاری یہہ صورت ہوئی ہے کہ اپنی سلطنت چھوڑی
فقیری اختیار کی آخر وہ انسان ہے یا حور ہے کون ہے سکندر رستم خو اسکی باتونپر کبھی
ہنستا ہے کبھی اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہتا ہے کہ اے ملکہ کیا کہتی ہو عشق کیسا اور شوق
کیسی سلطنت کسکا نام ہے مجھے کبھی کوئی لڑکی ایسی اچھی نہین معلوم ہوئی جیسی تم مجھے بھلی معلوم
ہوتی ہو مگر مین تو فقیر ہون دنیادار نہین ہون اگر اچھی ہو اپنے لیئے بری ہو تو اپنے واسطے مجھے تمسے
نہین مجھے کیا مطلب ہے یک نظر سے خوش گذرے تمنے مہمان نوازی کی ہم بہی یہہ سوچے کہ چند
دن یہی سہی اور سلطنت جسکے پاس ہوتی وہ فقیری کیون اختیار کرتا مین تو خاندانی فقیر ہون
باپ میرا جب سے فقیر ہوکر نکل گیا اوسی کی تلاش مین نکلا ہون دادا بہی فقیر تہا ملکہ نے کہا
کہ تم لاکہہ چہپاؤ تو کیا ہوتا ہے یہہ تو ظاہر ہو چکا کہ تم رئیس خاندان ہو چہرہ تمہارا تمہاری شرافت
و ریاست ظاہر کر رہا ہے خیر یہی ظاہر ہی ہو جائیگا کوئی نہ کوئی تمہارا ڈہونڈہنے والا جو
اس ملک مین نکل آئیگا اوسی روز حال تمہارا کہل جائیگا اچہا یہہ تو بتادو کہ دین و آئین تمہارا
کیا ہے ہملوگ تو خداوند آب کو مانتے ہین دیکہو وہ کیسا خداوند ہے کہ کوئی شے بغیر اوسکے
زندہ نہین رہ سکتی اگر وہ کنارہ کشی کرے تو درخت خشک ہو جائین باغ و سبزہ خزان ہو جائے
انسان و حیوان سوکہہ سوکہہ کر مر جائین تمام عالم کی سرسبزی و شادابی اوسیکے افضال پر
موقوف ہے سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے ملکہ اب تمنے وہ بات نکالی جو باعث فساد
ہے ہر شخص اپنے مذہب کو حق جانتا ہے اور اوسکی اچہائی بیان کرتا ہے مگر جو انصاف
سے دیکہو تو حق و باطل کا فرق معلوم ہو جاتا ہے اور اگر بات کی پچ کرو اور ناانصافی پر کمر
باندہو تو قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور نور ایمان اوس سے دور بہاگتا ہے اے ملکہ
اصل یہہ ہے کہ یہہ سب مخلوق خدا ہین پانی ہو یا آگ ہو ہوا ہو یا خاک انہین چارون عنصر سے
خداوند کریم نے تمام عالم کو سنوارا ہے اور انہین کی ترکیب سے ہر دشت و در کو مرکب کیا ہے
اے ملکہ خدا وہ ہے جو سب سے افضل و بہتر ہو وہ ہر شے پر قادر ہو اور کوئی اوسپر قادر نہ ہو
دیکہو پانی ایسی چیز ہے جس سے ہر نجاست کو دور کرتے ہین اگر تہوڑا سا پانی لیکر زیادہ آگ مین
ڈالدو تو آگ پانی کو جلا دیگی اور اگر زیادہ پانی تہوڑی سی آگ پر ڈالدو تو پانی آگ کو
بجہا دیگا جب ان دونون کا غلبہ زیادتی پر موقوف رہا تو انکو خدا ماننا بالکل عقل کے خلاف
ہے خدا وہ ہے جسنے زمین و آسمان و دشت و در و کوہ و صحرا و شجر و حجر مکین و مکان و حوش
و طیور چرند و پرند جن و انسان سبکو خلق کیا ہے وہ لاشریک ہے نہ کوئی اوسکا شریک ہے
نہ وہ جسم رکہتا ہے نہ جان ہر جسم و جان کو اوسنے پیدا کیا ہے کوئی اوسکو دیکہہ نہین
سکتا وہ کسی مقام پر نہین اور ہر جگہہ موجود ہے یہہ کلمات اسطرح سکندر رستم خو نے بیان
کیئے کہ ملکہ ماہ پارہ کے دل سے زنگ کفر دور ہو گیا اور نور ایمان نے آئینہ دل کو جلا بخشی غرض
کہ جو آپکا مذہب ہے [illegible] سکندر نے کلمہ تعلیم کیا ملکہ از سر صدق مسلمان ہوئی
دلمین اکثر دعا کیا کرتی ہے کہ اے رب پاکذات مین تو مسلمہ ہون صدقہ اپنے نبی برحق کا اس شہزادے کے ساتھ
ہالیسے آگاہی بخش تا کہ شادی میری اسکے ساتھ ہو جاوے اور مجھے دوزخ سے بچایا راستہ بہشت کا بتایا مین چاہتی ہون
کہ ایسے ہی شخص سے قسمت میری وابستہ ہو اور بادشاہ کو بہی فکر ہے کسطرح اسکے خاندان کا حال دریافت کرکے لڑکی کو حسب

اتفاق سکندر رستم خو پاس بادشاہ یعنے ملک آسمان قبیل زمرد کے بیٹھا ہوا ہے اور
بادشاہ حال سکندر کا پوچھ رہا ہے سکندر بادشاہ سے بہانے کر رہا ہے کہ یکایک سامنے
سے اک برات پیدا ہوئی دیکھا کہ تمام براتی روتے پیٹتے چلے آتے ہین کوتوال شہر ساتھ ساتھ ہے
آسمان شاہ نے کوتوال سے پوچھا کہ یہہ کیا معاملہ ہے کوتوال نے عرض کیا کہ جہان پناہ
وہ جو ایک آدمی روز خوراک دیو کے واسطے بہیجا جاتا ہے اوسکا طریقہ یہہ رکھا گیا ہے کہ قرعہ
پھینک کر نام نکالتے ہین آج اس دولہا کا نام نکلا ہے جو دولہن کو بیاہنے جانیکو تہا اور برات
تیار تہی عزیز اوسکے اور سسرال والے سب رو رہے ہین بادشاہ نے کہا کہ اتنا ہو سکتا ہے
کہ اگر اس دولہا کے عوض کوئی اور عزیز اوسکا جان دینا گوارا کرے تو اسکو چھوڑ دو اوسکو
بھیجدو یہہ کلمہ سنکر یا تو سب رو رہے تہے اور خود کہہ رہے تہے کہ اسکے بدلے ہمین بہیجدو مگر
اسے چھوڑ دو یا سب ساکت ہو گئے بلکہ ماں باپ تک ٹل گئے جان بری شئے ہوتی ہے اپنے پاؤن
سے موت کے موہنہ مین کسی سے نہین جایا جاتا ہے آخر کار یہی امر طے پایا کہ اسکو دیو
کے حوالے کر دو یہہ تماشا دیکھکر سکندر رستم خو نے کہا کہ اے بادشاہ یہہ کیا معاملہ ہے وہ
دیو کون ہے جسکی خوراک تمہارے یہان سے معین ہے اور یہہ کیا ظلم ہے کہ بندگان خدا
زندہ پکڑ کر اوسکو بہیجے جاتے ہین کچھ تدارک اوس دیو کے دفع کرنیکا نہین کیا جاتا آسمان
شاہ نے کہا کہ شاہ صاحب اگرچہ تم مرد فقیر ہو مگر ابہی بچے ہو دیو کا تدارک انسان اور
کیا کر سکتا ہے اتنی مدت سے یہہ بلا اس شہر پر نازل ہے دیکھیے کب دفع ہوتی ہے آسمان شاہ
نے کچھہ دیا مجمل بیان کیا کہ سکندر کی سمجھہ مین نہ آیا اسنے اتنا تو کہا کہ مین اپنے سامنے
اسے بچا لے دونگا اور خود جا کر دیو سے لڑونگا اسکے ولولوں پر اہل دربار ہنسنے لگے اور آسمان
شاہ نے کوتوال سے اشارہ کیا کہ تم دیر نکرو اور دولہا کو لیکر دیو کیطرف روانہ ہو ایسا نہو کہ
دیر ہونیسے دیو یہین آجائے اور ایک کے بدلے بہت سی جانین جائین کوتوال تو اوسے لیکر روانہ
ہوا یہان سکندر جلدی سے اوٹھکر ملکہ کے باغ مین آیا اوسوقت ملکہ یاد مین اس فقیر کے
ٹہلتی پھرتی تہی ہمجولیان اسکے ساتھہ تہین یکایک سکندر پہنچا اور کہا ملکہ اک بات تم سے
پوچھتے ہین تمہین ہمارے سر کی قسم سچ سچ بتا دینا تامل نکرنا ملکہ گھبرا گئی پوچھا کہ وہ کونسی بات
ہے سکندر نے کہا کہ وہ دیو کہان رہتا ہے اور تمام واقعہ برات کے آنیکا بیان کیا
ملکہ نے کہا کہ ہان وہ دیو مجھپر عاشق ہے اور باپ سے میرے مجھے طلب کرتا ہے اوسنے
ابہی یہہ کہکر ٹال دیا ہے کہ ملکہ کا سن کم ہے جب جوان ہوگی تو تمہاری حوالے کر دینگے جب
وہ اسی شہر کے قریب ایک صحرا مین رہتا ہے اور ایک آدمی روز اوسکی خوراک کے واسطے
یہان سے بہیجا جاتا ہے بس یہہ سننا تہا کہ زمانہ آنکھون کے نیچے تیرہ و تار ہو گیا اور کہا کہ تمنے
مجھسے پہلے سے نہ بیان کیا کہ اوس قرمساق کو سزا دیتا اور تمہارے ملک کو اس بلا سے نجات
دیتا بس ابہی مین جاتا ہون اور بغیر دیو کے مارے مجھے قرار نہین ہے یہہ کہکر دروازۂ باغ کیطرف توجہ
ہوا ملکہ نے کہا کہ شاہ صاحب سنو تو سہی شاہ صاحب کسیکی سنتے ہین غصہ سے چہرہ
سرخ ہے رگون مین خون شجاعت کو جوش ہے ملکہ کہتی جاتی ہے کہ خبردار وہان بجانا کر دیو سے
لڑنے جاتے ہو کیسے دیوانے ہو یا شرری ہو شاید تمنے دیو کو کبھی دیکھا نہین ہے وہ آدمی کو کہا لیتا ہے یہہ سنکر نہین دیکھتے اور

جلدی جلدی قدم بڑہائے چلے جاتے ہین ملکہ دوڑی کہ دامن پکڑلون آپ بہاگ کر دروازے کے
باہر نکل گئے یہہ دل مین پچہتاتی ہے کہ مینے کیون اسے پتا دیو کا بتلایا مگر کیا جانتی تہی
کہ یہہ چلا جائیگا افسوس کہ دیو اسکو کہا لیگا ہائے مفت جان جائیگی بلاغ میرا سونا ہو گیا
یہہ تو روتی رہگئی اور سکندر دوڑتا ہوا چلا کہ کسیطرح کوتوال سے پیشتر پہونچ جاؤن
دولہا لقمۂ دیو ہونے جائے لوگون نے شہر کے دیکہا کہ آج شاہ صاحب صحرا
کی طرف دوڑے چلے جاتے ہین خیال کیا کہ کسی بوٹی بیچی کی تلاش ہوگی لیکن جب
شہر سے نکلکر صحرا مین پہنچے اور نگہبانون نے دیکہا جو بادشاہ کی طرف سے معین تہے
تو پکار کر کہا اے فقیر اودہر نجانا وہ مسکن دیو ہر چنگال کا ہے راہ بدل دو ورنہ تم
وہان دیو ہو جائیگا آپ ایک کی نہین سنتے بلکہ جواب دیتے ہین کہ ہم دیو کش ہین دیو ہمارا
کیا کر سکتا ہے یہانتک کہ قریب دیو کے پہنچ گئے دیکہا تو کوتوال شہر اوس نوشاہ کو دیو
کے سپرد کر کے پلٹتا ہے اور دیو نوشاہ کو لقمہ کیا چاہتا ہے گوشت تمام جسم کا ٹٹول
رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے کہ آج لقمۂ چرب ہاتہ آیا بس جیسے ہی یہہ معرکہ سکندر نے
دیکہا آواز دی کہ او دیو خبردار ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کا آگیا خبردار اس
دولہا کو نہ کہانا دیو نے جو پلٹ کر دیکہا نہایت خوش ہوا اور ناچنے لگا کہ شکر ہے خداوند
ابلیس کا کہ اوسنے ایک لقمہ اور بہیجدیا آج دونون ڈاڑہین گرم ہو جائینگی کہا اچہا
او آدمزاد معلوم ہوتا ہے کہ تجہے خداوند نے میرے لیئے بہیجا ہے کہ اسکو کہاؤن تو تجہے
بہی کہاؤن تیرا گوشت اسسے زیادہ مزے کا ہوگا کوتوال نے جو دیکہا کہ یہہ وہی لڑکا فقیر کا ہے
جسکو بادشاہ بہت دوست رکہتا ہے ادہر تو سکندر سے کہا کہ آپ نے یہہ کیا غضب کیا کہ
یہان چلے آئے اور ادہر دیو کو آواز دی کہ اسے آپ نہ کہائیے گا مین اسکے عوض مین دو آدمی
اور دونگا دیو نے کہا وہ اسی مزے کے ہونگے یہہ کہکر ایک ہاتہ سکندر کیطرف بڑہایا اور دوسرے
ہاتہ سے اوس نوشاہ کو اوٹہا کر چاہتا تہا کہ مونہہ مین ڈالے بس سکندر نے اک پتہر
دوسو من کا اوٹہا کر جو ہاتہ پر دیو کے مارا وہ آدمی ہاتہ سے دیو کے چہوٹ پڑا اور کلائی مین چوٹ آگئی
بس دیو کو غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا شریر معلوم ہوتا ہے آ پہلے تجہی کو کہا لون پہر اوسے کہاؤنگا یہہ کہکر
دہن اپنا مثل قعر بلا کے کہولکر لپکا اور چاہا کہ سکندر کو نگل لون سکندر نے جست کر کے شاخ
اسکی پکڑی اور لٹک گئے دیکہنے والونکو افسوس ہو رہا تہا کہ مفت اپنے پاؤن سے یہہ دیو کے
مونہہ مین گیا اب نہین بچ سکتا لیکن سکندر نے جو شاخ پکڑ کر لنگر مارا تو سر دیو کا نیچا ہو گیا
اور پاؤن سکندر کے زمین سے لگے دیو نے ہاتہ کمر مین ڈالدیا اور چاہا اوٹہا کر کہا لون کہ
سکندر نے اک ایسا پیچ کیا کہ دیو چت ہو کر زمین پر آ رہا بس چہاتی پر چڑہکر وہ سر اوسکا جو
مثل گنبد کے تہا دہڑ سے کہینچکر پہینک دیا لاش اسکی پہڑکنے لگی کوتوال نے تعریفین کین اور
ہاتہ چومے کہ آپ کوئی اوتار معلوم ہوتے ہین اودہر وہ نوشاہ جو پنجۂ اجل سے چہوٹا تہا
سکندر کے قدمون پر گر پڑا کہ آپنے میری جان بچائی ورنہ ہم تو لقمۂ دہان اجل ہو چکے تہے اب مجہے
اپنی غلامی مین قبول فرمایئے یہہ وقت سخت ایسا تہا کہ ماں باپ سب نے ساتہ چہوڑدیا مگر آپ ایسے خدا رسیدہ
ہین کہ میرے واسطے اپنی جان پر کہیل گئے آپسے بڑہکر میرے واسطے دنیا مین نہ ماں ہے نہ باپ مین اس قدم سے علحدہ نہونگا

مجھے بھی چیلا بنائیے اور اپنے ساتھ رکھیئے اودھر شاہ صاحب کے چلے جانیکے بعد ملکہ ماہ پارہ
نے آکر اپنے باپ سے اطلاع کی تھی یہہ بھی چند زندانی اور کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر چلا تھا کہ اگر یہہ
دیو پہنچگئے ہونگے تو ان زندانیون کو دیکر شاہ صاحب کو دیو سے لے لونگا یہہ اوسوقت پہنچا
کہ شاہ صاحب دیو کو مار چکے تھے بس یہہ دیکھنا تھا کہ آسمان شاہ قدمونپر گر پڑا
اور ہاتھ چومے اور کہا کہ یہہ کمال اس سن مین اور زر نثار کرتا ہوا ہمراہ اپنے لیکر چلا تمام ملک
مین غل ہو گیا ہر جگہہ چرچا تھا کہ وہ شاہ صاحب جو کمسن سے بادشاہ کے یہان آئے ہین
بڑے صاحب کمال ہین کہ دیو کو مارا اب ہم سبکو امان ملی روز کے خدشہ سے نجات پائی
خداوند آپ انکا سایہ ہمیشہ اس ملک پر رکھے یہہ تو عجب دولت لازوال بادشاہ کے
ہاتھ آئی کوئی تو کہتا ہے کہ ہم بھی انکی مریدی اختیار کرینگے اور کوئی کہتا ہے کہ اونکے چیلے ہونیکے
قابل بھی ہم نہین ہین لیکن سکندر نے دیو کو مار کر جو نعرہ کیا تہا وہ فقط کوتوال شہر اور آسمان
شاہ نے سنا تہا کہ یہہ بھی قریب پہنچ چکا تہا ان دونون پر واضح ہو گیا ہے کہ یہہ مذہب اسلام
رکھتے ہین اور پروگے ہین صاحبقران کے خاندان اعلےٰ سے ہین بادشاہ و کوتوال دونو کو
نہایت معقول پسند ہین اوسیوقت سے انکو بھی توجہ مذہب اسلام کیجانب ہو گئی ہے اور
بادشاہ اس خوشی مین انکو ساتھ لیئے چلا آتا ہے کہ ابتو انکے خاندان کا حال بھی معلوم ہو گیا
اور دیو بھی مارا گیا جس سے زیادہ تر خطرہ تہا اب ملکہ ماہ پارہ کی شادی انکے ساتھ کر دینا
چاہیے اور فقیری لباس انکا دور کرا دینا چاہیئے یہہ سب کے سب خوش و مسرور لیئے ہوئے
شاہ صاحب کو چلے آتے ہین کہ یکایک سر پر اک شعلہ سا چمکا اور اوس شعلہ سے ایک پنجہ پیدا
ہوا کڑک کر گرا اور سکندر رستم خو کو اوٹھا کر ایک جانب روانہ ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ منم
عقرب جادو معشوقہ دیو ہر چنگال غضب کیا تہا اس طفل نے کہ چاہنے والے کو میرے
مار ڈالا تہا اور صاف نکلا جاتا تہا اب مین اسکو لیئے جاتی ہون تا قیامت اس سے ملاقات
ہوگی کچھہ دور تک تو معلوم ہوا کہ پنجہ سکندر کو لیئے جاتا ہے لیکن جب زیادہ دور ہو گیا تو پنجہ
اور سکندر دونون نظرون سے غائب ہو گئے آسمان شاہ ترپکر رہگیا اور تمام شہر کو افسوس
ہوا لیکن ملکہ ماہ پارہ پہلے تو قتل دیو کی خبر سنکر نہایت خوش ہوئی تہی دروازہ باغ تک گہڑی
گہڑی بیتابانہ دوڑ کر جاتی تھی کہ شاہ صاحب آتے ہونگے دوسری خبر یہہ جو سنی کہ شاہ صاحب
کو راہ سے پنجہ اوٹھا لیگیا نہایت صدمہ ہوا اور رونے لگی مثل تصویر کے سکتے کا عالم ہو گیا کہ تقدیر
کی گردش نے یہ کیا سامان دکہایا اب ان سب کو تو اسی حالت رنج و اندوہ مین چھوڑا جاتا ہے

اب چند کلمہ تہتر بلقیس بن شاہ اور بن عمرو کے لڑکے کے لکھے جاتے ہین

کہ سن اسکا بھی دس گیارہ برس کا تہا سکندر کے ساتھ کھیلا کرتا تہا جسوقت اسکو یہہ معلوم
ہوا کہ آقا میرے جوگ اختیار کیا اور فقیر ہو کر نکل گیا بہت رویا اور اوسکے بعد آپ بھی اکتارہ
ہاتھہ مین لیکر اک جوگڑے کے لباس مین برائے تلاش سکندر روانہ ہوا دیکھیئے اس سے کہان ملاقات ہوتی ہے

اب کچھہ حال اوس پنجہ کا سنیئے جو سکندر کو اوٹھا لیگیا تہا

راہ مین متوجہ ہوا سے سکندر بیہوش ہو گیا تہا جسوقت عقرب جادو قریب اپنے مسکن کے پہنچی
بالائے ہوا اسی سرکوہ پر اوتری سکندر کو زمین پر ڈالدیا اور کباب لگانیکے سامان لیئے کچھہ سختین اوسکے جسم کو پہنچ

تہوڑا سا نمک مرچ ایک چہری اس مردار خوار نے نکالی اور چاہا کہ اسے ذبح کرون لیکن نظر جمال
جہان افروز پر پڑی ہزار جان سے قربان ہو گئی پنکہا جہلنے لگی پانی چہڑک کر ہوشیار کیا جسوقت
آنکہہ سکندر کی کہلی دیکہا کہ اک پہاڑ پر بیٹہا ہون اور اک بلا سامنے بیٹہی ہوئی ہے کسطرح کہ جیسے
مونہہ پہاڑ سیاہ رنگ دو بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے بال سر مین سب سفید فرمایا تو کون
اور کیون مجہے اوٹہا لائی ہے اسنے کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان مین ہون عقرب
جادو جس دیو کو تونے مارا وہ مجہپر عاشق تہا اور مجہے اوس سے انتہا کی محبت تہی جسوقت
تونے اوسکو مارا تو مجہے صدمہ ہوا اور مینے چاہا کہ تجہسے خون ہر خنگال کا قصاص لون مگر تیری
صورت مجہے ایسی بہلی معلوم ہوئی کہ مینے ارادہ اپنا فسخ کر دیا اب تجہکو بجائے ہر خنگال تصور
کرونگی اور کام دل اپنا نکالونگی آ میرا دل خوش کردے یہہ کہکر اوسی چٹان پہ تہہ کے لیٹ گئی
بس یہہ دیکہنا تہا کہ سکندر نے کہا او حرامزادی اپنی صورت تو دیکہہ یہہ سن تیرا اور یہہ حرکتین
دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابہی مار ڈالونگا عقرب جادو تو یہہ سمجہی تہی کہ مجہسی معشوقہ کے
ملتی ہے یہہ بخوشی منظور کریگا جب یہہ جواب سخت سنا برہم ہو گئی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو یون
نہین مانیگا جب سزا پائیگا تو یہہ غرور جاتا رہیگا دیکہہ تو ہاتہہ پاؤن تیرے قابو مین ہین یا نہین سکندر
نے دیکہا تو دست و پا بجس ہو رہے ہین سکندر نے قصد کیا تہا کہ اوٹہکر اسکی ٹانگین چیر کر پہینک
دون مگر جب لپنے کو بجس پایا مجبور ہو لے کہا کہ او قحبہ مین تیرے کام کا نہین ہون مجہے قتل
کر ڈال اسنے کہا سو نہ تجہے دہوپ مین سکہاؤن اور اوس مین بہکو ونگی اور اگر کام دل میرا پورا
کر دیگا تو جو کہیگا وہی کرونگی فرمایا یہہ نہین ہونا ہے غرضکہ اسی طرح ایک رات اور ایکدن گذر ا ہر چند
عقرب جادو نے منتین بہی کین ڈرایا دہمکایا بہی مگر سکندر نے نہ مانا آخر کار یہہ رونیلگی اور
علیحدہ جاکر چلا چلا کے دعا مانگنے لگی کہ یا خداوند سامری آپنے میری ایسی بری تقدیر بنادی
کہ دیو ہر خنگال کو بہی مجہسے لیا کہ اوس سے خوب مقصد دل میرا پورا ہوتا تہا اب اس آدمزاد
سے اپنا مطلب نکالنا چاہتی ہون تو یہہ بہی مجہسے بے اعتنائی کرتا ہے یا خداوند اسکے دلمین
میری محبت ڈالدیجیے اس طرح یہہ دعا کر رہی تہی کہ اک آواز درّہ کوہ کی جانب سے پیدا ہوئی
کہ گہبراؤ ہم آگئے اب مقصد تیرا پورا ہو جائیگا اسنے پلٹکر دیکہا تو اک جوگی کہ خوبصورت گورا گویا اکتارا
ہاتہہ مین لئے چلا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجہے خداوند سامری نے بہیجا ہے کہ جاکر اوس آدمزاد
کے دلمین محبت عقرب جادو کی ڈالدے اور تو بہی مطلب دل اوسکا پورا کر یہہ دعا
کر رہی تہی اسے یقین ہو گیا کہ یہہ فرستادہ سامری ہے جوگی نے پوچہا کہ وہ آدمزاد کہان ہے
اسنے کہا وہ سامنے بیٹہا ہوا ہے جوگی نے جو دور سے دیکہا کچہہ شک سا ہوا قریب آیا اور کہا
کیون نہین مطلب دل عقرب جادو کا پورا کرتے ہو دیکہو مجہے خداوند
سامری نے تمہاری فہمائش کے واسطے بہیجا ہے اگر نہ مانوگے تو برا ہوگا خداوند
ناراض ہو جائینگے دین و دنیا مین ٹہکانا نہ رہیگا یہہ سنکر سکندر نے کہا کیون
جہک مارتا ہے تجہپر اور تیرے خداوند دونون پر ہزار ہزار لعنت ہے
ادہر یہہ لکاتہ یعنے عقرب جادو قریب آئی جوگی کے پاؤن چومے اور
کہا کہ تم فرستادہ خداوند ہو تمہارے قدم کی برکت سے یہہ کام سر انجام پا جائیگا جوگی نے کہا ہان

نجس اپنا میرے نہ لگاؤ کیونکہ تو دنیادار ہے اور مین فرشتہ قدرت ہون ایسا نہو کہ مجھپر عذاب نازل ہو اور یہین رہجاؤن خدمت خداوند سے خارج کردیا جاؤن تو تہین علیحدہ پوشیدہ ہو جا تاکہ مین اسکو راضی کردون اور سحر اپنا اسپر سے اوتارلے عقرب جادو نے جلدی سے ہاتھ کو سکندر پر تین بار گردش دی کہ دست و پا مین انکے حرکت محسوس ہوئی اور ہاتھ پاؤن انکے کھل گئے اور عقرب جادو علیحدہ چلی گئی اب سکندر نے پہچانا کہ یہہ بلقیس عیار میرا ہے اور بلقیس نے سکندر کو پہچانا ہرایک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور گلے ملے بلقیس نے کہا کہ مین دربدر کی ہو کر ہین کہتا ہوا آپکی تلاش مین یہانتک پہنچا اسکو دعا کرتے سنا مگر نہین اسکی بات کا جواب دیتا تھا مگر مقدر نے راہبری کی اور آپ سے ملایا اب اسیکے قید مین بیٹھی رہو گے یا رہائی کی صورت کروگے سکندر نے کہا مین کیا کرون بلقیس نے جواب دیا کہ وصل پر کیون نہین راضی ہو جاتے ہو بیجا ہی کیا ہے یہی کوئی ساٹھ برس تین سو برس کی عمر اوسکی ہوگی زیادہ تو نہین معلوم ہوتی یہان اپنا کام نکالیے جسطرح ہو سکے سکندر نے کہا بیہودہ نہ بک تمسخر کا یہہ کونسا موقع ہے کوئی تدبیر رہائی بتلا بلقیس نے کہا کہ رہائی تو بغیر اسکے ناممکن ہے سکندر نے کہا اگر یہی صورت رہائی کی ہے تو قید اس سے بہتر بلکہ موت اس سے اچھی ہے نہ ہمارے بزرگون نے کبھی ایسا کیا نہ ہم کرینگے سکندر نے کہا یہہ مین کب کہتا ہون کہ تم اوس سے وصل ہی کرو زبانی اقرار کرلو اور موقع پاکر گلا گھونٹ کے مارڈالو سکندر نے کہا ہان یہہ ہو سکتا ہے کہا اب مین ہٹا جاتا ہون دیکھو غصہ مین کام خراب کرنا ذرا میٹھی میٹھی باتین کرنا جس سے وہ خوش ہو یہہ کہکر عقرب جادو کو بلایا اور کہا کہ یہ راضی کردیا مبارک ہو اوسنے کہا کہ نکاح بھی میرا پڑھتے جائیے ایسا نہو کہ پھر مجھے چھوڑکر چلا جائے جوگی نے کہا اچھا بیٹھو اور سکندر سے کہا کہ راضی ہو نکاح تمہارا پڑھون سکندر کو شرم بھی آتی ہے غصہ بھی مگر کیا کرے موقع ہی ایسا ہے کہا کہ ہان مجھے بھی منظور ہے کہ نکاح میرا اسکے ساتھ ہو جائی کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو حرامی ہو عقرب جادو کی باچھین خوشی کے مارے کھلی جاتی ہین اور نیلی چادر کا گھونگھٹ نکالکر بیٹھی ہے کہ جوگی نے کہا کہ بڑا نام خداوند سامری کا جسنے جوڑے لگاکر بچے جنائے نکاح ہاتھی کا ہتنی کیساتھ اور نکاح بھینسے کا بھینس کے ساتھ نکاح تمہارا کاکوئل کے ساتھ اور نکاح تمہارا اس بلا کے ساتھ مبارک مبارک اس تک بندی پر بلقیس کے سکندر کے پیٹ مین گدگدی ہوئی اور بے اختیار یہہ ہنسنے لگے جوگی نے کہا بہت خوش ہوئے یہہ انکار سب دیکھنے ہی بھر کا تھا عقرب جادو سکندر کو ہنستے دیکھکر یہی سمجھی کہ شادی کے نام سے یہہ خوش ہوا ہے جوگی تو ہنسکر علیحدہ ہو رہا اور سکندر نے ہاتھ عقرب جادو کا پکڑکر لٹا لیا کبھی گلا اسکا ٹٹولتے ہین کبھی کان پکڑتے ہین یہہ لگاتہ سمجھی کہ کوئی طریقہ ساحری کا ہوگا لیکن سکندر نے جب اسے بالکل غافل دیکھا بس دونون ہاتھ گردن پر رکھکر اس زور سے دبایا کہ آنکھین عقرب جادو کی نکل پڑین اور روح نجس شرمگاہ کے رستے سے نکلکر دوزخ کو روانہ ہوگئی بس اسکا مرنا تھا کہ کوہ پر اک زلزلہ سا محسوس ہوا اور یہہ معلوم ہوا کہ ہزارہا پتھر چلے آتے ہین بعد تھوڑی دیر کے جب لاش اسکی پتھر کیسا تھ کسر دی ہوئی تو علامات ہر طرف ہوئے اک آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من عقرب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم وبطلب خود رسیدیم ہر چہار طرف بہت شور کیا لیکن

جب بس نہ چلا تو خاک اوڑا کر چلے گئے روشنی ہوئی تو سکندر نے دیکھا کہ نہ کوہ ہے نہ فوج عقار بلکہ
اک چٹیل میدان مین اک پتھر پر لاش اک جادوگرنی کی پڑی ہے اور سامنے بلقیس کھڑی ہے سکندر
نے کہا اے بلقیس تونے خوب ترکیب بتلائی ورنہ تا قیامت اس بلا سے نجات ہوتی اب
ملک آب پرستان کیطرف چلو نہین پتا ملک آسمانیہ کا معلوم ہے بلقیس نے کہا چلو
خدا مالک ہے یہان سے تو چلو وہان کا پتا بھی کسی نہ کسی سے مل ہی جائیگا غرضکہ یہہ دونون ایک
جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام اک کوہ کے نیچے پہونچے دیکھا تو کوہ پر لوگ بیٹھے
ہین لیکن وضع اور قطع اونکی ڈاکوؤنکی ایسی ہے چونکہ شام ہو چکی تھی سکندر نے کہا کہ آج یہین
قیام کرنا چاہیئے صبحکو پھر چلینگے بلقیس نے کہا کہ یہہ لوگ حرامزادے معلوم ہوتے ہین
یہان ٹہرنا اچھا نہین ایسا نہو کہ کچھ ایذا پہنچائین سکندر نے جواب دیا کہ ہمین کوئی ایذا
پہونچائیگا تو کسلیئے اسواسطے کہ نہ دولت دنیا پاس ہے نہ مال ہے بقول شاعر شعر

طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہوکے کریگا زمانہ کیا

بلقیس نے کہا یہہ صحیح ہے مگر شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین ست
مقتضائے طبیعتش این ست

اے شہریار یہہ خیال کیجئے کہ ہمارے پاس کچھ نہین ہے دشمن کو کیا معلوم کہ آپکے پاس کچھ ہے یا نہین
یہہ تو بعد کو معلوم ہوگا فرمایا کہ اچھا اگر یونہی سہی تو کیا مین موم کا بنا ہوا ہون یہان یہی باتین
ہین کہ کوہ پر سے قزاقون نے دیکھا کہ دو لڑکے جنمین ایک انتہا کا حسین ہے کھڑے باتین کر رہے
ہین حکم دیا کہ جاؤ ان دونونکو پکڑ لاؤ انسے ساقی گری کا کام لینگے یہہ لڑکے اسی قابل ہین یہہ سنکر
ایک شخص سیہ فام زرد چشم اوترا پر کوہ آکر قریب سکندر و بلقیس کے آیا اور کہا کہ کہان سے
آتے ہو تم دونون اور کہان جاؤگے سکندر نے کہا کہ ہم کہین سے آتے ہین اور کہین جائینگے
تجھے کیا یہہ سنکر اوسے غصہ آیا کہ یہہ لڑکا بڑا اڑتا ہے اسنے بازو پکڑا اور کہا چلو ہمارا مالک
تمہین بلاتا ہے سکندر نے ہاتھ اسکا جھٹک دیا اور کہا کہ او بے ادب سیدہی طرح نہین
بات کرتا ہے تو کیا ہے اور تیرا مالک کیا چیز ہے ہم کسیکے نوکر ہین جو چلین اوسنے کہا دیکھے تیلے ہاتھ پاؤن ایسی زبان
اگر نہ چلوگے تو زبردستی اٹھا لیجاؤنگا یہہ کہکر چاہتا تھا کہ سکندر کو گود مین اوٹھائے کہ بس پیچھے ہٹکر جو اک
تھپڑ مارا تو سر اسکا پھٹگیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا یہہ حال جو اہل کوہ نے دیکھا سبکے سب چلے کہ یہہ لڑکا تو بلا کا
جسنے اتنے بڑے جوان کو یون مارا کہ ایک تھپڑ مین لوٹن کبوتر بنا دیا بعضنے کہا کہ بلا تو اسکو جانے دینا نہ دے
لیکن قران قزاق جو ان سبکا افسر تھا اوسنے کہا کہ خبردار کوئی نہ بولے مین اس سے مقابلہ کرونگا اور
اسے زیر کر کے فرزند بناؤنگا کہ یہہ لڑکا نہایت زبردست قابل افسری ہے یہہ کہکر قریب سکندر کے
آیا اور کہا اے طفل تونے غضب کیا اتنے بڑے جوانکو تھپڑ سے مار ڈالا سکندر نے کہا ایسے ایسے
سو ہونگے تو اسیطرح مار ڈالونگا تمہارا جی چاہے تم بھی حوصلہ نکال لو اور لڑ لو قران قزاق نے کہا کہ
مین چاہتا ہون دیکھے تمہارے زور ہو اگر مین زیر کرلونگا تو فرزند بناؤنگا اور پیشہ اپنا سکھاؤنگا
اور اگر تم زیر کرلوگے تو تمہاری اطاعت اختیار کرونگا سکندر نے کہا مین موجود ہون غرضکہ قران قزاق و
اوسکندر سے کھڑے کھڑے زور ہونیلگے کبھی قران سکندر کو ریل لیجاتا ہے کبھی سکندر قران کو مگر جب
سکندر نے باندا اس قزاق کے تھامے تب یہہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سلاخین آہنی ہین کہ بازو توڑے ڈالتی ہین

بس زور ہوتی ہوتے سکندر نے ایک ہاتھ سے تو زور قران قزاق کا روکا اور دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا اور نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خوے بن شہریار
بن ایرج بن قاسم بن علم شاہ بن حمزہ صاحبقران عالیشان اے قران قزاق
کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین ساتھیون نے اسکے چاہا تہا کہ سکندر پر
حملہ کرین لیکن قران قزاق نے منع کیا اور کہا کہ سنا تمنے کہ یہہ کس شہریار عالیوقار کا بیٹا اور
کس کا پوتا ہے سکا برقا ہے خبردار کوئی بدسلوکی ساتھہ انکے نکرے اور کہا کہ تا زندہ ہم بندہ ہم سکندر نے
قران کو آہستہ سے زمین پر کہڑا کر دیا اور کہا کہ پڑہ کلمہ قران قزاق کلمہ پڑہکر از صدق
مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مینے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار
کی اب جسکو میرا ساتھہ دینا ہو وہ دین اسلام کو قبول کرے اور جسکو منظور نہو وہ یہانسے چلا
جائے سب نے کہا کہ جب افسر نے اطاعت کی تو نوکرون کو کب عذر ہو سکتا ہے غرضکہ سب
صدق دل سے مسلمان ہوئے اب قران قزاق نے عرض کی کہ بالاے کوہ تشریف
لیچلئیے اور اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے کہ کیونکر اس وادی پرخار مین تنہا پیادہ پا آنا ہوا
سکندر ہمراہ قران کے بالاے کوہ آئے اور سب ماجرا اپنا فقیر ہوکر نکلنا اور ملک آب
پرستان مین پہونچنا اوسکے بعد دیو کو مارنا اور اٹھا لیجانا پنجہ کا پہونچنا بلقیس کا اور مارنا
عقرب جادو کو اوسکے بعد بقصد ملک آسمانیہ چلنا اور یہان پہنچنا سب بیان کیا
اور فرمایا کہ اگر تمہین راہ ملک آسمانیہ کی معلوم ہو تو مجھے بتادو قران قزاق نے
عرض کی راہ بتلانا کیسا مین ہمراہ رکاب ہون لیکن آپ کیسی کیسی پریشانیان اوٹھاتے ہوئے
چلے آتے ہین معہ ایک ہفتہ یہان قیام فرمائیے اور راحت اوٹہائیے اوسکے بعد مین حضور کو
یہان سے ملک آسمانیہ کیطرف لیچلونگا فرمایا کہ دو چار روز تو ٹہرنا ممکن نہین مگر یہہ شب
تمہاری خاطر سے یہین بسر کرونگا اسواسطے کہ نہین معلوم وہان ملکہ بس اتنا کہکر خاموش ہورہے کچھ
خیال آگیا شرم دامنگیر ہوئی بلقیس پاس بیٹھا تہا اسنے کہا اے شہریار ملکہ کہکر آپ خاموش
ہورہے وہان آپنے کس بات کا ملکہ کا کیا عشق بازی کے رنگ مین تو نہین پھنس گئے
سکندر نے کہا تیرے خیالات ہمیشہ فاسد رہتے ہین ملکہ ماہ پارہ دختر ہے آسمان شاہ کی
وہ مجھسے پاک محبت رکھتی ہے نہ مجھے کسی نوع کا خیال اوسکی جانب ہے نہ اوسکو وجہ پریشانی ہوگی بلقیس نے
کہا پاک محبت کے یہہ سرور شور ہین تو آگے بڑہکر کیا ہوتا ہے اسلئے تو گہر چہوڑا ہے اور فقیری اختیار
کی ہے ذرا وطن چلئے یا کسی مقام پر آپکے والد بزرگوار ملین تو دیکھیے کیا پوست کندہ بیان کرتا ہون
سکندر نے کہا ہمارے سر کی قسم کسی بزرگ کے سامنے اسکا ذکر نکرنا غرضکہ یہہ باتین سکندر
کی بچپن تک رہا تہا اور بلقیس کی حرکتون سے شرارت پیدا ہتی قران تو سکندر کا عاشق
ہوگیا ہے خاک قدم کو طوطیائے چشم بناتا ہے آنکھین بچھاتا ہے غرضکہ شب تو یہان بسر ہوئی صبح
کو سکندر نے قران قزاق سے کہا کہ بس اب چلو ہمارے ساتھہ اور اگر ساتھہ ہمارا دینا ہے
تو اس پیشہ کو سلام کرو کہ یہہ آئین اسلام کے بالکل خلاف ہے جسقدر تمکو دشت مار مین ملتا تہا
خداوند کریم اوس سے زیادہ عنایت کریگا قران قزاق نے عرض کی جو کچھ فرمائیے گا ویسا ہی ہوگا کیا
مجال ہے کہ جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالونگا یہہ کہکر ایک مرکب سمند کہ نہایت عمدہ تہا شاہزادے کے آگے حاضر کر کے خدمت مین

شاہزادے کے پیش کیا اور سپر تلوار خود بکتر چار آئینہ دستانے موزے کل اسلحہ جنگ کشتی مین لگا کر حاضر کیئے شاہزادے نے فرمایا کہ مرکب تو خیر اچھی چیز ہے کہ اس سے قطع راہ مین آسانی ہوگی اور جانا جلد منظور ہے ورنہ اسکی بھی ضرورت نہ تھی پیدل ہی چلتے لیکن یہہ اسلحہ جنگ فضول ہین قران قزاق نے عرض کی کہ اے شہریار راستے کی حفاظت کا سب سامان ہونا چاہیئے جسوقت اپنے ملک مین پہنچ جایئے گا اوسوقت جو لباس چاہئے اختیار کر لیجیئگا فرمایا کہ خدا ہر جگہہ حافظ ہے اگر زندگی ہے تو کوئی کچھہ نہین کر سکتا بقول شاعر دوہا

جب کور اکیے سلیمان مارنہ سا کو کوئی ۔ بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئی

اے قران قزاق حافظ حقیقی کی نگہبانی مقدم ہے قران نے عرض کی کہ یہہ سب کچھہ درست ہے مگر اتنی عرض اس خادم کی پذیرا ہو فرمایا خیر خوشی تمہاری یہہ کہکر آلات حرب تن پر آراستہ کیئے اور مرکب سمند پر سوار ہوئے قران قزاق مع بارہ ہزار قزاقوں کے سکندر کے ساتھہ ہوا اور راہ ملک آسمانیہ کی اختیار کی اب دیکھا چاہیئے کہ یہہ کس وقت پہنچتے ہین

لیکن اب یہان سے کچھہ حال ملک آسمانیہ کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے جب سے بیخبر شاہصاحب یعنے سکندر رستم جو کو لیگیا ہے تمام شہر مگین ہے اور بادشاہ کو بھی انتہا کا صدمہ ہے اور ملکہ ماہ پارہ تو دیوانی ہو رہی تھی آٹھہ آٹھہ روز کنگھی نہین کرتی ہے ہر وقت مونہہ لپیٹے پڑی رہتی ہے اغیرون جاینسو سے نفرت ہے کیونکہ وہ سمجھاتی ہین تو انکی باتین بری معلوم ہوتی ہین اکثر جواب مین یہہ شعر پڑھ دیتی ہے

عشق ہم اب نکرینگے جو ضر رہے ناصح ۔ چوٹ جو کہا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

کبھی باغ مین جاتی ہے اس مقام کو حسرت سے دیکھتی ہے جہان شاہ جی بیٹھے عبادت خدا کیا کرتے تھے کبھی یہہ شعر زبان پر جاری ہوتا ہے

ترا بوٹا سا قد اے رشک گل جب یاد کرتے ہین ۔ نہالون سے گلے مل ملکے ہم فریاد کرتے ہین

کبھی درگاہ قاضی الحاجات مین نازک نازک ہاتھہ اوٹھا کر یہہ دعا کرتی ہے کہ پروردگارا یہہ تو نے کوئی فرشتہ بھیجدیا تھا یا جن تھا کہ دیو کو کس دبدبہ سے مارا اور وہین سے غائب ہو گیا اگر تو نے کسی ملک کو ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا تھا تو امیدوار ہین کہ پھر اوسکی زیارت سے مشرف ہون اور اگر وہ انسان تھا تو اوسنے تیرے ہزاروں بندون کو دیو کے شر سے نجات دی تو اوسکو ہر بلا سے بچانا اور ہمسے ملا شعر

بچھڑے ہوئے معشوق ملین سبکے الٰہی ۔ میرا بھی وہ دلبر کہین آئے مرے آگے

یہہ تو اس حال پر ملال مین ہے اور آسمان شاہ نے ڈھنڈورا پٹوا دیا ہے کہ جو شخص شاہصاحب کا پتا لگائیگا وہ اسقدر انعام پائیگا کہ کبھی کسینے نہ دیا ہوگا عیار ہر چہار طرف دوڑتے پھرتے ہین لیکن اسی ملک آسمانیہ سے قریب ملک ہے کہ بادشاہ وہان کا ارژنگ زرہ پوش اکوان پرست ہے جس وقت اسے معلوم ہوا کہ آسمان شاہ نے مذہب آب پرستی کو ترک کیا اور مذہب اسلام کیطرف توجہ اسکی معلوم ہوتی ہے کوئی لڑکا ٹھہرا ہوا اولاد حمزہ صاحبقران سے اس ملک مین آیا تھا اوسنے دیو کو مارا اب اوسے بیخبر لیگیا ان سبکو اوسی کے دین کی طرف توجہ ہوئی ہے یہہ سنتے ہی اسنے دبیر سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے آسمان شاہ ہم نے سنا ہے کہ تمنے دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب جدید کی طرف تمہاری توجہ ہے بس آگاہ ہو جایئے کہ اگر ایسا کیا تو بہت پچھتاؤ گے ہر چند کہ پہلے بھی تم آب پرست تھے اور مین بندہ ہون خداوند اکوان کا لیکن خیر وہان تک

مضائقہ نہ تھا اس لیئے کہ وہ بھی ایک قدیم مذہب تھا اور یہ مذہب جدید بہت ہی خراب اور
اس مذہب والے ہمیشہ فتنہ وفساد برپا کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ ہم دین کو اپنے رواج دین
اور دوسرے مذہبون کو مٹا دین لہذا اگر خیر اپنی اور اپنے ملک کو چاہتے ہو تو اپنے مذہب
قدیم پر قائم رہو دین جدید سے ہاتھ اوٹھاؤ ورنہ ایک روز مین ملک آسمانیہ کو اگر تباہ و برباد
کردونگا جسوقت دبیر نے یہ نامہ لکھکر تیار کیا اسنے اک رفیق کو اپنے دیا کہ نام اوسکا گیہان
تیغ زن تھا اور کہا کہ جاؤ اور آسمان شاہ سے اس نامہ کا جواب لاؤ گیہان نے نامہ سر سے باندھا
اور کچھ تھوڑے سے سرفروش حفاظت راہ کے واسطے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کو روانہ
ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل ملک آسمانیہ مین پہونچا خبر آسمان شاہ کو ہوئی
کہ گیہان تیغزن نامہ ارزنگ زرہ پوش کا لیکر آتا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ آنے
دو مگر یہ اک تازہ بات ہے اسواسطے کہ ہر چند ملک اوسکا ہمارے ملک سے بہت قریب ہی
لیکن ہمارے اوسکے رسم و روابط نہین اختلاف مذہب کی وجہ سے ہم اوس سے کنارہ مین
وہ ہم سے اجتناب رکھتا ہے آج تک کبھی سلسلہ نامہ و پیام نہین جاری ہوا تھا دیکھیئے کونسا
سلسلہ آغاز ہوا چاہتا ہے آیا سلسلہ دوستی ہے یا دشمنی غرضکہ جب گیہان نے نامہ
آسمان شاہ کو دیا اور آسمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہان تو یہ فقیر کے رنج مین بیٹھا
تھا کہان یہ نامہ پہونچا بس اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جواب نامہ جنگ الحمد و اسواسطے کہ
میرا کوئی مذہب تھا اور اب مین نے جو مذہب چاہا اختیار کیا تو کون ہے دبیر نے پشت نامہ
پر لفظ جنگ تحریر کردی گیہان تیغزن نے کہا کہ آپنے یہ اچھا نہ کیا اسواسطے کہ آپ ارزنگ
شاہ زرہ پوش سے آگاہ نہین کہ وہ کیسا بہادر ہے ایک روز مین تمام ملک کو آپکے برباد
کردیگا آسمان شاہ نے کہا کہ تو ایلچی ہے تو مجاز اسطرح کی گفتگو کا نہین رکھتا ہی تجھے امور سلاطین
مین کیا دخل ہے اگر تجھے بھی دعویٰ اپنی سپہگری پر ہے تو ہو تجھ سے ہوسکے کمی نہ کرنا یہ سنکر
گیہان تیغزن خاموش ہو رہا اور جواب نامہ کا لیکر طرف شہر ارزنگیہ کے روانہ ہوا اور نامہ
اپنے بادشاہ کو دیکھایا ارژنگ شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کل کوچ
ہمارا ہوگا ملک آسمانیہ کی جانب یہ حکم ملتے ہی لشکر تیار ہونے لگا اور دوسرے روز ارزنگ
شاہ زرہ پوش پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر
آسمان شاہ فیل زور کو ہوئی اسنے بھی حکم دیا کہ بارگاہ ہماری بیرون قلعہ استادہ کیجائے
اور لشکر تیار ہو اوسیوقت حسب الحکم آسمان فیل زور لشکر قلعہ آسمانیہ سے باہر نکلا اور
بارگاہ آسمان شکوہ برپا ہوئی لشکر نے پڑاؤ کیا مالک آسمان فیل زور بارگاہ مین آکر
مقیم ہوا یہ خبر ملکہ ماہ پارہ کو پہونچی کہان تو صدمہ محبوب مین بستر غم پر پڑی تھی کہان اضطراب
اسکا اس خبر وحشت اثر نے اور بڑھا دیا کہ تیرے باپ کے ملک پر غنیم نے چڑھائی کی ہے
دلمین کہتی تھی کہ اے خدائے نادیدہ ہم تا نہ مسلم ہین حال پر ہمارے رحم کر اسواسطے کہ ابھی
دیو ہر جنگال کے شر سے تونے بچایا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یہ کہکر یہ شعر پڑھا

دل یونہین تھا مجھے دو بہر کہ طبیعت آئی	ایک آفت نہ ٹلی دوسری آفت آئی

اے رب پاک ذات واسطہ حبیب کا اس بلا کو بھی ہمپر سے دفع کر جسطرح دیو سے بچایا اسیطرح

اس کافرسے بھی بچا یہ تو یہان تڑپ تڑپ کر دعا کر رہے ہین اور وہان آسمان شاہ باہر قلعہ کے بارگاہ برپا کیئے بیٹھا ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر برد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پچاس ہزار سوار سے ارزنگ شاہ زرہ پوش پیدا ہوا اور ایک جانب خیمہ زن ہوا لشکر نے پڑاؤ کیا بس ارزنگ نے بارگاہ برپا ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا خبر ہوئی آسمان شاہ کو اسنے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی تیاریان جنگ کی ہونے لگین یہانتک کہ زمانہ شب آخر ہوا اور صبح نے جلوہ فروزی کی طایران خوش الحان محو یاد سبحان ہوئے نسیم سحر نے غفلت شعارون کو تھپک تھپک کر سلانا شروع کیا اور شور اذان نے خدا اشنا سون کو خواب غفلت سے بیدار کیا قافلہ والون نے سفر کی تیاری کی عاشقان ہجران کشیدہ نے روے سحر دیکھکر سجدۂ شکر کیا ملکہ ماہ پارہ نے تڑپ تڑپ کر جو یاد محبوب و اندیشہ ملک مین رات گذاری ہے تو بستر اسکا زمین مقتل کا نمونہ ہو رہا ہے جابجا اشک سرخ کے داغ شنگین پڑی ہوئی بموجب شعر ؎

شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے ۔۔۔ صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا

واقعی عجب عالم ہے ملکہ کا کہ آنکھین نشۂ عشق و شراب غم سے روتے روتے سرخ ہوگئی ہین چہرہ مانند رخ کے ماہتاب کی کہ جو حالت اوسکی ہنگام صبح ہوتی ہے سفید گریبان مثل گریبان صبح کے بچاک بال پریشان لب خشک وہ پھانس جو دل مین چبھی ہوئی ہے رہ رہکر کھٹکتی ہے بے اختیار منھ سے اُف نکلجاتی ہے کبھی درگاہ الٰہی مین چھوٹے چھوٹے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرتی ہے کہ پروردگارا اوس اپنے بندۂ پاک سے جلد ملا دے کہ جس نے مجھے راہ نیک تعلیم کی کفر سے پھیرا راہ اسلام کی دکھائی کبھی کہتی ہے کہ باپ کو میرے دشمن پر فتحیاب کرنا کہ وہ تیری راہ مین لڑنے گیا ہے اگر اپنے دین قدیم پر رہتا تو ارزنگ شاہ سے نہ بگڑتی بار الٰہا تو بھی اوکی مدد کرنا یہ تو یہان اس حال پر ملال مین خدا سے رجوع کیئے بیٹھی ہے اور وہان دونون لشکر میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبر دارون نے نکلکر میدان کو جھاڑی جھنڈی کاٹ کر صاف کیا بیلدارون نے نشیب و فراز کو برابر کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھالا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کے دلون مین جوش پیدا ہوا خون شجاعت نے جسم مین دورہ کیا جنگی باجون نے جوانان لشکر کو مست و بیخود بنا دیا بس گیہان تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ارزنگ زرہ پوش کے آیا اجازت حرب و پیکار مانگی ارزنگ شاہ نے کہا کہ جا خداوند الوان تیرا حافظ و نگہبان ہے بس وہین سے اسنے باگ مرکب کی موڑی اور اشارہ کیا کہ مرکب مثل برق جھمک کر میدان مین آیا اسنے پہلے خوب صلح شوری کے بعد اوسکے اک مقام پر نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے آسمان شاہ اسی روز بد کے واسطے مین نے تمھین کہا تھا کہ ارزنگ شاہ سے نہ بگاڑو تم نے کہنا نہ مانا اور جواب جنگ لکھا اوسکا یہ نتیجہ پیش آیا کہ آج ملک تمہارا اندیشۂ بربادی سے خالی نہین ہے آسمان شاہ فیل زور نے اپنے لشکر کیطرف دیکھا بس

ادہر

اسکا دیکھنا تھا کہ خریط نیزہ باز نے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت آسمان شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت
حرب مانگی اسنے باواز بلند کہا کہ تجھے اوس خدا کے سپرد کیا کہ جو قدیم ہے نہ اوس سے پہلے کوئی تھا اور
نہ ہوا اور سکے ہمیشہ کوئی رہیگا خریط نیزہ باز نے سلام رخصت کیا اور باگ پھیر کر مرکب کو بازگشتہ کیا
مرکب بجہین ہوکر مثل بجلی کے کوندتا ہوا سامنے گیہان تیغزن کے آیا گیہان نے کہا کیا تو نے
بھی مذہب جدید اختیار کیا ہے خریط نے کہا کہ میرا مذہب قدیم میرا خدا قدیم ہے گیہان نے کہا
کہ دیکھوں تیرا خدا کیسا ہے اور میرا خدا کیسا ہی خریط نے کہا او ملعون اپنے خدائے باطل کو
میرے خدائے برحق کے مقابلہ مین بیان کرکے فیصلہ خواہ ہوتا ہے دیکھ ابھی کہلا جاتا ہے وار کر
اپنا گیہان نے کہا پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال لے خریط نے کہا کہ جس مذہب پر رغبت کی
اوسکے آئین بھی اختیار کرنا لازمی ہوئی لہذا ہم مطیع اسلام ہوچکے ہین کبھی پیشدستی نہ کرینگے
کہ یہ ان لوگوں کا طریقہ نہین ہے یہ سنکر گیہان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوچکا
ہے لے اسے یہ کہکر نیزہ خریط کے حوالہ کیا خریط فن نیزہ بازی کو خوب جانتا ہے اس نے نیزہ
گیہان کا نیزہ پر روکا اور طعنین چلنے لگین بند بند ہنے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
سانپ زبانین نکالکر گتھ گئے ہین غرضکہ رد و بدل ہوتے ہوتے ایک مقام پر خریط نیزہ باز
نے جھوٹ پر چھوٹ ماری اور اپنے نیزہ مین نیزہ گیہان تیغزن کا پیچیدہ کرکے اک کس دیکر جو جھٹکا
مارا نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکل گیا اور بیس قدم کے فاصلہ پر جاکر گرا اسنے کہا کہ خیر نیزہ بازی خلال
بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر میان سے تیغہ کھینچ لیا اور سر پر خریط کے وار کیا
اسنے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کے پناہ کیا لیکن تیغہ جو گیہان کا پڑتا ہے صاف سپر کو مانند قرص پنیر
کے کاٹ کر سر پر بیٹھا خریط نے سر پیچھے کھینچا ادھر گیہان نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اوتر کر
نکل گیا بس خریط نے بھی اوسی عالم زخمداری مین جھپٹ کر تلوار ماری کہ شانہ اسکا بھی
نشانہ ہوا جس ہاتھ مین سپر تھی وہ جھول گیا گیہان نے تیغ دوسرا وار کیا کہ زخم سر خریط کا چوپارہ ہوگیا
اور یہ غش کھا کر زمین پر گرا لوگ دونون طرف سے دوڑ پڑے اپنے اپنے سرداران زخمی کو لیگئے
اسکے بعد ریحان تیغزن بھائی گیہان تیغزن کا اپنے بادشاہ ملک ارژنگ زرہ پوش
سے اجازت لیکر میدان مین اور مبارز طلب کیا یہان لشکر آسمان شاہ سے بسیط بن خریط
نکلا دونون مین نیزہ بازی ہوئی بسیط نے نیزہ ریحان کے ہاتھ سے نکالدیا لیکن جب نوبت
تیغزنی کی پہونچی تو یہ بھی زخمی ہوا لوگ اسکو بھی لے آئے ریحان نے پھر مبارز طلب کیا
تفریط بن افراط نے آسمان سے اجازت حرب لی اور آکر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی آئی ریحان نے ایسا تیغہ مارا کہ تفریط بھی زخمی ہوا بعد اسکے
افراط بن تفریط نکلا یہ بھی زخمی ہوا کہانتک بیان کیا جائے کہ دوپہر کی جنگ مین ریحان نے
کئی سردار آسمان شاہ کے زخمی کئے بس یہ دیکھکر اسنے خود مرکب طلب کیا اور ملک
آسمان شاہ فیل زور نے لباس شاہی اوتارا پوشاک رزم پہنے جسم کو زیور جنگی سے
آراستہ کیا اور مرکب پر بیٹھ کر باگ لی سامنے ریحان کے آیا اور للکارا کہ او تیغزن
غضب کیا تو نے کہ کئی سردار میرے زخمی کئے کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھون
تو سہی تو کیسا تیغزن ہے ذرا اپنے جوہر مجکو بھی دکھا ریحان نے کہا اے آسمان شاہ

دیکھا تو نے کسطرح زخمی کیا مین نے تیرے سردارون کو وہی حال تیرا بھی کرونگا آسمان شاہ
نے کہا کیہ پھر دیر کس بات کی ہے یہ سننا تھا کہ ریحان تیغ زن نے وہی تیغہ خون آلودہ آسمان
شاہ کو حوالہ کیا آسمان شاہ نے تیغہ اسکا سپر پہ روک کہ جھلوا کر ماری ریحان کے دو ٹکڑے ہوئے بعد اسکے
شمعون شتر لب میدان مین آیا یہ بھی ہاتھ سے آسمان شاہ کے زخمی ہوا اسکے بعد
مقرون شتر لب نے مقابلہ کیا یہ مارا گیا شام تک کئی سردار اسنے جان سے مارے اور
کئی زخمی کیئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ
بھیجا مقتولین کو دفن کیا لشکر نے کر کھولی سردارون نے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم
تن پر آراستہ کیا دو چار جام شراب کے پیئے کسل دفع ہوا ارزنگ شاہ نے جو اپنے سردارون
کو زخمی اور قتل ہوتے دیکھا نہایت ملال ہوا اپنے خیمہ مین آکر بیٹھا دو چار جام شراب کے
پیئے جسوقت دماغ اسکا گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ہم خود آسمان شاہ سے مقابلہ
کرین گے اوسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے خبر آسمان شاہ کو پہونچائی کہ ارزنگ
شاہ زرہ پوش نے اپنے نام نامی پر طبل جنگ بجوایا ہے آسمان شاہ نے کہا
کہ کچھ پروا نہین ہے خدائے ما بزرگ است کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے
یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی طبل بجا تمام رات تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون
لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ارزنگ
زرہ پوش نے گھوڑا باگ کا دیا اور میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے
ہاتھ نکالے جسوقت خوب عرق عرق ہو گیا ٹھہر کر اک مقام پر دم کو آراستہ کر کے آواز
دی کہ اے آسمان شاہ ہمینست میدان ہمینست گوئی آ سامنے اگر دعوی بہادری کا ہے
آسمان شاہ نے کہا کہ مین تیری سرکوبی کو موجود ہون یہ کہکر مرکب کو باشنہ کیا فرس بیچین
ہو کر چلا سامنے ارزنگ شاہ کے آیا ارزنگ نے کہا کہ اے آسمان شاہ
مینے تو تجھے سمجھانے کے طور سے لکھا تھا کہ تیرا مذہب تو کچھ ایسا برا نہین ہے تو مذہب دوسرا نہ اختیار
کر اگر تجھے یہی منظور تھا تو بہ لطافت ٹالدیا ہوتا مین بھی خاموش ہو رہتا مگر تو نے اپنی ترنگ مین جواب
جنگ لکھدیا انجام نہ سوچا اب دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون آسمان شاہ نے کہا کہ تو میرا اتالیق نہ
تھا کہ مین کہنے پر تیرے عمل کرتا مین اپنے فعل کا مختار ہون مین نے جو چاہا سو کیا اور بہت اچھا کیا
اب اگر جواب جنگ تجھے ناگوار ہوا ہے جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ارزنگ نے گرزہ سیر فولادی
کا ہاتھ مین سنبھالا اور باگ مرکب کی لی اور بقصد تکاور جھپٹا آسمان شاہ نے بھی سپر کر گردن کو سنبھالا
اور مرکب کو باشنہ کیا دونون طرف سے مرکب چلے پس برابر پہونچتے ہی سپر سے سپر سینہ سے سینہ
لڑا گھوڑون مین ٹھوکر چلی تراقے کی صدا بلند ہوئی سپرون سے جھنکاڑیان اڑین مرکب تین
تین چار چار قدم پسپا ہوئے پس دونون نے باگ تیزی سے ہاتھون مین سنبھالی باگین موڑ
موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ارزنگ شاہ نے خبردار کہکر نیزہ سینہ بے
کینہ آسمان شاہ پر مارا آسمان شاہ نے نیزہ نیزہ پر کاٹا طعنین چلنی لگین یہ معلوم ہوا
کہ دو سانپ زبانین نکال کر لڑنے لگے جو بند ارزنگ شاہ باندھتا ہے آسمان شاہ
کھول دیتا ہے اور جو بند آسمان شاہ باندھتا ہے اوسے ارزنگ شاہ کھولدیتا ہے

وہان تک

یہانتک رد و بدل ہوئی کہ سنانین جمانین بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی تھوڑی دیر مین چھڑین مثل
مسواک ہوکر رہگئین ہاتھ سے پھینک پھینک کر تلوارین میانون سے کھینچ لین وار چلنے لگے پہر بھر
کامل تلوار چلی نگاہین دونون لشکرون کی لڑی ہوئی ہین دونون کے بادشاہ مصروف جنگ ہین طرفین
کے فتح و شکست پر لڑائی کا فیصلہ ہے قضائے کار اتفاقات روزگار سپر آسمان شاہ کی ٹوٹی
اور سر زخمی ہوا چادر خون سر سے باہر آئی غشی طاری ہوگئی لوگ دوڑ کر آئے اور بادشاہ کو اپنے
لیگئے اودھر ارزنگ شاہ زرہ پوش مبارز طلب کر رہا ہے اوسکو خیال ہے کہ اور کوئی سردار
مقابلہ کو نکلیگا لیکن آسمان شاہ کے سردارون نے اس وقفہ کو غنیمت جانا اور سردار کو اوٹھا کر داخل
قلعہ ہوئے جلدی سے پھاٹک قلعہ کا بند کر لیا یہ دیکھکر ارزنگ شاہ نے طبل بجوا کر دھاوا کر دیا ادھر
اہل قلعہ نے توپین بہرون پر چڑھا دین اور نشانہ باندھکر بیٹھے خندق پر سے پل تختہ ہٹا دیا پانی
کا متوالا کڑک کا پولا بارود کے ماندھی تیل کا کڑاہ سب چیزین درست کر رکھین ارزنگ شاہ
نے سامنے قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ اے اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آتا ہون یہ کہکر مرکب کو
دوڑایا ایک ہاتھ مین گردہ سپر کا اور دوسرے مین گرز گران سر سنبھالا اور قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ
نے جو دیکھا کہ یہ آتا ہے نشانہ باندھکر گولے مارنا شروع کیے صدہا آدمیون کو گرا دیا صفین بچھادین
ایک ایک گولہ کئی کئی صفون کو مسمار کرتا ہوا چلا جب گولا داہنی جانب آیا گرز مارا کہ گولا پلٹ گیا
جب بائین جانب آیا سپر سے رد کیا سامنے آیا تو داہنی بائین طرف ہٹ کر خالی دیا اسیطرح ارزنگ
شاہ گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچ گیا کوئی گولہ قضا کا اسکے نہ لگا اب
اپنے گھوڑے کو ایڑ کی یہ چارون طرف پتلیان جھاڑ کر جو اوڑتا ہے تو دروازہ قلعہ پر جا کر تھما اوسوقت
اہل قلعہ نے پانی کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ تمام حربے قریب کے کئے مگر
ارزنگ سب سے بچا قریب ہے کہ گرز مار کر پھاٹک کو توڑے یہ حال دیکھکر اہل قلعہ نے
کہا کہ اب وقت دعا کا ہے سوا اسکے کوئی چارہ کار نہین ہے ان نو مسلمون نے دست
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کئے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب بے نیاز اے
معبود و کارساز ہم تازہ مسلمان ہین اور نئے شناسان تیرے ہین ہرچند کہ ذات تیری
قدیم ہے مگر ہم جدید ماننے والون مین سے ہین اسوقت مشکل مین ہماری مدد کر اور تو خوب
جانتا ہے کہ ہم حق پر ہین اور تیری راہ مین لڑتے ہین اسلیئے کہ باعث فساد یہی تبدیلی مذہب ہی
اسی مذہب اسلام کے اختیار کرنے پر یہ جنگ ہوئی ہے اور دشمن ہمارے گمراہ کرنے پر
آمادہ ہے لہذا اگر ہم حق پر ہون تو ہمین نجات دے اودھر ملکہ ماہ پارہ کو جو یہ خبر پہونچی کہ باپ تیرا
زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ بھی فتح ہوا چاہتا ہے دشمن قریب پہونچ گیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ
یہ بلک بلک کر رونے لگی اور ننھے ننھے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرنے لگی کہ خداوندا کسی معاون و مددگار کو
اپنے تو نے ابتک نہ بھیجا ہم لوگون کی تقدیر مین تباہی و بربادی لکھدی ہے ہم نے اپنے رہنما
سے سنا ہے کہ جو خاص بندے تیرے ہین وہ ہمیشہ تکلیف مین رہتے ہین ہر قسم کی ایذا
اونکو پہونچتی ہے دنیا اونکے واسطے نہین ہے لیکن اے بے نیاز ہم تو بندگان گنہگار مین
سے ہین ہمارا وہ نفس نہین ہے کہ ہر طرح کے مصیبت برداشت کر سکین یہ ظرف
اونھین خاصان خدا کا ہے چونکہ دعا ان سب کی رجوع قلب و اعتقاد درست سے تھی

تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا زنجیر عرش ہلنے لگی باب قبولیت مثل آغوش کے وا ہو گیا جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے ارزنگ زرہ پوش نے
بھی تامل کیا کہ مبادا کوئی حریف کا طرفدار ہو تو پہلے ہی نہ مقابلہ ہو جائے یہ خیال کر کے
دیکھنے لگا اودھر اہل قلعہ نگران تھے کہ شاید خداوند کریم نے کسی متوکل کو ہماری مدد کے لیئے
بھیجا ہو اسواسطے کہ ذات اوسکی رحیم ہے لیکن گرد مثل آندھی کے آرہی تھی آتے آتے
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اک شہسوار بارہ ہزار سوارون سے آکر پہونچا اور مرکب
کو روک کر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملک آسمانیہ پر غنیم کی چڑھائی ہے بادشاہ زخمی ہو کر قلعہ بند
ہوا ہے اور غنیم یہانتک قلعہ کا شکست کیا چاہتا ہے بس یہ سننا تھا کہ تاب نہ رہی اور وہین
سے مرکب کو پاشنہ مارا کہ گھوڑا مثل بجلی کے کوند کر قلعہ کیطرف چلا قریب پہونچکر آواز دی
کہ او ارزنگ شاہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا کہ مین آپہونچا منم سکندر رستم خو کے گذاریم
تا کہ از دست من زندہ و سلامت روی اودھر ارزنگ شاہ نے کہا کہ خوب خدا
اکوان نے گھیر گھار کر تجکو قضا کے منھ مین بھیجا مجھے سب سے سوا تیری تلاش تھی پہلے تجھ سے
فیصلہ کر لون تو پھر آسمان شاہ سے سمجھ لونگا لاضرب بہادری کی سکندر رستم خو نے
کہا کہ نہین جانتا ہم اہل اسلام مین طریقہ پیشدستی کا نہین ہے تو اپنا حوصلہ نکال لے
ارزنگ شاہ نے نیزہ سینہ بے کینہ سکندر پر مارا سکندر نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ
پر لیا طعنین چلنے لگین دس یا بارہ طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر سکندر
رستم خو نے چھڑ پر چھ ماری اور نیزہ حریف کو اپنے نیزے سے لپیٹ کر جھٹکا مارا کہ مثل
تیر شہاب کے نیزہ ہاتھ سے ارزنگ شاہ کے نکل گیا اور چالیس قدم کے فاصلہ پر
جا کر گرا بس جہان نظرین ارزنگ شاہ کے تیرہ و تار ہو گیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈال کر آواز دی کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی گیا سامنے
بہادران عالم کے خفیف کیا مگر خیر کچھ پروا نہین ہے نیزہ بازی خلاک بازی تیغ بازی
راست بازی جیسے حلال مشکلات جہان کیئے یہ کہکر سر شاہزادہ نامدار پر تیغہ آبدار کا وار
کیا بس سکندر رستم خو نے علی بند سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ گردہ سپر کا پشت پر جا جھولا اور
پنجہ علی کو دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار ارزنگ شاہ کی ہٹ پڑی ہاتھ بڑھا کر کلائی پکڑ لی
ارزنگ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دی اور گریبان مین ہاتھ ڈالدیا ہمہ چلنے لگے مرکب لنگرون
کے تاب نہ لاتے بیٹھ بیٹھ گئی دونون شہسوار گھوڑون سے کود پڑے زور کشمکش
کے ہونے لگے سما کشتی کا بندھا اہل قلعہ دروازہ کھولکر نکل آئے آسمان شاہ نے زخم پر
اپنا باندھا اور اسی حالت مین قلعہ سے باہر آیا چونکہ خیال اوسکو یہ گزرا کہ فوج سکندر
کے ساتھ کم ہے نہین معلوم انجام کیا ہو اس لیئے کہ جنگ و سردار وا اپنے فوج لیکر قلعہ
کے باہر آیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگا اودھر فوج ارزنگ شاہ بھی قریب آگئی سکندر
کے ہمراہی بھی پاس آگئے نگاہین بلکہ جانین سب کی لڑی ہوئی ہین کہ ارزنگ شاہ
بادشاہ ہے اور سکندر رستم خو اہل اسلام کے لیے بادشاہ سے زیادہ مرتبہ رکھتا
ہے ہر ایک کو اپنے اپنے ملک و آقا کا خیال ہے وہان سکندر رستم خو او سار زنگ

زرہ پوش مین کشتی ہو رہی ہے پیچ پر پیچ بندھ رہے ہین زور پر زور ہو رہے ہین معلوم ہوتا ہے
کہ دو کوندے لپک رہے ہین جھڑ کا کشتی کا بندھا ہوا ہے آدمی اور دیو کی لڑائی معلوم ہوتی ہے
ارزنگ زرہ پوش زبردست ستمان روزگار ہے قد و قامت اسکا نہایت عریض و طویل
ہے ہر جگہ چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے اور سکندر رستم خو بارہ تیرہ برس کا لڑکا مگر وارث زور
صاحبقرانی ہے جہان ہاتھ ڈال دیتا ہے ارزنگ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلاخ آہنی آکر
جم گئی چھڑانا دشوار ہوتا ہے دلمین کہتا ہے اللہ رے زور تیرا دیکھنے والے اور سمجھنے والی
دونون طرف کی داد مردی و مردانگی دیتے جاتے ہین کہ ایک بار سکندر نے آواز دی کہ لو
بہت اوبھا شاباش و مرحبا مگر اب وقت کم ہے مین چاہتا ہون کہ شام تک جنگ یکسو ہولی
اور تجھے خوب تھکا لیتا اوسوقت زیر کرتا خیر آگاہ ہو جا اور خبردار ہو جا کہ مین تجھے اوٹھائے
لیتا ہون یہ حسرت تیرے دلمین نہ رہجائے کہ مین واقف نہ تھا کہ اتنی جلد زیر ہو جاؤنگا یہ
کہکر دونون بازو اسکے پکڑے اور سر سینے سے ملایا اور خبردار کہکے دوڑے
ارزنگ نے ہر چند قدم جمائے کہ جگہ سے نہ ہٹون مگر کیا ہو سکتا ہے سکندر بارہ قدم
تک دوڑا لے گئے اور یون ہین آگے کو جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے
بس دوسرے ہاتھ سے بند کمر پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سن سے اوٹھا لیا
ہر چند یہ تڑپا لنگر مارے کہ نہ اوٹھون مگر کیا ہو سکتا ہے زور کے آگے ظلم کہین چل سکتا ہے
سکندر نے ہاتھ کو قائم کرکے آواز دی کہ پھڑک لے اچھی طرح سے قران قزاق نے
آواز دی کہ اے شہریار نامدار سبحان اللہ کیا کہنا ہے یہ زبردستی اور یہ اختیار کہ فیل مست کو
ہاتھ پر بلند کر لیا یہ آپ ہی کا کام تھا اودھر آسمان شاہ نے کہا کہ اگر ایسے نہوتے تو اتنے سے
سن مین یہ نام کیونکر پیدا ہوتا اور اکیلے ہر ہر ملک مین کیونکر پھر سکتے لیکن سکندر نے ارزنگ
سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہے اس نے عرض کی کہ تا زندہ ام بندہ ام فرمایا کہ وحدانیت پروردگار کے
بارے مین کیا کہتا ہے اس نے عرض کی جو آقا کا دین وہ غلام کا مذہب سکندر نے
اسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ دیا اور اوسیوقت کلمہ طیب تعلیم فرمایا ارزنگ زرہ پوش
از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ مینے تو دین اسلام اختیار کیا اور مذہب
الوان پرستی پر لعنت کی جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب کو اختیار کرے اور جسے
نہ منظور ہو وہ میرے لشکر سے نکل جائے سبنے عرض کی کہ الناس علےٰ دین ملوکہم جو مذہب
بادشاہ کا وہی اپنا بھی مذہب اب سکندر رستم خو نے ارزنگ شاہ اور آسمان شاہ کو گلے
ملوایا اور فرمایا کہ آپس کے رنج و ملال کو دور کردو اور باہمین ہمدردی کا خیال رکھو ارزنگ
نے عرض کی کہ وہ بنائے عداوت مٹ گئی جس واسطے مین نے انکے ملک پر چڑھائی کی تھی
اب وہی مین نے بھی کیا یعنے مذہب اسلام اختیار کیا آسمان شاہ نے ہنسکر کہا
کہ اے ارزنگ شاہ دیکھا تم نے قدرت پروردگار عالم کو اور سمجھ لیا مذہب اسلام
کو کہ یہ کیسا دین برحق ہے یہ دونون آپسمین بغلگیر ہوئے بعد اسکے سکندر نے قران
قزاق کو آسمان شاہ سے ملایا ارزنگ سے ملاقات ہوئی شاہزادہ سکندر
رستم خو کا دوست اور رفیق سمجھکر قزاق سے بادشاہ بہ تکریم کے ساتھ ملے اور

اسکی نہایت عزت کی آج قلعہ آسمانیہ مین صحبت عیش و نشاط ہے جام شراب ارغوانی
کو گردش ہے جو لوگ باہم ایک دوسرے کے لہو کے پیاسے تھے آج جام سلامتی پی
رہے ہین ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہے ہر چند کہ آسمان شاہ زخمی ہے
لیکن اسکو دو ایسی مسرتین ہین جنھون نے سب غم غلط کر دیئے ہین تکلیف بھلا دی ہے
ایک تو جنگ مین کامیابی اور دشمن فاجر کا دست امسلم ہونا دوسرے اس گمشدہ
شاہزادی کا آنا اور دشمن کے ہاتھ سے جان و مال کو بچانا لیکن اب کچھ حال ملکہ کا گذارش
کیا جاتا ہے کہ یہ دعا بھی مانگ رہی تھی اور آنسو اسکے دونون آنکھون سے جاری تھے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو لڑیان دُر غلطان کی بندھی ہوئی ہین جنکا سلسلہ کسیطرح ختم نہین ہوتا کہ
یکایک ایک عورت نے آکر کہا کہ بی بی کیون رو رو کر بدشگونی مناتی ہو خداوند کریم نے تمہارے
باپ کو دشمن پر فتح یاب کیا یہ سنتے ہی ملکہ چونک پڑی اور کہا کہ سچ کہہ اوسنے عرض کی کہ
میری مجال ہے جو جھوٹ بولون اور وہ بھی آپ سے فرمایا کیونکر فتح حاصل ہوئی اسلیے
کہ مین نے تو سُنا تھا کہ قبلہ و کعبہ جہان پناہ زخمی ہو کر قلعہ بند ہوئے ہین اوسنے عرض
کی کہ یہ سب صحیح تھا اور دشمن دروازہ قلعہ تک پہونچ گیا تھا مگر سنا ہے کہ مدد غیبی ہوئی
اور کوئی لڑکا بارہ ہزار سوارون سے صحرا کیطرف سے آیا اور دشمن سے لڑکر اوسکو
زیر کیا پیارا پیارا لڑکا ہے اور سُنا ہے کہ وہ بھی مسلمان ہے دشمن کو بھی اوسنے مسلمان
کیا اور آپ کے باپ سے گلے ملوایا باہم دوستی ہو گئی آیندہ کوئی خطرہ بھی نہین
رہا بلکہ اگر اور کوئی چڑھائی کرے تو جب ایک سلطنت تھی اب دو کی ایک ہو گئی طاقت
مضاعف ہو گئی ملکہ نے پوچھا نام اوس لڑکے کا کیا ہے اور تو نے دیکھا بھی ہے یا نہین
اوسنے عرض کی کہ قربان جاؤن لوگ کہتے ہین کہ یہ لڑکا وہی فقیر ہے جو پہلے اس ملک
مین دوسرے بھیس مین آیا تھا اور جس نے دیو کو مارا تھا مگر اب وہ سپاہیانہ لباس مین
ہے یہ سنکر ملکہ شادی مرگ ہونے لگی دفعتاً جو یہ خبر مسرت آگین ایسے غم و ملال کے بعد
سُنی قلب اوسکے لینے لگا دیوانگی کا ایسا عالم ہوا قریب تھا کہ بسبب فرط مسرت کے مرغ روح
قفس تن سے پرواز کر جائے اوس عورت کو خبر کی تصدیق کے لیئے روانہ کیا کہ جا کر دیکھ تو
آ اور پہچان تو کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی لیکن سہیلیون سے کہا کیون صاحبون بھلا وہ
کہان یہ کوئی اور شخص ہوگا اس لیئے کہ سنتی ہون یہ لباس رئیسانہ پہنے ہے اور وہ فقیر
تھا جسکا جوگ ہم نے لیا ہے اگر یہ شاہزادہ بھی ہو تو ہمین کیا مطلب ہان اتنے شکر گذار
ضرور رہین کہ اوسنے ملک ہمارا دشمن کے ہاتھ سے بچا دیا وہ لڑکیان کہتی ہین کہ ملکہ خدا
مین سب طرح کی قدرت ہے وہ چاہے تو مردہ کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ
کر دے فقیر کو بادشاہ بنا دے بادشاہ کو فقیر کر دے ابھی آپ نے دیکھا کہ کیا سے
کیا کیا اور کیا سے کیا ہو گیا کہ پہلے ایسی شکست ہوئی کہ ملک و مال بچنے کی کوئی امید نہ
تھی پھر خدا نخواستہ نصیب اعدا اگر دشمن کی فتح باقی رہتی تو کیا انجام تھا وہی بادشاہ
کے بعد فقیری پر خداوند کریم نے اوسیوقت ایسا مددگار بھیجا کہ وہ شکست فتح سے مبدل
ہو گئے اور وہ بادشاہت جو فقیری کے درجہ تک پہونچ گئے تھے فقیری سے پھر بادشاہت

ہوگئی اسیطرح ممکن ہے کہ اب اوسنے اوس لباس کو تبدیل کر ڈالا ہو پہلے بھی آپ کہتی تھین کہ یہ خاندان عالی سے معلوم ہوتا ہے یہ فقیری بانا اس نے کسی صدمہ و رنج مین اختیار کیا ہے یہی ذکر تھا کہ آسمان شاہ محل مین داخل ہوا اور خود ہی بیان کیا کہ خدا نے اپنا فضل کیا اور وہ شہزادہ جو فقیر بنکر یہان آیا تھا جس نے دیو کو مارا تھا اور اوسکو بچہ لے گیا تھا اوس نے آکر ارزنگ زرہ پوش کو بھی زیر کر کے مسلمان کیا اب حال اوسکے خاندان کا بھی ظاہر ہوگیا کہ اولاد جناب حمزۂ صاحبقران سے ہے اتنا تو مین پہلے بھی سمجھا تھا کہ یہ فقیر نہین ہے یہ کہکر اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اوسنے منظور کیا تو میرا قصد ہے کہ اس لڑکی کا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین دیدون ملکہ نے کہا نہایت مناسب ہے اس سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے اصل یہ ہے کہ اوسنے خاک سے ہمین پاک کیا دوزخ سے نکال کر راہ بہشت دکھلائی مال و ملک جان و آبرو بچائی جسوقت ملکہ کو یہ بات مفصل معلوم ہوگئی کہ یہی دلبر جان فروز ہے چہرہ پر بحالی آگئی جوش مسرت سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا دیوانی ہوجائے لیکن اپنے کو سنبھالا کہ ایسا نہو راز دل ظاہر ہوجائے اور رسوائی ہو ضبط کیا لیکن جسوقت آسمان شاہ گھر سے باہر گیا اوسوقت ملکہ نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے ایک کہاری کو دیا جا کر اوس بیمروت کو چپکے سے دے آنا اور کہنا کہ واہ صاحب کب سے آپ آئے ہوئے ہین اور ابھی تک ہماری خبر بھی نہ لی کہ مرگئی یا جیتی ہے یا مرگئی جسوقت تم باغ سے چلے ہو اور مین روک رہی تھی تو یلکر دیکھا تھا کہ مین دروازے تک آکر مثل طائر بسمل کے پھڑک کر رہگئی تھی اور جسوقت یہ سُنا تھا کہ تمہین پنجہ لے گیا اوسوقت سے تو جو حال میرا ہوا اوسے بجز خداوند کریم کے کوئی نہین جانتا ہر چند کہ اسوقت تک مین نے ضبط و تحمل سے کام لیا اور راز دل افشا نہو نے دیا مگر اب یہ دل ناصبور میرے اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے سنبھالے نہین سنبھلتا بموجب شعر

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دلکو

اللہ اکبر کبسے آپ قلعہ مین آئے ہوئے ہین اور ہم انتظار مین بیٹھے ہین لیکن آپنے اسوقت تک خبر بھی نہ لی کہ دیکھین تو اوس غم کشیدہ ہجران کا کیا حال ہوا ہے سچ کہا ہے کہ مرد کی ذات مین وفا نہین ہے برائے خدا اب زیادہ نہ ترپاؤ ایک نظر اپنا دیدار ہمین بھی دکھا جاؤ مین تمہارے مولی نہین تو لوٹونگی یک نظرے خوش گذرے ہے

کیون آئے تھے ہم سے بھلا کیا خبر تہین
جاتے ہین خیر دیکھ لیا ایک نظر تمہین

دیگر

فرقت مین یہ پوچھو کیسی گذر رہی ہے
نیرنگی جہان سے بدلا نہ رنگ اپنا
سنتا رہا وہ نالے پوچھا نہ یہ بھی لیکن
ایک ایک سے روتے بیٹھین اینکو کیا ہم

اچھی گذر رہی ہے جیسی گذر رہی ہے
جیسی گذر رہی ہے ویسی گذر رہی ہے
کیون درد مند الفت کیسی گذر رہی ہے
ویسی گذارتے ہین جیسی گذر رہی ہے

ہے آرزو یہ مجھکو حال غم جدائی
دشمن پہ بھی نہ گذرے ایسی گذر رہی ہے

ہرچند کہ تم سے نہ جان سکتے ہو نہ سمجھ سکتے ہو اس لیئے کہ اگر کسی سے دل لگا یا ہوتا تو درد و محبت کا مزا معلوم ہوتا کہ یہ ایذا قابل برداشت ہوتی ہے یا نہین اور کیا وہ دل ہین ایسے دکھ اُٹھاتے ہین اور اُف زبان پر نہین لاتے۔ س

زخم ہی ٹیس کا مزا جانے — جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے
ہمکو یہ بھی خبر نہین ہمدم — کس نے دل لے لیا خدا جانے

غرضکہ اگر پورا اشتیاق ملکہ کا تحریر ہوتا تو ایک دفتر سیاہ ہوجاتا سب جانتے ہین کہ عاشق کے گلے شکوونکا دفتر ہر داستان سے طویل ہوتا ہے کہ اسکی ابتدا تو ہوتی ہے مگر انتہا نہین ہوتی جہان قطع سخن کردیا وہی انتہا ہوگئی غرضکہ یہ نامہ دلخراش جسوقت سکندر رستم خو کے پاس پہونچا اور سکندر نے علیحدہ جاکر پڑھا دل بیٹھنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے دل مرغ نیم بسمل کیطرح سینے مین پھڑکنے لگا وہ صحبت باغ کی یاد آگئی اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ حال مہتر بلقیس نے دیکھا قریب آیا اور کہا کہ وہ کلمہ جو قران قزاق کے سامنے آپکی زبان سے نکلا تھا یہ کچھ اوسی کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے یہ الگ ہی الگ ہم سے خبر بھی نہین سکندر نے کہا اے بلقیس نہ ہمارے بزرگون نے تمہارے بزرگون سے کسی امر کا پردہ کیا ہے نہ ہمین پردہ رکھنا منظور ہے مگر ابھی سے کسی کو بدنام کرنا اچھا نہین جب وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا ابھی تو وہ حالت ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل بڑے عیب کی بات ہے کہ جس کے مہمان ہین اوسی کے ساتھ ایسا کرین کہ اوسکی دختر سے تعلق ناجائز پیدا کرین بڑی مشکل کی بات ہے کہ نہ تو کوئی بزرگ یہان موجود ہے کہ سلسلہ جنبانی کرکے نکاح کراوے نہ خود کہہ سکتے ہین دیکھئے کیا انجام اس محبت کا ہوتا ہے وہ کہا ری تو نامہ دیکر چلی گئی لیکن انکی عجیب حالت ہے مگر وہان ملکہ ماہ پارہ کی مان نے جو یہ حالت اپنی دختر کی دیکھی آسمان شاہ سے کہلا بھیجا کہ ذرا یہان آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جسوقت آسمان شاہ داخل محل ہوا ملکہ نے تخلیہ کیا اور آسمان شاہ سے کہا کہ اگر ارادہ تمہارا ہے کہ عقد ملکہ کا سکندر سے کردون تو دیر کرنا مناسب نہین ہے ایسا گل سرسبد کسے ملتا ہے دیکھو صاحب اچھون کے سبھی خواستگار رہوتے ہین اگر وہ پھر کہین چلا گیا اور کسی شاہ و شہریار نے اپنی دختر سے عقد کردیا تو ہاتھ مل کے رہجاؤ گے آسمان شاہ نے ملکہ سے اسطرح بیان کیا کہ اوسے کچھ نہ بن پڑی اور کہا کہ مین تو چاہتا ہون کہ اسیوقت شادی کردون مگر اے ملکہ اتنا تو سمجھو کہ نہ تو کوئی بزرگ اوسکا یہان ہے اور نہ اوسنے خود خواہش ظاہر کی ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین خود اوس سے کہون آخر غیرت بھی کوئی چیز ہی ملکہ نے کہا جب تمہین اسقدر غیرت ہے تو اوسے کہانتک شرم ہوگی آخر کوئی سمجھولی تو کرجا کر کوئی بھی اوسکے ساتھ ہے مین تو سنتی ہون کہ ایکی اوسکے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہین اور ایک لڑکا اوسیکا ہم سن ہے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے اوس سے کہلواؤ کچھ دینے لینے کو کہو دنیا مین کام اسیطرح چلتا ہے یہ دولت وہ شئے ہے کہ ہر مشکل آسان کرتی ہے لیکن یہ تمام باتین ایک سہیلی ملکہ کی سُن رہی تھی سب آکر ملکہ سے بیان کین ماہ پارہ دل مین خوش ہوئی اور کہا کہ دیکھئے یہ سرانجام کبتک ہوتا ہے اسے تو مہینون چاہئے ہین اوسنے کہا نہین بیوی وہان تو یہ فکر ہو رہی ہے کہ بہت جلد یعنے آج ہی کل مین نکاح ہوجائے لیکن وہان مہتر بلقیس

نے سکندر سے تو کچھ نہین کہا جسوقت آسمان شاہ محل سے برآمد ہوا بلقیس آسمان شاہ
کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے شہریار کی طبیعت نادرست ہے وہ فرماتے ہین کہ ایک تعویذ حفظ
صحت میرا اوس باغ مین کہین رہگیا ہے جسمین فقیری کے زمانہ مین رہتا تھا تو اگر آپ اجازت
دین تو مین وہین رجاکر تلاش کرلون آسمان شاہ نے کہا گھر بار اونکا ہی مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت
ہے انتہا یہ ہے کہ ملکہ تک اونسے پردہ نہین کرتی ہے بلقیس نے عرض کی کہ یہ سب صحیح ہے
مگر صاحب خانہ کی اجازت لینا ضرور ہے کیا معلوم اب بھی آپکی وہی طبیعت ہو یا کچھ مصلحت بدل
گئی ہو تو ایسا امر کیون کرین کہ کسی کے خلاف ہو آسمان شاہ نے کہا مکان اونکا مین اونکا ملک اونکا
مال اونکا ہے اے بلقیس تمہین وہ بہت دوست رکھتے ہین اور بھائی فرماتے ہین مین تم سے
پوچھتا ہون کہ اگر کسی امر کو دریافت کرنا چاہون تو پوچھ دوگے یا نہین لیکن اس راز کو کسی سے آگاہ نہ کرنا
حتیٰ کہ ابھی اپنے شہریار سے بھی نہ کہنا اور وہ بات بھی ایسی نہین ہے کہ وقت گزرجانے کے بعد اگر
اوس شہزادہ کو معلوم بھی ہوجائے تو وہ تم سے ناراض ہو اور کیا عجب ہے کہ خوش ہو بلقیس
نے کہا جو کچھ آپ فرمائین کہ مین اپنے طور پر دریافت کرکے آپ سے عرض کردونگا آسمان شاہ نے
کہا اچھا اسوقت تو اوس شہزادہ عالی وقار کو ساتھ لیجاکر سیر باغ کراؤ کہ ذرا مزاج درست ہو اور
خدا کرے وہ تعویذ اوسکا ملجائے کل مین تم سے کہونگا بلقیس نے کہا بہتر ہے آسمان شاہ
سے بلقیس رخصت ہوا اور اوسیوقت سکندر کے پاس پہونچا کہ دوسرا رقعہ شوقیہ ملکہ کے پاس
سے آیا تھا سکندر دیکھ رہے تھے اور کہاری جواب کی منتظر کھڑی تھی سکندر کو تشویش
تھی کہ کیا جواب لکھون اور کس بہانے سے ملکہ تک پہونچون کہ مہتر بلقیس پہونچا اور پوچھا کہ
کیا تردد ہے فرمایا وہی دردسر ہے کہ جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا بلقیس نے کہا اگر کوئی طبیب
حاذق علاج اوسکا بتلائے تو اوسے کیا صلہ ملیگا فرمایا اے سکندر زندگی بھر ممنون احسان
رہونگا اگر کوئی ایسی فکر بتا کہ بدنامی اور محسن کشی سے بچون اور مطلب دل پورا ہوجائے
تو جو ملنگے گا وہ دونگا بلقیس نے عرض کی کہ آپکا دیا سب کچھ ہے اے شہریار جسوقت پہلا
رقعہ آپ پاس آیا تھا اور مین نے آپکو متردد پایا تھا مجھے اوسیوقت سے فکر پیدا ہوگئی تھی کہ کونسی
سبیل ملکہ سے ملاقات کی نکالون ایک تدبیر سوچکر آسمان شاہ سے باغ مین جانے کی اجازت
تو لے آیا ہون اور یقین ہے کل تک ایسے سامان ہوجائینگے کہ ہمیشہ کے واسطے وہ کانٹا دل سے
نکل جائیگا جسکی خلش اسوقت پھڑکا رہی ہے فرمایا سچ کہہ تیرے سر کے قسم بلقیس نے کہا کہ حضور
کے قدمون کی قسم خلاف نہ عرض کرونگا آپ شوق سے باغ مین چلیے اور ملکہ سے ابھی ملنے کوئی اندیشہ
کی بات نہین ہے بادشاہ کے فحوائے کلام سے پایا جاتا ہے کہ اوسے عقد ملکہ کا آپکے ساتھ
کردینا منظور ہے بلکہ خواہش اوسکی ہے کل تک الغرض یقین ہے کہ پیغام سلام شروع ہوجائے گا
اسوقت ایک ڈر دوطرف غالب ہے اونھین یہ بھی اندیشہ ہے کہ ایسا نہو یہ نامنظور کرین اور
آپکو اونکا پاس ولحاظ ہے لیکن مین اس پردہ کو ہٹادونگا اور اقرار کرتا ہون کہ عقد آپکا ملکہ سے
کرادونگا سکندر نے کہا اے بلقیس میری تو عقل درست نہین ہوش وحواس باختہ ہین مین
تمکو اختیار دیتا ہون کہ جو مناسب جانو وہ کرو اور بادشاہ سے کیا کہکر باغ کی اجازت لی ہے
بلقیس نے عرض کی کہ مین نے بادشاہ سے کہا کہ مزاج ہمارے شہریار کا ناساز ہے اور وہ

فرماتے ہین کہ تعویذ حفظ صحت ہمارا باغ مین ملکہ کے رہگیا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ جسطرح
جب باغ اونکا تھا اب اوس سے بڑھکر اونھین تمام ملک و مال کا اختیار ہے وہ شوق سے باغ مین
جائین اور رہا ہین وہین رہین لیکن اے شہریار رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا سکندر نے کہا کہ
ہان ابتو مین بھی وہان رہنا اچھا نہین سمجھتا ہون اگرچہ تمنا یہی ہے مگر خیر جب اونکا وقت آئیگا تو
وہین رہین گے غرضکہ کہاری تو یہ مژدہ لیکر پہلے ہی روانہ ہو چکی تھی اور ملکہ سے خبر کی کہ مبارک ہو
وہ باغ مین آتے ہین ملکہ نے کہا کیونکر اوسنے تمام تقریر جو کہ بلقیس سے سنی تھی بیان کی ملکہ نہایت
خوش ہوئی یہان سکندر رستم خو ہمراہ بلقیس کے باغ کیطرف چلا اور اودھر ملکہ نے اپنے
کو سنوارا کنگھی کی سر مین تیل ڈالا زیور جسم پر آراستہ کیا اور بچیون سے کہا کہ مین دعوت
کرونگی سامان مہیا کرو یہان تیاری دعوت ہونے لگی اور اودھر سکندر رستم خو داخل باغ ہوا
اودھر ملکہ روش پر ٹہل رہی ہے آنکھین در باغ کیطرف لگی ہوئی ہین بار بار یہ شعر زبان پر ہے

جمال تو نے دکھا کر بگاڑدی عادت	یہ آنکھین اب نہین انتظار کے قابل

ناگاہ دروازہ باغ کا مثل آغوش تمنا کے وا ہوا اور وہی یار جانی محبوب جاودانی یعنے سکندر رستم خو
سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیا اور دیکھا ملکہ نے کہ ایک اور لڑکا بھی اسی سن و سال کا لیکن کہ
چہرہ سے اوسکے شوخی و شرارت ٹپک رہی ہے سکندر کے ساتھ ہے ملکہ تو سمجھی کہ انکا بھائی یا اور کوئی
عزیز قریب ہوگا جب تو اسکو ساتھ لائے ہین لیکن وزیرزادی اسکے برابر کھڑی تھی غضب کی چنچل
قیامت کی شریر تھی جیسے ہی اوسنے بلقیس کو دیکھا دوڑ کر کے بھاگی اور ایک درخت کے پیچھے چھپی اودھر
سکندر کی نظر جو ملکہ پر پڑی دیکھا کہ صورت ہی بدل گئی ہے رنگت زرد آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے
سکندر نے یہ حالت جو ملکہ کی دیکھی قلب بےچین ہوگیا بے اختیار جی چاہا کہ گلے لگالون مگر ضبط کیا اور
کہا کہ ملکہ مزاج کیسا ہے ماہ پارہ نے جواب دیا کہ تمہین کیا تمہاری بلا سے سکندر کا دل اس کلام
سے پس گیا اور کہا کہ ملکہ تمہین ہمارے حال کی کیا خبر کہ ہمپر کیا کیا مصیبتین گزر گئین یہ کہکر تمام سرگذشت
عقرب جادو کی اور یہانتک پہونچنا سب بیان کیا اب دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین
بلقیس پہلو مین سکندر کے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ رونا ہمارے سمجھ مین نہین آتا ہے
اب وقت خوشی کا ہے یا ملال کا لیکن یہ دونون تو صدمہ فرقت اوٹھائے ہوئے تیر عشق کلیجہ پر
کھائے ہوئے ہین آبلہ دل ذرا سے چھیڑ کا بہانہ ڈھونڈھ رہے تھے پھوٹ بہے۔ یکایک کڑک نے
بجلی کڑکی اور کڑک کر اب جو گرتی ہے تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور سکندر کو لیکر روانہ ہوا بس یہ دیکھنا
تھا کہ ملکہ کے جسم سے تو گویا جان نکل گئی سن سے ہو کر رہگئی ہاتھ پاؤن کانپنے لگے اور بلقیس
بھی رونے لگا کہ ہائے کس مدت مین تو اپنے شہریار کو ڈھونڈھ کر نکالا تھا اس فلک تفرقہ انداز
نے پھر جدائی ڈالی واقع مین یہ کسی کا ہنسنا نہین دیکھ سکتا بقول شاعر

کسی کا اسے عیش بھاتا نہین	یہ دو دل کو اک جا نبھاتا نہین

اے ملکہ معلوم ہوگیا کہ ہماری تمہاری دونون کی قسمت ابھی تک برائی پر ہے دیکھئے اس
شہریار جانی سے کب قدمبوسی حاصل ہوتی ہے ملکہ نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو ضرور
ہی ملجائینگے مگر مجھے تو اونکی دشمنون کی زندگی ہی سے یاس ہے لیکن پنجہ جسوقت گرا تھا
تو اوسنے آواز دی تھی کہ جو دوست ہون وہ پریشان نہون کہ مین اس شہریار کے

دوستون مین ہون دشمن نہین ہون انشاء اللہ تعالیٰ پھر تم سے ملیگا ملکہ کے دلکو یہی خیال ہے کہ یہ کام کسی دشمن کا ہی اسلیئے کہ ابہی کل کی بات ہی کہ عقرب جادو کا واقعہ پیش آچکا ہے اب بھی ایسے ہی خیال ہے کہ دوست ایسے وقت مین کیون ستائیگا کہ وہ اپنے رنج مین ہی اور قاعدہ کی بات ہے کہ چاہنے والے ہی کے دلمین بُری باتین آتی ہین اور وہ اوہم دلکو ہمیشہ تشویش مین ڈالے رہتا ہی لیکن وہ کنیزین جو یہ حال دیکھ رہی تہین روتی ہوئین ملکہ کی مان کے پاس گئین اور کہا کہ وہ شاہ صاحب جو پھر آئے تھے اونھین پنجہ لے گیا یہ سنکر ملکہ نہایت مضطرب ہوئی اور آسمان شاہ سے کہلا بھیجا آسمان شاہ باغ مین آیا ملکہ نے سارا واقعہ سنا نہایت افسوس کیا اور بلقیس سے کہا کہ ایسا واقعہ کبھی انکے بزرگون پر بھی گزرا ہے بلقیس نے کہا اکثر ایسا ہوا ہے کہ کسی رفیق عزیز پر وقت مصیبت پڑا اور کوئی دیو وغیرہ اونکے اختیار مین ہوا تو واسطے مدد کے اوسکو بلوا منگایا ہے صدہا مرتبہ حمزہ صاحبقران پرستان گئے اور آئے یہ مقام زیادہ تشویش کا نہین ہے آسمان شاہ کو تو گونہ اطمینان ہوا لیکن ملکہ کو تپ فراق نے آکر بستر غم پر گرایا یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہو گئی ارژنگ شاہ مضطر و پریشان آسمان شاہ سے رخصت ہو کر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا کہ اب یہان رہنا میرا فضول ہی جب خداوند کریم اس آقائے نامدار سے پھر ملائیگا تو دیکھا جائیگا لیکن ملکہ ماہ پارہ کے لیئے باعث تسکین بلقیس کی باتین ہین اکثر حال سکندر کا پوچھا کرتی ہے اور یاد کر کرکے رویا کرتی ہے بلقیس کو یہی بلاغ رہنے کیواسطے ملا ہے اعتبار اسکا بہت کچھ ہے کہ سکندر اسکو بھائی کہتے تھے اور قران قزاق بھی نہایت فکرمند ہے لیکن آسمان شاہ نے اسکو قلعہ مین جگہ دی ہی اور کہا ہی کہ جسوقت تک وہ شہریار عالیوقار واپس نہ آئے تم یہین رہو یہ بھی یہین مقیم ہی اب ان سبکو تو انتظار مین چھوڑا جاتا لیکن اب

چند کلمے داستان حیرت نشان اوس پنجہ کے بیان کیے جاتی ہین کہ جو سکندر کو لیکر روانہ ہوا ہی

یہ وہی دیو تندک تھا جسکو ملکہ آسمان پری نے بھیجا تھا کہ جا کر سکندر کو پردہ دنیا پر سے اوٹھا لا دیو تندک جسوقت سکندر کو لیکر اوڑا اور سکندر نے دیکھا کہ مجکو لیئے جاتا ہے اور ابھی ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی پھر وہی فرقت اور وہی بیقراری پیش آیا چاہتی ہے چاہا کہ زور کر کے پنجہ سے چھوٹ جاؤن کڑکڑا کر ہلہ مارا کہ پنجہ نیچا ہوگیا اور یہ زمین کیجانب کئی قدم نیچے ہو گئے لیکن پنجہ پھر لیکر چلا اب یہ ہر جگہ لنگر مار کر چاہتے ہین کہ کسیطرح چھوٹون اور دیو زور اپنا خالی دیکر پھر لے چلتا ہی اسیطرح جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے اور بمشکل دیو پردۂ دنیا سے سرحد قاف تک لایا لیکن اتنے لنگر مارے کہ اب ہاتھ دیو کا شل ہوگیا اور دیکھا اس نے کہ اب میرے سنبھالے نہ سنبھلین گے کود پڑا اور تر پڑا ہاتھ اپنا کمر سے نکال لیا اور دست بستہ ہو کر سامنے کھڑا ہو گیا سکندر نے کہا تو کون ہے اس نے عرض کی کہ غلام کو تندک کہتے ہین خادم دیرینہ حضور کے جد اعلیٰ کا ہون اور آپ سب صاحبون کو چاہے چھوٹے ہون یا بڑے اپنا آقا و ولی نعمت سمجھتا ہون فرمایا کہ یہ کونسی حرکت کی کہ ہم سے بے پوچھے اور دریافت کیئے لو اٹھا لایا عرض کی کہ المامور معذور مجھ سے یہی حکم آپکی دادی صاحب نے ملا تھا کہا دادی کون ہماری بہت سی دادیان ہین کچھ نام و نشان بیان کر اسنے عرض کی کہ ملکہ قاف یعنی آسمان پری فرمایا کہ کوئی مصیبت پڑی ہوگی یون کوئی صاحب نہین یاد فرماتے ہین جب کوئی مصیبت کا وقت پڑتا ہی اسوقت سب بلا لیے جاتے ہین تندک نے عرض کیا کہ اب اجازت ہو تو پھر لے چلون فرمایا ابھی ٹھہرو دیو ڈر کر پیچھے ہٹا اور جا کر کچھ میوہ قاف کا توڑ کر لایا شہزادہ کیخدمت مین پیش کیا کہ یہ نوش فرمایئے تو مین چلون سکندر نے کہا تو نے ایسے وقت مجھے ایذا دی ہے کہ اگر دوسرا ہوتا تو بغیر مارے نہ چھوڑتا مگر کیا کرون کہ ایک تو تو ملازم

ہے دازی صاحبہ کا دوسرا سحر ضعیف ہے مگر یہ میوہ اپنا لیجا مین نہ کھاؤنگا اس لیئے کہ ملکہ کی خدا جانے
کیا حالت ہوگی اور بائی میر ابلقیس میرے واسطے جدا پریشان ہوگا مین بھی غم سے خون جگر کھاتا ہون
نہ کھانے پر رغبت ہے نہ پانی پر دیو تندک نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھین مین نے چلتے وقت
آگاہ کر دیا تھا کہ دوست ہون دشمن نہین ہون جب یہ سن لیا تو میوہ نوش کرنے لگے اور تندک
کوہ سے اتر کر بیابان کی سیر کرنے لگا کہ ذرا غصہ فرو ہو جائے تو پہچاننے کو کہون قضائے کار اتفاقات
روزگار اوسطرف سے ایک ساحرہ طاؤس سحر پر سوار زیر تنگ قاف کو چلی آتی تھی راہ مین اسنے
دیو تندک کو دیکھا کینہ دیرینہ نے دلمین آتش افروزی کی اسکی کوئی عزیز جادوگرنی ہاتھ سے
تندک کے ہلاک ہوئی تھی اس نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ اسوقت یہ تنہا بیٹھا ہے اس سے
بہتر موقع قصاص لینے کا نہ ملیگا بس وہین سے جو ایک تیغ سحر مارا تو سر پر تندک کے پڑا
سر اسکا شق ہو گیا اور زمین پر گر کر پھڑکنے لگا ساحرہ تو روانہ ہوگئی لیکن دیو تندک نے
آواز دی کہ اے شہریار غلام تو حق نمک سے ادا ہوا یہ آواز جو سکندر کے کان مین پڑی
گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کس نے پکارا اور کسکو آواز دی دیکھا کہ تندک زیر کوہ تڑپ
رہا ہے سر سے خون جاری ہے سکندر جلدی سے کوہ کے نیچے اترے تو دیکھا تندک
مر چکا ہے بس یہ دیکھکر سکندر کو نہایت افسوس ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ یہ کس نے
اسکو مارا کوئی نظر نہ آیا تمام پر تندک کے فاتحہ خیر پڑھا اور ایک طرف روانہ ہوتے دلمین
کہتے ہین کہ خداوند کونسی تباہی ہے کہ کہین سے کہین کہین مارے مارے پھرتے ہین اب دیکھیئے گردش قسمت
کہان لیجاتی ہے نہ تو راہ سے واقف نہ ہمنا ساتھ ہے نہ یہ معلوم کہ یہ مقام کونسا ہے شہر یہان سے
کتنی دور ہے حاکم یہان کا کون ہے عجب عالم مجبوری ہے کہ تندک کو دفن و کفن بھی نصیب نہوا
خدا رحم کرے تندک پر یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے چلے جاتے ہین عجب طرح کا
عالم ہے کبھی اپنی مصیبت خون رولاتی ہے یہ بادیہ گردی اور ایک ناز پروردہ کبھی ملکہ ماہ پارہ
کی یاد دلمین چٹکیان لیکر بیچین کرتی ہے کدھر جائین کدھر نہ جائین کبھی یہ شعر پڑھکر رو دیتے ہین

نکلے کانٹون سے چلے کی جتنے یہ تدبیر یا	گوکھرو تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر یا

اسیطرح تمام دن پھرتے رہے آخر کار شام ہوگئی سیاہی محیط عالم ہوگئی تمام جنگل ہو کا مقام ہوگیا ہو
کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس صحرائے بے آب و گیاہ مین عمل بلا و بکا ہے
شجر بسبب سیاہی شب کے دیو مہیب بنے ہوئے کھڑے تھے درندون کی ہیبت ناک صدائین
چلی آتی ہین بار بار کہتے تھے کہ کاش کوئی درندہ گزندہ ہی آکر میری مشکل آسان کرے
روز کے صدمون سے نجات دے کبھی کہتے ہین کہ ہائے کل اسوقت گرد و پیش مجمع احباب تھا
قران قزاق ارژنگ زرہ پوش ملک آسمان فیل زور برادر نیک سیرت بلقیس
بن شاپور سب ایک جگہ بیٹھے تھے ملکہ کے رقعے آرہے تھے آج اس وادی مین ہین کہ
جہان آدمی کا نام و نشان تک نہین رات ہوگئی اور بیٹھنے کا ٹھکانا بھی نہین آخر کار تھک کر
ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہے تیمم سے نماز ادا کی اور یہ خیال کرکے کہ ایسی زندگی سے تو موت
بہتر ہے اچھا ہو اگر کوئی درندہ آکر کھالے یہ خیال کرکے چاہا کہ سو رہون لیکن وہان بچھانے کیا زمین کا
فرش آسمان کی سقف درخت کے تنہ سے ٹیک کر سو گئے مگر معبود حقیقی جسکی حفاظت کرتا ہے

اوسے کوئی بھی ایذا نہین پہونچا سکتا ہے تمام رات سو یا کئے اور درندہ گزندہ قریب سے آتے جاتے
رہے لیکن کسی نے حملہ نہین کیا جب صبح ہوئی اور نسیم سحری چلی ستارے غروب ہونے لگے
طائران صحرائی نشیمنون سے نکلکر اپنے اپنے زبانون مین حمد و ثنائے الٰہی بجا لانے لگے آنکھ
سکندر کی حسب عادت کھل گئی دیکھا تو وقت نماز صبح کا ہے بس اوسی درخت کے نیچے تیمم کیا اور
فریضہ سحری کو ادا کیا شکر پروردگار بجا لائے اور ایک سمت پھر روانہ ہوئے عجب طرح کا صحرا تھا لک
سا نین سائین کر رہا تھا بوے حیوانات نہ آتی تھی کہین کہین ہڈیان مردون کی ملین تو وہ اتنی اتنی
بڑی نہین کہ جنکو دیکھکر انسان کا زہرہ آب ہو جائے مگر سکندر شیر بیشۂ شجاعت ہے مطلق اسے
خوف و ہراس نہین ہے لیکن دلمین کہتا ہے کہ یہ قبرستان کہنہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ استخوان بوسیدہ
تو انسان کے نہین معلوم ہوتے خدا جانے کونسی مخلوق یہان رہتی تھی کہ جنکے استخوان اسقدر بڑے
ہین کہ استخوان فیل بھی اسکے آگے کوئی رتبہ نہین رکھتے اسیطرح پھرتے پھرتے پھر شام
ہو گئی اور جلوۂ عالم نظر سے پنہان ہو گیا تیرگی شب نے جہان کو گھیر لیا ستارہ فلک پر نمودار ہونے
لگے مہر عالمتاب نے گوشۂ مغرب مین روشنی کی سکندر پھر کسی مقام پر بیٹھ رہے یہ رات بھی اسیطرح
گذاری پھر صبح ہوئی نماز پڑھکر پھر ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک کوہ
کے پہونچے دیکھا تو بالائے کوہ ایک گنبد مثل بیضہ کے ہے اور درۂ کوہ مین کوئی شخص بیٹھا ہوا
ہے اور سامنے سواد شہر معلوم ہوتا ہے سکندر نے شکر خدا کیا اور درہ کیطرف چلے کہ اس شخص
سے کچھ پتا ملیگا جاتے جاتے پاؤن شل ہوئے جاتے ہین اور راہ نہین قطع ہوتی تین روز کے
بھوکے پیاسے لبون پر دم ہے پاؤن پر ورم ہے چہرہ غبار آلودہ دامن خار ہائے دشت کی
تعدی سے چاک دل دردناک اس حال پر ملال سے بمشکل تمام طے کی اور سامنے فقیر کے پہونچے اور
سلام علیک کی فقیر نے جواب سلام بطریق اہل اسلام دیا اور حال پوچھا کہ بابا کہان سے آنا ہوا اور نام آپکا کیا ہے
فرمایا کہ ہم ملک آسمانیہ سے چلے آتے ہین فقیر نے ہنسکر کہا کہ بابا فقیرون سے بھی تمسخر کرتے ہو آسمانیہ
کس ملک کا نام ہی اور آسمان پر فرشتے رہتے ہین یا انسان بھی یہ سنتے ہی غصہ آ گیا فرمایا تو مجھے جھوٹا سمجھتا ہے
ہے شرط کہ گردن سے سر توڑ کر پھینکدون فقیر یہ سنتے ہی تھرتھرانے لگا اور کہا کہ بابا خفا نہو ہم نے نام اس
ملک کا نہین سنا تھا اس سے پوچھا شاید یہ ملک پردہ دنیا پر ہے! تو کان اسکے کھڑے ہوے اور کہا
کہ یہ مقام کیا دنیا سے علیحدہ ہے فقیر نے کہا کہ یہ پرستان ہے آپنے پوچھا کہ تم ملکہ آسمان پری کو
جانتے ہو اسنے عرض کیا کہ جی ہان نام تو سنا ہی اور انھین کون نہین جانتا تو اسی مین جناب سلیمان
کی لیکن وہ دوسرے اقلیم مین رہتے ہین ملک اونکا یہان سے بہت دور ہی کیا آپ وہین جانا چاہتے ہین
فرمایا کہ مین انہیکو جانا چاہتا ہون اونھین نے مجکو بلوا بھیجا تھا راہ مین دیو کو اونکے بھیجے مارڈالا اور مین
تباہ ہو کر یہان پہونچا فقیر نے کہا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی فرمایا اب مین تجھ سے کچھ نہ بتاؤنگا تو مرد بد طینت
ہے بات کا یقین نہین مانتا او سنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خطا میری معاف ہو مین غلطی پر تھا اور اگر آپ نہ
بھی بتائین تو مین سمجھ گیا ہون آپ اولاد حمزہ صاحبقران سے ہین مرشد نے میرے کہا تھا کہ تو
خوش نصیب ہی تجھے زیارت اولاد صاحبقران کی نصیب ہوگی ایک شاہزادہ فلان زمانے مین
بحالت بیابان گردی و دشت نوردی اسطرف آنکلے گا اور تیرے جھونپڑے کو اپنے قدم سے روشن
و منور کریگا اب آپ تشریف رکھیے یہ کہکر اک مرگ چھالا بچھا دیا اور تعظیم کو اوٹھکر کھڑا ہوا ہاتھ چومے

یہ دیکھکر وہ جو چند چیلے اس فقیر کے بیٹھے ہوئے تھے کہ اونہیں بھی وہ نہایت قوی تھے اور شوق ورزش
بھی تھا وہ بولے کہ مرشد آپکی یہ شان ہے کہ اس بچہ کا استقبال و تعظیم کیجیے ہاتھ چومیے فقیر نے کہا تم
نہین جانتے یہ بچہ نہین شیر کے بچہ ہین بس یہ سنتے ہی مزاج بدلگیا تیوریون پر بل آگیا فرمایا
شیر کے بچہ تم آپ ہو گے مین آدمی کا بچہ ہون فقیر پھر ڈرا اور کہا کہ چونکہ شیر جانور بہادر و جری
ہوتا ہے اسوجہ سے بہادر کو شیر کہتے ہین فرمایا کہ آپ مجھے جانور بناتے ہین مین شیر کش ہون
ہے کوئی شیر اس صحرا مین کہ دیکھیے ابھی کلّے چیر ڈالتا ہون یا نہین فقیر نے کہا آپ ایسے ہی ہین
لیکن وہ ایک بانکا فقیر کا چیلہ جو نہایت قوی تھا اپنی جگہ سے اوٹھا اور کہا کہ دیکھون آپ
کیسے قوی ہین جو بات بات پر بگڑتے ہین مرشد کا ادب نہین کرتے ہین ہر چند فقیر ہان ہان کیا
کیا اس نے ایک نہ سُنی اور قصد کیا کہ سکندر سے لپٹ پڑون سکندر نے پیچھے ہٹ کر جو ایک
تھپیڑ مارا تو لوٹن کبوتر کی سی کیفیت ہوگئی زمین پر گر کر تڑپنے لگا وہ چیلے جو فقیر کے اسکے ساتھ اوٹھے
تھے کہ ہم بھی لڑین گے وہ تو ڈر کر قدمون پر گر پڑے کہ حضور کا مثل و نظیر نہین ہے جیسا آپ فرماتے
ہین اوس سے بہتر ہین اور اُس بالکے کو جو تھپیڑ مارا تھا گھنٹہ بھر کے بعد ہوش آیا اب وہ بھی مطیع ہوا
فقیر نے ہاتھ منھ سکندر کا دھلایا جو اسکو میسر تھا پیش کیا اور عرض کی کہ مین کافر نہین ہون موحد ہون
فرمایا خیر جو خدا کو برحق جانے اوسکی دعوت رد کرنا درست نہین ہے یہ فرما کر کچھ نوش کیا اور لیٹ رہے
شام تک سویا کیے شام کو فقیر نے پھر جگایا اور کچھ کھانا کھلایا اور بمنت تمام پوچھا فرمایا نام میرا اسکندر
رستم خو ہے مگر خبردار جو کسی کے سامنے کہا تم مجھے صفدر شیر دل کہہ کے پکارا کرو اوسنے عرض کی کہ بہت
خوب اب فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے فقیر نے عرض کی کہ مجھے شاہ قلندر کوہ نشین کہتے ہین فرمایا
کہ تم پہاڑ مین جو رہتے ہو اسوجہ سے کوہ نشین کا لفظ نام مین شامل کیا ہے اس نے عرض کی کہ
وجہہ تو مرشد جانے جس نے یہ خطاب عنایت کیا ہے فرمایا آپ کچھ نہین جانتے کوہ نشین کہلوانیکو
فخر سمجھتے ہین اگر آپ ایسے ہی سیدھے ہین تو کوئی دوسرا مرشد آئیگا وہ شاہ قلندر بیوقوف
کہدیگا آپ اُسکے معنے تو سمجھتے ہین فقیر خاموش ہو رہا کہ یہ بڑے بدخُو ہین جب مین منھ در منھ مجھکو بیوقوف
کہہ رہے ہین اتنا کہکر ٹالدیا کہ بابا فقیر بیوقوف نہون تو راحت دنیا کو ترک کیون کرین اب سکندر یہین
رہتے ہین اور فقیر کے مہمان ہین فقیر انسے نہایت خوش ہی بہت عزت و توقیر کرتا ہے وہ بالکے فقیر کے
بھیک مانگ کر لاتے ہین اور شام کو انکے پاؤن دباتے ہین اونکو یہ ایک آدھ پیچ بتا دیتے ہین زور
کرا دیتے ہین فقیر نے سبکو سمجھا دیا ہی کہ دیکھو زبان نہ لڑانا ورنہ انکو غصہ آگیا تو مار ہی ڈالین گے اور مین بھی کچھ
کہہ سکتا ہون اور نہ کچھ انکا بنا سکتا ہون اب انکو تو اسی مقام پر چھوڑیے لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان پردہ قاف گلستان ارم کے پھر تحریر ہوتے ہین کہ دیو تندک کے

کے جانے کے بعد دو روز گذر گئے اور تندک واپس نہ آیا ملکہ آسمان پری نے
عبد الرحمن جنی سے کہا کہ تندک جب پردہ دنیا پر گیا ایک روز سے زیادہ نہ صرف
ہوا کہ واپس آگیا ابکی کیا معرکہ ہے کہ آج تیسرا دن ہے اور تندک نہین پھرا عبد الرحمن
جنی نے کہا غضب کیا ہوا اب تندک ضعیف ہوا اور لینے اوس لڑکے کو گیا ہے جو
زور و طاقت صورت و سیرت مین دوسرا علمشاہ ہے مزاج اوسکا نازک ہے آتا ہوگا
راستے مین وہ سیر کرتے تندک کو ہر جگہ ٹھہراتے ہوئے آتے ہونگے آسمان پری خاموش ہو رہی دو روز تک اور

کچھ نہ کہا پر تو نندک کا انتظار رہا جب او روو تین روز گذر گئے ملکہ نے پھر عبد الرحمن جنی سے کہا
کہ اتنے روز گذر گئے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ نندک پردۂ دنیا پر گیا ہو اور اتنے اتنے
دنون نہین آیا میرا دل کھٹکتا ہے کہ کوئی افتاد پڑی خود علم شاہ رومی کو اکثر لایا ہے مگر اسقدر زمانہ
کبھی نہین گذرا گیا اور آیا فورا اپنے علم سے دریافت کیجئے کہ کیا سبب ہے جو نندک
ابھی تک نہین آیا عبد الرحمن جنی نے کہا کہ اتنو مجھے بھی تشویش سی پیدا ہوئی مین ابھی دریافت
کرتا ہون یہ کہکر زائچہ کیا اور سولہ شکلین رمل کی نظر مین رکھکر بارہ بروج سات ستارون کو ذہن
مین لاکر منسوبات اوسکے مطابق کرکے خانہ سفر کو خانہ حیات سے ملاکر اب جو دیکھتے
ہین تو مدت زندگی تمام معلوم ہوئی اور خانہ استراحت خانہ قبر معلوم ہوا ملکہ سے کہا کہ نندک
زندہ نہین ہے اور سبب موت اوسکا سحر معلوم ہوتا ہے اب آسمان پری نے کہا کہ
سکندر رستم خو کہان ہے کہا کہ اسوقت تو شہر بطحیرا معلوم ہوتا ہے کسی جا قیام نہین ہے
آسمان پری نے کہا کہ سکندر تک نندک پہونچا بھی تھا یا نہین عبد الرحمن نے کہا کہ نندک
سکندر کو لیے ہوے چلا آتا تھا راہ مین کسی مقام پر ٹھہرا تھا وہین سے سکندر تباہ ہوا لیکن
اب مصرف قاف مین آگیا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر اور کسی کو مین بھیجون عبد الرحمن جنی نے
کہا کہ آج ستارہ بد ہے کل بھیجئے گا لیکن صاحبقران اعظم کہ غسل صحت کر چکے ہین مان کے پاس
بیٹھے ہین جسوقت حال سکندر کی تباہی کا سنا آسمان پری سے عرض کیا کہ آپنے مجکو بھائی صاحب
یعنے علم شاہ رومی کی روح سے شرمندہ کیا افسوس کہ وہ بچہ خدا جانے کہان گیا اور دل مین
کیا کہتا ہوگا غرضکہ جب دوسرا روز ہوا آسمان پری نے جندک بن نندک کو اوسکے باپ کا
عہدہ سپرد کیا اور کہا کہ جاکر سکندر رستم خو کو اٹھا لا عبد الرحمن جنی نے پتہ اسکو بتلا دیا اب
جندک بن نندک یہان سے چلتا ہے دیکھئے کب ملاقات شاہزادہ سے ہوتی ہے
لیکن اب کچھ حال شہر نقش نگار تحریر ہوتا ہے ۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز سکندر
رستم خو نے شاہ قلندر کوہ نشین سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس شہر کی سیر کرون شاہ جی نے
کہا اختیار ہے حضور کو لیکن یہ مقام اور ہے پردۂ دنیا نہین ہے ذرا تحمل مزاجی کو کام فرمائیگا فرمایا
تم میرے نصیحت کرنے والے کون ہو کیا مین نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتا مگر جو کوئی خود چھیڑ چھاڑ کریگا
تو سزا پائیگا ہان مین اپنی طرف سے چھیڑ نہ نکالونگا یہ فرمایا اور اٹھ کھڑے ہوے فقیر نے ایک
بالکے کو ساتھ کر دیا کہ ہمراہ جاکر سیر کرا لا بالکا فقیر کا انکے ساتھ ہوا راہ مین اوسنے کہا کہ مین شہر مین جاکر
روزی کی فکر کرونگا آپ سیر کیجئے گا اگر واپس آنیکو جی چاہے مجھے ڈھونڈھ لیجئے گا فرمایا کہ میرے
ساتھ آیا ہے تو چپکا چلنا کسی سے سوال نہ کرنا جو قسمت کا ہے خدا یونہین دلوا دیگا اگر اسکے
خلاف کیا تو ایک چپت دونگا کہ سر گردن کے اندر دھس جائیگا نہ میرے ساتھ سے الگ ہونا
ہان دور دور رہنا یہ نہ معلوم ہو کہ فقیر انکے ساتھ ہے لڑکا یہ سنکر گھبرا گیا ان تیورون سے
کہا تھا کہ وہ سمجھا کہ مار ہی بیٹھے عرض کی جیسا ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جائیگا یہ کہکر ایک بیس قدم
آگے بڑھ گیا اور دور دور چلا اسواسطے کہ سکندر راہ سے ناواقف تھے جلتے جاتے
داخل شہر ہوے دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہے بادشاہ اس ملک کا خضران پریزاد
بھائی خضران پریزاد کا ہے جو کہ نانا سہراب ثانی کے ہین بادشاہ یزدان پرست و موحد ہے

رعایا بھی نہایت نیک مزاج و خلیق ہے شتوی شہر آباد تھا رعیت شاد و ہر طرف چہل پہل تھی
مورد فکر و غم نہ تھا کوئی ❊ جز غم دل الم نہ تھا کوئی ❊ اب سکندر رستم خو ہر طرف کی سیر کرتے چلے جاتے
ہین چند قدم آگے آگے بالکا فقیر کا ساتھ ہے جسطرف وہ مڑتا ہے اوسیطرف یہ بھی جاتے
ہین مکانات نہایت بلند و وسیع لیکن نئی ساخت کے ہین دوکاندار نہایت سلیقہ شعار ہین
لیکن اشیا نادر رکھے ہین جو پردہ دنیا پر کبھی نہ دیکھے تھے لوگونکا لباس بھی عجیب وضع کا ہے
لیکن ہر طرف کثورہ کو ہنگ رہا ہے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک مرد زبردست
سپاہی وضع چہرہ پر اسکے رعب افسری تمغہ شاہی کلاہ مین لگا ہوا ہے سکندر رستم خو اوسکی طرف
بغور دیکھنے لگے اور اوسکی نظر سکندر پر پڑی وہ بھی نہایت محبت کی نظر سے دیکھنے لگا کہ کیا جوان
رعنا ہے اور مرد سپاہی معلوم ہوتا ہے اس سے ملاقات پیدا کرنا چاہیے اتفاقاً کچھ لڑکے
بدمعاش شہر کے سیر کرتے چلے آتے تھے ایک چپت فقیر کے بالکے کو لگادی فقیر کے بالکے نے
اوسے سخت و سست کہا اوسنے پلٹ کر اس زور سے تھپڑ مارا کہ یہ گر کر فریاد کرنے لگا
بس یہ دیکھتے ہی سکندر کو تاب نرہی اور اوس بدمعاش سے کہا کہ تیری کیا خطا کی تھی جو تونے
اسکو مارا تو نہین جانتا کہ یہ ہمارے ساتھ ہے اوسنے کہا خوب کیا مارا اور مارینگے آپ کوئی
قاضی ہین یا شہر کے کوتوال ہین فرمایا کہ چل اب اوسے چھو کر تو دیکھ لے اگر ہاتھ نہ توڑ ڈالے
تو کچھ کام ہی نہین گیا یہ سنتے ہی وہ گرگا فقیر کے بالکے کیطرف بڑھا اور چاہتا تھا کہ ایک چپت
اور رسید کرون اور اونکی طرف دیکھکر کہا کہ اگر کچھ دم ہے تو سمجھ لو دیکھو ہم اسکو پھر مارتے ہین
یہ سنتے ہی مثل شیر کے جا پڑے اور کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا ہاتھ شانے سے اوکھڑ آیا اور وہ
بدمعاش زمین پر پچھڑ کھانے لگا ساتھ والے اوسکے پیٹنے لگے سکندر نے جسے گھونسا ماردیا
وہ وہین رہ گیا باقی بھاگ کھڑے ہوئے بعد اوسکے فقیر کے بالکے سے کہا کہ اسے بڑا بودا
ہے یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤن تیرے کٹوانے کے قابل ہین تو جسکے ساتھ ہو اوسے بھی
ذلیل کرواے لیکن وہ افسر جو ایک دوکان پر بیٹھا تھا یہ رنگ دیکھکر قریب سکندر کے آیا اور کہا
اے جوان کیا اسم گرامی رکھتا ہے اور کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ ہم پردہ دنیا کے
رہنے والے ہین اور نام ہمارا صفدر شیر دل ہے پوچھا یہان کیونکر آنا ہوا فرمایا اس سے تمکو کیا
بحث ہے اوسنے کہا کہ مسافر سے سبب پوچھا ہی جاتا ہے اچھا آپ فروکش کس مقام پر ہین فرمایا کہ
شاہ قلندر گوشہ نشین کا مہمان ہون یہ سنکر اوسنے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ مرشد کے مہمان ہین
تو بادشاہ کے مہمان ہوئے آپکی تعظیم و تواضع ہم سب پر واجب ہے اگر تکلیف نہو تو تھوڑی دیر کے
واسطے فقیر خانہ پر بھی تشریف لیچلیے اور اس خاکسار کو بھی سرفراز فرمائیے جی تو چاہتا تھا کہ آپ
جبتک اس ملک مین رہین میرے ہی مہمان رہیے فرمایا اب ایک کے تو مہمان ہوچکے
ہان اگر فقیر سے اجازت لے آؤ ہم تمہارے ہی مہمان ہو جاینگے چونکہ یہ سردار بہادر دست
بے جرات سکندر کی دیکھکر عاشق ہوگیا اور سکندر اسکے حسن خلق کو دیکھکر پوچھنے لگے
کہ تمہارا کیا نام ہے اور بادشاہ سے کس قسم کا توسل رکھتے ہو اسنے کہا کہ مجکو
توحید سر بلند کہتے ہین مین سپہ سالار ہون ملک الخضران شاہ بریزاد کا غرضکہ توحید سر بلند
سکندر رستم خو کو اپنے مکان پر لایا اور کچھ اشرفیان پیش کین سکندر نے کہا کہ یہ کیسی محتاج

اسکی ضرورت نہین ہے اسنے عرض کی کہ ہمارے شہر کا دستور ہی یہ ہے کہ اگر کوئی
شاہ و شہریار بھی اس ملک مین آجاتا ہے توجس سے پہلے ملاقات ہوتی ہے وہ کچھ
پیشکش ضرور کرتا ہے اور وہ اوسے لے لیتا ہے یا کسی کو دلوا دیتا ہے ہر ملکے اور ہر رسم
مثل مشہور ہے کہ جیسا دیس ویسا بھیس لہذا اسے رد نہ فرمائیے اس دینے کا احسان
آپ پر نہین ہو سکتا رسم و رواج کے ادا کرنے کا احسان اپنی ہی ذات پر ہوتا ہے یہ سنکر
سکندر نے فرمایا کہ اسکو دیدو اور فقیر کے بالکے کی طرف اشارہ کیا توحید سربلند نے
وہ پانچون اشرفیان فقیر کو دیدین کچھ دیر یہان بیٹھے حالات و رسوم شہر کے پوچھا کیے
بادشاہ کا حال پوچھا بعد اسکے توحید سے رخصت ہوکر اوسیطرح شہر کو دیکھتے بھالتے شاہ قلندر
کوہ نشین کے پاس آئے فقیر نے بالکے سے پوچھا کہ کچھ جھگڑا فساد تو کسی سے نہین ہوا
اوسنے سارا واقعہ بدمعاشون کا اور ملاقات ہونا توحید سربلند سے اور اشرفیان ملنا سب
بیان کیا اور اشرفیان نکالکر تین فقیر کو دین اور دو چھپا رکھین سکندر نے یہ دیکھکر اپنا منھ
اودھر سے پھیرا اور مسکرانے لگے لیکن کچھ کہا سنا نہین وہان توحید سربلند جو بادشاہ کی
خدمت مین پہونچا تمام حال صفدر شیر دل کا بیان کیا کہ ایسا جوان خوشرو اور بہادر ہے کہ دیکھنے سے
تعلق رکھتا ہے باوصفیکہ سن و سال بہت ہی کم معلوم ہوتا ہے اور مذہب اسلام رکھتا ہے جو
ہمارے دین سے موافق ہے وہ بھی خدا پرست ہم بھی خدا پرست ہین اسکے بعد وہ کچھ اور بھی
کہتے ہین جسے ہم نہین جانتے یعنے درجہ نبوت بھی داخل ایمان ہے بادشاہ نے کہا
کہ وہ کہان مقیم ہے توحید سربلند نے عرض کی کہ شاہ صاحب کا مہمان ہے ہر چند مین نے
اصرار کیا کہ میری مہمانی قبول کرو اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر شاہ صاحب اجازت دینگے تو
البتہ ہو سکتا ہے بادشاہ نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور چوبدار روانہ کیا چوبدار احکام شاہی لیکر
شاہ قلندر کوہ نشین کے پاس آیا اور عرض کی کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ صفدر شیر دل کو
ہمارے پاس بھیجدیجیے اور اب وہ ہمارا مہمان ہے اپنی مہمانداری کو ختم کیجیے شاہ قلندر نے
یہ سنکر سکندر کیطرف دیکھا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے لیکن اس خادم کو بھی کبھی
کبھی یاد کر لیا کیجیے گا سکندر نے کہا کہ اگر تم بادشاہ کے دباؤ سے اجازت دیتے ہو
تو مین ہرگز نجاؤنگا اور اگر بخوشی اجازت دیتے ہو تو خدا حافظ فقیر نے عرض کیا کہ مین جانتا ہون
کہ آپ بادشاہ کا دباؤ ماننے والے نہین ہین مگر اے شہریار اسوقت مناسب یہی معلوم
ہوتا ہے اور مین بخوشی اجازت دیتا ہون فرمایا خیر اور یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے
ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کونسا طریقہ بلانیکا ہے کیا مین نوکر ہون بادشاہ کا چوبدار سے
کہا کہ جبتک کوئی معزز لینے کو نہ آئیگا اور سواری نہ آئیگی اوسوقت تک ہرگز نجاؤنگا
شاید بادشاہ تمھارا اچھی طرح مجھسے واقف نہین ہے یہ کچھ ایسے تیور سے کہے
کہا کہ چوبدار تو پیچھے ہٹا اور قلندر کی روح نکل گئی کہ دیکھئے یہ ترنگ اس لڑکے کی
کیا کرتی ہے چوبدار واپس گیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت وہ شخص کہتا ہے
کہ جب تک کوئی ارالین سلطنت سے میرے استقبال کو نہ آئے گا مین ہرگز
نجاؤنگا بادشاہ نے توحید سربلند سے پوچھا کہ یہ کوئی شاہزادہ امیرزادہ ہے

اسنے عرض کی کہ حضور یہ تو مجھے معلوم نہین کہ وہ کس خاندان سے ہے لیکن چہرہ پر
جلالت شاہانہ و رعب خسروانہ ضرور ہے جو اسکی عالی نسبی پر دلالت کرتا ہے بادشاہ
نے وزیر دانشمند خرد افروز سے کہا کہ ایک مرکب تیز رفتار اور ایک پالکی لیجاؤ جس سواری
کو وہ پسند کرے اوسپر سوار کرکے لے آؤ وزیر نے عرض کی کہ بہت خوب
اور اوسیوقت اصطبل شاہی سے ایک مرکب پرستانی نہایت خوشرو ساز و یراق سے
آراستہ کرکے منگوایا اور ایک پالکی مین آپ سوار ہوا دوسری پالکی ساتھ لی اور درہ
لوہ کی جانب جہان کہ سکندر رستم خو فقیر کے مہمان تھے روانہ ہوا وہان فقیر جو بدر کے
جانے کے بعد دل مین ڈر رہا تھا کہ ایسا نہو بادشاہ برہم ہو جائے خدا ہی خیر کرے دیکھئے
اس لڑکے کا مزاج کیا کرتا ہے لیکن سکندر رستم خو کو کوئی پروا نہین تھی کہ اسنے مین دور سے
جلوس دکھائی دیا اور وزیر خرد افروز دکھائی دیا فقیر نے دل مین کہا کہ یہ بڑا صاحب اقبال
معلوم ہوتا ہے غرضکہ جب قریب درہ کے پہونچا سواری اوتری جب یہ دیکھا تو سکندر نے
بھی چند قدم بڑھکر وزیر خرد افروز کا استقبال کیا وزیر نے فقیر کے ہاتھ چومے اور
سکندر سے کہا کہ مین حاضر ہون سواریان موجود ہین اگر آرام کی خواہش ہو تو پالکی موجود ہے
اور مرکب پرستانی بھی ہمراہ ہے فرمایا کہ چار کے کاندھے پر سوار ہونا یہ تو مردون کی سواری
ہے مرکب البتہ ہاتھ پاؤن والون کی سواری ہے وزیر نے دلمین کہا کہ اسنے پہلے ہی
مجھے مردہ بنایا مگر خاموش رہا وہ رعب سکندر کا تھا کہ مجال نہ تھی کہ کوئی جواب دیسکتا
غرضکہ سکندر رستم خو اسپ تیز رفتار و سبک عنان پر سوار ہوکر ہمراہ وزیر خرد افروز کے
روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ دربار مین پہونچ بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے جواب سلام دیا
اور ایک دنگل جواہر نگار انکے واسطے بچھوا رکھا تھا اوسپر بیٹھنے کو جگہ دی توحید سر بلند نے
مجرا کیا اوسکو بھی جواب سلام دیا بادشاہ نے نام پوچھا سکندر نے کہا کہ نام میرا صفدر شیر دل ہے
بادشاہ نے فرمایا اے صفدر شیر دل آپ کس خاندان سے ہین فرمایا کہ سب بنی آدم مین
کونسا ایسا بشر ہے جو اولاد ابو البشر سے باہر ہے بادشاہ نے کہا کہ کس ملک مین مسکن و ماویٰ
تھا اور کس مقام پر سلطنت تھی جواب دیا کہ اول تو آپ لوگ ممالک دنیا کے نامون سے
آگاہ نہین جو مین بیان کرون اسکے علاوہ جسطرف تلوار اٹھاکر جا نکلے وہی ملک اپنا ہے
لیکن ہملوگون کو ہوس سپاہی ہے شہریاری نہین ہے ہم تاج بخش ہین یہ سنکر بادشاہ نے
گردن نیچی کرلی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ ارادہ کسطرف جانے کا تھا اور یہان کیونکر آنا ہوا
سکندر نے کہا کہ ارادہ گلستان ارم کا ہے اور اسطرف بسبب راہ گم کرنے کے
نکل آیا مرکب میرا رستے مین مرگیا بادشاہ نے کہا کہ چند روز یہین قیام کیجئے اور سیر
اس ملک کی کیجئے بعد اسکے جب مزاج مین آئے چلے جائیگا فرمایا خیر دیکھا جائیگا
غرضکہ بادشاہ نے ایک قصر عالی انکے رہنے کو مرحمت فرمایا اور کچھ خادم کنیزین خدمت کے
واسطے بھیجدین سکندر رستم خو وہان رہنے لگے ایک روز کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ
ہے اور ارکین دولت جمع ہین توحید سر بلند بھی اپنے دنگل سالاری پر بیٹھا ہے اور
صفدر شیر دل بھی اپنے دنگل پر متصل بادشاہ فروکش ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جہان

سلامت اقبال افزون دشمن پائمال اک سوداگر ممالک غیر کا حاضر ہے اور عرض کرتا ہے کہ
میرے پاس گھوڑے نہایت عمدہ عمدہ ہین اور ایک مرکب تو ایسا ہے کہ مثل و نظیر اوسکا
نہین ہے فرمایا کہ اچھا بلالو وہ سوداگر حاضر ہوا مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور وہی باتین کہین جو چوبدار
نے آکر عرض کی تھین یہ سنکر بادشاہ کو اشتیاق پیدا ہوا اور فرمایا کہ اچھا جاکر گھوڑون کو لے آؤ
اوسنے عرض کیا کہ گھوڑے میرے ساتھ ہین لیکن جو گھوڑا لائق حضور کے ہے وہ یہان
نہین آسکتا بیرون شہر ہے اسلیئے کہ وہ زنجیرونمین جکڑا ہوا ہے اور کسی کو سواری نہین دیتا
یہ عیب بھی اوسمین ضرور ہے اگر کوئی شہسوار حضور کے یہان ہو اور وہ اوس مرکب کو
درست کردے تو پردہ قاف مین دوسرا مرکب اوسکے مقابلہ مین نہ نکلیگا یہ سنکر بادشاہ نے
کہا کہ دیکھا جائیگا تم وہ مرکب دکھاؤ تو سہی سوداگر نے عرض کی کہ حضور سوار ہون بادشاہ نے
صفدر شیر دل سے کہا کہ چلوگے تمھین بھی کچھ دخل ہے صفدر شیر دل نے عرض کی
کہ مجھے اور تو کچھ بھی دخل نہین ہے لیکن اگر ارشاد ہو تو ہڈیان پسلیان اوس مرکب کی توڑ کے
رکھدون اور بکری بنا دون سوداگر ہنسا اور کہا کہ آپکا یہ سن وسال اور یہ قد و قامت اور یہ
دیکھے ہوئے مرکب سے یہ دعوے بس یہ سننا تھا کہ صفدر شیر دل کو غصہ آگیا اور کہا
کہ چلو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے سوداگر نے عرض کی کہ اگر آپ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر
اوسکو رام کرلین تو گھوڑا بغیر قیمت نذر کرتا ہون سکندر نے کہا مجھے منظور ہے غرضکہ بادشاہ
سوار ہوئے سوداگر اور صفدر شیر دل اور بعض دیگر اراکین سلطنت کو ساتھ لیکر چلے
جاتے جاتے بیرون شہر پہونچے ایک سرامین وہ گھوڑا ایک شامیانہ کے نیچے
بندھا ہوا تھا پاؤنمین اگاڑی پچھاڑی کے مقام پر زنجیرین بندھی ہوئی تھین بڑے قد و قامت کا
مرکب ہے رنگ مشکی کنوتھیان کھڑی کیئے ہوئے آنکھین سرخ یہ دیکھکر صفدر شیر دل نے
کہا کہ مرکب بیشک اچھا ہے بادشاہ اور توحید سربلند وغیرہ سب نے تعریف کی مگر
ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ بڑا خونخوار مرکب ہے اسکا درست ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے
اور سوداگر نے صفدر شیر دل کیطرف دیکھکر کہا کہ لیجئے مرکب حاضر ہے سوار ہو جئے
یہ سنکر صفدر شیر دل نے دامن گردانے اور کہا کہ زنجیرین اسکی کھلوادو بادشاہ نے
منع کیا اور کہا کہ یہ مقام جرات نہین ہے کیون جہالت کرتے ہو صفدر شیر دل نے کہا
کہ قول مردان جاندارد مین ضرور اس گھوڑے کو درست کرونگا ورنہ یہ سوداگر طعنہ زن
ہوگا سوداگر نے کہا کہ مین طعنہ زنی سے باز آیا مجھے آپکی جان لینا منظور نہین ہے لہذا
آپ معاف فرمائین صفدر شیر دل نے کہا کہ اگر زبانسے نہ بھی کہوگے تو دل تمھارا کہے گا
مین سوار ضرور ہونگا یہ فرماکر قریب مرکب کے گئے اور اپنے ہاتھ سے کاٹھی چڑھائی
تنگ مرضی کے موافق تنگ کیا لگام منھ مین دی اور جست کرکے پشت پر گئے سوداگر
سے کہا زنجیرین کھلوادو سوداگر نے عرض کی کہ آپ واقع مین اسم بامسمیٰ ہین شیر دل ہونے
مین شک نہین دوسرے کی اتنی مجال بھی تھی کہ اسپر زین کسکر لگام منھ مین دیتا آپ برائے خدا
اپنے سن وسال پر رحم فرماکر مرکب سے اوتر آیئے مین ہارا اور آپ جیتے صفدر شیر دل نے کہا کہ
بس جو کہا وہ کرکے دکھائینگے تم زنجیرین کھلوادو تو کھلوادو ورنہ ہم آپ کھول لینگے سوداگر نے بادشاہ سے عرض کی

کہ دیکھے حضور مین منع کر رہا ہون مگر یہ سماعت نہین کرتے اب مین ذمہ دار نہین لیکن صفدر شیر دل
گھوڑے سے کود پڑا اگاڑی پچھاڑی اپنے ہاتھ سے کھولدی اور گلے کی زنجیر پشت مرکب پر
پہونچکر کھولی بس مرکب کا کھلنا تھا کہ اوسنے کنوتیان بدلین آنکھین غصے سے اوبل پڑین الف
ہونے لگا بس صفدر شیر دل نے منھ پر چابک مارا اور رانون مین مسلا گھوڑا لیکر چلا بادشاہ نے
کہا کہ بڑا منچلا ہے یہ لڑکا لیکن اسکا غصہ اسکا دشمن ہے توحید سر بلند نے عرض کی کہ حضور مین تو
انسے ڈر گیا اوس سے ڈرنا چاہیئے جو کسی سے نہ ڈرے یہ موت سے بھی نہین ڈرتا تو کس سے
ڈریگا لیکن صفدر شیر دل گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اسقدر دور نکل گئے کہ سوا ایک
بگولہ گرد کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد ایک ساعت کے وہ گرد بھی نظر سے غائب ہو گئی
بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا صفدر شیر دل کو لیکر کسی خندق یا چاہ مین پھاند پڑا
لوگون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ لوگ تلاش مین چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد پیدا ہوئی
اور آن واحد مین دیکھا کہ صفدر شیر دل مرکب کو رانون دابے ہوئے چلے آتے ہین
اب سامنے آکر چار رو نظرف اس قابو سے پھرنا شروع کیا کہ یہ معلوم ہوا کہ برسون سے
سواری مین ہے اور نہایت شائستہ ہے یہ دیکھکر توحید سر بلند اور دیگر سرداران فوج
و اراکین سلطنت نے مع بادشاہ نہایت تعریف کی اور سوداگر کا رنگ زرد ہو گیا لیکن
کہتا ہے کہ یہ لڑکا تو بلا کا شہسوار نکلا اور مین شرط اس سے ہارا گھوڑا مفت ہاتھ سے جاتا رہا
غرض نفع کے اس تجارت سے نقصان اوٹھایا بادشاہ نے سوداگر سے کہا کہ اب کیا
کہتے ہو اسنے عرض کی کہ بیشک یہ سچے اور مین شرط ہارا گھوڑا حاضر ہے لیکن صفدر شیر دل نے
مرکب سے اوترکر بادشاہ سے کہا کہ ہر چند یہ شرط ہارا مگر قیمت اوسکو دلوا دیجئے غریب
آدمی ہے حضور کو دعائین دیتا چلا جائیگا بادشاہ اس بات سے انکی اور بھی خوش ہوا
قیمت سوداگر کو دلوا دی اور گھوڑا صفدر شیر دل کو دیدیا کہ یہ لائق تمہارے ہی سواری کے
ہے دوسرے کو سواری نہ دیگا اب یہ ہمراہ بادشاہ کے واپس آئے اور رہنے سہنے لگے
اک روز بادشاہ سے عرض کی کہ میرا دل گھبرایا کرتا ہے مین سیر و شکار کا بہت عادی
ہون اگر اجازت ہو تو صحرا مین جاکر شکار کھیل آیا کرون فرمایا کہ تمکو تمام ممالک مین میرے
اختیار ہے جہان چاہے شکار کھیلو یہ سلام کرکے رخصت ہوئے اور تیر کمان ہاتھ مین لیکر
اوسی مرکب پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے شام تک شکار کھیلا کیئے ہرن مار کر لائے
اور بادشاہ کے واسطے بھیجدیئے اور ایک آہو اپنے پہلے دوست توحید سر بلند کو بھیجا
توحید بھی بہت خوش ہوا اب یہ ورد ہو گیا کہ روز یہ شکار کھیلا کرتے ہین اور جو کچھ شکار ملتا
ہے وہ بادشاہ کے واسطے بھیجدیتے ہین اور زیادہ ملتا ہے تو اور اراکین دولت وزیر و سپاہی
وغیرہ سب کو تقسیم کیا کرتے ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ یہ تلاش آہو مین جا رہے ہین کہ دیکھا
سامنے سے اک ہرن بھاگا چلا آتا ہے بس یہ ہین جو تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارتے
ہین تو قلب پر اسکے پڑا اور آہو اوچھل کر گر پڑا یہ جلدی سے اوترے اور آہو کو ذبح کیا لیکن
اب جو خیال کرتے ہین تو ہرن تیر خوردہ ہے ایک اوچھا سا زخم اسکے پشت پر ہے یہ دیکھکر نہایت
افسوس کیا کہ نہ معلوم یہ کسکا صید تھا مین نے ناحق سے شکار کیا یہ اسی افسوس مین تھے کہ دیکھا

سامنے سے گرہ اوری اور ایک نقابدار سفید پوش پیدا ہوا دلمین سوچے کہ عجب نہین ہے
جو یہ آہو اسی کا صید ہو لیکن اوس نقابدار نے جو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور آہو ذبح کیا ہوا
پڑا ہے اسے نہایت غصہ آیا اور کہا اے شخص اس سے بھیک مانگکر شکار نہ کھیلا کر کوئی
کوئی بندہ خدا ترس لحاکر دیدیا کریگا تیرا مطلب ہو جائیگا یہ کھڑے ہو گئے اور اوس سے عذر
کرنے لگے اوس نقابدار کو اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ بس اسکی سزا یہ ہے
کہ اس آہو کو اپنی پشت پر لادو اور لیئے ہوئے میرے سامنے سے چلا جا صفدر شیر دل
بھلا ایسی گفتگو کا کب عادی سے نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین بھی صید کیا تھا تو اب صید کیا
دیکھون تو تو میرا کیا کر لیتا ہے ہمتو عذر کرتے ہین مگر تو مانتا ہی نہین بڑا کج فہم ہے یہ کہتے
ہوئے پشت مرکب پر پہونچے نقابدار سفید پوش نے کہا کہ گردن نہین نیچی کرتا اور زبان
لڑاتا ہے سے شرط کہ زبان تیری کاٹ ڈالون صفدر شیر دل نے آواز دی کہ تجھے
قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ کمی نکرنا بس یہ سنتے ہی نقابدار نے نیچہ کمر سے کھینچکر
سکندر کے حوالے کیا سکندر نے چپ سے بند دست اسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
کمر زنجیر کا بند پکڑکر رس سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہو جائین
کہ یکایک بند نقاب ٹوٹا اور اک روشنی ہوئی نگاہ جو پڑتی ہے ہوش اوڑ گئے یہ معلوم ہوا کہ
ابر ہٹگیا اور چاند نکل آیا دیکھا کہ مرد نہین بلکہ اک لڑکی تیرہ چودہ برس کی آفت ہوش بلائے جان
ہے حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے ہاتھ مین رعشہ ہوا دل بیقابو ہو گیا بے اختیار نقابدار ہاتھ سے
چھوٹ گیا بس نقابدار نے جو رہائی پائی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر صحرا کیطرف روانہ ہو گیا
صفدر شیر دل دل پکڑکر رہگئے جب نقابدار دور نکل گیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہائے یہ ظالم دل تو
لیئے جاتا ہے اور پتہ اسکا معلوم نہین انجام مین رونا پڑیگا اور کچھ نہو سکیگا یہ خیال کرکے جلد پیچھے
مرکب کو جولان کیا اب جو دیکھتے ہین تو گرد کا بھی پتہ نہین کچھ دور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے گئے
لیکن آگے بڑھکر ریگ ملی کہ نشان سم کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا شام کو مجبور و ناچار وہان سے پلٹے
لشکر تک آنا دشوار ہو گیا صید بھی وہین چھوٹا خود شکار تیر محبت ہو گئے اوس آہو چشم نے اپنا
سودائی و وحشی بنا دیا چوکڑی بھول گئے سارے باگین جاتے رہے آہین کرتے ہوئے
مکان پر آئے بادشاہ کے یہان بھی نہین گئے قصد کیا کہ پھر تلاش چلون لیکن ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ ابتک ڈھونڈا تو کیا پایا اور اب ڈھونڈے تو کیا پاؤگے جسکا نشان نہین معلوم
اوسکا پتہ کیونکر ملے خادم نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے فرمایا ہمین بھوک نہین ہے
اسوقت کچھ نہ کھائینگے اور مسہری پر لیٹ رہے تصور ملکہ کا بندھا ہوا ہے ایک تصویر ہے
کہ آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے دل سے کہتے ہین کہ ارے تو نے اوسوقت ایسا
بیکار کر دیا تھا کہ مجھے یہ خیال نہوا کہ اگر یہ چلا جائیگا تو کیونکر اسکا پتا ملیگا ہائے کاش
مین بھی ساتھ ہی چلا جاتا اور خطا اوس سے معاف کراتا کہ مین نے اوسکے آہو
کو صید کیا وہ نہایت رنجیدہ ہوا ہوگا اور یقین ہے کہ اب اسطرف کبھی نہ آئیگا
کیونکہ زیر ہوکر گیا ہے افسوس کہ کسی امید کے بر آنے کی امید نہین بستر پر
کروٹین لیتے رہے ہین مگر نیند نہین آتی کسی پہلو چین نہین پڑتا کبھی وہ اشعار عشق آمیز

زبان پر جاری ہوتے ہین کہ جنکے مطلب اپنے حال زار کے موافق ہین

غزل

دوست بنکر دیگا دھوکا دشمن جانی مجھے
دے لگی اطمینان سے کیا پریشانی مجھے

جب کہا اُسنے ملی الفت مین حیرانی سے مجھے
بول اُٹھی چشم تماشا دی پریشانی سے مجھے

جستجو دلکی رہے یا ہو تلاش دلربا
ہے محبت مین بہرصورت پریشانی مجھے

ایدل اُسحالت مین فکر رازپوشی ہے عبث
جبکہ آئینہ بنا دے میری حیرانی مجھے

مست آنکھون نے تری اُس دلگی مین کبتک بچاؤن
جسنے بیخود ہو کے سونپی ہو نگہبانی مجھے

بچکے چلنے سے ترے دست ہوس ہوگا دراز
داغ بدنامی نہ دے یہ پاکدامانی مجھے

جستجو کرنے نہ دیگا گم شدہ دل کی کبھی
اور دغا پیشہ یہ انداز پریشانی مجھے

ایدل اظہار وفا پر آزمایش اُسنے کی
دیکھون کیا کیا زحمتین دے تیری نادانی مجھے

عشق کا آزاد کردہ کب ہے پابند رسوم
شرم رسوائی نہ اب ہے ننگ عریانی مجھے

آہ سوزان کا بُرا ہو ہے عجب اُلٹا اثر
پھونکے دیتی ہے یہ میری آتش افشانی مجھے

خنجر قاتل گلے مل لے تو نے جان اے اجل
دوست رکھتا ہے بہت اک دشمن جانی مجھے

جستجو اُسکی ہے جسکا نہین کوئی پتا
ٹھوکرین کھلوائیگی یہ میری نادانی مجھے

میرا جادہ بیخودی ہے میری منزل گمرہی
پاریگا بہکا کے کیا غول بیابانی مجھے

لمع اظہار شوق قتل سے اتنا خیال
کشمکش مین ڈالدی یہ گرانجانی مجھے

خودکشی سے ہے وہ بہتر تم گلا کاٹو اگر
ورنہ کیا آتی نہین ہے مشکل آسانی مجھے

خونے پھر ردی نے آئینہ بنایا ہے مجھے
دیکھ لو حیران جسکو ہو پریشانی مجھے

آرزو یہ سب سے قدر افزائی اہل ہنر
ورنہ کب مرغوب ہے اپنی غزلخوانی مجھے

اسیطرح مختلف اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین اسی عالم مین شب گذاری صبح ہوئی نماز صبح پڑھی کہ فرض ادا کرلیا لیکن طبیعت تو اور ہی طرف رجوع ہے قلب قابو مین نہین ہے وظیفہ نام محبوب ہے غرضکہ جلدی سے منھ ہاتھ دھوکر فراغت کی اور پشت مرکب پر بیٹھکر پھر اسی صحرا کیطرف روانہ ہوئے کہ شاید پھر وہ محبوب دلنواز شکار کھیلتا ہوا اسطرف نکل آئے تمام دن تباہ رہے مگر ادھر کون آتا ہے شام کو پھر واپس آئے کس صورت سے کہ چہرہ زرد دل مین درد لب خشک آنکھ تر آج بھی دربار مین گئے اخضران شاہ نے دو تین بار چوبدار کو مزاج پرسی کیواسطے بھیجا ہر مرتبہ کہلا بھیجا کہ سر مین درد ہے لائق اسکے نہین ہون کہ حاضر ہون انشاءاللہ بشرط صحت کل حاضر ہونگا لیکن دوسرے روز بھی جاتا کون ہے نوکری تو نقابداری کر لی ہے ملازمت عشق سے فرصت ہو تو بادشاہ کا دربار کرین دن بھر صحرا کی خاک چھانتے ہین رات کو آکر پڑ رہتے ہین اخفائے راز مین جو جو مشکلین پیش آتی ہین انھین دل ہی جانتا ہے مگر رنگ رخ کی غمازی اور بھی محنت ضبط کو رائگان کرتی ہے آنکھون کے حلقے چغلی کھاتے ہین نگاہون کی پریشانی جنبوے جانی کا حال بتاتی ہے اسی طرح جب دو ایک روز گزرے بادشاہ برائے عیادت آیا تو حید سربلند بھی ہمراہ تھا دیکھا تو عجیب ہی حالت ہے ملک اخضران پرزاد چونکہ مرد جہان دیدہ ہے سمجھ گیا کہ یہ تیر عشق کا نشانہ ہوا ہے خاموش ہو رہا اور طبیب خاص کو برائے علاج بھیجدیا لیکن یہ خبر بادشاہ کو روز ملتی ہے کہ یہ شکار کو ضرور جاتے ہین طبیب نے منع بھی کیا ہے کہ نقل و حرکت تپ کیواسطے مضر ہے مگر وہ سماعت نہین کرتے بلاناغہ شکار پر جاتے ہین لیکن اب کچھ حال اُس نازنین مہر تمکین کا سنئے کہ جو نقابدار سفید پوش بنی ہوئی

صحرا مین نکل آئی تھی یہ دختر ہے ملک اخضران شاہ کی اور ملکہ ماہ سیما اسکا نام ہے
باغ اسکا شہر سے علیحدہ ہے اور یہ وہین رہتی ہے آٹھوین روز باپ کے سلام کو
شہر مین آتی ہے اور شوق صید افگنی اسے بچپن سے ہے حسب عادت یہ آہو کا
پیچھا کئے ہوئے اسطرف بھی نکل آئی تھی یہان صفدر شیر دل سے ہرن کے بابت
جھگڑا ہوا اور بند نقاب اسکا ٹوٹا تھا اوسوقت تو بسبب شرم کے یہ چلی گئی تھی لیکن اسنے
بھی جب سے صفدر شیر دل کو دیکھا ہے طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی ہے دل
بے اختیاری کرتا ہے اگر بیٹھے بیٹھے اولجھن ہوتی ہے تو کسی شغل مین جی نہین بہلتا لیکن
شرم دنیا اور خوف رسوائی نے لب پر مہر سکوت لگا دی ہے پاؤنین بیڑیان ڈالدی
ہین اکثر قصد کیا کہ سیر وشکار سے دل بہلاؤن لیکن اس خیال نے باز رکھا کہ مبادا پھر کسی
مقام پر اوسی ظالم کا سامنا ہو جائے اور بے اختیاری بڑھ جائے تو داغ بدنامی سے
دامن نہ بچ سکیگا اور پاکدامنی آوارگی سے مبدل ہو جائیگی مان باپ بلکہ سارے خاندان
کی عزت خاک مین ملجائیگی ایسی لڑکی کا مرجانا بہتر جو خاندان کا نام بد کرے اور بزرگون کے
آبرو کی امانت دار ہو کر خیانت کرے خداوندا مجھے اس زندگی سے موت بہتر ہے اسلیئے
کہ نہ تو بغیر اوسکے مین زندہ رہنا پسند کرتی ہون اور نہ اپنے خاندان کا نام ڈبونا چاہتی ہون علاوہ
اسکے مین شاہزادی اور نہین معلوم وہ کون شخص ہے یقین ہے کہ رعایا مین سے ہوگا لوگ
سنینگے تو کیا کہینگے اور سہیلیان جدا ہنسینگی کہ اگر کیا تھا تو اپنا ہمسر دیکھکر کیا ہوتا ایک اونے
شخص کے ساتھ اپنی مٹی خراب کی حالانکہ مین نے سرسری نظر سے اوسکو دیکھا تھا لیکن خیر یہ تو
نہین معلوم ہوتا کہ کوئی معمولی شخص ہے اسلیئے کہ چہرہ سے اوسکے شان شاہی وشہر یاری
پیدا ہے مگر وہ تو آدمزاد ہے اور مین پریزاد ہون یہ بھی میری آبرو کے خلاف ہے مگر یہ
دل نادان تو کچھ سمجھتا ہی نہین بقول شاعر شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری - اون فریب آمیز نظرون نے یہ کیا سمجھا دیا

اسکو تو نہ خیال عزت ہوتا ہے نہ پاس رسوائی ہر چند سمجھاؤ مگر یہ اپنی ہی کہے جاتا ہے ایسے
دل سے تو کاش نہوتا شعر ہوتا ہے بیقرار حسینون کو دیکھکر * ایسا دیا تھا کیون سمجھے پروردگار دل
جب دو ایک روز مین پریشانی اسکی زیادہ ہوئی تو انیسون جلیسون مین سرگوشیان ہونے لگین
کہ دو ایک روز سے کچھ ملکہ کی طبیعت پلٹ گئی ہے اوکی وہ نگاہ ہی نہین معلوم ہوتی یا تو جیسے
ہر وقت کی چہلین ہنسی مذاق شغل چوسر وغیرہ کا ہوا کرتا تھا یا اب تو ایسی آدم بیزار ہو رہی ہین کہ کسی
بات ہی نہین کرتین چپکی بیٹھی رہتی ہین اگر ہملوگ بیحیائی سے کبھی چھیڑتے بھی ہین تو فرماتی ہین کہ
بیہودہ مت بکو میرے سر مین درد ہے مجھے بک بک نہین اچھی معلوم ہوتی اکثر سونے کے بہانے ہملوگون کو
ٹالدیتی ہین مگر ہمنے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ رات رات بھر جاگا کرتی ہین ادھر ہم پاس سے
اوٹھکر علیحدہ ہوئے اودھر وہ مسہری پر سے اوٹھ بیٹھین معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسرار ہو گیا ہے اکثر
منع کیا کہ جنگل کے جانورونکا اعتبار نہین انکا شکار نہ کیا کیجئے اسی پردہ مین آسیب پھرا کرتے ہین اور
لوگونکو ستا اور ہونچاتے ہین مگر کسکی سنتی ہین دن دن بھر شکار کے پیچھے ہلکان رہتی ہین مردون کے شوق
اختیار کیئے ہین نمعلوم خدا نے انکو عورت کے جامہ مین کیون اوتارا خدا جانے کیا اسرار ہے

ابھی کورا بیٹا اور جنگلون کا پھرنا آخروہی نتیجہ پیش آیا کہ کچھ چھپتا ہوگیا جو بڑے بوڑھون کا کہنا نہ مانیگا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن ایک آدھ جو اونمین ہوشیار تھی اوسنے کہا کہ بی بیٹھو تم ابھی ان باتونکو کیا جانو ملکہ صاحبہ کسی سے نین منگا کرآئی ہین مگر اب انجام کو سوچتی ہین آبرو کا خیال کرتی ہین بقول شاعر شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے ٭ دو دغلہ مین ہمارا آشیان ہے ٭ کچھ بن نہین پڑتی ہے اس سے پریشان ہین یہ سب آثار عشق و محبت کے ہین دیکھو تو چہرہ کیسا زرد ہوگیا ہے تنہائی پسند آئی ہے لوگون کی صورتون سے بیزار ہین یہ نہ آسیب ہے نہ اسرار ہے یہ حضرت عشق کا جنون ہے ایک آدھ نے کہا بیوی زبان سنبھالو یہ بھی ہے تمنے ہماشما تصور کیا ہی ایک شہزادی کی نسبت ایسا کچھ کہنا اچھا نہین اگر جھوٹ نکلا تو ناک چوٹی پھیگی خدا جانے ملکہ کیا حال کریگی کیا تم اوسکے غصہ سے آگاہ نہین ہو اوسنے جواب دیا کہ تم ڈرو ہم نہین ڈرتے اوڑتی چڑیا تو ہم پہچانتے ہین یہ بات جھوٹ ہی نہین ہوسکتی دیکھنا دو ہی چار روز مین ساری قلعی کھلجائیگی یہ عشق کم ہوتا نہین معلوم ہوتا جب زیادہ جنون سوار ہوگا تو نہ اپنی آبرو کا خیال ہوگا نہ ہجولیون کی شرم ہوگی یہی باغ ہوگا اور ملکہ ہونگی اور مردوا ہوگا دیکھو مین آج چھیڑونگی اور ان سب نے کہا کہ بیوی تمھارا تڑا دیدہ ہے ہمتو اگر اپنی آنکھ سے بھی دیکھین تو ہرگز منھ پر نہین یہ باتین کر کے خاموش ہو رہین جب شام ہوئی تو ملکہ صحن باغ مین چبوترہ پر آکر بیٹھی سب سہیلیان جمع ہوئین دیکھا کہ ملکہ کی ایسی حالت ہے کہ چپکی زانو پر سر خم کیئے بیٹھی ہے کسی سے بات کرتی ہے نہ کسی کا جواب دیتی ہے ان سب نے آپسمین چشمکین کین اور ایک نے دوسریسے کہا کہ ذرا چھیڑو اور مزاج تو پوچھو جس عورت نے کہا تھا کہ مین ملکہ سے پوچھونگی وہی مخاطب ہوئی اور پاس آکر چٹ چٹ بلائین لیکر بولی کہ واری جاؤن آج کئی روز سے کیا خفگی ہے کہ نہ تو آپ بات کرتی ہین نہ ہنستی ہین نہ بولتی ہین دن دن بھر منھ لپیٹے پڑی رہتی ہین شام کو بھی وہی سنجوگ ہے نہ کبھی گانے کا شغل ہوتا ہے نہ سیر باغ نہ وہ ہنسی نہ وہ چہلین آخر یہ معرکہ کیا ہی ملکہ نے کہا کہ میرا جی نہین اچھا ہے سر مین درد رہا کرتا ہے اکثر اوقات بخار بھی ہوآتا ہے اوسنے کہا کہ نصیب دشمنان چھائین پھوئین سات سمندر اوس پار جب دائی مندی سے طبیعت کچھ ناساز ہوتی تھی تو ہم لوگون پر تاکید رہتی تھی کہ کوئی پاس سے نہ ہٹے ہم لوگ سب طرح سے دل بہلاتے تھے ہنسی مذاق گانا بجانا یہ تو عادت ہمیشہ کی تھی کوئی نئی بات نہین ہے لیکن اس مرتبہ تو کچھ اور ہی حالت ہے کوئی بات اگلی سی نہین اتکا ایکی وسطرح طبیعت پلٹ گئی کہ ان تلوونمین تیل ہی نہین مین نہ مانونگی جو کچھ ہو صاف کہیئے ملکہ نے کہا کہ زیادہ بک بک سے مجھے اولجھن ہوتی ہے اور ہجوم سے جی گھبراتا ہے ذرا ہٹکر بیٹھو اور گاؤ بجاؤ شاید میرا دل بھی بہلجائیگا یہ سنکر وہ سپچپی ہنی اور دل مین کہا کہ دیکھو ابھی تمھارا سارا حال کھلا جاتا ہی یہ کہکر ستار ہاتھ مین لیکر بجانے لگی اور ایک لڑکی نے جو خوش آواز تھی یہ غزل شروع کی

غزل

پایا سوائے رنج تری دوستی سے کیا ‏ ‏ حاصل اب اور ہوگا تمہ دشمنی سے کیا
پاس اونکو غیر کا ہے مری دلدہی سے کیا ‏ ‏ کام اپنے عیش سے ہے کسی کی خوشی سے کیا
اے دل اوٹھاوین عشق مین غیرت کہان تلک ‏ ‏ منظور تجکو دو تو نہین اب ہے خوشی سے کیا

بڑھ بڑھ کے تم کہو جسے وہ ہانہین ہان ہان
دشمن کو منھ لگایا ہے تمنے اسی سے کیا

غمزہ پر دو سیتھونکو محبت سے ہے جسم اگر
اک تمکو آپڑی عہد اوت مجھ ہی سے کیا

چھنکر ہم اوسنے مثل حنا امن پا گئے
جو خوب پس چکا ہو اوسے کوئی پیسے کیا

پایا جو حکم مہندی لگانے کا غیر نے
ہم ہاتھ ملتے رہ گئے ہین بےبسی سے کیا

چھوٹے سے بھی تو وہ نہین آتے ہمارے گھر
ہوتی نہین کبھی غلطی آدمی سے کیا

یہ کیا کہ نام وصل سنا اور ہنسدیئے
کہنا ہو جو وہ صاف کہو دل لگی سے کیا

تمپر کہین اثر نہو یہ خوف ہے ہمین
ہو ورنہ بد رقیب تو اوسکی بدی سے کیا

اوس بیوفا سے ہمکو وفا کی نہین امید
پائیگا فائدہ کوئی ظرف تہی سے کیا

اوسکی طرح نہین ہے ستمگر ہر ایک حسین
اب بدگمان ہو حضرت دل تم سبھی سے کیا

راضی رہین وہ ہمسے نہ سمجھین وفا شعار
مطلب ہے اپنے کام سے نام آوری سے کیا

چھوٹے نہین سماتا ہے پہلو مین ابتو دل
یہ تمنے کہدیا تھا تباؤ ہنسی سے کیا

نادان کی دوستی مین نہین فیض آرزو
دانا جو خام ہے وہ اوٹھیگا زمین سے کیا

یہ غزل جو ایک نازنک اندام نے درد آمیز سرو مین گائی دل ملکہ کا بھر آیا اکثر اشعار کو اپنے حال سے مطابق پایا کہا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوسنے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

جب کام دل نکال سکین التجا سے ہم
باز آئے عرض حال مین شرم و حیا سے ہم

کیونکر بنا ہین اوس بت نا آشنا سے ہم
جسکا یہ قول ہو نہین ڈرتے خدا سے ہم

کل کیا فریب دینگے یہ اے ہمنشین بتا
مانا کہ آج اوسکو بلا لین دغا سے ہم

وہ بت کسے ملیگا عطا ہوگا کسکو صبر
محشر مین یہ سوال کرینگے خدا سے ہم

عہد وفا مین دب کے گیا کیون معاملہ
ہین اس خراب حال مین اپنی خطا سے ہم

دل مانتا نہین شب وعدہ کسی طرح
ہرچند دے رہے ہین بہت کچھ دلاسے ہم

مشتاق پھر اوسی کے ہین قابو مین کرکے دل
بیتاب ہوگئے تھے تری جس صدا سے ہم

فرقت مین زہر کھانے سے پہلے یہ تھا ضرور
کرلیتے جان دینے کا مشورہ قضا سے ہم

کیا بس جو اوسکے دل پہ نہو آہ کا اثر
لڑتے ہین اے جنون محبت ہوا سے ہم

کہنا یہ اونکا غیر کے کاندھے پہ رکھکے ہاتھ
دیکھو ادھر کھڑے ہوئے ہین کس ادا سے ہم

آجائے رحم شاید اوسے اس امید پر
ظلم و ستم اوٹھا رہے ہین انتہا سے ہم

تسکین سے بھی دلکی تڑپ مین کمی نہین
تنگ آگئے ہین اس مرض لا دوا سے ہم

ہے آج پھر اوسی شب فرقت کا سامنا
دلمین ڈرے ہوئے تھے بہت جس بلا سے ہم

محشر مین اپنے حال مین سب اور ہمین یہ فکر
سنلے اگر تو مانگ لین اونکو خدا سے ہم

یہ چپکے چپکے رونیکا میت پہ کیا سبب
کیا اب بھی جاگ اوٹھینگے تمہاری صدا سے ہم

انجام عشق مین وہی رسوائیان ہوئین
ڈرتے تھے جن خرابیونکو ابتدا سے ہم

پوچھو نہ یہ گذرتی ہے مر مر کے کسطرح
ابتک تو جی رہے ہین تمہاری دعا سے ہم

غیرت کی انتہا ہے محبت مین آرزو
پوچھے نہ جو ہمین اوسے مانگین خدا سے ہم

حسب فرمائش ملکہ جو ایک فتنہ دہر نے یہ غزل گائی اور جو پہلے دلبر ملکہ کے سب حال اشعار سے
نمک پاشی کی دل بیقابو ہو گیا قریب تھا کہ راز دل فاش ہو جائے اور یہ چیخین مار مار کر رونیلگی گر ملکہ نے
اپنے تو سنبھالا غم کو ٹالا ادھر ادھر کی باتین کرنے لگی مگر دل نہین بہلتا اب اتنا ہوا کہ ملکہ ان لوگون سے
مخاطب ہو گئی اور اکثر گویا کرتی ہے عاشقانہ قصہ پڑھا کرتی ہے لیکن بھید نہین کھلتا اسیطرح دو چار روز
اور گذر گئے آخرکار رو کسے باتین ہونے لگین اور طبیعت اوسکا فیصلہ کرنے لگی کہ پھر ہی کیون نہو مگر یہ آگ
یون فرو ہوتی نہین معلوم ہوتی اور یہ لگی آب اشک سے ہرگز نہ بجھیگی ملکہ تنہا بیٹھی تھی اور روتے کہہ رہی تھی
کہ اے دنا عاقبت اندیش تو نے اوس آفت مین پھنسا دیا کہ جس سے نجات دشوار ہے افسوس مین کیون
گئی تھی شکار کھیلنے جو اس بلائے عشق مین مبتلا ہو گئی یہ تو تنہائی سمجھکر باواز خفیف یہ باتین خود بخود
کر رہی تھی اور ایک سہیلی دروازے کی آڑ مین کھڑی سن رہی تھی تمام باتین ملکہ کی سنی جب دیکھا
کہ جوش گریہ نے سلسلہ گفتگو کو قطع کیا تو یہ سہیلی جلدی سے دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی ملکہ اسکے
اچانک آپڑنے پر اچھل پڑی اور ایک دو ہتڑ پیٹھ پر مارا کہ خدا کی سنوار ہو تجھ پر مجھے ڈرا دیا آخر تجھ پر کیا
آفت پڑی کہ تو اسطرح اچانک آپڑی کہ جیسے کوئی پیچھے دوڑا آتا ہے اسنے عرض کی کہ قربان
جاؤن اوسیطرف آج پھر شکار کو چلئے جدھر اوس روز گئی تھین جسکے بعد سے پھر اب تک نہین گئین
ملکہ نے کہا کہ اوسطرف شکار سے گیا اور طرف نہین اور جب تو ساتھ نہین تھی اور مجھے خوب یاد ہے
کہ مین تنہا گئی تھی تو تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اودھر شکار بہت ہے یہ سنکر اوسنے جواب دیا کہ شکار تو نہین ہے
اور گو مین ساتھ بھی نہ تھی مگر مین سنتی ہون کہ اگر وہان جا کر ایک صید بھی لائے تو زندگی بھر شکار کرنے کی
ضرورت نہین رہتی اب تو ملکہ کچھ سر ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے یہ باتین میری سن رہی تھی کہا اللہ رے دیدہ
دلیل تو مجھپر بھی چھاؤن آتی ہے اور یہ تیری اوڑن گھائیان مین سمجھی خیر اب تو تجھے معلوم ہو گیا لیکن خبردار
خبردار کسی کے سامنے منھ سے نہ نکالنا سیدھی ہو کر بیٹھ پاؤن سے سر اوٹھا زیادہ لپٹ چمٹ سے میرا
جی گھبراتا ہے یہ کہکر پاؤن سمیٹ لئے اور سر اوسکا ہاتھ سے ہٹا دیا وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور کہا کہ ملکہ اتنا تو
مین سن چکی لیکن مفصل نہین سنا ہے چاہتی ہون کہ پھر سے بیان کیجئے ملکہ نے کہا اگر تیری طرح کوئی اور
سنلے تو اور بھی راز افشا ہو اسنے عرض کی کہ جب ہمین لوگون سے پردہ ہے تو آخر وہ کون ہوگا جس سے
حال دل بیان کیجئے گا ملکہ نے اول سے آخر تک شکار کو جانا آہو کو تیر مارنا اوسکا چوٹیلا ہو کر بھاگنا ملکہ کا
اوسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا راہ مین اک جوان کا اوس آہو کو ذبح کرنا اپنا غصہ کر کے مقابلہ کرنا اوسکا
گھوڑے سے اوٹھا لینا اور بند نقاب ٹوٹنا اور ہاتھ اوس حریف کا تھرانا اپنا گر پڑنا اور جلد سے مرکب پر سوار
ہو کر بھاگنا اور باغ مین آ کر یہ حالت اوسکے عشق مین ہونا جب سب بیان کر چکی وہ بھولی کہنے لگی کہ سبحان اللہ
بی بی یہ بھی تمہارا ہی کام تھا کہ یا تو وہ غصہ تھا کہ اوسے قتل کئے ڈالتی تھین اور یا یہ عشق بڑھا یا ہے کہ
بغیر اوسکے قرار نہین تم بھی وہ مزاج رکھتی ہو کہ تمہاری مہربانی اور غضب دونون سے خدا بچائے بھلا اگر
اتفاق سے وہ تمہارے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تو کیا ہوتا ملکہ نے کہا کہ ہوتا کیا ہم بھی نہوتے اوسنے کہا
خدا نکرے ایسی باتین منھ سے نہ نکالو مجھے وہم آتا ہے تمہاری الا بلا مجکو لگ جائے یہ کہکر سات مرتبہ
اپنا سر ملکہ کے سر سے اوتارا اور گرد پھری کہا کہ پھر آخر اس رونے دھونے سے تو کوئی فائدہ نہین ہے
ایک بات پر آمادہ ہو جائیے یا تو اوس سے بے ہاتھ اوٹھائیے اس لگی کو آگ لگائیے اور یا مصرع بر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد
دل کڑا کر کے اوس سے ملئے اپنی جوانی کا مزا اوٹھائیے اس شباب کو یون خاک مین نہ ملائیے یہ زمانہ

گھڑی گھڑی نہین آتا ہے چندونکی بہار ہوتی ہے ذرا آئینہ لیکر اپنی صورت زیبا کو تو دیکھئے کہ پہچانی نہین
جاتی ہے منھ زرد لب پر آہ سرد آنکھون مین اشک بال پریشان جامہ کا ہوش نہین کھانا پینا سب چھوٹ
گیا ہے جیسے دشمن سودائی ہوگئے ہین بھلا سامنے اپنے والدین کے جائیگا تو وہ یہ حال دیکھکر کیا
کہینگے شعر ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے ٭ تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے ٭ نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر
مین قید کی جاؤگی باغ کا رہنا بھی چھوٹ جائیگا اور اگر کسی نے صلاح دی تو عجب نہین ہے کہ کسی امیر
رئیس کے ساتھ شادی کردیجائے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس کر تو تو سمجھاتی کیا ہے دلمین چھریان چلتی
ہے اسمین تو موت جبکہ شادی میرے دشمنونکی کسی دوسرے کیساتھ ٹھہرے خدا کے لئے ایسی باتین نکر
اوسنے کہا کہ کیا جھوٹ کہتی ہون اسوقت سے انجام کو کیون نہین سوجھتی جو دوست ہوتا ہے وہی جی جلا
کہتا ہے ملکہ نے کہا کہ بس جی ہی جلانا آتا ہے دل ٹھنڈا کرنا نہین آتا ہے اسنے کہا کہ دل آپکا وہی ٹھنڈا
کرینگے اتنا مین بھی کرسکتی ہون کہ پتہ معلوم ہو تو جاکر بلا لاؤن ملکہ نے کہا کہ جب پتہ بتادون تو تیرا کیا احسان
جیسے جیا ہون بھیجکر بلا لون لیکن یہ تو سمجھ کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ مین شاہزادی اور پری زاد وہ
اگر ہوگا تو کوئی پردہ دنیا کا رئیس زادہ ہوگا اسلیئے کہ آدمزاد ہے طرہ اوسپر یہ کہ مین عورت ہوکر اوس
مرد کو بلاؤن اور وہ مرد ہوکر میرا خواہشمند نہ تھا ارے یہ کیسی اولٹی گنگا بہی ہے اوسنے عرض کی کہ
غرض تمھاری یا اونکی بھوک بھی لگی ہے اور چاہتی ہو کہ نوالہ خود حلق مین داخل ہوجائے تو کیونکر
ہوسکتا ہے سچ کہا ہے کہ ان امیرونکی انوکھی باتین ہوتی ہین وہ سوچتی ہین جسکا نہ دنیا مین ٹھکانہ نہ دین
مین محبت تمھین ہو یا اوسے اور علاوہ اسکے کیا اوسے مکان کا پتہ بتا آئی تھین جو شکایت کرتی ہو تمھین
کیا معلوم کہ اوسپر کیا گذر رہی ہے کوئی فرد بشر تم ایسی حسین کو دیکھے اور پھر دل کو اختیار مین رکھے کہین ہوسکتا
ہے وہ بیچارہ بھی خدا جانے کس حال مین ہوگا جنگل کی خاک چھان رہا ہوگا روز اوس صحرا مین آتا ہوگا
دلسے کہتا ہوگا کہ ہائے اسی جگہ سے وہ سونے کی چڑیا اوڑگئی مثل مجنون کے حالت اوسکی جنون کو پہونچگئی
ہوگی بات یہ ہے کہ اپنی ایذا اسکو معلوم ہوتی ہے دوسرے کے دکھ کی خبر نہین ہوتی ملکہ نے کہا کہ مین تو
عورت ہون اگر فکر کرنا چاہون تو پتہ لگالون وہ مرد ہوکر کیا چوڑیان پہنے گھر مین بیٹھا رہتا ہے اگر تمام شہر
تو کیا باغ شہر نقش ونگار سے کہین بہتر لون پر ہے اوسنے فکر ہی نہین ہے خدا جانے کس پتھر دل کا
آدمی ہے اوسنے عرض کی کہ اچھا ہمارے آپکے کچھ شرط ہوجائے اگر وہ بھی صحرا کی خاک چھانتا
ہوا ملے تو تو شید آپکا ہے اور اگر خوش و مسرور مصروف سیر وشکار ہو تو آپ سچی ہین گھوڑے
منگائیے اور مجھکو بھی ساتھ لیکر اوسی طرف کو چلیئے جہان اوس روز تشریف لیگئی تھین ملکہ نے
کہا بہتر ہے مگر شاید تیرا ہی کہنا صحیح ہو تو مجھے اوسکے روبرو ذلیل نکرنا اظہار محبت نہ کردینا
کہ مین اوسکی نگاہون سے گرجاؤن ذات مرد کی بڑی قابو پرست ہوتی ہے اگر اوسپر یہ ظاہر
ہوگیا کہ یہ مجھپر مرتی ہے جان دیتی ہے تو اور تنے گا دن رات چرکے دیگا اسنے عرض
کی کہ کیا مجال تو کبھی جو عاشق نہ بھی ہوا ہو اور پھر شوق مین ٹھوکرین کھاتا ہوا آکر سر نہ ٹیک
کرے اور ہاتھ جوڑے غرضکہ ملکہ نے اوسیوقت اپنے اصطبل سے دو مرکب کھلوائے
اور لباس زنانہ جسم سے اوتار کر پوشاک مردانہ پہنی چہرہ پر نقاب ڈالی اور اس ہمجولی کو
بھی لباس مردانہ پہنایا اور چہرہ پر نقاب ڈالکر مرکب پر سوار کیا اور خود بھی پشت مرکب پر
بیٹھکر روانہ ہوئی جاتے جاتے اوس ہمجولی سے کہا کہ اے طنّاز مین تجھسے [illegible] ہوتی اور

اگر وہ ظالم کہین نظر آگیا تو دور سے سبھے دکھا فوراً باغ مین چلی آؤنگی تو اوسے لے آنا اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا غرضکہ جاتے جاتے جسوقت قریب دو کوس کے نکل گئی تو ملکہ نے کہا کہ وہ مقام یہی ہے کہ جہان اوس صید افگن نے میرے مرغ دلکو صید کیا تھا مگر افسوس کہ اوسکا آج پتہ نہین دیکھ مین نہ کہتی تھی کہ اوسے میری پروا نہین ہے ہائے یہ دل آیا بھی کس بیوفا پر آیا طناز نے کہا کہ مین دیکھتی ہون کہ دشمنون کی عقل بھی جاتی رہی ہے کیا وہ ہر وقت اسی جگہ بیٹھا رہتا نہ اوسکے گھر ہے نہ بار نہ کوئی پوچھنے والا نہ وہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے تمنے اوسکو کوئی پتھر کی تصویر سمجھ لیا ہے کیا کہ جہان پر لگادی وہین رہگئی ہوش کی باتین کرو وہ ضرور تمھاری تلاش مین ادھر تو سب سے پہلے آتا ہوگا اسکے بعد اور طرف تلاش کرتا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ آج بھی آیا ہوگا دیکھو زمین پر جابجا گھوڑے کی ٹاپون کے نشان معلوم ہوتے ہین اب خدا جانے کہان ٹاپتا پھرتا ہے ملکہ خاموش ہو رہی کہ دیکھا ایکطرف گرد اوڑی یہ معلوم ہوا کہ اک بگولا چیخ مارتا چلا آتا ہے طناز نے کہا وہ آگئے اسے تو یوہین آنکھ لیس کہدیا تھا لیکن آواز سم مرکب ملکہ کے دل پر اولٹا اثر دکھانے لگی کہ دھڑکن مین کمی ہونے لگی نگاہین جادۂ راہ بنگئین لیکن اسنے طناز سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اگر شاید وہی ہوا تو سمجھے گا کہ یہ میری تلاش مین نکلی ہے طناز جھلا گئی اور کہا کہ ملکہ بالکل تابعدار کا معاملہ ہوتا تو خدا جانے مین کیا کیا کہتی لیکن اتنا اب بھی کہونگی کہ ہوش وحواس دشمنون کے جاتے رہے ہین جو سوجھتی ہے اولٹی ہی سوجھتی ہے اوسے کیا معلوم کہ وہ کون تھا اور یہ کون ہے اوسدن ایک نقابدار تھا آج دو ہین علاوہ اسکے اگر وہی بھی سہی تو یہ کیا ضرورت ہے کہ اوسیکی تلاش مین آئے ہین کیا کوئی گھر سے نہین نکلتا ہے یہ بھی چور کے داڑھی کا تنکا ہو گیا بس کھڑی رہو خبردار گھوڑے کو پیچھے نہ ہٹانا تماشا تو دیکھو کہ مردوئے کو کیسا اونچا نیچا دکھاتی ہون تو سہی جو خود قبول لے اور مجھسے پتہ پوچھے لیکن تقریر ناتمام تھی کہ وہ بگولہ گرد کا منشق ہوا اور دیکھا کہ ایک شخص مرکب پر سوار اسیطرف چلا آتا ہے جب اور قریب آیا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ وہی ہے اور طناز نے غور سے دیکھا کہ آخر کیسی صورت ہے کہ جسپر ملکہ کا دل آگیا ہے جب نظر اسکی چہرہ پر اوس سوار کے پڑی تو دیکھا کہ واقع مین ایک جوان رعنا ہے بلکہ ابھی لڑکپن کا زمانہ باقی ہے سبزہ آغاز ہو رہا ہے گلشن حیات مین بہار شباب کی آمد شروع ہو گئی ہے انکھڑیان نشۂ حسن وجوانی سے مخمور ہو رہی ہین مگر شوخی وشرارت بچپن کا ساتھ نہین چھوڑنے دیتی ہے ہو جب شعر شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی ہنوز حسن جوانی یا رراہ مین ہے حقیقت مین یہ آفتاب اندھیرے گھر کا اوجالا ہے طناز نے دل سے انصاف کیا کہ جو حالت ملکہ کی ہوئی وہ تھوڑی سی تھی یہ وہ یوسف ہے کہ جو عورت ایک نظر دیکھے یقین ہے کہ زلیخاوار جنس جان دیکر مشتری ہو جائے اور ملکہ کے عشق پر طعنہ زنی ایسی تھی جیسے زنان مصر نے زلیخا پر کی تھی مگر جب امتحان ہوا تو سب قائل ہوگئے شعر

یوسف مین تیز دستیون پر حسن کی گواہ چھریان ترنجون پر جو چلین ہاتھ سے لگے

وہی حالت یہان ہوئی کہ ہم سب کہتے تھے کہ یہ پریزاد کس طبیعت کی ہین کہ اوسپر

عاشق ہوئین جو غیر جنس سے ہے جسکی قوم کے حسین ہماری قوم کے حسینون کا مقابلہ نہین کر سکتے
مگر یہ انسان ایسا ہی ہے کہ جسکا حسن عالم افروز مسخر جن و انس ہے شعر

غیر ہمجنس ہو کر صحبت جانان ہو جائے | سایہ پڑجائے پری سو بھی تو انسان ہوجائے

کہ یکایک نظر اوس سوار کی ان دونون نقابدارون پر پڑی جلدی سے مرکب قریب لایا
جیتا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ اوس روز تو ایک ہی نقابدار تھا آج دو نظر آتے ہین اور ایک ہی
لباس ایک ہی وضع ہے گھوڑون کے رنگ مین فرق ہے مگر اوس روز والا مرکب نہین
معلوم ہوتا خدا جانے یہ نقابدار وہی ہے یا نہین اور شناسا اوسکے ہین یا نہین انسے پوچھون
یا نہ پوچھون کہ ایک مرتبہ طناز دل مین سمجھی کہ پوچھنے مین پس و پیش کر رہا ہے کہا کہ اے شہسوار
صید افگن کسکی تلاش ہے کیا کوئی آہو ادھر آیا تھا سوار نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے اپنے صید افگن
کی تلاش ہے جسنے مجھے صید کیا ہے لیکن عجب بیرحم تھا کہ بسمل بنا کر چھوڑ گیا بستہ فتراک نکیا
طناز نے کہا کہ مینے سنا ہے آپ خوب نشانہ لگاتے ہین اور نہایت ذوق شکار رکھتے ہین
یہانتک کہ دوسرے کے صید کو بھی نہین چھوڑتے ہین شوق کے یہی معنی ہین معلوم ہوتا ہے
کہ آج ویسا کوئی صید نہین ملا جب ہی طبیعت پریشان ہے جسکو جو عادت پڑ جاتی ہے وہ نہین چھوٹتی
اور جبتک اوسکی طبیعت کے موافق بات نہو دل پریشان رہتا ہے یہ سنتے ہی جو
نقابدار سفید پوش نے کہی صفدر شیر دل نے گوہر مدعا کو صدف ولمین پایا خوشی کے مارے
قریب تھا کہ روح نکلجائے کہا اے نقابدار برائے خدا اتنا بتا دے کہ تم دونون مین سے
وہ کون ہے کہ جسکا مین گنہگار و خطاوار ہون تاکہ مین اپنی خطا اوس سے بخشواؤن نقابدار نے
کہا کہ بس اس سے زیادہ تو ہوس نہین ہے یہ سنکر صفدر شیر دل خاموش ہو رہے کہ نہ انکار
بنتا ہے نہ اقرار عجب گومگو کا عالم ہے نقابدار نے کہا کہ سوچتے کیا ہو جواب دیا کہ ہوس تو
وہ چیز ہے جو سوا بڑھنے کے کم نہین ہوتی ہے لیکن مقدر مین جو ہوتا ہے ہونا وہی ہے
نقابدار نے کہا کہ ہم دونون مین سے وہ کوئی نہین ہے جسکی تمکو تلاش ہے لیکن
یہ بات تمھاری اسقدر مشہور ہوئی کہ ہمین بھی معلوم ہو گیا کہ صفدر شیر دل آہو تیر خوردہ کو
خوب صید کرتے ہین واقع مین یہ بھی ایک کمال کی بات ہے اسلیئے کہ یون تو جب صید
قائم ہوتا ہے اوسوقت نشانہ لگاتے ہین اور چوٹ کھایا ہوا آہو تڑپتا اوچھلتا جاتا ہے
کسی جگہ قرار نہین لیتا ہے اوسپر نشانہ لگانا سخت و دشوار ہے آپ شرمندہ نہون مین
حقیقت مین تعریف کی راہ سے کہتا ہون اسکی باتین صفدر شیر دل کو بہت ستاتی ہین
بھلا یہ ان باتون کے کب عادی تھے یہ لوگ ہوا سے لڑنے والے ہین مگر حضرت عشق
کیا ظالم ہین کہ شیر کو بکری بنا دیا ہے اتنا تو کہا کہ اے نقابدار ایک امر اگر دہو کے مین
ہو گیا تو تو بار بار اوسکا طعنہ دیتا ہے مجھے یہ خیال ہے کہ تو اوس آفت جان کے
متوسلین مین سے نہو ورنہ اس دریدہ دہنی کی وہ سزا دیتا کہ تو زندگی بھر بات کرنے کو
ترستا بس اب خبردار ایسے کلام زبان پر نہ لانا ابتو نقابدار نے مرکب کو پیچھے ہٹایا
لیکن صفدر شیر دل نے کہا کہ لعنت ہے اوس زندگی پر جو ذلت و خواری سے بسر ہو
بس اس زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ ذرا ذرا سے نقابدار مفلوک روزگار مجھے طعنہ

صید کا دین اور سنون اور پاس سے اپنے محبوب جانی کے کچھ ہو تو ن خیر اپنے
اوپر تو بس ہے کہ جا ہے زندہ رہین یا نر ہین یہ کہکر خنجر کھینچا اور چاہا کہ آپکو ہلاک کر دین
کہ بس دو سیرا نقابدار کود پڑا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ کیا جہالت ہے ہنسی مین غصہ کر تے ہو
وہ صید بھی تمھارا تھا مین بھی تمھاری ہون یہ کہکر نقاب چہرہ سے اوٹھادی طناز تو دانت
پیسکر رہگئی کہ بس آن بان ہو چکی خودکشی کرنے دی ہوتی نقاب اوٹھا دینا کیا فرض تھا
یہ تو گھوڑا اوڑا کر روانہ ہوگئی کہ تو بی بی مبارک اب میرا کیا کام ہے لیکن نظر صفدر شیر دل
کی جو اوس مہر عالمتاب حسن و جمال پر پڑی ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے دلمین قوت
آگئی بے اختیار گھوڑے سے کود پڑے ادھر ملکہ ماہ سیما مرکب سے اوتری دونون
گلے ملکر اسطرح روئے کہ یہ معلوم ہوا دو ابر ملکر برسنے لگے ہچکیان بندھ گئین جسوقت
وہ جوش گریہ کم ہوا صفدر شیر دل یعنے سکندر رستم خو نے ملکہ سے کہا کہ اب بھی
خبر لی تو بڑی بات کی ورنہ ہمتو سمجھے تھے کہ جسوقت خبر مرگ سنو گے اوسوقت
شاید اسطرف آجاؤ کہ چلکر جنازہ اوس کشتۂ حسرت کا دیکھ لین ملکہ نے کہا خدا کے
واسطے ایسی باتین نکرو اور اس دکھے ہوئے دل کو نہ دکھاؤ خدا وہ دن نہ دکھائے
بلکہ تمھارے سامنے مجھے ساتھ غیرت کے اوٹھالے کہ رسوائی سے بچون
مجھے البتہ اپنے جینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ
اے ملکہ جن باتون کو تم مجھے منع کرتی ہو خود وہی باتین کرتی ہو بس اب ایسی فال بد
منھ سے نہ نکالنا ورنہ تم تو زبان سے کہتی ہو مین کر کے دکھا دونگا اور ابھی گلا کاٹ کر
جان دیدونگا ملکہ ڈر گئی کہ مزاج بیڈھب ہے ایسا نہو کہ پھر خنجر کھینچلے اس سے
کیا بعید ہے ابھی ابھی کی بات ہے کہ اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالا ہوتا سکندر نے
کہا کہ یہ دوسیر نقابدار تمھارے ساتھ کون تھا تمنے واللہ تمھارے خیال سے چھوڑ دیا
ورنہ زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا ابھی غصہ گیا نہین ہے وہ میری وزیرزادی ہے
نہایت شوخ چنچل ہے اوسے واقعہ تمھارا معلوم ہو چکا تھا تمسے ہنس رہی تھی کھجا رہی تھی جان
جان کر غصہ دلا رہی تھی جانے دو اب یہان سے میرے باغ مین چلو آرام سے بیٹھو جب جی
چاہے چلے آنا یہان ٹھہرنا اچھا نہین سکندر نے کہا کہ چلو اور پشت مرکب پر بیٹھکر ملکہ کے ساتھ
ہوئے گویا راہ ہی تک رہے تھے ملکہ خود پوچھا چاہتے تھے کہ آخر تم رہتی کہان ہو اور نام تمھارا
کیا ہے کس خاندان سے ہو لیکن جب ملکہ نے چلنے کی صلاح کی تو خاموش ہو رہے کہ اب وہین
چلکر دیکھا جائیگا یا راستے مین پوچھ لینگے اتنا تو سمجھ بھی چکے ہین کہ یہ کوئی شاہزادی ہے جب تو
اسنے نقابدار ثانی کو اپنی وزیرزادی بتلایا غرضکہ دونون مرکب پر ساتھ ساتھ چلے راہ مین باربار
کہتے جاتے ہین کہ تمنے بند نقاب باندھ لیے ہین میرا جی گھبراتا ہے ملکہ کہتی ہے کہ تمھین کچھ
اپنی رسوائی اور میری رسوائی کا خوف بھی ہے اگر کوئی شناسا سمجھ جائے تو کیا ہو
جواب دیا کہ اس صحرا مین کون ملیگا ملکہ نے کہا کہ تم کیونکر ملگئے اگر اسی طرح کوئی برائے
صید و شکار آیا ہو وہ دیکھلے اور راز فاش ہو جائے تو کچھ بنائے نہ بنیگی غرضکہ اب
سکندر تو ملکہ کے ہمراہ اسکے باغ کی جانب چلتے ہین انکو راستے ہی مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت بیان لشکر اسلام کی بیان ہوتی ہین۔

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد مارے جانے روئین تنون کے اور شکست کھاکر بھاگ جانے سمٰوات شاہ کے ایک مہینہ کے بعد سرداران زخمی کو صحت ہوئی ارشیون پریزاد و فرہاد خان بیگ ضرزلی و فرسنگ ابن لندہور و لندھور ثانی زخم ان سب کے اچھے ہوئے اور سبنے غسل صحت کیا حاضر دربار فلک وقار صاحبقران ثالث ہوئے صاحبقران نے بعد مزاج پرسی ارشیون پریزاد کیطرف دیکھکر فرمایا کہ تھوڑا زمانہ ہوا جو نامہ آپکی والدہ کا برائے کمک آیا تھا اوسمین تحریر تھا کہ کچھ دیوان سرکش نے خروج کیا ہے اور بارادہ بربادی بہارستان قاف آئے ہین مین نے اوس کے جواب مین اپنی حالت اور آپ لوگون کے زخمی ہونے کی کیفیت سب تحریر کر دی تھی نہین معلوم وہان کیا گزری یہ سنتے ہی ارشیون پریزاد نہایت پریشان ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ ہر چند یہ وقت علیحدہ ہونیکا نہین ہے کہ حضور اس مقام خوفناک مین قیام پذیر ہین اور حالت ایسی نازک ہے کہ آنکھون سے معذور ہین لیکن میرے واسطے بھی یہ وقت نہایت صعب و دشوار ہے امیدوار ہون کہ مجھے رخصت عنایت ہو تاکہ حالت بہارستان قاف کی جاکر دیکھون کہ وہان کیا ہوا اگر خدانخواستہ کسی قسم کے بے حرمتی ہوگی تو والد ماجد کی روح سے کیا شرمندگی ہوگی اور زمانہ مجھے کیا کہیگا کہ جسکا فرزند بارگاہ صاحبقرانی کا بیٹھنے والا ہو اوسکی مان کی یہ بیعزتی ہو مجھے اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے اگر ایسے وقت مین بھی جاکر مان کی خبر نہ لون فرمایا ہمارا تو خدا حافظ ہے جینے سے سیر بیٹھے ہین اپنے کو مردون مین شمار کر لیا ہے جیسی گزریگی جھیل لینگے لیکن تمہین یہی مناسب ہے کہ جہانتک ہوسکے جلد جاؤ اور بہارستان قاف کی خبر لو مین رنجیدہ ہرگز نہین بلکہ میری خوشی یہی ہے اور نہ جاتے تو مجھے ملال ہوتا افسوس کہ آنکھون سے مجبور ہون ورنہ یہ نوبت بھی نہ آنے پاتی کہ تم سے ذکر ہوتا مین خود اب تک جا چکا ہوتا ساتھ ہی فرہاد خان بیگ ضرزلی نے بھی عرض کی کہ حضور میرا معاملہ انسے زیادہ نازک ہے اس لیئے کہ یہ فرزند اونکے بطن سے پیدا ہوا ہی اگر برائی بھی کریگا تو دلمین رہ نہین سکتی لیکن میرا نہ جانا بہت برا ہے زمانہ یہی کہیگا کہ سوت کا لڑکا تھا اوسے کیون خیال ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اسکے بعد فرسنگ بن لندہور نے عرض کی کہ جو امر عمو صاحب ارشاد فرما رہے ہین یہی بات قریب قریب میرے واسطے بھی ہے کہ اگر ہم بطن بھائی کا بیٹا ہوتا تو اسوقت بد مین ضرور شریک ہوتا اور والد ماجد تو تپ ایسی شدید ہے کہ وہ جا نہین سکتے فرمایا تم بھی جاؤ فرسنگ بن لندھور بھی سلام کرکے رخصت ہوا لیکن لندھور ثانی جیسے اچھے ہوئے ہین اوسوقت سے تپ ایسا گھیرا ہے کہ ہوش نہین ہے یہ وجہ ہوئی انکے لشکر مین رہجانے کی ورنہ یہ بھی جاتے لیکن ارشیون پریزاد و فرہاد خان بیگ ضرزلی و فرسنگ بن لندھور ثانی یہ تینون بجانب خیمے اپنے اپنے لشکرون مین آئے اور پندرہ پندرہ سردار انتخاب کرکے ساتھ اپنے لیئے اور جانب صحرا روانہ ہوئے جسوقت لشکر سے دور نکل آئے تو ارشیون پریزاد نے ایک تعویذ

بازو سے کھولا کہ اوسمین موئے سر دیو تھے اونکو نکالکر منھ کی بھاپ دی اوسیوقت ایک ہوا
سناٹے کی چلی اور ایک دیو سر جھاڑ منھ پہاڑ جانب ہوا نے زمین پر اوترا اوسکے بعد اور
بہت سے دیو آنا شروع ہوئے دیو اول کہ سردار ان سبکا ہے نام اسکا دیو ہمیت ہے
سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے ارشیون پریزاد نے کہا کہ بہارستان
قاف کی کیا خبر ہے تھوڑا زمانہ ہوا کہ نامہ والدہ ماجدہ کا خدمت صاحبقران مین براے طلب
مدد آیا تھا اور اُس نامہ مین تحریر تھا کہ دیوان گلستان عدم نے بہارستان قاف پر
چڑھائی کی ہے مجھے کچھ معلوم ہو تو بیان کر دیو ہمیت نے عرض کی کہ مین بالکل آگاہ نہین سوا اسکے
کہ جب سے مین آپکی خدمت کے لیئے آزاد کیا گیا اوسوقت سے میرا کام یہ ہے کہ جہان آپ
ہوتے ہین وہان پوشیدہ مین بھی رہتا ہون کہ نہ معلوم کسوقت یاد کیا جاؤن تو جانے مین عرصہ
نہو فوراً حاضر خدمت ہو جاؤن جیسے آپ بیابان نہ طاق مین ہین مین بھی وہین ہون سب لڑائیان
تمام معرکہ میرے آنکھون نے دیکھے ارشیون نے کہا خیر تو ہمین جلد لے چل کتنے دیو تیرے
ہمراہ ہین دیو ہمیت نے کہا کہ وہی پچاس دیو جنپر مین افسر کیا گیا ہون ارشیون پریزاد
اسکی گردن پر سوار ہوئے اور دیوؤن نے فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور
و دیگر سرداران ارشیون کو جنہین انتخاب کر کے ساتھ لیتے آئے تھے گردنون پر سوار کیا
اور بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

اب یہان سے داستان ملک سمواتیہ کی پھر آغاز کی جاتی ہے۔

کہ جب سموات شاہ معہ لشکر فراوان ہاتھ سے نقابدار سرخپوش کے شکست
کھا کر بھاگا ہے ہزیمت خوردہ اپنے شہر مین آیا تھا اور چند نامہ براے طلب مدد جابجا روانہ
کیئے تھے اور اونمین حالت تباہی اپنی تحریر کی تھی حسب الطلب اسکے تین سردار اپنے اپنے
ملک سے چلے کہ اونسے اور سموات شاہ سے علاوہ مذہبی ہمدردی کے دوستی قدیم تھی چنانچہ
ایک اونمین سے جمہور صید افگن کہ سردار زبردست و بہادر و مرد سنجیدہ ہے اور دوسرا
حریم شیر صورت اور تیسرا قمقام کرگدن سوار ہے اولاً اور کی جمہور صید افگن
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا سموات شاہ نے اسکا استقبال کیا لشکر جمہور کا اوترا
بعد اوسکے حریم شیر صورت ایک لاکھ سوار سے پہونچا اسکے بعد قمقام کرگدن سوار ایک
لاکھ سوار سے آیا بعد مہمانداری ایک روز سموات شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور تمام سردارون
کا مجمع ہے سب اپنے اپنے کرسیون و پلنگون پر بیٹھے ہوئے ہین کہ قمقام کرگدن سوار نے
کہا کہ کچھ حالات گزشتہ اپنے بیان کیجئے کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کا کیا عنوان تھا اور اون اندھون
نے سرداران بینا کو کیونکر مارا ہے سموات شاہ نے سب کیفیت اول سے آخر تک بیان کی
اور کہا کہ وہ اندھے بھی آنکھون والون سے بہتر ہین کہ عیار کی آواز پر مقابلہ کیا اور آفات
مردار خوار سے سردار کو چیر کر پھینک دیا علاوہ اسکے کمک اونکی برابر آتی رہتی ہے انتہا
یہ ہے کہ دو روئین تن پہلوان جنکو خود خداوند نے بھیجا تھا کہ یہ غضب خداوند ہین انھون نے
پہلے تو سب سرداران کو زخمی کیا لیکن آخر بن مغضوب خداوند ہو گئے کہ ایک نقابدار مغلوب
روزگار جانب صحرا سے پیدا ہوا اور اس بُری طرح ذلت دیکر دونون روئین تنون کو مارا ہے کہ

کہ جیسے کوئی مٹی کے کھلونے لڑا کر توڑ ڈالتا ہی اوسکے بعد ایسا لڑا ایسا لڑا کہ سات کوس تک میرے لشکر کو بھگاتا چلا آیا یہ سنکر ان سبکے جی چھوٹ گئے مگر جب سموات شاہ نے بیان کیا کہ اگر اوسکو پنجہ نہ پہنچاتا تو ادہی روز اس ملک کا خاتمہ ہوگیا ہوتا یہ سُنکر ان سبکو اطمینان ہوا اور ان سرداروں نے کہا کہ بالفعل میدان خالی ہے چلکر لشکر کا خاتمہ کر دیجئے یہ سنکر ابلیس مکار عیار طرار نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو غلام سرداران اسلام کو گرفتار کر لائے اور آپ صاحب یہین بیٹھے بیٹھے اونکو قتل کرنا شروع کیجئے جو کام بسہولت حاصل ہو اوسکو دقت مین کیون ڈالئے اگر لشکر کشی کیجئیگا پھر وہی فسادات برپا ہونگے ہر طرف خبر مشہور ہوگی پھر کوئی نہ کوئی مدد کے واسطے آجائیگا یہ رائے سموات شاہ کو پسند آئی ہر چند کہ تمقام گرگدن سوار و حریم شیر صورت نے کہا کہ اسکی ضرورت نہین ہے اور اگر عیار ہی سے کام لینا تھا تو ہم لوگونکا بلانا بے سود تھا لیکن سموات شاہ نے کہا کہ بالفعل خداوند اپنے بندون سے ناراض ہو رہی ہین خود ہی مسلمانون کو اندھا کر کے بٹھالا اور خود ہی ایسا زور دیدیا کہ اونھین اندھون نے بڑی بڑی آنکھون والون کو مارا اور یہ بھی نہوا لو کمک بھجوادی اس سے بہتر یہی ہے کہ یہ عیار نہایت ہوشیار ہے لندھور ثانی کو بھی گرفتار کر لایا تھا اس کام کو بھی یہ بخوبی انجام دیگا یہ سنکر تمقام وغیرہ خاموش ہو رہے اور مہتر ابلیس مکار نے کچھ سامان طلب کیا او صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی اور نام اپنا ہرمز شامی رکھکر براہ دریا جہاز پر بیٹھکر بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوا جسوقت جہاز اسکا بیابان نہ طاق مین پہنچا دن تھوڑا تھا جہاز نے لنگر کیا اور ہرمز شامی جہاز سے اوترکر داخل لشکر اسلام ہونے لگا لوگون نے روکا اور کہا کہ بالفعل صاحبقران زمان کا حکم نہین ہے کہ کوئی شخص غیر ہمارے لشکر مین آئے کیونکہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی عیار مکار فریب دیکر کام اپنا کر جائے یہ سنکر ہرمز شامی نے کہا کہ مین ملک شام کا رہنے والا اتنی دور سے برائے قدمبوسی صاحبقران آیا ہون اور بے نیل مرام واپس جاؤن دل میرا کیا کہیگا اور یہ نقصان میرا مجکو کیونکر سنبھلنے دیگا اُن لوگون نے کہا کہ ہم حکم صاحبقران سے مجبور ہین اوسوقت ہرمز شامی نے کہا کہ ہمتو سنتے تھے اہل اسلام مین محبت بہت ہوتی ہے مگر معلوم ہو گیا کہ وہ حمیت صاحبقران ثانی کے زمانے تک کچھ باقی رہی اور اب صاحبقران ثالث کے وقت مین بالکل جاتی رہی ہین تو آج سے اس مذہب کو ترک کرتا ہون اور کوئی دوسرا دین اختیار کرلونگا اتفاقاً اوس طرف سے جرنیل عادی آتے تھے اونھون نے جو یہ باتین ہرمز شامی کی سنین دلمین سوچے کہ یہ یہان سے جاکر صاحبقران کو بدنام کریگا کہا ٹھہرو مین تمھاری اطلاع کرتا ہون اوس نے کہا نام حضور کا کیا ہے کہا مجھے جرنیل عادی کہتے ہین اس نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ آپ مین وہ بات نکلی جو ملازمان صاحبقران ثانی مین تھی خدا اُنکو جزائے خیر دے لیکن جرنیل عادی موٹے آدمی عقل کے گول ہین خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور ذکر سوداگر کا کر کے بہت کچھ تعریف اوسکی کی اور عرض کیا کہ وہ قدامت ظاہر کرتا ہے اور اشیاء عمدہ لایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بلالو جسوقت ہرمز شامی ہمراہ جرنیل عادی کے سامنے صاحبقران کے آیا اسلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ نام تمھارا کیا ہے

اور کہان سے آنا ہوا اس نے عرض کی کہ غلام کو ہرمز شامی کہتے ہین مین اپنے مکان سے آتا ہون بہت زمانے سے آپ صاحبون کی قدمبوسی نہین حاصل ہوئی تھی بالفعل یہ خبر گوشزد ہوئی کہ حضور بیابان نہ طاق مین تشریف رکھتے ہین غلام حاضر ہوا کچھ اشیاء لائق حضور دستیاب ہوگئے ہین وہ پیش کرون اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت مین بہت رہتا تھا جب لشکر اسلام مین آتا تھا تو اونھین کی خدمت مین حاضر رہتا تھا اونکے خلق و مروت کا کیا بیان ہو سکے ہمیشہ میرا خیمہ اپنے بارگاہ کے متصل برپا کرادیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سوداگر ہے اشیاء نادر اسکے پاس ہین ایسا نہو کہ شبکو کوئی چور اپنی کارروائی کرے تو یہ ٹھکانا نہ رہیگا اسی سلسلے سے مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا لوگ مجھے آنے نہ دیتے تھے اگر یہ مرد شریف اجنہ ہیل عادی نہ ترس کھاتے تو یہ غلام بے نیل مرام واپس جاتا اور بہت نقصان ہوتا فرمایا یہان سے کہان کا قصد ہے اسنے عرض کی کہ یہان سے بصرہ کا ارادہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہرمز افسوس کہ تم ایسے زمانہ مین آئے ہو جبکہ ہم اپنی آفت مین مبتلا ہین جان سے عاجز ہین گوہر وجواہر کون پرکھے آنکھین ہین نہین علاوہ اس کے ہر وقت موت پیش نظر ہی ہان کچھ کفن وغیرہ ساتھ ہون تو وہ دیتے جاؤ یہ فرماکر رونے لگے اور ارشاد کیا کہ مجھے تم سے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ تم لشکر مین قریب میری بارگاہ کے نہ رہو لیکن مجبور ہون اگر کوئی افتاد پڑی تو ساری بدنامی میرے ہی سر ہوگی بالفعل تو تم سرحد لشکر کے باہر خیمہ کرو لیکن گشت طلایہ کا تمہاری بھی حفاظت کریگا اور ہم تمہارے نقصان کے ذمہ وار ہین کل دیکھا جائیگا ہرمز شامی نے عرض کی کہ بہت خوب اور صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے جہاز کے قریب آیا اور حکمنامہ اہل لشکر کو دکھا کر خیمہ قریب لشکر برپا کیا ادہر صاحبقران عالیشان نے حکم دیدیا کہ گشت طلایہ کا خیمہ ہرمز شامی کی بھی حفاظت کرے غرضکہ شب ہوئی اور ہرمز شامی داخل خیمہ ہوا دروازہ خیمہ کا بند کرکے نقب لگانا شروع کی اور عیار جو اسکے ساتھ تھے اونمین سے دو عیار اور ساتھ لیئے اور آگے جاکر نقب مین تین راستے پیدا کیئے ایک کا سرا خیمہ صاحبقران مین توڑا اور دوسرا سرا نقب کا خیمہ شہنشاہ گوہر کلاہ مین اور تیسرا سرا نقب کا خیمہ اسد ثانی مین نکالا کچھ رات باقی تھی کہ یہ تینون عیار مکار باطمینان تمام مختلف خیمون مین پہونچ گئے اول ابلیس مکار جو ہرمز شامی بنکر آیا تھا خیمہ بدیع الملک مین پہونچا اور دیکھا اسنے کہ بار بیدار اونگھ رہی ہین امیر ثالث آرام فرمارہی ہین بس اس نے بردار بیہوشی کے شمع پر مارے کہ دھوان اوسکا بارگاہ مین گھسا جو بار بیدار اونگھ رہے ہین جھینکین مار مار کر بیہوش ہوئے بس ابلیس مکار قریب چھپر کھٹ کے آیا اور ذکفچہ عیاری مین سارڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر ناک کے پاس لیگیا جیسے ہی امیر ثالث نے سانس لی اس مکار عیار نے بیہوشی دماغ مین پھونک دی کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہوئے بس اسنے چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ باندھا اور اوسی نقب کی راہ سے نکلکر خیمہ مین آیا اور اپنے ہمراہیون کا منتظر ہوکر بیٹھا دیکھا کیا تھوڑے عرصہ مین وہ دونون بھی پشتارہ بدوش آگئے ابلیس مکار نے تینون پشتارون کو جہاز پر پہونچایا اور اوسیطرح خیمہ خالی چھوڑ کر ایک پرچہ لکھکر رکھدیا کہ باش اے اہل گروہ مسلمانان و فرقہ خداپرستان منم مہتر ابلیس مکار دیکھا تم نے کہ کیا کام کیا ہے مین اسنے بڑے

لشکر مین سے معدودی سردارون کو لیکر یون صاف نکلا جاتا ہون عیاران اسلام سے کچھ نہو سکا لازم
ہے کہ اسی دریا مین ڈوب مرین اور خود جہاز پر بیٹھکر ملک سمواتیہ کے جانب روانہ ہوا یہان
صبح کو جو خادم آفتابہ ہاتھ مین لیے ہوئے داخل خیمہ ہوتا ہے کہ چلکر صاحبقران کو جگاؤن وضو کراؤن
کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا ہے آج مجھے بھی دیر ہو گئی ہے کہین خفگی نہ آ گئے کیونکہ یہی ایک کام
اسکے سپرد ہے کہ صبح کو جگا کر وضو کراتا ہے سجادہ بچھاتا ہے یہان آکر جو دیکھا کہ چھپر کھٹ خالی
پڑا ہے باری دار بیہوش پڑے ہین دہانہ نقب کا وا ہے اسنے شور کیا اور سر پیٹنے لگا باہر
جو لوگ تھے جلدی سے دوڑ پڑے کہ کیا ہوا اسنے کہا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کل جو سوداگر
آیا تھا وہ عیار تھا صاحبقران کو چرا لے گیا امیر ثالث کا پتا نہین کچھ عیاران اسلام بھی
بھی یہ خبر سنکر آ گئے تھے اونھون نے جو دہانہ نقب کا وا دیکھا چالاک ثالث نیمچہ پکڑ کر نقب مین
کود اسکے عقب مین اور عیار بھی روانہ ہوتے تھوڑے عرصہ مین غل ہوا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ
کو بھی کوئی لیگیا بعد اسکے اسد ثانی کی بارگاہ سے شور ہوا کہ یہان بھی نقب لگی ہوئی ہے
اور سردار غائب ہے عیاران اسلام یکے بعد دیگر نقب مین کود کود کر روانہ ہوئے اول چالاک
ثانی خیمہ مین نکلا دیکھا تو خیمہ خالی ہے جہاز بھی روانہ ہو گئے ہین بعد چالاک اور عیار مثل
برق ثانی و قران ثالث و سرہنگ مصری و پیزک خطائی و کلباد عراقی و کلباد
عراقی یہ سب پہونچے وہان کسی کو نہ پایا اب سبنے اتفاق کیا کہ ہرمز شامی کوئی عیار تھا
اور یہ کام اوسی کا تھا کہ یکایک ایک پرچہ ہوا سے خیمہ مین اوڑتے دیکھا دوڑ کر چالاک ثالث
نے اوٹھا لیا اور اوس پرچہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے عیاران لشکر اسلام لبس اسی منہ پر دعوائے
عیاری کرتے ہو کہ تم ایک لاکھ پیک نیچے جس جا موجود ہون وہان سردار چوری جائین معلوم ہوا
کہ لبس نام کے عیار ہو دیکھو عیاری اسے کہتے ہین کہ پہلے مین لندھور کو لے گیا اور اب صاحبقران
کو لیے جاتا ہون یہ دیکھتے ہی چالاک نے پرچہ قران ثالث کو دیدیا اور کہا تو سہی چالاک
میرا نام جو اس کو برہنہ کرکے نہ ذلیل کیا ہو اور منہ اسکا نہ سیاہ کیا ہو یہ بھی جانب ملک سمواتیہ
روانہ ہوا اور اسکے عقب مین اور عیار چلے کہ انکا ذکر بر وقت آئیگا لیکن ابلیس مکار تینون پشتا
ساتھ لیے ہوئے ملک سمواتیہ مین پہونچا اور جہازون سے اوتر کر خدمت مین اپنے بادشاہ کے پہونچا
اور تینون پشتارے پیش کیے سموات شاہ نے کہا کیسے لایا اسنے عرض کی کہ جو لوگ رکن
دین اسلام تھے اونکو لے آیا ہون اب انھین قتل کرکے لشکر لیجائیے اور سبکو ایک روز مین قتل
کرکے چلے آئیے مگر انکے قتل مین تاخیر مناسب نہین ہے بادشاہ نے حدادون کو طلب کرکے
ان تینون سردارون کو اسیر غل و زنجیر کرایا اسکے بعد ابلیس سے کہا کہ اب ہوشیار کر ابلیس نے
قبیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر سبکو ہوشیار کیا صاحبقران ثالث نے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیا
ابھی تک وقت نماز کا باقی ہے مین اپنے خیال کے نزدیک آج بہت سویا اچھا پانی لاؤ کہ مین
وضو کرون سموات شاہ نے کہا کہ وقت نماز کا گیا لیکن وقت قضا کا آگیا ہے او خدا پرست آگاہ
ہو کہ تو پنجہ اجل مین گرفتار ہو گیا یہ بارگاہ میری ہے تیری نہین ہے مین ہون سموات شاہ
دیکھا تو نے خداوند کی قدرت نمائی کو کسطرح تجھے اسیر کرادیا کہ تجھکو خبر بھی نہ ہوئی تو نے بڑی
سرکشی پر کمر باندھی تھی لیکن اسوقت کی تجھکو خبر نہ تھی دیکھ تو کسطرح تجھکو قتل کرتا ہون کہ ماہیان دریا

مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرین یہ کہکر تلوار اپنے نیام سے کھینچی اور اوٹھکر کہا کہ تجھے مین خود قتل کرونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ مین خود زندگی سے سیر ہون اس جینے سے مرنا بہتر ہے کہ گرفتار ہو رہے ہین
زخمی ہو رہے ہین لوگ مدد کو چلے آتے ہین ہر ایک کا احسان ہو رہا ہے لیکن اس حرکت پر سمواۃ
شاہ کے جمہور رصید افگن کو افسوس معلوم ہوا کہ ایسا بہادر شہرۂ آفاق اور اس بے بسی سے
قتل کیا جائے لطف یہ تھا کہ بہ میدان مقابلہ ہوتا جسے خدا فتح دیتا بڑے شرم کی بات ہی کہ تیری موجودگی
مین یہ رکن دین اسلام اسطرح قتل ہو ساری خدائی مین بدنامی ہو جائیگی بس اپنے اوٹھکر ہاتھ سمواۃ
شاہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ کوئی امر خلاف طریق و آئین زمانہ نہ کرنا چاہیئے پہلے اس خداپرست کو فہمائش
کیجیئے کہ دین اکوان پرستی کو قبول کرے جب یہ نہ مانے تو شہر سے باہر دستور زمانہ کے موافق چبوترہ
ریگ کا بنواکر جلاد سے قتل کرایا جائے یہ آپکو ہرگز زیبا نہین ہے کہ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیئے یہ سنکر
سمواۃ شاہ نے ہاتھ روکا اور کہا کہ اے جمہور یہ لوگ ماننے والے نہین ہین انکو تو وہ دعوے
ہین کہ جنکا بیان کرنا بھی کفر ہے یہ تو کہتے ہین کہ ہم تمہارے خداوند کو مخلوقات مین سے جانتے ہین
اور اوسکو قتل کرینگے پھر بھلا جسکے ایسے خیالات ہون وہ اپنے مذہب سے کب روگردانی کرنے
والا ہے اور جسے بندہ سمجھتا ہے اوسے خدا کیون کہنے لگا اگر تجکو یقین میری بات کا نہو تو خود
سمجھا کر دیکھ لو مین اجازت دیتا ہون جمہور نے کہا کہ اے صاحبقران ثالث آپکو دین اکوان
پرستی کے قبول کرنے مین کیون انکار ہے فرمایا اے جمہور مجھے تو مرد فہمیدہ معلوم ہوتا ہے
مگر انصاف تیری بھی طبیعت مین نہین ہے جس شخص نے اور اوسکے بزرگون نے بڑے بڑے
خداوندیان برباد کر دین وہ ایک ساحر کو کیونکر خدا تصور کرے اگر حیات میری باقی ہے تو انشاء اللہ
اکوان کی بھی قلعی کھل جائیگی اور جو لوگ اسوقت اوسکو سجدہ کر رہے ہین یہی اوسپر لعنت کرینگے
اور کیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ بغیر وقت کسی کو کوئی قتل کر سکے اگر اکوان مین قدرت خداوندی
رکھتی تو دونون فرستادہ اوسکی جو رویین تن تھے نقابدار سرخپوش کے ہاتھ سے کیون مارے گئے
اور کسی نے اونکو بچا نہ لیا خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ وعدہ مدد کرتے ہین اور مدد ایسی بھیجتے
ہین کہ کافی نہین ہوتی اگر اکوان مین کچھ قدرت ہوتی تو جنگ کی ضرورت نہ تھی جسکا مارنا
مقصود ہوتا وہ بغیر لڑے بھڑے مرجاتا روح جسم سے نکل جاتی مگر وہ تو ایک ساحر ہے جہانتک
قوت سحر کام دیتی ہے وہانتک وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جہان سحر کا زور نہین چلتا وہان تقدیر
بدلتا ہے کیا تو نے سنا نہوگا کہ زہرہ شاہ باختری تقدیر اپنی مطلب کی کرتا تھا اور جب کام
بگڑ جاتا تھا تو کہتا تھا کہ مین نے تقدیر پلٹ دی ویسا ہی خدائے باطل یہ بھی ہے فرعون شاہ
کہ ساحر مستمش کے زور پر خداوندی کرتا تھا جسوقت ساحر مستمش کو عمرو نے دریا سے نکالکر مارا
ہے تو ساری خداوندی تشریف لیگئی آخر گرفتار ہوا اور دار پر کھینچکر اوسے تیرباران کیا
اسی طرح سے ہامان شداد نمرود ہزار شکل چرخ گردان وغیرہ یہ سبھی تو خداوند بنے
تھے لیکن سب کو صاحبقران اول و ثانی اور مین نے بحکم خدائے عزوجل واصل
جہنم کیا ایک روز اکوان کی بھی یہی حالت ہونا ہے جو زندہ رہیگا دیکھ لیگا ہم اگر نہ بھی ہونگے
تو ہمارے مقام پر اور کوئی ہو جائیگا ابھی لشکر اسلام مین بہت سے ایسے ہین جو لائق
صاحبقرانی ہین بس جو شخص میرے بعد صاحبقران ہوگا وہ لڑیگا کچھ ایسے کلمات

صاحبقران نے ارشاد فرمائے کہ جمہور کو سکوت ہوا جواب نہ دے سکا اسکے بعد وزیر ہوشمند دانا نے کہا کہ اے بادشاہ تو متواتر سن چکا ہے کہ جس سرزمین پر خون ان خدا پرستون کا گریگا وہ ویران ہوجائیگی اور پھر انکو قتل کرنا چاہتا ہے بہتر یہ ہے کہ میدان خونی کی تیاری کا حکم دے اور بیرون شہر انکو قتل کر سموات شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ میدان خونی طیار ہو کل ان خدا پرستون کو بیرون شہر قتل کرونگا کہ انکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار میرے مارے گئے ہین اوسیوقت تیاری میدان خونی کی ہونے لگی جلادان مریخ صورت صاحبقران ثالث کی قید ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور دوسرے روز بادشاہ بھی مع سرداران فوج ولشکر بسیار ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکلا جلادون نے چبوترہ ریگ کا بنا کر تیار کیا اور صاحبقران ثالث وشہنشاہ گوہر کلاہ و اسد ثالث کو اوس چبوترے پر بٹھالا اور حکم کے منتظر ہوئے سموات شاہ نے کہا کہ پہلے صاحبقران کو قتل کرو جلاد تلوار کھینچکر آیا اور حسب دستور گردن پر خط کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو کھانا ہو کھالے کہ حسرت تیرے دلمین نہ رہجائے یہ سنکر فرمایا کہ تجھ سے کیا خواہش بیان کرون اگر ممکن ہو تو کسی مسلمان کے سپرد کرنا کہ لاش کو وہ دفن کردے بس اور کوئی حسرت نہین ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے آواز دی کہ او جلاد نابکار پہلے مجھے قتل کر کہ مین اپنے سامنے اپنے والد ماجد کو قتل ہوتے نہ دیکھون اسد ثانی نے کہا کہ مجھی قتل کر صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند پہلے قتل ہونا میرا ہی مناسب ہے اسلیئے کہ یہ سلسلہ خداوند کریم کا معین کیا ہوا ہے کہ باپ بیٹے کے سامنے دنیا سے جاتا ہے کہ سلسلہ خلقت قائم رہے تم اگر شاید بچ جاؤ تو میرا نام روشن رہیگا او راسد ثانی بھی ابھی بچہ ہے یہ دن اوسکے مرنے کے نہین ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے عرض کی کہ اگر مین نہ بھی ہونگا تو کچھ مضائقہ نہین ہے خدا زندہ وسالم رکھے شاہزادہ رفیع البخت کو جو برائے فتاحی طلسم گئے ہوئے ہین وہی بعد آپ کے لائق صاحبقرانی بھی ہین یہان تو یہ جھگڑا ہے اور ادھر قہار عاد نے تین جلاد تینون سردارون کے قتل کو بھیجدیئے ہین کہ برابر سبکو قتل کرو مگر جمہور صید افگن دل مین کہتا ہے کہ اللہ رے استقلال ان لوگون کی موت سر پر ہے مگر حواس مین فرق نہین اب تک اپنے خدا سے امید زندگی رکھتے ہین اگر انکے خدا نے انکی مدد کی تو مین بھی اکوان پر لعنت کرونگا اور یہی تہیہ کرلیا ہوشمند دانا وزیر سموات شاہ نے ادھر سموات شاہ نے دوسرا حکم دیا کہ ہاتھ مار کیا دیکھتا ہے ان لوگون کے واسطے تین حکمون کی ضرورت نہین ہے ایک حکم تین حکمون کے برابر ہے تامل نہ کر جلاد نے جواب دیا کہ قتل کسی معمولی آدمی کا نہین ہے ذرا سمجھ بوجھ کر حکم دیجیے ہنوز تیسرا حکم صادر نہین ہوا ہی کہ ان بیکسون نے ترکیہ دعا کی کہ اے پروردگار عالم ہمین اس بلا سے نجات دے ایسی موت سے بچا کہ جس کے بعد احترام میت بھی نہو سکے حسرت یہ بھی کہ ہم خانہ کعبہ کی سرزمین پر دفن ہوتے بس یہ دعا ناتمام تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے تیق گرد وغبار بلند ہوا سب نگران ہوئے یہ کون آتا ہے سموات شاہ کو خیال تھا کہ خداوند اکوان نے مدد بھیجی ہے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگفتہ ہوا اور دل گرد سے نقابدار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش

اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سرخپوش اسکے نعرہ کی آواز سے جسم مین سمٰوات شاہ کے تھرتھری پڑگئی دیکھا تو وہی چالیس ہزار سرخ پوش اسکے ساتھ ہین اور آرابون پر کچھ آہو شکار سے کیئے ہوئے لدے ہین اور کچھ لوگ ہاتھون پر بارہ بکریان لیتے ہوئے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شکار پر سے نقابدار ادھر آیا تھا لیکن نقابدار نے قریب ہوکر آواز دی کہ او سمٰوات شاہ کیا وہ وقت اپنا بھول گیا جبکہ زوبین تنون کو مار کر تجھے سات کوس تک بھگا یا تھا اگر بچہ نہ لیجاتا تو اوسی روز تیرا خاتمہ کر دیتا مگر خیر معلوم ہوا کہ تھوڑا زمانہ تیری عمر کا اور باقی تھا اور تقدیر مین صاحبقران کے تیرے ذات سے ایذا پہونچنا تھی لیکن آج قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی بغیر تیرا فیصلہ کیئے واپس نہ جاؤنگا یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ اگر گرا قہار جادو نے کہا کہ او نقابدار آج تجھکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ تو نے بہت اذیتین دے رکھی ہین یہ کہکر اپنا مرکب بڑھا کر سد راہ ہوا صاحبقران نے کہا افسوس اب ہم اس قابل ہو گئے کہ ہر جگہہ مجبور و ناچار ہوتے ہین اور نقابدار سرخپوش احسان پر احسان کرتا ہے اور ہمکو بچاتا ہے اس زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ فرماکر ہتھکڑی بیڑی پکڑ کر دامن زور مین آکر جو چرخ مارا قید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اودھر شہنشاہ گوہر کلاہ فرزند صاحبقران و اسد ثانی نے قیدین توڑین اور وہ جلاد جو سروں پر تلوارین کھینچ کھڑے تھے اونکو ن نے بھی منم منم کے نعرہ کیئے اور کہا صاحبقران ثالث سے کہ حضور نہ گھبرائین غلام آپکے آگئے تھے پہلے ہی سب جلادون کو مار کر اپنا عمل کر لیا تھا اور وقت کے منتظر تھے یہ کہکر قران ثالث نے جھپٹ کر ایک سوار کو بغدہ مارا کہ وہ مرکب سے گرا بس اوسکا مرکب اور تلوار لیکر خدمت صاحبقران ثالث مین حاضر ہوتے اور کہا کہ مرکب و شمشیر حاضر ہے صاحبقران جلدی سے پشت مرکب پر سوار ہوتے اور تلوار ہاتھ مین لیکر ہلانا شروع کی اودھر برق ثانی نے ایک سوار کو مار کر تیغ و مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی خدمت مین پہونچایا اور برق خطائی نے تیغ و فرس اسد ثانی کو دیا یہ تینون شہزادے سوار ہوکر تلوارین ہلانے لگے کہ دشمن قریب نہ آجائے اور عیارون نے چارون طرف حلقہ باندھکر نیمچہ زنی کرنا شروع کی اودھر نقابدار نے آتے ہی تہلکہ برپا کر دیا مارے تلوارون کے زمین کہ اپنی پوشاک کے ہمرنگ بنا دیا جمہور حمید افگن و ہوشمند دانا نے جو دیکھا کہ بر وقت خداوند کریم نے ان لوگون کی مدد کی سمجھ گئے کہ دین انکا بر حق اور دین ہمارا آتش پرستی باطل ہے دونون اوسیوقت سے مطیع اسلام بنے اور دل سے عہد کیا کہ بعد ختم جنگ ہم مسلمان ہونگے اور جمہور حمید افگن نے تلوار کھینچ لی اور اپنے لشکر کو آواز دی کہ مین مسلمانونکا شریک ہون اور تلوار لشکر سمٰوات شاہ پر کھینچتا ہون جو لوگ میرے ہمراہ ہین وہ مسلمانون کیطرف سے لڑین اور آتش پرستون کو قتل کرین اسمین ایک بھید ہے جو بعد ختم جنگ کھلیگا یہ کلمہ اسنے اس خیال سے کہا تھا کہ مبادا لشکر کو میرے مسلمانون کی شرکت مین تامل ہو اور اپنے ہم مذہبون کو نہ قتل کرین تو راز کو پوشیدہ رکھا اور تلوار کھینچکر جا پڑا لڑنا شروع کیا لشکر نے بھی اسکے کفار کے قتل پر کمر باندھی اب اسی ہزار تو مسلمان ہین اور کئی لاکھ

کفار مین تلوار چل رہی ہے عرصۂ کارزار مین صدائے بگیر و بزن بلند ہی قران ثالث نے بڑھکر
صاحبقران سے عرض کیا کہ اقبال یاور ہوا دشمن کا طرفدار جمہور صید افگن حضور کا شریک
ہوگیا اور چالیس ہزار سوارون سے لاکھون کا مقابلہ کر رہا ہی صاحبقران ثالث نے فرمایا کہ مین
پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ مرد حق پسند معلوم ہوتا ہی اودھر نقابدار سرخپوش نے جو قہار عاد کو اپنی
طرف آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون شامت آئی ہی قہار عاد نے کہا کہ دیکھ معلوم
ہوتا ہے یہ کہکر تلوار سر نقابدار پر ماری نقابدار نے پشت شمشیر پر وار اوسکا روک کر
جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو معہ راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوتے نقابدار نے رخ کیا
تخت سموات شاہ کا اور لشکر سد راہ ہوا سرخپوشون نے اپنے مالک کے ساتھ آگے بڑھنا
شروع کیا اور جمہور بھی معہ لشکر نقابدار کے ساتھ ہوا تلوار چلنے لگی صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی
نقابدار چالیس ہزار سرخپوشون سے کئی لاکھ کے لشکر مین ڈوبا ہوا ہے قیامت کی
تلوار چل رہی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے بر خاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن
گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرون پر
لکھے تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی یہ لشکر ہے رستم خان بن گنجاب بن
گنجور بن ملک حرمان دیوکش کا کہ یہ بھی برائے مدد بدیع الملک ملک سنجان سے
چلے آتے تھے راہ مین یہ حالت سنی کہ بدیع الملک قتل ہوا چاہتے ہین معہ لشکر نعرہ کرکے
جو گرتے ہین فوج کفار کو تہ و بالا کردیا لیکن اب بھی جمعیت لشکر اسلام کی لشکر کفار سے
بہت کم ہے اس لیے کہ تین لاکھ اسّی ہزار کی فوج ادھر اور آٹھ نو لاکھ کی فوج سموات شاہ
کی ہے عقب سے تیغ زنی ہو رہی ہی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو رہے ہین زمین پر ایک
دریائے خون موجزن ہے سر مانند حباب کے تیرتے پھرتے ہین جا بجا زرہون کے جال پھیلے
ہوئے ہین چار آئینون کے سکنے تہ نشین ہین گھوڑے کوتل جنگلے سوار مارے گئے ہین
تاپتے پھرتے ہین یکایک دوسری گرد بیابان سے پیدا ہوئی اور رستم خان بن گاؤ لنگی پچاس
ہزار سوار سے آکر پہونچے اور شریک اہل اسلام ہوئے اتنے مین پھر گرد اوڑی اور
فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب پسر خواندہ حمزۂ صاحبقران اول
ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچے اور یہ بھی لشکر اسلام کے شریک ہوکر لڑنے لگے یہ سب بیابان
نطاق کو جا رہے تھے راستے سے خبر پاکر پلٹ پڑے ان سبکے نام نامی بدیع الملک
کے پہونچے تھے اب اسطرف بھی قریب ساڑھے پانچ لاکھ کے لشکر ہے اور اودھر آٹھ لاکھ
مین سے بھی قریب لاکھ جوانون کے مارا جا چکا ہے لیکن پھر بھی جمعیت کفار اہل اسلام سے
کہین زیادہ ہے اب سردارون نے گھوڑے ڈالے ہین اور لشکر کفار مین دھنس گئے
ہین لشکر رستم خان بن گنجاب کے چالیس ہزار سوارون نے صاحبقران ثالث کو حلقے
مین برائے حفاظت لے لیا ہے باقی لشکر مصروف جنگ ہی اب سب سے آگے نقابدار
سرخپوش لہو کا مینھ برساتا ہوا مثل برق چہرہ مرکب کو ندھتا ہوا چلا جاتا ہی اور چالیس
ہزار سرخپوش اسکے ساتھ ہی لپٹے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب علم ادے لشکر

سموات شاہ پہونچ گیا اور ایک ہاتھ مار کر علم کو قلم کیا علمدار لشکر لنے تیر مارا نقابدار نے تیر اسکا تلوار سے قلم کرکے جو ہاتھ کمر کا مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہوتے اب نقابدار نے مرکب کو رانون مین مسلا اور تڑپکر چلا تخت سموات شاہ کیجانب اودھر رستم خان بن گنجاب نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیئے لڑتا ہوا یہ بھی چلا جاتا ہے کہ راہ مین حریم شیر صورت سے سامنا ہوا حریم نے نیزہ مارا رستم خان بن گنجاب نے نیزہ ہاتھ سے اسکے ہوائی کیا اسنے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ گئی لیکن فوراً رستم خان نے بیچ دی کہ تلوار اسکی ٹوٹ گئی اسنے وہی ٹکڑا منھ پر کھینچ مارا رستم خان نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر و خود و بکتر کو کاٹتا جگرگاہ پر اوتر گئی حریم مرکب سے گرا اوسکی اسکی لاش کو لیکر بھاگے اب رستم خان بن گاؤ لنگی سے اور مقہور سرکش کے سے سامنا ہوا مقہور نے گرز مارا رستم خان بن گاؤ لنگی نے گرز اسکا اپنے گرز پر روک کر جو گرز مارا تو مقہور کو پیوند خاک کردیا قمقام کرگدن سوار نے فرامرز عاد مغربی کو آتے دیکھکر آواز دی کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا نہین جانتا کہ مین کون ہون منم قمقام کرگدن سوار فرامرز نے آواز دی کہ اگر کچھ دعویٰ مردی و مردانگی ہے تو تلوار کھینچ زبان چلانے سے کام نہین نکلتا ہے قمقام نے کہا کیا ہاتھ اوٹھاؤن اگر خود صاحبقران میرے مقابلہ پر ہوتے تو مزا اٹھالیں یہ سنکر فرامرز کو بہت غیظ آیا اور کہا کہ او بے ادب اس دہن نجس سے اس پاک نام کو نہ لے دیکھ کام تیرا یہین تمام کیئے دیتا ہون تو اونسے کیا لڑیگا پہلے اونکے غلامون سے تو لڑ لے قمقام نے میل فولادی مارا فرامرز عاد مغربی نے میل اسکا چھین لیا اور وہی میل ایسا مارا کہ قمقام کو نقش زمین کردیا اسکے لشکری اسکی لاش کو بھی نہ بچا سکے اسواسطے کہ راکب و مراکب دونون ایک ہوکر رہگئے تھے اودھر نقابدار سرخیوش لڑتا ہوا قریب تخت سموات شاہ کے پہونچ گیا ہے بس ہر وقت اسکی حفاظت کو دو سردار رہتے ہین کہ نام اونکے مذکور ہوچکے ہین یعنی مغرور روئین تن اور عصفور روئین تن گویا انھین پر مدار سلطنت ہی قبل کی لڑائی مین جب نقابدار کے ہاتھ سے حدید روئین تن اور شدید روئین تن مارے گئے ہین تو سموات شاہ انکو بچالیگیا تھا لیکن آج یہی محافظ تخت بھی نقابدار سرخیوش جیسے ہی قریب تخت سموات شاہ کے پہونچا اسنے آواز دی کہ لینا اس نقابدار کو آج یہ زندہ بچکر نہ جانے پائے یہ سنتے ہی مغرور روئین تن و عصفور روئین تن جھپٹ پڑے اور دونون نے تلوارین نقابدار پر برسانا شروع کین ایک کو ایک جواب دیتا ہے دو سے لڑنا ایک کا بالکل خلاف انصاف ہی نمران کافرون مین انصاف کہان یہ تو چاہتے ہین کہ کسیطرح ممکن ہو دشمن کو قتل کرو اسکے علاوہ نقابدار سرخیوش یہ بھی نہین جانتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن آہنی بدن ہین حربہ نقابدار کا انپر کارگر نہین ہوتا اور وار انکا نقابدار سرخیوش پر کافی ہوتا ہے کتنی زخم نقابدار نے کھائے اور جو ہاتھ مارا تلوار نے جسم کو انکے نہین کاٹا اب انھین خیال پیدا ہوا کہ یہ دونون روئین تن معلوم ہوتے ہین بس جیسے ہی مغرور نے تلوار ماری نقابدار نے بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مغرور روئین تن کا غرور جاتا رہا سر نیچے ہوا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور اسکو ہاتھ پر بچاتے سپر بلند کرکے لڑنا شروع کیا جو وار عصفور روئین تن کرتا ہے زیادہ تر مغرور پر پڑتے ہین مگر تو بھی نتیجہ نہ نکلا کہ یہ نہ مرتا ہے نہ وہ بس

جھلا کر ایک کو سر برجرج دیگر سموات شاہ پر کھینچ مارا اور دوسرے کو اوٹھا لیا ادھر تو مغرور اور سموات شاہ دونوں ٹکڑا کر تخت کے نیچے گرے اودھر عصفور کو تاکین چیر کر پھینکدیا مغرور پھر جھپٹا اور اس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پکڑ کر پھر اسے اوٹھا لیا اور سموات شاہ کے قریب پہونچکر آواز دی کہ دیکھ بہادر جو منھ سے کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین اب تجھے بغیر مارے کب چھوڑتا ہوں سموات شاہ نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ مارا سموات شاہ کے دو ٹکڑے ہوئے اب مغرور رہ گیا تن کو بھی زمین پر مارا اور دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا بس بادشاہ کا مارا جانا تھا کہ لشکر کے پاؤں اوکھڑ گئے فوج بھاگ کھڑی ہوئی اہل اسلام نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اب ہر طرف سے شور امان بلند ہوا نقابدار نے فرمایا بشرط ایمان ان سب نے کہا کہ قبول ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکے اور نقابدار نے اپنے سرخیوشوں کو ساتھ لیکر صحرا کی راہ لی اور پکار کر کہدیا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ جمہور صید افگن بہت نازک وقت میں کام آیا ہے اسکا خیال رہے یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہوگئے ہرچند کہ صاحبقران نے لوگوں سے کہلوایا کہ برائے خدا آپ ہمارے محسن ہین تو دعوت بھی قبول کیجئے ایک روز تو لشکر میں رہیئے جواب دیا کہ میں آپکا احسانمند ہوں لیکن ابھی وقت یکجائی نہین آیا ہے انشاء اللہ دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوگیا یہاں اہل اسلام نقارہ فتح و فیروزی بجاتے ہوئے داخل ملک سمواتیہ ہوئے شب تو کسیطرح بسر کرلی اصبح کو فرمایا صاحبقران نے کہ بتکدے ڈھا دو اور لیکن مسجد کی بنا ابھی نہ ڈالنا انشاء اللہ یہ بعد فتح نہ طاق ہوگا اور رعایا اگر مذہب اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ قتل عام جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی امرا و روساء شہر تحفے ہدیہ لیکر حاضر حضور ہوئے اور سب نے دین اسلام قبول کیا مذہب الوان پرستی کو ترک کیا بعد اسکے صاحبقران نے جمہور صید افگن کو یہاں کا بادشاہ کیا اور ہوشمند دانا کو مرتبہ وزارت پر قائم دہنی دیا اور وہاں سے کوچ کر کے اپنے لشکر میں آئے قیام فرمایا رستم خان بن گنجاب و رستم خان بن کاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی ان سب لوگوں نے اپنے اپنے خیمہ جائے مناسب پر برپا کیئے اور لشکروں نے انکی محافظت فوج نابینا کی کی اور طلایہ گشت کا مقرر کیا اب انکو بھی اسی حالمین چھوڑا جاتا ہی لیکن یہاں سے

چند کلمہ داستان ضلالت نشان اکوان تاجدار کے بیان ہوتے ہین۔

واضح رہاے ناظرین باتمکین ہو کہ اکوان تاجدار نے اپنی سرحد بھر میں ہوا کو تابع کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں بات کرے تو ہوا وہ آواز اسکے کان میں پہونچا دیتی ہی اور ہر شخص کے حال کی خبر رہتی ہے جو واقعہ سامنے اسکے غلط بیان ہوتا ہی یہ اوسکی اصلیت بتا دیتا ہے لوگوں کے اعتقادات اسکی طرف پختہ ہوتے جاتے ہین وہ آپسمین کہتے ہین کہ ہمارا خداوند کیا جاگتی جوت کا خداوند ہی کہ جو بات ہم اپنے گھر میں کہتے ہین خداوند کو اوسکی خبر ہوجاتی ہے ہمارا خداوند مثل زمرد شاہ باختری و فرعون شاہ و نمرود شاہ وغیرہ کے نہین ہے کہ یہ لوگ عجیب احمق خداوند گزرے ہین اور اسی ہوا کے ذریعہ سے اکثر نامہ و پیام بھی رہا کرتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نوبان جادو وزیر اکوان تاجدار کا نامہ لیجاتا ہے اور

اور جواب نامہ بھی لاتا ہے چنانچہ نامہ سموات شاہ و نامہ سمندر جادو بھی اسی ذریعہ سے پہونچے
تھے لیکن نہین معلوم کیا مصلحت تھی کہ اکوان تاجدار نے جواب ان نامون کے نہین بھیجے
یہانتک کہ ملک سمواتیہ برباد ہو گیا اور سمندر شاہ مارا گیا اور گنجور شاہ مطیع اسلام
ہوا جب یہ خبرین اکوان کو پہونچین تو اسنے ایک ایک حکمنامہ لکھکر برروئے ہوا اوڑا دیا کہ انمین
سے ایک نامہ قیصر عاد کو پہونچا اور دوسرا چرخ آدمخوار کو مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بندگان
خاص مابدولت تمکو ہم مسلط کرتے ہین گروہ خدا پرستان پر کہ جاکر اونکا استقبال کرو اور جلد خدمت
مین مابدولت کے حاضر ہو اور آدمخوارون کے یہان اتنا فقرہ اور زیادہ تھا کہ تمہاری خوراک
ہم نے آج سے گوشت ان خدا پرستون کا قرار دیا ہم نہین چاہتے کہ ان لوگون کو جو غیر ساحر
ہین ساحرون سے قتل کرائین بہتر ہے کہ غیر ساحر سے غیر ساحر مقابلہ کرے کیونکہ انصاف کے
خلاف نہونے پائے جسوقت یہ نامے ان دونون سردارون کو پہونچے اوسیوقت انھون
نے کوچ کیا چرخ آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے طرف بیابان نہ طاق کے روانہ
ہوا اور قیصر و عاد کہ بہت بڑا سردار ہے بادشاہ ہے سات سرداران زبردست کا سات لاکھ
عادیون کی فوج سے بیابان نہ طاق کو روانہ ہوا لشکر اسکا سات حصون مین ہو چلا ہے دیکھیے
یہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان ہوتا ہے کہ ایک روز صاحبقران
ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور
فرمایا کہ آپ لوگ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ ہم سب اس بلا مین کبتک مبتلا رہین
آخر کبھی نجات بھی ہوگی یا نہین خواجہ زادگان نے حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران
عالیشان سولہ شکلین رمل کی کھینچکر زائچہ کا بچار کیا اور بعد استخراج احکام کے دست بستہ
عرض کی کہ یہ مصیبت چندروزہ معلوم ہوتی ہے ستارہ خانہ قسمت کا خانۂ ہبوط مین آگیا
تھا لیکن اب تھوڑا زمانہ باقی ہے کہ خانۂ اوج مین آکر ترقی اقبال و جاہ کریگا لیکن بالفعل
ستارہ خانہ راحت کا بھی خانۂ دشمن کے ستارہ سے نظر تربیع رکھتا ہے جو فتنہ و فساد کی
دلیل ہے عجب نہین ہے جو کوئی بلائے تازہ پھر کسیطرف سے آئے لیکن جہانتک ممکن
ہو ٹلیئے گا اور شاید کوئی بادشاہ یا سردار فوج لیکر آئے تو مقابلہ نہ فرمائیگا اسلیئے کہ آپکا سچا
خادم خضران بن عمرو نہایت جانفشانی کر رہا ہے اور خدا سے امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد
وہ اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر حاضر خدمت بابرکت ہوگا اور آنکھین بھی سبکی روشن
ہو جائینگی اوسوقت ایک نہین ہزار لشکر آئین گے تو آپکا کیا کر سکتے ہین جس بارگاہ فلک
پناہ مین پانچہزار یا پچسو بیچین تلوار ہو گیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ اوسکی طرف دیکھ سکے لیکن
بالفعل آٹھ روز تک جس صورت سے ہو سکے جنگ کو ٹالیئے گا فرمایا خیر ایسا ہی ہوگا لیکن اگر
دشمن سبقت کر بیٹھا تو کیا کیا جائے خواجہ زادگان نے عرض کی کہ وہ تو ایک امر مجبوری
ہے لیکن عیاران لشکر پر تاکید اکید ہی کہ ہر چہار طرف کی خبر رکھین کہ کوئی دشمن عیار یا ساحر وغیر
ساحر گھات مین نہو اس لیئے کہ ملک غیر کی سرحد مین ہین اور لڑائی چھڑی ہوئی ہے تو قران
ثالث و برق ثانی و مہ سنبک مصری و ویزن خطائی وغیرہ تمام پیک بچے بیابان نہ طاق
کے گرد و نواح مین نکل جایا کرتے اور گرد آوری کیا کرتے ہین جو لوگ دن کو جاتے ہین

شام کو واپس آتے ہین جو شام کو جاتے ہین صبح کو سمت آتے ہین یہ انتظام بندھا ہوا ہے کہ ایک روز
نامیان خیبری و نومیان خیبری و سرہنگ مصری و بزرگ خطائی وغیرہ بوٹ رہتے
ہوئے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آئے آستانۂ عبودیت کو بوسہ دیا دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر
عرض کی - بیت

الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا	
گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا	

اقبال روز افزون دوست شاد دشمن نامراد اکوان تاجدار نے قوم عاد مقابلہ لشکر اسلام کیواسطے
بھیجا ہے قیصر عاد اون سبکا بادشاہ ہے سات سردار نہایت زبردست اور سات لاکھ عادیون کے
لشکر و سپاہ سے اس جانب آتا ہی اور چرخ آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے ہراول لشکر بنا ہوا
آگے آگے آتا ہی ہم لوگ صورتین بدل بدل کر داخل لشکر ہوئے اور مختلف ذریعون سے خبرین
حاصل کرنے سے دریافت ہوا کہ یہ لوگ عملداری اکوان مین منتخب اور زبردستان
روزگار سے ہین کہ انسے بہتر سردار اب نہین ہین ایک ایک سردار کرگدن مست پر سوار ہے
کوئی ایسا نہین ہے جسکو گھوڑا سواری دیسکتا ہو فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ کبتک داخلہ اونکا
بیابان نہ طاق امین ہو جائیگا عرض کی کہ یقین ہے کل شام تک کل لشکر آجائے یہ سنکر
صاحبقران عالیشان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ افسوس آنکھین بھی
نہین جو آمد لشکر کا تماشہ دیکھین مگر خیر سامان ہمارا باہر لشکر سے درست کیا جائے ہم کل صبح سے
جاکر وہین بیٹھین گے اور کچھ نہین تو آواز سم مرکب ہی کانین آجائیگی جو سرداران بینا ہین اونکی
زبانی معلوم ہوگا کہ کون سردار آیا اور وہ کس شوکت و شان کا ہے غرضکہ حسب الارشاد
فیض بنیاد خادمون نے ایک بارگاہ بیرون لشکر برپا کی اور سب سامان راحت مہیا کر دیئے
دنگل کرسیان وغیرہ سب لگادی گئین جب دوسرا دن ہوا صبح سے بادشاہ اسلام و صاحبقران
تالت و دیگر سرداران بینا مثل رستم خان بن گنجاب و رستم بن گاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی
شاہزادہ بہارستان مغرب وغیرہ آکر اوس بارگاہ مین رونق افروز ہوئے تھے کہ دیکھا
جانب صحرا سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا سب سرداران نگران ہوگئے اور اندھونے آواز سم مرکب
سے اندازہ آمد لشکر و کثرت فوج کا کیا یہانتک کہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد
سے چالیس ہزار آدمخوارون سے چرخ آدمخوار پیدا ہوا دیکھا فرامرز عاد مغربی نے کہ انسان
کا ہیکل ہے ایک دیو ہی صاحبقران عالیشان نے فرمایا کون آیا اور کیسا سردار ہے فرامرز نے
بیان کیا کہ دیو پیکر انسان معلوم ہوتا ہے بہت بڑا جوان ہے ایک کرگدن سیاہ پر سوار ہے
اور کرگدن بھی اس قد و قامت کا کم دیکھنے مین آیا ہے مگر پھر بھی بوجھ سے سوار کے دبا جاتا
ہے یہی ذکر تھا کہ پڑاؤ سے دوسری گرد پیدا ہوئی یہ گرد اوس سے زیادہ غلیظ تھی جتنے عرصہ
مین چرخ آدمخوار مرکب سے اوتر کر اور جگہ تجویز کر خیمہ برپا کیا اتنے مین دوسری گرد بھی قریب
پہونچکر شق ہوئی اور دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرے
اون علمون کے زنگاری تھے اور بخط سفید اوپر تعریف اکوان ملعون کی تحریر تھی
آگے آگے طوفان عاد کرگدن ابلق پر سوار گیارہ سو من کی چوب ہاتھ مین پشت پر

لاکھ عادی کرگدن پر سوار کہ ایک ایک قد و قامت مین دیو سے زیادہ ہی کم نہین معلوم ہوتا ہے اور سردار لشکر تو ایک بلائے مجسم معلوم ہوتا ہے غرضکہ یہ بھی ایک مقام تجویز کر کے خیمہ زن ہوا صاحبقران تاسّف فرما رہی ہین کہ افسوس ایسے ایسے زبردست جوان آ رہی ہین اور ہم دیکھ بھی نہین سکتے کہ اتنے مین تیسری گرد اوڑی یہ گرد بھی اوس گرد سے کم نہ تھی جو آمد طوفان عاد سے پیدا ہوئی تھی سب نگران تھے کہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پھر ایک لاکھ عادیون سے ایک عادی فیل جثہ پیدا ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اسکا افغان عاد ہے یہ بھی زور و طاقت قد و جسامت مین سرداران اول سے کسیطرح کم نہ تھا اسنے بھی برابر خیمہ طوفان عاد کے اپنا خیمہ برپا کیا اور لشکر نے اوسکے پڑاؤ کیا اب جو سردار آتا ہی وہ لشکر اسلام کیجانب غور سے دیکھتا ہی کہ اتنے مین چوتھی گرد پھر اوڑی یہ گرد بھی گرد اول و ثانی سے مشابہ تھی اور اوسی شان و شوکت کے ساتھ یہ سردار بھی ایک لاکھ عادیون سے آکر پہونچا نام اوسکا جالوس عاد ہے ایک کرگدن سفید پر سوار ہے قد و قامت مین مثل طوفان عاد کے ہے یہ بھی خیمہ زن ہوا پانچوین گرد اوڑی اور جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر ایک لاکھ عادیون سے ایک سردار دیو خصال پیدا ہوا کہ نام اسکا سالوس عاد ہے یہ بھی اوسی شان و شوکت کا جوان ہے بعد اسکے بہرام عاد ایک لاکھ عادیون سے آکر پہونچا اور خیمہ زن ہوا اب کچھ دیر تک سکوت رہا اور بہرام عاد نے آتے ہی ایک بارگاہ صدر لشکر مین قائم کی اور دو رویہ خیمہ سردارون کے نصب کرائے اسطور سے کہ داہنی جانب خیمہ طوفان عاد اور جالوس عاد کا برپا ہوا اور بائین جانب خیمہ افغان عاد اور سالوس عاد کا برپا ہوا اور پشت بارگاہ پر چرخ آدمخوار کو چالیس ہزار آدمخوارون سے رہنے کی جگہ ملی اور سامنے بارگاہ کے اپنا خیمہ برپا کیا اور میمنہ و میسرہ دو خیمون کے لیے جگہ چھوڑ کر یہ منتظر ہو کر کھڑا ہوا تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر

ز سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

بس اس گرد کا بلند ہونا تھا کہ سرداران لشکر کفار نے گرد گرد آکر پودے باگ کی لیے اور قریب گرد پہونچے تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہو کو دامن گرد کا چاک ہوا اور دل گرد سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئی کہ رنگ سب پھریرون کی سیاہ زنگاری علامت کفر تھی اور آگے آگے کچھ جلوس شاہانہ ماہی مراتب وغیرہ اسکے گزر جانے کے بعد دیکھا تو تخت بادشاہ کا سولہ عادی اوٹھائے ہوئے اور بالائے تخت دیکھا کہ ایک انسان دیو خصال فیل قامت لباس فاخرہ پہنے تاج شاہی برسر و چار قبہ شاہنشاہی در بر کیے ہوئے بیٹھا ہی اور داہنے جانب تخت کے ایک پہلوان زبردست کرگدن پر سوار اور بائین جانب دوسرا سردار کرگدن مست پر بیٹھا ہوا پشت پر تین لاکھ فوج یہ سردار جو برائے استقبال گئے تھے اپنی بادشاہ کو باعزاز تمام لائے اور داخل بارگاہ ہوئے فرامرز مغربی نے صاحبقران عالیشان سے بیان کیا کہ معلوم ہو گیا سات سردار اور ایک بادشاہ ہی مگر چھ سردار قوم عاد کے ہین اور ایک آدمخوار ہی جو پہلے آیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ کس درجہ کا

معلوم ہوتا ہے اسفندیار گیلانی و فرامرز عاد مغربی و رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار وغیرہ سبنے
کہا کہ بادشاہ خالی بادشاہ نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ بھی پہلوان از بردست معلوم ہوتا ہے اور عجب نہین
کہ اسیوجہ سے اسکو حکومت ان سردارون پر حاصل ہوئی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ افسوس
کسوقت مین یہ لشکر آیا ہے جبکہ ہم بے دست و پا ہو رہے ہین یہ فرما کر اوس بارگاہ سے اوٹھکر داخل
بارگاہ گوہر بار ہوئے وہان عادیون نے اپنی بارگاہ مین قیام کیا بہرام عاد لشکر کو تو پہلے ہی مرتب
کر چکا تھا جو مقام و خیمون کے لائق یمین و یسار چھوڑ دیئے گئے تھے اونمین صمصام عاد اور قمقام
عاد نے اپنے خیمے نصب کرا کے لشکر اوتارا لیکن قیصر عاد بادشاہ لشکر عادیان جسوقت داخل
بارگاہ ہوا اور سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا قیصر عاد نے
دو تین جام پیئے جسوقت دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور آنکھون مین سرور آیا یہ معلوم ہوا
کہ دو کاسہ خون سے لبریز ہو گئے اس نے بہرام عاد سے کہا کہ دیر کرنا اچھا نہین ایسا نہو مزاج
خداوند کے خلاف گزرے جہانتک ہوسکے دشمنان خداوند کا جلد خاتمہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ خوش
ہو اور ہماری قد و قامت زور و طاقت کو اور ترقی بخشی بہرام عاد نے عرض کی کہ پھر جیسا
ارشاد ہو کہا کہ بجے طبل جنگی بہرام نے یہ حکم نقارخانہ مین بھیجا جس وقت یہ حکم نقارخانہ مین
پہنچا اوسیوقت نقارہ پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر عادیان مین تیاری جنگ
ہونے لگی لیکن لشکر اسلام مین حسب ہدایت خواجہ زادگان یہ مشورہ تھا کہ کسی بہانہ سے
جنگ کو ٹالنا چاہیئے کہ شان و شوکت اسلام مین بھی فرق نہ آنے پائے اور جنگ بھی دو ایک روز
کیواسطے ٹلجائے صاحبقران نے دارائے بن جمشید بن قباد بن حمزہ اول بادشاہ لشکر
اسلام سے عرض کی کہ اب ظل اللہ کی رائے عالی کیا ہے کس صورت سے دو ایک روز کے واسطے
جنگ ٹالی جائے فرمایا کہ جو آپکی رائے ہو وہی انسب و اولاہی صاحبقران نے فرمایا کہ میرے
خیال مین تو کوئی بات نہین آتی اسکو طبیعت گوارا نہین کرتی کہ مین بالتجا مہلت طلب کرون
رستم خان بن گاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی کہ یہ دونون پسر خواندہ جناب حمزہ صاحبقران
اول ہین امیر عالیمقام ہمیشہ انکو فرزند سمجھا کیئے یہ بھی اولاد صاحبقران کو اپنا عزیز جانا کئے ہین
یہی وجہ ہے کہ اولاد بدیع الزمان و علمشاہ وغیرہ سب انکا لحاظ کرتے ہین اور انکو عمو کہتے
ہین ان دونون نے کہا کہ آپ کیون مہلت طلب کرین جبتک ہم لوگون کے دم مین دم ہے اوسوقت
تک کیا تاب ہے کسی کی کہ نگاہ تند سے بادشاہ اسلام و صاحبقران وقت کیطرف دیکھ سکے اگر شیر
ہو تو آنکھین نکال کر پھینکدین اگر یہ عادی دیو پیکر ہین تو کیا فکر ہے ہم لوگ بھی غلامان صاحبقران
سے ہین جنہون نے دیوون کو مارا ہے ہم بھی دیوکش ہین کچھ پروا نہین ہے اور جسوقت
ہم نہونگے اوسوقت خداوند کریم اور کسی کو بھیجدیگا ابھی تو بہت سے جان نثار آنے
والے ہین کوئی گھر سے چل چکا ہے کوئی قریب آچکا ہے راہ مین بھی کوئی پہونچ گیا یہی ذکر
تھا کہ آواز کوس حربی کے گوش زد ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ لیجئے وہان طبل
بج گیا اب وہ وقت بھی ہاتھ سے جاتا رہا کہ بہانہ ڈھونڈھتے ہین اور مہلت طلب کرین
اب کوئی گفتگو سوائے گفتگوئے جنگ آئین زمانہ کے خلاف ہے ہرکارون کو تصدیق
کے واسطے روانہ کیا انھون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ لشکر دشمن مین نقارہ

رزمی بجائے ڈرایا نہ رکھے کیونکہ ... خداے بزرگ است بموجب مصرع -

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارخانہ سلیمانی
نوازش مین آیا اسکے بعد سلسلہ وار سب نقارخانہ گڑگڑائے شور طبل جنگ سے تمام بیابان
نہ طاق گونج اوٹھا اور لشکرونمین تیاری جنگ ہونے لگی اودھر آدمخوارون کو خوشی کے مارے
نیند حرام ہورہی ہے آپسمین کہتے ہین کہ کل کا وہ روز سعید ہے کہ خداوند ہمین غذائے عمدہ
کثرت سے بہم پہونچائیگا اور وہ شکم جو گوشت جانوران مردہ سے سیر ہوا کرتا تھا آج گوشت
چرب ونرم سے بھریگا اودھر عادیون مین غل ہے کہ ہم فوج خداوند ہین ہمین کون مارسکتا
ہے جب خداوند نے ہمین اپنی فوج قرار دیا تو فتح کا سہرا پہلے ہی ہمارے ہی سر باندھ
دیا ہے کل یہ میدان ہے اور ہم ہین اور یہ خداپرست نحیف الجثہ ہین یقین ہے کہ ہمارے
مرکب انھین پامال کرڈالینگے ایک ایک سے کہتا ہے کہ انکا قتل ہی کرنا کیا جیسے مٹی کے
کھلونے توڑے ویسے انکو قتل کیا اسلیئے کہ نہ وہ دیکھ سکتے ہین نہ وار کرسکتے ہین
اگر بینا بھی ہوتے تو ہماری زور وطاقت کو کہان پہونچ سکتے تھے بعض نے کہا کہ کچھ لوگ
آنکھون والے بھی معلوم ہوتے ہین لیکن وہ کیا ہین جنکی آنکھین ہین اونھین کور باطن تصور
کرنا چاہیئے اسواسطے کہ یہ خداوند کو نہین پہچانتے اور اوسکے جلوۂ قدرت کے قائل نہین
ہین ہرچند کہ یہ لوگ بے شمار ہین مگر کس شمار مین ہین یہان تو یہ چرچے ہین اور بہرام عاد
دلمین کہتا ہے کہ خداوند نے بڑی ناانصافی کی ہے کہ ہم لوگون کو اندھون کے مقابلہ مین بھیجا ہے
بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اندھون کو قتل کرین مگر المامور معذور خلاف حکم خداوند بھی نہین
کرسکتے نہ معلوم کیا مصلحت ہی مگر مین تو حتی الامکان مقابلہ نہ کرونگا اور لڑونگا تو ہوشیار کرکے
اور بتا کے وار کرونگا بلکہ جب سپر بلند ہولیگی تو سپر پر جوب مارونگا اور بغیر سپر اوٹھے ہوئے
مجھسے سر پروار نہ کیا جائیگا غرضکہ لشکر سیئے آلات حرب وضرب کو درست کررہے ہین اور
اہل اسلام مین ایک دوسرے سے بغلگیر ہورہے ہین کہا سنا اپنا اپنا دوست دوست
سے معاف کروا رہا ہے وصیت ایک دوسرے سے کررہا ہے کہ اگر ہم قتل ہون اور
تم بچ جاؤ اور ممکن ہو تو لاش ہماری دفن کردینا شہید کے لیئے غسل وکفن کی تو ضرورت
نہین ہے اسواسطے کہ پوشاک ہماری کفن ہے اور غسل ہمارا خون سے ہوجائیگا رہی نماز
جنازہ اور قبر اسکو کسی طور سے ادا کردینا گڑھا کھود کر ٹٹول کے دفن کردینا وہ جواب دیتے تھے
کہ ہم بھی تو اوسی حال مین ہین جو حال تمہارا ہے یہ امید ہی کہان ہے کہ کوئی زندہ بچیگا سنا ہے
کہ جالینوس آدمخوار اوس لشکر کے ساتھ ہین لاشون کا پتا بھی تو نہ ملیگا شکم اون آدمخوارون کا
ہماری قبر ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ قضا اس صحرا مین لائی تھی خیر کچھ پروا نہین جو مرضی الہی اسوقت
تو امیر غریب بادشاہ فقیر سب کی ایک حالت ہے اگر خدانخواستہ وہ وقت بد آیا تو
بادشاہ وصاحبقران و دیگر اولاد صاحبقران بھی تو محروم تربت رہجائینگے
ہم کس شمار مین ہین لیکن خداوند کریم مین بڑی قدرت ہے ہمت نہ ہارنا چاہیئے
مرنا تو ہر طرح ہے ہم بھی جسکو پاجائینگے زندہ نہ چھوڑینگے مارکر مرینگے دشمن تھو

کہانتک قتل کرینگے کوئی کفن پہن رہا ہے کسیکے لباس کا گریبان چاک کرکے بصورت کفن بنالیا ہے کوئی سوار مرکب کو گلے لگا رہا ہے کہ کل ہمارے تیرے روز مفارقت ہے اے اسپ وفاشعار اگر تجھسے ممکن ہو تو لاش ہماری دشمنون سے بچاکر نکال لیجانا کوئی بہادر ٹٹول ٹٹول کو صیقل کررہا ہے کوئی دلاور نیزے کی انی کو صاف کررہا ہے کمانون کو گوشہ مین رکھدیا ہے کہ انکو تو بیکار سمجھنا چاہیئے اس لیئے کہ یہ حربہ دور کا ہے اس مین نگاہ کا کام ہے کوئی گرز کو تول کر قوت کا اندازہ کرتا ہے کہ اب بھی دیکھین زور بل ہے یا آنکھون کی طاقت بھی ساتھ لیتی گئی ہے لیکن جو لوگ کہ صاحب بصارت ہین وہ اندوہگین کو تسکین دیتی ہین کہ بھائیو نہ گھبراؤ جب تک ہمارے دم مین دم باقی ہے تمپر آنچ نہ آنے پائیگی اپنے جانین دینگے مگر تمکو بچائینگے حق تعالی بڑا رحیم و کارساز ہے کیا عجب ہے کہ فتح تمہاری ہی ہو بڑی بڑی آفتین ہر صاحبقران کے زمانہ مین اس دور فلک دوا کے ہاتھ سے لشکر اسلام پر بڑی بڑی آفتین آئین مگر حافظ حقیقی نے بچایا سیکڑون مرتبہ سامان موت کا نظر آیا مگر پھر زندگی طولانی نکلی اور جو بلا آئی تھی وہ رد ہوگئی ملک فرعونیہ بن ساحر شمشش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا جسکے رعب سے تمام ساحر کانپتے تھے جس کے سحر سے تمام لشکر صاحبقران کو پتھر کا بنا دیا تھا اور خود ساحر شمشش سے موجہ محیط قلزم بن سنگ بنکر پوشیدہ ہو رہا تھا اور راستہ دریا کا کوکب جادو نے نظرون سے پنہان کر دیا تھا ہرچند تلاش ہوتی تھی پتا نہ ملتا تھا اور صرف تین روز باقی رہ گئے تھے کہ اگر اس زمانے مین ساحر شمشش نہ ملتا تو کل فوج پتھر کے ہو جاتے تو پھر اپنے حالت اصلی پر نہ آسکتے جو سحر لالونگا اوس نے بھیجا تھا وہ کسی سے رد ہو نہ سکا اور جلال جس پر بیٹھ گیا خواہ ساحر ہو یا غیر ساحر وہ پتھر کا ہوگیا جب بمشکل تمام کوکب جادو ہاتھ سے برق جادو کے مارا گیا اور دریا نظر آیا اور عمرو کشتی مین بیٹھکر گئے تو اندر دریا کے ساحر شمشش سنگ بنا ہوا پھر رہا تھا عمرو نے اوس کو جال الیاسی سے گرفتار کیا اور باہر لائے تو کچھ ساعتین اور باقی رہ گئی تھین کہ اگر وہ گذر جاتین اور ساحر شمشش اوس زمانے کے اندر قتل نہو جاتا تو کوئی صورت مفر نہ تھی کسی خداپرست کا نام بھی صفحہ ہستی پر نہ باقی رہ جاتا لیکن خداوند کریم تو بڑا کارساز ہے ہرچند کہ اسم اعظم صاحبقران نے بھی بسبب طلسم بند ہونے ساحر شمشش کے کام نہ دیا اور تلوار نے حمزہ صاحبقران کے اوس پر اثر نہ کیا مگر فطرت خواجہ عمرو کے تمام دنیا قائل ہوگئی کہ اونھون نے فرمایا مین ابھی اس کو مار ڈالتا ہون اگر اس نے بیرون جسم کی محافظت کی ہے تو اندرون جسم کو کیونکر بچائے گا یہ کہکر سیسہ گرم کرکے پلا دیا کہ شمشش سا ساحر تڑپ کر مر گیا جب خداوند کریم نے ایسے ایسے مقام پر بچایا تو یہ فوج جادیون کے کیا حقیقت رکھتی ہے اگر وہ چاہے تو ہمارے یہان سے ان سرکشون کے گردنین نیچی کرادے غرضکہ یہ غازیان دیندار و ملازمان وفاشعار صاحبقران سے تسلی پاتے ہوتے ہین اور تیاری جنگ مین مصروف ہین اندھے ایک ایک سے علامات صبح دریافت کررہے ہین بعضون نے رات ہی سے اپنے کو زیور جنگ سے آراستہ کرالیا ہے کہ ہمین سفیدہ صبح سیاہی شب دونون یکسان ہین جب ہم وقت کا درستی سی اندازہ نہین کرسکتے تو ہمین پہلے سے آمادہ و مستعد رہنا چاہیئے جو لوگ صاحبان چشم و بصیرت ہین وہ اپنے اپنے خواب گاہون مین محو خواب ہین کہ صبح کو معرکہ کارزار گرم ہوگا پھر دم لینے کی فرصت کہان

ملیگی ہان اگر دوسری شب دیکھیں گے تو سوچینگے جنگ لہذا وقت کو غنیمت جان کر تھوڑی دیر آرام لے لینا مناسب ہے غرضکہ وہ ساری رات تیاری جنگ • جدل مین بسر ہوئے لیکا یک دور قمر تمام ہوا اور وقت طلوع نیر عالمتاب نزدیک پہونچا سیاہی سب سمٹ کر گوشہ مغرب مین پنہان ہوگی اور افق چرخ سے سپیدۂ سحری کا ظہور ہوا بزم انجم مین ابتری نظر آئی روئے قمر پر اوداسی چھائی رنگ عالم دگرگون ہوا علم کہکشان سرنگون ہوا فوج نور لشکر ظلمت پر غالب ہوئی دیو سپید صبح نے اہرمن سیاہ شب کو زیر کیا نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو جگانا شروع کیا گلہائے بوقلمون شگفتہ ہوئے گل چاندنے پر اوس سے پڑ گئی گل شبو کی رونق کم ہو گئی چہرۂ گل آفتاب کا روشن منور ہوا طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر شاخہائے درخت پیچیدہ زن ہوئے یا اپنی مذبان پنیر بانی مین حمد و نعت الٰہی بجالا رہے تھے چرندے صحرا کے مصروف چرا ہوئے درندے فکر صید مین چلے پھرتے ہوئے قافلون نے کوچ کا سامان کیا بستر بغل مین دبائے عاشق ہجران کشیدہ نے شکر کا سجدہ کیا کہ خدا خدا کر کے رات گذر تو گئی لیکن وہ خوش نصیب جورات بھر لطف وصال اوٹھایا کیئے اس وقت اون کا گریبان امید مثل صبح صادق کے چاک ہو گیا اس لیئے کہ یہ وقت رخصت محبوب جاتی کا ہے اور وہ ظالم بے وفا پھر دید کرنہی نہین دیکھتا کہ کوئی چاہنے والا تڑپ رہا ہے شاعر شعر نہ امر ڈکے بھی بے درد قاتل نے دیکھا ٭ تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے ٭ عابد شب زندہ دار رات بھر کی عبادت صبح کے قریب وہ نیند پر نثار کیئے دیتا ہے گوشہ مسجد مین بیٹھا جھوم رہا ہے پہرے والے پہرہ بدلوا رہے ہین جاگے ہو ئمن نے خواب کی تیاری کی ہے اور سونے والے انگڑائیان لیکر اوٹھ رہے ہین اپنے اپنے کار ضرور کے انجام دینے مین مصروف ہین شعر علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ؎ بلاکشان محبت بکوئے یار روند + ادہر دونون لشکر مین آراستگی ہو رہی ہے بادشاہ اسلام کا تخت برآمد ہوا اول سلام صاحبقران کا ہوا جسکو بادشاہ دنے ہاتھ سینے پر لا کر جواب دیا لبعد اسکے اور سردارون کے سلام کا جواب پلکون کے اشارہ سے دیتے جاتے ہین سرداران نامی و گرامی اپنے شاہ کے سواری حلقے مین لیئے ہوئے ہین اسی صورت سے میدان جنگ مین آ کر اک مقام پر صدر قرار دیکر تخت بادشاہ کو قائم کیا اور خود ہر سردار اپنے اپنے رتبہ کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھ کر ٹھہرا اور صاحبقران عالیشان بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر قیام پذیر ہوئے زکاب سعادت انتساب مین بجائے خضران بن عمرو عیار لاک ثالث سے علم مہر پر سایہ افگن ہے جسوقت ہر ہر سے مین اوسکے ہوا بھرتی تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوتی ہے اور ہر طبل سے آواز یا صاحبقران پیدا تھی آج کسی مصلحت سے صاحبقران عالیشان نے سپر گرشاسپ تبرک صاحبقران اول کو زیب پشت فرمایا ہے اور تیغہ عقرب باندھا ہے اور علم اژدہا پیکر جلوہ گر ہے اور طبل سکندری بج رہا ہے رات کو دربار بھی بارگاہ سلیمانی مین ہوا تھا سبب ان تبرکات کے استعمال کا شاید مدد غیبی اور فال نیک تصور ہو غرضکہ صفین آراستہ ہونے لگین رستم خان بن کنجاب

بن گنجوب بن ملک خرمان و نوکش کہ یہ ماموں ہیں شہزادہ نور الدہر کے اور برادر
نسبتی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے ہیں وارد ہوئے ہیں صاحبقران ثالث کی
تین لاکھ سوار کے جمعیت سے برائے مدد آئے اور ایک ایک لاکھ سوار رستم خان بن گاؤ
تنگی و شاہزادہ بہار مغرب فرامرز عاد مغربی کے ہمراہ بھی ہیں ان لوگون نے صاحبقران سے عرض
کی ہے کہ جنگ عظیم ہوگی اور پانچ لاکھ سوار ہم لوگون کے ساتھ ہین بس یہی کافی ہین زیادہ کی ضرورت
نہین ہے فوج نابینا کو تکلیف نہ دیجیے ورنہ باعث ابتری ہوگا صاحبقران نے رائے ان لوگون
کی پسند فرمائی اور فوج نابینا کو میدان سے واپس کیا اور فوج کند ہور ثانی و لشکر دیگر سرداران
بینا جو کہ ان لوگون سے پہلے آئے تھے اونکی فوج موجود ہے سردار بھی بعض شہید ہوئے بعض موجود ہین
گر زخمی یا علیل ہین ان لوگون کے سپرد نگہبانی فوج نابینا کے ہوگئے غرضکہ چشم زدن مین صفین آراستہ
ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھیلا جھنڈا دل سب درست ہوا اودہر تحت قیصر عاد کا مسند مین
قائم ہوا اور تمام عادی صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور آدم خوارون نے پہلے لشکر عادیان مین صف اپنے
لشکر کی درست کی اور آگے اونکے چرخ آدم خوار ارہ پشت نہنگ باندھے ہوئے کرگدن
سیاہ زیر ران بمرتبہ سرداری ٹھہرا اسیطرح ہر سردار مثل طوفان عاد و افغان عاد
و جالوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد و بہرام عاد یہ ساتون سردار سات
لاکھ فوج کے آگے بمرتبہ سرداری کھڑے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمزادون کے
مقابلہ مین دیوون کا لشکر صف بستہ ہے ہر پہلوان بلندی قامت مین حدود انسانی سے باہر
معلوم ہوتا ہے اور ہر کرگدن ایک بیل مست کے مانند ہے غرضکہ بعد آراستگی صفوف
قتال و جدال تبردار دونون جانب سے نکلے اور جھاڑی جھنڈے کو کاٹ کر میدان کو
صاف کیا جب یہ واپس گئے تو بیلدار پھاوڑے باندھے ہوئے نکلے اور پستی و بلندی
زمین کو مثل آئینہ ہموار کر دیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھلا میدان ایک دم مین
مثل آئینہ صاف و منور ہوگیا اب دونون جانب سے نقیبون نے صفون مین جا کر آواز دی
کہ اے بہادر وصف شکنو یہ وہ روز مسرت اور روز راحت ہے کوئی با فتح و فیروزی خوش و
مسرور اپنے گھر کو آئیگا اور کوئی عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا دونون کے انجام اچھے ہین اگر
مرے تو شہید اور جیے تو غازی کہلائے دنیا بھی ہی اور عقبے بھی رہی کہ وہان صلہ مین بہشت
ہے اور یہان ناموری ہر شخص یہی کہے گا کہ فلان کا بیٹا اور فلان کا پوتا کیا سورما کال رکھتا
تھا کہ مرتے مرتے قبضہ شمشیر کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور جو شخص کنارہ کشی کرے گا وہ دونون
جہان مین خوار و ذلیل ہوگا اپنے ساتھ اپنے بزرگون کے نام کو مٹائیگا بس جسے جنس شہادت
و عروس مرگ کی حاجت ہو وہ جان سے دست بردار ہو کر خریدار جنس آخرت
و معشوق یوسف جمال مرگ ہو اس لیے کہ دنیائے فانی مین چند روزہ زندگانی کے طمع مین
جان کا عزیز رکھنا اور آبرو سے ہاتھ اوٹھانا اچھا نہین اگر ہزار برس بھی جیے تو ایک دن
مرنا ضرور ہے کیونکہ **شعر** ذات معبود جاودانی ہے + باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے
جو نام بزرگون نے پشت ہا پشت کی جانفشانی مین پیدا کیے ہین بڑے افسوس کی بات ہے
کہ اوسکو یون گنوا دین اور محنت اونکی رائگان کر دین نام ایسی شے ہے جس کو بہادران آفاق

جا ملین و سے دیگر حاصل کرتے ہین اور اوسکا نتیجہ ابدالآباد تک کے واسطے اپنی بقا تصور
کرتے ہین **شعر** رستم رہا زمین پر نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
جسوقت نقیبان خوش آواز عمدہ لہجہ مین نقابت کرکے بیٹھ گئے اور جنگی باجے بجنے لگے ہر بہادر
و دلاور کی رگون مین خون شجاعت جوشزن ہوا ارادہ کرلیا کہ آج میدان جنگ کو خون سے
گلنار کردینگے اور لباس سفید اپنا خون سے رنگ کر دولہا بنینگے اور آغوش مرگ مین جاکر عروس
اجل سے ہمکنار ہوجائینگے کہ ایکایک لشکر کفار سے طوفان عاد کرگدن اپنا تگ مار کر بڑہایا اور سامنے
تخت صفیر عاد کے آکر اجازت مانگی صفیر عاد نے کہا کہ خداوند تیرا نگہبان طوفان عاد نے باگ
مرکب کی موڑی اور رخ میدان کارزار کا کیا اس کی آمد سے زمین کو زلزلہ تہا ہر گام پر سم مرکب گردن
کے زمین مین دہنستے جاتے تھے یہی الیاس مرکب تھا کہ بار اتنے بڑے جوان کا اٹھائے
ہوئے تھا کہ جسکے ہاتھ مین گیارہ سو من کے چوبدست تھے اسکا لنگر اور سوار کا لنگر
اس شان و شوکت سے طوفان عاد میدان جنگ مین آکر قائم ہوا اور نیزہ زمین پر
گاڑکر اسنے نعرہ کیا کہ باشش اے فرقہ خداپرستان و گروہ مسلمانان آگاہ ہو کہ **خداوند کوان**
تاجدار عجب جاگتی جوت کا خداوند ہے کہ اوس سے بہتر کوئی خداوند ہوا اور نہوگا
بڑے حیف کی بات ہے کہ تم لوگ اوس سے دشمنی پر کمر باندہے ہوئے ہو جسنے تمکو پیدا
کیا اور اس مرتبہ جلیل کو پہونچایا کہ آج تمہارے جواب دینے والے پردۂ دنیا پر کم ہونگے
لیکن تم اوس کی شکرگذارگی کے عوض اوسے خداوند کے قتل کا ارادہ رکھتے ہو کیا شامت
ہے بھلا خدا کسے بندہ کے قتل کیئے سے قتل ہوسکتا ہے یہ بھی اوس خداوند کی رحیمی
ہے کہ ابتک تمکو اوسی نے زندہ رہنے دیا شاید اس مین یہ مصلحت ہو کہ اب بھی تم
راہ پر آجاؤ ورنہ ابتک اگر وہ ملک الموت کو حکم دیدیتا تو وہ تمہاری روح کو اسطرح
قبض کرلیتے کہ ایک کو ایک کی خبر بھی نہ ہوتی جب تم نے کسی طرح اوس کو نہ پہچانا اور دیدۂ باطن
کو اپنے نور عقیدت سے روشن نہ کیا تو خداوند نے غضبناک ہوکر تم کو اندہا کردیا لیکن
پھر بھی رحم کھایا کہ کسی ساحر کو تمہارے قتل پر مامور نہین کیا کہ تم سحر نہین جانتے ہو پہلوان
ہو تو اوس نے بھی پہلوان کے مقابلہ مین پہلوان بھیجے ہین اور ہم لوگ پہلوانان
خداوند مین سے ہین بھلا تم ہم سے کیا لڑسکوگے اب بھی نصیحت میری مانو اور اپنے
ارادے سے باز رہو اور گناہان گزشتہ سے توبہ کرو تو مین خداوند سے سعی کرکے
گناہ تمہارے عفو کرادون آنکھین تمہاری پہر سے روشن ہوجائین بس یہہ
تقریر جو اس کافر متمرد کے اہل اسلام نے سنی لاحول پڑہا اور جواب دیا کہ تو کیا بکتا ہے
وہ خداوند تیرا کیا گیدی ہے جو فوج سے کام لیتا ہے اور اپنے کیئے سے کچھہ
نہین ہوتا ہے بس یہہ میدان جنگ ہے مجلس وعظ نہین ہے کہ تو اپنی کتھا سنا رہا ہے
اگر تجھے دعوائے مردی و مردانگی ہو تو مبارز طلب کر یہان بھی بہت سے دیوکش
تیری سرکوبی کو موجود ہین بس یہ سننا تھا کہ طوفان عاد نے کہا کہ تم لوگ سیاہ قلب
ہو کہا مانوگے جب ہی تو خداوند تم سے ناراض ہے خراب تمہاری قضا ہی دامنگیر ہوئی ہے
جب تقدیر بگڑتی ہے سیدہی بات اولٹی معلوم ہوتی ہے آگے جسکو تمنائے مرگ ہو

وآرزوی قضا ہو یہ سنتے ہی رستم خان بن گاؤ لنگی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے اوترا آستان عبودیت کو بوسہ دیا اور اجازت حرب چاہے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے یہ فرماکر خلعت عفریت عنایت فرمایا رستم خان بن گاؤ لنگی نے ساغر ہونٹون سے لگاکر جرعہ دو کشید کیا اور سلام رخصت کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور گرم گرم کردہ اپنا باگ کا آیا طوفان عاد سے سامنا کیا یہ بھی بہت بڑے جوان ہین مگر جس وقت سامنے طوفان عاد کے پہونچے یہ معلوم ہوا کہ انسان و جن کا مقابلہ ہے طوفان عاد نے جو رستم خان بن گاؤ لنگی کی طرف دیکھا آواز دی کہ بس انہین سرداروں لشکر پر لشکر اسلام نے لڑاق پر چڑھانے کی ہے جن کے سن آپہنچے تو اضعیف ہوتے پوچھا طوفان نے کہ کیا نام ہے تمہارا رستم خان بن گاؤ لنگی نے کہا کہ ایک گمنام ملازم اوسکے صاحبقران ذیشان کا ہون کیا کہئے مجھے نام بتلاؤن مجکو رستم خان کہتے ہین طوفان عاد ہنس پڑا اور پکارا کہ اسکے قد و قامت پر رستم خان نام رکھا کیا معرب برعکس نہند نام زنگی کافور اسکے بعد رستم خان سے کہا کہ وہ شخص کہان ہے جو ہم سبکا فرزند اور زور و طاقت مین سب سے زیادہ ہے یہ سنکر رستم خان نے اشارہ جانب ملک کے طرف کیا طوفان عاد کو اور بھی حیرت ہوئی اور اسنے کہا کہ یہ تجھے بھی زیادہ ناتوان معلوم ہوتا ہے رستم خان نے کہا کہ وہ انسان ہے تیرے طرح قوم حیوان سے نہین ہے لیکن دیو کش ہے تجھ ایسے سیکڑون کو اوس نے ہاتھ مین چیر کر پھینک دیا ہے بس یہ سنکر طوفان عاد نے کہا کہ تو بڑا دریدہ دہن معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کے سخت کلامی کرتا ہے جان کو اپنی نہین ڈرتا رستم خان نے کہا کہ اگر جان کو ڈرتا تو تیرے مقابلہ کو کیون آتا یہ سنکر طوفان عاد نے کہا لا ضرب بہادری کے تاکہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہ جائے اور تجھکو لقمہ دہان شمشیر کرکے دوسرے کو دہان گور مین بھیجون یہ سنکر رستم خان بن گاؤ لنگی نے کہا کہ مجھکو لقمہ نرم نہ سمجھ مین لقمہ سخت ہون اور تو پہلے وار کر اس لئے کہ آئین اسلام کے خلاف ہم لوگ نہین کر سکتے جب خدا تیرے ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا جاوے گا بس یہ سنتے ہی طوفان عاد نے خبردار خبردار کہکر نیزہ رستم خان کے حوالے کیا رستم خان نے نیزہ کو اپنی نیزے پر گانٹھا رد و بدل ہونے لگی طعنین چلنے لگین اندھند صفی سے لگے بالائے ہوا اسنانون سے چنگاریان اوڑ رہی تھین قریب بیس بائیس طعنون کے چلے ہونگے کہ ایک مقام پر رستم خان نے نیزہ کو طوفان کے نیزہ پر گانٹھا اور لپیٹ کر مثل کاکل محبوبان کے اچھکا دیا نیزہ ہاتھ سے طوفان کے ہوائی ہوا بس نیزہ اسکی ہاتھ سے نکلنا تھا کہ زمانہ طوفان کے نظرون مین تیرہ و تار ہو گیا اور رستم خان نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا فوج اسلام سے صدائے احسنت و مرحبا بلند ہوئی فوج کفار نے خجالت سے گردنین نیچی کرلین لیکن طوفان عاد نے آواز دی کہ او بدبخت غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے اوس شخص کے نکال دیا کہ گردون کا

ہاتھ پکڑی تو چھڑا نہ سکے لیکن نہیں معلوم ہوتا تو نے کیا ترکیب کی کہ نیزہ چھوٹ گیا
تیر تجویز رہا نہیں نیزہ بازی خلال بازی روک اس چوب کو کہ یہ طمانچہ اجل ہے
بہت خبردار رہنا رستم خان نے کہا کہ ہم خبردار ہیں وار کر بس طوفان عاد غصہ کے
سبب سے جھلایا ہوا تھا اس نے وہی چوب دست گران سنگ گیارہ سو من کے
ضرب کو اوٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رستم خان پر دو دستی وار کیا رستم خان
نے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب دہشت جو سپر پر پڑتی ہے تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی اور سپر سے پھول اوڑ گئے کمر مرکب رستم خان کی شکستہ ہوئی رستم خان نے چاہا
کہ کود کر توسن سے علیحدہ ہوں قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤں رستم خان کا رکاب میں اولجھا ادہر تو یہ گرے
اور اودہر مرکب رکاب کے جھٹکے سے پاؤں پر آرہا کہ چپنی گھٹنے کی سرک گئی طوفان عاد تو سمجھا کہ مار لیا
حریف کو لیکن حالت رستم خان کی جو فراز عاد مغربی نے مشاہدہ فرمائے وہیں سے مرکب کو
اپنی لاجولان کیا اور قریب آکر پوچھا کیا حال ہے رستم خان نے جواب دیا کہ فضل الٰہی
سے رد کیا میں نے وار اوس کافر کا مگر پاؤں رکاب میں اولجھا مرکب کی
کمر ٹوٹ چکی تھی بے حال ہو رہا تھا جھٹکے کے ساتھ ادہر آرہا پاؤں رکاب سے
نہ نکل سکا چپنی گھٹنے کی جاتی رہی ہے مگر اس سے لڑوں گا فراز نے کہا
کیا جہالت ہے ہم تو موجود ہیں جب اچھے ہو لینا اوس وقت مقابلہ کرنا یہ سنکر
رستم خان خاموش ہو رہے کہ درد سے رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی تھی فرامرز
نے سواری طلب کرکے رستم خان کو شفاخانہ شاہی کے جانب روانہ کیا
رستم خان کا تو علاج ہونے لگا لنگروں نے پاؤں تھمایا بندش کی لیکن یہاں
فراز عاد مغربی نے طوفان عاد سے سامنا کیا طوفان نے کہا کہ دیکھا تو نے
کہ میں نے کیا حالت کی اوس کی اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے تو مقابلہ نکر اور دین
اکوان پرستی اختیار کر کہ بہت اچھا دین ہے اور پرستش خدائے نادیدہ کی ترک کر
فرامرز نے جواب دیا کہ اضرب بہادری کے تو کیا گیدی ہے اور تیرا
خداوند کیا مسخرا فربے دم ہے بس یہ کلمہ سخت جو اوس نے اپنے خداوند کے
نسبت سنا کہا کہ تم سب لائق اسی کے ہو کہ تمکو سزائے موت دی جاوے
خداوند کا نام اس بے عزتی سے لیتے ہو لو اس کو کہ یہ طمانچہ اجل دست
ملک الموت ہے یہ کہکر دی گیارہ سو من کے ضرب سر پر چرخ دیکر فرامرز کے
سر پر وار کیا شاہزادہ بہارستان مغرب نے وار اس کا سر گرز پر رد کا تڑاقے کی
صدا بلند ہوئے شعلہ فلک کو نکل گیا نتق گرد و غبار بلند ہوا کہ فرامرز معہ مرکب
پوشیدہ ہوئے کمر مرکب فرامرز کی شکستہ ہوئی مرکب پہلو کے بل گرا گر فر
ترچھا ہونے سے چوب دست پہلوے شانی پر گرے گیارہ سو من کے ضرب کا
لنگر شانہ سے کیونکر روکے ہاتھ فرامرز مغربی کا جھول گیا چاہا کہ جواب دوں اس کو
ہاتھ قابو میں نہ پایا یہ حالت دیکھکر عیاران لشکر اسلام دوڑ پڑے اور فرامرز
عاد مغربی کو لیکر شفاخانہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوئی طوفان عاد نے پھر مبارز طلب کیا

اور لاف وگزاف کرنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے عرض کی
کہ رستم خان بن گاو لنگی اور فرامرز عاد مغربی دونون ہاتھ سے طوفان عاد کے
زخمی ہوئے رستم خان کا بازون دبر مرکب دیگر ٹوٹ گیا اور فرامرز کا شانہ نشانہ
ہوا اور مرکب دونون کے دشمن کے ضرب کا لنگر نہ اوٹھا سکے کمرین ٹوٹ ٹوٹ
گئین فرمایا کہ ستارہ مسلمانون کا گردش مین ہے خیر جو منظور خدا ہو رستم خان
بن گنجاب گھوڑا بڑھا کر قریب آچکا تھا اس نے عرض کی کہ حضور یہہ عادی نسبت
بڑا جوان ہے خداوند کریم فتح یاب کرے اب ایک مین باقی ہون تو کیا کر سکتا ہون
جو مجھسے بدرجہا بہتر تھے وہ تو ہاتھ سے اوس کے زخمی ہوئے کیا بنا لونگا
لیکن شاید اقبال حضور کا یاوری کرے اور آپ دعا دین اوس کی برکت سے
عجب نہین ہے کہ فتح حاصل ہو مگر وہان تو جتنے ہین کوئی اس سے کم نہین
ہے غلام کس کس سے لڑے گا اب اس خادم کو رخصت جنگ عنایت ہو
اور پروردگار عالم سے مدد طلب کرین بدیع الملک نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مجھے
اس کے مقابلے کے واسطے جانے دو میدان کو قرق کردو رستم خان
نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کہ خادمون کے ہوتے آقا لڑنے کو جائے
جس وقت ہم نہ ہونگے اوس وقت حضور کو اختیار ہے لیکن ہم اپنی موجودگی مین
آپ کو نہ جانے دین گے یہان تو یہہ حجت درپیش ہے اور اودھر طوفان عاد بار
بار مبارز طلب کر رہا ہے کہ یہ تقریر تقدیم وتاخیر بے کار ہے اس لئے کہ انجام سب کا
ایک ہے جاہے پہلے آؤ جاہے بعد لیکن دیر کرنا اچھا نہین ہے یہہ سنکر رستم خان
نے باگ مرکب کی لی اور صاحبقران کو قسم دیکر روکا تھا کہ جانب بیابان سے
تتق گرد پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے دامن گرد چاک ہوا
اب جو دیکھتے ہین تو صحرا نہین ہے لالہ زار معلوم ہوتا ہے گل لالہ کا تختہ کھلا ہوا ہے
وہی نقاب دار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے مرکب دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے
صاحبقران نے پوچھا کون آیا ہے لوگون نے عرض کی کہ حضور وہی نقاب دار
سرخپوش ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو مانند سایہ کے ہر وقت اور ہر جگہ
موجود ہے رہتا ہے خداوند عالم اس کو سلامت باکرامت رکھے نہین معلوم
یہ مرد بزرگ کون ہے جس کو اس قدر مجھسے محبت ہے کہ ہمیشہ ہر درد مین شریک ہر بلا مین
سینہ سپر جیسے شمع پر پروانہ ہوتا ہے سیکڑون احسان مجھپر کئے ہین کہان تک شکریہ
نقاب دار کا ادا کرون ایسا ہے کوئی کہ میرے طرف سے بعد سلام مزاج پرسی
نقاب دار کی کردے رستم خان بن گنجاب قریب کھڑے ہوئے تھے
ابھی مرکب بڑھایا نہ تھا اور گرد کے اوڑ جانے سے اور تامل ہوا تھا کہ دیکھ لین کون آتا ہے
تو پھر نکلین رستم خان نے پیام صاحبقران عالیشان کا نقاب دار سرخپوش کو
دیا امیر باتوقیر آپ کو سلام کہتے ہین اور مزاج پوچھتے ہین نقاب دار بہادر نے
جواب سلام ادا کیا اور کہا کہ میرے جانب سے بھی مزاج پوچھو اور سلام مسنون الاسلام

اوس سے کمتر ہو اور یہ بھی کمتر آج نقاب دار اجازت جنگ مانگتا ہے ہر چند کہ آج تک
کبھی ایسا نہوا تھا کہ نقاب دار سرخپوش نے صاحبقران والاشان بادشاہ اسلام
سے اجازت مانگی ہو لیکن خلق صاحبقران نے نقاب دار کو بھی عجز و انکسار سکھا دیا ورنہ
یہ بانا اون لوگون کا ہے جو ہوا سے لڑتے ہین اور جن کی ہمت اونکی قوت سے ہمیشہ
بڑھی رہی ہے غرضکہ جواب مین صاحبقران نے فرمایا مین نہین سمجھ سکتا کہ آپ میرے
بزرگ ہین یا خرد اگر خرد ہین تو خیر اور بزرگ ہین تو کیا مجال ہے میری کہ مین آپ کو جنگ کی
اجازت دون نقاب دار نے جواب دیا کہ اس وقت ہر خرد و بزرگ آپ کے سامنے
سب برابر ہین کیونکہ خداوند کریم نے آپ کو صاحبقران زمانہ کیا ہے آپ اس وقت
ہر خرد و بزرگ کے مالک ہین بس اب دیر نہ کیجیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ خداوند کریم کے حفظ و امان مین دیا بسم اللہ کیجیے نقاب دار نے یا تو کب
روک لیا تھا اب اجازت لیکر باگ گھوڑے کی پھیری اور مثل شعلہ جوالہ سامنے طوفان عاد کے
آگیا آواز دی او قزاق مسافر بڑی بدعت کر رکھی ہے تو نے لا ضرب بہادری کے اور دیکھ
تماشا میرے وار کا یہ سنکر طوفان عاد نے کہا او نقابدار مفلوک بد روزگار تو کہان سے آیا ہے
جا پلٹ جا کہ مجھے سن و سال پر تیرے رحم آتا ہے کیون اپنے جان سے عاجز ہوا ہے
تیرے قوا اس قابل نہین ہین کہ تو پیشہ سپہگری اختیار کرے نہین دیکھا تو نے کہ جو لوگ
تجھسے زیادہ قوی تھے اون کی مین نے کیا حالت کی نقاب دار نے جواب دیا کہ قوت
ہونا اور جرأت ہونا قوت پر موقوف نہین ہے دیکھ کہ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ موٹے موٹے ہاتھ پانو
لکڑی کی طرح کاٹ کے ڈالدون گا لا ضرب بہادری کے بس دیر نکر یہ سنکر طوفان عاد نے نیزہ سینہ
کینہ نقاب دار پر مارا نقاب دار نے نیزہ طوفان عاد کا برچھے پر اونچا لیا اور طعنین چلنے لگین و ہیل ہوئی گیارہ
طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ نقاب دار نے آواز دی کہ روک نیزہ کو نیزہ جاتا ہے تیرا ابھی
یہ کہتے کہتے نہین معلوم کونسا بند باندھا کہ طوفان سے نہ کھل سکا اور نیزہ ہاتھ سے اس کے
نکل گیا لشکر نقاب دار سے تعریف کے صدا بلند ہوئی اور لشکر اسلام سے تحسین و مرحبا کی
آوازین آئین صاحبقران نے بھی بلند آواز سے فرمایا کہ اے نقاب دار بہادر سبحان اللہ
کیا کہنا ہر چند کہ مین دیکھنے سے معذور ہون مگر سنا مین نے کہ اتنے بڑے جوان کے ہاتھ سے
تیرہوین طعن مین نیزہ نکال دیا یہ آپ ہی کا کام تھا نقاب دار نے سلام کیا اور کہا کہ
یہ سب صدقہ ہے آپ ہی کے بزرگون کا یہ کہنا نقاب دار کا نہایت پر معنی تھا اور
جس وقت حال نقاب دار کا کھلے گا کہ نقاب دار کون شخص ہے اگر یہ معلوم ہو تو اوس
لطف ہوگا غرضکہ جس وقت نیزہ ہاتھ سے طوفان عاد کے نکل گیا اس نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہے تم لوگ اس فن مین کمال رکھتے ہو تم سے نیزہ بازی کرنا بیکار ہے لو اسے
اگر یہ چوب جماچہ ملک الموت کا ہے یہ کہکر چوب اپنے آبا سے پچاسی اوٹھائی اور گیارہ سو من کی بھاری
ضرب سر پر چرخ دیکر دودستی ضرب لگائی کہ پت کو دون نقاب دار سرخپوش نے
سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر چوب جو پڑتی ہے سپر کے تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو
نکل گیا ہاتھ تو نقاب دار کے مانند ستون فولادی کے قائم رہے لیکن کمر کب نقابدار کی

گرز ابھی پہنچتے ہی نقابدار نے زین خالی کیا چوب مرکب پر پڑی مرکب نقش زمین ہو کر رہ گیا لیکن نقابدار
بہادر اوسے تیغ گردمین سے بائین جانب دیگر زیر گردن طوفان عاد پر پہونچ گئے ادھر تو طوفان
عاد نے زدم و بست کردم کا نعرہ کیا اور فوج کفار سے تعریف کی صدا بلند ہوئی قلب صاحبقران
جالیستان کا تہ آگیا کہ نہ معلوم نقابدار پر کیا گذری اہل اسلام کو گمان ہوا کہ نقابدار مارا گیا لیکن عیار
نقابدار پہلے تو چھپا تھا تھوڑی دور جا کر پلٹ گیا یہ معمہ کسی کی ذہن مین نہ آیا صاحبقران ذیشان
نے فرمایا کہ نقابدار بہادر پر کیا گزری رستم خان بن گنجاب نے عرض کی کہ تیغ گرد
بر طرف ہو تو حال نقابدار کا معلوم ہو فرمایا کہ کوئی عیار برائے خبر نہین گیا ہے عرض کی عیار
نقابدار جاتا تھا مگر راستے سے پھر آیا کہ نعرہ اللہ اکبر کی آواز کان مین آئی دیکھا تو نقابدار
سر خیوش طوفان عاد کو معہ کرگدن اوٹھائے ہوئے لئے جاتا ہے رستم خان بن گنجاب
کے تو ہوش باختہ ہو گئے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور یہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
اتنا بڑا جوان جسکے ضرب سے کمر مرکب نقابدار کی شکستہ ہوئی اوسکو معہ مرکب اوٹھا لیا ہے
اور اس فیل آہنی کی طرف لیئے جاتے ہین جو حد بیابان نہ طاق کہا جاتا ہے اور ڈیڑہ سو قدم
کے فاصلہ پر ہے ہر چند طوفان عاد چاہتا ہے کہ مرکب سے کود پڑے مگر نقابدار نے
پاؤن اسطرح پکڑ لیئے ہین کہ چھوڑتے نہین ہین بدیع الملک نے کہا یہ زور سوا دادا
صاحب یعنے علمشاہ رومی رستم بارگاہ جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور کسی کا نہین
تھا سبحان اللہ کیا یہ بھی کوئی اونہین بزرگ کی یادگار ہین ادھر عادیون کا لشکر تعجب سے دیکھ رہا ہے
کہ یہ انسان ہے یا جن ہے کہ اتنے بڑے پہاڑ کو بلکہ دو پہاڑون کو تلے اوپر اوٹھائے ہوئے
ہین لیکن دیکھا چاہیئے کہ انجام کیا ہوتا ہے وہان نقابدار سرخیوش طوفان عاد کو معہ کرگدن اوٹھائے
ہوئے میل سرحد تک لے گئے جسکا فاصلہ میدان جنگ سے ڈیڑہ سو قدم تھا اور پکار کر کہا کہ او
طوفان کہا تو نے زور دیکھے بیٹے ہاتھون کا اب کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین
طوفان نے کہا اے نقابدار یہ میرے غرور کی سزا مجکو خداوندا کوان نے دی ہے گر موت میرے
تو اوسنے معین بھی نہین کی پھر مجھے خوف کس بات کا ہے جو مذہب تیرا اختیار کرون فرمایا
نقابدار نے کہ شیطان تجپر مسلط ہے اور تو راہ پر نہ آئیگا دیکھ سنبھل اور ہوشیار ہو جا کہ اب
کشتی حیات تیری طوفانی ہوا چاہتی ہے یہ کہکر دونون ہاتھون پر تول کر جو اوسے میل سرحد
پر مارا پیکر طوفان عاد کا معہ کرگدن چور چور ہو گیا لشکر نقابدار سے شور مبارکباد بلند ہوا لوگ
خوشیان منانے لگے اور عیار نقابدار دوسرا مرکب لیکر چلا اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی
صدا بلند کی صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت آپنے زور رستم نوجوان کا دکھلا دیا یہ آپ ہی کے
واسطے تھا نقابدار نے جواب دیا کہ مین بھی غلام اونکا ہون ہان اونکا زور اولاد دکھا دینگے ابھی
ایسے ایسے لوگ اونکی اولاد مین موجود ہین قیصر عاد نے جو دیکھا کہ اتنے بڑے سردار کو نقابدار نے
اس ذلت و خواری سے مارا کہ کسی ادنے کو بھی کوئی زبردست نہین مار سکتا اب اس نقابدار
سے کون لڑے گا بس اسنے زانو پر ہاتھ مارا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ ارے کیا دیکھتے ہو
نقابدار اتنے بڑے سردار کو مار کر یون صاف نکلا جاتا ہے گھیر لو اسکو جانے نہ دو یہ حکم پاتے ہی
سات لاکھ چالیس ہزار کا لشکر گھوڑے دوڑا کر نقابدار کیطرف چلا دیکھتے ہی لشکر نقابدار کے جسمین

کل چالیس ہزار سپاہی ہین لیکن ہر ایک بہادر اور منچلا ہے اپنے مالک پر نرغہ دیکھکر جھپٹ پڑے
ہین معلوم ہوا کہ جنگاریان بیشک لیکن پابند ہون کی آہین نہین کہ تیر شہاب بمثل موج ظالم پر گرین آواز سم
مرکب جو صاحبقران کے گوشزد ہوئی فرمایا کیا کفار نے یلغار کر دیا ہے چھاپون کے صدمے سے زمین
ہین زلزلہ سا پیدا ہو گیا ہے رستم خان نے عرض کی کہ کفار آ پڑے ہین اور نقابدار تنہا بلکہ بیدل
ہین فرمایا کہ ہمارا لشکر کیا منہ دیکھنے کے واسطے ہے یاروان کا فرض بدعہدون کو مدد کرو نقابدار کی
یہ ستیزہ کی یہان سے ہی جوانون نے پودے باگون سے بٹے اور فوج کفار پر جا پڑے لگی تلوار چلنے
صدائے تکبیر و نعرۂ ہمہمہ ہوئی لیکن سوار شیرزن مین سوار رستم خان بن گنجاب کے اور باقی ہی کون تھا
اسکے بعد صاحبقران نے چالاک ثانی سے فرمایا کہ ہمارا مرکب طلسمی جسکا نام ابلق باد رفتار ہے
جلد نقابدار کیواسطے لیجاؤ چالاک قریب اوس مرکب کے آیا ساز و یراق سے آراستہ پایا جلدی
سے باگ ہاتھ مین لیکر دوڑتا ہوا اتنے جلد گیا کہ عیار نقابدار سے پہلے پہونچا اور مرکب پیش کیا
اور مرکب بھیجنے سے صاحبقران عالیشان نے آواز بھی دی تھی کہ لے لے نقابدار دلاور یہ
نذر میری قبول ہو اس ہدیہ کو واپس نہ بھیجیگا ورنہ مجھے ملال ہوگا نقابدار نے جواب دیا کہ یہ مرکب
میرے واسطے خلعت سرافرازی اور سند صلۂ جانبازی ہے بس جیسے ہی چالاک ثانی مرکب
لیکر پہونچا چاہتا تھا رکاب مین ہاتھ دیکر عرض کرون کہ بسم اللہ سوار ہو جیئے یہ کچھ کہنے بھی نہ پایا
تھا یکایک جھپکتے ہی نقابدار کو پشت مرکب پر پایا رکابین پاؤن مین اٹکین لگام ہاتھ مین پہونچ گئی
رکابون نے حلقۂ چشم بنکر پاؤن نقابدار کی آنکھون مین رکھ لیئے اور لجام نے دست بوسی کا شرف
حاصل کیا چالاک ثانی تو اپنی چالاکی بھول گیا کہ اک برق تھی کہ چمک کر پشت مرکب
پر آگئی جلدی سے باگ چھوڑکر علیحدہ ہوا اور نقابدار نے تلوار کھینچی اور مثل شعلۂ جوالہ فوج
کفار پر گرا اور کاٹنا شروع کیا اور پھر رستم خان بن گنجاب نے تلوار کھینچی اور تمام
لشکر اسلام لشکر کفار سے غت بد ہو گیا ہر طرف نیزہ و گرز و شمشیر و تیر چلنے لگے جو عادی
مرکب سے گرتا تھا زمین ہلجاتی تھی گردیون اور انسانون کی لڑائی تھی لیکن سات لاکھ فوج
کے ریلے نے قدم اہل اسلام کے آگے بڑھنے سے روکدیئے نقابدار سرخوش تو
اوس لشکر مین مثل موج طوفانی کے ہر طرح اپنا عمل بٹھائے ہوئے ہے اور ڈوب
ڈوب کر لڑ رہا ہے لیکن فوج اسلام سوا پیچھے ہٹنے کے آگے نہین بڑھ سکتی مرکب
لگاور کینڈون سے نہین اوٹھا سکتے گھوڑے چراغ پا ہو کر ہٹ گئے ہین سوار ہر چند
بڑھاتے ہین لیکن وہ گردن کے لگاور کا کیونکر تحمل کرین یہانتک کہ اب تخت بادشاہ
اسلام کا قلب لشکر مین آگیا ہے صاحبقران نے بھی تلوار کھینچ لی ہے اور آگے آگے
تخت بادشاہ کے پڑکہ ہاتھ نکال رہے ہین جو عادی قریب آتا ہے وہ مارا جاتا ہے
جو الگ رہتا ہے وہ ضرب صاحبقرانی سے محفوظ رہتا ہے سرداران لشکر
کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک جانب افغان عاد وجو بدست پکڑے ہوئے
چلا آتا ہے اسکا حربہ طوفان سے کم نہین ہے نہ زور و طاقت مین یہ کم ہے لشکر اسلام
پر سات بلائین نازل ہین ایک طرف افغان عاد لڑتا چلا آتا ہے جیسے گجو بدست ماری
راکب و مرکب دونون ایک ہو گئے پشت پر آدمخوار ساتھ ہین جو مارا گیا لاش کا پتا

بھی نہ ملا کہ کیا ہو گئی دوسری جانب بہرام عاد اسی صورت سے پست کرتا چلا آتا ہے لاشین آدمخوار کھائے
جاتے ہین صرف سخت ہڈیان تو بچ جاتی ہین نرم استخوان تک چبا جاتے ہین شکم اونکے مردون کے
مرقد مین بلکہ گنج شہیدان ہو گئے ہین ایک طرف جاسوس عاد دارہ پشت نہنگ سے نخل تن کو چیرتا
ہوا چلا آتا ہے آدمخوار دانت نکالکر دوڑتے ہین لاشین کھا جاتے ہین ایک سمت سالوس عاد
ساطور گران پکڑے ہوئے ہے جسپر ہاتھ مارا دستہ پڑا تو گرز کا کام دیا اور پھل پڑا تو راکب و مرکب کو
چار ٹکڑے کیا ایک طرف صمصام عاد دوسری جانب قمقام عاد کبھی تیر کبھی گرز سے کام لیتے
ہین ایک سمت چرخ آدمخوار گز بہر کا چھوٹا تیغہ باندھے ہوئے مسلمانون کو قتل کرتا چلا آتا ہے اُسکی پشت
پر بیس ہزار آدمخوار ہین اور بیس ہزار اور سردارون کے ساتھ ہو گئے ہین یہ مُردون کو کھاتے چباتے
چلے آتے ہین بلکہ اگر کوئی انکے ساتھ والا بھی مارا جاتا ہے تو لاش اوسکی حصہ بانٹ کر لیتے ہین
کہ یہ بیکار نہ جائے اسکو سوارت کر لینا چاہیے جنگل کے درندے کھائین اس سے بہتر ہے
کہ چار بھائیون ہی کے شکم سیر ہو جائین اس صورت سے یہ تمام سرداران کفار قیامت برپا کر رہے
ہین صرف لقا بدار اور رستم خان بن کنجاب تو عوض خون مسلمانان کا برابر لیتے جاتے
ہین اہل لشکر ہاتھ سے عادیون کے بہت تنگ ہین تھوڑے ہی عرصہ مین قریب لاکھ
آدمیون کے شہید ہوئے لیکن لقا بدار سرخپوش نے بھی ان عادیون کو ککڑی کی طرح
کاٹ کر ڈالدیا ہے اور مارے تلوارون کے زمین لال کر دی ہے آگ شعلہ مجسم بنا ہوا ہے
جسپر گرا جلا کر خاک کر دیا اور لشکر لقا بدار کے لوگ مانند شعلہ آہ بیکسان کے خرمن ظالمان
کو پھونک رہے ہین اوس لشکر عادیون مین جسکا ہر ایک جوان دیو صورت کوہ پیکر ہے
یہ سرخپوش مانند لالہ کوہی کے پسند آتے ہین یا آسمان نیلے مین ستارے چمک رہے ہین
یا درختون مین جگنو چمک رہے ہین ہر چند کہ لقا بدار سرخپوش کوشش کر رہا ہے کہ کسیطرح
اس دن تک یہ جھگڑا ان کا کام تمام کرون کہ جلد فیصلہ لڑائی کا ہو جائے لیکن سات
لاکھ کی فوج ہے اور فوج بھی عادیون کی فوج کہ ایک ایک سپاہی چار چار سپاہی
کے برابر اور سواری کرگدن کے جنکے گھوڑا ہتھگادر نہین بچ سکتا ہے بلکہ صورت دیکھکر
ہڑکتا ہے یہی الیاس مرکب طلسمی ہے کہ یہان بھی اشارون پر چل رہا ہے جب لقا بدار
بھی سردار کیطرف جانے کا قصد کرتا ہے کثرت فوج سے راہ نہین ملتی عجب طرح کی
حالت ہے کہ قبضہ تلوار کا گھسے بیٹھا ہے کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے جس عادی پر ہاتھ
مارا سر کٹ کے گرا گردن سے خون ابلا کہ معلوم ہوا مشکیزہ کا دہانہ کھل گیا تمام سر گردن کے
تن تک خون مین غرق ہین اب کسی طرح امید فتح نہین پائی جاتی ایک لقا بدار
کس کس کو قتل کرے کس کس کا جواب دے فوج سے یہ تاب نہین کہ سردارون سے لڑ سکے
یہانتک کہ اب قریب پڑاؤ کے آ گئے ہین پلٹ کر جو لقا بدار سرخپوش نے دیکھا کہ مین تو
آگے نکل آیا ہون لشکر کا کیا رنگ ہے کہ فوج جا بجا مین لڑ رہی ہے لیکن ساتھ لاکھ کا ریلا
بڑھا دیتا ہے جنگ سے منہ نہین موڑا مگر ہتھگادر مین کرگدن کے آگے نہین بڑھنے دیتے
ہین پیچھے ہٹائے دیدیتے ہین اور کفار قریب پڑاؤ کے پہونچ گئے ہین قریب ہے کہ فوج
محافظ بھی فوج جنگی مین خود بخود شامل ہو جائے اور اندر ہون کی حفاظت نہ کر سکے لقا ب دار

اپنی طرف جو خیال کرتے ہین تو لشکر کے اس پار آ گئے ہین درمیان مین سات لاکھ فوج حائل ہو گئی ہے
اول تو اتنے بڑے لشکر کا طے کرنا دشوار ہے اور بالفرض طے بھی کیا تو جتنے عرصہ مین لشکر اسلام
تک پہونچینگے اتنی دیر مین لشکر تاراج ہو جائے گا بڑا غضب ہوا دیکھیے کیا ہوتا ہے اگر خدا نخواستہ
اندہون پر زوال آیا تو دنیا کیا کہے گی کہ نقاب دار سرخپوش سے کچھ نہ ہو سکا اور اندہے
قتل ہو گئے مین نے بڑی غلطی کی کہ اپنے دہولے مین اس پار تک چلا آیا خداوندا اس وقت
مین تو ہی میری بات کا رکھنے والا ہے اور جان ان اپاہجون کی بچانے والا ہے صاحبقران
عالی شان کو دیکھا کہ آگے تخت بادشاہ کے ہاتھ تلوار کے نکال رہے دشمنون سے
بچا رہے ہین رستم خان بن گنجاب ایک طرف گھر گیا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے
بتق گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے بس آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے نعرہ ہوا کہ منم موت بن ساریق یہ سردار لعل خفتان جو زیر خاوری شاہزادہ
ملک قاسم کا رفیق قدیم ہے جس وقت نامہ شاہزادہ بدیع الملک کا رستم خان
بن گنجاب کو گیا ہے تو موت بن ساریق سے اور نامہ دار سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی
اس نے حال لشکر اسلام کا پوچھتا تھا قاصد نے بیان کیا تھا کہ امیر مع لشکر اندہے
ہو گئے اور کفار کا یورش ہے اس بنا پر نامی رفقا کے نام تقسیم ہوئے ہین ایک نامہ
رستم خان بن گنجاب کے نام بھی میرے پاس ہے موت بن ساریق نے
پوچھا تھا کہ ہمارے نام کوئی پروانہ نہین آیا قاصد نے کہا کہ تمہارے نام کا کوئی خط نہین ہے
ہان قارون بلند گمان اور فضل بن گیا ہو رخون آشام اور رقامی زنجیرہ خوار کے نام ایک
ایک نامہ ہے موت بن ساریق نے پوچھا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام کے نام بھی نہین
قاصد نے کہا کہ نہین اس نام کا بھی کوئی خط میرے پاس نہین ہے بس موت بن ساریق
سمجھ گیا کہ شاید ہم لوگون کے مدد سے اجتناب ہے تو سہی جو ہم اون لوگون سے پہلے نہ پہونچے
جن کو طلب کیا ہے اس لیئے کہ اگر شاہزادہ ایرج نوجوان اور شاہزادہ رستم ثانی نے
قدمبوسی ہوئے اور اونھون نے فرمایا کہ ہمارے عزیزون پر وقت بد آیا اور تم لوگون نے
مدد نہ کی تو ہم کیا جواب دینگے افسوس کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ہمین یاد نہ کیا اگر اون کو
چشمک ہے تو برابر والون سے ہم ملازمین سے کیون ایسا برتاؤ کیا ہم جیسے اونکے خادم ایسے
ان کے غلام یہ بات قابل شکایت ہے اب وہین چل کر اس کے شکایت ہو گی یہ سوچکر
موت بن ساریق نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو بھی اطلاع کی تھی اور پچاس ہزار سوار سے
چل کھڑے ہوئے تھے بس یہان پہونچکر جو اس نے یہ حالت دیکھی کہ لشکر اسلام پسپا ہو رہا ہے
اور صاحبقران و بادشاہ اسلام نرغے مین گھرے ہوئے اپنے ساتھ والون سے کہا
کہ یہی موقع جانفشانی کا ہے ہان مارلون کفار کو یہ پچاس ہزار سے اگرچہ گرتا ہے ابھی تازہ دم ہے تمکو
برپا کر دیا تھا دوسری گرد اڑی اور مظفر بن ضیغم خون آشام پچاس ہزار سوار سے آ کر پہونچا اور لشکر اسلام
شریک ہو تلوار چلنے لگی صاحبقران نے جان دونون کے آواز سنی دل مین کہ ان کو تو
نامی بھی نہین گئے تھے یہ کیونکر آ گئے لیکن بڑے وقت سخت مین کمک کی خدا انکو جزا ے
خیر عنایت کرے موت بن سابق نے جو لٹھ مارنا شروع کی بہلا اسکا حربہ کسی سے رکتا ہے

یہ کام شاہزادہ ملک قاسم ہی کا تھا کہ اس کے حربون کو روک لیا تھا اب جو موبت ابن سایق
کے زنجیر پکڑ کر گردش دے کر وار کرنا شروع کیا جس کافر کے سر پر لٹو پڑا سر کے پرخچے اور گئے پورا جسم
اس کا ساتھ ہی تین سو من کے ضرب ہے جس مین ہر ایک لٹو ڈیڑھ سو من کا ہے گرز کی کیا حقیقت
ہے اسکے سامنے لیکن عادی بڑی جانین ٹرائی ہوئی ہین ہر طرف یا خداوند کو ان کے نعرے بلند ہین اہل اسلام
تکبیر کی صدا ہوتی ہین ان دونوں سرداروں نے لڑائی کو قائم کر لیا ہے لیکن قدم عادیوں کے پیچھے نہیں ہٹتے ہین پھر
گرد اوڑی اور دل گردو قفل بن گیا ہو رخون آشام ایک لاکھ سوار سے پیدا ہوا اور نعرہ کرکے گرا ساتھ ہی گئے
پھر گرد اوڑی اور رقاص زنجیرہ خوار پچاس ہزار سوار سے آگر پہونچا اور شریک اہل اسلام ہوا کفار پر گراب جو اسنی خوار زنجیر مارنا شروع
کئے ستر او گرد باگرد پھر گرد اوڑی اور رقارن بلندکمان چالیس ہزار سواروں سے آگر پہونچا اور قوم
عادیہ گراب خوب گھمسان سے لڑائی ہونے لگی یہ لوگ جو تازہ دم ہین یہ جا ان ہمک ہوتا ہے تھکی ہوئی
فوج کو ہٹانے جاتے ہین اور خود سامنے لشکر کفار کے جاتے ہین جیسے یہ پانچ سردار آگئے ہین
قوت لشکر اسلام کے زیادہ ہوگئی ہے اور زور کفار کا گھٹنے لگا ہے اب وہ حالت تو نہین ہے
کہ جب عادیوں نے ریلا کیا فوج اسلام کو سوا جگہ چھوڑنے کے چارہ نہوا لیکن یہ
بھی ممکن نہین ہے کہ لشکر اسلام ان کو پیچھے ہٹا دے دونوں فوجین قبضہ جمائے ہوئے
برابر کا مقابلہ کر رہا ہے کوندا برق شمشیر کا ہر طرف لپک رہا ہے ابر ڈھالوں کا دہواں دھار
ہو رہا ہے بارش خون کے ہو رہی ہے سر مانند اولوں کے گر رہے ہین خود مانند حباب
کے دریائے خون مین تیرتے پھرتے ہین بازو زرہ پوشوں کے کٹے ہوئے
اس طرح تڑپ رہے ہین جیسے ماہی اسیر دام ہو کر پھڑکتی ہے ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند
ہے بازار موت گرم ہے جانوں کی ارزانی زیست کی گرانی ہے جنس امن و امان کا قحط پڑا ہوا ہے
راہ چارہ مسدود ہو رہی ہے سم مرکبوں کے خون مین غرق ہین رنگ زمین کا سرخ ہے آسمان پر
عکس خون سے شفق پھولی ہوئی ہے سم مرکب سے گرد اوڑنا موقوف ہو گئی ہے بجھ گئی زمین چمک
نہین رہی ہے سیلاب خون کا آیا ہے کشتی حیات طوفانی ہے باد مخالف زور شور سے
چل رہی ہے جانین گرداب بلا مین پھنسی ہوئی ہین گوہر مراد نایاب ہے صدف آرزو خالی
پایا جاتا ہے نہنگ اجل دہان کھولے ہوئے شکم کو بھر رہا ہے موجین شمشیروں کے ہین حباب
بہروں کے جس عادی کا سر قلم ہوتا ہے خون نیزکن اوچھل کر زمین پر گرتا ہے زمین دوات
شنجرف ہو گئی ہے صفحہ ہستی پہ ہر چہرہ قلم زد معلوم ہوتا ہے شیرازہ لشکر کھلا ہوا ہے ہر بند
جدا ہے کوئی رابطہ باقی نہین رہا ہے انتظام لشکر مین فرق آگیا ہے نہ میمنہ ہے نہ میسرہ
نہ ساقہ نہ کمینگاہ ہر ایک جدا جدا لڑ رہا ہے میمنہ کے لوگ میسرہ مین شامل ہو گئے ہین اور میسرہ والے
میمنہ مین مل گئے ہین قلب لشکر کے سپاہی جناح مین ہو بیچ گئے ہین جناح کے
بہادر ساقہ مین آگئے ہین اگلا ہراول پچھلے چنداول سے مل گیا ہے اب نہ کوئی قاعدہ باقی
رہا ہے نہ افسروں کے رائے شریک ہو سکتے ہین جس سے جو بن پڑتی ہے وہ کرتا ہے نہ باپ
کو بیٹے کی خبر ہے نہ بیٹے کو باپ کا حال معلوم ہے بھائی سے بھائی جدا ہے ہر ایک کو
اپنی جان کی پڑی ہے دونوں لشکر اس طرح سے مل گئے ہین کہ اگر پوشاکین علیحدہ رنگ کے
نہ ہوں تو اپنے بیگانے کا امتیاز باقی نہ رہتا لیکن سرداروں نے دونوں لشکروں کے ستھراؤ

کر دیا ہے جدہر کو چلا اتنی لاشین گرا دین کہ سڑک بنا دے ایک طرف موت بن سیار یعنی
کس ہمہی سے لڑتا چلا جاتا ہے کہ نقاب دار سر خیوش تعریف فرما رہے ہین ایک
جانب ورقا بے زنجیرہ خونخوار نے لاشون کے انبار کشتون کے پشتے لگا دیئے ہین ایک طرف مظفر
بن ضیغم خون آشام نے فوج کا شہراو کر دیا ہے ایک سمت قارن بلند کمان کس ارمان
سے بڑھاپے مین جوانی کے ولولے دکھا رہا ہے ایک طرف فضل بن گیا ہور خون آشام
کہ ہمہی سے ساتھ فوج کو رو لیے ہوئے ہے یہ تینون سردار یعنے قارن بلند کمان اور ورقای
زنجیرہ خوار اور فضل بن گیا ہور خون آشام رفیقان قدیم شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ
کے ہین اور فضل کو خصوصیت خاص حاصل ہے کہ ملکہ گوہر ملک مادر گرامی شاہزادہ نور الدہر والدہ
ماجدہ صاحبقران ثالث بھائی فرماتی ہین اور سامنے اسکے ہوتی ہین اوسوقت سے جب کہ باپ سے علیحدہ ہو کر
شاہزادۂ بدیع الزمان کے ساتھ چا باغ مین مقیم ہوئی ہین اور فضل نظر کردہ جناب خضر علیہ السلام سے
ہے فضیلتین اوسکو برادران بدیع الزمان مین خاطرخواہ حاصل ہین کہ دوسری کو نہین ہین غرضکہ لڑتے لڑتے فضل
بن گیا ہور خون آشام سے اور چرخ آدمخوار سے سامنا ہوا چرخ نے کہا کہ او بڈھے تو نے قیامت
برپا کر رکھی ہے خبردار ہو ہوشیار ہو کہ مین آ پہونچا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر اس نے تیغہ مارا
فضل نے ہیچ بدست پر ہاتھ ڈالا اور کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا کھینچ لیا مرکب پر سے کہ چرخ آدمخوار اوندہے منھ آ رہا بس
داہنے ہاتھ سے قبضہ شمشیر اس کے سر پر مارا کہ چرخ چرخی ہو گیا اور پھڑک کر مر گیا نقاب دار
سر خیوش نے تعریف کی اور صدائے مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ واقع مین تم جوانی مین شاہزادہ
انجم گروہ کے ساتھ کس ولولے سے لڑتے ہونگے جواب تک یہ حالت ہے کہ اتنے
بڑے پہلوان کو کس آن بان سے مارا ہے جیسے طفل مکتب کو اڑا دیتے ہین فضل
نے سلام کیا اور عرض کی کہ کیا حقیقت میری ہے یہ سب صدقہ خاندان صاحبقران
کے غلامی کا ہے ادہر نقاب دار سر خیوش نے دیکھا کہ بہرام عاد نے قیامت برپا
کر دی ہے لشکر اسلام کو دبروز بہ کیے دیتا ہے جس پر چوب دست ماری برابر اٹھا ہو گیا نقابدار
نے آواز دی کہ او عادی کہان جاتا ہے ادہر آ یہ کہ ملک الموت تیرے جان کا مین ہون کیا
کمزورون کو مار کر نعرے کرتا ہے بہرام نے کہا کہ تم بڑے شہزور ہو تو تمہین روکو اس ضرب کو
یہ کہکر وہی جو بدست گران سنگ اوٹھا کر سر پر چرخ دیکر سر نقاب دار پر وار کیا نقاب دار
نے شمشیر و سپر ہاتھ سے چھوڑ دے کہ گردہ سپر کا پشت پر جا پڑا اور تلوار نیام مین آرام لینے
لگی جیسے ہی چوب قریب سر آئی دونون ہاتھ بلند ہوتے تو معلوم ہوئے لیکن یہ
سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر چوب دست مین لپٹ گئے ہاتھ نہین بلکہ جیسے
عشق پیچان کے تھے کہ ستون مین لپٹے ہوئے تھے اتنے بڑے گرز کی ضرب کو
ہاتھون پر روکنا یہ کام نقاب دار ہی کا تھا فضل تو سمجھا تھا کہ نقاب دار کا پتا بھی
نہ ملے گا بلکہ استخوان تک سرمہ ہو جائینگے بلکہ اس نے انجام اپنی رائے کے
موافق سوچکر افسوس کا نعرہ کیا تھا کہ غضب کیا نقاب دار نے کہین اتنا بڑا
حربہ ہاتھ سے روکا جاتا ہے لیکن اب جو خیال کیا تو چوب آتے آتے اس طرح
تھم گئی جیسے کوئی چھڑی کو پکڑتا ہے بس نقاب دار نے ہاتھون تو چوب مین

بھینچی

لپیٹ کر جو کھینچا بہرام عاد دھونک مین آگئے آرہا بس نقاب دار نے بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سن سے اوٹھا لیا اور سر پر بلند کر کے بجائے سپر کے لیا گیارہ سو من کے چوب کا لنگر اور بہرام عاد کے جسامت کہ ایک دیو النسان کے ہاتھ پر بلند معلوم ہوتا ہے فضل نے پکار کر کہا کہ اے نقابدار عالیوقار سبحان اللہ کیا تاب و طاقت ہے کسیکی جو اس دیو سے مقابلہ کر سکے اسوقت حضور نے شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی کو یاد دلادیا اسطرح چوب دست سوا اونکے کسینے نہین حریف سے چھینی اور اس حربے کو ہاتھون کی قوت سے کسینے نہین روکا یا یہ زور اونکا دیکھا تھا یا آج حضور نے یہ قوت دکھائی یہ زور دیکھکر فضل سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی بہت بڑے شخص ہین لیکن صاحبقران نے جو یہ الفاظ سنے اونکے بھی کان کھڑے ہوئے نقاب دار تو صاحبقرانی کر رہا ہے نہین معلوم یہ کون صاحب ہین لیکن قران ثالث نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیئے بادشاہ لشکر مخالف شہنشاہ اسلام کی طرف آتا ہے قریب ہے کہ بادشاہ پر حملہ کرے صاحبقران نے فرمایا باگ میرے مرکب کی اوس کی طرف پھیر دو قیصر عاد قریب تو آہی چکا تھا قران نے باگ اشہب صاحبقران پکڑ کر سامنے کر دیا اور آواز دی کہ اوسنے تیغہ مارا ہے صاحبقران نے سپر گرشاسب کو جھیلے کی پناہ کیا تیغہ جو پڑتا ہے سپر سے شعلے پیدا ہوئے اور تیغہ سپر سے لپٹ گئی اسنے تیغہ کھینچا کہ یہ کس بلا مین پھنس گیا لیکن تیغہ نہ چھوٹ سکا صاحبقران نے بند دست پکڑ لیا اور جست کر کے اسکے تخت پر گئے اور ٹوٹکر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سن سے اوٹھا لیا نقاب دار نے دیکھا کہ خاتمہ لڑائی کا ہوا چاہتا ہے صاحبقران نے بادشاہ لشکر کو گرفتار کر لیا بس مرکب کو جھکا کر مثل برق قریب علمدار پہونچے اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ علم قلم ہو کر سرنگون ہوا علمدار لشکر نے تلوار ماری نقاب دار نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا معہ راکب مرکب چار ٹکڑے ہوگئے ادہر قیصر عاد نے صدائے امان بلند کی صاحبقران نے فرمایا کہ بشرط ایمان قیصر عاد نے کہا دل سے قبول ہے مذہب آپکا بیشک برحق ہے اور اکوان حرامزادہ کافر ملعون ہے ہمپر حقیقت اسلام ثابت ہو گئی صاحبقران نے اسکو آہستہ سے چھوڑ دیا قیصر عاد کی فوج یورش کر کے قریب پہونچ گئی تھی ایک آدمی نے صاحبقران پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا کہ اس نے ہاتھ سے منع کیا اور کہا کہ ہمارے لشکر مین طبل امان بجوا دو ادہر تو نقارہ امان پر چوب لگی دونون لشکر علیحدہ ہونے لگے نقاب دار کسی قدر زخمی بھی ہو چکے تھے اونھون نے باواز بلند کہا کہ یا صاحبقران سلام رخصت میرا قبول ہو اور یہ امانت اپنی لیجئے یہ کہکر فضل بن گیا ہور خون آشام کی طرف اشارہ کیا کہ روکو اسکو اور بہرام عاد کو اوسنے بائین ہاتھ سے فضل کیطرف پھینکا فضل نے داہنے ہاتھ سے روک لیا نقابدار مسکرائے اور فضل کی تعریف کی اوس نے ادب سے سلام کیا صاحبقران نے فرمایا کہ کب تک اپنے دیدار کو ترسائیگا اس عنایت کے ساتھ یہ بے اعتنائی کہ محروم بندہ کو آپ نہین ٹھہرتے نقاب دار نے کہا کہ انشاء اللہ وہ وقت بھی قریب ہے

کہ ہم آپ سب ایک ہی مقام پر ہو گئے یہ کہکر نقاب دار نے باگ مرکب کی لی اور جانب
صحرا روانہ ہوگیا عقب مین اسکے تمام سرخپوش گھوڑے مارے ہوئے تھے دم بھر مین اس طرح
نظرون سے پنہان ہوگئے کہ گویا بیابان نہ طاق مین تھی ہی نہین صاحبقران معہ لشکر
فراوان اپنے فرودگاہ پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے آج کی خستگی ایسی نہ تھی کہ دربار ہوسکتا
قیصر عاد کو بھی رخصت فرمادیا شب کو آرام فرمایا اودھر قیصر عاد اپنی بارگاہ مین آیا رات
اسنے بھی آسودہ تمام کی صبح کو خدمت صاحبقران مین مع پانچہزار سردارون کے جو جنگ مین قتل
سے بچے تھے روانہ ہوا یہان دربار آراستہ تھا بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن تھے
صاحبقران دنگل ناد عنبر پر متمکن تھے سرداران نامی وگرامی گرد و پیش جمع تھے تعریف
نقابدار سرخپوش کی ہو رہی تھی بدیع الملک فرما رہے تھے کہ کل تو نقاب دار
نے قوت صاحبقران دکھادی سبحان اللہ خداوند عالم نقاب دار عالیمقدار کو چشم
زخم سے محفوظ رکھے فضل بھی کہڑا ہے کہ حضور میرا تو چشم دید واقعہ ہے کہ چوب کو نہ جانے
دریا کے سپر سے روکا ہاتھو سے روکا اور اتنے بڑے جوان کو مثل برگ درخت کے زین سے
اوٹھا لیا اور ہاتھ پر بجائے سپر لیئے ہوئے لڑا کیئے سوت بن ساریق نے کہا کہ شاہزادہ
ملک قاسم کے تیسے دلوے نقاب دار کے ہین ور فاسے زنجیر خوار نے کہا کہ قوت
شاہ انجم گروہ کے دکھلا دیئے دست راسی و دست چپی متفق ہو کر تعریف کر رہے ہین
کہ اتنے مین چوبدار نے عرض کی قیصر عاد مع چار سرداران عاد کے حاضر ہے فرمایا بلالو
قیصر عاد حاضر حضور ہو الطریق خداپرستان تسلیم کیا بادشاہ نے دنگل بیٹھنے کو مرحمت
فرمایا قیصر عاد دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام دیا دو چار جام پیئے اور عرض کیا کہ جو آپکے
دین مین آئے وہ کیا کہے صاحبقران نے کلمہ تعلیم فرمایا قیصر عاد از سر صدق مسلمان ہوا بعد
اسکے جاسوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد جو اسکے ہمراہ آئے تھے
کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے اب صاحبقران نے قید بہرام عاد کی طلب
کی داروغہ زندانخانہ بہرام کو مسلسل و مطوق لایا بہرام نے آتے ہی بطریق
اہل اسلام سلام کیا سب نے مرحبا کی ہتکڑیان و بیڑیان اسیوقت کہلوادی گئین
اور دنگل اسکے لیئے بھی بچھایا گیا اور کلمہ تعلیم کیا گیا بہرام بھی کلمہ پڑھکر از سر صدق
مسلمان ہوا اور اوسنے عرض کی کہ مجھے پہلے ہی آپ لوگون کے مقابلے مین آتے
ہوئے غیرت معلوم ہوتی تھی کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ آنکھون والے بے بصرون سے
لڑین اور حضور اپنے ملازمین سے دریافت فرمالین کہ مین نے سرداران نابینا
کی طرف رخ بھی نہین کیا تھا ہر چند کہ اب ظاہر ہو گیا کہ آپ مؤید من اللہ اور صاحب
اقبال و جاہ ہین مجھ ایسے کیا بلکہ مجھسے بہتر بہتر سردار آپکی غلامی کرتے ہین اور شکر ہے
خدا کا کہ ہم لوگ خوش نصیب تھے جو دولت ایمان بھی ملے اور آپ کی غلامی
مین آئے اب حضور اطمینان رکھین کہ عملداری اکوان مین ہم سے بہت سردار
نہین ہین جو اگر مقابلہ کرینگے اور ہم لوگ سر فروشی و جان نثاری کو ہر
طرح موجود ہین مگر یہان ساحر وہان کے بلاسے بیدرمان آفت

روزگار ہین سے علی الخصوص بیابان ہولناک کے لوگ وہ مہیب صورتین رکھتے ہین کہ
دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے سنا ہے کہ آئینہ اندام جادو اتنا بڑا ساحر ہے کہ دعوائے
خداوندی کرتا تھا لیکن جب آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھاکر بھاگا اور علمداری
الکوان تاجدار مین آیا تو ادنے ادنے ساحر اوسکے سحر پر ہنستا تھا انتہا یہ ہے کہ جب اوسے سحر
تعلیم کیا گیا تو وہ یہان کے ساحرون مین بیٹھنے کے قابل ہوا ورنہ طفل مکتب تصور کیا
جاتا تھا قیصر عاد نے عرض کی کہ اب اگر ارشاد ہو تو مین اپنے لشکر کو جاکر لے آؤن
اور اب سے حفاظت لشکر صاحبقران کے خدمت میرے سپرد ہو فرمایا کیا مضائقہ ہے
قیصر عاد رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا اور ایک بلندی پر کھڑے ہوکر کچھ کلمات شان
وحدانیت ایزدی مین کہے اور کہا کہ مینے لعنت کی دہی الکوان پر جسکو ساتھ میرا دینا ہو
وہ مذہب اسلام اختیار کرکے مسلمانون کا شریک ہو ورنہ جہان جس کا جی چاہے چلا جائے
سب نے عرض کی جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم کہان جائین گے قیصر عاد نے
سبکو مرحبا کہی اور لشکر کو معہ بارگاہ وغیرہ ہمراہ لیکر دوبارہ خدمت امیر باتوقیر
مین حاضر ہوا اور اپنے لشکر کو مثل ایک دائرہ کی گرد لشکر اسلام کے برائے حفاظت
معین کیا طلایہ کے گشت کے واسطے کچھ لوگ الگ معین کرکے اونپر جالوس عاد و
سالوس عاد و بہرام عاد و صمصام عاد وغیرہ کو معین کیا اور خود افسرون کے نگرانی کا
ذمہ دار ہوا ابھی قیصر عاد حاضر خدمت صاحبقران تھا کہ چالاک نے تالی چپیٹ کر آیا
اور عرض کی کہ کچھ آدمخوار جو جرح آدمخوار کے ساتھ مار جانے سے بچ رہے اور قیصر عاد
کے ہدایت کرنے سے مسلمان ہوئے تھے وہ صحرا مین مُردون کا گوشت کھا رہے ہین
اتنا لحاظ تو ضرور کرتے ہین کہ لاشے اہل اسلام کی نہین چھوتے ہین لیکن کفار کے
مُردون کو چبائے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ابھی تک لاشے میدان جنگ سے
اُٹھے نہین چنچے عرض کی برابر مسلمان کو دفن کیا جا رہا ہے اور لاشہائے کفار دریا مین پھینکے
جا رہے ہین کہ میدان کی ہوا خراب نہو لیکن لاکھون آدمی مارا گیا ہے کل سے
اس وقت تک کئی ہزار آدمی اسی کام پر مامور ہین مگر ابھی تک فرصت نہین ملی
صاحبقران نے قیصر عاد سے فرمایا کہ تم جاکر اون لوگون کو سمجھا دو کہ مذہب اسلام کے
آئین مین انسان کو انسان کا گوشت کھانا جائز نہین ہے خبردار کبھی ایسا نکرنا لوگ تو
سمجھے کہ آدمخوارون پر عتاب آئیگا لیکن صاحبقران عقل سلیم رکھتے ہین سمجھ گئے
کہ بسبب ناواقفیت کے یہہ لوگ ایسا کر رہے ہین قیصر عاد حسب الحکم صاحبقران
عالیشان میدان جنگ مین پہونچا اور آدمخوارون کو اوسکی بلانوشی سے منع کیا اور
کہا کہ صاحبقران فرماتے ہین کہ انسان پر انسان کا گوشت حرام ہے آدمخورون نے کہا
کہ ہم تو سمجھے کہ کوئی شے ضایع نکرنا چاہیئے جہانتک ہو سکے سو آرٹ کرین صاحبقران کو
کھانا نہ کھلانا پڑیگا اسکے علاوہ زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ ہمنے کفار کی طرف سے مسلمانون کا
کا گوشت کھایا اب مسلمانون کی طرف ہین تو کفار کی ہڈیان چبائین کہ اس گناہ کا کفارہ ہوجائے
میزان عدل مین برابر ہوتے ہین لیکن اگر مرضی صاحبقران کے خلاف ہے تو نہ سہی یہ کہکر آئے باغچون مین

ہاتھوں میں خون کفار رہا ہوا صاحبقران نے کچھ بوٹ آدمخواروں کے تعلیم و تربیت آئین دین کیواسطے
مقرر کئے اور حرکتوں پر انکی بہت ہنسے فرمایا کہ یہہ بھی جانوران درندوں سے کم نہیں ہیں غرضکہ اب
صاحبقران کو تو ایسی کیفیت میں چھوڑا جاتا ہے لیکن یہاں سے **چند کلمہ داستان خواجہ ثالث**
یعنے خضران بن عمرو کے گذارش کئے جاتے ہیں ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اس داستان حیرت
نشان کو کہ خواجہ ثالث یعنے خضران بن عمرو عیار صاحبقران عالیشان ننگوں کے ساتھ ننگے
بنے ہوئے بصیر جادو سے پوشاک طلب کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں بصیر جادو سے یہی کہتا جاتا ہے
کہ گھبراؤ نہ میں سبکو پوشاک دونگا کوئی تو کہتا ہے کہ میرا جوڑا سو روپیہ کے تیاری کا تھا کوئی کہتا ہے
کہ اب گاڑھے کی دھوتی ہی ملجائے جس سے ستر کریں آپ خواجہ سلامت اک طرف یہی پکارے
کہ غلام کا عصا سونے کا تھا بصیر جادو نے پوچھا تو کون ہے کہا غلام فضلو مروہا ہے جسوقت
بصیر جادو اپنے رہنے کے جگہ پہونچا خادم سے کہا کہ جلدی سے پوشاک دو خواجہ اوسی خادم
ساتھ ہوئے دامن سے لپٹی جاتے ہیں کہ جلدی دو کہ میں ستر کروں لیکن کنکھیوں سے بصیر جادو
کی طرف بھی دیکھتے جاتے ہیں بصیر جادو نے برابر اسکے اک بت رکھا تھا اوس سے پوچھا
کہ ان میں قاتل تو میرا نہیں ہے بت نے جواب دیا کہ یہہ کیا سامنے مروہا بنا کھڑا ہے بصیر
کے رونگٹے کھڑے ہوگئے چاہتا ہے گیر لے کہ خضران نے کلیم اوڑھ لی اب جو بصیر دیکھتا ہے تو
کچھ نظر نہیں آتا لیکن خواجہ خضران نے قریب آکر ایک چپت بصیر جادو کے رسید کی بصیر
ادہر متوجہ ہوا کہ یہہ کون بے ادب ہے آپنے دوسرے ہاتھ سے بت اوٹھا کر داخل
زنبیل کر لیا اب جو بصیر پلٹ کر دیکھتا ہے تو بت بھی غائب اب تو بصیر جادو کی حواس گئے
اور اوٹھکر خود بھی بھاگا اور کہا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے جو یہاں آئیگا میں تیغ سحر
مارونگا اب تو سب رکی دور فریاد کر رہے ہیں بصیر جادو کوہ قضا و قدر سے اوتر کر صحرا کی طرف
بھاگا جاتے جاتے قریب بتخانہ سامری کے پہونچا اور مہنتوں کو آواز دی کہ جلد نکلجاؤ یہاں سے
مہنت ڈر کر بھاگے بصیر بتخانہ میں داخل ہوا اور گرد حصار سحر کھینچدیا کہ کوئی اندر نہ آسکے اور عہد کر لیا
کہ خداوند سامری ہی کی خدمت میں یہہ آٹھ روز گذار دونگا جب ساعات بد گذر جائینگے
اوس وقت یہاں سے نکلونگا اب یہہ تو یہاں بیٹھا ہے لیکن وہ بیچارے ننگے پیر فریاد کرتے ہوئے
قلعہ کیطرف چلے جسوقت قریب قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے دیکھا کہا کیا خوب تماشہ ہے ننگوں کا
ڈیرا کھل گیا ہے ادہر تو یہ سب فریاد کر رہے ہیں کہ ہماری خبر برائے خداوند الوان تاجدار
طوفان بن سرکش جادو حاکم قلعہ کوہ قضا و قدر سے کر دو اودہر اہل قلعہ شور کر رہے ہیں
کہ خبردار ادہر نہ آیا بڑھے تم لوگ بیغیرت ہوا رے کیا تم سب الکرم سے دیوانے ہوگئے جو ایسی
یہہ حالت بنائی ہے وہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ اک بلا ہے جسنے ہماری یہہ گت بنائی ہے
توبہ کرو اور ہم پر نہ ہنسو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی آفت میں مبتلا ہو اہل قلعہ نے گالیاں دیں
کہ تمہیں کو یہ حالت مبارک ہو جب تمہارے ساتھ ایسی بلا ہے تو خبردار اس طرف کا قصد
نکرنا ورنہ سزا پاؤگے بادشاہ شکار کو گیا ہے دادرسی تمہاری کون کریگا اب تو یہ سب اور
پریشان ہوئے ہیں جانوں سے عاجز ہیں کہتے ہیں دل میں کہ یا خداوند الوان ہمنے کون سی
خطا کی تھی جسکے عوض میں ہماری یہہ حالت کی ہے ہم توبہ کرتے ہیں ہمکو اس بلا سے نجات دیجئے

اور اس آسیب کو ہم سے دفع کیجیے کہ کوئی ہمارے بیٹھنے اور قریب آنے کا روادار نہیں ہے اب یہ شور و غوغا کرتے ہوئے اور تماشا دیکھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے عجب شان ہے کہ جنہیں ذرا شرم دامنگیر ہے وہ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے بھاگے جاتے ہیں اور جو بےغیرت ہیں اونہیں اسکی بھی پروا نہیں عورت مرد بچے بوڑھے سب ایک رنگ میں ہیں جنگلیوں کیطرح پھر رہے ہیں عمرو ثالث ابھی تک اس غول کے ساتھ ہیں لیکن اب پاس کسی کے کیا رکھا ہے جو لوٹیں لیکن یہ سب فریاد کنان پاس طوفان بن سرکش جادو کے پہونچے اس نے جو دیکھا کہ برہنہ سیکڑوں آدمی چلے آتے ہیں یہ بھی گھبرا گیا کہ اس صحرا میں تو ہم نے پانفس کبھی نہیں دیکھے تھے آج یہ فوج کی فوج کہاں سے آ گئے پہلے تو اُسنے ڈر کر سحر کرنے کا قصد کیا تھا لیکن جب وہ لوگ قریب آئے اور اس نے اپنی رعایا کو پہچانا کہا ارے یہ کیا حال ہوا تمہارا اونہوں نے سب سرگزشت بیان کی کہ اسطرح عیار اسلام آیا پہلے ماہیان خوش تقریر و شعلہ افروز جادو کو مارا اور گنبد میں سے تیلی کو چرایا ہم تب کو ننگا کیا کپڑے اوتروا لیے گھر کے گھر لوٹ لیے ہم فریاد کنان بصیر جادو کے پاس پہونچے بصیر نے پوشاکیں دینے کا حکم فرمایا لیکن اوس عیار بدکردار نے بصیر جادو کو بھی ایک چپت رسید کی اور وہ بہت جب سے بصیر ہر وقت کی خبر دریافت کرتا تھا چرا لیا بصیر یہ حرکت اوسکی دیکھکر ڈرا اور بھاگ کر تہخانہ سامری میں چھپا ہم لوگ تباہ و برباد یہاں تک آ کر پہونچے طوفان بن سرکش کبھی تو پریشان ہوتا ہے کبھی بیساختہ ان واقعات کے تصور میں ہنس پڑتا ہے غرضکہ طوفان جادو نے سب کو تسکین دی اور اپنے ہمراہ لیکر قلعہ طوفانیہ کے طرف چلا آگے آگے سواری طوفان کی ہے پیچھے پیچھے ننگوں کی فوج ہے قلعہ طوفانیہ کو جا رہے ہیں راستے میں دیکھا طوفان نے کہ ایک لڑکی چودہ پندرہ برس کا سن و سال نگر بری جمال ہے ناک میں اسکی ایک موتی کی نتھ پڑی ہوئی کچھ پتے درخت سے سمیٹے ہوئے اون سے اپنا ستر کیے بیٹھی رو رہی ہے طوفان کو حالت اسکی دیکھکر ترس آیا اور طبیعت بھی راغب ہوئی اس لیے کہ سینہ پر اس کے جو کچھ اوبھار ہے وہ بالکل پوشیدہ نہیں ہے کپڑا تو جسم پر نہیں ہے پتوں سے ستر کیے بیٹھی ہے سینہ کس چیز سے چھپائے طوفان بن سرکش جادو نے اپنے خادم ابلق جادو سے کہا کہ تو چلتے سے اسکو صندوق سحر میں بند کر کے ساتھ لے ابلق جادو نے قریب جا کر اُس کو صندوق سحر میں بند کیا اور خیمہ میں پہونچا دیا طوفان بن سرکش نے شہر میں آ کر سب کو اطمینان دلایا پوشاکیں تقسیم کرائیں پورے پورے تھان دے دیے کہ اس وقت تو یونہیں ستر کر لو گھر جا کر کپڑے سلوا لینا یہ سب دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے لیکن طوفان بن سرکش اپنے خیمہ میں آیا اس کا قاعدہ یہ ہے اکثر سیر و شکار میں مصروف رہتا ہے مکان کے رہنے سے خیمہ کے رہنے کو زیادہ پسند کرتا ہے صحرا ئیت پر اسکی رغبت ہے جس وقت شام ہوئی اور یہ بستر خواب پر جا لیٹا اسی عورت کا خیال آیا نیت تو اسکی بد ہو ہی چکی تھی ابلق جادو سے کہا کہ وہ صندوق کہاں ہے

ابلق جادو نے صندوق حاضر کیا طوفان بن سرکش جادو نے صندوق کھولکر اُس
نازنین کو نکالا جس وقت نظر نازنین کی طوفان بن سرکش جادو پر پڑی اُس نے
عجب غمزہ سے کلمۂ شکایت زبان پر جاری کیا کہ واہ صاحب یہ بھی کوئی بات ہے کہ اب تک
مین برہنہ ہون تمام زمانے کو آپنے پوشاکین تقسیم کین اور مجھے کچھ نہ دیا اس مہربانی سے
تو آپ کی نامہربانی ہی بہتر تھی بقول داغ شعر

خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد ۔۔۔ ہم سے اچھے رہے صدقے مین اوڑنے والے

وہان اوس نے خوشنوائی کہا ہے مجھے بھی خوش جمالی کہنا چاہئے حالانکہ مین تو اپنے
نزدیک کوئی خوبصورتون مین نہین ہون اور نہ کچھ نقشہ رنگ روپ کچھ نہین ہے اور برا ہو
اوس موئے عیار کا کہ جس نے لباس کی زینت بھی دور کرادی ہان یہ اور بات ہے
کہ آپ کے چشم توجہ ہوئی اب مین بھی اپنے حسینون مین شمار کرنے لگون تو بیجا نہین
مثل مشہور ہے کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن جس کا کوئی چاہنے والا پیدا ہو جائے
وہ ہزار حسینون کی حسین ہے طوفان اسکی باتون پر بس گیا کہا اے جان جہان وا ے
آرام دل مشتاقان خفا نہو بیشک مجھے خیال نہین رہا اور زیادہ تر سبب اوسکا یہ تھا
کہ تمکو مین نے مخفی کر دیا تھا اب لباس کی کیا ضرورت لباس اک ایسی شے ہے جس سے
جسم کو پوشیدہ کرتے ہین کیون گھبراتی ہو بہاری بہاری جوڑے تمہارے واسطے بنے
بنین گے سونے مین زرد اور موتیون مین سفید کر دونگا مین اسوقت کوہ قضا و قدر اور تیجانہ سامری
تبرک مقامات کا حاکم ہون گو اور سلطنتین میرے سلطنت سے بڑی ہون پہ زر و جواہر جتنے
جوان بتون کے بدولت میرے خزانہ مین ہے دنیا بھر مین جس سامری پرست کو کوئی عمدہ شے
دستیاب ہوتے ہے یہان لاکر چڑھا دیتا ہے اور وہ شے ما بدولت کے قبضہ مین آجاتی ہے
لیکن اے جان جہان اسوقت تو تم ایسی طرح اچھی معلوم ہوتی ہو لباس کی خوبصورتی جسم کی
اصلی حسن سے بہتر نہین ہے نازنین جھینپی جاتی ہے اور کہتی ہے کہ نا صاحب الگ ہٹ کے بیٹھو
دیکھو میرا کورا بنڈا ہے کہین چھو نہ لینا ابھی میری شادی تک نہین ہوئی ہے طوفان نے
کہا کہ ہم اپنے ساتھ تمہاری شادی کرینگے تم کوہ قضا و قدر مین شہنشاہ بیگم کہلاؤ گی نازنین
کہتی ہے کہ مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین باتین تو سب کچھ ہین اور اب تک کوئی چادر
بھی نہ دی کہ مین لپیٹ لیتی مردون کی جعلسازی مین بہت کچھ ہین چلی ہون کہ ہر فقرہ سے
اپنا مطلب کر لیتے ہین اور پھر پوچھتے بھی نہین ہین طوفان بن سرکش نے دیکھا کہ یہ بد مزاج
ہوتی ہے اسیوقت سیلا تہ کا کھولکر اسکو دیا کہ اسکو ساری کی طرح باندھ لو عوض اسکا بڑا ہے
صبح کو جسقدر کہو گی پوشاکین بنجائینگی نازنین نے کہا تم اپنا منہ اوس طرف پھیر لو طوفان نے
منہ پھیرا نازنین نے ساری باندھی اب جو طوفان نے دیکھا تو اور ہی جوبن ہین اتنے مین
ابلق جادو نے آواز دی کہ حضور مین حاضر ہون طوفان بن سرکش نے کہا کیا کام ہے اوس نے
عرض کی کہ نامہ بصیر جادو کا ہے ضروری ہے اسکو ملاحظہ کر لیجئے طوفان نے نامہ ابلق جادو
سے لے لیا اور ابلق جادو کو رخصت کر دیا نازنین نے کہا کہ نامہ کس کا ہے طوفان بن
سرکش نے کہا کہ بصیر جادو جسکی تلاش مین عیار اہل اسلام آیا تھا جسنے تم سب کی بہ

حالت کی ہے نازنین نے کہا کہ اسمین کیا لکھا ہے طوفان بن سرکش نے کہا اوسنے لکھا ہے اب مجسے آٹھ روز تک ملاقات نہوگی نہ مجسے ملنے کا قصد کیجیگا اگر کوئی اشد ضرورت ہو قریب بتخانہ کے آکر مجھکو آگاہ کر دیجیگا اور مقام معین ہو کر ملاقات ہو جایا کریگی کل صبح بت اسود مین ملونگا اک امر ضروری بیان کرنا ہے مجسے اگر ضرور ملنا ہو تو بلیجگا نازنین نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو یہہ کسی آشنا کا تمہارے رقعہ آیا ہے خدا ان مردون کے فریب سے بچائے بس اپنے مطلب بہر کے آشنا ہوتے ہین ابھی یہہ حالت ہے تو آگے خدا جانے کیا ہونا ہی طوفان بن سرکش اسکی رکہائیو نیز مرا جاتا ہے کہتا ہے کہ قسم ہے خداوندا لکوان سرکی کہ مین سچ کہتا ہون اب نازنین خاموش ہو رہی طوفان بن سرکش جادو نے کشتی پر سے کشتی پوش ہٹا یا دیکہا جام صراحی موجود ہے بادہ گلرنگ شیشون مین بہرا ہوا ہے یہہ سامان اسکے خیمہ مین موجود رہتا ہے کیونکہ یہہ عادی شراب کا بہت ہے بس اسنے ایک جام بہر کر آپ پیا اور دوسرا نازنین کو دیا نازنین نے منہ سے لگاتی ہی ہٹا دیا اور کہا کہ کیا شراب تم پیتے ہو کیا بدبو آتی ہے اسمین طوفان نے کہا کہ مجسے بہتر شراب کون پی سکتا ہے اسلئے کہ دولت کی کمی نہین اور شوق شراب کا عمدہ سے عمدہ شراب میرے یہان موجود ہے جو بری سے بری شراب ہے وہ بہی عمدہ ہے نہ کہ یہہ تو اول درجہ کی شراب کا جام ہے نازنین نے کہا اچہا تو پیکر دیکہ نہ لو ہاتہ کنگن کو آرسی کیا ہے طوفان نے جام ہاتہ مین لیکر پی لیا اور کہا کہ کیسے خوشگوار شراب اوسکو بدبو بتلاتی ہے معلوم ہوتا ہے اسنے کبہی پی نہین ہے لیکن شراب پیتے ہی درد سر معلوم ہوا کیونکہ جام ہاتہ مین نازنین کے پہونچتے ہی نمک سرکاری مل گیا تہا طوفان گہبرا کر اوٹہا کہ دو جام جو برابر پی لئے تو گرمی معلوم ہونے لگی اوٹہنے لگا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا چہینک آنے ہی دہم سے گرا بس اسکا گرنا تہا کہ نازنین چمک کر اپنی جگہ سے اوٹہے اور ہم خضران بن عمرو کا نعرہ کر کے مشکین طوفان کی باندہین اور زبان کہینچکے سوزن کر دیا اور اوٹہا کر زنبیل مین ڈال لیا اور آب رنگ و روغن عیاری باطمینان تمام لگا کر صورت اپنی طوفان جادو کی ایسی بنائی اور وقت کے منتظر رہے جب دیکہا کہ صبح قریب ہے ابلق جادو کو پکارا ابلق حاضر ہوا بس طوفان نقلی ابلق کے ہمراہ خیمہ سے نکلکر چلے چونکہ اس مقام کے ہر ہر گوشہ سے بخوبی آگاہ ہو چلے ہین نگہون کی ساتہ خوب پہرے ہین مقام بت اسود کا بہی انکو معلوم تہا کہ اک درخت پیپل کے نیچے نصب ہے جاتے جاتے قریب بت کے پہونچے اندر سے بت کے سلام کی آواز آئی طوفان نقلی نے جواب سلام دیا اور پوچہا کہ کس واسطے مجکو طلب کیا ہے بلصیر جادو نے کہا کہ آپ کو معلوم تو ہوا ہوگا کہ وہ عیار مکار جسکے خوف سے مین نے دو دربند قائم کرائے تھے اور خود یہان آکر بحفاظت تمام چہپا تہا اوسنے وہ سارا انتظام بگاڑ دیا یہان تک کہ وہ بت جسمین مین حال موجودہ دریافت کر لیا کرتا تہا وہ بہی اوسنے چرا لیا اور ابہی آٹھ روز اور باقی ہین اور وہ عیار یہان موجود ہے لہذا یہہ پہول گلاب کا مین آپکو دیتا ہون اسے لیجا کر فلان اسم سحر جو آپکے ورد مین ہے طوفان نقلی نے کہا ہان خوب مین سمجہ گیا کہا بس اوسے کو سات آٹھ مرتبہ پڑہکر نکلر یان ہسلی بکہرا دیجئے گا کہ ہر پنکہڑی اک درخت گلاب بنکر تیار ہو جائیگی لیکن یہہ عمل اوسی دورا ہہ پر کیجئے گا جہان سے ایک راستہ آپکے قلعہ کو اور دوسرا بتخانہ سامری کو گیا ہے طوفان نے پوچہا

طوفان نے پوچھا پھر اس سے کیا فائدہ ہوگا بصیر جادو نے کہا کہ اگر وہ عیار مکار اسطرف
آئیگا اور خوشبو گلاب کی اوسکے دماغ تک پہونچ جائیگی بس دیوانہ ہو جائیگا اور اب
آٹھ روز مین مجھسے ملاقات ہوگی یہ کہکر بصیر جادو نے وہان بت سے ہاتھ بڑھا کر پھول دیا
طوفان نقلی نے پھول لے لیا اور کہا کہ تمنے اپنی حفاظت تو کرلی یہ گل حیات میرا بھی
لیتے جاؤ اور اسکو بحفاظت تمام رکھنا بصیر نے کہا کہ لاؤ وہان بت مین طوفان نے
اک دوسرا پھول موتیئے کا جیب سے نکالکر وہان بت مین ڈالدیا فوراً چھینک مارنے کی
آواز پیدا ہوئی طوفان نے دوڑ کر لات ماری کہ بت گرا دیکھا تو بصیر جادو
بیہوش پڑا ہے آواز دی کہ حرامزادے بہت پریشان کیا تھا تو نے پہلو تہی ابلق جادو
نے آواز دی کہ ای بادشاہ یہ کیا حرکت ہے پلٹ کر کہا کہ تجھکو کیا دخل ہے اور
جاب بیہوشی مارا کہ ابلق جادو بھی بیہوش ہوکر گرا اب تو انہون نے نعرہ کیا کہ منم شاہ
عیاران عیار ریک طرار خنجر گذار ریش تراش سند کافران و سر برندہ جادوگران یعنی
عمرو ثالث اور جلدی سے زبانین دونون کی کھیچ کھیچ کر نکالا سوزن کرکے زنبیل مین ڈال لیا
اور وہان سے سامنے درخت تھا اوس درخت کے نیچے آئے اور اپنی ہیئت اصلی بنائی
اور پہلے طوفان کو زنبیل سے نکالکر درخت سے باندھا اور ہوشیار کیا فرمایا ای طوفان
نہین پہچانا تو نے مجھکو منم خضران بن عمرو کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین دیکھا تو نے
وہ کیسا قادر مطلق ہے اک نحیف الجثہ بے دست و پا مجھ ایسے گنہگار کو اوسنے اپنی مدد سے
اس درجہ کو پہونچایا کہ اس وقت تجھسا ساحر میرے قابو مین ہے اگر اکوان کے خداوندی
برحق تھی تو بچا نہ لیا تجھکو طوفان دل مین قائل ہوا اور اشارہ سے قلم دوات طلب کیا
خضران نے قلم دوات جیب سے نکالکر پیش کیا اور کہا کہ لکھو کیا لکھتا ہے طوفان بن
سرکش نے لکھا کہ واقع مین دین آپکا برحق ہے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور مجھسے
آپکو بہت مدد ملی گی خضران نے بسم اللہ کہکر نکالا زبان سے طوفان کی کھیچ لیا طوفان نے
اف کی تمام قید حل گیا اب خضران نے کہا کہ بصیر جادو اور ابلق جادو بھی میرے
پاس ہین طوفان بن سرکش جادو نے کہا کہ بصیر کو تو رہنے دیجئے مگر ابلق جادو
کو نکال دیجئے خضران نے ابلق جادو کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور نکالا زبان سے
کھینچ لیا طوفان نے آواز دی کہ اے ابلق مطیع اسلام ہوا تو کیا کہتا ہے ابلق جادو نے کہا
جب آپنے اطاعت اسلام اختیار کی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے اب طوفان نے
خواجہ ثالث سے کہا کہ دو چار روز ایس قلعہ مین رہئے خضران نے کہا اے طوفان مین
ایک دم یہان نہیں ٹھہر سکتا اسلئے کہ کیا تجھے نہین معلوم کہ وہان تمام لشکر اندھا ہے اور
کفار کا یورش ہے اندھے آنکھون والون سے کیونکر لڑ سکینگے طوفان نے کہا بہتر ہے مین
آپکو ابھی اسطرح سے بتلاتا ہون کہ اگر آپ یون جائے دس روز مین تو اب پہر بھر مین پہونچ
جائیگا خضران ہنستے کہا اے طوفان اگر ایسا ہے تو دیر نکر اسواسطے کہ اب مفارقت شاہزادہ
بدیع الملک کی مجھ شاق ہے طوفان بن سرکش نے اوسی وقت تخت سحر اپنا طلب کیا اور چند ساحر
اپنے ہمراہ لیکر خضران کو تخت پر بٹھا لیا اور جانب بیابان تہ طاق روانہ ہوا وہان صاحبقران

عالیشان نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور فرمایا کہ آج وہ روز ہے جسکو بقول آپ لوگون کے روز صحبت کہنا چاہیے خواجہ زادون نے عرض کی کہ انشاء اللہ مہتر مہتران خواجہ خضران آتے ہونگے اب دربار مین سب لوگ جمع ہین انتظار خواجہ خضران کا ہے نگاہین سب کے جانب در مین اور کان اوس مژدہ جانبخش کے مشتاق ہین کہ یکایک جانب آسمان سے ابر نمایان ہوا کہ وہ ابر مثل قوس قزح کے دم بدم رنگ بدلتا تھا اور بارش مرواریدکی ہوتی ہوئی لشکر صاحبقران کیطرف آتا تھا یہ رنگ دیکھکر بہرام عاد کہ اوسوقت کا گشت اسی کے حوالہ تھا دوڑا ہوا خدمت صاحبقران مین آیا اور عرض کی کہ آمد ساحرون کی معلوم ہوتی ہے ایک بڑا ابر اوٹھا ہے اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے فتح عاد نے بھی عرض کی کہ حضور اقبال انکا یاور ہو مگر ہم لوگ ساحرون سے نہین لڑ سکتے اب ہم حفاظت کی ذمہ دار نہین ہین یہہ ساحر طلسم نہ طاق کے ہین انہین جو دیتے ہین وہ بھی اعلے ساحرون سی بہتر ہین تمام ساحران عالم مین کوئی ایسا نہین ہے جو ساحران طلسم نہ طاق سے سامنا کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ حفاظت کرنے والا وہی پروردگار عالم ہے جسنے آجتک ہر بلا سے بچایا ہے وہی آیندہ بھی بچائیگا دیکھو تو کون آتا ہے یہہ سروران بینا مثل رستم خان بن گنجاب و فضل بن کیا نمور خون آشام و موت بن ساریق و مظفر بن ضیغم خون آشام و ورقا بے زنجیرہ خوار و قارن بلند کمان وغیرہ سب اوٹھ کھڑے ہوئے اور بیرون بارگاہ آکر تماشا ابر کا مشاہدہ کرنے لگے دیکھا کہ آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور ایک تخت بالائے ہوا اوڑتا ہوا نظر آیا پشت پر چند ساحر مرکبان سحر پر سوار جھولیان پڑی ہوئی نمودار ہوئے لیکن وہ تخت لشکر اسلام کیطرف بالائے آسمان سے جانب زمین اوترنا شروع ہوا جب تھوڑا فاصلہ باقی رہگیا تو سروران اسلام نے خضران بن عمر کو پہچانا اور دیکھا کہ پہلو مین اسکے اک شخص جلیل القدر بوضع ساحر و منع بیٹھا ہے چہرہ سے اوسکے رعب و جلالت ظاہر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہین کا حاکم ہے لیکن صورت خواجہ ثالث کے جو سردارون نے دیکھی دیکھکر تو آپ ہی جگا تھا کہ آج عجب نہین ہے جو خواجہ آئین اور امیر باتوقر کو انتظار تھا سب انہین کے چشم براہ و گوش بر آواز تھے شور مچ گیا کہ خواجہ آگئے یہہ سنتے ہی لوگ برائے استقبال دوڑ پڑے قریب تھا کہ خود صاحبقران بارگاہ سے نکل آئین مگر اپنے مرتبہ کا لحاظ کرکے بیٹھے رہے اور کہا کہ اے دل نہ گھبرا اسیطرح اتنا زمانہ فرقت مین اوس ہمدرد جان نثار کے گذارا تھوڑا سا اور توقف کر کیونکہ وقت وصل یار آپہونچا ہے لیکن سردار پیشوائی کو آگے بڑھے اور سرداران نومسلم یعنی تمیم عاد جالوس عاد سالوس عاد صمصام عاد قمقام عاد کہ یہہ لوگ ابھی عزت و توقیر خضران سے آگاہ نہ تھے صرف اتنا سمجھتے تھے کہ صاحبقران کا عیار ہے اور عیارون پر اسکو فضیلت ضرور ہے یہہ نہ معلوم تھا کہ صاحبقران بہت ہی فرماتے ہین اور اتنے اتنے بڑے سردار انکی پیشوائی کو جائینگے پہلے تو خیال تھا کہ جب وہ یہان آئینگے تو ہم بھی دیکھ لینگے لیکن جسوقت دیکھا کہ سرداران نامی وگرامی برائے استقبال چلے ہین تو یہہ لوگ بھی ساتھ ہو لئے وہان تخت خضران کا زمین پر اوترا اور خضران بن عمر تخت سے اوترے اور وہ شخص جو ہمراہ تھا اوسے بھی ساتھ لیا طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے سردارون نے بڑھ بڑھ کر خواجہ سے مصافحہ کیا طوفان

بن سرکش دل مین کہتا ہے کہ بڑی عزت کرتے ہین صاحبقران اپنے عیار کی لیکن
خضران بن عمرو طوفان بن سرکش جادو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی
سرداران نابینا علاوہ بادشاہ اسلام و صاحبقران کے خواجہ ثالث کی تعظیم کو اوٹھے
صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی میرا جی چاہتا ہے کہ جسطرح مسافت راہ اوٹھائے ہوئے آئے ہو
اوسیطرح گرد آلودہ مجھسے بغلگیر ہو خضران نے پہلے ادب کے ساتھ بادشاہ اسلام کو سلام کیا
بعد اسکے صاحبقران کی خدمت مین تسلیم بجا لاکر قدمون سے لپٹے صاحبقران نے سر
سینہ سے لگایا اور اشک جاری ہوئے خضران بھی رونیلگا اور عرض کی کہ اے شہریار
با اقبال ہنگام مسرت آگیا اب نہ گریہ فرمائے غلام آپکا بصیر جادو کو پکڑ لایا اور اب طلب کیجئے اون
کو جو سحر سے اسکے اندھے ہوگئی ہین تاکہ آنکھین سب کی روشن ہون امیر ثالث نے فرمایا کہ اے
خضران پہلے حجت تمام کر لینا چاہئے شاید دعوت اسلام وہ قبول کرے طوفان بن سرکش
نے عرض کی کہ حضور ایسا نکرین اسواسطے کہ اگر اسنے دعوت اسلام قبول کرلی تو آپ تمام
عمر بینا نہین ہوسکتے صاحبقران نے پوچھا یہ کون صاحب ہین یہ تو کوئی نئی آواز سنائی دی
خضران نے سب حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا بیان کیا
امیر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے طوفان قسم ہے خدائے بزرگ کی کہ جسنے مجھکو تمکو
دونو کو بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے کہ اگر بصیر جادو نے مسلمان ہونا منظور کیا تو مجھے تمام عمر
اندھا رہنا بچشم و دل منظور ہے طوفان آپکی ثابت قدمی پر وجد کر گیا لیکن دل مین کہتا ہے
کہ خداوند ملعون بصیر جادو مسلمان نہو ورنہ ایک کے مسلمان ہونے سے صدہا مسلمانونکی
جان جائیگی اور ایسے تیرے خاص بندے کہ کسی وقت مین تجھے نہین بھولتے خضران بھی دل مین
کہتا ہے کہ اگر اس ملعون نے نہ مانا تو غضب ہو جائیگا لیکن حکم صاحبقران سے مجبوری تھی بصیر جادو کو زنبیل
سے نکالا اور رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی اپنے کو اسیر پاکر سمجھا کہ دن بھر کی ہین
خواب بھی نہین اچھے دکھائی دیتے آنکھین بند کرلین خضران نے آواز دی کہ یہ خواب
نہین ہے اب ذرا چونک کہ نصیبا تیرا سویا چاہتا ہے مین ہون ملک الموت تیرے جان کا
یعنی خضران بن عمرو او ملعون تو نے نہبت پریشان کیا تھا لیکن مینے تجکو گرفتار کیا کہتا ہے
شناخت پروردگار عالم کے بارے مین طوفان بن سرکش نے آواز دی کہ آپ بیکار پوچھتے
ہین یہ خاص بندے ہین خداوند الوان کے اگر آپ مار ڈالئیگا روح انکی فریاد
کرتی ہوئی جائیگی وہ دوسرے پیکر مین اوس روح کو اوتار دینگے اور اس سے زیادہ
مرتبہ انکا ہوگا یہ چولا پرانا ہوگیا ہے اب نیا ملیگا یہ ہم ایسے کچے نہین ہین کہ ڈر کر مسلمان
ہو جائین انکا خداوند گویا ہے جو چاہتے ہین کہتے ہین جو چاہتے ہین سن لیتے ہین ہر بات کا
جواب حسب دلخواہ ملتا ہے گناہ اوسیوقت عفو ہو جاتے ہین قصاص وہان ہے ہی نہین
بصیر جادو نے دلمین کہا کہ یہ گو خدا پرست ہوگیا ہے مگر باتین راستی کی کرتا ہے کہا کہ ہزار
ہا مین ہون تو نام پر خداوند الوان کے نثار ہین صاحبقران طوفان کیطرف دیکھکر مسکرائے کہ مین تمہاری
ثنا یہ بطور اشاری سمجھتا ہون ابھی آئین اسلام کی اچھی طرح واقف نہین ہوئے ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ کسیکو بہکادے
اور راہ پر نہ آنے دے فرض یہ ہے کہ ہر طرح سمجھائے جب کسی طرح نہ مانے تو مجبوراً قتل کرے نہ کہ

قتل کے واسطے اور آپ کسی مطلب کے واسطے بہکا دے کہ وہ راہ پر آتا ہی ہو تو نہ آئے اسلیے بعد مجبا طلب ہوئی
بصیر جادو کی طرف اور فرمایا کہ اے بصیر جادو تیری ترکی تمام ہو چکی جتنے انتظام تو نے کیے تھے
ہر چند کہ وہ ایسے تھے کہ جو ہمارے لگائے بسیر نہ آسکتے کیونکہ تو ساحر ہے اور ہم نام سحر سنتے ہیں یہ بھی نہیں
جانتے کہ سحر کیسے کرتے ہیں مگر یہ اوسی حافظ حقیقی وقادر مطلق کا فضل تھا کہ جسکی مدد سے صاحبقران
نے ہر جا آب و آتش کو سرد کیا اور ماہیان خوش تقریر و شعلہ افروز جادو کو مار کر تجھکو گرفتار کیا
اب تجھے پروردگار عالم کو پہچاننا چاہیے اور الوان پر ہزار ہزار لعنت کرنا چاہیے کہ وہ کافر
سبکو گمراہ کیے ہوئے ہے اتنے ہم کہتا ہوں نہیں اوسی خدا ئے برحق کی جسنے مجھے پیدا کیا اس مرتبہ پر
پہونچایا اور تجھکو ذلیل و خوار کر کے دکھایا کہ اب بھی تو اس دین برحق کیطرف مائل ہو اور الوان سے
دست بردار ہو تو میں تجھے ہر گز نہ قتل کروں اور آپ تا حیات اند بار رہنا معہ لشکر گوارا کرونگا چاہے اسی
حالت میں قتل ہو جاؤں اس تقریر سے صاحبقران کی طوفان کا دل بھر آیا اور رونے لگا کہ ایسے
بھی با خدا ہوتے ہیں لیکن دل بصیر جادو کا ایسا سیاہ و سخت تھا کہ نرم نہ ہوا اور زنگ کفر نہ مٹا اور
جواب لکہا اسنے کہ اگر آپ اپنے مذہب میں قوی الاعتقاد ہیں اور ثابت قدمی ظاہر کرتے ہیں تو میں بھی
اپنے ایمان پر سے جان نثار کرنیکو موجود ہوں آپ شوق سے مجکو قتل کیجیے اگر میری خداوند میں کچھ قدرت ہے
تو وہ پھر مجھے زندہ کریگا بس یہ سنکر صاحبقران برہم ہو گئے اور حضرت ان سے فرمایا کہ یہی واجب القتل
ہوا پہلے شرکت نفس اسیلیے تو میں شامل رہتے طوفان تو خوشی ہوا کہ اگر یہ ملعون یکلخت ہی مسلمان ہو جاتا
تو امیر با تو پھر اسکو چھوڑ دیتے مگر شکر ہے خدا کا کہ اس ملعون نے بہانہ بہی نہ کیا صاحبقران بہی دل میں
شکر کرتا ہوا بصیر کو لیکر بیرون بارگاہ آیا لیکن ساتھ ہی طوفان جادو نے کہا اے خواجہ ابہی اسکو
قتل نہ کرنا پہلے آنکھیں اسکی نکال لو اوسکے بعد قتل کرو ورنہ کوئی قیامت تک بینا نہو سکیگا خواجہ
نے کہا کہ خوب یاد دلایا تمنے مجھے خواب میں والد ماجد بہی سمجھا گئے تھے لیکن میں اسوقت عجلت میں
بھول گیا تھا خواب میرا صحیح تھا یہ کہکر بیرون بارگاہ آکر آنکھیں نکال لیں اور جلاد کے حوالے کیا
جلاد نے اک ہاتھ گردن پر مارا کہ سر بصیر جادو کا کٹ گیا بس مرنا تھا اسکا کہ اک آندہی چلی زمین
کو زلزلہ پیدا ہوا خاک اوڑنے لگی برف باری آتش باری دیر تک رہی جسوقت لاشہ پھڑک کر
سرد ہوا اور روح نجس بصیر کی وادی البرہوت کے روانہ ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوے
پھر خاک اوڑا کر یہ کہتے ہوئے روانہ ہوے کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من بصیر جادو بود
حیف مردیم و جاندادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم اب لاش تو اسکی اوٹھوا کر قریب پہنکوا دے اور
آنکھیں لاکر نذر صاحبقران کیں اور عرض کی کہ اب طلب فرمائی اون لوگون کو جو سحر سے
نابینا ہو گئے ہیں اگر اس وقت کوئی شخص موجود نہو گا تو پھر وہ قیامت تک نابینا رہیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ اون لوگون کو جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ جسکو آنکھیں
اپنی روشن کرنا ہوں وہ آئے اگر اس وقت نہ آئیگا تو پھر قیامت تک بچتا ئیگا یہ مژدہ
سنتے ہی یہ حالت ہوئی کہ جو جس حال میں تھا اوٹھ کھڑا ہوا ٹٹولتا ہوا راستہ
بارگاہ صاحبقرانی کا پوچھتا ہوا روانہ ہوا جو سردار تھے اون کو تو لوگ ہاتھ پکڑ کر
لے آئے لیکن بیچارے غریبوں کو کون پوچھتا ہے انکا فریاد رس تو وہی پروردگار عالم
ہے لیکن بیچارے لڑکھڑاتے گرتے پڑتے کوئی خیمہ کی طناب میں اولجھکر گرا کوئی گسکے

گھوڑے پر جا پڑا اک غدر سا ہو گیا کہ جلدی چلو لیکن وہان بارگاہ سے دنگل کرسیان وغیرہ سب ہٹوا دی گئین سواد و کرسیون کے کہ جنپر بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام متمکن ہوئے بسبب تنگی جا کے زمین کا فرش کر دیا گیا سرداران بینا اس انتظام پر معین ہوے کہ جا کر سردارون کو لائین اور حلقہ باندہ کر بٹھائین ہر چند کہ بارگاہ بہت وسیع ہے لیکن اتنے دنگل کرسیان کہان سے آئین کہ تمام لشکر کو دی جائین اور اس سامان کے ساتھ لشکر بارگاہ مین جمع ہو غرضکہ سردار آنے لگے کوئی تو شہنشاہ گوہر کلاہ کو لئے چلا آتا ہے اور کوئی آصف انجم طلعت کو کوئی اشد ثانی کو کوئی داراب کشور کشا کو کوئی تورج یزدان پرست کو کہان تک نام لئے جائین سب سرداران لشکر اسلام کو لا کر حلقہ باندہ کر بٹھالا جب آ گئے صاحبقران باقبال سے عرض کی کہ سردار لشکر جمع ہو گئے ہین امیر ثالث نے فرمایا کہ اہل لشکر کو بھی تو لاؤ وہ بندگان خدا انہین پر جب تک سب نہ جمع ہو لین اوس وقت تک تمہ صحبت نہ کرنا اب لوگ جا جا کر اہل لشکر کو لانے لگے جو لوگ راستہ مین گر گر پڑے تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا کسی کا پاؤن چھل گیا تھا کسی کے سر مین چوٹ آئی تھی یا تو وہ لوگ کہہ رہے تھے کہ غریبون کو کون پوچھتا ہے امیرون کے سب خبر لیتے ہین اب جو لوگ اگر ہاتھ پکڑ پکڑ کر لے چلے کہ صاحبقران یاد فرماتے ہین سب دعائین دینے لگے کہ خدا ایسے سردار کو برقرار رکھے جیسے ہمارا اقبال بھی مثل اپنے ہے کیون نہو ایسے تھے جبتو خدا نے اس رتبہ عالی کو پہونچایا ابھی ہماشما ہوتے تو زرا سی عزت مین پھول جاتے سب کو بھول جاتے غرضکہ ہزارون دعائین دیتے ہوئے تعریف کرتے ہوئے چلے یہان تک کہ سب آ کر بارگاہ مین جمع ہوئے پھر امیر با توقیر سے سب نے عرض کی کہ اب اہل لشکر بھی آ گئے کوئی باقی نہین ہے فرمایا پھر تلاش کر لو ایسا نہو کوئی رہجائے تو اوس سے آنکہہ نچی ہو نگاہ نہ چار ہو سکے حسب تاکید پھر عیاران اسلام گئے اور جا کر ایک ایک گوشہ تلاش کیا اور آ کر عرض کی کہ حضور ایک ایک خیمہ ایک ایک راوٹی ہر گوشہ دیکھ لیا ہے اب کوئی اندہا وہان نہین ہے ادہر طوفان نے عرض کی کہ اب جو حضہ نظر ماتے ہین تھوڑی شاخین اور باقی ہین اگر یہہ بھی گذر جائینگی تو پھر کچھ نہو سکیگا صاحبقران نے فرمایا کہ میرے غرض یہہ تھی کہ کوئی باقی نرہے اب اختیار ہے اپنا عمل کرو تاکہ آنکھین روشن ہون اے طوفان تمنے تو مجکو دکھا مین بھی تو تمہین دیکھون اور اتنے روز گذرے اس قدر گھبراہٹ نہ تھی جو اس وقت ہے امید بھی کیا چیز ہوتی ہے طوفان نے عرض کی کہ ابھی ایک بات اور باقی ہے وہ یہہ کہ جو لوگ صاحب بصیرت ہین اونکو دہوان ان آنکھون کا مضر ہے اگر چشم نابینا اس دہوئین سے روشن ہو گی تو چشم بینا کور ہو جائیگی اور پھر تا قیام قیامت روشن نہ ہو سکیگی خضران بن عمرو نے کہا کہ اے طوفان یہہ بھی خوش نصیبی ہماری ہے کہ تم مطیع اسلام ہوئے ورنہ یہہ بات ہمین بھی نہ معلوم تھی امیر تو آج سے بینا ہو جاتے اور ہم ابد الآباد کے واسطے اندہے ہو جاتے خضران نے کہا کہ خواجہ بیم سحر خداوند ساحران الوان جادو کا ہے اوسی نے اس کو بنا کر بھیجا ورنہ بصیر جادو کی یہہ لیاقت نہتھی کہ سحر در سحر ترکیب دے سکے یہہ دہوئے پر دہوئے کا

انکو ان ہی کا کام ہے جب تو وہ خداوند بنا بیٹھا ہے خضران نے کہا کہ بیر غور کون کریگا طوفان نے عرض کی کہ یہ کام میرا ہے اب آپ اون لوگون کو لیکر یہان سے چلے جایئے جنکی آنکھیں روشن ہین خضران نے قیصر عاد و رستم خان و موت بن شارق و فضل بن گیا ہو اسی طرح تمام سرداروں کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی جانب چلے گئے اور ہوا کے رخ سے بچکر منہ لشکر صاحبقران کی طرف سے وہان طوفان بن سرکش جادو سے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے آنکھین تو نہ جاتی رہینگے طوفان نے عرض کی کہ جی نہین مین رد سحر اس بخور کا جانتا ہون اسلئے مالک کو وہ قضا و قدر و بتخانہ سامری ہون اگر میری آنکھین ضرریاب بھی ہوتین تو مین آنکھون سے یہ خدمت بجالاتا چشم پوشی نہ کرتا حق تعالے انکو چشم زخم سے محفوظ رکھے یہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے کاجل پارا اور وہ اپنے آنکھون مین لگایا بعد اوسکے آنکھون کو بصیر جادو ریزہ ریزہ کرکے بہت سے بخور مین ملایا کہ جو تمام لشکر کو کافی ہو جائے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور خاموش ہوکر بیٹھیں مین بخور کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ پہلے بادشاہ کی آنکھین روشن کر دکہ وہ چشم و چراغ دین اسلام ہین بادشاہ نے فرمایا کہ نہین پہلے صاحبقران کی آنکھین روشن کرو چشم ما روشن دل ما شاد مجھے اپنی فکر نہین ہے کیونکہ ہم اندھون کے لانیوالے ہین طوفان نے عرض کی کہ آپ دونون صاحب برابر ہی تو تشریف رکھتے ہین مین ساتھ ہی آنکھین روشن کرتا ہون یہ کہکر طوفان نے وہ بخور جسمین ریزہ ہائے چشم بصیر جادو شامل تھے منقل پر ڈالے گوگل لوبان صندل وغیرہ یہ سب چیزین جلیں اور دھوان اونکا آنکھون مین بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام کے لگا کہ آنکھون سے چند قطرے ٹپکے اور یہ معلوم ہوا کہ اک چادر سیاہ آنکھون پر سے ہٹ گئی اور روشنی ہوگئے طوفان نے سلام کیا بادشاہ و صاحبقران نے دعا دی اور نظر کی اپنے لشکر و سرداران لشکر پر سب کی حالت پر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اپنی حالت کو تصور کیا لیکن طوفان نے اب چار چار اور آٹھ آٹھ سرداروں کو برابر بٹھا کے بخور دینا شروع کیا جس طرح الھاڑی پر پہلوان لوبان سلگاتے ہین اب سردار بینا ہونے لگے مگر کیا خوش نصیب تھا طوفان بن سرکش جادو کہ جس کی آنکھہ کھلی اوسنے پہلے اوسی کی صورت دیکھی جب سردارون سے فرصت ہوئی تو اہل لشکر کو برابر سے سو سو کو بٹھا کر بخور منقل پر ڈالا اور ایک طرف سے دوسری طرف برابر چلا گیا پرے کے پرے اور صفین کی صفین اور یون کی بینا ہو ہو کر صاحبقران کو دعائین دیتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور اپنے اپنے خیمہ کی طرف چلے شام تک سب بینا ہو گئے اب طوفان بن سرکش نے سرداران بینا اور خضران بن عمرو کو اطلاع کی کہ تشریف لایئے سب حاضر بارگاہ ہوئے امیر و بادشاہ اسلام گلے ملکر بہت روئے ہچکیان بندہ گئین بعد اوسکے صاحبقران عالی شان ہر سردار کو گلے لگا کر بہت روئے بارگاہ مین ایک کہرام تھا خضران قدمون سے لپٹا رو رہا تھا اک پہر کامل یہی حالت رہی بعد اسکے قیصر عاد نے سلام کیا پوچھا صاحبقران نے یہ کون ہے قیصر عاد نے عرض کی یہ وہی غلام ہے جس کو حضور نے زمانہ کور چشمی مین زیر کیا تھا قیصر عاد میرا ہی نام ہے اب تو صاحبقران نے غور سے اسکی طرف دیکھا کہ بڑا سردار ہے

اوس وقت نہین معلوم کس ولولہ تھا کہ مین نے اتنی جلد اسیر کر لیا ورنہ لائق اسکے یہہ سردار نتھا
بعد اوسکے جالوس عاد بہرام عاد سالوس عاد صمصام عاد قمقام عادان سب نے
قدمبوسی حاصل کی اور صاحبقران نے انکو دیکھا اوسی وقت خلعت طلب کرکے ان
تازہ مسلمانون کو معہ طوفان بن سرکش کے خلعت سے سرفراز فرمایا اور ایک خلعت
بہت بہاری حضرت ان کو عنایت کیا نذرین بالفعل موقوف رہین حکم ہوا کہ اس سے زیادہ
خوشی اور مسرت کا کونسا دن ہوگا ہم چاہتے ہین ایک جلسہ ہو تین روز تک اور سامان عیش
ونشاط مہیا ہون پہلے روز نذرین گذرین اور دوسرے روز رقص وغنا تیسرے روز جلسہ خاص
ہو جس مین فقط خواجہ حضرات نے بجائین یہہ حکم ہوتے ہی سامان جشن ہونے لگا اوس
روز تو شب راحت سے بسر کی صبح دوسرے روز پہلے بارگاہین اوکہاڑ دیگئین کہ اونپر خاک
جم گئے تھے جالے لگے ہوئے تھے مثل چشم کور بے رونق ہو رہی تھین کون دیکھنے والا تھا کہ
درستی ہوتی جزبیل عادی نے فراشون کو طلب کرکے بارگاہین صاف کرا کے پھر سے
نصب کرائین اور مقبل ثالث کے سپرد روشنی کا انتظام ہوا ہر طرف تنگر بندی ہونیلگی
بارگاہون کی آراستگی کا تو کیا بیان کیا جائے صحرا تک جگر جگر کرنے لگا درخت تمامی سے
منڈہے گئی قندیلین آویزان ہوئین بادلا شاخونپر لٹکایا گیا دوکانداروں نے دوکانین
آراستہ کین لوگون نے غسل کرکے لباس فاخرہ پہنے ہر طرف لطف نوروز حاصل تھا
کہ ہر شے جو بدلنے کے لائق تھی بدلی جارہی تھی لوگ آپس مین گلے مل رہے تھے یہانتک
کہ شام تک سب تیاری ہوئی اور اب روشنی ہونے لگی تمام صحرا تا بطاق روشن ومنور
ہوگیا فلک چشم انجم سے نگران تھا چراغان کی بہار دیکھہ رہا تھا جنگل مین منگل نظر آتا تھا
ہر خیمہ مثل حجلہ عروس آراستہ تھا جہاڑ فانوس کنول سب روشن تھے فرش عمدہ کیا
ہوا تھا اہل عملہ نئی وردیان پہنے ہوئے دوڑتے پہرتے تھے مصروف انتظام تھے انتہا
یہہ ہے کہ اصطبل تک آراستہ کئے گئے تھے ہر چند کہ ضرورت ایک مرکب کی تھی مگر
جس کے پاس جتنے گہوڑے تھے سب سازویراق سے آراستہ کھڑے تھے سائیس کارچوبی
وردیان پہنے ہوئے باگین پکڑے کھڑے تھے انہون نے بہی اپنے اپنے راوٹی کو اپنی
حیثیت وطبیعت کے لائق آراستہ کیا تھا کسی نے چراغ گہر وسی رنگ کر جلائے تھے
پہول جنگل کے شاخون سمیت لاکر آبخورون مین گلدستہ بنا کر لگائے تھے خواص
خاصیان لئے ہوئے در بارگاہ پر استادہ تھے کہ مالک برآمد ہو اور سواری چلی تو
ساتھ ہولین ہر طرف سے خوشبو چلی آتی تھی کہین مشک کہین عنبر کہین عود سلگ
رہا تھا کم حیثیت والون نے لوبان ہی سلگا کر دماغ کو خوش ومسرور کر لیا تھا رئیسون نے
قرابے عطر کے لنڈہا دیئے تھے کہ ہوا جس خیمہ سے ہو کر نکل گئی دماغ جان کو معطر کردیا
ہر گلی کوچہ اس طرح آراستہ تھا کہ چوک کا لطف ہر مقام پر حاصل تھا دوکانداروں نے
دوکانون کو نہایت سلیقہ سے سجا تھا گلوری والون نے دوکانین قطعات وتصاویرات
سے مزین کی تہین پوشاکین عمدہ پہنے ہوئے بیٹھے تھے مٹھائی والون کے خوانچہ عجب عجب صنعت سے
بنائے گئے تھے کہ صورت عمارتون کی پیدا ہوتی تھے علاوہ معمولی مٹھائیون کے عجب عجب

جانورون

چیزین بنائی گئی تہین کہ شکلی صورت و ذائقہ سے غربا کا تو کیا ذکر امرا بھی آگاہ نتھے پکوان تیار تھے بازاریون کا دوکانون پر ہجوم تھا ہر شے خرید کر رہے ہین مزا چکہتے سے خانہ بدوشون سے کیہ کسان تھا جو کہین لیجاکر بیٹھتے اہل و عیال کو دیتے ساقیون تنبولیون کے تخت برابر ایستادہ تھے یارون نے مجمع دائرہ بجا بجا کر نشہ باز گا رہے ہین دم پڑھ رہے ہین کوئی یہ شعر پڑھتا ہے شعر

	بی بی ساقن دم کی خیر رہے	شعر	ہمہین محروم دم بغیر رہتے	

کہین برابر سے چاندی بازار کہلا ہوا ہے روشنی کے سبب سے سات کو دن کا گمان ہے ظروف نقرئی و زری جلا جل کر رہے ہین روز بہار و امرا لشکر خرید رہے ہین ایک ایک پیسے کے چار چار دیتے ہین دوکاندار نہایت خوش و مسرور ہین ایک رنگ سے ہر گلی کوچہ لشکر کا آراستہ ہے بہروپیے روپ بدلے ہوئے شکلین مختلف بنائے ہوئے پھر رہے ہین دوکاندارون سے انعام لیتے ہین کہین سوانگ اپنے کرتب دکہا رہے ہین کسبی مداری تماشا کر رہے ہین اک عجب ہنگامہ عشرت انگیز ہے ہر سردار کے خیمہ مین محفل رقص و سرود کا سامان موجود ہے ادنے درجہ والون نے بھی چندہ کر کے ایک ایک تنی لگائی ہے ہر طرف قہقہے اور چہچہے ہین جس مقام پر ہو کا عالم تھا وہی آج گلزار پر بہار ہو رہا ہے طوائفین جو پہلے مجرے کے واسطے جا رہی ہین سماجی ہمراہ ہے ایک ایک زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ ہے جس وقت نو بجے بادشاہ اسلام برآمد ہوئے سب سردار در دولت پر دیر سے حاضر تھے اول سلام صاحبقران عالی شان کا ہوا بادشاہ نے سینے تک لا کر جواب دیا کہ تمہارے جگہ دل مین ہے بعد صاحبقران کے اور سردارون کے سلام ہوئے بادشاہ سب کو پلکون کے اشارے سے جواب دیتے ہوئے بارگاہ کے جانب روانہ ہوئے صاحبقران پایہ تخت تہامے ہوئے بارگاہ تک آئے بادشاہ تخت رواں سے اوتر کر مسند جواہر نگار پر متمکن ہوئے آج عجب شان ہے بادشاہ کی کہ تاج شاہی بر سر و چار قبہ شاہنشاہی در بر چونہ بال ہما کا ہوتا ہوا نگاہ روبرو کے صدائین بلند اول نذر صاحبقران کی گذری بعد صاحبقران کے شاہنشاہ گوہر کلاہ نے نذر دی انکے بعد حسب مراتب ہر سردار مثل عین الزمان نور الزمان تورج یزدان پرست خورشید تاجدار اسد ثانی وغیرہ نے نذر دی جب امرا نذر دے چکے تو اور سردارون کے نوبت آئی قضل بن گیا ہور خون آشام موت بن سارلیق ورقائے زنخیرہ خوار منظر بن ضیغم خون آشام قارن بلند کمان لیکن ان سب سے پہلے لندہور ثانی کے نذر گذری تھی کہ یہ بھی حکمت پا چکے ہین آخر مین سرداران نو مسلم مثل قیصر عاد بہرام عاد جالوس عاد وسابوس عاد و ضمضام عاد و ضمقام عاد طوفان بن سرکش جادو سب کی نذرین قبول ہوئین اور خلعت عنایت ہوئے اب سرداران اولوالعزم رخصت ہونیلگے پہلے صاحبقران باقبال رخصت ہوئے اور اپنے خیمہ مین آئے بعد صاحبقران کے ترتیب وار نذر دے دیکر رخصت ہوئے کشتیان اور خلعت حسب حیثیت بادشاہ کی طرفسے سبکو عنایت ہوئے صاحبقران کو تو بادشاہ اسلام نے اپنے ہاتھ سے خلعت عنایت فرمایا اور عزیزون کو صاحبقران نے خلعت پہنایا باقی سردارون کو لندہور ثانی

سب کے ہاتھ سے خلعت ملی یہ سب عطیہ بادشاہ ہی کی جانب سے تھا لیکن سرداران اولوالعزم اس غرض سے
رخصت ہوآئے ہین کہ جو لوگ جس کے خاص ملازم ہین وہ اوسکو نذرین دین اول صاحبقران
با اقبال بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بارگاہ گوہر بار مین تشریف لائے اور جو لوگ رفیقان خاص
سے انکے تھے اونہون نے نذرین دین خضران نے نذرین انکی لیکر داخل زنبیل کرنا شروع
کین صاحبقران نے سبکو مخلع کیا آخر مین خضران نے نذر دی صاحبقران نے
نذر قبول فرمائی اور ایک لاکھ زر سرخ مع خلعت عنایت فرمایا کیونکہ بڑا کام کیا تھا خضران
نے یہہ روز سعید اسیکی کوشش سے دیکھنے مین آیا ہے ورنہ سب شل دیوار تھے اسی طرح
ہر سردار کے ملازمین نے اوسکو نذر دے ہر افسر کو اوسکے ماتحتون نے نذر دی اور حسب
حیثیت انعام پایا جب سردار نذر بادشاہ اسلام سے فارغ ہوئے تو نوبت عیارون کی
آئی سب سے پہلے خضران کی نذر گزری بادشاہ اسلام نے نذر قبول فرماکر بہت بھاری خلعت
عنایت فرمایا اور فیروزہ ثالث نے یہہ خلعت اونکو پہنایا اور دو لاکھ زر سرخ عنایت ہوئے
سب لیکر آپنے نذر زنبیل کئے لیکن وہ اشرفیان اور جواہر جو بادشاہ کو نذر دیا گیا تھا اک رقم
کثیر تھی اور حق تھا یہہ فیروزہ کا خواجہ خضران نے جو دیکھا منہ مین پانی بھر آیا دل مین کہا
کہ محنت ہم کرین اور مزے یہہ جوانا مرگ کرے کسی تدبیر سے یہہ روپیہ لینا چاہیئے چونکہ بعد
خضران کے منصب فیروزہ کا تھا یہہ جلدی سے باہر بارگاہ سے نکلا اور اپنے خیمہ مین
آکر چند اشرفیان صندوقچے سے نکالکر لیچلا بس جیسے ہی خیمہ سے نکلا اک ناریل زمین پر پڑا تھا
اوسکی ٹھوکر لگی اور خاک اوڑی فیروزہ نے غصہ سے ایک ٹھوکر اور دی کہ یہان کسنے
یہہ ناریل پھینکا ہے ٹھوکر پڑتے ہی ناریل پھٹا اور فیروزہ چھینک مار کر گرا آپ ناریل سونگھی
راہ مین رکھکر پوشیدہ ہلور ہے تھے اسکو تو اوٹھاکر خیمہ مین ڈالدیا اور وہ صندوقچہ جس مین سے اشرفیان
فیروزہ نے نکالی تھین جانا کہ اسمین اور رقم ہوگی نذر زنبیل کرلیا اور ہیئت اپنی فیروزہ کے
بناکر بادشاہ کو نذر دی بادشاہ نے حسب دستور نذر اسکی بھی قبول فرمائی اور خلعت سے
سرفراز فرمایا عرض کی کہ یہہ روپیہ تو میرا حق ہے میرا بسے حفاظت سے رکھہ نہ آوے کیونکہ
خواجہ سلامت ذرا بری نظر سے دیکھتے ہین انشا تھنو کہ نظر اونکی اسپے لگا جائے بادشاہ نے
فرمایا کہ تمہارا مال ہے چاہے ابھی لے جاؤ چاہئے جب لیجاؤ آپ نے وہ روپیہ اشرفی کہ قریب
پانچ لاکھ کے تھی اک چادر مین باندھ کر جلدی سے باہر آکر نذر زنبیل کرلیا اور جلدی
سے خیمہ صاحبقران کیطرف روانہ ہوئے جاکر اپنے منصب کی موافق کرسی ہدیہ پر
بیٹھ رہے صاحبقران سے عرض کی کہ مین شاہ عیاران ہون یا نہین فرمایا بیشک
کہا صاحبقران سے گواہ رہئے گا صاحبقران نے فرمایا کہ گواہی کس بات کی کہا
اپنے قول کی صاحبقران نے فرمایا مین کب اپنے قول سے برگشتگی کی ہے جو تم سکیا ہی ہو
عرض کیا اک مطلب ہے تھوڑی عرصہ کے بعد کہونگا جب نذرین گذر چکین اور عیار واپس آئے
صاحبقران سے عرض کی ذرا تکلیف حضور کو ہوگی سامنے بادشاہ اسلام کے تشریف لے چلئے صاحبقران
نے فرمایا کیا کام ہے بیان تو کر خضران نے کہا کہ کچھ تو ہے جو آپکو بڑی تکلیف دیتا ہون
صاحبقران خاموش ہورہے اور ہمراہ خواجہ ثالث کو لئے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام مین پہنچے شاہ اسلام نے

فرمایا کہ یہہ خلاف وقت آنا کس غرض سے ہوا عرض کی کہ یہہ ہمراہ لانے مین خضران سے بادشاہ نے
فرمایا کہ کیون خواجہ کیا مطلب ہے خضران نے عرض کی اک گستاخ بات پوچھونگا خطا عفو ہو تو عرض کرون
فرمایا کہو کیا کہتے ہو خضران نے عرض کہ حضور بادشاہ لشکر اسلام ہین یا نہین بادشاہ ہنسے اور فرمایا
کہ تم نہین جانتے ہو عرض کی کہ اسی طرح مین شاہ عیاران ہون یا نہین بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ بیشک عرض کی کہ اب تمام عیارون کو چاہیے کہ مجھے نذرین دین بادشاہ نے فرمایا کہ بیشک ضرور چاہیے
عرض کی کہ اگر کوئی پہلو تہی کرے تو مجھے سزا جزا کا اختیار ہوگا صاحبقران اسکی طبیعت سے واقف تھے
کہ طمع مین زبردستی جرمانے کریگا فرمایا کہ جرمانہ حیثیت سے زاید نہ کرنا خضران نے کہا آپکو اسمین
کچھہ دخل نہین ہے مین اپنے ملازمین کا اختیار رکھتا ہون ابھی آپ فرما چکے ہین کہ تو شاہ عیاران ہے
اور اسکے پہلے مین قول آپسے لیچکا ہون جو بادشاہ ہوتا ہے کوئی اوسکے کامون مین دخل دیتا ہے
صاحبقران خاموش ہو رہے اور خواجہ سلامت اپنے خیمہ مین آئے بانہماے عیاری تن پر آراستہ
کئے اور کلاہ عیاری مین اک کلغی لگاکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے کہ وہ تخت بھی تو ٹوٹا ہوا خدا جانے
کسی سے مانگ لائے تھے یا کہین سے لوٹ مین پایا تھا اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران آج روز سعید ہے
نذرین دو ہمکو یہہ سنتے ہی سب سے پہلے قران ثالث نے نذر دی آپنے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور
اک طرہ سال سوت کا عنایت کیا قران نے خلعت فاخرہ سمجھکر کاندھے لٹکا لیا اور ادب سے
پیچھے ہٹے بعد اسکے سرہنگ ثالث برق ثالث گلباد ثالث کلباد ثالث سمک ثالث
برق ثالث وغیرہ سب نے نذرین دین کسی کو طرہ کسی کو ازکار رفتہ پاتابہ کسی کو بیکار سی قطورہ جو
نئے کسی مصرف مین آنے کے لائق تھی وہ بجاے خلعت عنایت کی اور جسنے نذر اچھی دی اوسکی پشت پر
ہاتھہ پھیرا اور جسنے کمی کی ساتھہ نذر دی اوسکو برا بھلا کہا وہ خلعت بھی نہین دیا جو قران وغیرہ
کو دیا تھا غرضکہ جب سب نذر دے چکے تو پوچھا کہ یہہ دونون جوانا مرگ یعنے چالاک ثالث و
فیروزہ ثالث کہان ہین ابتک نہین آئے نسبت غرور انکو ہوگیا ہے خیر سمجھا جائیگا فیروزہ پر تو
ایک لاکھہ روپیہ جرمانا کہ یہہ بڑا دولتمند ہے بادشاہ کا نوکر ہے اور چالاک ثالث پر
پچاس ہزار اور اگر ادا نکرے تو سو کوڑے کہ کھال تک جسم پر نرہے یہہ فرماکر دربار برخاست کردیا
لیکن وہان فیروزہ جو بعد دو پہر کامل کے ہوشیار ہوا اپنے کو خیمہ مین پڑے ہوئے دیکھا سوچا
کہ یہہ کیا ماجرا ہے مین تو پہر رات رہے آیا تھا کہ اشرفیان لیلون تو بادشاہ کو نذر دون باہر
خیمہ سے ٹھوکر کھاکر گرا تھا پھر یہان خیمہ مین کون ڈال گیا اور اب تو صبح تک مین بیہوش
پڑا رہا کچھہ نہین یہ انہین حضرت کا کام تھا جیب مین جو ہاتھہ ڈالا تو اشرفیان ندارد
خیال ہوا کہ شاید کہین گر گئی ہونگی خیر دیکھا جائیگا اور نکال یون صندوقچہ دیکھا تو وہ بھی خالی ہے
ایک حبہ نہین اب تو یہ سر پیٹنے لگا کہ کس سے مانگنے جاؤن اور کہان سے لاکر
نذر دون وقت ایک تو گذر ہی چکا خفگی ضرور آئے گی مگر خیر آخیر ہی مین سہی ناغہ
تو نہو ایسا نہو کہ خلعت سرفرازی سے بھی محروم رہجاؤن اور اگر عتاب آیا تو
نوکری بھی گئی جھپٹ کر اک مہاجن پاس گیا اور چند اشرفیان اوس سے
قرض لیکر دوڑتا ہوا چلا کہ بادشاہ کو نذر دون لیکن وہان خواجہ سلامت سرنے
جس وقت دربار برخاست کیا تو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور عرض کی

کر دیکھئے حضور چونکہ آپکے ملازم ہین تومیان فیروزہ کو اب یہ غرور ہوا ہے کہ ہمکو نذر دینا
عار سمجھے اور نہین آئے اور صاحبقران سے کہا کہ اوسکو نینے چالاک ثالث کو دیکھئے کہ
اوس جوانا مرگ نے بھی نذر نہین دی قسم کہاتا ہون آپ ہی کے قدمون کہ دونون پر
معقول جرمانہ کرونگا بلوائیے دونون کو بادشاہ نے فیروزہ کو طلب فرمایا کہ جب سے
تم اپنا روپیہ رکھنے گئے ابھی تک واپس نہ آئے نہ شاہ عیاران کو نذر دینے گئے
وہ تجھسے ناراض ہین جلد نذر لے کر حاضر ہو اور اونکو خوش کرو چوبدار یہ پیغام لیکر
جانے ہی والا تھا سامنے سے فیروزہ دوڑتا ہوا نظر آیا چوبدار نے کہا جلد جلد چلو
جہان پناہ یاد فرماتے ہین فیروزہ حاضر ہوا اور نذر دکہائی بادشاہ نے مسکرا کے نذر
لیکر [illegible] فرمایا کہ یہ دوسری نذر کیسی اب تو فیروزہ اور پریشان ہوا اور خواجہ سلامت
بولے [illegible] اے حضور روپیہ جو بہت سا ملا ہے تو طمع بڑہی کہ نذر دون پہر ملیگا ہمسے
[illegible] تھا ہمین ایک مرتبہ بھی نذر نہ دی فیروزہ نے عرض کی کہ مین جیسے گیا ایک
ایسی آفت [illegible] ہوا کہ اوس سے کیا عرض کرون مین حاضر ہی کہان ہوا کہ نذر دیتا بادشاہ
اسلام نے فرمایا [illegible] نہین آیا تو ہمین نذر کس نے دی تہی کیا تیرا ہمزاد تہا خضران نے
کہا فرمانا [illegible] ایسے شخص سے جو شاہون پر تہمت رکھے اور جھوٹ بولے
[illegible] اور نہ لے مرے فیروزہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور
عرض کی کہ مین تو لٹ گیا نام تو لے نہین سکتا مگر حضور خود ہی سمجھ لین کہ سوا
اوسکے کون ایسا ہو سکتا ہے کہ نہ صندوقچہ مین کچھ باقی رکھا نہ جیب کی اشرفیان
رہین [illegible] دکہائی دو پہر خیمہ مین بے ہوش پڑا رہا ہین حضور کی خدمت سے
[illegible] تو حاضر ہوا ہون خضران نے کہا کہ دیکھیے یہ مجھپر اوکہیان
ڈر رہا ہے [illegible] نذر تو مجھکو نہین دی ہے تو چاہتا ہے اوسکی برأت کرون اور آپنے تو بجا فرمان
بالکل مجہسے [illegible] فیروزہ نے کہا واللہ ہے کہ مجھے خبر نہین کہ آپ نے دربار کیا تھا
دربار ہان ہمین نہین معلوم تو ہم اسکو کیا کرین کیون ایسے غافل سو گئے بادشاہ
رحم دل ہین تم ہمارے ملازم ہوتے تو آج ہی برخاست کر دیئے جاتے لیکن
ہمکو نذر نہ دینے کا ہمنے تم پر اک لاکھ روپیہ جرمانہ کیا اور پچاس ہزار اس تہمت کا جو
ہم پر رکہی فیروزہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا صاحبقران یہ سوچتے ہین
کہ ابہی تو کمبخت اتنا بڑا کام کرکے آیا کیا اسے جھٹ کون [illegible] عجب نالائق
حرکتین اسکی ہین سب حیران ہین کہ فیصلہ کیونکر ہو کسکو سچا سمجھے اور
کسکو جہوٹا جانیے اتنے مین چالاک ثالث حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہان پناہ
داد فیروزہ کی ملنا چاہیے خواجہ سلامت نے جیسے ہی دیکھا کہ فیروزہ
اندر خیمہ کے گیا ہے اک ناریل جیب سے نکال کر دروازہ خیمہ پر ڈالدیا اور خود
پوشیدہ ہو رہے جب فیروزہ خیمہ سے نکلا ٹہوکر لگی بے ہوشی اوڑی فیروزہ
گرا حضور نے اشرفیان جیب سے نکال لین اوسکو خیمہ مین ڈالدیا اسکے بعد
مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا کیون کر ہین چلا گیا تہا خضران نے کہا حضور یہ دونون مجھسے

مجھسے عداوت رکھتے ہین حضور آنکی باتون پر خیال نہ فرمائین ان دونون مین سے کوئی مجھے نذر دیتے نہین آیا
اب بادشاہ اسلام بھی کچھ سمجھے اور مسکرا کے فرمایا کہ خواجہ صاحب کا بیان لکھ لیا جائے کل ہم اسکا
فیصلہ کردینگے منشی نے بیان خضران کا قلمبند کر لیا۔ بعد اسکے فیروزہ کا بیان لکھا اوسکے بعد چالاک کی
گواہی لکھی خضران رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا فیروزہ کو جو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ تیری صورت بنکر
نذر کا روپیہ بھی بادشاہ سے لیگئے جو خاص تیرا حق تھا یہ سر پیٹنے لگا کہ مجکو مار ڈالا کہین کا نہ رکھا بادشاہ
اسلام نے دربار کیا مدعی مدعا علیہ مع گواہ حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمنے یہ فیصلہ کیا کہ خواجہ
ان دونون سے جرمانہ لین اور جرمانہ کا روپیہ بیشتر سے فیروزہ چالاک کو دیدیا تھا فیروزہ و چالاک نے
روپیہ حاضر کیا خضران نے بادشاہ اسلام کو ہزارون دعائین دین اور کہا شاہ و شہریار ایسے ہوتے
ہین کیا حق و ناحق کو پہچانا ہے اور کتنا سچا فیصلہ کیا ہے اگر ایسی عقل نہوتی تو اس مرتبہ تک کیونکر ہوتے یہ فرماکر
فیروزہ کا روپیہ تو نذر مین قبول کیا اور چالاک کا روپیہ رہنے دیا اور عرض کی بادشاہ اسلام سے گزارش جوانا
مرگ کو سزا دونگا وہ عیار پکا تھا اس سے مینے رعایت کی لیکن اوسکو ضرور سو کوڑے مارونگا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی جب باصرار بادشاہ اسلام نے فرمایا تو خواجہ تالث اس
شرط پر راضی ہوئے کہ خیر یہ روپیہ تو حضور کے فرمانے سے مین نے لے لیا اور خطا ان دونون کی معاف
کی لیکن مین بارگاہ مین چلتا ہون یہ دونون نذر بھی دین فرمایا خیر اسکا مضائقہ نہین ہے غرض کہ
خواجہ تو اوٹھکر بارگاہ آسمان جاہ مین اپنی آئے فیروزہ و چالاک حسب الحکم بادشاہ اسلام
نذرین لیکر حاضر ہوئے اور پندرہ پندرہ اشرفیان اور نذر دین آپنے فیروزہ کو اک طرہ جھومتے تارونکا
عنایت فرمایا کہ اسے کلاہ مین لگاکر سامنے بادشاہ کے جانا کہ اونہین بھی معلوم ہو کہ شاہ
عیاران کیسا دل چالاک ہے اور چالاک تالث کو اک بیٹا ہوا پاتا بہ دیا دونون دل مین کوستے
ہوئے پیش بادشاہ آئے بادشاہ اسلام نے جو طرہ فیروزہ کے لٹکتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ
خواجہ تم سے نہیت خوش ہوئے کہ خلعت عنایت فرمایا لیکن چالاک دل مین ہزارون
کوسنے دیتا تھا کہ خدا غارت کرے انکو کسی طرح انکی نیت سیر ہی نہین ہوتی اتنا روپیہ
نذر مین ملا اسقدر انعام عنایت ہوا اتنا روپیہ فیروزہ کا لے بھاگے پھر جرمانہ کرکے لیا
اوسکے بعد پھر نذرین لین غرضکہ پھر سامان جشن ہونے لگا آجکا عجیب جلسہ ہے کہ ہر سردار
کی بارگاہ کل سے زیادہ آراستہ کی گئی ہے اور سامان رقص و غنا ہو رہا ہے مگر بیجوار
بیابان نہ طاق کے جو مقامات تھے وہان سے طائفہ بلوائے گئے ہین خواجہ خضران
ارباب نشاط کے داروغہ بنے ہین جو طائفہ دس روپیہ کا ہے آٹھ پیٹلے کرتے ہین مگر
پچاس روپیہ سرکار مین لکھواتے ہین بلکہ فوراً وصول کر لیتے ہین خوب جیب گرم
ہو رہی ہے عیار اونکو دیکھ دیکھ کے جلے جاتے ہین چالاک تالث سے ضبط
نہو سکا آخرکار بادشاہ اسلام سے کہدیا کہ خواجہ سینکڑون روپیون
کے غبن کر رہے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آخر یہ جلسہ کسکے دم
سے ہوا۔ یہ اونہی کے بدولت جشن ہو رہا ہے اگر وہ جانفشانی کرکے مصیبر
جادو کو نہ مارتا تو انھین سب کی کیونکر خوشی ہوتین اور یہ خوشی کسطرح
نصیب ہوتی چالاک اپنا سا منھ لیکر رہ گیا الحاصل راوی بیان کرتا ہے کہ یہ

اتنا بڑا جلسہ ہوا ہی کہ صاحبقرانی بدیع الملک مین آجتک ایسا جلسہ نہوا تھا
گھر گھر ناچ ہی ہر شخص نے اسقدر خیرات کی ہی کہ فقیر مالا مال ہو گئے ہین کہان
کی تو یہ حالت ہی کہ بقول شخصے کتے اور کوے بھی نہین پوچھتے ہین ہر شخص بادہ
مسرت سے متوالا ہی جا بجا جلسہ مین جام شراب ناب کو گردش ہی ساقیان
سیمین ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار ہاتھو مین لئے ہوئے اشعار رندانہ
پڑھ پڑھ کر جام دیتے جاتے ہین لوگ جام پر جام پی رہے ہین آواز ہوشا ہوش
و نوشا نوش بلند ہی آج کا جلسہ عجب طرح کا جلسہ ہی کہ چراغان کی بہار
ثوابت و سیارگان فلک پر چشمک کر رہی ہی سارا صحرا جگمگا رہا ہی۔
بارگاہین مانند عروس شب اول کے آراستہ ہین لوگ تخلخین کے
رکھے ہوئے ہین اگر دان روشن ہین بارگاہ شہنشاہ گوہر نگاہ مین جلسہ صحبت رقص ہی
اور متوسلین اوسکے جمع ہین طلوا ایقان پری جمال مصروف رقص ہین ایکطرف
بارگاہ آصف انجم طلعت مین محفل رقص و غنا بھی آواز ساز آ رہی ہی ایک جانب
بارگاہ اسد ثانی مین جلسہ رقص ہی اور اوسکے متوسلین جمع ہین اسی طرح
ہر سردار کی بارگاہ مثل بارگاہ نوشاہ کے سجی ہوئی ہی ہر گھر شادی کا مکان معلوم
ہوتا ہی۔ جن سردارون مین باہم ارتباط زیادہ ہین تھوڑی دیر
ایک دوسرے کی محفل مین شریک ہوتا ہی جام ارغوانی سے ایک دوسرے
کی ضیافت کرتا ہی جام سلامتی ایک دوسرے کا پیتا ہی دو پہر تک یہ جلسہ
مستغرق رہا بعد دوپہر کے ہر سردار نے دربار کی تیاری کی اور اپنی بارگاہ
رفقا کے سپرد کی اور بارگاہ شاہی کے طرف روانہ ہوئے آج کی صحبت بارگاہ
حشامی مین منعقد کی گئی ہی بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین فرش پر دنگل
بچھے ہین ہر سردار حاضر ہو کر بارگاہ پر سے مجرا کرتا ہی اور اپنے دنگل پر بیٹھ
جاتا ہی صاحبقران دنگل ناد عنبر پر متمکن ہین بارہ بجے سارا دربار شاہزادون اور
رئیس زادون سے مملو ہو گیا تو مسلمانون کے دنگل بھی جا بجا حسب مناسب تجویز کر
بچھائے گئے ہین قیصر عاد و جالوس عاد و سالوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد
و بہرام عاد وغیرہ سب اپنے اپنے دنگلو پر بیٹھے ہین آنکھین انکی کھل گئی ہین کہ یہ سامان
اہل اسلام کے پاس ہین اور صاحبقران بڑے اولوالعزم ہین کبھی ان عادیون نے
ایسا جلسہ کاہیکو دیکھا تھا وجد کر رہے ہین ادھر طوفان بن سرکش جادو خوش
ہو رہا ہی آج تو خواجہ خضران بھی بڑے ٹھاٹھ کئے ہوئے ہین اور سبب اوسکا یہ ہی کہ
انکو یہ خلعت اسی شرط پر ملا تھا کہ جلسہ مین پہنا ورنہ یہ ایسے بیش قیمت چیز کو کب
استعمال مین لانے والے تھے اگر کوئی قریب سے نکل جاتا ہی بہت خفا ہوتے ہین کہ
عطیہ سلطانی خراب ہو جائے گا دامن بچا کر راستہ چلتے ہین جب تمام دربار
سردارون سے مملو ہو گیا تو صحبت رقص شروع ہوئی اک پری جمال بصد ہزار عشوہ و ناز
کے ساتھ آ کھڑے ہوئے اسطرح کہ ناک مین اسکے ایک موتی کی نتھنی پڑی ہوئی

زیور مین سر سے پا تک غرق جوڑا بہت بھاری پہنے ہوے اوسپر گیسوانِ زدہ بھی جواہر نگار گھونگھر و پاؤن مین بندھے ہوئے سیس پھول حسن دیے ہا ہر گویا ابر سیاہ کے بیچ مین ستارہ روشن جلوہ گر ہی چوٹی وہ ناگنی ہی جسنے ہزارون دل ڈس لیے مانگ نے لطف کہکشان دکھا رہی ہی چھپکا کبوتر دل کی اسیری کا پورا سامان کیے ہوئے ہے۔ کانون کی بجلیان خرمن جان پر بجلیان گرا رہی ہین گلے کا طوق قمری کی طرح دیوانہ بنا کر سیر دچدا دے کیے دیتا ہی ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان ہر طرح اسیر کرکے پابند کیے لیتے ہین گلے کی ہیکل دیکھنے والون کے دل مین اختلاج پیدا کرتی ہی آواز خلخال سوتے فتنون کو جگا رہی ہے ضعیفون کو ولولۂ شباب یاد دلاتی ہے سرمہ آنکھون کا پیسے ڈالتا ہی سرمہ کا اک تیر بے امان ہی۔ کہ دیکھا اور دل سے پار گزر گیا ایک خنجر ہی کہ خون حسرت دیدکرتا ہی۔ رنگ حنا بیگناہون کے خون ناحق سے دست بردار نہین ہوتا سلیقہ کہا اور بہار دل کے پار ہوا جاتا ہی۔ دو تمغہ نور ہین کہ اوس مین دست ہوس دراز ہوا جاتا ہی لیکن دوپٹہ کا دوہرا آنچل بار بار نگاہ شوق پر پردہ ڈالتا ہی مگر اوٹھتی جوانی پاز و را اور خود نمائیون کی امنگین ہر مرتبہ سر کا دیتی ہین رنگ حجاب جمنے نہین دیتین شعر اکیلے کا کہین دو سر کشون سے زور چلتا ہی + دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہی پہلے وہ پری جمال بصد عشوہ و ناز اک دلکش ادا سے کھڑی ہوئی اور پاؤن تال پر اوٹھا کر ناچنا شروع کیا ہر ادا دیکھنے والون کے لیے تیر کا کام کر رہی تھی پاؤن کی روش دلکو پائمال کیے ڈالتی تھی آواز گھنگرو کی دل پر قیامت کا اثر کرتی تھی ابروؤن کی جنبش ذبح کرنے کو موجود تھی توڑے کا جگر گردش تقدیر عاشقون کے واسطے بنگیا تھا کہ اس پھیر سے دل نہ نکل سکتا تھا غرضکہ جو ادا تھی ہوش ربا تھی ہر دیکھنے والا تصویر بنا ہوا بیٹھا تھا نگاہ کی گردش محفل بھر کو قابو مین کیے ہوئے تھی ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ ہماری طرف مخاطب ہے جب کچھ دیر ناچ کا کمال دکھا چکی تو پھر سازندون نے ساز ملائے اور غزل شروع کی

غزل

خود نمائی سے تری شکل چھپائی نہ گئی
چوٹ تھی سامنے کی اوس سے بچائی نہ گئی

اوس نے دیدار قیامت یہ اوٹھا رکھا ہے
زلف بگڑی ہوئی آتی تھی بنائی نہ گئی

وعدۂ وصل پہ مجھ سے وہ قسم کیا کھاتے
آجتک رشک سے آپس کی جلن پائی نہ گئی

آگئی حسن حرم مین لیتی ہوئی آئینہ کی
سنکے پیغام اجل جان ہی بچائی نہ گئی

ہائے نالون نے قیامت ہی اوٹھائی نہ گئی

سامنے تیغ کے مقتل مین نہ ٹھہرے اغیار
طبع نازک کی قسم تجھ سے بھی کھائی نہ گئی

تیغ اوٹھی تھی جو تیری بھی مار رہا ہوتا +

آئینہ دیکھتے ہی لوٹ گیا وہ خودبین
ناتوان تھے جو بہت بات اوٹھائی نہ گئی

وصل دشمن ہے کھلا کیسے پریشان ہو
خوب کھایا کئے تم پہ کبھی کھائی نہ گئی

ڈالدی جلوۂ دیدار نے چھوٹ ایسی
جان من تم سے نظر بھی تو اوٹھائی نہ گئی

ہمکو دعوے تھا کہ الفت مین اوٹھا لینگے بھار
وقت پر بول گئے بات اوٹھائی نہ گئی

عمر سب کٹ گئی باتین ہی بناتے جلیل
اپنی بگڑی ہوئی افسوس بنائی نہ گئی +

جسوقت وہ نازنین چہرہ نمکین بہ فاصلہ فلک اس غزل عشق انگیز کو دلکش سرون مین گانی سما باندھ دیا یہ حالت ہوئی کہ کسی ایک کو ایک کی خبر نہ تھی اشعار کا لطف موسیقی کے ہوش ربا اثر نے چوگنا کر دیا۔

سر حالت کی تصویر کھینچدی ہر شخص کی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند تھی اور چلبلی طبیعت والے چپکے چپکے آہ آہ کر رہے تھے جسوقت اسکا مجرا ہو چکا جی نہ چاہتا تھا کہ سامنے سے ہٹے یا گانا موقوف ہو لیکن دوسری آفت ہوش نے اسکو بھی بھلا دیا جما ہوا رنگ اوکھاڑ دیا اور اپنا ایسا رنگ جمایا کہ اوسکو سب بھول گئے اور یہ غزل شروع کی

غزل

کیا تیغ ادا قبضۂ قاتل مین نہین ہے
مین بھی ہون وہ حسرت جو کسی دل مین نہین ہے

اے قیس تصور کا ترے نام ہی لیلے
وہ آئینۂ تحیر قاتل مین نہین ہے

وسعت مرے گوشہ کی ہے صحرا سے زیادہ
اب کوئی تمنا بھی مرے دل مین نہین ہے

جی کے گئے تیری تلوار کے ترپا مین گئے کیونکر
وہ شمع ہون مین جو تری محفل مین نہین ہے

جھیلا جو کرے رشک کے صدمے تو خوشی سے
کشتی مین وہ ہون جو کف ساحل مین نہین ہے

ہے بے اثر اے قیس اگر حسرت دیدار
تابندہ چراغ ایک بھی منزل مین نہین ہے

کیون درد محبت کی جراحت دل مین نہین ہے
ہمراہ عدو لطف گیا نقش زنی کا

ورنہ کوئی ارمان دل محمل مین نہین ہے
ہون دفن جہان ساتھ لئے مجھ حسرت

گو سون کسی ناوک کا پتا دل مین نہین ہے
مین اعراض کرون ترک محبت کا ارادہ

جب سانس ہی باقی تن بسمل مین نہین ہے
ہر چند کہ نازک ہی بہت دل مرا جان

تاب اتنی تمہارے تحمل مین نہین ہے
بیداغ جگر بدر شب وصل کا بنتا

پھر کیا مجھے ہی کوئی کہ محمل مین نہین ہے
ہی ظلم گزشتہ کا گلہ وصل مین بیکار

اے آرزو الفت کا مزہ کچھ نہین بے رشک
کیا لطف جو دشمن کوئی محفل مین نہین ہے

ذکر اپنا کبھی یار کی محفل مین نہین ہے
جس کے کہ مزا اتحاد و خلش دل مین نہین ہے

تصویر قضا جسکو کہین قتل کے مشتاق
اتنی تو جگہ کوچۂ قاتل مین نہین ہے

ناکامئ الفت کا نتیجہ ہوا کیا خوب
وہ بات نہ کہیے جو مرے دل مین نہین ہے

جلنے پہ مرے کون ہے خوش کس کو ترس آئے
جی ہارنے والا کسی مشکل مین نہین ہے

حسرت نہین کہتا ہمہ تن گو کہ ہون آغوش
تاثیر مرے جذبۂ کامل مین نہین ہے

ملے رہ وفا خاک ہوا افسردہ دلی مین
اوس زخم کا کیا ذکر جو اب دل مین نہین ہے

غرضکہ یہ صحبت صبح تک رہی منتخب روزگار طائفہ ناچار گئے جسوقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور آواز اذان کان مین آئی یہ صحبت بھی مانند محفل انجم کے ابتر ہوئی **صاحبقران** عالیشان جانب مسجد کرپاس متوجہ ہوئے لاحول پڑھکر وضو فرمایا مصروف اطاعت الٰہی ہوئے اور سردار بھی اپنے اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نماز سحری سے فراغ حاصل کرکے آرام کیا عجب انقلاب تھا کہ رات کا دن تھا اور دن کی رات تھی دوپہر تک سناٹا رہا بعد دوپہر کے جب سوکر اوٹھے کسل دفع ہوا پھر جلسہ کی تیاریان ہونے لگین آج کا جلسہ خاص تھا اور بارگاہ **گوہر بار** مین تھا وہ جلسہ **بادشاہ** کی طرف سے تھا اور یہ جلسہ **صاحبقران** کی جانب سے ہے آج پھر وہی سامان ہین اور وہی رنگ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا لیکن اس جلسہ کا سردارون کو مع **بادشاہ اسلام** انتہا کا اشتیاق ہے سرداران لشکر کی دعوت بھی ہے اور **بادشاہ اسلام** بھی **صاحبقران** کے ساتھ خاصہ تناول فرما دین گے غرضکہ جب شام ہوئی پھر وہی عالم ہوا کہ تمام صحن اجگمگانے لگا روشنی نے ثوابت وسیارگان کو ماند کر دیا درختون مین **قندیلون** کی روشنی کا پرتو بادلہ کی اجھالرون کو برق تابندہ بنائے ہوئے تھا آنکھ نہین ٹھہرتی تھی ہر شجر رشک نخل طور ہو رہا تھا طائر دن سمجھکر آشیانون سے نکل نکل کر چہچہا رہے تھے درندے روشنی سے ڈر ڈر کر صحرا سے نکل گئے تھے زمین و آسمان

دونون منور ہو رہے تھے ہر جا وہ لطف کہکشان دکھا رہا تھا قندیل کنول گیلاس جھاڑ جھابہ ہانڈی فانوس دور سے اک ستارہ تابندہ کے مانند نظر آتے تھے اور مشعلون کے شعلے جو ہوا سے لپکتے تھے تو ستارہ دنبالہ دار کی شکل پیدا کرتے تھے ٹٹیان برابر سے ہر راستہ پر لگی ہوئی ہین اور سامنے ہر خیمہ کے پر دروازے قائم کیے گئے ہین اونکی آراستگی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہی اسی طور سے ہر راستہ پر اک دروازہ قائم ہی اور سوبچ لکھی اوسپر نصب ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی نگاہ خیرگی کرتی ہی لیکن جو راستے بارگاہ گوہر بار کی کو گئے ہین اونکے دروازون پر جھنڈے نصب ہین اور فرش راستے مین کیا ہوا ہی رسالے دو رستہ کھڑے ہین سردار پوشاکین نفیس پہنے ہوے جا رہے ہین یہان تک کہ آٹھ بجے تک بارگاہ مملو ہو گئی معقبل ثالث نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی صاحبقران نے کھڑے ہو کر بادشاہ اسلام سے دست بستہ عرض کیا کہ نان ونمک نوش فرمائیے کہ باعث فخر میرا ہو۔ بادشاہ اسلام اوٹھ کھڑے ہوے امیر ثالث اپنے ہمراہ لے چلے جس خیمہ مین دسترخوان بچھا ہوا تھا وہان تک پایہ تخت کو پکڑے ہوے پیدل آئے اور بادشاہ کو اندر خیمہ کے لے گئے دیکھا تو خوان سربمہر رکھے ہین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے مہرین توڑین اور خاصہ سامنے بادشاہ کے چنا اور خود ہی آفتابہ لیکر ہاتھ دہولایا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ آپ بھی آئیے صاحبقران نے عرض کی کہ مین اوپس حضور کا کھاؤن گا اسلیے کہ آج مین میزبان ہون اور سب سردار مہمان ہین بغیر سبکو کھانا کھلائے مجھے مناسب نہین کہ مین کھانا کھاؤن غرضکہ جب بادشاہ اسلام خاصہ نوش فرما کر چلے امیر ثالث پھر پایہ تخت کا پکڑے ہوے دربارگاہ تک آئے اور بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اب شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے ہمراہ سردارونکو لیکر چلے اور مختلف خیمون مین بٹھا کر ایک گھنٹہ مین فرصت کر کے پھر واپس آئے صاحبقران نے اس حسن انتظام کی تعریف کی اور فرزند سے نہایت خوش ہوے اب صاحبقران اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور دیگر سردارون نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا یہ وہ سردار تھے جو انتظام مین تھے اور انکو کھانا کھلا رہے تھے دس بجے رات تک فرصت ہو گئی اب صحبت رقص وسرود شروع ہوئی اور ساقیان سیمین ساق جام بلورین اور صراحی نقرئی وطلائی لیکر حاضر ہوے جام شراب ناب گردش مین آیا ادہر ایک طاہرہ زہرہ خصال مشتری جمال نے غزل رندانہ شروع کی

غزل

قطرے جو مے کے ہو گئے ہی اچھو نکل پڑے
مجھ بادہ کش کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دل شوق مین جو توڑ کے پہلو نکل پڑے
پردہ سے بیخودی مین ابھی تو نکل پڑے

کیا لطف ہو جو گھر سے اگر تو نکل پڑے
گلشن سے پھول پھول کے خوشبو نکل پڑے

تھا اک زبان حال مرا ماجرائے عشق
پوچھی کسی نے بات تو آنسو نکل پڑے

وحشت مین سیر دشت کو آئے ہین گھر سے ہم
احباب کیون تلاش مین ہر سو نکل پڑے

جھوٹی تسلیون سے بڑھایا جو اضطراب
مطلب یہ تھا کہ دل کسی پہلو نکل پڑے

دونو نظر اثر ہوئی ہی لگی کا لطف +
اللہ ری کشش تری چشم سیاہ کی +
ہون سوز غم سے صورت شمع گداختہ
اتنی تو دے مدد دل بسمل کو تیغ رنج
نشتر سے کم نہین یہ تری مہربانیان
سنجیدگی مٹا دی مری اضطراب نے
ذی حوصلہ ہو گو کہ دل ناتوان بہت
کم التفاتیون سے ترے غم فزون ہوا
باہر حجاب ہوش کے ہی جلوۂ حبیب
آہون نے کسکی آج پریشان کر دیا
برسون مین رنج دل سے مٹا بعد ترک عشق
پہلو سے اوس طرف نہ زیادہ سرکتے جاؤ
تاہان سلسلہ منقطع ہوا اوٹھا رنج کا
سامان قتل مین یہ تری خود نمائیان
اپنی خوشی کے ساتھ مرا غم نباہ دو
دے اک طرف سے یون نہ فشار اضطراب دل
ہون جوش گریہ سے ہمہ تن چشم آرزو

کی مین نے جب فغان ترے آنسو نکل پڑے
جب دیکھے ادہر تو دیدۂ آہو نکل پڑے
جب دل جلا تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے
تڑپے تو چاک کرکے یہ پہلو نکل پڑے
کی ایسی چھیڑ چھاڑ کہ آنسو نکل پڑے
جو تیر کھکے جگر مین ترازو نکل پڑے
اتنا کہان کہ توڑ کے پہلو نکل پڑے
پوچھا جو ایک سیکڑون آنسو نکل پڑے
جسکو نہ اپنے دل پہ ہو قابو نکل پڑے
گھر سے جو تم کشادہ کئے مو نکل پڑے
جب کچھ خیال آگیا آنسو نکل پڑے
دیکھو کہین نہ تکیہ زانو نکل پڑے
نالہ رکے تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے
سر کی نقاب کھنچ کے ابرو نکل پڑے
اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑے
ان پسلیون کے دب کے یہ پہلو نکل پڑے
جو آبلہ دبا دیا آنسو نکل پڑے

ادھر تو دور جام چل رہا ہی ادھر ایک ماہوش مخمور رقص و غنا ہی عجب طرح کا لطف ہی ہر ایک مشغول ہی آنکھون مین سرور دل مسرور ادھر تو نشۂ شباب ادھر نشۂ شراب آنکھون کے لال ڈورے عجب لطف دکھا رہے ہین ہر شخص جھوم رہا ہی یہ جلسہ دو بجے رات تک رہا بعد دو بجے کے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اب آپکی باری ہی عمرو عیار ثالث نے کہا کہ آپ نے مجھے کوئی گویا مقرر کیا ہی کہ ہر جلسہ مین مجھ سے فرمایش ہوتی ہی یہ امر میری شان کے خلاف ہی نہ کبھی باپ نے ایسا کیا نہ دادا نے ایک آدھ بار آپکی خوشی کیواسطے مین نے گا دیا اب آپ نے ہر مرتبہ فرمایش کرنا شروع کر دی صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھائی ہمارے ہو گو بیٹے تمہارے دشمن ہون اپنے گھر مین کوئی فعل عیب مین داخل نہین ہی ہان صحبت غیر مین نہ چاہیئے اور ایسا تو تمہارے باپ نے بھی اکثر کیا ہی خواجہ نے کہا چلیئے آپکے خیمہ مین گاکر سناؤنگا جس مقام پر طائفہ ناچتے ہین وہان بیٹھکر گاؤن آخر میرا اونکا کیا فرق رہا امیر نے فرمایا مین ابھی فرق بتائے دیتا ہون ایک تو اون لوگون کو روپیہ دیا گیا ہی جب ناچی گائی ہین دوسرے زمین کے فرش پر گائی ہین تمہارے واسطے تخت بچھوایا جائیگا اوسپر بیٹھکر گاؤگے اور تمکو سردار بطور نذر اشرفی و جواہر دینگے یہ فرق کچھ کم ہی خواجہ نے کہا اگر تم بہت پریشان ہوتے ہو مگر خیر تمہاری خاطر منظور ہی انکار کرنے مین تمہین ملال ہوگا صاحبقران نے جلدی سے حکم دیا کہ اک تخت لاکر وسط بارگاہ مین بچھا دو اوسیوقت تخت لگا دیا گیا حاکم کی دیر تھی بلکہ اوسپر اک مسند بچھا دی گئی اب خواجہ خضران تخت پر آکر چہار زانو ہو کر بیٹھے اور پہلے ستار بجایا اپنا کمال دکھایا وہ گتین بجائین کہ ستاریونکو مات کر دیا بعد اوسکے بین کا کمال دکھایا باجے بجانے ہر قسم کے باج کو اسطرح بجایا کہ یہ معلوم ہوتا تھا زندگی بھر یہی کام کیا ہی ہر طرف سے تعریف کی

صدا بلند تھی سردار جھوم رہے تھے آخر مین سازندہ بلا کر اپنے شاگردونکو دیئے اور خود ٹھمری ٹپہ دھرپت خیال راگون کو اسطرح گائے کہ کلاونت بھی سنتے تو کان پکڑ لیتے بعد اوسکے دھن گانا شروع کیا تو جہان چاہا رولا دیا اور جہان چاہا ہنسا دیا سبکے گانے نظرون سے گر گئے

غزل

خوش ہو جو مجھ سے بھی دنیا مین غم اور کوئی
مین ہون موجود جو باقی ہو ستم اور کوئی
ہو پرستش بجا کا کہ وہ دل نہ رہے
عہد تو آپ کرین کھائے قسم اور کوئی
اسی جھگڑے مین رہا آج بھی پیمان وفا
جانے والا ہے ابھی سوئے عدم اور کوئی
رہرو شوق ہون افتادہ ہے منزل میری
ہمدم یہ نہ دیکھے لو قسم اور کوئی
بس مین لا کر کسی دانکو بھی خدا ہو کوئی
غم کسی سے نہ ہمین ہے نہ ہمین غم اور کوئی

اب نہ ایجاد کرین طرز ستم اور کوئی
جانے گا کیا کہ ہے سرمایہ وفا کا مرا دل
ورنہ ہین آپ کوئی اور رہیم اور کوئی
نہین چھپتی ہے چھپائے سے غم آگین صورت
وہ ہین خاموش تو کیون کھائے قسم اور کوئی
ترک کر ظلم یہان ڈھیر ہے جو رسوائی کا
پاؤن تھوڑا کہین اوٹھائے جو قدم اور کوئی
جب کے رخ کو تغیر ہو سمجھ نے ہمدم
تو نہین ایسے چاند پکارے سے دم اور کوئی
آرزو غنچہ ہے ایجاد کا پایا یہ جواب

خوش ہون اس مین کہ نہو صاحب غم اور کوئی
تم سے جو ظلم ہوئی ہو گی وہ ستم اور کوئی
ان طریقون مین یقین باہم آئے کیونکر
نہ یہ کہنا ہے مناسب کہ ہے غم اور کوئی
لاغری دیکھ مری اے کمر نازک یار
مین نہ ہونگا تو کہیگا بھرم اور کوئی
اونکی سوگند سے کیا جس سے تعلق چھوٹے
دل مہجور کا تازہ ہوا غم اور کوئی
جسکے نالے مین خدا ہے اثر عشق
آپ دل اور رکو دین ہو نہ طالب غم اور کوئی

جسوقت خواجہ نے یہ غزل کے شعر ونکو اثر بھر کے گایا ہر حالت کا نقشہ دکھا دیا سر سے غصہ و بے اعتنائی معشوق پیدا تھی کسی ہوک سے حالت دردمندان ہویدا تھی عجب حالت کر دی سننے والون کی خواجہ نے غزل موقوف کر کے اوٹھنا چاہا مگر رات باقی تھی صاحبقران نے اصرار فرمایا اور کہا خواجہ ہمارے سر کی قسم ایک چیز اور گا دو کہ اتنی رات یہ بھی بسر ہو جائے میان اس صحبت کو غنیمت جانو کل کیا معلوم کیا ہو کیا نہو ہر وقت دہن اجل مین تو بیٹھے رہتے ہین آکو ان ایسے ساحر سے لڑنا ہے نہ معلوم کون زندہ رہے کون نہ رہے

غنیمت شمر صحبت دوستان — کہ گل پنج روزست در بوستان

صاحبقران کے ساتھ ہی بادشاہ اسلام نے اصرار کیا سردارون نے بھی لجاجت کے ساتھ کہا خواجہ نے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

یہ کسطرح کہون کہ اذیت نہین رہی
مطلب نکل لیا تو مروت نہین رہی
کیونکر عذاب جان نہو حسرت کی خلش
کیا تم نے کہدیا کہ وہ حاجت نہین رہی
ممکن ہے جو نہ بھی پیدا تصور کا ہو بھلا
آنکھون سے کہدیا کہ مروت نہین رہی
ساکت بنا دیا مری آغوش تنگ نے
اتنا ہوا کہ دل کی وہ حالت وہ نہین رہی
پیرہن خیال ہے جسم ہو کے آبلے کی طرح

پوچھا جو تم نے حال شکایت نہین رہی
سنئے تو حال اشک ہمین کہہ دے مرض غم
اکھالش درد کی تنگی حسرت نہین رہی
خواہان ہین چبکی داد کے ہم درد عشق
اب نگاہ دیکھنے کی ضرورت نہین رہی
جلوہ دکھانے اب جو وہ آئے تو کیا حصول
وہ انکی شوخیان وہ شرارت نہین رہی
اک شب کا مثل شمع تماشا فروغ حسن
وہ ولولے گئے وہ طبیعت نہین رہی

دل لیکے اب وہ اونکی طبیعت نہین رہی
جو نہ بات کرنیکی طاقت نہین رہی
ایسا تھا مرا دل تم نہین کہ شاد ہو
یہ تم نے جانا کہ شکایت نہین رہی
دل اونکو دیکے پھر جو کیا عرض مدعا
جب گھر کی دکھانے کی طاقت نہین رہی
گو اعتبار وعدہ پیمان شکن نہین
جب صبح ہو گئی تو وہ صورت نہین رہی
احسان یاد ہے جو نہ تم نے کیا

اوٹھی درازیٔ شب فرقت نہین رہی
ساقی معاف ہو مری گستاخی طلب
پیتو رہیل کیٔ وہ طبیعت نہین رہی
جبسے بنا فساد کی تھی کہو دیا اوسے
پہلو سے تم اوٹھے تو وہ حالت نہین رہی
سب حسن اک غرور جوانی نے کہو دیئے
بیجو دلمین رکھی تو وہ حسرت نہین رہی
راہین تمام مشق تصور نے کہولدین
جب لادا ہوئی تو اذیت نہین رہی

جب اس نے کہدیا مین ستمگار ہی سہی
اب سے بہک گیا ہون کہ عادت نہین رہی
بسمل بنائین گی یہ تری شوخیان کسے
جب دل نہین رہا کوئی حسرت نہین رہی
کوچہ مین اسکے دفن ہوئے بھی تو کیا ہوا
چین جبین ہے رخ کی وہ صورت نہین رہی
ہے بند آنکھ دیکھیگا کسکو مریض ہجر
ملنے مین اوسکے اب کوئی دقت نہین رہی
اک دن سے سو طرح کے بکھیڑے تھے آرزو

بیچین ہو رہے کہ اب کوئی حجت نہین رہی
اظہار مدعا نے دکھایا برا اثر
کروٹ بھی اب تو لینے کی طاقت نہین رہی
یون دل تسلیون سے ٹھہر بھی گیا تو کیا
جو کل بنی تھی آج وہ تربت نہین رہی
تقدیر کی وہ کوفت ہے ناکامیون کی پھانس
زحمت نہ کیجیے کہ ضرورت نہین رہی
غم کی خلش سے ہو گیا ناسور زخم دل
سر سے بلا ٹلی کہ وہ آفت نہین رہی

خواجہ نے جو یہ لحن داؤدی یہ غزل گائی سامعین وجد کرنے لگے اور عالم محویت اونپر طاری ہوا اور اسکے مضمون نے وہ دلکش اثر دکھایا کہ سب مبہوت ہوگئے واقعات و معاملات گذشتہ و موجودہ نگاہون کے نیچے پہرنے لگے جوانونکا تو ذکر ہی کیا ہے بوڑھے بھی اسطرح ٹھنڈی سانس لیکر رہگئے جیسے چراغ سحری بھڑک کر خاموش ہوجاتا ہے اور جوانونکو تو کئی روز تک اک سرور رہا عاشق مزاجون کے دل کی آگ اور بھڑک اوٹھی انتہائی محویت یہ تھی کہ وقت نماز صبح کا بھی کم باقی رہگیا تھا جسوقت خواجہ نے گانا اپنا ختم کیا اور سرداروں نے خیال کیا کہ وقت تنگ ہے لاحول پڑھ کر اوٹھے کہ ایسے ہم لوگ لہو لعب مین گرفتار تھے کہ خدا کو بھولے ہوئے تھے دم بھر مین بارگاہ خالی ہوگئی۔ سردار جلدی جلدی اپنے اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نماز سحری بجا لائے اور کشتیان حسب حیثیت لگا لگا کر خواجہ خضر ان کی خدمت مین بھیجین بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بہت کچھ عنایت فرمایا خواجہ کو مالامال کر دیا اب مین روز کے کسل کیوجہ سے یہ لوگ آرام لیتے ہین

لیکن یہان سے داستان طلسم نہ طاق کی آغاز ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان ملالت عنوان و مصیبت نشان کو اس طرح سوش بیان مین لاتے ہین کہ جسوقت اوس کافر کافران اور دشمن دین و ایمان یعنے اکوان تاجدار کو یہ خبر پہونچی کہ جسقدر سردار واسطے لشکر اسلام کے یہان سے گئے تھے اونمین سے کئی مارے گئے جسوقت شکست اہل اسلام کی پہونچی اور لشکر کفار نے شکست کھائی اور سب مسلمان ہو کر شریک اہل اسلام ہو گئے اور خضران نے جاکر بصیر جادو کو گرفتار کیا مع طلسمات توڑے طوفان بن سرکش جادو جو امین تھا از بصیر جادو کا دہ غرب اہل اسلام ہوا اور بصیر کو مار کر آنکھین سبکی روشن کرا ین پس اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ مین نے تو یہ چاہا تھا کہ ان پاشکستونکو افسون ہی سے قتل کردون کہ جو سحر نہین جانتے ہین مگر معلوم ہوا کہ جانین انکی سخت ہین یون نہ نکلین گی اب ساحرون کو بھیجنا چاہئے یہ خیال کرکے مین نے نامے اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے بالائے ہوا اوڑا دیئے کہ ایک تو پاس مبہوت آسمان شگاف جادو کے پہونچا اور دوسرا امواج گرد باد کے پاس جاکر زانو پر گرا دو تیسرا از وہان جادو کے پاس پہونچا جسوقت اپنا نامہ مبہوت جادو نے پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ اے مبہوت آسمان شگاف جادو اب یہ خدا پرست بغیر ساحرون کے قتل نہو نگے لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہے

کہ لشکر اپنا لیکر بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوا اور لشکر خداپرستان کا کام تمام کرو
اور یہی مضمون نامہ مواج گرد باد جادو کا تھا اور زرومان جادو کے نام تحریر تھا کہ اے مالک
سرحد طلسمی تمکو چاہیئے کہ بھوت اسمان شگاف و مواج گرد باد کو مع لشکر ساحران سرحد طلسم
کے باہر پہونچادو اور پھر راستہ مسدود کردو واضح رائے ناظرین ہو کہ وہ دیوار جو بیرون طلسم بطور
حصار ہے وہ بھی ساحر زرومان کے سحر کی ہے بس یہ حکم پہونچتے ہی بھوت آسمان شگاف و مواج گرد باد
چالیس چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئے لشکر اسلام
مین جلسہ ہوچکا ہے ایک روز دربار برخاست رہا کہ ہر شخص کسل مند تھا جب دوسرا دن ہوا تو امیر
ثالث بادشاہ اسلام جلوہ افروز تخت شاہی و زینت بخش دنگل صاحبقرانی ہوئے سردار
اپنی اپنی کرسیون دنگلون پر آکر متمکن ہوئے صلاح و مشورہ ہونے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیئے اسلیئے
کہ زبانی قیصر عاد کے معلوم ہوا ہے کہ اب کوئی سردار غیر ساحر لایق مقابلہ لشکر اسلام طلسم نہ
طاق مین نہین ہے اور عجب نہین ہے کہ اب لشکر ساحرون کا آئے لہذا جس سردار کی نام فتاحی طلسم ہو وہ پہلے ہی
کیون نہ روانہ ہو جائے کہ لشکر اسلام ستم ساحران و طلسم افسون گران سے محفوظ رہے یہی ذکر
تھا کہ چوبدار ہر کارون کی گردین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے پیدا ہوئی آتے ہی ستانہ
عبودیت پر سر کو جھکایا اور آداب شاہی بجالا کے دعا و ثنائے بادشاہی مین لب و زبان سے
کام لیا شعر رہے یہ شاہ یارب تاقیامت + مع جاہ و حشم تخت و حکومت + اے خدیو فلک
بارگاہ و سلطان عالیجاہ جانب طلسم نہ طاق سے اک ابر اوٹھا ہے کہ گرج اور چمک اسکی خلاف
معمول ہے اور عنوان آمد لشکر ساحران کا معلوم ہوتا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ جو مرضی
خدا کیا چارہ ہے اوسوقت حکم ہوا کہ سراچہ بارگاہ کے اوٹھا دیئے جائین حسب الحکم خدام نے
جلدی سے کام کو انجام دیا اور اب بادشاہ اسلام مع سرداران عالی مقام اوسطرف
متوجہ ہوئے کہ جسطرف وہ ابر اوٹھا تھا دیکھا کہ اک ابر سیاہ ہے کہ بڑھتا ہوا چلا آتا ہے کڑک اور گرج
سے زمین کو زلزلہ ہے اور ابر مین ہزار ہا برقین چمک رہی ہین بارش شعلہائے آتش کی ہوتی
ہوتی ہے کہ جو شعلہ جس درخت پر گرا اوسکو مثل آتش بازی بنا دیا دہر دہر جلنے لگا جس سنگ پر
گرا اور وہ چٹک کر زمین پر گرا تو اوسکو سنگ سیاہ بنا دیا دریا مین گرا تو پانی کھولنے لگا اور
صدہا جانوران آبی جانبر نہو سکے اس شوکت و شان سے یہ لشکر ساحران قریب پہونچا
اور اب جو ابر شق ہوا تو دیکھا کہ دو ساحر مہیب کرگدنان سحر پر سوار جھولیان کھاروے
کی مثل جینو کے گلون مین پڑی ہوئین سنگ دونون کے سیاہ آنکھین زرد پشت پر اتنی ہزار ساحر
نہنگ و پلنگ واژدر و مرکب طاؤس و باز و عقاب سحر پر سوار ڈمرو بجتے ہوئے سنکھ
پھونکتے ہوئے گھنٹیون کی صدا بلند ترسول پشول چمکتے ہوئے خداوند اکوان کی صدائین چولیان
سحر کی گلوؤن مین ہاتھون مین ناریل ترنج نارنج سحر سنبھالے ہوئے اس شوکت و شان سے رو
ہوا سے بالائے زمین اوترے اور خیمے برپا کیئے قیصر عاد نے پہچانا اور نام دونون کے
صاحبقران کو بتلائے اور عرض کی کہ یہ دونون ساحر اگرچہ ساحران طلسم نہ طاق مین کوئی
وقعت نہین رکھتے ہین مگر تمام ساحران عالم سے افضل و بہتر ہین کہ انکا مقابلہ کرنا بہت دشوار ہے
سمجھکر اکوان نے ان دونون کو بھیجدیا ہے کہ یہ کافی ہین یا صاحبقران آنکے مقابلہ مین اگر خدا

کریم ہی اپنا فضل شریک حال کرے گا تو کچھ ہوگا ورنہ خیر و عافیت ہے اگر یہ خیال ہو کر
ساحران مطیع اسلام انسے لڑین گے تو ممکن نہین کہ کوئی ساحر انکا مقابلہ کرکے سرسبز ہو سکے فرمایا
وہی پروردگار عالم پھر بھی فتح دینے والا ہے جسنے بڑی بڑی خداوندیان اپنے پاشکستہ بندون
کے ہاتھ سے برباد کرا دین یہ فرما ہی رہے تھے کہ دیکھا جانب شمال سے اک چمک پیدا ہوئی
اور آواز بادل کے گرجنے کی پیدا ہوئی دیکھا تو اک ابر فیروزہ رنگ پیدا ہوا کہ اوس ابر مین بجلی
چمکتی ہوئی بارش فیروزہ و زمرد و یاقوت و نیلم کی ہوتی ہوئی نہایت زور شور سے آکر پہونچا اور
لشکر اسلام کی طرف بڑھنے لگا سب نگران تھے کہ یہ کون آیا یکایک قریب پہونچکر وہ ابر شق ہوا
اور اک ساحر اژدر سحر پر سوار آفتاب اوسکے سر پر سایہ افگن جھوبی سحر کی لگی ہوئی پشت پر چالیس
ہزار جادوگر مرکبیان سحر پر سوار پیر قین ہاتھون مین لیے ہوئے لیکن اوپر تعریف الہی نعت
رسالت پناہی مرقوم تھی صاحبقران نے پہچانا اور فرمایا کہ مریخ آفتاب علم مالک علم
فیروزہ آئے ہین یہان سے طوفان شاہ بن سرکش جادو کو برائے استقبال روانہ کیا
طوفان بھی تخت سحر اوڑا کر قریب پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا مریخ آفتاب علم نے جواب سلام
دیا لیکن پہچانا نہین کیونکہ یہ ابھی تازہ مطیع اسلام ہے لیکن اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہے دشمن نہین ہے
طوفان بن سرکش جادو مریخ آفتاب علم کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی مین حاضر
ہوا لشکر مریخ کا بمقابلہ لشکر کفار خیمہ زن ہوا مریخ نے صاحبقران کی دست بوسی کی اور یہ
عرض کیا کہ غلام حسب وعدہ حاضر ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خوب وقت پر پہونچے مریخ
نے عرض کیا کہ قبل اسکے کچھ دن ایسے ناقص تھے کہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ حاضر خدمت ہوتا
اسلیے کہ اوسوقت دشمنون کا ستارہ مجھ پر غالب تھا اگر بلا کے تنگی علاوہ میرے بچاؤ کی
بھی کوشش کرنا پڑتی صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہوا ورنہ ایسے ہی مصائب سخت مین مبتلا تم
بھی ہوتے جیسی آفت مین تم پھنس گئے تھے ابھی چوتھا روز ہے کہ اوس آفت سے نجات ملی ہے
مریخ نے عرض کی مجھے معلوم تھا کہ حضور سحر الوان مین گرفتار ہو گئے تھے اگر مین
اوسوقت موجود ہوتا تو مین بھی نہ بچ سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ شان کی کوشش
اور پروردگار کی مدد تھی کہ پہلے طوفان بن سرکش جادو بادشاہ کوہ قصا و قدر جو ابھی
تمہارے پیشوائی کو گئے تھے شریک ہوئے اور انہون نے اوس راز سے آگاہ کیا جو
ہملوگون کے بینا ہونے کے متعلق تھا ورنہ اگر ہم بینا ہوتے تو جو لوگ بینا تھے وہ نابینا
ہو جاتے خیر پھر پروردگار عالم نے اوس بلا سے نجات دی یہی باتین ہو رہی تھین
کہ اک ابر اور نمودار ہوا کہ رنگ اوسکا مانند پر طاؤس کے تھا کڑک اور گرج بہت
تیزی سے ہو رہی تھی بارش گلہائے زنگار رنگ کی ہوتی ہوئی آتے آتے یہ ابر بھی لشکر
اسلام کی طرف متوجہ ہوا جسوقت قریب پہونچکر شق ہوا دیکھا کہ اک ساحر تاج پر سر تخت
پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحر غدار بلائے جان آفت جن کے پر کالے جھولیان
کاندھون پر ڈالے ہیرے قین ہاتھ مین لیے صاحبقران نے فرمایا کہ گنجور شاہ کی تعظیم لازم ہے
یہ سنکر مریخ آفتاب علم اور طوفان بن سرکش جادو برائے استقبال روانہ ہوئے
اور یہہ دونون حسب الارشاد صاحبقران عالیشان اپنی شوکت و حشمت دکھلاتے ہوئے گئے

اور گنجور شاہ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ لائے یہ بھی صاحبقران سے ملا اور دست بوسی کی صاحبقران نے اُس سے بھی سارا حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا اور قتل ہونا بصیر جادو کا سب بیان کیا اتنے مین جانب بیجا سے گرد اوڑی اور اک جوان رعنا دس ہزار جوان سے آکر پہونچا صاحبقران نے صدران وردگوش کو پہچانا وضع لائے ناظرین ہو کہ یہ وہی نوشاہ ہے جسکی برات جنگل مین صف ماتم بپا کرکے بھیجی تھی صاحبقران نے سمندر جادو کو مار کر اسے طلسم گنجورہ سے رہا کیا تھا یہ بھی آکر شریک لشکر اسلام ہوا غرضکہ آمد لشکر ساحران مین تمام ہو گئی تھی صدران بھی قریب شام آکر پہونچا تھا آج کی شب تو ان لوگون نے بہ راحت و آرام بسر کی فقط طلایہ کا گشت جاگتا رہا ساحرون نے حصار سحر باندہ لیئے تھے کہ اگر کوئی دشمن آنیکا قصد کرے تو پہونچ نہ سکے مگر جب دوسرا روز ہوا مبہوت آسمان شگاف کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان خضران بن عمر حکم شاہی لیکر نقار خانہ سلیمانی مین آئے دار و غہ نقار خانہ نے نذر دی خواجہ نے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور پہلے چوب اوٹھا کر بھی طبل پر ماری اور آواز طبل سے پہلے کودکر زمین پر آ رہے صدائے طبل سکندری سے تمام بیابان نہ طاق گونج اوٹھا درندے بھاگے پرندون نے شاخون سے اوڑکر شور مچایا گوش گردون دون کر ہو گئے ساحر اپنے اپنے مقام سے اوچھل پڑے کوئی اپنے عمل کا بگڑنا سمجھا کسی نے جانا کہ رجعت ہوئی عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا غرضکہ اب نقارچیون اور شہنا نوازون نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون کے آگے منقلین و فرشن مین جو آگ کے رکھے ہوئے تھے بخور گوگل لوبان صندل کافور رائی کالا دانہ کا ہو رہا تھا اور کسی نے خوک کو جھٹکا کیا ہے اور اپنے پیرون کو بھینٹ دی ہے کسی نے بھینسے کے خون سے غسل کیا ہے سحر جگائے جا رہے ہین آوازین یا سامری و یا جمشید کی بلند ہین ڈمرو گھنٹے سنکھ بج رہے ہین کہ یکایک طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی آمد شاہ خاور سے فوج انجم خوفناک ہوکر گریزان ہوئے اور مہتاب عالمتاب کا چہرہ فق ہوا سپر پشت پر رکھکر گوشہ مغرب کی طرف روانہ ہوا فوج شعاع نے لشکر تیرگی کو شکست دی طائران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل مصروف نغمہ سنجی ہوئی مسلمانون مین شور اذان بلند ہوا کفار مین آواز یا خداوند الوان بلند ہوئی غرضکہ جب دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ کے موافق ادائے بندگی کر چکے تو صف آرائے میدان کارزار ہوئے اوس طرف مبہوت آسمان شگاف مع مواج گرد باد نے اپنی فوج کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری لشکر سے آگے نکل کر گردون سحر پر سوار کھڑے ہوئے اس طرف بھی اسی ہزار ساحرون نے پرے جمائے اور مریخ آفتاب علم و گنجور شاہ و طوفان بن سرکش جادو اپنے اپنے مرکب پر سوار آگے لشکر کے کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام مع صاحبقران عالیمقام و سرداران ذوالاحترام ایک طرف صف آرائے معرکہ کارزار ہوئے لیکن بعد صفوف آرائی مبہوت آسمان شگاف نے سحر کیا دستک دی کہ اک پتلا تبر سحر لیئے پیدا ہوا پوچھا کیا حکم ہوتا ہے مبہوت نے کہا کہ جا کر میدان صاف کر پتلے نے آن واحد مین تبر سے درختون کو کاٹ کر

میدان صاف کر دیا اور پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا اسطرف گنجور شاہ نے کچھ اسم سحر
پڑھا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا اور پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی اسکے بعد مواج گرد باد نے
کچھ سحر کیا کہ جاروب سحر پیدا ہوئی اور ہوائے تند چلی کہ تمام میدان صاف ہو گیا جھاڑی جھنکاڑ
سمٹ کر ایک جا ہو گئی اب طوفان بن سرکش جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا کہ اک ٹکڑا ابر پیدا
ہوا۔ اور اُسمیں سے بارش ہوئی اور گرد بیٹھ گئی طوفان بن سرکش جادو نے
مرکب سحر بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا کہ ابھی کیا ضرورت ہے تم تازہ مہمان ہو اسقدر عجلت نہ چاہیئے طوفان نے عرض کی
کہ ہر چند کہ میں لائق مقابلہ نہیں ہوں اسواسطے کہ جو ساحر اندرون طلسم نہ طاق کے رہنے والے
ہیں وہ ادنے ادنے بیرون طلسم کے اعلے ساحروں سے بہتر ہیں مگر ہم لوگ اسی واسطے ہیں
کہ جان نثاری کریں اور اسکے ماسوا میں اون دونوں کو سمجھا دونگا اگر نہ مانیں گے تو مجبوراً
لڑونگا فرمایا اچھا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے طوفان بلا درنگ مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان
کارزار کا کیا جسوقت سامنے سہوت آسمان شگاف کے پہونچا کہا اے سہوت نشہ کفر کو
سر سے دور کر خواب غفلت سے چونک خداوند کریم کو پہچان اکوان پرستی سے باز آ
سہوت نے کہا کہ اگر تو برائے مقابلہ آیا ہے تو ہوشیار ہو جا اور وار کر اور اگر سمجھانے آیا
ہے تو واپس جا کسی ایسے کو بھیج جو سر میدان داد سحر و ساحری دے اسلیئے کہ یہ میدان جنگ ہے
محفل وعظ و پند نہیں ہے طوفان نے کہا کہ پہلے تو میں برائے فہمائش ہی آیا تھا لیکن اگر تو نہیں مانتا
اور طالب جنگ ہے تو وار کر یہ سنکر سہوت بہت ہنسا اور کہا کہ مجھ سے کہتا ہے کہ وار کر بے
وا ہے سے بچ سکے گا طوفان نے کہا اگر خدا بچائے گا۔ تو بچونگا میں مطیع اسلام ہو چکا پیشدستی نکرونگا
اور میدان میں پہلے نکلنا یہ بھی آئین اسلام کے خلاف تھا مگر میں بارادہ جنگ آیا تھا اسی باعث
سے پیش قدمی کی آپ تو مجھے عرصہ کارزار میں نہ سمجھ بلکہ صف لشکر اہل اسلام میں تصور کر سہوت
نے کہا کہ اب میں تجھے زندہ تھوڑے پلٹ کے جانے دونگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ کر اک دو ہزار تارا
گرد برقین اور تیغین گرگ کر طوفان پر گریں طوفان بن سرکش مرکب سے کود کر زمین میں غرق
ہو گیا برقین مرکب پر گریں کہ مرکب کے دو ٹکڑے ہوئے اور آگ شعلہ نکلا کہ برقین مع مرکب جلکر
خاک ہو گئیں لیکن طوفان بن سرکش جادو طبقہ زمین کا توڑ کر نکلا برابر سہوت کے اور
اک ہاتھ تیغہ سحر کا مارا کہ گردن گردن سہوت کی قلم ہوئی سہوت کود کر علیحدہ ہوا لیکن خون
جو گردن کے گلے سے نکلا وہ اک شعلہ بنکر گرا کہ گردن کو جلا کر خاک کر دیا اس سحر کی گنجور شاہ او مریخ
آفتاب حلم نے تعریف کی لیکن سہوت آسمان شگاف نے جو دیکھا کہ اس کے برابر سے جواب سحر دیا
میں نے اسکا مرکب مارا تو اس نے میرا مرکب مارا برسوں کا ریاض خاک کر دیا اب پھر کبھی چلے
کھینچوں تو مرکب سحر تیار کروں بس او سہوت زمین پر غلطاں مار کر صورت اپنی اک فیل مست کی
پیدا کی اور طوفان بن سرکش جادو کی طرف چلا طوفان نے بھی اسکو آتے دیکھکر زمین پر اک لوٹ
لگائی اور صورت فیل کی پیدا کی اور دونوں لڑنے لگے گھونسا چلنے لگا ٹکروں کی صدا سے تمام صحرا
گونج گیا دونوں لشکر تماشا دیکھ رہے ہیں لڑتے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ دونوں ہانپنے لگے اگر یہ اسکو
دس قدم تک ریل لیجاتا ہے تو وہ بھی اوسکو دس قدم تک ریل لاتا ہے کہ اک مرتبہ جھپٹ کر سہوت

آسمان شگاف نے اک ٹکر ماری کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو شق ہوجاتا طوفان نے ٹکر تو اوسکی روکی
مگر دم کھڑی کر دی اور اک چیخ ماری گنجور شاہ اور مریخ آفتاب علم کو بے اختیار ہنسی آگئی اور بادشاہ
اسلام سے کہا کہ اب آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین وہان مبہوت نے طوفان کو سونڈ مین لپیٹتا
اور کھینچتا ہوا اپنے لشکر مین چلا گیا زنجیر سحر پاؤن مین ڈالکر اک نخل سحر سے باندھ دیا مواج گرد باد
جادو نے اپنا اژدر گدن نکالا اور میدان مین آکر ہیبت دی کہ باش فرقہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان
جسکو تمنا ہو مرگ آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنکر گنجور شاہ نے اپنا تخت سحر
بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا کی
حفظ و امان مین سونپا گنجور شاہ نے سلام کیا اور بار دگر تخت پر بیٹھکر رخ میدان کارزار کا کیا
جسوقت سامنا مواج گرد باد جادو کا ہوا مواج نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ تو بڑا
نمک حرام ہی کہ مسلمانون کا شریک ہوا اور وہ خداوند جس نے تجھے خاک سے پاک کیا
اور اس مرتبہ کو پہونچایا کہ تو بادشاہ کہلایا تو اوس سے پھر گیا گنجور شاہ نے جواب دیا کہ نمک حرام
تو ہی یا مین ہون جسوقت سمندر شاہ نے مجکو قید کرکے قتل کرنا چاہا اوسوقت جسنے مجھے بچایا وہ
میرا آقا و جان بخش ہی اکوان کیسا خداوند تھا کہ ایک کے ہاتھ سے دوسرے پر ظلم ہوتا اوس نے
روا رکھا اور خبر نہ لی بس معلوم ہوا کہ اوسکی خداوندی باطل ہی اور وہ اک زنگا ہوا اسیا ہی جسنے
میری جان بخشی کی مین نے بھی اوسکا ساتھ دیا اور تو اسوجہ سے نمک حرام ہی کہ اپنے بادشاہ
کو جسے تو خداوند سمجھتا ہی سمجھا کر توبہ نہین کرواتا راہ ٹھیک نہین بتاتا بلکہ سجدہ کرکے اوسکے دماغ
مین بو خداوندی پیدا کر دی ہی اب تو نمک حرام و بدخواہ ہی یا مین ہون اگر اکوان تاجدار اطاعت
اسلام اختیار کرے تو مین اب بھی اسکی غلامی سے باہر نہین ہون ورنہ انہین مسلمانون
کے ہاتھ سے جنہین تو امروہ بے دست و پا سمجھے ہوے ہین اوس خاک مذلت پر گرنا
ہوگا کہ ساری خداوندی کسی راستے سے نکل جائے گی اور اسطرح پڑا رہ جائے گا کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اوسکے حال پر گریہ وزاری کرین گے مواج نے کہا کہ بس اپنی زبان کو
سنبھال اور توبہ کر ایسا نہو کہ زبان تیری زبان جلجاے تو خداوند کی شان مین ایسے
کلمات لاطایل زبان پر لاتا ہی دیکھ تو کیسی سزاے معقول اس زبان درازی کی تجھکو دیتا
ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک ترنج سحر نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ شق
ہوگیا اور اک درخت پیدا ہوا کہ شاخین اوسکی بازوؤن مین گنجور شاہ کے لپٹ گئین
پس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے پاؤن زمین پر مارا کہ تڑپ کر دو نیلے تبر ہاتھون مین لگے
ہوے زمین سے نکلے اور شاخین کاٹ کر بازو گنجور شاہ کے کھولدیے اور درخت کو جڑ سے
کاٹ کر گرا دیا مواج نے یہ دیکھکر کہ سحر تیرا رد ہوا ناریل جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ اوس سے
شعلہ پیدا ہوا۔ اور اون پتلون پر گرا پتلے جلکر خاک ہوے اور وہ کٹی ہوئی شاخین
درخت کی پھر بصورت شجر بنین اور اونمین پھل پیدا ہوے اور جو پھل اونمین سے گرا
وہ شق ہوا اور اوس مین سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور گنجور شاہ کی طرف
چلا گنجور شاہ نے تیغ سحر کھینچی اور جو پتلا قریب آیا اوسپر اک ہاتھ مارا کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہوگئے
اور اک شعلہ بھڑک کر رہ گیا لیکن دیکھا گنجور شاہ نے کہ جتنی دیر مین ایک قتل ہوتا ہی

دس اور پیدا ہوجاتے ہین اور ہوا سے درختونکو حرکت ہے پھل برابر گر رہے ہین اور
شق ہو رہے تھوڑے عرصہ مین اک فوج جمع ہوگئی اور پتلون نے ہر طرف سے گھیر لیا
مہرخ آفتاب علم نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ کس غفلت مین ہو یہ تمہارے قتل کیے
قتل ہو سکین گے کیون نہین فوج طلسمی سے کام لیتے ہو اوسوقت گنجور شاہ نے جھولی سے
اک گلدستہ نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر مارا اگرتے ہی اوسکی ہر ایک پنکھڑی علیحدہ ہوگئی
اور ہر پنکھڑی سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور اون پتلون سے لڑنے لگا خوب تلوار
چلنے لگی گنجور شاہ کے پتلہ طلسمی نے جس پتلے پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے اور مواج کے جس
سحر نے پتلہ طلسمی پر تلوار ماری کچھ اثر نہوا آدھر اونہین طلسمی پتلون مین سے اک پتلا آرا لیے
پیدا ہوا اور دم بھر مین درختونکو کاٹ کر ڈالدیا اور پتلونکو فوج طلسمی روکے رہی جب درخت
کٹ گئے تو اوسی پتلے نے اپنی زبان مین نشتر دیکر خون لیا اور اون درختون پر مارا کہ آگ لگ گئی اور
سب دھر دھر جلنے لگے آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور پتلہاے طلسمی نظرون سے
پوشیدہ ہو گئے یہ دیکھکر مہرخ آفتاب علم نے بہت تعریف گنجور شاہ کی کی لیکن
مواج گرد باد کو نہایت غصہ آیا اور جھولی سے خاک نکالکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک
چکر مارتی ہوئی مانند بگولے کے چلی اور گنجور شاہ کو ہر چہار طرف سے آکر گھیر لیا
بس یہ معلوم ہوا کہ دم گھٹنے لگا اور گنجور شاہ نظرون سے پنہان ہوگیا اور مواج گرد باد نے
آواز دی کہ پکڑ لاؤ اسکو اور وہ بونڈلا چرخ کھاتا ہوا گنجور شاہ کو کھینچکر طرف لشکر کفار کے
لیچلا بس کڑکڑاہٹ پیدا ہوئی اور دیکھا کہ وہ بونڈلا گرد کا شق ہوا اور اک آفتاب چمک کر نکلگیا
خاک زمین پر بیٹھ گئی اور نعرہ کیا گنجور شاہ نے کہ دیکھا تو نے یون نکل جاتے ہین اب
روک میرے وار کو یہ کہکر دونون اونگلیان جھٹکین کہ اونسے دس آفتاب پیدا ہوئے اور
کڑک کڑک کے مواج کی طرف چلے جس مواج گرد باد نے ہوا اون آفتابونکو اپنی طرف آتے ہوئے
دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ آؤ اور جو مقام اصلی تمہارا ہے وہان بیٹھو اور اصلی صورت اپنی
پیدا کرو یہ کہکر دونون ہاتھ بلند کر دیے دیکھا تو وہ آفتاب طلائی حلقے بنکر دسون اونگلیون
مین اوتر آئے بس مواج نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ دیکھا تمنے بس یہی سحر تمہارا تھا
جسکو مین نے اپنی اونگلیون مین روک لیا اب اسی سحر کو دیکھو کہ دوست تمہارا دشمن ہوا
اور تمہارے ہی پیر تمہاری فکر مین آتے ہین ہشیار رہنا یہ کہکر اس نے کچھ اسم پڑھکر
وہی طلائی حلقے گنجور شاہ کی طرف کھینچ مارے کہ وہ دسون حلقے دس شعلے بنکر
گنجور شاہ پر چلے گنجور شاہ نے دیکھا کہ سحر میرا اسنے پلٹ دیا بس فورًا پاؤن مار کر
غرق زمین ہو غائب شعلے بالائے زمین ہر طرف تلاش کرنے لگے کہ اک مرتبہ گنجور شاہ
نے طبقہ زمین کا توڑا اور قریب مواج کے نکلا تو اک ناند پانی سے بھری ہوئی اسکے ہاتھ
مین تھی شعلون نے جو گنجور شاہ کو دیکھا لپک لپک کر چلے لیکن جو شعلہ قریب پہونچا
گنجور شاہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شعلہ ناند مین گر کر گل ہوگیا اسیطرح دسون شعلے
گل کر دیے مواج نے جھپٹ کر اک گولا فولادی ناند پر مارا کہ ناند ٹوٹی اور پانی نے آکے
گنجور شاہ کو گھیر لیا دیکھا گنجور شاہ نے کہ یہ عمل بھی اسنے پلٹ دیا اور

ہر چہار طرف دریائے مواج نظر آنے لگا گنجور شاہ اوس دریا مین ڈوبنے لگا اور
نہنگ، اوسمین پیدا ہوا۔ کہ گنجور شاہ پر حملہ کرنے چلا بس گنجور شاہ نے جھولی سے کچھ
دانے ماش کے نکالے اور کچھ اسم سحر دم کرکے اس نہنگ پر مارے کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
اور طبقہ زمین کا شق ہوگیا نہنگ مع دریا اوس غار مین سما گیا اور زمین پھر برابر
ہو گئی ان دونون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین کہ دونون طرف کے ساحر
تعریف کر رہے ہین لشکر اسلام مین لوگ حیرت سے تماشا دیکھ رہے ہین کہ کیونکر
یہ سامان فوراً پیدا ہوتے ہین اور پھر غائب ہو جاتے ہین کہ اک مرتبہ
گنجور شاہ نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے عقربان سحر لینا دشمن کو
کہ یہ سحر کشی و ایذا رسائی سے باز نہین آتا تم بھی وہ نیش زنی کرو کہ حقیقت اپنی
بھول جاے اور سحر سے توبہ کرے بس یہ آواز سنتے ہی اک لکہ ابر پیدا ہوا
اور سر پر مواج کے پہونچکر گرجا کہ بارش عقربون کی ہونے لگی جو بچھو مواج پر گرا
اور اوسنے نیش مارا مواج چیخ اوٹھا اب یہ حالت ہوئی کہ ہزار ہا بچھو تمام مواج گرد با کے
تن بدن مین لپٹ گئے اور نیش مارنا شروع کئے موج کی یہ حالت ہوئی کہ سحر و ساحری
بھول گیا چیخنا شروع کیا اور تمام جسم نوچنے لگا لیکن جہان ہاتھ لگایا بچھو نے ہاتھ مین
ڈنک مارا تڑپ گیا تمام میدان مین ناچتا پھرتا ہے اوسی حالت اضطرار مین یہ تو
دوڑ رہا ہے بچھو دم لینے کی فرصت نہین لینے دیتے جسطرف بھاگ کر جاتا ہے
ابر سر پر ساتھ ہی بچھو برابر برس رہے ہین مریخ آفتاب علم کو یہ حالت
اسکی دیکھکر ہنسی آگئی تمام لشکر اسلام مع بادشاہ و سرداران کمالی مقام
کو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے تعریف گنجور شاہ کی ہونے لگی اوسی حالت اضطرار
مین مواج نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر پھینکا کہ صورت اوسنے اژدر کی پیدا
کی اور دم کشی کرکے تمام بچھوؤنکو نگل گیا اور ابر کی طرف دیکھکر ایسی سانس
کھینچی کہ تمام ابر دہن اژدر مین جاکر غائب ہوگیا اور شکم اژدر شق ہوا اوس سے
سانپ پیدا ہوے اور گنجور شاہ کی طرف چلے اژدر تو اک غول ہو کر رہ گیا
لیکن سانپون نے گنجور شاہ پر حملہ کیا گنجور شاہ نے اک دوہتڑ مارا کہ صحرا کی
طرف سے اک سپیرا بانسری ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا۔ اور بانسری
بجانا شروع کی جتنے سانپ تھے سب مجتمع ہوگئے جوگی نے سبکو پکڑ پکڑ کر پٹار
مین بند کیا اور صحرا کی طرف چلا مواج نے کہا او گنجور شاہ تو چاہتا
ہے کہ مین سحر کو اسیر کردن مجھے بھی تو اپنی حکومت دکھاتا ہے خبردار و ہوشیار
ہوجا دیکھ مین سحر اپنا چھوڑائے لیتا ہون اور تیرا سحر مٹائے دیتا ہون یہکہکر
اک اسم سحر دم کرکے چند دانے ماش کے پڑھکر پھینکنے لگا دیکھا کہ جوگی
نے پٹارا پھینک دیا گریبان پھاڑ ڈالا تومبی حلق مین پھنس گئی پٹارا کھل
گیا اور سانپ جوگی سے لپٹ گئے بس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے اک
طاؤس گلی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھینکا کہ اوس نے پر پروا پیدا کئے

اور وہ سانپون پر آگر گرا دم بھر مین سانپ نگل گیا بس یہ دیکھتے ہی مواج گرد باد جادو
طیش آیا اور آواز دی کہ اے گنجور شاہ غضب کیا تونے کہ میرے سحر کو مٹا دیا کہان
جائے گا بچکر کہ مین بھی تیرے سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر زمین پر غلطک ماری اور
اور شکل اپنی اک باز کی پیدا کی اور طاوس کی طرف اڑکر چلا طاوس بھاگا باز نے
پیچھا کیا اور پکڑ کر طاوس کو جوگی کے اوپر لایا اور منقار سے گلا کاٹ دیا کہ خون نکلا
اور شعلہ بنکر گرا طاوس اور جوگی دونون جلکر خاک ہوگئے یہ دیکھکر گنجور شاہ
نے بھی غلطک ماری اور یہ بھی باز بنکر اوڑا اور مواج گرد باد جادو کی طرف چلا دونون
لڑنے لگے پنجے چلنے لگے کبھی لڑتے ہوئے زمین پر آتے ہین کبھی پھر ہوا پر جاتے ہین پنجے پر
منقار چل رہی ہی لوگ دونون طرف کے تماشا دیکھ رہے ہین کہ نہ کبھی یہ کم پڑتا ہی اور
نہ وہ مریخ آفتاب علم نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ یہ دونون برابر کے
ساحر ہین کوئی کسی سے کم نہین پڑے گا دیکھیے اسکا فیصلہ کیا ہوتا ہی یقین تو ہی کہ دونون
زخمی ہون اور اب دن بھی کم رہگیا ہی تاریکی ہوئی اور دونون علحدہ ہو جائین گے
اسلیے کہ اسوقت دونون باز بنے ہوے گتھے ہوے ہین انمین سب خاصیتین جانورون
کی سمجھیے قاعدہ سحر یہ ہی کہ ساحر جو پیدا کرتا ہی وہی خاصیتین بھی اوس مین پیدا
ہوجاتی ہین کل پھر یقین ہی کہ انہین دونون مین لڑائی ہوگی انجام مین دونون کے سحر
ناقص ہوجائین گے اور برسون کے ریاض خاک ہوجائین گے اگر ارشاد ہو تو گنجور شاہ
کو ہٹا کر مین سامنا کرون فرمایا یہ خلاف ہی آج رہنے دو کل تم ہی نکلنا گنجور شاہ کو
منع کر دینا مریخ آفتاب علم خاموش ہو رہا لیکن وہان دونون ساحر اوسی طرح
سے باز بنے ہوے گتھے ہوے ہین برابر پنجہ چل رہا ہی اسنے اوسکے پر نوچ
ڈالے ہین اوس نے اوسکے پر نوچے ہین خون بہ رہا ہی لیکن دونون برابر
لڑ رہے ہین کہ یکایک جانب طلسم نہ طاق سے کڑاکے کی صدا بلند
ہوئی اور بالائے ہوا اک جوگی بڑے بڑے جٹائین لٹکتی ہوئی جال ہاتھ مین لیے
پیدا ہوا اور بقریب آکر آواز دی کہ او مواج ہٹ جا یہ تیرا کام ہی کہ بادشاہ
طلسم کو اسیر کر سکے یہ سنتے ہی مواج الگ ہٹا جوگی نے اوس باز پر جال مارا کہ جو
در اصل گنجور شاہ تھا اور پکڑ کر مواج کے حوالہ کر دیا اور نعرہ کیا کہ انم وستادہ
خداوند اکوان یہ کہکر ہوا پر اوڑتا ہوا جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوا گیا یہان مواج
گرد باد خوشی خوشی گنجور شاہ کو باندھے ہوے اپنے لشکر مین آیا اور اک قفس آہنی
جو سحر کا ساختہ تھا باز کو بند کرکے درخت سحر مین لٹکا دیا اہل اسلام گنجور شاہ
وطوفان بن سرکش جادو کے اسیری سے نہایت غمگین ہوے لیکن چونکہ شام ہو چکی
تھی آفتاب قریب غروب تھا طائر نگہ اپنے اپنے آشیانون کی طرف جا رہے تھے سیاہی پردہ
پوش عالم ہوئی تھی راہ جنگ جدل مسدود ہو چکی تھی طبل باز گشت پر چوٹ پڑی کفار نقارہ فتح
فیروزی بجاتے ہوئے گنجور شاہ وطوفان بن سرکش کو ہمراہ لیے ہوے اپنی فرود گاہ پر آئے اور
اہل اسلام نہایت غمگین ومحزون اپنے پڑاؤ پر آئے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوکے صاحبقران ذی

بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی ہی مین فروکش رہین اسواسطے کہ لشکر ساحرون کا
وترے ہوئے ہین ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے بادشاہ اسلام نے صاحبقران عالیمقام سے اشارہ
کیا کہ بلکہ آپ اور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم ماہ طلعت وغیرہ جملہ سردار یہین رہین تو مناسب
ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ جسوقت تک غلام آپکے لشکر مین موجود ہے اسوقت تک
کوئی تردد نہ فرمایئے مجال کی نہین ہے کہ پرندہ پر مار سکے صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے لیکن وہان
مبہوت آسمان شگاف اور مواج گردباد نے پھر طبل بجوا دیا اور تیاری جنگ کردی
ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام نقارہ رزمی نوازش
مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہے اور چند
کلمے داستان ملک آسمانہ کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد اوسکے جانے سکندر رستم
خو کے یہ لوگ رنجیدہ بیٹھے ہین کہ دیکھیے پروردگار عالم کب اوس شہریار عالیوقار سے
ملاتا ہے اور کس دن زیارت اوس راہبر دین اسلام کی نصیب ہوتی ہے آسمان شاہ کو ہر وقت
یہی فکر و خیال ہے اسلیئے کہ جب سے شاہزادہ سکندر رستم خو کو بچہ لیگیا ہے ملکہ کے صدمہ نے
اسقدر ترقی کی کہ راز عشق ظاہر ہوگیا نوبت دیوانگی کی ہوگئی باغ مین دیوانہ وار پڑی پھرتی ہے
وہ چاند سے رخسار ماند ہوگئے ہین غبار چہرہ زیبا پر پڑا ہوا بال سر کے کھلے ہوئے درختون سے لپٹ
لپٹ کر روتی ہو اگر کوئی سمجھاتا ہے اور منع کرتا ہے تو خودکشی کا قصد کرتی ہے لوگ مارے خوف
کے قریب بھی نہین آتے تو کون ایسی کو سمجھائے اور دامن نیکنامی مین بدنامی کا داغ لگا سکے
کوئی یہ نہ کہیگا کہ اچھائی کیواسطے منع کیا تھا بلکہ سب یہی کہینگے کہ فلان نے شاہزادی کی
جان لی تو نیکی برباد گنہ لازم ہمین کیا چاہیے سڑن بن کے تنکے چننے کوئی کہتا تھا کہ سچ مثل کہی ہے کہ
دلاری بیٹی چنال ہوتی ہے ماں باپ کا لاڈ اولاد کو خراب کرتا ہے علی الخصوص بیٹی ذات
کو اسقدر رو باؤ مین رکھے کہ ہمسے ندے ورنہ ایسی ہی انجام پیش ہوتے ہین بھئی مانا کہ وہ شخص
عالی خاندان سہی اور یہ بھی فرض کر لیا کہ شادی بھی اوسی کے ساتھ ہوگی لیکن ابھی تک تو وہ
محرم نہین ہے مثل شادی کے کواری لڑکی جب اپنے شوہر فرضی کے واسطے اپنی یہ
حالت بنائے گی تو زمانہ سوا اس کے کیا کہیگا کہ پہلے ہی سے مین ٹھکا ہو چکا تھا جب یہ
شاہزادی اوس لڑکے سے پھنس گئے بادشاہ نے بدنامی مٹانے کو اوسی کے ساتھ
شادی بھی کردی لیکن کون کہے شاہ دشہریار کا معاملہ ذرا کوئی بات منہ سے نکالین
اور اونکے خلاف گذرے تو زن بچہ سب کو لہو مین پلیوا ڈالا جائے کس کی مان نے دھولنسا
کھایا ہے جو منہ سے نکالے جو جیسا کرے گا ویسا آپ ہی پائے گا ہمین کیا نمک کھایا ہے
دل جلتا ہے تو اتنا بھی منہ سے نکالتے ہین لیکن ملکہ اپنے ہوش ہی مین نہین ہے کہ کسی کی
شرم کرے دماغ قابو مین ہو تو ذہن مین آئے کہ ہم کیا کرتے ہین اوسے تو ہر وقت اک رٹ
لگی ہوئی ہے کہ آیئے منت کی شمعین روشن کیجیے اتنے دنون کے بعد آیئے آپ بھی سامنے
نہین آتے کبھی اس درخت کے نیچے چھپ جاتے ہو کبھی اوس درخت کی آڑ مین ہو جاتے ہو
دیکھو مین وہین آتی ہون یہ کہکر ادھر سے ادھر دوڑ جاتی ہے اودھر سے ادھر دوڑی آتی
ہے کہتی ہے لو مین ادھر آئی تو اودھر چلے گئے اے صاحب یہ بیجا ہے چاہنے والون سے

کبھی بھاگتی ہین کبھی عاجز ہوکر رونے لگتی ہے بال سینہ پر بکھرے ہوئے شناسا آشنا ہین کہ جو
وہ حیران ہوگئین آنکھون پر وحشت برس رہی ہے باتین اور حرکتین دیکھکر لوگون کے دل
لرزے ہوتے ہین نگاہ چاہ پھنستا ہے جب اس حالت نے طول کھینچا اور ہمنشینون کے چھپائے
نہ چھپ سکا تو خبر ملکہ کی مان کو ہوئی پہلے تو ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہ یہ کیا حرکت ہے اسکی
ایسی لڑکی کا جینا کس کام کا لیکن جب وزیرزادی نے سمجھایا کہ حضور کیسی باتین فرماتی ہین
اسوقت آپ کو غصہ ہے کچھ انجام پر لحاظ نہین ہے لیکن اگر بادشاہ کو خبر ہوگئی اور جہان
پناہ نے ملکہ کے ساتھ غیرت کا برتاؤ کیا تو ہاتھ مل کر رہجائیگا کہ ہائے مین کیا جانتی تھی
کہ بادشاہ دشمن ہوجائے گا اس سے بہتر یہی ہے کہ اس معاملہ کو یونہین رہنے دیجیے
ملکہ کی مان نے کہا کہ بادشاہ کو کبتک خبر نہوگی ایک نہ ایک دن یہ حال کھلے گا ضرور پھر
اوس وقت کیا ہوگا وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کہدیا جائیگا کہ آپ بھی دیوانے
کی باتون پر جاتی ہین جب دماغ مین خلل آیا تو وہین لگ گئی کیا سٹری کے فعل سمجھے
بوجھے ہوئے ہین اوسوقت جو موج آگئی جو دہن سوار ہوگئی ملکہ خاموش ہو رہی
یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہی انجام پیش آیا کہ خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ ملکہ ماہ پارا
کو جنون ہوگیا اور دیوانی بنی ہین وہ ایسی ایسی باتین کرتی ہین جو عزت کے خلاف
دامن عصمت کی چاک کرنے والی ہین آسمان شاہ نے آکر بی بی سے پوچھا کہ یہ کیا
واقعہ تم نے اسوقت تک ہمین اطلاع نہ کی اوسنے جواب دیا کہ اطلاع مین کسر کیا کرتی
تمہاری بدولت حکیم طبیب سب ملازم ہین ہر طرح کے سامان مہیا علاج ملکہ کا برابر ہو رہا ہے
مینے یہ خیال کیا کہ ایک تو تم یونہین پریشان ہو کہ جب سے وہ لڑکا گم ہوا ہے جو حالت ہے
تمہاری پہلے ہی اب اوس سے زیادہ پانی ہوں صدمہ مین صدمہ دینے سے کیا فائدہ
یہی خیال کرکے اطلاع نہ دی کہ تم پریشان ہوگی علاج ملکہ کا ہو ہی رہا ہے دو چار
روز مین اچھی ہوجائے گی لیکن یہ مجھے نہ معلوم تھا کہ انجام علاج کا الٹا ہوگا مرض
بڑھتا جائے گا بادشاہ نے کہا کہ مرض تو اور سُنے ہے مینے تو سنا ہے کہ اوس کی
باتین رسوائے عالم کیا چاہتی ہین وہ سکندر کا نام لیکر روتی ہے ملکہ نے کہا کیا خوب
یہ بھی تم نے خوب کہی کیون صاحب دیوانی مین اور کیا ہوتا ہے انتہا یہ ہے کہ کسی
ملت و مذہب مین اوس پر حد شرع تو جاری نہین ہوسکتی ہے خدا کے نزدیک تو وہ
مجرم ہے نہین مگر تم اوسے مجرم قرار دیتے ہو سلطنت کے فیصلے بھی ایسے ہی کرتے ہوگے
بہت سے بیگناہون کو سزا دیدی ہوگی گناہگارون کو چھوڑ دیا ہوگا بلکہ انعام
عنایت کردی ہوگی اگر اوس کی عقل ٹھکانے ہوتی تو وہ ایسی بات منہ سے نکالتی میرے
بھی شادی کی ذکر ہے تو عرق عرق ہوجاتی تھی جیسے تم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ مین شادی
اوس کی سکندر کے ساتھ کرونگا اوس وقت سے اوس نے مجھسے نظر
نہین چار کی اور میرے سامنے آتے ہوئے شرماتی تھی اگر بلوا بھیجا اور سلام کو
کو آئی تو گردن جھکائے بیٹھی گھڑی بھر بعد چلی گئی آسمان شاہ یہ سنکر خاموش
ہو رہا یہان تو یہ حالت ہے لیکن اب حال سنیے دیوانہ دیلم آہن خوار کا

کہ یہ ملک آسمانیہ سے قریب اک بیشہ مین رہتا ہے چالیس ہزار دیوون کا افسر ہے
نہایت زبردست ہے اک روز اتفاقیہ کوئی ساحر طلسم طاق کا اس طرف نکل آیا تھا
اوس نے کچھہ شعبدے دکھلا کر اسکو اکوان پرست بنادیا تھا اوس روز سے اوسکو بھی دھن
سوار ہے کہ جس کو سن لیتا ہے کہ وہ مذہب اکوان پرستی کے خلاف ہے اوسے آزار دیتا ہے
اک روز یہ دیوانہ تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اوس بیشہ کی طرف سے دو مسافر گذرے کہ وہ بھی اکوان
پرست تھے وہ آپس مین ذکر کرتے چلے جاتے تھے کہ آج کل خدا پرستون کا بڑا زور ہے
ابھی حال کا واقعہ ہے کہ اک لڑکا اولاد حمزہ سے کہ جس کا سن بارہ تیرہ برس سے زیادہ
ہرگز نہو گا ملک آب پرستان مین فقیر بنا ہوا آیا تھا اب اوس نے وہ عروج پکڑا
کہ پہلے دیو کو مارا بعد اوس کے سنا ہے کہ کوئی ساحرہ اوس کو اوٹھالے گئی تھی ایسا
با اقبال تھا کہ باوجود سمجھہ نہ جاننے کے ساحرہ کو بھی مارا تمام ملک آب پرستان
کو مسلمان کیا بادشاہ تک اوس کا مطیع ہے یہ خبر سنکر کہ مذہب اپنا آسمان
شاہ نے تبدیل کروالا ہے ملک ارژنگ زرہ پوش نے آسمانیہ پر چڑھائی
کی سب کو زخمی کیا قریب تھا کہ قلعہ آسمانیہ کو وہ فتح کرلے وہ لڑکا پھر آپہونچا
اب کی سپاہیانہ لباس مین تھا آتے ہی ارژنگ سے مقابلہ کیا اور ارژنگ زرہ پوش
اوس کے ہاتھ سے اسیر ہو کر مسلمان ہوا بڑے غضب کی بات ہے کہ خداوند اکوان
اپنے ماننے والے بندون کو کوڑے دیتے ہین اور سرکشون کو اسقدر عروج دے رکھا ہے
یہ باتین جو دیوانے نے سنین ان دونون مسافرون کو قریب بلایا اور سارا حال مفصل
پھر سے سنا اور پوچھا کہ ملک آسمانیہ کس طرف ہے اور شہر اژرنگیہ کہان ہے
مسافرون نے بیان کیا کہ یہان سے بہت قریب ہے اژرنگیہ تو اس بیشہ سے شمال کی جانب
واقع ہے اور ملک آسمانیہ گوشہ شمال و مشرق مین آباد ہے دیلم آہن خوار نے
مسافرون کو پکڑا اور کہا کہ ہمارے ساتھہ چلو اور راستہ بتاؤ کہ جس وقت ہم اژرنگیہ
مین پہونچ جاینگے تو تم کو چھوڑ دینگے انہون نے کہا کہ ہم بڑی ضرورت سے جاتے ہین ہمارا
نقصان ہوگا ہمین آپ کیون روکتے ہین رہنما کی ضرورت نہین دیلم دیوانہ کہا کہ اگر نہ چلوگے
تو ہم نذر کرلے جاینگے اب یہ تو یہ دونون مجبور ہوئے دل مین کہتے تھے کہ کیون یہ ذکر اس کے
سامنے ہمنے کیا کس مصیبت مین پہنسے مگر خود کردہ را علاجے نیست کرین تو کیا کرین ناچار و مجبور
کہا کہ چلئے ہم ساتھہ ہین اوسوقت دیوانے نے صحرا کی طرف دیکھکر اک چیخ ماری بس آواز
صحرا مین گونج گئی اب جو دیکھا تو چہار طرف سے زنجیرون کے کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی اور
ہزار ہا دیوانے آکر جمع ہوگئے اب دیلم آہن خوار نے مرکب اپنا طلب کیا اک دیوانے جسپر
گراک کرگدن کو پیش کیا دیلم پشت مرکب پر سوار ہوا مسافرون کو ساتھہ لیا اور ارژنگیہ
آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا جس وقت قریب شہر پہونچا خبر اژرنگ شاہ کو ہوئی اژرنگ شاہ
نے اک پہلوان کو بھیجا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہان کیون آیا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے جس وقت
وہ ایلچی پاس دیلم کے پہنچا اور سبب دریافت کیا دیوانہ نے کہا کہ مینے سنا ہے بادشاہ تمہارا
مسلمان ہوگیا ہے اور خداوند اکوان سے پھر گیا ہے ایلچی نے کہا کہ بیشک مذہب اسلام

حق تھا بادشاہ نے ہمارے اختیار کر لیا اور مذہب باطل کو ترک کر دیا یہ سنتا تھا کہ دیلم کو نہایت
غصہ آیا اور کہا کہ ہائین تو بھی مذہب اکوان پرستی کو برا کہتا ہے یہ کہکر تبسم مارا کہ چرخ
کہا کر گرا دیوانے نے مشکین باندھ لین آر اس پر ڈال لیا یہ خبر اثرنگ زرہ پوش کو ہوئی
اثرنگ لشکر اپنا لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ بر پا کیا جس وقت شام ہوئی دیوانے نے حکم دیا کہ بجے
طبل جنگی اوسی وقت اک دیوانے نے نقارہ بجانا شروع کیا جسوقت صدائے کوس حربی
اثرنگ شاہ کے کان مین پہونچی اسکو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقام پر شادی
وغیرہ تماشا کر رہے ہین لیکن جب ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر دشمن مین نقارہ بجاتے
تو اثرنگ شاہ ہنسی کے مارے لوٹ گیا کہ آجتک اس طرح نقارہ بجتے نہ سنا تھا دیوانون کا
ہر فعل وحشت کی شان رکھتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے اس طرف بھی کوس حربی
بجا لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے گل شگفتہ ہوئے طائران گلشن
محو نغمہ سنجی ہوئے لشکر اثرنگ شاہ مین صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور فوج کفار مین
نعرے یا خدا اکوان کے بلند ہوئے جس وقت دونون لشکرون نے اپنی اپنی آئین کے
موافق عبادت سے فرصت کی توصف آرائے میدان قتال و جدال ہوئے جسوقت صفین
بندہ چکین تبر دارون نے نکل کر جھاڑی جھنڈے کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے
پستی و بلندی زمین کو ہموار سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھالا نقیبان بلند آوازے
نہیب دی کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو نام اپنے خاندان کا روشن کرے اور نام رستم و سہراب
مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹادے بس یہ سنتے ہی دیلم دیو آہن نے مرکب اپنا جولان
کیا اور میدان مین آکر نہیب دی کہ اے اثرنگ شاہ مینے سنا ہے کہ تو نے دین قدیم اپنا جو دین
برحق تھا اوس کو ترک کر کے خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہو افسوس ہے کہ تو نے
خداوند گویا سے روگردانی کی اور خدائے ساکت کو برحق جانا تیری سمجھ مین نہین آتا کہ خدا
کس طرح کا ہے کہ نہ دکھائی دے نہ بات کرے مسلمانون نے زبردستی بھی اک فرضی خدا
بنا لیا ہے بس بہتر یہ ہے کہ اس دین جدید کو ترک کر اور وہی دین قدیم اختیار کر ورنہ ملک
و مال تیرا برباد ہوگا بس یہ سنتا تھا کہ اثرنگ شاہ نے جواب دیا کہ او دیوانے دین اسلام
سے بہتر کوئی مذہب نہین ہے مین تجھکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ مذہب اکوان پرستی پر
لعنت کر کہ وہ اک دو ساحر کافر ہے اوس نے بزور سحر اپنی خداوندی قائم کی ہے وہ بھی
مثل ہمارے تمہارے اک انسان ہے بندہ خدا کا ہے لیکن خدا کو بھول کر اوس نے
اپنے زور سحر پر اپنی خدائی قائم کی ہے انجام مین مثل فرعون شداد نمرود وغیرہ کے یہ
بھی مارا جائے گا مسلمان اس کا پیچھا نہین چھوڑنے والے ہین تو خیال تو کر کہ جو باتین ہم
مین ہین وہی خدا مین فرق کیا رہا دیوانے نے کہا او بیوقوف خدا نے ایک مخلوق اپنی
صورت کی ہی پیدا کی ہے یہی سبب ہے کہ انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اثرنگ
زرہ پوش نے جواب دیا کہ خدا مین شان یکتائی ہے دوئی کی وہان بو بھی نہین ہے
اگر خداوند کریم کو دوئی پسند ہوتی تو وہ ایسا کرتا دیکھ او دیوانے چونکہ تو بھی اس مذہب

باطل کو ترک کر اور دین حق اسلام کو اختیار کر ورنہ انجام تیرا خراب ہوگا ہم تو اک مدت سے یہ سنتے چلے
آتے ہیں کہ دیوانہ بکار خویش ہشیار لیکن تو کیا شری ہے کہ اپنے انجام کو نہیں سوچتا یہ سنکر
دیوانے نے کہا کہ معلوم ہو گیا کہ تو راہ پر نہ آئے گا بلکہ اور اگواں پرستونکو اسی طرح بہکائے گا جس طرح
اب تو مجھے سمجھا رہا ہے بس تیرا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے نکل میدان میں یہ سنکر اثر رنگ
شتابی سے نکلا اور مرکب کی باگ اوٹھائی اور دیوانہ سے سامنا کیا دیلم نے کہا کہ وار کر اپنا تاکہ آئندہ
تجھے حوصلہ نہ باقی رہجائے اثر رنگ نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام ہیں پیش دستی کرنا
ہمارا دستور نہیں ہے تو وار کر اگر خدا تیرے ضرب سے بچا یگا تو دیکھا جائے گا ہم بھی تجھے
تماشا اپنے ضرب کا دکھاوینگے یہ سنکر دیوانے نے تین سو من کی زنجیر جو ہری کر کے
اثر رنگ زرہ پوش پر وار کیا اثر رنگ نے زنجیر پشت سپر پر دو کی لیکن مار زنجیر کا سپر
کے اوس پار سر پر پڑا کہ سر اثر رنگ کا شق ہو گیا خون جاری ہوا زخم ایسا کاری ایا
کہ اثر رنگ بیہوش ہو گیا اور مرکب اس کو لے نکلا دیلم نے ہر چند تعاقب کیا نہ پایا
لیکن فوج نے جو دیکھا کہ سردار زخمی ہوا اب کوئی اس دیوانے سے مقابلہ کرنے کی
تاب نہیں رکھتا ہے فوج بھاگ کر قلعہ بند ہوئے دیوانے نے کہا کہ مجھے تم لوگوں سے بحث
نہیں ہے مطلب جس سے تھا وہ گم ہوا جب ملے گا تو دیکھا جائے گا اور وہاں سے کوچ کر کے
طرف ملک اسپانیہ کے روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول حال اثر رنگ
زرہ پوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑا اس کو لیئے ہوئے کنارے اک دریا کے پہونچا
جھک کر پانی پیا اور پھریری لی کہ سوار نیچے گرا اور مرکب چپکا کھڑا ہو رہا گھانس چرنے لگا
اتفاق روزگار سے بڑی دیر تک یہ بادشاہ یونہیں زمین پر پڑا رہا اور کوئی درندہ و
گزندہ اس طرف نہیں آیا بعد اک پہر بھر کے اثر رنگ کو ہوش آیا تو اپنے کو صحرا میں
پایا ہر چند کہ خون بہ جانے سے قوت زائل ہو گئی تھی مگر ناچار و مجبور اوٹھا رومال سے زخم
سر باندھا اتنی قوت نہ تھی کہ مرکب پر سوار ہو سکتا اک درخت سے تکیہ کر کے بیٹھ رہا اور
دعا کرنے لگا کہ پروردگارا ملک اثر رنگیہ میں بہت سے بندے تیرے ہیں تو ہی اونکا
نگہبان ہے مجھکو تو مرکب یہاں نکال لایا دیوانے نے شہر کی نہ معلوم کیا حالت کی ہوگی
اور دیکھیے اس صحرا میں میرا کیا انجام ہوتا ہے اسلیئے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن عجب
الجھن ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی اگر کوئی درندہ یا گزندہ اس طرف نکل آیا تو اتنی بھی تاب
توان نہیں ہے کہ میں اوس سے جان بچا سکونگا اے کس بیکسان و اے فریادرس
غریبان تو ہی مدد کرنے والا ہے نہ کسی کو خبر ہے کہ کوئی اس طرف آئے نہ یہ راہ گذر ہے
کہ آئندہ و روندہ سے امید کی جائے کہ وہ ملک میں ہمارے اطلاع کر دینگے نہ اتنی قوت
ہے کہ یہاں سے جا سکوں زخم ایسا سر میں ہے کہ گردن نہیں اوٹھانے دیتا اس
وقت بیکسی میں سوا تیرے کوئی مدد کرنیوالا نہیں ہے بندہ اگرچہ ابھی نو مسلم ہوں تیرا
ناچیز تو قدیم ہوں لیکن آشنائی کو بہت ہی کم زمانہ گذرا ہے میری مدد کر
اور اعتقاد کو میرے اور مضبوط کر بس یہ کلمات اسکی زبان پر جاری ہوئے تھے
کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے متصل گرد و غبار خفیف بلند ہوا

دیکھا کہ آگے آگے اک ہرن چوکڑی بھرتا چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے اوس کے اک بگولہ گرد کا جست
مارتا ہوا چلا آتا ہے ہرن ایسا گھبرایا ہوا تہا کہ ساحل تک چلا آیا اور دلدل مین پہنسا چوکڑی
بہولا چاہتا ہی تہا کہ تڑاق سے گرز شق ہوئی تیر کے سنسنانے کی آواز سنائی دی دیکہا کہ
اثر رنگ زرہ پوش نے کہ آہو اوچہل کر گرا ایڑیان رگڑنے لگا خیال جو کیا تو تیر
دل پر اس کے پڑا تہا ساتہ ہی اک سوار آکر پہونچا اور کود کر گہوڑے سے ہرن کو ذبح کیا
دیکہا اثر رنگ زرہ پوش نے کہ اک لڑکا جو چودہ پندرہ برس کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
وہی شہریار ہے بلکہ اس کو یقین کامل ہوا کہ سکندر رستم تو ہے اودہر اوس لڑکے نے
دیکہا کہ اک شخص سر سے رومال باندہے درخت سے لگا بیٹہا ہے کپڑے خون مین تر بتر ہین
مرکب ایک طرف چر رہا ہے ساز و یراق سے آراستہ ہے چاہتا تہا کہ حال اس کا دریافت
کرون کہ کون شخص ہے مرد سپاہی وضع معلوم ہوتا ہے نہ معلوم اسے کسی قزاق نے زخمی کیا
ہے مگر ایسا ہوتا تو مرکب و شمشیر وغیرہ اس کے پاس نہوتی شاید کسی جنگ مین زخمی ہوا ہے
گہوڑا اس کو نکال لایا ہے مرکب بہی اصیل اور عمدہ ہے سامان بہی شاہانہ ہین جبتک
یہ پوچہے پوچہے اوس زخمی نے آواز دی کہ اے شہریار عالی وقار بیٹے آپکی جدائی کے صدمے
نے بہت پریشان کیا بعد اوس کے محبت نے آپکی اس کو پہونچایا آپ کے تشریف لیجانے
کے بعد بہت انتظار کیا آخر مایوس ہوکر اپنے شہر مین آیا اور اس طرح دیوانے کے ہاتہ سے
زخمی ہوکر اس صحرا مین پہونچا اب نہ معلوم کہ وہان شہر کی کیا حالت ہے اور دیوانہ ابہی وہین
ہے یا ملک آسمانیہ کو گیا یہ سنکر وہ لڑکا حیران ہوا اور کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے مین تو
پہچانتا ہی نہین کبہی تیری صورت ہی نہین دیکہی اور تو ایسی باتین کرتا ہے جس سے
انتہا کا تپاک ظاہر ہوتا ہے اے شخص تجہے دہوکا ہوا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا مین نہونگا
اثر رنگ یہ سنکر رونے لگا کہ بعد اک مدت کے زیارت نصیب ہوئی تو آپ غلام
کو بہول گئے یہ مروت اسلام کے خلاف ہے اور آپ سے بعید ہے اب تو خیال ہوا کہ یہ
خدا پرست ہی ہے قریب اثر رنگ کے آکر پوچہا کہ نام اونکا کیا تہا جنہین تم سمجہہ رہے
ہو اثر رنگ نے عرض کیا کہ شاہزادہ رستم خو اور والد ماجد اونکے شہریار عالی وقار
ہین یہ سنکر جواب دیا کہ وہ بہائی میرے تہے میرا نام سہراب بن رستم ہے اب جو غور سے
اثر رنگ نے دیکہا تو خط و خال مین بہی فرق پایا عرض کی کہ حضور بجا ارشاد فرماتے
ہین بیشک غلام کو دہوکا ہوا اتنے مین عیار سہراب ثانی کا اور لوگ ساتہ والے
بہی آگئے سہراب ثانی نے عیار سے کہا کہ سواری منگاؤ اور نام اثر رنگ کا پوچہکر
فرمایا کہ انکو لے چلو اوسی وقت لوگ اثر رنگ کو فینس مین ڈال کر خیمہ مین سہراب
کے لائے سہراب ثانی نے جراحون کو بلوا کر زخم سر دہلوا کر پٹی مرہم کی چڑہوائی اور کہانا
کہلوایا کہ حواس اثر رنگ کے درست ہوئے اب سہراب ثانی نے کہا کہ معلوم ہوا تم
رفیق میرے بہائی کے ہو اور مسلمان بہی ہو تمہاری امانت ہم پر فرض ہے لہذا
چلو تم کہ مین اوس دیوانے کو سزا دون اور ملک کو تمہارے اوس کے ظلم سے بچاؤن
اثر رنگ نے عرض کی کہ اے شہریار لشکر آپکے ساتہ کم ہے اور میرا لشکر بہی تباہ ہوگیا ہوگا اس طرح چلنا تو

احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے سہراب نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم لوگون نے ہمیشہ مخمور دگار
سے اپنے زور بازو پر کام کیا ہے کبھی لشکر کی پرواہ نہین کی لیکے یقین ہے کہ بھائی ہمارا
بھی تنہا تمہارے ملک کی طرف آیا ہوگا اشرنگ نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوتا ہے ایسا ہی
ہوا ہوگا مفصل قصہ اونکا ملک آسمانیہ مین چلکر سن لیجیے گا یہ باتین ہو کر سہراب بن
رستم ثانی نے کوچ کیا اور اول شہر اشرنگیہ کی جانب روانہ ہوا جسوقت شہر مین پہونچے
امن و امان دیکھی معلوم ہوا کہ دیوانہ ملک آسمانیہ کیجانب گیا ہے ایک روز سہراب
ثانی نے قیام کیا دوسرے دن کوچ کر کر طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوے ایران کو تو راہ
مین چھوڑا جاتا ہے لیکن حال دیلم دیوانہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ملک اشرنگیہ سے کوچ
کر کے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوا تھا جسوقت قریب شہر پہونچا خبر آسمان شاہ
کو ہوئی کہ دیلم دیوانہ بقصد جنگ اس طرف آتا ہے اول شہر اشرنگیہ پر گیا تھا اشرنگ
شاہ زخمی ہو کر کسی طرف نکل گیا اب اس طرف آیا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نے بھی حکم
دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے حسب الحکم لشکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا آسمان شاہ
بارگاہ مین آیا سردار جمع ہوے قران قزاق نے عرض کی کہ اول اس دیوانہ سے ہمین
مقابلہ کرونگا آسمان شاہ نے کہا کہ امانت ہو شاہزادہ سکندر کی مین تم کو نہ لڑنے
دونگا میرے سردار کیا کام ہین اگر خدانخواستہ تم زخمی ہوے تو مجکو شاہزادہ سے شرمندگی
ہوگی قران قزاق کہنے لگا کہ اگر مجھسے شکایت ہوگی تو کیا جواب دونگا شاہزادہ
فرمائیگا کہ تمہاری موجودگی مین بادشاہ نے مقابلہ کیا یہی باتین تہین کہ صحرا سے تتق گرد وغبار
بلند ہوا اور آواز زنجیرون کے آنے لگی کہ تمام صحرا گونج گیا آسمان شاہ و قران قزاق
مع دیگر سردارون کے بارگاہ سے باہر آئے اور آمد لشکر دیوانہ کا تماشا دیکھنے لگے
دیکھا کہ آگے آگے اک دیوانہ زبردست قوی بازو قوی ہیکل گردن مست پر سوار
چالیس ہزار دیوانے زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوے آئے جائے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا اون
کم تھا جسوقت لشکر نے کمر کھولی اور خیمے برپا ہوے دیلم آہن خوار اپنے خیمے مین داخل ہو
دو چار جام شراب کے پیے جسوقت دماغ اس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
اسلیے کر سمجھانا ان خدا پرستون کو بیکار ہے اوسیوقت نقارہ رزمی کڑکڑایا خبر آسمان
شاہ کو بھی کہ فوج دشمن مین کوس حربی بجا ہے آسمان شاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون
طرف تیاریے جنگ و جدال ہونے لگی جوانان لشکر تلوارونکو صیقل کرنے لگے آلات
حرب و ضرب کو درست کیا غرضکہ رات بھر طبل بجا کیا جسوقت صبح ہوئی دونون لشکر
میدان مین آئے صفین آراستہ کر کے کھڑے ہوے میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ
اگلا ہراول پچھلا جھنڈا اول نہایت خوب درست ہو چکا تو نقیبون نے نقابت کی اور
کڑکیتون نے کڑکا کیا بہادرون کو جوش شجاعت پیدا ہوا دیلم دیوانہ نے مرکب کی باگ لی
اور میدان مین آکر نہیب دی کہ اے آسمان شاہ تو نے یہ کیا کیا کہ مذہب قدیم اپنا ترک
کیا اور مذہب جدید اختیار کیا بس زیادہ گفتگو کی ضرورت نہین ہے اگر خیریت اپنی چاہتا ہے
تو اس مذہب کو ترک کر اور اوسی مذہب قدیم پر آ یا پرستش خداوند الوان کی

اختیار کردہ عجب خداوند گویا ہے جو بات چاہو کرو اوسکا جواب حسب دلخواہ سنو یا مقابلہ کرو
یہ سنکر آسمان شاہ نے اپنے لشکر کیجانب دیکھا بس فوراً افراط بن لقریط نے مرکب اپنا صف
سے نکالا اور آسمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور دیوانے سے کہا کہ اظہار
بہادری کے دیلم ہنسا کہ تو کیا مقابلہ کرے گا وار اپنا کرکے حوصلہ نکال لے تاکہ حسرت تیرے
دلمین نہ رہجاے تاکہ شاید وار کارگر ہوتا اسلئے کہ میرے وار سے بچنا تجھکو دشوار ہوجائے گا افراط
بن لقریط نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیش دستی ہمارا دستور نہین ہے تو اپنا حربہ
اگر پروردگار تیرے ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی وار کرینگے یہ سنکر دیوانے نے اک چیخ ماری
اور کہا معلوم ہوا کہ شامت تیری آگئی کہنے لگا اسکو کہ یہ زنجیر موت ہے وار اسکا دیوانہ کردیتا ہے
اور روح کو اسیر کرکے لیجاتا ہے یہ کہکر تین سو من کی زنجیر چرخی کرکے سر پر پھرا کر افراط پر وار کیا
افراط نے گھبرا کر سپر بلند کی لیکن زنجیر جب پڑتی ہے ہاتھ تھرایا سپر چھوٹ گئی اور کچھ کڑیان
پشت پر پڑین اور پوری زنجیر سر پر پہنچی کہ کاسہ سر شق ہوگیا افراط بیہوش ہوکر
مرکب سے گرا دیوانے نے چاہا باندھ لیجاوے کہ قران قزاق دوڑ پڑا اور آواز دی
کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہے یہ فعل مردی کے خلاف ہے کہ تو زخمی کو اسیر کرتا ہے اوسکا
حریف تیرا مین موجود ہون یہ سنکر دیوانے نے کہا تو ہی آ اب تجھکو اور اسکو ساتھ
بلند ہوگا یہ کہکر وہی زنجیر سر پر پھرا کر قران قزاق پر وار کیا قران قزاق مرد ہوشیار نے
دیکھا کہ زنجیر کا رکنا دشوار ہے ملا کر مرکب سے مرکب کو ہاتھ کلائی پر ڈال دیا دیوانہ ہنسا
اور کہا کہ تو بڑا ہشیار معلوم ہوتا ہے کہ حربہ کو میرے خالی دیا خیر اچھا ہوا تجھکو ابھی باندھے لیتا
ہون یہ کہکر ہاتھ گریبان مین ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب دونون کے بیٹھ گئے کود کر
مصروف تلاش ہوے ایک گھنٹہ کی کشتی مین دونون عرق عرق ہوگئے ہاتھ پھسلنے
لگے اب یہ حالت ہے کہ قران قزاق اگر پانچ قدم ریل لیجاتا ہے تو دیوانہ سات قدم
ریل لے جاتا ہے قضاے کار پاؤن قران قزاق کا موشخانہ مین جاتا رہا اوپر سے دیوانہ
نے زور کیا پاؤن اسکا ٹوٹا اور بیہوش ہوگیا دیوانہ نے قران قزاق کو باندھا اور لیکے
اپنے لشکر مین چلا گیا اور جاکر طبل بازگشت بجوادیا آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ دیوانہ کا
ہر فعل دیوانگی کا ہوتا ہے یہ کونسا موقع طبل بازگشت بجوانے کا تھا سارا دن پڑا تھا لیکن
دیوانے کو بھی دہن آگئی خیمہ مین آیا اور دو چار جام شراب کے پیے
ہونگے کہ پھر وحشت نے زور کیا اور حکم دیا بجے طبل جنگ وہان آسمان
شاہ اپنے سردار زخمی کو لیکر واپس ہوا اپنا پوشاک رزم اوتار رہا تھا
لباس بزم سامنے رکھا تھا اہل لشکر کمرین کھول چکے تھے گھوڑون کو باندھ
دیا تھا آواز طبل کی کان مین آئی اودھر ہرکارون نے خبر دی کہ دیوانے
نے پھر طبل بجوایا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ
عجب حرکتین اس دیوانے کی ہین دیوانے اور بھی سنے ہین مگر یہ عجب
سڑی ہے مجبور کرے تو کیا کرے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس
حربی بجے یہان بھی نقارہ پر چوب پڑی لشکر کے سوار جلدی جلدی

مرکبوں پر سوار ہو ہو کر میدان جنگ کیطرف متوجہ ہوئے آسمان شاہ نے بھی کشتی پوشاک رزم
کی اوڑھوادی اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت مرکب پر بیٹھکر میدان میں آیا تو دیکھا کہ
دیوانہ نعرے مار رہا ہے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت تھی کہ ابھی تو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا اور ابھی پھر آیا دیوانے نے کہا کہ میں کوئی تابعدار کسی کا نہیں ہوں میرا جی گھبرایا تھا
پھر طبل بجوا دیا آسمان شاہ نے کہا پہلے ہی کیوں طبل بازگشت بجوایا اگر لڑنا منظور تھا
تو میدان سے واپس نگیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ میں اپنی طبیعت کا مختار ہوں ہیچ کسی
کو مقابلہ کیواسطے یا آپ نکل کر سامنا کر آسمان شاہ نے خیال کیا کہ یہ تیرے [illegible]
سے لڑ نہ سکینگے ابھی کی بات ہے کہ اس نے افراط کا کیا حال کیا اور قران قزل ق کو
باندھ لیگیا سردارو نکو لڑوا کر مفت جان لیتا ہے اس سے خود مقابلہ کرنا چاہیئے بس یہ
خیال کر کے پودا باگ کا لیا اور سامنے دیوانے کے آیا دیوانے نے کہا کہ تو سر پر کلنگ
رکھکر مرغ زرین بنکر بیٹھا جائے یا میدان جنگ میں لڑنا جانتا ہے ہیچ کسی اور کو
کیوں اپنی جان سے عاجز ہوا ہے آسمان شاہ نے جواب دیا کہ میں سپاہی ہوں فقط
بادشاہ نہیں ہوں لا ضرب بہادری کے زیادہ گفتگو ہیچ ہے بس یہ سننا تھا کہ دیوانے
نے زنجیر ماری آسمان شاہ نے مرکب پیچھے ہٹایا اور چاہا کہ زنجیر خالی دوں لیکن زنجیر سر مرکب
پر پڑی کہ مرکب مر کے آتشبازی ہو گیا آسمان شاہ گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو دیوانے کے بے سر کروں دیوانے نے جو یہ ارادہ آسمان
شاہ کا دیکھا گینڈے سے کود پڑا اور زنجیر پھینک کر آسمان شاہ سے لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی ادھر سے دیوانے بڑھ آئے ادھر سے لشکر آسمان شاہ کا قریب آ گیا
دونوں تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دو پہر کامل آسمان شاہ اور دیوانے سے کشتی ہوتی ہی
اب تھوڑا سا دن باقی ہے آسمان شاہ کی یہ حالت ہے کہ دم آگیا ہے ہنپیا ہنپیا کر لڑ
رہا ہے اور دیوانہ اوسی طرح زور کر رہا ہے قریب ہے کہ آسمان شاہ ہاتھ سے
دیوانے کے اسیر ہو کہ یکایک جانب صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے یکہ سوار پیدا ہوا کہ گھوڑا اڑائے ہوئے
مثل بگولے کے چلا آتا تھا جس وقت قریب پہونچا لوگ خوش ہوئے طبل شادیانی پر چوب لگی لشکر
آسمان شاہ میں خوشی ہونے لگی یہ خبر ملکہ کو بھی پہونچی کہ سکندر رستم خود آگئے قریب تھا
کہ شادی مرگ ہو جائے لیکن چونکہ سنا ہے کہ آنا ان کا جنگ کے وقت ہوا ہے اور
جانتی ہے کہ وہ شعلہ مزاج ہیں بھلا اونسے کب برداشت ہو سکیگی کہ دشمن سے مقابلہ
کریں اور جنگ دو سرداروں کی ہے کیا معلوم کس کی فتح ہو کس کی شکست ہو ہاتھ اوٹھا کر
دعائیں مانگنے لگی کہ پروردگارا مجھے عجب تقدیر تو نے دی ہے کہ دو جگر کون میں
گھلی جاتی ہوں تو ہی فتح یاب کرنے والا ہے وہاں سہراب بن رستم قریب آکر کشتی کا
تماشا دیکھنے لگے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لشکر بھی انکا معہ اشرنگ زرہ پوش
کے آکر صف آرا ہو گیا کوئی پانچ ہزار آدمی سہراب بن رستم کے ساتھ تھے اور
چالیس ہزار سوار سپاہ اشرنگ کے تھے یہ بھی ایک طرف صفیں باندھ کر

کھڑے ہوئے لیکن سہراب ثانی نے جو دیکھا آسمان شاہ زیر ہوا چاہتا ہے بس ایک
ہاتھ گرز زنجیر پر آسمان شاہ کی ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے دیوانے کے کمربند کو پکڑ کر
دونون کو علحدہ کیا اور کہا کہ کیون لڑتے ہو بس الگ ہو آسمان شاہ تو صورت
دیکھتے ہی علحدہ ہو گیا لیکن دیوانے کو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ او طفل غضب کیا تو نے
کہ دشمن کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجھے باندھ کر اسیر کرونگا یہ کہکر سہراب سے لپٹ پڑا
سہراب بھی دست بگریبان ہوئے زور ہونے لگے ہر چند دیوانے نے چاہا کہ
لڑکا تو ہے پکڑ کر زنجیر کر اوٹھا لو مگر کیا تاب و طاقت تھی کہ جنبش بھی دے سکتا اور سہراب
ثانی نے ارادہ کیا کہ اس سے کشتی کون لڑے یونہین اوٹھا کر باندھ لون مگر دیکھا تو یہ
دیوانہ زمین نہین چھوڑتا اور زور کئے جاتا ہے غرضکہ جوڑا کا کشتی کا بندھا زور کشمکش
کے ہونے لگے لباس پارہ پارہ ہو گئے پہر بہر کامل کشتی رہی مگر نتیجہ نہ نکلا آخرکار شام
ہو گئی دیوانے نے دیکھا کہ یہ لڑکا تو قیامت کا ہے کسی طرح مانتا ہی نہین اور اب شام بھی
ہو گئی ہے بس جھنجھلا کر چلت دی قریب تھا کہ گوشت شانے کا نوچ لیجائے بس سہراب نے
گھونسا کلے پر مارا کہ کلہ اس کا پھٹ گیا دیوانے نے چیخ ماری کہ صحرا گونج اوٹھا اور چلت مارنا
چھوڑ دی اودہر عیار سہراب نے آواز دی کہ اے شہریار اس قدر دیر فرمایا بھی
دیکھتے ہو کہ حریف بھی زبردست ہے کہین مانتا نہین یہ بغیر دو ایک روز کے کشتی کی زیر ہوگا
دیوانے نے جو یہ سنا ہوش جاتے رہے کہ یہ کئی دن لڑنے کا دم رکھتے ہین اور عیار
نے کہا کہ پہر سب دونون کا زور ایک ہی مرتبہ کیون نہین ختم کر دیتے کہ رات راحت سے
بسر ہو بس یہ سنتے ہی سہراب ثانی نے دونون بازو دیوانے کے پکڑے اور سر سینے
سے ملا کر آواز دی سنبھل جا مین تجکو اوٹھائے لیتا ہون یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نکیا تھا دیوانے
نے کہا کہ یہ پاؤن ستون فولادی ہین کبھی جگہ نہین چھوڑتے یہ جواب دیا کہ دیکھو ان
ستونون کو ابھی گرائے دیتے ہین یہ کہکر جو زور کیا دس قدم دوڑائے لیے اور آگے کو
جھکا دیا کہ دونون گھٹنے دیوانے کے زمین سے آشنا ہوئے ساتھ ہی کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ
اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سر سے اوٹھا لیا اور اوسی زنجیر سے دیوانے کی اس کو باندھ کر
آسمان شاہ کے حوالے کیا آسمان شاہ نقارہ فتح و فیروزی بجاتا ہوا سہراب ثانی
کو ساتھ لیکر میدان سے پہرا قلعہ مین آیا اور عرض کی کہ اسکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے
فرمایا ابھی تو اسی زندان خانہ مین بہیجدو کل دیولئہ ہین اس کا سمجھا جائے گا آسمان شاہ نے
جلادون کو بلا کر دیوانے کو مسلسل و مطوق کرا کے زندان خانہ مین بہیجدیا اور آپ
شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی سے عرض کی کہ پنجہ آپ کو کہان لے گیا تھا اور پھر کیونکر
اس طرف آنا ہوا اتنے سہراب ثانی حیران ہوئے کہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا پنجہ کیسا اور کس
کو لے گیا ارژنگ زرہ پوش چونکہ ساتھ تھا اس نے آسمان شاہ سے کہا کہ پہلے
مجھے بھی شاہزادہ سکندر کا دھوکا ہوا تھا مینے بھی ایسے ہی کلام کیے مگر بعد کو معلوم ہوا
کہ آپ وہ نہین ہے مگر اسقدر مشابہ ہین کہ بادی النظر مین فرق نہین معلوم ہوتا آسمان
شاہ نے بھی جو غور سے دیکھا تو خط و خال مین تھوڑا سا فرق پایا عرض کی کہ پھر آپ کس

کس باغ کے پہول ہین اور کس آسمان کے چاند ہین کہ ہمارے شہریار سے اسقدر مشابہ ہین شاہزادہ
نے فرمایا کہ مین بہائی سکندر رستم خو کا ہون بہت اشتیاق تہا مجکو اوس کے دیکہنے کا افسوس
کہ یہان آکر تم سب کو ہی پریشان دیکہا نہین معلوم اب وہ کہان ہین خیر اگر زندگی ہے تو کبہی
مل ہی جاوینگے اسکے بعد ارژنگ شاہ نے آسمان شاہ سے سارا واقعہ اپنا بیان کیا
اب سہراب ثانی نے کہا کہ اگر وہ بہی آتے تو مدد تمہاری کرتے اور مدد مینے بہی کی مطلب
تمہارا ہر طرح حاصل ہو گیا اب مین جاتا ہون آسمان شاہ نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا اگر ابہی
جلد مین آپکو جانے دون کچہہ دن تو اس قلعہ مین رونق افروز رہیے سہراب ثانی نے
کہا کہ مین شکار پر تہا وہان ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی حال دیوانہ کا سنا فوراً
چلا آیا لشکر مین میرے میرے والد ماجد اور چچا اور دادا صاحب ہین وہ پریشان ہونگے تب
آسمان شاہ نے عرض کی کہ اونکو بہی اطلاع دیدیجیے مین جاؤن اور استقبال کرکے لے
آؤن اسواسطے کہ یہ بہی کفش خانہ آپ کا ہے بہاوج آپ کی یہان موجود ہے جبسے شاہزادہ
کو نیچے لے گیا ہے اوس روز سے اوسکی نوبت یہ ہوئی ہے کہ پریشانی بڑہتے بڑہتے جنون
کی حد تک پہونچ گئی ہے کچہہ اوسے تسلی دیجیے تاکہ پریشانی اوسکی دفع ہو یہ سنکر سہراب
کو بہاوج کے دیکہنے کا اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اچہا نجاؤنگا اب مزاج پرسی اوسکی بہی واجب
ہوئی ہے آسمان شاہ سے کہا عقد ہو گیا ہے آسمان شاہ نے عرض کی کہ عقد تو ابہی نہین
ہوا ہے لیکن یہ امانت اونکی ہو چکی ہے سہراب ثانی نے عیار کو اپنے لشکر کیجانب روانہ
کیا اور کہلا بہیجا کہ مین ملک آسمانیہ مین ہون اور آپکا بہی اس مقام پر آنا ضرور ہے
اسواسطے کہ یہان عجب طرح کا سانحہ درپیش ہے جب آئیےگا تو معلوم ہوگا یقین ہے کہ خوشی
حاصل ہو عیار تو اس طرف روانہ ہوا اور سہراب ثانی آسمان شاہ نے ہمراہ باغ
ملکہ کی طرف چلی لیکن حال ملکہ کا یہ ہے کہ جب سے اسنے سنا ہے کہ سکندر آگئے اور
لڑائی بہی فتح ہو گئی نہایت خوش ہے سامان نذر و نیاز کا کیا ہے غربا کو کہانا دونون وقت
تقسیم ہوتا ہے دروازہ باغ پر مساکین کا ہجوم رہتا ہے لیکن بلقیس نے جسوقت یہ خبر
سنی تہی تو پہلے ہی جاکر دیکہہ آیا تہا کہ یہ وہ نہین ہین مگر ہان کوئی عزیز دقریب ضرور ہین
لیکن اسنے ملکہ سے ظاہر نہین کیا تہا اسلیے کہ خوشی مین اسکی فرق نہ آئے ایسا نہو کہ پہر دل
الٹ جائے جس طرح یہ سامان نذر و نیاز مین مصروف تہی اسکو اسی کے حال پر چہوڑ دیا
تہا ملکہ جب ملکہ نے اصرار کیا تہا کہ تم کیسے رفیق ہو کہ شاہزادہ کی خبر ہی نہین جاتے ہو
تو بلقیس سامنے سے ٹلگیا تہا اور یہ اس انتظار مین بیٹہے کہ اب شاہزادہ آتا ہوگا
اب آتا ہوگا یکایک دروازہ باغ پر روشنی نمودار ہوئی اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی
ملکہ خوشی مین پابرہنہ دوڑی لیکن ساتہہ ہی جیسا دامن گیر ہوئی کہ دیکہنے والے کیا کہینگے پہر
پلٹ آئی اور اک آہ کہینچی کہ شرم دنیا بہی انسان کی حسرتونکا خون کرتی ہے اتنے مین
آسمان شاہ سہراب ثانی کو ساتہہ لئے ہوئے قریب قصر ملکہ کے آیا ملکہ تو چاہتی
تہی کہ جاکر لپٹ جاؤن اسواسطے کہ دل قابو سے باہر تہا خوشی مین کسی کا لحاظ نہ تہا بقول شاعر
شعر شرم اے دل دم اظہار وفا کون کرے ٭ جان ہی جاتی ہے الفت مین حیا کون کرے

لیکن جسوقت نظر اسکی آسمان شاہ پر پڑی کہ ساتھ ہی تھا ہین جھکی گردن جھکا کر الگ کھڑی
ہو رہی آسمان شاہ نے کہا سلام نہین کرتے ہو کہ یہ بڑے بھائی سکندر کے ہین اسوقت ملکہ
دھکسے ہو گئی کہ یہ کیا معاملہ ہے جلدی سے تسلیم کو جھکی سہراب ثانی نے سر سینہ سے
لگایا پشت پر دست شفقت رکھا اب سب ایک جگہ بیٹھے ہین لیکن ملکہ کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے کہ افسوس تقدیر بھی کیا کیا دھوکے دیتی ہے مگر گونہ تسکین ہوئی شاہزادہ سہراب
ثانی چونکہ حالت ملکہ کی آسمان شاہ کی زبانی سن چکی تھی بہت کچھ تشفی کی اور فرمایا
کہ تم پریشان نہو یہ خاندانی بات ہے کہ پنجہ لیجاتے ہین اوس مین دوست دشمن سبھی
ہوتے ہین خداوند کریم ہر آفت سے بچاتا ہے اور مظفر و منصور کرتا ہے انشاءاللہ بہت جلد شہزادہ
سکندر سے ملاقات ہوگی گھبراؤ نہین اور آنسو ملکہ کی اپنے رومال سے پونچھے سر سینہ سے
لگایا بہت دیر تک بیٹھے رہے اتنے مین عیار سکندر بہتر بلقیس بھی آیا اور جھککر
سلام کیا پوچھا تو کون ہے اسنے اپنی حقیقت بیان کی کہ غلام آپکے بھائی کا ہون فرمایا تونے
کوئی تجسس کیا بلقیس نے عرض کی کہ ہر چند تلاش کی مگر کہین پتا نہ ملا فرمایا مجھے پہچانتا
ہے بلقیس نے عرض کی کہ اتنا ضرور جانتا ہون کہ آپ ہمارے شاہزادہ سے بہت مشابہ
ہین اور اولاد صاحبقران سے معلوم ہوتے ہین کیا عجب ہے فرزند شاہزادہ رستم ہون
اسواسطے کہ چتون آپکی بالکل ویسی ہی ہین یہ سنکر آپ مسکرائے اور اوٹھکر متوجہ ہوے
آسمان شاہ سے کہا کہ ملکہ شرم کے سبب سے پریشان ہے اب قلعہ مین چلیے جسوقت
یہ وہان سے اوٹھ کر چلے تو ملکہ نے کنکھیون سے صورت دیکھی اور پہچانا کہ ہان وہ نہین ہین لیکن
ایک صانع کی بنائی ہوئی دونون تصویرین معلوم ہوتی ہین سہراب ثانی آسمان شاہ
کے ہمراہ قلعہ مین آئے مسہری انکے واسطے بچھی ہوئی تھی اسباب راحت جمع تھے ابھی
آکر بیٹھے ہی تھے کہ لوگون نے عرض کی کہ دیوانے کے لشکر نے دروازہ قلعہ پر شور مچا رکھا
ہین کہ اپنے سردار کو ہم لے لینگے ورنہ تمہارے سردار کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر آسمان شاہ
نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ اک رفیق آپکے بھائی کا دیوانون مین پھنسا ہوا ہے یہ دیوانہ
پہلے اوسے باندہ لے گیا تھا بعد کو آپکے ہاتھ سے اسیر ہوا اب ملازم اوسکے کہتے ہین کہ ہمارے
سردار کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہارے سردار کو مار ڈالینگے سہراب ثانی نے کہا واقع مین یہ
دیوانے تو ہین اگر ایسا کرین تو کیا عجب ہے اونکو تسکین دو کہ صبح کو تمہارے سردار کو
چھوڑ دینگے جسوقت یہ کہا گیا دیوانون نے جواب دیا کہ اگر تم صبح تک اوسے مار ڈالو تو ہم
کیا کرینگے سہراب نے مجبوراً اوسیوقت قید دیلم آہن خوار کی طلب کی لوگ اسکو
مسلسل کیے ہوئے سامنے لائے سہراب ثانی نے پوچھا کہ اے دیلم مینے تجھے کیونکر زیر
کیا اسنے کہا کہ جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا اب شناخت پروردگار عالم
مین کیا کہتا ہے اسنے کہا جو زبردست اوسکا خدا بھی زبردست اگر اکوان سنجری مین کچھ قدرت تھی
تو تجھے کیون نہ بچایا جب تونے اپنے خدا کا نام لیکر زور کیا ہے تو مینے بھی اکوان کو پکارا تھا اور کہدیا تھا
کہ اب تیرے ہی ایمان کی ہے وقت مدد کا ہے لیکن کچھ نہوا اوسیوقت مین زیر ہو گیا تو معلوم ہوا
کہ تمہارا خدا زبردست ہے کہ میرے خدا کا زور نہ چلنے دیا مینے لعنت کی اکوان پر ایسے کمزور

خدا کا بندہ بننا مجھے منظور یقین ہے مجھے اپنا دین تعلیم فرمایے سہراب ثانی نے جلاد سے اشارہ
کیا کہ کاٹ دے قید اسکی جلاد نے تھوڑی سی قید کاٹی تھی کہ دیوانے نے گھبرا کر قید توڑ
ڈالی پہلے تو سہراب ثانی کو خیال ہوا کہ یہ بمکر مسلمان ہوا ہو لیکن دیوانے کا یہ فعل
بھی اک مالیخولیا کا تھا قید توڑ کر قدمون سے لپٹ گیا سہراب ثانی نے کہا کہ اب اپنے لشکر
مین جاؤ کہ ملازم تمہارے دروازہ پر شور کر رہے ہین اور قران قزاق کو رہا کر کے آؤ وہ ملعون
اوسیوقت روانہ ہوا اور اپنے لشکر مین آیا جسوقت دیوانون نے اپنے سردار کو دیکھا قلقلے
لگانے لگے لیکن دیلم آہن خوار نے کہا کہ مینے تو مذہب اپنا ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا
اگر تم لوگون کو ساتھ میرا دینا ہو تو یہی مذہب تم بھی اختیار کرو اور اکوان تاجدار پر لعنت کرو ورنہ
جس کا جدھر جی چاہے چلا جائے دیوانون نے کہا کہ اس مذہب کے کچھ اوصاف بیان کیجئے
اور ہمین سمجھا دیجئے کہ یہ مذہب مذہب اکوان پرستی سے کیونکر بہتر ہے تو ہم بھی تبدیل مذہب
کرین ورنہ بے سمجھے دین کا بدلنا اچھی بات نہین آپنے کس سبب سے اس مذہب کو اچھا جانا
دیلم آہن خوار نے کہا کہ خدا مسلمانون کا زبردست ہے اور اکوان کمزور ہے اسکا
تجربہ یون ہوا کہ جب مینے دیکھا کہ اب مین اس لڑکے پر غالب نہین آ سکتا تو مینے بار بار
خداوند کو پکارا لیکن کچھ نہوا اوسنے اپنے خدا کا نام لیتے ہی مجھے اوٹھا لیا تو معلوم ہوا کہ خدا
اونکا ہمارے خداوند پر غالب آیا لہذا ہم ایسے کمزور خداوند کو نہین پسند کرتے دیوانے
تالیان بجانے لگے اور تصویر اکوان کی گلون سے اوتار اوتار کر اوسپر موتا اور کہا کہ بیشک
یہ اسی قابل ہے اور مذہب اسلام برحق ہے ہم آپ کے ساتھ ہین دیلم آہن خوار نے
کہا کہ لاؤ اوس قیدی کو جسے باندھ کر ہم لائے تھے دیوانون نے قران قزاق کو لا کر پیش کیا
ایسا زنجیرون سے اسے باندھا تھا کہ تمام بدن مین نشان پڑ گئے تھے دیلم نے اپنے ہاتھ سے
زنجیرین کھولین اور قران قزاق کو رہا کیا اور عذر کیا کہ مجھسے خطا ہوئی کہ تم زخمی تھے مین
تمہین باندھ لایا سبب اوسکا یہ تھا کہ اوسوقت تک مین اپنے اسلام کا پابند تھا اور
مذہب اکوان پرستی کا پابند تھا مگر اب مینے اطاعت شاہزادہ سہراب ثانی کی
اختیار کی اور مسلمان ہوا لہذا پابندی آئین اسلام کی واجب و لازم ہوئی اب میرے
ہمراہ چلو کہ شاہزادہ نے تمکو طلب کیا ہے قران قزاق نے پوچھا کہ وہ کہان ہین کہا
قلعہ آسمانیہ مین قران قزاق نے شکل و شمائل دریافت کی دیوانے نے بیان کیا کہ سن و
سال ہے ایسی صورت ہے اب قران قزاق کو خیال ہوا کہ شاید میرا شہریار عالیوقار ہو
اور اوسی نے اسکو زیر کیا ہو چلکر زیارت سے مشرف ہونا چاہیے اسواسطے کہ جو باتین یہ دیوانہ
بیان کرتا ہے یہ سب اوصاف اوسی کے ہین غرضکہ دیوانہ اپنے لشکر کو مسلمان کر کے قران
قزاق کو اک آرابہ پر ڈالکر قلعہ مین لایا قران نے جو صورت دیکھی اسے بھی سکندر
رستم خو کا دھوکا ہوا اور سلام کر کے ایسی باتین کرنے لگا جن کے جواب مین سہراب
ثانی نے کہا کہ مین سکندر نہین ہون اس جتانے پر جو قران قزاق نے غور کیا تو سمجھ
مین آیا کہ کچھ فرق معلوم ہوتا ہے بیشک یہ وہ شہریار عالیوقار نہین ہے آسمان شاہ نے
قران قزاق سے قرابت شاہزادہ سہراب ثانی و سکندر رستم خو بیان کی اور

قران قزاق قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ مین جیسے اونکا خادم ویسی آپکا غلام لیکن
دیلم آہن خوار نے عرض کی کہ مجھسے اک قصور ہوا تہا اوسے آپ عفو فرمائین وہ یہ کہ پاؤن
قران قزاق کا ٹوٹ گیا تہا مین اوسی حالت مین انکو باندہ لیگیا تہا فرمایا اوسوقت تم
دین اسلام مین نہ آئے تہے اے دیلم آہن خوار جسقدر تیرے گناہ زمانہ کفر کے تہے سب
خدا نے عفو کردیے دیلم یہ سنکر بہایت خوش ہوا اور قران قزاق نے عرض کی اگر
پاؤن میرا نہ بہی ٹوٹتا تب بہی یہ مجکو ضرور زیر کرلیتے اسواسطے کہ دم میرا آچکا تہا غرضکہ
قران قزاق کا تو علاج ہونے لگا کمنگرون نے آکر پاؤن کو بٹہالا اندیش کی رات چونکہ
زیادہ آچکی تہی سہراب بن رستم نے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا جسوقت نماز صبح کا وقت آیا
خادم نے جگایا شاہزادہ نے فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد آسمان شاہ برائے استقبال پدر وعم
وجد نامدار روانہ ہوئے تہوڑی دور پہونچے ہونگے کہ تتق گرد و غبار بلند ہوا اور جسوقت
گرد شق ہوئی تو دیکہا کہ اک دیوانہ بارگاہ لیے چلا آتا ہے دیوانے نے اپنے شہریار یعنی
سہراب بن رستم نامدار کو پہچانکر سلام کیا اور پوچہا کہ یہ کون لوگ ہین اودہر دیلم آہن
خوار نے حال دریافت کیا سہراب ثانی نے واقعہ بیان کرکے مصروف دیوانہ کو سب سے
ملایا اور دیوانے سے آسمان شاہ ارژنگ شاہ دیلم آہن خوار وغیرہ کو آگاہ کیا کہ یہ
میرا رفیق ہے اور سب تو جس طرح نئی ملاقات مین ایک دوسرے سے ملتے ہین اوسی طرح ملے
لیکن دونون دیوانے خوب گلے ملے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانیدو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ٭ ان دونون کی باتون پر سب ہنستے تہے
اتنے عرصہ مین اور گرد اوڑی اور تین نقابدار کئی لاکہ کی فوج سے آکر پہونچے سہراب ثانی
نے استقبال کرکے سب کو سلام کیا دیکہنے والون نے قرینے سے سمجہہ لیا کہ یہ سب درجہ
بزرگی کا رکہتے ہین سہراب ثانی نے استقبال کرکے نقابدارونکو قلعہ مین لائے
آسمان شاہ نے سامان ضیافت مہیا کیا فوج نے بیابان آسمانیہ مین ڈیرے ڈالدیے
جنگل مین منگل ہوگیا وہان آسمان شاہ نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ مین دیدار سے
محروم رہا جاتا ہون سہراب نے اشارہ سے منع کیا اور چپکے سے کہا کہ ذکر ملکہ ہولینے دو اور
باغ مین چل لین تو نقابین اوٹہ جاینگی یہان اس کا موقع نہین ہے آسمان شاہ
خاموش ہو رہا لیکن اونمین سے اک نقابدار نے سہراب کیطرف دیکہکر فرمایا کہ جو کچہہ
تمنے کہلا بہیجا تہا اوس مین صرف اتنا ہی سمجہہ مین آیا کہ یہان آنا ضرور ہے اور مفصل
کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ سبب کیا ہے سہراب ثانی نے اپنا واقعہ پہلے بیان کیا کہ اس
طرح شکار پر ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی اور ارژنگ شاہ نے سکندر
رستم خو کے شبہہ مین مجہسے باتین کین اور اس سلسلے سے آسمان شاہ کا حال معلوم ہوا
کہ دیوانہ چڑہائی کی ہے یہان آکر لڑائی کو مینے فتح کیا اور دیلم آہن خوار مطیع ہوا اب
سکندر کا مفصل حال آسمان شاہ سے سنیے یہ فرماکر آسمان شاہ سے کہا کہ ابتدا سے
حال بیان کرو آسمان شاہ نے فقیری بہیس مین آنا سکندر کا اور اپنا زمانہ آب پرستی
مہمان کرنا شاہزادی کو شاہزادہ کا تلقین دین اسلام کرنا اور اپنی طبیعت کا اس مذہب کیطرف

مسلمان ہانا اور ملکہ ماہ پارہ سے ارتباط پاک بڑھنا اوسکا بھی دین اسلام پر راغب ہونا بعد اسکے
جا کر دیو کا مارنا اور بنجہ کا لیجانا اور بعد چندروز کے مع قران قزاق وارد ہونا اور
ارژنگ زرہ پوش کو زیر کرکے مسلمان کرنا اور باغ مین ملکہ کی ملاقات کو جانا پیر بنجہ کا
لیجانا اور ملکہ کی حالت خراب ہونا سب بیان کیا اور ارژنگ زرہ پوش و قران
قزاق کو تبلا کر عرض کیا کہ یہ دونون رفیق اور یہی شاہزادہ کے ہین نقابدارون نے
افسوس کیا اور کہا کہ اتنے سے سن مین یہ فقیر بنکر گھر سے نکل آیا خیر پروردگار عالم معین
و مددگار ہے لیکن ایک نقابدار بہت روئی اور آسمان شاہ سے پوچھا کہ عقد تمنے کر دیا ہے
یا نہین آسمان شاہ نے عرض کی کہ جب عقد کیواسطے اونسے کہا گیا فرمایا کہ مین ایسا نہین
کر سکتا تا وقتیکہ کوئی بزرگ موجود نہو اب آسمان شاہ نے عرض کی کہ حضور کی زیارت نہوئی
قدمبوسی تو حاصل ہوئی لیکن دیدار سے محروم رہے اور نہ یہی آپنے بیان فرمایا کہ آپ تینون جناب
اوس شاہزادہ سے کیا قرابت رکھتے ہین نقابدارون نے کہا کہ گھبراؤ نہین سب معلوم
ہو جائیگا اسکے بعد فرمایا کہ ہمین ملکہ کو بھی دکھا دو کہ وہ امانت سکندر کی ہے آسمان شاہ نے
نقابدارونکو اپنے ہمراہ لیا اور باغ ملکہ کیجانب روانہ ہوا جسوقت باغ مین پہونچا سب تو
در باغ سے رخصت ہوگئے لیکن آسمان شاہ اور سہراب ثانی اور تینون نقابدار باغ
مین آئے قصر ملکہ ماہ پارہ مین داخل ہوئے جسوقت نظر ملکہ کی نقابدارون پر پڑی مہتر
بلقیس سے حال تو معلوم ہی ہو چکا تھا کہ یہ سب بزرگ اوس شہریار عالیوقار کے ہین برائے تعظیم
اوٹھی سب کو سلام کیا نقابدارون نے دعائین دین دست شفقت سر و پشت پر رکھا سینے
سے لگایا اور ایک نقابدار گلے لگا کر بہت روئے انکے رونے پر سب کا دل بھر آیا سب رونے لگے
ملکہ سے بھی ضبط نہو سکا اسقدر روئی کہ ہچکیان بندھ گئین نقابدار نے آخرکار نقاب چہرہ سے اوٹھا دی
اس نقاب کے ہٹتے ہی اون دونون نقابدارون نے بھی نقابین اوٹھا دین یہ معلوم ہوا کہ تین آفتاب
ابر سے نکل آئے اب سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے بیان کیا کہ یہ شہریار عالیوقار پدر عالیمقدار
سکندر رستم خو کے ہین یہی ملکہ کو گلے سے لگا کر بہت روئی تھی اور اوسکے بعد رستم ثانی
کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد چچا سکندر کے ہین اور ایرج نوجوان کو تبلا کر بیان کیا
کہ یہ دادا ہم دونون بھائیون کے اور والد بزرگوار ان دونون چچاؤن کے ہین آسمان شاہ
دوبارہ دست بوس ہوا اور عرض کی کہ یہ امانت آپکے فرزند کی ہین اسکو مین آپ ہی کے سپرد
کرتا ہون اسواسطے کہ اب مجھسے حالت اسکی دیکھی نہین جاتی شاہزادہ ایرج نوجوان نے
بلکہ زیور پوت بہو کو دیا اور رستم ثانی و شہریار عالیوقار نے بھی زیور عنایت کیا اور شہریار نے
اپنے ہاتھ سے اوسکو پہنا کر تسلی دی کہ نہ گھبراؤ ہمارے خاندان مین اکثر ایسا ہوا کیا ہے جلد تجھسے
سکندر ملیگا اور نہایت عزت و شان پیدا کرکے آئیگا ملکہ گردن نیچے کئی بیٹھی رہے
لیکن کسیقدر اسکو تسلی ضرور ہوئی ہر دو چار روز ملکہ کی تسکین کیواسطے یہان قیام کیا اوسکے
بعد سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے کہا کہ اب ہم زیادہ ٹھہر نہین سکتے اسلئے کہ سنا ہے ہمنے
کہ آفتاب پرستون نے ہمارے ملک تباہ و برباد کئے ہین لہذا ہمکو اپنے ملکونکی خبر لینا ضرور ہے مگر
انشاء اللہ جسوقت سکندر آئیگا اور شادی ملکہ کی کرینگے تو تم کو اطلاع دینگے آسمان شاہ مجبور ہو

خاموش ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ حال سے اس خادم کے بھی غافل نہ رہیے گا اور اس کنیز کو اپنے ہمراہ لیتے
جائیے شہریار عالی وقار نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو اور حکم کوچ دیا لشکر تیار ہونے لگا شاہزادہ
رستم ثانی نے دیلم آہن خوار کو بھی مصروف دیوانہ کیستا کیا کہ تم دونون حفاظت بارگاہ کرتے رہنا
غرضکہ ان دونو دیوانون نے اٹھا لہ بارگاہ کا اپنے ہمراہ لیا اور جانب ملک فرنگوشیہ کے روانہ
اب آگے آگے تو یہ دونون جا رہے ہین اور عقب مین اور لشکر روانہ ہو جاتا ہے آخر
مین شہریار عالی وقار اور رستم ثانی اور ایرج نوجوان نے نقابین چہرون
ڈالین بلکہ یہین سے سہراب ثانی نے نقاب بھی ڈالے اور طرف ملک فرنگوشیہ کے
روانہ ہوئے محافہ ملکہ کا انکے ہمراہ ہے ارژنگ شاہ رخصت ہو کر اپنے ملک کیطرف
روانہ ہوا اب انکا حال پھر بیان کیا جائیگا لیکن اب چند کلمہ داستان شاہزادہ
سکندر رستم خو کے بیان کئے جاتے ہین۔ کہ ہمراہ نقابدار سفید پوش یعنی
ملکہ ماہ سیما داخل باغ ملکہ ہوئی دیکھا تو باغ نہایت آراستہ ہے درخت نہایت عمدہ عمدہ
لگے ہوئے ہین میوہ اونمین گوناگون پھلا ہوا ہے طائر نئی نئی وضع کے شاخہائے درخت
پر چہچہ زن ہین ہر چیز نئی وضع کی اور نرالی ہے پھول نہایت خوشبودار مگر دنیا کے
پھولون سے خوشبو اونکی الگ ہے وضع نئی ہے روشین بڑے سب درست وسط باغ
مین اک قصر رفیع ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے آگے اوس قصر کے اک نہر ہے کہ پانی اوسکا
آب گوہر کو شرماتا ہے فوارے چھوٹ رہے ہین ملکہ نے باغ مین پہونچتے ہی نقاب
چہرہ پر سے ہٹا دی ہے سیر کرتی ہوئی داخل قصر ہوئی مرکب کو چھوڑ دیا اک پریزاد آئی اور
وہ گھوڑون کو لیکر اصطبل کیجانب روانہ ہوئی ملکہ ماہ سیما نے سکندر رستم کو مسند پر
بٹھالا آپ بھی لباس تبدیل کیا اور اک جوڑہ نہایت نفیس پہنکر بیٹھی دفتر شکایتون
کے کھل گئے اپنے دونون گھر رہے ہین اور داد دینے والا کوئی نہین ملکہ نے بیان کیا
کہ بھی محبت آپکی تھی کہ پتا نہ لگا سکے ہم تک نہ آسکے آخر ہمین نے ڈھونڈھ نکالا ادھر
سکندر نے جواب دیا کہ اے ملکہ انصاف تمہارے ہی ہاتھ ہے ملک غیر مین ہمارا قیام جنگل
مین ایک مرتبہ صورت دیکھنے کے گنہگار ہین آج خدا نے یہ جمال جہان آرا دکھلایا بتاؤ کس
سے پوچھتی ام رکیا کہکر پوچھتی نہ نام معلوم نہ نشان سکندر رستم خو چپ ہو رہے تھے کہ
اک صدا دوسرے کمرہ کیطرف سے آئی کہ آپ سچ فرماتے ہین عورت کو کیونکر پوچھے کسطرح
دریافت کرے مرد کا پتا ہر طرح لگ سکتا ہے اور ملکہ نے چپ گو یون ہین نہ آئیگا
یہ بڑی بے مروت ہین نہ معلوم کیا ہے جو اس وقت یہ ایسی باتین کر رہی ہین
ورنہ ان کو خیال بھی نہ تھا ہر وقت ہم نشینون کے ساتھ چہلین دل لگی ہوا
کرتی تھی یہ سنکر سکندر نے پوچھا کہ یہ کون ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اوٹھ کر اوس
کمرے مین گئے دیکھا طناز کھڑی ہنس رہی ہے ملکہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی لیچلی یہ بچ گئی
کہین تو نامحرم کے سامنے نہ جاؤنگی آپ اپنے فعل کی مختار ہین مجھے کیون غیر مرد کے سامنے لیے
جاتی ہین ملکہ نے ایک سماعت نہ کی اور کہا کہ جسکے سامنے ہم ہون گیا تو اوس سے چھپے گی اور کھینچتی
ہوئی لے آئی جب دیکھا طناز نے کہ سامنا ہو گیا تو روانہ ہوئی ادب سے سلام کیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار یہی

یہی مجکو منع کرتی تھی ہزار حیلو سمجہاتی تھی کہ نام خاندان کا ڈبو دوگے مجنون بنکر ہنسی کراؤ گے کہ پریزاد ہوکر آدمزاد پر
فریفتہ ہوئی اب تمہارا منہ دیکھکر ایسی ویسی باتین بناتی ہے شاہزادہ مسکرانے لگا کہا شاید یہی لقادار سفید پوش
نہی ہوئی تمہارے ساتھ آئی تھی ملکہ نے کہا ہان یہی تھی سکندر رستم خو نے آہ سرد بھری اور کہا ملکہ کیا کہون میرا رفیق
ملک اسمانیہ مین مجھسے چھوٹ گیا ورنہ ساری شرارت اسکی بتلا دیتا جیسی یہہ چنچل ہے ویسا ہی وہ بھی شوخ ہے
خیر اگر حیات نے وفا کی تو انشاءاللہ اوسکی باتین بھی دیکھنا ملکہ ان دونون کو آزاد ور تماشا دیکھئے ملکہ نے کہا کہ خیر
وہ وقت تو ابھی دور ہے مگر مین کیا کہون کہ اسنے میرے زخم دل پر کیسی کیسی نمک پاشی کی ہے کہ میرا ہی کلیجا جانتا ہے
سکندر رستم خو نے کہا ملکہ یہی حالت میرے رفیق کی میرے ساتھ ہے کہ اوسکی باتین دلمین چٹکیان لیتی ہین اور
اوقات تو نہایت ناگوار گزرتی ہین ملکہ یاد رہی رکھنا کہ ایسے لوگ خیرخواہ ضرور ہوتے ہین جس بات مین نقصان
دیکھتے ہین اوسکو جلا کر کہتے ہین بعد اسکے بہت سے شکوہ شکایتین رہین اب دن قریب ختم ہوا شام نزدیک ہوئی
سکندر نے کہا کہ ملکہ ہرچند کہ جانے کو جی تو نہین چاہتا ہے مگر یہان رہنا بھی مناسب نہین معلوم تا اسلیئے کہ مین بادشاہ کا
مہمان ہون اور بادشاہ میرے حال پر مہربانی کرتا ہے مین روز برائے شکار جایا کرتا تھا جو شکار ملتا تھا وہ بادشاہ کے
واسطے بھیجا کرتا تھا لیکن جب سے تمہارے شہباز نظر کا صید ہوا خود مانند مرغ نسبل کے پھڑکا کرتا تھا دربار مین بھی
نہ جاتا سکندر حال علالت سنکر خود تشریف لایا اور طبیب شاہی کو میرے علاج کے واسطے مقرر کیا اب اگر
مین یہان رہونگا تو وہان میری تلاش ہوگی ایسا نہو کہ راز کھلجائے ملکہ نے کہا کہ تفرقہ انداز یہی چرخ کیسوقت
باز نہین آتی بقول حسن ؎ کسی کا اے عشق بہا تا نہین + یہ دو دل کو اکٹھا بٹھا تا نہین +
آپ ابھی آئے ابھی چلے نہ حال دل کہنے پائے نہ سننے پائے کچھ دیر تو اور بیٹھئے پھر چلے جائیگا شاہزادہ
یا تو اوٹھا تھا بخاطر ملکہ پھر بیٹھ گیا اب شام ہوئی اور مرغ زرین فلک نے آشیانہ مغرب مین جاکر قیام کیا
اور طائر نشیمنو لنسے ملتفت ہوے بلبل نے الفراق کی صدا دی اور گل سے رخصت ہوئی پروانے تلاش
شمع مین نکلے عاشقان ہجران نصیب نے شغل نالہ وزاری کو ترقی دی اور چشم منتظران جانب در
متوجہ ہوئی کہ شاید کوئی وعدہ خلاف ہو لکر چلا آوے لیکن جن لوگون کے نصیب جاگے
ہوئے ہین معشوق بغل مین ہے اونہون نے شب ماہ کی تیاریان کی ہین سامان عشرت کیا ہی ؎

مے و معشوق و مغنی و گلستان بہار | جمع سامان مسرت ہین سبھی خاطر خواہ

ملکہ صحن باغ کے چبوترہ پر ساتھ سکندر رستم خو کے مشغول مے نوشی ہے اہمین مطربین گرد و پیش جمع ہین
گائین حاضر ہین ادہر تو جام چل رہا ہے ادہر طبلے پر تہاپ پڑ رہی ہے یہہ غنچہ ثریا نے فلک کو شرما رہا ہے
چارطرف مثل ستارون کے جہرمٹ نازنینونکا بیچ مین ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو مثل ماہ چہاردہ شبی
کے جلوہ افروز مسند عیش و عشرت ہین مطربہ خوش آواز کے صدائے دلکش کیفیت شراب کو زیادہ کرتی
ہے عجیب طرح کا عالم ہے کہ دونون کو ادہر تو نشہ شباب نے مجبور کر دیا اودہر نشہ عشق ان سب پر
طرہ نشہ شراب جس نے حجاب دور کر دیا ہے آغوش تمنا وا ہوا جاتا ہے مگر پاکبازی کا چلن پھر بھی سد راہ
شوق ہے اور دست گستاخ ہوس کو اس مجبوری مین باندہے ہوئے ہے بقول شاعر شعر

دل رند مشرب تو کب سے تنگ ہے | مگر پاک باطن کا پابند ہے

اوسی عالم مین شاہزادہ نے ملکہ سے پوچھا کہ تم کس خاندان سے ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مین دختر ہون
ملک اخضران پریزاد کی یہہ سنکر شاہزادہ تصویر سکوت بنگیا ملکہ نے کہا یہہ تمہارے خوش ہونے کا
مقام تھا یا جائے رنج سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ اے ملکہ مقام مسرت اسوقت تھا کہ مجھ سے اور ملک

اخضران سے شناسائی نہ ہو چکی ہوتی اب خیال ہے کہ اگر یہ راز فاش ہو گیا تو زمانہ مجھے محسن کش کہے گا
ملکہ نے کہا کہ میں ایسی تدبیر کرونگی کہ بادشاہ خود میری شادی تمہاری ساتھہ کر دے سکندر نے جواب دیا کہ پھر
اُسوقت تک جتنے عرصہ میں بادشاہ رضامند ہو اور شادی ہو میرا تمہارا ایک جا ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا
اس لئے کہ اگر راز افشا ہو گیا تو سارا کھیل بگڑ جائیگا اور یہہ عشق کمبخت ہے کہ چھپ نہیں سکتا شعر

	ہوتے آفت کے ہیں یہہ پرکالے		اڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

اور اگر ہم تم علیحدہ گی اختیار کریں تو یہہ احاطہ اختیار سے باہر ہے دل ناصبور کبھی اس جبر کو اختیار نکریگا
شعر مر گئے ہم نجات کے غم میں + ایسے جنت پڑے جہنم میں + تا تریاق از عراق
آورده شود مار گزیده مرده شود جبتک شادی ہو ہو اوسوقت تک زندگی کاہے کو ہوگی شعر

	جمال تو نے دکھا کر بگاڑدی عادت		یہ آنکھیں اب نہیں نظارے کے قابل

ہان اگر دیکھا نہوتا کچھہ پروا نہ تھی اور پھر یہہ بھی نہیں معلوم کہ تمہاری کوشش کا نتیجہ دلخواہ ہو یا خلاف تمنا
ہو اوسوقت اور بھی مشکل ہو جائیگی غرضکہ ہر طرح مشکل ہے مگر ابتو جو ہوا وہ ہوا نہ یہہ ممکن ہے کہ
تمسے دست بردار نہ اپنے کو رسوائے عالم کرنا منظور ہے حتی الامکان احتیاط سے کام لینگے
پھر اگر تقدیر ہی میں رسوائی ہے تو ہو غزل

اپنے لئے کا رونا کیا ہے آگے دیکھیں ہوتا کیا ہے پھل نہیں اچھا عشق کا ایدل تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے	اب رونے سے ہوتا کیا ہے جاگ کے کٹتی ہیں ہجر کی راتیں ایسے شجر کا بونا کیا ہے عشق سے کیوں باز آئیں ناصح	ہوتے ہی الفت اپنی دل پر آنکھہ لگی تو سونا کیا ہے سنگ در اوسکا خاک گلی کی دل تو گیا اب کھونا کیا ہے

	آرزو اپنے گئے کو بستو		پچھتائے سے ہونا کیا ہے

اے ملکہ واقع میں یہہ سب شعر ہمارے حسب حال ہیں اتنی باتوں میں آدھی رات
گزر گئی اب جو آسمان پر نظر کی تو ستاروں کے شمار سے معلوم ہوا کہ آدھی رات گزر گئی
ہے ملکہ سے کہا سکندر نے کہ اب میں جاتا ہوں طناز نے کہا کہ اب کون موقع جانیکا
ہے صبح کو چلے جائیگا اس لئے کہ اگر یہہ خیال ہے کہ ایسا نہو کوئی پوچھے کہ رات بھر کہاں
رہے تو جو بہانہ نصف شب کے واسطے کیجئیگا وہی شب بھر کے لئے بھی ہو سکتا ہے اس نے
کچھہ ایسی باتیں کیں کہ پھر رک رہے اب ملکہ نے پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے اور
آپ کس خاندان سے ہیں سکندر نے اک آہ سرد لپر درد سے کھینچی اور کہا شعر

	سرگزشت بلا کشان نہ سنو		نہ سنو میری داستان نہ سنو

مختصر یہہ ہے کہ نام اصلی میرا اسکندر رستم خو ہے لیکن تمنے تمہارے باپ سے صفدر
شیر دل نام ظاہر کیا ہے اور پوتا ہوں رستم داستان شاہزادہ عالمشاہ نوجوان کا
پروتا حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا ہوں جو کہ زوج ملکہ آسمان پری نواز
داماد جناب سلیمان علیہ السلام کے ہیں ابتو بالجہیں ملکہ کی تابناگوش آگئیں اور دل میں تصور
کیا کہ اگر یہہ راز کسیوقت میں فاش بھی ہو جائیگا تو کچھہ پروا نہیں اس لئے کہ مرتبہ میرا آسمان
پری سے زیادہ نہیں جب اونہوں نے آدمزاد سے تعقد کیا تو میں کیا ہوں اور یہہ بھی پروتے
آسمان پری کے ہیں انہیں باتوں میں اب جو نظر جانب آسمان جاتی ہے تو سفیدہ سحری نمودار ہے

چہرہ ان دونون کے فق ہو گئے اور یہہ شعر پڑہکر سکندر رخ خدا حافظ و ناصر کہکر اوٹھہ کھڑے ہوئے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

یہہ کہکر سکندر رستم خو نے تو قدم آگے بڑہایا اور ملکہ نے یہہ شعر پڑہا شعر

ایسا جان مری روٹھہ کے جانا تیرا
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

لیکن اتنا تو بتا دیجئے کہ اب کب ملاقات ہوگی سکندر نے کہا کہ کل صبح کو پہر آ ملینگے لیکن ملکہ شام کو ہمین رخصت کر دیا کرو اس لئے کہ دنکا بہانہ تو سیر و شکار ہو سکتا ہے رات کا بہانہ کیا ہو ملکہ نے کہا ایسا ہی ہوگا ادہر تو ملکہ ماہ سیما شل طائر بسمل کے پہڑ کیکر رہگئی اوسطرف سکندر رستم خو مرکب پر اپنے سوار ہو کر روانہ ہوا مگر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شے بہول چلا ہون بار بار رستے سے پہر پہر کر باغ ملکہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے جب مرکب کہینچ کر کے چلتا تھا فرماتے تھے کہ یہہ وقت تیز رفتاری کا نہین ہے اس لئے کہ دل آگے نہین بڑہتا اودہر ملکہ کہہ رہی تھی کہ شعر

اوڑا کے خاک یہہ فرشتہ غبار لیتا جا
مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا

الحاصل جسوقت مرکب شاہزادہ کا نظرون سے پنہان ہوگیا ہے تو گرد کو دیکہا کی اسلئے کہ اس بیتابی مین دروازہ باغ تک چلی آتی لیکن جب گرد بہی نہ معلوم ہوئی تو طناز سے کہا کہ میرا جی جاتا ہے باغ مین بجاؤن یا صحرا کو نکل جاؤن کہ اب میرے واسطے وہی مقام مناسب ہے یا در باغ پر بیٹھی رہون جسوقت وہ شہریار ہمایون وقار واپس آئیگا اوسکو ساتھہ لے کر اندر باغ کے جاؤنگی اس لئے کہ بغیر اوس گل رعنا کے بہار باغ خزان سے بدتر ہے ایک پہول نگاہون مین خار گزرتا ہے اس کے ہنسی ناگوار طبع ہوتی ہے کہ ہم تو روئین اور غنچہ مسکرائین انکو اپنی ہنسی سے مطلب ہے چاہے کوئی مرے یا جئے بقول شاعر شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

جب صبح ہوگی ہم رونے ہوے او ٹہنگے اور گل حسب عادت ہنسین گے طبیعت کسیانی ہوگی طناز نے کہا اے بی ہوش مین آؤ خواس کی باتین کرو تمہاری محبت بہی نئی ہے جو بات ہے دنیا سے انوکہی ہے اگر ایسے ہی طبیعت ہے تو چند دن مین تہوکے گا بہی نہین نظرون سے گر جاؤگی پہر روگی آدمی کو زرا بردباری چاہئے اپنا رکہو رکہاؤ بہی مقدم ہے دوسرے کے سہارے پڑ رہنا اچھا نہین ایسی باتین کین کہ ملکہ رونے لگی طناز قدمون سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ جب آپنے منہ لگایا تو میری بہی اتنی جرات ہوگئی کہ جی جلا کر کہا اور غرض یہہ تہی کہ آپ معشوق کی نظر وہین حقیر ہون غرضکہ ملکہ کو سمجہا بجہا کر قصر مین لائی بسند پر بٹہا لا ادہر اودہر کی باتون مین بہلایا لیکن وہان سکندر رستم خو جو اپنے مکان پر پہونچا ملازمون نے عرض کی کہ حضور کل دو بار چوبدار بلانے کو آیا تھا ہمنے کہدیا کہ دشمنون کے سر مین درد ہے آپ کہان تشریف رکھتے تھے کہ ساری رات نہ آئے یہہ سنکر سکندر نے اونکو انعام عطا کیا اور ٹالدیا وہ لوگ خوش ہو گئے اور آپس مین ذکر کرنے لگے کہ ماشاء اللہ جوان ہین کسی رنڈی منڈی کے یہان ہونگے ابہی کوئی ہم صحبت پوچھے تو بیان کرین ہملوگون سے کیا کہین غرضکہ سکندر نے پوشاک اوتاری کچھہ دیر آرام کیا بعد اوسکے دربار اخضران شاہ مین گئے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے مزاج پوچھا کہدیا کہ اقبال سے

حضور رہے اب اچھا ہون کل دوسری وجہ سے حاضر حضور نہو سکا آجتک اس ادب
سے سکندر نے گفتگو نہ کی تھی لیکن اب تو بزرگی اخضران شاہ کی ماننا پڑی ہر چند کہ
اخضران شاہ اس سبب سے تو آگاہ نہیں کہ کیون خلق پیدا ہوا اور انداز گفتگو بدلا لیکن
آج کی طرز تقریر سے بہت خوش ہوا کہا کہ اے صفدر شیر دل چاہے تم آؤ یا نہ آؤ اس سے
تو مجھے بحث نہیں ہے لیکن اگر دو ایک روز مین نہیں دیکھتا ہون تو دل لگا رہتا ہے نہیں
معلوم مجھے اسقدر انس تمسے کیون ہو گیا حالانکہ مجھے نہ چاہئے اس لئے کہ تم ایک مسافر ہو
آج یہان ہو کل نہ معلوم کہان ہو گے تمسے الفت بڑھانے مین نادانی ہے مگر مجکو اپنی طبیعت
سے سخت حیرانی ہے شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت ٭ یہ جوگی ہوئے ہین بھلا
کس کے میت ٭ صفدر شیر دل نے گردن نیچی کر لی اور کہا کہ ہر چند مین بہت جلد گلستان
ارم کیطرف جانا چاہتا تھا مگر یہان کی زمین نے آپکے پاؤن پکڑ لیئے ہین کہ آج ارادہ کرتا ہون
کل اوس قصد کو فسخ کر دیتا ہون واقع مین یہ شہر اسم بامسمی ہے مگر اسکو شہر نقش ونگار کے بدلے
نقش تسخیر کہنا چاہئے آپنے وہ مسافر نوازی فرمائی ہے کہ شکریہ اوسکا ادا نہیں ہو سکتا ہے
بادشاہ نے کہا کہ دنکو بھی آپ اکثر نہیں ملتے ہین سیر و شکار کیطرف بہت توجہ ہے صفدر
شیر دل نے کہا کہ مجکو ہمیشہ سے صحرا پسند ہے بلکہ جی یہ چاہتا ہے کہ شب و روز صحرا مین
رہا کرون مگر آپکی دوری بھی منظور نہیں ہے اس نے دنکی آزادی اور رات کی پابندی
اختیار کر لی ہے اخضران شاہ نے کہا کہ پابندی کی کوئی ضرورت نہین ہے جسوقت آپکا
جی چاہے یہان رہیے اور جبتک مزاج مین آئے صحرا مین سیر و شکار کا لطف اوٹھائے کل
ہم بھی چلینگے یہ کہکر اوسیوقت حکم دیا کہ سامان شکار فراہم ہو اور صحرا مین جا کے عمدہ دیکھکر
خیمہ نصب کئے جائین قراول باز بحری شکرا تمام شکاری جانورونکو لیکر آج رات ہی کو روانہ صحرا
ہو جائین کل صبح کو ہم بھی آپہنچینگے اوسیوقت تیاری ہوئی بارگاہ مین خیمہ ڈیرے چھولداریان بار ہوکر
روانہ ہوئین قراولون نے جانوران شکاری ساتھ لئے اور صحرا کی جانب روانہ ہوئے جسوقت
دربار برخاست ہوا اور سکندر رستم خو اپنے مقام پر آیا نہایت تردد ہوا کہ مین تو ملکہ سے
وعدہ کر آیا تھا کہ کل صبح کو آؤنگا یہان بادشاہ نے شکار کا سامان کر دیا اور وہ بھی میری
خاطر سے اب نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ شکار پر نہ جاؤن اس لئے کہ میرے ہی شوق سے
یہ سب ہوا ہے اور مین نہ جاؤن تو کیا بادشاہ کہیگا اسکے علاوہ بہانہ کیا کرون اودہر
ملکہ اپنے دل مین کہینگی کہ پہلے ہی بسم اللہ غلط تو آگے بڑھکر کیا ہونا ایسے سے کیا امید کیجائے
اور وزیرزادی اوس کی نہایت ہی چالاک اور زبان آور ہین نہین معلوم کیا کیا طعنے دیکے
میری طرف سے اوسکو برخاستہ کرے گی رات بہر اسی اوجھن مین نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی
چوبدار حاضر ہوا اور کہا کہ سواری تیار ہے بادشاہ نے یاد فرمایا ہے سکندر رستم خو
نے بھی جلدی سے لباس پہنا صرف تیرون کا ترکش اور کمان لے لی اور مرکب پر بیٹھکر اول
در دولت اخضران شاہ پر آئے بادشاہ کو سلام کیا غرضکہ ساتھ بادشاہ کے شکار پر
گئے بادشاہ کا صحرا مین ایسا دل لگ گیا کہ بعد آٹھ روز کے شہر مین واپس ہوا ہر چند کہ شام
ہو چکی تھی لیکن سکندر رستم خو بادشاہ سے کیا علحدہ ہوئے کہ گویا قید سے چھوٹے اوسیوقت

جو باگ لی تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے اور وہان سے راہ باغ ملکہ ماہ سیما کی اختیار کی وہان ملکہ
کا یہہ عالم تھا کہ جب سے سکندر کو رخصت کرکے قصر مین آئی گھڑیان گن گن کر اس نے دن کاٹا
اور رات تو اختر شماری اور آہ و زاری مین بسر ہوئی کسی پہلو دلکو قرار نہ آتا تھا طناز پاس بیٹھی
ہو ملکہ طناز سے کہہ رہی ہے کہ کل اگر صبح کو بھی شاہزادہ نہ آیا تو کیا ہوگا طناز نے جھلا کر کہدیا کہ
پھر خود پتا پوچھتے ہوئی چلی جانا کیا بڑی دور تھوری ہے نقاب چہرہ پر ڈال لینا کسی کو کیا معلوم
ہوگا کہ عورت ہے یا مرد اور ہے تو کون ہو ملکہ طناز کا منہ دیکھکر رہ گئی اور کہا کہ کیا اچھی دلجوئی
تو کرتی ہے اے طناز یقین ہے کہ تیری باتین الدن میری جان لے لینگی کوفت کھاتے
کھاتے مدقوق ہو جاؤنگی خیر اچھا اس روز روز کی ایذا سے تو نجات ملجائیگی طناز نے عرض کی
کہ دشمن آپکے وقت بد دیکھین اور مجھے جو آپ مورد الزام کرتی ہین تو اتنا فرمائی کہ پھر اسکا
اور کیا جواب ہے یا تو صبر کی سل چھاتی پر دھر لیجئے یا شرم کا پردہ ہٹا دیجئے دو باتون
مین سے ایک اختیار کر لیجئے اسلئے کہ سوا ان دو باتون کے تیسری تو میری سمجھ مین نہین آتی
ہے مین تو یہہ جانتی ہون کہ مرنے پر مرتے ہین راہ چلنے پر کوئی بھی نہین مرتا ہے اگر اوسے
تمہارا خیال ہے تو ضرور آئیگا قلعہ آہن مین بھی ہوگا تو آئیگا اور اگر اوسکو تمہارا خیال
نہین ہے تو تمہین بھی اسقدر بیتابی نہ کرنا چاہیے کہ اسکا کچھہ حاصل نہین غرضکہ انہین
باتون مین صبح ہو گئی شمعین کافوری جو روشن تھین ہوا کے تھپیڑون سے جھلا جھلا کر گل ہو گئین
اور طائران باغ نے چہچہہ زنی شروع کی ملکہ بستر پر سے انگڑائی لیکر اوٹھی بال پریشان آنکھین
سرخ نگاہین جانب در چشم انتظار مثل آغوش تمنا کے وا **شعر**

اگر نہ بند ہوئی وہ آنکھین جو انتظار مین ہین	سلانے نیند کے غفلت کہ آئے خواب اجل

خواصون نے آکر منہ دہلایا طناز نے اپنے ہاتھ سے کنگھی کی زلفین بنائین قسمین دیگر پوشاک
بدلوائی کہ تھوڑا بہت وقت انہی مشغلون مین گذر جائے اسی حالت مین چار گھڑی دن چڑھ آیا
اور کوئی نہ آیا اب تو شاہزادی گھبرانے لگی طناز سے کہا کہ وہ نہ آئینگے ورنہ ابتک آ چکتے
طناز نے کہا کہ واری خیال تو کرو کہ وہ کتنی دور سے تو آتا ہے آخر کچھہ دیر راستہ
کے طے کرنے مین بھی گزرے گی یا نہین پھر انسان کے ساتھ ہزار طرح کے جھگڑے
ہین اور پوشیدگی کی بات ہے جب سب طرح کے بندوبست کر لیگا تو آئیگا ملکہ خاموش
ہو رہی یہان تک کہ دوپہر دن آگیا اب تو ملکہ کو طناز کے سمجھانے سے بھی تسکین نہین ہوتی
ہے عجیب حالت ہے اسکی اوسی حالت اضطرار مین اس نے مرکب اپنا طلب کیا منہ پر
نقاب ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھ کر روانہ ہوئی عقب مین اسکے وزیرزادی بھی ملکہ چلی جاتے
جاتے کئی کوس نکل گئی اور کچھہ پتا نہ ملا دوپہر کا وقت آفتاب کی تیزی جانور تک بھی تو
ایسے وقت صحرا مین نہین نکلتے ہین مزدور تک چھپنے کے واسطے چلے جاتے ہین اور یہہ جنگل
کے رہنے والے اوس چٹیل میدان مین پھر رہے تھے اور کوئی اثر گرم ہوا کا جسم کو محسوس
نہین ہوتا مبہوت ہو رہی ہے شام تک اسی طرح صحرا مین ماری ماری پھری آخر کار شام کو
گر پڑ رہی اور تپ ہو آئی حالت خراب ہوئی اب تو وزیرزادی نہایت گھبرائی اور کہا کہ اگر
انکے والدین کو خبر کرتی ہون تو وہ آکر لیجائینگے وہان ملکہ اور بھی گھٹ گھٹ کر رہے گی ایسا نہو

دشمنون کی حالت سنبل نہ سکی یہان رہنے مین الزام کا خوف ہے عتاب شاہی کا ڈر ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ کہے کہ تو نے ملکہ کے حال سے کیون نہ اطلاع دی وہ تو بیہوش تھی اوسوقت کیا جواب دونگی میری تو جان غضب مین ہے کیا کرون کیا نکرون لیکن مناسب وقت یہی معلوم ہوا کہ کسیکو خبر نہ کی اور آپ تیمار داری مین مصروف ہوئی تب تو بسبب حرارت کے آگئی تھی صبح تک مین دور ہوگئی لیکن تپ فراق کا اس کے پاس کیا علاج تھا سوا اسکے کہ ملکہ کو سمجھاتے تھی رسوائی کے پہلو سمجھا سمجھا کر ڈراتی تھی مگر اس سے کیا ہوتا ہے یہہ جن سر سے نہین اوترتا ہے جو ذہن مین آگئی وہ آگئی بقول شاعر شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری
اون فریب آمیز نظرون نے یہہ کیا سمجھا دیا

بلکہ سمجھانے کا اور اولٹا اثر ہوتا ہے بیقراری ترقی کرتی ہے شعر

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑہتا گیا جو جو دوا کے

اسیطرح آٹھہ روز گزرے ہر روز ملکہ کا اضطراب مایوسی کے ساتھہ ترقی کرتا جاتا تھا ناامیدیون کے ہجوم نے چارطرف سے گہیر لیا تھا تمنائین سرشک حسرت مین بنکر آنکھون سے نکلی جاتی ہین آخر کار روتے روتے آنسو بھی خشک ہوگئے توانائی لاغری سے بدل گئی چہرہ زرد دلمین درد لب پر آہ سرد نہ کہانا کہایا جاتا ہے نہ پانی پیا جاتا ہے شعر

غمنوش جدائی محبت سے ہوئے غم کہاکے جیے خون پیکے جیتے
کہانا کیسا پینا کیسا پانی چہوٹا دانہ چہوٹا

ہان اگر غذا ہے تو لخت دل اور دوا ہے تو خون جگر مسیحا ہے تو قضا جس کے سوا کوئی اس درد کو دور نہین کر سکتا صرف پوست و استخوان باقی رہگئے آج وزیرزادی نے قصد کیا ہے کہ کل انکے والدین سے ضرور اطلاع کر دینا چاہئے اب انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہے ہرچند کہ اسوقت بھی ضرور پوچھا جائیگا کہ ہمین ملکہ کے حال سے فوراً کیون نہ اطلاع کی اگر یہہ کہتی ہون کہ ملکہ نے منع کیا تھا تو ملکہ سے پوچھا جائیگا وہ کیا جواب دیگی اور پھر مجھسے بھی کہا جائیگا کہ ہمارے ہوتے تو نے ملکہ کے کہنے پر کیون عمل کیا پہلے سے اطلاع کر دی ہوتی تاہم اوسوقت سے بہتر ہے جو خدانخواستہ آنے والا ہے ملکہ کی اب یہہ نوبت ہے کہ بارہا نگاہین پھر پھرا کر جانب در دیکہتی ہین گردن ضعف کے مارے تکیہ سے نہین اوٹہتی مانند پیکر تصویر کے بستر پر بیحس پڑی ہے یہہ شعر ورد زبان ہے شعر

حسرتو نکل اپنے غم کہاتے ہین ہم
تم نہ آئے خیر اب جاتے ہین ہم

کبھی یہہ شعر زبان پر لاتی ہے شعر

نہ قاصدی نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے نہ بیکسی مامی برد خبرے

ملکہ کی یہہ حالت اب دیکھی نہین جاتی ہے جو انیسین جلیسین پاس بیٹھتی ہین جسوقت کچھہ سمجھاتی ہین تو ملکہ یہہ شعر پڑہ دیتی ہے شعر

کوئی اوسنے نہین کہتا ترس کہاؤ
جسے دیکھو مجھے سمجھا رہا ہے

اب طناز کی بھی یہہ حالت ہے کہ جب دل اوسکا بھر آتا ہے تو کنارہ جا کر کسی گوشے مین روتی ہے کبھی ملکہ کے واسطے دعا کرتی ہی آنسو پونچھہ ڈالتی ہے ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ بار بار چلی جاتی ہے

کہا اے طناز سچ ہے کہ مردہ سے کسیکو الفت نہین رہتی ہے اچھا ہے بیوسب مجھسے دور رہو
خدا نکرے کہ کسی پر مجھہ نامراد کا رجہانوان پڑے اور کوئی ناشاد نامراد اسطرح دنیا سے جائے شعر

جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے ۔ چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے

طناز قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی اور عرض کی کہ اے شاہزادی خدا تجکو سلامت
رکہے ہم پرہیز نہین کرتے ہین اور آپ اسقدر کیون ہراسان ہین ایسی حالت آپکی نہین ہے
جولائق تردد ہو اگر ہم یہان سے اوٹھتے ہین تو کسی کام ہی کاج کو جانے پاتے ہین یہہ کہکر سات بار
گرد پہری اور تصدق ہوئی ہر چند ملکہ نے منع کیا مگر نہ مانا جب نشستین دین تو ملکہ سے لپٹکر
رونے لگی یہی حالت دیر تک رہی اس کے بعد ملکہ نے طناز سے کہا کہ اب اسکا موقع
نہین ہے کہ تجکو سمجہاؤن مین خوب سمجہہ چکی ہون کہ ایسے بیمار بچ نہین سکتے ہین کوئی غمگساری
وچارہ سازی کام نہ دیگی اے طناز وقت کو غنیمت جان جو مجھسے مانگنا ہو مانگ لے اور
کچہہ وصیتین میری سن رکہہ طناز نے جو کلمۂ وصیت سنا دل اوٹہنے لگا چیخین مار مار کر
رونے لگی کہ اوس دنکو موت کہ آپ مجھسے وصیت کرین اور مین اس ارادہ سے سنون
کہ اگر وقت آیا تو بجا لاؤنگی خدا اوسوقت کے لئے مجکو زندہ نہ رکہے ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر
تو سن نہین سکتی ہے تو کاغذ و قلم دوات لا کہ مین کچہہ لکہکر دیدون اوسے اپنے پاس
رہنے دینا اور جب اوس بیوفا سے ملاقات ہو تو دیدینا طناز نے خواصون سے اشارہ
کیا اوس نے قلم دوات کاغذ لاکر رکہدیا اور ملکہ نے قصد کیا کہ اوٹھکر بیٹھون لیکن
طاقت نے جواب دیا ضعف نے دبا دیا اوٹھہ نہ سکی لیٹے لیٹے لکہنا چاہا یہہ بہی ممکن نہوا کہا
افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ہماری حسرت بعد مرگ بہی نکلنا منظور فلک نہین ہے یہہ زمانہ
غدار یہی نہین چاہتا کہ کوئی پیغام زبانی ہی اوس یار جانی تک پہونچے کہ ہمتو مسافر راہ عدم
ہوتے ہین اور انکو خبر نہین اپنی مجبوری و بیکسی پر رونے لگی اور غش آگیا دانت بیٹھہ
گئے طناز نے بازو باندہا پنکہے سے ہوا دینے لگی دل دہڑکنے لگا کہ دیکہئے خدا کیا دکہاتا
ہے کہ ایک مرتبہ آواز سُم مرکب کانون مین آئی طناز کے کان کہڑے ہوئے کہ یہہ کیا معاملہ
ہے کہین سکندر تو نہ آتا ہو یہہ تصور کرکے کسیسے کچہہ نہ کہا اور وہان سے اوٹھکر دروازہ
باغ پر آئی دیکہا کہ سکندر نے گہوڑے سے اوتر کر باغ مین جانیکا قصد کیا ہے کہ
ملکہ نے ہاتہہ کے اشارہ سے منع کیا سکندر ٹہٹکا کہ کیون کیا ہے طناز نے کہا چلو مین
علحدہ کسی گوشہ مین بٹہائے دیتی ہون وہان ملکہ کے والد ماجد عیادت کے لئے آئے
ہین ملکہ کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے یہہ سنتا تہا کہ سکندر کا دل ٹوٹ گیا حواس جاتے
رہے کہ یہہ کیا غضب ہوا اوس نازک اندام سے غم فراق کی برداشت نہو سکی
ساتہہ ہی یہہ خیال آیا کہ اخضران شاہ کو تو ابہی مین محل شاہی مین چہوڑ آیا ہون سرپٹک
گہوڑا دوڑاتا ہوا آیا ہون بہلا وہ مجھسے جلد یہان کیونکر آسکتا تہا پس تازیانہ پر ہاتہہ گیا
اور کہا کہ تو شرارت سے اپنی باز نہین آتی ہے مجھے فقرہ دیتی ہے ابہی تو مین بادشاہ
کو محل مین چہوڑکر آتا ہون اتنے جلد یہان بادشاہ کیونکر آسکتا ہے بس ہٹجا میرے سامنے
سے ملکہ کا لحاظ ہے ورنہ اتنے کوڑے مارتا کہ کہال کہینچ کر پہینک دیتا طناز ڈر گئی کہا

اے شہریار ملکہ کا آپ کے غم مین برا حال ہے اور اوسکو غش آگیا ہے اگر غش سے آنکھین
کہولکر صورت آپکی دیکھہ لے گی تو شادی مرگ ہو جائیگی اسی سے مین روکتی تھی آگے آپکو
اختیار ہے سکندر نے کہا تو صاف کیون نہ کہدیا ہم کیا ملکہ کے دشمن تھے یہہ کہکر داخل
ہوے اونہون جلیسون نے جو آتے ہوے دیکھا قصد کیا کہ خوشی مین ملکہ سے کہدین
سکندر نے اشارہ سے منع کیا اور قریب پہونچکر سرہانے کہڑا ہو رہا ملکہ کی حالت دیکھہ کر
دل پھٹنے لگا بے اختیار جی چاہا کہ خنجر ماریون لیکن ضبط و تحمل سے کام لیا کہ اس کا اثر
ملکہ پر برا پڑیگا اودہر طناز نے کیوڑہ گلاب وغیرہ چھڑک کر ملکہ کو ہوشیار کیا اور کہا
کہ ابھی آدمی سکندر کا آیا تھا وہ کہہ گیا کہ شاہزادہ آج ضرور آئیگا ملکہ نے کہا کہ کیون
مجھے بہلاتی ہو بہلا اوسے آدمی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی آنے والا ہوتا آجکتا مین خوب
جانتی ہون کہ وہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرینگے اونکے مزاج مین احتیاط بہت ہے
اب طناز نے اک رومال جو سکندر کے ہاتہہ سے لے لیا تھا ملکہ کو دیا اور کہا کہ اسے
پہچانو ملکہ کو یاد آگیا کہ یہہ وہی رومال ہے جو سکندر کے ہاتہہ مین تہا اتبو یہہ اوٹہہ بیٹھی
سکندر جلدی سے پاکے کی آڑ مین ہو رہا ملکہ نے کہا اے طناز تو بڑی شوخ ہے
بہلا یہہ کیا حرکت تھی کہ تو نے رومال اونکا چرا لیا اگر اونکو خیال آئیگا تو کیا کہین گے
یہی سمجہین گے کہ ملکہ کے ملازمین عورتین نہایت خبیث ہین شاید ملکہ کے یہان سے
انکو اتنا نہین ملتا ہے کہ جسپر اکتفا کرین مگر وہ رومال سینے سے لگا یا آنکہون پر رکہا
سونگھنے لگی جب کچھ تسکین ہوئی تو طناز نے اک کمان سامنے رکہی کہ یہہ کمان کسکی
ہے ملکہ نے کہا کہ تو کسیکی کمان اوٹھا لائی ہو گی اس لئے کہ ملکہ سے کہون گی یہہ سکندر
کی کمان ہے جس مین وہ خوش ہوا ہے مین نہ مانونگی طناز نے کہا کہ اپنا ہاتہہ تو دیکھو
اب جو ملکہ ماہ سیما نے دیکھا تو اک انگشتری ہاتہہ مین بہی ہے جو سکندر پروز ملاقات
پہنے ہوئے تھے اتبو ملکہ کو تحیر ہوا کہ یہہ انگوٹھی اسکے پاس کہان سے آئی ہو گی ملکہ سے طناز
نے کہا کہ وہ ایسی ایسی نشانیان اپنی چھوڑ گئے ہین پہر بھی بیتاب ہوتی جاتی ہو ان سے
دلکو بہلاؤ ملکہ نے کہا اے طناز یہہ وقت اس قابل نہین ہے کہ تو مجھے اوجہن مین ڈالے
صاف صاف بیان کر طناز نے کہا کہ صاف صاف تو یہہ ہے کہ جو شخص کسیکا کہنا
نہ مانیگا انجام مین پچھتائیگا تم تو بیہوش پڑی تہین وہ تشریف لائے تھے کچھہ دیر بیٹھے رہے
جب تم کسیطرح ہوشیار نہ ہوئین اونکا دل گھبرایا اوٹھکر جانے لگے یہہ کہو ہملوگون نے
روکا کہ خدا خدا کرکے تو آئے ہو اور پہر جاتے ہو اونہون نے کہا کہ مین تھوڑی سی
دور جاؤنگا اور ابھی ابھی واپس آؤنگا ہملوگون نے کہا کہ ہمین کسطرح یقین ہو اونہون
نے یہہ چیزین یہان چھوڑ دین جنہین تمنے دیکھا اتو ملکہ کو عجب اوجہن ہے کبھی رنجیر
بحالی سی آجاتی ہے کبھی پہر مایوسی بڑھ جاتی ہے طناز نے کہا کہ کس سوچ مین بیٹھی ہو
ذرا اوٹھو اپنی حالت درست کرو مہمان کے واسطے سامان ضیافت کا حکم دو قصر کے
اندر سے نکلو چمن باغ مین ٹہلنے کی تو طاقت نہین ہے کرسیان بچھوا دو یا مسہری لگا دیجائے
ملکہ نے کہا ان باتون کے واسطے مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے طناز نے اوٹھکر

چبوترہ پر کرسیان بچھوا دین ایک طرف مسہری بھی لگادی گئی اور سکندر کو ایک
درخت شمشاد کے پیچھے چھپا دیا اور ملکہ کو لا کر کرسی پر بٹھا لا اب اتنی ہی امید
دلانے سے ملکہ کے چہرہ پر اک رونق سی آگئی طناز نے ایک پری زاد سے
اشارہ کیا مرکب شاہزادہ سکندر کا ٹہلاتے ہوے سامنے سے گزری ملکہ کی
نظر جو اوس گھوڑے پر پڑی کرسی سے اوٹھ کر کھڑی ہوئی اور طناز سے کہا
کہ تو نے کہین چھپا دیا ہے مین خود اوٹھکر ڈھونڈھ لونگی یہہ کہکر چلی تھی کہ لڑکھڑا کر
گرنے لگی طناز نے سنبھال لیا اور مسہری پر بٹھا دیا یہہ دیکھکر سکندر کو
تاب نہ رہی دوڑ کر ملکہ سے لپٹ گیا اور ملکہ سکندر سے لپٹی مگر ہاتھ پاؤن
سنسنانے لگے اور قریب تھا کہ بسبب خوشی کے روح جسم سے پرواز
کر جائے اگر طناز اپنی حکمت عملی سے رفتہ رفتہ غم کو کم نہ کر دیتی تو ملکہ شادی مرگ
ہو جاتی بڑی دیر تک دونون رویا کئے کہ ہچکیان بندھ گئین آخرکار طناز نے
باتون مین لگایا دہیان بٹایا اب ملکہ نے سکندر سے کہا تم نے تو چوتے
ہی گال کاٹا یعنی ہی بسم اللہ غلط کی آیندہ کیا امید کیجائے اسوقت تو اسی شہر مین
موجود تھے اوس پر آٹھہ روز تک خبر نہ لی جب کہین چلے جاؤگے تو یقین ہے
کہ برسون مین بھی خیال نہ ہوگا کہ ہم کسی سے وعدہ کر آئے ہین یا ہماری محبت مین
کوئی پریشان ہوگا مگر اب مین تمکو کب جانے دیتی ہون اگر اوٹھنے کا قصد کروگے
ہیرا چبا لونگی جان دیدونگی شاہزادہ نے کہا اے ملکہ مین مجبور ہو گیا تم سے
مجبور ہو گیا تمنے تو اپنی ہی لیکن میری بھی سنو کہ تمہارے باپ مجکو اپنے ہمراہ
شکار پر لے گئے اور آٹھہ روز بعد شکار سے واپس آئے مجھے قسم ہے لو جو بادشاہ
سے رخصت ہونے کے بعد مینے ایک ساعت بھی کسی مقام پر قیام کیا ہو یقین
اگر ٹھرا ملکہ نے کہا خیر گزشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط بس آپ اسی باغ
مین رہو اگر جاؤگے پھر کوئی جھگڑا نکل آئے گا آپ پھر نہ آسکینگے ہم انتظار مین
مرین گے ایسے دھڑکے مین کہان تک اوٹھاؤنگی کسیدن جان پر بنجائے گی
مصرع ہماری جان گئی آپ کی ہنسی ٹھہری ہاتھ ٹوٹے دل تو ان افسوس کروگے
پھر کسی اور سے دل بہلا لوگے کبھی ہمارا خیال بھی نہ آئے گا ملکہ نے ایسی ایسی باتین
جو کہین سکندر کا دل بھر آیا کہا اے ملکہ اب مین خود یہان سے نجاؤنگا چاہے
بادشاہ سے بگڑے یا رہے مجھے کچھہ کسیکی پروا نہین ہے زیادہ سے زیادہ مین نیست کر دیگا
لڑاونگا تو مین خوب دیکھہ بھال چکا ہون تمہارے باپ کے یہان کوئی سردار
اتنا نہین نظر آتا جو مجھسے مقابلہ کر سکے ہان اگر کچھہ ہے تو سپہ سالار البتہ ہے وہ خیر
کچھہ لڑے گا جب اوکھلی مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈرنا اگر کوئی یہہ کہے گا
کہ فلان شخص نے ایسا کیا تو اوس کا صاف جواب یہہ ہے اگر کچھہ بہر کہتا ہوگا
تو خود ہی سمجھہ لے گا کہ بغیر دو کے رضامندی کے کوئی امر نہین ہو سکتا ملکہ کو یہہ
سنکر اک عید تو ہو گئی لیکن ساتھہ ہی یہہ بھی خطرہ پیدا ہو گیا کہ اب یہہ ر

حشر برپا ہوگا اور بہت جلد ہوگا ہرچند کہ یہہ سب کچھہ ہے ہین کہ مثل مشہور ہے ایک سے دو دو اور دو کی دوا تین سو رمان بنا بھاری نہین چھوڑتا ہے اوسکا ملک ہے لشکر اوس کے پاس ہے یہہ اکیلے کس کس سے لڑین گے کس کس کا مقابلہ کرین گے انجام مین دشمن گرفتار ہو جاینگے یا قتل ہون گے افسوس کہ میری وجہہ سے انکی جان جائیگی ہائے تقدیر نے کس مصیبت مین پھنسا دیا کیا میری شامت تھی کہ مین یہان اوس روز شکار کو گئی تھی جو اس ظالم کا سامنا ہوا اب مجھے بٹھائے الس ور د مول لیا اس سے تو پھر وہی بہتر تھا کہ جس طور سے اس نے آنے کو کہا تھا دیر آید درست آید اوس صورت مین شاید کوئی پہلوان آفتون سے بچاؤ کا نکل آتا ایک تو راز بھی دیر مین افشا ہوتا جب تک شاید کوئی تدبیر ہی بن آتی موقع پاکر اس کے ساتھہ نکل بھی چلتی یا اگر خدا نخواستہ کچھہ نہ بن پڑتی تو بھی کچھہ دنون دل کے حوصلے تو نکل جاتے یہہ تو نہوگا کہ رات ہنس کر گذاری اور دو پہر ڈھلے کا سامنا ہوا ایسی ایسی باتین سوچکر سکندر سے کہا کہ اے شہریار عالی وقار مین ہرگز نہین چاہتی کہ میری وجہہ سے حضور کے دشمنون کو گزند پہونچے براے مہربانی اس ارادہ سے باز رہئے مجھپر جو گذرے گی جھیل لونگی یہہ تھوڑی سی مفارقت ہمیشہ کی جدائی سے بہتر ہے ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور آپ کے دشمن میری وجہہ سے کسی بلا مین مبتلا ہو جائین آپ نہین جانتے کہ باپ اوس شخص کا دو لاکھ سوار کے فوج جرار کا مالک ہے اسوقت اوس کے یہان توحید سربلند سا سردار موجود ہے یقین ہے کہ آپنے دیکھا ہوگا بھلا اوسکا کوئی کیا مقابلہ کرسکتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو مجکو لیکر یہان سے کسیطرف نکل چلئے یہہ سنکر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے ملکہ وہ توحید سربلند کیا چیز ہے قسم ہے اوس خداے عز وجل کی کہ جس نے ہمارے جد امجد کو ذوالقرنین صاحبقرانی عطا کیا اگر توحید ایسے دو لاکھ مجھسے مقابلہ کرین تو مجکو ہراس نہین ہے خدا نے چاہا تو تمہارے سامنے اوسے باندھ لاؤنگا اور دو لاکھ فوج سے تو میرا کیا کرے گی مین پہلے ہی سردارون کو چن چن کر پکڑ لونگا اور عورت کو لیکر بھاگنا ہملوگون کا شیوہ نہین ہے اور اسنے تو یا تم جانتی ہو یا مین جانتا ہون یا خدا جانتا ہے جیسی محبت میرے تمہارے ہے لیکن ابناے زمانہ بلکہ اپنے دوسرون کو بھی خیال کرتے ہین مین دو باتون کا منتظر ہون ایک تو یہہ کہ باپ تمہارا اینزدان پرست تو ضرور ہے احدیت پروردگار کا اقرار کرتا ہے لیکن رسالت محمدی کا قائل نہین ہے بس یا تو وہ پورا کلمہ پڑھے اور مسلمان ہو اور برضا و رغبت عقد میرا تمہارے ساتھہ منظور کرے یا دین اسلام سے انکار کرے تاکہ قتل ہو دوسرے یہہ کہ کوئی بزرگ میرا موجود ہو بغیر اسکے مین

شادی تمہارے ساتھ نہین کرسکتا اور بغیر عقد و نکاح میرے تمہارے درمیان بناہ کا کوئی اور امر نہین ہو سکتا **شعر**

وصل کا شوق نہین مجھسے دلانا خوش ہے	یا الہٰی ان محبت کو عجب مشکل ہے

بس اے ملکہ اسوقت کی باتون کو خوب کان دہر کے سن رکھو کہ جو میرے منہ سے نکلجائے گا جب تک جسم پر سر ہے اوس قول سے نہ پہر دن گا اور اپنے جادہ سے نہ ہٹون گا بس اب مجھے سمجھانا فضول ہے اور جبر دار کوئی امر مجھسے نہ کہنا ورنہ تمکو ملال ہوگا کہ ہمارا کہنا نہ مانا اور مین اپنے ارادہ سے باز نہ ہون گا قول مردان جان دارد اب مجھے یہہ دیکھنا ہے کہ افسکی سپاہ کیسی ہے اور پہلوان کیسے کیسے جمع کئے ہین جب ملکہ نے دیکھا کہ یہہ کسیطرح ماننے والے نہین ہین عاجز آکر خاموش ہو رہی لیکن نہایت افسوس ہوا ساکت ہو گئی طناز نے سمجھایا کہ پہلے انجام نہ سوچے اب فکر کرنے سے کیا ہوتا ہے بس اب اوسی خدا پر شاکر رہو جو بگڑے کامون کو بنا دیتا ہے سوچنے اور رنج کرنے سے کوئی فائدہ نہو گا جو منظور خدا ہے گا وہ ہو گا ان دہڑ کون مین جو تہوڑا وقت خوشی کا ملا ہے اسے بھی گنواتی ہو آخر تو جو ہو گا وہ ہو گا اپنا عیش و عشرت و آرام کو کیون کہو دیکے جو حوصلے نکالو بقول شاعر **شعر**

ابتو آرام سے گذرتی ہے	عاقبت کی خبر خدا جانے

جو دکہہ اوٹہاتا ہے اوسکو راحت بھی ملتی ہے اور جو آرام پاتا ہے وہی تکلیف اور رنج و الم و غم و غصہ بھی اوٹہاتا ہے بموجب **شعر**

وصل ہو اگلا ہجر تیار کون کرے	بیٹھے بیٹھے ہمنے لگائے ہین فغان کون اگر کرے

یہہ تو ایک بلائے بیدرمان قیامت کی زبان اور بے ایسی ایسی باتین لیکن کر ملکہ اور سکندر دونون کو خیال ہوا کہ سچ کہتی ہے غرضکہ اوسیوقت دسترخوان بچہا سکندر و ملکہ نے کہانا ساتہہ کہایا در ایک جام شراب کے پیگا بعدہٗ گانیوالو مکو بلا اونہون نے ساز ملائے اول مبارکبادگائین جسپر بہت کچھ انعام ملکہ اور سکندر رستم خونے دیا بلکہ ایک ایک خواص تک نے ملکہ کے تالیف قلب کے واسطے اپنی حیثیت کے موافق انعام دیا اسکے بعد اور عاشقانہ چیزین گانا شروع کین غزل

غزل

یاری تجھسے کیا کی پیدا ہراک سے یارانہ چھوٹا
احباب چھوٹے اغیار چھوٹے سر اپنا بیگانہ چھوٹا
غمنوش جدائی جبسے ہوئی غم کہانے لگے خون پینے لگے
کہانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا
کس مست سے ساقی آنکھ لڑی بے مے بے کیفیت یہہ ہوئی
اس ہاتہہ سے بوتل چھوٹ پڑی اوس ہاتہہ سے پیمانہ چھوٹا
مشرب نہ ہمارا رندی تہانہ مذہب بادہ پرستی تہا

جب سے کہ چھوٹا اک متوالا اوس دن سے پیمانہ چھوٹا
بیڑی جو تری منت کی پڑی ہی پہونچا اثر اسکا اوسکو بھی
وہ قید جنون اوس نے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
کل ملتے تھے ہم کچھہ حال دلی اونپر بھی تھی محویت طاری
اس لطف مین یاد نہین کچھہ بھی کیسا ہے وہ افسانہ چھوٹا
اک جلوہ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا اوسکا لیا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ چھوٹا
تھا سوز جدائی تو جتنا تیرے بھی اثر کو دیکھہ لیا
کیون آگ مین اپنے جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا الفت مین جو امر اس وقت سے ہوا
اک بت سے بڑہا کچھہ ربط ایسا برسون کا یارانہ چھوٹا

یہہ غزل اس رنگ سے اک نازنین نے گائی کہ سکندر رستم خو اور ملکہ ماہ سیما کا تو کیا ذکر ہے اسکی انیسین جلیسین جسقدر بیٹھی تھین بے اختیار ہو گئین بے اختیار منہ سے واہ اور دل سے آہ نکل گئی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو کی تو ہچکیان بندہ گئین بعد کچھہ دیر کے مصلحتاً یہہ جلسہ برخاست کر دیا طناز اس وقت مین نہایت ہوشیاری سے کام لے رہی ہے ورنہ خدا جانے ان دونون کی کیا حالت ہوتی اب یہان تو دن عید اور رات شب برات ہے ایک دوسرے کے باغ جمال کی گلچینی مین مصروف ہے نہ غم دنیا ہے نہ فکر عقبا انتہا یہہ ہے کہ ملکہ ماہ پارہ کا خیال بھی کم ہو گیا ہے لیکن جفا سے چرخ دوار نے وہی سامان کر دیے کہ جنکا خوف دونون کو تھا یعنے جس روز بادشاہ شکار سے واپس آیا تھا محل مین جاکر آرام کیا دوسرے روز چوبدار کو بھیجا کہ صفدر شیردل کو بلا لائے چوبدار نے جاکر عرض کی کہ وہ نہین ہین بلکہ ملازمین یہہ بیان کرتے ہین کہ جب سے ہمراہ حضور کے شکار پر گئے تھے یہان واپس ہی نہین آئے یہہ سنکر بادشاہ کو تردد ہوا کہ نہ معلوم یہہ کہان سے چلے گئے شاید فقیر کے پاس نہ گئے ہون لوگ براے دریافت حال شاہ قلندر گوشہ نشین پاس بھی گئے تو انہون نے بھی کہا کہ بابا وہ جسدن سے یہان سے تشریف لے گئے پھر نہین آئے اب بادشاہ کو یہہ خیال گذرا کہ وہ گلستان ارم جانیوالے تھے کہین نہ چلے گئے ہون لیکن یہہ کیا حرکت کی کہ نہ اطلاع لی نہ ملے سچ ہے کہ آدمزاد نہایت بیمروت اور کج خلق ہوتے ہین انکی دوستی بندر کی آشنائی ہے ہر طرف تلاش کر کے خاموش رہا اب کوئی تلاش بھی نہین کرتا خیال بھی جاتا رہا ایک روز حسب الاتفاق نگار شاہ پسر ملک اخضران پریزاد واسطے شکار کے گیا ہر طرف تلاش کی لیکن صید نہ ہاتھ آیا تھک کر اک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ رہا اور مصاحبین تو چھوٹ گئے ہین لیکن توحید سر بلند اسکے ہمراہ ہے یکایک تشنگی نے غلبہ کیا اور ہر چہار طرف دیکھا کوئی چشمہ و چاہ نظر نہ آیا خیال مین گذرا کہ یہان سے باغ ملکہ ماہ سیما کا قریب ہے وہین چلکر

دم بھر آرام لینا چاہیے یہہ سوچکر توحید سربلند سے کہا اوس نے کہا کہ بہت مناسب
ہے غرضکہ دونون پشت مرکب پر بیٹھکر باغ ملکہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت نگار شاہ
دروازہ باغ پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور آواز غنا آرہی ہے اسے خیال
گذرا کہ آج نئی بات ہے اس صحرا مین آنے جانے والا کون ہے جس کے خیال سے
دروازہ بند ہے اور اگر کوئی آئے بھی تو سب جانتے ہین کہ یہہ باغ دختر بادشاہ کا ہے
اور وہ یہان رہتی ہے اتنی مجال کسکی ہے جو اسطرف کا رخ بھی کر سکے نہ آجتک ایسا
کبھی ہوا تھا کہ دروازہ بند رہتا اکثر مین اسطرف آیا ہون تو دروازہ باغ کو کھلا پایا
ہے نہ وقت شب کا ہے کہ یہہ سمجھا جائے کہ احتیاطاً چورون کے خوف سے دروازہ بند
کرلیا ہے اس مین کچھ نہ کچھ بھید ضرور ہے اسے دریافت کرنا چاہیے اس لئے کہ آج مینے
والدہ ماجدہ سے سنا تھا کہ لڑکی پندرہ روز کے بعد سلام کو آئی تھی تو کچھ عجب حالت تھی
اوسکی کہ رنگت زرد پڑ گئی ہے منہ ستت گیا ہے نقشہ بھی بگڑ گیا ہے اور طرہ اوسپر یہہ کہ یا تو
چوتھے دن صبح سے آتی تھی اور شام کو جاتی تھی اپنی ہمجولیون سے چہلین رہتی تھین یا آتے
ہی جانیکا تقاضا شروع ہوگیا اور نہ وہ شان مزاج ہے نہ شوخی نہ مذاق یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ وہ لڑکی ہی نہین رہی چپ سی لگ گئی تو اے توحید سربلند اونکے منہ پر مین کیا کہتا
لیکن یہہ سب علامات تو ایسے ہین کہ کہتے غیرت آتی ہے خیر منہ سے نکالنا تو فضول ہے
اس لئے کہ اگر خلاف اوسکے ظہور مین آیا تو اک بری بات کا منہ سے نکالنا کیا ضرور
ہے اور صحیح ہوا تو جیسا کچھ ہوگا ابھی دیکھہ لیا جائیگا توحید سربلند نے جو دیکھا کہ شاہزادہ
کچھ کہتے کہتے پھر رک گیا اوس نے بھی بات کو اولجھاوے مین ڈالدیا اور اک غیر مفید
جواب دیکر ٹالدیا کہ جیسا مناسب جانئے ہمین ان امور مین کیا دخل ہے شاہون
شہریارون کے جھگڑے وہی ان باتونکو چاہے اولجھائین چاہے سلجھائین بقول شخصے
رموز مملکت خویش خسروان دانند + کیا معلوم زبان سے ابھی نکلے بری نکلے نتیجہ اوسکا
کیا پیدا ہو اس سے ایک خموشی ستر بلا ٹالتی ہے مصرع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید +
توحید تو بس اتنا ہی کہکر خاموش ہو رہا اور نگار شاہ نے کمند ماری اور دیوار باغ پر چڑھے
جہانکر دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ صفدر شیردل ملکہ ماہ سیما کے گلے مین ہاتھہ ڈالے
ہوئے سیر باغ کر رہا ہے پیچھے پیچھے انیسین جلیسین ساتھہ ہین تب یہہ دیکھتے ہی آنکھون مین
نگار شاہ کی خون اوتر آیا اور آواز دی کہ او مزاد نمک حرام یہہ کیا حرکت ہے نگار شاہ
کی آواز سنتی ہی سب عورتین تو بیالین آپس مین ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ اب
ناک چوٹی کی خیر نہین ہے ملکہ کو سکتا سا ہوگیا ہاتھہ پاؤن کانپنے لگے طناز اک درخت
کی آڑ مین ہوگئی لیکن صفدر شیردل نے کہا کہ اے نگار شاہ بس زبان سنبھالکر گفتگو کرنا
اسلئے کہ مین تمہارا اسقدر لحاظ کرتا ہون جیسا کچھ سمجھتے ہو ایسا نہین ہے اندر آؤ اصل
واقعہ سنو مجھسے زبان نہ لڑاؤ ایسا نہو کہ مجکو بھی غصہ آجائے تو پھر اوسوقت مجھے کسیکا
خیال نہوگا مین قسم کھاتا ہون پروردگار عالم کی کہ اسوقت تک مجھسے اور ملکہ سے پاک محبت
ہے اسکے دامن عفت کو ہاتھہ بھی نہین لگایا ہے اور بڑے شرم کی بات ہے کہ تم اپنی

بہن پر اتنی بڑی تہمت رکھتے ہو جو کسی غیر کے واسطے بھی زیبا نہیں یہہ سنا تھا کہ نگار شاہ نے
دیوار زیرے کو دار دروازہ باغ کا کھولدیا اور توحید سربلند کو بھی اندر باغ نے بلا لیا
اور کہا کہ جب یہہ نوبت ہم پہونچی کہ اک غیر جنس کے ہاتھہ اس نے اپنی آبرو دی تو ہم کوئی
غیر ہو تمسے کیا پردہ اور اب یہہ گیسو بریدہ کیا میرے ہاتھہ سے زندہ بھی بچ کر جا سکتی کہ یار
کے ساتھہ مزے کرے میں بغیر ان دونوں کو مارے نہ رہونگا اور صفدر شیر دل کو آواز
دی کہ مجھسے باتیں بناتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھسے پاک محبت ہے اور تیرا لحاظ کرتا ہوں اگر میرا
لحاظ کرتا تو کیا کوئی اور پریزاد تجھے نہیں ملتی تھی کہ میری بہن کو تو نے آوارہ کیا اور پاک
محبت اسیکا نام ہے کہ گلے میں ہاتھہ ڈالے پھر رہا تھا آٹھہ دس روز سے تو غائب تھا کہاں
کہاں تیری تلاش نہیں ہوئی لیکن کہیں پتا نہ لگا او چور تو یہاں چھپا بیٹھا تھا اور اب تک
پاک محبت کا دعوی ہے لیکن یہہ ممکن ہے کہ آگ اور بارود ایکجا رہیں اور فساد نہ برپا ہو
یہہ کہتا ہوا صفدر شیر دل کیطرف چلا صفدر شیر دل نے جو اسکو بارادہ فساد اپنی طرف آتے
دیکھا ملکہ کو تو ہاتھہ سے ہٹا دیا اور خود آگے بڑھکر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے ذلت تیری
تقدیر میں ہے اگر ہم بد تھے تو تیری بہن کیوں بد ہو گئی اوسے نہ زد گا نگار شاہ نے
کہا دیکھہ تجھے قتل کرلوں تو اوسے بھی سزا دوں یہہ کہکر قریب پہونچتے ہی تلوار ماری صفدر
شیر دل نے ہاتھہ بند دست پر ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ نگار شاہ اوندھے منہ آ رہا
ہاتھہ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر سر سے اوٹھا لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے یہہ دیکھتے
ہی توحید سربلند جھپٹ پڑا اور کہا اے صفدر شیر دل یہہ شاہزادہ ہے بہو ترے کا
پلا ہوا یہہ لڑائی بھڑائی کو کیا جانے بس اسکو چھوڑ دے اور مجھسے سامنا کر ہر چند کہ میں
چاہتا تھا میرے تیرے مقابلہ نہو اس لئے کہ تو بھی اک مرد بہادر ہے اپنے جثہ سے زیادہ
جرات و ہمت رکھتا ہے اور مجھے تیرے ساتھہ اک قسم کی محبت ہو گئی تھی مگر تو نے تو غضب
کیا کہ ایسے نالائق حرکت کی کہ کوئی نمکحرام اپنے ولی نعمت کی لڑکی کو خراب کیا پس ہوشیار
ہو جا کہ تو لائق سزا ضرور ہے اب تجھے باندھکر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا ایک وقت
وہ تھا کہ میرے ہی بدولت تجھے بادشاہ نے کس عزت سے کہ خاص وزیر اعظم تجھے
پیشوائی کرکے لایا آج ویسی ہی ذلت سے جائیگا یہہ سنکر قریب آیا صفدر شیر دل نے کلائی
نگار شاہ کی مروڑ کر تلوار تو چھین لی اور نگار شاہ کو چھوڑ دیا سبب یہہ تھا کہ تلوار بھی صفدر
شیر دل کے پاس نہ تھی اس لئے کہ سیر چمن کے وقت اسلحہ جنگ کا کیا کام ہے اسکا وہم
بھی نہ تھا کہ یہاں نکلا ایک ایک خار کاوش پیدا کریگا ایک ایک گل خار کھائیگا نگار شاہ
تو چھوٹتے ہی علیحدہ کھڑا ہو رہا اور توحید سربلند نے آواز دی کہ وار کر صفدر شیر دل نے
جواب دیا کہ نہیں جانتا میں مسلمان ہوں اور اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں اگر
حافظ حقیقی تیرے ضرب سے بچائیگا تو خیر دیکھا جائیگا توحید نے کہا معلوم ہوا کہ اجل
تیری دامنگیر ہے لے اسے یہہ کہکر نیزہ مارا اسکندر رستم خو نے نیزہ اسکا تلوار سے
مانند خیار کے قلم کیا توحید نے کہا تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ماری صفدر
شیر دل نے وار تیغہ آبدار کا پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا اسنے پھر روکا اسیطرح کئی

ضربون کی رد و بدل ہی آخر جھنجھلا کر توحید نے تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو فن سپہگری
اوچھی طرح جانتا ہے خیر اب میرا اور علاج ہے تو یون نہ مانیگا تجھے کشتی لڑکر باندھ لونگا اور مجھے منظور
بھی یہی تھا کہ تجھے زندہ اسیر کرکے لیجاؤن تاکہ تو اپنی ذلت اپنی آنکھون سے تو دیکھے کہ فن کشتی کا کیا ثمر
ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور صعفدر شیر دل سے لپٹ پڑا صعفدر شیر دل نے بھی تلوار پھینک دی
اور ہاتھ گریبان میں ڈال بازور کشتی کے ہونے لگے کبھی یہہ اوسے کھینچ لاتا ہے اور کبھی وہ اسے کھینچ لاتا ہے
جب دیکھا زور میں بھی برابر ہوے اور کام نکلا تو توحید سربلند نے داؤن پیچ کرنا شروع کئے لیکن صعفدر شیر دل نے بھی
کوئی پیچ نہ چلنے دیا اور برابر کاٹ دیکر جواب دیا اب نگار شاہ تو الگ تماشا دیکھہ رہا ہے اور ملکہ علیمہ دیکھتی ہوئی
دلمین دعامین مانگ رہی ہے کہ خداوندا اس دیو سے سکندر کو بچا مین تجھے واسطہ دیتی ہون اپنے رسول مقبول کا
کہ تو سکندر کو فتحیاب کر نگار شاہ نے جو دیکھا کہ یہہ دونون تو مصروف جنگ ہین یہی موقع ہے ملکہ کا سر کاٹ
لینا چاہیے بس تلوار لیکر ملکہ کیطرف جھپٹا کہ اوسے شہید کرے پھر یہی مزا ہے کہ تجکو تیرے یار کے سامنے قتل
کرون بس یہہ ارادہ ہو نگار شاہ کا سامنے خنجر دیکھا آواز دی کہ او نامرد کیا کرتا ہے عورت پر ہاتھ اوٹھاتا ہے اور
میرے سامنے نگار شاہ نے کہا کہ ہان ہو تو روک لے بس سنتے ہی سکندر رستم خو کو غصہ آیا اور جوش شجاعت مین
کمربند توحید سربلند کا پکڑکر جسطرف نگار شاہ جا رہا تھا اوسیطرف ریلا کر ریلا ادہر ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ بلا دو
قتل آتا ہی بہاگ کر سکندر و توحید سربلند کی آڑ مین چھپی اور توحید و سکندر بیچ مین لئے یہان نگار شاہ جبتک
سنبھلے سکندر نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا توحید کا ہاتھہ پر بلند کر لیا اور کہا کہ اب او سربلند
ہو لے بس داہنے ہاتھ پر تلوار تانے ہوے تھے بایان ہاتھہ کمر مین نگار شاہ کے ڈالکر اسکو بھی اوٹھا
لیا لیکن فوراً کمربند ٹوٹا اور نگار شاہ گرا بس یہہ زور دیکھکر اسکے جی چھوٹ گئے اور ادہر کمر
کپڑے جھاڑتا ہوا بہاگا سکندر نے آواز دی کہ اب تجھے دن نہین اسکو قتل کرتا نگار شاہ ایسا
خفیف ہوا تھا کہ کچھہ جواب نہ دیا اور جھکر پشت مرکب پر روانہ ہوا چلتے وقت اتنی آواز دی
تھی کہ دیکھہ پلٹ کر تیرے کیا خیال کرتا ہون فرمایا جا جو تیرے بنائے بنے وہ کر لینا توحید سربلند نے
شاہزادہ کی یہہ جرات و طاقت دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہو گیا عرض کی امان فرمایا بشرط ایمان
اس نے کہا کہ قبول سکندر رستم خو نے اسکو ہاتھہ سے چھوڑ دیا توحید نے عرض کی کہ جو آپکے دین مین
ہے وہ کیا ہے فرمایا میرے تمہارے دین مین کوئی فرق ایسا نہین ہے آدہے مسلمان تو ہو تم
یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کے تو قائل ہی ہو ایک کلمہ اور کہو کہ محمد رسول اللہ توحید سربلند اسیوقت
کلمہ پڑہکر از سر نو صدق دل سے مسلمان ہوا لیکن عرض کی کہ اے شہریار عالی یہ وقت
کو غنیمت جانئے او شاہزادی کو ہمراہ لیکر یہان سے نکل چلئے سکندر یہہ سنکر ہنسنے لگے اور
اور فرمایا کہ اے توحید تمہارے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ نگار شاہ جو یہان سے
گیا ہے جاکر باپ سے کہیگا اور وہ فوج لیکر آئیگا عرض کی کہ یہہ ضرور ہوگا فرمایا کہ پھر کیا
پروا ہے تم نہین جانتے کہ مین بیٹا کس شخص کا اور پوتا کس بہادر کا اور پرپوتا کسکا ہون
جسنے مرزوق فرنگی کو بارگاہ مین لشکر مع تخت اوٹھا لیا تھا اے توحید سربلند تو بہی
جو الخضر ان شاہ کو بھی مینے مع تخت نہ اوٹھا لیا ہو یہہ ولولے دیکھکر توحید ہزار جان سے
نثار ہو گیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہہ سب بجا اور درست ہے لیکن سوار کا چنا بہاڑ نہین
ہوتا ہی ایک کی دوا دو اور اوسکے ساتھہ پہلوان نامی و گرامی بھی ہین دولاکہ فوجکا مالک ہے

کس کس کو قتل کیجیئگا اور بادشاہ تک پہونچیگا کسطرح سکندر رستم خو نے کہا کہ اگر تمکو اپنی جان عزیز
ہے تو یہان سے چلے جاؤ مین سمجھ لونگا جسکا بوجھہ ہوتا ہے وہی خوب اوٹھاتا ہے تم مجکو بے
بزدل بنائے دیتے ہو توحید نے دیکھا کہ تیور بیدھب ہین اب کچھ کہونگا تو آئی گئی میرے
ہی سر ہو جائیگی خاموش ہو رہا اور عرض کی کہ مجھے اپنی جان عزیز نہین ہے جیسا حضور کے
مزاج مبارک مین آئے وہ کیجئے جو خدمت مجھسے ہو سکیگی مین بھی بجالاؤنگا یہہ کہکر خاموش ہو رہا
ملکہ نے شکر خدا کیا اور سکندر کو ساتھ لیئے ہوئے قصر مین آئی طناز نے کہا کہ اے
یہہ کوئی خوشی کا محل نہین ہے دیکھنا تھوڑی دیر مین کیا قیامت برپا ہوتی ہے
بھائی تمہارا باپ سامنے جسوقت یہان کا واقعہ بیان کریگا اوسوقت اوسکی
کیا حالت ہوگی مع فوج آکر محاصرہ کرلیگا اوسوقت یہہ اکیلے کیا کرینگے بس معلوم ہوگیا
کہ تقدیر مین اتنے ہی دنون کی راحت تھی اب زمانہ خلاف آگیا خدا ہی اس بلا سے
نجات دے مردوا تمہارا ایسا جھکی ہے کہ جو ذہن مین آجاتی ہے وہی کرتا ہے
کسیکی کب سنتا ہے توحید سربلند نے اچھی صلاح دی تھی کہ ملکہ کو لیکر نکل چلیئے اوسکا
جواب سنا کہ کیا دیا انتہا کی جہالت مزاج مین ہے ملکہ نے کہا جس خدا نے
اب فتح یاب کیا وہی ظفر دینے والا ہے دل تو میرا ابھی دھڑک رہا ہے اب یہہ
لوگ تو یہان اس انتشار مین بیٹھے ہین اور وہان نگار شاہ کی سنیئے کہ اوسی
طور سے گرد مین آلودہ لباس پارہ پارہ با حال خراب چلے تو اپنے لشکر مین
ہو پہونچا لوگون نے ہر چند پوچھا کہ یہہ حالت آپکی کیونکر ہوئی بیان کیجئے کہ
خاک اوسے زندہ خاک مین توپ دین نگار شاہ نے کچھ بیان نہین کیا اور سیدھا
ملک خضران پریزاد کے پاس آیا خضران شاہ یہہ حالت دیکھتے ہی پریشان
ہوا پوچھا یہہ کیا حالت ہے بیان کر نگار شاہ نے کہا کہ کیا عرض کرون تو بھی مشکل ورنہ تو بھی
مشکل ملکہ ماہ سیما نہایت خراب نکلی صفدر شیر دل اوسکے باغ مین ہے اوسی نے میری یہہ
حالت بنائی بس یہہ سننا تھا کہ بادشاہ کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اسیوقت
حکم دیا کہ کہان ہے توحید سربلند کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اور ایک لاکھ سوار
ہمراہ لیکر جائے اور سر صفدر شیر دل کا اوس گیسو بریدہ سمیت کاٹ لائے نگار
شاہ نے عرض کی کہ حضور توحید میرے ہمراہ تھا اوسے بھی گھڑی بھر مین اوس
شہزادے نے زیر کرلیا یہان تک تو مینے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا لیکن اب نہین معلوم
کہ وہ وہان قید ہے یا قتل ہوا یہہ سنکر بادشاہ اپنے جلسہ سے اوٹھ کھڑا ہوا
اور کہا کہ مجھے واسطے ہاتھ کا کھانا حرام ہے جب تک قتل کرون صفدر شیر دل کو
یہہ کہا حکم دیا فوج کو تیاری ہونے لگی گھنٹہ بھر نہ گذرا تھا کہ دو لاکھ سوار تیار
اور توحید سربلند کی جگہہ نگار شاہ کو سالار لشکر کرکے آپ تخت پر سوار ہوکر
برائے محاصرہ باغ ملکہ ماہ سیما روانہ ہوا وہان توحید سربلند کو ملکہ نجہانی کا خطاب عنایت
فرمایا اور کہا کہ اب کچھ تدبیر کرو اسلیئے کہ لشکر آتا ہوگا توحید سربلند نے عرض کی کہ جبتک میرے دم مین دم
ہے اسوقت تک شاہزادے پر آنچ نہ آنے دونگا بشرطیکہ آپ دونون صاحب ایکبھی [illegible]

اور علیحدہ نہ ہون اس لیئے کہ مین جدا جدا کیونکر حفاظت کر سکتا ہون اتنا ضرور ہے کہ فضل خالق
لشکر بادشاہ مین کوئی ایسا نہین ہے جو مجھسے مقابلہ کر سکے لیکن اسے شاہزادے مین کہان
تک قتل کرونگا یہ وقت مدد پروردگار کا ہے یہی باتین تھین کہ کڑکڑ کر کے گھوڑون کے
سمون کی آواز پیدا ہوئی پس ملکہ ماہ سیما کا دل دھڑکنے لگا لیکن سکندر رستم خو جلدی
سے تلوار کھینچکر اوٹھ کھڑا ہوا اور توحید سر بلند سے کہا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا مین لشکر کا مقابلہ
کرتا ہون توحید نے عرض کی کہ یہہ نہین ہو سکتا ہے کہ مین آپ کو لڑنے دون اور خود نہ لڑون
فرمایا کہ گھبراتے کیون ہو تم کو بھی لڑنا پڑے گا اگر ہم تم دونون لڑتے ہون گے تو ملکہ کی حفاظت
نہ ہو سکیگی ایسا نہو کہ نگار شاہ اسکو قتل کر ڈالے کیا مین وہ وقت بھول گیا جبکہ تلوار
کھینچکر وہ ملکہ کی طرف چلا تھا اور مین تجھسے لڑ رہا تھا اب اگر وہ پورا موقع پاوے گا تو کیا زندہ
چھوڑ دے گا توحید سر بلند نے عرض کی کہ اچھا آپ ملکہ کی حفاظت فرمائین مین لشکر سے مقابلہ
کرون فرمایا یہہ کام تم سے انجام کو نہ پہونچے گا اس لئے کہ تم اتنے نہین ہو کہ دو لاکھ فوج
کے ریلے کو سنبھالو اور صفین توڑتے ہوئے اخضران شاہ تک پہونچکر بادشاہ کو قابو مین
کرو فوج کو کہان تک قتل کروگے ایسی لڑائیان یون ہین سر ہوتی ہین کہ افسر کو قابو مین
کر لیا فوج خود ہتیار رکھدے گی اور اگر قتل کرے گی تو ہم پہلے ہی اوسکو مار ڈالین گے
توحید سر بلند نے عرض کی کہ یہہ حوصلے تو نہ ہم نے دیکھے نہ سنے حقیقت حال یہہی
کہ مین ایسا دعوی نہین کر سکتا ہان یہہ دعوی ضرور ہے کہ لڑ کر جان فدا کردون کا مرتے
مرتے قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہ چھوٹے گا قدم پیچھے نہ ہٹے گا غرضکہ ملکہ کو ایک حجرے مین
بٹھا لا طنازہ اور جتنے انیسین جلیسین اوس کی تھین سب اوسی حجرے مین گرد و پیش ملکہ کے
بیٹھی تھین اور توحید سر بلند مرکب پر سوار ہو کر دروازہ پر حجرے کے ٹہلنے لگا کہ جب یہان تک کوئی
آئیگا تو دیکھا جائیگا لیکن شاہزادہ رستم خو نے مرکب پر سوار ہو کر دروازہ باغ کا رخ کیا ملکہ شہزادے
کے دامن سے لپٹ گئی رکاب پکڑ لی اور کہا کہ جو کچھ ہو تم بھی اسی حجرے کے دروازہ پر ہو اسلیئے کہ جو کچھ
انجام ہوگا وہ پیش نگاہ ہوگا جس وقت تمہارے دشمنون کو زخمی دیکھونگی اپنی بھی جان دیدونگی جام زہر
پی لونگی تاکہ مجھے کوئی زندہ نہ لیجا سکے دم آخر حسرت دیدار بھی نکلجائے شعر آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے
سامنے ۰ تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے ۰ ملکہ نے اس طرح کے کلام کیئے دل بھر آیا
فرمایا کہ اے ملکہ پریشان نہ ہو اوس خدا مین بڑی قدرت ہے تم جنگ کے معاملات نہین
جانتی ہو پس اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہان رہنے مین شکست ہے اور باہر نکل کر لڑنے
مین فتح کی امید ہے اور میرے حال کی خبر تم کو ملتی رہے گی ہان جس وقت مین اور
توحید سر بلند دونون قتل ہو جائین اوس وقت تم کو اپنے فعل کا اختیار رہے
یہہ کہکر روانہ ہوئے توحید نے عرض کی اے شہریار فوج کو پھیل جانے دیجئے ابھی نہ
نکلئے ورنہ سامنے کی لڑائی مین بادشاہ تک پہونچنا دشوار ہوگا اور جب فوج باغ کو
گھیرے گی اور پھیل جائے گی تو بادشاہ تک پہونچنا آسان ہوگا شاہزادہ سکندر
رستم خو نے رائے توحید سر بلند کی پسند کی اور تھوڑی دیر منتظر رہے ادھر نگار
شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ چہار طرف سے گھیر لو ایسا نہ ہو کہ نکل جائے سوار گھوڑے

ادہر ادہر ہر طرف گئے اور باغ کو محصور کر لیا جس وقت محاصرہ پورے طور سے ہو گیا اور ملک اخضران بہزاد کو بھی اطمینان کامل ہو گیا کہ اب کسی طرف سے نکل جانے کی راہ نہیں ہی تو آپ دروازہ باغ کیطرف متوجہ ہوا کوئی دس ہزار سوار اس کے تخت کو گھیرے ہوئے ہین اور اک پہلوان قوی ہیکل آگے آگے ابھی تخت بادشاہ کا قریب دروازہ باغ نہ پہونچا تھا کہ ارشاد دیری نژاد نے دروازہ باغ پر گرز مار کر دروازے کو توڑا اور نہیب دی کہ او صفدر شیر دل کہاں ہے ارے کیا چوڑیاں پہنکر بیٹھا ہے کہ اب باغ سے نہیں نکلتا اگر وہین اگر تجکو نہ مارا تو نام اپنا ارشاد دیری نژاد نہ پایا بس یہ سنتا تھا کہ اب سکندر رستم خو کو تاب کہاں تھی کہا خبردار ہو ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا او ملعون چوڑیاں تو ہین کہ ایک پر تو دو لاکھ سے چڑہائی کی ہے دیکھو مرد میدان ایسے ہوتے ہین جن کی تلوار لاکھ دو لاکھ ہی پر کھینچی الا ضرب بہادری کے یہ کہتے ہوئے قریب ارشاد دیری نژاد کے پہونچے بس ارشاد نے جو دیکھا کہ صفدر شیر دل مثل شیر گرسنہ کے جھپٹ کر سامنے آ گیا ہی اس نے نیزہ سکندر کے حوالے کیا سکندر نے نیزہ اس کا تلوار سے قلم کیا اس نے آواز دی کہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے بے اسے کہ یہ طمانچہ ہے اجل کا یہ کہکر گرز سر سکندر پر مارا سکندر نے ضرب گرز کو سپر پر روک کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا ارشاد نے یوہین گرز بلند کر دیا بس تلوار جو پڑتی ہے سر عمود کو مانند خیار تر کے دو کرتے بیبانہ خود سے گزر کر کاسہ سر و صراحی گردن سے مثل قطرہ آب نکل کر صندوق سینہ کو کھولتے ہوئے اور شکم کو چاک کرتے ہوئے زین مرکب پر پہونچے اب جو سکندر نے جھٹکا ملا راکب مرکب دونون کے چار ٹکڑے ہو گئے اخضران شاہ تو یہ کاٹ تلوار کا دیکھکر تھرا گیا بس اسے مار کر سکندر نے نعرہ کیا کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نہ داند بشناسد منم سکندر رستم خو نبیرہ جناب امیر حمزہ صاحبقران اب تو اخضران شاہ کے کان کھڑے ہو گئے اور پکارا کہ تو تو اپنا نام صفدر شیر دل بتلاتا تھا یہ نعرہ تو نے سکندر کا کیا سکندر نے جواب دیا کہ مردان عالم مین جتنے اوصاف ہوتے ہین وہ سب نام ہو جاتے ہین ابھی تو نے کیا سنا ہے اور بھی بہت سے نام ہین ایک نام ہمارا دشمن کش بھی ہے اور ایک نام کافر کش ہے اسی طرح بہت سے نام ہین تو اپنا مطلب کہہ ملک اخضران شاہ نے کہا کہ ایک نام تیرا آج سے محسن کش بھی ہوا سکندر نے جواب دیا کہ اگر میری زیادتی ہے تو مین محسن کش ہوا اور اگر تیری زیادتی ہے تو تو مہمان کش ہوا ملک اخضران نے کہا کہ تو باغ ملکہ مین بغیر میری اجازت کے کیون گیا سکندر رستم خو نے جوابدیا کہ کیا خوب بات ہے باغ ملکہ کا اور اجازت مین تجھے لیتا ملکہ خود مجھے لے گئی جب مین گیا کہا کہ ملکہ کا مالک کون ہے مین ہون یا کوئی دوسرا شخص ہے کیا وہ تیری دختر نہیں ہے جوابدیا کہ ملکہ جب تک نابالغہ تھی اوسوقت تک تمہارا اختیار تھا اب ملکہ اپنے دل کی آپ مختار ہے اور اے ملک اخضران مین قسم کھاتا ہون اوسی خدا ے برحق کی کہ جسنے مجکو زور صاحبقرانی ورثہ مین عنایت کیا اور عصمت مردانہ بخشی ہے کہ ابھی تک مینے ملکہ کو نظر بد سے نہین دیکھا ہان اوس حالت دیکھکر البتہ مجھ سے

یہہ نہ ہو سکا کہ اوسکو بہ دانستہ جان دینے دون اور مین خبر نہ لون جو میرے واسطے
جان دی ہین اوسکے واسطے جان عزیز کردون اخضران شاہ نے کہا او دغا باز پر فریب
بازبان کسی اور سے کر مین ایسا نادان نہین ہون کہ ایک لڑکی کی باتون مین آجاؤن
کیا کبھی میرا یہہ سن تھا مین نے ایسے حرکات نہین کیے تمام سرد و گرم عالم سے
تو مین آگاہ ہون سکندر نے جواب دیا کہ جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو بھی سمجھتا
ہے اگر میرا سا ہوتا تو مجھپر تہمت نہ رکھتا اور اگر جب تھا تو اب انشاءاللہ
ملکہ سے عقد کرونگا بس یہ کہتا تھا کہ ملک اخضران پسینے مین غرق ہو گیا کہا ارے
کیا دیکھتے ہو یہہ مجھ سے زبان لڑاتا ہے اور ایسی ایسی بدزبانیان کرتا ہے مارلو
اس کو جانے نہ پائے بس یہہ سنتا تھا کہ چار جانب سے فوج نے نعرہ کیا اور سکندر
پر تلوار برسنے لگی سکندر نے جو مرکب کو اشارہ کیا مانند بجلی کے کوندھ کر تخت ملک
اخضران کی طرف چلا لوگ سدراہ ہوئے لیکن جس پر ہاتھ تیغہ آبدار کا پڑ گیا معہ
راکب و مراکب چار ٹکڑے ہوگئے اخضران شاہ برابر فوج کو ترغیب دیرہا ہے
اور فوج سکندر پر ہجوم کیے ہوئے ہے صدائے بگیر و بزن بلند ہے سکندر یہہ ہی
ایسا بہادر ہے کہ اکیلا سب کو جواب دیتا ہے جو قریب آیا ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے
ہوئے ایک کو گرایا اور دس کو ریلتا ہوا آگے بڑھ گیا یہان تک کہ قریب تخت اخضران
شاہ کے پہونچکر نعرہ اللہ واکبر بلند کیا ملک اخضران کے للکارنے سے فوج
یورش تو کرتی ہے مگر کیا تاب ہے کسی کی کہ سکندر کو روک لے جو بڑھا ایک ہاتھ
مین دو ہوا کٹتی ہے خون ٹپکتا جاتا ہے پوشاک سرخ ہوگئی ہے دروازہ باغ سے تا
تخت اخضران پریزاد کی لاشون کی سڑک بنادی ہے گھوڑے کوتل صحرا کی طرف
بھاگے جاتے ہین دیکھنے والے کہہ رہے ہین کہ سبحان اللہ کیا بہادر ہے
کہ اتنی بڑی فوج سے کس بشاشت کے ساتھ لڑ رہا ہے اگر اتفاقیہ کوئی زخم اوچھا
سا پڑتا ہے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ پارہ کو آگ دکھادی حوصلہ دونا ہوگیا کبھی ہمت کو
نہین ہارتا بس جاتے جاتے یونہین زیر تخت پہونچکر بائین ہاتھ پر تخت کو لیا اور یا چید گرا بر کہکر
چور چور کیا معہ تخت اخضران پریزاد کو اوٹھا لیا اور سر پر چکر دیکر آواز دی کہ بتا کہان پھینکون
اخضران شاہ جست کرکے تخت سے علیحدہ ہوا سکندر کے دل مین آئی کہ یہی
تخت اسپر کھینچ مارون پھر کچھ خیال آگیا اور تخت کو پھینک دیا قریب اخضران شاہ
کے پڑا اخضران نے چاہا کہ مرکب کو سکندر رستم خو کے پے کردون تب سکندر نے جو یہہ
ارادہ فاسد اس کا دیکھا تو پکڑا زین خالی کیا اخضران شاہ نے تلوار ماری سکندر
نے وہار پر نظر ڈالی اور آتی تلوار کو خالی خیال مین رکھکر بھپکی دی کہ تلوار تو ٹوٹ
پڑی بس ایک ہاتھ سے کلائی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے بند کمر کو پکڑ کر یونہین اوٹھا لیا
لوگ دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے چھین لین جس نے تلوار اوٹھائی سکندر نے
اخضران شاہ کو بجائے سپر کے لیا اور کہا کہ لگاؤ ہاتھ اب اہل لشکر کیا کرین مجبور
ہوئے ملک اخضران نے دیکھا کہ مین قابو مین اس کے آگیا پکارا کہ امان فرمایئے

قیصر اور ایمان کہا قبول ہے سکندر رستم خو نے بادشاہ کو چپکے سے زمین پر چھوڑ دیا اب اخضران شاہ نے فوج کو منع کیا اور سکندر کو ساتھ لیتے ہوئے داخل باغ ہوا دیکھا اہل لشکر نے تمام باغ کو پامال کر ڈالا ہے اوس حجرے کی طرف بلوہ کر رہے ہین جہان کہ سکندر ملکہ کو چھوڑ کر گیا تھا اور توحید سربلند سب کو روکے ہوئے ہے ہر چند کہ زخمی خود بھی ہوا ہے مگر برابر لڑ رہا ہے اور لنگار شاہ فوج کو ترغیب دے رہا ہے اور دور کھڑا ہوا ہے توحید سربلند اگر حجرہ کے پاس سے ہٹتا ہے تو دشمنون کا قابو ملکہ پر ہوا جاتا ہے اور اگر حجرے کی حفاظت کرتا ہے تو لڑائی کا فیصلہ دشوار ہے اسلئے کہ اکیلا کس کس کو قتل کرے کیسے کیسے پسپا کرے جان لڑا رہا ہے بس یہ حالت دیکھتے ہی سکندر نے ملک اخضران پریزاد سے کہا کہ روکیے اپنے فرزند کو ورنہ سب مجھے بھی تلوار کھینچنا پڑے گی کہ اک مرتبہ اخضران شاہ نے پکار کر آواز دی کہ اے لنگار شاہ بس کر لڑائی کا فیصلہ ہوگیا لنگار شاہ یہہ سمجھا کہ شاید صفدر شیر دل مارا گیا اودھر ملکہ کو بھی یہی گمان گذرا بس جیسے ہی اسے گمان اپنی گرفتاری کا ہوا جام زہر ہاتھ مین اوٹھا لیا چاہتی تھی بی سبے کہ طناز نے اک ہاتھ مارا جام دور جا کر گرا کہا کہ بڑی نادان ہو اگر دشمن اون کے قتل ہوتے تو حریف اپنی فوج کو لڑنے سے کیون منع کرتا یقین ہے کہ کچھ صورت معاملہ کے اچھی ہے ملکہ نے کہا دیکھو ایسا نہ ہو کہ مین گرفتار ہو جاؤن طناز نے کہا کہ وصل دلدار مبارک ہو گرفتار ہونا کیا معلوم ہوتا ہے کہ سکندر نے بادشاہ کو گرفتار کیا جبھی وہ منع ہوا اور سردار تمھارے وارث کا دروازہ پر برابر لڑ رہا ہے کہ یکایک صدائے چکا چاق خنجر موقوف ہوئی توحید نے ہاتھ روک لیا ہے مگر تلوار کھینچی ہوئی دروازے سے نکل رہا ہے کہ مبادا اس مین دھوکا تو نہ ہو عہد سے خلاف ہو جائے گا جب تک امانت سکندر کی اوس کے حوالے نہ کردون گا اوس وقت تک ملکہ کی حفاظت سے باز نہ آؤن گا لیکن اودھر وہان لنگار شاہ اپنے باپ کے قریب جو آیا دیکھا کہ سکندر رستم خو ساتھ ساتھ ہے کہا کہ یہہ تو ابھی زندہ موجود ہے اور آپ نے لڑائی کو ختم کر دیا اخضران شاہ نے کہا اے لنگار شاہ اب اطاعت اس کی تم پر واجب ہوئی اس لیے کہ اس نے تاج و تخت مجھ سے چھین لیا اب یہ حاکم ہے اور تم محکوم ہو اگر تم لڑتے جاتے تو مین قتل ہو جاتا اس نے جان بخشی کی اب یہہ محسن ہو چکے ان پر تلوار اوٹھانا حرام ہے لنگار شاہ یہہ سنکر خاموش ہو رہا اب سکندر نے کہا کہ پہلے لاشین باغ سے اوٹھوا لیجیے اور اہل لشکر کو یہان سے باہر کر دیجیے اخضران شاہ نے حکم دیا اوسی وقت لاشین اوٹھ گئین کئی سو جوان توحید سربلند نے قتل کیے تھے بعد اس کے اہل لشکر نے بھی باغ کو خالی کیا سکندر بادشاہ اور پسر بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے قریب اوس حجرے کے آیا جہان کہ ملکہ تھی اور آواز دی کہ اے ملکہ تمھارے والد ماجد تشریف لائے ہمین اور

اور تسلیم بجا لاؤ اخضران شاہ نے کہا کہ نامحرم موجود ہے یعنے توحید سر بلند اور آپ ملکہ کو بلائے لیتے ہین سکندر نے جواب دیا کہ جب ملکہ اسکو بہا ئی کہہ چکین اور یہہ بہن کہہ چکا تو اب پردہ کیسا اور آپکے صاحبزادے سامنا کر اچکے باغ مین آکر سامنے ملکہ کے جو دبجنسے لڑنے توحید کو لڑوا دیا وہ زیر ہوکر سامنے ملکہ کے مطیع ہوا یہ خطا بہی اس کی ہے جب سامنا ہو چکا تو ملکہ نے بہائی کیا اور اسنے بہن کیا اب پردہ فضول ہے وہی ملکہ ہے جسے کہ وہ دیکھ چکا ہے یہ سنکر اخضران شاہ خاموش ہورہا اور انگار شاہ نے گردن نیچی کرلی لیکن ملکہ بسبب حجاب کے سامنے نہ آئی تھی کہ باپ کو کیا منہ دکہاؤن جب ملک اخضران شاہ خود بخود حجرے مین داخل ہوا اور دختر کا ہاتھ پکڑکر اوٹھایا تو ساتھ آئی اب یہ سب لوگ یعنے سکندر رستم خو ملکہ ماہ سیما ملک اخضران شاہ انگار شاہ توحید سر بلند طناز و وزیرزادی جسوقت یہ سب اگر قصر مین بیٹھے تو سکندر رستم خو نے پھر ملک اخضران شاہ پر بڑا دسے کہا کہ ہر چند آپنے بڑا بہی غلطی کی اور بغیر سمجھے ہوئے اپنی دختر نیک اختر پر تہمت رکہی اور مجھے بدنام کیا لیکن اے بادشاہ ورنہ تو آپ ہی کے خیال کے موافق تہا لیکن ہر شخص کو بدکار سمجھنا چاہیئے نہ ہمارے بزرگو مین سے کسی نے آجتک ایسا کیا نہ یہ ہمارے شیوے ہین خداوند کریم نے دنیا مین سب طرح کے لوگ پیدا کیئے ہین کہ اون مین اچھے بھی ہین برے بھی ہین **شعر** نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + مین بھی قسم کہاتا ہون اوسی پروردگار عالم کی کہ جسنے مجھے اور تیری دختر کو داغ معصیت سے بچایا ہے کہ اسوقت تک ہم دونون ویسے ہی ہین کہ جیسے قبل شناسائی تھی ملک اخضران نے کہا کہ بیشک آپ ایسے ہی ہین اور اب یہ کنیز ہے اور تاج و تخت بھی حاضر ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین آپکا تاج و تخت آپ ہی کو مبارک رہے اخضران شاہ نے کہا کہ اس کنیز کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے سکندر نے جواب دیا کہ مین ضرور شادی اپنی ملکہ کے ساتھ کرونگا لیکن اوسوقت تک مجبور رہون جبتک کوئی بزرگ نہ ملے اس لیئے کہ ہمارے خاندان مین اجتک ایسا کسی نے کیا نہین ہے کہ اپنی شادی آپ کرلی ہو ملک اخضران مجبور ہوا اور وہان سے رخصت ہوکر شہر مین آیا ملکہ کی مان سے سب واقعہ بیان کیا اوس نے کہا خوشا نصیب تمہارے کہ تم کو ایسا داماد ملا لیکن اے بادشاہ یہ مناسب نہین ہے کہ اپنی شادی ہوئی نہین اور دونون یکجا رہتے ہین اس مین بڑی رسوائی ہے اخضران شاہ نے کہا بہر مین اسے کیا کرون وہ راضی نہین ہوتا کہتا ہے کہ جسوقت تک کوئی ہمارا بزرگ نہوگا ہم شادی نہ کرینگے ملکہ نے کہا اوسے میرے پاس بلاؤ مین راضی کرلونگی اخضران شاہ نے ایک چوبدار سکندر رستم خو کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ تمہاری ساس تمھین دیکہنا چاہتی ہین جسوقت چوبدار نے آکر سکندر رستم خو سے بیان کیا سکندر نے طناز سے مشورت کی اوسنے کہا کہ جائیے کیا مضائقہ ہے اسیوقت سکندر سوار ہوکر روانہ ہوا جسوقت در دولت پر پہونچا اور خبر ملکہ کو ہوئی اندر طلب کرلیا کہ اب تجھسے کیا پردہ جب تم فرزند ہوگئے تو پردہ

بروہ کس بات کا رہ گیا غرضکہ سکندر رستم خو محل مین داخل ہوئے ساس کو سلام کیا
ملکہ نے سر سے پاؤن تک بلائین لین پاس بٹھایا سکندر سر جھکا کر بیٹھ گئے اب ملکہ نے
پوچھا کہ تمھین شادی کے بارے مین کیا عذر ہے اونھون نے وہی جواب دیا کہ جبتک میرا
کوئی بزرگ موجود نہ ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اپنی شادی آپ کرلون ملکہ نے
کہا کہ اس کے سوا تو اور کوئی عذر نہین ہے سکندر نے جواب دیا کہ اور کوئی عذر نہین ہے
اب ملکہ نے کہا کہ مین کون ہون کہا آپ بھی بزرگ ہین کہا پس تو مین تمھاری شادی بھی
ماہ سیما کے ساتھ کرتی ہون تم میرے فرزند ہو مین تمھاری مان ہون اور ماہ سیما بادشاہ
کی دختر ہے پھر وہ اوس کی شادی کا بندوبست کرے اور مین تمھاری شادی کا انجام کرتی
ہون اب سکندر کو کوئی جواب نہ بن پڑا اس لیئے کہ زبان ہار چکی ہین ملکہ نے اقرار
پہلے ہی لے لیا ہے نہین تو کیا کہین بس اوسی وقت سے سامان ہونے لگا اب
اخضران شاہ تو مع لشکر و سپاہ و ساز و سامان باغ ملکہ کے طرف روانہ ہوا اور ادہر
سکندر رستم خو کو محل شاہی مین رہنے کا حکم ہوا تیاری شادی کی ہونے لگی
تمام شہر آئینہ بند کیا گیا اور اول رسم مانجھے کی ادا کی گئی بعد اس کے سانچق مہندی آتش
کبرات کی شب آئی آج کی تیاری قابل دیکھنے کی تھی کہ شہر سے باغ ملکہ تک دورستہ
ٹٹر بندی ہوئی چراغان کی بہار نے بہار انجم کو شرما دیا بسبب کثرت روشنی کی رات دن
معلوم ہوتی تھی بارگاہ نوشاہ ایسی سجی ہوئی تھی کہ تیاری اوس کی دیکھنے سے تعلق
رکھتی تمام عزیز اخضران شاہ کے جمع تھے سکندر رستم کو دولھا بنا کر مسند پر
بٹھایا ہے ناچ ہو رہا ہے ناچ بھی پرستان کا ناچ پریان جھرمٹ کرکے ناچ رہی ہین اک
عجب سمان ہے لیکن اودھر تو سکندر کا دل پژمردہ ہو رہا ہے اس لیئے کہ زبردستی کی
شادی ہو رہی ہے سکندر نے بہانہ کرکے ٹالنا چاہا تھا مگر بات بگڑ گئی فقرہ نہ بن پڑا
سبب یہ تھا کہ سکندر سے اور ملکہ ماہ پارہ دختر آسمان شاہ سے عہد ہو چکا
تھا کہ مین شادی تمھاری ہی ساتھ کرونگا اسی خیال نے اس کو پریشان کر دیا تھا اگر
وہ سنے گی تو کیا کہے گی پہلے اوس سے عقد ہو لیتا پھر کچھ پروا نہ تھی اس طرح کے
خیالات دماغ مین جگر کھانے لگے ماہ پارہ کا تصور بندھ گیا دل بیچین ہو گیا کہ خدا
جانے وہ کس حال مین ہو گی جدائی مین اوس کی کیا صورت ہوگئی ہو گی گانا ناچ اچھا نہین
معلوم ہوتا مگر ناچار ہین کیا کرین اوس طرف ملکہ ماہ سیما جب سے مانجھے بٹھائی گئی تھی
شاہزادہ کے پاس جانے کا حکم نہ تھا کئی روز گزر گئے تھے کہ سکندر کو نہ دیکھا تھا مثل ماہی
بے آب پھڑک رہی تھی ساعتین گنتے گذرتی تھین غرضکہ اب وہ وقت آیا کہ برات سکندر
کی بڑی دھوم سے چلی وہ جلوس شاہانہ ماہی مراتب نیلان پرستانی پر ڈنکا بجتا جاتا کثرت
جلوس سے یہ حالت تھی کہ نشان خانہ عروس تک پہونچ گیا تھا اور یہان ابھی دولھا سوار بھی
نہ ہوا تھا ہاتھیون کی کثرت سے تمام صحرا کالی بن معلوم ہوتا تھا اس کے بعد اونٹون کا تو
شمار نہ تھا تخت پریان رقص کرتے ہوئے ہمراہ تھے پیرہین نقرئی طلائی ہوا سے
اوڑتے ہوئے پرستان کے باجے بجتے ہوئے دولھا اک مرکب پری پیکر پہ سوار

سہرا کفیش کا چہرہ پر عجب حسن دیتا تھا دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرۂ آفتاب پر خطوط شعاعی کے چلمن پڑی ہوئی ہے گھوڑا مثل عروس شب اول کے زیور سے آراستہ نوشاہ خلعت پہنے ہوئے مرکب پر بیٹھا ہوا کیا شائستہ مرکب ہے بن بن کر چل رہا ہے اہل شہر کا ہجوم ہے کہ بادشاہ کے داماد کو دیکھنا چاہیئے کیسی صورت کا انسان ہے کہ جس پر پریزاد شیفتہ ہوئی ہے جو لوگ اُن کو دیکھ چکے ہین وہ تو بیان کرتے ہین کہ انسان نہین ہے بلکہ اوس کو ملک کہنا چاہیئے جنہون نے نہین دیکھا ہے اشتیاق مین دوڑے چلے آتے ہین جو دیکھ لیتا ہی سکتے مین رہجاتا ہے کہ خداوند کریم تے پردہ دنیا پر ابھی ایسے ایسے حسین پیدا کر دیئے ہین کیونکر شاہزادی اس پر فریفتہ نہ ہو جاتی غرض کہ سواری نوشاہ کے باغ مین پہونچے یہان سے مرد علیحدہ ہوئے خاص خاص لوگ ساتھ ہین باقی عورتون کا ہجوم ہے کوئی بلائین لیتی ہے اور کوئی نثار ہوتی ہے کوئی پانی وار کر پیتی ہے پیٹرے چھنٹے چلے جاتے ہین یہان تک کہ اسی صورت سے حجلہ عروسی کے پاس پہونچے اور ملکہ کی مان نے کہا کہ بیٹا آنکھین بند کرلو کہ عروس تمکو دیکھ لے موافق رسم زمانہ کے سکندر نے آنکھین بند کرلین لیکن آنکھون کا بند کرنا دو سونت نہایت شاق گزرا او دہر طناز روز پریزادی نے کہا کہ ملکہ یہ رسم ہوتی ہے آنکھ کھول کر صورت شوہر کے اپنے دیکھ لو ملکہ ماہ پارہ جب سے نہلا کر بٹھائی گئی آنکھین بند کیے بیٹھی ہے بس اس نے آنکھون کو نیم باز کر کے جو دیکھا تو قریب تھا سبب خوشی کے بے ہوش ہوجائے اس لیئے کہ آج تو سکندر رستم خو کے اور ہی شان ہے وہ شہانہ جوڑا پھوٹا نکلتا ہے جی نہ چاہتا تھا کہ آنکھ بند کیجئے مگر رسم دنیا سے مجبوری تھی ہنوز آنکھ ملکہ کی کھلی ہوئی تھی اور نظر چہرہ سکندر رستم خو پر جمی ہوئی تھی کہ کڑکہ سے بجلی کڑکی اور کڑککر اب جو گرتی ہے سکندر کو لیکر روانہ ہو گئی چمک سے برق کی آنکھین سب کی جھپک گئی تھین اب جو دیکھا تو نوشاہ کو نہ پایا اک تلاطم ہو گیا کہ کوئی نوشاہ کو لے گیا دیکھتا کون تھا کدھر گیا پریان عقب مین روانہ ہوئین لیکن نتیجہ کا پتا بھی نہ لگا سب کو سکتے کا سا عالم ہو گیا وہ بزم شادی بزم غم ہو گئی اور صحبت عیش برہم ہو گئی ملکہ ماہ سیما نے تو اک چیخ ماری اور اس کو غش آگیا کہ یہ کیا ہوا اور مادر ملکہ ماہ سیما اپنے کو پیٹنے لگے ملک الخضران شاہ بہت پریشان ہوا جنون کو ہر طرف دوڑایا نہ پتا لگا کہ کون لے گیا اب ان سبکو اسی حالت پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان طبل بج چکا ہے پہلی میدان داری مین طوفان بن سرکش جادو وادر گنجور شاہ مالک طلسم گنجور رہ اسیر ہو چکے ہین لشکر اسلام مین صرف شاہزادہ مریخ آفتاب علم باقی ہین ان کے لشکر مین تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین اور مریخ آفتاب علم نے لشکر سے بہت دور ہٹکر اک مار کی برپا کی ہے شبکو وہین چلے گئے ہین اور ابنا سحر جگانے مین مشغول ہین یہانتک کہ طبل بجتے بجتے صحبت انجم مین ابتری ہوئی افسون گر فلک نے رنگ انقلاب دکھایا کہ

سیاہی شب دور ہوئی اور سپیدۂ صبح کا نمودار ہوا اور اہل اسلام نے نمازون سے فرصت کی
فریضہ سحری کو ادا کیا سردار دربارگاہ آکر جمع ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی کس جاہ و تجمل سے
نمودار ہوئی نقیب بولتا ہوا ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی جلو مین تمام سرداران نامی و گرامی صاحبقران
پایہ تخت بادشاہ کو تھامے ہوئے آکر میدان کارزار مین پہونچے تمام لشکر جوق جوق گروہ گروہ دستہ
دستہ فوجون فوجون آکر صف آرا ہوا ادھر مہر سپہر آفتاب علم لئے اپنے لشکر کی صفین درست
کین اور خود بمرتبہ سرداری اک اژدر سحر پر سوار آگے بڑھکر کھڑے ہو گئے لشکر کفار نے
بھی صفوف قتال و جدال کو آراستہ کیا ساحر جانوران سحر پر سوار کوئی باز کوئی بحری کوئی
قرقری وغیرہ پر جھولیان سحر کی کاندھون پر پڑی ہوئی قشقہ پیشانیون پر کھینچی ہوئی ڈنکے
اور ڈیرو بجتے ہوئے سنکھ پھنکتے ہوئے ترسول پر سول چمکتے ہوئے بیرقین اڑتی ہوئی
آوازین یا خداوندا کوان تاجدار کی بلند آگے آگے مہوت آسمان شگاف اور مواج گرد
باد مرکبان سحر پر سوار کر منہ سے اون مرکبون کے شعلے نکلتے ہوئے جس وقت دونون
طرف صفین آراستہ ہو چکین قریب تھا کہ کوئی نہ کوئی عازم میدان کارزار ہو کہ دیکھا جانب
طلسم نرطاق سے اک ابر سیماب رنگ گرجتا ہوا اٹھا معاذ اللہ آمد ابر سے اک زلزلہ سا پیدا
تھا گرج اور چمک دل ہلائے دیتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک دریائے سیماب ہے کہ بالائے ہوا
جوش مارتا چلا آتا ہے یہ آمد دیکھکر معلوم ہو گیا کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہے کہ یکایک قریب لشکر
کفار پہونچکر وہ ابر شق ہوا اور اک ساحرہ مہیب پلنگ سحر پر سوار پیدا ہوئی پشت پر اس کی
چالیس ہزار ساحران غدار بلائے بدآفت کے پرکالے جھولیان منجولیا کاندھون پر ڈالے ہوئے
نعرہ یا خداوندا کوان کے کرتے ہوئے پہونچے اور لشکر کفار سے ملحق ہو ہو گئی اس ساحرہ کا کفار
نے استقبال کیا یہان سے ہرکارے برای خبر روانہ ہوئے تھے دریافت حال کرکے عرض
کی کہ نام اس ساحرہ کا قہر نگاہ سمر برہنہ ہے اس کے سحر کی پناہ نہین ہے بعد اس کے
اور اک ابر طاؤسی رنگ نمودار ہوا سب متحیر ہوئے کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک وہ ابر
بھی قریب لشکر کفار پہونچکر شق ہوا اور اک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے اک جھولی زربفت کی لگی ہوئی ماتھے پر تلک سیندور کا دیا ہوا
سن چودہ برس کا حسن قیامت کا دل فریب جادو نگاہ مین شوخی چتون مین فتنہ خیزی رفتار
مین اعجاز گفتار مین بانکپن طبیعت مین پشت پر سہیلیان ان کی بھی سن قریب اسی کے
سب حسین اور نازنین صحرا روشن ہو گیا درحقیقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر سے اک چاند کچھ
ستارون کو ہمراہ لئے ہوئے نکل آیا جس کی نظر اسکی صورت پر پڑی ہاتھ پاؤن مین سنسنی
ہونے لگی صاحبقران نے بغور اس کی جانب دیکھا کئے سرداران لشکر اسلام کو سکتا سا
ہو گیا لیکن یہ پری جمال بھی آکر لشکر کفار سے ملحق ہوئی اور قہر نگاہ سمر برہنہ سے دوڑ کر
لپٹ گئی اور کہا کہ خالہ جان آپ خوب دھوکا دیکر چلی آئین تھین لیکن مجھے معلوم ہو گیا تب مجھے
مین بھی آ پہونچی قہر نگاہ سمر برہنہ نے اسکی طرف بہ نگاہ قہر دیکھا اور کہا کہ تو بڑی خود مختار ہو گئی
ہے ہم نے تو منع کیا تھا پھر تو کیون یہان آئی اس نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ تو خفا ہوتی
ہین ہماری محبت دیکھیے کہ ہم وزیر خداوندی مستعین کرکے اور اتنی دور سے تو آپکے واسطے

یہان آئی اور آپ کی نگاہ ہم سے پھری ہوئی ہے پہلے تو قہر نگاہ نے کہا تھا کہ تو چلے جا لیکن جب
یہہ آنکھون مین آنسو بھر لائی تو قہر نگاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اور کہا کہ بیٹا یہہ میدان
جنگ ہے یہان دشمنون سے ہر وقت اندیشہ ہے مین نے سنا ہے کہ عیاران لشکر اسلام بلا کے
بد ہین اگر خدانخواستہ چشم زخم تیرے دشمنون کو پہونچا تو مین عظمت جادو کو کیا جواب دون گی اگر
تو نہین مانتی ہے تو خیر تیرے کہنے سے خوشی لیکن خبردار کسی نئے آدمی کو اپنے قریب بھی نہ آنے دینا بہت
ہشیار رہنا یہہ کہکر اس نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر کر داخل خیمہ ہوئے
ادہر سرداران لشکر اسلام اپنے خیمون کی طرف متوجہ ہوئے او تمام دن تو گذر گیا جب شام
ہوئی بادشاہ اسلام نماز مغرب پڑھکر بارگاہ سلیمانی مین تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران
ونگل ناد غنبر پر بیٹھے اور سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے رتبہ کے موافق تحت و فوق پس و پیش
ونگون کرسیون پر جلوہ افگن ہوئے عیاران لشکر اسلام اپنے اپنے خشت زرین پر آکر کھڑے
ہو گئے خفران بن عمرو خواجہ ثالث کرسی ہدہد پر آکر متمکن ہوئے صاحبقران نے جس
وقت حیات جادو کو دیکھا ہے عجب کیفیت ہے مریخ آفتاب علم سے فرمایا کہ آپ اس
ساحرہ کو جانتی ہین جو آج زین آئی ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ مین خوب اس سے
واقف ہون یہہ بھانجی ہے قہر نگاہ سر برہنہ کے اور بیٹی ہے عظمت جادو کے
سحر کے اس کی پناہ نہین ہے اس نے سات برس کے سن سے ایک سحر پر ریاض کیا ہے
دوسرا سحر نہین جانتی لیکن وہ ایک سحر اس کا اس قیامت کا ہے کہ جو رو نہین ہو سکتا طریقہ
اس کا یہہ ہے کہ جس وقت حریف کے مقابلے مین جاتی ہے جب تک خاموش ہے اوس وقت
تک تو کچھ نہین لیکن ادہر اس نے لب کھولے اور کوئی بات منہ سے کہی بس ایک شعلہ اس کی
دہن سے نکلتا ہے اور مانند تیر شہاب کے سینہ سے پار ہو جاتا ہے اے شہریار مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ حریف نے سو سو سپرین سحر کے پیدا کی ہین کہ وار کو اس کے روکین مگر
کچھ نہ ہوا اور وہ شعلہ تیر شہاب کے مانند سپرون کو توڑتا ہوا سینے سے گزر جاتا ہے اسی دعوی پر
یہہ طلسم سے آئی ہے اور یہہ لوگ تو ہین جمشید ہفان جادو وزیر اکوان کو تاجدار کو بھروسا ہے اور ناز ہے
کہ میرے ساحرون کا عالم مین جواب دینے والا نہین ہے اور یہہ گمان اوس کا بیجا بھی نہین تھا
صاحبقران نے فرمایا کہ جو حسن اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ اصلی ہے یا بزور سحر
یہہ بنی ہوئی ہے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اس کا یہی سن ہے اور حسن و جمال اس کا
تمام طلسم مرطاق مین مشہور ہے اور اس کی مان کے اور خالہ کے سحر کا تو جواب نہین ہے نہایت
زبردست ساحرہ ہین کہ ہر کس وناکس ان کے مقابلہ مین منہ نہین کھول سکتا آئینہ اندام جادو کی
بہن کو اپنے زور سحر پر دعوائے خداوندی تھا جب آپ کے خوف سے بھاگ کر اس طلسم مین داخل
ہوا ہے تو یہان کے ساحر اوس پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے ساحرون کا نام خراب کیا ہے اور کچھ توف
سے سحر یاد کیا ہے جب اوس کو بیان تعلیم سحر ہوئی ہے تو اب یہہ لوگ اوسے ساحرون مین شمار
کرنے لگے ہین ورنہ طفل مکتب سمجھتے تھے اور اے شہریار اس سحر پر حیات جادو کے ایسا اطمینان
ہے کہ اوس کی مان باوجود اس سن و سال کے اور باوصف اس حسن و جمال کے کہ جو ہر دل عزیز کرتا ہے
جس کی اولاد ہے اوسے کسی قدر محبت چاہیئے لیکن حریف کے مقابلہ مین بھیج دینے مین جا ہے

جاتا ہے دشمن کیسا ہی زبردست ساحر کیون نہ ہو آج تک اس کا سحر کسی سے رد نہین ہوا ہے
یہہ کلام سنکر عیاران نے باہم اشارہ کیے اور منھ پھیر پھیر کر کہا کہ ابھی جا کر مارے ڈالتے ہین کیا
حقیقت ہے ان جادوگرون کی لیکن کسی نے ان کے کہنے کو بالکل نہ سنا جس نے سنا بھی
تو اعتنا نہ کی صاحبقران نے فرمایا کہ اس کی خالہ کا کیا سحر ہے اور اس کو سحر بے بنہہ کیون
کہتے ہین شاہزادہ مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ بالون سے اس کی ہزارہا جگنو پیدا
ہوتے ہین کہ جب یہہ میدان مین آتی ہے اور حریف پر وار کرنا چاہتی ہے تو بال سر کے
کھول دیتی ہے اور جھٹکا دیتی ہے کہ بالون سے اس کے ہزارہا جگنو پیدا ہوتے ہین اور وہ بلند
ہوکر صورت انسانی پیدا کرتے ہین تلوارین اون کے ہاتھ مین ہوتی ہین وہی دشمن پر حملہ
کرتے ہین جس پر تلوار پڑتی ہے دو ٹکڑے ہوتے ہین یہہ ایک جادوگرنی ایک لشکر سے
ساحرون کے تنہا مقابلہ کر سکتی ہے اس کا سحر نہین ہے بلکہ اک فوج ساحران طلسم بندے
اور اس کے اختیار مین ہے یہہ سنکر صاحبقران نے سکوت کیا شاہزادہ مریخ آفتاب علم
نے عرض کی کہ حضور نہ پریشان ہون یہہ غلام آپ کا ان مین کسی سے کم نہین ہے فتح و شکست
خداوند کریم کے اختیار مین ہے لیکن دیکھیے گا کہ کیسا مقابلہ کرتا ہون کہ وہ بھی یاد کرے گی لیکن
اگر مناسب ہو تو ایک نامہ شہنشاہ جادوان ملک قیصر صاف باطن کو بھی لکھ بھیجیے میرا جی
چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے مقابلہ کا تماشا دیکھ لیتے اس واسطے کہ طلسم نہ طاق کے سحرون
سے مقابلہ کرنا ہر ایک ساحر کا کام نہین ہے اگرچہ مجھے بھی یہہ دعوی نہین ہے کہ مین فتحیاب
ہونگا لیکن اگر خدا نے چاہا تو ان ساحرون کو بھی معلوم ہوگا کہ فقط ہمین ہی ساحر نہین ہین بلکہ
اس علم کے جاننے والے اور بھی ہین صاحبقران نے فرمایا تمھین اختیار ہے میری جانب سے
نامہ لکھ بھیجو انھون نے عرض کی کہ نامہ حضور تحریر کرادین بھیجنا میرا کام ہے مین اون الفاظ کو جو آپ
تحریر فرمائینگے نہین سمجھ سکتا اور آپ اس قدر جلد بھیج نہین سکتے جتنی جلدی مین نامہ بھیج
دونگا فرمایا بہتر ہے دبیر کو حکم ہوا کہ فلان بادشاہ کے نام ایک نامہ [illegible] کرد
حسب الحکم دبیر نے مسودہ کرکے سنا دیا صاحبقران نے کسی مقام پر کوئی لفظ قلم زد کردیا اور
کہین کوئی لفظ زیادہ لکھ دیا اصلاح فرما کر دبیر کو دیدیا دبیر نے نامہ صاف کیا اور خاص کرکے دیا صاحبقران
نے نامہ مریخ آفتاب علم کو دیا مریخ آفتاب علم نے اک طائر سحر کے ذریعہ سے روانہ کردیا اتنے مین جوڑی سرکارون
کی گرہین آکر وہ پسینہ مین غرق حاضر ہوئے بعد دعا کے ثناے بادشاہی بجا لاتے کے عرض کی کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی افضال ایزدی و تائید ربانی بجی طبل
جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی ساحران نے اپنے سحر جگانے لگے مریخ
آفتاب علم صاحبقران سے رخصت ہوا اپنے بارگی مین آیا اور سحر جگانے لگے لیکن
عیاران لشکر اسلام نے باہم چشمک کی کہ چلتے ہو سنا ہے کہ بزرگون نے بڑے بڑے کام کیے
کیسے کیسے جادوگرون کو مارا ہے ہم تم بھی قسمت آزمائی کرین یہ اشارہ آپس مین کرکے
اور اپنے اپنے خشت سے کود کر روانہ ہوئے بارگاہ سے نکل کر سب متفرق ہوئے
اور اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے لیکن اول حال لشکر کفار کا سنیے کہ جیسے قہر نگاہ سحر برہم
اور خیات جادو آئے لشکر مین خوشی ہے بہوت آسمان شگاف اور مولج گرد باد

جادو نے سامان دعوت مہیا کیا ہے نقارہ خوشی کا بج رہے ہین حیات جادو مسند عزت پر اپنی
خالہ کے پاس بیٹھی ہے مجولیان بیٹھی ہین بھوت آسمان شکاف فتواج گمرہ باز جادو ونیز
پھرتے ہین اسباب راحت فراہم کر رہے ہین لیکن جس وقت کہانے سے فراغ حاصل ہو چکا
اور محفل طرب کی تیاری ہونے لگی قہر نگاہ سر برہنہ نے بھوت آسمان شکاف سے کہا کہ یہ
لڑکی ابھی الہڑ ہے نشیب و فراز دنیا سے آگاہ نہین ہے عیار لشکر اسلام ہم لوگون کے تاک
مین ہین مجھے اتنی دیر کی اجازت دو کہ مین ایک حلقہ بنا کر اسے بٹھا آؤن بھوت آسمان شکاف
نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اوسی وقت قہر نگاہ سر برہنہ جانب دریا روانہ ہوئے اور
چار سر گنڈے جھولی سے نکال کر زمین پر نصب کیے اور اون پر میلا سوت گرہین دیکر
لپیٹ دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اب جو دیکھا تو اک قلعہ فولادی قائم ہو گیا کہ تین طرف
سے وہ بند تھا صرف دریا کی راہ کھلی ہوئی تھی کہ حیات جادو یہان جھکے سیر کرے گی
شب بسر کرے گی جب صبح ہوگی تو میدان جنگ مین اگر مقابلہ کرے گی شب کو یہین رہا
کرے گی جب قلعہ تیار ہو گیا تو حیات جادو کے پاس آئی اور کہا کہ بی بی ہم نے
تمھارے لیے لشکر سے الگ دریا کے کنارے اک قلعہ بنا دیا ہے اور سامان
راحت فراہم کر دیا ہے اپنی خوشی جاری کرو کہ رات وہین بسر کرو صبح کو میدان جنگ مین اگر
چاہے مقابلہ کرنا چاہو تماشا دیکھنا ہے تمکو اختیار ہے حیات جادو نے کہا کہ پھر اتنا کہنا تو مین
آپ کا کرتی ہون لیکن صبح کو مقابلہ مین ہی کرون گی قہر نگاہ نے کہا کہ ہان ہان یہہ تو مین خود ہی
کہتی ہون غرض کہ حیات جادو کو ساتھ لیا اور کچھ کشتیان لیکے اون پر کشتی نوش کار چوبی نہایت
نفیس پڑے ہوئے شراب نہایت عمدہ عمدہ بسنتی رنگ زعفرانی رنگ ارغوانی رنگ ہر قسم کے
نہایت نفیس جرا جون پر پھیلے ہوئے کپڑے پڑے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ عروس بیٹھی ہے
گویا دختر رز کی شادی ہوئی ہے ملکہ حیات جادو عجب ناز و انداز سے قہر نگاہ سر برہنہ
کے ہمراہ چلی جاتی ہے کہ جھٹ کر یہہ پھول توڑ لیا اوس درخت کے شاخ جھکا لی اور کہا
ایسے اچھے درخت اس جنگل مین ہین کہین سے ان کا بیج ملے تو مین اپنے باغ مین لگاؤن
مہندی ہاتھون مین رچی ہوئی ہو پور چھلے آنکھون مین سرمہ دیا ہوا اس طرح سے اٹھلاتے
ہوئے قلعہ مین پہونچے قہر نگاہ سر برہنہ جس وقت اس کو قلعہ مین پہونچا کر پھری ہے
تو اس نے سحر کرکے قلعہ کو نظرون سے پوشیدہ کر دیا اب تو کوئی یہان نہ آسکے گا
خود بہ اطمینان تمام اپنے لشکر مین آئے اور مصروف می نوشی ہوئی وہان حیات جادو
نے جو قلعہ سے دریا کے سیر دیکھے عجب لطف ملا چاندنی کے عکس سے موجین زنجیر
نقرئی معلوم ہوتی تھین شعر پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر سیم + چاندنی مین دیکھ تو
آب رواں کی بہار ملکہ حیات جادو نے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ کیا یہہ
کہنا یون ہی جانے گی اونھون نے کہا کہ نہین ابھی سب کچھ ہوا جاتا ہے غرض کہ آپس
مین کسی نے طبلہ اٹھا کسی نے سارنگی لی کوئی گانے لگی صحبت رقص و سرود گرم ہوئی جام چلنے لگے

غزل

یہ ہوش کہان دل کہو بیٹھے کچھ تجھ کو کوئی کچھ کہتے ہین | اک بت سے ہوئی کیا یاد اللہ کچھ بدلے ہوئے سر رشتے ہین
ہر بات پہ کہتے ہو بخبر دیکھا جب ادھر ہم ادھر آنکھ | اون لوگون کے ہین پتھر کے جگر جو ایسی جفائین سہتے ہین

کیا جانے کوئی کیوں روتے ہیں ہم آتا ہی پسینا کیوں ہم — ناسور بہت سے ہیں دل میں کچھ رستے ہیں اور کچھ بہتے ہیں

خیر آتو جو کچھ ہونا ہو وہ ہو پہلی یہ خبر کیا تھی ہم کو — کرتے ہیں تمنا وصل کی وہ ہجر کا دکھ بھی سہتے ہیں

تم کہتے ہو فریاد نہ کر صبر آتے نہیں آخر کیوں کر — ہاں ملتی ہے جب کی داد اگر تو ہم بھی نہیں کچھ کہتے ہیں

جب ضبط کروں تو سکیں آنسو روکوں تو نہ نکلے اشک کوئی — کیا دیدۂ تر کا حال کہوں ہم دریا اولٹے بہتے ہیں

کب تک ای بت یہ سکوت ہم ہم محو وفا تو محو ستم — جب رہ گئی بہت تنگ آتے ہیں ہم کچھ تو منہ سے کہتے ہیں

اے ارزدی تفتیدہ جگر پیری میں آج جل بجھنے کا ڈر — دیکھ جن کو تیری یاد سحر وہ چراغ بھی رو رو بجھتے ہیں

اس طرح کی دو ایک غزلیں ملکہ نے سنی سناٹا ہو گیا ہمجولیوں سے کہا کہ نہ معلوم یہ کیا بات ہے کہ لوگ گانے بجانے کا شغل دل بہلنے کے واسطے کرتے ہیں مگر میری طبیعت کو تو پریشانی حاصل ہوتی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا پھیر کر یہ لفظیں کس قسم کا اثر رکھتی ہیں میرے نزدیک یہ شغل صحبت ماتم کے واسطے رکھا ہوتا اس لیے کہ جی چاہتا ہے چیخیں مار مار کر روؤں اون میں سے ایک آدھ جو کھیلی کھائی تھی اوس نے کہا ملکہ ہم ابھی کہا جانو تم نے کسی سے دل لگایا ہوتا تو تمہیں مزا اور بقول شاعر شعر لطف اس کا کیا بتاؤں اے زاہد + ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں خیر اب تو بیان آئی ہو سنا ہے کہ لشکر اسلام میں بڑے بڑے حسین جوان ہیں کسی کی طرف تو طبیعت مائل ہو ہی جائے گی حیات جادو نے جھنجھلا کے کہا تو یا ان چڑیلوں اور کہا کہ ہم ان لوگوں کو قتل کرنے آئے ہیں یا اون سے محبت کرنے آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دل کسی پر آیا ہے میرے دشمن اون لوگوں پر فریفتہ ہوں دور بار چھاتیں بچو میں جلتی سمندر اوس پار ایسا روگ تیری جان کو لگے مجھے مردوں کے نام سے نفرت ہے اوس نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا جب ایسا ہوگا تو جب تک کہ میں تسلیمیں کر دیں ہی باتیں تھیں کہ دریا میں کچھ روشنی سی ہوئی حیات جادو اوس طرف دیکھنے لگی غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ چراغ سے روشن ہیں اور روشنی اسی طرف بڑھتی چلی آتی ہے قیاس کرنے سے معلوم ہوا کہ کوئی کشتی چلی آتی ہے جب کچھ دیر گذری اور وہ روشنی قریب پہونچی تو دیکھا کہ ایک مورپنکھی دہارے پر چلی آتی ہے کیسی آراستہ ہے کہ سبحان اللہ شیشہ الوٹ اوس کی مانند چشم معشوق کے ہے اور ایک نازنین ماہ جبین در در گوش مرصع پوشش دریائے جوانی میں غوطہ مارے ہوئے برس بارہ یا تیرہ کا سن انتہائے سن طفولیت اور آغاز شباب دونوں ملکر عجب قیامت عالم دکھا رہے ہیں شعر شباب تک نہیں پہونچا ہے عالم طفلی + ہنوز حسن جوانی یار باقی ہے + چہرہ زیبا کے عکس سے اک آفتاب دریا میں روشن معلوم ہوتا ہے گالوں کے گوشوارے زمرد کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لو دیے ہیں عارضوں کے ضیا ماہ شرمندہ کرتی ہے ابروؤں کے کمان قتل پر کس ہیں پلکوں کے تیر اپنی جگہ پر ہیں جگر کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہیں ہنستی ہیں دانتوں کے چمک خرمن جان پر بجلی گراتی ہے سینہ کا ہلکا ہلکا اونہار نمونے شباب کے دلیل ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو قمقمے نور میں کر روشن ہیں قمقمے بھی نور کے بنے ہوئے ہیں یا بلور کے ع طور کا سرمہ لگا کر اوسکا سینا دکھیئے + سراپا عشوہ و ناز اک ستارہ بھی کاندھے پر رکھے ہوئے کرسی

جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی کس مزے کی گت بجاتی ہوئی چلی آتی ہے دو گیسو اس سبز و سرخ
جو روشن ہین اون کی روشنی آپس مین ملکر عجب لطف دیتی ہے کہ رنگ قوس قزح کا پیدا
کرتی ہے صورت اوس نازنین کی دیکھکر حیات زرین پوش کے ہوش اوڑ گئے ساتھ
والیون سے کہا کہ نگوڑیون تم مجھے حسین بتاتی تھین ایکو دیکھو یہ کیسی حسین ہے اونھون نے
عرض کی کہ ملکہ یہ کہہ سکتی تھی مگر آپ کی منصف مزاجی کے قائل ہو گئے جسکی صورت ذرا
بھی اچھی ہوئی چاہیئے ناک نقشہ درست ہو خالی نیلے چمڑے پر عورتین وہ اغماز کرتی ہین
کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتی ہین اور آپ تو درحقیقت ایسی حسین ہین کہ ہزارون
مین ایک ہین قسم ہے خداوند اکوان کی کہ اس سے پہلے آپ سے زیادہ تو کیسی کم اتنی اصورت
کے حسین نہی نہ دیکھے تھے بیشک اوس خداوند کی قدرت خدائی ہے کون سمجھ سکتا ہے
ہمتو جانتے تھے کہ آپ سے بڑھکر حسین عورت خداوند نے پیدا ابھی نہ کی ہوگی حسن کا آپ
پر خاتمہ ہے مگر نہین معلوم ہوا کہ اور اور حسین ہی طبقہ دنیا پر ہین ملکہ نے کہا کہ ہم سنتے آئے
ہین کہ پانی مین بھی اک مخلوق بصورت انسان ہے اوسمین لوگ نہایت حسین ہوتے ہین
کہین یہ جل پری تو نہین ہے اونھون نے عرض کی کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا اسرار ہی
یہ عورت ہے یا پری ہے یا حور ہے خدا معلوم کون چیز ہے اور کیا بھید ہے اگر یہ
جل پری ہوتی تو اوسکو کشتی کی ضرورت نہتی اس لیئے کہ وہ پانی کی رہنے والی ہے
جسطرح ہم آپ زمین پر چلتے ہین اسیطرح وہ پانی پر چل سکتی ہین اسکے علاوہ وہ قوم
برہنہ ہوتی ہے لباس و زیور کو جانتے ہی نہین کہ کیا چیز ہے نہین معلوم یہ کون انسان ہے
اور کہان سے آئی ہے یہی باتین تھین کہ وہ مور پنکھے یوہین برابر سے نکلکر چلے یہ معلوم ہوتا ہی کہ روشنی
ہو گئی چہرۂ تابان کے جوت پڑتی جاتی تھی بس حیات زرین پوش نے جو قریب سے دیکھا دل بیچین
ہو گیا آواز دی کہ بہن خدا کے واسطے اک ذرا دم بھر کو ٹھہر جاؤ سنتی ہی اوس نازنین نے
جواب دیا کہ واہ واہ بی بی ذرا زبان سنبھالو اپنے پرائے کو دیکھکر بات کیا کرو مین کیا جانون
کہ بہن تمھاری کون ہے اور کہان رہتی ہے مین نہ تمھاری بہن ہون یہ وہی مثل ہوئی
کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام حیات زرین پوش نے کہا کہ مین نے تمکو بہن
کہا تو کیا برا کیا تم بھی انسان ہو مین بھی انسان ہون اس کے علاوہ میرا تمھارا سن بھی
قریب ہی قریب ہے ہمجولیون کو سبھی آپس مین بہن کہتے ہین اوس آشوب
روزگار نے جواب دیا کہ مین کیا کرون کہ تم انسان ہو یا پری ہو مین نے
سنا ہے کہ دریا کنارے پریون کا بھی گزر ہوتا ہے اون سے حذر کرنا چاہیئے
قوم بنی جان نہایت ظالم قوم ہوتا ہے ان لوگون کے دل مین درد نہین ہوتا ہے
جنّیون سے ملتی ہوئے ڈرتے ہین نہ معلوم تم کس طرح پیش آؤ حیات جادو
نے کہا کہ تم ہم سے قسم لے لو اگر ہم تمھارے ساتھ دغا کرین بس اتنی دیر کو ٹھہر جاؤ
کہ ایک جام ہلکر تمھارے ہاتھ کا پیئین اور ایک جام تم ہمارے ہاتھ کا پیو بس چلی جانا
اوس نے جواب دیا کہ بہی مجکو ڈر لگتا ہے ایسے نگوڑیون کہین تم بن ڈبیان نو
نہین ہو مین نے یہ بھی اپنے دوا سے سنا تھا دریا مین بن ڈوبی ہوتی ہین

وہ آدمی کو ڈبو دیتے ہین اور اوسے بھی اپنی ساتھ لے لیتے ہین شاید ایسا ہی کچھ سبب
مین ہرگز نہ آؤن گی اگر تم نے مجکو ڈبو دیا تو مین اپنی لال سے جان کہان سے
پاؤن گی ماں باپ میرے روتے روتے جان دیدین گے بس بی بی یہ ملاقات دور کی
اچھی ہوتی ہے ہمارے تمھارے اتنی شناسائی ہو گئی ایک آدھ روز مین سمجھ بوجھکر
تم سے ملین گے اس لیئے کہ اس طرف سے روز آتے جاتے ہین زیادہ دل اس
سے کھٹکتا ہے کہ ابھی کل تک کنارہ دریا کا صاف تھا آج یہان اتنی بڑی عمارت
معلوم ہوتی ہے یہ کیا سبب ہے خدا کے واسطے مجھے نہ بلاؤ حیات زرین
پوش ہے کہ بیتاب ہوئی جاتی ہے ہزارون قسمین کھا رہی ہے کہ ہم انسان ہین تم
خوف نہ کرو اک دم بھر کے واسطے میرے پاس ہو جاؤ تمھاری صورت اور آواز
دونون نے دل بیچین کر دیا کلیجا برما دیا نازنین نے جواب دیا کہ کیا خوب میری یہ
صورت اور آواز نہ ہوئی کوئی برما ہو گئی مجھ سے ایسی باتین نہ کرو مین نے تمھین
بیچین کر دیا تو چین سے بیٹھی رہو مجھ سے دوری ہی اچھی پاس آؤن گی تو اور خدا جانے
کیا کیا تہمتین رکھو گی کہو گی تم نے حلال کر ڈالا خدا بچائے تم سے آدمی چین چاہتا ہے آرام
ڈھونڈھتا ہے تم ایسے انوکھی ہو کہ بیچین کرنے والی کو بلاتے ہو معلوم ہوتا ہے کچھ
عوض کرو گی تم نے مجھے بیچین کر دی نا صاحب مجھے بیچینی اپنی پسند نہین حیات زرین
پوش دل مین کہتی ہے کہ ابھی مجھ سے بھی زیادہ اکھڑتی ہے کچھ جانتی ہی نہین ہے
کہا بی بی مطلب میرا نہین سمجھین مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے نازنین نے جواب دیا
کہ عورت کو مرد سے عشق ہوتا ہے یا عورت عورت مین بھی عشق معلوم ہوتا ہے کہ
تم دوست باز ہو مجھے یہ شوق بھی نہین ہے مین بزرگون سے سنتی آئی ہون کہ
عورت عورت کی دوستی اچھی نہین ہوتی ہے وہ عورتین بھی خراب ہین کہ جو آپس
مین دوستی کرین حیات زرین پوش نے کہا کہ مجھے ویسی محبت نہین یا محبت
ہے مین تم سے اس قدر چاہتی ہون کہ مجھے بہنا پا کرو دوپٹہ بدلو اگر یہ خیال ہو کہ ایمن
بھی کچھ فریب ہے تو دیکھ لو تم سادہ دوپٹہ اوڑھے ہو میرا دوپٹہ تمھاری اوڑھنی سے بیش
قیمت ہے نازنین نے جواب دیا کہ تمھارا دوپٹہ بیش قیمت ہے تو تمکو مبارک ہے مجھے یہی
سادی اوڑھنی اچھی ہے حیات زرین پوش نے کہا کہ اچھا جو کہو گی وہی ہوگا مین
دوپٹہ بھی نہ بدلون گی لیکن تمھین قسم ہے اپنے دین مذہب کی اور قسم ہے اوسی کی کہ جسکو
چاہتی ہو اب انکار نہ کرنا بس چلی آؤ نازنین نے سر پکڑ لیا اور کہا تم تو بلا ہو کر میرے
پیچھے لیٹ گئین یا میرے خدا مین ادھر کیون آئی تھی کہ اس بلا مین پھنسی یہ
تیری قسمین دیتی ہے اب مین انکار نہین کر سکتی مگر اِن موذیون سے تو ہی مجھے
بچانا یہ کہکر موربنکھی قریب لائی حیات زرین پوش اس کی باتون پر لوٹی جاتی
ہے اس کی بھی یہ صورت ہے کہ ہنسنے مین بجلی چمک جاتی ہے دانتون کا عکس
دریا مین دُرِ شاہوار کے لڑی معلوم ہوتا ہے جیسے ہی موربنکھی قریب لائی حیات
زرین پوش نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا گود مین اوٹھا کر قدمین مین لے آئے

اک عورت نے موچھکی کو کسوی سے باندھ دیا اب یہ نازنین اگر بیٹھی حیات زرین پوش سے
کہا کہ تم تو اس طرح بیٹھی ہو جس طرح دولہا دولہن کو اوٹھا لاتا ہے اگر مرد ہوتین تو میرے
آبرو تمھاری ہاتھ سے کاہیکو بچتی یہ کہو خدا نے دیکھکر جامہ بیونت دیا ہے حیات زرین
پوش نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اس کے سر پر ڈالا اور اس کی اوڑھنی گھسیٹ کر آپ
اوڑھ لی کہا اب تو بہن ہوئین نازنین بھی ہنسی اور کہا کہ کیا زبردستی ہے مگر بہن جاتے وقت
میری اوڑھنی مجکو دیدینا اپنا دوپٹہ لے لینا نہین تو امی جان خفا ہونگی لوگ تہمت
کرینگے کہ یہ کسی یار نے اوڑھایا ہوگا حیات زرین پوش نے کہا کہ تم ماں کی
اپنی بہت ڈرتے ہو کہا کون ماں باپ سے نہین ڈرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم
ماں باپ سے نہین ڈرتے ہو خدا تم سے بچائے غرض کہ بہت لطف کی باتین
ان مین ہوتی رہین حیات زرین پوش نے کہا کہ ذرا وہی گت پھر بجادو جو تم
ابھی مین بجاتی چلی جاتی تھین نازنین نے کہا کہ مجھے تو یاد بھی نہین ہے کہ مین
کون سی گت بجا رہی تھی حیات زرین پوش نے کہا وہی کانی والی گت جس نے
میرے بری گت کردی تھی بس وہی کافی ہے نازنین نے گت بجائے واقع مین
سب کو بیچین کردیا اور ستار سے ہاتھ سے رکھدے حیات زرین پوش نے
کہا کہ ایک گت اور اس نے پھر ایک گت بجادی اور ستار سے ہاتھ سے
رکھدے حیات زرین پوش نے پھر اصرار کیا کہا اب تو نازنین بگڑ گئی کہ تم نے
مجھے کوئی ڈومنی کسبی سمجھا ہے اب تم گاؤ حیات زرین پوش نے کہ مین تمھارے
سامنے گا سکتی ہون مگر خیر تمھاری خوشی کئے دیتی ہون کہ تم یہ نہ سمجھو کہ یہ دماغ کی بیٹی ہے
یہ کہکر اس نے اپنی ہجولیون سے اشارہ کیا اونھون نے جلدی سے طبلہ طنبورہ اوٹھا لیا
اور حیات زرین پوش گانے لگی

غزل

دم خندہ تری ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے ‌ ‌ ‌ نہ کیون کر رد دل مین لفظ پر کچھ اور کہتی ہے
تمناؤن کا مطلب اور ہی کچھ ہے سب وصلت ‌ ‌ ‌ جمالی پر جمالی یار کی کچھ اور کہتی ہے
بظاہر خوش ہو مرگ غیر مین میرے دکھانیکو ‌ ‌ ‌ ولیکن گیسوئے پرخم کی برہمی کچھ اور کہتی ہے
ادا گر ہوش میرے دل کو بھی سینے سے لیا جا ‌ ‌ ‌ ارے بیدید چشم مست ابھی کچھ اور کہتی ہے
نگہ پہچاننے والون سے ظاہر داریان کیسی ‌ ‌ ‌ کہ غیرون سے تمھاری دشمنی کچھ اور کہتی ہے
فراق یار مین صبر اور کچھ کہتا ہے آنکھون سے ‌ ‌ ‌ مگر آفت یہ دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے
مریض ہجر لطف چارہ گر سے مطمئن کیا ہو ‌ ‌ ‌ روش نبضون کی وقت جان کنی کچھ اور کہتی ہے
دعائین مانگتے ہین دوست میرے اچھے ہو جلدی ‌ ‌ ‌ مگر تکلیف دل کی درد کی کچھ اور کہتی ہے
خداوندا بخیر انجام کرنا شام وعدہ کا ‌ ‌ ‌ دل پر شوق کی بیحد خوشی کچھ اور کہتی ہے
بظاہر پارسائی کا بڑا دعوی ہے محشر کو ‌ ‌ ‌ مگر رندون سے انکی دوستی کچھ اور کہتی ہے

یہ غزل حیات جادو نے بھی اس رنگ سے گائی کہ نازنین نے بیحد تعریف کی اور کہا کہ ابھی میرا
دل سیر نہین ہوا ہے تم کیا مزے سے گاتی ہو گویون کے بھی تم نے کان کاٹے ہین یہ سنکے
حیات زرین پوش نے کہا کہ کیا اچھی تعریف کی ہے ابھی ہم اسطرح کی تعریف کرتے

تو نہین پر تم بگڑ جاتین کہکر دو ایک چیز ہین حیات جادو اور گالی اور اب کہا کہ ہماری جان کی قسم ستار تو تمہارا سنا اب ایک چیز بھی اپنی منہ کی سناؤ وہ انکار کرنا نازنین نے کہا تم تو بلا کی طرح پیچھے پڑ جاتی ہو یہ کہکر طنبور اپنے ہاتھ مین لی اور اسکو اپنے مزاج کے موافق درست کرکے جو چھیڑا سب دن کی تو بندہ گئی اب اوس نے طبلے کو ملا کر حیات زرین پوش کو دیا کہ تم بجاؤ ہم گائین حیات زرین پوش نے طبلے پر تھاپ دی اور نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

خود بھی وہ تڑپے گا جو تڑپائے گا — صبر کیا عاشق کا خالی جائے گا
اون کو لینے جو یہان سے جائے گا — پھر پلٹ کر وہ بھلا کیا آئے گا
چین تجکو بھی نہ دم بھر آئے گا — دے کے دکھ اوس دل شکن پچھتائے گا
دل مین جب اوسکے غبار آ جائے گا — خاک امیدین مری بر لائے گا
بات پر عاشق اگر آ جائے گا — پھر کبھی نالہ نہ لب تک آئے گا
نالے کرنے کا سبب ہمدم سے پوچھ — چپکا بیٹھونگا تو جی گھبرائے گا
یاس ہو دل کو کہ امید وصال — صبر اس کمبخت کو کیا آئے گا
کیا ستاؤ گے دل بسمل کو تم — ہاتھ کانپین گے جگر بھر آئے گا
بھر بھر آتے ہین یہ کیون غصے سے ہونٹ — اب کبھی شکوہ نہ لب پر آئے گا
سخت جان مین نازک اوس قاتل کا ہاتھ — حوصلہ دونون ہی کو رہ جائے گا
لطف ہمدردی اوٹھے گا ہجر مین — دل کو مین اور دل مجھے سمجھائے گا
اشک خون پونچھو نہ چشم غیر سے — دامن عفت مین داغ آ جائے گا
دیکھئے کب تک ہجر مین غمخوار ساتھ — جب اکیلا ہونگا جی گھبرائے گا
تو جفا سیکھی وفا کی اوسنے ترک — اب جو دل دے گا بہت پچھتائے گا
مبتلائے عشق دیکھین کب جئے — حال زار اپنا ہمین یاد آئے گا
کیا مٹے گا جوش گریہ ضبط سے — اشک رکتے ہی پسینا آئے گا
خودکشی مین وجہ بیتابی نہ پوچھ — پھر تڑپتا مجکو یاد آ جائے گا
کھل گیا اون پر چھپاتے تھے جو راز — اب نظر جھپکے گی دل شرمائے گا
آہ کھینچین گے اثر ہو یا نہ ہو — کچھ نتیجہ تو نکل ہی آئے گا
بدگمان ہو نین زرا دشمن سے وہ — پھر جو کہدونگا یقین آ جائے گا
طول تمہید آرزو اچھا نہین — مطلب دل دیکھو پھر رہ جائے گا
آرزو اوس بیوفا کو دے سکے دل — ہم سکے دیتے ہین تو پچھتائے گا

یہ غزل نازنین اس طرح گائی کہ سب کے دل بھر آئے جو اوداس تھین اونکو واقعات گذشتہ یاد آگئے جو نیک طبیعت تھین اونکا دل بھی بھر آیا حیات زرین پوش تو بیخود ہو گئی اور ہر طرح نازنین سے لپٹ جاتی تھی عجیب رنگ کی صحبت رہی اب نازنین نے کہا کہ رات زیادہ آگئی اب مین جاتی ہون حیات زرین پوش نے کہا کہ اب ایک جام ہمین پلا دو اور ایک جام ہمارے ہاتھ سے پی لو یہ کہکر صراحی پری چہرہ نے اوٹھائی عجیب رنگ کی شراب تھی کہ آنکھون مین کھبی جاتی تھی جام بلوری لبریز کرکے نازنین کو دیا اور نازنین نے جام لبریز کر کے حیات زرین پوش کو دیا دونون نے وہ ساغر پئے لیکن نازنین نے جام پی کر منہ بنایا اور کہا کہ یہ غضب تم کس کی منگاتی ہو نشہ بہت معلوم ہوتا ہے ہمین ایسی شراب کی عادت نہین جان حیات زرین پوش نے کہا کہ پھر تم بگڑ جاؤ گی کیا کرین

نازک مزاجی سے ڈرتی ہون نہین پوچھتی کہ تم کیسی شراب پیتی ہو نازنین نے کہا کہ تم میرے
پینے کی شراب پیوگی حیات زرین پوش نے کہا کہ بغیر پیئے ہوئے کیونکر فرق معلوم
ہوگا نازنین نے کہا کسی کو بھیجکر میری کشتی پر سے کشتی اوٹھوا منگاؤ مین ابھی پلاکر دکھادون
یہ سنکر حیات زرین پوش نے اک خواص سے کہا کہ جا کشتی پر سے کشتی شراب
کی اوٹھا لا وہ اوسیوقت گئی اور کشتی اوٹھا لائی جسوقت نازنین نے کشتی پوش
ہٹایا دیکھا تو حقیقت مین تین کنٹریان رکھی ہوئی ہین کہ ایک زعفرانی شراب سے
مملو ہے اور دوسری ارغوانی ہے تیسری کیتکی رنگ کی ہے بس نازنین نے ایک
کنٹری اوٹھا کر جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا اس نے اس نزاکت سے شراب اونڈیلی
کہ معلوم ہوا کہ کلائی مین موچ آگئی مگر جسوقت حیات زرین پوش نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر
پیا تو بہت تعریف کی کہا اور پیوگی حیات زرین پوش نے کہا بس اب نہین اس ایک جام
نے تمہارے ایسا چھکا دیا کہ ضرورت دوسرے جام کی نہین رہی اور بیشک دعوی
تمہارا صحیح نکلا میری شراب ایسی خوشبودار اور معطر نہین ہے اب نازنین نے اون عورتون
سے کہا کہ تو مفت خوریون تم بھی پیئو کیا یاد کروگی کہ کسی نے شراب پلائی تھی یہ سنکر سب
ٹوٹ پڑین اور ہر ایک نے جام بھر بھر کے بے اندیشہ انجام پینا شروع کردیا تینون کنٹریان
خالی ہوگئین حیات زرین پوش بہت خفا ہوئی کہ تھوڑی پی لی ہوتی اب بہن کیا پینگی
وہ اسقدر عادی ہین کہ کشتی پر بھی شراب ساتھ تھی نازنین نے کہا نہین بہن مین کچھ ایسی
عادی نہین ہون نہین تو کیا کوئی غیرت تھی تمہارے یہان سے شراب لے لیتی کہا ہان بہن
اگرچہ تمہارے لائق تو نہین ہے مگر ہر روز اچھی پیتی ہو آج بری ہی سہی پریشان تو نہوگی
نازنین نے کہا کہ یون تمہاری خوشی ورنہ ضرورت نہین ہے اور اب مین جاتی ہون بہت
دیر ہوگئی دیکھیے امی جان کیا کہتی ہین یقین ہے کہ بہت ناراض ہونگی اور عجب نہین جو کل
آنا بھی نملے حیات زرین پوش نے کہا یہ تو تم نے بری سنائی اگر ایسا ہے تو نہ جاؤ یہین
رہو نازنین نے کہا کہ کیا خوب کیا تمہارے واسطے مان باپ کو چھوڑ دون یہ کہان ہوسکتا ہے
حیات زرین پوش نے کہا تو مجھ سے قسم کھاؤ کہ کل مین ضرور آؤنگی نہین تو مین تمکو
جانے نہ دونگی نازنین نے کہا واہ واہ یہ اچھی کہی مین تو ضرور جاؤنگی اور اب اگر اجازت
ملیگی تو آؤنگی اور اگر اجازت نہ ملی تو تمہین کو دعائین دونگی کہ تمہاری وجہ سے میری سیر
چھوٹ حیات جادو نے کہا اچھا مجھے ہمراہ لیتی چلو مین تمہاری مان سے کہدونگی کہ بہن
میرے یہان تھین اور مین نے روک رکھا تھا انکی خطا نہین میری خطا ہے مجھے جو
چاہیئے سزا دیجیے نازنین نے جواب دیا کہ اب تم نے پورا قید کا سامان کردیا مجکو
اجازت نہین ہے کہ کسی اجنبی عورت سے مین بات بھی کرون نہ کہ تمہارے مکان
مین آنا اور پھر تمہین ساتھ لیجانا اگر ایسا ہو تو یقین ہے کہ زندگی بھر نہ نکلنے پاؤنگی
بس آپ یہین بیٹھیے زیادہ مہربانی نہ کیجیے حیات زرین پوش نے کہا
تو ایسی فکر نکالو کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے نازنین نے جواب دیا کہ اب
جو فقرہ وقت پر بن پڑے گا اور جیسی سوجھے گی ویسا کرونگی بس اب زیادہ

نہ باتون مین لگا ڈ یہ کہکر اوٹھی ساتھ ہی حیات زرین پوش بھی اوٹھی کہ مین تمہین پہونچادون
بس اوٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا تراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر
گری ہمجولیان دوڑین کہ یہ ہماری ملکہ کو کیا ہوا جو اوٹھی دھم سے گری جو اوٹھی دھم سے گری
یہانتک کہ سب چھینکین مار مار کر بیہوش ہوئین اتنے مین نازنین نے نعرہ کیا کہ منم مہتر براق ثانی
کے گذاریم کہ از دست من زندہ بسلامت روی یہ کہکر پہلے تو تمام لباس و زیور حیات زرین
پوش کا اوتارا اور خنجر کھینچکر آواز دی کہ او محبہ تیری آمد نے لشکر اسلام مین شہلکہ ڈال دیا
تھا یہ کہکر اسے ذبح کر ڈالا بعد اس کے اور جتنی تھین سب کو مار کر زیور و لباس
اوتار لیا اور پشتارہ باندھا لیکن مرنا تھا اس ساحرہ کا کہ ایک تلاطم برپا ہوا آندھی چلی خاک
اوڑی تمام دریا متلاطم ہو گیا بیرون نے لینا پکڑنا جانے نہ پائے کا غل مچایا جب
کچھ قابو نہ چلا اور لاش پھڑکتے پھڑکتے ساکت ہوئی آواز دی کہ کشتی مرا تام من
حیات زرین پوش جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
بیر اسکے سر پیٹتے ہوئے روانہ ہو گئے جسوقت علامات سحر بر طرف ہوئین اور روشنی
ہوئی برق ثانی سونچا کہ اگر اسکی خالہ کو خبر ہو گئی تو قیامت برپا کریگی اب یہان ٹھہرنا
مناسب نہین معلوم ہوتا یہ مشورہ دل سے کر کے پشتارہ پوشاک و زیور کا مونڈھے پر رکھکر
روانہ ہوا اب یہ تو اسطرف جاتا ہے لیکن حال بیان کیا جاتا ہے قہر نگاہ سر برہنہ کا کہ یہ
اپنے خیمہ مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی تھی اور سحر جگا چکے تھے اب عیارون کے خوف سے یہ جاگ
رہی ہے کہ مبادا کوئی چور غافل پاکر اپنا کام کر جائے صبح کو جنگ ہے اتنی رات اور گزار دینا ہے
یہ خیال کر کے سوئی نہین ہے کہ یکایک اسکا دل گھبرایا اور خیال آیا کہ چلکر اوس چھوکری کو دیکھ
آؤن لڑکیان لڑکیان سب ایک جگہ ہین ایسا نہو کہ قلعہ سے سیر کو ادھر ادھر نکل جائین تو
عیارون کے ہاتھ سے بچنا انکا دشوار ہوگا ابھی سب الھڑ ہین دھوکا ضرور کھا جائین گی یہ
خیال کر کے اوٹھی اور زیر پرواز پیدا کر کے قلعہ کی جانب روانہ ہوئی لیکن جسوقت
قلعہ مین پہونچی تو سناٹا دیکھا سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے سب سو رہے ہین لیکن اندر قلعہ
کے کیا دیکھتی ہے کہ حیات زرین پوش ابر برہنہ ذبح کی ہوئی پڑی ہے بلکہ ساتھ والیان
بھی ہمراہ ہین ایک زندہ نہین بس یہ دیکھتے ہی اس نے سر پیٹ لیا اور رونے لگی
بال اپنے نوچ ڈالے کہ مین عظمت سحر ساز جادو کو کیا منہ دکھاؤنگی ہائے یہ کیا غضب
ہوا کاش مین مر جاتی اور یہ زندہ رہتی یہ کہکر بہت روئی اور لاش کو حیات زرین
پوش کی آغوش مین لیا اور قلعہ کو مٹا دیا وہان سے اپنے خیمہ مین آئی کہ کل صاحبقران
کو سر میدان ذلیل کر کے عوض اسکے خون کا کرونگی لیکن اب حال خضران بن عمرو خواجہ
ثالث کا سنیئے کہ یہ بھی تلاش مین حیات زرین پوش کے روانہ ہوئے تھے اول لشکر
کفار مین گئے اور پتا لگایا کہ دریا کنارے قلعہ آہن مین پوشیدہ ہے وہانسے دریا کیطرف چلے
ہر چند ڈھونڈھا مگر پتا نہ پایا سبب یہ تھا کہ قہر نگاہ سر برہنہ نے احتیاطاً قلعہ کو نگاہون سے
پوشیدہ کر دیا تھا جب پتا قلعہ کا نہ ملا اور رات کم رہی تو دریا کنارے سیر کرتے
ہوئے اپنے لشکر کیطرف سے چلے جاتے ہین دیکھا کہ ایک نازنین ہونٹھی پر سوار نہایت

تیزی سے دھارا کاٹتے چلی جاتی ہے صورت اوسکی دیکھکر دل بھر آیا آواز دی کہ ارے تو کون ہے اور کہان جاتی ہے جواب دیا کہ مین دختر ہون گرداب شناہ کی سیر دریا کو آئی تھی اب اپنے گھر جاتی ہون خضران نے کہا کہ اک بات ہماری سنتی جاؤ اوسنے رکھائی کے ساتھ جواب دیا کہ ہمین کیا غرض ہے ہم ایسے ویسے ون کی نہین سنتے خضران نے کہا کہ تمھارے فائدہ کی بات ہے جواب دیا کہ مجھے فائدہ درکار نہین ہے یہ سنکر خضران نے کہا کہ اچھا مین ہی آتا ہون کہا آئیگا تو کیا کریگا بس یہ سنتے ہی آپ نے ایک ڈونگی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور بیٹھکر اوس ڈونگی پر مورپنکھی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز چلائی ڈونگی کہ قریب پہونچ گئی ابتو وہ نازنین مجبور ہوئی اور کہا کہ دیکھو میرا پیچھا نہ کرو یہ اچھی بات نہین ہے کہا جان جہان کہان جاتی ہو جب اسنے دیکھا کہ اب اس سے بھاگ کر نکلنا دشوار ہے تو نازنین نے کہا کہ مرشد زادہ کیون میرے پیچھے آتے ہو مین اک بلا سے ڈر کر بھاگا ہون ابتو خضران نے غور سے دیکھا اور کہا کون برق ثانی جواب دیا کہ جی مین ہی ہون خضران نے کہا کہ تو کہان گیا تھا کہا کیا عرض کرون موت کے منہ مین گیا تھا مگر خدا نے بچایا لیکن ڈر لگا ہوا ہے کہ آفت آیا چاہتی ہے کہا ارے مفصل بیان کر برق ثالث نے تمام واقعہ حیات زرین پوش کے مارڈالنے کا بیان کیا کہ مین اس صورت سے پہونچا اور یون بیہوش کرکے مارڈالا خضران نے کہا کیا مارڈالا اسنے جواب دیا کہ جی ہان عجب نہین ہے جو اوسکی خالہ تعاقب مین آتی ہو بھاگیئے خضران نے کہا کہ غضب کیا اور ڈونگی اپنی بھی بھگائی اور برق ثانی نے اپنی مورپنکھی اوڑائی دونون دریا کنارے پر نکلے خضران نے اپنی ڈونگی اور برق کی مورپنکھی دونون کو داخل زنبیل کیا اور کہا آتو بھی چھپ رہ برق ثانے تو انکی فقرون سے خوب آگاہ ہے کہا مجھے رہنے دیجیئے خضران نے دیکھا کہ ایک پشتارہ یہ لیئے ہے سمجھ گئے کہ زیور وغیرہ اسکے پاس ضرور ہے مین نے دیکھا تھا کہ حیات زرین پوش گہنے مین لدی ہوئی تھی کہا اے برق تو نے بڑا غضب کیا کہ حیات زرین پوش کو مارڈالا ارے کوئی ایسا غضب بھی کرتا ہے کہ ایسی نازنین کو یون ذبح کرتا ہے بخت تیرا ہاتھ بھی نہ ٹھہرا یا برق نے کہا مین کافرہ سے محبت نہین رکھتا خضران نے کہا کہ اگر آیندہ وہ مسلمان ہو جاتی تجھے خیال نہین کہ صاحبقران کس رغبت کے ساتھ حال اوسکا شاہزادہ مریخ آفتاب علم سے پوچھ رہے تھے یہ نہ سمجھا کہ اونکی منظور نظر ہے اب جسوقت صاحبقران سنینگے تو نہین معلوم کیا قیامت ہوگی اپنا بتائے دیتا ہون کہ اب تو اپنے کو پوشیدہ کر اور بھاگ ورنہ یہ سمجھ لے کہ جسوقت یہ حال کھلا اور قہر نگاہ نے امیر سے شکوہ کیا تو وہ برابر تجھکو گرفتار کرا کے قہر نگاہ کی حوالے کردینگے تمہین یاد نہین اکثر یہ ذکر آیا ہے کہ جد بزرگوار نے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالی تھی اس بنا پر کہ آس نے سکندر غبار انگیز کو تیر کا نشانہ کیا تو حمزہ صاحبقران نے خواجہ خواجگان کو پکڑ کر آس بن الوس کے سپرد کر دیا تھا اور جسقدر محبت عمرو سے امیر کو تھی وہ مشہور ہے اور عمرو سا شخص جس نے ہزارہا مرتبہ صاحبقران پر احسان کیئے سیکڑون جادوگرون کو مار اکس کس مصیبت مین امیر کے کام آئے مگر حمزہ صاحبقران نے کچھ مروت نہ کی یہ بھی او نھین کا پوتا ہے اور تمھین وہ خصوصیت بھی نہین ہے جو عمرو

کو صاحبقران اول سے تھی اور طرہ اوس پر یہ کہ تم نے جان سے مار ڈالا ہے ارے کاش زندہ پکڑ لایا
ہوتا تو یقین ہے کہ صاحبقران بہت کچھ انعام عطا فرماتے اور خوش ہوتے برق ثانی
نے کہا کہ میرے پاس مثل آپکے کوئی زنبیل تو تھی نہین جسمین ڈال لیتا مجھے کھٹکا اوس کی خالہ کا بھی
تھا کہ کہین آنہ جائے تو قیامت ہوا بتو جو کچھ ہوا وہ ہوا پچھتانے سے تو کچھ حاصل نہین ہے
جو مقدر مین ہوگا وہ ہوگا خضران نے کہا کہ یہ مال تو میرے حوالہ کرو اسے تم کہان رکھتے
پھروگے برق ثانی نے کہا سبحان اللہ یہ وہی مثل ہوئی کہ دکھ سہین بی فاختہ کوے
میوے کھاین خضران نے کہا ملعون مجھے کوا بناتا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ نصف
مجھے دے نصف آپ لے لے ورنہ ابھی صاحبقران سے اطلاع کیے دیتا ہون ساری
قدر عافیت معلوم ہوئی جاتی ہے اور اگر دیدوگے تو جان تمھاری بچانے مین کوشش ضرور
کرونگا آگے تمھاری قسمت ہے برق نے دیکھا کہ اب مال کے پیچھے جان جایا چاہتی ہے
بیشک یہ جلے ہین صاحبقران سے کہدینگے پھر کچھ نہ بنیگی اور انکا اشتعال دلانا قتل ہی کرا دیگا
مجبوراً نصف خواجہ کو دیا اور نصف مال اپنے قبضہ مین کرکے روانہ ہوا ادھر خضران چلے
برق ثانی سے کہدیا تھا کہ تو پوشیدہ رہنا ظاہر نہ کرنا رات کم رہگئی تھی لشکر مین پہونچ
پہونچتے صبح ہوئی صاحبقران نماز سحری سے فراغ حاصل کرکے در دولت شاہی پر حاضر
ہوئے سرداران عالی مرتبت یکے بعد دیگرے آ آکر جمع ہوئے سواری بادشاہ
اسلام کی بصد احتشام برآمد ہوئی اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ
رکھکر جواب دیا کہ تمھاری جگہ دلمین ہے بعد اور سرداروں کے سلام ہوئے بادشاہ
پلکون کے اشارون سے جواب دیتے ہوے میدان کارزار کیطرف متوجہ ہوئے
صاحبقران پایہ تخت تھامے ہوئے چلے جسوقت سواری عرصہ کارزار مین پہونچی تخت
بادشاہ اسلام قلب لشکر مین قائم ہوا صاحبقران با اقبال چالیس قدم مرکب اپنا
بڑھا کر بمرتبہ صاحبقرانی قائم ہوئی اور سردار دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے
ہوئے اوسطرف مبہوت آسمان شگاف مواج گرد باد نے اپنے لشکر کے صفون کو
درست کیا اور آپ لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے جسوقت صفین آراستہ ہوچکین
ہنوز نقیب مصروف نقابت ہین کہ یکایک لشکر کفار سے قہر نگاہ سر برہنہ با حال پریشان
گریبان چاک منھ پر خاک ملے ہوئے آنکھون سے آنسو جاری چہرہ پر رنج طاری اک
لاش گود مین لیے ہوئے سینہ سے لپٹائے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آئے اور لاش
کو زمین پر رکھکر صاحبقران زمان کیطرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ بس اسی منھ پر دعوا
صاحبقرانی ہے کہ اس لڑکے کو عیار سے ذبح کرا ڈالا معلوم ہوا کہ تمھارے لشکر مین
کوئی لایق مقابلہ نہ تھا جو خوف زدہ ہوکر یہ حرکت کی بس معلوم ہوگیا کہ تم نے صاحبقرانی یونہی
لی ہے اور اسیطرح نام پیدا کیا ہے لطف تو یہ تھا کہ معرکہ جنگ مین مقابلہ کرکے اسے قتل کیا ہوتا
کیا رات کو دغا سے ذبح کرا ڈالا صاحبقران با اقبال نے جو یہ کلمات سنے آپ خجالت مین غرق
ہوگئے اور فرمایا کہ اے قہر نگاہ مجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی جو مین اس واقعہ سے آگاہ بھی
ہون اور مین نہین جانتا قہر نگاہ نے کہا کہ اگر آپکے حکم سے یہ قتل نہین ہوئی ہے تو قاتل اسکا لایق سزا ہی

یا نہین فرمایا بیشک کہا اب عدالت کیا چاہتی ہے اور انصاف کا کیا مقتضا ہی فرمایا تم نام بتاؤ
مین ابھی قاتل کو گرفتار کر کے تمہارے سپرد کرتا ہون جسطرح چاہو اوس سے قصاص لو مہر نگاہ
مہر برہنہ نے کہا کہ آپ کیسے حاکم ہین کہ پتا نہین لگا سکتے فرمایا مین تلاش کرتا ہون اوسیوقت
خضران بن عمرو سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کسکا فعل تھا خضران نے کہا مجھے کیا معلوم امیر ثالث
نے فرمایا کہا بھی قاتل کا پتا لگاؤ سوا عیار کے دوسریکا یہ کام نہین ہے خضران نے عرض کیا کہ
یہ بجا ہے لیکن جسکا فعل ہے وہ آپ قبولیگا ہنوز خضران کو برق ثانی کی سفارش کا
موقع بھی نہ ملا تھا کہ یہان یہ رنگ ہوگیا اب کون کہہ سکتا ہے سوا اوسکے لینے کے کیا چارہ تھا مہر
نگاہ مہر برہنہ نے یہ جو گفتگو سنی عرض کی کہ دیکھتے مین خود ابھی نام و نشان سبکے سامنے ظاہر کیے
دیتی ہون یہ کہکر اپنے سر کو حیات زرین پوش کی گردن سے ملایا گلے مین ایک رومال باندھا اور
کچھ دانے ماش کے پڑھکر مارے کہ حیات زرین پوش اوٹھ بیٹھی مہر نگاہ مہر برہنہ نے
کہا کہ نام اپنے قاتل کا بیان کر اور سارا واقعہ صاحبقران سے اپنے قتل کا کہکر داد مانگ کہ
وہ عادل مشہور ہین بس یہ سننا تھا کہ لاش حیات زرین پوش کی گویا ہوئی اور بدیع الملک
کیطرف رخ کر کے کھڑی ہوئی اور پکاری یا صاحبقران مین اپنے قلعہ سحر مین مشغول اپنی
ہجولیون کے ساتھ سیر دریا دیکھ رہی تھی کہ ایک مور پنکھی بہتی ہوئی آئی اوسپر ایک نازنین
سوار تھی مین نے ہزارون منتین کر کے اوسکو بلایا کہ میری ہجولی معلوم ہوئی تھی وہ بمشکل
میرے پاس آئی مین نے دوپٹہ بدلکر بہنایا کیا اوسکے بعد مین نے اوسے شراب پلائی
اوس نے مجھے شراب پلائی مگر نہ معلوم اوس شراب مین کیا شے ملی ہوئی تھی کہ مین
بیہوش ہوگئی میری ساتھ والیون نے بھی پی تھی وہ بھی بیہوش ہوگئین اسکے بعد
اوس نے نعرہ کیا تو معلوم ہوا کہ برق ثانی عیار تھا نازنین نہ تھی اب آپ عادل ہین
آپ سے اپنے خون ناحق کی داد چاہتی ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بیہوش کرنے کے بعد تجھسے
ہوشیار کر کے کچھ کہا بھی تھا یا نہین حیات زرین پوش نے کہا معتمد و فریق معتمد
مین نے بیان کیا مین بیہوش ہونے کے بعد اوسوقت ہوشیار ہوئی جبکہ زندگی ختم ہوچکی تھی اور
روح جسم سے نکلنے کو گھبرا رہی تھی بہرسر بیٹ رہے تھی دست و پا کام و زبان اختیار سے جاتی
رہی تھی ورنہ کیا وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکل بھی جاسکتا تھا بس یہ کہکر حیات زرین
پوش پھر زمین پر گری اور معلوم ہوگیا کہ مرگئی اوسی ہیئت اصلی پر آگئی اس لاش سے جو وہ طور
خونبہا اپنا خود صاحبقران سے طلب کیا تمام لشکر اسلام و فوج کفار کا دل بھر آیا جو رحم دل تھے
وہ تو چیخین مار مار کر رونے لگی مگر کوئی متنفس ایسا نہ تھا کہ جس کے دل پر اس واقعہ نے اثر
نہ کیا ہو آپسمین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ارے ایسی حسین یہ سن و سال ایسا جمال
کہ اندھیرے گھر مین بیٹھے تو روشنی ہوجائے پھر اسوقت تک اوسکی ذات سے کسی کو ایذا
بھی نہ پہونچی جسکا عوض سمجھا جائے ہائے کیا ظالم شخص تھا جس نے اسکو مار اخیار ون
کے جسم مین تو رعشہ پڑگیا کہ اب جان برق ثانی کی بچتی نہین معلوم ہوتی اور واقعہ
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا یاد آگیا امیر ثالث اور شیفتہ حسن اسکے
پہلے ہی سے ہوچکے تھے جسوقت لاش نے اسکی صاحبقران سے فریاد کی ہمدردی

جو حالت ہوئی وہ احاطۂ تقریر سے باہر ہے دوسرے کا یہ ظرف نہ تھا کہ اسطرح خاموش کھڑا
رہتا صاحبقران نے مرتخ آفتاب علم کو طلب کیا جسوقت یہ قریب آئی فرمایا کہ بیان
اس لاش کا اصلی ہے یا سحر کا نیرنگ ہے اس لیئے کہ بیہوشی کے حالت مین اسے کیا معلوم کہ کس نے
ذبح کیا مرتخ آفتاب علم نے عرض کی کہ حضور اس سے آگاہ نہین ہین یہ قاعدہ سحر کا ہے کہ جب
ہمزاد کو مردے کے اوس کے جسم مین قوت سحر سے داخل کرتے ہین تو جو حالت اصلی ہوئی
ہے وہ سب بیان کر دیتا ہے اس لیئے کہ انسان کی بیہوشی کے وقت ہمزاد نہین بیہوش
ہوتا ہے بس یہ سنکر صاحبقران کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اور خضران سے
فرمایا کہ جہان ہو ابھی گرفتار کر کے لاؤ اب خضران کیا کہہ سکتا ہے فوراً روانہ ہوا عیارون
کو حکم پہونچا ایک لاکھ نواسی ہزار پیک بچہ تلاش کرنے لگا آخرکار اوسی وقت برق
ثانی نے گرفتار ہو کر پیش صاحبقران حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے کیونکر
حیات زرین پوش کو قتل کیا سچ سچ بیان کر برق ثانی نے سب واقعہ بیان کیا
جسطرح لاش نے حیات زرین پوش کی بیان کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے
آئین اسلام کے موافق زبان پر کلمہ سوزن کر کے مسلمان ہونے کو کہا تھا برق ثانی
نے عرض کیا کہ جی نہین مین نے بسبب خوف قہرنگاہ کے قتل مین جلدی کی فرمایا کہ یہ سب
کچھ تو نے اپنے قصد سے کیا یا مین نے تجھے حکم دیا تھا برق ثانی نے عرض کی کہ آپ
یقین ہے کہ اسوقت آگاہ ہوئے ہونگے آپکا فرمانا کیسا کہ مین نے ظاہر بھی نہین کیا تھا
کہ مین اس ارادہ سے جاتا ہون فرمایا کہ اگر اینسی ہی خود مختاریان عیار کرینگے اور آئین
اسلام کے خلاف حرکتین ادنسے سرزد ہونگی تو مین کیا بلکہ دین کی بدنامی ہوگی لہذا اوسکو
سزا دینا چاہیئے تاکہ اور لوگون کو عبرت ہو اور کوئی آئندہ ایسا حوصلہ نکرے فرمایا قہرنگاہ
سیر برہنہ سے کہ لو اسے یہ موجود ہے جسطرح چاہو اس سے قصاص اپنی بھانجی کے خون کا
لو مجھے کوئی عذر نہین ہے یہ سنکر قہرنگاہ قریب آئے اور ہاتھ برق ثانی کا پکڑ کر
اپنے لشکر کیطرف لے چلے پس یہ دیکھنا تھا کہ عیاران لشکر اسلام کے تن بدن مین رعشہ پڑگیا
اور خوف سے تھرانے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ان لوگون سے ہم لوگون کو کسیوقت
اُمید رعایت نہ کرنا چاہیئے انکے پردادا نے عمرو کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہی آج انھون نے
برق ثانی کے ساتھ کیا یہ لوگ بڑے ہی طوطا چشم اور بیمروت ہین زندگی بھر جانبازیان
کین کن کن آفتون سے بچایا اگر ایک کافرہ کو اپنی طبیعت سے مار ڈالا تھا تو کیا قباحت تھی عیار کا
کام ہی مکر و فریب ہے افسوس صد افسوس آج سے عورت کی عیاری کا خاتمہ ہوگیا لیکن
قہرنگاہ سیر برہنہ جو برق ثانی کو ہمراہ لیئے ہوئے قریب لاش حیات زرین
پوش کے آئی دلمین سوچی کہ صاحبقران نے بڑی عدالت کی اور نہایت منصف مزاج ہے
اب اس کے قتل کرنے سے حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائیگی قتل کرنا اسکا بیکار
ہے بیکار کر صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر آپکو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا در حقیقت آپ
منصف و عادل ہین ورنہ کوئی دشمن کے ساتھ عدالت کو دخل نہین دیتا ہے اور مجھے بھی آپکا
امتحان منظور تھا کہ دیکھون آپ گرفتار کر کے میرے سپرد کرتے ہین یا نہین ورنہ جسوقت

مین قلعہ مین حیات زرین پوش کی خبر کو گئی ہون اور وہان یہ واقعہ جانگداز دیکھا ہے تو اوسوقت ایک نور غیبی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا مین سمجھ گئی تھی کہ قاتل اسکا بھاگا جاتا ہے مگر یہی سمجھ کر خاموش ہو رہی تھی کہ پہلے صاحبقران کے عدل وانصاف کو دیکھ لون بعد اوسکے ہر وقت اسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالنا میرے اختیار مین ہے لہذا اگر آپنے میری داد دی اور انصاف گستری کی تو مین بھی اسے رہا کرتی ہون اس لیئے کہ اسکے قتل کرنے سے حیات زرین پوش زندہ نہو جائیگی یہ کہکر برق ثالث کو چھوڑ دیا لیکن دوسری روایت یہ ہے کہ قہر نگاہ نے برق ثانی کو بھی قتل کیا اور پہلے لاش حیات زرین پوش کی دفن کی بعد اوسکے برق ثانی کو اک گڑھا حیات زرین پوش کے قبر کی پائنتی کھود کر توپ دیا متصل قبر حیات زرین پوش بیٹھکر مین جگر خراش کرنے لگی کہ اے حیات تو نے حیات کا مزا کھو دیا زندگی مجھکو بھی تلخ و دشوار ہے مجھے جلدی بلانا اس لیئے کہ اگر مین یہان سے زندہ پھر گئی تو تیری مان عظمت سحر ساز کو کیا منھ دکھاؤنگی اور افسوس کس بہار کے زمانہ مین تجھپر خزان آگئی ایسے ایسے بین اسنے کیئے کہ دیکھنے والے آنکھو مین آنسو بھر لائے اسی حالت مین شام آگئی اور طبل بازگشت بجا صاحبقران عالیشان نہایت رنجیدہ وغمگین داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سردار اپنے اپنے خیمہ مین آئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا کچھ دیر آرام کیا اوسکے بعد بخدمت بادشاہ اسلام حاضر ہوئے مہرنگار آفتاب علم بھی داخل بارگاہ ہوئی اپنی کرسی پر بیٹھی چونکہ صاحبقران کو نہایت ملول دیکھا تھا خاموش بیٹھی رہے بعد کچھ دیر کے خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے یہان بھی حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی مہرنگار آفتاب علم نے عرض کی کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اسلیئے کہ طبل جنگ بج چکا ہے صبح کو مقابلہ ہے یقین ہے کہ قہر نگاہ غصہ مین بھری ہوئی ہے قیامت کے سحر کریگی مین بھی اپنا انتقام کرون اور کیا عرض کرون کہ حیات زرین پوش سے مقابلہ کی حسرت رہ گئی ورنہ یا تو وہ شعلہ جو زبان سے اوس کے نکلتا تھا میرے ہی سینہ کے پار ہو جاتا اور یا جس زبان سے وہ شعلہ نکلتا تھا مین اوسی کو پھونک دیتا مگر خیر اب انشاء اللہ تعالیٰ کل اس خادم کی جانبازی کا تماشا دیکھیگا یہ کہکر رخصت ہوئے جسوقت دروازہ بارگاہ کے باہر آئی خضران بن عمر و بھی کسی بہانہ سے باہر چلا آیا اور مہرنگار آفتاب سے کہا کہ آپنے بھی کوئی فکر برق ثانی کے بچانے کی شاہزادہ مہرنگار آفتاب علم نے کہا اے خواجہ تم نے دیکھا کہ اسکا موقع ہی نہ ملا ورنہ مجھے خود خیال تھا ضرور صاحبقران سے سفارش کرتا مگر اس لکا نہ قہر نگاہ نے طعنہ دیکر ایسا برہم کر دیا کہ جائے گفتگو نہ رہی خواجہ رونے لگے اور کہا کہ دیکھیئے مروتی اس عرب کی افسوس کہ ہمارے بڑے کا ایک شخص ایسا گم ہو گیا کہ کمر ٹوٹ گئی مین بھی حیات زرین پوش کے فکر مین نکلا تھا کہ گرفتار کر کے صاحبقران کے نذر گذرونگا لیکن مجبور راستہ نہ ملا اور نہ یہ ظالم نہین معلوم کیونکر پہونچ گیا اور اوسکو قتل کر آیا یہ کیتے کہ اوسکے پاس تبرکات نہین ہین ورنہ کسی بات مین ہم سے یا یہ کمی کا تھوڑے رکھتا تھا برق اول کا نام اسی سے روشن تھا افسوس کہ فرنگستان سے نام عیاری اور کار مکاری جاتا رہا جسوقت مہرنگار آفتاب علم نے خواجہ

کو طول دیکھا کہا کہ میرے ساتھ چلے آؤ عمر ثالث مریخ آفتاب علم کے ساتھ چلے جسوقت تمام
لشکر کو طے کرکے اپنے لشکر مین آگئے اور ہاتھ خواجہ کا پکڑے ہوئے اک خیمہ مین داخل ہو
دیکھا کہ ایک زن جمیلہ مسہری پر لیٹی ہوئی ہے خواجہ ناموس شاہزادہ مریخ آفتاب
علم سمجھکر ٹھٹکے تھے کہ مریخ آفتاب علم نے کہا کہ آپکے پردہ کی ضرورت نہین ہے اور اوس
نازنین سے کہا کہ دیکھو خواجہ سلامت کو تمہاری تلاش ہے اوسنے کہا ہان مین کیا تم مجکو ڈھونڈھ رہے
تھے تم نے اپنے بہنوئی سے کیون نہ پوچھ لیا مین تو کئی روز سے اسی خیمہ مین ہون خضر ان نے کہا
کہ بھائی تیرا کون اور بہنوئی میرا کون ہے دیکھیئے اے شہزادہ مریخ آفتاب علم اسکو منع
کیجیئے مین آپکے خیال سے کچھ نہین کہتا ہون ورنہ سخت جواب دیتا نازنین نے کہا واہ
بھیا واہ کیا دنیا کا لہو سپید ہے کہ بھائی بہن کو نہین پہچانتا تم نے خود میری شادی مریخ آفتاب
علم کے ساتھ کی دو لاکھ روپیہ اونسے لیا مان تمہاری راضی نہ تھین تم نے دنیا کی طمع مین ایک
جادوگر کے ساتھ میری شادی کردی اسی بنا پر مان تم سے ناراض ہوگئین اسطرح یہ
فرفر بیان کر رہی ہے اور خواجہ بگڑ رہے ہین کہ بڑی جعل ساز ہے مریخ آفتاب علم نے
کہا کہ نکالیئے ایسی عورت کو رکھنا اچھا نہین ہے ورنہ یہ کسی روز آپ پر بھی کوئی تہمت رکھکر
کچھ سے ہرے گی کہیگی کہ مہر میرا اتنا نہین بلکہ اس سے زائد تھا خدا اپنی پناہ مین رکھے ان
عورتون سے مین تو اب جاتا ہون یہ کہکر آپ چلے تھے کہ عورت نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا
کہ بھاگے کہان ذرا سنتے تو جاؤ وہ جو زیور میرا درست کرانے کو لے گئے تھے اب تک نہ لائے
مین تو صاحبقران سے تمہاری فریاد کرونگی بلکہ یہ کہونگی کہ اس نے میرے ساتھ بجبر ایک فعل
کیا ہے مین راضی نہ تھی اوسیدن جوتیان لگواکر دربار سے نکلوا دونگی گلی گلی کی ٹھوکرین کھاتے
پھروگے نہین تو ابھی میرا زیور دو آپنے چاہا کہ بقوت تمام چھڑا لو ممکن نہوا ابتو آپ مریخ
آفتاب علم کیطرف پھرے اور کہا کہ یہ طاقت عورت کی نہین ہوسکتی کہ اسطرح ہاتھ
گرفت کرے کہ یکایک مرد نہ چھڑا سکے کیا یہ بھی ساحرہ ہے مریخ آفتاب علم ہنسنے لگے اور
کہا کہ یہ وہی ہین جنکے واسطے آپ رو رہے تھے اور افسوس کر رہے تھے فرمایا کہ برق
ہے ابتو برق ثانی ہنسنے لگی اور کہا کہ مرشد آپ کیون رنج فرماتے تھے خدا بھلا کرے
اس شہریار کا جس نے اپنے خیمہ مین پوشیدہ کر لیا خواجہ نے کہا بھئی تمہارا رنج ہمین زیادہ تر
اسوجہ سے تھا کہ جو کچھ مال و دولت تم نے جمع کیا ہے وہ سب رائیگان ہوگا نہین معلوم کہان دفن
ہوگا کس کے ہاتھ آئے اگر ہم سے تم کچھ کہہ جاتے تو اوسمین تمہارا تیجہ چالیسوان بہت اچھی
طرح کر دیتے ورنہ یہ بوجھ ہمین پر پڑتا اور مال مفت مین ضایع ہوتا خیر شکر ہے خدا کا کہ تم زندہ
ہو برق ثانی نے کہا کہ آپکو مال ہی کی فکر رہتی ہے پہلے تو آپ ایسے نہ تھے لیکن جس
روز سے آپنے دریائے طمع کا پانی پیا اور وارث بانہائے عیاری ہوئے اوسی دن سے
پوری پوری خصلتین خواجہ کی پیدا کر لین بلکہ اونسے بھی بڑھ گئے لیکن مریخ آفتاب علم
نے کہا کہ خواجہ ابھی ضبط سے کام لینا بردباری کو دخل دینا خوشی مین آکر کسی
سے بیان نہ کر دینا ورنہ یاد رکھو کہ اگر اوس نکاتہ کو خبر ہوگئی اور اوسنے صاحبقران
کو سر میدان بھر طعنہ دیا تو یقین ہے کہ صاحبقران اسکے ساتھ مجھے بھی بلند کر

دیدہ بیٹے یہ کہو کہ وہ اپنے بھانجی کے غم مین بجو اسس ہو رہی تھی کہ اوس نے پہچانا نہین اور
مین نے اس کام مین نہایت عجلت کی کہ جسوقت برق کی تلاش ہونے لگی اور صاحبقران
کو غیظ آیا مین نے دیکھا کہ یہ غیظ ٹالے نہ ٹلیگا تو اتنے جلد اس کارروائی کو کیا کہ برق کو اپنے
خیمہ مین چھپا دیا اور برق ثانی کی صورت کا ایک دوسرا شخص بزور سحر بنا کر مجبور دیا جسے
گرفتار کرکے صاحبقران نے قہر نگاہ سر برہنہ کے حوالے کیا اور اوس نے قتل کر ڈالا
یہ اوسی لکاتہ کے فوج کا ایک خدمتگار تھا جو سحر سے آگاہ نہ تھا اب انشاء اللہ قہر نگاہ کے
قتل کے بعد خطا انکی صاحبقران سے معاف کرا دونگا ابھی انھین پوشیدہ رکھا ہے میرے
خیمہ مین لوگ یہ نہین خیال کر سکتے کہ عیارہ ہے اگر کوئی دیکھے گا تو میرا ناموس سمجھکر خاموش ہو رہیگا
خواجہ خضران نے کہا بہت مناسب ہے جبتک اسکی خطا معاف ہونیکا وقت آئے
اوسوقت تک محنت تو اپنی وصول کر لیجیے خوب اسکی مچھیان لیجیے حقیقت مین عورت کی عیاری
مین کیا غضب کا روپ اسپر آتا ہے کہ بارہا مین نے دھوکا کھایا اور یہ عیاری اسکی خاندانی
ہے باپ اسکے دادا انکے سب اسی عیاری کے بادشاہ گزرے ہین یہ کہکر خواجہ نے
برق کو گلے سے لگایا اور رخصت ہوئے کہ اب زیادہ مین نہین ٹھہر سکتا ہون جو پریشانی تھی
وہ شاہزادہ مریخ کے بدولت دفع ہو گئی یہ کہکر رخصت ہوتے اور خدمت صاحبقران
مین حاضر ہوئے امیر نے پوچھا کہان گئے تھے کیا کہون تمہارے قانون دنیا سے الگ
ہین یہان جسطرح پایا دشمن کو مار ڈالا اوسوقت قہر نگاہ کو دیکھکر آنکھون مین خون اوتر آیا
جی چاہا ابھی جاکر مار ڈالون لیکن تمہارے ڈر کے مارے چپکا چلا آیا برق ثانی کی
تصویر میرے آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے اگر طبل جنگ نہ بجا ہوتا اور موقع نہ گذر گیا ہوتا
تو آج ضرور مین اپنے نام پر طبل بجوا کر اس بیسوا سے خود مقابلہ کرتا خیر کل دیکھا جائیگا صاحبقران
زمان نے فرمایا کہ بیشک اگر تم جاکر قہر نگاہ کو بھی اسیطرح قتل کر آتے جسطرح حیات زرین
پوش کو برق نے مارا ہے تو تمکو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرتا اگرچہ برق کا بھی مجھکو نہایت صدمہ
ہے اور تمہارا رنج اوس سے زیادہ ہوتا مگر مین خلاف عدل کبھی نہ کرتا خضران نے کہا کہ اے
عرب بیمروتی کا تجھپر خاتمہ ہے تو نے ساری جانبازیان برق کی بھلا دین اور ایک کافرہ کے قتل
کرنے پر اوسکو گرفتار کرکے کافرہ کے حوالہ کر دیا یہ خون ناحق تیرے ہی گردن پر ہوا جسوقت
پیش خدا پرسش ہوگی کہ کافرہ کے عوض مین مسلمان کو قتل کیون کرایا تو کیا جواب دوگے
صاحبقران نے فرمایا کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہے تم بجانے نہ آنا خضران نے کہا
بجانا کیسا مین تو خود برق کیطرف سے گواہی دونگا کہ اس عرب نے مفت خدا
اوس بیچارہ کو قتل کروایا اوسوقت وہ بے بس تھا آج انسے انتقام لیا جائے اور کیون
امیر یہ بتاؤ کہ جن جادوگرون اور عیارون نے اہل اسلام کو قتل کیا تھا وہ تجھے
بادشاہون اور حاکمون نے بھی مجرم کو تمہارے حوالہ کر دیا فرمایا اگر وہ بادشاہ عادل
ہوتے تو کافر نہوتے اور مین عادل نہوتا تو مسلمان کیون ہوتا خضران نے خاموشی اختیار
کی کہ زیادہ منہ لگنا اچھا نہین ہوتا غرضکہ دربار برخاست ہوا امرا اپنے اپنے خیمون کیجانب
چلے صاحبقران اپنے خیمہ مین آئے بادشاہ لشکر اسلام آرامگاہ مین تشریف لے گئے کہ

صبح کو معرکہ قتال و جدال ہے تھوڑی دیر آرام لے لینا چاہیئے لیکن ساحرون نے تمام رات
سحر جگائے تیاری جنگ مین بسر کی ہر طرف آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوندا کو ان کی بلند
تھین دہل و بج رہے تھے سنکھ پھونک رہے تھے انگیاریان روشن تھین بخور گوگل لوبان
کافور گندھک وغیرہ کا ہو رہا تھا کسی جگہ رائی کا دھوان پھیلا ہوا تھا کسی جانب سرسون
کی چراہند مچی ہوئی تھی کسیطرف مال کنگنی کے بھتے نکل رہے تھے کہین پر کالے آتش کے
چمک رہی تھی کسی جا شعلہ لپک رہے تھے کوئی گھی کے چھینٹے آگ پر دے دے کر
بیرون کو اپنے ہوشیار کر رہا تھا کوئی تیل چھڑک چھڑک کر ہمزاد کو چونکار رہا تھا ہر طرف
مہیب صدائین بلند تھین کوئی میٹھے طبیعت کا حلوا بنا کر بھینٹ دے رہا تھا کوئی خبیث
مزاج خوک سے نہا کر جوکر دیر رہا تھا کسی نے بکرا بھینٹ دیا تھا کسی نے
بھینسے کو جھٹکا کیا تھا کوئی ماش کے آٹے کا پتلہ بنا کر اوسمین جادو پھونک رہا تھا
خون انسان سے اوسکو نہلا کر دل کر دے اوسکو کھلائے تھے زرہ بکتر خود چار آئینہ
وغیرہ پہنا کر تلوار ہاتھ مین دیکر پردہ سحر مین پوشیدہ کر دیا تھا کہ وقت پر اُس سے
کام لین گے کسی نے اپنی سواری کے واسطے اژدر آتش فشان تیار کیا تھا
کوئی دائرہ بجا رہا تھا کوئی خنجری بجا رہا تھا ہر ہر طریقہ سے بیرون کو قابو مین کر رہے
تھے کوئی خوشامد سے کوئی دعوت سے کہ وقت پر کام دین اور جنگ سے منھ نہ موڑین
کسی نے انگشت چاک کر کے خون انسان کا مزا چکھا دیا تھا کہ دشمن پر حلم کے ساتھ جاین
اور کوتاہی نہ کرین کسی نے زبان مین سوئین چبھو کر لہو زبان کا پتلہ سحر کے ہونٹون مین لگایا
کہ خدا پرستون کا خون دل سے اسی طرح پی لینا کوئی دو تھڑ زمین پر مارتا تھا اور کوئی سر
کے بال کھولکر چیختا تھا کوئی کچھ بڑ بڑا رہا تھا کوئی سر مار رہا تھا کوئی دستک دے دیکر
اپنے سحر کو عادی کر رہا تھا کہ جسوقت تالی بجاؤن سحر کام کرے اور دشمن سے بچائے اور
اوسپر حملہ کرے اوسکو رد کرے مبہوت آسمان شگاف اپنے بیرون کو جگا کر انکو بھینٹ
دے رہا تھا مواج گرد باد اپنے سحر کو عجیب عجیب طریقون سے جگا رہا تھا نئے نئے
منتر پڑھ رہا تھا جنتر زمین پر کھینچ کھینچ کر بیرون کو سامنے طلب کر کے اونکی خوراک بھینٹ
دے دے کر بڑھا رہا تھا کئی بیگناہ انسان اوسنے منگا کے لاکر ذبح کیے جو بیچارے مسافر
تھے اور نہ معلوم کہان جا رہے تھے قہر نگاہ سحر برہمن نے اور سب سحر تو جگائے
ہی تھے کہ جنکا اظہار بروقت مقابلہ ہوگا لیکن اوس نے سحر حیات زرین پوش
کو بھی اپنے تابع کیا ہے اور دلمین کہتی ہے کہ غیر ساحرون پر اسی سحر سے کام لونگی
اور اسی کے سحر سے عوض اسکے خون کا لونگی دفن کرتے وقت زبان کی نوک اس نے
قطع کر لی تھی اور اوسے امانت رہنے دیا تھا جسوقت اپنے سحر جگانے سے فرصت ہوئی
اور اپنے سحر تیار کر چکے تو اوس نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور ایک
بیگناہ جسکو لشکر خدا پرستان سے پکڑ لے گئی تھی کہ وہ بیچارہ حد لشکر سے نکلکر دریا
کی طرف جا رہا تھا ورنہ مرتخ آفتاب علم کی وجہ سے لشکر کے اندر قہر نگاہ
کچھ نہ کر سکتی تھی اور اگر ایسا قصد بھی کرتی تو حال کھل جاتا اور مقابلہ قبل از وقت

ہوجاتا یہ خیال کرکے گھات مین رہے جسوقت اس نے دیکھا کہ یہ اجل رسیدہ مسلمان حد لشکر سے نکل آیا ہے بس بقوت سحر ہاتھ اپنا دراز کرکے اوٹھالائی اور خون سے اس بیگناہ کے اوس پتلی کو نہلایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے وہ نوک زبان جو حیات زرین پوش کے دفن کے وقت قلم کرلی تھی اس پتلی کے منہ مین دی اور خون اپنے بائین چھنگلیا کا اسکے منہ مین ٹپکا دیا کہ وہ پتلی گویا ہوئی اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا اے سحر حیات زرین پوش اپنے مالک کے خون کا بدلہ ان خدا پرستون کسے لے اور سحر ساحران کا جواب دے یہ کہکر اوسی پتلی کو ایک شیشہ مین بند کرکے جھولی مین ڈال لیا اور منتظر وقت کے ہوئے یہان لشکر اہل اسلام سے کچھ دور برمریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو اوتارا ہے یہان سحر جگاتے جارہے عطر وگلاب وکافور وصندل سلگ رہا ہے کوئی کچھ لکیرین زمین پر کھینچ رہا ہے کوئی انگشت کے اشارے سے ہوا کو مسخر کررہا ہے کسی نے زمین کو لیپ کر صندل کے چھاپے دیئے ہین کچھ پھول کیوڑے جوہی چنبیلی وغیرہ کے رکھے ہین منقلین روشن ہین مریخ آفتاب علم نے مشک وعنبر اگر کے بخور سلگا کر تمام صحرا کو معطر کردیا بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین کبھی بجلی اچانک کر نظرون سے پوشیدہ ہوجاتی ہے کبھی ایک شعلہ سا لپک کر رہجاتا ہے کبھی پریان ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آتی ہے کبھی دیو مہیب اپنی متابعت ظاہر کرکے نظرون سے پوشیدہ ہوجاتا ہے غرضکہ رات بھر مین جتنے سحر انکے تھے سبکو جگا کر نماز صبح تک فراغ حاصل کرلیا جسوقت سپاہ انجم میدان فلک سے شکست خوردہ گریزان ہوئے اور علم کہکشان سلامی ہوا بادشاہ شبستان یعنے ماہ درخشان کا چہرہ دیہیم فلک کے قبضہ سے نکلجانے نے بیرونق وغمگین کردیا وبیر فلک نے چہرہ مریخ وکیوان ومشتری زہرہ کو قلم زد کیا تمام کشور افلاک عمل شاہ خاور مین آئے سپاہ نور نے ہر ہر مقام پر اپنا قبضہ کیا اور سپاہ سیاہی کو شکست دیکر گوشہ مغرب مین قلعہ بند کردیا طبقہ ارض کے رہنے والے خواب غفلت سے بیدار ہوئے اپنے اپنی حال سے خبردار ہوئے ٹھہرے ہوئے قافلون نے کوچ کا سامان کیا صدائے کوس سفر نے لبس ماندون کو پریشان کیا غربا تلاش معاش مین چلے امرا عیش شب سے فراغ حاصل کرکے عشرت روز مین مصروف ہوئے پہرے والون نے پہرا بدلا یا جاگنے والون نے سونے والون کو جگایا اور نیند نے جاگے ہوؤنکو سلایا پرندا نے اپنے آشیانے سے نکلکر کوئی شاخ درخت پر زمزمہ سنجی کرنے لگا اور کوئی زمین کیطرف فکر شکم پروری مین چلا چرند گیاہ سبز کیطرف متوجہ ہوے درندے تلاش شکار مین چلے باغون مین ناشگفتہ غنچے نسیم سحری کے دست اندازی سے کھل کھلا کر ہنسے اور کھلے ہوئے پھول مرجھا کر شاخون سے زمین پر گرکے بے ثباتے عالم کی خبر دینے لگے بلبلین بیقرار ہوکر نشیمن سے نکلین اور رتوں سے ہوگئے عاشق کیطرح گلون سے لپٹنی لگین قمریان شمشاد وصنوبر پر اود کر بیٹھین طوق محبت گلے مین ڈالے ہوئے عشق کے دم بھرنے لگین فاختہ سرو سہی کے عشق مین لباس فقیرانہ پہنے نعرۂ حق سرہ بلند کرنے لگی نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو جتنا جگایا اوسیقدر خواب اوسکا زیادہ ہوا لالہ کوہی نے خون سر فرہاد یاد دلا کر عاشق مزاجون کی جان شیرین کو تلخی مرگ یاد دلادی دامن صحرا کو کوڑیا لے نے پھولون سے بھر دیا۔

مشام جان کو ہر ذی روح کے نکہت گل نے معطر کردیا خدا پرستون مین شور اذان بلند ہوا شوق عبادت دوچند ہوا کفار مین سنکھ کی صدا سے شان بت پرستی نمایان ہوئی صاحبقران عالیشان نے وضو کرکے نماز سحری کو ادا کیا اور صندوق اسلحہ وکشتی پوشاک رزم کو طلب فرمایا اول لباس رزم تن پر آراستہ کیا زرہ بکتر خود پہنا چار آئینہ لگایا دستانے ہاتھون مین پہنے موزے پاؤن مین چڑھائے اور اسلحہ مین سے صرف ایک سپر اور ایک تلوار لے لی اور مسجد کر باس سے برآمد ہوئے اودھر اور سردارون نے بھی آلات حرب وضرب کو تن پر سنوارا لیکن بیکار سمجھکر اس لیئے کہ اگر کوئی پہلوان ہوتا اوس سے مقابلہ کرنے شان جانبازی دکھاتے داد مردی ومردانگی دیتے ساحرون کے مقابلہ مین جانا قبضے باندھکر کھڑے ہونا دوسرون کی لڑائی کا تماشا دیکھنا طبیعت پسند نہین کرتے لیکن کیا چارہ ہے شکست و فتح یونتو من جانب اللہ ہے لیکن بظاہر دوسرون کے اختیار مین اپنا کوئی قابو نہین شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت عین الزمان نور الزمان اسد ثانی وغیرہ یہ سب عزیز صاحبقران باقبال حاضر دردولت شاہی ہوئے تو صاحبقران کو موجود پایا تسلیم وآداب بجا لائے اودھر رفیقون مین لندھور ثانی ہشام بن مالک فضیل بن کیا ہوا رخون آشام رستم خان بن گنجاب رستم خان بن گاؤ لنگی مکفوف بن ضیغم خون آشام قارن بلندکمان ورقا ئے زنجیرہ خوار موت بن سابق قیصر عاد بہرام عاد جالوس عاد سالوس عاد صمصام عاد مقام عاد یہ سب تازے مسلمان ہنوز آفتاب نہین نکلنے پایا تھا کہ دردولت پر جمع ہوگئی وہان بادشاہ اسلام داراب بن داراب یمین زرہ تاج شاہی برسر وچار قبہ شاہنشاہی دربر کیئے ہوئے چتر سر پر پھرتا ہوا بصد جاہ واحتشام محل سے برآمد ہوئے سرداروں نے ترتیب وار مجرا کیا نقیبون نے نگہ روبرو کی آواز دی کہارون نے ہاتھون ہاتھ تخت باہر لاکر کہارون کے کاندھون پر رکھا اور سواری بادشاہ اسلام کے بصد جاہ وتجمل میدان کارزار کیطرف روانہ ہوئی آگے آگے نقیب بولتا ہوا ڈنکا بجتا ہوا صاحبقران باقبال گوشہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان کارزار تک آئے اسکے بعد سردار اپنے اپنے لشکر کیطرف متوجہ ہوئے اور صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب جناح اگلا ہر اول پچھلا چنداول ایک دم مین درست ہوگیا اب صاحبقران باقبال چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے کس شان سے کہ علم اژدہا پیکر کا پھریرا اوڑتا ہو آوازیا صاحبقران یا صاحبقران آتی ہوئی خضران بن عمرو رکاب سعادت انتساب مین تھا اور سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوگئے ایک طرف مریخ آفتاب علم مع اپنے ساحرون کے آگے ہوئے اور صاحبقران عالیشان سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میرا لشکر آگے بڑھکر صف آرا ہو کہ آجکی میدان داری مین حضور ان جان نثارون کی لڑائی کا تماشا دیکھین فرمایا صاحبقران نے کہ آپکو اختیار ہے جس مقام پر مناسب جانیئے وہان کھڑے ہوکر تماشا جنگ کا دکھائیے لیکن اسکے بعد آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ خداوند کریم آپکا حافظ ونگہبان ہے اس لیئے کہ تین ساحران زبردست کا سامنا آپ تن تنہا سے ہوگا۔

ببینم کہ تا کردگار جہان — درین آشکارا چہ دارد نہان

دیکھا چاہیئے کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے شہزادہ مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ فضل یزدگار اور آپکا اقبال چاہیئے تو کیا حقیقت ہے ان ساحرون کی ایک ایک انجھکے یہ سب ہین صاحبقران زمان نے فرمایا کہ وہی خالق ذوالمنن معین و مددگار ہے جسکے واسطے ہم جانین اپنی ہتیلی پر لیے ہین یہ کہکر رخصت ہوتے اور اپنا لشکر سپاہ اسلام سے آگے بڑھا کر صفین قائم کین اور آپ بمرتبہ سرداری آگے بڑھکر کھڑے ہوئے کہ دیکھا فوج کفار کے ساحر بھی میدان حرب مین آکر پہونچے ایک لاکھ بیس ہزار ساحر بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیان منہ جھولیان کاندھون پر ڈالے کوئی گرگ سحر پر سوار کوئی پلنگ پر بیٹھا ہوا کوئی فیل کو زیر ران کیے کوئی اژدر سحر پر سوار منھ سے اژدر کے شعلے نکلتے ہوتے اسیطرح مختلف جانوران سحر پر سوار ڈھولے ڈبرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ترسول پر سول ہاتھون مین جھولیان اسباب سحر کی کاندھون پر لگاتے ہوئے اوسمین ترسول ناریل ترنج کچھ سوئیون کا گولہ فولادی خاک قبر جمشیدی وغیرہ جنیو گلون مین پڑے ہوئے تلک ماتھون پر دیے ہوئے قشقے کھینچے ہوئے آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوندا کو ان تا جا ری کی بلند آگے آگے مبہوت آسمان شگاف مار فسون اسکے ہاتھون مین لپٹے ہوئے آنکھین سرخ رنگ سیاہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو ساغر خون سے بھرے ہوئے پہاڑ پر رکھے ہین ایک طرف مواج گرد باد جادو خاکستری لباس پہنے ہوئے اژدر سحر پر سوار بات بات مین منھ سے دھوان نکلتا ہوا اسباب سحر سے آراستہ گلے مین بجائے زنار اک مار سیاہ لپٹا ہوا ایک جانب قہر نگاہ سر برہنہ غصہ مین بھری ہوئی اسباب سحر سنبھالے ہوتے سب سے آگے بڑھکر اک تخت سحر پر سوار میدان جنگ مین پہونچے صفین آراستہ ہوئین اب نقیبون نے نکل نکلکر نہیب دی کہ اے بہادران صف شکن و دلاوران تہمتن یہ روز نام و ننگ ہے دیکھا چاہیئے آج کون کون میدان حرب و ضرب مین داد مردی و مردانگی دیکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرتا ہے اور کون کون با فتح و فیروزی واپس ہوتا ہے اور کون کون خاک ادبار و ذلت پر لیتا ہے ہان اے جوانو آج نام رستم و سہراب کو پردۂ دنیا سے مثل حرف غلط کے صفحۂ دنیا سے مٹا دو اور اپنے شمشیر آبدار کی ضرب سے سکہ اپنی دلاوری و بہادری کا جاری کر دو اس لیئے کہ مرنا ہر طرح ہے آج مرے تو کل مرے تو ایک روز سبکو فنا ہے اوسی کی ذات کو بقا ہے کیسے کیسے بادشاہان اولوالعزم اس دنیا سے اسطرح چلے گیئے اور وہ حشم و جاہ اونکا ایسا خاک مین ملگیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہین ؎

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا — مٹے ناميون کے نشان کیسے کیسے

جن بادشاہون کے رعب و داب سے فلک لرزتا تھا زمین جنبش مین آتی تھی آج استخوان و گوشت اونکے کیڑون نے کھا لیئے ہین قبر کا نشان تک باقی نہین ہے ؎

پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے — آج سر اونکے ہین ٹھوکرین کھاتے ہوئے

جنکے آغوش تمنا کے معشوق تمنا کرتے تھے آج وہی آغوش قبر مین اسطرح پڑے ہوئے ہین کہ حس و حرکت بھی نہین وہ خوش لباس جو ہمیشہ پوشاک نفیس و عمدہ پہنتے تھے آج دو گز کفن

مین لیٹے ہوئے پڑے ہین مسند نشینان حکومت کے واسطے بھی وہی بستر خاک ہی اور تخت نشینون کے لیئے تختہ تابوت ہے۔ ع

اشعار عبرت آثار

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین
آئینہ و ساغر بر باہم حیرت مین ہے دل آنکھین بر نم
جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
جو باغ تھا کل پھولون سے بھرا اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام یہ بد
کل جنکو اندھیرے سے تھا حذر رہتا تھا چراغان پیش نظر
قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین تہ مرقد ادکے
اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا مضمون ہی نازک تر

سب دوست ہین اپنی مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین
یاد آتی ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین
تخت اسکا نہ اسکے تاج اوسکا اسکندر و دارا کوئی نہین
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہے اسجا کوئی نہین
یا بزم طرب یا گنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین
ایک شمع جلا دی تربت پر جز داغ اب اپنا کوئی نہین
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین
اوس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

اے بہادر روئے تباہی عالم پوشیدہ نہین ہے اس لیئے کہ کبھی صبح ہے کبھی شام کبھی دن ہے کبھی رات کبھی سردی ہے کبھی گرمی کبھی آفتاب عالمتاب کے دورے ہین اور کبھی مہتاب جہانتاب کا عمل ہے اس زندگی مستعار کا کیا اعتبار ہے ایک نفس کی آمد و شد پر دار و مدار زندگی ہے جسوقت یہ انتظام بگڑا ہستی عدم ہوگئی اور بقا فنا سے بدلگئی جب اعتبار زندگی نہین تو کس رونے کے واسطے جان کو بچائیے بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین کیا معلوم اگر آج جان بچالی تو کل ایسی موت نصیب ہو یا نہو جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ ہٹ گئے دونون لشکر دن مین ایک غریو ہوا باجے جنگی بجنے لگے علم جلوہ گری پر آئے رگون مین دلاورون کے خون شجاعت جوشزن ہوا اور قہر نگاہ سر برہنہ کی آنکھون مین خون اوتر آیا دنیا نگاہون مین تاریک ہوگئی حیات زرین پوش کی تصویر آنکھون کے نیچے پھرنے لگی بس دلمین سوچی کہ اب زندگی بیکار ہے اس لیئے کہ بہتر ہو اگر عظمت سحر ساز سے میرا سامنا ہو یہ تصور کرکے اپنے تخت سحر کو اشارہ کیا کہ وہ مانند لکہ ابر کے میدان جنگ مین آکر قائم ہو اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان مین حیات زرین پوش کے خون کے بدلے اگر تم سبکو بھی مٹادونگی تو بھی یہ داغ میرے دل سے نہ مٹیگا لیکن مین جہانتک قابو پاؤنگی کوتاہی نہ کرونگی جس نے میرا سحر روکنا ہو اور جواب دینا ہو وہ ہوشیار ہو جائے یا مقابلہ پر آئے اس لیئے کہ مین اپنا وار کرتی ہون مریخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ مین موجود ہون اور پہلے سے ہوشیار ہون جو بات تیرے ذہن مین بعد کو آئی ہوگی مین نے اوسکا پہلے سے انتظام کر رکھا ہے تو کبھی ہرگز نہ کرنا یہ کہکر اپنا تخت فیروزہ اور آگے بڑھایا اور کہا کہ بس مقابلہ مین تیرے آنا بیکار ہے انشاءاللہ تیرے سحر کا جواب یہین سے دونگا یہ سنکر قہر نگاہ سر برہنہ نے کہا کہ آپ سے مقابلہ کرنے مین میرے واسطے ہر طرح بہتری ہے اس لیئے کہ آپ وہ شخص ہین جنھون نے طلسم فیروزہ کو فتح کرایا قیصر صاف باطن کو مطیع اسلام کرایا اور بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی کو زیر کرا کر مطیع اسلام کرایا آئینہ اندام جادو آپ ہی کی ذات سے شکست

کھا کر بھاگا اور یہان آکر پوشیدہ ہوا لہذا آپ ایسے عالی خاندان و بلند مرتبہ شخص سے مقابلہ کر کے اگر جان دی تو بھی باعث افتخار ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ماری گئی اور اگر مارا اور فتحیاب ہوئی تو سحر سازی کے جھنڈے گڑ گئے تمام دنیا مین نام ہو گیا یہ کہکر اس نے وہی پتلی جھولی سے نکالی جسمین سحر حیات زرین پوش کو بند کیا تھا اور کہا کہ جا لشکر اسلام پر اور اپنے خون کا بدلا لے بس یہ کہنا تھا کہ وہ پتلی تڑپی اور تڑپکر قد مثل انسان کے درانہ کیا اور لشکر اسلام کی جانب چلی ایک آدھ ساحر لشکر مریخ آفتاب علم نے جھپٹ کر روکنا چاہا لیکن پتلی نے آواز دی کہ کیا تو بھی میرے خون مین شریک تھا بس منھ کھلنا تھا کہ ایک شعلہ دہن سے نکلا اور جسپر گرا جلاکر خاک کر دیا اگر کسی نے سپر سحر چہرے پر روکے جب بھی رد نہو سکا اور سپر کو توڑ کر سینہ کے پار گزر گیا ابتو یہ حالت ہوئی کہ پتلی ادھر جا پڑی جس سے کہا تو میرے خون مین شریک تھا شعلہ نکلکر سینے سے پار گزر گیا ابتو ساحر ڈرے اور بلکہ جان بچانے لگے جسوقت ساحرون نے کنارہ کشی کی تو یہ پتلی لشکر صاحبقران عالیشان کیطرف چلی اور پکاری کہ مین تو آج بغیر اپنا خون بہا لیئے نہ پھرونگی کیا حیات زرین پوش کا خون اوپرہی اوپر جائیگا جبتک زمین شفق گون نہ کردونگی اوسوقت تک مجھے صبر آئیگا جانبازون نے بڑھ بڑھکر اپنے سینون کو سپر کیا لیکن پتلی نے جس سے کلام کیا شعلہ نکلکر اوسکے سینے سے پار ہو گیا بہت سے لوگ مارے گئے اور اب ایک تلاطم ہو گیا مریخ آفتاب علم کچھ دیر تو خاموش کھڑے رہے اس لیئے کہ رد سحر کی ترکیب ذہن مین نہ آئی تھی دل مین کہتے تھے کہ اس لکاتہ نے بڑی چالاکی کی کہ سحر کو قید کر رکھا تھا کوئی نتیجہ حیات زرین پوش کے مرنے سے اہل اسلام کے فائدہ کا نہ نکلا اس لیئے کہ ہنوز سحر اوسکا اوسیطرح موجود ہی اگر وہ خود زندہ ہوتی تو اور کیا مقابلہ کرتی اور فکر یہ تھی کہ ایسا رد سحر ہو جو قہر نگاہ بھی کہی کہ ہم نے کسی پر حملہ کیا تھا تو اوسکا جواب پایا تھا اس سے عرصہ گزرا اور ادھر قہر نگاہ سر برہنہ سمجھی کہ میرا وار چل گیا بس اب یہی سحر سازی لشکر اسلام کے غارت کرنے کو کافی ہے اور ادھر لوگ کہہ رہے تھین کہ بادشاہ طلسم پیر زن کو بڑے دعوے تھے اور اتنا بڑا نام تھا مگر اب کچھ بنائے نہین بنتی ایک سحر ابھی اسنے رد نہین ہو تا مفت مین صد ہا جانین تلف ہو رہی ہین - ع

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دلکا		جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا	

مریخ آفتاب علم تو اسی شعر کے مصداق ہو گئے اوسطرف پتلی جدھر بلا کیطرح منھ کھولے ہوئے جاتی ہے صفون پر صفین اور پرون پہ پرے گرتے ہین کہ یکایک مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ او سحر حیات زرین پوش ادھر آ مین تجھے نام قاتل کا بتادون کیون بگنا ہون کا خون کرتی ہے اور قاتلون کو چھوڑے دیتی ہے یہ سنکر پتلی اسطرف پلٹی کر آپکا احسان ہو گا آپ ہی بتا دیجئے یہ کہتی ہوئی جو مریخ آفتاب علم کیطرف چلی شعلہ دہن سے نکلکر مانند تیر شہاب مریخ آفتاب علم کیطرف چلا بس جیسے ہی یہ شعلہ قریب

پہونچا مریخ آفتاب علم نے کچھ اسم سحر دم کرکے اوسے مٹھی مین بند کرلیا اور قہر نگاہ
سر برہنہ کو آواز دی کہ بس اسی سحر پر ناز تھا قہر نگاہ کے ہوش باختہ ہو گئے لیکن
مریخ آفتاب علم نے پھر کچھ اسم سحر پڑھا اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا کا خون اس پتلی کے
منھ مین دیکر اوسی اونگلی سے اشارہ سے قہر نگاہ سر برہنہ کو بتایا کہ قاتل تیرے
مالک کی یہی ہے اور سارا لشکر اسکا شریک ہی نہ یہ اوسکو لاتی نہ وہ یہان آکر قتل ہوتی
اب اسی سے خون کا بدلا لے اور وہ شعلہ جو مٹھی مین بند تھا اوسکو چھوڑ دیا بس یہ کہنا تھا
کہ اوس پتلی نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین پہلے مین نہ سمجھی تھی حقیقت مین اگر یہ نہ آتی
تو حیات زرین پوش بھی طلسم کے باہر قدم نہ رکھتی اسی نے اوسکو قتل کرایا ہی
یہ کہکر وہ پتلی چمک کر قہر نگاہ سر برہنہ کیطرف چلی قہر نگاہ نے جو دیکھا کہ میرا سحر میرے ہی
طرف آتا ہے ہائین ہائین کرتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی اور پتلی نے کہا کہ کہان تک بچوگی مین تمہین
زندہ تھوڑے چھوڑونگی سچ کہتے ہین شہزادہ مریخ آفتاب علم کو تمہین نے یہان لاکر
اوسکو قتل کرایا اب یہ حالت ہے کہ پتلی آگے بڑھتی ہے اور قہر نگاہ پیچھے ہٹتے
جاتی ہے یہانتک کہ صف لشکر کے پیچھے ہو گئی اور لشکریون نے بڑھکر روکنا
چاہا پتلی نے کہا معلوم ہوتا ہے تم لوگ بھی اس قتل مین شریک تھے جب تو
سامنے آئے ہو لو تم بھی لو بس یہ کہنا تھا کہ دہن سے شعلہ نکلا اور جس شیطان خصال
پر مانند تیر شہاب کے گرا اوسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جس نے روکنا چاہا سپر سحر چہرہ کی
پناہ کی شعلہ سپر کو توڑ کر سینے کے پار گزر گیا ابتو لشکر کفار کی بھی وہی حالت ہوئی جو کہ
لشکر اسلام کی ہوئی تھی صاحبقران نے مریخ آفتاب علم کی تعریف فرمائی کہ کیا خوب
اوسی کے سحر کو اوسی کے طرف پلٹایا ہے خضران بن عمرو نے کہا کہ میان کی جوتی اور
میان کا سر یہ مثل سنتے تو بہت دنون سے ہین لیکن آنکھون سے آج دیکھا ابتو اہل اسلام
ہنس رہے ہین اور فوج کفار مین تہلکہ مچا ہوا ہے پتلی چمک کر یہ آتی اور وہ آتی
جس نے روکا جلکر خاک ہوا ہر چند سحر کرتے ہین وہ بہتر زمین پر مارتے ہین لیکن
پتلی نہین رکتی جلاتی پھونکتی قہر نگاہ کیطرف چلی جاتی ہے کہ یکایک قہر نگاہ کو غصہ آیا
اور اس نے ایک اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اچھا مین تجکو تیرے مالک سے ملا دون
پتلی نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے قہر نگاہ کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی قبر حیات
زرین پوش کیطرف چلی کہ پتلی حملہ کرنے سے باز آئی اور قہر نگاہ کے ہمراہ ہوئی قہر نگاہ
قبر حیات زرین پوش کے سرہانے آئی اور انگشت نر کا خون قبر پر ٹپکا کر آواز دی
کہ لے یہ تیرے سے بھینٹ ہے اور اپنے مالک کو اس زمین مین ڈھونڈھ لے
یہ سننا تھا کہ پتلی نے قبر پر گر کر بیٹھی تو وہ خون جاتا ساتھ ہی ایک شعلہ جوالہ
بنکر قبر پر گری اور نظرون سے غائب ہو گئی ساحران لشکر کفار نے
قہر نگاہ سر برہنہ کی رد سحر کی تعریف کی لیکن مریخ آفتاب علم نے
پکار کر کہا کہ لعنت ہے تیرے اس رد سحر پر کہ اپنی بلا مردے کے سر تھوپی
ارے تجھ سے رد سحر نہو سکا تھا تو جان دیدی ہوتی یا مجھی سے کہا ہوتا

یہہ کیا کیا کہ مردے پر ظلم کیا اور لاش کو حیات زرین پوش کے پھونک دیا معلوم ہو گیا کہ تجھے اپنی
بھانجی سے بڑی محبت تھی اگر وہ زندہ ہوتی اور اوسپر آنچ آتی تو بیشک تو سینہ سپر ہوتی مریخ آفتاب علم
نے جواب دیے، باتین کہین قہر نگاہ ہمیشہ ساحران عالم کے آگے ذلیل ہوئی اور خیال پیدا ہوا کہ بعد
جنگ جب ساحران طلسم بہ نطاق داخل نطاق ہونگے اور گفتگو مریخ آفتاب عالم کی بیان کرینگے
تو بڑی بدنامی ہوگی اور عظمت سحر ساز شکایت کریگی کہ ایک لڑکے کو بیجا کر مروا ڈالا طرہ
یہہ کہ رد سحر نہ کر سکے اور لاشش اوسکی جلا دی تف ہے اس صورت پر خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا تقدیر
کی بدنامی مٹ نہین سکتی اب لڑ مرنا چاہیے اور زندہ پلٹ کر نطاق نہ جانا چاہیے بلکہ اگر فتح بھی حاصل
ہو تو بھی کسی اور طرف نکل جانا بہتر ہے لیکن طلسم نہین جانا اچھا نہین یہہ خیال کر کے اسنے کچھ اسم
سحر دم کیا اور زمین پر یا شداد اند اکوان جد اکہکر ایک دوہتڑ مارا کہ سارا طبقہ ہل گیا زلزلہ پیدا ہوا جا بجا سے
زمین شق ہونیلگی لوگ زندہ درگور ہونیلگے اک قیامت صغرائی برپا ہوگئی عمر نے اسکے ساحر و غیر
ساحر سبکی ایک حالت کر دی ہے گھوڑے بیقابو ہو گئے ہین سوارون کے سنبھالے نہین سنبھلے
بارگاہیں اسطرح حرکت مین ہین جیسے طوفان مین ناؤ ہوتی ہے اکثر خیمہ گر پڑے جو لوگ اچانک
کھڑے تھے زمین پر گر پڑے کسیکا ہاتھ کسیکا منہ کسیکا گھٹنہ کسیکا سر ٹوٹ گیا جو گھوڑون پر تھے
انکی یہہ حالت ہوئی کہ تھوڑا بہت کا بعضون نے سنبھال لیا اور بعضون سے نہ سنبھل سکا آخر گرگر
مرنا شروع ہو گئے بس یہہ حالت دیکھتے ہی مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ اے قہر نگاہ مینے
تو تیرا بڑا نام سنا تھا لیکن اسوقت تو ایسے سحر کر رہی ہے کہ ہر معمولی درجہ کا ساحر کر سکتا ہے
یہہ اور بات ہے کہ تیرا سحر بہ نسبت اونکے زور دار زیادہ ہے اب دیکھ تماشہ یہہ کہکر کوئی
اسم سحر پڑھا اور دستک دیکر آواز دی کہ اے حامل زمین سحر دو ساحری روک دے
اگر اسکو بس یہہ کہنا تھا کہ اک مقام سے طبقہ شق ہوا اور ایک زنگی تیرہ رو پیدا ہوا اک
میخ آہنی اور ہتوڑا اوسکے ہاتھ مین تھا بیچ لشکر مین پہونچکر اوسنے وہ میخ آہنی زمین مین
ٹھونک دی کہ زلزلہ موقوف ہو گیا اور پھر پاؤن مار کر غرق زمین ہو گیا قہر نگاہ نے جو
یہہ معرکہ دیکھا اور مریخ آفتاب علم کا طعنہ سنا بس اسنے غیظ مین آکر سر برہنہ کر دیا
بال بکھرا دیے اور سر کو حرکت دی یہہ معلوم ہوا کہ روز روشن ظلمت شب مین گرفتار
ہو گیا تمام صحراے نطاق پردہ ظلمت معلوم ہونے لگا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا
دم گھٹنے لگے الجھن پیدا ہوئی نفس تنگی کرنے لگا ساحران شعلہ مزاج نے مشعل
سحر روشن کی کچھ نہوا یہہ معلوم ہوا کہ شب تاریک مین جگنو چمک رہے ہین اور
اس تاریکی سے ایسا دم گھٹا کہ لوگ ہلاک ہونے لگے یقین ہے کہ اگر وہ تاریکی
پھر اوسی طرح چھائی رہتی تو ایک نفس نہ بچتا گھٹ گھٹ کر ہلاک ہو جاتے
یہہ دیکھکر مریخ آفتاب علم نے اک ناریل نکالا اور کچھ اسم سحر دم کر کے زمین
پر مارا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ہزارہا پتلی مشعلین ہاتھون مین لیے ہوئے
پیدا ہوئے اور ہر چہار طرف پھیل گئے کہ روشنی مشعلونکی اوس تاریکی پر غالب
آگئی یہہ دیکھکر قہر نگاہ نے سر پر اک دوہتڑ مارا اور بال جھٹکے بالونکا جھٹکنا تھا کہ ہزارہا
جگنو اسکے بالون سے پیدا ہوئے پہلے تو مچھر کے برابر تھے پھر اونکی چمکتے ہو گئے

اب اونھون نے مثل کیو بزون تاو دے لگانا شروع کیے اور بلند ہونے لگے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ قد اونکے بالشت بالشت بھر کے ہو گئے اب تمام لشکر دیکھ رہا ہے کہ یہ کیا کرتے ہین صاحبقران نے بھی ایسا سحر نہ دیکھا تھا غور سے ملاحظہ فرما رہے ہین اور دلمین کہتے ہین کہ عجب سحر ہے تھوڑا عرصہ اور گذرا تھا کہ دیکھا وہ جگنو نہین ہین بلکہ ہاتھ بھر کے پتلے ہین اور خنجر اونکے ہاتھون مین چمک رہے ہین جسوقت سحر نے پوری ہیئت پیدا کی تو قہر نگاہ نے اشارہ کیا کہ لینا لشکر حریف کو کہ ان لوگون نے خداوند سے سرکشی کرنا شروع کی ہے بس یہہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ پتلے لشکر صاحبقران اور لشکر مریخ آفتاب علم کی طرف چلے اور خنجر تان لیئے سرداران لشکر اسلام نے تلوارین کھینچ لین لیکن پتلے آتے ہی لپٹ پڑے اسطرح آسانے کہ یہہ معلوم ہوا کہ تیر آیا جسنے پتلون پر تلوار ماری تلوار تو ٹوٹ گئی لیکن پتلے کے جسم پر خم کا بھی نہ آیا ساحرون نے سحر کیے سحر بھی بیکار ہو ئے اور کچھ نہ ہو سکا اودہر ساحران لشکر کفار ہنس رہے ہین اور قہر نگاہ کی تعریف کر رہے ہین اودہر جادوگران لشکر مریخ آفتاب علم مین اک غدر ہے پتلے جسکو لپٹ کر خنجر مارتے ہین وہ ہلاک ہو جاتا ہے پتلون پر کوئی سحر اثر نہین کرتا بلکہ سحر بھی پلٹ پڑتا ہے اک قیامت برپا ہے جسنے پتلے کو آتے دیکھا ترنج سحر مارا ترنج پتلے پر پڑتے ہی پلٹ پڑا اور اوسی کو ہلاک کیا اگر کسی نے گولا فولادی مارا اور پتلے کے سینہ پر پڑا اچٹا گر پڑا گولا ایک طرف نکلا چلا گیا اب جو پتلہ لپٹ کر خنجر مارتا ہے ساحر دم بھر مین پھڑک کر ہلاک ہو گیا ساحران لشکر کی تو یہ حالت ہے جو غیر ساحر ہین اُنکا کیا ذکر ہے پتلے ہر ایک سے لپٹے ہوئے ہین جان بچانا دشوار ہے اگر ایک کو روکا کلائی پکڑی تو دوسرا لپٹ پڑا تیسرے نے آکر خنجر ماردیا کوئی صورت مفر کی نظر نہین آتی ہے یہہ دیکھکر مبہوت آسمان شگاف نے اک سحر کیا کہ آندہی چلی بڑے بڑے پتھر اوڑ کر لشکر اسلام پر گرنے لگے لوگون کو ہلاک کرنے لگے اور جسقدر مشعلین سحر مریخ آفتاب علم سے روشن تھین سب گل ہو گئین پھر وہی تاریکی چھا گئی ادھر تو آندہی اس زور و شور سے چل رہی ہے کہ سوار گھوڑون پر سے گرے جاتے ہین مرکب قابو مین نہین ہین منہ بھرے جاتے ہین اودہر تاریکی مین دم گھٹا جاتا ہے اندھیرے مین کچھ نظر نہین آتا ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا پتلے اسطرح آتے ہین کہ اب دکھائی نہین دیتے جسکے لپٹ کر خنجر مارا وہ ہلاک ہو گیا تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین اودہر تو آندھی سے دم گھٹ رہا ہے پتھر برس رہے ہین خاک آنکھون مین بھر گئی ہے جو ساحر ہین وہ سحر بھولے ہوئے ہین جنکے منہ مین تھوڑی سی خاک چلی گئی سحر فراموش ہو گیا زبان اعتبار سے جاتی رہے اودہر پتلون نے لاشون پر لاشین گرا رکھی ہین اس تلاطم مین لوگ دست بدعا ہوئے کہ اے رب پاک ذات اس بلائے بد سے نجات دے تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین

کس کس سے بچین اور کیا کرین مرنا تو ہر طرح ہے مگر اسطرح بیدست و پا ہوکر
مرنا عجب بے بسی کی صورت ہے پروردگار صدقہ اپنے رسول برحق کا جنکو
تو نے غار مین بچایا اور چاہ مین حضرت یوسف کی مدد کی طوفان سے نوح کو امان
دی آتش نمرود سے خلیل کو نجات بخشی بلکہ اوس آگ کو گلزار کر دیا ہمکو بھی ان
بلاؤن سے نجات دے اور اپنے دامن پناہ مین چھپا لے ادھر تو یہہ لوگ مضطرب
الحال مصروف دعا ہین ادہر مریخ آفتاب علم نے ایک ترنج سحر جوڑے سے نکالکر
اپنے نشان پر مارا کہ اک شعلہ بھڑکا اور تمام صحرا روشن ہو گیا اک بدر کامل اوس نشان
سے نمودار ہوا اور وہ تاریکی برطرف ہوئی صحرا روشن ہو گیا مہوت آسمان شگاف
جادو نے جو گھبرا کر اوس بدر کی طرف دیکھا تو عجب قیامت دیکھی کہ چاند کے اندر اک
آفتاب حشر جلوہ گر ہے یعنے اک نازنین مہر جبین بصد عشوہ و نازنہ بیٹھی ہوئی ہے گوشوارے
کانون کے چمک مین وہ برق ہے جو خرمن جان کو پھونکتی ہے سر سے پاؤن تک
زیور مین لدی ہوئی بال وہ لانبے لانبے کہ جان عاشق وبال مین پڑ جائے بلکہ طائر دل
کے واسطے دام فریب ہین اور سیاہی اونکی شب فرقت و تاریکی مدفن کا نمونہ ہے
ہر حلقہ زلف اک کڑی زنجیر کی ہے جسکی سختی اوٹھانا دشوار ہے یا اک ابر کا لکہ ہے
جو آفتاب پر سایہ افگن ہے مانگ غیرت کہکشان جادہ راہ ظلمات یا یون سمجھیے کہ
اک لڑے موتیون کی کشتی حدید مین رکھی ہے ماتھا ساتوین تاریخ کا چاند جسکی
صفائی سے چاند بھی ماند ہوتا ہے بینی محفل حسن و خوبی کے شمع گوش ایسے
خوبصورت کہ تمام اعضا کی ناک ہین لوئین کان کے مانند شعلہ شمع کے
ضوریز ہین عارضون کے صفائی سے آئینہ بے نور غبار و کدورت سے
پاک یا یہہ کہیے کہ دو چاند یا دو آفتاب ایک وقت مین پہلو بہ پہلو نمودار ہوئے
ہین لب برگ گل سے زیادہ نازک تر دندان رشک اختر و گوہر جنکے چمک بجلیان
گراتی ہے چاہ ذقن کی چاہ یوسف دل کو خود گر پڑنے پر آمادہ کرتی ہے
سیب زنخدان کی تازگی روح افزائے دل پژمردہ ہے وہ صراحی دار گردن
کہ جسپر ہزارون گلے کٹین دیکھکر مست شراب محبت ہو جائین بس یہہ دیکھکر
مہوت آسمان شگاف مبہوت ہو گیا عشق کا دم بھرنے لگا اوس نازنین
نے اشارہ سے کہا کہ دور سے کیا دیکھ رہے ہو پاس کیون نہین چلے آتے
یا کسی نے منع کیا ہے ارے مین تو اس میدان کارزار مین تمہاری تلاش کو آئی
اور تم مجھسے دور بھاگتے ہو بس یہہ اشارہ کرنا تھا کہ مہوت دیوانہ وار اوسطرف
چلا لیکن ساتھ ہی نظر مواج گرد باد جادو کی بھی اس نازنین پر پڑی یہہ بھی اوسی طرح
دیوانہ ہو گیا اور پکارا کہ اس سے تو صورت مین ہزار درجے اچھا ہون مگر کیا قدر شناس ہو
کہ تم اس کالے ہیزم دوزخ کے گندے تمباکو کے پنڈے پر فریفتہ ہوتی ہو نازنین نے
کہا کہ تم مین وہ بات کہان جو اسمین ہے دیکھو تو یہہ زرد زرد آنکھین سیاہ رنگ مین کیا
لطف دیتی ہین جیسے شب تاریک مین دو جگنو چمک رہے ہین مواج نے کہا کہ مین اسے مار ڈالونگا تو

نے کہا پھر دیر کیون کرتے ہو اگر تم اسکو مار ڈالو گے تو مین تمہارے ہی ساتھ شادی
کرونگی مواج گردباد جادو نے مبہوت آسمان شگاف کو ڈانٹا کہ اب ادھر آ خبردار
آگے نہ بڑھنا تیرا منہ بھی اس قابل ہے کہ تو ایسی نازنین سے وصال کی خواہش کرے
مبہوت نے پلٹ کر دیکھا تو مواج گردباد عشق کے دم بھرتا ہوا چلا آتا ہے مبہوت
نے کہا کہ کیون شامت آئی ہے جا لپٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مواج
نے کہا کہ تیری بھی یہہ حقیقت ہوئی کہ تو مجھسے سخت کلامی کرتا ہے غرض کہ اسقدر گفتگو
کو طول ہوا کہ نازنین نے آواز دی کہ بس معلوم ہو گیا دونون زبان کے چٹے مین ہو تا
ہو آگیسی سے کچھ نہین ہے بس یہہ سنکر دونون کو تاؤ آگیا اور مواج گردباد نے گولا فولاد کا
جھولے سے نکالا اور اسم سحر دم کرکے مبہوت آسمان شگاف پر مارا جیسے ہی گولہ قریب
مبہوت کے پونہچا پس مبہوت نے دیکھا کہ یہہ خالی جانیوالا حربہ نہین ہے پاؤن
مار کر غرق زمین ہوا اور وار اسکا خالی دیا لیکن گولا جو زمین پر گر کر شق ہوا تو اک بگولا اوس
سے پیدا ہوا اور ہر طرف چرخ مارنے لگا جیسے کوئی کسیکی تلاش مین ہوتا ہے
مبہوت آسمان شگاف نے جیسے ہی سر زمین سے نکالا بگولے نے اکر محاصرہ کر لیا
اور مبہوت کو گھیر لیا مبہوت نے جلدی سے اک شیشی آب سحر کی نکالی اور
پانی اوسکا چھڑکا گرد بیٹھ گئی اور بگولا غائب ہو گیا اب مبہوت نے ترنج
سحر مارا کہ ترنج سے شعلہ نکلا اور مواج پر چلا جیسے ہی قریب پونہچا اسنے کچھ اسم پڑھ
کر پھونک دیا کہ شعلہ بجھ کر رہگیا اب ان دونون مین رد و بدل ہونے لگی سحر چلنے لگے
ترنج نارنج گچھا سولیونکا ترسول پرسول ہر قسم کے حربے بھی کام مین آئے سب طرح
کے سحر ختم ہوئے زخمی دونون ہو گئے مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا اسلیئے کہ دونون
ساحر زبردست ہین جو ذرا غالب آتا ہے نازنین اوسکی تعریف کرنے لگتی ہے
کہ تجھ سے ہی ساتھ نکاح کرونگی یہہ دونون جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے ہین اودھر
مریخ آفتاب علم نے کچھ اسم کو پڑھکر دستک دی چار جوگی اک حوض طلائی سر
پیدا ہوئے کہ بیچ مین اوسکے شمع کافوری روشن تھی زبان شمع سے آواز پیدا ہوئی
کہ معشوق یون جلے اور عاشق مارے مارے پھرین ارے یہہ تو اوسوقت ہوتا ہے
جبکہ کسیکا خوف ہو یا معشوق راضی نہو جب دونون طرف دل کی لگی کا اثر برابر ہے
اور کوئی مانع نہین تو مجھسے کیون دور بھاگتے ہو ارے ادہر آؤ بس اس آواز کے
سنتے ہی وہ پتلے جو لشکر سے لپٹے ہوئے تھے اسطرف چلے اور جو قریب حوض کے
پہونچا زمین پر غلطک ماری اور پروانہ بنکر شمع پر گرا جل کر خاک ہو گیا ابتو ایک
اور دو اور تین لگے وہ پتلے جلنے قہر نگاہ یا تو با اطمینان تمام مبہوت
آسمان شگاف اور مواج گردباد کی لڑائی دیکھ رہی تھی اور چلا رہی
تھی کہ ارے دیوانو اس فریب مین نہ آؤ آپس مین لڑ کر نہ جان دو
[illegible] سحر ہوا ہے اوسے رد کرو ورنہ مارے جاؤگے یہہ کسیکی سنتے ہین لڑ رہے ہین اور
ہین کہ جب قہر نگاہ معلوم ہو گیا کہ تم دوست باز ہو اور اس نازنین پر قبضہ کرنا چاہتی ہو یہہ کیسے ممکن ہو گا ہم ادہر سے فرصت کر لین

اور میں بھی متوجہ ہوتی، مگر اوسنے ساحری پر بڑا ناز ہے قہر نگاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے آج کی جنگ
کا انجام اچھا نہیں ہے اب جو دیکھتی ہے تو وہ پتلے یا تو لڑ رہے تھے لشکر اسلام کے سرداران
اور سپاہیون سے مصروف جنگ تھے یا پروانے بن بنکر جلے جاتے ہین اسنے مریخ آفتاب
علم کو آواز دی کہ بڑا سحر تمنے بیکار کیا کہ جسکو اتنی عمر کے ریاض مین مینے تیار کیا تھا اور سقدر
زور دیا تھا کہ تاب بھی کسیکی جو روک سکتا مریخ آفتاب نے قہر نگاہ کو بے دست و پا
کرکے آواز دی کہ اور جو حوصلہ ہو اوسے بھی پورا کرلے اسنے جواب دیا کہ اب مین
آپکے سحر کی مشتاق ہون اور غم مین حیات زرین پوش کے جینے سے سیر ہون
اب آپ وار کیجیے کہ کام میرا تمام ہو سحر بھی مٹا اور ذلیل بھی ہوئی کیا منہ لیکر طلسم
نزطاق مین جاؤن مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اگر نا امید ہوا و یقین مرگ ہے
تو آکر مطیع اسلام ہو قہر نگاہ نے بہ نگاہ قہر دیکھا اور کہا گستاخی معاف مین ایسی خام
طبیعت کی نہین ہون کہ دین بدل ڈالون یہہ آپ ہی تھے کہ ایمان قدیم کو چھوڑ کر مذہب
جدید اختیار کیا جسوقت دو لڑینگے ایک کی فتح دوسرے کی شکست ضرور ہوگی اس مین جان کے
خوف سے ایمان بدلنا تو کچھ اچھا فعل نہین ہے بس اب آپ وار کیجیے یا تو مینے آپکا سحر بھی رد
کیا اور یا جان دی لیکن جسوقت عظمت سحر ساز سے مقابلہ پڑیگا اوسوقت آپکو معلوم ہوگا ادہر
تو یہہ گفتگو تھی اودہر مبہوت آسمان شگاف اور مواج گردباد مین جنگ ہو رہی تھی مواج
فیل مست بنا ہوا تھا اور مبہوت آسمان شگاف پلنگ کی شکل ہو رہا تھا اسکا طمانچہ
اوسکا بھسونڈا چل رہا تھا اہل لشکر اسلام ہنس رہے تھے عیار پکارتے تھے کہ بکٹی کا ہارنے
اور جیتنی کا جیتے اس فقرہ نے دونون لشکرون کو پھڑکا دیا صاحبقران و بادشاہ اسلام نے
منہ پر رومال رکھا اور مریخ آفتاب علم بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑے اودہر اودہر مبہوت
نے جو کہ شیر بنا ہوا تھا جب طمانچہ مارا بوٹا گوشت کا نوچ لیگیا اور فیل چیخ اوٹھا دم
لکڑی کرکے بھاگا شیر اوسکے پیچھے جھپٹا اسنے دیکھا کہ اب بھی جان نہین بچتی پلٹ کر سونڈ
سے گھونسا بناکر مارا کہ شیر بھی چیخ اوٹھا اور یہہ بھی تھوڑی دور بھاگا نازنین نے
کہا ارے کہان بھاگا جاتا ہے پھر مین اوسکے ساتھ شادی کرلونگی تو یونہین رہجائیگا
شیر پھر پلٹا اور طمانچہ دیا کہ ہاتھی اوس سے زیادہ چیخا اور پھر بھاگا چاہتا تھا کہ نازنین
نے کہا دیکھہ مین اوسکے ساتھ شادی کرلونگی تو رہ جائیگا پھر ہاتھی پلٹا دونون کے
بزدلی تمام لشکر پر کھل گئی اور نازنین ترغیب دے دے کر لڑوا رہی ہے
کہان تک بیان کرون کہ لڑتے لڑتے دونون زخمون سے چور ہوکر بیٹھ گئے
نازنین نے آواز دی کہ جو پہلے مجھہ تک آجائیگا اوسکے ساتھ شادی کرونگی
یہہ سنکر دونون اپنی جگہہ سے اوٹھکر دوڑے کبھی ہاتھی آگے اور شیر پیچھے اور
کبھی شیر آگے اور ہاتھی پیچھے دونون کو یہہ کد کہ ہم پہلے پہونچین یہانتک کہ شیر پہلے
پہونچ گیا بس جیسے ہی شیر سامنے پہونچا نازنین نے اف کی آواز دی بس آگ
شعلہ زبان سے چمک کر نکلا اور سر پر شیر کے گرا کہ شیر شیر آتشبازی بنگیا اور دہڑ
دہڑ جلنے لگا اب فیل جھجکا تھا کہ نازنین نے کہا آو بمروت تیرے واسطے تو

نے ملنے اوسکو جلا دیا تو بھاگتا ہے ادہر آیہ سنکر سواج دلمین خوش ہوا کہ اثت
میرے ہی واسطے اوسکو پھونک دیا بس جیسے ہی قریب پہونچا اسنے اثت
کی شعلہ جھپک کر چلا اور فیل بھاگا کہا کہ وہی آفت تو ادہر بھی آیا جاہتی ہے لیکن
یہ ایسی آفت نہین ہے جو ٹابے سے ٹلے شعلہ جو گرتا ہے فیل بھی جلنے لگا اور
تو شیر جلکر خاک ہوا اور ادہر فیل جلکر گرا ان دونون کا مرنا تھا کہ اک طوفان
عظیم برپا ہوا زمین سے خاک اوڑی آسمان سے سانپ بچھو برسنے لگے شعلے
لپکنے لگے آتشبازی برف باری ہوئی یہ شور و غل مچانے لگے بڑی دیر تک اک
حشر برپا رہا بعد کچھ دیر کے آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ کشتنی مرا نام من مبہوت
جادو و مواج جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب
جو علامات سحر برطرف ہوگئے اور میدان صاف ہوا دیکھا کہ دو لاشین
پڑی ہوئی ہین کہ جا بجا سے گوشت بچا ہوا ہے منہ جھلسا ہوا ہے لشکر والی
ان دونون کے سر اپنا پیٹنے لگے خاک اوڑانے لگے سرداران لشکر اسلام
نے مریخ آفتاب علم کی بہت تعریف کی صاحبقران نے بھی نہایت تعریف
کی لیکن قہر نگاہ سر برہنہ جلگئی اب مریخ آفتاب علم نے دستک دی کہ جانب
آسمان سے اک پری شیشہ ہاتھ مین لئیے ہوئے پیدا ہوئی مریخ آفتاب علم
کے سامنے آکر عرض کی کہ کیا حکم ہے فرمایا کہ دیکھ سامنے ملکہ قہر نگاہ سر برہنہ
کھڑی ہین انکو اپنے بھانجے کا بہت غم ہے جاکر تم انکا خاطر کرو اور یہ عطر ملدے
کہ انکو حیات زرین پوش سے ملنے کی عید ہے اب جہان وہ ہے وہین
یہ بھی جایا جاہتی ہین یہ سنکر وہ پری پرواز کرکے قریب قہر نگاہ سر برہنہ کے
پہونچی کہا بانین ملکہ تم رنجیدہ کیون ہو قہر نگاہ نے کہا کہ تو مجھے فریب دیتی ہے
خبردار میرے عطر کے ملنے کا قصد نہ کرنا مین جانتی ہون کہ شیشے مین عطر نہین ہے
بلکہ آتش سحر ہے پری نے کہا واہ مین تو ضرور ملونگی یہ کہکر قریب پہونچ گئی قہر نگاہ
نے اف کی کہ منہ سے شعلہ نکلا اور پری پر گرنے کو تھا کہ پری نے ایسی ہوا
بر سے دی کہ شعلہ گل ہوگیا اور پھر آگے بڑہی قہر نگاہ نے کہا تو ہمارے
گئی اور پیچھے ہٹی اب یہ اف اف کرکے شعلہ برسا رہی ہے اور پری برت
ہوا دے دیکر شعلہ بجھاتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ مریخ آفتاب علم
نے آواز دی کہ تو برابر اوسکے نہ پہونچ سکیگی انتظار نکر اور سن سیدے کام
اپنا کرکے روانہ ہوجا یہ سنتے ہی اوس پری نے آواز دی کہ او قہر نگاہ
بھاگ کر کیا تو بچ جائیگی ہے اسنے یہ کہکر شیشے سر بر قہر نگاہ
کے کھینچ مارے بس وہ شیشی جو سر پر پڑی ہے تو اور ٹوٹتی ہے
تو بجائے عطر کے ایک شعلہ گرا اور اوسنے قہر نگاہ کو ہر
طرف سے گھیر لیا کپڑون مین اوس کے آگ لگ گئی اور قہر نگاہ
مثل پتلہ آتشبازی کے جلنے لگی ہر چند سحر پڑھا دوہائیان کھینچین مگر کچھ نہوا آخرکار اوسی جا لیٹین اک

شعلہ ہوا لد بنکر شعلے سے لپٹ پڑی دونون شعلون مین داؤن پیچ ہونیلگے اور دونون
شعلے ملکر ایک ہو گئے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ واقع مین یہہ بڑی لکاتہ ہے
کہ خود بھی شعلہ بن گئی کہ اب آگ کو آگ کیونکر جلائیگی خیر سمجھا جائیگا یہہ جاتی کہان
ہے اور انگشت سے اشارہ کیا لشکر کفار کی طرف بس اشارے کا کرنا تھا
کہ وہی شعلہ لپک کر لشکر کفار پر گرا اور ہر ایک ساحر کو بھونکنے جلانے لگا بھلے تو
وہ بہوت گئے رد سحر مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا کہ پانی برسایا جام آب مین اوس
شعلہ کو گرایا مگر یہہ شعلہ دوہرے سحر کا بنا ہوا ہے اتنے اتنے بڑے دو ساحرون
کے سحر مین انکا زور کس سے رکتا ہے یہہ شعلہ پانی مین آگ لگا دینے والا ہے
کون اس سے بچ سکتا ہے انجام یہہ ہوا کہ صدہا ساحر جلے ہزارہا بھاگ کر
طلسم نہ طاق کے جانب روانہ ہوئے جو دریا کی طرف بھاگا وہ بھی جانبر نہ ہوا اگر
پانی مین جا کر چھپا تو شعلے نے پانی مین گر کر جلا دیا اور وہ اسیطرح صحیح و سالم پھرکتا
ہوا پھر نکلا یہانتک کہ آن واحد مین میدان صاف ہوگیا دو چار ہزار ساحرون کی لاشین
تو پڑی ہوئی تھین اور خیمہ گرے ہوئے تھے مال و اسباب کو کون پوچھتا تھا
جانین بچانا دشوار ہو گئی تھین شعلہ نے ہزارون کو جلا دیا تھا باقی لوگ فرار کر گئے تھے
شعلہ ہر گوشہ صحرا مین ڈھونڈتا پھرتا تھا جب اسنے کسی کو نہ پایا تو بیچ میدان کو آکر ہوا
پر ٹھہرا اور مثل تیر شہاب کے لشکر اسلام پر چلا صاحبقران نے مریخ آفتاب
علم سے کہا کہ لو وہ آفت اب ادہر آتی ہے یہہ کیا ہوا مریخ آفتاب علم نے عرض
کی کہ اے شہریار یہہ بڑی لکاتہ تھی اسنے اپنے کو سحر مجسم بنا لیا ہے اور ہر انسان
کی دشمن ہو گئی ہے خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ جس مقام پر انسان دیکھے گی زندہ
نہ چھوڑیگی دیکھیئے مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہہ کہکر اک خالی شیشی نکالی اور کچھ اسم سحر
دم کر کے آواز دی کہ ارے اودہر کہان جاتی ہے ادہر آ یہہ سننا تھا کہ وہ شعلہ مریخ
آفتاب علم کی طرف پلٹا اور تیر شہاب بنکر سناٹے سے ہاتھ اور پاؤن مین سنسنی پیدا
ہوتی تھی بس جیسے ہی یہہ شعلہ قریب پہونچا مریخ آفتاب علم نے [illegible]
شعلہ کی طرف کر دیا کہ شعلہ شیشی مین اوتر آیا بس فوراً انھون نے کچھ اسم
سحر دم کر کے کاگ لگا دیا کہ وہ شعلہ بند ہو گیا اب تو نقارہ شادمانی پر چوب
پڑی لوگ آپس مین گلے ملنے لگے صاحبقران مریخ آفتاب علم کی طرف
بڑھے مریخ آفتاب علم قریب صاحبقران کے آئے امیر ثالث سلطنے تعریف
کی انھون نے سلام کیا اور عرض کیا کہ اقبال حضور سے خداوند کریم نے فتح
یاب کیا ورنہ اسنے کوئی کمی نہین کی تھی اور مبہوت نے تو غضب ہی کیا تھا
کہ سحر مین اسکے اپنا سحر شریک کر دیا تھا ایک رونہ نے پایا تھا کہ دوسرا
سحر قیامت ڈھانے لگا یہہ کمینے کہ مینے اون دونون کو دیوانہ بنا کر آپس مین
لڑوا دیا ورنہ تینون سحرون کے رد کرنے مین دیر ہوتی اور لشکر کے بہت سے
لوگ ضایع ہوتے بادشاہ اسلام کو سردارون نے مبارکباد دی مریخ آفتاب علم پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے سب

راہ مین خیال آیا کہ گنجور شاہ اور طوفان بن سرکش کا پتا نہ معلوم ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک اونکی خبر لینا بھی ضرور ہے یہی باتین تھین کہ دیکھا جانب صحرا سے دونون تخت سحر پر سوار چلے آتے ہین مریخ آفتاب علم نے پوچھا کہ آپ لوگ کہان تھے اونھون نے بیان کیا کہ جسوقت بہ دعوت آسمان شگافت وامواج گرد باد مارے گئے تو ہم قید سے چھوٹ گئے چاہتے تھے کہ لشکر اسلام مین آکر شریک ہون کہ قہر نگاہ شعلہ جنگ لشکر پر گری ہمارا اسیر بسبب نہ جگائے جانے کے سُست ہو رہا تھا اس سبب سے صحرا مین نکل گئے تھے جب معلوم ہوا کہ لشکر اسلام نے فتح پائی تو حاضر خدمت ہوئے صاحبقران نے انکو بھی ساتھ لیا اور داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے سب سردار اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر بیٹھے صاحبقران نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ یہہ بلا جو آپنے شیشی مین بند کر رکھی ہے اسے کیا کیجیےگا عرض کی کہ جسوقت اسکی بہن عظمت سحر سازت سامنا ہوگا اوسوقت یہہ کام دیگا کہ وہ بھی ساحرہ زبردست ہے اب صاحبقران نے فرمایا کہ ہم آج کے آٹھوین روز طلسم نہ طاق کی طرف چلینگے لہذا اوس روز کوئی صاحب سیر و شکار کے واسطے نہ جائین اور بارگاہ مین جمع ہون یہہ کہکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمہ کی طرف چلے اب یہہ داستان تو اسی مقام پر چھوڑی جاتی ہے

اور اول حال شہر فرنگوشیہ کا آغاز کیا جاتا ہے

بربادی شہر فرنگوشیہ بر جبین آفتاب پرست کے ہاتھ سے اور ارژنگ بن زمرد کے ختم ہونے کی یہہ داستان بسبب اختصار کے دفتر آفتاب شجاعت جلد سوم مین کم کر کے تحریر کی گئی تھی لہذا اس مقام پر بیان اوسکا ضرور ہے شعر بیا بشنو اے ہمدم رہ ستان ہوکہ باز آیدم بر سر داستان راویان جادو بیان و ناقلان نعمات دل افسردگان اس داستان مصیبت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت چار دن نقابدار ملک آسمانیہ سے ملکہ ماہ پارہ کو لیکر ہوا سے شہر فرنگوشیہ مین پہونچی عجب مصیبت دیکھی کہ جا بجا لاشین جلی ہوئی پڑی ہین کوئی غسل وکفن دینے والا نہین ہے خاک صحرا نے تھوڑی بہت پردہ پوشی کی ہے صحرا اسقدر بہیانک ہو رہا ہے کہ دیکھنے والونکو خوف معلوم ہوتا ہے درخت جلے ہوئے ہین زمین پر گیاہ کا نام نہین دریاؤن مین پانی کم رہگیا ہے جانوران درندہ و چرندہ کوئی نظر نہین آتا ہوا سائین سائین کرکے چلتی ہے آگے بڑھکر قبرستان ملا دیکھا تو نئی قبرین تعمیر ہین اور پرانی قبرین جلی ہوئی ہین بہر داہ کی شکل قبرستان کی ہو رہی ہے پتھر چٹک چٹک کر ریزہ ریزہ ہو گئے ہین یہہ نہین معلوم ہوتا کہ کون قبر کسکی ہے نام پتھر و نبر سے مٹ گئے ہین لیکن تازہ قبرون کے کتبے پڑھنا شروع کیے تو اپنے ملازمون و رفیقون کے نام دیکھے ایرج نوجوان بہت رویا یہانتک کہ دو قبرین جو کسی قدر تزک و احتشام کی تھین قریب اونکے پہونچی دیکھا تو دو مجاور بیٹھے ہین قبرون کے پتھر پڑھے معلوم ہوا کہ ایک تربت خواجہ بازرگان کی ہے اور دوسری قبر مالک بن ملکوت شاہ کی ہے تو ایرج نے گریبان چاک کیا اور بہت رویا کیونکہ خواجہ بازرگان وہ شخص تھا جسنے ایرج کو زمانہ طفلی مین مثل بیٹون کے پرورش کیا تھا اور مالک بن ملکوت شاہ نے اپنے دو بیٹے اسکی صحبت مین جمع کر

آخر مین ساتھ ایرج کے ملک فرعونیہ مین مسلمان ہوا تھا ایرج ان لوگون کیواسطے بت رو یا تصویر
ان لوگون کی نگاہون کے نیچے پھر رہی تھی وہ ملک جو کیسا آباد تھا آج ویران پڑا ہے عمارتین خراب
ہوگئی ہین ہر گلی کوچہ مزبلہ سے مشابہ ہو رہا ہے کوڑا پڑا ہے مکان خالی ہین مکین زیر خاک آرام کر رہے ہین مثنوی
اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے ✤ آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے ✤ تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر ✤
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر ✤ عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے ✤ نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے ✤
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے ✤ استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے ✤ اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ✤
اک فقط نامی نام باقی ہے ✤ نہ ہی شیرین دکوہکن کا پتا ✤ نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا ✤
ایرج نوجوان اپنے ملک کی یہ حالت دیکھکر بہت روئے اور داخل قلعہ ہوا قلعہ کو بھی جا بجا سے
منہدم دیکھا چند روز یہان قیام کرنا پڑا جو لوگ خوف سے برجیس آفتاب پرست کے بھاگ بھاگ
گئے تھے وہ خبر آمد ایرج نوجوان کی سنکر بہت خوش ہوئے اور حاضر ہوئے ایرج نے سب کو
تسلی دی اور کہا کہ اب مین اوسی کے تعاقب مین جاتا ہون تم لوگ اطمینان رکھو اور پہلے جس طرح
شہر مین رہتے تھے رہو غرضکہ پھر سے شہر فرنگوشیہ آباد ہوا اب ایرج نوجوان یہانسے کوچ کرکے
طرف ملک خاور کے چلے کہ وہان دادی انکی خورشید خاوری رہتی ہین انہین ہمراہ مین چھوڑ آتا ہون

اور اول حال ملک خاور کی بربادی کا عرض کیا جاتا ہے —

کہ بعد انتقال شاہزادہ لعل خفتان خونریز خاوری یعنی ملک قاسم کی ملکہ خورشید خاوری
دن رات رویا کرتی ہین تصویر قاسم کی آنکھون کے نیچے پھرا کرتی ہے یہانتک کہ اسے صدمہ مین علیل ہوئین
اور حالت خراب ہوئی اب انہون نے ایک نامہ بنام ملکہ رابعہ اطلس پوش کے تحریر کیا کہ یہان شاہزادہ
علمشاہ کی اور ساس ملکہ خورشید خاوری کی ہوتی ہین مضمون نامہ یہ تھا کہ اے والدہ مہربان
جبسے قاسم نے انتقال کیا مین دن رات پروردگار عالم سے موت کی خواستگار رہتی تھی اب زمانہ اجابت
دعا کا قریب معلوم ہوتا ہے لہذا امیدوار ہون کہ آپ تشریف لائیے تاکہ مٹی میری خراب نہو اور علاج بھی
اچھی طرح ہو جسوقت یہ خط رابعہ اطلس پوش کو پہونچا تو گیتی افروز انھین کے پاس تھین
انہون نے بھی پڑھا اور بہت روئین اور عرض کی کہ مین بھی چلونگی غرضکہ یہ دونون شاہزادیان
خاور مین آئین خورشید خاوری نے رابعہ اطلس پوش کو سلام کیا اور گیتی افروز کو
پوشاک سفید پہنے دیکھکر اسقدر روئین کہ روح جسم سے مفارقت کر گئی رابعہ اطلس پوش
اور گیتی افروز بہت روئین اور خورشید خاوری کو دفن کیا سبنے لباس سیاہ پہنا ہنوز انکی
صف ماتم بچھی ہوئی تھی کہ خبر سنی ارژنگ بن زمرد برائے بربادئ شہر خاور آتا ہے مظفر
ہین ضیغم خون آشام بیابان نہ طاق سے واپس آچکے تھے انہون نے لشکر اپنا
قلعہ سے نکالا اور دقت کے منتظر بیٹھے الماس خان خاوری ماموں
قاسم کے ابھی تک زندہ تھے لیکن انتہا کے ضعیف ہوگئے تھے یہ بھی معہ لشکر قلعہ سے
باہر آئے لیکن رابعہ اطلس پوش صدمہ مین ہو کے خمیدہ ہوگئے
ہر وقت رویا کرتے ہین کبھی اپنے فرزند علمشاہ رومی کو یاد کر
ماں باپ کا سہارا ہوتے ہین ایسے بدنصیب ہوان کہ

بہو مر گئی پوتے نے انتقال کیا خدا رکھے ایرج کو اوسکے ساتھ حمزہ ثانی نے ایسی بد خلقی کی
کہ مع اپنی اولاد کے وہ نہین معلوم کہان چلا گیا کچھ اوسکی خبر نہین افسوس کہ ہماری خبر لینے والا
اسوقت سوا پروردگار عالم کے کوئی نہین ہے شوہر جبسے خانہ کعبہ تشریف لے گئے اونکی خبر بھی
نہین کہ زندہ ہین یا نہین اب زغہ لگا رکھا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے ہر طرح مٹی خراب ہے جو سردار
اور ملازم ہین وہ لائق مقابلہ نہین ہین ہر چند کہ الماس خان خاوری اور مظفر بن
ضیغم خون آشام نے بہت کچھ تسکین دی ہے کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے
آپ پر آنچ نہ آنے پائیگی لیکن رابعہ اطلس پوش اک زن جہاندیدہ کہن سال ہین
بڑے بڑے لڑائیون کے واقعات سنے ہوئی ہین خاموش رہین مگر گیتی افروز سے کہا کہ بیٹا
بھتیجا تمھارا تمھارے ملک کے خراب کرنے کو آتا ہے تمھین اوسکی ذات سے کیا امید ہے ملکہ
گیتی افروز نے عرض کی کہ جب وہ کافر ہے اور ابھی تک راہ راست پر نہین آیا ہے تو سوا
دشمنی کے اور کیا امید کرنا چاہیے خدا جانے کیونکر پیش آئے اور کس بے حرمتی کا سامنا ہو رابعہ
اطلس پوش نے کہا ہان میرا بھی ایسا ہی کچھ خیال ہے اپنے اپنے سامان حفظ آبرو سے ہشیار
رہنا چاہیے لیکن حال مظفر بن ضیغم خون آشام کا سنیے کہ انھون نے قلعہ سے دور آگے
بڑھ کر خیمہ برپا کیا ہے اور الماس خان خاوری سے عرض کی ہے کہ آپ قلعہ کی حفاظت کا
خیال رکھین صبح کا وقت ہے صحرا رشک گلشن ہو رہا ہے سبزہ کی دید سے روح تازہ ہوتی ہے
کوہ ٹیلے کی بہار قابل دید ہے اوسنے ہر برگ درخت پر عجیب لطف پیدا کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
صدف مین گوہر آبدار چمک رہے ہین لیکن اک سناٹا سا ہے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی لوٹ لے
گیا ہے جسوقت سے شاہزادہ ملک قاسم کا انتقال ہوا ہے دشت و کوہ کوچہ و بازار
سنسان معلوم ہوتے ہین کوئی گھڑی بھر دن چڑھا ہوگا کہ دیکھا مظفر بن ضیغم خون آشام
نے کہ جانب مغرب سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر معلوم ہوئی مظفر بن خون آشام
نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا یکایک آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے کئی سو علم نشانہ کئے لاکھہ سوار کا نمودار ہوئے کہ پھریرہ دن پر علمون کی تعریف ارژنگ
بن زمرد ثانی کی تحریر تھی آگے آگے قرماسپ بن غرماسب بن طرماسب بن
طہماس بن عنقویل دیو پردر ساڑھے چھ سو من کا ساطور باندھے ہوئے بارگاہ کا
اٹالہ لئے ہوئے آکر پہونچا اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوا اسکے بعد دیلم بن توج
اور اسلم بن تورج دو دو لاکھہ سوارون سے آکر پہونچے انکے بعد اور بہت سے
سردار آئے از ہے آخرین ارژنگ بن زمرد تخت خداوندی پر بیٹھا ہوا تاج
سر پر رکھے چتر پھرتا ہوا پشت پر بھی سپاہ بیکران آکر داخل بارگاہ ہوا اوس روز تو کوئی
فتنہ و فساد نہ برپا ہوا لیکن دوسرے روز ارژنگ نے اک سردار کو بھیجا کہ جا کر
مظفر بن ضیغم خون آشام سے کہو کہ آپ اوس شخص کے دادا ہوتے ہین جیسے بڑے
خداوند زمرد شاہ باختری کے خالو قدرت کے فرزند ہین تو خداوند کے
بھائی ہوئے اور خداوند زمرد ثانی کے چچا ہوئے اور مجھے بھی دعوائے خداوندی ہے
تو موجودہ خداوند کے دادا ہوئے بڑے حیف کی بات ہے کہ جسکا رشتہ مین

خداوندون سے ہو وہ اک مجاور زادہ ملکہ کے پوتے کا رفیق ہے مجھ کو
عیرت آتی ہے جسوقت لوگ آپ کا ذکر کرتے ہیں لہذا آپ کو لازم ہے کہ خدا
پرستلون سے کنارہ کیجئے اور میرے پاس چلے آیئے تو مین آپ کو مشیر قدرت
معین کرون کیونکہ آپ حالات سے ان خدا پرستون کے خوب آگاہ ہین
آپ کی رائے سے جو تقدیر کی جائے گی وہ کبھی پٹ نہ پڑے گی اور اگر
اس کے خلاف کیجئے گا تو مین قسم کہاتا ہون اپنے خداوندی کی کہ ایسی تقدیر
بدکرونگا کہ پھر وہ تقدیر کبھی نہ بدلے گی قیلوس رعد آواز نے یہ پیغام مظفر بن
ضیغم خون آشام کو پہونچایا مظفر نہایت برہم ہوئے اور کہو کہ جا کہدینا کہ تو
بھی کافر ہے اور تیرا باپ بھی کافر تہا اور تیرا دادا بھی کافر تہا سب گمراہ تھے مین تجھے
نصیحت کرتا ہون کہ دنیا کا جاہ وحشم عزت عقبیٰ کے آگے ہیچ ہے اسلیئے کہ
یہ فانی ہے اور وہ جاودانی ہے علاوہ اُس کے بادشاہی بھی خدائی سے
کم نہین ہے صرف بادشاہت کر خداوندی دعوے سے باز آ گیا تو تُو نے
سنا نہ ہوگا کہ تیرے دادا کے کیسے سامان تھے کہ دیو اور ساحر اور
پہلوانان زبردست اوس کے محکوم تھے اٹھارہ ہزار ملک باختر
کا بادشاہ تہا بلکہ خداوند کہلاتا تہا اوسے صاحبقران عالی شان نے جس
کو تو مجاور زادہ ملکہ کہتا ہے ساری خداوندی برباد کر دی اور کس ذلت
وخواری سے مارا گیا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوس کے حال پر گریہ
کرتے تھے بس دیدہ غفلت سے پردہ ظلمت کو اوٹھا اور نور ایمان کو دیکھ
اپنے افعال قبیحہ سے توبہ کر یقین ہے کہ پھر تو اوسی رتبۂ اعلےٰ کو پہونچے جو
تیرے دادا کو حاصل تہا اور تیرے باپ کو نصیب بھی ہوا اور مین مرنے سے
نہین ڈرتا ہون اگر تو نہ مانے گا اور لڑے گا تو ضرور لڑون گا ہر چند کہ لشکر
میرے ساتھ کم ہے اور فوج تیری بے شمار ہے اور مین ضعیف ہو چکا ہون اور
پہلوانان زبردست سے مقابلہ کرنا پڑے گا مگر پروردگار عالم توانا ہے
اگر اوس کو منظور ہو گا تو مین اون جوانون پر ضعیفی مین غالب آؤن گا اور
اگر قضا اسی بہانہ ہے اور مقدر مین خلعت شہادت ہے تو سبحان اللہ خوشا
نصیب اوس شخص کے جو راہ خدا مین مارا جائے جسوقت قیلوس رعد
آواز یہ جواب پیغام لے کر ارژنگ بن زمرد پاس پہونچا اور سب باتین
بیان کین ارژنگ بن زمرد کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جس نے مذہب
اسلام اختیار کیا عقل اوس کی زائل ہو گئی مصلحت وقت نہین دیکھتے بس خدا
پر بہروسا کئے بیٹھے رہتے ہین کافر سے مسلمان بہت جلد ہو جاتا ہے لیکن مسلمان سے
کافر نہین ہوتا یہ یون نہ مانینگے اب مین تقدیر قتل کرتا ہون بجے طبل جنگ
اوسی وقت نقارہ رزمی پر چوٹ لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس آئے اور بیان کیا

کر لشکر کفار مین طبل جنگی بجا ہے مظفر نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی مجھے بھی اب اپنی زندگی ناگوار ہے چاہتا ہون کہ جلد خدمت مین شاہزادہ ملک
قاسم کے پہونچون یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی ان جیحون
نے بھی کمر ہمت کو چست باندہا اور مرنے پر آمادہ ہوئے ایک ایک سے کہتا تھا کہ بھائیو اب
اگر بہت جیتے تو دو چار برس اور جیتے انجام مین مرنا ضرور تہا شکر خدا کرو کہ اگر اس جنگ مین
مارے گئے تو خلعت شہادت سے سرافراز ہوئے ایک ایک کے گلے ملتا ہے کسی نے
کفن پہن لیا ہے کسی نے خضاب کیا ہے کہ کل روز مرگ ہے عروس موت سے جوان
بنکر ملنا چاہیئے اور شاہزادہ ملک قاسم اس صورت سے شاید دیر مین پہچانے تو دولہا
بنانا چاہیئے جس سے شاہزادہ جلد پہچان لے کیونکہ اوسکے سامنے ایسی مشقت نہ ہوتی تہی
مظفر بن ضیغم خون آشام شب کو بخدمت ملکہ رابعہ اطلس پوش اور گیتی افروز حاضر ہوے
اور عرض کی کہ کل کا دن روز ہے کہ یہ خادم دیرینہ حق نمک سے ادا ہو گا لہذا امیدوار ہون
کہ میرے حق مین دعائے مغفرت فرمائیگا اسلئے کہ دعا آپ لوگونکی مستجاب ہوگی اور
جو کچھ حضور آج تک ہوا ہو اوسے عفو فرما دیجئے رابعہ اطلس پوش نے کہا کہ اے مظفر
مین سن چکی ہون کہ تمنے بڑی بڑی جانبازیان کین ہین اور قاسم کا بہت ساتھ دیا ہے
یہ تو بتلاؤ کہ بعد تمہارے ہم لوگون پر کیا گذرے گی مظفر نے عرض کی کہ آپ ہراسان
نہون پروردگار عالم مدد کرنے والا ہے ہم ایسے بہت سے جانباز ابہی آگر جانین نثار
کرینگے اور آپکو بچاینگے آپکی عزت کا نگہبان پروردگار خود ہے کہ آپ اوس کے بندگان
خاص کے ناموس مین بعد اوس کے گیتی افروز سے کہا کہ آپ میرے مالک و ولی نعمت
بہی ہین اور ہمارے فرزند بہی ہین اسلئے کہ حضرت والد آپکے میرے بہائی تہے لہذا امیدوار ہون
کہ آپ بہی اگر کوئی قصور مجہسے ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دین گیتی افروز رونے لگی اور کہا
کہ ایسے الفاظ زبان پر نہ لائین کہ مین گنہگار ہون مین ابتک آپکو ہمیشہ سے اپنا بزرگ
سمجہا کی ہون باپ کافر تہا اور دشمن خدا تہا میرا بہی عدو ہو گیا آپ ہی شفقت پدری
فرماتے رہے اور مین آپکو پدر سمجہا کی ہان اگر مجہسے کوئی قصور ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دیجئے
اور اگر خدانخواستہ نصیب اعدا آپ کو چشم زخم پہونچا تو بہت جلد مین بہی راہی ملک عدم
ہونگی اور ساتہ آپکے شاہزادہ ملک قاسم و پدر بزرگوار یعنے علمشاہ رومی سے ملونگی
یہ کہکر اسقدر روئی کہ ہچکیان بندہ گئین اک کہرام قلعہ مین برپا تہا اتنے مین الماس
خان خاوری آئے اور مظفر بن ضیغم رخصت ہو کر لشکر مین آئے الماس خان نے
سب کو تسلی دی اور کہا کہ نہ گہبراؤ جس خدا نے بڑی بڑی بلاؤن سے نجات دی وہی
اسوقت بہی بچانے والا ہے اسقدر ہراسان نہو اسی عالم مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا
برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جہونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان
شاخ درخت پر مجوز مزمہ سرائی ہوئے اپنی اپنی زبان بیزبانی مین حمد الہی بجا لا رہے
تہے نسیم بہار نے غنچون کو شگفتہ کیا فوج اسلام مین آواز اذان بلند ہوئی مسلمان
بستر دن کے سے اوٹہے اور فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان کارزار ہوئے مظفر

بن ضیغم خون آشام نے آلات جنگ تن پر آراستہ کیے اور اہل لشکر سے کہا کہ بھائیو عمر بھر
تک شاہزادہ ملک قاسم کا کھایا ہے اب سن بھی آچکا جوان سے بوڑھے ہو سے
ہر وقت موت کا کھٹکا لگا ہوا ہے پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکنے کی دیر ہے آج ان کفار سے
ایسا جہاد کرو یہ بھی یاد کریں کہ کسی معرکہ میں بوڑھوں سے سامنا پڑا تھا تو انھوں نے جوانوں کی
کیا حالت کر دی تھی سب نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھئے گا کہ یہ دست رعشہ دار کس
کس سر پر غرور کو خاک مذلت پر گراتے ہیں مظفر نے کہا کہ آبرو تمہیں لوگوں کے ہاتھ ہے
یہ معاملہ نہایت نازک ہے کہ ناموس سلطان قلعہ میں ہیں یہ کہتے ہوئے مرکب پر سوار ہو کر
میدان کارزار میں آئے دیکھا تو تمام لشکر کفار قریب بیس بائیس لاکھ کے صف بستہ ہے
بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی مرکبوں پر سوار آگے آگے لشکر کے پرا باندھے کھڑے
ہیں پیچھے تمام فوج صف آراہے قلب فوج میں تخت سے ارژنگ بن زمرد کا بیلداروں نے
نکل کر میدان کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نقابت کر کے نکل
گئے کڑکیتوں نے کڑکا کہا جوانوں کو جوش شجاعت ہوا تلواریں نیاموں سے اوگل نے لگیں
کہ اک مرتبہ قرماسب بن غرماسب بن طرماسپ بن طہماس بن عنقویل دیو ورد
گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت ارژنگ بن زمرد کے آیا اور مرکب سے اوتر کر سجدہ کیا
اجازت میدان مانگی ارژنگ نے کہا کہ جا تجھکو اپنے دست قدرت کے حوالے کیا اور
جام شراب اپنے ہاتھ سے قرماسب کو دیا قرماسب نے جام ہونٹوں سے لگا درکشید کیا اور
ماردکر مرکب پر بیٹھکر کچک ماری کہ گینڈا ابلبلا کر چلا اور مانند کوہ کے میدان میں اوترا
پہلے اس نے سراپا میدان کا دیکھا یا نیزہ کے ہاتھ نکالے جسوقت پسینے میں غرق ہو گیا آواز دی
کہ باش اے گروہ خداپرستان جس کو آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے سے
مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام نے باگ گھوڑے کی لی اور پاشنہ
مارا کہ گھوڑا تڑپ کر چلا اور آتے ہی بیچ میدان میں چاروں پتلیاں جھاڑ دیں اودہر
قرماسب بعزم تنگا ورزنی چلا تھا کہ اس بڈھے کو یوہیں پامال کر دوں مظفر نے پھر
سے باگ کے اشارہ پر مرکب کو پھیرا اور تنگا ور خالی دیکر آواز دی کہ او نامرد یہ کونسا
طریقہ ہے ارے کمین گھوڑے اور گینڈے میں بھی تنگا ور چلی ہے قرماسب زور میں
دوڑا کرلے چلا تھا کر گدن اس کا اپنے زور میں دور تک نکلا چلا گیا بمشکل قرماسب نے
اس کو روکا اور پھیر کر سامنے لایا مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہا کہ او قرماسب
جائے حیف ہے کہ تیرا پردادا اور سکڑ دادا دونوں مسلمان ہوئے اور انجام
اونکا بخیر ہوا اور تیرے باپ دادا نے خدائے باطل کی پرستش کر کے اپنی عقبیٰ
بگاڑی اور واصل جہنم ہو گیا ارے تو نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا کہ قتل خداپرستان
پر کمر باندہی اور اس کافر کی اطاعت میں انجام کو خراب کیا یہ ارژنگ
اوسی کا بیٹا ہے جس کی خدائی کو حمزہ صاحبقران نے برباد کر کے
اوس کو قتل کر ڈالا اور اسکے باپ کو حمزہ ثانی نے واصل جہنم کیا
یہ بھی ایک نہ ایک دن اوسی طرح اولاد صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جائیگا

اور جا کر اپنے باپ دادا سے جہنم میں مل جائے گا اگر باپ دادا اس کے
خدا ہوتے تو بندگان خدا کے ہاتھ سے قتل نہوتے قرماسب نے کہا کہ تو
لاکھ مجھکو فریب دے میں تیری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں میں سن
چکا ہوں کہ خدا پرستوں کی باتیں سحر کا اثر رکھتی ہیں انہیں لوگوں نے
بہکا کر میرے پردادا اور سگڑ دادا عنقوئیل دیو پرور کی عاقبت بگاڑی
میں ابھی یہ سنونگا ہاں اگر تم اس طرف آنا چاہو اور شریک ہونا چاہو تو
مضایقہ نہیں ہے اسلئے کہ عزیز تو خداوند ہو ورنہ میدان جنگ سے
نسبت وعظ و پند نہیں ہے کچھ جرارت دکھاؤ مظفر بن ضیغم خون
آشام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں
اور پھر مجھسے طالب حرب ہے وار کر اپنا اگر خداوند کریم تیرے حربے سے
بچالیگا تو دیکھا جائے گا یہ سنکر قرماسب نے خبردار خبردار کہکر برچھا
مارا مظفر نے برچھا اس کا اپنے نیزے پر روکا طعنین چلنے لگیں [illegible] بند
بند ہونے لگے کوئی بیس بائیس طعنوں کے نوبت آئی ہوگی کہ اک مرتبہ مظفر نے
نیزہ سے نیزہ کو گانٹھ کر جو کن دیا صاف نیزہ ہاتھ سے قرماسب کے نکل گیا
بس یہ کہتے ہی زمانہ تکتا ہوں میں تیرہ و تار ہو گیا آواز دی کہ اے مظفر
غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا مگر خیر کچھ پرواہ نہیں نیزہ
بازی خلال بازی کے واسطے کہ یہ دل کوہ کو چاک کرتا ہے یہ کہکر آرابہ پر سے
ساطور گران ساڑھے چھ من کے ضرب کو اوٹھایا اور خبردار خبردار
کہکر مارا مظفر نے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن ساطور نہایت کٹر
دار تھا اور ہاتھ بھی قرماسب کا زبردست اب جو پہل اس کا سپر پر پڑا تب
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا خود کو کاٹا کاسہ سر و صراحی گردن
قلم کرکے تا جگر گاہ اوتر آیا مظفر تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور روح
جانب جنت پرواز کر گئی الماس خان خاوری دوڑ پڑے کہ او غدار غضب
کیا تو نے کہ اتنے بڑے سردار کو مارا کہ جو شہرۂ آفاق و رفیق قدیم ملک
قاسم کا تھا جیسے ہی الماس خان قریب پہونچے ویسے ہی ساطور قرماسب
نے انکے بھی حوالہ کیا الماس خان کا سر تو بچا لیکن گردن گھوڑے کی
قلم ہوئی الماس خان کود کر علیحدہ ہوئے اور جھپٹ کر گینڈے کو
قرماسب کے بے سر کر دیا قرماسب بھی کود کر علیحدہ ہوا الماس خان نے
تلوار ماری قرماسب نے تلوار انکی ساطور سے روک کر کے جو ہاتھ مارا یہ بھی
شہید ہوئے لشکر اسلام سے آواز گریہ و زاری بلند ہوئی لوگ بھاگ کر
قلعہ بند ہوگئے ارژنگ بن زمرد با فتح و فیروزی میدان سے پھرا اور
دوسرے روز صبح کو طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر دھاوا کیا اہل قلعہ نے نہایت
ہوشیاری سے کام لیا قلعہ کو خوب مستحکم کر لیا تو تین چڑھاؤ [illegible] کا

منوالا لاکڑ ک کا پولا بارود کی ہنڈیا تیل کا لڑاہ سب چیزین درست کر رکھین خندقون
مین آگ روشن کردی پل تختہ ہٹادیا قرماسب نے ارژنگ بن زمرد سے
کہا کہ اور لوگون کو کیون بھیجئے ہمین ہی کافی ہون آپ دور سے تماشا دیکھئے ارژنگ
نے کہا اب قلعہ پر دھاوا کرنے کی تو کوئی ضرورت نہ تھی اسلیئے کہ قاسم کو
اور اوسکے بھائی عمر بن رستم کو شکار پر قتل کیا یہان پہونچکر رفیقون نے گو
اوس کے قتل کیا لیکن مین نے سنا ہے نور قدرت خداوند اول یعنے ملکہ
گیتی افروز اس قلعہ مین ہین اونکا چھین لینا ضرور ہے اسلیئے کہ ایسا متبرک
خداپرستون مین نہ ہے یعنے سنا ہے کہ خداوند فرماتے تھے کہ ملکہ گیتی افروز
نور خالص ہے اس کی مدارات وخاطر خداوند کو ہر طرح منظور ہے اگر یہ خدا
پرستون کے قبضہ مین نہ چلی جاتی تو خداپرستون کو اسقدر زور نہوتا لہذا
اے قرماسب اس کو خداپرستون سے جدا کرکے اپنے مین شریک کرنا ضرور
ہے اسلیئے کہ زور خداپرستون کا گھٹے نگاہ ترحم خداوند کی ان لوگون کی
جانب سے پھرے اور ہماری طرف مبذول ہو قرماسب نے کہا جو حکم ہوا ہے بجالاؤن
خداوند کی مصلحتین بندے کیا سمجھ سکتے ہین ارژنگ نے کہا تو بڑا خالص بندہ
ہے مین تجھے رفتہ رفتہ صاحبقران قدرت بناؤنگا یہ سنکر قرماسب پھول گیا اور
کہا کہ اب جلد آستین مرحمت میری پشت پر جھاڑیئے اور اجازت عنایت فرمایئے ارژنگ نے
اسکی پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا جا تجھے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا یہ سنتے ہی قرماسب
چاہتا تھا کہ کرگدن مست کو جولان کرے کہ دیلم بن تورج نے کہا اے ارژنگ یہ کام
اسکا نہین ہے بلکہ ہمارا ہے اسلیئے کہ اس قلعہ مین ہمارے عزیزون کی ناموس ہین اگرچہ ہم
اونکے تشنہ خون ہین اور وہ ہمارے لہو کے پیاسے ہین لیکن عزت اونکی ہماری عزت ہے قرماسب
کا جانا ٹھیک نہین ہے ارژنگ شاہ نے کہا کہ مینے تقدیر پلٹ دی اور اس قلعہ کی فتح تمہارے نام
کی ہے یہ سنکر دیلم بن تورج نے پودا باگ کا لیا اور مرکب کو پاشنہ مار کر مانند برق جہندہ کے
تڑپ کر چلا کوئی دس ہزار سوار دیلم نے اپنے ساتھ لے لیے تھے جسوقت قلعہ کے مقابل پہونچے آواز دی
دیلم نے کہ اے اہل قلعہ خبردار ہو سنکیا ہو رہو کہ منم دیلم بن تورج بن ایرج نوجوان ملکہ
گیتی افروز سے بعد تسلیم کے میرا پیام دے دو کہ پروردگار آپ کا آپکے لینے کو آتا ہے اس غرض سے
کہ اب ساتھ خداپرستون کا چھوڑ کر اپنے بھتیجے ارژنگ بن زمرد کے سر پرستی فرمایئے اور ہم
دونون کے سر پر ہاتھ رکھیئے کیونکہ آپ ہمارے واسطے باعث برکت ہین ہمین کسی اور سے
کچھ مطلب نہین ہے اہل قلعہ نے جواب دیا کہ تو کافر ہے اپنے کو اونکا پروردگار تا نہ کہہ کہ اسمین
بھی اونکی توہین ہے اور وہ کبھی تیرے عرض کو قبول نہ فرمائینگی دیلم نے کہا کہ تمہین
ان جھگڑون سے کیا وہ قبول کرین یا نہ کرین تم پیام میرا کہدو جو وہ جواب دین
وہ مجھسے کہدینا مین چاہتا ہون کہ کشت وخون نہو کام باسانی نکل آئے ورنہ
یہ یاد رکھنا تمام قلعہ خاور کو اولٹ پلٹ کر دونگا اسکے زیادہ اصرار سے
لوگون نے جا کر ملکہ گیتی افروز سے عرض کیا کہ دیلم بن تورج اس طور سے

اظہار قرابت کرکے عرض کرتا ہے کہ ہمارے اور ارژنگ کے سرپرستی کیجیے کہ ہم بردے
ہین اور ارژنگ نا بھیجا آپکا ہے اور ساتھ ان خدا پرستونکا چھوڑیے ملکہ گیتی افروز
نے کہا اوس سے کہدو کہ اگر مذہب اسلام اختیار کرے تو وہ اور ارژنگ بن زمرد
دونون فرزند ہین اور اگر کافر رہے تو مین اونکی کوئی نہین نہ وہ میرے کوئی ہین اسلیے
کہ شعر پسر نوح با بدان بنشست ؛ خاندان نبوتش گم شد ؛ انبیا کے فرزند گمراہ
ہونے کے سبب اونکی نسل سے علیحدہ کردیے گئے اور غیر کشتی پر بٹھا کر بچا لیے گئے اور
مظفر بن ضیغم خون آشام سے رشتہ اسقدر قریب کا نتھا جیسا تم دونون سے
ہے مگر اوس نے ایک راہ اختیار کرکے ہمارا ساتھ دیا ہے اوسکا ساتھ دیا تونے اور
تیرے باپ نے بدچلنی سیکھی ہم سے علیحدگی رہی اور اگر تجھے یہ خیال ہو کہ مین بزور شمشیر
گیتی افروز کو لیجاؤنگا تو یہ خیال دل سے دور رکھ تو قلعہ مین نہ داخل ہونے پائے گا
کہ مین بالنگ قاسم کی خدمت مین پہونچ جاؤنگی یہان آکر سوا لاش کے کچھ نہ پائے گا
اہل قلعہ نے بھی سب باتین دیلم سے بیان کین اودھر گیتی افروز نے جام زہر تیار کرنے
کا حکم دیا لیکن رابعہ اطلس پوش نے منع کردیا اور گلے سے لگا لیا کہ اے فرزند جلدی
نکرو اب تم ہین رو تو اوسکے بعد اختیار ہے یہ داغ مجھسے نہ اوٹھیگا چاہیے تجھ کو تھا
کہ خورشید خاوری سے بھی پہلے سر اکو تج دنیا سے ہوتا اور تم دونون ساتھ ہوتین
ملکہ میرا زار دشمن کرتین صف ماتم بچھاتین مگر مصلحت خدا یون ہی تھی کہ ہم خورشید
خاوری کو روتین اے گیتی افروز اب تمہارا داغ مجھ سے نہ دیکھا جائیگا گیتی
افروز نے عرض کی کہ یہ شرارت ارژنگ کی ہے کہ دیلم کو اوبھارا ہے ورنہ اسے
یہ خیال بھی نہو گا کہ مین دادی کو لیجاؤن بہرطور یہ کفار اگر مجھ کو لیجائینگے تو میرے
ساتھ کیا سلوک کرینگے نہین معلوم فریج کرکے کہان پھینکین مردہ بھی خراب ہوگا
یہان تو یہ صحبت ہو رہی ہے اور وہان دیلم نے گرز ہاتھ مین لیا اور سپر سنبھالی اور
مرکب کو پاشنہ کیا مرکب تڑپ کر مانند باد صرصر کے چلا جیسے ہی اہل قلعہ نے دیکھا کہ
دیلم زد پر آگیا ہے توپین سر کین اور گولے مارنا شروع کیے دیلم دس ہزار سوارون
سے اوہادا کرکے چلا ہے اور قلعہ پر سے گولے برسنا شروع ہوئے ہین جسکے گولہ لگا وہ گر
گھوڑے پر سے اولٹ گیا برابر قلعہ پر سے باڑہ پڑ رہی ہے زمین ہل رہی ہے توپون کی
آوازون سے جو گھوڑے لشکر مین ہین وہ بھڑک بھڑک کر پلٹ رہے ہین جگر زمین
ہول سے شق ہو رہا ہے توپ خانے نے آواز رعد کو نظر سے گرادیا ہے لیکن دیلم مانند شیر
نر کے برابر مرکب کو دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہے اگر سامنے سے گولا آتا ہے گرز سے
رد کرتا ہے دہنے پر آتا ہے تو بائین پر ہٹ کر خالی دیتا ہے اور اگر
دہنے پر آتا ہے تو بائین رکاب پر آرہتا ہے کبھی اس پہلو کبھی
اوس پہلو [illegible] برابر بچتا ہوا گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ والون
[illegible] کہ دس یہان گر گئے پندرہ وہان گرے گیارہ اودھر ٹوٹ گئے جسکے گولہ لگا
[illegible] واسطے دوڑ سے پھرتے ہین دم لینے کی فرصت

لینے کی فرصت نہین ملتی ہے یہان تک کہ دس ہزار سوارون مین سے جو بھاگ کر بچے وہ تو بچے ورنہ
سب مارے گئے گولہ اندازون نے اپنی قادر اندازی دکھادی لیکن دیلم کے کوئی گولہ قضا کا
نہ لگا اور لب خندق جا پہونچا اہل قلعہ نے ماتے کا متوالا کڑکا بولا بارود کی ہنڈیا ڈبے کے حربے
کئے لیکن سب دیلم نے رد کئے اس لیئے کہ قضا اسکی ابھی نہین ہے آواز دی دیلم نے کہ اے
اہل قلعہ دیکھا تمنے کہ مین نے کیونکر حربے تمھارے رد کیئے بس اب خیریت اسی مین ہے کہ فقط گیتی افروز
کو میرے سپرد کرو مین تم لوگون سے تعرض نہ کرونگا ورنہ یہ سمجھ لو کہ مین داخل قلعہ ہو چکا ہون ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے اُس وقت تک گیتی افروز
کو نہ دینگے ہمین مرنا قبول ہے اور یہ ہمسے نہ ہوگا یہ سُن کر دیلم نے کہا کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی میرے
ہاتھ سے ہے لے ہوشیار ہو جاؤ مین آتا ہون یہ کہکر جو مرکب کو ایڑ کی گھوڑا اسمٹ کر جو اُڑتا ہے
چارون پٹلیان خندق کے کنارے پر جھاڑین اہل قلعہ نے دیلم کو تاک کر تیل کا کڑھاؤ ادپر
سے پھینکا دیلم نے خالی دیا تیل کھولتا ہوا جو زمین پر گرا زمین سلگنے لگی اب اہل قلعہ مایوس ہو کے
اور دعا کرنے لگے کہ اے کس بیکسان وائے دادرس غریبان ہماری داد کو پہونچ اور اس
ظالم کے پھندے سے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب
دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سو علم
نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ اُنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی آگے
آگے سب کے ایک مرد ضعیف مرکب پر سوار لیکن پیر کہن سال ہے جیسے ہی وہ مرد ضعیف قریب
پہونچے اور اہل قلعہ نے پہچانا نقارہ خوشی بجایا یہ خبر ملکہ گیتی افروز اور رابعہ اطلس پوش
کو ہوئی کہ شاہ سلیمان فارسی مع اپنے فرزندون کے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے کمک
کو آئے ہین ملکہ گیتی افروز یا تو ارادہ خودکشی کر رہی تھی اور رابعہ اطلس پوش اسے
روکے ہوئے تھی دل مین دعا مانگ رہی ہین یا خبر آمد سلیمان فارسی کی سُن کر خوش ہوئین
ملکہ گیتی افروز نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا اور رابعہ اطلس پوش نے سجدۂ شکر ادا کیا
لیکن سلیمان شاہ فارسی نے مرکب جولان کر کے آواز دی کہ اے دیلم خبردار کہان جاتے ہو
ہرچند کہ محرم ہو نامحرم نہین ہو مگر ایسے محرم کس کام کے جو قصد بے ادبی رکھتے ہون اور بزرگ
داشت نہ کرین بس مناسب یہی ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہو اور پلٹ جاؤ بڑے تعجب کی بات
ہے کہ وارث ان عورتون کے موجود نہین ہین اور تم نے دست جفا دراز کیا ہے لطف یہ تھا
کہ جب شاہزادۂ ایرج نوجوان یا رستم ثانی موجود ہوتے تو سب کچھ مناسب تھا جس طرح چاہتے
تم اُن سے وہ تم سے پیش آتے اس وقت مین ہم غلامون کو اُن شاہزادگان سے محجوب کرنیکا
عبث ارادہ کیا یہ کہو پھر بھی خبر مجھے پہونچ گئی اور مین وقت پر آگیا ورنہ اس سن مین سفیدی پر سیاہی
چڑھتی اور یہ مشہور ہوتا کہ ملازمان شاہزادۂ خاور سپاہ موجود رہتے برائے کمک نہ آئے
اور ناموس اُن کا برباد و تباہ ہو گیا بس بہتر و انسب یہی ہے کہ تم واپس جاؤ جسوقت شاہزادۂ
ایرج نوجوان تشریف لائینگے اُس وقت سمجھ لیجیو دیلم نے آواز دی کہ او بڈھے جا پلٹ جا
ورنہ مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھے یہی اتنا خیال ہے کہ تو دادا صاحب کے ملازمان
قدیم سے ہے کیون میرے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے اور ملکہ گیتی افروز خداوندزادہ باختر کی

پھوپھی اور میری دادی ہین ہم جس طرح چاہین اُن سے پیش آئین تجھے کیا حق حاصل ہے جو ہمین
روکتا ہے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جسکا جد رواج دین اسلام
کرے اُسکا نبیرہ تاراجی اسلام پر آمادہ ہوا اے دیلم ساتھ ان کفار کا چھوڑ دو اور تمہین لازم ہے
کہ خود ان لوگون کی حفاظت کرو ورنہ تمہارے لیئے بھی بدنامی ضرور ہے دیلم نے کہا کہ تو مجھے
نصیحت نہ کر جو میرا جی چاہتا ہے وہ کرتا ہون تجھے اگر روکنا ہے تو روک لے یہ کہکر برچھا سنبھالا
سلیمان شاہ فارسی نے بھی نیزہ لیا دیلم نے آواز دی کہ وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے
ایسا نہ ہو کہ دل کی دل ہی مین رہجاے اور انجام مین تو پچتاے یہ سُن کر سلیمان فارسی نے
جواب دیا کہ کیا تم اپنے بزرگون کے آئین سے نہین واقف ہو جنکا تبع مجھپر فرض ہے تم وار کرو
پھر مین بھی وار کرونگا پیشدستی کبھی نہ ہوگی دیلم نے خبردار خبردار کہکر آگے نیزہ مارا سلیمان
شاہ فارسی نے نیزے کو دیلم کے اپنے نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین بند بند چھٹنے اور کھلنے
لگے یہانتک کہ سنانین اور بنانین نیزون کی بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر کو ڈانڈون
کے بھی پھونسڑے اُڑ گئے مانند مسواک کے ہوگئین ہاتھون سے پھینک پھینک دین لیکن
دیلم نے بہت تعریف کی کہ اس ضعیفی مین تمنے خوب نیزہ بازی کی لیکن یہ تلوار تمہارے
واسطے پیغام اجل ہے یہ کہکر میان سے تلوار کمر سے کھینچلی سپر پشت سے لے کر خبردار
کہکر تلوار ماری سلیمان شاہ نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان
کوند رہی ہین قضائے کار گھوڑے نے سلیمان شاہ کے ٹھوکر لی بوڑھے آدمی سنبھالا نہ گیا
ہوگیا جب تک سنبھلین سنبھلین تلوار دیلم کے سر پر پڑی نہ اُٹھ سکے جھونک مین خود بھی گر گیا تھا
رہ گئے والی کوئی خبر نہ تھی تلوار اُتری چلی گئی دیلم نے جھٹکا مارا کہ مرکب سمیت چار ٹکڑے ہوئے
لاش زمین پر تڑپکر رہگئی یہ مرد مسلمان رفیق قدیم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم درجہ شہادت پر
فائز ہوا اہل قلعہ نے شور گریہ بلند کیا بعد سلیمان شاہ فارسی کے ان کے فرزند بھی ہاتھ سے
دیلم کے فرداً فرداً قتل ہوے جب مغلوبہ ہوگئی کیونکہ کفار چاہتے تھے کہ سر ان مسلمانون کے کاٹ لین
اہل لشکر سے دیکھا نہ گیا دوڑ پڑے اور لاشین اپنے سردارون کی لے کر روانہ ہوئے لیکن
جس وقت یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو ہوئی بہت روئین اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا ہماری نزدیک
آگئی ہے آنکھون کے سامنے کل سے آج تک کون کون لوگ قتل ہوگئے لیکن دیلم پھر طبل جنگ
بجوا کر قلعہ پر چلا اُسی طرح پھر گولون کی مار ہونے لگی گولہ اندازون نے جانین لڑا لڑا دین
لیکن کوئی گرز قضا کا دیلم کے نہ لگا اور یہ خندق کو پھاند کر در قلعہ پر جا پہنچا یہ خبر ملکہ گیتی افروز
اور رابعہ اطلس پوش کو ہوئی کہ قلعہ دشمنون کے قابو مین آگیا بس ملکہ گیتی افروز نے خیال
کیا کہ آبرو مین فرق آیا چاہتا ہے بس یونہین اپنے کو صحن قلعہ مین گرا دیا کہ سر تختہ چٹان پر پڑا
دو پارہ ہوگیا لاش پھڑکنے لگی دیلم اتنے عرصے مین قلعہ کا پھاٹک گرز سے توڑ کر داخل قلعہ
ہوا اور در محل تک پہونچ گیا ہر چند کہ راستے مین لوگون نے بہت روکا اور جانین دین لیکن
دیلم نے در قلعہ سے در دولت تک کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیئے اور دروازہ
مین داخل ہوا تو اپنی آنکھ سے گیتی افروز کو زمین پر تڑپتے دیکھا اور گرد عورتون کا ہجوم پایا
سمجھ گیا کہ ملکہ گیتی افروز نے جان دے دی بس وہین سے یہ پلٹا کہ اب کیا منھ لیکر سامنے

جاؤن اور جسکے واسطے یہان تک آیا تھا جب وہ ہی نہین تو پھر بیکار ہے یہ تو اس طرف پلٹا اور
یہان بعد ملکہ گیتی افروز کے رابعہ اطلس پوش نے بھی قصد خودکشی کیا تھا کہ عورتون نے
روک لیا کہ اگر آپ کے دشمن بھی ہلاک ہوئے تو ہمارا کون ہے اور ملکہ گیتی افروز کی صف
ماتم کون بچھائیگا رابعہ اطلس پوش نے ایک پچھاڑ کھائی اور غش آگیا یہ سبب ان کے بچنے کا
ہوا ورنہ آج ہی خاتمہ ہوگیا ہوتا مگر ابھی ان کی حیات باقی ہے دیلم تو قلعہ سے نکل کر لشکر
ارزنگ مین آیا اور سارا ماجرا ملکہ گیتی افروز کا اپنے کوٹھے پر سے گرا کر جان دینے کا
بیان کیا یہ سُن کر ارزنگ بن زمرد نے کہا کہ افسوس آج نورِ خالص خداوند باختر سے دنیا
خالی ہوگئی لیکن یہ تمام فسادات قاسم کی ذات سے برپا ہوئے دریافت کرو کہ قبر قاسم کی
کہان ہے لوگون نے بعد دریافت ارزنگ سے بیان کیا کہا کہ ابھی قبر قاسم کی کھُدوا ڈالو اور
لاش کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھوا اور کوچہ بکوچہ شہر بشہر تشہیر کراؤ یہ سُن کر دیلم و اسلم غصہ سے
کانپنے لگے اور تلوارین پکڑ پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اے ارزنگ احسان فراموش ہم نے
تو اسقدر تیرا پاس و لحاظ کیا کہ تیری طرف سے اپنے عزیزون کو قتل کیا ملک اُن کے تاراج
کئے ملکہ گیتی افروز اسی باعث سے ہلاک ہوئین اور تو ہمارے دادا کی قبر کھُدوانے کو کہتا
ہے اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم اُن سے لڑتے یا قتل کرتے یا مارے جاتے مردے کی توہین
ہم سے نہ دیکھی جائیگی بس حکم اپنا منسوخ کر ورنہ مارے تلوارون کے بارگاہ کو خون سے
لال کر دینگے ارزنگ بن زمرد اپنے دل مین قائل ہوا اور خاموش ہو رہا ایک روز
یہان جشن کیا کہ عین جشن مین ایک سوداگر نے آکر تصویر ملکہ ثریا کے سیمتن کی دکھائی
اور ارزنگ اُس پر عاشق ہو کر بہ جبیں آفتاب پرست سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا
یہ داستان مفصل لکھی جا چکی تھی اس وجہ سے اس مقام پر اختصار کیا گیا لیکن جس وقت
ملکہ رابعہ اطلس پوش کو ہوش آیا اور خیالات مجتمع ہوئے تو لاش ملکہ گیتی افروز دیکھی اور کہا کہ یہ
ابھی مجھ سے باتین کر رہی تھی ابھی بےحس و حرکت پڑی ہے زخم سر سے خون بہ کر منجمد ہو گیا ہے لاش
سے لپٹ گئین اور اسقدر روئین کہ سر و زانو نیلے کر لیئے بعد اس کے بہت بین جگر خراش کئے
اور لاش کو پہلوئے مزار قاسم مین دفن کرا دیا اور خود لباس سیاہ پہنا دن رات روتے
گذرتی تھی واقعی امر یہ ہے کہ جسکی آنکھون کے سامنے عالمشاہ سا فرزند قاسم سا پوتا دنیا
سے کوچ کر جائے اور دونون بہوئین جہان سے گذر جائین اُس کی کیا حالت ہوگی در و دیوار
پچھاڑے کھاتے تھے ہر ایک کی نشانیان سینے سے لگا لگا کر روتی تھین یہان تک کہ اسی
صدمے مین انھون نے بھی انتقال کیا لوگ جنازہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کا باجاہ و
تجمل قبرستان کی طرف لئے جاتے تھے قبرستان شہر سے کسی قدر فاصلے پر تھا کہ جانب
صحرا سے گرد اُڑی یہ لوگ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی دشمن آتا ہو جنازے کو لے کر بھاگنے کا
قصد کیا تھا کہ گرد برطرف ہوئی اور چار نقابدار با لشکر بسیار آکر پہونچے نقابدارون
نے جو دیکھا کہ ایک جنازہ با شوکت شاہانہ گورستان جا رہا ہے خیال گذرا کہ کسی امیر
یا رئیس نے انتقال کیا ہوگا شرکت کرنا چاہیئے کہ ہمدردی دین اسلام کا مقتضا یہی ہے
اُدھر اُن لوگون کو جو ہمراہ جنازہ تھے یہ خبر ملی کہ یہ لوگ مسلمان ہین اور مشایعت کے لیئے

آتے ہین دشمن نہین ہین اِن کے جان مین جان آئی اور دل مین کہا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش بڑی خوش نصیب تھین کہ غیب سے سامان ہو گیا اور اتنا بڑا لشکر اِن کی نماز جنازہ پڑھیگا غرضکہ چارون نقابدار قریب آئے اور پوچھا کہ یہ میت کسکی ہے اُنھون نے عرض کیا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش والدۂ رستم تہمتن شاہزادہ علمشاہ رومی کی یہ لاش ہے بس یہ سنتے ہی نقابدارون نے نقابین اُٹھا دین گریبان چاک کئے سر برہنہ ہو کر خاک اُڑانے لگے اور کاندھون پر تابوت کو اُٹھا کر نزدیک قبر لائے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا اس کے بعد قلعہ مین آئے وہان سناٹا دیکھا ایرج نوجوان نے اپنی دادی کو پوچھا یہ سنکر لوگون نے کہا کہ وہ بھی انتقال کر گئین بلکہ اُنھین کی تیمارداری کو ملکہ رابعہ اطلس پوش بھی آگئی تھین اس کے بعد آنا ارزنگ بن زمرد کا اور اول شکار شہید ہونا عمرو بن حمزہ کا اور محبت مین بھائی کی دوڑ پڑنا شاہزادۂ خاورسیاہ ملک قاسم کا اور ان کا بھی شہید ہونا اس کے بعد چڑھ آنا قلعہ پر ارزنگ بن زمرد کا فوج کثیر سے مقابلہ کرنا مظفر بن ضیغم خون آشنام کا اور شہید ہونا ساطور قرماسیب سے اور الماس خان خاوری کا شہید ہونا چڑھائی کرنا دیلم کا قلعہ پر پہونچنا سلیمان شاہ فارسی کا اور اپنے فرزندون سمیت شہید ہونا اس کے بعد پھر آنا قلعہ کی جانب دیلم بن تورج کا اور پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہونا اس ارادے سے کہ ملکہ گیتی افروز کو لے جا کر اُسکے بھتیجے کے سپرد کرون ملکہ گیتی افروز کا اپنے کو فصیل قلعہ پر سے نیچے گرا کر جان دے دینا اور اسی غم مین مرجانا رابعہ اطلس پوش کا سب بیان کیا اب تو نقابدارون کی یہ حالت ہوئی کہ دیوارون سے سر ٹکراتے تھے کہ ہائے افسوس ہمارے یہان نہ ہونے سے سارا گھر تاراج ہو گیا کوئی باقی نہ رہا ایک ہو تو اُس کا نام لے کر روئین اسقدر صدمے جو ایک مرتبہ ہوئے تو آنسو خشک ہو گئے سکتہ سا ہو کر رہ گیا از سرِ نو ایرج نوجوان نے اُن سب کا ماتم برپا کیا چالیس روز تک خوب سینہ زنی رہی ان سب کی قبرون پر گنبد تعمیر کرائے شہر کو آباد کیا اور سہراب ثانی نے قسم کھائی کہ اب بغیر دیلم و اسلم کو قتل کئے ہوئے مجھے چین و آرام نہ آئیگا اور ارزنگ بن زمرد کو بھی سزا اسکے معقول دونگا کہ اس بے حیا نامعقول نے میدان خالی پا کر بڑی بڑی بدعتین کین اس کو نہایت اشتیاق شاہزادہ خاورسیاہ سے ملنے کا تھا اکثر واقعات اپنے پردادا ملک قاسم کے سُن سُن کر وجد کیا کرتا اسی باعث سے اس کو سب سے زیادہ صدمہ پہونچا اور ماہ پارہ بھی ان لوگون کو روتے دیکھ کر بہت روئی کہ افسوس ہم کس وقت مین یہان آئے کہ عورتون مین کوئی بزرگ سر پر نہ رہا پہلے قصد یہ تھا کہ ماہ پارہ کو خورشید خاوری کے حوالے کر دینگے اب یہ خیال ہوا کہ اس کا چھوڑنا مناسب نہین ہے اس لیئے کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور یہ امانت ہے سکندر رستم خو کی اسے بہت حفاظت سے رکھنا چاہیئے ہنوز شادی بھی اِس کی نہین ہوئی ہے بن بیاہی ہے مگر اپنے خاندان کی محبت مین پہلے سے ماں باپ کا فراق گوارہ کر کے سسرالی بزرگون کے ساتھ ہوئی ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے ہر کارون کو بہانے

روانہ کر دیا تھا بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ ارزنگ بن زمرد سمندریہ پر ساتھ برجیس آفتاب پرست کے ہے اور وہان سے نہ طاق کو جائیگا بس یہ سُن کر پھر ان سب نے نقابین چہرون پر ڈالین اور بیس لاکھ سوار و پیدل کی فوج سے سمندریہ کی جانب روانہ ہو کر اسکے بعد بیابان نہ طاق مین ہونگے بدیع الملک کو تو لین گے اب تو یہ اس طرف چلتے ہین۔ لیکن چند کلمے

داستان عظمت سحر ساز مادر ملکہ حیات زرین پوش

جادو بیان کئے جاتے ہین کہ یہ اپنے بستر خواب پر ایک روز سو رہی تھی کہ اس نے خواب مین دیکھا کہ حیات زرین پوش میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بال اس کے پریشان منھ اداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلی آتی ہے آتے آتے جس وقت سامنے عظمت سحر ساز کے پہونچی مان کو جھک کر سلام کیا عظمت سحر ساز نے کہا کہ کیون حیات خداوندا کو ان تیری حیات کو طولانی کرے نخل زندگی سے تو بار پائے مزاج کیسا ہے اور یہ کیا اپنی حالت بنائی ہے یہ کہکر گلے لگانا چاہا تھا کہ حیات زرین پوش پیچھے ہٹ گئی اور کہا کہ مجھ سے علحدہ رہیئے اب مین اور عالم مین ہون آپ اور مقام پر ہین آپ سے گلے نہین مل سکتی فقط اپنا حال بیان کرنے آئی ہون کہ یہان سے مین ہمراہ خالہ امان کے بیابان نہ طاق مین واسطے مقابلہ لشکر اسلام گئی تھی ہر چند کہ خالہ امان نے میری حفاظت کا بہت بڑا انتظام کیا تھا کہ ایک قلعۂ آہن بزور سحر بنا کر تین راستے اُس کے مسدود کر دیئے تھے صرف دریا کی راہ کھلی تھی گویا موت نے وہ راہ اپنی آمد و رفت کے واسطے کھلی رکھی تھی لیکن بموجب مصرعہ ؎ چون قضا آید طبیب ابلہ شود + اُسی راہ دریا سے ایک عیار لشکر اسلام کا کہ نام اُس کا برق ثانی ہے ایک نازنین کی صورت بنا ہوا مورنکھی پر سوار نمودار ہوا مین اُسی لڑکی سمجھ کر بہت خوش ہوئی آپ تو جانتی ہین جیسا کہ مجھے اپنی ہمجولیون سے کھیلنے کا شوق تھا غرضکہ اُس کو بُلا لیا اُس نے شراب بیہوشی اثر بلا مجھ کو ذبح کر ڈالا مین اب مردہ ہون زندہ نہین ہون اور خالہ امان بھی میرے ہمراہ آئی ہوئی ہین لیکن الگ پوشیدہ کھڑی ہین مارے شرمندگی کے آپ کے سامنے نہین آتین کہہن میری مجھے کیا کہینگی عظمت سحر ساز نے کہا کیا وہ زندہ نے حیات زرین پوش نے کہا کہ دوسرے روز لشکر اسلام سے مقابلہ کیا اور مریخ آفتاب علم بادشاہ طلسم فیروزہ کے ہاتھ سے وہ بھی قتل ہوئین بس یہ سُننا تھا کہ اس نے ایک چیخ اُسی خواب مین ماری اور اُچھل پڑی آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا اور دل اس کا دھڑکنے لگا اپنے ملازمین سے بیان کیا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ چراغ خانہ میرا گل ہوا اور سروِ باغ تمنا میرا قلم ہو گیا ابھی ابھی مین نے حیات زرین پوش کو خواب مین دیکھا کہ وہ اس اس طرح بیان کر گئی ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہ خواب و خیال کی باتین ہین بھلا کسکی مجال ہے کہ اُن سے مقابلہ کر سکے یا اُن کو کسی فریب سے قتل کر سکے اس لئے کہ اُن کی خالہ انکی محترمہ ملکہ قہر نگاہ سربرہنہ اُن کے ہمراہ ہین وہ کیسی ہوشیار جہان دیدہ ہین بھلا ایسے مقام پر کب چھوڑینگی کہ جہان اندیشہ ہو اس لئے کہ ایک تو وہ حیات زرین پوش کو اپنا مایۂ حیات سمجھتی ہین علاوہ اس کے یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کا خیال اُن کو ہوگا کہ اگر

اس کے دشمنون کو چشم زخم پہونچا تو بہن کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ بھلا ملکہ سے غفلت کرسکتی
ہین آپ اس قدر پریشان نہ ہون دل کو قابو مین رکھین اس کے علاوہ خواب کی تعبیر
اُلٹی ہوا کرتی ہے اگر ایسا ہی آپ نے خواب مین دیکھا ہے تو ملکہ کی حیات طولانی ہوگی
وہ پروان چڑھینگی عظمت سحر ساز نے کہا کہ یہ سب کچھ سچ ہے مگر مین کیا کرون کسیطرح
دل نہین مانتا مین طلسم سے باہر ضرور نکلونگی نہین معلوم کہ میری بچی پر کیا گذری کہ اس
حال خراب سے وہ میرے سامنے آئی جب سے مین نے اُس کی ایسی حالت دیکھی
ہے عجب عجب طرح کے وسوسے دل مین آتے ہین دنیا تکتا ہون مین اندھیری ہے کچھ
نہین معلوم ہوتا اُن لوگون نے عرض کی کہ اچھا مشکل ہی کیا ہے طلسم سے باہر جاکر
اپنا اطمینان کر لیجیئے بلکہ اُن کو ساتھ لیتی آئیے گا کیا دشمن اُن کے ایسے فالتو
ہین کہ لشکر اسلام سے لڑین اگر بادشاہ طلسم کو غارت کرنا مسلمانون کا منظور ہوگا کسی
اور ساحر کو بھیجینگے اُن کے یہان ایک سے ایک بڑھ کر ساحر ہے بھلا لشکر اسلام
مین کوئی چھو کرنا تو جانتا نہین کوئی اُن سے کیا مقابلہ کرسکتا ہے یقین ہے کہ ملکہ قہر نگاہ
نے اب تک تمام لشکر اسلام کو برباد بھی کردیا ہوگا اور بافتح و فیروزی آتی ہونگی آپ یہان
سے چلنے بھی نہ پایئے گا کہ وہ پہونچ جائینگی خیر اچھا ہے سیر ہوجائیگی دل آپ کا بہل جائیگا
عظمت سحر ساز نے اُسی وقت تیاری کا حکم دیا گھڑی بھر مین چالیس ہزار ساحران
غدار بدکردار نے اپنی اپنی سواری کا بندوبست کیا اور جانوران سحر تیار کرکے
اُن کے اوپر بیٹھے جھولیان اسباب سحر سے مملو کرکے کاندھون پر ڈالین خدمت مین
ملکہ عظمت سحر ساز کی حاضر ہوئے اس کے بعد ملکہ عظمت سحر ساز نے اپنا تخت سحر
باہر نکالا اور اسباب سحر ساتھ لیا جس مین ایک صندوقچہ بھی تھا اور ابر سحر بنا کر اپنے
لشکر کو اُسمین پوشیدہ و محفوظ کرکے بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوئی جس وقت
سرحد طلسم سے باہر نکلی ہزارہا ساحرون کو تباہ حال فریاد کرتے ہوئے دیکھا کہ زیر دیوار
طلسم نہ طاق شور کررہے ہین کہ یا خداوندا کو ان تاجدار ہماری خبر لیجیئے سردار
ہمارے مارے گئے اور ہم شکست کھا کر بھاگے صدقہ اپنی قدرت کا ہمین بچالے یہ حال
دیکھ کر عظمت سحر ساز ابر سے نکل کر زمین پر آئی اور اُن لوگون سے پوچھا کہ تم کون لوگ
ہو کسکی فوج کے ہو اور کہان سے آتے ہو کسکے ہاتھ سے تم سب نے شکست کھائی
کچھ لوگون نے کہا کہ ہم ملازم ہین مبہوت آسمان شگاف کے اور بعض نے بیان
کیا کہ ہم مواج گرد باد جادو کے نوکر ہین کہا ہان مین جانتی ہون اچھا بیان کرو
کہ یہ کسکے ہاتھ سے قتل ہوئے اُنھون نے رو رو کر تمام ماجرا بیان کیا اتنے مین کچھ اور
لوگ ہائے ملکہ قہر نگاہ کہہ کر روتے ہوئے نظر آئے اب تو عظمت سحر ساز
اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوئے کہ ارے کیا ہوا کیون روتے ہو اور اپنی بہن کو ملازمون
کو پہچانا اُن لوگون نے عرض کی کہ ملکہ قہر نگاہ نے انتقال کیا ہاتھ سے مریخ آفتاب علم
کے ماری گئین انھون نے اپنے زور سحر سے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا تھا قیامت
برپا کردی تھی صدہا مسلمانون کو پتلون نے ہلاک کیا مگر انجام کار قتل ہوئین عظمت سحر ساز

سر پیٹنے لگی کہ یہ تو کچھ آثار بڑے معلوم ہوتے ہین اُن لوگون سے کہا کہ حیات
زرین پوش کہان گئی اُنھون نے جواب دیا کہ اے ملکہ حیات زرین پوش تو
معرکہ جنگ مین شریک بھی نہ ہو سکین پہلے ہی قتل ہو گئین بس یہ سُنتے ہی عظمت سحر ساز
جادو نے ایک پچھاڑ کھائی اور ہائے میری بچی کہکر پیٹنے لگی آواز گریہ جو عظمت سحر ساز
کی بلند ہوئی اور ساحرون نے اسکے ابر سحر سے حالت اسکی مشاہدہ کی جلدی سے
زمین پر اُترے آکر عظمت سحر ساز کو گھیر لیا اور کہا کہ ملکہ خیر تو ہے کیا خبر وحشت اثر ان
لوگون سے سُنی عظمت سحر ساز نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو ہائے وہ ہی ہو کہ جو خواب
مین حیات زرین پوش نے آکر مجھ سے بیان کیا تھا یہ کہکر اس قدر پیٹی اس قدر
پیٹی کہ تمام جسم نیلا ہو گیا ساتھ والون نے سمجھایا کہ اب اس رونے پیٹنے سے آپ کے
حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائینگی اپنے کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے
اس سے تو دشمنون کو قتل کیجیے کہ دل کی بھڑاس نکلے کلیجے کی آگ بجھے عظمت سحر ساز
نے کہا تو سہی جو اس ایک خون کی عوض مین ہزارہا کو نہ قتل کیا ہو اور سب سے پہلے
اُس کے قاتل کو مار ونگی ذرا قبر اپنی بچی کی دیکھ لون اور اُس سے مل لون کہ جیسے وہ
مجھ سے رخصت ہو کر اپنی خالہ کے پاس گئی اسی طرف سے یہان چلی آئی ورنہ مین
کاہے کو آنے دیتی کیا بُری ساعت تھی کہ پھر ملنا نصیب نہ ہوا خیر زندہ نہین تو مردہ ہی
سہی یہ کہکر اُن لوگون سے کہا کہ اب جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب مین آگئی ہون میرے
سامنے کوئی تم کو قتل نہین کر سکتا ہے کسی کی مجال نہین ہے اطمینان رکھو اور ساتھ
میرے چلکر مجھے پہلے تو قبر میری راحت جان کی دکھاؤ کہ مین جی بھر کے اُسکو رو لون
اُس کے بعد لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے قصاص اپنی نور نظر کے خون ناحق کا لون
پھر تم چاہے یہان ٹھہر کر تماشائے جنگ دیکھنا اور چاہے طلسم کو واپس جانا یہ سُنکر
وہ لوگ اس کے ہمراہ ہوئے اور سیدھے جانب قبر حیات زرین پوش جادو روانہ
ہوئے راہ مین بہت سی جلی ہوئی لاشین ملین کہ یہ سب سحر قہر نگاہ سے ہلاک ہوئے
تھے جسکو آفتاب مریخ علم نے منقلب کر دیا تھا یہ ساحرہ ان سب کو بچشم غور
دیکھتی ہوئی اور اپنے دل مین کہتی ہوئی کہ بڑا رن پڑا یہ خیال بھی نہ تھا کہ خدا پرستون
کی طرف بھی بہت بڑے بڑے ساحر شریک ہین غرضکہ باحال پریشان افتان و
خیزان خاک بسر دریدہ گریبان عظمت سحر ساز قریب قبر حیات زرین پوش جادو
کے پہونچی اور لوگون نے اشارے سے بتایا کہ یہی تربت ہے اس ماہ جبین مہر طلعت
ملکہ حیات زرین پوش کی بس یہ سُنتے ہی عظمت سحر ساز نے اپنے کو کھڑے قد
سے قبر پر گرا دیا اور بہت روئی پیٹی بعد اس کے تھوڑی قبر کھود کر تختہ ہٹایا تو لاش
کو جلا ہوا پایا یہ دیکھ کر اسے نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کشتہ سحر تو تھی نہین اور عیار نے
خنجر سے ذبح کیا تھا پھر یہ جلی کس طرح لوگون نے کہا کہ یہ بات ہمین بھی نہین معلوم اتنا
جانتے ہین کہ ایک شعلہ سحر دشمن کا اس قبر پر بھی آکر گرا تھا اُسی نے جلا دیا ہوگا یہ سُنکر
عظمت سحر ساز نے کہا کہ معلوم ہوا یہ خدا پرست بڑے ظالم ہین خیر دیکھا جائیگا بس

یہین خیمہ سیاہ بر پا کرو فوج نے عظمت سحر ساز کی خیمہ سیاہ بر پا کیا اور عظمت سحر ساز نے
پوشاک ماتمی پہنی اب یہ ساحرہ داخل خیمہ ہوئی اور صندوقچہ اپنا کھول کر کاغذ وقلم
ودوات نکالی اور کچھ اسم سحر دم کر کے دستک دی دیکھا تو کوئی اِدھر سے اور کوئی
اُدھر سے قریب چالیس پچاس جوگیون کے آکر جمع ہو گئے کہ یہ سب پیر و سحر عظمت
سحر ساز کے ہین اور برابر سے پرا باندھ کر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ہمین آپ نے
کیون یاد کیا ہے یہ سُن کر عظمت سحر ساز نے کہا کہ تم سے کام لیا جائیگا لہذا ہمت
ہوشیار رہو اور ایک پیر سے کہا کہ بتا حیات زرین پوش کا کون قاتل ہے اور
نام اُس کا کیا ہے صورت کیسی ہے یہ سن کر اُس نے بیان کیا کہ قاتل ملکہ حیات
زرین پوش کا برق ثانی عیار ہے رہنے والا وہ فرنگستان کا ہے اور صورت
اُس کی ایسی ہے یہ کہکر اُس نے ایک لوٹ لگائی اور لوٹ لگا کر جو سید ہوتا ہے
تو صورت اس کی برق ثانی کی تھی حیات زرین پوش کے قاتل کی صورت
دیکھ کر آنکھون مین عظمت سحر ساز کی خون اُتر آیا قریب تھا کہ اسی غصے مین یہ سحر کو
اپنے مٹا دے اور پیر کو پھونک دے لیکن ضبط کیا کہ یہ کیا حرکت ہے بعد اُسکے
کاغذ پر قلم سحر سے نقشہ برق ثانی کا اُتارا اور اُس پر کوئی جنتر لکھا اور پیرون کو
رخصت کر دیا بعد اس کے ایک ساحر کو طلب کر کے وہ تصویر اُس کو دی اور کہا کہ
جا صحرا مین اور اس تصویر کو ایک پتھر کے نیچے دبا دینا تھوڑے عرصے مین ایک
شخص تیرے پاس خود بخود چلا آئیگا اُسکی یہی صورت ہوگی جو اس تصویر کی ہے بس
اُسے گرفتار کر لانا یہ سُن کر وہ ساحر تصویر لے کر بتلاش برق ثانی روانہ ہوا لیکن
اول حال برق ثانی کا گزارش کیا جاتا ہے کہ بعد فتح جنگ ساحران ومرگ
قہر نگاہ سر برہنہ صاحبقران۔ مریخ آفتاب علم سے نہایت خوش ہوئے اور بہت
تعریف فرماتے تھے جب انھون نے صاحبقران کو اپنی جانب زیادہ مخاطب دیکھا تو
عرض کی کہ ایک قصور بھی خادم سے ہوا ہے امیدوار ہون کہ اب حضور اُسے عفو
فرمائین صاحبقران متحیر ہوئے کہ کیا خطا ان سے ہوئی مریخ آفتاب علم نے عرض کیا
کہ اگر عفو فرمائیے تو اُسے عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسی باتین کر کے
مجھے مجل نہ کیجیے وہ کیا بات ہے انھون نے عرض کی کہ حقیقت مین ایسا ہی ہے جیسا
کہ مین عرض کرتا ہون یہ خطا نہین تو اور کیا ہے کہ آپ کے لشکر مین ہو کر بغیر اجازت
حاصل کیے کوئی دخل اندازی کی تو کیا یہ قصور نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ نے
کوئی تو مصلحت دیکھی ہوگی اور جو کچھ کیا ہوگا وہ ہمارے واسطے بہتر ہی ہوگا اور ایسے سردارون
اور بادشاہون کے لیے جزو امور مین دریافت کی ضرورت نہین ہے مریخ آفتاب علم
نے عرض کی کہ مین نے برق ثانی کو بچا لیا ہے اور وہ میرے خیمے مین ہے یہ سُن کر
صاحبقران حیرت مین آ گئے اور دیکھا مریخ آفتاب علم نے کہ چہرے پر آثار مسرت
ظاہر ہوئے کہ مریخ آفتاب علم سے کہا کہ اُسے تو مین نے خود گرفتار کر کے دے دیا تھا
اور سامنے دونون لشکرون کے قہر نگاہ کے ہاتھ سے قتل ہو گیا مریخ آفتاب علم نے

عرض کی کہ اے شہریار یہ فعل میرا آپ سے مخالفت کی نظر سے نہ تھا بلکہ مین یہ دیکھتا تھا کہ آیا قہر نگاہ کچھ پہچانتی بھی ہے اُس کو اصلی و نقلی کا فرق بھی دکھائی دیتا ہے یا یونہین انکل کے سحر کرتی ہے وہ شخص جسے سب نے جانا کہ برق ثانی ہے وہ اُسی قہر نگاہ کا ایک ملازم تھا جس وقت برق ثانی کے واسطے حضور نے حکم گرفتاری جاری کیا ہے تو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب تو صاحبقران زبان دے چکے ہین برق کو پکڑ کر ضرور دیدینگے ذرا اسکی آزمایش تو کرو کہ یہ کچھ پہچانتی بھی ہے یا نہین لیکن اُس نے کچھ نہ پہچانا اب اس کی ضرورت نہ تھی کہ مین خواہ مخواہ ایک مرد مسلمان کو قتل کرواتا صاحبقران یہ سُن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ برق ثانی کہان ہے بلائیے اُس کو مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ میرے خیمے مین موجود ہے لیکن اتنا اور امیدوار ہون کہ اب اُس کی خطا بھی عفو ہو جائے فرمایا کہ مجھے ہر طرح خوشی آپ کی منظور ہے یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے ایک شخص کو بھیج کر برق ثانی کو بلایا جس وقت برق حاضر ہوا تو مریخ آفتاب علم نے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر برق ثانی کا ہاتھ پکڑ کر صاحبقران کے قدمون پر گرایا صاحبقران نے قصور اس کا عفو کیا تمام سردار اور عیار جن کو برق ثانی کے مرنے کا غم تھا نہایت خوش ہوئے اور عیار تو بغلگیر ہوئے صاحبقران نے خلعت بخشا مریخ آفتاب علم کو عیارون نے ہزارہا دعائین دین برق ثانی اپنے عہدہ پر بھی بحال ہوا اور اپنی خشت ہائے زرین پر جاکر کھڑا ہوا غرضکہ وقت سے دربار برخاست ہوا اور دوسرے روز موافق معمول پھر سردار مجتمع ہوئے اب انتظار اُس روز موعود کا ہے جو صاحبقران نے طلسم نہ طاق پر جانیکا معین فرمایا تھا کوئی سیر و شکار کو بھی نہین جاتا ہے کہ نہ معلوم کیا افتاد پڑے بر وقت نہ پہونچ سکین تو مورد عتاب ہون روز دربار سردارون سے مملو رہتا ہے حسب اتفاق فتح کے تیسرے روز بھی حسب دستور دربار مملو ہے سرداران عالیمقام اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر جلوہ افروز ہین عیار خشت ہائے زرین پر کھڑے ہین تعریف مریخ آفتاب علم کے مقابلے کی ہو رہی ہے یہ گردن بسبب حجاب کے نیچی کئے ہوئے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ برق ثانی کا کچھ دل گھبرایا اور اس نے اسی انجمن مین اپنے قریب کے عیارون سے کہا کہ اس وقت میرے دل کی اُلجھن بڑھتی جاتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ چیخین مار مار کر روؤن اُنھون نے سمجھایا کہ تم پھرنے چلنے کے عادی ہو کئی روز ایک ہی مقام پر ہیئت بدلے جو بیٹھے رہے ہو تو اختلاج قلب کا مرض ہو گیا ہے دو ایک روز دوا پیئو گے تو اچھے ہو جاؤ گے لیکن چہرہ برق ثانی کا دمبدم متغیر ہونے لگا اور اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کئے ناپائداری دنیا بیان کر کے رونے لگا آخرکار ایسی اُلجھن بڑھی کہ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا چونکہ خضران بن عمرو حالت اِس کی دیکھ رہے تھے اُنھین کچھ شک سا گذرا کہ کہین یہ مسحور بہ سحر تو نہین ہے کچھ نہ کچھ راز ضرور ہے ساتھ ہی یہ بھی بارگاہ سے نکل کر راہی ہوئے لیکن خضران بن عمرو جب تک آئین آئین برق ثانی لشکر سے نکل کر اُس ساحر کے قریب پہونچ گیا جو تصویر اس کی پتھر کے نیچے دبائے بیٹھا تھا ساحر نے جو صورت اس کی دیکھی اور تصویر کو خیال کیا تو مطابق پایا کہا تو کون اس نے کہا کہ نام میرا

برق ثانی ہے اس نے کہا کیون آیا ہے اور کیا چاہتا ہے اس نے بیان کیا کہ کیا
کہون جب سے مین نے ملکہ حیات زرین پوش کو قتل کیا دنیا سے نفرت ہو گئی جی چاہتا
ہے کہ اپنی جان دے دون اور کسی طرح ملکہ تک پہونچ کر اپنی خطا معاف کراؤن یہ سن کر
اُس نے کہا کہ آؤ ہم تم کو ملکہ کی والدہ کے پاس لے چلین وہ تم کو ملکہ حیات زرین پوش
کے پاس لے چلینگی یہ سن کر برق ثانی نے کہا کہ اگر ایسا کرو گے تو مین تمھارا بہت ہی
احسانمند ہونگا یہ سن کر اُس ساحر نے تصویر پتھر کے نیچے سے نکالکر مٹھی مین دبالی اور ہاتھ
برق ثانی کا پکڑ کر لے چلا تھوڑی دور بڑھا ہوگا کہ دیکھا سامنے سے ایک جوگی اکتارہ
بجاتا ہوا اور بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے اس جادوگر نے کہا کہ میان جوگی اس صحرا مین
کون سُننے والا ہے جو تم گا رہے ہو جوگی نے کہا کہ تمھین لوگ سُننے والے ہو جو
آدھ سیر آٹا دے کر پیٹ فقیر کا بھر دیتے ہو اس نے کہا کہ یہ تو سچ ہے مگر جو ہمارے ساتھ
ہماری ملکہ کے پاس چلو تو وہ تم کو مالامال کر دینگی جوگی نے کہا وہ کہان رہتی ہین ساحر
نے جواب دیا کہ بالفعل تو اسی صحرا مین اُتری ہوئی ہین اور رنج مین ہین کہ مسلمانون نے
اُن کی نور نظر ملکہ حیات زرین پوش جادو کو قتل کر ڈالا ہے وہ طلب خون کے ارادہ
سے آئی ہین لیکن بعد مقابلہ لشکر اسلام یقین ہے کہ وہ بہت بڑا جشن کرینگی جس وقت
یہ خبر سُننا تو ضرور ضرور آنا جوگی نے کہا کہ اب مین اسی صحرا مین رہونگا اور کہین
نہ جاؤنگا یہ کہکر جوگی نے ایک خوشہ انگور کا جھولی سے نکالا اور کھانے لگا ساحر نے
پوچھا کہ یہ انگور کیسے ہین جوگی نے کہا کہ میرے مرشد نے مجکو دیئے تھے آج بہت
دنون بعد اس صحرا مین مل گیا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ بابا اگر اسے دشمن کھائیگا تو
مر جائیگا دوست کھائیگا تو عمر بڑھیگی ساحر نے کہا کہ مین آپ کا دوست ہون یا دشمن جوگی
نے کہا کہ آپ سے بڑھ کر دوست کون ہوگا کہ جان نہ پہچان اور پھر میرے فائدے کی
بات مجھ کو بتائی ساحر نے کہا کہ پھر اس مین سے ایک انگور مجھے بھی عنایت کیجیے کہ مین بھی
کھاؤن اور عمر کو اپنی بڑھاؤن اس لیئے کہ ایسے مقام پر ہون جہان ہر وقت جان کا
خطرہ لگا ہوا ہے اگر خداوندا کو ان عمر بڑھا دینگے تو مین قتل ہونے سے بچ جاؤنگا
مسلمانون کا قابو نہ چل سکیگا جوگی نے کہا لو بابا جو کچھ پاس موجود ہے اُس مین مجھے
دینے مین عذر نہین ہے یہ کہکر خوشے مین سے دو ایک انگور اس کو دیئے ساحر نے
انگور جوگی سے لے کر کھائے اب ساحر اُدھر چلا اور جوگی ادھر اپنی راہ آیا ابھی دو چار
قدم بڑھا ہوگا کہ ہوا نے تمانچہ مارا چھینک آئی بیہوش ہو کر گرا اب اس کا گرنا تھا
کہ جوگی نے پلٹ کر آواز دی کہ باش او بے حیا منم خضران بن عمرو کہ گزاریم کہ از
دست من زندہ و سلامت روی اور قریب پہونچ کر چاہتا تھا کہ اس کو قتل کر دن کہ
برق ثانی نے کہا بس مرشد الگ رہنا خبردار اسے قتل نہ کرنا کہ یہ میرا دوست
ہے مجھے عظمت سحر ساز کے پاس لیئے جاتا ہے خواجہ خضران نے کہا او برق ثانی
اپنے ہوش مین آ تو مسحور سحر ہے جس وقت یہ قتل ہوگا تو تجھے ہوش آ جائیگا برق ثانی
نے جواب دیا کہ دیکھیے اب ایسا ارادہ نہ کیجیے گا ورنہ بہت پچتائیگا مین آپ کا بہت لحاظ

کرتا ہون آپ کو ابھی مار ڈالونگا یہ کہکر تیغچہ عیاری کھینچ لیا اور خواجہ خضران بن عمرو پر
برس پڑا کہ ان کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گیا آخر کار جست کر کے علیحدہ ہوئے اور جلدی
سے کمند آصفائے باصفا مار کر اس کو باندھا اور ناک مروڑ کر بیہوش کیا بیہوش کر کے
داخل زنبیل کر لیا اور اس ساحر کو بصورت برق ثانی بنا کر گیند عیاری اس کے حلق
مین اُتار دیا کہ سحر نہ کر سکے زبان سے نہ بول سکے اور خود رنگ و روغن عیاری کا مل کر
صورت اپنی اُس ساحر کی بنائی اور برق نقلی کو پکڑ کر لے چلے اور جا کر سامنے عظمت
سحر ساز کے رکھدیا اور کہا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہے عظمت سحر ساز نے جو صورت
برق ثانی کی دیکھی آتش عناد سینے مین مشتعل ہوئی اور کہا کہ او بیدرد تجھے حسن و شباب
پر حیات زرین پوش کے کچھ رحم نہ آیا اور اس بیدردی سے اُس کو ذبح کیا
اس وقت کی تجھ کو خبر نہ تھی دیکھ تو تجھے بھی ملکہ کی پائینتی بھیجے دیتی ہون یہ کہکر ایک گولہ
فولادی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے جو سینے پر مارتی ہے ایک تڑاقے کی
صدا بلند ہوئی اور ایک شعلہ چمک کر گرا کہ یہ جل کر خاک ہو گیا بس اس کا مرنا تھا کہ علامات
سحر ظاہر ہوئے آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری و برف باری دیر تک ہوا کی عظمت
سحر ساز اپنے دل مین کہتی ہے کہ کیا عیاران لشکر اسلام ساحر بھی ہین لیکن
جس وقت آواز آئی کہ مارا جوان کشتی یعنے نام من ظلمات جادو بود حیف مردیم و
جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بس اس آواز کے پیدا ہوتے ہی عظمت سحر ساز
بہت گھبرائی کہ یہ تو وہی ساحر ہے کہ جسے مین نے گرفتاری برق ثانی کے واسطے
بھیجدیا تھا یہ دوسرا کون شخص ہے شاید کوئی عیار ہوگا پلٹ کر آواز دی کہ تو کون ہے
اُس نے جواب دیا کہ او بے حیا تو نے مجھے نہین پہچانا منم خضران بن عمرو کیا تاب
طاقت ہے کسی کی جو میرے سامنے برق ثانی کو قتل کر سکے چاہتی تھی عظمت سحر ساز
کہ گھیر کر پکڑ لے خضران کو خضران بن عمرو نے لبون کو متحرک ہوتے جو دیکھا فوراً
گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے عظمت سحر ساز ہر چند تلاش کرتی ہے کہین پتا
نہین ملتا اس نے دستک دی کہ ایک جوگی پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ بتا خضران
بن عمرو کہان ہے اُس نے کہا کہ اے ملکہ عظمت سحر ساز اُس کی تلاش بیکار ہے
اس لیے کہ وہ یہین موجود ہے مگر نظر نہین آتا یہ سُن کر عظمت سحر ساز نے پوچھا کیا
وہ سحر جانتا ہے جوگی نے جواب دیا کہ ساحر تو نہین ہے لیکن ایسی چیز مین اپنے کو
چھپائے ہوئے ہے جو نظر نہین آتی عظمت سحر ساز نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا کہ ندو
ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہر کارے لشکر
اسلام کے یہ خبر لے کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اول خضران بن عمرو آکر
بارگاہ مین پہونچا اور تمام ماجرا برق ثانی کا اور ساحر کو قتل کرنے کا بیان کیا یہ
سُن کر مریخ آفتاب علم نے کہا کہ مجھے خیال ضرور تھا کہ یہ آئیگی مگر یہ نہ معلوم تھا کہ
اس طرح پوشیدہ طور سے آئیگی کہ کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا اس عرصے مین ہر کارے
گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آئے بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ

عظمت سحر ساز نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ساحرہ ہے
مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ یہ مان ہے حیات زرین پوش کی اب اُس آتش
کا تماشا دیکھیئے گا جو مین نے شیشے مین بند کر رکھی ہے لہٰذا طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجیے
صاحبقران نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا تیاری جنگ ہونے لگی مریخ آفتاب علم
صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے خیمے مین آئے اور سحر جگانے مین مصروف ہوئے
بخور عود و مشک وعنبر و اگر کا دے کر بیردن کو ہوشیار کیا اُدھر عظمت سحر ساز نے
اگیاری کی چوکہ دیا گوگل لوبان گندھک کافور سلگا کر بیردن کو بھینٹ دی غرضکہ تمام
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکرون نے اپنے اپنے طور پر عبادت
پروردگار عالم سے فراغت کی اور میدان حرب وضرب مین آکر صف آرا ہوئے ادھر
مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو لشکر صاحبقران سے چند قدم آگے بڑھا کر
صفین جمائین پرے آراستہ کیے آج کی جنگ مین طوفان بن سرکش و گنجور شاہ
بھی شریک ہین مریخ آفتاب علم اپنے تخت سحر پر سوار پیچھے ان کے چالیس ہزار
جادوگر باز و بحری قرقرا طاؤس و اژدر و پلنگ و فیل سحر وغیرہ پر حسب مراتب سوار
پھرہرے علمون کے ہوا سے اُڑتے ہوئے ایک جانب گنجور شاہ بادشاہ طلسم
گنجور یہ مع سپاہ بیکران اور لشکر فراوان دوسری سمت طوفان بن سرکش چند ساحرون
سے جنگجو یہ اپنے ہمراہ لیتے آئے تھے اُدھر عظمت سحر ساز ایک نہنگ سحر پر بیٹھی ہوئی
آگے اِس کے صندوقچہ سحر کا رکھا ہوا پشت پر پچاس ہزار ساحران غدار بلائے بد اِن
کے پرکالے جھولیان منجولیان کاندھون پر ڈالے جانوران سحر پر سوار ڈیرو بجاتے
ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوند اکوان تاجداری
بلند بیرقین سیاہ کھلی ہوئین اور ہر بیرق پر تعریف اکوان تاجداری مرقوم عظمت
سحر ساز غم مین حیات زرین پوش کے لباس سیاہ پہنے ہوئے اور سب لباس ان
اس کا سیاہ بس جیسے ہی صفین بندھ چکین اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے عظمت
سحر ساز اپنا نہنگ سحر بڑھا کر میدان کارزار مین آئی اور آواز دی کہ کیون اے
مریخ آفتاب علم تم بادشاہ طلسم فیروزہ ہو کر تمھین شرم نہ آئی کہ تم نے قبر حیات
زرین پوش کو آتش سحر سے جلا دیا کیا قتل کرانے کے بعد بھی عناد تمھارے دل
سے نہین گیا تھا کہ مردے پر یہ ظلم کیا مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اے عظمت سحر ساز
کیا تو نے واقعہ قتل حیات زرین پوش کا اور عدالت صاحبقران عالیشان
کی سُنی نہ ہوگی جس وقت بہن نے تیری خون حیات زرین پوش کا دعویٰ کیا ہے
تو صاحبقران عالیشان نے اپنے ایسے قدیمی ملازم کو پکڑ کر قہر نگاہ کے حوالے کر
اور کچھ اس کا خیال نہ کیا کہ تین پشتین اس کی نمکخواری مین گذری ہین اور تو یہ جو کہتی
ہے کہ قبر کو پھونک دیا یہ تیری بہن کا فعل ہے بتا پہلے اُس نے یہ ظلم کیا کہ تیری دختر
کی زبان قلم کر کے رکھ لی اور لاش کو بغیر زبان کے دفن کیا اُس کے سحر حیات کو زندہ
کیا اور دوسرے روز میدان جنگ مین اُس سحر سے کام لیا مین نے رد سحر کر کے اُس

شعلے کو پلٹا دیا قہر نگاہ نے ہر چند کہ ردِ سحر مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی مگر سحر رد نہ ہو سکا
انجام کار قہر نگاہ نے اپنی بھتیجی کو بھینٹ دے کر سحر کو رد کیا یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو بہت
ناگوار گذرا اور کہا کہ کیا کہون اب تو وہ زندہ بھی نہین ہے ورنہ چرخہ کو اس بات
کی سزا دیتی اور مزاج پوچھتی کہ کیا اچھی محبت بھانجی کے ساتھ ختم کی ہے مگر خیر اب مجھے
بھی زندگی اپنی تلخ و دشوار معلوم ہوتی ہے جب حیات زرین پوش دنیا مین نہ رہی
تو لعنت ہے میری زندگی پر مگر ذرا مزا تو چکھادون تم لوگون کو کہ اگر کسی کو ناحق قتل کرتے
ہین تو اُس کا کیا انجام ہوتا ہے یہ کہہ کر صندوقچہ کھولا اور ایک پتلہ کاغذ کا کتر کر اسم سحر اُسپر
دم کر کے اور کچھ لکیرین بنا کر زمین پر پھینک دیا کہ وہ گرتے ہی تڑپا اور تڑپ کر اُسنے
ہئیت انسانی پیدا کی اور سیدھا صحرا کی طرف بھاگا چلا گیا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جانب
بیابان سے ایک بگولہ گرد کا پیدا ہوا سب نگران تھے کہ دیکھا اُس گرد مین سے ایک
نقابدار سیہ پوش ابلق سوار پیدا ہوا اور سامنے عظمت سحر ساز کے آیا اور کہا
کہ کیا حکم ہوتا ہے عظمت سحر ساز نے کہا جا اور خون حیات زرین پوش کا انتقام
لے یہ سُن کر نقابدار میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان
تم سے کوئی ایسا ہے کہ جو میرے مقابلے کو نکلے یہ سُنتے ہی قارن بلند کمان مرکب
اپنا دوڑا کر سامنے تخت شاہی کے آیا اجازت میدان مین جانیکی مانگی بادشاہ اسلام
نے فرمایا اے قارن بلند کمان یہ معاملہ سحر کا معلوم ہوتا ہے تم نے کیون اس قدر
جلدی کی اُدھر مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ یا صاحبقران عالیشان کسی کو میدان
مین نکلنے نہ دیجیے گا آپ ان معاملات کو نہین جانتے ہین کسی سردار کا کام نہین ہے جو
اس سے مقابلہ کرے اور سربر ہو تماشا دیکھیے قارن بلند کمان نے بادشاہ سے عرض کی
کہ اب تو مین نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان عالم مجھ کو کیا کہین گے یہی چرچے جا بجا ہونگے
کہ قارن بلند کمان ڈر گیا اور میدان مین نکل کر پھر سوچ سمجھ کر پلٹ گیا اے شہریار
میرے ذمے داغ بدنامی رہجائیگا بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے یہی نا کہ ہاتھ سے
اس بے حیا کے مارا جاؤنگا اور کیا ہوگا مرنا تو ہر طرح ہے بلکہ اب ہم لوگون کا مرنا ہی
بہتر ہے یہ زندگی کس کام کی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان تو نہ ہون اور ہم زندہ رہین
یہ کہکر ڈاڑھین مار کر رونے لگا بادشاہ اسلام نے مجبوراً اجازت دی اور مریخ آفتاب علم
سے پکار کر کہا کہ اب ان کو تو جانے دیجیے اس لیئے کہ یہ نکل چکے ہین اب پلٹ جانا
شان مردی و مردانگی کے خلاف ہے مریخ آفتاب علم نے کہا بہتر ہے لیکن دل مین
سوچے کہ یہ خون ناحق مفت مین ہوگا چپکے سے کوئی چیز جوڑے سے نکال کر زمین پر
پھینک دی جن لوگون نے دیکھا اُن معلوم ہوا کہ ایک سوار ہاتھی دانت کا مع مرکب
ہے بعد اس کے دیکھا کہ وہ سوار دوڑتا ہوا صحرا کی طرف نکل گیا یہان قارن بلند کمان
نے قریب اُس سوار کے پہونچ کر آواز دی کہ او نقابدار سیاہ پوش آگاہ ہو کہ
مین وہ شخص ہون کہ قبل مسلمان ہونے کے خداوند باختر میری عزت کرتا تھا اور بڑی
بڑی لڑائیان مین نے سر کین میرے نام سے بڑے بڑے شجاعان زمانہ کانپتے تھے

ہر چند کہ اب زمانہ شباب نہین ہے اور پیرانہ سالی ہے لیکن تیرے واسطے بہت ہون
یہ سُن کر نقابدار بہت ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون
منم نقابدار ابلق سوار لاضرب بہادری کی قارن بلند کمان نے کہا کیا تو نہین
جانتا کہ یہ دستور ہم اہل اسلام کا نہین ہم پیشدستی نہین کرتے ہین جب خداوند کریم
دشمن کی ضرب سے بچاتا ہے تو اپنا وار کرتے ہین نقابدار نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہوگیا
کہ قضا تیری آگئی ہے اور جھپٹ کر تیغۂ آبدار کا وار سر قارن پر کیا قارن بلند کمان
نے سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کی دیکھا تو تلوار سپر سے کوئی دو انگل اونچی رہی آگے نہ
بڑھ سکی قارن بلند کمان نے اس کے وار کو خالی جاتے دیکھ کر اپنا وار کیا کہ
سر پر نقابدار ابلق سوار کے پڑا چھن سے تلوار ٹوٹ گئی بس نقابدار نے دوسرا
وار کیا قارن بلند کمان نے دیکھا کہ تلوار میری بیکار ہو چکی ہے اب وار اس کا
رد کرونگا تو جواب کاہے سے دونگا یہ تصور کرکے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
نقابدار ابلق سوار نے اپنا ہاتھ کھینچا کہ قارن پال مرکب پر آرہا پس دوسرا
ہاتھ کمربند مین قارن بلند کمان کی ڈال کر سن سے اُٹھا لیا اور لے کر عظمت سحر ساز
کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے پکار کر کہا کہ کیون اے مریخ آفتاب علم دیکھا
تم نے اس سحر کو یہ اسی طرح سے تمام لشکر اسلام کو باندھ لائیگا اور تم نے سحر مخفی
کرکے ضرب تیغ سے تو بچا لیا لیکن زور نقابدار کا نہ روک سکے یہ کہکر قہقہہ مار کر ہنسی
کہ دیکھا سامنے بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور مثل بگولے کے چرخ مارتا ہوا آکر میدان
مین پہونچا اب جو دیکھا تو ایک نقابدار سفید پوش ہے اس نقابدار نے جو دیکھا
کہ یہ قارن بلند کمان کو لیئے جاتا ہے للکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ اتنے
بڑے جوان زبردست کو اس طرح اُٹھا لایا اور لیے جاتا ہے بس پلٹ جلدی کہ
حریف تیرا مین موجود ہون پہلے مجھ سے مقابلہ کرلے پھر اس کو لے جانا ابھی اس کو
وہین چھوڑ دے اگر مین تجھے مارونگا تو مین اس کو لے جاؤنگا اور اگر تو مجھے قتل کرے
تو تو اسے لے جانا یہ سُن کر نقابدار سیاہ پوش نے قارن بلند کمان کو وہین
چھوڑا اور خود جھپٹ کر سامنے نقابدار سفید پوش کے آیا اُدھر عظمت سحر ساز
نے قصد کیا تھا کہ کسی ساحر کو بھیج کر اسے اُٹھوا لون کہ مریخ آفتاب علم نے پکار کر
کہا کہ اے عظمت سحر ساز اگر تم کسی ساحر کو بھیجو گی تو مین بھی کسی نہ کسی ساحر کو
بھیج سکتا ہون ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ بُری ہوگی اب انھین دونون کا فیصلہ ہوجانے دو
بہتر و انسب یہی ہے جو زبردست ہوگا وہ قارن بلند کمان کو لے جائیگا یہ سُن کر
عظمت سحر ساز اپنے ارادے سے باز رہی لیکن یہان نقابدار سیاہ پوش نے
نقابدار سفید پوش پر وار کیا نقابدار سفید پوش نے سپر سے وار اس کا
رد کرکے جو تلوار ماری نقابدار سیاہ پوش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
بس اس کا قتل ہونا تھا کہ بجائے خون کے جسم سے ایک شعلہ نکل کر نقابدار
سفید پوش پر گرا اور جلا کر خاک کر دیا اب عظمت سحر ساز نے مریخ آفتاب علم

کو پکار کر آواز دی کہ بس اسی سحر پر دعوے تھا اور شعلہ کو للکارا کہ لے ان خدا پرستون کو یہ سنتا تھا کہ شعلہ بلبلا کر چلا لشکر اسلام کی طرف ساحرون نے اس کو روکنے کا ارادہ کیا مگر یہ بھلا کسیکے روکے سے رکتا ہے جس پر گرا مثل بجلی کے گرا خرمن جان کو پھونک دیا کبھی ادھر چمک کر آیا کبھی اُدھر چمک کر گیا ایک قیامت برپا کر دی کہ ساحر جل جل کر مرنے لگے علامات پیدا ہونے لگی ہر طرف بپر شور و غل کر رہے تھے کہ کشتی مرا تام من فلان جادوگر بود اُس آتش باری اور برف باری اور آندھی مین شعلہ چمک چمک کر گر رہا تھا اور کام اہل اسلام کا تمام کر رہا تھا مریخ آفتاب علم حیران ہین دل مین کہتے ہین کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ ایسی ساحرہ ہے واقعی یہ اپنی بہن سے بہت زیادہ ہے اب لشکر مین دوہائی مچ گئی اور لوگ بھاگنے لگے ایک مرتبہ یہ شعلہ لپک کر قریب طوفان بن سرکش جادو کے پہونچا چاہتا تھا کہ جلا کر طوفان بن سرکش کو خاک سیاہ کر دون طوفان نے فوراً نوک زبان مین نشتر دے کر خون ہاتھ مین کیا اور شعلے پر چھینٹا مارا اور کہا کہ لے بھینٹ اپنی اور پلٹ جا اتنا تو ہوا کہ یہ شعلہ کچھ دیر ٹھرایا اور ان پر نہین گرا یہ اُس سے محفوظ رہے مگر پلٹا نہین پھر چمک کر لشکر اہل اسلام پر جا کر گرا ابکی مرتبہ جو یہ چمکتا ہے تو صاحبقران کی طرف چلا گنجور شاہ بڑھ کر سدراہ ہوا اور اپنے جسم کا خون بھینٹ دے کر انھون نے بھی کچھ دیر کے واسطے شعلے کو روک دیا مگر یہ فتنہ فرو کسی سے نہ ہو سکا جب چمکا لشکر اسلام پر گرا اب تو سب کے سب نہایت پریشان ہوئے صاحبقران عالیشان بھی دل مین اپنے کہتے ہین کہ یہ لگانا بہت بڑی ساحرہ ہے خداوند عالم اس کے شر سے بچائے اب آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین کہ اتنے بڑے ساحرون سے یہ تسخیر نہ ہو سکا اہل اسلام تو اس تباہی مین ہین اُدھر عظمت سحر ساز ہنس رہی ہے اور پکار پکار کر کہ رہی ہے کہ بس اسی منھ پر دعوئ سحر و ساحری تھا اب یہ سحر کسی سے نہین رکتا یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ یہ ایسا سحر نہین جو نہ رک سکے کیا بیہودہ بکتی ہے او اجل رسیدہ وہ اور ہی شعلہ ہے جو تیری خرمن حیات کو پھونکیگا اور شمع حیات کو گل کر دیگا یہ کہ کر ایک دستک دی دیکھا تو آسمان کی جانب سے ایک پری شیشہ ہاتھ مین لیئے ہوئے پیدا ہوئی جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچی جلدی سے مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ اُس پری کے ہاتھ سے لے لیا وہ پری تو اُڑ کے چلی گئی لیکن مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ لے کر عظمت سحر ساز کو دکھایا اور کہا کر دیکھ اے عظمت سحر ساز اس مین تمھارا شعلۂ قضا بند ہے یہ کہ کر فوراً ڈاٹ اُس کی کھول دی ڈاٹ کا کھلنا تھا کہ مثل برق کے ایک شعلہ چمک کر نکلا اور ٹھرایا بس مریخ آفتاب علم نے اپنے بائین تلوے مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور طرف شعلے کے پھینکا اور پکار کر کہا کہ لے بھینٹ اپنی اور اُس شعلے سے لپٹ کر عظمت سحر ساز پر گرا اور اُس کو جلا کر خاک کر دے بس خون کا چھینٹا مارتے ہی وہ شعلہ بھڑکا اور بھڑک کر اُس شعلے کی طرف چلا جو لشکر اسلام کو جلا کر خاک کر رہا تھا بس پہونچتے ہی

یہ شعلہ اُس شعلے سے لپٹ گیا اور کھینچ کرکے چلا صاحبقران عالیشان نے فرمایا آج نئی جنگ دیکھی شعلے سے شعلے کو بندھتے آج تک نہ دیکھا تھا لیکن شعلۂ سحر مریخ آفتاب علم آتشی سحر عظمت سحر ساز کو لپیٹ کرکے چلا بس جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچا مریخ آفتاب علم نے اشارہ کیا کہ نے عظمت سحر ساز کو اور اُسکے لشکر کو بس یہ سنا تھا کہ شعلہ بھڑک کر عظمت سحر ساز پر چلا اور ساحرون نے اسے روکنے کا ارادہ کیا بھلا اب دونی قوت ہے یہ سحر کب رُکتا ہے جس پر گرا اسکو جلاکر خاک کر دیا اب جو حالت لشکر اسلام کی تھی وہ ہی حالت لشکر کفار کی ہوئی شعلہ چمک چمک کر گرنے لگا ساحرون مین غدر پڑ گیا بدحواسی مین ایک پر ایک گرا پڑتا ہے عجب حالت ہے جدھر شعلہ چمک کر گرا اُس صف کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا ایک قیامت کبریٰ بپا ہے مریخ آفتاب علم نے پکار کر آواز دی کہ اے عظمت سحر ساز لشکر کو جلوا رہی ہو اب رُکتی نہین اس شعلے کو یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو غصہ آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ چمک کر عظمت سحر ساز کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے جیسے ہی دیکھا کہ شعلہ قریب آیا ہے بس کچھ اسم سحر دم کرکے اور زبان مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور شعلے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ روغن چھڑک دیا شعلہ اور بھڑکا اب تو عظمت سحر ساز بہت گھبرائی کہ یہ کیا آفت ہے کچھ عقل کام نہین کرتی کیا مین نے گھبراہٹ مین کچھ غلطی تو نہین کی یہ دل مین سوچ کر سینے کی بوٹی کاٹ کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ لے اپنی بھینٹ لے اور جا لشکر اسلام کی طرف اس سے بھی شعلہ نہ پلٹا اب بھاگتی جاتی ہے اور شعلہ ساتھ ساتھ لپکتا چلا آتا ہے جب اس نے دیکھا کہ کسی طرح مفر نہین ہے بس ایک مشکیزے مین کچھ خون اپنا دے کر آواز دی کہ آ اتر آ اس ترکیب نے اتنا اثر دکھایا کہ شعلہ خون کے لگاؤ سے مشک مین اُتر گیا بس جلدی سے عظمت سحر ساز نے مُنھ اُس مشکیزے کا باندھ دیا اور لے کر چلی کہ اسے سرحد طلسم مین پھینکدون اُدھر صاحبقران عالیشان نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ اب کیا ہوگا یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ تماشا دیکھتے جائیے عظمت سحر ساز تھوڑی دور پہونچی ہوگی کہ ایک مرتبہ وہ مشکیزہ پھولتے پھولتے تڑاق سے شق ہوا اور اب جو وہ شعلہ گرتا ہے تو عظمت سحر ساز کو جلاکر خاک کر دیا اور اب اس کی فوج پر جا کر گرا فوج بھاگی اور شعلے نے تعاقب کیا لیکن مرتے ہی عظمت سحر ساز کے ایک آندھی سیاہ چلی تر فباری و آتشباری دیر تک رہی آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عظمت سحر ساز جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا میدان صاف ہے کچھ لاشین میدان مین پڑی ہین اور باقی ساحر بھاگ گئے ہین اب وہ شعلہ پلٹکر پھر لشکر اسلام کیطرف چلا تھا کہ مریخ نے ایک ناندے مین پانی بھر کر رکھا تھا اشارہ کیا کہ تیرا یہ مقام ہے اِدھر آ اب جو شعلہ چمک کر اُس ناندے مین گرا گُل ہو کر رہگیا لشکر اسلام مین نقارۂ فتح بجا باِ فتح و ظفر مریخ آفتاب علم پر سے زر نثار کرتے پھرے انکو تو انبساط فتح و فیروزی مین یہان چھوڑا جاتا ہے

اور اب چند کلمۂ داستان نقابداران سرخ پوش بیان کیے جاتے ہین

یہانتک یہ داستان تحریر ہوچکی ہے کہ نقابداروں نے یہ خبر سنکر کہ برجلیس آفتاب پرست مع ارژنگ بن زمرد کے سمندریہ پر ہے تو اونھون نے بھی سمندریہ کا قصد کیا تھا چنانچہ انکو راہ مین معلوم ہوا کہ برجلیس نے سمندریہ پر بڑا ہنگامہ برپا کیا ہے تمام فوج و لشکر اوسکا وہین مقیم ہے اور خدا پرست ظلم و بدعت سے نہایت پریشان ہین اور برجلیس آفتاب پرست نے تمام ملکون کو خدا پرستون کے خواہ دست راستی سرداروں کے ہون خواہ دست چپی والون کے سبنے سب کو برباد و تباہ کیا ہے اور وہا کے ساکن کچھ تو بحالت تقیہ کے ہین اور کچھ قتل ہوگئے ہین یہ نقابدار نہایت غیض و غضب مین ہین کہ برجلیس کو جاکر قتل کرون یہ بہت جلد بجانب سمندریہ چلے جاتے ہین کہ وہی راستہ طاق کا ہی کہ ادھر سے ہوتے ہوئے بقصد مقابلہ بدیع الملک نہ طاق ہون یہ تو سطر فلک جاتے ہین کہ انکا ذکر پھر ہوگا

اب حال شہزادۂ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہی کہ اُنھون نے جو آٹھ روز کا وعدہ کیا تھا کہ مین مع بارگاہ کے طلسم نہ طاق کو جاؤنگا سب اہل مشورہ جمع ہون پس وہ سب لوگ جمع ہوئی ہین اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے قصد روانگی نہ طاق کیا ہی و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

نگارندۂ نقاش مانی فریب	عروس سخن با چنین زیب	واقفان کہ در سخن فرد اند	شرح این داستان چنین کردند

اب یہانسے راویان شیرین کلام اس داستان جلالت عنوان کو اس ڈھنگ سے بیان کرتے ہین کہ جسوقت کل سردار اور مشیران پُر تدبیر بحضور بادشاہ جمجاہ حاضر دربار ہوئے اوسوقت آپنے مہر کشان شاہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم کچھ اس حقیقت سے واقف ہو عرض کیا کہ ہان حضور غلام حالات نہ طاق سے واقف ہی اور بزرگون سے بھی سنتا آیا ہی بلکہ جو حقیقت حال غلام عرض کریگا کیا عجب ہی کہ وہ حالات اور لوگ جانتے ہون چنانچہ گنجور شاہ اور طوفان بن مہر کشش باری باری حالات عرض کرنے لگے پہلے مہر کشان شاہ نے بیان کیا کہ حضور غلام کو یہان تک معلوم ہے کہ نہ طاق سے کیا مراد ہی یعنی وجہ تسمیہ نہ طاق یہ ہی کہ آٹھ قلعہ ہین متعلق اسکے اور نوان مقام کیوان و آکوان کا ہی اول ہی قلعہ کی کیفیت جو مین نے اپنے بزرگون سے سُنی ہے اُسے مین عرض کرتا ہون اور گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ بھی تو خوب واقف ہین کہ جو حالات میرے بیان کرنے سے رہجائین یا کوئی امر فروگذاشت ہوجائے تو آپ بتادین کیونکہ مقصود یہ ہی کہ شاہزادہ عالیمقدار جملہ حالات سے طلسم نہ طاق و حوالی نہ طاق کے واقف ہوجائے۔ فرمایا کہو اسنے بیان کیا کہ ایک دریائے زخار بدمستان ہے کہ نام اسکا دریائے نسیان رکھا گیا ہی شہزادہ نے پوچھا کہ دریائے نسیان سے کیا مراد ہی عرض کیا اسنے کہ حضور اس دریا پر جو پل واقع ہوا ہی اس پل کو اوترکے اس پار کی حد پر جب انسان جاتا ہی تو ایک کیفیت نسیانی اوسپر طاری ہوتی ہی اور خود فراموش سا ہوجاتا ہی مثلاً تلوار مارنا ہو تو نیزہ کا وار کرتا ہی چاہیئے ضرب گرز و کمان گرز بر وہ سپر اُٹھائے لیتا ہی گرز کو بھولجاتا ہی یا جو چیز کہین رکھدی وہ بھول گئے جس سے جو وعدہ کیا فراموش ہوگیا چنانچہ یہ کیفیت نسیانی جسقدر لوگ کہ بقصد مقابلہ اس پار جاتے ہین اون سب پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہی اور جو لوگ کہ بطریق سیر جاتے ہین یا عام راہگیر ہین اونسے کچھ واسطہ نہین غرضکہ

جو شخص بہ نیت مقابلہ پل کو عبور کرتا ہی اوسکو ایک خبط سا ہوجاتا ہی اور حواس اوسکے مختل ہوجاتی ہین اور
نسیان غالب ہوتا ہی یہ تاثیر اُس دریا کی ہی صاحبقران نے فرخ آفتاب علم کیجانب دیکھا اسنے عرض کیا
کہ جو کچھ سرکشان شاہ نے کہا بجا و درست ہی جہانتک کہ اُنھون نے حالات بیان کیئے ہین سب صحیح ہین گنجور
شاہ نے عرض کیا کہ اب یہان سے غلام عرض کرتا ہی کہ ہرچند سرکشان شاہ نے جو بیان کیا بہت درست
ہی مگر مین اُسکے اصلی کیفیت عرض کرتا ہون کہ یہ کردار کس شخص کا ہی اور کون اوسکا موجد و بانی ہی واضح خدمت
ہو کہ حکیم فیلقوس ثانی نے اپنی مدت العمر مین ایک دریا اس قسم کا بنایا اور ایک دیوانہ ہی کہ نام اسکا اژدر
شیر چشم ہی اوسکو اونھون نے بحکمت اپنی عملیات کی زور سے اور کچھ ادویات کھلا کر اوسکو روئین تن
کیا ہی اور ایک گرز اوسکو ایسا بنا دیا ہی قریب تیرہ سو من کے اور باقی جو سلحہ کہ دیوانہ کے لیئے مناسبت
رکھتے ہین وہ اُسکو بنا دیئے اور وہ دیوانہ خود بالذات بھی بہت بڑا بہادر اور صاحب زور و طاقت
ہی اور اُس گرز مین یہ صفت رکھی ہی کہ وہ دیوانہ جب کسی سردار پر گرز کا وار کرکے ضرب لگاتا ہی اور
نگاہ اُسکی جاری ہوتی ہی وہ سردار یا تو ضرب گرز سے ہلاک ہوجاتا ہی یا ایسا بیہوش ہوجاتا ہی کہ کچھ خبر اوسکو
اپنے تن بدن کی نہین رہتی بس وہ دیوانہ اوسکو اسیر کرلیتا ہی اور باندھکر لیجاتا ہی اور چونکہ وہ دیوانہ روئین
تن ہی اسپر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی اب یہ معلوم نہین کہ نگاہ مین اوسکے کوئی تاثیر رکھی ہی یا گرز مین اور
اسی دریا کے قرب مین ایک قلعہ ہی کہ وہان کی بادشاہ کا نام ہزبر سر جیوش ہے وہ بھی نہایت
جری اور بہادر ہی اور قلعہ سب یاقوت نگار معلوم ہوتا ہی اور قریب تین لاکھ فوج جرار کی اس قلعہ مین مقیم
رہتی ہی لیکن وہ حکیم یہ تدبیر کہ جسکی یہ جملہ امور قائم کیئے ہین اسنے اپنے جانب سے ایک شعبدہ باز کہ نام اسکا
عازم شعبدہ باز ہی اسکو اپنی جگہ پر بادشاہ کی پاس قائم کیا ہی کہ بجائے میرے یہ حضور کی دربار مین حاضر
رہیگا اور حکیم نے بادشاہ سے یہ عرض کیا ہی کہ جسوقت تک مین حریف کی ہاتھ نہ آؤنگا اوسوقت تک
کسی شئے کی ہیئت مین کسیطرح کا فرق نہ آنے پائیگا اُس بادشاہ نے حکیم سے پوچھا کہ اب ہی کوئی شخص
ایسا کہ جو ان اشیاء آپکی بنی ہوئی کو مٹائیگا اور جسکا آپکو خوف و خیال ہے حکیم نے کہا کہ ہان بیشک
مجکو خیال ہی ایک شخص کا کہ جو صاحبقران ثالث کا عیار ہی خواجہ خضران نام کہ وہ بہت بڑا عیار
زبردست ہی کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اور اوسیکی وجہ سے پوشیدہ ہو جاؤنگا اور مین ایسے مقام
پر پوشیدہ ہونگا کہ کسی کو میرا سراغ نہ مل سکے اور آپکو بھی اُس مقام سے آگاہ نہ کرونگا بادشاہ نے
اوسوقت دیکھکر کہا کہ ہم بھی جب اس مقام سے ناواقف ہونگے اور ہم سے بھی پردہ رہیگا تو ہم آپکی
زیارت سے کیونکر مشرف ہونگے ورنہ محروم رہین گے اوسوقت حکیم صاحب نے دیکھکر کہا کہ سال
بھر کے بعد عازم شعبدہ باز مجکو بھی دکھا دیگے اور عجائبات نہایت عمدہ و نادر آپکے پاس پیش کرینگے
جسکو دیکھکر آپ نہایت محظوظ ہونگے بلکہ کنارہ دریائے نسیان اگر مثل میلہ کی اونسے تر دیکھیے تو نہایت
دلچسپی اس سے ہوگی بادشاہ نے منظور کیا گنجور شاہ نے اسقدر بیان کرکے عرض کیا کہ غلام ایک دفعہ کسی تقریب سے قریب
دریائے نسیان کی پہونچا تو بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ یہ بھی بندۂ خداوند کیوان یعنی کیوان پرست ہی بادشاہ نے
غلام کو بلوا لیا چنانچہ مین باریاب خدمت شاہ ہوا زمانہ میلہ کا قریب تھا جب غلام دریا کے اوس پار گیا تو کل اپنا
سحر بھول گیا اور کچھ بھولا یاد تھا کہ اگر کسی پر سحر کرون تو بیکار ہو گویا بالکل خود فراموش ہوگیا تھا اور ایک
کیفیت نسیانی طاری ہوگئی تھی بادشاہ سے ضرور مین نے عرض کیا کہ ایک سبب مین حضور سے دریافت کرنا
چاہتا ہون۔ س یکے عرض دارم اگر گوش کن ٭ اگر خوش نباید فراموش کن ٭ بادشاہ نے فرمایا کہ تمہاری

عرض سب قبول ہی تم شوق سے عرض کرو تم سے مین کسیطرح کا پردہ کسیلی امر مین نرکھونگا چنانچہ بادشاہ ہر بر سر خوش تھے
یہ ساری کیفیت حکیم فیلقوس ثانی اور انکی عجائبات کی بیان کی جو کہ مین نے حضور مین عرض کی اب یہ تابعدار مشتاق
میلہ کا ہوا بعد تھوڑے دنون کے زمانہ میلہ کا آیا تمام رعایائی شہر مین ایک غلغلہ ہوا کہ کل میلہ ہی اور غلام سے
ملاقات عازم شعبدہ باز سے بھی ہوئی اب وہ زمانہ ہی کہ کل میلہ ہوگا بادشاہ نے قصد کیا کہ مین خیمہ اور بارگاہ وغیرہ
مقام میلہ مین روانہ کرون تاکہ وہان آراستگی انکی ہو جائے عازم نے عرض کیا کہ کوئی ضرورت یہان سے کسی شئے کی روانہ کرنیکی
یا کسی سامان کی بھیجنے کی نہین ہی حضور اپنے ساتھ کوئی سامان جلوس شاہی وغیرہ لیجائین جسقدر ملازم کہ حضور کے
ہمراہ رکاب ہونگے وہ سب براحت جگہ پاوینگے اور میلہ دیکھینگے اور حضور کے لیے بھی جملہ سامان شاہی آراستہ و
پیراستہ ہوگا بس بادشاہ نے منظور کیا الغرض حضور میلہ صبح سے ہونا شروع ہوا تمام رعایائی شہر صغیر و کبیر
جوان و پیر میلہ مین جانا شروع ہوئے چہار طرف سے جوق جوق تماشائی میلہ مین آنے لگی اب جو دیکھا تو سامنے
سے ایک بارہ دری یاقوت نگار جسمین تین درجہ واقع ہوئے ہین اور تمام کار جواہر کیا ہوا ہی نمایان ہوئی عجب خوشنما
بارہ دری ہی کہ شعاع آفتاب سے تمام مکانات گرد و پیش جو کہ وزیر و کوتوال و دیگر ارکین سلطنت کے لیے بنے ہوئے ہین عجب
سرخی اور عجب بہار پر رہے ہین اور چمن جو سامنے بارہ دری کے واقع ہوا تھا وہ لائق دید تھا کچھ درخت سرو کی جا بجا اطراف
چمن مین لگی ہوئی تھی جنپر قمریون کا ہجوم سنبل اپنی زلف عنبر افشان کھولی ہوئی تاریکی شب کا مزا دکھاتی تھی کہ جیسی کاکل محبوبون
ارد گرد پڑی ہوئی ہی نرگس شہلا آنکھین پھاڑ پھاڑ سنبل کیجانب نگران تھی کہین بیلا اپنا البیلا پن دکھاتا تھا اپنی مہک سے
تمام چمن کو بساتا تھا کہین جوہی کی لپٹین نسیم و صبا لئی جاتی ہی جوہی مین عجب لطف دکھاتی تھین کسی مقام پر تختہ گیندہ کا
کھلا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فوج سبز پوشان کو دستار بسنتی ملی ہی کوئی گل پکارتا تھا کہ ؎ جنون پسند ہین چھاؤن سے
بچو کی عجب بہار رہی ہین زرد زرد پھولونکی ہی غرضکہ حال اس چمنستان کا کیا بیان ہو سکے کہ نمونہ گلزار خلد و رونق باغ
شداد تھا الحاصل بادشاہ بھی میلہ مین نہایت تزک و احتشام سے تشریف لائے اور بارہ دری کے قصر اعلی مین داخل ہوئے
ایک تخت یاقوت نگار پر جلوہ گر ہوئی اور گرد و پیش تمام کرسیان جواہر نگار ارکین دولت و رؤسا امیر و وزیران خوش تدبیر
کے لیے آراستہ تھین وہ بھی علی قدر مراتب اپنی اپنی مقامات پر متمکن ہوئے سوا انکے اور جو مصاحبین و رفقا تھے اونکو بھی انکی رتبہ
کے موافق خیمے وغیرہ ملی جنمین جملہ اسباب راحت مہیا تھا اب جو دیکھا تو کشتیان چنی ہوئی مے ارغوانی کی تورہ پوش زردوزی
انپر پڑے ہوئے شیشون کے منھ پھولون کے بندھے ہوئے اور سرخ شراب اف پٹتا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پری شیشہ مین بند ہے
یا عروس حجلہ محافہ مین بیٹھی ہوئی ہی اور ایک ساقی بچہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے مؤدب کھڑا ہی اور میلہ کی اب خوب گہما گہمی ہو رہی ہی
دوکاندار سب اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہوئے ہین عجب رونق پاکیزہ دوکانون کے ظاہر ہوتی ہی کسی مقام پر گھنی چھاؤن
درختونکی پاکر کچھ افیونی بیٹھے ہین پیالیان سفید سفید رکھی ہوئی ہین افیونون لالہ رنگ خون کبوتر گھل رہی ہی کوئی ڈبیا
نکالکر گولی کھاتا ہی کوئی پونڈا چھیل رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ یہ خاص فیض اللہ گنج ہی اسکی شیرینی کی آگے بمبئی پونڈا بھی مات
ہی آپ کھائین گے تو مزا اوٹھائین گے کہین چاء کا سامان ہو رہا ہی بسکٹ اور نان پاؤ لیے حاضر ہین کوئی ٹھیر کر پیالی کھا رہا ہی
غرضکہ یہ مجمع بھی عجب لطف خیز اور فرحت انگیز تھا کسی مقام پر کلوار کی دوکان کیسی آراستہ ہی مجمع او سمقام پر میکشون
کا ہی پیتے ہین اور بیخود ہوتی ہین کوئی اسمین پکار اٹھتا ہی ؎ کم مین زر ہی رندونکے گھٹا اوٹھی ہی اتر سے ڈ یقین ہی آج
ساقی تیرے میخانے مین برسے ڈ اور کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کہ ؎ کیا ہی ذبح مجکو جس گھڑی سفاک بیدرد نے
ہزارون حسرتین لپٹی رہین قاتل کی خنجر سے ڈ کسی نے دیکھکر کہا کہ دیکھو یارو کہ کمبخت یہ کاری کار رہے دھوم دھڑکا ہوا ان دھو
کاری کجل کجرارے ڈ طوطی فاختہ ہی جو کسی دیت جو دکھائی ہین ڈ بطے اور ریلی بھور کے اور نارنجی سفید منھا بن آئی ہو
برکھا رت جو رکام پھرے جو بون اور ایری جوگیون نہوی کے کام جام کی جگائی ہے ڈ پکار اوٹھا کوئی متوالا کہ ؎

جھومتی آئی ہی متوالی گھٹا ؛ ہی سیہ مست آجکی کالی گھٹا ؎ کسطرح بے مے و معشوق مجھے کل آئے ؛ بوندیان پڑنے لگین جھوم کے بادل
آئے ؛ غرضکہ پھر مقام پُر کانین دو سب قسم کی آراستہ ہین او رمیلہ خوب جمع ہی اب جو دیکھا تو سامنی سے ایک تخت پیدا ہوا اسپر چند
نازنینان مرصع پوش ماہ در در گوش زیور و جواہر سے آراستہ پوشاکین نفیس پہنی ہوی مع اپنی ساز و سامان کی تخت پر بیٹھی ہین کہ
وہ تخت آتی آتے سامنے بارہ دری کی قائم ہوا اور وہ نازنینین جو کہ لائق حضوری بادشاہ تھین وہ اُس درجہ مین گئین اور
جو لائق صحبت وزرا و امرا تھین وہ اُنکی درجہ مین گئین گنجور شاہ کہتا ہی کہ حضور اوس وقت ایک محویت کا سا عالم سب پر
طاری ہوا کہ یہ نازنینان قمر صورت پری طلعت کہان سے پیدا ہوئین غرضکہ عازم شعبدہ باز ساقی کیطرف
متوجہ ہوا اور اشارہ کیا کہ مشغول بزم میکشی ہو اب اُسنے تورہ پوش کشتی پر سے اُٹھایا اور جام خاص جواہر نگار بادہ
ارغوانی سے مملو کیا بادشاہ پکار اوٹھے کہ ؎ ساقیا کان جواہر کیا ترا میخانہ ہی ؛ خم ہین مروارید کی الماس کا پیمانہ ہی
ساقی اپنی چال و حال سے آیا اور جام مے ارغوانی پیشکش کیا بادشاہ نے جام کو بے اندیشہ انجام نوش کیا انکھون پر
ایک متوالہ پن ثابت ہوا اسی عالم بیخودی مین ساقی جام پھر اٹھا تھا اور چند قطرہ شراب کے اسنے بجانب زمین پھینکے
تھے کہ بادشاہ نے فرمایا کہ ؎ ہمین تو زور ہی ساقی یہ ادا بھائی ہی ؛ کہ پہلے جام کی مٹی خاک پر چھڑکوائی ؛ جو مین نے پوچھا تو مجھ سے
کہا کہ سودائی ؛ چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی + بیاد آر حریفان بادہ پیمارا + غرضکہ وہ بادہ کش جنہون نے اسے ایجاد کیا تھا
وہ یاد آگئے اور بادشاہ و رفیق یہ پکارے کہ ؎ ساقیا وہ شراب تو ڈھلکا ؛ کہ اگ ورثا ہو جسکی بوتل کا + غرضکہ وہ
نازنینان مہ جبین کہ جنکے بارہ مین شاعر کہتا ہی کہ ؎ شکلین ہین رنگ رنگ کی گلزار بہار کے + انسان پھول ہین چمن
روزگار کی + اونمین سے ایک نازنین کہ جو حاضر حضور بادشاہ تھی اوسنے غزلین اور ٹھمریان گانا شروع کین تمام محفل
کو بیچین کر دیا حضور کچھ لوگون نے تو پوشیدہ ہو ہو کر اپنی گریبان چاک کئے ایسا رنگ مجلس کا جما کہ ہر ایک محو ہو گیا الحاصل
اب وہ وقت آیا ہی کہ آفتاب تابان رخ آشیانہ کیجانب متوجہ ہوا ہی اور آمد آمد شب کا ظہور ہونیوالا ہی بدر کامل اپنی
فوج سیارگان ساتھ لیکر اسطرح سے آیا کہ جیسے کوئی حریف حریف کی فوج پر چڑھائی کرتا ہی بس دیکھا کہ آفتاب کا اُس دریا مین
شکست اپنی جانکر غروب ہونا اور فوج ستارگان کا ہجوم کرنا بدر کامل کا اپنی تخت نور پر جلوہ گر ہونا اب جو یہ آیا تو دریا کا
دونا حسن پایا معلوم ہوتا تھا کہ شب تار کو کسنے ستارہ ٹنکا دوپٹہ آبروان کا اوڑھایا ہی آب دریا کا حسن اور ہی ہو گیا
اور خود بخود ہزار ہا کنول دریا کی اندر روشن ہوئی اور اسطرح کا ایک غلغلہ پیدا ہوا کہ جیسی کسی کی آمد آمد کا شور ہوتا ہی حباب اپنی
صفین باندھے ہوئے اُسی جانب کو متوجہ ہوئے کہ جدھر سے یہ آمد ہونیوالی تھی اور چراغان تمام دریا مین ہو رہا تھا اور یہ آواز
آتی تھی کہ ؎ عجب انداز سے کل صحن گلشن مین بہار آئی + بکر و فر سمند ناز پر ہو کر سوار آئی + نسیم صبحدم پھر باغ مین جا کے پکار
آئی + مبارک بلبلو تمکو کہ اب فصل بہار آئی + غرض یہ سب اُسی جانب متوجہ تھی اور دیکھ رہے تھے کہ تختہ حباب ہو کر روشن ہی
کوئی کہتا تھا کہ گیا دل کھلا ہوا ہی دریا کا کہ حباب نہین معلوم ہوتی ہین دریا پر آبلہ ہے ہماری طرح وہ بھی داغ بر دل ہی جو
جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا حضور اب جو دیکھا تو سامنے سی ایک تخت جواہر نگار اُسپر کرسی زمردی رکھی ہوئی حکیم صاحب
اوسپر جلوہ گر ہین اور چالیس شاگرد ارسطو فطرت افلاطون مرتبت بقراط وقت جالینوس دہر چپ و راست دست بستہ
حاضر ہین ہر ایک اُنمین ثانی لقمان و ارسطا طالیس ہین بادشاہ کی نگاہ جو اُس تخت پر پڑی حکیم صاحب نے سلام کیا
اور تمام شاگرد مجرا بجا لائے بادشاہ نے دیکھکے کہا کہ سال بھر کے بعد آپکی زیارت سے ہم مشرف ہوئے ہین اور وہ
سامان آپکی بدولت ہمنے دیکھا اور اس سامان عیش و نشاط مین بیٹھا ہون کہ خداوند مجھے دوسرا سامان نہ دکھائین یہی سامان
ہمیشہ میرے لئے مہیا رہے حکیم صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ ای بادشاہ سلامت تمہین خیال کرنا چاہئے کہ دور یکسان کسی
مین بھی باقی رہا ہی جو لطف پچھلی شب مین ہی کل کی شب نے معلوم کیونکر گذرے ؎ غنیمت جان لے صحبتین ایسیکی اندنان
دگرگون حال ہو جاتا ہی اکدم مین زمانہ کا + کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس + عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

حکیم صاحب نے یہ فرما کر کہا کہ کیا عجب ہی کہ اب ملاقات نہو اور آپ مشغول صحبت ہون مین دریا کی سیر کرتا ہوا اوسیطرف سے
چلا جاؤنگا اوسوقت تمام رعایا و برایا نے جو میلہ مین جمع تھے حکیم صاحب کو جو دیکھا تھا تو اپنی اپنی لیاقت کی موافق روپیہ
اشرفی دریا مین پھینکنا شروع کیا یہانتک کہ بادشاہ نے بھی بہت کچھ جواہر و روپیہ دریا مین پھینکا گویا گرین کہا اوسوقت
صاحبقران خضران بن عمر ثانی کیجانب دیکھکر ہنسے اور کہا کہ یقین ہی کہ آپکے جال الیاسی سے وہ روپیہ نکلی خواجہ
نے دیکھکر کہا کہ بس مجھو ایسا فقرہ نہ دیجئے مین حال سب ہانکا سنتا جاتا ہون اور میرے اندام مین رعشہ ہی رونگٹے کھڑے
ہوے جاتے ہین ابھی کل حال نہین سنا ہی آیندہ دیکھیے کیا بیان ہوتا ہی ہان بھئی کنجور شاہ بیان کرو۔ کنجور شاہ نے
عرض کیا کہ بس حکیم صاحب تو سیر کرتے ہوے دریا کیطرف سے گذر گئے حکیم صاحب کے جانے سے سب صحبت کی
صحبت آبدیدہ تھی حکیم صاحب کے اس لفظ پر جو انھون نے فرمایا تھا کہ اب ملاقات ہونا معلوم غرضکہ بعد جانے
حکیم صاحب کے اوسیطرح جلسہ عیش و عشرت برپا رہا اور رات بھر میلہ کا لطف نہایت عمدگی اور رونق پر
رہا مگر بادشاہ بار بار آہ سرد بھرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا کہ ؎ ای درد یہ درد جی سے کھونا معلوم + ہون اللہ
جگر سے داغ کھونا معلوم + گلزار جہان ہزار پھولے لیکن + اپنی دل کا شگفتہ ہونا معلوم + ہر چند رفقا و مصاحبین نے بادشاہ کے
جی کو بہلایا اور ہر طرح کے لطف صحبت کیطرف مائل کیا لیکن انھین خیال حکیم صاحب کے اسی لفظ کا رہا کہ کیا عجب ہی کہ
اب ملاقات نہو غرض وہ شب سیاہ تھی ناچ و رنگ و عیش کی بسر ہوئی اب جو دیکھا تو وہ شب تمام ہونے لگی اور وقت صبح کا
نمودار ہوا ستارے پردۂ شب مین مع بدر کامل کے لگے منھ چھپانے شور آمد آمد آفتاب تابان کا ہوا اوسوقت دیکھا کہ ناگاہ فراش
سپہر خبر آمد آمد لیکر سنکے دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور لیکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بصد جلوہ گری قبۂ
چرخ اخضری چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنی چہرہ سے بصد آب و تاب بند بند نقاب کے بیحجاب ہوکر دور
کیا سبھون نے دیکھا کہ تاج زرین بر سر چار قب شہنشاہی در بر کرکے اس کروفر سے در مشرقستان سے ظہور کیا تمام عالم ایجاد
کو نور سے پُر نور کیا از ضیاء حسن جبین پر نور رخسار سے مطلع انوار کیا از زمین تا سپہر برین مگر ماہ تابان آمد مہر درخشان سے ایسا بیکل
حیران بے سر و سامان روان دوان ہوکر نہایت پریشان دامن کہکشان مین پنہان ہوا ؎ مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے +
پھولا گل خورشید نسیم سحری سے + اب اوسی رنگ نظر آنے لگا عازم شعبدہ باز نے اب صحرا کیطرف دیکھا بس کیا دیکھتے ہین کہ
ایک آندھی سیاہ سی پیدا ہوئی اور بڑھتی ہوئی چلی بادشاہ نہایت گھبرائے اور فرمایا کہ ای عازم شعبدہ باز یہ کیا آفت
ہی عرض کیا کہ جو سامان کہ حضور نے دیکھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ خزان کیصورت آندھی آتی ہی حضور کسی کا شعر ہے کہ ؎
نازان شگفتگی پہ نہ ای گلعذار ہو + آئی خزان وہین ہی جہان پر بہار ہو + ایسا نہو کہ یہ گلدستۂ عجائب کہ جو آپکی سامنے کھلا ہی گل
ہو جاوے وقت یہ ہی کہ وہ شمعونکا جھلملا جھلملا کر جلنا اور گل ہونا اسقدر تیرہ و تار آندھی آئی کہ سب عالم کو گھیر لیا اور آنکھین سبکی
بند ہو گئین اب جو آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا بادشاہ نے کہ کنارے دریا کی مین بیٹھا ہون اور ایک کھٹولی ٹوٹی پرانے
بانون کی بنی ہوئی بچھی ہی اسپر بیٹھا ہون نہ وہ عجائبات ہی نہ وہ نازنینون کا جلسہ ہی نہ وہ خیمے معلوم ہوتے ہین کہ جو رفیقون
لیے بیٹھے تھے جو کہ مسند پر بیٹھے تھے وہ کنارہ دریا کی خاک پر بیٹھے ہوے نظر آتے دامن جھاڑ کر اوٹھ کھڑے ہوتے وہ دو دوکان
میلہ کی بالکل جاتی رہی چند دوکانین جو اصلی تھین وہ باقی رہگئین بادشاہ نے پلٹ کر عازم سے کہا کہ بھئی مین کہان
ہون یہ کہکر اپنی آنکھین بند کر لین عازم نے عرض کیا کہ اسے خواب نہ تصور فرمائیے بادشاہ نے کہا کہ یہ سامان کیا
تھا اور کیا ہو گیا اسنے عرض کیا کہ نام میرا کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ عازم شعبدہ باز بس اسنے عرض کیا کہ یہ ایک شعبدہ ہی
اور دفعہ تو سرکار کو اور رنگ سے دکھایا ابکی اس رنگ سے حضور نے مشاہدہ کیا بادشاہ نے کہا کہ ہان تک غنیمت تھا
کہ شعبدہ سابق مین تم نے دکھائی اور مین گھر تک ابھی پہونچ گیا لیکن اس سامان سے تم نے کبھی نہین دکھایا تھا تمنے
بڑی خطا کی اور مجکو نہایت ذلت ہوئی اسنے یہ عرض کیا کہ حکیم صاحب جو شعر پڑھ گئے تھے تو مین نے حضور کو آخر کو

وہ رنگ دکھاؤ یا کر خاک مذلت پر آنچے اپنی تیغین بیٹھا یا یالبس بادشاہ نے حکم دیا عقابی تیز رفتار عیار کو جو کہ حاضر تھا اس
کہا کہ اسکو گرفتار کر لو اوسیوقت عازم شعبدہ باز کو عیار نے گرفتار کر لیا اور مسلسل و مقید کر کے بادشاہ نے سواری
طلب کی جس سواری پر آئی تھے غرضکہ بادشاہ سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئے اور عازم شعبدہ باز کو اوسیوقت
میرے سامنے زندانخانہ مین بھیجدیا آفتاب زرین علم نے کہا کہ پھر اسکے بعد کیا ہوا کہا کہ مین بادشاہ سے رخصت
ہوا اور اپنے طلسم مین پہنچا اسقدر مجھے یاد تھا کہ جو مین نے حضور مین عرض کیا آگے مجھے اور حال نہین معلوم ہے یہ میرے سامنے گذرا
جب گنجور شاہ یہ کیفیت بیان کر چکا تو صاحبقران عالیشان نے یہ سنکر فرمایا کہ کل ہمارا پیش خیمہ سب طیار ہو اور
ہم یہان سے کل کوچ کرینگے خضران بن عمر ثانی نے کہا کہ مین نے سب حال سنا آپ تو اودھر کوچ کرین اور رفیع الشان
کعبہ جاتا ہے کہ حال مجھے اپنے باپ دادا کا ثابت نہین ہوتا نہ کوئی خط آیا ہے نہ کسینے کچھ حال بیان کیا ہے بس جی جاہتا ہے تو اپنے بزرگون
کو جو کچھ لکھنا ہو وہ خط آپ لکھیے مین لیتا جاؤن اور زبانی جو کچھ آپکا حال ہے وہ بھی بیان کرونگا کہ آپ تو صاحبقران
بھی بڑھ گئے ہین کہ کوئی ملک چھوڑتے بھی نہین آپ تو یہ جاہتے ہین کہ عازم شعبدہ باز کو بھی مارون اور ساحرون کو
بھی قتل کرون اور ملکون کو اونکے فتح کرون آپکی طبع تو مجھ سے بھی زیادہ کہ بڑھ گئی ہے بس آپکی مہر و محبت سے ہاتھ اوٹھاتا
ہے خدا گواہ کسی سے نہ دل لگاؤنگا + کیا ہے عہد یہی اب تو جب مین جاؤنگا + ضرور تربت مجنون پہ گل چڑھاؤنگا
ابکی خیر سے میری بہار مین گذری + خواجہ ذی شان عالیشان کیطرف دیکھا اور کہا کہ میرا حق آپ سب صاحبون پر
بہت بڑا ہے جو کچھ جسے دینا ہو وہ مجھے دیدین پھر کا ہیکو مین لینے آؤنگا بادشاہ جمجاہ سے بھی عرض کیا کہ مجھے اب رخصت فرمائیے
شاہزادہ بدیع الملک نے بہت اصرار فرمایا اور کہا کہ ابھی دریائے نسیان تک تو ہمین پہنچا دو آپنے کہا کہ مجھے تو حضور
خلل دماغ نہین ہے جو مین وہان تک جاؤن اور ایسی بیرخی سے کہا کہ واقعی شاہزادہ کو ایک رنج سا ہوا مگر چونکہ خواجہ کا
کام بہت مشکل انجام دئے ہین اس سبب سے کچھ جواب سخت نہین دیا فرمایا کہ تمہارے بل پر صاحبقرانی نہین کرتا ہون
خدا کی عنایت اور اوسی کی اقبال سے میرے سب کام بنتے ہین اور بادشاہ سے عرض کیا کہ پروانہ رخصتی انکو عنایت
فرمائیے اور سرداران میں جو کچھ جسکو دینا ہو مین مانع نہین ہوتا ہون کہ یہ سب کا خدمتگزار ہے اور اسکے احسانات سب پر
بہت ہین بادشاہ نے پانچہزار روپیہ عنایت فرمائے اور سردارون نے علیقدر حیثیت کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار خواجہ کو
دیے سب آپنے لیکر کہا کہ کوئی خط خطوط کوئی صاحب دینگے مین خانہ کعبہ جاتا ہون فرمایا شہزادہ نے کہ کوئی ضرورت
نہین ہے خدا ملائیگا تو مل ہی جائینگے آپکا جی چاہتا ہے تو زبانی کہدیجیگا ہم بھی جاتے ہین کہ سفر دور و دراز ہے اچھا اب آپ تشریف لیجائیے
جو گذریگی ہمپر گذر جائیگی + طبیعت پہ ہوگا قلق چند روز + سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی + یہ کہکر آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے
خضران نے کہا کہ مین کیا عرض کرون ہے ہم نے چاہا تھا نہ ہووین عمر بھر تم سے جدا + ہان مگر مجبور ہین جو کچھ خدا
کی رضا + کہنا سننا کیجیے میرا عفو بہر خدا + تو خدا حافظ و ناصر بیدل مت جانا ذرا + ہم تو رخصت ہو چلے خوش رکھے اب
جان تمہارے پاس ہے اب تن سے فرماد کہ جا + یہ کہکر عمر ثالث اوٹھ کھڑے ہوئے اور تمام عیارون سے بغلگیر ہو کر
ہمارا خیمہ بر انشانی ہماری برپا رکھنا اور قران ثالث سے کہا کہ میرا خیمہ ضرور قائم رہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ عمر ثالث بھی
ہے بس یہ کہکر آپ سب مال و زر اپنا داخل زنبیل کر کے چلے بادشاہ نے فرمایا کہ کل ہم لوگون کو تو رخصت کر دیجیے
دیکھکر کہا کہ مجھے اور قلق زیادہ ہوگا بس یہ کہکر چل کھڑے ہوئے یہان یہ سب افسوس کنان بیٹھے رہے بعد جانے
خضران بن عمر ثانی کے شاہزادہ نے حکم دیا کہ نقارہ کوچ زنیل بن تمادی کو کہ پیش خیمہ ہمارا طیار رہے اور کل ہم نہین
لیکر طرف دریائے نسیان کی روانہ ہوا اور ہم بھی آتے ہین اور اسکے بعد ملکہ مسعود رخ نجم طلعت سے ارشاد ہوا کہ مین چاہتا ہون
آپ مع مال طلسمی کے یعنی جو اشیاء طلسمی تھے کہ آپنے طلسم بیت الجمال سے حاصل کیے ہین اوس اسباب طلسمی
آپ لیکر دریائے نسیان پر آئیگا آپکو مین رخصت کرتا ہون کہ آپ اپنا انتظام کر کے اسطرف کو تشریف لائیگا انشاءاللہ

وناصر ہی آصف انجم طلعت اوٹھی بادشاہ کو مجرا کیا اور صاحبقران کو سلام کرکے اور اپنے دوستون سے رخصت ہوکر اب
یہ جاتی ہین کہ انکا حال آگے بیان کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران بجانب سگندر فرخ لقا مخاطب ہوے اور فرمایا کہ آپکو بھی تکلیف
مین وہین کی دیتا ہون کہ آپ بھی اشیاء طلسمی کو جو کہ آپنے طلسم رنگین فلک سے پائی ہین انکو ہمراہ لیکر دریائی نسیان
پر ملاقات کرینگے انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب اور سبکو سلام و مجرا کرکے اوسیوقت رخصت ہوکر چلے اب صاحبقران طرف
شاہزادہ امیر الزمان کے مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ آپ بھی مع اشیاء طلسمی کے کہ جو آپ طلسم بیت الحزن سے اپنے ہمراہ
لائے ہین ان اشیاء نادر کو لیکر آپ دریائی نسیان کیجانب روانہ ہوجیے اور ہم بھی انشاء اللہ وہان پہونچتے ہین ہماری آپکی
وہین ملاقات ہوگی یہ بھی رخصت ہوے اور حسب ارشاد روانگی مین مصروف ہوے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ کیجانب متوجہ
ہوے اور آنسے ارشاد کیا کہ اے فرزند تم بھی آن اشیاء نادرہ طلسمی کو جو کہ طلسم ذوفنون کی فتاحی مین تمکو دستیاب ہوے
ہین تم انکو ہمراہ لیکر بجانب دریائے نسیان روانہ ہو اور اسی مقام پر ہم سے تم سے خدا نے چاہا تو بہت جلد وہان پہونچتے ہین شہنشاہ
گوہر کلاہ نے اوٹھ کے مجرا کیا اور عرض کیا کہ آرزو تو کہتی ہے یہی کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب مین بھی غاشیہ برداری کرتا
ہوا چلتا مگر الامر فوق الادب جیسا حکم ہوا ہے مطابق اوسکے تعمیل کرونگا اور بسر و چشم اسیوقت رخصت ہوکر عازم منزل مقصود
ہونگا یہ عرض کرکے یہ بھی رخصت ہوے کہ انکا حال بھی آئندہ حوالہ قلم سوانح رقم ہوگا بادشاہ اسلام مخاطب ہوکر کہا کہ یا صاحبقران
اگر آپ کہین تو مین ایک بات کہون عرض کیا صاحبقران نے کہ اے ظل اللہ آپکا فرمانا مین بسر و چشم بجا لاؤنگا آپ ارشاد
فرمائین بادشاہ نے فرمایا کہ ہان مین نے ان امور صاحبقرانی مین دخل دینا پسند نہ کیا مگر ہان میری رائے یہ ہے کہ اگر کہیے تو
خواجہ زادون کو بلا کر دریافت کیا جاے کہ یہ دریائے نسیان کیا چیز ہے اور اودھر کا سفر ہمارے لیے کیسا ہے کیونکہ وہ مقام بہت
سخت ہے اور خواجہ کا چلا جانا بھی مصلحت سے خالی نہین ہے وہ بڑا شخص جاننے والا اس علم کا بھی ہے اسکے جانے سے لشکر مین ایک
اوداسی اور سناٹا معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے آپ خواجہ زادون کو بلوائیے اور انسے استفسار
حالات ضروری کیجیے اور عمرو کے بارہ مین میرا کیا اختیار تھا بہتیرا انسے کہتا رہا اور روکا کیا مگر انھون نے کچھ سماعت نکی بلکہ اگر
خیال کیا جاے تو انھون نے ایک تو مکی ہمدردی کی بلکہ ہمراہی کی حرکت انسے سرزد ہوئی خیر آپ خواجہ زادون کو طلب فرمائین
حکم ہوا کہ اسیوقت چوبدار جا اور خواجہ زادون کو بعد دعا کے ہماری طرف سے کہا جاے کہ آپکو طلب کیا ہے چنانچہ چوبدار روانہ ہوکر خواجہ
زادون کے پاس پہونچا اور جاکے عرض کیا کہ آپکو بادشاہ جمجاہ نے یاد فرمایا ہے آپ تشریف لے چلیے خواجہ زادون نے کہا کہ ابھی
رات باقی ہے گو حال سفر ہمین معلوم تھا اور یہی سبب ہے کہ نیند بھی ہمکو نہین آتی تھی کہ صبحکو لشکر کا کوچ ہوگا مگر جا کر ہم پہونچتے ہین یہ کہکر
کہارون کو طلب کیا کہ میانے ہمارے نکالو چنانچہ کہارون نے میانہ باہر کی نکالا انھون نے جامے نیمے پہنے صندلی عمامے سر پر رکھے اور
کتب رمل و نجوم ہمراہ لیکر شکلین اپنی بزرگونکی ایسی بناکر اور لباس درباری پہنکر اوسیوقت سوار ہوگئے اور راہ کو طے کرکے
داخل بارگاہ ہوے تا لب فرش شاہزادہ بدیع الملک استقبال کرکے انکو لاے اور بادشاہ کیجانب سے انکی تعظیم کی
چوکیان صندلی بچھوا دی گئین تھین سب آکر خواجہ عوالاگہر ثانی و خواجہ بزرگ مہید ثانی و خواجہ سیاوخش ثانی و خواجہ
دریادل ثانی آکر بیٹھے اور بادشاہ کی جانب متوجہ ہوکر عرض کیا کہ حضور نے اسوقت کہ رات پہر بھر باقی ہے خادمونکو یاد فرمایا
ارشاد ہو کیا کام ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دریائے نسیان کیجانب صبحکو کوچ ہے اسکے بارہ مین کچھ دریافت کرنا ہے خواجہ زادون نے
عرض کیا کہ حضور لفظ نسیان کو ذہن مبارک مین رکھین اور اسکا مفہوم ملحوظ خاطر رہے یہ سنکر انھون نے قرعہ تفکر تختہ تعقل پر
پھینک کر عرض کیا کہ عقلہ و فرح و انکیس کی مطابقت اور عطارد و مریخ و زحل و زہرہ و مشتری کی نظرات کواکب سے ثابت ہوتا
ہے اور خانہ حیات پر نظر کرکے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نسیان سے کسیقدر نقصان لشکر اسلام کا بھی ہونا چاہیے مگر ساتھ
سلامتی جان کے لہذا آپکا سفر مین جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے اب پوچھا بادشاہ نے کہ جانا خضران کا لشکر سے
جانب کعبہ کیسا ہے خواجہ زادون نے عرض کیا کہ جانا خواجہ خضران کا کعبہ کیجانب ثابت نہین ہوتا ہے یقین ہے

کہ کسی مقام پر شاہزادہ سے بہت اچھی طرح ملاقات ہو اور کارنمایان اُنسے ظہور مین آئین کیونکہ خواجہ نہایت باوفا اور
دوست صادق شاہزادہ بلند اقبال کے ہین اب وہ وقت آیا ہی کہ طایران خوش الحان شاخہای درخت پر چہچہے زن ہونے
لگے اور بزبان بیزبانی حمد وثنای صانع حقیقی مین زمزمہ سنجی کر رہے ہین اور نہالان سبز پوش اُسکی وحدانیت مین
ہواخواہی نسیم سحری سے متحرک ہو کر زبان برگ سے کہہ رہے ہین کہ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست
معرفت کردگار + ہر گیاہے کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو وہ بولتا ہی مرغ سحر
صبح صادق کی یہ نشانی ہی + کہ آواز موذن کانمین آئی اور دیکھا فلک کیطرف وہ وقت تھا کہ سے لگی ہونے نظرون سے
تارے نہان + چھپا جادۂ نور مین کہکشان + رخ شمع مائل بزردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + موذن اذان سے
ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + او کھنی لوگ لیلئے انگڑائیان + شاہزادہ
عالیمرتبت نے عرض کیا کہ اب نماز صبح آپ بھی یہین پڑھ لین اور مین بھی آپکے سامنے رخصت ہو لون بس تمام لوگ
لشکر اسلام کی صفین باندھ کر کھڑے ہو وہ جھونکی نسیم وصبا کی فرحت خیز چلنا اور غازیان دینداروں مجاہدان تہورشعار
کا روبقبلہ کھڑے ہونا عجب لطف دیتا تھا اور ایک سماں بندھا ہوا تھا حاصل کلام یہ کہ نماز صبح ادا کر کے بادشاہ کی خدمت
مین عرض کیا کہ حضور تو یہی مقام پر تشریف رکھین اور مین آپسے رخصت ہوتا ہون آنکھوں مین آنسو بھر لانا بادشاہ
کہ مین بھی ہمراہ چلونگا عرض کرنا ابکا کہ ابھی خواجہ نہ اوسے حکم لگا چکے ہین کہ حضور کا جانا سفر مین مناسب نہین ہی
سے قرین مصلحت یہ امر ہی کہ حضور یہین قیام فرمائین یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے مرتج آفتاب علم
اپنی سپاہ کامل کی سامان سفر بہم کیے ہوئے حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ جہزیل بن حادی چند سردارون کے
ساتھ بارگاہ کو لیکر کچھ رات رہے روانہ ہو چکے ہین مجھے کیا حکم ہوتا ہی مین بھی عقب بارگاہ جاؤن یا حضور کے ہمراہ چلوں
شاہزادہ نے فرمایا کہ ای مرتج آفتاب علم تمہارا یہین رہنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ یہان تنہا ہین
معلوم نہین نہ طاق کیجانب سے کوئی سر ادا آتے اور خدا نخواستہ کوئی امر خلاف ظہور مین آوے تو کوئی جواب دینے
والا بھی یہان نہین ہی اسنے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا مگر غلام کو کبھی قدم مبارک سے جدا نہین ہوا کیونکر ہوسکتا
ہی کہ حضور تشریف لیجاوین اور غلام ہمراہ رکاب فیض انتساب نہو یہ نہایت غلام کی کم نصیبی ہے اور حضور وہ مقام
نہایت سخت ہی جہان کا حضور قصد فرما رہے ہین معلوم نہین کیسی بد بختی پڑے سوچے اس جان نثار کا بھی ہونا انسب ہے
حضور کی جو مرضی ہو فرمایا کہ بھائی تمہارا یہین رہنا بہتر معلوم ہوتا ہی اور تمہارے رہنے سے مجکو اطمینان ہے گویا مین ہی خدمت بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہون اسوجہ سے تم بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہو کہ اسوقت تنہائی مین تمہین انکی محافظ ہو گے اپنے سر کو جھکا کے
زیادہ تقریر کرنا خلاف ادب سمجھا عرض کیا کہ الامر فوق الادب جو ارشاد حضور کا ہی اوسیکو خادم اپنا فخر سمجھکر تعمیل ارشاد بجا
لائیگا یہ کہکر اپنے لوگون کو سامان سفر سے باز رکھا اور اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا صاحبقران بادشاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا
کہ حضور اب مجھے رخصت کرین حضور بھی شب بھر بیدار رہے ہین طبیعت عالی کسلمند ہوگی حضور آرام فرمائین اور مجھے اجازت دین کہ
مین عازم سفر ہون بادشاہ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ اصرار کرتے ہین اور مجھے ہمراہ نہین لیجاتے مجکو آپکی مفارقت وتنہائی کا
خیال ہی خیر خدا حافظ وناصر ہی بسم اللہ کیجیے سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم وبیش را خادم نے مرکب باد رفتار لاکر
حاضر کیا صاحبقران اسپر سوار ہوئے کنجور شاہ ذی عزت کو لیا کہ مین وہان کے حالات کچھ جانتا بھی ہون اور بعضے جات جو مین نے
پیشکش کیے تھے وہ میرے ہمراہ ہین اور طوفان بن سرکش کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضرور ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر کیا مضائقہ
ہی چلیے اور چند عیار بھی ساتھ ہوئے لیکن شاہزادہ کا سوار ہونا خانہ زین کو منور کرنا گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگوٹھی پر نگینہ
جڑ دیا ہی سے ہوا سوار جو وہ شہسوار گھوڑی پر + قدم قدم پہ صبا تھی نثار گھوڑے پر + کبھی مین یہ کبھی تھا گمان یہ جبریل ہو
گمان پری کا ہوا بار بار گھوڑی پر + وہ مرکب خوشخرام کیا تھا + پہنچی نہ صبا کا دست کوتا + برچھیون اوڑتا تھا وہ

فلک سیر + مہمیز کی ذکر سے تھا اک ببر + جلد سے کی تھی صاف شمع فانوس + پاکھر کے گلون سے تھا وہ طاوس + بادشاہ جمجاہ بھی بارگاہ سے شاہزادہ کا جانا دیکھ رہے تھے پردے بارگاہ کی اوٹھے تھے آخر اہل لشکر سے رخصت ہو کر سواری مثل باد بہاری کی منزل مقصود کیجانب روانہ ہوئی اور یہان آواز گریہ بکا مع بادشاہ کی بلند ہوئی ایک حشر کا سا سامان نظر آتا تھا کونسی چشم نہ تھی جو گریان نہو شاہزادی کے غم مفارقت مین غرضکہ سب روتے ہوئے رخصت ہوئے بادشاہ نے ایسوقت دربار برخاست کر دیا اب حال شہزادیکا آگے بیان کیا جائیگا کہ یہ منزلون کو طے کرتے چلے جاتے ہین ۔

اب دو کلمہ داستان شوکت بیان اوس غمگین و حزین کے جو خانہ کعبہ چلا تھا یعنی خضران بن عمر ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ وقت قریب شام کی ہوئے جانوران صحرائی اپنے اپنے مقامونکو جانے لگے طیور نے اپنے آشیانون کیطرف رخ کیا آفتاب قریب غروب ہوا وہ آفتاب کا نقاب حجاب مین منہ چھپانا دھوپ کا زرد زرد گیاہ سبز پر پڑنا عجیب کیفیت دے رہا تھا لیکن کاروانسرا کا کہین پتہ نہ معلوم ہوتا تھا ایکطرف کو شیر ڈہکتے ہوئے اپنے کچھار کیطرف جاتے تھے ایک سمت آہوؤن کا غول چلا جاتا تھا ایک وہ سر سے بیخبر نہوتا تھا خضران کہتے تھے کہ زلف کہتی ہے مسافر ٹھہر جا کہ کچھ کام ہے + دل یہی کہتا ہے جانا دور ہے اور شام ہے + بس خدا خدا کر کے کہین بیٹھ جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے کہ بیت نہ پاس مسافر بیکس کی روئیے + جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک کاروانسرا نظر آیا شکر خدا کر کے یہ وہان پہنچے اور جا کر ایک مقام پر اپنا بستر لگایا بھٹیاری اپنے مقام او تھکر حقہ لیے ہوئے انکے پاس آئی اور کہا کہ میان مسافر بہت تھک گئے آپنے کچھ انگشتریان نکالین کہ دانہ یاقوت کی اور نہایت عمدہ عمدہ نگینے پکھراج و نیلم وغیرہ انپر جڑے ہوئے تھے دیکھکر کہا کہ مین انکی سوداگری کرتا ہون ایسوقت کوئی بھی انکو مول لیلے تو مین کوڑیونکے مول بیچ ڈالون کھانا وغیرہ پکوا نیکا بندوبست کرون بھٹیاری کہ نہایت نوجوان اور تراق پراق تھی انکی انگوٹھیون کو دیکھکر اور مسکرا کر کہا گو یہ رقم زیادہ کی ہے مگر میرے پاس ایسوقت سو روپیہ حاضر ہین جی چاہے تو مجھی کو عنایت کیجیے آپکی نشانی میرے پاس یادگار رہیگی اور کھانا تو آپکی دعوت مین کرونہی گی اور شب کو جسطرح کہی جی چاہے مجھے تکلیف دیجیے مین حاضر ہون آپنے ہنس کے کہا کہ یہ تو مین نے قبول کیا لیکن اگر شبکو کوئی تمھین تکلیف دیتا تو کیا دیتا اسنے کہا کہ پچاس روپیہ کیا کم دیتا خواجہ نے کہا کہ وہ پچاس روپیہ مجھی کو دیدو اور رقم کسی اور کو تکلیف دو اور مین تو اس کام سے محروم ہون بس بھٹیاری نے اپنی کسی قدر کے مرنے سے پچاس روپیہ لیکر خواجہ کے پیشکش کیے وہ پوٹلی آپنے باندھکر داخل زنبیل کی اور کہا کہ خداوندا تیرا شکر ہے کہ کوڑی دو کوڑی کا روزگار تو ہوگیا دن بھر بھوکا پیاسا مین نے یہ سفر تمام کیا تو خالق ہے رزاق ہے صدا آئی مجھے یاد ہے کہ یہ آسیا کہتی ہے ہر صبح باآواز بلند + رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے + یہ ذکر تھا کہ دیکھا چار گھڑی رات گئی بھٹیاری کھانا لیکے لائی بہت تکلف سے انھون نے شکر خدا کر کے نوشجان کیا اور آب و طعام سے فراغت کر کے پلنگ اسنے بچھا دیا تھا اوسپر آپ نے آرام کیا اور مسافر بھی وہان تھے سب انکی حقہ پانی سے تواضع کرتے رہے اب انکا نفیر خواب بلند ہوا اور بھی سب سو رہے اب انھون نے عالم رویا مین دیکھا کہ عمر ثانی عجب بیقراری سے گرد و غبار چہرہ پر پڑا ہوا کچھ کپڑے میلے سے پہنے ہوئے خواب مین نظر آئے اور دیکھا کہا کہ شاباش و مرحبا یہی وقت رخصت ہونیکا تھا کہ تو وہان سے رخصت ہوا اپنے جان شیرین کو عزیز رکھا اور شاہزادیکو تنہا چھوڑ دیا تیری وضع سے تیرے تمام بزرگون پر حرف آئیگا اور لوگ تجھی کو الزام دینگے اور تیری وجہ سے ہماری بھی جو خدمتین کہ ہم نے اولاد حمزہ کے ساتھ کین تھین وہ محنتین ہماری بھی مٹین یہ فقرے انکے لگا اور رونے لگا کہا اے والد ماجد خدا جانتا ہے کہ دل سے مین شہزادہ کو تنہا نہین چھوڑ کر آیا ہون فقط اس خیال سے کہ چلکر زیارت کروان اپنی دادا و اصاحب کی اور جناب حمزہ صاحبقران کی اور پھر مصروف کوشش ہون اور مین نہین جانتا

ہون کہ آپ لوگون پر کیا گذری اسوجہ سے دل میرا بہت بیتاب رہتا ہی آنکھون مین آنسو بھر کر عمر ثانی نے فرمایا ع
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو + کھل ہی جائیگا ذرا فصل بہار آنے دو + اگر تو یہ پوچھتا ہی کہ ہمپر کیا گذری اور ہم
کسطرح ہین یہ اسرار خدا ہی اسکو ہم نہین بیان کر سکتے ہین تو اپنے کام مین مشغول ہو اور دہنی جانب کو تو قصد کر
کہ شہر حرمانیہ ہی وہان پہونچکر جو کام کہ لایق تیرے ہین انکو بجا لا یہ چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ اسکی آنکھ کھل گئی رات تھوڑی سی
معلوم ہوئی نماز صبح کا وقت قریب تھا انھون نے نماز پڑھکے یہ خیال کیا کہ بھٹیاری صبح کو بلا ہو کر پیچھے پڑیگی کہ سب
انگوٹھیان مصری کی بنی ہوئی تھین بھاگو یہان سے یہ سمجھکے یہ تو دہنی جانب کو سرا کی دیوار پھاند کر لمبے ہوے اور یہان
بھٹیاری صبحکو انگوٹھیان پہنے ہوے خوشی خوشی جو انگوٹھی اپ جواسے ہاتھ دھونے کو تو دیکھا کہ پانی کچھ سرخ کچھ سبز کچھ کاسنی کچھ
فیروزی ہر نگینہ کا رنگ بہنے لگا بھٹیاری پکاری کہ واہ کیا نگینے رنگین ہین کہ جنکا پانی بھی رنگین ہی دو چار مسافر اور بھی
تماشا دیکھنے لگے ایک بولا ای بھٹیاری یہ صفت تو نگینون کی نہ دیکھی تھی بھلا ایک کو پانی مین تو ڈال کر دیکھئے اب جو انگوٹھی
یاقوت نگار پانی مین ڈالی تو سب پانی سرخ ہو گیا بھٹیاری نے کہا دیکھو یہ عمدگی ہی یہ کہکے انگوٹھی کو جو ڈھونڈھا تو پانی
مین پتہ ہی نہین ہی اسنے کہا ہے ہے انگوٹھی گھل گئی ایک آدھ دل لگی باز بھی وہان تھے کہ انھون نے کہا کہ یہ خون
ہی اسی پیلو تمہارے کئے کا دھرا کہنا جاتا رہیگا جانتا عاشقون کا خون پیا ابتو جو انگوٹھی ڈالی وہ گھل گئی اسنے آواز دی کہ دروازہ
سرا کا نہ کھلنے پائے کوئی مسافر جانے نہ پائے اور یہ کہکر مسافر جہان سوتا تھا وہان جھپٹ کر آئی دیکھا کہ وہ دری جو مین نے
بچھانے کو دی تھی اور وہ دولائی جو اوڑھنے کے واسطے دی تھی مع تکیون کے لیکر چلا گیا چہار طرف کو ڈھونڈھا کہین نہ
پایا بھٹیاری تو روتی رہ گئی لیکن اب حال خواجہ کا سنئے کہ بھٹیاری کا روپیہ اور بستر لیکر جو بھاگے تھے بس رہروی
کرتے ہوے چلے جاتے ہین منزل کو طے کرتے ہوے قریب شہر حرمانیہ کے پہونچے دیکھا کہ شہر ویران و پریشان رعایا مغموم و
مضطر سراے اجڑی ہوئی غرضکہ یہ شہر مین آئے اور ایک شخص کو نہایت معقول پاکر اسنے کہا کہ بھائی مین مسافر ہون مجھے نہین
معلوم تھا کہ اس شہر مین کوئی سامان استراحت کرنیکا اور بیٹھنے کا نہین ہی اگر جا بیجا کہین پڑ رہتا ہون تو لوگ چور
تصور کرکے پکڑ لینگے اس شخص نے دیکھکر کہا کہ اگر ایسا ہی تو خیر آپ چلئے آج ہمارے مہمان ہوجئے یہ کہکر لایا اور ایک برج
مین چارپائی انکے لیے بچھا دی اور شام تو ہو ہی گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد انکے لیے کھانا لایا اور کھانا کھلا کے یہ خیال کیا
کہ تنہا اس مسافر کو چھوڑنا اچھا نہین ہی شاید کوئی چور چکار ہو اور رات کو کسی کی مکان مین کود پڑے تو اچھا نہوگا اس سے
بہتر ہی کہ تو بھی اس مقام پر سو رہ غرض یہ بھی لیٹا اسوقت خضران نے پوچھا کہ بھائی یہ شہر بے نیر و سامان کیون ہی اسنے دیکھکر
کہا کہ تمہین اس سے کیا کام انھون نے کہا اگر بتلا دوگے تو ہمین بھی اس شہر کی بے نیر و سامانی معلوم ہو جائیگی اسنے دیکھکر کہا کہ
ای شخص ہم لوگ قوم اجنہ مین سے ہین اور مالک ہمارا احرمان جنی ہی کہ وہ ہر کمال مین بہت بڑی لیاقت رکھتے تھے
اکوان و کیوان دو بھائی ہین کہ انھون نے دعوی خداوندی کیا اور ہماری قوم کو بھی یہان سے نکالدیا اور یہ شہر
حرمانیہ ہمارے بادشاہ نے آباد کیا تھا لیکن کیوان کو انکی جانب سے ایسا کھٹکا تھا کہ اسنے آہوان جادو کو بھیجکر بادشاہ
کو ہمارے قید کرکے ایک صحرا ہی کہ اسمین ایک گنبد یاقوت نگار بنا ہوا ہی اسمین قید کیا ہی اور نہ معلوم زمین مین دفن کر دیا
اور اوس نے وہان ایک طلسم بنایا ہی اور آپ وہان رہتا ہی اور آہوان نے یہ انتظام کیا ہی کہ تین طرف تو دریا ہی کہ اگر
کشتی پر کوئی بیٹھکر گنبد تک جانا چاہے تو ایک برق گرتی ہی اور وہ جلکے گرداب مین ڈالتی ہی دریا ہی مین اور جو چوتھا
راستہ ہی کہ اسمین بہت سے آہو ہین اور ایک آہوی کلان اپنے ساتھ لیے پھرتا ہی جو شخص ادھر سے جانیکا قصد کرتا ہے
وہ آہوے کلان اسے مار ڈالتا ہی اور شیر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی تو اب کیونکر انھین چھڑائین اور کیونکر خبر لائین
عجب سخت مقام ہے کہ جسے قدم رکھ سکین جنکی کیا جان ہی + فرشتون کی بھی وہان عقل حیران ہی + یہ حال پر ملال جن سے
سنکر خواجہ خضران نے دلمین خیال کیا کہ اگر اسکو چھڑا لیا تو کچھ احوال طلسم کا بھی معلوم ہوگا اسمین کوشش

ع شاید کہ ہمین بیضہ بر آید چو بلبل + بس خواجہ یہ تصور کرکے اور اُس شخص سے رخصت ہو کر اُس بیابان کا پتہ و نشان مفصل دریافت
کرکے چلے تصور کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ اپنی جان شیرین کو مین تصدق کرتا ہون بس حال کو دریافت کرنے اور وہانکی سب کیفیت
معلوم ہونے کے لئے بمحبت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس نمک صاحبقران غرضکہ آتی آتے قریب اُس بیابان حسرت افزا کے پہنچے جہان
ایک تختہ بر گیاہ سبز کی ہی کہ اُسکی اسیجانب جب آدمی جاتا ہی تو وہ ہرن آگی مار دیتا ہی قد اُسکا برابر فیل کی ہی بس وہان جا کر ہاتھ دیکھا
اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا اور یاد کرکے خواجہ عمر بن امیہ ضمری کو بس گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے بہت دیر کی بعد نخل مراد
اُس عیار بیرا و رنگ کے ہاتھ آیا سر کو اوٹھایا بشاش ہو کر زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال آہو کی قطع دار و خوبصورتی کی نکالکر آپنے
زیب بدن کی اور بشکل ہرنی کی بنائی گا مچیان بنی ہوئی سنگوٹیان طلائی و نقرئی چڑھی ہوئین نہایت خوبصورت آنکھین وہ کہ
غزالان ختن جنکو دیکھکر چوکڑی بھولین اس قطع پر طیار ہو کر چوکڑیان بھرتے ہوئے جست و خیز کرتے اُسی سبزہ کی لکیر کے پار
آگے اُسی آہوون کی غول مین یہ بھی شریک ہو گئے اب یہان کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ جب آہوان جادو کو یہان کی نگہبانی کا
حکم ملا تھا تو اسنے اپنی سحر سے وہ دریا بنائی تھی جنپر برقین گرتی تھین جو کوئی شخص جاتا وہ ہلاک ہو جاتے اور اس دشت مین آہوان صحرائی
کو لاکر جمع کیا تھا اور اپنی سحر سے مطیع کیا تھا کہ وہ سب حاضر رہتے تھے اور بھاگ نہ جاتے تھے لیکن کیوان و اکوان نے خبر دی
تھی کہ وہ عیار بیرا و رنگ و دوندہ بیدرنگ ضرور ایک وقت مین آئیگا اور بشکل آہوان مشکل ہو کر اونمین داخل ہو کر
اپنا کام کریگا اسنے عرض کیا کہ غلام ان آہوون کو روز بروز شمار کرکے جائزہ انکا لیتا رہیگا اگر بڑھتی پاونگا
تو کل آہوونکو پھونک دونگا اسمین وہ بھی جل جائیگا اسنے اسیواسطے گلۂ آہوان جمع کیا ہی چنانچہ خواجہ بھی بشکل ہرنی تھوڑے
سے دن رہی اُسی دشت مین آہوون کی جھرمٹ مین چرتے چگتے چلی جاتے تھے کہ پہر دن باقی رہا آہوان جادو سامنے
سے پیدا ہوا وہ بھی بشکل آہوی کلان بنا ہوا ہرنون کی غول کیطرف متوجہ ہوا اور اپنی ترکیب سے بلا بلا کر شمار کرنے لگا ایک آہو
کی بو سونگھی ہٹا دیا دوسرے آہو کو بلایا اسکی بو سونگھی ہٹا دیا غرضکہ اسی طرح ہرنیان خوش ہو ہو کر آتی تھین اور یہ بو سونگھ
سونگھ کر ایکطرف کو جمع کرتا جاتا تھا بس ہرنی تازہ بھی بڑھی اب جو اس مادہ بخارانے اسکی خوشبو سونگھی تو معلوم ہوا
کہ بیابان ختن مین ہون اور مشک تتار کی خوشبو سے دماغ اسکا بس گیا ایک چھینک اسنے ماری کچھ ہونٹون کو
دانتون سے کھینچکر زمین پر گر گیا اس ہرنی نے پنجون سے اوٹھا کر یون جو کیا تو یہ داخل زنبیل ہوا اور ہرنیان مارے ڈر کے
بھاگ گئین کہ ایسا تو ہمکو بھی کھائیگا کیونکہ آپنے اس کھال پر وہ قاتل روغن بیہوشی مل لیا تھا اور اپنی نتھنون مین بتی دافع
بیہوشی رکھلی تھی بس آپنے فرصت جو پائی چوکڑیان بھرتے ہوئی قریب گنبد پہونچ گئے وہان جاکے جو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ ایک گنبد وسیع ہی اور اسکے اندر کوئی نقارہ بجا رہا ہی یہ حیران تھے اندر گنبد کے جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ایک بوسر جعدار
منھ پہاڑ پڑا سو رہا ہی نفیر خواب بلند ہی اُسکے نتھنون کی یہ صدا ہے آپنے جلدی وہ لباس اوتارا اور اب دو کفچہ عیاری کی نکالی اور
ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون کی قریب لیگئے جب اسنے نفس کشی کی بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی یہ سونے کا سوتا
رہگیا آپنے جال الیاسی مار کر اسکو بھی داخل زنبیل کیا اور تمام گنبد مین حرمان جنی کو ڈھونڈا کہین نہ پایا چہار طرف دیکھا ایک
دروازہ نظر آیا اور اسمین ایک زینہ نمایان ہوا نشیب کیجانب جیسے کوئی تہ خانہ ہوتا ہی انھون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر زینہ
پر قدم رکھا یہ کہکر کہ ع سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + بس انھون نے اُس زینہ پر قدم رکھا یہ
کہتے ہوئی کہ خداوندا تو گواہ رہیو کہ بیکی ز اس راہ مین فقط صاحبقران کی محبت مین قدم رکھا ہی سوائے ہمارے کون جان سکتا ہی
اور یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے کہ ع چڑھ جا منصور سولی پر پکارا عشق باندن ز + یہ اُسکی بام کا زینہ ہی آ ستہ جسکا جی چاہی یہ شعر
پڑھتے ہوئے چلے لیکن ایک جن بچہ ہی کہ نام اسکا برخوردار جنی ہی اور کھانا یہ نہایت تحفہ پکاتا ہی اسکو اپنے مالک کے جسکی
نگہبانی مین یہ قفس ہی کہ جسمین حرمان جنی قید ہی نام اس محافظ کا تشہیر جادو ہی کھانیکا اُسکو نہایت ذوق ہی اسوجہ سے
کھانا پکانے کے لیے یہان مقرر کر لیا ہی کہ یہ نہین جا سکتا ہی نہ آ سکتا ہی نہ باہر نکل سکتا ہی اور بادشاہ کے کھانا پکانے کو بھی

تشہیر نے برخوردار ہی کو تجویز کر لیا ہی غرضکہ بادشاہ کے لیئے بھی یہی کھانا طیار کرتا ہی اور بیجا کر خاصہ کھلاتا ہی ایک دن
جب خاصہ لیکر گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے برخوردار حبشی تو ہماری قوم مین سے ہی اے بھائی تو گھبرا نہین وہ شخص جل
چکا ہی کہ جو مجکو رہا کریگا تو اکثر زینہ کی وہان جا کر خیال رکھنا کہ تجھ سے ملاقات ہو بدیہی ہی بلکہ وہ تیرا مہمان ہوگا یہ عرض کرتا ہی
کہ بھلا حضور یہان کیونکر کوئی آسکتا ہی اتنی مشکلات کو طی کرے تو یہان تک پہنچے دشت آہوان سے نکلکر آنا اور دیو راہدار سے بچنا
جب کہین زینہ تک رسائی ہو آپکو کیونکر معلوم ہوا مین تو حضور یہ خیال کرتا ہون کہ اس قید سے تا بعمر رہائی غیر ممکن ہی دیکھیے کب
یہان سے نجات ملتی ہی اسوقت بادشاہ نے کہا کہ بھائی روتی روتی آنکھ میری بند ہوگئی تھی اپنی اس تنہائی اور بیکسی پر مجکو
تاسف تھا اسی حالت رنج مین مجکو غنودگی سی ہوگئی تو دیکھا مین نے کہ ایک بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا کہ اے حق پرست
باوصفیکہ تو نہایت بیکس ہی اکثر خاصان خدا اس قسم کی تکلیفین گذرتی ہین بقول نزدیکانرا بیش بود حیرانی ہ لیکن اپنے
معبود کو یاد کر جو تاریخ آج ہی اسی تاریخ کو فرمایا ہی کہ تیرا رہا کرنیوالا آئیگا اور برخوردار حبشی سے ملاقات ہوگی اسوجہ سے مین
تم سے بیان کیا بھائی وہ دن آ چکا ہی تو اسطرف کو پھیرا کرنا برخوردار حبشی اس خبر فرحت اثر کو سنکے نہایت خوش ہو
چونکہ یہ کھانا تشہیر جادو اور چالیس ساحرونکو جو محافظ گنبد تھے اسکو کھلا چکا تھا بس یہ زینہ کیجانب کو روانہ ہوا اور جو
اودھر ایک سناٹا سا تھا لیکن یہ وہان گیا اور دیکھا تھا کہ ایک شخص زینہ پر سے اُترکے اور اسکو دیکھکر کچھ سہما اور اسنے
سے کہا کہ بھائی یہان آؤ تو مین ایک نامہ لیکر آیا ہون اسنے اپنے دلمین تعجب کیا کہ یہان نامہ بر کا آنا یا کسی غیر شخص کا کیونکر
ممکن ہی وہم و گمان مین بھی نہین آسکتا ہی لہذا معلوم ہوتا ہی کہ کیا عجب ہی یہ وہی شخص ہو جسکو بادشاہ نے کہا ہی جب
یہ قریب آیا تو دس اشرفیان اور ایک نامہ اسنے دیا اور یہ کہا کہ نامہ اپنے مالک کو دیدینا اور اس سیب کی نسبت حکم ہوا تھا
کہ جو نامہ لیکر جائے اوسکو دیدینا کہ وہ کھالے یہ ہنسا اور اسنے دیکھکر کہا کہ مین نے پہچانا آپکو یہ کہنا تھا کہ جھپ سے آپ گلیم اوڑھکے
غائب ہوگئے اسکو دیکھکر اور تعجب ہوا اسنے کہا کہ جناب آپ میرے ساتھ چلیئے اور کمالات نہ دکھلائیے مجھے سب حال
آپکا معلوم ہی کہ آپ ہی بادشاہ کو چھڑائینگے جب برخوردار حبشی نے اسطرح کہا تو آپ گلیم اوڑھے فقط سر اپنا کھلا
رکھے باہر کیا اب جو اسنے دیکھا باوصفیکہ حبشی تھا اور جانتا تھا کہ ایک شخص آئیگا مگر اسپر بھی بوجہ خوف کے ایسا بولا یا کہ
اسکا خطا ہوگیا اس حرکت پر خواجہ کو بھی ہنسی آگئی اور اسکے قیافہ کو دیکھکر آپنے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ دہشت کے
مارے یہ شخص مرجائے یہ دوست معلوم ہوتا ہی بس آپنے گلیم اوتاری اور اپنی تئین ظاہر کیا اسنے کہا کہ آپ آدمی کاہیکو ہین
بلا ہین آپنے تو جنون کے بھی کان کاٹے ہین آیئے میرے مکان پر چلیئے آپ اسکے ساتھ ساتھ چلے وہ جہان پر رہتا
ہوا تھا انکو ہمراہ لیکر وہان آیا اور سارا حال اپنی تشہیر جادو کا اور اپنا کھانا پکانے کے لیے معین ہونیکا اور گرفتار کرکے
لانیکا اور بادشاہ کو قفس مین اسیر کرنیکا اور اپنا بادشاہ کے لیئے بھی کھانا لیجانیکا اور کھلانیکا بیان کیا انھون نے یہ سب
حال سُنا اور کہا کہ تو گھبرا نہین انشاءاللہ آج ہی اس ملعون کا فیصلہ کیے دیتا ہون اور بادشاہ کو رہا کرتا ہون آج
جو وقت اس محافظ تشہیر جادو کے پاس کھانا لیجانیکا ہو اسوقت مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلنا مین خود کھانا طیار کرتا ہون محافظ
زندانخانہ کے لیے لے چلونگا جب وہ وقت آیا تو انھون نے برخوردار حبشی کو تو گھر مین چھوڑا اور خود اوسکی شکل بنکے کھانے
چند اقسام کے طیار کیئے کچھ پلاو کچھ سفیدہ کچھ مطنجن و مزعفر کچھ فیرنی برنج و کباب وغیرہ نہایت تحفہ طرح سے طیار کیے
اور بیہوشی مین دم کیے بعد اسکے آکر برخوردار حبشی سے کہا کہ جا اپنی مہر لگا سب کھانے طیار ہین برخوردار حبشی نے
کہا کہ آپتو جامع الکمالات ہین مین آپکا شاگرد ہوا آپ ہنسے اور دیکھکر کہا کہ اچھا مین کچھ بتاونگا اور کچھ دو چار ہاتھ کمند وغیرہ
کے اور پیچ کے نکالنے کے بتلا بھی دیئے بس برخوردار حبشی نے کھانا خوانون مین لگایا اور حسب قاعدہ کپڑے سے توردہ پوش
ڈالکے مہر لگا کر اب یہ کھانا محافظان زندانخانہ کے لیے لیکر چلا انھون نے برخوردار سے منع کر دیا تھا کہ تو اس کھانے مین سے
کچھ نہ بچا رکھنا نہ بادشاہ کو کھلانا یہ کھانے خاص محافظان زندانخانہ کے لیے ہین بس خوانون کو اسنے آدمیون کے سر پر

رکھوا کے لیکر چلا آپنے بھی آٹھین آدمیونمین شامل ہوکر اور ایک خوان سر پر رکھکر آپ بھی چلے اور آکر داخل ہوئے تشہیر جادو کھانیکا منتظر بیٹھا ہوا تھا تب برخوردار حبشی خوانونکی مہر توڑ کے خاصہ نکالکر دستر خوان پر چن دیا تشہیر نے اُن چالیس ساحرون کو بھی طلب کیا یہ بھی ہاتھ دھو دھوکر بلکہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھوکر دستر خوان پر جا بیٹھے جاند خدمتگار رکھانے کھلانے آب خاصہ وغیرہ پلانے کیلیے حاضر تھے وہ مصروف کار و خدمت ہوئے غرضکہ تشہیر نے مع رفقا خاصہ نوش کرنا شروع کیا یہ کھانا کھاتا جاتا ہی اور تعریف کرتا جاتا ہی کہ واہ آج تو تم نے نہایت خوش ذائقہ کھانا طیار کیا ہی اور سب کے سب ساحر بھی تعریف کرتے جاتے تھے اب جو دیکھا خضر ان کے رنگ انکا بیرنگ ہونے لگا کہ دستر خوان ہی پر سب ڈھیر ہوا چاہتے ہین آپ بھی بشکل برخوردار بنکر سامنے دستر خوان کے کھڑے ہو گئے برخوردار کا تو دم نکل گیا کہ یہ کیا ہوا یہ دوسرا برخوردار کہان سے پیدا ہو گیا اوسوقت تشہیر نے نگاہ جو کی کہ دو ایک صورت کے باورچی کھڑے ہوے ہین گھبرا کے اسنے پوچھا کہ یہ دوسرا برخوردار کون ہی دیکھکر اسنے کہا کہ او گیدی تو نے مجھے نہین پہچانا کہ مین ملک الموت جان کا ذان و سر برندہ ساحران ہون اسنے سنکے یہ الفاظ تو آپنے نئی بیان کی آپنے کہا کہ تو کھانا کھاتا جاتا ہی اور تو نے کچھ شکر یہ خداوند کا ادا کیا یہ خاص خدا کے بندے تیرے لیے بھیجا ہی اٹھ اور تعظیم بجا لا اور یہ کہکے ایک مورت ہاتھ بھر کی نکالی بس یہ سب کے سب دو دو تڑ تڑاق بزمین افتاد یہ سب زمین پر گر پڑے گویا مورت پر السا سجدہ کیا کہ آپ ہی بسر بسجود ہو گئے دنیا سے اوٹھ گئے بس انھون نے جھپٹ کے خدمتگارونکی بگڑیان چھینین اور انھین بگڑیون سے سبکی مشکین باندھین اور واخل زنبیل کرکے چلے جا ہا تھا کہ لڑکا اون مگر ایکجانب سے آواز آئی کہ شاباش و مرحبا مگر خبردار ایسی حرکت نہ کرنا او میرے پاس انھون نے قریب قفس جاکے سلام کیا آواز آئی کہ مجھو آپکے آنیکی خبر تھی مگر اسم مبارک سے بھی آگاہ فرمائیے انھون نے کہا کہ مجھکو خواجہ خضران بن عمر ثانی کہتے ہین بادشاہ نے انکی بہت تعریف کی اور کہا کہ جسطرح آپنے ان دو بلاؤنکو زیر کر کے رکھا ہی اور کسی کو آپکے آنیکی خبر تک نہین ہوئی جسطرح انکو آپنے رکھا ہی اوسیطرح انکو بھی رکھیئے اور یہ تو بتائیے کہ آپنے دیو راہدار کو اور آہرمان جادو کو کہان رکھا ہی آپنے کہا کہ زنبیل مین داخل کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ بس ان چالیس ساحرون اور اس ملعون تشہیر کو بھی داخل زنبیل کیجیے کہ مین خوش ہون اور مجکو اس قفس سے نکالیے بس انھون نے ایسا ہی کیا کہ چالیسون ساحرونکو مع تشہیر جادو اور چارون خدمتگارون کے داخل زنبیل کیا اور بادشاہ کو قفس سے رہا کیا اور پوچھا کہ آپکے کمالات کی صفت مین نے شہر حرمانیہ مین سنی تھی تو مین بہت مشتاق ہوا آپ کچھ کمالات اپنی دکھلائیے بادشاہ نے کہا کہ مجھ مین جو کسب و کمال تھے بہت اور رنگ جادو نے تیشہ مین اپنے بند کر کے لیگیا اور آپ مثل نیابت کے کیوان کیطرف سے اوس مقام کا حاکم بنا اور وہ مقام وہ ہی کہ جدہر سے راستہ ہی نہ طاق کے جانیکا ایک راستہ تو وہ ہی کہ جدہر عازم شعبدہ باز نے دریائے نسیان کیجانب سے رکھا ہی کہ جو اودھر جاتا ہے وہ مسلوب الحواس ہو جاتا ہی اور ہوش و خرد اپنی طاق نسیان پر رکھدیتا ہی دوسری سمت کی راہ ہی کہ جسمین دریائے نسیان نہین ملتا ہی وہ سیدھی راہ طلسم نہ طاق کی ہی بس او سنے اوس مقام کو اپنی قبضہ مین کیا ہی اور میرے کسب و کمال کو شیشہ آہنی مین بند کر کے رکھا ہی جبتک وہ نہ مارا جائیگا تب تک میری وہ سب محنت و صنعت و ریاضت بیکار ہی لہذا آپ اسکو بھی قتل کیجیے اور وہ ٹانڈ شیشہ کی کھل جائے تو جو کچھ مین نے سیکھا کیا ہی اسکو ظاہر کرونگا اور آپکی مددگاری ہر طرح سے کرونگا بس اس مکان مین جو کچھ اسباب وغیرہ تھا وہ آپنے شکر خدا کر کے داخل زنبیل کیا ایک تھیلی تک کھانا پکانے کی نہ چھوڑی بس بادشاہ کو بھی زینہ کی راہ سے گنبد سے باہر نکالا کہ وہ اپنے شہر حرمانیہ کو چلے شکر یہ ادا کرتے ہوے خواجہ نے بادشاہ سے کہدیا تھا کہ ابھی اپنے تئین ظاہر کیجیگا اور ان واقعات کی ہوا بھی پہونچنے نہ پائے واضح ہو کہ ابھی حیثیت ان مکانون اور گنبد وغیرہ کی برقرار ہی کیونکہ تشہیر جادو ابھی زندہ ہی جبتک مارا نہ جائیگا تب تک حیثیت ان مکانونکی بدستور قایم رہیگی فقط برخوردار حبشی کو اپنے ساتھ لیا اور اسی مکان تشہیر جادو کے راستہ لگا ہوا تھا بیت اور رنگ جادو کے مقام کا اسکو ہمراہ لیکر اور کچھ عیاری کے فن اسکو سکھاتے ہوے کہ یون عیاری لگاتے ہین یون حیات کشی مارتے ہین یون بیل ہیئت کرتے ہین یہ سب باتین اسکو تعلیم کرتے ہوے اسی راستہ سے چلے بعد عرصہ تین چار دن کے اوس راہ دراز و صحرا اور ریگستان کو طے کر کے شہر مین داخل ہوے وہ شہر بہت آباد و بارونق پاکیزہ تھا کچھ ساحران پر دغا اور کچھ رعایا و برایا کے مکانات جابجا بنے ہوے یہ سیر کرتے ہوے داخل ہوے وہانکی آدمیونکو دیکھا بعضون کی ایسی شکلین انھون نے بھی بنالین تھین اور وہی وضع و لباس اپنا بھی تھا جیسے کہ اور ساکنین شہر کا تھا جب نام پوچھا تو برخوردار حبشی نے کہا کہ

مقام کرنیکی تدبیر سہرا وغیرہ کی کرتا جاتا ہی اسنے عرض کیا کہ جو مسافر مرتے ہین انکو بادشاہ کے پاس بھٹیاری لیجاتی ہی اور انکا امتحان لیا جاتا ہی
اگر کوئی مخبر یا جاسوس یا عیار آتا ہی تو وہ گرفتار ہو جاتا ہی اور جو مسافر ہوا تو وہ بھی بغیر ضمانت کے نہین چھوٹتا ہی حوالات مین بھیجا جاتا ہی برخوردار
جنی نے جب کہا تو آپنے کہا کہ اگر یہ حال ہی تو بیٹا چلو کہین کوہستان کیجانب شب وہین بسر کرین صبحکو چلیں کے دربار کی سیر کرینگے یہ کہکر ایک صحرا مین
گئے اور دریا کو وہین چلتے کرتا من کوہ مین شب بسر کی صبحکو برخوردار جنی کو تو وہین چھوڑا اور آپ شکل خدمتگارونکی بنکر دربار مین داخل ہو دیکھا
ایک مہیب صورت شیطان سیرت بچہ بر سر مسند حکومت پر بیٹھا ہوا ہی اور وہین ساحران نابکار جھولیان شانون پر ڈالی جھولی کمخواب کی کہ ایسی
کمخواب مین دیکھی ہوگی ریخ تاریخ ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے ہین حضرت نے دیکھا لیکن اسوقت وہ ہی کہ جواہر خانہ کا داروغہ اشیا جواہر کے صندوق
لا لاکر بادشاہ کو دکھا رہا ہی اور وہ انکو نظر تماشا کرکے اپنے سامنے رکھوا رہا ہی آپکی جواہر دیکھکر رال ٹپکنے لگی عرض کیا اے پروردگار شب اسی مال کو یہان
مقام پر نگذرنے پائی اور یہ مال میرے پاس آجائے مین نیت کرتا ہون سو اوڑھی کی شیرینی تیرے نام پر نذر کرونگا یہ کہکر وہان سے نکلے اور جواہر خانہ کو گرد دیکھا
بھالا اور سب اسکے مکانات دیکھکر اور پھر کھانا انکو لیکر برخوردار کے پاس پہنچے جنی اسی دامن کوہ مین جہان انکو بٹھا گئے تھے منتظر تھا وہان پہنچکے کھانا کھایا اور کچھ
مین جو کچھ خیال آیا تو ایک آہ کا نعرہ مارا گھبرا کر برخوردار نے پوچھا کہ استاد خیر تو ہی آپنے جو بیقرار ہو کر آہ کا نعرہ مارا کیا کسی معشوق کا دھیان آگیا جو
کہ دل آپکا بیچین ہوگیا آپنے کہا کہ بیٹا یہ بات نہیں ہوا اب یہی ہی تو پوچھ کہ کسکو صدمہ ہوتا ہی اسنے کہا کہ کچھ ارشاد تو فرمائیے کہا کہ مین جواہر خانہ شاہی دیکھ آیا ہون
کہ دل بیچین ہوگیا کہ کیونکر یہ مال ہاتھ آئے اسنے کہا کہ یہ مال پرایا ہی اچھی حضرت بیگانے مال پر کیونکر قبضہ ہوسکتا ہی آپنے کہا کہ پرایا مال کیسا یہ
حرام زادونکا مال ہی جو کچھ مال ہو سب لا رہی تو بہتر یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوے اسنے ڈر کے مارے کچھ نہ ٹوکا کہ ایسا نہو استاد کچھ کہہ بیٹھین یہان استاد
مارے ہوے چلے شب کا تو وقت تھا اور اسی جواہر خانہ کی پشت پر ایک غار رستا تھا کہ انھین ساحرون نے بچھو کی چال چلکر غار مین بیٹھ رہے اور وہین سے نقب
دینی شروع کی اور رات بہت پچھلی باقی تھی کہ صحن جواہر خانہ مین طبقہ کو توڑ کر سر نکالا اور جسقدر کہ مال و صندوقچہ جواہرات کے تھے سب روشنی
دیکھ دیکھکر داخل زنبیل کیے اور جو چیزین کہ کھونٹیوں پر اکثر ٹنگی رہتی ہین اور جہان جہان کہ رکھی ہوئی تھین سب چن چنکر زنبیل مین داخل
کیے کل جواہر خانہ کی صفائی کردی اور صبح و صل ایک ترتیب مست صبح آپ اسی نقب سے نکلکر اپنے مقام قیام پر آئے برخوردار نے کہا کہ استاد رات بھر کہان
رہے کیا اسی معشوق کو گلے لگا کے رات بھر کا مزا لیتے رہے اسنے کہا کہ کچھ مال لایا ہی بیٹا اسنے نہ پوچھا کہ کیا لائے ہین صبحکو داروغہ جواہر خانہ جو اگر دیکھتا
ہی تو ایک حجرہ نہین مرا ایک سوراخ بڑا سا بنا ہوا اسی کی راہ سے کوئی مال نکال لیگیا ہی اور حضور کو جو کنارہ کی چیزین اور نادر تقیش وغیرہ جو تھین
پچھواڑے تھے وہ تک جھاڑو دیکر لیگیا ہی نقش بوریا کچھ نہ چھوڑا آخر کو یہ حرامزادہ جو اوٹھا اور جھنجھلا کر اسنے کوٹھی کو جو کھلوا اور خود اندر
جاکر جو دیکھا وہین پکارا کہ بلاؤ کوتوال کو اسیوقت کوتوال حاضر ہوا بادشاہ نے کہا کہ میرے گھر مین یہ چوری کونسا ڈاکہ یہان سے سب مال لیگیا اور
یہ کیسا انتظام ہی اور کیا تمہاری کارگذاری ہی ہوشیاری ہی کہ سبکی آنکھون مین خاک ڈالکر یہان سے سب مال و جواہرات لیگیا اور کسی کو خبر بھی نہوئی
کوتوال نے اسیوقت مشتبہ اور بد وضع لوگونکو پکڑوا کر زد و کوب کرنا شروع کی اور کہا کہ بتاؤ حرامزادون یہ مال و اسباب کون لیگیا وہ دوہائی دیتے
ہین اور روتی ہین کہ ہمارا یہ فعل نہین ہی اور ہم مین سے کسی نے یہ کام نہین کیا ہی آپ ظلم پر جاہی ہمکو پھانسی دیدیجیے مگر یہ کام ہمارا نہین ہی
دیکھا سامنے سے ایک بڈھا چلا آتا ہی جو چلنے مین چالاک ہی لیکن جتنی استخوان بدن مین ہین سب صاف معلوم ہوتی ہین اور رگین جسم کی مثل تار رسن
کے نمایان ہین ہڈیان چلنے مین چٹ چٹ بولتی ہین کھال مین جھریان پڑی ہوئی پشت خمیدہ پلکین تک سفید ریش دراز تا بناف
سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ افسوس کرتا ہون کہ میرا اصل بھی کل اسقدر چوری گیا وہ تمامی ہی کوتوال صاحبکی اور بت اور رنگ جادو بھی کر کے
بر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا اب بڈھے کا حال دیکھکر اسنے کہا کہ بھائی ہم بھی تو اسی درد مین مبتلا ہین ہمارے یہان بھی چوری ہوگئی کل جواہر خانہ
کے صندوقچے اور ٹھکر نہ ایک چیز تک باقی نرہی باوجود اسقدر پہرہ چوکی اور سامان حفاظت و نگہبانی کے اسنے ہائے ہائے کہکر ڈاڑھی اپنی نوچ ڈالی
اسنے پوچھا کہ دہقانی پر کیا سبب بیتا اسنے کہا کہ یہ مصیبات کہنے کی نہ تھی لیکن اب مجھکو کہنا ہی ہوا عرصہ ہوا اشبکو مین نے دیکھا کہ ایک چراغ کی روشنی
میرے مکان کے کچھ فاصلے سے معلوم ہوتی ہی مین بھی حیران ہوا کہ کبھی تو چراغ اس مقام پر روشن نہوا تھا غرضکہ مین تلاش مین دیکھتا ہوا
چلا جب قریب اس چراغ کے پہونچا تو آواز میرے کانمین آئی کہ نظیر دہقانی آتا ہی دوسری آواز آئی کہ آنیدو ہم اب جو مین اندر گیا تو دیکھا
کہ خداوند سامری و جمشید و زمرد شاہ باختری اور تینک مینک مع جیپتہ مع خداوند و تک چھوٹا و خداوند ثمرات سخنگو خداوند

ہزار شکل چرخ گردان غرضکہ یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں اور آپسمیں خداوندوں کی چہلیں ہو رہی ہیں کبھی خداوند سامری ہو تا لقا کا منہ چومتے ہیں اور کبھی
خداوند لقا جمشید کا منہ چومتے ہیں اسیطرح یہ سب خداوند آپسمیں خوش فعلیاں کر رہی ہیں کہ میں نے سامنے جاکر سلام کیا آتش نے جہاں نما
میں کہیں یہاں بھی چوری ہو گئی تھی تو ہنس کر خداوندوں نے کہا کہ اے پیر دہقانی تیرے یہاں جو چوری ہو گئی ہے تو اُسکی تلاش میں آیا ہے
وہ چار فرشتوں نے دل لگی کی تھی جا فلاں مقام پر رکھ لیئے ہیں جو صبح کو اس مقام پر گیا تو اپنا مال بجنسہ وہاں پایا خداوندوں نے یہ بھی کہا
تھا کہ ہم اس مکان صندلی میں مہینہ بھر کے بعد ایک صحبت یہاں ہوتی ہے اور ہم سب یہاں آتے ہیں پھر لقا کے بت اور رنگ نے اپنی
رقاصاؤں اور قوالوں سے پوچھا کہ تم نے بھی کبھی اس مکان کا حال سنا ہے انھوں نے عرض کیا نہ کبھی دیکھا نہ حال سنا سو آج آپکے طفیل سے خداوند نے
کوئی اپنی قدرت سے مکان طیار کیا ہوگا خداوند کی کارخانہ قدرت بہت وسیع ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں تشریف لائی ہوں یہ سنکے سب لوگ خوش
ہو پھر دیکھو بیٹھے تھے رہا کر دیا کہ یہ بے قصور ہیں انکو چھوڑ دو خلیفہ خداوندی کا فعل ہے وہ لوگ چھوڑ دیئے گئے بت اور رنگ نے کہا ہمکو بھی
اس مکان میں لیچلو اور خداوندوں کے حضور میں جاکر ہم بھی زیارت سے مشرف ہونگے اور چوری کا حال بھی دریافت کرینگے بڈھے سے کہا اسنے کہا
کہ حضور آٹھ دن باقی ہیں میری بھی چوری اور آپکی بھی چوری کا حال کھل جائیگا میں آکر حضور کو بھی لیجاؤنگا اور یہ کہکر اسنے اپنے مقام
کی راہ لی لیکن برخوردار جی حیران تھا کہ یہ بڈھا کہاں سے آیا ہے یہ بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا اب دیکھا تو جس سمت کو جاتی ہیں اسنے دیکھکر
کہا کہ پیر دہقانی آپ کہاں تشریف لیئے جاتی ہیں ہنسکے کہا کہ بھئی تمہارے استاد ہی تو ہیں اسنے تعریفیں کرنا شروع کیں کہ استاد کیا کہنا آپ
بڑے جامع الکمالات ہیں آپ پر عیاری ختم ہے لیکن یہ تو فرمائیے کہ وہ مکان ہے کہاں اور کیونکر آنکو دکھلائیگا کہا کہ چلو تو سہی دیکھا جائیگا یہ
کہکر اپنے مقام پر آئے اور اپنی زنبیل سے بڑے بڑے موٹے بیلدار انکو نکالا اور ایک ٹیلے کی گرد کی آڑ آئے ان بیلداروں کو دی اور کہا کہ ایک تہخانہ
یہاں پر کھود دو وہ سب لگے کھودنے برخوردار حیران حیران لگا دیکھنے کہ یہ بیلدار کہاں سے پیدا ہو گئے غرضکہ ان بیلداروں نے زمین کو ٹیلا کر دیا
انھوں نے اس گڑھے میں ایک نقب صحرا کی طرف لگا دی اور زنبیل سے بارود نکالکر تمام نقب میں بچھا دی یہ متحیر تھا کہ اسقدر کثیر بارود
کہاں سے آگئی اور ایک توڑا یعنی فلیتہ باہر غار کے اور اسکے بیچ لگا دیا اور چار طرف چار بیچ بارود کے رکھدئیے اور بعد اسکے سبکو بند کر دیا اور
زمین کو درست کرا کے ان سب بیلداروں کو داخل زنبیل کر لیا اور آپ نے کچھ چوبی پٹڑی صندل کی جسمیں پچھر آئینہ لگے ہوئے انکو لگا کر ایک مکان بنا کھڑا کیا اور ایک
تصویر سامری کی اور جتنے کہ خداوند بیان کیئے ہیں ان سبکی تصویریں لگا دیں بہت ہی مرتب کر کے اس مکان کو اور فرش وغیرہ سے آراستہ
کر کے دروازہ بھی معقول قائم کر کے لگا دیا گیا اور وہ جو مال لیا تھا خالی صندوقچے میں چھوٹا مال اسمیں بھر کے درخت کے نیچے گاڑ دیا اور
برخوردار کو دکھا دیا کہ یہیں کا پتہ دینا اور اسکے واسطے زیر مکان ایک گڑھا کھود کر تیار رکھدیا اور کہا کہ جسوقت ہم انھیں لائیں اور وہ
بیٹھیں اور پوچھیں کہ خداوند ہم آپکو دیکھنا چاہتے ہیں تو آواز دینا کہ ہم ابھی اپنی صورت دکھانا نہیں چاہتے ہیں تم جسواسطے آئے ہو وہ بیان کرو جو
کہیں چوری کی نسبت تم کہنا کہ فلاں درخت کے نیچے گڑا ہوا ہے جاؤ کھود لو جب مال آئیگا تو وہ دیکھکر معتقد ہونگے اور کہینگے کہ ہمکو زیارت
بھی مشرف کرائیے تو تم یہ کہنا کہ ایک کام کرو تمہیں ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ تم پائخانہ پھرو اور پیشاب کرو اسی مقام پر اور شراب پیو اور عیش کرو اور
بول و براز کو اپنے جسم میں اور بالوں میں اور منہ میں لگاؤ ہماری کرامات دیکھو کہ اسمیں کیسی خوشبو مشک و عنبر کی پیدا ہوتی ہے اسوقت ہم بھی ظاہر ہو جائینگے
جب ایسی حرکتیں کرنے لگینگے تو اسوقت میں اسکا فلیتہ دیدونگا یہ سب کے سب اڑ جائینگے ملک خالی ہو جائیگا اسنے عرض کی اور تعریف کی کہ واقعی نہ
سنگی نہ کھاتی ہے یہ کیسی نکتہ تک پہونچے اور ملک آپنے خالی کرا لیا واہ رے فطرت مآب سبحان اللہ الغرض کہ وہ آٹھواں دن آگیا پیر دہقانی بہت سال
سے بارشاہی میں پہونچے یہ سب منتظر تھے پیجا کر انھوں نے سلام کیا اور سبکو اپنے ساتھ لیکر اُس صحرا میں آئے قریب شام پہونچے کیسا چراغان کیا تھا اور
متقلین بخور اور خوشبو کی آپنے سلگائی تھیں وہ دنیا بھر کی خوشبو مہکا رہی تھیں غرضکہ یہ سب کے سب اس مکان صندلی کو پہونچے اور سجدہ کئے ہر
تصویر کو دیکھا بس اور آواز آئی کہ جا مال بیناں فلاں درخت کے نیچے سے منگالو قوال کہ جس کی خواہش سے آیا تھا یہیں چھپا ہوا اگیا اور وہاں بجنسہ پایا
اور لاکے سامنے بت اور رنگ کے رکھدیا اسوقت انکو اسکا نہایت ہی اعتقاد بڑھ گیا اور رنگ سجدہ کر کے ندا دے عرض کیا کہ خداوند حق تو یہ ہے کہ آپ ہی
کرتا اور خداوندی ہمیں آج ظاہر ہوئی اب ہم چاہتے ہیں زیارت سے بھی آپکی مشرف ہوں آواز آئی کہ پہلا نہ تین خوشبو سوسبا اور عرضکیا کہ جیسا
ارشاد ہو وہ خوشبو کونسی ہے آواز آئی کہ تمہارے ہی پاس تم ہے عرضکیا کہ ہم نہیں سمجھے کہا کہ پائخانہ پھرو پیشاب کرو اور سب اپنے جسم پر ملو اور لیپو

پھر دونوں میں لگاؤ دیکھو تو کیسی خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہی اور اسی میں عمر بن بھی تمہاری زیادہ کردی جائیگی اور یہ جو کچھ کہ اسباب ہم اسکو
دہقانی کو دیدو کہ اپنی بیان کر آئینگے بعد اس جلسے کے پھر تمکو لادیگا غرض پیر دہقانی اپنا جھولا سباب بھی لیکر چلو آگے بڑھکر اسکو بھی خلل
اور ان حرامزادوں نے واقعی اس مقام پر پاخانہ پھر اپیشاب کیا تھا تو آواز آئی کہ جو بندہ خاص ہونگی جنکے اعتقاد درست ہونگے انکو خوشبو مشک
عنبر ہی کی معلوم ہوگی اور جنکے دل میں کچھ شک ہے انکو بدبو غلیظ کی معلوم ہوگی غرضکہ ان لوگوں نے کس مشکل و دقت سے کس ساتھ ہوا ان
کیا اور اپنی جسم لباس میں ملا اور خوف کے مارے کسی نے دم نہ مارا کہ بدبو آتی ہے تا کہ بداعتقادی ثابت نہو کہنی لگی کہ واقعی کیا خوشبو آتی ہی کہ
مشک و عنبر کی خوشبو بھی شرماتی ہی برخوردار جنی بی اختیار ہنس پڑا ہی کہ واقعی کیا عیار یکی ہی کہ کوئی کہیو انکو گو بھی ملا واہ استاد کیا
کہنا عیاری اسی کا نام ہی آپکا مثل و نظیر نہیں آج ایسا انداز آئی کہ جسقدر خوش فعلیا کروگی اوسیقدر ہم خوش ہونگے ہم تمہارا تماشا دیکھ رہے ہیں
چنانچہ ایک دو سپر کو منہ میں چھانٹ غلیظ کی لگاتی تھے اور قلقاریان مارتا اور خوش ہوتی تھے خضران اپنی عیاری پر آپ بھی بہت ہنسا اور
برخوردار جنی کو وہان سے لیکر دہنہ نقب پر آیا اور اسنے آگے یدی جب آگے بڑا بیچ بازار کی پہونچی ایک سناٹا سا ہوا اور یہ سب دیکھی لگو
آسمان ہو جیسے پھری اور گئی یہ دونوں کو دونوں طرف حرمان جنی کرد انہ ہو پہلے جو صبح ہوئی تو لاشیں چلی ہوئی تین سو ساتھ مسافر
مع بادشاہ کی شہر میں گرین اور جابجا پڑی ہوئیں اول تو لوگ سناٹان شہر آواز ہی سی گھبرائی تھے کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی اب جو لاشیں چلی
ہوئی دیکھیں تو اور زیادہ گھبرائی اور بدحواس ہوے اور کہنی لگے کہ قہر خداوندی نازل ہوا نہ معلوم کونسی خطا ان لوگون سے بے ادبی کی ہوئی تھی
کہ بادشاہ خود بھی چلے اور کیسی کیسی رفقا کامل بھی چلی انکو تو اسی تشویش میں چھوڑی اور حال خضران اور برخوردار جنی کا سماعت
فرمائیے کہ خضران مع برخوردار جنی کے پاس حرمان جنی کی پہونچی بادشاہ نے گلے سے لگایا اور کہا کہ ای عیار جہان کیا بات ہے سبحان اللہ
عیاری آپ ختم ہی برخوردار جنی نے کل عیاری کا حال مفصل جو کہ گذرا تھا بیان کیا بادشاہ نہایت ہنسے اور فرمایا کہ جو جیسا کا نتیجہ اور
تھی ویسی ہی آپنے عیاری کرکے انکو غارت کیا واہ واہ زبان سے آپکی صفت و ثنا نہیں ہو سکتی اسکے بعد خواجہ خضران بن عمر
ثانی نے آٹھوان جادو و دیو را اپنا انکو زنبیل سے نکالا اور مذہب کے بارے میں انسے استفسار کیا کہ حال اور نشانا حقیق و رکار عالم جو
میں گوئی یعنی انسے قبول اسلام کیا اور شرائط صاحبقرانی کی بجا انکو ہدایت کی آٹھوان نہ مانا کسیطرح زنگ کفر اسکے دل سے دور نہوا
گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ + باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + ہر چند فہمائش کی اور خدا اسکے سامنے بیان کی مگر اسکے قلب پر
پند و نصائح خواجہ نے کچھ تاثیر نہ کی آخر الامر لاچار ہو کر اس کافر خاسر کو قتل کیا وہ گنبد اور دریا سب ڈوب گئی چشم زدن میں معلوم بھی
ہوا کہ کہاں تھے اس بدمکار نے دیکھا کہ یونہی جان جائیگی لاؤ مکر سے جو یہ کہیں اوسکو قبول کریں تو اب عمر و ثالث نے اس سے پوچھا کہ تو
کیا کہتا ہے مذہب بارے میں یہی حال تیرا بھی ہوگا بتا کیا کہتا ہی کہا کہ کہیے آپ کیا کہتے ہیں کہیے تو آپکو سجدہ کروں فرمایا کہ معاذ اللہ مجھکو کیا
سجدہ کریگا سجدہ معبود کرنا چاہیے تو کلمہ پڑھ اور از صدق مسلمان ہو اسنے قبول کیا مثل طوطے کے کلمہ زبان پر جاری کیا پھر ان
اسکی پیشانی پر شک دیکھکر بادشاہ نے چپکے سے عرض کیا کہ یہ مسلمان دلسے نہیں ہوا اسکی قیافہ سے مکر پایا جاتا ہی بادشاہ نے کہا کہ انکو خضا
ہی چاہیے اسے قتل کیجیے چاہیے رہا آپنے کہا کہ یہ تین صاحبقرانی کے خلاف ہے کہ شرع ظاہر پر اعتقاد کرنا چاہیے ع حال مخفی بس منصدر
بجز پروردگار + غرضکہ اسکو رہا کیا اب علیحدہ ہو کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ اے انسیان سفید دندان تو نے مجھکو اسمیں اسیر کیا
اب تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکے بیساختہ یہ چاہا کہ اپنی جلدی سے سفید مہرہ نکالکر اور لیکے آپ اسکو بجاوے اور غزل لیو کی زبان میں
آپ لگی گانی یہ نادہنا دھنا لگا ناچنے جب اسی مست پایا حرمان جنی نے نہایت تعریف کی کہ جیسا آپنے فرمایا ویسا ہی اس ملعون
کیا غرضکہ یہ سی عالم مستی میں تو مست تھا ہی آپنے سفید مہرہ سے بیہوشی اور اگرنا شروع کیا آخر کو بیہوشی کی تاثیر کی تاجیز کو
دھم سے گرا اسیر آپنے اسکی مشکیں باندھکر اور ہوشیار کرکے ایک دفعہ اسی قتل کیا بادشاہ نے اور بھی تعریف کی اور کہا کہ بخت و
تاج آپ ہی ہیں اور بادشاہت کون ہی آپنے عذر کیا کہ بادشاہت آپکو مبارک ہو ایسی فکر کیجیو کہ طلسم شعبدہ باز تک پہنچیں اور کچھ سیر اسکے
شعبدہ بازی ہے مقام پر ہو لطف دیکھیے اور آپکو جسقدر راستے معلوم ہوں اور جو جو عنوان کہ اس طلسم نطاق کے فتح ہونے کے ہو دیکھیے بندہ ون
وغیرہ کا حال جو معلوم ہو بیان فرمائیے انھوں نے کہا کہ آج تو نہیں کل بیان کیا جائیگا لہذا یہ شب پنج ختم ہوکے لکھا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

خواجہ کو حرمان جنی کے یہان چھوڑتا ہون اور حال خونخوار بن دجال کی خروج کا بیان کرتا ہون

اب بفرمان سرکار ابد قرار جعفر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین داستان خروج خونخوار بن دجال کو تحریر کرتا ہی۔

بزم سخن طوطی خوشنوا	بدین زمزمہ شد ترنم سرا

راویان اخبار واقعات درد و اندوہ و ناقلان آثار حقیقت پژوہ اس داستان مصیبت کو یون آغاز کرتے ہین کہ درمیان پردہ دنیا و پردہ ظلمات کی ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان پر آشوب ہی اس صحرا مین ایک قزاق رہا کرتا تھا کہ نام اسکا خونخوار بن دجال تھا یہی حاکم یہان کا سمجھا جاتا تھا رفتہ رفتہ اپنے زور بازو کی بہروسہ پر اسکی جرات اسقدر بڑھی کہ اسنے خروج کیا چالیس ہزار سوارون سے جس ملک پر چڑھ گیا اوسی فتح کرلیا اب ملک گیری کرتے کرتے اسکے پاس جمعیت سپاہ بھی بہت ہوگئی اور ساڑہی تین سو سرداران زبردست زبردست ہو کر مطیع ہوئے اب یہ بیابان پر آشوب شہر کے نام سے مشہور ہوا اور سلطنت خونخوار بن دجال کی قائم ہوئی بارگاہ اسکی ایسی وسیع ہی کہ جسمین تخت شاہی کی علاوہ ساڑہی تین سو نگل بچھتے ہین اور سرداران نامی و گرامی حسب مراتب بیٹھے ہین اب اسکے دور دورے ہین اور یہ تمام لوگ ابلیس پرست ہین ایک روز کا ذکر ہی کہ خونخوار بن دجال تخت شاہی پہ متمکن اور داہنے جانب طوفان زور آزما قہید زور آزما دیجور رحیل سرار زنگ ہیبت ناک فرسیل گرز زن ثعبان اژدر سوار تشہیر شتر سوار قمقام شیر زور فرتیل نیزہ باز شحیل شتر لب اسی طرح ہوئے دو سو سردار قوی ہیکل اپنے اپنے نگلون پر بیٹھے ہین اور بائین جانب افواہ کاہن کلاہ احول عقرب چشم اجبل کور باطن ہشام سیر گردان انعام سپر گردان عنبران فیل سوار اہبال کوہ پیکر اجاکل فیل زور اثقال گراز دندان گرشسب آہنین کلاہ اعقاب نیزہ باز قرنیہ بیغزان اسی صورت سے پونی دو سو سردار دست چپ بیٹھے ہین اور مہمل زشت خو اوسکا وزیر درجہ وزارت پر بیٹھا ہی باتین ہو رہی ہین کہ اب کس ملک پر چلنا چاہیے ایک نے بیان کیا کہ بالفعل خدا پرستون کا بڑا زور ہے اور چہار طرف یہی پہیلے ہین بقوت شمشیر گویا تمام دنیا پر اونہین کا قبضہ ہی جس قدر یہ لوگ قتل کیے جائینگے اوسی قدر خوشنودی خداوند کا باعث ہوگا یہی باتین تہین کہ ایک مرتبہ دروازہ بارگاہ کیطرف سے ایک شخص عجیب الخلقت نمودار ہوا آواز دی اوسنے کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند نبت زرین سخنگو کا ہون اسلیے آیا ہون کہ خداوند کوہ اسود پر تشریف لائے ہین اونکی تشریف آوری سے آگاہ کردون خونخوار بن دجال نے کہا ہم سوا خداوند ابلیس کے کسی کو نہین جانتے اوس نے کہا کہ یہ نائب خداوند ابلیس کے ہین اگر نہ تم لوگ چلوگے تو یقین ہے کہ مورد عتاب ہوگے اس لئے کہ اونکو خداوند ابلیس نے اسی لئے بہیجا ہے کہ مرتبہ تم لوگون کا بڑہائین جس طرح قزاق سے بادشاہ بنا دیا اسی صورت شہنشاہ بنادینا منظور ہی اور اگر خلاف اسکے کروگے تو پہر اوسی حالت اصلی کو پہونچ جاؤگے یہ سنکر خونخوار بن دجال ڈرا اور کہا کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ نائب خداوند تشریف لائے ہین مین ابہی چلتا ہون یہ کہکر معہ تمام ارکان سلطنت کی جانب کوہ اسود روانہ ہوئے لیکن احوال اس بت

زرین سخنگو کا بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین حمزہ صاحبقران اول نے دیوان قاف کو
مارا اور شکست دیکر بھگایا تھا تو اون شکست یافتہ دیوون نے مختلف مقامات پر قیام اختیار کیا
بہت سے دفعتاً فوقتاً آخر مارے گئے اکثر مسلمان ہو گئے بعض پوشیدہ ہوکر دور دور نکل گئے
اونہین دیوان قاف مین سے ایک دیو اس طرف بھی بھاگ کر نکل آیا تھا اور صحرا بصحرا
پھرا کرتا تھا نام اس دیو کا دیو بادبان ہے ایک مدت مدید تک یہ تباہ رہا کوہ صحرا مین
فکر کی اکثر ابلیس ملعون کو یاد کرکے اپنا مدعائے دلی بیان کیا کرتا تھا ایک
شیطان اوسکے سامنے آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے دیو بادیان نے کہا کہ آپ کون ہین
شیطان نے جواب دیا منم خداوند ابلیس دیو بادیان نے سجدہ کیا شیطان نے
ہاتھ اوسکی پشت پر رکھا اور کہا کہ مطلب تیرا یہی ہوگا کہ خداپرستون کو زک ملے اور حمزہ
کسی طرح قتل ہو دیو بادیان کا اعتقاد یہ سنکر اور بھی قوی ہو گیا کہ بیشک خداوند برحق ہین
تب تو دل کی بات بتادی کہا کہ آپ تو خود ہی جانتے ہین میرے بیان کرنے کی اب کیا
ضرورت رہی شیطان نے کہا اچھا ہم ایک فرشتہ تیرے ساتھ کرتے ہین
اور تجکو نائب اپنا قرار دیتے ہین اور تدبیر بتاتے ہین کہ تو خداپرستون پر غالب آئے
دیو بادبان اوسکے پاؤن پر سر رگڑنے لگا اور کہا جلد ارشاد ہو کہ وہ کیا تدبیر ہے
شیطان نے بیان کیا کہ تو اک بت سونے کا تیار کر اور خود اوس بت مین
پوشیدہ ہو کر بیٹھ اور نام بت کا بت زرین سخنگو رکھ اور ہر شخص سے بت کے
اندر سے کلام کیا کر کہ اعتقاد لوگون کے تیری طرف جمین اور مطیع تیرے ہوون
اور اپنے کو نائب خداوند ابلیس ظاہر کرکے فرمان ہمارا پہونچا کہ خداوند کا حکم
کہ خداپرستون کو قتل کرو اور دین ہمارا پھیلاؤ لیکن خروج تیرا کوہ اسود سے
مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ وہان سے عملداری خونخوار بن دجال کی
قریب ہی یہ فرشتہ جو ہم تیرے ساتھ کرتے ہین یہ تجکو ہر قسم کی مدد دے
اور اسے بتلایا کرے گا اور لوگون کو گمراہ کرکے لاتے گا اور یہ تیرا مطیع بنائے گا
یہ کہکر آواز دی کہ اے فرشتہ تدبیر ادہر آ یہ کہنا تھا کہ دیکھا اک شخص عجیب الخلقت سامنے
سے نمودار ہوا کہ قد اوسکا مانند انسان کے ہے اور چہرہ مانند دیو کے مگر سر پر
ایک ہی شاخ ہے یہ ہمزاد دیو بادیان کا تھا کہ جس کو شیطان نے دیو بادیان
کے تابع کر دیا تھا کہ جو کچھ اسے تو پوچھے گا یہ حالات تمام دنیا کے تم سے بیان کیا کرے گا اور مشکلین
آسان کیا کریگا یہ کہکر شیطان تو نظرون سے غائب ہو گیا اور دیو بادیان اپنے ہمزاد کو
ساتھ لئے ہوئے کوہ اسود پر آیا اور بت سونے کا تیار کرکے خود اوسی بت کے اندر اوتر گیا
یہ اسی کا فرستادہ تھا جو اول خونخوار بن دجال پاس پہونچا اور اوس کو بہکا کر اس طرف لایا
الحاصل جس وقت خونخوار بن دجال درہ کوہ اسود مین داخل ہو
تو دیکھا اسنے کہ ایک بت طویل القامت سونے کا رکھا ہے آنکھین دونون یاقوت
سرخ کی ہین اور ایسی ضو دیتی ہین کہ معلوم ہوتا ہے دو چراغ روشن ہین دانت
مروارید آبدار کے ہین بس جیسے ہی خونخوار بن دجال نے بت کو

دیکھا سجدہ کیا بعد اسکے تمام سرداروں فوج مہمل زشت خو وزیر خونخوار نے سجدہ کیا
اور نہایت خوش ہوئے کہ ہم اس وقت اپنے خداوند کے سامنے ہیں جس وقت ان
لوگوں نے سر اوٹھایا بت میں سے آواز پیدا ہوئی کہ کیوں خونخوار بن دجال ہم کتنے روز سے
یہاں آئے ہوئے ہیں اور تو آج تک یہاں نہ آیا جب ہم نے طلب کیا تو حاضر ہوا خونخوار بن
دجال نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ میں واقف نہ تھا کہ حضور تشریف لائے ہیں جیسے ہی خبر پائی
اوسی وقت حاضر حضور ہوا کہا ہاں پہلے تم نے کہا تھا کہ ہم بت زرین سنجلگو نہیں جانتے ہیں
خونخوار بن دجال نے عرض کی کہ یہ قصور تو ضرور ہوا لیکن میں ناواقف تھا اس امر سے
آگاہ نہ تھا کہ آپ نائب ہیں خداوند ابلیس کے چونکہ ہم لوگ ابلیس پرست ہیں اسوجہ سے
کسی دوسرے خداوند کو سجدہ نہیں کرتے جس وقت ہمیں آپکے حال سے آگاہی ہوئی کہ آپ نائب
خداوند ہیں اوسیوقت حاضر ہوئے اب ارشاد ہو بت کے اندر سے جواب آیا کہ اے خونخوار بن دجال
مجکو خداوند ابلیس نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اونکے خاص بندوں کو اونکی جانب سے
ہدایت کروں اور جو عمل کرنے کا اقرار کریں اون سے فرمان خداوندی بیان کروں خونخوار بن
دجال نے عرض کی کہ ہم بسر و چشم موجود ہیں جو کچھ ہوگا اوسے بجالا ینگے یہ سنکر
بت زرین سنجلگو نے کہا کہ بہت دنوں سے خدا پرستوں نے اپنا عمل تمھارے رکھا ہے اور ہزار ہا
بندگان ابلیس کو قتل کیا ہے پہلے یہ گنہگار بندے ہمیں اس قدر پسند آئے کہ ہم نے اونکو
زور دیا اپنے ماننے والوں کو انسے زک دلوائی مگر اب ظلم اونکے بہت بڑھ گئے اور غرور
اس قدر دماغوں میں سما گیا ہے کہ وہ ہم کو بھول گئے اور ایک جھوٹ موٹ کا اپنا
خدا الگ بنا لیا ہے اور اوس کی پرستش کرتے ہیں اور یہ امر ہمارے ناگوار گذرا ہے
لہذا تمکو اس قدر قوت عنایت کی گئی کہ تم ان لوگوں کا استیصال کرو اور نشان ان
طبقہ ارض سے مٹا دو یہی وجہ ہے کہ پہلے تم قزاق تھے اب درجہ بادشاہت کو پہونچے
اور اس قدر فوج و لشکر فراہم ہوا کہ ساڑھے تین سو سردار تجھسے زبر کر اگر تمہارے
مطیع ہے اور اب طاعت خداوند و حکم خداوند کے موافق جس سے لڑوگے
اوس پر غالب آؤگے یہ سب سامان تمہیں اس لئے عنایت ہوئے ہیں کہ تم خروج کرو
ہم تمہارے ساتھ رہیں گے اور اول خانہ کعبہ کو برباد کرو بعد اسکے حمزہ اور اولاد حمزہ کو
قتل کر کے نام انکا صفحہ دنیا سے مٹا دو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو اپنی اصلی حالت پر
پہونچ جاؤگے بلکہ اس سے بھی کمزور کر دیئے جاؤگے کہ پیشہ قزاقی کے بھی لائق نہ رہوگے
ایک عمدہ پیشہ جس میں سوا حلال کے لینے کے حرام کا ذکر تک بھی نہیں ہے تمسے
ترک ہو جائیگا اوس لقمہ پر بسر ہوگی جو کوئی بخوشی و رضا تمکو کچھ دیدے گا یہ سنکر
خونخوار بن دجال کانپ اوٹھا اور عرض کی کہ خداوند مجھسے ناراض نہوں
جو حکم میرے نام آیا ہے اوسی پر عمل کروں گا یہ سنکر بت زرین سنجلگو نے کہا کہ اول
سامان خروج کا تیار کرو اوسکے بعد یہاں سے خانہ کعبہ کی طرف چلو خونخوار بن
دجال نے کہا کہ وہ سامان بیان فرمائیے بت میں سے
آواز آئی ایک تخت بہت بڑا نہایت مضبوط و مستحکم جواہر نگار بنواؤ اور ایک چترا سی

سامان کا تیار کرو اور ایک توپخانہ جو ہمارے تخت کے آگے آگے
بجتا ہوا چلے اور چار فیل زبردست سدھائے ہوئے کہ تخت اونپر کسا جائے اور
وہ فیل تخت کو لیکر چلیں خیمے قیام کے واسطے سیاہ رنگ کے تیار ہوں
اسلئے کہ یہ رنگ خداوند کو نہایت پسند ہے اور پھریرے بھی علموں کے
سیاہ ہوں اونپر تعریف خداوند ابلیس اور نائب خداوند ابلیس کی
تحریر ہو جس وقت یہ سب سامان درست ہو جائے تم ہم سے اطلاع کرنا اور
بس اب جاؤ یہ سنکر خونخوار بن دجال کوہ اسود سے شہر پر آشوب میں آیا
اور تیاری کا حکم دیا بعد چند روز کے جس وقت یہ سب سامان درست ہو گیا
تو تخت و تاج چتر وغیرہ سب اپنے ہمراہ لیکر کوہ اسود کے جانب روانہ ہوا
اور بت زرین سخنگو کو اطلاع دی حکم ہوا کہ تم سب آنکھیں اپنی بند کرو سب نے
آنکھیں بند کر لیں دیو بت میں سے نکلکر قریب اوسی تخت جواہر نگار کے
آیا کہ جسکی تیاری کا حکم دیا تھا اور بت کو اوٹھاکر تخت پر رکھا اور خود اوسی بت میں
پوشیدہ ہو رہا اور وہ شیطان پشت کی طرف آکر کھڑا ہوا چنور ہاتھ میں
لیکر مگس رانی کرنے لگا اب جو سب نے آنکھیں کھولیں بت کو تخت پر دیکھا
سب نے سجدہ کیا توپخانہ بجنے لگا آواز سے اوسکی دیو خوش ہو کر قیں قیں
کرنے لگا یہ لوگ سب سمجھے کہ خداوند خردبت خوش ہوئے غرضکہ خونخوار بن
دجال بھی اپنے خچر پر سوار ہو کر اکیس لاکھ سواروں کی جمعیت سے طرف خانہ کعبہ کے
بارادہ قتل صاحبقران و بربادی خانہ کعبہ روانہ ہوا جاتے جاتے
اول قریب شہر مرصع حصار کے پہونچا یہ خبر شہنشاہ مرصع حصاری و
شہریار مرصع حصاری کو ہوئی کہ کوئی کافر ہے کہ نام اسنے بت زرین سخنگو
رکھا ہے اور خونخوار بن دجال کو اپنا سپہ سالار کیا ہے ساتھ اسکے تین سو
پہلوانان زبردست اوسکے ہمراہ ہیں برائے استیصال ممالک خداپرستان و بقصد
انہدام خانہ کعبہ آتا ہے اور راستہ اسی طرف سے ہے یقین ہے کہ یہاں بھی آکر
یہ کفار فتنہ و فساد برپا کریں گے یہ سنکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری
نے وزرا و امرا سے مشورت کی کہ کیا کرنا چاہئے خیر خواہان دولت نے عرض کی
کہ دشمن کی فوج زبردست ہے سرداران قوی ہیکل اوسکے ہمراہ ہیں یہ
حالت ہے کہ صاحبقران اول و صاحبقران ثانی
جب سے خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہیں کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی شاہزادہ گرد
لشکر شکن کا انتقال ہو گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا پتہ نہیں
کہ کیا ہوئے صاحبقران ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک
تہ طاق کی طرف گئے ہوئے ہیں آپ کا لشکر اس لائق کہاں ہے کہ ان کفار سے تاب
مقاومت لا سکے لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقیہ سے کام کیجئے اول
مال و جان آبرو کو بچائیے شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری نے کہا

اب سن شباب گزر چکا زمانہ پیری آگیا بہت سے ساتھ والے جانب ملک عدم
راہی ہو گئے اس وقت ضعیفی مین سفیدی پر سیاہی چڑھانا اور تقیہ کر کے جان بچانا
کر و زکی عمر کے واسطے بہتر یہی ہی کہ ان کفار سے لڑ کر مرین کہ غازی و شہید کے خطاب سے
ممتاز ہون عاقبت بخیر ہو یہ کافر بھی جانین کہ غلامان صاحبقران ایسے تھے
کہ جان دی مگر عزت و ایمان کو ہاتھ سے جانے ندیا یہ عزم بالجزم کر کے جو بادشاہ کہ
یہان سے قریب تھے اونکو براے مدد نامے تحریر کئے کہ اس طور سے
کفار نے خروج کیا ہے اور ارادہ بربادی دین اسلام کا رکھتے ہین لہذا ہمین تمہین سبکو
مناسب ہی کہ ایک ہی مقام پر اچھی طرح جمع کر لڑین ورنہ فوج کفار بہت ہے جس
ملک پر آپڑین گے بغیر لڑے بھڑے برباد کر دین گے جسوقت نامہ شہنشاہ و شہریار کے
لوگون کو پہونچے سات بادشاہ مع شاہزادہ آذر کوہ مرصع حصار کی جانب روانہ ہوے
یہان شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار حصاری نے اپنا لشکر قلعہ کے باہر نکالا
بارگاہ برپا کی ہرکارے خبر کے واسطے روانہ کئے کہ اب لشکر کفار کہان تک آیا اور
اب کس طرف کا رخ ہے پہلوان کیسے کیسے اوسکے ہمراہ ہین ہرکارے متواتر
خبرین پہونچا رہے ہین کہ آج فلان مقام تک لشکر پہونچا اور آج فلان صحرا مین مقام کیا
کل فلان مقام تک پہونچین گے اور سامان اس اس طرح کے ہین اور فوج بیشمار اون کی
ہمراہ ہے یہان تک آٹھ روز کے بعد داخل ہو جائینگے اب انتظار ہے کہ جن
بادشاہون کو براے مدد طلب کیا ہے دیکھئے وہ کس وقت پہونچتے ہین الحاصل
جب وہ روز آیا کہ جسکی خبر ہرکارون نے دی تھی شہنشاہ مرصع حصاری اور
شہریار مرصع حصاری منتظر چشم براہ ہو کر بیٹھے صبح کا وقت ہے دھوپ
ہلکی ہلکی درختون پر نمودار ہوئی ہے اور آہستہ آہستہ تیز ہو رہی ہے تارے
غائب ہو چلے ہین طائران صحراے غول کے غول اس درخت پر سے اوڑ کر اوس
درخت کے طرف جاتے ہین اوس طرف سے اوڑ کر ادہر آتے ہین عجب طرح کا
عالم ہے سبزہ لہلہا رہا ہے دریا لہرین مار رہا ہے شفق کا رنگ دھوپ مین
اوڑا جاتا ہے برگ ہاے درخت شعاع مہر کے پرتو سے سنہرے
معلوم ہوتے ہین اور جس وقت ہوا سے متحرک ہوتے ہین عجب جھیلا جھیلے
پیدا کرتے ہین چشم تماشا مین بجلیان سی کوندہ جاتے ہین کوڑیالا عجب
بہار دے رہا ہے کہ یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صحرا مین دور تک ایک فرش سفید بچھا
ہوا ہے چرند مصروف چرنے مین پرند غول باندہ کر ادہر سے ادہر آتے جاتے ہین
عجب لطف ہے کہ یکایک جانب صحرا شق گرد و غبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ آندہی
آتی ہے سب نگران تھے کہ کون آتا ہے شہنشاہ مرصع حصاری نے شہریار سے
کہا کہ یہ علامت تو آمد لشکر کی نہین ہے شہریار بھی حیرت زدہ تھے کہ واقعی
اس طرح کبھی لشکر کو آتے نہین دیکھا لیکن جب آتے آتے وہ گرد قریب
پہونچکر شق ہوئی تو گھوڑون کے ٹاپون سے زمین کو زلزلہ ہو رہا تھا یہ معلوم ہوا

کہ قریب ایک لاکھ سوار کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہین آگے آگے دونو
شاہزادہ آذر کوہ مرکب پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار ہین شہنشاہ و شہریار نے
بڑھکر استقبال کیا اور سبب اس طرف آنے کا دریافت کیا شاہزادہ آذر کوہ
بیان کیا کہ نامہ آپکا جب مجھے شکار میں ملا یہ خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن آجاے تو پیشتر
ہو بیٹھنا چاہیے اس خیال سے مین اپنے لشکر سمیت گھوڑے سرپٹ دوڑاتا ہوا آتا ہون
یہی سبب تھا کہ گرد اس قدر تیز آرہی تھی کہ آندہی ہی معلوم ہوتی تھی الحاصل بارگاہ شاہزادہ
آذر کوہ کی جانب راست تجویز کر برپا کی اور لشکر اوتر کر لشکر شہنشاہ و شہریار مین
شامل ہوا اب یہ تین بادشاہ ایک جا بیٹھے ہین باتین عبرت آمیز و درد انگیز ہونے لگین اوسکے
بعد اور گرد اوڑی اور چار لاکھ سوار نے چار بادشاہ رفقاے شاہزادہ نور الدہر کے
آکر شہنشاہ و شہریار سے ملے انکی لشکر بھی لشکر شہنشاہ و شہریار مین شامل ہوئی اور بارگاہین
انکی بھی برپا ہوئین یہ روز ان سردارون اور بادشاہون کی آمد مین تمام ہوا شام سے
طلایہ گشت کا پہرہ لگا آوازین ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہوئین سب ان بادشاہون
نے اپنے اپنے خیمہ مین راحت و آرام کے ساتھ بسر کی کہ کسل راہ دفع ہو جب
دوسرا روز ہوا اب یہ سب ایک جگہہ ہوئے باتین ادہر اودہر کی ہونے لگین
شہنشاہ مرصع حصاری نے شاہزادہ آذر کوہ سے کہا کہ جس دن سے قدم مبارک
صاحبقران بیابان سے گئے ہین اوس روز سے برکت جاتی رہی ہر
چہار طرف سے نزعہ ہے کفار کا خروج ہو رہا ہے ملک اہل اسلام کی غارت
و برباد ہو رہے ہین نوبت بہ اینجا رسید کہ اب یہ ملک بھی ہاتھ سے ابلیس پرستون کے
بچتا نہین معلوم ہوتا اور اسکے بعد دیکھیے کس کی نوبت آتی ہے جس وقت تک صاحبقران نے
گوشہ نشینی نہین اختیار کی تھی اوس وقت تک اول تو کسی نے سر نہین اوٹھایا اور اگر کوئی
اودہر آہی تو وہین پست کر دیا گیا بڑے بڑے کفار مارے گئے صدہا خدایان مٹا دیے
افسوس آج کل زمانہ کی گردش اہل ایمان سے ایسے ناموافق ہو رہی ہے
کہ سامان بربادی و تباہی کے ہر طرف نظر آتے ہین شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران زمانہ فتح طلسم تہ طاق کے لیے گئے ہین سب سردار اونکے
ہمراہ ہین چند سردار امیر کے ساتھ گئے تھے اون کا پتا نہین کہ زندہ ہین
یا راہی ملک عدم ہوئے ایک طرف ارزنگ بن زمرد نے خروج کیا ہے
دوسری طرف چیتر نگ اوس کا بھائی دعویدار خداوندی ہوا ہے سنا ہے
کہ آپس مین جنگ ہوتی تھی پھر نہین معلوم کیا ٹھہری ایک جانب بچہ جئیس
آفتاب پرست ملکون کو بہو یکتا تاراج کرتا ہوا تہ طاق کی طرف جا رہا ہے اور
ابن الخبیس [illegible]ون نے سر اوٹھایا ہے نہین معلوم کہ منظور الہی کیا ہے اور انجام کیا ہو

	درین آشکارا چہ دار نشان		بہ بیم کہ تا کردگار جہان

یہی باتین تھین کہ یک ایک از پردہ بیابان گردے بر خاست بگرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ
سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ
شعر

ز سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا آگر پہونچے پہر ہرون پرنشانون سے تعریف ابلیس پر تلبیس کے اور بت زرین سخنگو کی تحریر تھی اور رنگ پہریرونکا سیاہ تھا آگے آگے دو پہلوان قوی تن و قوی من کوہ پیکر دیو صورت کرگدن مست پر سوار طنالہ بار گاہ لئے ہوئے پشت پر ایک لاکھ سوار سیاہ وردی پہنے ہوئے یہان سے پر کار سے روانہ ہوئے لیکن اون کافرون نے آتے ہی لشکر شہنشاہ و شہریار کے مقابل بارگاہ بر پا کی خیمہ استادہ ہونے لگے فوج نے پڑاؤ کیا بعد کچہ دیر کے ہرکارون نے آکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کو اطلاع دی کہ پیش خیمہ بت زرین سخن گو کا آیا ہے اور یہ جو دونون سردار ہراول لشکر بنکر آئے ہین ایک کا نام طوفان زور آزما اور دوسرے کا نام تمہید زور آزما ہے یہ سنکر شہنشاہ و شہریار مرصع حصاری نے کہا کہ دیکھا چاہیئے کہ کل فوج کس قدر ہے اور سردار کیسے کیسے ہین ہنوز سخن در دہان تھا کہ دوسری گرد اوڑی اور مخمور فیل سر چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور مقابل ہین لشکر اسلام کے خیمہ زن ہوا ابھی یہ لوگ خیمہ نہین برپا کر چکے تھے کہ پہر گرد اوڑی اور ارژنگ ہیبت ناک پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا پہر گرد اوڑی اور قرسیل مشت زن دس ہزار سوار سے آکر پہونچا اوسکے بعد فرسیل گرز زن آیا اب تو تانتا بندہ گیا اور تغبان اژدر سوار قمقام قہر زور فرہل نیزہ باز سحل شرکب یکے بعد دیگرے آنا شروع ہو گئے کوئی چالیس ہزار کی سپاہ سے کوئی تیس ہزار کوئی بیس ہزار غرضکہ دس ہزار سپاہ سے کم اور ایک لاکھ سوار و پیادہ سے زیادہ کسی کے ہمراہ نتھے شام تک یہ سلسلہ یونہین جاری رہا آج جو شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری پلٹ کر بارگاہ مین آئے تو نہایت متردد ہین کہ فوج دشمن ابھی نصف سے کم آئی ہے اور ہماری سپاہ اس موجودہ لشکر سے بھی کم اور کمزور ہے اسلئے کہ جو سردار ہین وہ ضعیف ہوگئے پوست و استخوان باقی ہین گوشت سب گل گیا ایک جوانی کیا گئی کہ اپنے ہمراہ بہت سے سامان لیتے گئی

شعر

کیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان ہے	ابھی جو آگ کی ہے یہ کبھی ہوئی آگ کا دہوان ہے

اب یہ لوگ ان کفار سے کیا لڑ سکین گے بعد اوسکی زیادہ قوت اوسکی زیادہ بیان سن آچکا وہ لوٹے جاتے رہے امنگین باقی نہین رہین وہان خاص زمانہ سرکشی و دل آزاری ہے مگر وہ پروردگار توانا ہے اگر چاہے تو مور کو فیل پر فتح یاب کردے مگر یہ سب آثار قواعد زمانہ کے خلاف معلوم ہوتے ہین اور اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ قضا ہماری آگئی غرضکہ شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی اہل اسلام نمازین پڑہ پڑہ کر مصروف دعا ہوئے شہنشاہ و شہریار وظیفہ پڑہتے ہوئے بارگاہ مین بیٹھے کہ دیکھیئے اب کیا نظر آتا ہے

شعر

ہے ظلم تازہ ستم دیکھتے ہین	فلک جو دکھلاتا ہے ہم دیکھتے ہین

یہ تمام فوجین ہماری بربادی کے واسطے جمع ہو رہی ہین خیر کچھ فکر نہین ہے ہم بھی صبح کر
سیر ہین خوشا قسمت اوسکی جو شہادت کی موت مرے اوسکو مردہ نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ
وہ زندہ جاوید ہے اس طرح کے خیالات ان بادشاہون کو دماغ مین چکر مار رہے تھے
کہ جانب صحرا سے پھر کچھ گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور کسقدر
سپاہ اوسکے ہمراہ ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اقوای آہنین کلاہ
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد پھر گرد اوڑی اور اجول عقاب چشم
تیس ہزار سوارون سے آکر لشکر کفار مین شامل ہوا تیسری گرد اوڑی اجبل کوہ بالین
بیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد انعام سیر گردان اور ہشام سیر گردان
بیس بیس ہزار سوار سے آکر پہونچے پھر شام ہوگئی اہل اسلام پریشان ہوکر پھرے
تیسرا دن ہوا پھر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی اول اجمال کوہ پیکر تیس ہزار سوار سے آیا بعد
اجمال فیل زور اسی قدر فوج سے آکر شامل لشکر کفار ہوا اسکے بعد آشقال گراز دندان
گرشیب آہنین کلاہ عقاب نیزہ باز قرینہ شغزن یہ سب سردار با فوج و
سپاہ بسیار آکر پہونچے اور فوج کفار مین شامل ہوکر بمقابلہ اہل اسلام
خیمہ زن ہوئے پریشانی اہل اسلام کی ان فوجون کو دیکھہ دیکھکر بڑھتی جاتی ہے
اور زندگی سے مایوس ہوئے جاتے ہین عوض سامان حرب درست کرنے کے سامان
موت و زاد آخرت کی فکرین ہو رہی ہین چوتھا دن ہوا آج بھی وہی حالت رہی کہ صبح سے
شام تک برابر سردار آیا کئے اور سرداران کفار برائے استقبال جایا کئے یہی حالت
گیارہ بارہ یوم تک برابر رہی ادہر اہل اسلام نے مرنے پر کمر کسلی دل اپنا دنیا کیطرف سے
ہٹا لیا اب تیرہوان روز ہے کہ ہر دن چڑھا ہوگا تمام صحرا فوجون سے بھرا ہے ہر طرف
سنانون کی چمک ہتیارون چھنکار گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازون کے سوا برگ و
گیاہ تک نظر نہین آتا ہے زمین پوشیدہ ہوگئی ہے آسمان کو بھی تتق گرد نے چھپا لیا ہے
یہ کثرت لشکر ہے اور ابھی تک انتہا نہین ملی ہے بادشاہ کی سواری نہین آئی ہے کہ
یکایک از جانب بیابان گردے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد
بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو دل گرد چاک ہوا اور تین سو علم نشانہ تین لاکھہ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرون پر
علمون کے تعریف ابلیس پر تلبیس کے مرقوم تھے اور صفت بت زرین سنگو
تحریر تھی نشان بردار فیلان مست پر سوار تھے اور تن و توش مین خود بھی مانند
دیو کے تھے پھریرے نشانون کے سیاہ ہوا سے اوڑتے ہوئے فیل جھومتے ہوئے
سوار لباس سیاہ پہنے ہوئے گھوڑے اک رنگ مشکی زیر ران تمام صحرا سیاہ ہوگیا
یہ دیکھتے ہی جو سردار لشکر کفار تھے گھوڑے اوڑا کر برائے استقبال
دوانہ ہوئے اودہر لشکر مین سلامی کی توپین سر ہونے لگین باجے بجنے لگے
کفار خوشیان کرنے لگے کوئی گھنٹا بجا رہا تھا کوئی سنکھہ پھونکتا تھا عجب طرح کا ہنگامہ
برپا تھا نعرے یا خداوند ابلیس کے بلند تھے اودس طرف لشکر نے دو رستہ

صفین

صف باندھی اور بیچ مین راہ خالی رکھی اب دیکھا تو آگے آگے ماہی مراتب اور ڈنکا
بجتا ہوا بہت سا جلو مین گذر کے سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتے ہوئے
نظر آئے اوسکے بعد دیکھا تو آگے آگے اک گبر ناہنجار دراز قد کوتاہ گردن تنگ پیشانی
زرد آنکھین کٹر بڑے بال اک خچری پر سوار آلات حرب ضرب جسم پر آراستہ کیے ہوے
پیچھے اک تخت چار ہاتھیون پر کسا ہوا گرد تخت کے ساڑھے تین سو سردار کہ رستم وقت
و سہراب زمانہ اور اوس تخت پر اک بت بہت بڑا سونے کا بصورت انسان بیٹھا ہوا
پشت پر اک شخص عجیب الخلقت مگس رانی کرتا ہوا اس عظم و شان سے آکر پہونچا
ہرکارون نے بیان کیا کہ **خونخوار بن دجال** سالار لشکر کفار یہی ہے جو خچر پر سوار ہے
اسکے بار کا تحمل مرکب نہین کر سکتا ہے اور خچر اک مضبوط جانور ہے اسوجہ سے اوسکی لنگر کو
اوٹھاتا ہے غرضکہ اب گروہ ان کفار کا پورا ہوا **خونخوار بن دجال** داخل بارگاہ ہوا
تمام سردار اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے آج بسبب کسلمندی کی جنگ موقوف رہی
جب دوسرا روز ہوا اور **خونخوار بن دجال** آکر بارگاہ مین بیٹھا سب سردار جمع ہوئے
خونخوار بن دجال نے کہا کہ اول ان لوگون سے حجت ختم کرلینا چاہئے اگر یہ لوگ
اطاعت قبول کرلین تو کیا ضرورت ہے کہ کشت و خون ہو اک نامہ **خداپرستون** کو
تحریر کیا جائے مضمون نامے کا یہ ہو کہ اے فرقہ **خداپرستان** آگاہ ہو کہ تمہاری گمراہی نے
طول کھینچا اور مجبوراً **نائب خداوند ابلیس** کو خروج کرنا پڑا تاکہ اب بھی تم اپنے اعتقادات بدلو
اور **خداوندی ابلیس** کے قابل ہو اور **نائب خداوند** کی دیدار سے آئینہ دل کو روشن کرو
اور اگر اس پر بھی قلب تمہارے برگشتہ ہون تو جنگ منظور کرو جس وقت دبیر نے یہ
نامہ لکھکر تیار کیا **خونخوار بن دجال** نے مہر ثبت کی اور **اجمل کور باطن** سے کہا کہ تم
جاؤ اور جلد اس نامے کا جواب لیکر حاضر ہو **اجمل کور باطن** اپنے دنگل پر سے اوٹھا اور
نامہ ہاتھ سے **خونخوار بن دجال** کے لیکر سر سے باندھا اور دس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیکر طرف لشکر مسلمانان کے متوجہ ہوا جس وقت یہ خبر **شہنشاہ مرصع حصاری**
و **شہریار مرصع حصاری** کو ہوئی کہا آنے دو جس وقت **اجمل کور باطن** سامنے
بادشاہ لشکر اسلام کے پہونچا بطریق **ابلیس پرستون** کے سلام کیا کرسی نے
جواب سلام نہین دیا اور دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا **اجمل کور باطن** دنگل پر بیٹھا
ساقی نے جام دیا جس وقت دو چار جام پی چکا اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا
پکارا منم نامہ دار **شہنشاہ مرصع حصاری** نے نامہ طلب کیا **اجمل کور باطن** نے
نامہ **شہنشاہ مرصع حصاری** کو دیا **شہنشاہ** نے دبیر کو دیا اوسنے باواز بلند پڑھا تحریر تھا
کہ اے فرقہ **خداپرستان** آگاہ ہو کہ **خداوند بت زرین سنگھو** نے خروج کیا ہے
اور دین **ابلیس** پرستی کو رواج دینا چاہتے ہین اگر تمکو یہ دین برحق اختیار
کرنا ہو تو آکر **نائب خداوند** کو سجدہ کرو اور اپنے گناہان گذشتہ سے توبہ کرو
کہ تمام عمر اپنی تمنے عبادت **خدائے نادیدہ** مین بسر کی ہے اب بس تمہارا
وہ ہوا کہ جو دم ہے غنیمت ہے ہر وقت سامان سفر تیار ہے لہذا وقت کو غنیمت جانو

اور یہ خوش نصیبی تم لوگون کی تھی کہ تمہاری حیات مین خداوندبت زرین سنگلو نے
خروج فرمایا اور تمکو گھر بیٹھے ہدایت کی اب بھی نہ مانو تو یہ تمہاری بد نصیبی ہے
جس وقت مضمون نامے سے سب آگاہ ہوئے غیرت ایمانی نے جوش مارا
نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیکر پشت پر جواب جنگ تحریر کردیا اجہل کور باطن
جواب نامے کا لیکر خونخوار بن دجال کے پاس آیا اوسکو یہ خیال تھا کہ خداپرستون
نے دین ابلیس پرستی منظور کرلیا ہوگا خواہ بخوشی خواہ بجبر لیکن جس وقت پشت نامہ پر
جواب جنگ تحریر پایا تو نہایت برہم ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہے قضا ان خداپرستون کی
آگئی ہے اور یہ ایسے کور باطن ہین کہ کسی طرح اونکو حق نظر نہ آئیگا پس
اوسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ حکم پہونچتے ہی لشکر کفار مین نقارہ رزمی پر چوب لگی
اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے
یہان شہنشاہ صبح حصاری و شہریار صبح حصاری و شاہزادہ انور کوہ باہم
باتین کر رہے تھے کہ ہم سب کو آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو جانا چاہیے اس لئے کہ انجام جنگ
موت کے سوا اور کچھ نہین ہے کہ سامنے سے جوڑے ہرکارون کے گرد مین آلودہ پسینے مین
غرق آکر ہوئے دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے بعد عرض کی کہ فوج کفار مین طبل جنگ
بجا ہے شہنشاہ و شہریار نے کہا کچھ پروا نہین خدا آگے مالک ہے ہماری یہان
بھی طبل جنگ بجے کل دیکھا جائیگا یہان بھی کوس حربی نوازش آیا ہماری جنگ
ہونے لگی اوس طرف انیس لاکھ کی فوج ہے ادہر کل ساڑھے چار لاکھ آدمی ہین
وہ بھی ضعیف و ناتوان ایک دوسرے سے رخصت ہو رہا ہے ایک سے خطائین
معاف کرا رہا ہے کوئی تلوار کو صیقل کر رہا ہے کوئی اسلحہ جنگ کو صاف کر رہا ہے
جو لوگ پیر دیرینہ ہین اونہون نے پٹکون سے کمر کو کس کر سیدہا کیا ہے عجب طرح کا
ہنگامہ ہے گرگشت طلایہ کا پہر رہا ہے آواز ہی ہوشیار باش بیدار باش کی
بلند ہے اہل اسلام پروردگار عالم کی طرف متوجہ ہین جناب باری مین عرض
کر رہے ہین کہ جو کچھ تو اپنے بندے کے حق مین کرتا ہے وہی بہتر ہے خوش
نصیب ہمارے کہ اس آخر زمانہ مین یہ سامان ہمارے واسطے مہیا ہے
کہ تلوارون سے موت مرین گے جامہ شہادت پہنینگے جوانی بھر خوب خوب لڑے
اور غازیون مین نام ہوا بڑہاپے مین شہید کہلائینگے شعر

رات بھر توبہ سے پی صبح کو توبہ کرلی	رندکی رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

کیا شکر تیری بے نیازی کا ادا ہو اور جس قدر کافر ہمارے ہاتھ سے مارے جائینگے
یہ سعادت کمانے کی ہے ادہر فوج کفار مین نعرے یا خداوند ابلیس کے
بلند ہین آپس مین کفار باتین کر رہے ہین کہ کل خداپرستون کے خون سے لوہا رنگین
اپنی رنگین ہونگے اور سامنے خداوندبت زرین سنگلو کے سرخرو ہوکر آئینگے
اپنی عمر دراز ہو جائینگی اسی عالم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا خانہ شب سے صبح
برآمد ہوئی ستارے غروب ہونے لگے خیمہ نیلگون فلک بے رونق ہوا محفل

انجم برہم ہوئی عابد شب زندہ دار فلک نے گوشہ مغرب مین جا کر قرار لیا تمام عالم پرتو نیر اعظم سے پر نور ہوا شعر

سحر گہ علی الصباح چو مردم بہ کار و بار روند	بلاکشان محبت بہ کوئے یار روند

ہر چشم خواب آلودہ نیند سے ہوشیار ہوئی کوئی غریب تلاش معاش کو چلا کوئی امیر خواب گاہ سے اوٹھکر بارگاہ مین رونق افروز مسند ہوا عبادت گزار مسجدون کی طرف روانہ ہوئے بت پرستون نے مندرون کو آباد کیا ہر طرف یاد معبود خدا یگانہ طریقے سے ہونے لگی سبزہ لہلہانے لگا لالہ کو ہی رنگ لانے لگا شفق نے کشت و خون کی خبر دی گویا جلاد فلک نے لباس قاتلانہ اختیار کیا شبنم نے گریہ کی کہ شام کو ہزار ہا گھر بے چراغ ہو جا ئینگے گلون نے لباس اپنا پارہ پارہ کیا طالبان مرگ نے نماز صبح سے فراغت کر کے کفن پہنے اسلحہ جنگ کو تن پر آراستہ کیا آلات حرب و ضرب کو سنوار پشت مرکب پر بیٹھکر میدان جنگ کی راہ دیکھتے ہین اوس طرف سے آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی دستے کے دستے پرے کے پرے فشون کے فشون گروہ کے گروہ گھڑی بھر دن چڑھے تک تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا اوس طرف شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری و شاہزادہ آذرکوہ وغیرہ مرکبون پر سوار آکر میدان مین پہونچے اور صفون سے آگے بمرتبہ سرداری دس دس قدم آگے بڑھکر کھڑی ہوئی اوس طرف وسط لشکر مین تخت بت زرین سخنگو کا آکر قائم ہوا آگے آگے نوبتخانہ بجتا ہوا ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی اک شخص عجیب الخلقت مگس رانی کرتا ہوا تخت چار فیلان مست پر کسا ہوا کہ وہ فیل جھومتے چلے آتے تھے آگے آگے فوج کے سات ہزار مین سو سردار زبردست گینڈون اور گھوڑون پر سوار سب سے آگے خونخوار بن دجال اپنی خچری پر سوار بمرتبہ سالاری لشکر آکر مقابل ہوا صفین بندھنے لگین میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈاول ساتون صفین آراستہ ہوئین تبردار دونون لشکرونکے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر پھینک دی بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کر کے میدان کو مثل آئینہ کے بنایا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا اب نقیب صفون سے نکلے اور اشعار عبرت آمیز پڑھکر ترغیب جنگ دینے لگے ادہر کے نقیب خوف خدا و ناپائداری دنیا بیان کر کے ثواب شہادت و اجر آخرت یاد دلا رہے تھے اور اوس طرف کے نقیب حصول دنیا کو امر واجبی کہکر جوش جنگ دلا رہے تھے غرضکہ جب دونون طرف نقابت ہو چکی اور نقیب پلٹ پلٹ کر صفون مین گئے بس لشکر کی علم جلوہ گری پر آئے خونخوار بن دجال نے گردن پھرا پھرا کر دہنے اور بائین نظر کی بس اسکا دیکھنا تھا کہ تنجیل قشترلب نے گینڈا اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بت زرین سخنگو کے آکر گینڈے سے اوتر کر سجدہ کیا اجازت جنگ مانگی بت مین سے آواز پیدا ہوئی کہ جا تجھکو خداوند ابلیس کے سپرد کیا تنجیل قشترلب بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مانند فیل مست کے آکر میدان مین ہو سے لگا آواز دی کہ ہوشیار باش اے فرقہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان منم تنجیل قشترلب بندۂ خاص خداوند ابلیس مخبر بت زرین سخنگو تم مین سے جسکو اطاعت خداوند کی منظور ہو وہ آکر اطاعت کرے اور جان دینا ہو تو وہ

مقابلہ کو نکلے بس یہ سنا تھا کہ لشکر اسلام سے احرام یزدان پرست نے مرکب
اپنا صف سے نکالا اور شہنشاہ شہریار سے اجازت جنگ لیکر تنجیل کے
سامنا کیا یہ ترک جوشن پوش المغروق احرام یزدان پرست اک مرد ضعیف تھا
سن انکا قریب نوے سال کے ہوگا تنجیل نے جو احرام کو دیکھا کہا او بڑے
تو کیا لڑے گا پرجا میدان سے تجھ سے مقابلہ کرتے ہمین ننگ و عار ہے احرام نے کہا
او ملعون مصرع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ اگر تجکو یہ گھمنڈ ہے کہ مین جوان ہون ہاتھ
پاؤن میرے توانا ہین اور یہ ضعیف ہے تو وار کر دیکھ تماشا اس دست رعشہ دار کا
تنجیل کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوا تو جوانی مین خوب خوب لڑا ہے کسی زبردست سے
سامنا نہین پڑا ہے وہی غرور تیرے سر مین سمایا ہوا ہے مین پھر سمجھاتا ہون کہ پہلے اپنا
وار کر کے حوصلہ نکال لے ورنہ میرے وار سے جانبری تیری محال ہے دل کی دل ہی مین
رہجائیگی احرام نے جواب دیا کہ ابھی تو آئین خداپرستان اور اہل اسلام سے
آگاہ نہین ہے ہم لوگ حریف پر پیشدستی نہین کرتے ہین ہان اگر خداوند کریم
تیرے حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر تنجیل نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور
خبردار خبردار کہکر سینہ احرام پر وار کیا احرام نے نیزہ کو اوسکی نیزہ پر لگا لیا تھا طعنین چلنے
لگین بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کار اک مقام پر احرام نے پھرتے سے بند
باندھ کر جو ہاتھ سے کھینچ دیا نیزہ تنجیل سے نکل گیا بس نیزے کا نکلنا تھا کہ
زمانہ نگاہون کے پیچھے تیرہ و تار ہو گیا اہل اسلام مین احسنت و مرحبا کی آوازین
بلند ہوئین اور کفار شرمندہ ہوکر گردنین نیچے کرین تنجیل نے غیظ و غضب مین آکر
تلوار آپنے نیام سے کھینچ لی اور کہا کہ لے اسے کہ تیغ پیغام اجل ہے یہ کہکر سر احرام پر
وار کیا احرام نے وار اسکا رد کیا اور اپنا وار کیا تنجیل نے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی
پناہ لیا لیکن تلوار احرام کی پڑتے ہی سپر کو قلم کر کے خود پر چلتی تھی کہ تنجیل نے
سر پیچھے کو کھینچا تیغ سر گردن پر پڑا گردن گینڈے کی قلم ہوئی تنجیل کود کر علیحدہ ہوا
اور مرکب آتش بازی ہوگیا تنجیل چاہتا تھا کہ مرکب کو اوسکی بھی بے سر کردون
احرام ارادہ اوسکا فاسد دیکھکر گھوڑے سے کود پڑا تنجیل نے سپر و تلوار ہاتھ سے
پھینک دی اور احرام سے لپٹ گیا ادہر احرام نے بھی تیغ و سپر پھینک دی اور تنجیل
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی کوئی پہر بھر کامل کشتی رہی ہوگی کہ قضائے کار
اتفاقات روزگار پاؤن احرام کا موشخانہ مین جا رہا لنگ رہ نہ رکسکا حریف نے
جو زور کیا تو گھٹنا ٹوٹ گیا احرام بے ہوش ہو گیا بس تنجیل نے غنیمت جانکر
اوسکو باندھ لیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اہل اسلام
دردناک ہوئے کفار مین شور مسرت افزا بلند ہوا اسکے بعد اقوائے آہن کلاہ
بہت زرین سخنگو سے اجازت حرب لیکر میدان کارزار مین آیا
اور مبارز طلب کیا ایکی مرتبہ حریم یزدان پرست نبائی احرام یزدان پرست
لشکر اسلام سے نکلا اور اقوائے آہن کلاہ سے سامنا کیا بعد گفت گو

بیشمار کے نیزے بازی شروع ہوئی حرم یم نے نیزہ ہاتھ سے اقوای آہن کلاہ کے نکالدیا اوسنے غصہ مین آکر تلوار ماری حرم یم نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا کہ سر اقوای کا زخمی ہوا لوگ اوسکو لے گئے حرم یم نے کئی سردار زخمی کیے گئے جان سی مارے آخر کار خلعت شہادت سے سرفراز ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر میدان سے پھرے آج کے میدان داری مین کئی سردار لشکر اسلام سے زخمی اور شہید ہوے اور کفار کی حالت بھی ایسی ہی کچھ ہوئی اب دوسرا روز ہوا پھر دونون لشکر باہمدیگر مقابلہ مین صفین باندہ کر کھڑے ہوئے آج فوج کفار سی عفریت خرس پیشانی میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توحید پاک باطن اسکے مقابلہ کو نکلے نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی آئی توحید بھی خلعت شہادت سے سرفراز ہوا ہوے بعد توحید کے اکرام خداپرست نکلا یہ مرد مومن بھی شہید ہوا شام تک گیارہ بارہ سردار ہاتھ سے عفریت کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان حرب سے اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے سردارون نے پوشاکین رزم اوتارین اور لباس بزم پہنا کفار نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے عفریت پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے اور ہوتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا کہان تک بیان کیا جاوے کہ آٹھ نوروز خداپرستون سے میدان روکا اور جانین راہ خدا مین نثار کین آخر کار نوبت باینجا رسید کہ اب کوئی اس قابل نہ رہا جو سرداران کفار سے مقابلہ کرتا مجبور ناچار رہو بادشاہون نے کمر جنگ پر کسی اور یہ ساتون تاجدار سپاہی وضع ہو کر میدان مین آئے لشکر کفار سے مخلول ہلاہل کہ بہت بڑا سردار ہے میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے چھوٹے چھوٹے افسرون نے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا ہاتھ سے مخلول ہلاہل کے مارا گیا اب شہنشاہ مرصع حصاری نے شہریار سے کہا کہ جب مرنا ہر طرح ہے تو ان غریبون کی جانین لینے سے کیا فائدہ خود مقابلہ کرنا چاہئے جو ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا شہریار نے کہا پہلے مجھکو اجازت ہو کہ اس کافر سے لڑکر یا تو اسے جہنم مین بھیجدون یا آپ جان بحق تسلیم ہون شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا کہ میرے ہوتے کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم جنگ مین جاؤ جس وقت مین نہون گا اوس وقت اختیار ہے یہ باتین ان دونون کی دیکھکر شاہزادہ آذر کوہ و دیگر بادشاہان اسلام نے بھی ایک دوسرے سے اجازت طلب کی ہر ایک یہی کہتا ہے کہ پہلے ہم جائین کے انجام کار شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا کہ آپ سب لوگ مہمان ہین اور مین میزبان ہون کیونکر ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ کو جانے دون اور یہ حجت و تکرار عبث ہے اسلیے کہ شام تک سب ایک ہی منزل پر پہونچ جاینگے کوئی پہلے کوئی بعد ہاتھ سے ان کفار کے بچنا دشوار ہے یہ کہکر بدقت تمام رخصت جنگ حاصل کی اور رخ میدان کارزار کیا عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام مین تھا

سپاہیون کو اپنے ناز پروردہ بادشاہ کا میدان جنگ مین حریف کی مقابلہ کو
جانا نہایت شاق تھا اور دیکھا نہ جاتا تھا یہ حالت تھی کہ منہ پھیر پھیر کر رو رہے تھے
جس سر پر تاج شہنشاہی رہتا تھا آج اوسپر کلاہ آہن ہے تمر جسوقت شہنشاہ
مرصع حصاری سامنے محلول ہلاہل کے پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر ابلیس پرست
تو شیطان کے بہکانے مین آگیا اور اپنے خدائے برحق کو بھول کر ابلیس پرستی
اختیار کی ہوش مین آ اور غفلت کو دور کر محلول ہلاہل نے کہا کہ تم مجھکو سکھاتی ہو
اگر تمھین جان اپنی عزیز ہے تو خداوند بت زرین سنجگو کو سجدہ کرو وہ عجب
خداوند ہے جو چاہو کہو جو چاہیے سنو تمھارا خدا اک زبردستی کا خدا ہے
کہ نہ کوئی اوسکو دیکھ سکتا ہے نہ اوس سے کلام کر کے جواب پا سکتا ہے
یہ کیسا خدا ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا شہنشاہ نے کہا کہ او ملعون معلوم ہوا کہ قلب
تیرا سیاہ ہے اور تو راہ راست پر نہ آئیگا شیطان کا تجپر تسلط ہو گیا ہے پس لاف ضرب
بہادری کے محلول نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ کو
اوسکے نیزہ پر کاٹا شعلین چلنے لگین سنانون سے چنگاریان اوڑنے لگین تھوڑا
عرصہ گذرا ہوگا کہ شہنشاہ نے نیزہ ہاتھ سے محلول کے رہا کیا محلول نے
گرز مارا شہنشاہ نے گرز کو تیغ سے قلم کیا اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ محلول کے
دو پرکالے ہوئے یہ دیکھکر لشکر اسلام سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور فوج
کفار مین اک غل ہوا جلیل بن محلول کو تاب نہ رہی مرکب کو چمکا کے سامنے
شہنشاہ کے آیا اور پکارا کہ اے بدبخت غضب کیا تو نے کہ باپ کو اوس شخص کے مارا
یہ کہکر تلوار ماری شہنشاہ نے وار اوسکا رد کر کے اپنا وار کیا کہ اوسکے بھی دو ٹکڑے
ہوگئے یہ دیکھکر خونخوار بن دجال نے خر اپنا آگے بڑھایا اور سامنے بت
زرین سنجگو کے آکر اجازت مانگی آواز آئی کہ جا فتح تیرے ہی نام ہے خونخوار
بن دجال نے باگ پھیری اور رخ میدان کارزار کا کیا دیکھا شہنشاہ مرصع حصاری
نے کہ اک دیو سا ہے کہ چلا آتا ہے دل مین کہا کہ خدا ہی اسپر فتح دے لیکن خونخوار
بن دجال نے سامنے آکر آواز دی کہ اے شہنشاہ مرصع حصاری کیون عبث
اپنی جان و مال کو برباد کرتے ہو تم ایسے جہاندیدہ ہو کر اور خداوند ابلیس کے
خداوندی سے انکار کرتے ہو اور خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہو مصرع
شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اگر اب بھی تم توبہ کرو اور خداوند ابلیس کے
قائل ہو کر بت زرین سنجگو کو سجدہ کرو تو مین تمھارے ملک و مال سے
تعرض نکرون اور تعرض روا نہ ہون ورنہ مفت جان و مال برباد ہون گے
سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا تو مجھکو اولٹی نصیحت
کرتا ہے کیا تجھکو خبر نہین کہ ابلیس رانندہ درگاہ ایزدی ہے جب اوس نے سجدہ
آدم سے کراہت کی تو لعنت الٰہی مین مبتلا ہوا اور یہ قوم بنی جان سے ہی دشمن ہے
انسان کا حیف کی جا ہے کہ تم انسان ہو کر اوس کو خدا مانتے ہو اور بت کو کوئی بلند

اس مین سنا گیا ہے اسرار شیطانی ہے جو کلام کرتا ہے اسکے بہکانے پر نجاؤ اور انجام کو اپنے
خراب نکرو اگر خدا کو دیکھ لیا اور مثل دیگر ابنائے جنس ہے کے اوس سے باتین کرلین تو
ہم مین اور خدا مین فرق کیا رہا خونخوار بن دجال نے کہا معلوم ہو گیا کہ تم لوگ
راہ پر نہ آؤ گے خیر ہمنے ہر طرح سمجھا دیا اب وار کرو اور حوصلہ اپنے دل کا نکال لو اسلئے
کہ بچنا میرے ہاتھ سے تم لوگون کا دشوار ہے اس دلیل سے کہ مجھے خداوند تو
خود یہ خدمت سپرد کی ہے کہ اہل اسلام کو قتل کرو اور مذہب ابلیس پرستی کو
رواج دو شہنشاہ ضیغم حصاری نے کہا کہ کیا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام سبقت
نہین کرتے ہین تو اپنا وار کر اگر خداوند کریم تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر
خونخوار بن دجال نے نیزہ سنبھالا اور سینہ کو تاک کر وار کیا شہنشاہ نے نیزہ کو اوسکے
تلوار سے قلم کیا بس خونخوار غصہ مین آیا اور از رہ پشت نہنگ خبردار خجر دار کھینچکر مارا شہنشاہ نے
برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ حربہ سپر سے رکنے کی چیز نہین ہے برابر سپر کو چیرتا ہوا
سر پر بیٹھا اور تا جگر گاہ اوتر گیا شہنشاہ پھڑک کر زمین پر گرے روح مقدس اونکی جانب
جنان پرواز کر گئی اہل اسلام مین شور فریاد و زاری بلند ہوا کفار نے جوش مسرت کا
اظہار کیا خونخوار بن دجال نے پھر مبارز طلب کیا اب شہریار ضیغم حصاری
میدان مین آئے اور خونخوار کا سامنا کیا خونخوار نے کہا دیکھا تمنے کہ مین نے کس طرح
تمہارے بھائی کو مارا اگر تمہین اپنی جان عزیز ہے تو اطاعت بت زرین سنجگو کی
اختیار کرو ورنہ یہی حال تمہارا بھی ہوگا شہریار نے لاش تو اوٹھوا دی اور خونخوار سے
کہا کہ بس دماغ میرا تیری باتون کا متحمل نہین لا ضرب بہادری کی خونخوار نے وہی
ارہ مارا شہریار نے اپنے کو بچایا مگر گردن مرکب کی قلم ہو گئی شہریار کود کر علیحدہ ہو گئے
چاہتے تھے کہ مرکب کو خونخوار کے بھی گردن کردن کہ خونخوار گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا
شہریار نے پلٹ کر خنجر مارا کہ پاؤن خونخوار کا فگار ہوا خونخوار نے بھی کٹار مارا
کہ شہریار زخمی ہوئے اب دونون مین خنجر اور کٹار چلنے لگا یہ حالت دیکھکر دونون لشکر
قریب قریب آگئے اور جنگ دیکھنے لگے لڑتے لڑتے شہریار بسبب زخمہای کاری کے
بیہوش ہو گئے خونخوار نے تلوار سے سر قلم کرنا چاہا تھا کہ شاہزادہ آذر کوہ نے
آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے کہ بیہوش پر حملہ کرتا ہے حریف تیرا مین موجود ہون
یہ کہکر سامنے ہوئے لیکن کفار نے جو دیکھا کہ خونخوار زخمی ہوا ادہر خونخوار بن
دجال نے آواز دی کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اسکو کہ یہ میرا مخالف ہے مجھسے جیتنا
چاہتا ہے ساڑھے تین سو سردار تلوارین پکڑ پکڑ شاہزادہ آذر کوہ کیطرف چلے
ادہر شاہان اسلام بے پودے باگون کے فتے تلوار چلنے لگی یہ رنگ جو دیکھا
لشکرون نے کہ سردارون سے جنگ ہو رہی ہے دونون طرف کے لشکر
امڈ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شعر

چقاچاق خنجر بہ گردون رسید	زمین خون شد و خون بہ جیحون رسید

اکسین لاکھ کی فوج ایک طرف ساڑھے چار لاکھ سوار ایک طرف ہنگامہ

قیامت برپا ہوا شور بگیر بزن بلند ہوا لاش کا شمار یار کی پتا بہی نہ ملا کہ کیا ہوئی کفار
خونخوار بن دجال کو اوٹہا کرلے گئے عین گرمی جنگ مین شاہزادہ آذر کوہ کو
کے سردارون نے گہیر کر قتل کیا فوج کفار نے لشکر اسلام کو پامال کردیا سارہے
چار لاکہہ آدمی وہ بہی ضعیف و ناتوان اودہر اکیس لاکہہ کا یورش ریلا فوج کا نہ رکسکا
سیکڑون پس پس کے مر گئے اہل اسلام نے وہ تلوار کی کہ زمین خون سے لال کردی
اتنا بڑا رن ہوا کہ کئی لاکہہ آدمی مارے گئے سردارون کی لاشین بہی نہ ملین
انجام کار تمام اہل اسلام کام آگئے اور شہر مرصع حصار ہاتہ سے کفار
نابکار کے تاراج ہو گیا بعض مسلمانون نے بخوف جان تقیہ کرلیا اکثر جلا وطن ہوگئے
باقی مارے گئے اب ان کفار نے اپنی طرف سے یہان حاکم معین کرکے چند روز
قیام کیا جب زخمیون کو صحت ہوئی تو جشن فتح کرکے قصد کوچ کا تہا کہ خبر ملی کہ
کل مجمع خدا پرستون کا بیابان تہ طاق مین ہے اور سمندریہ مین برجیس
آفتاب پرست ملک خدا پرستون کو برباد کر رہا ہے اس خبر کو سنکر خونخوار نے
کہا کہ خانہ کعبہ مین صرف حمزہ اول و حمزہ ثانی ہین جنکے ساتہ نہ لشکر ہے نہ
فوج نہ سامان حرب اتنا بڑا لشکر لیکر خانہ کعبہ پر چڑہائی کرنا فضول معلوم ہوتا ہے
لہذا تین سردار تین لاکہہ سوار لیکر ادہر طرف روانہ ہون اور مین کل فوج لیکر سمندریہ
کی طرف جاتا ہون اور برجیس آفتاب پرست کو اپنا شریک کرکے یا خود اوسکے
شریک ہوکر خدا پرستون کو برباد کردونگا یہ کہکر اسنے گرشیسپ آہن کلاہ اور
عقاب نیزہ باز اور قرینہ تیغزن کو ایک ایک لاکہہ سوار کا افسر کرکے براے بربادی
خانہ کعبہ روانہ کیا اور آپ کل فوج اپنے ہمراہ لیکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوا اب
ان کو تو راہ مین چہوڑا جاتا ہے اور بیان سے

داستان رفیقان قدیم صاحبقران اول کی تحریر کیجاتی ہے

بیا بشنو اے ہمدم را داستان | کہ باز آمدم بر سر داستان

پرچہ نویسان ممالک عالم و خبر دہندگان اخبار بنی آدم اس داستان حقیقت عنوان کو یون
تحریر کرتے ہین کہ جب رفقائے قدیم صاحبقران عالیشان کو بہر صاحبقران مین ایک زمانہ گزرا
اور سن اونکی درجہ آخر تک پہونچ گئے ہاتہون مین عوض قوت کے رعشہ پیدا ہوگیا گوشت
گہل کر کہال و استخوان سے علیحدہ ہونے لگا آنکہونکا نور رخصت طلب ہوا انتظار
مرگ مین نیند آنکہون سے اوڑگئی اور پہر آشوبی زمانہ نے عروج پکڑا ہر طرف سے
کفار نے خروج کیا اور ممالک اہل اسلام کو تاراج کرنے لگے ہر شخص کے دل مین یہ
خیال ہوا کہ بچپن بہی اچہا گزرا اور جوانی بہی خوب کٹی بڑہاپے کے بہی دن اب تک
اچہی طرح بسر ہو گئے اب سوا مرنے کے کسی چیز کا انتظار نہین ہے پہر ایسا
سامان کیون نہ ہو کہ عاقبت بخیر ہو اور وقت نزع اپنے آقا کے دیدار سے
محروم نہ رہین اور اونکے ہاتہہ سے کفن پائین اونکے سامنے دنیا سے کوچ کرین یہ سوچکر
ہر شخص اپنے اپنے ملک سے لشکر قلیل ہمراہ لیکر اول بجانب ملک ایران روانہ ہوگا اس غرض کے

کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرین اوس کے بعد خانہ کعبہ مین حمزہ صاحبقران
کی زیارت سے مشرف ہون یہ سوچ کر اسد اسدان اسد شیرگیر اسد دیوانہ اسد پنجہ گیر
اسد مارگیر اسد اژدرگیر گرشت سپہرگردان سیف ذوالیدین خسرو نیستانی قیقشل گرجستانی طوق
گران گرد ابوالمعدن گرد اسی طرح تین سو ساٹھ رفیقان قدیم جناب حمزہ صاحبقران کوچ بکوچ
منزل بہ منزل طے کرنے کے بعد دیگرے شہر ایران مین داخل ہوئے اور قدمبوسی شاہ قدم سعد بن
قباد شہریار کی حاصل کی اور سلطان سعد بن عمرو بن حمزہ بادشاہ دوم و بہرام گاگان
بن حمزہ و جمشید بن قباد سے شرف ملازمت حصول کیا اسوقت خبر انتقال ملکہ رابعہ اطلس
پوش و ملکہ خورشید خاوری و ملکہ گیتی افروز کی معلوم ہوئی تین روز تک تمام ملک
ایران مین ماتم داری رہی اس کے بعد اسد اسدان وغیرہ نے بادشاہ اسلام
سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اب ہمارا قصد خانہ کعبہ جانیکا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میرا
بھی جی چاہتا ہے زیارت خانہ کعبہ سے اور دیدار صاحبقران سے مشرف ہون لیکن خیال یہ ہے
کہ آجکل زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور اکثر عالم ہمارا دشمن ہے اگر معہ فوج و سپاہ جاتے ہین تو اسکی
شہرت ہوگی اور کفار چڑھائی کرینگے خانہ کعبہ پر فتح و شکست اختیار کی چیز نہین خدا جانے انجام
جنگ کیا ہو اور حرمت خانہ کعبہ زائل ہو اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پوشیدہ
طور سے نکل چلین اور کسی صحرا مین جاکر لباس و وضع تبدیل کرکے سوداگرون کے بھیس مین
روانہ ہون تاکہ کوئی شخص پہچان نہ سکے اس رائے کو سب نے پسند کیا اول یہ انتظام کیا گیا کہ ناموس
کو قلعہ فردوالاثر (?) کیجانب روانہ کیا اور قافلہ سالار ملکہ گرد یہ بانو کو کیا باقی تمام ناموس کو
مثل ملکہ فیروزہ گوہر تاجدار و ملکہ کبری بہادر و ملکہ زبیدہ شیرگیر و ناموس خواجہ
عمران سب کو روانہ کرنیکے بعد بادشاہ اسلام نے تاج و تخت کو چھوڑا اور پچاس عیاران قدیم
انتخاب کرکے ہمراہ لیا کہ انکو بھی اشتیاق زیارت خانہ کعبہ و قدمبوسی صاحبقران و دیدار عمرو کا حد
سے زیادہ تھا وہ عیار چالاک بن عمرو فرخ بن عمرو امیہ بن عمرو عیار زرقی (?) برہنگ مصری
سعد ملخی (?) خنجری ابو شہاب حرقہ پیچ بن ابو عبید لنگری اسلم پیادہ رو و گبنا و کلبا
وغیرہ تھے مکمل جمعیت چلد سو دیر آدمیون کی بھی اس تفصیل کیا ساتھ کو تین سو ساٹھ سرداران
رفیقان امیر تھے اور پچاس عیار تھے اول بادشاہ اسلام شہر سے نکلکر صحرا کیجانب روانہ ہوئے
اور بوقت شب کوچ کیا صحرا مین عیارون کے ذریعہ سے لباس تبدیل کرکے سوداگرون اور فقیرون
کے بھیس مین خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے اس قافلہ مین دو چار گھوڑے بھی ہین اور
جس طرح برائے نام حفاظت جان کے لیئے سوداگرون پاس ہتیار ہوتے ہین اسی طرح
چند سپرین زنگ آلودہ تلوارین ان لوگون نے بھی اپنے ساتھ لے لی ہین جس وقت
خشکی کا سفر طے ہوا اور سمندر کے کنارے پہونچے جہاز طلب کئے اور ان جہازون
پر بیٹھکر خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے بعد چند روز کے دریا کا سفر طے ہوا
اور پھر خشکی کا راستہ ملا لنگر جہازون کا صبح کے وقت ہوا آفتاب نکل آیا تھا اور موسم گرما تھا
دن بھر قیام کیا اور شب کو چلے وہ ریگستان کا سفر اور سخت منزلون کی صعوبتین
کبھی اون نازپروردون نے کاہیکو ایسی سختیان اوٹھائی تھین اور سن بھی ضعیفی کا

ہر قدم پر طاقت جواب دیے دیتی تھی ہر چند کہ ملازمان دولت ہاتھون ہاتھ بادشاہ کو لے جاتے
تاہم تکلیف و زحمت سے خالی نہ تھا اسلیے کہ وہ سامان شاہی کہان جسکی کہ طبیعت عادی ہو رہی
تھی اسی حال پر ملال سے منزل بمنزل چلے جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اس راہ کو سر سے طے
کرنا چاہیے تیسرے روز قریب شام اک دامنہ کوہ مین پہونچے اور قیام کیا تھوڑی دیر
گذری تھی کہ جانب صحرائے متصل گرد و غبار بلند ہوا خیال مین گذرا کہ کوئی قافلہ حجاج کا ہی
ہو گا لیکن آثار سے پایا جاتا ہے کہ کوئی بڑا قافلہ ہے لیکن جسوقت آتے آتے دامن
گرد کا شگافتہ ہوا تو علامات لشکر کے معلوم ہوئے یہان سے ایک آدہ عیار صورت
اپنی بنجارون کی بناکر واسطے تفحص کے روانہ ہوا اور بعد دریافت حال کے بادشاہ
اسلام سے آکر عرض کی کہ تین سردار تین لاکھ سوارون سے بربادئیے خانہ
کعبہ کے ارادہ سے جاتے ہین اور اوسی کوہ پر قیام کیا ہے جو سامنے معلوم ہوتا ہے یہ
سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اب تقدیر مین دیدار صاحبقران
اور زیارت خانہ کعبہ نہین خیر کچہ پروا نہین جو مرضی معبود شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب
ہرچہ آید بر سرم باشد نصیب ✤ لوگون نے عرض کی کہ حضور ایسا خیال نہ فرمائین اگر یہ کفار
یہان اوترے بھی ہین تو کیا فکر ہے اسلیے کہ ہم لوگ اوس ہیئت مین نہین ہین کہ کوئی
پہچان سکے کہ یہ کون ہین وہ جس ارادہ سے آئے ہین اودہر چلے جائینگے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ انجام ایک ہی ہے یہان جنگ ہو گی تو اور خانہ کعبہ مین جنگ ہو گی تو
ہم لوگ بے دست و پا کیا کر سکتے ہین خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ یہ
کافر کیا کر سکتے بھلا انکی بھی یہ لیاقت ہے کہ خانہ کعبہ پر چڑہائی کر کے
ہو سکین وہان دو شیر بیشہ شجاعت موجود ہین جناب حمزہ صاحبقران
اول و امیر ثانی کہ جن کے رعب سے اک عالم تھراتا ہے بادشاہ
اسلام تو یہ سنکر خاموش ہو رہے لیکن جس طرح یہان کے
عیار وہان کی خبر لائے تھے اوسی طرح عیاران کفار ہیئتین بدلے ہوئے
یہان بھی موجود تھے یہ تمام باتین اونہون نے سنین اور اچھی طرح دریافت
کیا کہ کون کون اس قافلہ مین ہے اور جاکر اپنے سردارون کو فوراً
اطلاع دینے لگے کہ آپ بڑے خوش نصیب ہین اور خداوند ابلیس کا
افضال آپ کے شریک حال ہے جن لوگون کے ہاتھون صدہا خداوندیان
برباد ہوئی ہین اور جو خاص مالک تخت و تاج تھے وہ بے سر و سامان دامنہ
کوہ مین اوترے ہوئے ہین اور خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہین گرشیب
آہن کلاہ وغیرہ نے پوچھا کہ نام اوس بادشاہ کا کیا ہے عیارون
نے بیان کیا ایک سعد بن قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران بادشاہ
اول اور دوسرے سلطان سعدیہ یہی پوتے امیر اول کے اور بادشاہ
دوم لشکر اسلام ہین باقی اور رفیقان قدیم جو ضعیف ہو چکے ہین لیکن بڑے
بڑے شجاع و بہادر جنھون نے ہزارہا معرکے جیتے ہین اور اب تک زندہ و سالم

موجود ہین لیکن سب بے سرو سامانی کی حالت مین ہین نہ تو مرکب بھی اتنے ہین کہ اون سب کی سواریون کے واسطے کافی ہین اور جو کچھ ہین وہ بھی ایسے ہین کہ جن پر سوار ہو کر جنگ کرنا بسا دشوار معلوم ہوتا ہے ہتھیارون کی بھی یہی کیفیت ہے کہ سوا چند زنگ آلودہ تلوارون کے اور کچھ بھی نہین ہے اور جمعیت بھی تین سو کے اندازاً معلوم ہوتی ہے یہ سنکر گرشیب آہن کلاہ دارا عقاب نیزہ باز و قرینہ تیغ زن نہایت خوش ہوئے اور کہا اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آئیگا ان لوگون کو مار لینا چاہیئے اگر یہان یہ لوگ قتل نہو جاینگے اور خانہ کعبہ تک پہونچ جاینگے تو جمعیت انکی زیادہ ہوجائے گی اور قوت بڑہ جائیگی بس اوسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ سنتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جس وقت آواز کوس حربی کی سمع اقدس بادشاہ اسلام مین پہونچی ملازمین سے فرمایا کہ دیکھا تم نے معلوم ہوتا ہے ان کفار کو بھی ہماری خبر لگ گئی خیر جو منظور رب یہ فرما کر آبدیدہ ہوئے خیال مین گذرا کہ کہان ہے اسوقت بارگاہ سلیمانی کہان ہے اسا سہ صاحبقرانی کہان ہے طبل اسکندری کہان ہے علم اژدہا پیکر کہان ہین وہ جوانان صف شکن و تہمتن جو رونق افروز بارگاہ سلیمانی رہا کرتے تھے افسوس کہ تفرقہ پردازی فلک جفاکار نے سب کو متفرق کردیا اور اس مجمع کو پریشان کردیا اور موت گریبان پکڑ کر کس بے سروسامانی کیساتھ اس صحرا مین لائی جتنا ہم پوشیدہ ہو کر چلے تھے اور تکلیفین گوارا کی تھین اور جس خیال سے احتیاط کو دخل دیا تھا اوسی کا سامنا ہوا کہ دشمن موجود ہو گئے شعر بچ کے کانٹون سے چلین کی بہتے گو تدبیر یا :: گو کہ دو تلوو نمین نکلے وا ہی تقدیر لیکن ان عاقبت بینون نے مطلق خوف نہ کیا اور یہ صلاح ہوئی کہ شب آخر معلوم ہوتی ہے اس تہوڑے زمانہ کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور زندگی یاد معبود مین گزارنا چاہیئے یہ تصور کرکے سب نے وضو کئے اور طاعت الٰہی مین مصروف ہوئے اور صرف آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تہین اس طرف وہ محویت خدا کی جانب تھی کہ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ تھا وہان فوج کفار تلوارون پر صیقل کر رہے تھے زرہ چار آئینہ عرق چین زرہ قرب خود و موجلینہ دستانے موزے وغیرہ صاف درست کئے جاتے تھے یہان کسی نے کفن پہنا تھا کوئی کافور ملا غسل کر رہا تھا کوئی غسل کر رہا تھا کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا عجب حالت تھی کہ ایک دوسرے کے حال پر رو رہا تھا وہان تو طبل جنگی بج رہا تھا یہان سناٹا تھا کوئی ایسا بھی نظر نہ آتا تھا جس سے یہ امید ہوتی کہ یہ لاش پہ ماتم کریگا غرضکہ اسی حالت مین وہ شب مہیب تمام ہوئی اور سفیدہ سحری گردون پر نمودار ہوا غب زندہ دار فلک گوشۂ مغرب مین جا فیت پذیر ہوا اور نیر عالم افروز افق مشرق سے نیزہ بکف تاج بر سر نمودار ہوا عبادت گزارون نے مصلے اوٹھائے اور آمادہ مرگ و ہتھیار رتفتا ہوئے کفار نے علم

بدعت بلند کیا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے اودہر بادشاہان لشکر
اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد دونین معمولی گھوڑون
پر سوار ہوئے سپر تلوار لے لی اور میدان جنگ مین پہونچے اودہر کفار نے صف بندی
کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ ہراول چپلا چنداول ساتون صفون کو درست کیا یہان
صرف دونون بادشاہ تو مرکبون پر سوار آگے آگے ہین اور پیچھے تین سو سائٹھ
سردار مثل اسد اسدان اسد شیر دل اسد دیوانہ اسد سنجر گیر اسد مار گیر اسد اژدر گیر گیتی سپہر گردان
سیف اللہ والیدین خسرو نیشاتی فضل گرجستانی طوق حران گرد ابوالمعدن گرد کیسے کیسے منتخب روزگار
ہین جنہون نے صفین باندہی ایجاس عبا یغت پر صف بستہ ہین آج یہ شان لشکر اسلام کی ہے
بادشاہ اسلام اپنے شوکت قدیم کو یاد کرکے جانب فلک دیکھتے ہین اور انکہون
مین آنسو بھر آتے ہین تو ضبط سے کام لیتے ہین کہ دشمن مضحکہ نہ کرین طوق حران گرد ابوالعدن
گرد علم از غبار پیکر کو یاد کرکے دلون سے علم آہ بلند کرتے ہین تمام سرداران قدیم
جو اس وقت سپاہیون کی طرح ہین صفین باندھے کھڑے ہین اپنے اپنے مرتبہ سرداری
کو خیال کرکے اس حالت پر نظر کرتے ہین تو کلیجا منہ کو آتا ہے لیکن سب کے سب کمال
استقلال کے ساتھ مرنے پر تلے ہوئے ہین اگرچہ سن وسال اس قابل نہین ہین
کہ میدان جنگ کی تکلیف برداشت ہو سکے مگر ہمتین اب بھی وہی ہین کہ تین تین ہزار
سوار کیا چیز ہین مرنے والا اکیلا سو پر بھاری ہوتا ہے انشاء اللہ بقوت پروردگار
انہین رنگ آکو وہ تلوارون کو خون کفار سے صیقل کرینگے خوشا نصیب ان کے
خانہ کعبہ مین پہونچ چکے ہین اور سامان سفر مہیا ہو گیا ہے یقین ہے کہ صاحبقران
کو ضرور اس حالت کی خبر پہونچے گی اور وہ یہان تشریف لائینگے مٹی بھی خراب
نہوگی یہان تو یہ رنگ ہے اور اوس طرف لشکر کفار مین باجے جنگی بج رہے ہین
علم لہرا رہے ہین بیرقین اوڑ رہی ہین کلغیان خودون کی سنانین نیزون کی
سریان نکلے خنجرون کے پھل تلوارون کے پہول ڈہالون کے دہوپ مین چمک رہی ہین
کفار مین ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دے رہا ہے کہ ہان اے جوانو دلاور آج
روز نام و ننگ ہے دیکھو شان خداوند ابلیس کی کہ آج اوس نے ہم کو کیسے
سامان عنایت کیے ہین اور ان لوگون کو کس حال خراب سے اس صحرا مین لاکر
بیدست و پا کر دیا ہے کہ جس طرح چاہو مار لو اب یہ کہین جا نہین سکتے ہین ارے
یہ وہی لوگ ہین جنہون نے سینکڑون خداوندیان برباد کردین شہر کے شہر
خستہ اور تاراج کردیے سلطنتین بگاڑ دین اپنا سکہ تمام عالم مین
بٹھا دیا جو ان لوگون کی خون سے ہاتھ بھریگا سامنے خداوند بت
زرین سخن گو کے سرخرو جائیگا اور جو تامل کرے گا بہت پچھتائے گا
پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئیگا یہان نہ نقیب ہین نہ کڑکیت آپس مین
ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دلا رہا ہے کہ اے بہادرو آج سے زیادہ
کوئی بہتر وقت آزمائش کا نہوگا جو اس وقت مین استقلال کے ساتھ

راہ خدا میں شہید ہوا وہ مرد ہے یہ جنگ ہی قیامت تک یادگار رہیگی لوگ اس
افسانہ کو سنینگے اور رو دینگے کہ رفیقان صاحبقران کیا بہادر تھے کہ کس وقت میں
اور کیسی بے سرو سامانی میں کفار سے لڑے اور دریغ نہ کیا اور اپنے حیات میں اپنے
بادشاہ پر آنچ نہ آنے دی اس لشکر میں تبردار بیلدار وغیرہ تھے کہ میدان
جنگ کو درست کرتے لشکر کفار سے تبردار نکلے جھاڑیاں جھنڈیاں کاٹ کر ہٹا دین
اور بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو برابر کردیا سقوں نے آب پاشی کرکے
گرد کو بٹھالا ایک طرف میدان مثل آئینہ کے تھا اور ایک جانب وہی بیہڑ تھا جا بجا
کہیں گڑھا کہیں موشخانہ کہیں ڈھیا کہیں جھاڑی غرضکہ ہر حال اک تصویر عبرت تھا
اب لشکر کفار سے اعقاب نیزہ باز نے باگ مرکب کی لی اور پاشنہ مارا کہ گھوڑا
تراره بھر کر میدان میں آیا اس نے پہلے خوب نیزہ کے ہاتھ نکالے سراپا میدان
کا دکھایا جسوقت عرق میں غرق ہوگیا اک مقام پر نیزہ گاڑ کر ٹھہرا اور دم کو آراستہ
کرکے آواز دی کہ باشش اے گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان سنیں
اعقاب نیزہ باز بندہ خاص خداوند ابلیس و فرستادہ خداوند
بت زرین سخن گو میں اسواسطے آیا ہون کہ اول تم لوگوں کو ہدایت اور دین
برحق کی کرون کہ جسکا میں پابند ہون اگر تم راضی ہو تو تمکو اپنے گروہ میں شامل
کرون اور خانہ کعبہ کو برباد کرکے خدمت خداوند میں روانہ ہون اور گناہ تمہارے
عفو کرادون اور اگر نہ رضامند ہو تو تم کو قتل کردون بس تم کو آگاہ ہونا چاہیے کہ
خداوند ابلیس کیا خداوند ہے کہ جس نے سوا خداپرستی کے کسی فعل کو
گناہ قرار نہیں دیا ہے چاہے چوری کرے یا ڈاکہ مارے یا کسی کو قتل کر ڈالے
یا زنا کرے سب جائز اور مباح ہے اسلیے کہ ہر چیز خداوند نے راحت انسان کے
واسطے پیدا کی ہے مال و دولت جس حیلے سے ممکن ہو اپنے صرف میں لائے جتنے
کمزور پائے اور اپنا فائدہ دیکھے اوس کو قتل کر ڈالے کیونکہ کمزور وہی لوگ ہیں
جنہوں نے دنیا پر آنے میں جلدی کی اور خمیر اونکا خام رہگیا گویا نافرمانی کی اسلیے
خداوند کی وہ لائق اسی کے ہیں کہ قتل کیے جاویں اور عورت پروردگار عالم نے
مرد کے لئے پیدا کی ہے اوس میں اس تفریق کی کوئی ضرورت نہیں ہے
کہ ایک عورت حلال ہے اور دوسری عورت حرام ہے کوئی عورت
کسی مرد پر حرام نہیں ہے خواہ وہ ماں ہو یا بہن یا بیٹی بلکہ جہانتک ایسی
ایسی عورتیں ممکن ہون غیر عورت پر توجہ کرنا مکروہ ہے اسلیے کہ نسل خالص بنی
رہتی ہے تم لوگوں کو چاہیے کہ آئین اس مذہب کی اختیار کرو اور دین اپنا
ترک کرو کہ طریقہ اسلام میں بڑی بڑی دقتیں ہیں سخت پریشانیاں ہمیں
لاحق رہتی ہیں یہ شئے پاک ہے وہ نجس اور پانی یوں نجس ہوجاتے
ہیں اس طرح نجس پاک ہوتی ہے بیان نہ کوئی شئے نجس ہے نہ
حرام ہے ہر چیز پاک ہے اور شئے حلال ہے تمہارے خدا نے

تم پر کیسی کیسی سختیان ڈالی ہین اور ہمارے خداوند نے ہم کو کیسی کیسی سہولتین
بخشی ہین لیکن آپ بھی اس دین عمدہ کو نہ اختیار کرو تو سوا نا انصافی
اور بدنصیبی کے کیا کہنا چاہیئے غرض یہ کلام اس ملعون کے سنکر اہل
اسلام لاحول پڑھ گئے اور کوئی بات اس قابل نہ سمجھے جسکا جواب دیے
لیکن اک امر ضروری و واجبی جانکر چند کلمات نصیحت آمیز بادشاہ اسلام
نے بھی بیان فرمائے اور تعریف پروردگار عالم مین کی تمکو جتیان کیا اور مذمت
ابلیس پر تلبیس کی بیان کی جسے سنکر اعقاب نہایت برہم ہوا
اور پکارا کہ تم لوگ بڑے بے ادب ہو کہ شان خداوند مین ایسے ایسے
کلمات کہتے ہو جس کا سننا اور اعادہ کرنا دونون گناہ سے خالی نہین
ہین معلوم ہوا کہ قلب تمہارے سیاہ ہین اور تم کبھی براہ راست پر نہ
آوگے لہذا جس کو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ
کو بس یہ سننا تھا کہ فوج اسلام سے کریتت سیر گردان مرکب کو اپنے بڑھا کر
سامنے بادشاہ اسلام کے آگئے اور اوسی قواعد قدیم کے موافق گھوڑے
سے اوترکر اجازت میدان مانگی بادشاہ رونے لگے اور وہ سامان
یاد آیا کہ جو سردار اجازت طلب کرتا تھا اوسے جام دیا جاتا تھا بیان انجام اچھا نہین
معلوم ہوتا فرمایا کہ پروردگار کی حفظ و امان مین دیا ہے اور اے کریتت سیر
گردان کیون تم نے اس قدر جلدی کی اسواسطے کہ تم مجھ سے زیادہ سن
ہو پہلے مجھی کو جانا چاہیئے تھا تمہارا زمانہ راحت اوٹھانے اور آرام سے بیٹھنے کا ہے
عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار خداے اقبال کو آپ کے زیادہ
کرے اور ان دشمنون پر بھی ظفر دے کیونکر یہ ہو سکتا ہے کہ ہم بیٹھے دیکھا
کرین اور بادشاہ دشمنون سے لڑنے کو جائے وائے ہو ہماری زندگی پر
کہ ہم یہ دیکھنے کو زندہ رہین کاش اور لوگون کی طرح کسی اور جنگ مین
مارے گئے ہوتے اور یہ حالت بیسر و سامانی حضور کی نہ دیکھتے یہ کہکر
کریتت سیر گردان بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار
کا کیا جیسے ہی مرکب کو بڑھا کر سامنے اعقاب نیزہ باز کے آئے اعقاب نے
کہا کہ تو کون ہے کہ یہان اجل مین دیدہ و دانستہ چلا آتا ہے یہ سن تیرا کمر خمیدہ
بال سفید تن پر جھریان پڑی ہوئی تو مجھ سے کیا لڑے گا جا پلٹ جا اور کسی
کو بھیج مینے تو سنا تھا کہ رفیقان حمزہ کا یہ مجمع ہے اور بڑے بڑے
سرداران نامی و گرامی ہین کریتت سیر گردان نے کہا کہ مین اک
ادنے خادم اونکا ہون اور بیشک میرا سن کہنہ ہے مگر تجھ ایسے ہزارون
کافر چڑھکر آئے اور رفیقان امیر کشور گیر کے ہاتھ سے مارے گئے تیری
کیا حقیقت ہے کہ تو اون سے لڑ سکتا ہے پہلے اس دست رعشہ دار کا وار تو روک
لے اعقاب نے کہا کہ دیر کیا ہے اور تامل کیون کرتا ہے کریتت سیر گردان نے

جواب دیا کہ پہلے تیری طاقت تو دیکھ لون کہ تو کیسا پہلوان زبردست ہے
یہ سنکر اعقاب نیزہ باز نے کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری دامن گیر ہے
دل کی دل مین رہجائیگی لے اسے یہ کہکر نیزہ مارا کر تیمت سپہر گردان
نے وار نیزہ کا خالی دیکر تلوار ماری اسکے پاس نیزہ کہان تھا نیزہ بازی کرتے
اعقاب نے وار کر تیمت سپہر گردان سپر سے رد کرکے دوسرا وار کیا اسی طرح
کئی وار کی رد و بدل مین یہ نوبت ہوئی کہ اب نہ تو گھوڑے مین کر تیمت
سپہر گردان پہرنے اور پلٹنے کا دم رہا اور نہ سوار مین قوت رہی پسینہ بہنے لگا
ہاتھ پاؤن کانپنے لگے آخر کار یہ مرد کومن شہید ہوا بس یہ دیکھکر سلطان
سعد نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے اعقاب نیزہ باز کے پہنچکر نعرہ کیا
کہ لاضرب بہادری کے اعقاب نے جواب دیا کہ دیکھا تم نے کہ کیونکر مین نے
اوس بڈھے کو مارا بیکار اپنی جانین دیتے ہو کیون اطاعت خداوندیت
زرین سخن گو کی اختیار کر لیتے ہو یہ سنکر سلطان سعد نے جواب
دیا کہ تو نصیحت اپنی رہنے دے اگر تیرا قابو چلے تو ہم سب کو قتل کرڈال
یہ سنکر اعقاب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ کا سلطان سعد پر وار کیا سلطان
سعد نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیکر ہاتھ نیزہ پر ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ اعقاب
اوندھے منہ آرہا اس ابلیس پرست نے اک گھونسا مرکب سلطان سعد پر مارا
کہ گھوڑا گھوم گیا اور سر پھٹ گیا سلطان سعد نے نیزہ تو ہاتھ سے اعقاب کے چھین
لیا مگر مرکب آتشبازی ہوکر رہگیا بس کود کر گھوڑے سے مرکب اعقاب
پر ایسا گھونسا مارا کہ وہی حالت مرکب اعقاب کی ہوئی بلکہ کئی چکر کھاکر زمین
پر گرا اور تڑپ کر مرگیا اعقاب نے کہا تو بڑی شہزوری دکھاتا ہے یہ کہکر
سلطان سعد سے لپٹ گیا سلطان سعد نے بھی نیزہ ہاتھ سے پھینک کر
گریبان مین ہاتھ ڈالا غرض کشمکش ہونے لگی دونون کے طرف دار قریب
قریب آکر تماشا دیکھنے لگے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ سلطان سعد نے کنگر
اعقاب کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا
پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار مین بارے مین اعقاب نے جواب دیا کہ
تیرے گاؤ زوری سے مین دبنے والا نہین ہون اسلیے کہ خداوندیت
زرین نے میری موت ہی معین نہین کی ہے مین خود تجھے قتل کرونگا بس یہ
سننا تھا کہ سلطان سعد تڑپ کر اسکے پیرون کی طرف آئے
اور ایک پاؤن ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا پاؤن پاؤن کے نیچے دبایا اور اللہ اکبر
کا نعرہ کرکے جو جھٹکا مارا ساغری سے نرخری تک چیر کر پھینک دیا یہ قوت
دیکھکر سعد بن قباد شہریار نے آواز مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ اسوقت تمنے زور
اپنے والد ماجد عمر بن حمزہ یونانی کا دکھادیا سلطان سعد نے عرض کی
کہ یہ سب آپکا اقبال اور بزرگون کی دعا کا اثر تھا ورنہ من آنم کہ من دانم لیکن

افواج آہن کلاہ و فرینہ تیغ زن نے جو یہ دیکھا کہ اتنا بڑا سردار اس بیدست
و پا کس ذلت و خواری سے مارا گیا صلاح کی کہ ان لوگون سے یون لڑنا ٹھیک
نہیں ہے سب مل کے یورش کرکے قتل کر ڈالو ورنہ ایک ایک کرکے تو یہ سارے
لشکر کا خاتمہ کر دینگے یہ مشورہ کرکے ان دونون نے باگین اوٹھادین اور
لشکر کو آواز دی کہ مار لو اسکو جانے نپائے غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے
جوان کو یون مارا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار کے لشکر نے باگین اوٹھادین بس یہ
دیکھکر سعد بن قباد شہریار نے بھی اپنے رفیقون سے کہا کہ لینا ان کافرونکو
اور خود بھی تلوار کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا خوب
گھمسان کی تلوار چلنے لگی سلطان سعد نے اک سوار کو مارکر مرکب اوس کا
چھین لیا اور بیٹھکر گھوڑے پر کفار کو قتل کرنا شروع کیا رفقائے بادشاہ کے پاس
بھی تلواریں اور گھوڑے نہ تھے اسد اسدان پر اک سوار نے نیزہ مارا اس فرد
جہاندیدہ نے نیزہ خالی دیکر کلائی پکڑکر جھٹکا مارا کہ وہ اوندھے منہ گرا ہاتھ مروڑکر
ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور اوس کافر کو گھوڑے سے گراکر آپ اوسکے مرکب پر سوار
ہوکر اور اوسکو قتل کرکے آگے بڑھے اسی طرح جن جن سردارون کے پاس گھوڑے
اور تلواریں نہ تھیں اپنی کافرون سے چھینیں اور لڑنا شروع کیا طوق حران
گرد و ابوالمعدن گرد نے علمدار لشکر کفار کو مارکر سر اوسکا نیزہ پر بلند کیا اور
تلوار کھینچکر لڑنا شروع اسد بچہ گیر کے پاس مرکب تھا مگر تلوار نہ تھی جیسے ہی
اک سوار لشکر کفار کا قریب اونکے آیا اوسنے تلوار ماری اسد بچہ گیر نے وار اوسکا
خالی دیکر کوڑا مارا کہ وہ سوار بلبلا گیا ساتھ ہی دوسرا کوڑا بقوت تمام مرکب کو
اوسکے مارا کہ مرکب نے الف ہوکر سوار کو گرادیا بس اپنا گھوڑا اوس سوار پر
دوڑا دیا کہ استخوان چور ہو گئے تلوار اوسکی قبضہ میں کی اور لڑنا شروع کیا
عیارون نے نیچے پہنچے اور کفار پر گرے مارنا اور قتل کرنا شروع کیا جس سوار کو
جست کرکے پیچھے مارا سر تن سے اوڑادیا مرکب کو چابک مار دیا کہ وہ اوس لاش
کو لیکر بے تحاشا بھاگا جس سوار پر گرا گھوڑا اوس کا بھی بھرتا کیا بعض نے پتھر
مارنا شروع کئے نہ تو اسکے پاس سامان عیاری ہے کہ کوئی کام کر سکیں آپس میں
مشورت کی کہ کیا کرنا چاہیے چالاک نے رائے دی کہ کچھ عیار ان لوگون
کے ساتھ بھی ضرور ہونگے اگر اون پر قابو چلے تو کچھ کام نکل سکتا ہے سب نے اس
رائے کو پسند کیا فوج کفار تو اس طرف مصروف جنگ تھی کسی کو یہ خیال
بھی نہ تھا کہ کوئی خیمون کی طرف آئیگا اسلئے کہ اہل اسلام
کی اتنی جمعیت ہی کہان تھی کہ وہ فوج جنگ آور علیحدہ کرتے اور فوج
محفوظ جدا قائم کرتے لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ عیار بلائے بیدرمان ہین کفار کو اپنے
پڑاؤ سے غافل دیکھکر اودہر متوجہ ہو گئے اور جاکر تمام خیمون چھولداریون میں
آگ لگادی نقارہ پھاڑ ڈالے اور جسقدر سامان عیاری عیاران کفار کے خیمون مین

موجود پایا سب کو لوٹ لیا اور جو اپنے بیکار سمجھا اوسے برباد کر دیا اوس کے بعد یہ بھی فوج کفار کی طرف متوجہ ہوئے لیکن خیمے جو کافرون کے جلے اور شعلے بھڑکے تھوڑی سی فوج ادہر بھی دوڑ پڑی کہ یہ کس ظالم نے ستم کیا کہ بجھنے کا ٹھکانا نہ رکھا لیکن وہان جا کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا ہر چند چاہا کہ خیمون کی آگ بجھائین لیکن اوس ریگستان مین اتنا پانی کہان تھا کہ سینکڑون خیمون کو آگ کے شعلون سے بچا سکتے لیکن غول عیارون کا اب جو وہان سے پلٹا اور فوج کفار کی طرف متوجہ ہوا کسی نے گوپہن مین پتھر رکھکر مارنا شروع کیا جس سوار کے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا گھوڑے سے چکر اکر گرا اور پامال ہو گیا کسی کے گھوڑے کے سر پر پڑا وہ تڑپ کر دوسرے پر جا رہا بعض نے حقہائے آتشبازی مارنا شروع کئے کوئی سوار جلا کسی کا مرکب جلا اور بھڑ کا ایک دوسرے پر گرا غرضکہ جدہر یہ عیاران لشکر اسلام متوجہ ہوگئے آگ لگا دی اور تہلکہ ڈالدیا جب اپنی طرف سے کسی سردار کو دیکھا کہ گھر گیا ہے جھٹ گرد ایک حقہ آتشبازی کے دس بیس پتھر مار دیئے کہ وہ مجمع منتشر ہو گیا ایسی گرمی جنگ مین قرینہ تیغزن لشکر سامنے سعد بن قباد شہریار کے آیا اور نعرہ کر کے تیغ مارا سعد بن قباد نے مرکب کو دبا اور زیر بغل آ کر کلائی پکڑ لی اور کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ زین سے اوٹھا لیا پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین اسنے انکار کیا بس سعد بن قباد نے اوس کو چور نگ ہوائی کیا لیکن اقوائے آہن کلاہ اور چوگان بن حمزہ سے سامنا ہوا اوس وقت کہ چوگان زخمون مین چور جھوم رہے تھے کہین کہین خون ٹپک رہا تھا قبضہ تلوار کا ہاتھ مین کہ بیٹھا تھا آنکھین بند ہوئی جاتی تھین اقوائے آہن کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش او خدا پرست تو کون ہے کہ حالت زخمداری مین اس طرح شیر انہ حملے کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو حمزہ عرب کا کوئی عزیز ہے کہ ایسی جرات سوا اونکے خاندان کے دوسرے مین نہین دیکھی فرمایا نام میرا چوگان بن حمزہ ہے افسوس کہ کس وقت تو سامنے آیا ہے جبکہ مجھے خود سنبھلنا دشوار ہے مگر خیر تو وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے کہ اس سے بڑھکر تجھکو موقع نہ ہاتھ آئے گا اقوائے آہن کلاہ نے کہا کہ غرض ہماری اب بھی پوری ہے اسلئے کہ مطلب تم لوگون کے قتل کرنے سے ہے یہ کہکر تلوار ماری چوگان بن حمزہ نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اسنے بھی برابر سپر کو اوٹھا کر چہرے کے پناہ کیا لیکن تلوار جو سپر پر پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود کو دو ٹکڑے کیا اور سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا جگرگاہ اوتر گئی اقوائے آہن کلاہ گھوڑے سے گرا ادہر چوگان بن حمزہ کو غش آگیا کفار یورش کر کے آپڑے لاش اپنے سردار کی اوٹھالی اور چوگان بن حمزہ پر تلوار برسنے لگی یہ حالت دیکھکر جمشید بن قباد دوڑ پڑے لیکن جس وقت تک پہونچین پہونچین چوگان بن حمزہ کو کفار نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا کہان تک بیان کیا جائے تلوار چلتے چلتے تمام دن گذر اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب

ایک لاکھ سوار دن کے فوج کفار کام آئے اور تین سو ساٹھ سرداران لشکر اسلام قتل ہوئے
اور پچاس عیار مارے گئے آخرین سلطان سعد و سعد بن قباد شہریار و جمشید
بن قباد بھی شہید ہوئے ایک ایک بہادر نے سو سو اور دو دو سو کو مارا لیکن کہانتک
زمین اور کس کس کو قتل کرین لیکن چونکہ سرداران لشکر کفار کے بھی مارے جا چکے تھے اس وجہ
سے سرانِ خداپرستون کے بچ گئے فوج کفار لاشون کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور
اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے کہ خیمہ بھی جل چکے تھے بیٹھنے کا سہارا بھی خداپرستون
باقی نہ رکھا تھا اپنی طرف کی لاشین بھی نہ اوٹھائین اور چل کھڑے ہوئے دیکھا
چاہیے کہ اب یہ لوگ کس طرف جاتے ہین لیکن اب حال کچھ تھوڑا سا گلستان
ارم کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ملکہ آسمان پری نے دیو جندک کو روانہ کرنے کے بعد
ایک روز عبد الرحمن جنی سے کہا کہ بہت روز سے خبر حمزہ صاحبقران کی نہین معلوم
کہ اون پر کیا گذری ذرا اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت تو کیجے کہ صاحبقران اور
اولاد صاحبقران کی کیا حالت ہے اور خانہ کعبہ مین کون کون اونکے ہمراہ ہے
عبد الرحمن جنی نے زائچہ کے خانہ درست کر کے سولہون شکلون کو رمل کی پیش نظر
جو غور کیا اور نظر تعمق سے دیکھا تو سر پیٹ لیا اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ غضب ہے
بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد اور چوگان بن حمزہ
ایک صحرا مین تین سو ساٹھ رفیقون کے ساتھ خون مین ڈوبے نظر آتے ہین اور
فوج کفار انکو قتل کر کے روانہ ہوا چاہتی ہے یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے راشد
جنی اور ارشد جنی سے کہا کہ جلد جاؤ اور لاشین خداپرستون کی اوٹھا لاؤ یہ سنکر
دونون سردار فوج جنیان ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اوس وقت پہونچے جبکہ کفار مسلمانون کو
قتل کر کے علیحدہ ہو چکے تھے راشد جنی نے یہ حال دیکھکر ارشد جنی سے کہا کہ یہان
تو خاتمہ ہو چکا سب اہل اسلام قتل ہو چکے ہین اور کفار اغین قتل کر کے صاف
نکلے جاتے ہین پہلے انسے انتقام کر لیجے بعد کو لاشین اوٹھا کر لے چلیے گا ارشد جنی
نے کہا کہ ایسا نہو یہ امر صاحبقران اعظم کے خلاف گذرے اونکی اجازت نہین ہے
کہ دیو آدم زاد سے لڑین راشد مجبور ہو کر خاموش ہو رہا لیکن آنکھون سے جوش
خون جاری ہو گئے جس وقت لاشین اوٹھانا شروع کین اور قریب لاش
سعد بن قباد شہریار کے پہنچے تو دیکھا کہ زخمون مین چور ہین مگر سانس برابر آ
رہی ہے اور یہی حالت سلطان سعد کی بھی تھی غرضکہ دیوون نے تمام لاشونکو
اوٹھایا اور گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے جس وقت خدمت مین ملکہ
آسمان پری کی پہونچے اور تین سو ساٹھ لاشین سامنے رکھدین اسوقت
آسمان پری و فریشتہ ثانی اسقدر پیٹین کہ منہ اور زانو نیلے ہو گئے اسی
شور و غل مین سعد بن قباد شہریار کو ہوش آیا اشارہ
سے پانی طلب کیا ملکہ آسمان پری قریب آئین اور پانی منگوایا لیکن
سلطان سعد راستہ مین مر گئے تھے صرف سعد بن قباد

شہریار مین رمقے جان باقی تھی اور سانس چل رہی تھی جس وقت اپنے
گرد پریون کا مجمع دیکھا نہایت متعجب ہوا کہا کہ مین اس وقت کہان ہون
ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ اے فرزند تم پرستان مین ہو مینے تمہین
اوٹھوا منگایا مین تمہاری دادی ملکہ آسمان پری ہون سعد بن قباد
شہریار نے سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ بہت سے رفیقان صاحبقران تھے
اور سلطان سعد اور عمرو صاحب یعنے چوگان بن حمزہ و برادرم جمشید
بن قباد تھے آسمان پری نے کہا مین نے سب کو اوٹھوا منگایا ہے سعد بن
قباد نے کہا کہ رن بہت بڑا پڑا تھا اور قریب ڈیڑہ لاکھ کے کافر بھی مارے گئے تھے
دیوؤن نے کیونکر لاشین مسلمانون کی پہچانی ہونگی آسمان پری نے
کہا اے فرزند مجھے بھی یہ خیال گذرا تھا کہ دیوؤن نے کس طرح پہچانا ہوگا لیکن دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ نشان سجدہ سے پہچان کر لاشین مسلمانون کی اوٹھائین
اتنے مین سعد بن قباد نے پھر پانی طلب کیا اور ملکہ آسمان پری نے دو چار
چمچہ حلق مین ٹپکائے ہونگے کہ اک ہچکی آئے اور روح جانب جنت پرواز کر گئی پھر ان
پریون مین اک تلاطم برپا ہوا تمام گلستان ارم مین اک کہرام برپا تھا
جس وقت رونے اور پیٹنے سے فراغت ہوئی سامان لاشون کے اوٹھانے کا ہوا
جلوس پرستانی منگوایا گیا صندل کا تابوت کارچوبی شامیانہ آگے آگے دونون
بادشاہون کے تابوت تھے کہ تاج اون پر رکھے ہوئے تھے اگر سلگتا ہوا منقلین
عود و عنبر کی روشن پریزادان تابوتون کو کاندھون پر اوٹھا ہوئے ساتھ ساتھ
پریان روتی اور پیٹتی آواز مین کلمہ طیب کی بلند کیے ہوئے اور سردارون کے جنازہ
اونکے بعد عیارون کے صندوق عجب عبرت کا سمان تھا کہ ہمین سو ساتھ تابوت
آگے پیچھے چلے جاتے تھے دیکھنے والون کو بے سبب رونا آتا تھا یہانتک کہ اسی حال پر ملال
سے تکیہ گلستان ارم مین پہونچین اور اون چاند سی صورتون کو زیر خاک چھپا دیا
خیال کرنے کی بات ہے کہ مقدر سے انسان کا کچھ زور نہین چلتا جہان کی خاک ہوتی
ہے وہین لیجاتی ہے رہنے والے کہان کہان کے اور قتل کس مقام پر ہوئے اور دفن ہوئے
پرستان مین آکر ہوئے مگر کیا کیا رفیق جانثار بادشاہ اسلام کو میسر ہوئے
تھے کہ مرکر بھی ساتھ نہ چھوڑا ایک ہی تکیہ مین دفن ہوئے پرستان مین چالیس
روز تک ماتم انکا برپا رہا تمام پرستان سیاہ پوش تھا پریون کے بال چہرون پر
بکھرے ہوئے کپڑے سیاہ پہنے ہوئے اسی زمانہ مین صاحبقران
اعظم بھی آکر پہونچے کہ یہ اتفاقیہ شکار پر گئے ہوئے تھے ورنہ یہ ضرور جاکر
لاشین ملک سے لاتے انکو جو یہ حالت معلوم ہوئی اور تمام شہر کو سیاہ پوش
دیکھا بہت پریشان ہوئے محلسرا مین آکر مفصل حال معلوم ہوا
تو یہ بھی بہت روئے اور نہایت صدمہ اس امر کا ہوا کہ مٹی مین
بھی نہ شریک ہو سکے اب ان سب کو تو اسی حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب بیان سے

چند کلمہ داستان ضلالت نشان دیو ابلق کے بیان کئے جاتے ہین

شعر وفا کا لاکھہ طرح سے کرے قرار کوئی ✽ کرے کیسی نہ الفت کا اعتبار کوئی ✽ رباعی
الفت پہ کسی کی نہین جانا اچھا ✽ ہر عہد وفا کا آزمانا اچھا ✽ اس رشتہ خام کو ذرا کسکے
بھی دیکھہ ✽ بودا ہے اگر تو ٹوٹ جانا اچھا ✽ راوی بیان کرتا ہے کہ دیو
ابلق جو کہ مثل طوطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تھا لیکن دل سے اس کے
زنگ کفر برطرف نہوا تھا خوف بری چیز ہوتا ہے جبتک سہراب ابن رستم
کے ساتھہ رہا کچھہ سرکشی نہ کی مگر جب شاہزادہ نے اس کو رخصت کیا اور یہ کوہ
قاف کیجانب روانہ ہوا راستہ ہی سے یہ سوچتا چلا کہ کیا فکر کرون کہ ملک اخضر
پریزاد کو قتل کرکے تاج و تخت پر قبضہ کرون رستے سوچتے یہ بات خیال مین
آئی کہ جزیرہ نہنگان مین چلکر دیو تہمتن گرزن کو اپنا شریک کرون
کہ وہ دیو تمام دیوان قاف سے زبردست و بزرگ تر ہے اور کوئی مذہب
نہین رکھتا ہے اگر وہ شریک ہو گیا تو یہ مشکل دم بھر مین آسان ہو جائیگی
اور وہ آدمزاد بھی اگر کمک کو آئیگا تو اوسکے ہاتھہ سے مارا جائیگا اسلیئے کہ دیو تہمتن
بائیس سو من کا گرز باندھتا ہے یہ تجویز کرکے سیدھا جزیرہ نہنگان کی جانب
روانہ ہوا یہ جزیرہ سمندر قاف مین بصورت نہنگ واقع ہے اسی سے اسکو
جزیرہ نہنگان کہتے ہین جس وقت دیو ابلق اپنے ہمراہیون سمیت جزیرہ
نہنگان مین پہونچا اور خبر دیو تہمتن کو ہوئی اک دیو کو بھیجا کہ تو کون ہے اور کس
غرض سے یہان آیا ہے دیو تہمتن کا لشکر نہایت قلیل ہے محض اپنے زور بازو پر
اس جزیرہ کی بادشاہت کرتا ہے جس وقت فرستادہ دیو تہمتن گرزن
نے جاکر دیو ابلق سے پوچھا دیو ابلق نے لشکر کو وہین چھوڑا اور تنہا دس
دیو کیساتھہ پاس تہمتن گرزن کے آیا اور بطور ابلیس پرستان
سلام کیا دیو تہمتن ہنسنے لگا اور بسبب اپنے خلق کے دیو ابلق سے کچھہ نہ کہا
پوچھا کہ کس غرض سے تم میرے پاس آئے ہو دیو ابلق نے اپنی ساری روئداد
سہراب ثانی کے ہاتھہ سے زیر ہونے کے بیان کی اور کہا کہ مین بحکم مسلمان
ہوا تھا جس وقت اوس آدمزاد نے مجھے رخصت کیا اور مین قاف
مین آگیا تو پھر اپنے دین قدیم پر قائم ہو گیا اب مین یہ چاہتا ہون کہ آپ میری
حمایت کرین تو مجھے بادشاہی ملک اخضر پریزاد کی حاصل ہو جائے
دیو تہمتن نے کہا کہ مین نا انصاف نہین ہون کہ اک بے گناہ سے سلطنت اوسکی
چھین کر تیرے حوالے کرون مجھکو دیکھہ کہ اس جزیرہ مین
رہتا ہون اور جو کچھہ سامان یہان میسر ہے اوسی کو کافی سمجھتا
ہون زیادہ ہوس نہین کرتا جو شخص ہوس کو ترقی دیتا ہے
خراب ہوتا ہے اے دیو ابلق اس ارادہ سے باز آور نہ

آب

خراب ہو گا اگر تجھے کہین رہنے کا ٹھکانا نہین ہے تو یہین رہ اجازت
دیتا ہون اگر یہان کوئی تجھپر چڑھ کر آئے گا تو مین تیری طرف سے بیشک
لڑون گا دیو ابلق نے دیکھا کہ یہ دیو حق پسند ہے یون تیرا شریک نہو گا
کہا کہ معلوم ہوا اگر تم دیکھنے ہی بھر کے ہو یہ گرز مقوی کا بنا ہوا ہے اتنے جڑے ہاتھ
پاؤن ہو کر جب اسقدر احتیاط سے کام لیتے ہو تو ظاہر ہو گیا کہ نام جنگ سے
ڈرتے ہو اب وہان وہ آدم زاد ہی نہین ہے جس نے مجھکو زیر کیا تھا
دیو تہمتن کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او مکار مین تیرے فریب مین آنیوالا
نہین ہون جب وہ آدم زاد ہوگا اوسی وقت چلونگا اور اوس سے لڑون گا بشرطیکہ وہ
مجھ سے لڑے ورنہ مین دیو ہو کر ایک آدم زاد بے بنیاد کو ہرگز نہ ٹوکون گا
تو جا اور جس وقت وہ آدم زاد وہان آئے تو مجھے لے چلنا یہ سنکر دیو ابلق
زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا افسوس کیا حمیت دیوون کی قوم سے
جاتی رہی کہ پریون کو آدمزادون سے منسوب کرتے ہین جو خوبصورت پری
ہوتی ہے وہ تو آدم زادون کی نذر ہو جاتی ہے جو ایسی ویسی پریان ہوتی ہین
وہ ہم لوگون کو نصیب ہوتی ہین اول حمزہ صاحبقران داخل پرستان ہوے
اور آسمان پری سے اونکی شادی ہوئی بہار پری اونکی رفیق
لندھور کی نذر ہو گئی اب حال مین مضراب پری جو کہ منگیتر میری تھی اوسکو
بھی ایک آدم زاد اگر لے گیا اور ملک اخضر پریزاد نے جو کہ باپ مضراب
پری کا تھا ہمارا خیال نہ کیا اور اوس آدم زاد بے بنیاد کے ساتھ شادی کر دی
مین اوس سے لڑا تو زیر ہو گیا جب منہ اوسکا اختیار کیا تو جان بچی ورنہ مار ڈالا
جاتا آپ پاس یہ سمجھکر اپنی داد مانگنے آیا تھا کہ آپ رستم دیوان
قاف مین میرا انصاف کیجیے گا مگر آپ نے بھی جواب صاف دیا یہ کہکر رونے لگا
اس مکر مین اسکے دیو تہمتن گرززن آ گیا اور ساتھ چلنے پر راضی ہوا کہ اگر
ایسا ہے تو مین چلتا ہون اور اخضر پریزاد سے مضراب پری کو چھین کر
تجھے دیدون گا بشرطیکہ جو کچھ تو کہتا ہے اوس کا اوس نے بھی اقرار کیا دیو ابلق
نے کہا کہ اب بھلا وہ سچ کیا کہینگے وہ تو ضرور مکر کرینگے اچھا چل مین تیرے ساتھ ہون لیکن دلمین یہ خیال کر لیا تھا کہ یہ
دیو مکار معلوم ہوتا ہے چل کر اول تحقیق کر لینا چاہیے کہ یہ معرکہ کیا ہے یہ سوچکر
دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لئے اور دیو ابلق کے ساتھ قلعہ اخضر
کے جانب روانہ ہوا کوئی چالیس ہزار دیو ابلق کے بھی ساتھ ہین اور
دس ہزار دیو دیو تہمتن گرززن کے ساتھ ہین جس وقت یہ
دیو جمعیت کر کے قریب قلعہ اخضر کے پہونچے اونکی خبر اخضر پریزاد کو
نہایت پریشان ہوئی اور خیال کیا کہ اب رستم ثانی یا
سہراب بن رستم یا شہریار عالی وقار یا ایرج نوجوان
موجود نہین ہین جو اسکے سرکوبی کرین میرے لشکر مین کوئی

دیو ایسا نہیں جو دیو ابلق سے لڑ سکے اور طرہ اوس پر یہ کہ سنا ہے وہ ہمراہ
اپنے دیو تہمتن کو بھی لایا ہے بھلا اوس سے کون لڑ سکتا ہے ایسی ایسی
باتیں سوچکر داخل قلعہ ہوا اور خندق میں آگ روشن کرا دی پل تختہ کروا دیا
توپیں پھر چڑھا گئیں ہانے کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا
کڑاہ سب چیزیں درست کر رکھیں کہ اگر دشمن یہاں تک پہونچ بھی جائے تو
قلعہ پر قابو نہ پائے مضراب پری بھی حال دیو ابلق کے آنے کا سنکر نہایت
پریشان ہوئیں دعا درگاہ الہی میں کر رہی ہیں کہ خداوندا عزت میری بچانا تمام اہل
قلعہ متردد ہیں کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا جس
وقت قریب پہونچکر وہ گرد شق ہوئی تو دیکھا آگے آگے دیو تہمتن کہ اک کوہ جاندار
معلوم ہوتا ہے گرز بہت بڑا ہاتھ میں لئے ہوئے کہ کلہ گرز مثل اک گنبد دراز
کے ہے اگرچہ دیو ابلق بھی بہت بڑا دیو ہے لیکن اس دیو کے سامنے بچہ
معلوم ہوتا ہے اور دیو ابلق بھی اسکے ساتھ ساتھ ہے پشت پر چالیس
پچاس ہزار دیو بشت نہنگ چوب چماق چادریں فولادی چوبدست دار شمشاد ترسول
باندھے ہوئے قلقاریاں لگاتے ہوئے شور کرتے ہوئے آکر پہونچے اور سامنے قلعہ کے
توپوں کی زد سے دور قیام کیا ملکہ اخضر پریزاد کے جسم میں بسبب
خوف کے تھرتھری پڑ گئی اور کیوں نہو دشمن قوی کا سامنا اور کوئی مددگار
موجود نہیں لیکن دیو ابلق نے جو اخضر پریزاد کو قلعہ بند دیکھا دیو
تہمتن سے کہا کہ دیکھئے اگر یہ خطادار نہوتا تو قلعہ میں کیوں چھپکر بیٹھتا دیو تہمتن
گرزن نے کہا کہ دیکھو میں نامہ لکھتا ہوں یہ کہکر اک خط اس مضمون کا
تحریر کیا کہ اے اخضر پریزاد آگاہ ہو جاؤ کہ نام میرا تہمتن گرزن ہے
اور جزیرہ نہنگان میرا مسکن ہے اب غرض سے نہیں آیا ہوں کہ
ملک تمہارا چھینوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں فہمائش کروں اگر بات میری
قابل ماننے کے ہو تو مانو اور نہیں تو مجھے معقول کر دو وہ یہ ہے کہ دیو ابلق
کے بیان کے موافق مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری دختر نیک اختر ملکہ مضراب
پری جو کہ منگیتر دیو ابلق کی تھی تم نے کسی آدم زاد کے سپرد کر دی
ہے لہذا یہ حرکت بالکل خلاف شرافت و ریاست ہے اپنے کئے سے پشیمان ہو
اور اوس کی منگیتر اسکے حوالے کر دو یا جواب شافی لکھو اور سبب
اس کے ساتھ شادی نکرنے کا بیان کرو ورنہ یہ سمجھ لو کہ اگر تم کسی
آدم زاد کے بھروسے پر بھولی ہو اور مجھ سے خلاف قاعدہ گفتگو کرو گی
اور معقول نہوگی تو دم بھر میں قلعہ کو برباد کر دوں گا اور مضراب
پری کو بجبر تم سے چھین کر اوس کو دیدوں گا جس وقت تم نامہ
تیار ہوا ایک دیو ضعیف کو دیا کہ جاکر جواب لے آ اور سخت کلامی نکرنا
دیو نامہ تہمتن کا لیکر زیر قلعہ آیا اور اس نے آواز دی کہ

سے کہان قلعہ مجھ سے خوف نکرو کیونکہ مین ایلچی ہون صرف جواب نامہ لینے
آیا ہون اخضر پریزاد نے دیو کو اندر قلعہ کے طلب کرلیا جس وقت دیو اندر قلعہ
کے داخل ہوا نامہ تہمتن گرزن کا اخضر پریزاد کو دیا اخضر پریزاد نے نامہ
پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی دوسرا کاغذ اور قلم دوات طلب کرکے جواب اس
مضمون کا تحریر کیا کہ اے تہمتن جسقدر باتین کہ آپ نے زبانی دیو ابلق کے نہین
اور مجھکو تحریر کی ہین یہ سب غلط ہین مضراب پری سے اور اس سے کیا نسبت
تھی کہ وہ اس کی منگیتر ہوتے اسکی بھی یہ لیاقت تھی کہ شاہزادیون سے
اس کی شادی قرار پاتی محض تہمت لیتا ہے علاوہ اس کے اگر ایسا بھی ہوتا تو جس وقت
ہمارے اس کے اختلاف مذہب کا جھگڑا آپڑا یعنے وہ ابلیس پرست اور ہم خدا
پرست اس صورت مین اگر شادی قرار بھی پاچکی ہوتی تو ترک کرنا پڑتی
اور تم یہ جو لکھتے ہو کہ آدم زاد بے بنیاد اسکا جواب تو وہ آدم زاد موجود ہوتا
تو تمکو جواب دیتا مین تو حقیقت مین تجھ سے مقابلہ نہین کرسکتا جس وقت یہ جواب
نامہ لکھا دیو نے لاکر تہمتن گرزن کو دیا تہمتن نے تو صاف انکار کیا اور دیو ابلق
نے کہا کہ مین تیری الحاح وزاری کے سبب یہان تک چلا آیا تھا ورنہ تیرے مکر و فریب
مین تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا اب تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے میرا قاعدہ نہین کہ جواب سے
بھاگ کے قلعہ مین چھپے مین اوس پر چڑھاو کرون ہان اگر وہ آدم زاد یہان موجود
ہوتا تو بیشک مین اوس سے لڑتا اور تمکو بھی غیرت ہو تو بھی قلعہ اخضر کا رخ نکرنا
اور مضراب پری سے دست بردار ہو جب وہ دوسرے کے تصرف
مین آچکی اور لڑکا اوس کا جوان موجود ہے تو اب تیرے کس کام کی رہی دیو ابلق
نے کہا کہ یا مین اپنی جان دونگا اور یا مضراب پری کو اس سے لونگا اگر
آپ نہین شریک ہوتے نہ سہی میرا تماشا دیکھے مگر شاید وہ آدم زاد آجائے
تو اوسے روک لیے گا دیو تہمتن نے کہا کہ ایسے وقت مین مین اوسے بھی نہ روکونگا کہ تو
ناموس کو اوس سے چھینے جاتا ہے ہان اگر وہ طبل جنگ بجوا کر میرا سامنا کرے گا تو مجھ
لڑون گا ورنہ مین سبقت طبل بجوانے مین بھی نکرونگا دیو ابلق کو اگر خوف تھا تو
سہراب ثانی وغیرہ کا تھا یہان قلعہ مین اب کوئی ایسا نہین ہے جس سے دیو
ابلق کو خوف ہو بس اس نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا اودھر اخضر پریزاد
کو معلوم ہوا کہ دیو تہمتن نے تو مدد دینے سے انکار کیا مگر دیو ابلق نے مستعد
اپنے نام پر طبل بجوا دیا ہے اخضر پریزاد نے بھی نقارہ بجوا دیا جب صبح ہوئی
تو دیو ابلق نے قلعہ پر دھاوا کیا جس وقت سامنے قلعہ کے پہونچا
گولون کی مار ہونے لگی دیو ابلق نے گرز و سپر کو سنبھالا اور چلا قلعہ
کی طرف جو گولہ سامنے آیا گرز سے روکا جو بائین پہلو دب کر آیا سپر سے
روک لیا پاؤن کی طرف آتے دیکھا تو جست کرکے خالی دیا سر پر
آتے دیکھا تو بیٹھ گیا کہ گولہ سر سے نکلا چلا گیا سامنے تھے والے تو

دیوا ابلق کے بہت سے گر گئے مگر اسکی قضا نہ تھی کہ گولے رد کرتا ہوا ابر قلعہ کے
پہونچ گیا اور قلعہ پر سے نزدیک کے حربون کی مار ہونے لگی مانے کا متوا گرک کا
بولا بارود کی ہانڈی تیل کا کرنا وسب حربون کو رد کرکے اسنے جست کی کہ خندق کو
پھاند کر پیارہ فیل بند دروازے کے پہونچگیا کہ جہان اخضر پریزاد بیٹھا ہوا اُٹھا
چاہتا تھا کہ پھاٹک کو توڑ کر داخل قلعہ ہون کہ اہل قلعہ نے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب پاک ذات ہم تیرے بندے ہین
اور تجھے خدائے برحق جانتے ہین بحق محمد و آل محمد ہمین شر سے ابلیس پرست
کے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اوپر بیٹھا کہ قضائے کار اتفاقات
روزگار سے گذر دیو جندک بن ہندک کا اس طرف سے ہوا کہ وہ شاہزادہ
سکندر رستم خو کو شہر نقش و نگار سے پنجہ منکر اوٹھا لایا تھا اور گلستان
ارم کی طرف لیے جاتا تھا پہلے تو دیو سے اور سکندر سے خوب لڑ کر چلے مثل
دیو تندک اسکو بھی عاجز کر دیا تھا آخر کار مجبور ہو کر اسنے اک صحرا مین
ان کو اوتار دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی تھی کہ اے شہریار آپ کی دادی نے
آپکو بلایا ہے چاہیے چلیے نہ چلیے میری مجال نہین ہے جو مین زبردستی آپکو
لیجا سکون یہ سنکر سکندر رستم خو نے کہا کہ زبردستی ہمین کوئی بھی نہین لیجا سکتا
تو کیا ہے تیرے باپ کو بھی ہمارے لشکرون کے دیوانہ کر دیا تھا آخر کار اوس نے
بھی اسی طرح مجھے کوہ پر اوتار دیا مگر افسوس کہ نہ معلوم کون دشمن اوسکا تھا کہ اوسے
قتل کرکے چلا گیا مجھے بڑا صدمہ ہوا دیو جندک بن تندک نے کہا کہ غلام اسی
واسطے ہوتے ہین وہ حق نمک سے ادا ہو گیا خدا مجھکو بھی حضور کے حق نمک سے
ادا کرے سکندر نے کہا کہ ہمنے سنا ہے دیو ہر چیز کی صورت بن سکتے ہین جندک
نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہو سکندر نے کہا تم گھوڑا بنو تاکہ ہم سیر بیابانون
کی دیکھتے ہوئے چلین جندک نے غلطک مار کر ہیئت اپنی گھوڑے کی بنائی اور
سکندر رستم خو کو سوار کر کے روانہ ہوا اوس وقت صحرائے اخضر مین
پہونچا جبکہ دیوا ابلق دروازہ قلعہ پر پہونچ چکا تھا اور اہل قلعہ مصروف
دعا تھے کہ صحرا سے تتق گرد مثل بگولے کے بلند ہوئی سب دیکھنے لگے
دیوا ابلق بھی ٹھہر گیا تھا کہ اب جلد ہی نکرنا چاہیے شاید کوئی آدمزاد
ہو کہ اک مرتبہ گرد شق ہوئی دیکھا کہ اک لڑکا تیرہ چودہ برس کا چہرہ مثل ماہتاب
کے روشن مرکب پر دار پر سوار چلا آتا ہے یہ معرکہ دیکھکر سکندر نے دیو سے پوچھا
کہ یہ قلعہ کس کا اور کون مالک قلعہ ہے دیو جندک بن تندک نے
عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ دیوا ابلق نے دنیا کی اسلئے آپ کے بھائی
سہراب بن رستم ثانی نے زیر کرکے مسلمان کیا تھا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ شبل خطے [illegible] ہو کر مسلمان ہوا تھا یہ قلعہ سہراب ثانی کے اور
رستم ثانی کی خسر کا ہے بلکہ والدہ ماجدہ سہراب ثانی کے ہین سکندر نے پوچھا کہ بھائی صاحب

کیا موجود نہین ہین نرچا صاحب ہین جندک نے عرض کی اونکا قصہ طولانی ہے بیان مین دیر ہوگی اور دیو دروازہ قلعہ پر ہو چکا ہے ایسا نہو اہل قلعہ کو زک پہونچے سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ کیا مجال ہے اور تسلی اس سے اطمینان رکھو جب ہم آگئے تو اب دیو کی اتنی مجال نہین ہے یہہ کہکر اشارہ کیا کہ گھوڑا قلعہ کیطرف چلا اودہر دیو الیق نے جو دیکھا کہ اک آدمزاد مرکب پر سوار چلا آتا ہے قلعہ سے پہرا اور دم اسکا فنا ہونے لگا کہ کہین سہراب ثانی نہون اپنے فوج کو حکم دیا کہ مارلو اس آدمزاد بے بنیاد کو دیو سکندر رستم خو کیطرف متوجہ ہوئے اس حرکت پر دیو بہمن نے دیو الیق کیطرف سے منہ پھیر لیا کہ ایک طفل آدمزاد جو کہ پورا لقمہ دہن بھی نہین ہے اوس سے اسقدر خوف کہ فوج کو حکم دیا ہے اودہر اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ ہمارے مددگار پہونچ گئے ہے اور وہ تنہا ہے دروازہ قلعہ کا کہولکر نکل پڑے اور لشکر دیو الیق کو روکا مقابلہ ہونے لگا پہلے تو اخضر پریزاد اور دیو الیق اور اُن دونون کے اہل لشکر کو بھی خیال ہوا تھا کہ معلوم ہوتا ہے سہراب ثانی آگئے کیونکہ صورت دونون کی بہت مشابہ ہے یہی دہوکا ملکہ آسمانیہ مین ہوا تھا کہ سہراب ثانی کو لوگون نے سکندر تصور کیا تھا اوسی طرح یہان سکندر پر سہراب کا گمان گذرا تھا اور دیو الیق نے بہاگنے کا قصد کیا تھا لیکن جس وقت سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خو باش اے گروہ کفار خبردار ہوشیار کہ مین آ پہونچا یہہ نہ خیال کرنا کہ برادر عالیمقدار شاہزادہ سہراب ثانی موجود نہین ہین اونکا خادم تو موجود ہے اب دیو الیق نے جانا کہ یہہ کوئی اور لڑکا ہے اس سے کیا خوف بس نعرہ کر کے چلا کہ او طفل تیری بھی یہہ حقیقت ہے کہ تو مجھسے مقابلہ کرے سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ پہر کیون سامنے نہین آتا دیکھیہ ہم کیسے طفل دیو کش ہین اگر سر تیرا دہڑ سے علیحدہ نہ پہینک دیا تو نام اپنا سکندر رکہنا ہا دیو بہمن دیکہہ رہا ہے کہ اوس فوج کے بادل مین اک چاند ہے کہ کبھی چہپ جاتا ہے اور کبھی پہر نظر آنے لگتا ہے جب سکندر فوج مین پوشیدہ ہو جاتے ہین تو دیو بہمن افسوس کرتا ہے کہ شاید کسی دیو نے کہا لیا اور جب نظر آنے لگتے ہین تو خوش ہو جاتا ہے جی تو سکا چاہتا ہے کہ اگر اس لڑکے کو علیحدہ کر لیجاؤن کیسا منچلا ہے کہ دیو پر مثل شیرون کے حملے کر رہا ہے اور بہت سے دیو مار بھی ڈالے ہین مگر اس خیال سے خاموش ہو رہتا تھا کہ اگر آیا تو ہون دیو الیق کے ساتھہ اور شریک ہو جاؤن اور سکے دشمن کا یہہ کونسی بات ہے مگر وہان سکندر رستم خو مثل شیرون کے برابر حملے کر رہا ہے جس دیو کی شاخ پکڑ کے جھٹکا مارا اوندہے منہ گر رہا کسی کی شاخ توڑ دی کسی کے سر پر گرز مارا یہہ معلوم ہوا کہ اک گنبد شق ہو گیا جس دیو کے گردن پر تلوار ماری ہم اس طرح سر علیحدہ ہو گیا کہ معلوم بھی نہوا کسی کے پاؤن پر تلوار ماری اور لنجا کر کے بٹھا دیا اودہر دیو الیق دیوان قلعہ اخضر کو قتل کر رہا ہے ادہر سکندر رستم خو نے پشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دئے ہین خوب گہمسان کی تلوار چل رہی ہے ترسول پنج سول ارہ پشت نہنگ چوب دست چوب چماق میل فولادی چقماق چادر بیان تو معرکہ جدال و قتال گرم ہے قضائے کار اتفاقات روزگار اس طرف سے ارشیون پریزاد کا گذر ہوا سابق مین ذکر اونکا ہو چکا ہے کہ یہہ صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہو کر اپنی والدہ کی مدد کو روانہ

ہوئے تھے پچاس سردار اسکے ہمراہ ہین یہان جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دیو سے دریافت کیا کہ یہ
کون مقام ہے اور لڑائی کیسی ہو رہی ہے دیوون نے نام و نشان قلعہ اخضر کا بتایا اور
قرابت رستم ثانی کی بیان کی کہ اخضر پریزاد رستم ثانی کے نسب سے ہین دیو ابلق سے
جنگ ہو رہی ہے یہہ دیو کافر ہے بس ارشیون نے فرہاد خان یک ضربی سے کہا کہ
اتبو اس جنگ مین شریک ہونا جملہ واجبات سے ہے فرہاد خان نے کہا کہ بیشک یہہ نہین ہو
کہ آنکھون سے دیکھکر ٹال جائین فرسنگ بن لندہور سے کہا کہ بس انتظار نکیجئے فوراً اپنے
دیوون سے کہا کہ گھوڑے بنو دیو زمین پر اوترے اور غلطیدن لگا لگا کر مرکب بنکر تیار ہوے
ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور و فرہاد خان یک ضربی سب کے سب اپنے
پچاس جوانون سمیت نعرے کرکے لشکر دیو ابلق پر گرے اور دیوونکو قتل کرنا شروع کیا
آواز نعرونکی سنکر اخضر پریزاد اور بھی خوش ہوے کہ سرداران لشکر امیر برائے مدد آئے
اگرچہ دیکھا نہ تھا لیکن شاہزادہ رستم ثانی کی زبانی نام تو اکثر سنے تھے اسطرح سکندر رستم خو
نے بھی نام ان لوگون کے سنے تھے پلٹ کر دیکھا اتنے خوب لڑائی ہونے لگی دیو تہمتن بھی
ایک طرف کھڑا سیر دیکھہ رہا تھا کہ آدمزاد دیوون سے کس ہمہی کے ساتھ لڑ رہے ہین کہ
اسطرح دیو بھی دیو کا مقابلہ نہین کر سکتا اسی اثنا مین دیو ابلق اور سکندر رستم خو
کا سامنا ہوا دیو ابلق نے کہا کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ سیکڑون دیو میرے لشکر کے
قتل کئے تو کون ہے اور کیا طرفداری ہے تجھے اخضر پریزاد کے سکندر رستم خو نے جواب
دیا کہ تجھے اس سے کیا مین کوئی ہون اک خداپرست پر تو ظلم کرتا ہے مین بھی خداپرست
ہون اسوجہہ سے تجھے کافر سمجھکر برائے مقابلہ آیا ہون تو دیو ہے مین آدمزاد ہون
لاضرب بہادری کی دیو ابلق نے کہا کہ سہراب ثانی تیرا کون ہے سکندر رستم خو
نے کہا کہ وہ میرے برادر عالی قدر ہین او ملعون تو اونکا نام اس بے ادبی سے میرے
سامنے لیتا ہے اب تیرے کلے پھاڑے بغیر مجکو قرار نہ آئیگا یہہ سنکر دیو ابلق نے
چوب چقماق سر پر سکندر کے لگائی سکندر رستم خو نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا
جھٹکا مارا کہ دیو ابلق اوندھے منہ آرہا یہہ معلوم ہوا کہ ہاتھ شانہ سے جھول گیا دیو نے اک
چیخ ماری دیو تہمتن نے تعریف کی اور بے اختیار ہو گیا سکندر رستم خو نے جو ہاتھ کو
مروڑ کر زرا سا کن دیا دیو ابلق چت ہو گیا بس کود کر مرکب سے چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا
خنجر کمر سے کھینچکر منہ مین دیو ابلق کے دیا دیو نے چاہا کہ خنجر کو چبا لون سکندر نے اپنی
باجو پر رکھکر جو کھینچا تا بناگوش چاک کر ڈالا اسیطرح دونون کلے پھاڑ دئے اور کہا کہ یہہ سزا
اوس زبان درازی کی ہے یہہ کہکر دیو ابلق کو چھوڑ دیا دیو ابلق اوٹھکر بھاگا تھا کہ تہمتن
گرززن نے آواز دی کہ لعنت ہے تجھپر کہ اک طفل آدمزاد کے سامنے سے بھاگا جاتا ہے
اور تیرے بنائے کچھہ نہین بنتی دیو ابلق کو یہہ سنکر غیرت آئی اور پھر پلٹ پڑا تہمتن
نے سکندر رستم خو کو آواز دی کہ دیو پھر آتا ہے غفلت سے کام نہ لیجیو سکندر رستم
خو نے جو دیو ابلق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ او اجل رسیدہ جینے تو
سے تجھے چھوڑ دیا تھا مگر تو خود موت کے منہ مین چلا آیا اب مین مجبور ہون دیو ابلق نے

ابکی مرتبہ از پشت نہنگ کا وار کیا سکندر رستم خو کو معلوم ہے کہ یہ حربہ سپر سے نہین
رکتا ہے پس جست کرکے تلوار ماری کہ ارہ قبضہ کے پاس سے ٹوٹکر گرا اور خبردار خبردار
کہکر آپنے دیو کے پشت پر سے جست کرکے تلوار ماری تو سر پر دیو ابلق کے پڑی ہر چند
کہ اس نے سپر کو اوٹھایا چہرہ کے پناہ کیا تھا مگر تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر
دو ٹکڑے کئے پیمانہ خود کا سر کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن نے مثل قطرہ آب کے
گذری اور صندوق سینہ کو کہولکر شکم و کمر کے دو دو حصہ کرتی ہوئی زمین تک پہونچی کہ
دیو ابلق تو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور لشکر اگر رہگیا فوج اسکی بہاگی دیو ہمتن نے
آواز دی کہ اے صاحبزادے کیا ہاتھ مارا ہے کہ اتنے بڑے دیو کے برابر دو ٹکڑے
ہوئے اور یہ دیو ہمتن اسیوقت سے عاشق ہوگیا دلمین کہا کہ کسیطرح یہ لڑکا ہاتھ
آئے تو قابل ساتھ رکھنے کے ہے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرہنگ
بن لندہور تو اوچھل پڑے اور کہا کہ اے شہریار عالی وقار سبحان اللہ آپ ہی وارث
تخت صاحبقرانی معلوم ہوتے ہین اگرچہ مجھے یہ نہین معلوم کہ آپ فرزند کس بزرگ
کے ہین لیکن اتنا سمجھ لیا کہ نسل صاحبقرانی سے ضرور ہین یہ کہکر قریب آئے اور
ہاتھون کے بوسے لئے اور حال اپنا بیان کیا کہ باپ اوس شخص کا صاحبقران گزر
جانشین جناب حمزہ صاحبقران کہلاتا تھا سکندر رستم خو کہا ہان ہان مین سمجھا
جسکو رستم ہمتن شاہزادہ علمشاہ رومی نے مع فیل اوٹھا لیا تھا ارشیون پریزاد نے
سر جہکا لیا سکندر رستم خو نے ان لوگون کو گلے لگایا اور دست کرم پشت پر
رکہا فرہاد خان یک ضربی نے عرض کی کہ غلام شاہزادون سے کہین مقابلہ کر سکتے ہین
بیشک شاہزادہ علمشاہ نے مع فیل اونکو اوٹھا لیا تھا اب میدان خالی ہوگیا دیون
دیو ابلق بہاگ کر لشکر دیو ہمتن کے عقب مین چھپے اور شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے دیو ہمتن گرز ہی گو ہے اور یہی میدان ہے
اگر تجھے بھی کچھ دعوے ہے تو نکل آ میدان مین مین بھی تجھے آزماؤن اور دیکھون کہ تیرا
بائیس سو من کا گرز کیسا ہے دیو ہمتن نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تو بڑے حوصلے کا
صاحبزادہ ہے مین تجھسے مقابلہ کرنا پسند نہین کرتا اس لئے کہ اگر میرے ہاتھ سے تو
مارا گیا تو جب بھی مجھے صدمہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ میرے تیرے قوت کی آزمائش
دوسرے طریقہ سے ہو جائے یہ فیل آہنی میرا ہے کہ جسکو سوا میرے آجتک کسی
دیو نے نہین اوٹھایا ہے جس آرابے پر یہ رکہا ہوا ہے اسے کئی دیو ملکر کھینچتے ہین
پس اگر اس فیل کو تو اوٹھالے تو مین اطاعت تیری اختیار کرتا ہون ورنہ تو میری
اطاعت اختیار کرنا سکندر رستم خو نے منظور کیا اور مع ارشیون پریزاد و فرہنگ بن
لندہور و فرہاد خان یک ضربی قریب اوس فیل کے آئے اول ارشیون پریزاد
نے زیر فیل جاکر دونون پاؤن پکڑ کر پشت شکم فیل مین لگا کر زور کیا تو صرف ایک
پاؤن فیل کا اپنی جگہ سے اوٹھا باقی دوسرے پاؤن نے جگہ بھی نہ چھوڑی اور منہ
ارشیون پریزاد کا سرخ ہوگیا پیشانی پر پسینہ آگیا ارشیون فیل کو چھوڑکر علحدہ

ہوئے دیو تہمتن نے ارشیون کی بھی تعریف کی اور کہا کہ اک آدمزاد کے واسطے اتنا زور
بھی بہت ہے کہ جو لنگر دیلون سے نہ اوٹھے اوسے تمنے تھوڑا سا اوٹھا لیا لیکن بعد
ارشیون پریزاد کے فرسنگ بن لندہور نے زور کیا دو پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ
گئے اس کے بعد فرسنگ مین بھی تحمل زور کرنے کا باقی نرہا دیو تہمتن نے فرسنگ کی
بھی تعریف کی اسکے بعد فرہاد خان یک ضربی نے زور کیا تین پاؤن فیل کے زمین
سے اوٹھ گئے لیکن چوتھا پاؤن زمین سے نہ اوٹھ سکا آخر کار مجبور ہو کر یہہ بھی الگ
ہٹ گئے لیکن دیو تہمتن اور سکندر رستم خو نے فرہاد کی تعریف کی اب شاہزادہ
سکندر رستم خو نے دامن گردانے اور آستینین اولٹین اور زیر فیل جاکر دونون
پاؤن فیل کے ہاتھونمین پکڑ کر شکم فیل سے ملاکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اب جو زور
کیا تو پہلے ہی زور مین چارون پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ گئے اب جو تمتما کر
دوسرا زور کیا تو سر سے بلند کر لیا چار پانچ قدم لئے ہوئے چلے آئے اور یہہ طرح
گھٹنا ٹیک کر فیل کو زمین پر رکھدیا تب دیو تہمتن دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور عرض کی
کرتا زندایم بندہ ایم واقع مین کہ یہہ قدرت مجھ مین بھی نہین کہ جسطرح اوٹھاؤن اسیطرح
پھر اسے رکھہ بھی دون مین سر سے بلند کرکے پھینک دیا کرتا تھا ہر چند قصد کیا کہ کھڑے
ہونے کے بعد اس لنگر کو سنبھالے ہوئے پھر بیٹھ جاؤن ممکن نہوا شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دست شفقت دیو تہمتن کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ تم بڑے نیک طبیعت ہو اور
منصف مزاج ہو لیکن مذہب تمہارا کیا ہے دیو تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار
مینے خوب غور کیا مذہب کا معاملہ میری سمجھ مین نہ آیا میرے باپ دادا سب ابلیس پرست
تھے لیکن مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون اور تلاش مین ہون کہ اگر کوئی مذہب حق مجھے
تحقیق ہو تو اوسے اختیار کرون شاہزادہ نے چند ادلہ وجود ذات باری تعالے
مین ایسے پیش کئے کہ دیو تہمتن احدیت ایزدی کا مقر ہوا اور عرض کی کہ جو آپکے
مذہب مین آئے وہ کیا کرے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا دیو تہمتن بزبان و دل
صدق مسلمان ہوا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین گلستان ارم کیطرف
جانے والا ہون دیو تہمتن نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون مگر اخضر پریزاد نے
کہا کہ اپنے میری مدد کی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اولاد صاحبقران سے ہین لہذا
ایک روز قلعہ مین قیام کیجئے کسل راہ دفع ہو لے توجدہر مزاج مین آئے اوسطرف
چلے جائیگا اور اسم گرامی اپنے والد ماجد کا بیان کیجئے شاہزادہ سکندر رستم خو نے
بیان کیا کہ نام والد ماجد کا شہریار عالی وقار ہے اور اسم گرامی دادا صاحب کا ایرج
نوجوان ہے مینے سنا ہے کہ آپ عمو صاحب یعنے شاہزادہ رستم ثانی کے خسر
اور بھائی صاحب سہراب ثانی کے جد مادری ہین مجھسے ایسی لفظون مین بات
کیجئے جسطرح خردون سے کلام کرتے ہین یہہ سنکر اخضر پریزاد نے سکندر رستم خو
گلے سے لگا لیا اور ساتھ اپنے لئے ہوئے داخل قلعہ ہوا ساتھ سکندر کے فرہاد خان
یک ضربی فرسنگ بن لندہور و ارشیون پریزاد اور تازہ رفیق سکندر کا دیو تہمتن بھی

قلعہ مین داخل ہوئے اب اخضر پریزاد نے اپنے دیوون سے سامان دعوت کا حکم دیا
اور خود سکندر رستم خو کو ہمراہ اپنے لئے ہوئے محل مین داخل ہوا مضراب پری نے
جو صورت سکندر کی دیکھی شہراب ثانی کے دھوکے دوڑ کر گلے سے لگایا اور کہا کہ اے
فرزند اپنے باپ اور چچا اور دادا کو کہان چھوڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ یہہ وہ فرزند نہین
ہے جسے تم سمجھی ہو یہہ تمہارے دیور شہریار کا فرزند ہے تمہارے فرزند کا چچازاد
بھائی ہے یہہ سنکر مضراب پری نے سر سے پاؤن تک بلائین لین اور کہا کہ یہہ اور خوشی
کی بات ہے کہ پہلے ایک ہی آنکھہ مین روشنی تھی اب دونون مین ہوئی مجھے دوہرا سہارا ہوا مگر یہہ
فرزند شہراب سے کسقدر مشابہ ہے اخضر پریزاد نے کہا کہ پھر تعجب اسکا کیا ہے
آخر بھائی اوسکا ہے یا کوئی غیر ہے لیکن سکندر رستم خو کو جو مضراب پری نے جوڑا شہانا
پہنے دیکھا اور خوشبوئے نوشاہی دماغ مین پہونچی کہا اے فرزند یہہ کیا معرکہ ہے جو تو
اس ہیئت سے ہو جیسے کوئی دولھن کو بیاہنے جاتا ہے سکندر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے
اور تصویر ملکہ ماہ سیمائی نگاہون کے نیچے پھر گئی لیکن ضبط کیا اور شرم سے گردن نیچی
کرلی اخضر پریزاد نے اشارہ سے منع کیا کہ لحاظ نہ توڑو وہ شرماتا ہے مین حال اسکا
دریافت کرونگا اور وہان سے دیو جندک بن بندک کے پاس آکر پوچھا کہ تم اس
شہریار کو کہان سے اوٹھا لائے جندک نے تمام واقعہ شہر نقش و نگار کا بیان
کیا کہ اسطرح یہہ شاہزادہ دولھن کو بیاہنے گیا تھا باغ مین پہونچ چکا تھا کہ مین اوٹھا لایا
راہ مین یہہ واردات دیکھکر یہان اوتر پڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ کوئی ایسا ظلم بھی
کرتا ہے جندک بن بندک نے عرض کی کہ مین حکم ملکہ آسمان پری سے مجبور تھا کہ انہون
نے فرمادیا تھا کہ بغیر بزرگون کے شرکت کے شادی کیسی جلد تو جاکر اوٹھا لا اخضر پریزاد
نے آکر مضراب پری سے سب کیفیت بیان کی اور سکندر رستم خو سے کہا کہ تم
ہم ساتھہ چلین گے اور تمہاری شادی کر دینگے سکندر نے کہا کہ مجھے دادی صاحبہ
ملکہ آسمان پری نے طلب کیا ہے سنا ہے کہ دیوون نے اونکے ملک پر چڑھائی کی
ہے مجھے اونکی مدد کے لئے جانا ضرور ہے بعد اوس مرحلے کے دیکھا جائیگا اور مین
آپکو بھی اطلاع دیکر تکلیف دونگا جتنے عرصہ مین اخضر پریزاد نے جندک سے حال
سکندر کا دریافت کیا تھا اتنے عرصہ مین سکندر رستم خو نے مضراب پری سے
اپنے بھائی اور باپ اور چچا اور دادا کا حال دریافت کیا کہا کہ وہ لقا بد [illegible]
پردہ دنیا کیطرف گئے ہین اور مقابلہ کر کے بدیع الملک سے صاحبقرانی چھینینگے
یہہ سنکر سکندر کو بھی جوش شجاعت پیدا ہوا اور دلمین تہیہ کر لیا کہ بعد فراغ مرحلہ
گلستان ارم کے جاکر اپنے بھائی کے شریک ہونگا اور بدیع الملک سے مقابلہ
کرونگا الحاصل تین روز تک سکندر رستم خو قلعہ اخضر مین مقیم رہے اسکے بعد
اخضر پریزاد سے کہا کہ اب مجھے اجازت ہو اسلئے کہ پہلے بہارستان قاف
پر جاکر مجھے بہار پری کی خبر لینا ہے اور اوس کے بعد گلستان ارم کیطرف جاؤنگا
ایسا نہو کہ دیو ان کفار ان ممالک اسلام کو تباہ و برباد کردین اخضر پریزاد نے

بمجبوری سکندر رستم خو کو رخصت کیا اور سکندر رستم خو مع دیو تہمتن قلعہ اخضر سے
نکلکر بہارستان قاف کیطرف متوجہ ہوئے جندک بن بندک نے کہا کہ اے شہریار ملکہ
آسمان پری کا پریشان ہونا کہ کیا سبب ہوا جو اتنا عرصہ گذرا ایک واقعہ ہو چکا ہے علاوہ اسکے
ایسا نہو کہ دیو تفرقت آگیا ہو سنا ہے کہ انکی مرتبہ بڑی جمعیت اوسکے ساتھ ہے سکندر
رستم خو نے کہا کہ ارسیون پریزاد نے جنگ مین میرا ساتھ دیا ہے مین اسکے ساتھ
ضرور جاؤنگا اور انکی مان کا ملک دیوان زندانی کے ہاتھ سے بچاؤنگا بعد اسکے
گلستان ارم کیطرف جاؤنگا ہر چند دیو جندک نے اصرار کیا نہ مانا ارشیون پریزاد نے بھی
عرض کی کہ غلام آپ کے اُن دیوون سے سمجھ لینگے فرمایا واہ یہہ کب ہو سکتا ہے کہ مین تمہارے
ساتھ نہ چلون الحاصل یہہ سب بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب کچھہ کم گیارہ
ہزار یہہ دیو زاد و آدمزاد ہین دس ہزار دیو تہمتن گرزن کے ساتھ ہین اور پچاس سردار
ارشیون پریزاد کے ہمراہ ہین اور سکندر رستم خو الیلے دیو جندک کو گھوڑا بنائے ہوئے
سب سے آگے آگے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین ایک تو یہہ دیو تیز رفتار ہے کہ کوئی
دیو اس کے برابر آ نہین سکتا دوسرے یہہ کہ آپ رانون سے مسلتے جاتے ہین جندک
مارے ڈر کے بھاگا چلا جاتا ہے اور دیو جو ساتھ ہین دوڑتے دوڑتے ہانپنے لگے
ہین اسیطرح سے طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب بہارستان قاف کے پہونچے
تو دیکھا کہ کچھہ دیو بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو دیوون نے بیان کیا کہ ہم ملکہ بہار پری کیطرف سے خزانہ بہارستان قاف
کے محافظ تھے جب سے بہارستان قاف تاراج ہوا اور دیوان گلستان عدم کے
قبضہ مین آیا تو ہمنے خزانہ کو مخفی کیا اور کچھہ نشانات ایسے بنا دیئے کہ جنکو ہمین پہچان سکتے
ہین دوسرا نہین جان سکتا اوسکو روز دیکھہ آتے ہین کہ اوسی طرح خزانہ برقرار ہے
یا نہین سکندر رستم خو نے کہا کہ اب یہان کون حاکم ہے اور بہار پری کہان گئین
دیوون نے بیان کیا کہ ملکہ ہماری ملکہ قمر پری مین ہین اور یہان دیو ارزال برق
بریق کی طرف سے حاکم ہے اور دو لاکھہ دیو اوسکے تابع ہین اور دو سردار دیوون
کے بڑے بڑے زبردست ہین کہ اونکا مقابلہ ہر ایک دیو نہین کر سکتا بس شاہزادہ
نے اسی مقام پر قیام کیا اور دیو تہمتن سے کہا کہ تم جاؤ اور اوسکو سمجھاؤ کہ ملک خالی کرد
اور یہان سے چلا جائے ورنہ بہت خراب ہوگا دیو تہمتن گرزن پیغام سکندر رستم خو کا
لیکر دیو ارزال کے طرف روانہ ہوا لیکن دیو ارزال کو جو خبر ہوئی کہ فرزند بہار پری
اولاد حمزہ سے کسی لڑکے کو ساتھ لیکر آیا ہے اور تھوڑی سی فوج بھی اوسکے ہمراہ ہے
بس اس نے اپنے دونون سپہ سالارون سے حکم دیا کہ لشکر قلعہ سے باہر نکالو اور
بارگاہ برپا کر حکم پاتے ہی دیو فیل سر اور دیو شیر سر نے لشکر قلعہ بہارستان سے
باہر نکالا اور بارگاہ برپا کی سکندر رستم خو نے لشکر کو باہر نکلتے دیکھکر اپنے دیوون کو
بھی سامنے لشکر دیوان گلستان عدم کے اوتارا اور خیمہ برپا کیا لیکن دیو تہمتن جو لشکر
حریف مین پہونچا یہہ خبر دیو ارزال کو ہوئی کہ حریف کی طرف سے اک دیو زبردست

ایلچی بنکر آیا ہے دیو ارزال نے بلایا تہمتن نے آواز دی ہمہ نامہ دار دیو ارزال
نے کہا کہ لاؤ نامہ تہمتن نے کہا کہ نامہ میری زبان ہے صرف اتنا لکھم اپنے شہریار کا
لایا ہون کہ تو اس ملک کو خالی کر دے اور مع لشکر جہان جی چاہے یہان سے چلا جا
ورنہ سزا پائیگا دیو ارزال یہ مضمون سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ قدرت خدا کی
کہ آدمزاد دیونکو دہمکی دین اور اے دیو تو اتنا بڑا قوی ہیکل ہو کر ایک آدمزاد کا
ایلچی بنکر آیا ہے اور اوسکا مطیع ہوا ہے تجھے شرم نہین آتی دیو تہمتن نے کہا
کہ جسوقت آدمزاد سے سر میدان سامنا پڑیگا اسوقت حقیقت کھلے گی دیو ارزال
نے کہا دیکھا جائیگا تم جاؤ ہم طبل جنگ بجواتے ہین دیو تہمتن وہان سے پلٹ کر خدمت
شاہزادہ مین آیا اور عرض کی کہ وہ نہین مانتا لڑنے کو کہتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا
وہان دیو ارزال نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی یہان
صرف دس ہزار دیو دیو تہمتن کے ساتھ ہین انہین کے ساتھ دو چار نقارہ تھے
وہ یہان بھی بجنے لگے تیاری جنگ ہونے لگی دیو تہمتن نے شاہزادہ سکندر رستم خو
سے عرض کی کہ اب کل اس تازہ غلام کی جانبازی کا تماشا دیکھے گا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے نماز سحری سے فراغت کر کے رخ میدان کارزار کا کیا ارشیون
پریزاد و فرہاد خان یک ضربی مع فرسنگ بن لندھور ہمراہ رکاب ہوئے
دیو تہمتن گرززن نے اپنے دس ہزار دیونکا پرا جمایا کیسے کیسے دیو انتخاب روزگار
دیو تہمتن کے لشکر مین بھی ہین کہ ہر ایک لائق سرداری معلوم ہوتا ہے اودہر دیو
ارزال تخت پر سوار ہو کر میدان مین آیا دو لاکھ دیو پرے سے جا کر کھڑے ہوئے
آگے اون کے دونون سردار یعنے دیو فیل سر اور دیو شیر سر بر تبر سرداری
کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے
کڑکا کہا دیو فیل سر سامنے دیو ارزال کے آیا اور رخصت جنگ طلب کی دیو
ارزال نے کہا کہ جا تجھکو خداوند یتیس کے نگہبانی مین دیا دیو فیل سر میدان مین
آیا اور مبارز طلب کیا دیو تہمتن گرززن نے شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہا
کہ اب مجکو بھی اجازت ملے شاہزادہ نے فرمایا کہ جاؤ حفاظت پروردگار مین دیا
اور آستین مرحمت پشت پر جھاڑی دیو تہمتن نے گرز اپنا ہاتھ مین سنبھالا اور
مثل فیل مست کے میدان مین آکر چنگھاڑا دیو فیل سر نے شمشاد کا وار کیا دیو تہمتن
نے وار اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ دیو فیل سر اوندھے موہنہ
گر رہا بس وہی دستہ چوب جو سر پر اسکے مارا سر پاش پاش ہو گیا اور دیو فیل سر
پھڑک کر مر گیا یہ دیکھتے ہی دیو شیر سر دوڑ پڑا کہ غضب کیا تو نے کہ بھائیکو اوس
شخص کے مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور آتے ہی دیو تہمتن گرززن پر
گرز مارا دیو تہمتن نے گرز اسکا اپنے گرز پر روکا اور خود گرز مارا کہ دیو شیر
سر کو سنبھلنے بھی نہ دیا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ ٹوٹ پڑا بائیس سو من کی ضرب جو سر پر
پڑی سر سینے مین اور سینہ گردن مین سر و گردن و سینہ شکم مین زمین پر اگر

گوشت کا تھلکا ہو رہا شاہزادہ نے اپنے رفیق کی بہت تعریف کی لیکن دیو ارزال نے
لشکر کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اس دیو کو یہہ سنتے ہی دو لاکھ دیو دوڑ پڑے اور
تہمتن گرز زن کو گھیر لیا لشکر چلنے لگا اودہر دیو تہمتن کے دیو بھی آ پڑے شاہزادہ سکندر
رستم خو بھی دیو جندک کو گھوڑا اٹھا کر دوڑ پڑا اور ارشیون پریزاد و فرہاد خان
یکہ ضربی و فرسنب بن لندہور سب آ پڑے تلوار چلنے لگی دیو تہمتن نے آواز دی
تھی سکندر کو کہ اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں آج اس غلام کی لڑائی کا تماشا دیکھتے
جائیے کہ دو لاکھ کو میں اکیلا کیونکر شکست دیتا ہوں بس یہہ دس ہزار دیو میرے کافی ہیں
سکندر رستم خو نے کہا کہ یہہ ہمارا شیوہ نہیں کہ رفیقوں کو قتل کروائیں اور اپنی جان
بچائیں یہہ فرما کر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا اودہر ارشیون پریزاد دیوؤنکو قتل کر رہا
ہے جس دیو نے حربہ کیا اوسے روکرکے جو تلوار ماری سر الگ جا گرا ایکطرف فرسنب
بن لندہور گرز سنبہالے ہوئے جس دیو کے سر پر وار کیا ایک سے کے سو ٹکڑے ہوئے ایک
جانب فرہاد خان یکہ ضربی اپنی چوب دست اوٹھائے ہوئے لڑ رہا ہے جس دیو پر چوب دست
ماری اوسکو پست کر دیا ایک طرف دیو تہمتن تو لوٹ کیا رہا ہے کہ کھیل رہا ہے جو دیو قریب
آیا یوہیں جو گرز مارا پر اٹہا ہو کر رہگیا اسیطرح دیوؤنکو پٹکتا ہوا چلا جاتا ہے سکندر
رستم خو قریب دیو ارزال کے پہونچ گئے دیو ارزال نے چوب چماق کا وار کیا
سکندر نے چوب اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دی دیو ارزال نے چاہا کہ
پست پڑوں شاہزادہ نے پہلو کی طرف آکر بند کمر پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا دیو
تہمتن اس زور پر نثار ہو گیا اور کہا اے شہریار یہہ بات آپ ہی کے واسطے ہے
دوسرے کی کیا طاقت ہے جو اتنے بڑے دیو کو اسطرح اوٹھائے شاہزادے
نے فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارہ میں اس نے تکرار منظور کیا جیسے ہی
شاہزادے نے اسکو چھوڑا دیو ارزال اوٹھکر بھاگا اور پکارا او آدم زاد اب تو مجھکو
کیا پائیگا جاتا ہوں اور دیکھ کتنے دیو تیرے سرکوبی کے واسطے لاتا ہوں دیو تہمتن
نے دیکھا کہ یہہ بہاگا جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا ارزال نے پلٹ کر گرز مارا دیو تہمتن
نے گرز اسکا چھین لیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے یہہ احتیاط اسوجہ سے
تھی کہ یہہ شکار آپکا ہے ایسا نہو مار ڈالوں تو خلاف مزاج ہو لیکن جسوقت شاہزادے
فرمایا کہ یہہ مرتد ہے چیر کر پھینک دو اسکو بس اجازت پاتے ہی دیو تہمتن نے دونوں
پاؤں اسکے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کے یوہیں جو جھٹکا مارا اساغری سے زخری
تک چیر کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی بھاگی دیو تہمتن نے تعاقب کیا اور کئی
کوس تک انکو بھگا دیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ بس بھاگتے کا پیچھا نہیں
کرتے ہیں یہہ سنکر دیو تہمتن پلٹا اب شاہزادہ نے ارشیون پریزاد سے کہا کہ قلعہ کا
بندوبست کرو ارشیون نے عرض کی کہ لشکر کے فراہم کرنے میں عرصہ ہوگا اور حضور
کو ابھی گلستان ارم جانے کی جلدی ہے اسے ابھی یوہیں رہنے دیجئے جسوقت گلستان ارم
سے پھر آئیگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ وہاں سے ملک قمرزاد و کہرزاد کی طرف روانہ ہوئے جسوقت

خبر بہار پری کو ہوئی کہ فرزند تیرا آتا ہے اور ساتھ اوسکے ایرج نوجوان کا پوتا بھی
ہے اُس نے خود شاہزادہ سکندر کا استقبال کیا اور جلاجل پری سلاسل پری وغیرہ
سب ساتھ آئین اور شاہزادہ سکندر کو استقبال کر کے قلعہ قمر پیہ مین لائین ملکہ قمر پری
وگلنر پری بلاگردان ہوئین اور حال قتل قمرزاد وگلرزاد کا بیان کیا سکندر رستم خو وہان
سے قبر پر آیا اور فاتحہ خیر پڑھکر رویا پہلے تو شور گریہ بلند رہا بعد اسکے بہار پری
نے اپنے فرزند کو گلے لگایا پوتے کو پیار کیا ارشیون پریزاد نے بہار پری سے
کہا کہ ملک آپکا فضل خدا سے دشمن کے ہاتھ سے چھوٹا سب دیو مارے گئے اب مین تو
شاہزادہ کے ہمراہ گلستان ارم کو جاتا ہون آپ قلعہ کی طرف تشریف لیجائیے اس لئے کہ
شاہزادہ کی بدولت قلعہ فتح ہوا اور انہون نے میرا اسقدر خیال کیا کہ اپنی دادی ملکہ
آسمان پری کی مدد کو جاتے تھے لیکن پہلے بہارستان قاف پر گئے اب یہ کیونکر
ہو سکتا کہ مین اس شہریار عالیمقدار کا ساتھ نہ دون بہار پری نے کہا کہ نہایت
مناسب ہے بلکہ مین بھی ساتھ چلونگی اور کسی دیو کو سردار کر کے فوج برائے حفاظت
ملک بھیجے دیتی ہون یہہ کہکر دیو نخوت بلند بالا کو سالار لشکر کر کے قلعہ کی جانب روانہ
کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری وگلنر پری سے کہا کہ آپ میرے
ہمراہ گلستان ارم کیطرف چلئے اس لئے کہ آجکل قاف مین بڑی ابتری ہے اور زمانہ
پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی دیو اسطرف بھی چڑھ آئے اور خدانخواستہ
آبرو کے عوض جان دینا پڑے قمر پری اور بہار پری نے آپس مین کہا کہ بے توجہ
لیکن بات فہم کی کہتا ہے کہا اے فرزند جیسی تمہاری رائے ہو ہمین عذر نہین ہے
غرضکہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری وگلنر پری و بہار پری و سلاسل پری
و جلاجل پری ان سب پریون کو ہمراہ لیا اور ارشیون پریزاد سے اصرار کیا
کہ تم بہارستان قاف مین جاکر انتظام کرو مگر ارشیون نے نہ مانا اور عرض کی کہ مین
ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون اور یہی فرہاد خان یک ضربی اور فرسنگ
بن لندہور نے بھی جواب دیا آخر شاہزادہ سکندر رستم خو ان سب کو اپنے ہمراہ
لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا کہ اب حال اسکا وقت پر تحریر ہو گا لیکن

اب یہان سے کچھ حال گلستان ارم کا تحریر ہوتا ہے

بفضل خدائے زمین و زمان — اینجاست آغاز این داستان

مصوران معرکہ جدال و قتال و نقشہ نویسان صورت خیال اس داستان جراءت
نشان کو صفحہ قرطاس پر یون قلم بند کرتے ہین کہ بعد ماتمداری سعد بن قباد شہریار
بادشاہ دوم لشکر اسلام و سلطان سعد بادشاہ سوم فوج مسلمانان و چوگان بن حمزہ
انتظار مین سکندر رستم خو کے بیٹھے ہین کہ اک مرتبہ چند دیوون نے آکر عرض کی کہ دیو
نفریت بن عقریب بڑی جاہ و حشم سے بارادہ جنگ پھر آتا ہے اکی مرتبہ اوسکے
ساتھ قریب انیس لاکھ دیوون کے ہین اور پچاس ساٹھ دیو نہایت زبردست ہمراہ ہین
کہ جنمین ایک ایک دیو لاکھ لاکھ دیو نکا افسر ہے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ پروا نہین

ہے کہو راشد جنی و ارشد جنی سے کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکالین اور بارگاہ برپا کرین
حسب الحکم راشد جنی و ارشد جنی نے لشکر کو قلعہ گلستان ارم سے باہر نکالا اور بارگاہ
برپا کی صاحبقران اعظم مع عبدالرحمن جنی آکر بارگاہ مین مقیم ہوئے اوسوقت اک عجب
سمان تھا کہ صحرا بہار پر تھا سراپردہ بارگاہ کے اوٹھے ہوئے تھے صاحبقران اعظم سیر
صحرا کر رہے تھے صبح کا سہانا وقت تھا طائران پرستان مصروف زمزمہ سرائی تھے
کوڑیالا پھولا ہوا تھا سبزہ ایسے خواب غفلت مین تھا کہ گویا اس نے بیداری کبھی خواب
مین بھی نہ دیکھی تھی لالہ کوہی کا رنگ حنا کو شرمندہ کرتا تھا شفق کا رنگ اوسکے آگے دبتا
تھا خون سر فرہاد کے رنگ کو مٹاتا تھا اور داغ بیرنگی دیتا تھا دھوپ ہلکی ہلکی درختون
کی چوٹیون پر آگئی تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر شجر تاج زر سر پر رکھے ہوئے ہے صاحبقران
اعظم محو صنعت صناع عالم ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے بر خاست مگر گرد تیرہ و تیرہ
و خیرہ کنندہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ

شعر

از سم ستوران دران پہن دشت | زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اک طبقہ آسمان کیطرف جا رہا ہے کہانتک بیان کیا جائے کہ آسنے سامنے
ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا۔ اول تین سو علم نشانہ
تین لاکھ جوانون کا نمودار ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف ابلیس پرتلبیس کی مرقوم
تھی اور اک دیو دراز قد بلند بالا ازرق چشم کور باطن سیاہ فام جسم پر چیتھڑے پڑے ہوئے
شاخین بڑی بڑی وار شمشاد باندھے ہوئے کہ دو دیو اوسکے دونون پہلوؤن مین پشت
پر ہین لاکھ دیو مہیب صورت بد طینت کریہہ منظر اٹھائے بارگاہ کا بار کیے ہوئے آکر ہو پہنچے
اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوئے بارگاہ وسط صحرا مین برپا کی صاحبقران
اعظم نے اپنے دیوون سے دریافت کیا کہ یہہ کون دیو ہے لوگون نے بعد دریافت
حال آکر عرض کی کہ نام اسکا دیو اشتقال ہے یہہ سات دیوونکا افسر ہے جنمین کا ہر دیو
ایک ایک لاکھ دیوونکا افسر ہے اور یہہ دونون دیو جو اسکے ہمراہ ہین یہہ بھی اسکے
تابع ہین اور ایک ایک لاکھ دیو کے افسر ہین نام ایک کا دیو کلیزال اور دوسریکا
دیو شیزال ہے یہہ سب دیو پیش خیمہ دیو نفریت بن عفریت کا لیکر آئے ہین یہہ سنکر
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اتنے جلد یہہ ملعون ایسے شوکت پیدا کرکے پھرا ہے خیر
دیکھا جائیگا اتنے مین پھر جانب بیابان سے متتق گرد بلند ہوا اور دو دیو دو لاکھ دیوون
سے آکر پہونچے اور فوج اشتقال مین شامل ہوکر خیمہ زن ہوئے صاحبقران اعظم نے نام
ان دونون کے بھی دریافت فرمائے دیوون نے بیان کیا کہ انمین ایک دیو کا نام دیو
کمر کھرا اور دوسرے کا نام دیو تن تنا ہے یہہ دونون بھی اسی دیو کے ماتحت
ہین اتنے مین پھر گرد اڑی اور جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر دو سو علم سیاہ رنگ
نظر آئے کہ جنپر تعریف ابلیس ملعون کی مرقوم تھی دو دیو اور نہایت زبردست
کے رنگ انکے سرخ تھے اور بدن پر نیلے مٹھے کردے ہوئے تھے شاخین ان کی پیچ
کھائی ہوئی صاحبقران اعظم نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انمین ایک دیو کا نام

ہاموں اور دوسرے کا نام ہومان ہے یہہ دونوں بھی لشکر کفار میں شامل ہوئے
ان دیوون کی آمد میں شام ہو گئی جب دوسرا روز ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ
مین آکر فروکش ہوئے تو دیکھا کہ پھر گرد اوڑی آہستہ آہستہ ہوا نے مار اگرد کو کرکے
مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا تو پھر دل گردے دو سو علم زنگاری نمودار
ہوئے اسکے پھریرے بھی تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی آگے آگے دو دیو نہایت
زبردست و قوی سر چہار منہ پہاڑ رنگ دونوں کے سیاہ گردنیں کوتاہ پیشانیاں
تنگ بال سر کے جھبڑے ایسے دانت کبود آنکھیں مثل ساغر خون کے سرخ پشت
پر دو لاکھ دیو ارہ پشت نہنگ چقماق چادر چوب چماق وار شمشاد میل فولادی
ساطور گران گرز گاو سر فیل سر شیر سر ترسول [illegible] سول باندھے ہوئے لشکر
کفار سے ملحق ہوئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ نام ایک کا دیو مرید بن مردود اور دوسرے
کا مردود بن مرید ہے یہہ دونوں آپس میں عجب طرح سے قرابت رکھتے ہیں جو فہم سے
باہر ہے ہنوز یہہ تخمینے بر پا کر رہے تھے کہ پھر گرد اوڑی جسوقت دامنہ گرد کا چاک ہوا
اور نظر نے کام کیا تو دیکھا کہ پھر دو دیو سفید رنگ جسم پر اونکے سیاہ چھٹے پڑے
ہوئے شاخیں کبود دانت سرخ آنکھیں زرد پتلی نیلی بال تمام جسم پر مثل خرس کے
بڑے بڑے پشت پر دو لاکھ دیو نہایت بہیانک اونکی صورتیں صاحبقران اعظم
نے نام دریافت کئے دیوون نے بعد تفحص عرض کیا کہ نام ایک کا املق بن سمندون
ہزار دست اور دوسرے کا تبلق بن سمندون ہزار دست ہے یہہ بھی آکر دیوان
کفار کے شریک ہوئے پھر تیسرا دن ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ میں آکر بیٹھے
ہر روز یہہ خیال ہوتا ہے کہ آج کفریت بن عفریت آجائیگا لیکن یہہ دن بھر لشکر آیا
کرتا ہے اور شام تک کفریت کا پتا بھی نہیں معلوم ہوتا جس سے دریافت کرتے
ہیں وہ یہی جواب دیتا ہے کہ حضور ابھی فوج تو اوسکی آئے اوس کے ساتھ
انتیس لاکھ دیوونکا لشکر ہے کہاں تک گذارش کیا جائے کئی روز تک برابر لشکر
دیو کفریت بن عفریت کا آیا کیا ساتوان روز تھا کہ صبح کو پھر صاحبقران اعظم منتظر
ہو کر بیٹھے کہ دیکھا چاہئے آج کون کون آتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے مثل گرد
و غبار بلند ہوا اور آتے آتے وہ گرد شق ہوئی اور دل گردے تین دیو تین لاکھ
دیوون سے آکر پہونچے عجب صورتیں اون دیوون کی ہیں جسامت میں اونکو کم کہنا
مبالغہ ہوگا اور درازی میں قد اونکا اک منارہ بلند سمجھنا چاہئے سر مانند گنبد کے
بال اس طرح بڑہے ہوئے جیسے ٹیلے پر گیاہ خودرو نکل آتی ہے پشت پر ان دیوون
کے تین لاکھ دیو شور و غل مچاتے ہوئے قلقاریاں لگاتے ہوئے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ان میں ایک دیو خنیف بن خفیف اور دوسرا دیو شکیلائے
آہن کلاہ اور تیسرا دیو گراز بن گراز ہے یہہ بھی ایک ایک لاکھ دیو کے افسر
ہیں جسوقت یہہ بھی لشکر دیوان کفار میں آکر شریک ہوئے تو تمام صحرا دیوون سے
بھر گیا اور اب گنجائش آمد لشکر کی باقی نہ رہی ہر طرف سوا دیوون کے کچھ نظر نہ آتا تھا

صاحبقران اعظم متحیر تھے کہ اسقدر فوج اس کو کہان سے دستیاب ہوئی بعضے
راوی بیان کرتے ہین کہ تعداد اس فوج کی اکتالیس لاکھ کی تھی اب کچھہ دیر سکوت
رہا اور دیوان افسر مجتمع ہو کر صحرا کے جانب روانہ ہوئے کہ یکایک از زیر دو بیابان
گردی بر خاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے او در
زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم سیاہ و زنگاری رنگ پیدا ہوئے آگے آگے
کچھہ جلوس شاہانہ ڈنکا بجتا ہوا اوسکے بعد اک تخت زنگار پر دیو نفریت بن
عفریت بیٹھا ہوا اسطرح کہ تاج سر پہ رکھے ہوئے چتر پہنا ہوا اک شاخ جو اسکی
ٹوٹ گئی تھی اب اسنے وہ شاخ سونے کی بنا کر لگائی ہے پشت پر اک دیو مگس برانی
کرتا ہوا گوشہ تخت پر اک دیو بمرتبہ وزارت بیٹھا ہوا آگے تخت کے تمام دیو انتظام
کرتے ہوئے ڈانکا ہوتا ہوا قریب لشکر پہونچکر فوج تو دو رویہ کھڑی ہوگئی اور
سرداران لشکر دیوان جو براے استقبال روانہ ہوئے تھے تخت کو ہاتھوں ہاتھ
لئے ہوئے بارگاہ شاہی تک لائے دیو نفریت بن عفریت تخت پر سے اوترکر مع
دیو برق بسرق داخل بارگاہ ہوا باجے خوشی کے لشکر مین بجنے لگے لیکن آمد اسکی
دیکھکر عبد الرحمن جنی کو نہایت انتشار ہوا اور ملکہ آسمان پری بھی یہہ دیکھکر نہایت
پریشان ہوئین صاحبقران اعظم نے بھی فرمایا افسوس اسوقت والد ماجد ہوتے کہ دیکھتے
اس یورش کو ایسا نرغہ کبھی اونکے زمانہ مین بھی گلستان ارم پر نہوا تھا دیکھا چاہئے
کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے لیکن دیو نفریت بن عفریت کی آمد مین شام ہوگئی
تھی وہ رات تو خیریت سے گذری لیکن جب دوسرا روز ہوا تو نفریت بن عفریت
تخت پر آکر بیٹھا اور تمام سرداران لشکر دیوان آآکر اپنے اپنے دنگل آہنی پر بیٹھے
ایک طرف دیو لگنیرال دیو منیرال دیو کرکرا دیو تن تنا دیو مرید بن مردود دیو
مردود بن مرید شکیلا کے آہن کلاہ دوسرے جانب دیو ابلق بن سمندون
ہزار دست دیو تلق بن سمندون ہزار دست دیو ناموں دیو ہومان دیو خفیف
بن خفیف دیو کراز بن کراز وغیرہ کہان تک بیان کیا جائے کہ قریب اسی کے
دیوان افسر کے بارگاہ مین جمع تھے اور رستم دیوان دیو اشتعال سب سے
بالا دست اک دنگل بلند پہ بصد نخوت بیٹھا ہوا تھا دور جام شراب کا چل رہا تھا
پریان محو رقص و غنا ہین جسوقت دیو نفریت نے تین چار جام پئے کہ ہر جام مثل
اک کاسہ سر دیو کے تھا ایک ایک خم ایک ایک جام مین سما جاتا تھا دماغ
دیو نفریت بن عفریت کا بادۂ ناب سے گرم ہوا آنکھین سرخ ہوگئین غفلت
کے پردے پڑے بیخودی چھا رہی ہوئی شیطان مسلط ہوگیا کم ظرف تھا چھلک گیا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ حکم ملتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز اکتالیس نقارون
کی بلند ہوئی تمام صحرا گونج اوٹھا طائر ڈر کر آشیانون سے اوڑے چرندے اور
درندے مارے خوف کے کھوؤن سے نکل نکل بھاگے دیوان نقارہ نواز نے

نقارون کو زور زور پیٹنا شروع کیا بغیر اطلاع لشکر صاحبقران اعظم مین خبر ہوئی کہ لشکر
مین طبل جنگی بجا ہے فرمایا کہ خداے ما بزرگ است چہ بر و عظیمین کہد و ہمارے یہان بھی
طبل جنگی بجے اوسیوقت حسب الارشاد صاحبقران اعظم یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا

شعر

از نقارہ آواز آمد برون	کر دون بست دون است گردون دون

دونون طرف طبل جنگ بجنے لگا اور تیاری جنگ ہونے لگی طلایہ کا گشت پھرنے
لگا آوازین بیدار باش وہشیار باش کی بلند ہوئین جوانان لشکر تیاری مین مصروف
ہوئے آلات حرب وضرب کو درست کیا کسی نے خود پر جلا کی کسی نے ارہ کو
صاف کیا کسی نے ساطور کے پھل کو زہر مین بجھایا کسی نے اپنے گرز کو وزنی کرنے
کی غرض سے اوسپر اور ایک خول چڑھایا کسی نے ترسول کو صیقل کیا کسی نے پنج سول
کے سرپونکو ٹھیک کیا کوئی چقماق چادر کی سلون کو ہاتھو نپر تول رہا تھا کوئی حلقے
کمند کے کھول رہا تھا کسی نے تیغہ کو جلا دی تھی اسی طرح ہر شخص اپنے اپنے حربہ کو
درست اور کمر ہمت کو چست کر رہا تھا دیوان کفار مین ہمیشہ شب عید تھی یہہ خیال
کیا بلکہ یقین تھا کہ کل گلستان ارم پر قبضہ ہو جائیگا اس لئے کہ صاحبقران اعظم اول تو
آدمزاد وے بنیاد ہے اور بالفرض اگر وہ زبردست بھی ہے تو کس کس سے لڑیگا
کس کس کو قتل کرے گا ہمارے ساتھ اکتالیس لاکھ دیو ہین اور اسی نوے دیو ایسے
ہین جنمین ایک ایک دیو زبردستان قاف مین سے ہے مثل مشہور ہے کہ سو ہمان
چنا بہاڑ نہین پھوڑتا ہے انجام مین صاحبقران اعظم ضرور مارا جائیگا اور فتح ہماری
ہی ہوگی یہہ سوچ کر یہہ دیو نہایت خوش ہین قلقاریان لگاتے ہین اسمین ایک
دوسرے سے کہتا ہے کہ میان فوج مین کون کون لڑیگا وہان دو چار لاکھ دیو ہین
اودہر تو جنگ ہوگی ادہر قلعہ مین گھسکر ہم خوب مال لوٹینگے سنا ہے کہ آسمان پری بہت
مالدار ہے نواسی ہے جناب سلیمان کی کہا تک ہوگا مثل مشہور ہے کہ لاکھ لٹیگا تبھی
لٹیگا پھر بھی سوا لاکھ ٹکے کا ہے ان دیوون مین تو یہہ خیالی پلاؤ پک رہے ہین لیکن لشکر
اسلام مین سخت انتشار ہے کہ ہونا کیا ہے اتنے دیوون سے یہہ چھوٹا سا لشکر کیونکر
مقابلہ کرے گا ایک ایک دیو اپنے اپنے عزیزون سے خطا بخشواتا ہے گلے مل ملکر رخصت ہوتا
ہے کہ کیا معلوم کل پھر شب دیکھنا نصیب ہو یا نہو کوئی کسی سے وصیت کر رہا ہے
کوئی اپنے اہل وعیال کو ملکہ آسمان پری کے سپرد کر رہا ہے کہ کل ہم تو اپنی جان نثار
کرینگے انکی پرورش آپکے ہاتھ ہے آسمان پری رو رو کر دعا درگاہ خدا مین کر رہی ہے
کہ اے رب بے نیاز میرا بچہ تنہا ہے مزاج اسکا بھولا ہے دشمن اسقدر قوی اور کثرت سے
ہین تو ہی اسکے جان کا حافظ ہے اودہر عبدالرحمن جنی بار بار قرعہ پھینکتے ہین اور انجام
جنگ پر نظر ڈالتے ہین لیکن دل کی پریشانی عقل کو جمنے نہین دیتی نتیجہ ذہن مین نہین آتا
پھر خاموش ہو رہتے ہین ملکہ قریشیہ سلطان و ملکہ قریشیہ ثانی بال سر کے کھولے ہوئے
درگاہ الٰہی مین فتح و نصرت کی دعائین مانگ رہی ہین عجب طرح کا انتشار ہے لیکن

صاحبقران اعظم بے پروائی کے ساتھ بارگاہ مین آرام فرما رہے ہین صندوق سلحہ کا
کشتی ہتھیارون کی سرہانے رکھی ہے کہ صبح کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرنے
مین دیر نہو کہانتک گذارش کیا جائے کہ طبل جنگ بیدرنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف
ہوا اور غار شب سے صبح برآمد ہوئی

شعر

اریزان گشت سہم با فوج اختر
عیان گشتہ ز مشرق شاہ خاور

وہ عجب صبح تہی کہ شام دیکھنے کی دعائین مانگی جاتی ہین جس نے اوس دن کو اپنے حیات
مین بخیر و عافیت تمام کیا گویا دوبارہ پیدا ہوا اہل اسلام مصروف عبادت خدا تہے
دعائین مانگ رہے تہے پیشانیان خاک عجز پر رکہے ہوئے رو رہے تہے راشد جنی
اور ارشد جنی صاحبقران اعظم پر سے بلاگردان ہو رہے تہے کہ ہم جانین اپنی
نثار کرین مگر یہ شہریار جالیوقار نشانی صاحبقران نامدار باقی رہے عرض کہ جب نمازون
اور وظیفون سے فراغت ہوئے تو ہر ایک نے آلات حرب و ضرب سے اپنے کو آراستہ
کیا اور میدان کارزار کی طرف متوجہ ہوا جوق جوق گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون
تمام لشکر دیوان سلیمان میدان کارزار مین آکر پہونچا ارشد جنی اور راشد جنی ہمراہ
رکاب سعادت انتساب صاحبقران اعظم میدان مین آکر پہونچے اور صفین اپنے لشکر
ظفر اثر کی درست کرنے لگے آن واحد مین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا
ہراول پچہلا چنداول ساتون صفین درست ہوگئین اوسطرف دیکہا تو اکتالیس لاکہ
دیو صفین باندہے ہوئے کہڑے ہین پہریرے علمہاے سیاہ و زرنگاری کے لہرا رہے
ہین ترسول پنج سول چوب چماق ارہ پشت نہنگ وار شمشاد میل فولادی ساطوران
چماق چادر ساریق زنجیر آہنی گرزگران پہر باندہے ہوئے سنانین نیزون کی چمک رہی
ہین قلب لشکر مین تخت دیو کفریت بن عفریت کا ہے سولہ دیو اسکے تخت کو اوٹہائے
ہوئے ہین گوشہ تخت پر دیو برق یمنی بیٹہا ہوا ہے آگے لشکر کے افسران فوج بمرتبہ
سردار دس دس پانچ سات سات قدم آگے بڑہے ہوئے حسب مراتب بمرتبہ
سرداری کہڑے ہوئے ہین اور دیو اشقال سب سے بیس قدم آگے بڑہا ہوا بمرتبہ
سرداری کہڑا ہے غرض کہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردار دونون لشکرون
نکلے اور جہاڑ کے جہنڈے کاٹ کر پہینک دیئے اس کے بعد بیلدار نکلے اونہون
نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے نکلکر آب پاشی کرکے گرد کو بٹہالا
اب میدان مثل آئینہ کے شفاف ہوگیا نقیبون نے صفون سے نکل نکلکر نقابت
کرنا شروع کی اور مذمت دہر ناپائدار مین یہہ چند اشعار پڑہے

نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
دیکہہ دنیائے بے ثبات کا طور

بہول مت دیکہہ دیکہہ آرائش
نہین دنیا مقام آسائش

کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے

کہین چوتہی کی ہے اور رچالا ہے
کہین افضال حق تعالے نے

ہے کہین شادی حنابندان
اور کہین شور مرگ فرزندان

ہے یہ دنیائے دون کا سررشتہ — نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

گردش چرخ کج مدار اور انقلاب دہر ناپائدار سے کیسے کیسے نامی و نامور زیر خاک پنہان ہوئے جنکی شجاعت و جوانمردی آجتک صفحۂ دہر مین ضرب المثل ہے زمانہ کا یہی ردو بدل ہے رستم و اسفندیار باوصف زور و قوت دہر و ملک عدم ہوئے کیسے دم نہ مارا کوچۂ فنا کا رستہ لیا جمشید و کیکاؤس و افراسیاب و فریدون نامدار و کیقباد ذوی الاختیار و دارا و سکندر کیسے کیسے شاہان اولوالعزم تھے مگر پنجہ موت سے کیسکو رستگاری نہوئی بادشاہون کو جانے دو انبیاء و رسل کو دیکھو جو خاص بندے مقبول بارگاہ کبریائی تھے اُنھون نے بھی ذائقہ موت کا چکھا اور براہی رضائے خدا تعالی ہوگئے اے دلاور وصف شکنو آج روز نام و ننگ ہے جسنے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا چہرہ اوسکا بہادران عالم کے دفتر مین تحریر ہوگیا اور جسنے روگردانی کی نام اوسکا شجاعون کے دفتر سے نظری ہوگیا اور وہ نگاہون سے دلاوران عالم کے گر گیا لہذا اے بہادرو جنگ مین کوتاہی نکرنا اسلئے کرنی ہوئی بات کا بگڑنا محال ہے اور بگڑی ہوئی بات کا بننا دشوار ہے خیال کرو کہ کس مشکل سے دنیا مین نام پیدا ہوتا ہے اور کیا جلدی مٹ جاتا ہے اہل اسلام کے نقیب اشعار غیرت آثار پڑھکر کہہ رہے ہین کہ دنیا مقام رہنے کا نہین ہے اس سے کنارہ بہتر ہے اور بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین ہے اے غازیو جہاد راہ خدا کا ہے اور رواج دین اسلام کے لئے ہے اگر قتل کروگے غازی کہلاؤگے قتل ہوگے جنتی اور شہید کے نام سے موسوم ہوگے دنیا اور عقبا دونون تمھارے واسطے ہین جب ایک روز دنیا سے جانا ضرور ہے تو جیسے آج گئے ویسے کل گئے اگر آج نام کے ساتھ مرنا ہوا اور کل بدنامی کے ساتھ تو آج ہی کی موت کو فوق دینگے دیکھو مالک کی رفاقت سے دستبردار ہونا چاہئے کہ کیسے کیسے اولوالعزم صاحب زور و قوت گوہر دریائے سطوت و صولت صفحۂ دہر مین نامی و نامور گذر گئے ہین کہ کارنامے اُنکی شجاعت و مردانگی کے تواریخ عالم مین ابتک یادگار ہین ہرچند پنجۂ مرگ سے اونکو بھی رستگاری نہین ہوئی مگر نام انکا بسبب شجاعت و مردانگی کے دنیا مین ابتک قائم ہے

شعر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا — مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

خیال کرو کہ اونکو مرے ہوئے ہزارون برس گذر گئے لیکن ذکر اونکا ہروقت مین زبان زد خاص و عام ہے اے بہادرو شاہان ماضی کا حال تمنے سنا ہوگا جیسا اس نظم سے ظاہر ہے

باحوال جم جام نے عشرت نکوست
سکندر کہ ایک عمر آئینہ ساخت
نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
فریدون خداوند اکلیل و تخت
جلو خون شد از دہر افراسیاب
بخاک سیہ فرق رستم نگر

نشانے نہ از نکہتہ مغز اوست
ز آئینہ مرگ چون رنگ باخت
کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ
نداری ز کاؤس و دارا بہ یاد
ز دنیا بناچار بربست رخت
گذشتی از دوزخ ہر شیر آب
کہ دزدیدہ از گرز او کوہ سر

بگو آنکہ نام شجاعان عصر	بماند نکو تا بغو داے حشر
شجاعت خدا ورسل را پسند	شجاعان ز دنیا بجنت رسند
کدام ست آن کو بن ار جمند ؎	نہ آید بمیدان تیغ و کمند
دہد جلوہ نام جد و پدر	بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبون کی صدا نے ہر ایک بہادر کو مرنے کی آرزو جنگاجوئی لڑائی کی ہوس بڑہائی غرضکہ جب نقیب لقایت کرکے ہٹ گئے اور گرد کیست گرد کا کہکر روانہ ہوئے تو دونون لشکرون مین ایک سناٹا سا ہو گیا بہادرون کے جسم مین خون شجاعت جوش مارنے لگا چہرے سرخ ہو گئے انکھون مین خون اتر آیا تلوارین نیامون سے آدہ گلنے لگین ہاتہ قبضون پر پڑگئے ہر بہادر یہی چاہتا تہا اور شوق جنگ مین یہی ارادہ رکہتا تہا کہ پہلے مین ہی جاکر حریف سے مقابلہ کرون اور زد برے عرصہ کارزار مین اپنا نام کرجاؤن کہ یکایک لشکر کفار نابکار سے دیو تخنیف بن خفیف اپنی صف سے نکلا اور سامنے تخت لنفریت ابن عفریت کے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ جنگ ہوا کہ مین جاکر حریف کو زار و زبون کرون اعدا کا نام صفحۂ دہر سے مثل حرف غلط کے مٹادون راہ کو چہ فنا دکہا دون لنفریت نے کہا کہ جا تجکو خدا و ند ابلیس کے حوالہ کیا جان خدا پرستون کا کام تمام کر یہہ سنکے تخنیف بن خفیف میدان رزم مین آیا اور پہلے سراپا میدان کا دکہاکر وار شمشاد کرکے آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان ہرکہ داند داند و ہرکہ نداند بشناسد منم دیو تخنیف بن خفیف جسکو آرزوے مرگ و تمناے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور آگاہ ہو کہ میرے حربہ کی پناہ نہین کوئی شجاع و بہادر پردۂ قاف مین جنگ میں میرے منہ چڑہا نہین اور کوئی زبر دست مجہسے لڑ بہڑ کر سیدہا نہین تمہارے نقش ہستی کو دم بہر مین مٹادونگا گور مین سبکو سلادونگا نظم

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور	کہ میرے سامنے ہے دیو بہی مور
نہین ہے کام اژدر جائے آرام	کہ شیشہ کا ہے خار اسے بد انجام
بہادر نامور تہے جو کہ سر ہنگ	کیا دم بہر مین مینے انکو چور رنگ
سمجہتے تہے وغا مین جو قدم کو	گئے وہ ضرب سے میرے عدم کو
بہادر جو مقابل میرے آیا ؎	فنا کا راستہ اسکو دکہایا ؎
میرے منہ پر چڑہا جو مرد دلگیر	مین اسکا مدعی ہون مثل شمشیر
شراب تند شمشیر سے نہ کہا جوش	خمار اسکا پشیمانی ہے بیہوش
اگر کچہہ حوصلہ دل مین ہو آؤ	یہی گو اور یہی میدان ہے اب تو

غرضکہ بڑی لاف و گزاف کے بعد اس دیو مغرور و متکبر نے تہیب دی کہ جس بہادر کو اپنی جان فالتو ہو وہ آکر مجہسے مقابلہ کرے یہہ کلام سنکر لشکر اسلام سے دیو میکلان اپنے صف سے نکلا اور سامنے صاحبقران اعظم کے حاضر ہو کر میدان جنگ کی اجازت طلب کی صاحبقران اعظم نے فرمایا اے ہیکلان یہ تمنے کیا غضب کیا کہ اسقدر جلدی کرکے تمہاری ابہی عرصہ رزم مین جانیکی کیا ضرورت تہی کوئی اور بہادر چلا جاتا تم اس کے ہم نبرد نہین ہو یہ دیو

دیو نہایت زبردست ہے دیو ہیکلان نے عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا ہون پلٹ جانا اچھا نہین
اگر حیات مستعار باقی ہے تو بچ نکلونگا اسکے ہاتھ سے ورنہ جو مقدر کا لکھا ہوگا شعر سر نہ مے بچیم
شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا صاحبقران
اعظم نے فرمایا اچھا جاؤ خدا حافظ حقیقی نگہبان ہے یہ فرمایا جام شراب عنایت فرمایا
دیو ہیکلان نے ساغر ہونٹون سے لگا کر جرعہ درکشید کیا اور سلام کر کے میدان جنگ مین
سامنے دیو تخیف بن خفیف کے آیا اور نعرہ دیا کہ لا ضرب بہادری کے تخیف
بن خفیف نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو میرے مقابلہ کو نکلا ہے جا چلا جا کیون
موت کے منہ مین آیا ہے میرا ہاتھ تجھپر نہین اٹھتا ہے کہ تو کمزور ہے دیو ہیکلان نے کہا کہ
جھک مارتا ہے اگر زبردست و یا کمزور ہین تو دل کمزور نہین ہے لا ضرب بہادری کے ابھی حال
کھلجائے یہ سنکر دیو تخیف بن خفیف نے خبردار خبردار کہکر وار شمشاد کہ وار کیا
دیو ہیکلان نے وار کو خالی دیا اور پہلو کی طرف پھرتی سے اگر گرز مارا کہ شانہ دیو تخیف
بن خفیف کا نشانہ ہوا اور ہاتھ شانہ سے جھول گیا پس یہ خفت جو دیو تخیف
کو حاصل ہوئی اور اہل اسلام نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کر کے دیو ہیکلان کو احسنت
و مرحبا کی صدائین دین جلد ہی سے دیو تخیف نے بائین ہاتھ سے خنجر کمر سے نکالکر
دیو ہیکلان پر مارا کہ بازو اوسکا بھی زخمی ہوا ہیکلان نے غصہ مین آکر دوسرا
گرز مارا کہ تخیف بن خفیف کا دوسرا شانہ بھی ٹوٹا دونون ہاتھ بیکار ہو گئے
چاہتا تھا دیو ہیکلان کہ اک وار اور کر کے کام اس ابلیس کا تمام کرون کہ صاحبقران
اعظم نے منع کیا کہ زخمی پر وار نہ کیا کرو جب یہ اچھا ہو کر آئیگا تو دیکھا جائیگا اور لشکر
کفار کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اپنے زخمی کو لیجاؤ یہ سنکر دیو غراب نے دوڑکر
اور تخیف بن خفیف کو میدان سے پھیرا ادھر صاحبقران اعظم
نے دیو ہیکلان کو طلب کر لیا کہ یہ زخمی ہو چکا تھا ادھر دیو غراب نے
مبارز طلب کیا یہ دیو نہایت جسیم ہے کہ طول عرض اسکا یکسان معلوم ہوتا ہے
لشکر اسلام سے اسکے مقابلہ کو اک دیو نکلا کہ نام اوسکا دیو دراز شاخ
تھا بعد گفتگو کے بسیار دیو غراب نے چوب چماق کا وار کیا دیو دراز شاخ
نے چوب کو اسکی اپنے گرز پر رد کیا اس تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا
تیغ گرداگرد کہ دیو دراز شاخ اوسکی گرد مین پوشیدہ ہو گیا دیو غراب
نے نعرہ کیا زدم و پست کردم صاحبقران اعظم نے ایک دیو کو اسکے خبر کے
روانہ کیا دیکھا تو دیو دراز شاخ کی اک شاخ ٹوٹ گئی ہے خون بہہ رہا ہے لیکن
زندہ ہے دیو نے آواز دی کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ سنکر دیو دراز
شاخ گرد سے نکلا تو معلوم ہوا کہ پاؤن بھی اسکا لنگر سے ضرب غراب سے زخمی
ہوا ہے دیو غراب نے جو دیکھا کہ یہ زخمی ہے اب مار لینا اسکا آسان ہے
پس جھپٹ کر اسنے دوسرا وار کیا چماق جو سر پر پڑا اسکے دیو دراز
شاخ کا پاش پاش ہو گیا قیس یہ دیکھنا تھا کہ زمانہ نگاہ مین صاحبقران

اعظم کے تیرہ و تار ہوگیا اور آواز دی کہ او نامرد کیا تو نے مینے تو تیرے زخمی کو خود بچا کر
میدان سے پھیر دیا اور تو نے زخمی کو مار ڈالا دیکھ تو کیسی سزا اسکی دیتا ہون یہ فرما کر
مرکب کو دوڑا دیا اور برابر دیو غراب کے پہونچکر نعرہ کیا کہ لا ضرب اپنے پھر تماشہ
دیکھ کہ کیا ہوتا ہے دیو غراب نے وہی چوب چماق سر پر صاحبقران اعظم
کے لگائی صاحبقران اعظم نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا گردن پر
لگایا سر اوسکا دس قدم کے فاصلہ پر جا کر گرا اور لاش پھڑکنے لگی خون جو نرخرے سے
اسکے نکلا صاحبقران اعظم لہو مین ڈوب گئے لیکن دیو خراب بن غراب نے
جو دیکھا کہ باپ اوس شخص کا مارا گیا بغیر اجازت لیئے دوڑ پڑا اور کہا او آدمزاد غضب کیا تو نے
کہ باپ کو اوس شخص کے مارا دیکھ تو کیا حال کرتا ہون تیرا یہ کہکر سیل فولادی مارا صاحبقران
اعظم نے سیل اوسکا خالی دیکر پہلو پر آگئے اور جو کمر کا وار کیا دیو خراب کے دو ٹکڑے ہوئے
صاحبقران اعظم نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا چاہا تھا کفار نے کہ دوڑ پڑین لیکن
دیو اشقال نے منع کیا کہ شرم نہین آتی اتنی ہو اور ایک آدمزاد کا یہ خوف ہے کل مین اس
سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام نقارہ
شادمانی بجانے لگے صاحبقران اعظم پر سے زر نثار کرتے ہوئے
میدان جنگ سے پھرے ملائکہ آسمان پری سے کنگرے اوتارے بلا گردان ہوئین
لیکن جسوقت شام ہوئی تو دیو اشقال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوادیا یہ خبر صاحبقران
اعظم کو ہوئے یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا حسب دستور رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی اور صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائی جدال و قتال ہوئے کہ لشکر
کفار سے دیو اشقال نکلا اور سامنے تخت نفریت مین عفریت کے آکر اجازت جنگ
مانگی نفریت نے آستین مرمت پشت پر جھاڑ دیا اور کہا جا جو اے کیا تجھے
خداوند ابلیس کے یہ سنکر دیو اشقال دراز قامت میدان مین آیا
یہ دیو تمام دیوان زندانی سے بلند قامت تھا قریب ڈہائی سو گز کے اسکا
قد تھا اور حربہ اسکا چوب چماق تھی کہ وزن اوس چماق کا ساڑھے تیرہ سو
من کا تھا میدان مین آکر پکارا کہ او آدمزاد سیاہ سر سفید دندان آ میرے
مقابلہ کو واقع مین تو بہادر ہے لیکن پھر اک مشت استخوان ہے اگر میرے
ہاتھ مین آجا تو تجھے چٹکی سے مسل کر پھینکدون صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ آتا ہون دیکھون تو تیرے ہاتھ مین کیا زور ہے یہ فرما کر باگ مرکب کی لی
یہ مرکب بھی ایک دیو دراز قامت ہے جو بصورت مرکب بنا ہوا ہے غرضکہ
صاحبقران اعظم سامنے دیو اشقال کے آگئے اور فرمایا کہ
کیا کہتا ہے لا ضرب بہادری کے دیو اشقال ہنسا اور کہا کہ تو نے جو دو ایک
رشتے باشتی دیو نکو قتل کیا تو اب تجھے غرور ہو گیا ہے میرے ضرب کا لنگر
کیا رکیگا دل کی دل ہی مین رہجائے گی پہلے تو اپنا وار کرکے حوصلہ نکال لے
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ قد تو تیرا بیشک بلند ہے لیکن

زور تیرا مین سمجھے ہوئے ہون تو لغفریت بن عفریت سے زیادہ زبردست
ہے اوس سے پوچھ کر کئے مرتبہ زیر ہو کر اور شکستین کھا کر بھاگا ہے دیو اشقال
کو یہ سنکر غصہ آیا اور چوب گران سنگ آسمان رنگ پرچہ کوہ ساڑھے تیرہ سو
من کے ضرب سر پر صاحبقران اعظم کے خبردار خبردار کہکر
لگائی صاحبقران اعظم نے خیال کیا کہ اگر وار اسکا خالی دونگا تو یہہ
سمجھیگا کہ یہ لنگر سے ضرب کے دلمین دبا وار اسکا روکنا چاہیئے یہ خیال
کرکے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب چماق جو آکر سپر پر بیٹھی
ہے معاذ اللہ تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ چمک کر نکل گیا تتق گرد بلند ہوا
جگہ زمین ہول سے شق ہو گئی اور مرکب صاحبقران اعظم کا سینہ
تک غرق زمین ہوا دیو اشقال سمجھا کہ مین نے کام اس آدمزاد کا تمام کیا
پکارا کہ زدم و شکست کردم ہو خبر اس آدمزاد کی یقین ہے کہ لاش تک کا پتا
نہ ملیگا یہ سنکر عیار صاحبقران اعظم کا قریب گرد کے آیا اور
گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے داخل ہوا دیکھا کہ صاحبقران اعظم
صحیح و سالم موجود ہین لیکن ہر سر مو بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن
ہاتھ دونون مانند ستون فولادی کے قائم ہین عیار نے آواز دی کہ اے
شہریار ہوشیار ہو جیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ سنکر ہوش مین
آئے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالون دیکھا تو مرکب مرکب کلی ہو گیا ہے بس کود کر
مرکب سے علیحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا اور دیو اشقال
کو آواز دی کہ البست کر دی حریف تیرا مین موجود ہون فوج کفار یا تو جوش
پر تھی ہر ایک دیو کو یقین تھا کہ دیو اشقال نے کام حریف کا تمام کیا
یا اب جو دیکھا کہ صاحبقران اعظم گرد سے صحیح و سالم نکلے اور دوسرے
مرکب پر سوار ہو کر نعرے کر رہے ہین کہین چھینٹ بھی نہین آئی ہے نہایت متعجب
ہوئے کہ یہ انسان ہے یا کوئی بلا ہے کہ اتنے بڑے ضرب اوٹھائی اور پھر
زندہ رہا ادھر دیو اشقال نے آواز دی کہ اے آدمزاد حقیقت مین تو بڑا سخت
جان اور بڑا بہادر ہے اگر یہ ضرب میری کوہ پر پڑتی تو پارہ پارہ ہو جاتا اب
لا ضرب اپنی کہ مین بھی تیری ضرب کا مشتاق ہون صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ لے اسے کہ یہ گرز طمانچہ ہے ملک الموت کا شعر

تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن | ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ فرما کر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ سر سے بلند کیا
اور پندرہ سو من کی ضرب کو چرخ دیکر دیو اشقال پر وار کیا
دیو اشقال نے برابر چوب چماق کو اوٹھا لیا چہرہ کی پناہ کیا
لیکن گرز جو آکر چوب پر پڑتا ہے غیاذاً باللہ یہ معلوم ہوا کہ آسمان
پھٹ پڑا تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگہ زمین ہول سے

شق ہوگیا ہاتھ دیو اشقال کے کانپنے اور قائم نہ رہ سکے گرز معہ چوب سر پر بیٹھا اور سر گردن مین
آیا گردن سینے مین اور سینہ شکم مین شکم رانون مین رانین پاؤن مین زمین پر ایک
چبوترہ بنکر رہگیا نتق گرد بلند ہوا تھا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا کہ زدم بست
کردم بوخبر اسکی کہ کیا حال ہوا یہ دیکھکر کئی دیو جھپٹ کر آئے اور اگرد کو پانی کے چھینٹے
دیکر بٹھالا اب جو دیکھتے تو ال دھبا سا بنا ہوا ہے اور دیو اشقال
کا پتا بھی نہین ہے یہ دیکھکر وہ دیو چیخ مار کر رونے لگے لیکن دیو لفریت
بن عفریت نے جو دیکھا کہ سالار لشکر میرا اس طرح مارا گیا ہے پکارا اوٹھا
کہ اے کیا دیکھتے ہو مارلو اس آدمزاد کو بس یہ سننا تھا کہ تمام دیو حربہ
سنبھال کر دوڑ پڑے ادہر ارشد جنی اور راشد جنی نے جو دیکھا کہ تمام
لشکر کا ایک تن تنہا پر یورش ہے فوج سے کہا کہ لینا ان حرامزادون کو بس فوج
دیوان اسلام بھی دوڑ پڑے دونون لشکر آکر غتڈ بڈ ہوگئے وار ہین چلنے لگین میل
فولادی کے ضرب سے زمین مین زلزلہ سا پیدا تھا دھما دہم کی آواز زمین آرہی تھین
سر دیوون کے پھٹ رہے تھے لاشین زمین پر گر رہی تھین ہنگامہ دار وگیر
برپا تھا ہر طرف پرنالے خون کے گردنون سے بہ رہے تھے جا بجا لاشین پھڑک
رہی تھین رنگت زمین کی سرخ ہورہی تھی صاحبقران اعظم گرز
سنبھالے ہوئے جنگ کر رہے تھے جس دیو پر گرز مارا وہ پیوند خاک ہوگیا
ادہر اسی صاحبقران اعظم لاشون پر لاشین گرا رہے تھے
اور ادہر سے طرف ستر اسی دیو سرداران لشکر غدار سے مثل دیو کر گراو
دیو تن تنا و دیو تنومند و دیو کلیزال و دیو منیزال و دیو مرید
بن مرد و دیو ہمرد و دیو بن مرید و شکیلا سے آہن کیلاہ و دیو
ہاموں و دیو ہومان و دیو ابق بن سمندون ہزار دست و دیو تبلق
بن سمندون ہزار دست اسی طرح سے بڑے بڑے دیو لشکر اسلام
کے دیوون کو بیدردی سے قتل کر رہے تھے کہ اثنائے جنگ مین دیو تنومند
سے اور صاحبقران اعظم سے سامنا ہوا اور دیو تنومند
نہایت زبردست دیو ہے ایک لاکھ دیو ونکا افسر ہے اور کسی طرح دیو
اشقال سے کم نہین ہے آواز دی اسنے کہ او آدمزاد تو کون سی بلا ہے
کہ تونے اتنے بڑے دیو کو اس ذلت وخواری سے مارا ہے اب میرے ضرب تو روک
یہ کہکر وار سنسناتا ہوا دیو وار کیا صاحبقران اعظم نے وار اوس کا
خالی دیکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا سر پر دیو تنومند کے مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر بجلی
گری یا تو تیغ سر پر پڑا تھا یا دونون ٹانگون کے نیچے سے نکلگیا اک مینار بلند دو ٹکڑے
ہوکر زمین پر گرا اور زمین ہل گئی دونون ٹکڑے تھر تھرا کر رہ گئے صاحبقران اعظم
نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا کہانتک بیان کیا جائے کہ شام تک یہ جنگ قائم رہے
او قریب بیس ہزار کے دیوان لشکر اسلام کام آئے تھے اور بارہ ہزار

دیوان لشکر کفار مارے گئے اور کئی سردار دیوان لشکر کفار کے کام آئے شام کو
نفریت بن عفریت نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہو گئے
اور اپنے اپنے فرودگاہوں پر آئے ملکہ آسمان نے فرزندون کو
گلے سے لگایا اور بلا گردان ہوئین کہ اب یہی زندگی کا سہارا ہے ملکہ قریشہ
نے سجدہ شکر ادا کیا کہ پروردگار عالم نے زندہ و سالم دکھلایا ہر روز یہ
امید نہین ہوتی ہے کہ صاحبقران اعظم میدان جنگ سے زندہ
پھر سکینگے آج بسبب خستگی کے میدان داری موقوف رہی دوسرے روز نفریت
بن عفریت نے پھر طبل جنگ بجوایا صاحبقران اعظم کو خبر ہوئی
فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
دیوان ہر دو لشکر چوب چماق دار شمشاد و میل فولادی ارہ پشت نہنگ اور
ساطور گران ساریق نیزہ سول پنجبول اپنے اپنے حربون کو درست کرنے لگے یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طایران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائے ہوئے نمازیون
نے فریضہ سحری کو ادا کیا کفار نے آوازین یا خداوند ابلیس کی بلند کین
جبکہ دونون گروہ اپنے اپنے طریق مذہب کے موافق رسوم عبادت کو ادا کر چکے
گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون کرکے صف آرائی میدان جنگ ہوگئے
ساتون صفین آراستہ کرکے مقابل ہمدگر کھڑے ہو گئے بعد آراستگی صفوف
قتال جدال نقیب نقابت کرکے نکل گئے تھے کہ فوج کفار سے دیو مہیب
تومی تن نکلا اور سامنے تخت نفریت بن عفریت کے آکر اجازت خواہ
ہوا نفریت بن عفریت نے کہا کہ جا تجکو خداوند ابلیس کے سپرد کیا دیو مہیب
تومی تن میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا آج راشد جنی اور ارشد جنی
نے صاحبقران اعظم سے عرض کی حضور کئی روز سے برابر لڑ
رہے ہین اب ایک روز نہ لڑیئے آخر جان نثار کس دن کے لیئے ہین یہی نا کہ مارے
جائینگے حق نمک سے ادا ہو جائینگے ادھر ملکہ آسمان پری نے بھی سمجھا دیا
تھا کہ اے فرزند میرے سر کی قسم آج تم نہ نکلنا فوج کو لڑنے دینا کئی روز سے
برابر میدان داری کر رہے ہو تھک رہے ہو اگر خدانخواستہ دشمن ہوشیار ہو گئے
تو کون ان ظالمون کا روکنے والا ہے اس سبب سے صاحبقران اعظم
خاموش کھڑے ہین نکلنے کا قصد نہین کیا ہے اتنا تو چلتے وقت اونھون نے
ماں سے عہد کیا تھا کہ اگر کوئی مجکو ٹوکیگا تو ضرور لڑونگا ورنہ خود سے نہ نکلونگا
بس جسوقت دیو مہیب نے مبارز طلب کیا ہے اور ارشد جنی نے سمجھایا ہی
تو صاحبقران اعظم خاموش ہو رہے ہیں اور فوج اسلام
سے ایک آدھ دیو نے نکلکر دیو مہیب سے سامنا لیا لیکن جو گیا یا زخمی ہوا یا مارا گیا

دو پہر مین سات دیو زخمی ہوے اور چار مارے گئے جب یہ دیو میدان سے پلٹ
گیا اور شکیلا سے آہن کلاہ دیو لفریت بن عفریت سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اب ارشد جنی نے صاحبقران اعظم
سے رخصت جنگ طلب کی فرمایا کہ جاؤ تمہین حفظ خدا مین دیا اور جام عنایت
کیا ارشد جنی جام پیکر میدان جنگ مین آیا اور شکیلا سے آہن کلاہ سے
سامنا کیا شکیلا کے آہن کلاہ نے ارہ لشت نہنگ مارا کہ اگر ارشد جنی خالی
نہ دیتا تو بچنا محال تھا اس وار اوسکا خالی دیکر ارشد جنی نے اپنا وار کیا کئی ضربون
کے رد و بدل ہوے آخر کار ارشد جنی ہاتھ سے شکیلائی آہن کلاہ
کے زخمی ہوا ارشد جنی نے نکلکر مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا یہانتک کہ اسنے بھی شام تک
نو سردار زخمی کیے اور پانچ دیو جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اور دونون
اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے دیو لفریت بن عفریت شکیلا نے آہن کلاہ پر سے
زر نثار کرتا ہوا اور طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھرا ادہر اہل اسلام نہایت
پریشان وا دو افسوس اپنے فرودگاہ پر آئے لاشین دیوون کے اوٹھالین اونکو دفن
کیا زخمیون کو شفاخانہ مین بھیجا صاحبقران اعظم نے نہایت افسوس کیا کہ اگر مین
خود نکلکر لڑتا دیو کیون مارے جاتے اور آسمان پری سے کہا کہ آج آپکے حکم کی تعمیل
کا یہ نتیجہ ہوا کہ کئی دیو مارے گئے اب کل کے بارے مین کچھ نہ ارشاد فرمائیگا اسی اثنا مین
پھر آواز طبل جنگ کے کان مین آئی اور یہان بھی کوس جنگی نوازش مین آیا اوسی طرح
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان قتال مین آئے تیغے باندھ کر
ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے آج پھر دیو مہیب قوی تن لشکر کفار سے
نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے آدمزادو کیا تو مجھسے ڈر گیا جو میدان مین نہین نکلتا کبتک
اپنی جان بچایا کرے گا یہ سنکر صاحبقران اعظم نے مرکب کو جولان کیا اور
سامنے دیو مہیب قوی تن کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرے سردار کو تو مین نے
کس ذلت وخواری سے مارا تیرے بھی یہ حقیقت ہوئی کہ مین تجھسے ڈر جاؤنگا لا ضرب
بہادری کے دیو مہیب نے وار شمشاد ماری صاحبقران اعظم نے
وار اوسکے ہاتھ سے چھین کر جو دہی گرز ماری دیو مہیب پیوند خاک ہو گیا دہمک سے
ضرب کی زمین ہلگئی بس اسکا مرنا تھا فوج اسلام سے نعرہ ہاے خوشی بلند ہوئے اور
لشکر کفار مین غریو فریاد کا ہوا یہ دیکھکر شکیلا سے آہن کلاہ نے دیو لفریت
بن عفریت سے اجازت جنگ لی اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر
آواز دی کہ جسنے تونے دیو اشقال کو مارا ہے خون میری آنکھون مین اوترا ہوا
ہے کل بھی مین اسی غرض سے نکلا تھا کہ اگر تو میرے مقابلہ کو نکلے تو تجھسے عوض خون
دیو اشقال کا لون مگر خیر کل تو مارے خوف کے سامنے نہ آیا آج تجھکو میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا یہ کہکے اسنے کہ یہ ضرب کوہ گران سے بھی نہین رکتی ہے یہ کہکر ارہ لشت نہنگ
کا وار کیا صاحبقران اعظم نے ہتہ کٹی مارے کر دستہ سے کٹکر ارہ علیحدہ ہوا

شکیلا سے آہن کلاہ نے قبضۂ تیغ پر ہاتھ مارا صاحبقران اعظم نے خالی دیکر تیغۂ آبدار کا
وار کیا کہ شکیلا سے آہن کلاہ کے دو ٹکڑے ہو گئے بس اسکا مرنا تھا کہ پھر فوج کفار سے
اک دیو نکلا وہ بھی مارا گیا شام تک صاحبقران اعظم نے سترہ دیو جان سے مارے شام
کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے آج اہل اسلام تو نہایت شاد و خرم
ہین اور کفار نہایت ملول اپنے فرودگاہ پر آئے اور طبل نہین بجوایا بارگاہ مین دیو نفریت
کے آدھے سردار نظر آتے ہین اور آدھے دیو مارے گئے ہین صاحبقران اعظم
نے ستھراؤ کر دیا ہے دیو نفریت بن عفریت نے دیو کراز بن کراز کو سپہ سالار کیا یہ
کہ یہ دیو دیو اشتغال سے بھی زبردست ہے اور اسنے اگرچہ یہ کہا تھا کہ مین دیو اشتغال
کا ماتحت کبھی نہین ہونگا نفریت بن عفریت نے اس سے وعدہ کیا تھا
کہ مین تجھی کو سپہ سالار کرونگا مگر وقت اوسکا آئے جب دیو اشتغال مارا گیا تو دیو
نفریت بن عفریت نے اسکو سالار لشکر کرکے دنگل دیو اشتغال کراز بن کراز
کو دیا لیکن بالفعل جنگ کو ملتوی کیا اور اس سوچ مین بیٹھا کہ یہ آدمزاد کسی دیو سے
قتل نہ ہوگا اب کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ یہ بغیر لڑے بھڑے قابو مین آجائے یہ خیال کرکے
بس اک مکر اسنے دل سے سوچا اور دربار برخاست کیا اپنے خیمہ مین آیا اور دیو قرسی
کو طلب کیا کہ یہ دیو چالاک اور فن عیاری مین طاق و مشاق ہے جس وقت دیو قرسی
حاضر ہوا عرض کیا کہ مجھے کیون یاد فرمایا ہے نفریت بن عفریت نے کہا کہ اے
قرسی اگر تو صاحبقران اعظم کو کسی تدبیر سے گرفتار کر لائے تو جو تو کہیگا وہی مین تجھکو
دونگا یہ سنکر دیو قرسی نے کہا کہ اے بادشاہ مین اک مدت سے تیری بہن پر
شیفتہ ہون اگر تو اوسکے ساتھ میری شادی کر دینے کا عہد کرے اور خداوند ابلیس کو ضامن
دے تو مین اس کام کو انجام دون اس لیے کہ اگر اس کام کا تجھکو گرانبہا معلوم ہوتا ہے
تو مجھے یہ کام بھی آسان نظر نہین آتا لشکر اسلام مین جاکر اونکے سردار کو چرا لانا ذرا سہل
کام نہین ہے اسمین جان جوکھم ہے دیو نفریت کو اگرچہ یہ امر شاق تھا مگر غرض بری
ہوتی ہے دیو قرسی سے اقرار کر لیا اور لکھ کر دیدیا یہ سنکر دیو قرسی جان پر کھیل کر طرف
لشکر دیوان اسلام کے روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر پہونچا دیکھا کہ گشت طلایہ پھر
رہا ہے آوازین بیدار باش و ہشیار باش کی بلند ہین ہر چند اسنے کوشش کی کہ کسیطرح
چھپ چھپا کر داخل لشکر ہوں لیکن ایسا انتظام تھا کہ ممکن نہوا آخرکار یہ صحرا کی طرف
گیا اور وہان جاکر نقب لگانا شروع کی تمام رات نقب کھودی مگر اسقدر فاصلہ تھا کہ کام
ناتمام رہا قریب صبح واپس چلا آیا اور دہانہ نقب کا اک سنگ سے چھپا دیا دوسرا
دن گذر کر جب شام ہوئی تو پھر یہ دیو مکار پتھر ہٹا کر داخل نقب ہوا
اور تمام رات پھر نقب کھودا کیا خلاصہ یہ کہ تین روز مین نقب صحرا سے خیمہ
صاحبقران اعظم تک لے گیا اور طبقہ نقب کا پشت خیمہ
مین توڑا یہ وہ وقت تھا کہ صبح قریب تھی پہرے والے بھی رات بھر جاگتے جاگتے
سرد ہوا پاکر سو گئے تھے بیدار بھی غافل تھے شمعین بھی جھلملا رہی تھین بس

دیو قرشی نے بیہوشی صاحبقران اعظم کے دماغ مین پھونک دی اور پشتارہ
باندھکر اوسے نقب کے راستے سے لیکر روانہ ہوا اوسوقت ہونچا کہ صبح ہو گئی تھی
وہان دیو نفریت اسکے انتظار ہی مین بیٹھا تھا کہ قرشی پہونچا اور پشتارہ صاحبقران
اعظم کا سامنے رکھدیا نفریت بن عفریت نے کہا کہ جاکر اسکو چاہ نشتہ
تاریک مین پھینک اگر وہ چاہ نہایت عمیق ہے اور جانوران گزندہ اوسمین بہت
رہتے ہین یہ اوس چاہ مین گرتے ہی ہلاک ہو جائیگا اور اگر یہان مین اسکو قتل کرونگا تو قیامت
کبری برپا ہوگی پردہ دنیا سے رسد بند ہو جائیگی اور ہزارہا اسکے عزیز اگر عوض خون لینے کو
موجود ہو جائینگے اور دیو مرید بن مردود اور مردود بن مرید کو بلا کر دولاکھ
دیو ساتھ کر کے اوراپر صاحبقران اعظم کو ڈالکر انکے حوالے کیا یہ دونون
دیو خوشی خوشی صاحبقران اعظم کو لیکر طرف نشتہ تاریک کے روانہ ہوئے کہ اب
انکا حال تو پھر عرض کیا جائیگا اور دیو قرسی نے کہا کہ مینے اپنا کام کر دیا تو اپنے وعدہ کو
ابپورا کر دیو نفریت بن عفریت نے اک رقعہ اپنی مان کے نام لکھا کہ مین جس
دیو کو یہ رقعہ دیکر بھیجتا ہون اس کے ساتھ شادی حمالہ پری کی کر دینا تامل نکرنا
اس لیے کہ مین نے اس سے اقرار کیا تھا اور اسنے بہت بڑا کام کیا ہے دیو قرسی
تو نامہ لیکر اودہر روانہ ہوا لیکن آپ خوش وخرم بیٹھا کہ اب جب جا پہنچینگے دہا داکر کے
گلستان ارم پر قبضہ کرینگے مگر اب حال پر ملال لشکر اسلام کا سنیے کہ جب صبح ہوئی اور
خادم داخل خیمہ صاحبقران اعظم ہوا کہ چلکر شہزادہ کو جگائین کہ وقت نماز کا
تنگ ہوگیا ہے وہان جاکر عجیب حالت دیکھی کہ مسہری خالی ہے پشت خیمہ کے چاک
ہے باہر جا کر دیکھا تو مہرہ نقب کا کھلا ہوا ہے یہ خادم سر پیٹنے لگا کہ کوئی مکار
صاحبقران اعظم کو چورا لے گیا بس یہ سنتے ہی لشکر مین تہلکہ پڑ گیا دیو پر دوڑتے
نیچے دوڑے بعض دیو نقب مین بہا ندپڑے کہ شاید چور راستے مین ہو لیکن اب کون
بیٹھا ہے جسے گرفتار کرین ادہر ادہر ڈہونڈکر چلے آئے رفتہ رفتہ یہ خبر
ملکہ آسمان پری اور قرشیہ سلطان اور قرشیہ ثانی کو ہوئی سب رونے
پیٹنے لگین اور ملکہ آسمان پری اسقدر روئین اور پیٹین کہ بیہوش ہو گئین قرشیہ
سلطان نے سر زانو پہ رکھ لیے سب اپنے اپنے حال مین مبتلا تھے اور ملکہ آسمان
پری بیہوش پڑی تھین انکی خبر کسی نے نلی ایک تو سن ضعیفی دوسرے
جوان فرزند کا صدمہ یقین ہو گیا تھا کہ یہ کفار اب میرے فرزند کو زندہ کیا چھوڑینگے دشمن
اوسکے قتل ہو گئے ہونگے اسی دہڑکے مین سانس اولٹ گئی اور طائر روح
آشیانہ تن سے پرواز کر گیا ابھی تک کسی کو خبر نہین ہے جب جوش
گریہ کم ہوا اور قرشیہ سلطان کی مان پر نظر پڑی دیکھا کہ مطلق حس وحرکت
نہین ہے کہا لوگون ہٹو ذرا دیکھو تو کہ والدہ مہربان کی حالت کیا ہے دیکھا تو
راہ نفس بھی قطع ہو چکی ہے نبض ساقط ہے کوئی علامت زندگی نہین پائی جب انکی
عبد الرحمٰن جنی نے جو دیکھا کہا ملکہ نے انتقال فرمایا اسوقت سے دنیا مین کہرام برپا ہوا

سب پیٹنے لگے دوپہر تک قیامت کبرے برپا رہی آخر کار میت اوٹھانے کا سامان کیا اور قریب گلبستان صاحبقرانی سعد بن قباد شہریار کے دفن کیا تین روز تک ماتم عظیم برپا رہا تمام شہر معہ فوج کے سیاہ پوش تہا ایسی حالت تھی کہ دیو نفریت بن عفریت کو بھی زخم آگیا اور کہا کہ ذرا ہوش ان لوگون کے ٹھکانے ہولین تو قلعہ پر دہاوا کردن

لیکن اب یہاں سے حال سلیمان ثانی شوہر ملکہ قرلیشیہ سلطان کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ بھی خبر لشکر کشی دیو نفریت کی سنکر بقصد مدد چلے تھے طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے آئے تھے راستے مین دیکھا کہ بہت سے دیو آرابہ کسی کے بندے کا لیے جاتے ہین اپنے دیوون سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کسکی قید جاتی ہے دیوون نے دریافت کر کے عرض کی کہ غضب ہوا صاحبقران اعظم کو یہ دیو نہین معلوم کس طرح اسیر کر لائے ہین اور چاہ بستہ تاریک مین پھینکنے کو لیے جاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ سلیمان ثانی نے کہا کہ مارلو ان حرامزادون کو اور چھین لو قید اسنے یہ کہکر مرکب کو جولان کیا اور مانند برق کے اگر لشکر دیوان پر گرے قتل کرنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر دیو مرید نے کہا کہ مین تو اس آدم زاد کو روکتا ہون اے دیو مردود تو قید کو لیکر بھاگ اور کسیطرح بستہ تاریک مین پھینکدے یہ کہکر دیو مرید تو سلیمان ثانی کے سد راہ ہوا اور دیو مردود آرابہ لیکر چاہ تاریک کی طرف بھاگا مگر نعرہ سلیمان ثانی کا ہوا اور آواز سلیمان ثانی کی کان مین صاحبقران اعظم کے پہونچی بس ہتکڑی بیڑی بکر دامن آرزو مین اگر اب جو جرخ مارا قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا یہ کہکر دیو مردود بن مرید سے کہا کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ قید کو توڑ ڈالا جسکو دیو بھی نہین توڑ سکتے کب چھوڑتا ہون تجکو کہ پہر تو جا کر دیو نفریت بن عفریت کو پریشان کرے یہ کہکر ساطور مارا صاحبقران اعظم نے بغلی دیکر کے ساطور کو خالی دیا اور میل ساطور پکڑ کر جو جھٹکا مارا قبضہ ہاتھ سے دیو کے نکل آیا اور دیو مردود سامنے اوندہے منہہ آرہا بس اسکا سامنے آنا تھا کہ وہی ساطور جو مارا تو دیو مردود کے دو ٹکڑے ہوگئے اودہر سلیمان ثانی سے اور مرید سے سامنا ہوا دیو مرید پکارا کہ او آدمزاد تو اسکا کون ہے جو چھڑانے کو آیا ہے جا چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سلیمان ثانی نے کہا او مردود بغیر تیرے مارے مین کب جاتا ہون طول تقریر سے کچھ حاصل نہین ہے اگر کچھ دعواے مردی و مردانگی ہے تو لا ضرب بہادری کے دیو مرید نے سارلق کا وار کیا سلیمان ثانی نے سارلق کو تیغ سے قلم کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ یا تو سر پہ چمکا تھا یا زمین پہ نظر آیا دیو مرید کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم نے دیوون کو تلوار کے تلے دہر لیا اور لاشون پر لاشین گرانا شروع کین کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دئے لیکن دو لاکھ دیو مین کہان تک قتل ہون دیو بھی برابر یورش

گئے چلے آئے ہمین شور کر رہے ہین کہ مارلو ان آدم زادون کو جانے نہ پائین غضب کیا انھون نے سب سرداروں کو ہمارے مار ڈالا بہت دیر تک یہ دیو لڑا کئے ہزارہا کا کھیت ہوا آخر کار فوج بے سردار کہان تک لڑتی سب بھاگ کھڑے ہوئے یہان سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم سے ملاقات ہوئی سلیمان ثانی نے پوچھا کہ کیا حال ہے گلستان ارم کا اور تمکو کیونکر ان دیوون نے اسیر کیا صاحبقران اعظم نے سارا حال جنگ کا اور اپنی اسیر ہونے کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب نہ معلوم وہان کیا کیفیت گزری ہوگی جلد چلنا چاہیئے اسلیئے کہ ابکی مرتبہ دیو نفریت کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے اگرچہ ہمنے تینتیس چالیس سردارون کو مار ڈالا مگر ابھی بڑے بڑے دیو باقی ہین سلیمان ثانی نے کہا کہ اب جلد چلنا چاہیئے اب یہ دلون سلسلے بھولی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے دیکھیئے کب پہونچتے ہین لیکن اب یہانسے

اول حال دیو نفریت بن عفریت کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اوسنے بعد انتقال ہاتکہ آسمان پری تین روز تک تو سکوت اختیار کیا بعد تین روز کے طبل جنگ بجوا دیا کہ ایسا نہ ہو ان خدا پرستون کی کمک آجائے یہ خبر لشکر آسمان پری مین ہوئی عبد الرحمن جنی نے فوج کو قلعہ مین کر لیا خندق مین آگ روشن کرا دی پل تختہ اٹھوا دیا لیکن جسوقت یہ خبر ملکہ قریشہ سلطان کو ہوئی عبد الرحمن جنی سے کہا کہ مین ان حرامزادون سے لڑونگی یہ فرما کر سلاح سیحوب سے آراستہ ہوئین تیغہ کمر سے لگا کر سپر پشت پر ڈالی خود سر پر رکھا موزے پاؤن مین پہنے دستانے ہاتھون مین پہنے اور آمادہ جنگ ہو کر بیٹھین لیکن عبد الرحمن جنی نے کہا کہ اب متردد نہون اور خلاف حکم اپنے شوہر کے کیجیئے تو قاعدہ سے پایا جاتا ہے کہ ہر وقت کمک پہونچیگی اور انجام مین فتح آپ ہی کے نام ہوگی کہا خیر دیکھا چاہیئے غرض کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانہ شب کے سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طایران خوش الحان مصروف نغمہ سرائی ہوئے اہل اسلام نے نماز سحری سے فراغ حاصل کیا نفریت بن عفریت نے بائیس تیئیس لاکھ دیوون کی فوج لیکر میدان جنگ مین آیا تو میدان کو خالی پایا پکار کر آواز دی کہ تمھین جس جس پر بھروسا تھا وہ ایسا گیا کہ قیامت تک ملاقات نہوگی بہتر ہے کہ حلقہ اطاعت کان مین ڈالو تو جان تمھاری بچ جائیگی ورنہ ایک ایک کو چن چنکر مار ڈالونگا اہل قلعہ نے گالیان دین کہا او ملعون کیا جھک مارتا ہے ہم کبھی تیری اطاعت نہ کرینگے بس یہ سنکر اسنے دیو کرکرا اور دیو تنالی طرف دیکھا اور کہا لے لو قلعہ ان خدا پرستون سے بس یہ سنتے ہی یہ دونون دیو دو لاکھ دیو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کی طرف چلے اہل قلعہ نے جو ان دونون دیونکو اپنیطرف آتے دیکھا تو بونکے زو پر لا کر توپین سر کین اور گولے مارنا شروع کیئے ان دونون دیوون نے گرز سپر کو سنبھالا دامن گردانے اور قلعہ کی طرف چلے قلعہ کیطرف سے گولون کی مار ہونے لگی توپ خانہ رعد آواز گرجا تمام صحرا دھوان دھار ہوگیا ہزارہا دیو لشکر دیو تن تنالی و دیو کرکرا کے مارے گئے جس دیو کے گولہ لگا سینہ توڑ کر نکل گیا

بانشیوہانگ لاشین زہر پر بجھی ہوئی ہین گولہ انداز دان نے جسے تاکا اوسے مارا دیو تن تنا اور دیو کر کرا پر بھی گولون کے بوچھار ہوا کی لیکن ان دونون کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ برابر گولے کو گرز سپر سے رد کرتے رہے ہوئے قریب خندق پہونچ گئے جسوقت دہوان ہر طرف ہوا دیکھا اہل قلعہ نے کہ دونون دیو زندہ و سالم موجود ہین بس ماننے کا منہ الاکرگولہ بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین پھینکین مگر ان دونون نے ان حربون کو بھی رد کیا اور جست کرکے دروازہ قلعہ پر جا پہونچے بس یہ دیکھکر قلعہ مین تہلکہ مچ گیا لوگ دست بدعا ہوئے کہ اے کس بیکسان وائے دادرس غریبان اے بند وںکو ان کافرون کے ہاتھ سے نجات دے ادہر ملکہ قریشیہ سلطان نے سپر تلوار سنبھالی اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ تمہارے باعث سے یہ نوبت بہم پہونچی ورنہ مین ان کو قلعہ کے قریب ہی نہ آنے دیتی خیر اب تو جو ہوا ہوا اب دروازہ قلعہ کا کہولدو مین ان حرامزادون کو سزائے سرکشی دیے دیتی ہون عبدالرحمن جنی نے یہہ کہا کہ یون آپکو اختیار ہے مگر میری راے نہین ہوتی اگر شوہر آپکے جو پہلے سے منع کیا تھا تم میدان جنگ مین کیون نکلین تو آپ کیا جواب دیجئے گا قریشیہ سلطان نے کہا کہ یہ اوسوقت کے لیے ہے جب کوئی مددگار موجود ہو ہے اسوقت مین اپنی حفاظت اور کسطرح ہو سکتی ہے یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور چہرہ پر نقاب ڈالے اور دروازہ قلعہ کی طرف چلین اور آواز دی کہ ای ابلیس پرستو خبردار دروازہ قلعہ کا نہ توڑنا مین آتی ہون یہ فرماکر ادہر تو یہ چلین ادہر دیو کر کرا اور دیو تن تنا نے جو نعرہ کی آواز سنی کہ پہلے سے کیا غفلت تھی جو نکل کر مقابلہ کیا قریشیہ سلطان نے کہا کہ دیکھ تجھے سب کچھ بتلائے دیتی ہین یہ فرماکر قلعہ کا پہاٹک کہلوا دیا اور چاہتی تھین کہ قلعہ سے نکلین کہ ایکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ بہر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے دیو لفریت تو دل مین ڈر اکہ معلوم ہوتا ہے کمک اہل اسلام کی آگئی اور دیو کر کرا و دیو تن تنا بھی منتظر ہوئے ملکہ قریشیہ سلطان بھی رکی کہ ایسا نہ ہو کہین وہی مرد وا آجاے تو مجھے طعنہ دے گا کہ اسی اثنا مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم پیدا ہوئے لشت پر چالیس ہزار دیو قریشیہ سلطان تو صورت اپنے شوہر کی دیکھتے ہی اولٹے پاؤن پہرین اور اہل قلعہ نے پاٹون پاٹ دروازہ کہولدیا اور قلعہ سے نکلنے لگے دیو کر کرا اور دیو تن تنا قلعہ سے پہرے دیو لفریت نے جو صورت صاحبقران اعظم کے دیکھی دم فنا ہوگیا کہ یہ کیونکر چہوٹا اتنے مین دیکھا تو فوج دیو مرید اور دیو مردود کی لاشین لیئے ہوئے اور خاک اوڑاتے چلے آتی ہین دیو لفریت نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا یہ کیونکر چہوٹا اونہون نے تمام ماجرا سلیمان ثانی کے آنے کا اور قید توڑنا صاحبقران اعظم کا اور مارے جانا اپنے سرداروں کا بیان کیا اودہر صاحبقران اعظم نے آتے ہی دیو کر کرا کو ٹوکا کہ او ملعون تجھے غیرت نہ آئی کہ مجھکو دغا سے قید کرکے اودہر بھیجا اور آپ ادہر میدان خالی پاکر قلعہ پر یورش کی کہ اب مین آگیا ہون اب تو قلعہ کی طرف قدم بڑہا پاؤن توڑ

ڈالوگا دیو کرکرا نے کہا کہ اے آدم زاد قسم ہے خداوند ابلیس کی کہ مین اس واقعہ سے آگاہ بھی نہین
کہ تجھے کسنے اسیر کیا اور کیونکر اسیر کرکے کسطرف بھیجا ہان قلعہ پر بیشک مینے دھاوا کیا تھا
تو یہ فعل بھی بادشاہ کے حکم سے تھا میرا فعل نہ تھا اور مین تجھسے ڈرتا نہین ہون اب بھی تیرے
مقابلے کو موجود ہون یہ سنکر صاحبقران اعظم نے فرمایا دیر کاہے کی ہے لا ضرب
بہادری کے اودہر دیو تن تنا نے سلیمان ثانی کا سامنا کیا دیو کرکرا نے
صاحبقران اعظم پر چتماق چادر کا وار کیا یہ حربہ عجیب ظالم حربہ ہے کہ اس
سے بچنا دیوون کا دشوار ہے نہ کہ آدمزاد کا چند زنجیرون کے جال مین ہر کڑی بڑی کیلی
بندہی ہوتی ہے صاحبقران اعظم بھی ایسا بہادر تھا جسنے اس حربہ کو
بقفون سیاہ گرہی روکا اور ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ تلوار دہنے شانے پر دیو کرکرا کے
چمکی اور بائین کمر سے نکل چلی گئی ادہر کا دہڑ ایک طرف گرا اور نیچے کا دہڑ دوسری جانب
سے یہ معلوم ہوا کہ اک منارہ بلند دو ہوکر گر پڑا زمین ہل گئی دونون ٹکڑے اسطرح پر
پھڑکے کہ زمین کو زلزلہ آگیا اودہر دیو تن تنا نے شاہزادہ سلیمان ثانی پر دار شمشاد
کا وار کیا سلیمان ثانی نے زیر بغل کر ایسا ہاتھ تیغہ آبدار پر کا مارا کہ بنڈارہ
کھل گیا آنتین باہر نکل آئین دیو تن تنا اوندہے منہ گرا بس ان دونون کا
مارے جانا تھا کہ افریت بن عفریت نے چالیس لاکھ کے لشکر کو آواز دی
کہ اے کیا دیکھتے ہو مار لو آدمزادون کو غضب کیا انہون نے کہ اتنے اتنے بڑے
سردارون کو مار ڈالا جانے نپائین آج اسے بغیر فیصلہ کئے نہ بیٹھنا بس
یہ سننا تھا کہ چالیس لاکھ دیو یورش کرکے چلے صاحبقران اعظم
نے سلیمان ثانی کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی صاحب آج سامنا موت
کا ہے بچنے کی تو کوئی صورت نظر نہین آتی ہے مگر اتنا خیال رہے کہ جہان تک ممکن ہو
چن چن کر سردارون کو قتل کیجیے یہ کہکر تلوار کھینچی اور لشکر دیوان پر گرے اودہر سلیمان ثانی
اقرس بادل مین ڈوبے اور قتل کرنا شروع کیا جس دیو کو تلوار ماری اوسکے
دو ٹکڑے ہوئے اودہر دیوان گلستان ارم اپنے مالک کے شریک ہوکر
مصروف جنگ ہوئے لیکن صاحبقران اعظم نے جو لشکر کو اپنے
سیاہ پوش دیکھا نہایت پریشان ہوے کہ یہ کیا معرکہ ہے خدا خیر کرے مگر ایسی حالت مین
پوچھین کس طرح فرصت تو ملتی نہین ہے اگر ایک دیو قتل ہوتا ہے تو چار مقابلہ
پر نظر آتے ہین برابر لڑ رہے ہین صدائے تکبیر و دہزن بلند ہے لاشین
گر رہی ہین بازار موت گرم ہے جانون کی خریداری ہے گوشۂ امن نایاب
ہے پہاڑ پھٹ پھٹ کر گر رہے ہین جو دیو گرتا ہے زمین ہل جاتی ہے ہنگامۂ
قیامت برپا ہے ڈہالون کا دہوان دہار ابر چھایا ہوا ہے کوندا برق شمشیر کا
چمک رہا ہے بارش سرون کی ہو رہی ہے دریائے خون مین سیلاب
پر سیلاب آ رہے ہین جو دیو قتل ہوتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دہانہ مشکیزہ
پر خون کا کھل گیا زمین گلنار ہو رہی ہے لاشون پر لاشین گر رہی ہین ادہر تو

صاحبقران اعظم نے جدہر کا رخ کیا ستہراؤ کر دیا ادہر سلیمان ثانی
نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ہین یہ دونون شیر سرداران
لشکر دیوان کی تلاش مین رہتے ہین جسے پایا لقمۂ دہان شمشیر آبدار کیا کئی سردار اور
مارے گئے ادہر لشکر اسلام اور لشکر کفار کے دیوون مین چقماق چار چوب
چماق ساطور گران ارہ دستہ نہنگ دار شمشاد چوب دست گران میل فولادی تر سنول
بخسول سار ریق گرز برابر چل رہے ہین قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے ادہر
تو دیوان کفار کو یہ خیال ہے کہ تعداد انکی ہمیشہ بہت کم ہے اگر ایک ایک مٹھی خاک
ڈالین گے تو یہ تپ کے رہجائینگے ادہر دیوان لشکر اسلام یہ سمجھ رہے ہین کہ
مرنا تو ہر طرح پر ہے پہر دشمنون کو اچھی طرح مار کر کیون نہ مرین دونون فوجین
اڑی ہوئی ہین مقابلہ ہو رہا ہے کہان تک گزارش کیا جائے کہ دوپہر کامل
تلوار چلی اب سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم
کی یہ حالت ہے کہ خود بھی زخمی ہوئے ہین طاقت نے جواب دے دیا ہے
کہان تک لڑین کس کس کو قتل کرین چالیس لاکھ دیو ہین اگرچہ اب تعداد
کم ہوگئی ہے تاہم تیس چھتیس لاکھ ہین تو شک نہین ہے قریب ہے کہ لشکر اسلام
شکست کہائے اور صاحبقران اعظم و سلیمان ثانی
شہید ہو جائین ملکہ قریشیہ سلطان بام قلعہ پر سے ملاحظہ فرما رہے ہین اور
بہائی اور شوہر کے واسطے بیتاب ہین بال سر کے کہولدیئے ہین مصروف دعا ہین
کہ اے کس بیکسان وائے دادرس غریبان مشکل کو ہماری آسان کر اور مدد کر اپنے
بندون کی کہ تیری راہ مین کفار سے جہاد کر رہے ہین عبد الرحمن جنی
نے پریشان ہو کر زائچہ کیا ہے اور احکام استخراج کر رہے ہین مگر کچھ سمجھ
مین نہین آتا ہے ہر مرتبہ انتشار طبیعت کی وجہ سے دماغ پریشان ہے ادہر
صاحبقران اعظم اور سلیمان ثانی گہوڑون پر جہوم
رہے ہین اگر کوئی دیو خود قریب آجاتا ہے تو اوس سے لڑ لیتے ہین ورنہ آگے
بڑھنے کی قوت نہین ہے بازو شل ہو گئے ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گہ بیٹھا ہے
کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے قریشیہ سلطان اور قریشیہ ثانی دونون
مان بیٹیون نے قصد کیا ہے کہ چلکر شریک جنگ ہون سلح جنگ سے آراستہ ہونے لگی ہین
کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد خفیف سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
اہل اسلام دعا کرنے لگے کہ خداوندا ہماری کمک بھیج کہ ہم تو بت بجان ہین ادہر کفار بھی
خیال کئے ہوئے ہین کہ اگر اہل اسلام کی کمک بھی آ گئی تو ہمارا کرینگی کیا انکو اپنی جمعیت
پر خاطر جمع ہے مگر نگاہین سب کی اوسی طرف ہین کہ کون آتا ہے یکایک آگے آگے تو دہنہ گرد کا شگافتہ ہو
اور دل گرد سے ایک شہزادہ چاند کی تصویر مرقع صاحبقرانی چہرہ خال و خط ابراہیمی
علامات اولاد صاحبقران کے ہویدا ایلچین یا طرف فرہاد خان یک صدی فرسنگ
بن لندہور ثانی دوسرے جانب ارشیون پر نیزہ دست پر ایک دیو دراز قامت

قوی الجثہ بہت بڑا گرز ہاتھ مین لیے ہوے عقب مین اوسکے دس ہزار دیو وہ بھی ایسے ہی
زبردست ہر ایک اونمین کا قابل سردار بے لشکر ہے مگر اپنے افسر کے سامنے وہ مرتبہ
اک سپاہی کا رکھتے ہین ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ نے سکندر رستم خو کو کبھی دیکھا
تو تھا نہین جو پہچانتے دل سے کہا کہ غضب ہوا کہ یہ لڑکا کس وقت آیا ہے ایسا نہو کہ مبتلاے
بلا ہو لیکن سکندر رستم خو نے یہ قیامت برپا دیکھی کہ لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہی
اور وہ سردار نہایت زخمی ہین دیوونکا اونپر یورش ہے وہی ایسے بہادر ہین کہ اس
حالت مین بھی برابر حملہ شیرانہ کر رہے ہین بس یہ دیکھتے ہی سکندر نے آواز دی
کہ ہان مار لینا ان حرامزادون کو کہ بڑی سرکشی انہون نے کر رکھی ہے یہ کہکر گھوڑا
ڈالدیا ساتھ ہی ارشیون پریزاد فرہاد خان یک صنزی فرسناب بن لندہور
نعرے کرکر کے فوج کفار پر گرے ادہر تو دیو تہمتن گرز زن نے گرز سیدھا کیا
اور اگر فوج کفار پر دس ہزار دیوون سے گرا اور اپنے گرز گران سے ان دیوونکو
ٹھیکنا شروع کر دیا جسم گرز مارا ایک چبوترہ بنا دیا اب یہ قتل کرتا ہوا علمدار لشکر
دیوان کیطرف چلا اور سکندر رستم خو پہلے صاحبقران اعظم کے پاس آئے
سلام کیا اور کہا کہ اب آپ نہ تکلیف فرمائین مین ان مردودون سے سمجھے لیتا ہون
یہ کہکر اپنے ساتھ کے دیوونسے کہا کہ حلقہ مین لے لو اوسکے بعد سلیمان ثانی کو حفاظت
مین کیا اور اب دیوان کفار پر تلوار برسانا شروع کی یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمک چمک کر گر
رہی ہے خرمن جان برباد ہوا جاتا ہے اب یہ قوم دیوان گلستان ارم کی جمعی اور اونہون
نے بھی لڑنا شروع کیا ایک طرف فرہاد خان یک صنزی جو بدست گران سنگ
سے دیوونکو پست کر رہا ہے دوسری جانب ارشیون پریزاد تلوار سے سر قلم
کر رہا ہے ایک سمت فرسناب بن لندہور لاشون پر لاشین گرا رہا ہے ایک
طرف شاہزادہ سکندر رستم خو مثل شیر گرسنہ کے حملے کر رہا ہے اور اسنے دیو
نفریت بن خفریت کو تاک لیا ہے کہ تحت ہی اسکا اولٹ دو کہ بکھیڑا پاک ہو ورنہ
یہ انبوہ کہانتک قتل کروگے اوسطرف دیو تہمتن گرز زن اپنے گرز سے دیوون
کو پست کرتا ہوا پیوند خاک بناتا ہوا چلا جاتا ہے جو گرز پڑتا ہے زمین ہل جاتی ہے
جو دیو سامنے آجاتا ہے وار کرتا تو نظر آتا ہے لیکن وار رد کرنے کے بعد پتا ہی معلوم ہوتا
کہ کیا ہوا زمین نگل گئی یا آسمان کہا گیا مگر سردار دیوان کفار برابر جمے ہوے
لڑ رہے ہین اور ابتک انکے یہی حوصلہ ہین کہ ہم فتح یاب ہونگے اگر ایک لڑکا چند
دیو ہمراہ لیکر آگیا ہے تو کیا کر لیگا برابر فوج کو ترغیب دیتے ہین کہ ہان مارلو اس طفل
کو جانے نپائے ایک طرف دیو گلیزال ارہ پشت نہنگ پکڑے ہوئے دیوان لشکر
اسلام کو قتل کر رہا ہے ایک جانب دیو تیزال لاشون پر لاشین گرا رہا ہے
ایک سمت دیو ابلق بن سمندون ہزار دست ایک جانب دیو تبلق بن
سمندون ہزار دست ایک طرف کو گرا رہین گرز لیے لڑ رہا ہے اسیطرح
اٹھارہ اونیس دیوان زبردست لشکر اسلام کا سہرا دکیے دیتے ہین سکندر رستم خو نے

یہ دیکھکر اپنے ساتھیون کو آواز دی کہ افسران فوج سے مقابلہ کرو اور مین بادشاہ لشکر
کی طرف جاتا ہون یہ کہکر مرکب کو باشنہ مارا در تخت نفریت بن عفریت کی طرف
چلا ادھر دیو تہمتن گرز زن نے علمدار لشکر کی طرف رخ کیا اس دیو کی صورت
دیکھکر بہرے دیوان کفار کے آب آب ہوئے جاتے تھے ادھر ارشیون پریزاد
نے دیو گگیزال کی طرف رخ کیا اور خرسنگ بن لنتہور نے دیو منیزال کا سامنا
کیا فرہاد خان یک ضربی نے دیو ابلق بن سمندون ہزار دست کو روکا اور
سر راہ ہوا دیو تہمتن گرز زن نے دیو تبلق کو ٹوکا اور سکندر رستم خو نے
دیو گراز بن کراز سے سامنا کیا اول جنگ ارشیون پریزاد کا بیان کیا جاتا ہے
کہ جیسے ہی یہ سامنے دیو گگیزال کے پہونچے دیو نے کہا کیا سبب آدمزاد اب ایسے
ہوگئے کہ دیوون سے مقابلہ کرین ارشیون نے کہا کہ دیکھ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے
لاضرب بہادری کے دیو گگیزال نے اژدر نشست نہنگ مارا ارشیون نے وار اسکا
خالی دیکر جوہر کا ہاتھ مارا دیو گگیزال کے دو ٹکڑے ہوگئے ادھر خرسنگ بن لنتہور
پر دیو منیزال نے وار شمشاد ماری خرسنگ نے زیر بغل آکر ایک ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ وہ
بغل کے نیچے تلوار چلی اور اوس بغل سے نکل گئی ادھر کا منہ الگ اور نیچے کا جسم الگ
جاکر گرا فرہاد خان یک ضربی سے اور دیو ابلق سے سامنا ہوا دیو ابلق نے
گرز مارا فرہاد خان نے ضرب اسکی جو بدست پر روک کر جو وار کیا تو سر سینہ
مین جا رہا اور دیو ابلق تڑپ کر مرگیا ادھر دیو تہمتن گرز زن نے بہت سے
افسران فوج کو مارا انجام کار دیو تبلق بن سمندون ہزار دست
سے سامنا ہوا دیو تبلق نے چوب چماق کا وار کیا دیو تہمتن نے چوب اسکی
گرز پر روک کر خبردار خبردار کہکر جو گرز مارا دیو تبلق پیوند خاک ہوگیا ایک عالم
تھا کہ نشست ہوگیا تیشق گرد بلند ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے تعریف کی
اب اسنے لڑائیکا ڈھنگ بدل دیا اور دیوون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا
فوج کفار مین کھلبلی پڑگئی کہ یہ بلا کہان سے آگئی لیکن سکندر رستم خو قریب
تخت نفریت بن غفریت کے پہونچ گئے تھے کہ دیو گراز بن کراز بڑھکر
سر راہ ہوا اور کہا کہ او طفل تیری ہمت کی تو نے کہ تخت بادشاہ تک لڑتا ہوا
آگیا بس اب اپنے ارادہ سے باز رہ اور اطاعت اختیار کر ورنہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ
بلبلا بلبلا کر کہا جاؤنگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین لقمہ تخت ہون گلے مین
پھانسی پنجاؤنگا لاضرب بہادری کے بس یہ سننا تھا کہ دیو گراز بن کراز نے دار
شمشاد کا وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے دستہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا
مارا کہ پیوند سے منہ آدھا لب جبین کر دار دستہ جو سر پہ اسکے مارا دیو
آتشبازی ہوگیا اور چیخ مار کر زمین پر گرا پھڑک کر مرگیا دیو تہمتن
نے تعریف کی اے شہریار عالی وقار یہ بات آپ ہی کے
واسطے ہے سکندر رستم خو نے اسکو مار کر تخت

دیو نفریت کا رخ کیا کہ دیوان زبردست نے راہ روکی سکندر رستم خو نے جسپر تلوار ماری دو ٹکڑے ہوگئے اسیطرح لڑتے ہوئے قریب تخت دیو نفریت بن عفریت کے پہونچ گئے دیو نفریت نے جو دیکھا کہ یہ لڑکا اسس ہمارے کے ساتھ بیانتک آپہونچا ہے پس اسنے آواز دی کہ اے طفل واقع مین تو دلاور اور بہادر ہے اگر اطاعت میری قبول کرے تو تجھے سالار لشکر بناؤن فرمایا کیا جہک مارتا ہے پہلے اپنی جان تو میرے ہاتھ سے بچالے دیو نفریت نے کہا معلوم ہوا کہ قضا تیری دامنگیر ہے یہ کہکر دار شمشاد گا وار کیا سکندر نے وار اوسکی خالی دی کہ گرد اوڑھی نفریت بن عفریت خوش ہوا کہ مین نے مارا آواز دی کہ زم ویست کردم دیو تہمتن نے پلٹ کر دیکھا تو گرد مین شاہزادہ پوشیدہ تھا سمجھا کہ وہ شہریار عالی وقار مارا گیا پس اسنے چاہا تھا کہ گریبان پارہ کرون اور خود اس دیو سے عوض خون کا لون کہ یکایک سکندر نے گرد سے نکل کر آواز دی کہ کراز دے وکر ا لیست کردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر جو تلوار ماری نفریت نے جست کی اور تخت سے کود کر وار کو خالی دیا تلوار جو پڑتی ہے تخت کے دو ٹکڑے ہوئے نفریت نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اوٹھا لون اور لقمہ کر جاؤن پس ہاتھ اوسکا قریب پہونچا تھا کہ سکندر نے کلائی ہاتھ سے پکڑ کر جھٹکا مارا اسلیے کہ کلائی اسکی ایک ہاتھ مین نہ آئی تھی جیسے ہی دیو نفریت جھکا پس شاخ اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا شاخ بھی اسکی ٹوٹی دیو جان بچا کر بھاگا ادھر دیو تہمتن نے علمدار لشکر کفار کو سرنگون کیا علمدار کو مارا ادھر تو سردار مارے گئے علم سرنگون ہوا بادشاہ لشکر بھاگا پس تمام دیون کے پاؤن اوکھڑ گئے اور بھاگے دیوان زندانی دل مین کہتے تھے کہ اس سے تو وہین اچھے تھے کہ کھیتی کرتے تھے یہان تو نخل حیات قلم ہونیکا کھٹکا ہے خرمن جان پر بجلیان تلوارون کی کوندرہی ہین ہم اس ملک گیری سے باز آئے یہ خیال کرکے بھاگے آن واحد مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اس میدان مین کوئی تھا بھی یا نہین مگر ہان لاشین بہت سی پڑی ہوئی تھین اب اہل اسلام بافتح و فیروزی نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے سکندر رستم خو نے اپنا حسب نسب بیان کیا صاحبقران اعظم نے گلے سے لگایا ملکہ قریشیہ سلطان و قریشیہ ثانی بلاگردان ہوئین لیکن سکندر رستم خو نے سیہ پوشی کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری نے انتقال کیا بس یہ سننا تھا کہ سکندر نے اک چیخ ماری اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا صاحبقران اعظم نے اپنی حالت تباہ کی اور سلیمان ثانی بہت روئے فتح کی جسقدر خوشی تھی وہ سب ماتم آسمان پری نے خاک کردی تھا۔ گلستان ارم مین پھر سے ماتم برپا ہوا اور سکندر نے بھی جوڑا شاہانہ دور کیا اور لباس ماتمی پہنا قبر آسمان پری پر جاکر بہت روئے کہ افسوس ای جدہ ماجدہ مجھے تو طلب کیا اور آپ راہی جنت ہوگئین بہار پری قمر پری گوہر پری نے قریشیہ سلطان کو پرسا دیا اور حال مرگ قمر پری و گوہر زاد کا بیان کیا غرضکہ بعد فاتحہ خوانی ملکہ قریشیہ نے سکندر رستم خو کو گلے سے لگایا اور

حال سلیمان کوچک کا بیان کرنا شروع کیا کہ فرزند میرا طلسم نیرنگ قاف مین قید ہو گیا ہی
اور تمہارے نام پر فتاحی اوس طلسم کی ہے اسواسطے مینے تمکو طلب کیا ہے کہ تم جاؤ اور اوسے رہا
کر کے لاؤ شاہزادہ نے عرض کی کہ بہت بہتر ہے آپکی تعمیل ارشاد مین مجھے کیا عذر ہو سکتا ہی مین فی الفور روانہ
ہونگا اور انشاء اللہ تعالی سلیمان کوچک کو طلسم سے رہا کر کے آپکی خدمت مین حاضر ہونگا۔ ملکہ فریشتم سلطان
نے دیو طنطنہ کو تہمتن گرزن کا خطاب مرحمت کر کے اسکو کل لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا بعد اس انتظام کے
شاہزادہ سکندر رستم خو مع صاحبقران اعظم سلیمان ثانی و راشد جنی و فرشتہ جنی و ارشیون پریزاد و فرہاد خان
یکہ ضربی و فرسنگ بن لندھور ثانی اور کل لشکر کو ہمراہ لیکر بجانب قلعہ بلوریہ روانہ ہوئے منزلون کو طے کرتے
ہوئے چلے جاتے ہین بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعہ بلوریہ کے مع عبد الرحمن جنی کے پہونچے یہ خبر
ساکنان قلعہ کو معلوم ہوئی یہ بھی اپنے لشکر کو مرتب کر کے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بیرون قلعہ
آئے اور آکر طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو بامر جاسوسی یہان مقرر تھے وہ یہ خبر لیکر اپنے لشکر مین آئے
شہزادہ سے عرض کیا یہان بھی بفضل خداوند کریم طبل جنگ نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکر وغیرہ سامان جنگ
کی درستی ہوا کی جبکہ آفتاب عالمتاب دریچہ مشرق سے باہر آیا اور ماہ تاب نے نہایت خیمہ جانب مغرب روانہ کیا
دونون لشکر نکلکر میدان جنگ مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر دیوان کفار سے دیو تصلیل نکلا اور مبارز طلب
کیا ادہر سے دیو طنطنہ یعنی تہمتن گرزن نکلا اور اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے باہر آیا دیو تصلیل نے گرز کا وار کیا تہمتن
نے گرز کو گرز پر روکا اب جو اسنے اپنا گرز مارا تو دیکھا کہ بعد تحقیق گرد کے ایک چبوترہ ہڈیون کا معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دیکھکر تہمتن
گرزن پر سب دیو لشکر مخالف کے جھپٹ پڑے لگے وار بردار کرنے ادہر سے بھی لشکر دیو نکلا مع صاحبقران اعظم
و سلیمان ثانی کے اور شاہزادہ سکندر رستم خو کے جا پڑے ایک جانب سے ارشیون پریزاد و فرہاد
خان یکہ ضربی و فرسنگ بن لندھور لے کر کے لشکر دیوان سے ملحق ہو گئے وہ جنگ عظیم واقع ہوئی کہ
فلک بھی یہ معرکہ دیکھکر تھرا گیا تا زوال آفتاب ہنگامہ جنگ و پیکار خوب گرم رہا غرضکہ دو پہر کی جنگ مین ڈیڑہ دو
لاکھ دیو مارے گئے اور کوئی دس ہزار دیو دیوان لشکر اسلام سے جان بحق تسلیم ہوئے دیوان مخالف تاب مقابلہ نلاکر
بھاگ کر طرف دیو نیرنگ روانہ ہوئے فرار کو قرار پر اختیار کیا سپہ سالار دیو نیرنگ کیجانب رخ کیا یہان قلعہ بلوریہ فتح
ہو گیا قبضہ دیوان اسلام کا اوسپر ہو گیا تمام پریزادون نے نذرین فتح کی صاحبقران اعظم کو دین ہر طرف خوشی کے
شادیانے بجنے لگے تمام لشکر نے بغرض آرام اسی مقام پر قیام کیا اب یہانسے سکندر رستم خو نے پتہ طلسم نیرنگ قاف کا دریافت
کر کے ایک دیو کو ہمراہ لیکر قصد روانگی طلسم نیرنگ قاف کیا صدا ہی خدا حافظ و ناصر و نصر من اللہ و فتح قریب ہر طرفسے بلند ہوئی
اب یہ خود اوسجانب جاتے ہین اور باقی سب فوج کو اور سردارونکو اسی مقام پر چھوڑے جاتے ہین کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا
اب کچھ حال قلعہ بلوریہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہان زبانی ہرکارون وغیرہ کی یہ خبر معلوم ہوئی کہ سب دیو جو یہان سے فرار ہوئے تھے
وہ نیرنگ کے پاس جمع ہوئے ہین اور وہان ہو کر ایک جمعیت کثیر فراہم کی ہے صاحبقران اعظم نے یہ خبر پاکر اپنی فوج
طیار کر کے مع بارگاہ کوچ کیا یعنی جانب دیو نیرنگ روانہ ہوتے ہین انکو بھی راہ مین چھوڑ دیجیے اور

دو کلمہ داستان نابکار جنی کے سماعت فرمایئے

ازین قصہ یکدم فراموش کن * زجای دگر داستان گوش کن * راویان خوش تقریر اس داستان مصیبت عنوانکو صفحہ قرطاس پر یون
رقم کرتے ہین کہ لشکر دیوان مکار جو قلعہ بلوریہ سے بھاگ کر نیرنگ شاہ کے پاس آیا اور خبر تہمتن گرزن سے بجمیع شرح
ہوکر بیان ہو چکا تو نیرنگ شاہ کو بھی نہایت تردد ہوا بادشاہ سے نابکار جنی نے جاکر عرض کیا کہ آپ کیون اسقدر
تردد فرماتے ہین مین نے ایک تالاب سحر طیار کیا ہے کہ اوسمین لکڑیان سلگتی ہوئی ہین شعلے اوس سے مشتعل ہو رہے ہین جسکو

اوج حریف کی یہانتک آنگی میں ایک کرا ایسا بھیجونگا کہ اوس مین سے جو بارش ہوگی اور جسپر ایک بوند بھی پڑجائیگی خواہ وہ
خواہ انسان وہ مشل حیل کوون کے لشکر اوسی مین خود ہی جلا دینگے اور اوس تالاب مین گرکر ہلاک ہوجائینگے آپ بالکل کچھ اندیشہ
نفرمائین اور اطمینان رکھین مینے سب بندوبست اینا پختہ کرلیا ہے بادشاہ کو نابکار حبشی کے اس کلام سے فی الجملہ
ہوا اب اوسکے بیان اگر ایک جام فراموشی علم تیار کیا ہے کہ کچھ پانی اسنے جام مین بھرا ہے اور کچھ نقوش نیرنجات اوسپر منقوش
کیے ہین اور کل لوازمات اسکے درست و فراہم کرکے اب اس مکار نے شکل اپنی تبدیل کی ہے اور ہیئت بدلکے برابر قلعہ
بلوریہ کے آیا ہے قضا مجکو کار و اتفاقات روزگار سے ہرسلہ بنت عمر و باغ سے آتی تھی کہ اس مکار نے اسکو فریب دیا
شکل تو یہ تبدیل کیے ہی ہوئے ہی تھا اسنے ہرسلہ سے کہا کہ اگر میرا ایک کام تم کردو تو مین تمہارا نہایت ممنون و مشکور ہونگا
کیونکہ مین ایک مرد مسافر ہون میری حاجت روائی کروگی تو مین تمہارا شکریہ مدت العمر ادا کرونگا تا زندگی بندہ احسان رہونگی
اسنے ایک پرچہ نکالا اور اسکے ہاتھ مین دیا پرچہ دیتے کے ساتھ ہی ہرسلہ پر ایک بیخودی سی طاری ہوئی اسوجہ سے کہ پرچہ
قرطاس پر جو نقش تحریر تھا او سکی یہی تاثیر تھی کہ جسکے ہاتھ مین دیا جائے وہ شخص بالکل بیخود ہوجائے غرضکہ جب بیخود ہوگئی
تو یہ مکار اسکو لگا کر ایک کنج کیطرف لایا کہ نہایت مقام تنہائی تھا اور یہ بیخود ہوچکی تھی بس اس ملعون نے اوس مقام
کو تنہا پا کے اس بیچاری کو شہید کیا افسوس ہے کہ یہ ایک نشانی مہر سپہر عیاری کی قاف مین باقی تھی اسکا بھی اس ملعون
نے مٹا دیا پس اس مکار نے اسی کنج مین صورت اپنی اسنے تبدیل کی اور اسکی صورت بنکر اب عبدالرحمن حبشی
کے پاس آیا حسب اتفاق انکو پانی کی خواہش ہوئی اسنے وہی جام پیش کیا بعد پینے کے انجام یہ ہوا کہ وہ جو
ورد و وظائف یعنی حفاظت جان کے لیئے پڑھ رہے تھے وہ فراموش ہوگئے عبدالرحمن نے پوچھا اے
ہرسلہ یہ پانی تو کہان سے لائی کہ تمام علم میرا مجھسے فراموش ہوگیا اوسوقت اسنے دیکھکر کہا کہ ماموں جان میری
مین ہون نابکار حبشی کہ جو خطاب آپنے مجکو نابکار حبشی کا دیا ہے بیٹے آپکا کام تمام کیا یہ کہکے دستک دی کہ دو زنگی
پیدا ہوئے ایک نے گلا دبایا اور ایک نے ہاتھ پکڑ لیئے انکا کام تمام ہوا قفس تن سے طائر روح نے پرواز کیا
یہ وہان سے چل کھڑا ہوا اپنے لشکر مین پہنچا یہان ساکنان قلعہ نے لاش ہرسلہ کی پائی اور عبدالرحمن حبشی
کی نعش کو تابوت مین لائے ملکہ قریشیہ سلطان نے ماتم کیا اور نہایت صدمہ عظیم ملکہ کو ہوا لاچار
ان دونوں کی بعد غسال کفن نہایت تعظیم و توقیر سے دفن کرایا لیکن ملکہ کے خواب مین عبدالرحمن حبشی آئے اور کہا کہ ملکہ خدا حافظ
مین نابکار حبشی کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اسنے مجکو جام فراموشی علم پلا کے شہید کیا اب آپ میرے بیٹے کو خبر کر دیجیے کہ مین
نابکار حبشی کے ہاتھ سے شہید ہوا تم میرے خون کا عوض اس ملعون سے لینا کہ اوسنے بیگناہ مجکو شہید کیا چنانچہ اسی
صبح کو ملکہ قریشیہ سلطان نے خط اسی مضمون ملالت خیز و مصیبت انگیز کا حکیم شمس حبشی کو لکھا یہ اوسی وقت
خبر پاتے ہی مع اسباب کتاب عملیات کے آئے اور ملکہ سے ملاقات ہوئی ملکہ نے کل حال وفات عبدالرحمن کا بیان کرکے
نہایت رنج و افسوس کیا اور خلعت ماتم پرسی حکیم شمس حبشی کو مرحمت فرمایا حکیم شمس حبشی یہ حال اپنے والد بزرگوار
کا سنکے خوب روئے اور بعد گریہ و بکا کے انھون نے حسب وصیت اپنے والد بزرگوار کے ایک عبادت خانہ مین بیٹھکر اسمای
نیرنجات پڑھنا شروع کیے چوتھے دن چار موکل درست بستہ حاضر ہوئے انھوں حکم دیا کہ جاکر اس نابکار حبشی کی تا گین جیر
کر پھینک دو چنانچہ چارون موکل بارگاہ نیرنگ شاہ مین پہنچے اور رہگذر بار ان چارون موکلون نے نابکار
حبشی کو پکڑ کر گلا دبایا ایک نے زبان کھینچ لی اور تینون نے تا گین چیر کر وہین پھینک دیا اور آپ غائب ہوگئے اور
تالاب سحر جسمین آگ روشن تھی سکو مرگئی وہ گل ہوگئی بادشاہ یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا اور اسکے مرنیکا بادشاہ نیرنگ شاہ کو
نہایت صدمہ ہوا یہ تو اسکے رنج و تاسف مین مبتلا ہے اب حال اوسکا سنیئے کہ موکلون نے حکیم شمس حبشی کے پاس آکر کل
حال اوس واقعہ کا بیان کیا انھوں نے شکر خدا کیا اور آج چار روز کے بعد کھانا کھایا جبکہ باپکے قاتل سے عوض لیچکے انہون نے والد کا

سے لیا اب حکیم خمس جنی نے ملکہ سے کل کیفیت اس بلوہ گہ اصل جہنم ہونیکی بیان کی ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا
کہ آپ فتاح طلسم کے پاس طلسم نیرنگ قاف مین تشریف لیجائیے اور انکو متعلق کلید طلسم کے
بتلا دیجیے کیونکہ آپکا علم ماشاء اللہ انکے والد ماجد سے بڑھا ہوا ہے کیون نہ ہو آخر کو لڑکا ہے غرضکہ حکیم خمس جنی صاحب
اپنا ملکہ عازم طلسم نیرنگ قاف ہوئے اور ملکہ سے رخصت ہوکر سکندر رستم خو کے پاس روانہ ہوئے انکا حال
اب آئندہ بیان ہوگا

اب چند کلمہ داستان گلگزار صاحبقرانی و دریائی قوت بحر سیہ صولت اسد بن کرب ورکی عرض کیے جاتے ہین

نگارندہ قصہ باستان و چہرہ نگار دہ پیکر بیان و راویان اخبار و ناقلان آثار ہم داستان جلالت عنوان کو صفحۂ قرطاس پر بجائے اساس
پر شہب کلک گہر سلک سے یون جولانگری کرتے ہین کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی بیابان مرجانیہ کی جانب
امیر ثانی سے رخصت لیکر شکار کو جاتے ہین کیونکہ فرمایا تھا امیر ثانی نے کہ تمہارا جانا میرے ساتھ اچھا نہیں ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بھی
صاحبقران کیا ہم انکی اعانت و امداد کرتے تھے اسد مجبور ہوکر شکار کو گئے تھے اتفاق اس بیابان مین آہو وغیرہ
صید کیے تھے اسکی کیا اب تک رہی تھے سب رفقا پیچھے تھے کہ ایک پنجہ فلک پر سے گرا اور شاہزادہ کو اٹھا لیگیا بعد اس شنوتی کے
ایک روز نکا ذکر ہی کر رہے تھے آٹھ دن گذر گئے اور پتہ شاہزادہ اسد بن کرب کا نہ معلوم ہوا تو فتلح یلتلنیہ پوش نے
ضرغام شیردل سے کہا کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ آج زمانہ آٹھ دن کا ہوا کہ شاہزادہ کا پتہ کہین معلوم نہین ہوتا اس وقت
ایک زبان ہوکے ان سب نے کہا یعنی ابراہیم بن مالک و علقمہ بن جمہور لنبہ وعادہ بن لنبد ہورود عدیل بن عادی
و مقبول بن مقبل شرزیل بن فرام ارعاد مغربی و مرزنگ بن مرزبان خراسانی و معروف غازی بن
اسد غازی و غضنفر غازی بن اسد غازی و شاہزادہ رستم خو بن کرب غازی وغیرہ ان سب سرداروں
نے کہا کہ بسا عجب ہے اے ضرغام شیردل کہ تم بھی بیٹھے رہے اور کچھ بلاش شاہزادہ کی نہین کی نہ کہین کچھ سراغ لگایا
عرض کیا ضرغام نے کہ ہم بجا ضرغام ہر طرح مین تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا اب اگر سب صاحب اسی مقام پر قیام فرمائین تاوقتیکہ مین
نہ آؤن یہانسے کوئی صاحب کسی اور مقام پر قصد جانیکا نہ کرین تو مین جاتا ہون اور حتی المقدور پتہ لگاتا ہون انکا مکان جگر کوئی
دقیقہ سراغ رسانی کا فروگذاشت نہ کرونگا اور خدا نے چاہا تو بانیل مرام واپس آؤنگا یہ کہکے اپنا سامان عیاری جمع کرکے صدا
خدا حافظ و ناصر کی بلند کی اور توکلت علی اللہ صحرا سے مرجانیہ کیجانب چلنکلا مسافت راہ کو طے کرکے جب قریب شہر
مرجانیہ کے پہونچا اور دیکھا کہ یہانکا بادشاہ مرجان پنجہ کش بڑا بادشاہ اولوالعزم ہے بڑی شوکت و شان سے اور سکندر بار
آراستہ ہوتا ہے بڑے بڑے سردار اور پہلوان اسکی سرکار مین ہین اور ہر طرح کا سامان شاہی موجود ہے فی الجملہ ضرغام شیردل شہر مرجان
کی سیر کرتا ہوا صورت اپنی ایک جوگی کی ایسی بنائے ہوئے آتا تھا کہ دیکھا اسنے کہ ایک محافہ بہت زرق برق ساتھ
سے پیدا ہوا سپاہی اور خاص بردار چوبدار برچھی بردار وغیرہ جلوس شاہی سواری کے ہمراہ ہے کہاریان زربفت کے
لہنگے پہنے زیور پوشاک سے آراستہ عمدہ ہاتھون لیے محافہ کا پایہ پکڑے ہوئے چلی جاتی ہین ضرغام متوجہ
ہوکے آواز سنکے ایک مقام پر ٹھہر گیا اور بیساختہ ہوکر پکارا اگر سے دیکھ لیتے ہین او مرتوٹ نہ جائے تری ہاتھ ہے لیلی تھا تو نہ تھا
پردہ محمل تمہاری قضائے کار صبائے بیباک نے پنجہ دست درازی کو دراز کرکے پردہ کو الٹ دیا کہ جو بندی کسی نہ تھی کم
سے سر توہین در پردہ بہت نازنین لیکن + سمجھین جو پردہ اوڑھا ہوا ہے + بس ہوا کے جھونکے سے پردہ محافہ کا جو اوٹھا ضرغام
کی نگاہ جو پڑی تو دیکھا اسنے کہ ایک آفتاب روشن ہے جلوہ سے اس شمع رو کے دل اسکا جلکر خاک ہوا نزار جانسے عاشق و شیدا ہوگیا
سے بجلی نظر تھی جی کی آفت تھی + وہ منظر بھی وہ طاقت بھی صبر جاتا رہا آہ کیساتھ ہوش جاتے رہے نگاہ کیساتھ غلبہ کرکے چپ رہ گیا
کیا پروا اس ملکہ کا جمال جہان آرا دیکھکر ضرغام کا تو یہ حال ہوا کہ آئینہ وار ششدر و حیران رہگیا اور ادھر اس صاحب محافہ کہ نام اسکا
ملکہ محبوب چنگ نواز ہے کی نگاہ بھی اس رویش سادہ مزاج پر جو پڑی تو دیکھا کہ ایک تارہ ہاتھ مین لیے ہوئے اسطرح دیکھتا ہے کہ جیسے شاہ کو

گرا دیکھتا ہی اور صدا یہ کہہ رہا ہے کہ ؎ قیس جو دشت میں پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا + آپ سے لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجاتا تھا
آرزو ہی کہ ؎ مرنا مقدم ہو ارمان نکل جائے + سر زانو پہ تیرے ہو اور جان نکل جائے + اے شاہ حسن ابلا ہیں اپنے
گھر کو کسی دربار کے جانیکا محتاج نہ کہیں دیوار ہی دیکر محبوب جنگ نواز یہ غبار ہیگے سکرائی ایک آدھ خواص بے خوص
پکاری کہ ہیں ہو بندی کا فے شاہ جی کی شامت آئی ہے کہ ملکہ کی خدمت میں ایسے سخن لاطائل یہ بکتا ہی ملکہ نے کہا کہ فقیروں کی بات دیو
یہ لوگ بادشاہ ہیں ورد بے مہابانہ ایسے کلمے کہتے ہیں میری کیا حقیقت ہے گو میں شاہزادی ہون لیکن یہ اللہ والے لوگ ہیں
انکو سب معاف ہے شاہزادی نے دیکھکر کہا کہ جی چاہتا ہے کہ شاہ صاحب سے اشعار کوئی کچھ سنون کہ فن موسیقی میں بھی کامل معلوم
ہوتے ہیں ایک مصاحب بول اٹھی کہ لیجیے یک نشد دو شد معلوم ہوتا ہے کہ توجہ حضور کی انکے گانا سننے پر ہوئی آوازدی آنکی
کر چلا آج ور حضور یہ تو آس کو لگائے ہوئے + شاہ جی یہ تمہارا کشکول گدائی زر و جواہر سے بھر دیا جائیگا کہ تمنائے گدائی باقی
نہ رہے گی غرضکہ یہ فقیر بھی ساتھ ساتھ سواری کے روانہ ہوا ملکہ قریب اپنے باغ کے پہنچ کر داخل باغ ہوئی شاہ صاحب سے کہا کہ
چلے آؤ فقیر دن عہ کیا بردہ ہے فقیر بے تدبیر یہ شعر پڑھتا ہوا کہ ؎ نشان پا ہے کسی بیباک کا ہے + تصدق جان ہے اور دل قربان
ہے + یہ اٹھکھیلیو نکا دے رہا ہے + ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے + کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی + داخل باغ ہوا آگے جو
دیکھا تو ملکہ اپنے مسند ناز پر جلوہ گر ہے مصاحبین گرد و پیش حلقہ باندھے ہوئے بیٹھی ہیں جیسے ماہتاب کے گرد ستارو نکا
ہجوم ہوتا ہی مغلانیاں پیش خدمتیں کہاریاں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں کچھ سرگرم کار ہیں کہ یہ درویش کچھ ڈرتا ہوا اندیشہ
کرتا ہوا کہ ایسا نہو کوئی شخص سد راہ ہو اور منع کرے لیکن کسی نے کچھ نہ کہا جب یہ بارہ دری کے اندر پہنچا تو ملکہ
نے دیکھکر کہا کہ شاہ صاحب تم جو تشریف لائے ہو کچھ گاتے ہو عرض کیا کہ گانا رونا بسر جانتا ہے لیکن حضور کی جنگ
نوازی کی شہرت سنکر اس شہر مرجانیہ میں میرے آنیکا باعث ہوا ملکہ نے کہا کہ جو مجھے برا سر آتا ہے میں سناتی ہون
اور یہ کہکے کشتی جنگ کی طلب کی اور محبوب جنگ نوازنے اسے بجانا شروع کیا واقعی در و دیوار کو مست کر دیا ہر
ایک پر عالم محویت طاری تھا سب کے سب نقش بدیوار ہو رہے تھے سکتے کے عالم میں جھوم رہے تھے کوئی مصاحب
بلائیں لیتی تھی کوئی ماشاء اللہ چشم بد دور کہتی تھی کوئی انکے پاؤں کی خاک اٹھاکے ملکہ پر سے اتار رکھتی تھی
تھی درویش نے دیکھا کہ اس مشقت میں پسینہ جبین و رخسار پر آیا ہے وہ عجب طرح کا لطف دے رہا ہے یہ عالم
ہوتا ہے کہ ؎ قطرہ نہیں عرق کے رخ لاجواب پر + گویا پڑی ہے اوس گل آفتاب پر + یہ کیفیت دیکھکر ہزار جان سے عاشق
تو تھا ہی اور بھی فریفتہ ہو گیا ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ شاہ صاحب میں خوب جانتی ہون کہ آپنے میری داد دی اور بہت
تعریف کی لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ میں بھی کچھ آپکو سنون میں تکلیف دینا چاہتی ہون کہ آپ بھی کچھ فرمائیں عرض کیا کہ حضور
میں تعمیل ارشاد بسر و چشم کرتا ہون مگر حضور ایسے کاملوں کے بعد گانا گویا منہ چڑھانا ہے حضور کا اس فن میں مثل نہیں
کیا مجال ہے کسیکی جو آپکے سامنے منہ کھول سکے گانا تو شئے دیگر ہے لیکن الامر فوق الادب فرمانا حضور کا بجا لاتا ہون
اور فقیر کو جو کچھ برا بھلا آتا ہے حضور کو سناتا ہون یہ کہکے اپنے اکتارہ کو اٹھا کر قائم کرکے شاہ جی نے یہ غزل شروع کی
؎ اندنون جوش جنون ہے تیرے دیوانہ کو + لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانیکو + منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانیکو +
ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانیکو + شہر میں اسنے یہ لیلی نے منادی کردی + کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانہ کو +
ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم + بادۂ وصل سے بھر دے میرے پیمانہ کو + خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو + یہ غذا ملتی ہے لیلی ترے
ترے دیوانہ کو + اس غزل کو ایسا گا کے کہ ملکہ بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور یہ کہا کہ شاہ صاحب واہ وا آپ بڑے صاحب
کامل و سحر بیان ہیں آپکا مثل نہیں مگر ہمارا دل ابھی سیر نہیں ہوا ہے کچھ اور بھی گائیے معلوم ہوا کہ آپ بھی کسی پر عاشق ہیں
اسوقت آپکے گانے سے یہ ثابت ہوا کہ آپکی آواز سے جو درد پیدا ہے فقیر نے کہا کہ فقیر کو عشق خدا ہے اور یہ کہکے دوسری
غزل شروع کی کہ ؎ کیا فائدہ جو غیر سے وہ ہم کنار ہے + ہمسے تو ایک دہی درد انتظار ہے + آنکھوں میں [illegible]

یہ سبزہ نو دمیدہ ہمیں نوک خار ہے + ایکدن گیا جو گورِ غریبان کی سیر کو + دیکھے جہان بزرگونکا اکثر مزار ہے + دیکھا تو ایک قبر پہ نرگس
ہے سرنگون + پوچھا جو مینے اُس سے تو کیون شرمسار ہے + کہنے لگے عزیز تو نرگس مجھے نجان + آنکھیں ہو گئیں اُسکی یہ جسکا
مزار ہے + سودا الفین مجھکو اُسی روز سے ہوا + عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتظار ہے + اس غزل عبرت آمیز کو سنکر ملکہ نے
بہت تعریف کی اور اس صحبت کو موقوف کیا اور اشارہ کیا کہ ہان صحبت مینوشی آراستہ کیجائے کہ شاہ صاحب
کو بھی اسکا ذوق ہے اور عرصہ ہوا کہ اسکا چرچا نہیں ہوا غرضکہ بزم مینوشی بہ پا ہوئی بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا
جام مے لالہ فام بے اندیشہ انجام چلنے لگا ساقیان سیمین ساق اپنے دست نازک سے شراب ناب کنٹر و شیشہ سے
انڈیل کر جام کو لبریز کر کے دیتے جاتے تھے جام مے ارغوانی گردش میں تھا عجب لطف کی صحبت مینوشی تھی کہ بزم
جمشید کا نمونہ دکھلا رہی تھی کوئی مصاحب کہتی تھی کہ ؎ ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ + جبتک بس چل سکے ساغر
چلے + کوئی رفیق رنگین ادا عجب ناز و ادا سے یہ شعر پڑھتی تھی کہ ؎ غنیمت جان لے یہ صحبتیں آپس کی اے نادان
دگرگون حال ہو جاتا ہی الیدم میں زمانہ کا + بس عین گرمی صحبت میں دیکھا تو ایک ستارہ فلک پر سے ٹوٹا اور باغ میں گرا
گرتے کے ساتھ ہی ہیئت انسانی پیدا کی دیکھا تو ایک عورت حسین مہ جبین نورانی مثل ستارۂ سحری کے چمکتی
ہوئی بارہ تیرہ برس کا سن و سال نہایت صاحب جمال سامنے سے نمایان ہوئی مگر زلفین الجھی الجھی آرائش میں فرق لباس
ملگجا پہنے ہوئے کچھ بدحواس و دیوانہ وار اسکی صورت نظر آتی تھی کبھی گل کو نگاہ حسرت سے دیکھا کبھی عندلیبان چمن کو منقار
رکھے گل پر دیکھا کبھی آہ کھینچتی تھی اور کہتی تھی افسوس ؎ کسینے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا
کبھی یہ کہتا کہ ای فلک میں تیری ممنون ہون حال آنکہ تو نے میرے ساتھ جو درازی کی اسکو میں کیا بیان کرون
؎ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبوں کی تربت پہ شامیانہ ہوا + یہ کہتی ہوئی قریب صحبت آئی ملکہ تو اسکو
دیکھکر جھجک کر کھڑی ہو گئی کہ ہاتھ سے جام چھوٹ گیا درویش یا مرشد کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے کوئی مصاحب
پکاری کہ حضور یہ کوئی ساحرنی معلوم ہوتی ہے کسینے کہا معلوم ہوتا ہی کہ بھیرو ین شریف ہو کے آگئی ہے کسینے کہا کہ
بو ہمت کی نکھو کوئی پکاری یہ تو پریزاد معلوم ہوتی ہے شاہ جی پکارے کہ میں تو پردیس میں ہون مگر معلوم ہوتا ہی کہ یہ میں
کلیان رام کلی کی ہمشیرہ بھیرون کی جانے والی آگئی اوسوقت اس عورت نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
اور کہا شاہزادی سچ ہے جو کچھ چاہو پھبتیان کہو میں رہ ہون کہ چاہون تو ابھی شہر جانیہ مثل دیپک راگ کے
اُسکر کے جلا دون میرا نام شعلہ افروز جادو ہے اوسوقت کی تمہاری بزم صحبت میں دیکھ رہی تھی اور انکا
گانا شاہ صاحب کا سن رہی تھی اور رو رہی تھی مشتاق ہو کر آئی ہون ای ملکہ ؎ معلوم تجکو بھی ہو کسی پر جو آئے دل
ناحق ستایا کرتے ہو صاحب برائے دل + ہائے عندلیب مجھکو کرینگی گلے کے نالہ ہائے زاریان + تو ہائے گل پکارے میں چلاؤن
ہائے دل + جب یہ شعر پڑھ چکی تو ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور دیکھکر کہا کہ حضور میں امیدوار ہون کہ آپ تشریف لائیے
؎ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + اور میری بے ادبی کو معاف فرمائیگا آپ
شوق سے تشریف لائیے یہ نازنین آئی اور آکر بیٹھی شاہ صاحب نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ایسی شعلہ رو آتش صورت خیر آپ نے
بڑھے کر دل ہی تو ہے [illegible] کا بھی دکھ گیا یہ کون ایسا محبوب بیوفا ہے نا قدر کہ آپ ایسے مہ جبین پر تمکین کو نہیں چاہتا دیکھو
اس ساحرہ نے کہا کہ یہ اپنی مقدر کی خوبی ہے درویش نے کہا کہ کچھ فرمائیے تو میں ستوق کیا عجب ہے کہ کچھ علاج درد دل
مجھسے ممکن ہو سکے شاید کہ ہمین نفیہ بر آرد پر و بال + ساحرہ نے دیکھا کہ شاہ جی صاحب کمال معلوم ہوتے ہیں کیا عجب ہے کہ یہ
نخل تمنا شاہ جی کی آبیاری عنایت سے سرسبز ہو جائے بس اسنے بیان کرنا شروع کیا کہ چند روز کا عرصہ ہوا کہ ایک مقام رفیع
زمانہ میں ایک شاہزادہ بیٹھا ہوا تھا سیر اگر درجہ طرف ہوا تو میں اوس صنم دلربا کو اوٹھا لائی اور لاکر چند سے اسکو باغ سبز دکھا
اور حال اپنی طبیعت کی آتنکا بیان کیا اور اظہار وصل کے کلمے زبان پر آئے مگر یہ نازنین کہنے لگی کہ کیا کہون ؎ سوال وصل کیا تھا

جواب صاف ملا۔ غضب ہوا بری جائے گفتگو باقی + بس اے ظالم بدخو نے وصل کسیطرح منظور نکیا اور اسکو مینے قید کیا ہے اور دیکھے فراق مین
مار ہی ڈالیگی تو بہتر ہی ہوا۔ اسکو تیرا اتفاقیہ ہوا اور مینے بھی قسم سامری و جمشیدکی کچھ نہین کھایا ہے ملین کہا فرغام نے کہ کچھ شک
کہ یہ شاہزادہ کا معلوم ہوا اب یہ نکلا کہ میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے اسوقت فرغام نے شعلہ افروز سے دیکھکر کہا
کہ آخر اس شہریار باوقار کے پاس مین پہونچ جاؤن کہ جسپر آپ عاشق ہین کیا عجب ہے کہ چند اتجویز آپکی جانب سے
ایسے بیان کرون کہ وہ شربت وصل سے آپکا جام تمنا بے اندیشۂ انجام بھر دے اس فقرہ پر یہ ساحرہ ہنسی اور یہ کہکر کہا
کہ آج کئی دن کے بعد تمہارے اسکرائی ہون اے درویش تیرے اس ظرافت آمیز فقرہ نے تو غنچۂ دل کو شگفتہ کردیا۔ غنچۂ دل
کو بس نسیم ہے تو ہمرض عشق کا حکیم ہے تو + ملین شاہ جی نے کہا کہ نہیں اور بہنسی اب جاتی کہان ہے مارے لیتا ہون تم
خیال کرکے خاموش ہو رہو اور ایک آدہ جام بھرکے اسکے سامنے پیشکش کیا اور کہا۔ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند۔ چنان
نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + آپ شوق فرمائین اور دل مضطر کو ذرا تسکین دین اور کہا کہ مجھکو بیچ مین آپکا علاج دریگ کرون
اور اسکو سمجھاؤن ساحرہ نے فوراً اس امر کو منظور کیا اسوجہ سے کہ اسکی عین تمنا تھی بسم اللہ سبحٰنی الغفور ایک جوگی سحر سے
طیار کی آپ اسپر بیٹھی اور شاہ جی کو ہمراہ لیا ملکہ محبوب چنگ نواز نے جو یہ کیفیت دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور بہاعت
ادب ہو گئی اور دیکھا کہا کہ شاہ صاحب تجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے شاہ جی نے کہا کہ حاضر ملکہ یہ کہکر شاہ صاحب کو علیحدہ لیگئی
اور کہا کہ افسوس کہ مین آپکی محبت و اخلاق سے سیر ہونے پائی تھی کہ۔ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد + روی گل سیر ندیدم
و بہار آخر شد + مگر افسوس ہے کہ بعد آپکے جانیکے کیا عجب ہے کہ ہم مرتکر ہی اگر اسکے مرجائین کیونکہ آپکو محبوب خوش وضع ملگیا اب ہمین
کاہیکو آپ یاد کرینگے ہائے افسوس کہ ان آنکھون نے کیون شکل آپکی دکھائی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری تقدیر مین آپکی
اشتیاق مین رونا اور رقیب سخت کا اٹھانا ہی بدا تھا کاش ادھر سے سواری نجاتی کیون آپکو دیکھا اور کیون مجھ کم بخت نے آپکو
بلایا اپنی جوانی مین روگ لگایا یہ شعلہ افروز کیا آئی کہ میرے سینہ مین آتش فراق کو بھڑکا گئی اب جو دیکھا تو دونون آنکھیں چشم
پر آب مین آنسو بھرے ہوئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ مردم آبی گل رخسار کو تر کیا چاہتے ہین اور آبشاری کرکے چاہ
زنخدان مین آب پہونچایا چاہتے ہین بس یہ دیکھکر شاہ جی کا دل بیچین ہوگیا اور یہ کہا کہ ملکہ اگر حوران بہشتی بھی میرے
سامنے آئین تو میری آنکھون مین سب خاک ہین لیکن ملکہ اسوقت یہ بات رازکی ہے جو مین تجھسے کہتا ہون ایسا نہو
کہ کسیکے سامنے اس رازکو بیان کرو مبادا کوئی دراندازی کرے اور یہ فلک ناہنجار نیا رنگ لائے اس سے بہتر ہے کہ زبانسے
نہ نکالا جاوے صندوق سینہ مین مثل امانت کے محفوظ رہے اس راز سربستہ کا اظہار کسیکے سامنے نہو کہ دیوار ہم گوش دارد
۔ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا + یعنی میرا اسرار میرا مالک ہے اسکا پتہ ایک عرصہ سے نہ معلوم ہوتا
تھا اس ساحرہ کی باتونسے معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے کہ یہی اٹھا لیگئی ہو اسوجہ سے مین اسکے ساتھ جاتا ہون اور اے
ملکہ بصورت زیبا اسکی اصلی تھوڑی ہے سحر سے اسنے یہ اس طلعت زیبا کو آراستہ کیا ہے اور تجھسا محبوب دلنواز نازنین
تلوون کی برابری بھی یہ ساحرہ نہیں کرسکتی ہے مین تیری اس محبت پر خود بجان و دل سے نثار اور قربان ہون ملکہ
تم اپنے دل مین رنج و صدمہ نکرنا استقلال کو کام فرمانا قالب خاکی میرا وہان جاتا ہے روح میری تمہین
رہیگی اور اے ملکہ خدا نے چاہا تو مین بہت جلد پلٹ کر آؤنگا اور اپنے دیدۂ دیدار طلب کو جمال
جمال جہان آرا کی دید سے روشن و منور کرونگا اور تم کسی طرح کا گمان نکرنا مین بہت جلد آؤنگا
لے خدا حافظ اب کوئی بات ایسی نہ نکالو جو میرے دل کو ملال ہو ملکہ چشم پرنم ہوئی کہ۔
ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے + کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے + ملکہ نے آنسو اور حالت
اشکبار ہی مین کہا کہ۔ اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین اے شہسوار
لیتا جا + یہ سنکر دیکھکے کہا شاہ جی نے کہ اب ہمین زیادہ مت ستاؤ خدا حافظ۔ تمام کہتا ہوا وہ کچھ آبدیدہ

سا بلکہ روتا ہوا جوگی پر ہمراہ شعلہ افروز کے سوار ہوا ملکہ تھوڑے عرصہ تک تو جوگی کی جانب نگاہ
حسرت دیکھتی رہی جب کہ جوگی نظرون سے اوجھل ہو گئی تو ملکہ غمگین و دل حزین باغ مین چلی گئین
اور بارہ دری مین جا کر منہ لپیٹ کے پڑ رہی یہان شاہ صاحب و شعلہ افروز کی جوگی جو مسافت
راہ کو طے کر کے ایک مقام پر پہونچی جوگی کو شعلہ افروز نے اتارا اب جو دیکھا تو ایک باغ ہے
نمونہ بہشت عنبر سرشت نہرین و آبشار جاری ہین کثرت گلہائے خوشبو سے سارا باغ مہک
رہا ہے اشجار میوہ دار کثرت اثمار سے سربسجود طائران خوش الحان زمزمہ سنج حمد و ثنائے
رب ودود ہے برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار +
ہر گیاہے کہ از زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + سبزۂ نو دمیدہ جو لہلہا رہا ہے عجب شان دکھاتا
ہے گویا فرش زمردی صحن چمن مین گسترہ ہے عنادل شاخ گل پر نغمہ سرا ہین قمریان نعرہ حق
سرہ سنج خوش ادا ہین غرض کہ تمام باغ نہایت آراستہ و پیراستہ درمیان مین ایک بارہ دری
بہت خوش نما شیشہ آلات و فرش فروش سے مزین و مزین مکان عالیشان کی خوبصورتی اور
زیبائش کا کیا بیان کیا جائے زبان قاصر ہے کیا پاکیزہ قصر دلکش ہے کہ سنگ زر ہے
صفا سے عمارت کرد تماشائش + بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار + قد آدم آئینہ لگے ہوئے
جھاڑ سقفی و فرشی قرینے سے لگے میز و کرسی و تمام سامان آرائش ساری کوٹھی مثل
عروس شب اول کے آراستہ غرض کہ یہ دونون بارہ دری کے ایک قصر مین فروکش
ہوئے شاہ جی نے دیکھا کہ باغ تو ایسا نادر نمونہ بہشت برین بارہ دری ویسی ہی آراستہ
و پیراستہ مگر اسباب عیش و طرب سب درہم و برہم شیشہ کہین جام کہین ساقی گلفام کہین
ایک ویرانگی سی صورت پیدا دیکھکر شاہ صاحب نے کہا کہ کیون ملکہ شعلہ افروز کہ مکان ایسا
نزہت سرشت اور سامان سراسیمگی یہہ سنتے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ شاہ صاحب مین اپنی
ویرانگی اور مکان کی سراسیمگی کا کیا حال بیان کرون کہ وہ محبوب بیوفا مجھسے ملتفت نہین ہوتا
نہین معلوم کسقدر فاقے گذر گئے کھانا پینا گیا سلسلہ خون دل پیتے ہین اور لخت جگر کھاتے ہین +
یہ غذا ملتی ہے بیمارے ترے دیوانہ کو + سب سامان عیش و طرب بیکار ہے جب خانہ دل ہی ویران پڑا
ہے تو پھر شگفتگی کہان سے نہین ہے بزم مین ساقی تو میکشی ہے خراب + نمک شراب مین ڈالو کباب
کے بدلے + شاہ صاحب نے یہہ کلمات حسرت و یاس سنکے فرمایا کہ آپ پوشاک بدلیے زیور
و جواہر سے اپنے تئین آراستہ کیجئے سامان عیش و راحت درست فرمانیکا حکم دیجئے مین آپکے
محبوب کو آپ سے شگفتہ کرائے دیتا ہون آپ اپنی غنچہ خاطر کو منقبض نہ کیجئے ایسا عمل کرونگا کہ وہ خود
آپکے وصل کی خواہش کرے آپ مجکو اُس کی گرفتاری کا مقام بتلائیے مجھے وہان پہنچا دیجئے تاکہ مین اُس غزال
رمیدہ دشت محبت کو رام کرون آپکو اُسکے وصل سے شاد کام کرون یہہ دیکھتے ہی ملکہ نے اپنی ملازمون کو کہا
سامان آرائش بارہ دری از سر نو آراستہ و پیراستہ کرو کشتیان لے آؤ لالہ فام کی اور جام و ساغر جملہ سامان
عیش مہیا کرو ساقیان پریرو و مغنیان کمان ابرو کو بزم نشاط مین حاضر کرو کہ آج مژدہ وصل ہے شاہ صاحب
کی بدولت کامیابی کی امید ہے کیا عجب ہے کہ یہ دل پژمردہ شگفتہ ہو ملازمون نے چپکے سے اپنے دلمین کہا اور متعجب
ہوئے کہ کون ایسا شخص آیا کہ جو اسقدر خوش ہے معلوم نہین کہ اب کسکو لگا کے لائی ہے چنانچہ حسب الحکم ملکہ
جملہ سامان عیش و راحت مہیا ہو گیا اور ملکہ حجرہ شاہ صاحب کو دکھلائی اور بتلایا کہ اسی حجرہ مین وہ شخص ہے

اور شاہ صاحب کیجانب مخاطب ہوکر اسنے کہا کہ ؎ غنچۂ دلکو بس نسیم ہی تو ۔ مرض عشق کا حکیم ہی تو ۔ ای
شاہ صاحب میرے دلکی شگفتگی آپکے اختیار مین ہی میرے ۔ بلبل دلکو جو اس تن مین پھڑک رہا ہی اس گل
رعنا کے مژدہ وصل سے نغمہ سنج کیجئے پس شاہ صاحب مسکراتے ہوئے حجرہ مین آئے اور وہ تالا نام حق
تعالی لیکر کھولا کنجی کو حجرے سے گرایا دروازہ کو جھٹ پٹ کھولکے اندر گئی تو دیکھا کہ شاہزادہ کے چہرہ پر ایک
کاہیدگی اور پژمردگی اسقدر ہی کہ پہچان نہین پڑتا یہ دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لایا تھا اور یہ شعر پڑھا ؎
ہو گر نہ ماہ کو ایک شب کمال رہتا ہے ۔ یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہی ۔ پس یہ شعر پڑھکے اسنے کہا ای
در دریائے فتوت ای انجم سپہر صولت ای شیر مردان عالم آپکا کیا حال ہی اوسوقت دیکھکے آپنے کہا ای شناسائے
عالم اسوقت تری آواز سے افسوس کرتا ہون کہ تری آواز نے ایک دوست صادق یار وفادار غمگسار یاد آگیا
اور رو دیکھکر کہا کہ افسوس کرتا ہون ای بھائی ؎ آپکی یاد تو نکار رہتا ہی مجھے ہردم خیال ۔ جو کوئی بولا صدا کانون مین آئی
آپکی ۔ اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی درویش نے پوچھا کہ مجھسے تو پردہ نفرمائیے مین تو دو دل باہم کرنیکو
آیا ہون آپنے کسکو یاد کیا اور آہ سرد کسکے واسطے کھینچ کیا حضور کی طبیعت کسی پر آگئی ہی جو ایسے معشوق
سے آپ کنارہ کرتے ہین ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤنمین بیڑیان ایسی کڑی جھیلنا آپ ہی کا کام ہے اوسوقت
اسد غازی نے دیکھکر کہا کہ آپ میرے ناصح نہین ہین بس زیادہ مجھے نہ سمجھائیے اپنا مطلب بیان کیجئے
بس یہ کہنا تھا کہ اسکو بھی تاب نرہی اسنے کہا کہ ای شہریار مین آپکا غلام ہون جسے آپنے یاد کیا تھا در پردہ
یعنی غلام آپکا ضرغام شیر دل ہون بس یہ سننا تھا کہ شہزادہ نے گلے سے لگا لیا اور چاہا کہ روئین اسنے منع کیا اور عرض
کیا کہ یہ محل عیاری ہی نہ موقع آہ و زاری اسپے ہم عیار وہم سردار ہوکے دھوکا کھا گئے اس حرامزادی کے
پھندے مین پھنسے رہے اب مین جاتا ہون اور آپ کو بلواتا ہون آج ہی تو اس قصہ کا فیصلہ کئے دیتا ہون
ابھی کچھ زیادہ کیفیت دریافت کرنی اور بات چیت کرنیکی ضرورت نہین ہی بس وہ آ دیکی اور آپکو لیجاتی اور مین
فریب دیکے ابھی مارے لیتا ہون یہ کہکر باہر آیا اور کہا ای ملکہ شعلہ افروز مبارک ہو محبوب کا رضامند ہونا جاؤ جاکے
لے آؤ کہ وہ تمہارے مشتاق ہین اونکے ناز اٹھاؤ انکو بعزت تمام و اشتیاق مالا کلام لاؤ یہ کہکر آپ کونہ پر مسند کے
بیٹھ گیا ملکہ بھی عجیب انداز سے ایک ناز معشوقانہ کرتی ہوئی اور بشاش ہوکر اٹھلاتی چال مستانہ چلتی ہوئی قریب
حجرہ کے آئی اور آگے دیکھکر کہا کہ او بیوفا آجتک ہمکو بھی ہلاکت مین ڈالا اور آپ بھی ہلاک رہے ہر طرح کی سختیان اٹھائین
کڑی جھیلین مگر قرار وصل نکیا شاہزادہ نے مسکرا کے سر کو جھکایا اور دیکھکر کہا کہ عشق بازی سہل تھوڑی ہی ؎
نہین آسان کسی معشوق پر آنا دلکا ۔ جان لیتا ہی مری پہچان لگانا دلکا ۔ یہ عشق دم کہ پتھر کو دم مین آب کرے ۔
لگائے دل وہی جسکو خدا خراب کرے ۔ عشق و عاشقی کچھ آسان کام نہین ہی کہ جلدی سے ہمین اٹھا لائین
اور طالب وصل ہوئین تنا جلدی تم چاہتی تھین کہ ہمین وصل سے شاد کام کرین ارے مین اسیطرح ترساتا
اور تجھے ہلاک کرتا مین بھی ہلاک ہوتا ؎ جو مزا انتظار مین دیکھا ۔ نہ کبھی وصل یار مین دیکھا ۔ بس
اسنے دیکھکر کہا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے اور یہ کہکے اسنے سحر دفع کیا اور آپ شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کے
اٹھلاتی ہوئی بل کھاتی ہوئی شہزادہ کے ہاتھ مین ہاتھ لاکر مسند پر بٹھایا درویش ہنسے اور کہا کیون ملکہ آج کیا
خوشی کا دن ہی اور یہ کہکر کچھ میوہ خشک جو منگوا رکھا تھا آپ بھی کھایا اور کچھ شہزادہ کو کھلایا اور ساحرہ کو بھی کھلایا
کسیقدر قلب کو فرحت حاصل ہوئی اب دیکھکر شاہ جی نے کہا کہ آؤ ملکہ ہم تمہین دلہن بناوین کیونکہ تمہارے مان باپ
یہان نہین ہین تو ہمین تمکو زیور و لباس سے درست کرین یہ سنکے ملکہ نے سر کو جھکایا شرمائی اور نجانے عرق
شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئی شاہ جی نے کہا خدا نکرے کہ کسی کے مان باپ ایسی کم سنی مین مر جائین ابھی عمر کیا

ملکہ سچ کہیئے کیا عمر آپکی ہوگی سر جھکا کے کہا کہ کوئی پونے تیرہ سو برس کی درویش نے اسد کیجانب دیکھکر کہا کہ
یا اسد غازی ایسی نازنین کہیں میسر آتی ہے آپ بھی اپنی زلفوں مین شانہ کیجئے دل کو شگفتہ کیجئے میں
نہیں دو دلہن بناتا ہوں کیا سادہ مزاج ملکہ تھی کہ اسد کو پھر پھر دیکھتی ہوئی درویش کے ساتھ حجرے
مین آئی شاہ جی نے وہ ریگ بیابانی چھپتی ہوئی بجائے افشان کے اسکی پیشانی پر لگائی جھولی سے نکالکر
کچھ توے کی سی سیاہی شل مسی کے اسکے دانتوں پر لگائی ایک پوٹلی کاجل کی نکال اسکی آنکھوں مین
لگائی اور آئینہ نکال کر دیا کہ دیکھئے کیا عجب ہے کہ آپ ہی اپنے مردم دیدہ کی غلطی تحریر کو جو سد راہ ہوئی ہے اپنی
تیرہ بختی کی دلیل سمجھکر پسند فرمائیں دیکھیئے کیا کیفیت دیتی ہے ملکہ آئینہ دیکھکر بہت مسکرائی شاہ جی نے کہا ؎
استخوان صدموں سے پس کے سرمہ ہو جائیں اگر + تیری نظروں میں کسی صورت سمایا چاہیئے + جی چاہتا ہے
کہ اس ظالم کے پاس تمہیں دلہن بنا کے نہ بھیجوں پہلے اپنے ہی دلکو شاد کروں اسنے دیکھکر کہا کہ کسنے منع
کیا ہے جب وہاں جاؤنگی جب جاؤنگی گو وہ میرا معشوق ہے مگر کیا مضائقہ ہے لیکن پہلے جسکی نیت آپکے
کی ہے اسکے پاس ہو آنے دیجیئے پھر آپکو اختیار ہے دل مین اسنے کہا کہ لعنت ہے اس مردار پر کہ کسی پر منہ ہی
نہیں اور یہ کہکر عطر سہاگ نکالا اور دیکھکر کہا کہ ملکہ اس عطر کو اپنے تمام جسم پر ملوا اسنے خوشی خوشی وہ
عطر لیکر اب جو ملا تو دل اسکا کچھ نڈھال سا ہو گیا اور شاہ صاحب کی طرف دیکھکر اسنے کہا کہ شاہ جی کچھ نیند سی
آئی جاتی ہے بوئے عطر بیخبر دیتی کہ اب ایسا سوؤگی کہ پھر نہ جاگوگی اور یہ کہکر کچھ آنکھیں جھپکانیلگی درویش صاحب نے ہنس
کے کہا کہ ؎ نسیم غفلت کی چل رہی ہے منڈ رہی ہیں قضا نیندیں + کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے
دیکھو ملکہ اب اور ہی حسن ہے ذرا اپنی قد و قامت کو کھڑی ہو کر دیکھو یہ سنتے ہی اٹھی اور چند قدم چلی کہ فوراً دھم سے گری اسکو حجرہ
میں چھوڑ کے کہا کہ آئیے عروس بلاتی ہے اسد درویش کے ساتھ ہنستے ہوئے چلے اور کہا کہ تو نے کیا کیا اسنے عرض کیا کہ
میں نے اس خفتہ بخت کو سلا دیا اب حشر کو اٹھیگی ؎ تصور میں تمہارے جو کہ زیر خاک سوتے ہیں + نہ جاگینگے سو تیری جگائے
جگا بھی چاہی + اسد آگے اور بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری کیا کہ ؎ یہ کیسی نیند آگئی الہی مسافران رہ عدم کو + کچھ ایسا سوئے
کہ پھر نہ جاگے جگانے ہم انکو جگا جگا کر + اسد نے کہا کہ اب تو ہی اسے مار ڈال مجھے ترس آتا ہے عرض کیا کہ وہ تو آپکی پیاری ہے مجھے
بھی ترس آتا ہے مگر بغیر اسکے مارے رہائی غیر ممکن ہے یہ کہکر کسوت عیاری سے جیسے کی گولی نکالی اور جلدی سے کرچھے میں گرم
کر کے اسکے دہن میں ڈال دی کہ دل و جگر اسکا چر گیا اور تڑپ کر روح اسکی واصل جہنم ہوئی آواز آئی کہ مارا جوان کشتنی ہم
مین شعلہ افروز جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم و مطلب خود نہ رسیدیم ابھی کوئی گل اسنے اپنے باغ جوانی کا نہ چنا تھا کہ جیب
گریبان گیر ہوئی کہ ؎ نخل سر سبز ہوئے پھول کھلے پھل آئے + ہائے جوش جنوں سوئے بیجنگل آئے + اسکے لاشے
سے یہ صدا آتی تھی ؎ اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن + جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا + اب جو دیکھا تو ایک
شور و قیامت برپا ہے ہیبت غل مچا رہی ہیں آندھی سیاہ پھیل رہی چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی ہے کہ سارا باغ و مکان
سب تیرہ و تار ہو رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے یہ ہنگامہ برطرف ہوا اب جو دیکھتے ہیں تو نہ وہ باغ ہے نہ وہ عندلیبان
چمن کے چہچہے ہیں نہ بارہ دری ایک کچی سی سہ دری معلوم ہوتی ہے اور ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا ہوا ہے کہ جسپر لاش اسکی
پڑی ہے نہ وہ نازنینان گل پیرہن ہیں نہ ہمنشین نہ جلیسین نہ خادم نہ خدمتگار نہ زنگی نہ پتلے سحر کے سب
پتلے خاک سیاہ ہو گئے لاش کے قریب آئے اور اسکی ہیئت کو دیکھا عجب رنگ تھا کہ ؎ بہوت بنی ہوئی
اور بجا ہی ڈروتی چوٹے کی سی لاونی مانو نیل میں رنگا دی ہے + کوئی ایسی سیاہ تین شام چڑھے یہ رنگ کہاں پائی ہے
اسکی لاش کو دیکھکر اسد نے نہایت نفرت کی اور ضرغام کی بہت تعریف فرمائی گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی
؎ اے پیک رہ ستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + آپکو حال ہمارے لشکر کا معلوم ہے کہیں

اور کس مقام پر سب کو چھوڑا ہے عرض کیا سب بیابان مرجانیہ مین مقیم ہین اور مین آپکی تلاش مین
نکلا الحمد للہ کہ آپکو پایا اب تشریف لیجائیے چنانچہ شہزادہ اسد غازی مع ضرغام شیر دل بیابانسے روانہ ہوئے
مسافت راہ کو طے کرتے ہوئے جلد قریب شہر مرجانیہ کے پہونچے تو ضرغام نے بنگاہ حسرت شہر مرجانیہ کو
دیکھا اور ایک آہ سرد کھینچکر [illegible] شہزادہ نے پوچھا کہ یہ آہ جگر سوز تو نے کیون کھینچی اس شہر کیطرف
دیکھکر سچ بتاؤ مجھسے نہ چھپاؤ عرض کیا اسنے کہ حضور اسکا حال کچھ نہ پوچھیے یہ ایک داستان عظیم ہے ملکہ محبوب
چنگ نواز جو اس ملکے بادشاہ کی دختر اسی باغ مین ہی اُسی کی وجہ سے مین آپ تک پونہچا اور فقیر بنا ہوا مین تھا
تو مجھسے ملکہ نے بوقت چلنے کے کہا تھا کہ ہمسے پھر ملنا لیکن اب خوشی یہ ہی کہ آپ اپنے سرداروں سے ملین لشکر
کے لوگ سب حضور کے انتظار مین چشم در راہ ہونگے کا میکو آپ منزل کھوٹی کرین اور کیون پھیر کھاتے مین اس طرف
کو آپ جائین شہزادہ نے فرمایا کہ خوب تمنے مجھسے کہدیا اب مین بغیر تمہارا عقد کیئے یہان سے کب جاتا ہون
پس باغ کی سمت چلو غرضکہ یہ تو جانب باغ روانہ ہوئے حال یہان کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب اس حال کی
خبر مرجان پنجہ کش بادشاہ کو ہوئی کہ یہ شوخ دیدہ ایک شاہ جی کو لگالائی اپنے باغ مین بلایا اور صحبت آرا ہوئی
تھی اُسوقت اُسنے حکم دیا ابرہا سے شتر سوار کو کہ ملکہ کو گرفتار کر لا ابرہا یہ حکم پاتے ہی اپنے مقام سے چلا اور آکے
ملکہ کو گرفتار کیا لیکن بروقت گرفتار ہونے کے ملکہ نے ایک خواص نیک اطوار سے کہ نہایت اُسکی رفیق تھی اس
سے کہا کہ شاید بعد میرے درویش صاحب آئین تو میرے حال کی انکو خبر دینا اتنا احسان تم میرے اوپر کرنا
یہ کہکر ملکہ تو اسیر غم سوار ہوئین اور گرفتار ہوکر چلین باپ کے پاس پونہچین مرجان پنجہ کش نے ملکہ پر بہت تعزیر
و شدائد کرکے ایک قفس مین بند کیا اور رکھا کہ آواز گریہ نہ نکلے ؎ نہ پھڑکنے کی اجازت ہی نہ فریاد کی ہی +
گھٹ کے مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی + غرضکہ ملکہ کو نہایت بیکسی ولاچاری سے اسیر کیا ادھر تو ملکہ اسیر ہوکے
جاتی ہین اور ادھر اسد غازی مع ضرغام شیر دل کے ملکہ کے باغ مین پونہچے دیکھا تو باغ پر عجب ویرانی کا
عالم ہی نہ در و دیوار سے سراسیمگی و پریشانی پائی جاتی ہی بروے سر ٹکرا رہے ہین بارہ دری کے سامان پر عجب
عالم یاس ہی ہر شی سے ویرانگی ظاہر ہی صبا قریب گل پیام خزان لیکر جاتی ہی عندلیبان چمن گلون سے رخصت
ہوتے ہین پژمردگی گلون سے ظاہر ہے ؎ نہ گلچین ہے نہ سنبل ہی بڑا ہی باغ ویرانہ + نہ غنچہ ہی نہ سبزہ ہے
نہ ساغر ہے نہ پیمانہ + نرگس آنکھون مین آنسو بھر لائے تکرہی ہی سنبل بال کھولے ہوئے پریشانی کے عالم مین مبتلا ہی
لالہ داغ بدل دست خزان سے پژمردہ تھا سوسن سو زبان سے اپنی پریشانی کا اظہار کر رہی تھی بیلا البیلا بن بھول
گیا تھا جوہی مرجوہی کی شکل پژمردہ تھی گیندے کے چہرے پر عجیب زردی چھائی تھی گل اشرفی پر یرقان کا عالم
تھا جو گل تھا گویا نخل ماتم تھا ضرغام باغ کو دیکھکر بے اختیار رو اٹھا کہ ؎ چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا
تجمل تھا + ہزارون بلبلون کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا + خزا کے دن جو دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین + بتاتا باغبان
رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا + باغکی یہ حالت دیکھکر ضرغام کی آنکھون مین اسوقت آسمان پھر گیا یہ باغکو حسرت زدہ دیکھ
ہی رہا تھا کہ وہ خواص آئی اور ضرغام سے کہنے لگی کہ آپ اس باغ کو کیا دیکھتے ہین جس تن سے روح
نکل جائے تو وہ تن کیونکر قائم رہسکتا ہے والی اس باغ کی نہین ہے کل تک اس باغ کا تجمل ور ہی کچھ تھا
ضرغام نے اسد غازی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خواص سچ کہتی ہی بیشک ہم خود اس باغکی شان و شوکت
دیکھی ہے ؎ کل چمن مین ہر طرف تھا آشیان عندلیب + آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب
باغبان پیر حسم سے رو رو کے یہ مینے کہا + کچھ پتہ گل کا بتا ور دے نشان عندلیب +
سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بعد + ڈالیان سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب +

دیکھکر خواص نے کہا کہ بفراق شاہ صاحب میری ملکہ بہ نعمت کامل کر کے بادشاہ نے اسیر قفس کیا ہی
اور یقین ہی کہ دو ایک دن مین ملکہ کا سر تن سے جدا ہو جائے اور ناشاد و نامراد ہجران کشیدہ روئی رحمت
نزدیدہ دنیا سے گذر جائے ہائے یہ اُسکی جوانی کہ اپنے باغ حسن کی کچھ سیر نہ کرنے پائی تھی کہ صرصر اجل نے پامال
کر دیا ملکہ نے اپنے باپ سے بھی اظہار عشق کر دیا اور کہا کہ درویش کا عشق تھا تو اب ہی اور درویش صاحب
کی یاد مین ملکہ نے قفس مین کچھ شعر حسرت آمیز پڑھے تھے کہ ع کہیو اے باد صبا مر گیا عاشق تیرا ٭ کوچۂ یار مین
گر ہو کبھی جانا تیرا ٭ اور یہ ع کون ہان جو یار کی لادے خبر مجھے ٭ ای سیل اشک تو ہی بہا دے اودھر مجھے ٭ اور
کوئی اُس تغافل شعار سے یہ کہہ سکے کہ بوقت قتل کے اور دفن کے وقت ضرور آ جانا اور اپنے عاشق کے بھی
کشتہ کا تماشہ دیکھنا ع بجرم عشق توام میکشند غوغائیست ٭ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست ٭ اور
کبھی یہ کہنا کہ ع تمہین لحد مین اوتارو تمہین پڑھو تلقین ٭ کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے ٭ اور گاہ آہ سرد
دل پر درد سے کھینچکر بچشم اشک آلودہ یہ پڑھتی تھی کہ ارے ع ہوا وہ محو تیرا دیکھکر کے حسن ای یار رہ کر تن
بدن کا نہ معلق رہا کچھ ہوش اکبارہ ٭ قسم خدا کی نہین دلکو ایک آن قرار ٭ یہ تجھسے کرتی ہون لاچار ہو کے یہ اظہار ٭
درون سینہ من زخم بے نشان زدہ ٭ بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ ٭ اور یہ ہوا تری چاہت مین پھر جہان
پڑی تڑپتی ہون ویران صورت بسمل ٭ جگر مین دل تر سے تیغ ادا کا ہی گھائل ٭ غضب یہ اور کیا او سپہ
تو نے ای قاتل ٭ درون سینہ من زخم بے نشان زدہ ٭ بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ ٭ یہ شعر درد آمیز
پڑھتی ہین اور روتی ہین وہ درویش با کمال ابتک نہین آیا کہ جو اُسکو پیام دوان جو میری ملکہ کو مبتلائے غم
کر گیا اب دشمنون کی جان کے لالے پڑے ہین ہائے یہ اُسکی جوانی او نا سیر یہ غم ٭ ستم ہی ستم ہی ستم ہی ستم
تجھسے حق محبت ملکہ ابتک ادا نہین ہوا ضرغام شیر دل یہ کلام مفارقت انجام سنکے آہ کر کے بیٹھ گیا اور
دیکھکر خواص کیطرف کہا کہ وہ درویش مین ہی تھا اپنے آقا کو چھڑا کر لایا یہان ملکہ سے چھوٹا یہ سنکے اسد نے
کہا کہ بھائی اب تو اپنی شکل درویشی قائم کر تا کہ تجھے سب پہچانین اور مین بایمان خود بھی جاتا ہون اگر دو
لاکھ ہین تو کیا غم ہے تیری محبت مین اپنے سر کو تصدق کرتا ہون اور انشاء اللہ الرحمن ملکہ کو مع قفس
ابھی لاتا ہون یہ کہکے یہ شیر بیشۂ شجاعت مردانہ وار ایک تیغۂ آبدار پکڑ کے طرف بارگاہ مرجان پنجہ کش کے
روانہ ہوا جبکہ قریب دربارگاہ پہونچے دربان نے روکا عقب مین ضرغام شیر دل صورت درویش کی بنا ہوا پہونچا
دربان کو اسد نے طمانچہ مارا کہ بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا اسد نے اندر بارگاہ کے پہونچکر یہ آواز دی کہ ع اسد
شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ٭ بس جیسے ہی اس نعرہ کی صدا بادشاہ کے کانمین پہونچی
ساتھ ہی بادشاہ مرجان پنجہ کش نے ابرہا سے شتر سوار کو حکم دیا کہ دیکھ تو یہ نعرہ خدا پرست کی صدا کہان
صحن بارگاہ مین آئی یہ حکم پاتے ہی جھپٹا تھا کہ سامنے سے اسد کو آتے دیکھا یہ سمجھا کہ میرا ہی شکار ہی بس جھپٹ کے
تلوار اپنی ماری شہزادہ نے بارہ کو بچا کر زبردست پر ہاتھ ڈالدیا اور ریشٹا مارکر تلوار کو اسکے قبضہ سے باہر کر دیا
اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اُٹھا لیا جسطرح نہت دلونکا شیر بھوکا اپنے شکار پر جاتا ہی اسیطرح اس شہریار عالیوقار
نے اسکو ہاتھ پر بلند کر لیا اور بائین ہاتھ مین کر کے آگے بڑھے لوگ انپر ٹوٹ پڑے انہون نے اسکو ڈھال
کے سپر کر لیا جو شخص تلوار مارتا تھا یہ اسکو سامنے کر دیتے تھے وہ منع کرتا تھا کہ یارو مجھکو نہ مارو شاہ
زادہ فرماتا تھا کہ ہماری سپر خود بولتی ہے حریف کو منع کرتی ہے بس یہ معرکہ دیکھکر مرجان پنجہ کش
خود جھپٹا اور ایک ہاتھ شاہزادہ پر مارا انہون نے اسی سپر کو سامنے کر دیا اپنے بادشاہ سے گھبرا کر کہا کہ کیا
مجھے مار ڈالیئے گا ادھر تو بادشاہ کا ہاتھ رکا اودھر اس شہریار کا ہاتھ کمر زنجیر پر تھا اسد نے اللہ اکبر کہکے اسکو بھی تھام

اُٹھالیا اور دونون کو سر سے بلند کیا اور فرمایا کہ حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی عرض کیا مرجان پنجہ کش
نے کہ تا زندہ ام بندہ ام مینے دین آپکا قبول کیا آپ جسکو سر سے بلند کرتے ہین اوسکو خاک مذلت پر نہین ڈالتے
ہین اسد نے آہستہ سے مرجان کو زمین پر اوتار دیا مرجان قدمونپر گر پڑا اور کہا جو آپکے مذہب مین آئے
وہ کیا کہے شہزادہ نے اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ تلقین فرمایا یہ کلمہ پڑھکے اوسکے صدق مسلمان ہوا چالیس
ہزار فوج سے مع ابرہا کے ستر سوار کے اوسوقت شہزادہ نے فرمایا کہ مجھے آپ سے ایک کام اور بھی
ضروری ہے کہ جس بلبل ہزار داستان کو آپنے قفس آہنی مین بند کیا ہے کہ جسکی یہ صدائے دردناک آرہی
ہے کہ وہ اس پھڑکنے پہ میرے تو نہ خفا ہو صیاد + قفس تنگ ہے اور تازہ گرفتاری ہے + اُس آزار رسیدہ
کے پاس ان درویش کو لیکر چلو کہ جسکے فراق مین اسنے اسقدر ایذا اُٹھائی ہے اور یہ درویش میرا بھائی ہے
کہ نام اسکا ضرغام شیر دل ہے مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ زہے فخر وسعادت میری کہ یہ حضور کے
زمرۂ کنیزان مین داخل ہووی پھول جو میسر چڑھے یہ کہکے ساتھ ساتھ شاہزادہ کو لایا اور دیکھا کہ بال ملکہ
کے کھلے ہوئے پشت پر پڑے ہین زلفین ویران و پریشان اُس عارض جانانہ پر لوٹتی تھین چہرہ اوداس عالم کا
وہ پھول سے رخسار ملکہ کے قفس تنگ کے صدمہ سے کمھلا گئے ہین گل عارض مرجھا گئے ہین آنکھین نرگس
بیمار کیطرح زار و نزار ہین فراق شاہ صاحب مین اشکبار ہین ضرغام نے عرض کیا کہ حضور خیال فرمائین
وہ قد سے بڑے جو بال ہین اوسمین یہ راز ہے + دن وصل کا ہے کم شب ہجران دراز ہے + اور حضور وہ
زلف کو عارض جانان پہ جو بیٹھے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا + اسد نے بڑھکر ملکہ کے
حال زار کو دیکھا اور کہا وہ کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری + رونا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت
تیری + ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی کہ وہ ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے + کاسۂ نرگس پہ جون شبنم
رہے + اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر عرض کیا کہ وہ سامنے میرا رولانے والا کھڑا ہے اسیکی بدولت
مینے یہ سب زیور پہنا ہے اور یہ سختی وکڑی سب اسی کیوجہ سے جھیلی ہے وہ عالم کا ترے جہان بیان ہے
بینائی دل بیہان جہان ہے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑ جو + دیوانہ کا پاؤن درمیان ہے + ذرے کا بھی چمکے
گا ستارہ + قائم ہو زمین و آسمان ہے + حضور رو رو کے اس شب ہجر کو مینے جسطرح کاٹا ہے میرا ہی دل
اسکے خوب مزے اٹھاتا ہے قفس تنگ و تاریک کی گرفتاری رات بھر کی گریہ وزاری وہ اختر شماری دل کی
بیقراری وہ اشکباری تڑپ تڑپ کے شب ہجر کو کاٹنا رو رو کے صبح کرنا کیا حال اپنا عرض کرون یہ کہکے ایک
جوئے اشک چشم خونبار سے جاری کی اور رو کے کہنے لگی کہ وہ کہون کیا جو گزرتے ہین مجھپہ الم غم
دل کی کسیکو خبر ہی نہین + میرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا میرے حال پہ اسکو نظر ہی نہین + نہ تو آتی ہے نیند
کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون + شب ہجر کی کیسی درازی ہے کہون یہ وہ شب ہی
کہ جسکی سحر ہی نہین + کہان بخت جو جا ملین ہم بھی کو اڑ نہین اپنے نصیبون مین ہوا کی ہوا + جو اسیر قفس سے چھٹے بھی
تو کیا اُسے طاقت جنبش پر ہی نہین + مین جہان کی چمن کی جو سیر کیا نہین ایک طرحیہ بیہان کی ہوا + جہان
کل گل و سرو سہی تھے میاد ہان دیکھا تو آج شجر ہی نہین + ہے الم سے ہوس ترا حال زبون ہے
عبث تجھے دعوی عشق وجنون + شب ہجر مین کیسا تو رویا تھا خون ترا دامن وجیب تو تر ہی نہین
اور حضور وہ اپنی تو یہ حالت ہے کہ جون بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہین اور پاس
چمن ہے + شاہزادہ نے یہ حال پر ملال ملکہ کی زبانی سنکے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین
اب زمانہ مفارقت کا برطرف ہوا انشاء اللہ اب ہنگام عیش ونشاط آیا دل کو اپنے بشاش کرو

بہت صدمہ ہجر اٹھا چکین اب براحت و آرام بسر ہو گی عشرت سے شب وصل کی سحر ہو گئی یہ کہکر ملکہ کو قفس
سے باہر نکالا و محل محل کیا اور ضرغام سے کہا کہ ہمارے لشکر مین جا کر خبر کرو ہمارے آنیکی بس ضرغام
شیر دل گیا اور اسنے جا کر لشکر مین اطلاع کی کہ شاہزادہ عالیوقار بخیر و سعادت تشریف لائے اہل لشکر
اس مژدہ جانفزا اور خوشخبری فرحت افزا کو سنکے نہایت درجہ شاد و خرم ہوئے انکے تن بیجان مین
جان آئی ہر طرف لشکر مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے اب لشکر مین اور ہی گہما گہمی ہو گئی ہر شخص
کے چہرہ پر آثار خوشی و خرمی کے ظاہر ہوئے مثل برگ خزان رسیدہ کے جو شہزادہ کی
عدم موجودگی مین پامال رنج و الم ہو رہے تھے وہ مژدہ تشریف آوری سنکے مثل گل کے شگفتہ
ہو گئے آنکہ انکو انکی نور قلب کو سرور حاصل ہوا پس کل اہل لشکر و سرداران معزز جو اشتیاق قدمبوسی
شہزادہ مین ہمہ تن چشم انتظار تھے وہ بہت جلد شہر مرجانیہ مین داخل ہوئے خیمے و بارگاہین سرداروں کی
برپا ہو گئین اہل لشکر نے شہر مرجانیہ مین قیام کیا اب اور ہی رونق لشکر مین ہو گئی اسد نے
ضرغام شیر دل کا عقد ملکہ کے ساتھ کیا اب یہ دونون طالب و مطلوب ایک دوسرے کے وصل
سے شادکام ہوئے تمنائے دلی بر آئی جام تمنا انکا بادۂ مراد سے لبریز ہوا بخت رسا کی مددگاری
سے شہزادہ عالیجاہ کی بدولت دولت وصل معشوق حاصل ہوئی غنچہ دل طرفین کا نسیم
وصل سے شگفتہ ہوا سب رنج و الم برطرف ہو گئے زمانہ کلفت عیش و راحت سے مبدل
ہو گیا گلے شکوے سب جاتے رہے ؎ شب وصل شکوہ ہا مکنید + شب کوتاہ و قصہ
بسیار ست + بس یہ دونون عاشق دل دادہ وصل سے ایک دوسرے کے شادکام ہوئے شب ہائے
وصل بعیش و آرام بسر ہونیلگی لیکن ملکہ محبوب چنگنواز کو حمل رہتا ہی اور اسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا
کہ نام اسکا بخیل شیر دل اخنگ اور یہ بھی نہ طاق ہو جو سنجکر عجیب کام کریگا اپنے باپکی مدد کریگا غرضکہ شاہزادہ نے کچھ حال
لشکر اسلام کا بیان کرنا شروع کیا اور مرجان پنجہ کش نے کچھ کیفیت اپنی ارشاد کی کہ مین ایک لٹیرا کہ تھا مشہور تھا
کہ نام میرا اسد ہی اور یہ سب میرے مہربان اور میرے رفیق جان نثار ہین مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ مین چاہتا
ہون کہ اسی زمرہ مین بھی داخل کیا جاؤن اور آپکی رفاقت کا فخر حاصل کرون یہ بانا مجکو بھی عنایت ہو اسد
غازی نے پہلے تو اسکی دقتین بیان کین کہ بھائی اسمین بڑی بڑی سختیان جھیلنا پڑتی ہین کہ بے آب و دانہ
رہنا اور جنگلون مین پھرنا لباس سخت پہننا غرضکہ بہت تکلیفین برداشت کرنا پڑتی ہین اسنے عرض کیا کہ مجھی
سب گوارا ہین اُن تکلیفون کو مین راحت سے بڑھکر سمجھونگا اور حضور کی رفاقت ترک کرونگا۔ پھر
شہزادہ نے فرمایا کہ مین تو قید ساحرہ مین تھا معلوم نہین کہ آجکل زمانہ کا کیا رنگ ہی عرض کیا کہ آجکل
زمانہ نہایت پر آشوب ہے کہ خونخوار بن دجال ایک بندہ ابلیس پرست ہی کہ اُسنے ایک عالم
کو ہلا دیا ہے ہزارہا خداپرستون کو اُسنے قتل کیا ہی بالفعل اُسنے خانہ کعبہ پر قصد کیا ہے کہ ناموس
صاحبقران و عزیزان صاحبقران کو قتل کرے کہ اوسکے یہان انکا قتل کرنا موجب ثواب ہے
اوس سفاک نے اس ظلم پر کمر باندہی ہی ؎ کمر باندہی ہی گلچینون نے غارت پر گلستان کے + اجارہ بلبلون
کے خون کا صیاد کرتے ہین + اور حضور دوسرا شخص سنئے کہ نام اسکا برجیس آفتاب پرست ہی
اور اُسکے ساتھ اورنگ بن زمرد مع فوج فراوان اور چترنگ بن زمرد اُسکا بھائی مع لشکر
گران اسکا شریک ہوا ہے اور کئی لاکھ فوج لیکر بجانب نہ ظاق کہ جہان فی الحال شاہزادہ
بدیع الملک ہین وہان چلا ہے اور راہ مین جو ملک خداپرستون کے اُسکو ملے ہین سب

برباد کرتا ہوا اور پھونکتا ہوا چلا آتا ہے یہ سنکے اسد نے کہا کہ ہو نکتا کیسا کیا رفیقان و جان نثاران صاحبقران
مر گئے ہین جو کہ یہ کفار اسقدر ظلم و ستم کر رہے ہین مرجان نے عرض کیا کہ حضور اسکا سحر ایسا ہی کہ جو بحبیس کی شکل
دیکھتا ہی وہ سجدہ کرتا ہے دوسرے اسکا سحر یہ ہے کہ جہان اپنے آسمان کی جانب دیکھا ایک آفتاب فلک پر
سے گرا اور صاحب مقابلہ کو جلا کر خاک کر دیا اور اگر ظلم کیا تو لشکر بھر بلکہ ملک بھر کو پھونک دیا اسد نے
کہا کہ ایسے مکار سے شب کو مقابلہ کرے کہ وہ دورہ آفتاب ہی نہ باقی رہے اور یہ کہکر اسد نے اپنی طیاری کی
مع اپنے رفیقون کے مرجان نے عرض کیا کہ میری تمنا یہی ہے کہ حضور کے قدمون سے جدا نہ ہون
شہزادہ نے کہا کہ تم اپنے ملک کا بندوبست کرو اور ملکہ محبوب جنگ نواز کی تیماری مین مصروف ہو پھر کسی وقت
پر مین تمکو طلب کرونگا مرجان نے عرض کیا کہ حضور ابھی اور چندے قیام فرمائین کہ ہم لوگ حضور کے دولت
دیدار سے سیر بھی نہین ہوئے ہین ع حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ◦ روئے گل سیر ندیدیم و
بہار آخر شد ◦ یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ امان ظلماتی تاجر شہر مرجانیہ مین آیا بادشاہ نے اسکو طلب
کیا تاجر نے حاضر ہو کر مال تجارت و اشیائے نادر ہر ملکون کے پیش کیے اسد غازی نے خواجہ امان
ظلماتی سے پوچھا کہ تمہارا آنا کہان سے ہوا عرض کیا کہ شہر مرصع حصار کیطرف مین گیا تھا اُس ملک کو مین نے
نہایت تباہ اور تاراج پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خونخوار بن دجال نے شہر مرصع حصار کو خراب کیا ہی
اور قربوس خرس پیشانی کو وہان کا حاکم کر کے آپ قلعہ زرین حصار کیجانب روانہ ہوا ہے چنانچہ قربوس
خرس پیشانی وہان کا حاکم ہو اور وہ ابلیس پرستی ہے یہ کافر جہان پتہ کسی خدا پرست کا پاتا ہی اُسے قتل کرتا
ہی یا بجبر تصویر ابلیس کو سجدہ کراتا ہی مین نے دیکھا کہ خدا پرست اسکے دست و ظلم سے تنگ آکر جنگلون مین
چھپے ہوئے پڑے تھے اور اپنے تئین پوشیدہ کر رہے تھے بخوف جان وہان حضور یہ حال پر ملال دیکھکر مجھے نہایت
صدمہ ہوا اور زمانہ شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران کا یاد آیا مین اُس زمانہ کو یاد کرکے بہت دیر
اور افسوس کیا غرضکہ تاجر کے اس بیان تاسف خیز پر اسد غازی اور فتاح پلنگینہ پوش بھی نہایت رنجیدہ اور
سب سردار خاموش بیٹھے رہے خواجہ امان تاجر نے عرض کیا کہ حضور سننے مین آیا ہی کہ اب ایرج کا دقامت اس کافر
ہی اسد نے یہ سنکے اسیوقت آواز دی کہ ایہا الناس خیال کرنا چاہیے کہ سے دنیا بازمین یہ تم بہرام رکھیا مرد و زن
آسمانکو تم نام رکھیا ◦ تمکو کچھ تمکو خیال کرنا چاہیے کہ سوائے ذات خدا کے اور کوئی نہ رہا ہی نہ رہیگا ع رہیگی غنچہ مین نکہت نہ نگین
بو باقی ◦ یہ سب مٹیگے تجھی پر رہیگا تو باقی ◦ شہزادہ نے یہ شعر پڑھکر اور ہاتھ اٹھا کر بوق کو دم کیا اور رفقائے جان نثار سب
کے سب تیسری آواز بوق مین آکر حاضر ہوئے چنانچہ یہ سب غازیان و میداران و مجاہدان تہور شعار اور
شہزادہ اسد غازی اسیوقت سوار ہو کر طرف شہر مرصع حصار کے روانہ ہوئے مرجان
پنجہ کش نے اپنے وزیر کو انتظام ملکی سپرد کر کے اور ملکہ کی حفاظت و پاسداری کا حکم دیکر یہ بھی ہمرکاب
شاہزادہ عالیجاہ روانہ ہوا منزل بمنزل طے کر کے یہ شہریار صحرائے مرصع حصار مین پونچا وہان مقام کیا
جہان سے زمرد شاہ باختری کو شاہزادہ نور الدہر ایک ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ۱۲ کوس تک لیگئے تھے اُسی مقام پر یہ
شہزادہ عالی وقار نے بھی قیام فرمایا اور سب کے سب انکی ہمراہی اور رفیق بھی وہان فروکش ہوئے مرجان پنجہ کش
نے ایک خیمہ برپا کرایا اور سامان عیش وہان فراہم کر دیا اسد غازی مع اپنے رفقا کے کرسیون پر
بیٹھے وہ لوگ جو کہ قربوس خرس پیشانی کے خوف سے مانند طائر بے بال و پر کے مارے مارے
پھرتے تھے انہون نے جو خیمہ برپا دیکھا اور دریافت کیا تو معلوم کیا کہ دُر دریائے فتوت
انجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور تشریف رکھتے ہین اسوقت یہ لوگ جمع ہوئے

اور خبر دی یاقوت مرصع حصاری کو کہ عمر اسکی کوئی بارہ برس کی ہوگی یہ بھی شہزادۂ اسد غازی
کے پاس حاضر ہوا اور حال اپنے باپ اور چچا کے مرنیکا عرض کیا اور صحرا مین اپنا چھپنا مع اپنی ناموس کے
اور سب حال اپنی تباہی اور بربادی کا بیان کیا کہ مین اور میری مان اپنے حال زار پر روتے تھے کہ ایک بزرگوار
خواب مین تشریف لائے اور عالم رویا مین انہون نے ارشاد فرمایا کہ اب رنج و فکر کر شیر بیشۂ صاحبقرانی
یعنے اسد غازی تشریف لائیگا اور تیری امداد کریگا اور اس ابر کفر و ضلالت کو جو چھایا ہوا ہے اپنی تیغ
صاعقہ بار سے اسکو برطرف کریگا اسدن سے حضور پر تقویت ہوئی اور انتظار حضور کا ہم کر رہے ہین
پوچھا اسد غازی نے کہ شہنشاہ مرصع حصاری کی قبرین کہان بنائی ہین عرض کیا کہ قبرین کہان نصیب
ہوئین مثل گنج شہیدان کے ایک مقام پر دفن کر دیا اور بھی خدا پرستون کو وہان دفن کیا اسد اسکے ساتھ چلے
دیکھا تو یہ آواز آتی تھی ؎ کیا کہین عالم لین ہم انسان یا حیوان تھے + غرض جو کچھ کہ تھے ایک آن کے
مہمان تھے + ایکدن ایک استخوان او بر پڑا اپیر اجو پامال + کیا کہون اسدم مجھے غفلت مین کیا کیا دہیان تھے + پاؤن
پڑتے ہی میرے اُس استخوان نے آہ کی + اور کہا غافل کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے + رات کے
سونے کے خاطر نرم و نازک تھے پلنگ + بیٹھنے کو رنگے اعلی طاق اور ایوان تھے + مچ رہے تھے چہچہے
اور اڑ رہے تھے قہقہے + ساقی و ساغر صراحی عطر و پھول و پان تھے + لگ رہا تھا دل کبھی چنچل پریزادون کے ساتھ
کچھ کسی سے عہد تھے اور کہین پیمان تھے + گلبدن اور گلعذارون کے کنار و بوس تھے + کچھ نکالی تھی ہوس اور
کچھ ابھی ارمان تھے + ایک ہی جھونکا اجل نے آنکر ایسا دیا + پھر نہ وہ ہم تھے نہ کچھ عیش کے سامان تھے +
ایسی بیدردی سے ہم پر پاؤن مت رکھ او میان + او میان تیری طرح ہم بھی تو صاحب جان تھے + اے
شخص دیکھ ؎ پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر دیکھیے انکے ٹھوکرین کھاتے ہوئے +
شہزادہ اسد اس حال پر ملال کو دیکھکر بہت رویا اور فاتحہ اُن سب کی قبرون پر پڑھی جگہ وہان سے واپس
آکر خیمہ مین داخل ہوا آواز دی کہ مین چاہتا ہون کہ نامہ لیکر اس ملعون قربوس خرس پیشانی کے پاس
جاؤن عرض کیا فتاح پلنگینہ پوش نے کہ حضور کا جانا مناسب نہین ہر کسواسطے کہ یہہ جان نثار جامۂ شوق
شہادت پہننے کے مشتاق ہین فرمایا کہ اچھا ایک جام منگواکر آپنے رکھدیا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون تم مین سے
کوئی صاحب اس قاعدہ نامہ واری کو ادا کرین فتاح پلنگینہ پوش اپنی مقام سے اٹھے اور رو کیطرف کہا کہ ای شہریار
تمہارے باپ کی رفاقت کی اور اب مین تمہارے پاس ہون چاہتا یہہ ہون کہ مین بھی راہی عدم ہون کہ وہ چچا
قدیم سامنے سے میرے اُٹھ گئے ایک مین تنہا باقی رہگیا۔ اسد غازی آنکھون مین آنسو بھرلایا اور فرمایا کہ چچا مین
آپکو مثل والد ماجد کے جانتا ہون عرض کیا کہ اب تو مین اپنی جگہہ سے اُٹھ چکا یہ کہکر جام کو لب سے لگایا اور آواز دی
کر ؎ لگا منہ سے پیالا ہی یہ بات ٹھہاتی + کہ اللہ باقی و من کل فانی + اور یہہ کہکر اُس نامہ کو اپنے سر سے باندھا
اور تمام اسباب جنگ اپنے تن پر آراستہ کیا اور اپنے چالیس ہزار رفقائے قدیم اپنے ساتھ لیکر شہزادہ
کو مجرا کرکے چلے جب قریب بارگاہ قربوس خرس پیشانی پونہچے تو چوبدارون نے عرض کیا کہ ایک
نامہ دار آتا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان نامہ دار کے آنے کی کوئی ضرورت نہین ہے چہرہ پر جو تجمل
سرکشی بھرا ہے اُسکو حکم دو کہ وہ آنے نہ دے جب یہہ قریب دربارگاہ پونہچے تو اس نے روکا
انہون نے نعرہ کیا اور نعرہ کرکے مرکب کو قریب مرکب ملاکر ایک طمانچہ ایسا مارا کہ منہ اسکا
پھر گیا اور چرخ کھا کے گھوڑے پر سے گر پڑا یہہ مع مرکب درانہ صحن بارگاہ مین آئے
یہان قربوس نے ایک وزیر اپنا مقرر کیا ہے کہ وہ بھی مرصع حصاری ہے اور نعمان

مرصع حصاری اوسکا نام ہے۔ قربوس چاہتا ہے کہ حکم دون کہ اسکو مار ا او سوقت اسنے
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شہریار یہ نامہ دار کی توقیر نہین ہوتی ہے کہ اُسکو آپ قتل کرین ایلچی
رازوا سے نسبت کسی مذہب اور ملت مین ایلچی کو نہین مارتے ہین مجھے خوب معلوم ہے کہ خداوند
زمرد شاہ باختری بھی توقیر نامہ دار کی فرماتے تھے + وزیر کے اس طرح سمجھانے سے کچھ غصہ
اسکا فرو ہوا اور کہا کہ بلالو اور ایک دنگل بچھوادیا۔ انھون نے آکر کہا السلام علیکم جو خدا کو برحق جانتا
ہو میرا اسلام اوسپر ہے اور یہ کہکر اُس دنگل پر بیٹھ گئے اسنے اپنے وزیر سے پوچھا کہ اوسکا کیا توقیر ہونا
چاہیے اسنے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ کیا وزیر نے عرض کیا کہ جام سے سیراب کرائیے جیسا کہ سنتا ہون اور شہر
یارون کے دربار کا دستور ہوتا ہے تا کہ آپ کے خلق و اخلاق کی مدح و ثنا کرے اور خلعت سے
بھی مخلع کرائیے گا اس نے کہا کہ بہتر بس قربوس نے حکم دیا کہ ساقیان شوخ چشم حاضر ہون حکم
دیتے ہی ساقیان مہر طلعت جام و صراحی لیکر حاضر ہوے اور جام بھر کے نامہ دار کے سامنے پیش
کیا انھون نے کہا کہ او بدانجام مین کافر کے یہان کا جام نہ پیونگا بس تو نامہ کو دیکھ اور جو لکھنا ہو وہ
لکھ دے اور اگر کسی طرح نامہ کے ساتھ بے ادبی کی تو جان لینا کہ مثل لفافہ کے مین بھی ٹکڑے
اُڑا دونگا پرزے پرزے کر ڈالونگا۔ یہ ہنسا اور کہا کہ سب ساتھ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈکی بھی قلبی مدارون کو + چہ خوش نامہ دار جو یہ سخت زبانی کرتا ہے اور مین برداشت کرتا ہون تو
فقط وزیر کے سمجھانے سے نہیں اسکے کلام درشت کا تحمل کیا تو اسنے شاید یہ خیال کیا کہ مین دب گیا
یہ اسکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے خیر لاؤ نامہ۔ انھون نے نامہ دیا اور کہا کہ اٹھکر نامہ ادب سے
لے اسنے وزیر کیطرف دیکھا وزیر نے عرض کیا کیا مضائقہ ہے نامہ کو تعظیم سے لینا چاہیے بس قربوس
نے نیم قد آستادہ ہوکر نامہ لیا۔ نامہ کو کھولکر پڑھا۔ بعد تعریف پروردگار عالم کے لکھا تھا کہ او ظالم اظلم
جیسی تو نے بیدادگری پر کمر باندھی ہے اور ہزارہا بندگان خدا کا بیگناہ کشت و خون کیا ہے اسکی سزا
انشاء اللہ تجھکو دینے آیا ہون اگر تو سجدۂ ابلیس پرستی سے باز آ تو مین تیری اس بیدادگری کو معاف
کرتا ہون اور پہچان پروردگار عالم کو تو بہتر ہے اور نہین تو اس حال خراب سے تجھکو قتل کرونگا
کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال زار پر گریہ و زاری کرینگے اور صدا تیری لاش سے یہ آئیگی
کہ سب ہماری لاش چھوڑا ہی یہ کہ نہ دفن کیا کہ + چراغ صدقہ رکھدیگا کوئی گور غریبان پر یہ سنکے
اسے کچھ غصہ سا آگیا ساتھ ہی وزیر نے سمجھایا کہ حضور یہ محل غصے کا نہین ہے ع ہر سخن موقع
و ہر نکتہ مقامے دارد + آپ جواب جنگ نامہ پر تحریر فرمائیے چنانچہ قربوس خرس پیشانی
نے جواب جنگ نامہ مین تحریر کردیا خلعت جو فتاح پلنگینہ پوش کے واسطے رکھا تھا اُسکو
یہ ٹھوکر مار کر آ گئے اور کہا کہ اگر کسی کو حوصلۂ جنگ ہو تو مین حاضر ہون لیجیے جواب نامہ بس
یہ اُسی دم و خم سے چل کھڑے ہوے ساتھ ہی ساتھ چھپا ہوا ضرغام شیردل
بھی آیا تھا اسنے اپنی بارگاہ مین پہنچکر سارا حال اسد غازی سے فتاح پلنگینہ پوش
کی جرات و مردانگی کا بیان کیا۔ اسد نے کہا کہ اے ضرغام فی الواقع وہ یوں ہی
شیر ہین اونکی جرات و دلاوری کا کیا ذکر ہے یہ کہکر اسد نے اپنے بیٹون
سے انکا استقبال کرایا اور وہ استقبال کرکے بکمال اعزاز و اکرام بارگاہ
مین لائے لیکن اب حال وہان کا سنیے کہ قربوس خرس پیشانی

نے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہو کر اسد کے مقابلہ مین روانہ ہو ہم بھی آتے ہین اصلی فوج یہان قریب
ساٹھ ہزار کے ہے ہر ایک ابلیس پرست جنگ کے ولولہ مین بھرے تھے کہ یہ قزاق ہمارا کیا کر سکتا ہے
چنانچہ چار گھڑی دن باقی تھا کہ قرلوس بھی آیا اور داخل بارگاہ ہوا صحبت مے نوشی کی آراستہ ہوئی دو چار
جام جب منو تر چلے اور دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت اسنے آواز دی کہ ہان طبل جنگ بجے
چنانچہ طبل جنگ بے درنگ بجنے لگا جب خبر نوبت طبل جنگ شہزادہ عالی وقار کو معلوم ہوئی تو
آپنے بھی حکم دیا کہ پروردگار عالم کے عنایت پر نظر کر کے ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے حکم دینا تھا
کہ انکے لشکر مین بھی طبل رزمی پر چوب پڑی سے بجا اسطرف فوج مین طبل جنگ + اڑا اپری گردون
کے چہرہ سے رنگ + رات بھر دونون لشکرونمین طیاری سامان جنگ ہوا کی آلات حرب و ضرب صیقل
و صیقل ہونے لگے طلایہ دار دونون لشکرون کے طلایہ پھرنے لگے آواز حاضر باش و ناظر باش ہر طرف
بلند تھی غرضکہ اسی امید و بیم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی سے لگی ہونے
نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ
اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اٹھی
لگ نے لیکے انگڑائیان + یہ بہادر سب کے سب نماز صبح پڑھ پڑھ کے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو کر
میدان کارزار کیطرف عازم ہوئے اور صفین باندھین ادھر لشکر کفار بھی داخل میدان رزم ہوا انہی
بھی اپنی صفین آراستہ کین نقیب نقابت کیواسطے آئے سرد مستانہ چھڑ چھڑ کے یہ سب بھی بڑھنے لگے
راوی کہتا ہے کہ نقیب نامردون کے رقیب پرون کے قریب قریب آکر نقابت کرنے لگے جراران کے سینہ
مین شجاعت نے جوش مارا حباب آسا سینے تان تان کے ابھرنے لگے نقیب للکار کر یہ کہنے لگے کہ دلیران

سے لڑائی بھڑائی کا بس دن ہے آج
جو مر جاؤ لڑ بھڑ کے تو نام ہے
فریدون نہ وہ گنج قارون رہا
وہی بات کرنا کہ ہو جس سے نام

یہان سلک تیغ کا ہے رواج
سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے
نہ تخت شہی پر ہمایون رہا
نہ مر کر چھٹے قبضہ ذوالفقار

سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہے
کسے زندگانی کی امید ہے
تمہین بھی مناسب ہے اے خاص و عام
زمانہ مین کچھ تو رہے یادگار

یہ سنکر سردار جوشے تھے تلوارون کے قبضے چومتے تھے غرضکہ ایک سردار کہ نام اسکا تجمیل تیغ زن
تھا اسنے نکلکر سلحشوری دکھائی اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان وای زبردستان جسے کہ
آرزوی مرگ ہو آکے میرے سامنے بس یہ سنتا تھا کہ فتاح پلنگینہ پوش یا تو خاموش کھڑے تھے
یا مرکب کو صف سے نکالا اور عرض کیا شہزادے سے کہ خدا حافظ اس کافر سے مین مقابلہ کرونگا اسد
نے سر جھکا لیا اور یہ کہا کہ سپردم بہ پروردگار عالم یہ اڑا کر مرکب کو سامنے اس شیطان پرست کے
ہو پہنچے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پہلے اپنا وار کر لو گرز وار ہی نکال لو انہون نے کہا کہ
جانتا ہے کہ ہم خدا پرستون کا دستور پیش قدمی کا نہین ہے پھر تقریر کرتا ہے برچھا ترچھے ہو کر مارا
انہون نے اوسکے برچھے کو خالی دیکر دوبارہ سنان کو سنان پر گانٹھ کر تا نیس طعنون کے بعد نیزہ
اسکے ہاتھ سے نکالدیا اسنے جھنجھلا کر تیغ آبدار کا وار کیا انہون نے اسکی تیغ کو سپر پر گانٹھ کر ہاتھ
جو مارا تھا جگرگاہ تک تیغ انکی اتری گھوڑے پر سے گر پڑا اسیطرح سے پانچ سردار اس بہادر نے واصل
جہنم کیے اب جھنجھلا کر قرلوس خرس پیشانی اپنے گینڈے کو جھپٹا کر نکلا اور
کہا اے خدا پرست تو نے بہت سے بندگان ابلیس کو سیر بہشت مین متوجہ کیا لیکن مین تجھے

چھوڑتا ہون یہ کہکر گرز اسنے پکڑ کے ہان ہان کہکر جھپٹ کر مارا انہون نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی بچاؤ کیا لیکن بسبب
کجا ضرب گرز تھا وہ گرز سپر کو توڑ کر پڑا اور سر کلو مین آیا یہ گھوڑے پر سے پھڑک کر گرے جھپٹ کر لوگون نے
انکو اٹھایا اسد نے نعرہ آہ کا مارا اور کہا کہ چچا آج ہمارا ساتھ آپنے چھوڑا افسوس کوئی ہمارا چاہنے والا اب
نہ رہا والد ماجد یعنی کرب خانہ کعبہ گئے اور بھائی صاحب نور الدہر کا حال نہین معلوم اور یہ کہکر آبدیدہ ہوکر
بمقابلہ قرن لوس طرس پیشانی ہو تجے اس ملعون نے وہی گرز خون چکان انکے بھی سر پر مارا انہون نے
خالی دیا اسکی جونک مین جھکا ہوا تھا کہ انہون نے تلوار جو ماری تو اسکے گردن کے سر پر پڑی یہ کود کر
الگ ہو گیا اور چاہا کہ اونکے مرکب کو بیکار کرے یہ گھوڑے پر سے کود کے اسکے گریبان گیر ہوئے نوبت کشتی ہونے
دونون کی کشتی مین شہزادہ اسد نے اسکا لنگر اوکھیڑ کر زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار
عالم کے باب مین اسنے کہا کہ ہزار جانین خداوند لمبیس پر صدقہ کیجیے مذہب البلیق پرستی کو ہاتھ سے نہ دیجیے
اسد نے بڑھا کر پاؤن اسکی ران پر رکھا اور ٹانگ پکڑ کر جو جھٹکا مارا از مثل کچ پاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا
فوج اسکی ٹوٹ پڑی ادھر سے یہ لوگ بھی مرکبون کو بڑھا کر جا پہونچے لگی تلوار گھمسان کی چلنے یہ تو اس عالم مین
تھے کہ وہ لوگ جو خانہ کعبہ سے پھرے ہوئے ڈیڑھ لاکھ کی فوج آتی تھی انکو معلوم ہوا کہ قلعہ مرصع حصار
پر خونخوار بن دجال حملہ کر گیا تھا وہ مارا گیا بس یہ لوگ بھی آکر اسد پر گرے اب شہزادہ اسد
پر وقت تنگ ہوا لیکن راوی بیان کرتا ہے کہ اتفاقات وقت سے اسد ثانی جو اجازت لیکر سمندر پہ
پر گئے تھے وہ حسب اتفاق رستہ بھول کر مرصع حصار کیطرف آنکلے انہون نے جو یہ صدائے گیر دار
بکش اور نعرہ کی آواز جو انکے کان مین پہونچی کہ ع اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر
چرم پلنگ ٭ یہ آواز اپنے باپ کی سنکر بیتاب ہوگئے اور بعجلت تمام لشکر کفار پر آکر گرے انکے
آنیسے اسد مین جان آگئی وہ اضطراب برطرف ہوا اسد ثانی جو تازہ دم آکر لشکر کفار پر گرے تو
سب کو درہم و برہم کر دیا غرضکہ فوج کفار بدشعار روان دوان ہوکر چارون طرف منتشر ہوکر بھاگے
قریب شام فتح ہو گئی شہزادہ اسد نے بیٹے کو گلے سے لگایا اور خیمہ کیطرف سب حال دریافت
کرنے کے لیے گئے اور لاش فتاح پلنگینہ پوش کی میدان جنگ سے اٹھوا کر لائے اور قریب شہنشاہ
مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کے فتاح پلنگینہ پوش کو دفن کیا اور نہایت افسوس کے
ساتھ اُس گوہر دریائے شجاعت کو زیر زمین رکھا۔ بعد اس غم و الم کے انکے ہمراہیون کی لاشین
اٹھوا کے انکو بھی دفن کیا اور بکمال رنج و افسوس فاتحہ خیر پڑھکر اپنے خیمہ مین آکر بیٹے سے حال دریافت
کیا کہ تم تو ہمراہ صاحبقران ثانی کے گئے تھے اُنسے کسطرح جدا ہوئے اسد ثانی نے
آنکھون مین آنسو بھر کر کل واقعہ میدان کاج باج کا باپ کے سامنے بیان کیا اسد غازی نے
پوچھا کہ پھر وہ کہان گئے کہا کہ مجھے کیا معلوم وہ تو اسی آگ مین تھے اسد نے بہت افسوس کیا
اور کہا کہ دیکھیے ابھی حال کسی کا مفصل معلوم نہین ہوا۔ اب شہزادہ اسد غازی انتظام
مرصع حصاری جانب متوجہ ہوئے اور یاقوت مرصع حصاری فرزند شہنشاہ مرصع حصاری
کو بادشاہ کے دین اسلام کو اس ملک کو آباد کیا اور اس انتظام سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا

اب دو کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان ہوتے ہین

جب خونخوار بن دجال قلعہ زرین حصار پر پہونچا تو گلبن زرین حصاری و گلباش زرین حصاری کے

کو اطلاع ہوئی۔ نہایت پریشان ہو کر اپنے رفقا کو جمع کیا اور کہا کیا صلاح ہے۔ عرض کیا رفیقون نے کہ
جو حضور کی صلاح ہو وہی مناسب ہے ؎ صلاح ما ہمہ آنست کو صلاح شماست ؛ بادشاہ نے ارشاد
فرمایا کہ وہ زمانہ جوانی کا اور زور و قوت و امنگ کا گذر گیا بقول شاعر ؎ زمان طفلی کو رو مین کیا
ہم قریب آیا ہے وقت پیری ؛ جوانی رخصت سنا رہی ہے گذر چکا ہے شباب آدھا ؛ یہ شعر پڑھکر
رفیقون سے کہا کہ میری رائی تو یہی ہے کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھو لڑنا کام میرا اچھوتا ہے۔ غنقا بن گلبن زرین
حصاری کو جنگل کیطرف روانہ کر دیا اور آپ قلعہ کو آلاتِ حرب و ضرب سے آراستہ کر کے گولہ اندازون
ناوک اندازون، خشت اندازون کو مہیا کر کے مثل اژدر آتش فشان طیار کیا اور مہیا قضا و قدر ہو کر
بیٹھے اور خندقہای قلعہ کو پر آب کر کے پل تختوم اٹھوا دیئے۔ اس اثنا مین خونخوار بن دجال کو بھی
خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہین تاب مقابلہ حضور نہین لا سکتے ہین اسوقت
دجال نے اپنی فوج مین سے حرمان آدم خوار کو حکم دیا کہ اس قلعہ کو تو ہی فتح کر جو تیرے ہاتھ
آئے اسکو کھائے اور جانجی کو اس قلعہ کا حاکم کیا۔ یہ ملعون یہ حکم سنکے بہت خوش ہوا اور دجال
کی صفت و ثنا کرتا ہوا سامنے قلعہ کے آیا اور طبل جنگ بجوا کر صبح کو دہاوا کیا جب توپ انکی زد پر آیا
تو توپ انپر پڑنے لگی تو تمام آسمان دھوان دھار کر دیا اہل قلعہ نے وہ آتش باری کی کہ زمانہ کو
تیرہ و تار کر دیا مگر کوئی گولہ قضا کا اسپر نہ پڑا یہانتک کہ قریب خندق آگیا اسوقت ناوک اندازون و خشت
اندازون نے اپنا حربہ کیا اور ماتا تو الا گزک کا پولا بارود کی ہانڈیان اسپر مارین لیکن یہ کسی حربہ سے
نہ رکا اور آتے آتے خندق کے پار آگیا اسوقت ساکنان قلعہ مجبور ہو کر تلوارین پکڑ کے غٹ پٹ
ہو گئے چار گھڑی کی تیغ زنی مین بادشاہ بھی مارے گئے اور انکے رفقا بھی قتل ہو گئے اور بعد قتل یہ
اور مزید ظلم ہوا کہ لاشے بھی کھا کر طعمہ نہنگ اجل ہو گئے یعنے آدمخوار سبکو کھا گئے قلعہ مین اسکی
عملداری ہو گئی تمام لوگ بھاگ کر صحرا مین چلے گئے بھگدڑ پڑ گئی اسقدر خوف اس ظالم کا رعایا اور
اہل فوج پر غالب ہوا کہ جسکا جدھر سینگ سمایا وہ ادھر کو روانہ ہوا کسی کی کسیکو خبر نہ تھی ایک غدر
مچا ہوا تھا اور تہلکہ عظیم برپا تھا غرضکہ خونخوار بن دجال نے حرمان آدمخوار کو حسب وعدہ یہ
ملک دیدیا اور اسی کو بادشاہ وہان کا کر کے کل انتظام ملکی و مالی کا اسکے اختیار مین دیدیا اور
خود مع فوج و لشکر کے دیدۂ خونریز کیطرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طی مراحل کے قریب درہ
خونریز کے پہونچا۔ حارب خونریز و ضارب خونریز کو معلوم ہوا کہ قاتل ہمارا آپہونچا اپنے
اپنے رفقا اور اہلکارون سے مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کیجائے سبنے عرض کیا کہ حضور موت کی
کوئی تدبیر ممکن نہین قضا و قدر کسیکے ٹالے ٹل نہین سکتی کیونکہ ؎ کچھ کام نہین کرتی سپر تیر کے
آگے ؛ تدبیر کے پر جلتے ہین تقدیر کے آگے ؛ حارب خونریز نے ضارب خونریز سے کہا
کہ دروازہ قلعہ کا بند کرنا ہمارے نزدیک بڑے عیب کی بات ہے اور کمال نامردی اور بزدلی ہے ایسی
مثل مشہور ہے کہ قلعہ بغیر ٹوٹے نہین رہتا اور قیدی بغیر چھوٹے بس یہ تدبیر مناسب معلوم ہوتی
ہے کہ ناموس کو تو مع تمام اہل و عیال کے جانب صحرا روانہ کر دینا چاہیے اور یہان سے ہم تم
چلکر انکا استقبال کر کے قلعہ مین لائین اور دعوت مین عداوت کر کے زہر کھلا کر مار ڈالین بس
دونون باہم یہ مشورہ کر کے ساتھ آدمیون سے استقبال کے لیئے روانہ ہوئے۔ لیکن جمشید جادو
عیار خونخوار بن دجال کا ہمقدم بر حسب اتفاق بہ تبدیل ہیئت ایک خدمتگار کی شکل

بنا ہوا موجود تھا اور سب حال کھڑا ہوا سُن رہا تھا اسنے جلد اپنے تئین خونخوار کے پاس پہونچایا اور کل
حال مشورہ کا اور دعوت کرنے کا عرض کیا خونخوار بن دجال سب کیفیت سنکے خاموش ہو رہا
کہ اس اثنا مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ حضور حارب خونریز و ضارب خونریز دونون آپ کی
خدمت مین حاضر ہوئے ہین کیا اجازت ہے اسنے کہا کہ بلالو چنانچہ حارب و ضارب دونون اسکے
حضور مین حاضر ہوئے دیکھا کہ تمام سردارون کا مجمع بکثرت ہے اوسوقت ان دونون نے آکر سلام کیا
اور یہ عرض کیا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ہم لوگون پر بڑا ظلم کیا کیونکہ حضور ہم لوگ پہلے زمرد
پرست تھے پھر انہون نے یہ جبر کیا کہ اپنے مذہب مین ہمکو لائے چونکہ وہ زبردست تھے ہم انکا
کچھ نہ کرسکے بحالت مجبوری ظاہر مین ہمنے انکا مذہب اختیار کر لیا تھا حضور جیسے لقا ویسے خداوند
ابلیس ہم پھر اپنا مذہب قدیم قبول کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ حضور قدم رنجہ فرمائین قلعہ مین
بیٹھین مع تصویر خداوند ابلیس کے تاکہ تمام ساکنان قلعہ بھی تصویر خداوند کو مشرف ہون اور مذہب
ابلیس پرستی پر عود کرین اور حضور کی دعوت ہے جو نان و نمک ہم لوگون کو میسر ہے حضور ہمکو قبول
فرمائین ہم سب حضور کی تابعداری و جان نثاری مین حاضر ہین۔ یہ سنکر خونخوار بن دجال ہنسا
اور دیکھکر کہا کہ او حرامزادون تم مجھے فقرہ دیتے ہو مجھے پہلے ہی خبر تمہاری اس عنوان دغابازی کی
ہوچکی ہے مین اب تمہارے مکر مین کب آتا ہون یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ انہین مار لو بس لوگ ان پر
تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے انہون نے بھی تلوارین میان سے نکالین ساٹھ آدمی دو سو آدمیون کو مار کر
بدرجہ شہادت فائز ہوئے کجا اسقدر کفار کا مجمع کہان یہ قلیل ساٹھ آدمی کیا کر سکتے تھے مگر بیسیرون کو
مار کر مرے اور خوب شمشیر زنی کر کے اپنے جوہر شجاعت کو دکھا دیئے اور زمرہ شہدا مین داخل ہوگئے
بس بعد ان دونون کے شہید ہونے کے خونخوار نے جاکر قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اور تمام قلعہ
کو مسخر کر کے اپنے قبضہ مین کیا اور ویران کیا وہان کی جو باقی تھی وہ صحرا کیطرف روانہ ہوگئے اور
تمام مخلوق جا بجا بکھری ہوئی اسنے قلعہ کو فتح کر لیا اور یہان کی حکومت اگوانہ بلند آوازے کے
سپرد کر کے اور اسکو یہان کا حاکم معین کر کے آپ شہر عنطلی آباد کیطرف روانہ ہوا منزلون کو طے کرتا
ہوا جاتا ہے کہین کوچ در کوچ مقام در مقام کرتے ہوئے عنطلی آباد مین جا پہونچا۔ یہ خبر ناموس
عمرو کو پہونچی جمشید برق فرنگی کجا لنوز بن قران دل سمک بیطاقی جواہر بن عمرو فیروز
بن عمرو ثعبان خنجر گزار بن عمرو عمران خطائی زرک خطائی یہ سب کی سب واسطے
استانی یعنی ملکہ جادو کے دیدار کو آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ افسوس کیون ملکہ وہ زمانہ شہر
عنطلی آباد مین ہمارے استاد کے اور ہمارے آنیکا یاد ہے اب پیری نے ایسا ہمکو ضعیف و ناتوان
کر دیا کہ کسی عیاری و مکاری کے قابل نہ رہے بس یہ ذکر ہو رہا تھا کہ خبردارون نے آکر خبر دی
کہ شہر عنطلی آباد مین اس کافر بدنجار خونخوار بن دجال کا لشکر آپہونچا ہے ملکون کو اجاڑتا ہوا
ظالم جفا شعار چلا آتا ہے ہم نے یہ خبر پائی ہے کہ یہان ناموس عمرو ملکہ جادو رہتی ہین تو شاید
وہ اس ملک کو برباد کرنے آیا ہے جمشید برق فرنگی نے کہا کہ حضور کو سحر سے توبہ کر چکے ہین اگر
اس توبہ کو توڑ کر اور پھر سحر کر کے اسکو مٹا دیجئے تو کیا بات ہے کچھ بعید نہین ہے کہ ملک بربادی سے
بچ جائے اور ہزارہا بندگان خدا کی جانین بچ جائین ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی اور دیکھکر
کہا کہ اے برق فرنگی کہین ثابت قدمون کی توبہ ٹوٹ سکتی ہے مین انہین مین سے ہون کہ

ے کی تو سو بار پر اکدم نہ بنا ہی توبہ پہ مین بھی وہ توبہ شکن ہون کہ ابھی توبہ ۔ پس اگر میرا وارث مہر سپہر عیاری
ہوتا تو یقین تھا کہ اس ملعون کو اسی بیابان مین قتل کرتا اور آگے نہ بڑھنے دیتا اسکی حسرت دل کی دل ہی مین رہی جاتی
پر ارمان روانہ ملک عدم ہوتا بس یہ سنکر برق فرنگی نے کہا کہ استانی ابھی اتنے غلام آپکے حاضر ہین ہم
لوگ جاتے ہین اور عیاری بن پڑی تو اس ملعون کو وہین ذبح کرینگے اور اسکے لشکر کا کام تمام کرینگے یہ کہکر سب
عیار ملکہ کے پاس سے خداحافظ کہکر اُٹھے اور گوشہ مین آکر مشورہ کیا کہ اے برق فرنگی کہ تم سے بہتر کوئی
عورت کی عیاری نہین کر سکتا پس اپنی اگلی عیاری کرو اور اس ملعون کو جلکر مارو برق فرنگی نے ہنسکر
کہا کہ لوٹ جا چونچلا جنازہ کے ساتھ اب وہ عیاری کیا کام دیگی یہ کہکر کھول کر کسوت عیاری اپنی شکل
اٹھارہ انیس برس کی نازنین کی بنائی اور یہ کہا کہ یہ عیاری بھی آخر ہی اور ہم تم بھی آخر ہین یہ کہکر ایک
رتھ نہایت خوشنما منگوائی اور ایک دو آدمین سے سارنگئے بنے اور ایک طبلچی بنا اور ایک مجیرا اور ایک
انہین سے گاڑھی بان بنا اس رتھ کے اوپر برق فرنگی بیٹھکر اور اُن سب کو اپنے ہمراہ لیکر اس صحرا
کیطرف چلا بیل ایسے خوشنما تھے کہ پانون پر انکے گھنگرو بندھے ہوئے اور سینگون پر انکے نقش ونگار
کیا ہوا رتھ کیسی خوشنما مثل ہوا کے اڑتی ہوئی چلی جاتی ہے باقی یہ تین عیار عمران خطائی تعبان
خنجر گزار جانسوز بن قران ایک صورت بیراگی کی بنکر کہ جسکو کٹھک کہتے ہین اور ان دونون کو
کٹھک کی صورت بنا کر اپنے ساتھ لیکر یہ بھی چل کھڑا ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ خونخوار بن دجال نے
اس صحرا مین اپنی بارگاہ کو برپا کیا مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے بیٹھا ہی کہ اسکی دربار گاہ پہ ایک
رتھ آ پہنچا ایک عورت نہایت حسین وجمیل بیٹھی ہوئی سازندے نے آکر دربان سے عرض کیا کہ بی جی برق
قہر نگار ایک طوائف ہے آپکا نام سنکر آئی ہے دربان نے جاکر عرض کیا حکم ہوا کہ بلا لو مین صحبت
مینوشی کی ہوا چاہتی تھی کہ اسکا آنا بھی ضرور تھا طلب ہوئی مع اپنے سازندون کے دیکھا تو ایک نسیم
بہار کے مانند ہوا سے اپنی زلفون کو کان کے پیچھے کرتی ہوئی چال مستانہ وار چلتی ہوئی یہ اشعار برجستہ پڑھتی
ہوئی ے چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ ۔ ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا ۔ خدا بچا
کرے اس ہوا سے تیز کا کہ مجھی گرائے دیتی ہے ۔ یہ سازندے ہوا سے بجاتے ہوئے سامنے خونخوار کے
لائے خونخوار اس ادا و وضع کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا کہ ساتھ ہی آدمی نے آکر عرض کیا کہ تین
کٹھک دو لڑکے اور ایک بوڑھا سا کٹھک بھی جاتے ہین کہ وہ آکر اپنے کمال سے بادشاہ کو آگاہ کرین
انعام مین مال و زر پائین ازبسکہ اسکو دونون شوق ہین یعنی دونون جانب ملتفت ہی عورت سے بھی اور کم سن
لڑکون سے بھی کہا کہ بلا لو ۔ اب جو دیکھا کہ یہ دونون کیسے خوش قطع ساربان باندھے ہوئے کچھ زیور تن
پر آراستہ کئے ہوئے ۔ جوڑے نکیلے بکیلے بندھے ہوئے ۔ آنکھ وہ آنکھ کہ اگر نرگس شہلا دیکھے اپنے
دیدار مین عمر اپنی ساتھ غم کے بسر کرے بقول شاعر ے چشم تو جادو دست یا آہوست یا صیاد خلق ۔ یا دو
یا دام سیہ یا نرگس شہلاست این ۔ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ داغ بدل انہین صورتون کا ہی سنبل آجتک
باحال پریشان انہین کے خیال مین ہے ۔ سوسن نے ہزار زبان دراز کین مگر انکے مسی مالیدہ
لب کا مقابلہ نکر سکی خاموش ہو رہی غنچے ان غنچہ لبون کو دیکھکر چٹکنا بھول گئے ایسے دل بستہ ہوئے
کہ رشک کے مارے پھول گئے غرضکہ ان دونون نے بھی آکر مجرا کیا خونخوار بن دجال بہت
ہنسا اور کہا کیا خوب بات ہے ے غم صیاد ونہ فکر باغبان ہے ۔ دو عالم مین ہمارا آشیان ہے ۔ یہ
پڑھکر انہین بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔ بی قہر نگار طوائف نے ان لڑکون کو دیکھکر اور خونخوار کیجانب

آنسو بھر کر کہا کہ خدا غارت کرے ہماری کوئی کاہیکو قدر کریگا ان کم سن لڑکون نے کہا لگے - اسنے کہا کہ کچھ قباحت کی
بات نہین ہے ایک صراحی کا پانی سب مرد و زن پیتی مین تم کاہیکو پرانتی ہو یہ کہکر اوسکی جانب دیکھکر کہا کہ جیب
گالو آنکھ دیکھین آنسو بھری تھی ساز ندون نے ساز ملا لیے اور اسنے یہ غزل میر کی شروع کی - غزل

جو یون شور سے میر روتا رہے گا
تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہے گا
مین وہ رونے والا اوٹھا ہون جہان کی
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا
تو ٹوٹے شوق سے غیر کو گالیان
جو ہمکو کہیگا وہ ہوتا رہے گا
اس غزل کے جو چند شعر گائے
خونخوار نہایت محظوظ ہوا اور کہا کہ دیکھو
ع جھومتی آتی ہے متوالی گھٹا
ہے سیہ مست آج کی کالی گھٹا
کسطرح بن کے معشوق مجھ کو آئے
بوندیان پڑنے لگین جھوم کر بادل آئی
مند دو پر شور و سیہ مست رکھیار آمد
ہیکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد
ارے او ساقی کہان ہے جو ہم رند ہین دور مین

کیون نہین تاپس یکایک ساقیان شوخ چشم مع صراحی مرصع نگار و جام زرنگار بیچھے کشتیان مے لالہ فام کی لئے ہوئے حاضر ہوئی اور توری
پوتین کشتیون کی الٹ کر دکھائے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر کشتی مین ایک دس لباس سرخ پہنے ہوئے بیٹھی ہے کیونکہ وہ گلچم
سر گلو کو صراحی بندھی ہوئے جو بہار نگار کا لم کو ہو کر بس دیکھکر بیساختہ اس نازنین نے ایک جماہی لی خونخوار
نے ہنسکر کہا کہ کیا کچھ تم بھی پیو گی ساز ندون نے بڑھکر کہا کہ حضور آنکھ عادت انکے ہاتھ پیچے اور بلا نکلی ہے اور معشوق
کے ہوتے ساقی کی کیا ضرورت ہے خونخوار نے دیکھکر کہا کہ مین منظور کرتا ہون ہمطرف کو یہ دونون کہتک پلائین اور آدھا
طرف سے ہم لگا لگاؤ کہ میرے سر دار محرم زمین گھٹا آئی ہوئی تھی عجب سمان بندھا تھا عجب وقت تھا سے
ابر چھایا ہوا ہلکی سی بہار ہے گر گرتین شیشہ جھلکا ہوا ساقی بھی پری رو بیدار بس دونون نے آدھی آدھی کشتیان اپنے
اپنے قبضہ مین کر لے اور گھنگرو انکے پاؤن مین باندھکر اور جام بھر بھر کر کے دونون نے لگا لگا کر پلا جام ہوشی آمیز
اس نازنین نے خونخوار بن دجال کو پلایا جھپٹ کر کہتک نے بھی ایک ساغر بیہوشی آمیز اسکو پلایا یہ تیسرے نے بھی
ایک جام بیہوشی آمیز خونخوار کو پلایا اب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہو نے لگا اور باقی دور کیا کہ خنجر رنیق اسکی بیٹھی
سب کو سیر کر دیا یعنی خدمتگار نمک کو پلایا اور کہتک کہتا تھا کہ میرے بچون نے آج ہلہ ہل غمخواری کی ہے - تو جو نشہ
مرکی پیاسی ہین وہ پی لین - یہ کہکر سکو خوب پلائی کل حاضرین جلسہ کو سیر و سیراب کر دیا اب انکی آنکھوں میں سرسون
پھولی ایک ایسکو کہنے لگا کہ بھئی تمہاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے وہ بولا کچھ دیوانہ ہو گیا ہے اسکو وہ مسا کو امعلوم ہونے
لگا اسنے کہا کچھ سودا ہے اسنے کہا دکھائی دیتا ہون سو دا اور یہ کہکر اسنے اسکی مونچھ پر ہاتھ مارا اور مونچھ کو نوچ لیا
اور کہا کہ کوا تو اڑ گیا پر ہاتھ مین رہگیا یہ حرکت دیکھکر اسنے کہا کہ او بے ایمان تو نے میری مونچھ نوچلی - اسنے بھی اسکی مونچھ
نوچلی آپسمین لگی دھینگا مشتی ہونے یہ لوگ بجا تیکے دیکھا اٹھی خونخوار یہ حال دیکھکر آپ بھی جھپٹا - دو ایک قدم
چلا تھا کہ سب کے سب سرنگون ہو گئین اور گر کر کے گرنے لگے ایک دم مین سبکو کچھ نہ نظر آنے لگا سب کے سب
بیہوش ہو گئے بقول شاعر ع ایسا ایک جام دیا اے ساقی مینوش مجھے ؛ دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے بس
طبلے اور ستار تکیان پھینک مع گاڑیبان ان سب نے تلوارین ان سیہ مستون کی کمرون سے نکال نکال کر کھینچکر قصد
انکے قتل کرنیکا کیا - لیکن اسمقام پر عرض کیا جاتا ہے کہ ع نقوش کلک قدرت سے ہر اندیشہ کو حیرانی ؛ پڑھا
جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی ؛ عقل ہر فرد بشر کی بسکہ حیرانی مین ہے ؛ بیش آتا ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی
مین ہے ؛ بس یہ چاہتی ہین کہ تلوارین ماریں کہ زمین شق ہوئی اور نامراد جادو کہ اسکو اوپر ایک عرصہ سے
عاشق تھی یہ حسب اتفاق زمین سے پیدا ہوئی اور اسنے یہ معرکہ دیکھا کہ آٹھ آدمی قتل کیا چاہتی ہین ان لوگون کو
مع خونخوار کے اسنے آواز گیر دی یہ آٹھون کمر کمر زمین مین گڑ گئے اور تلوارین ہاتھون سے چھوٹ گئین گویا زندہ
در گور ہو گئے حسرت و یاس فلک کی جانب دیکھنے لگے - معاملات قضا و قدر بھی عجیب نرالے ہین کہ جائے

دم زدن سے انکو ہے ــ قسمت تو دیکھیو کہ کمان ٹوٹی جا کمند ۔ دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا ۔ آپس میں کہنے لگے اے بھائیو
اب بجائے شور ہو کلمہ آخری پڑھ لو اور تصور خدائی جانب کرو ۔ یہ کہکر ہر ایک عیار نے دعائے توبہ پڑھی اور درگاہ
خالق بے نیاز میں استغفار کرنے لگے اسی اثنا میں نامراد جادو نے ان سیہ مستان بادہ غفلت کو ہوشیار کیا
اور یہ رنگ بارگاہ کا دکھایا ۔ ہکا بکا عیار سامنے سے اب آیا خونخوار اسپر بہت خفا ہوا اور کہا کاش ہو سر ان سب
کے بس یہ آٹھوں عیار ہاتھ اس نابکار کے قتل ہو حق جان نثاری اپنے مالک کا ادا کر گئے مرتے مرتے
تدبیر سے غافل نہ رہے مگر قضا و قدر سے مجبور تھے کہ بنی بنائی بات بگڑ گئی اجل آ کر گریبان گیر ہوئی قابض الارواح
نے مہلت دم زدن نہ دی بفحوائے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ و لا یستقدمون سب کے سب تیر اجل کے نشانہ ہوئے
نمک حلالی میں ضرب المثل جان نثاری میں مشہور زمانہ ہوئے جو جو امنگیں دل میں تھیں سب خاک میں مل گئیں قضا
کے سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہ ہوئی کوئی منصوبہ کارگر نہ ہوا اگر تھوڑی دیر اور کمبخت نامراد جادو نہ آتی تو ان
عیاروں نے قیامت برپا کر دی ہوتی ایک کافر کو بھی زندہ نہ چھوڑتے سب کے سر کاٹ کر جہنم رسید کر دیتے ۔ یہ وہ
عیار تھے کہ جنکا فن عیاری میں مثل و نظیر نہ تھا آٹھوں بڑے چالاک و اپنے کام میں ہوشیار تمام عیاروں میں منتخب
اور ممتاز تھے ۔ خواجہ عمرو جو کہ شہنشاہ عیاران مشہور تھے اور اپنے زمانہ میں عدیل و نظیر اپنا نہ رکھتے تھے وہ بھی ان
عیاروں کے معترف و مداح تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ سب شاگرد ہمارے نہایت لائق و فائق ہیں اور انکی
وجہ سے مجکو بہت مدد ملتی ہے اور اکثر مقامات پر انکی امداد و اعانت سے کامیابی ہوئی وہ کیا عیاری کی تھی کہ [illegible]
نہ رہا تھا سب کا صفایا کر دیتے مگر ان لوگوں کے ہاتھ سے ان نابکاروں کی قضا نہ تھی بچ گئے اور عین وقت پر نامراد جادو
پہونچ گئی اسنے سب کھیل بگاڑ دیا کل معاملہ درہم و برہم ہو گیا پیمانہ عمر ان بادہ نوشان خمخانہ عیاری کا لبریز ہو چکا تھا انکو کب
جان بر ہونا تھا سب محنت و مشقت رائگان ہوئی اور بے نیل مرام اس جہان فانی سے عالم جاودانی کیطرف جانا پڑا ۔ یہ وہ
عیار تھے کہ جنھوں نے اپنے عہد شباب میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کیے تھے اور ایسے سخت اور دشوار گذار مقامات پر
عیاریاں کیں تھیں کہ جہاں آدمی کا گذر بہت مشکل تھا اکثر ساحران بد دغا و کافران بیحیا انکی عیاری سے جہنم داخل ہوئے
بڑے بڑے بادشاہوں کی بارگاہوں میں اور سرداروں کے خیموں میں جا کر عیاریاں کیں اور انکو بیہوش کر کے اپنا کام کیا
اور صاف نکل چلے گئے کسی نے بھی انکی گرد کبھی نہ پایا صاحبقران انکی کارگذاریوں سے بہت خوش تھے اور اکثر نوازش
کیا کرتے تھے اور عزت و آبرو کی نظر سے انکو دیکھتے تھے انعام و اکرام سے ہر یک کو مالا مال کر دیتے تھے جب کہ انکے مارے جانیکی خبر
حال انکی عیاری کا اور کچھ خونخوار بن دجال جفا کار کی مکر اور عیاری کے ذریعہ سے اور عالم بیکسی و بیبسی میں قتل ہونا
سبکا صاحبقران زمان کو معلوم ہو گا تو نہایت افسوس کرینگے ایسے کامل و کارآزمودہ عیاروں کے قتل ہو جانیکا اور کفار
میں گھر جانیکا بہت رنج و ملال ہو گا اور کل سرداران باقیماندہ اور شاہزادے انکے حالات سنکر افسوس کرینگے ہر ایک عیار ان میں سے
مخصوص یک ایک عیاری میں کامل تھا مثلاً مہتر برق فرنگی عورت کی عیاری نہایت عمدہ کرتا تھا اور ایسی
شکل تبدیل کرتا تھا اور اس طرز پر اپنے کو نازنین مہ جبین پر نمکین بناتا تھا اور پوشاک و زیور وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ
ہوتا تھا کہ عابد و زاہد بھی دیکھنے سے تو ہزار جان سے عاشق فریفتہ ہو جائے علی ہذا القیاس کوئی درویش کی شکل
بمثل بنتا تھا اور فقیرانہ لباس میں انکو تئین آراستہ کرتا تھا کہ کیا مجال ہے کہ کوئی پہچان سکے بڑے بڑے
ساحر دہوکے کھا گئے اور یہ عیاری کر کے صاف نکلے چلے گئے اسیطرح کوئی نقب زنی میں عدیم المثل بے نظیر تھا کوئی فن
موسیقی کا ماہر کوئی فنون سپہ گری میں کامل خلاصہ یہ کہ ہر یک ایک ایک صفت خاص میں متصف تھا اور
وہ عیاری ان پر ختم تھی کہ یوں تو سبھی فن عیاری میں مشہور و معروف تھے کہ اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتے تھے ہر ایک زبان سے
واقف ہر ایک ملک کی وضع و طرح کا چربہ اتارنے میں کامل طرز رفتار و گفتار سب اسیطرح کی کہ اگر کیسا ہی والا کا

ہوشیار دیکھے تو وہ بھی ایک مرتبہ دھوکھا کھا جائے اور پہچان نہ سکے۔ فن عیاری بھی نہایت مشکل فن ہے کہ کل علوم و فنون کی تھوڑا تھوڑا جاننے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا جہان موقع و محل ہو ویسا وہان رنگ جمایا جائے مثلاً کہین مولوی بنے کہین شاعر کہین حکیم کہین درویش کہین عابد و زاہد کہین رند و اوباش کہین عورت کہین مرد کہین رنڈی کہین بھڑوے کہین جوگی بیراگی کے بھیس مین اپنے کو ظاہر کیا کہین پنڈت بنگالے کہین نجومی و رمال کہین گویّے کہین کلاونت قوال غرضکہ ہر ایک رنگ و ہر ایک وضع پر اپنے تئین نبھانا پڑتا ہے تو جب تک کہ کسیقدر بھی اس طرز و روش و محاورات سے واقف نہوگا تو وہ کیا عیاری کرسکتا ہے اور کیونکر اسکا رنگ جم سکتا ہے اور کسطرح وہ دھوکھا دے سکتا ہے غرضکہ فن عیاری بہت مشکل فن ہے ان لوگون نے بڑی محنت و مشقت سے اسکو حاصل کیا تھا اور عمر ویسے کامل فن کی شاگردی کی اور برسون انکی صحبت مین رہے اور انکی خدمت کی جب اس درجہ پر پہونچے مگر افسوس کہ اس چرخ جفاکار اور گردون غدار کی جفاکاری و بیمہری سے اپنی مراد کو نہ پہونچے اور یہ سب کسب کمال اپنے ہمراہ لیئے ہوئے بحسرت و یاس عازم ملک بقا ہوئے۔ افسوس کا مقام ہے بقول شاعر

؎ نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ❊ مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

کون ذی حیات ہے کہ جسنے اس دہر ناپائدار مین چاشنی مرگ نہ چکھی ہو کل نفس ذائقة الموت کا مصداق نہوا ہو

؎ ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ❊ ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

الحاصل خونخوار بن دجال نے بعد قتل و قمع ان عیارون کے اپنی بارگاہ مین داخلہ کیا اور آج کی شب نامراد جادو سے ہم بستری کی رات بھر عیش و نشاط مین مصروف رہا اس زانیہ سیہ کار کے ساتھ اپنا منہہ کالا کیا۔ صبح کو ہنگام رخصت نامراد سے اسنے کہا کہ اب تو جا مین شہر عنطلی آباد کی طرف جاؤنگا پھر ملاقات ہوگی اسکو رخصت کرکے خونخوار نے اپنے سردارون کو بلا کے حکم دیا کہ لشکر ہمارا طیار ہو اب مابدولت شہر عنطلی آباد کیطرف جائینگے اور کہا کہ اب ہم شہر عنطلی آباد کو تباہ و برباد کرکے اسکو خاک مین ملا دینگے اینٹ سے اینٹ بجا دینگے نام و نشان تک مثل حرف غلط کے مٹا دینگے اور یہہ کہکے فوج و لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جانب عنطلی آباد روانہ ہوا اسکا ارادہ ہے کہ جاتے ہی ایکبارگی دھاوا کرکے سبکو نیست و نابود کردے چنانچہ اس ظالم ظلیم نے یہی قصد اپنا کرکے عنطلی آباد کا رخ اور کوچ و مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ اسکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

اب شمہ حال پرملال مقیمان شہر عنطلی آباد معرض بیان مین آتا ہے

شعر: ازین قصہ یکدم فراموش کن ❊ زجائے دگر داستان گوش کن

راویان صداقت شعار و حاکیان صدق گفتار اس داستان مصیبت عنوان کو بطرز بائستہ و آئین شائستہ یون زیب رقم فرماتے ہین اور اشہب کلک گہر سلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین اور سوانحات رنج و الم متعلق تباہی و بربادی مقیمان شہر عنطلی آباد اس طرح سے تحریر و تسطیر کرتے ہین ؎ واقفان کہ در سخن فردانند ❊ شرح این داستان چنین کردند کہ جبکہ یہ آٹھون عیار نامراد جادو کے دفعتاً آجانے سے گرفتار اور خونخوار کے خونخواری سے قتل ہوئے اور نامراد جادو اپنے مقام پر واپس گئی تو تمام لشکر خونخوار اور اوسکی کل سحرا اس امر سے مطمئن ہوگئی کہ اب ان عیارون کی طرف سے کوئی خلش باقی نہین رہی تو اونسے جانب قلعہ عنطلی آباد رخ کیا۔ یہان قلعہ کے ہرکارے اس افسوسناک واقعہ کو دیکھکر واپس گئے اور جبکہ

ملکہ جادو کو ان عیارون کے مرنے کی خبر پہونچی تو وہ بہت بیقرار ہوئی اور ان بیچارون کے حال زار پر
بہت روئی - اوسکو اس بے بسی اور بیکسی سے قتل ہونے پر کف افسوس ملتی تھی مگر مجبور و ناچار تھی
کیا کر سکتی تھی اس حادثہ جانکاہ کا اثر دل غمگین سے کم نہوا تھا کہ ایک اور بلا آسمان سے اوترتی
ہوئی معلوم ہوئی کیا دیکھتی ہے کہ دامن کوہ سے ایک گرد اوٹھی ہے اور وہ آندھی کیطرح بڑھتی
چلی آتی ہے یہ دیکھکر ملکہ کو اور زیادہ فکر ہوئی اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد خبر لاؤ یہ کس کا
لشکر دھاوا کیئے ہوئے چلا آرہا ہے آیا کسی دوست کی فوج ہے یا دشمن نے چڑھائی کی ہے
ایک جاسوس گیا اور بہت جلد گھبرایا ہوا واپس ہوا اوسنے عرض کی کہ خونخوار بن دجال
نے آپکے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اوسکا قصد ہے کہ آپکے دشمنون کو قتل
و غارت کرے اور کسی کو زندہ نہ چھوڑے ملکہ یہ سنکر بہت ہراسان ہوئی اور مایوسی
سے آسمان کیطرف دیکھنے لگی اور دست دعا بلند کر کے اپنے خدا سے دعا مانگنے لگی کہ اے
میرے پروردگار مین بالکل بے یار و مددگار اور ناچیز و خاکسار ہون اور میرا دشمن زبردست
اور خونخوار ہے بس تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تیرا ہی بھروسا ہے اب سوائے تیرے
تیرے بندون کی جان بچانے والا کوئی نہین ہے تو ہی ہم لوگون کی غیب سے اعانت
کر اور ہماری جان بچالے لیکن اگر تیری یہی مرضی ہے اور تیری مصلحت اسی مین ہے
کہ ہم سب مسلمان اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہون اور تیری آغوش رحمت مین جگہ پائین
تو ہم جان و دل سے حاضر ہین اور استقلال و ثابت قدمی سے اپنا سر تیری راہ مین قلم کرانیکو
موجود ہین - یہ دعا کر کے ملکہ زار زار روئی - تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور دریائے
رحمت الٰہی جوش مین آیا کیا دیکھتی ہے کہ آسمان پر ایک لکہ ابر نمودار ہوا اور ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا چلنے لگی - صحرا سرسبز و شاداب نظر آنے لگا - منھ بند کلیان سب یکبارگی کھل
گئین اور شاخین مستانہ وار جھومنے لگین آسمان سے ترشح ہونے لگا اور آمد خونخوار کی
گرد جاکر گویا خاک مین ملادی - دفعتہً قریب قلعہ آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک تخت مرصع
پر ایک ساحرہ نورانی بیٹھی ہوئی اوڑی چلی آتی ہے اوسکا چہرہ چاند کیطرح روشن ہے
اور تمام جسم ایک نور کا بنا معلوم ہوتا ہے ملکہ جادو تعظیم کو سروقد کھڑی ہوگئی وہ ساحرہ
مسکراتی ہوئی تخت پر سے اوتری ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹی تو نے مجھے پہچانا میرا نام
نور جادو ہے تیرا باپ زردشت میرا بھانجا تھا ایک عرصہ سے میرا خیال یہ تھا کہ ہم ساحرون
کا خدا بالکل ذلیل اور ناچیز ہے وہ لوگ بھی ذلیل و حقیر ہو کر مرے اور ہم سب ساحر بھی
مسلمانون کے ہاتھ سے کتے کی موت مارے جاتے ہین مسلمانون کا خدا البتہ سب پر غالب
اور بڑا زبردست ہی وہ جسکی مدد کرتا ہے اوسکو غلبہ ہوتا ہے اور پھر کوئی اوس سے مقابلہ
نہین کر سکتا - جب مین نے یہ سنا کہ تو مسلمان ہو گئی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہ
ارادہ تھا کہ مین تجھے دیکھنے کو آؤن مگر دنیاوی امور نے اتنی فرصت نہ دی کہ مین یہانتک
پہونچتی آج مین اس خیال مین بیٹھی ہوئی تھی کہ دفعتاً آنکھ لگ گئی کیا دیکھتی ہون کہ قلعہ
عنطلی آباد پر خونخوار بن دجال نے چڑھائی کی ہے اور وہ قتل و غارت پر آمادہ ہے
اور سب مسلمان بہت پریشان ہین کوئی دریا مین کود پڑا ہے کوئی قلعہ سے پھاند پڑا ہے

یہ حادثہ دیکھکر مین خواب مین گھبرا گئی اور فوراً مین نے آنکھ کھولدی اوسیوقت تخت سحر تیار کرکے اور
چند آدمیون کو ہمراہ لیکر تمہارے پاس آئی یہان آکر دیکھا تو درحقیقت خونخوار بدکردار تمہارے
قلعہ کیطرف آرہا ہے۔ ملکہ جادو نے کہا کہ ہمارے خدا نے آپکو خواب مین مطلع کیا اور مین نے
دعا کی تھی کہ پروردگار غیب سے میری مدد کر تو بس اوسنے آپکو اسطرح بھیجی یا اب تامل نہ کیجئے
جلد اسکے لشکر کو غارت کردیجئے نور جادو نے کہا کہ اچھا دیکھو مین ایک ایسا سحر کرتی ہون
کہ کسی سے رد نہ ہو سکے یہ کہکے اوسنے ایک اسم سحر پڑھا اور پڑھکر دستک دی۔ دستک
کی آواز سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ شعلہ ایک نور کا پتلا بنکر سامنے آموجود ہوا نور جادو
نے اوسکو آواز دی کہ اے موکل نورانی تو اسیوقت غرق زمین ہوکر لشکر خونخوار
مین جا اور اوس طبقہ زمین کو جسپر اوسکا لشکر ہے متزلزل کردے تاکہ خونخوار بدکردار
کی تمام فوج زمین مین دفن ہوجائے وہ نور کا پتلا پھر شعلہ بنا اور ایک مار تے ہی زمین
کے اندر اوتر گیا جاتے ہی اوسنے اوس طبقہ زمین کو نرم کردیا جسپر خونخوار کا لشکر
قدم اوٹھائے قلعہ کیطرف آرہا تھا زمین کے نرم ہوتے ہی ساری فوج کمر کمر تک زمین
مین دہنس گئی گھوڑے بالکل غرق زمین ہوئے اور سوار گھوڑون پر سے کود کود کر
الگ ہوئے مگر جس نے زمین پر پاؤن رکھا وہ کمر تک اوتر گیا ہر ایک پہلوان جو
رستم ثانی اپنے کو سمجھتا تھا زمین مین دہنسنے لگا اور ہر ایک بہادر جو اپنے کو بہرام فلک
سے بڑھکر سمجھتا تھا زندہ در گور ہوا کسی کو جیتے جی عذاب فشار کا مزہ چکھنا پڑا کمر اور
کولے کی ہڈیان ٹوٹی جاتی تھین اور زمین اوسکو رہ رہکے دباتی تھی اور کوئی اپنے
ظلم و بدعت کی سزا بھگتنے کے لیئے کھڑے قد سے گویا تیر باری کے لیئے چن دیا گیا تھا تمام
سپاہیون کے ہتیار بیکار کل بہادران فوج کی دم بے مصرف کسی کا کچھ زور نہ چلا کوئی داؤ پیچ
کام نہ آیا زمین نے زنجیر کمر مین ایسا ہاتھ ڈالا تھا کہ دہڑ نہ الگ سکا ایک ساتھی اپنے دوسرے
ہمراہی کی اوکھڑ لگاتا تھا مگر لنگر ایسا قایم تھا کہ جنبش نہ تھی پہلوانون کی دستی اور زبردستی
زیر دست ہو گئی چرخے کی عقل چکر مین تھی کیلی کو جیسے کسی نے کیل دیا تھا قلعہ جنگ اور
دھوبی پاٹ قلعہ بازیان کھانے لگا ٹانگ بیکار ہوئی بغلی بغلین جھانکنے لگی ہتھہ کوڑا بیدست
و پا ہو گیا ہفتون پر سنیچر سوار ہوا انداز بند سلام کرکے فرار ہوا پہنا بھنایا حلقون نے
آپ اپنا گلا دبایا بال سینگڑا جان کا وبال ہوا آنکو کھ بیل کیطرح ڈبیل ہوا روم ڈوبا
غرق زمین ہوا غرضکہ سب پہلوان اپنے اپنے پیچ بھولے سب کے ہاتھ پاؤن پھولے تلوریون
نے تلوار تو نیام سے نکال لی مگر خود میان زمین اوترے جاتے تھے تیر انداز ترکش مین گھسے
جاتے تھے نیزہ بازون کو جانکنی تھی اونکی جان پر آن بنی تھی کوئی تیر کام نہ آیا لاکھ ہاتھ
پاؤن مارے مگر یہ وہ دریا تھا جسمین کوئی بھی ابھر کر نہ آیا ہر ایک ڈر کیطرح تہ نشین ہوا
جاتا تھا شرم کے مارے زمین مین گڑا جاتا تھا۔ خونخوار کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو لہو نہین ساری
خونخواری بھول گیا غصہ کے مارے سڑے ہوتے جو ہے کیطرح پھول گیا ادھر ادھر
دیکھتا تھا مگر سوائے قضا کے اور کوئی بڑا بھی اوسکے سر پر نہ تھی جسکو دیکھتا تھا اپنے
جامے سے باہر پاتا تھا گویا ایک حمام مین سب ننگے تھے فنا کے حوض مین تا کمر اوترے ہوئے

تھے لشکر بھر مین ایک غل تو بلند ہوا ہر ایک سپاہی اور پہلوان درد مند ہوا چارون طرف سے
ہائے واویلا کی آوازین آنے لگین جسم تو شکنجے مین تھے تڑپ نہ سکتے تھے مگر جانین نکلی جاتی
تھین اور زمین اژدہا بنکر سب کو نگلی جاتی تھی خونخوار کا نام لیکر سب پکارتے ہین کوئی اوسکو
رو رو کے بلاتا تھا کوئی غصہ مین گالیان سناتا تھا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی قیامت کا سماں
تھا نفسی نفسی تھی خونخوار دیوانہ ہوا جاتا تھا کہتا تھا ارے یار و مجکو ہاتھ پکڑ کے گھسیٹ لو
تو پھر مین تمکو نکال لون زمین مین گرنے سے سنبھال لون قضا اوسپر ہنستی تھی دیوانگی آوازے
کستی تھی غرضکہ یہ حال دیکھکر نور جادو نے بارہ سو آدمیون کو حکم دیا کہ جاؤ ان حرامزادون کے سر
کاٹ لاؤ میری بیٹی کو اکیلا سمجھکر دھاوا کرنے چلے تھے دیکھو اب کیا دھاوا ہو گیا۔ خبردار سب سے
پہلے خونخوار ناہنجار کا سر کاٹنا اور اوسکو زندہ نہ چھوڑنا۔ بارہ سو سپاہی تلوارین پکڑ پکڑ کے
دوڑے کسی نے نہلے سے نیزہ تانا کسی نے خونخوار پر پہلے سے تیر کا نشانہ تاکا بارہ سو آدمی
ایکدم سے ریلا کرکے جو بڑھے تو یہ معلوم ہوا کہ ایک سیلاب چلا ہے اور ایکدم سے سبکو ڈبو دیگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا یہان تو یہ سامان ہوا اور اودھر یہ آفت اوپڑی کہ ایک ساحرہ نامراد
جادو خونخوار پر عاشق تھی مگر اسکو اوس سے ذرا بھی محبت نہ تھی وہ ہمیشہ اسکی خبر گیری
کرتی رہتی تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اسکی مدد کو عین وقت پر آتی خفیہ سحر کرکے اسکے
دشمن کو زیر کیا اور چلی گئی اسی وجہ سے کوئی پہلوان اور کوئی بہادر آجتک اسپر غالب آسکا
جو مقابل پر آیا اوسکو نامراد جادو اگر سحر سے کمزور اور بالکل بیکار کر دیتی تھی اسوقت
بھی اوسکے بیرون نے اوسے اطلاع دی کہ نور جادو نے خونخوار پر سحر کیا ہی اور وہ کوئی دم مین
مع تمام فوج کے قتل ہونے کو ہے نامراد جادو تیر کیطرح پر پرواز پیدا کرکے وہان سے
اوڑی تو عین وقت پر یہان آ پہونچی خونخوار کا حال دیکھا تو آنکھون مین خون اوتر آیا پوچھا یہ
کیا ہوا کہان زندہ در گور ہین جان بچاؤ اوسنے کہا کہ پھر پہلے ہمارے آغوش مین کیون نہ آ گئے
جو زمین نے ہمارا بدلہ لیا آخر ہمارا صبر اوپر ہی اوپر نہ گیا مگر اب کیا ہوتا ہے وقت گذر گیا ہی بات
رہی خونخوار نے کہا کہ باتین نہ بناؤ میرا دم نکلا جاتا ہی اور وہ دیکھو جلاد سر پر آ پہونچے آج اپنی
محبت کا کمال دکھاؤ نامراد جادو نے کہا کہ اس سحر کو مین باسانی رد نہین کر سکتی یہ نور کا جادو
ہے اسمین میری جان جائیگی جب تمہاری جان بچیگی۔ خونخوار نے تیوری پر بل ڈالکے کہا کہ ہمیشہ
تم میری محبت کا دم بھرتی تھین۔ جان دینے پر مرتی تھین اب معلوم ہوا کہ یہ سب دم دیتی تھین
اصلیت کچھ نہ تھی فقط بہانہ تھا خیر اب جاؤ مجکو اپنی صورت نہ دکھاؤ جان دینے مین ہچکچاتی ہو
اور پھر مرنے پر مری جاتی ہو نامراد جادو نے ہنسکر کہا کہ خیر میرا تو نام ہی کا ہون نے یہی سوچ
رکھا تھا کہ ناکام و نامراد رہونگی اور یونہی اپنی جان فدا کرونگی خیر تم بھی کیا نہ کہوگے تو آج
مین اپنی محبت کے ساتھ اپنا بھی خاتمہ کرتی ہون یہ کہکر نامراد جادو نے اوسی زمین محور و
تزلزل مین سے ایک چٹکی خاک اوٹھا کر اپنے گریبان مین ڈالی اور کچھ پڑھنے بیٹھی
نور جادو بھی سامنے اگر موجود ہوئی تھی اس نے اوس سے آنکھ ملا کے کہا کہ اے
آتش محبت مجکو اور میرے ساتھ میرے دشمن نور جادو کو بھی جلا کے خاک کر ہمیشہ
کے لیئے قصہ پاک کر یہ کہنا تھا کہ ادھر تو نامراد جادو ہمہ تن شعلہ بن گئی اور اودھر

نور جادو شمع کیطرح روشن ہوگئی دونون ایکدم ساتھ جلکر خاک ہوگئین زمین نے خونخوار کے پاؤن چھوڑ دیئے سنبھلکے اپنے کو نکال لیا اور یکبارگی قلعہ کیطرف دوڑے بارہ سو آدمیون نے مقابلہ کیا مگر خونخوار کی فوج بے شمار تھی معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ بارہ سو سپاہی کدھر گئے کچھ قتل ہوئے کچھ کچلکر مرگئے بزن اور بکش کے نعرے آسمان تک جاتے تھے حرب وضرب کے صدمون سے پہاڑ تھراتے تھے خون کا دریا بہنے لگا مقتولون کے سر حباب کیطرح تیرنے لگے تلوارون کی موجین بلند ہو ہو کر اوٹھتی تھین اور بسمل مچھلیون کیطرح تڑپتے تھے ۔ نور جادو کے ملازم دوڑ کی لاش اوٹھا کر قلعہ مین لیگئے اون بارہ سو آدمیون سے تو ایک بھی نہ بچا سب کے سب قتل اور پامال ہوئے مگر ملکہ جادو نے قلعہ کے دروازون کو بند کر لیا اور حتی الامکان حفاظت کا بندوبست کر لیا ۔ لیکن جب خونخوار در قلعہ پر پہونچا تو اوس بدکردار کو تاب نہ رہی غصہ سے چہرہ لال ہوگیا حکم دیا کہ دروازہ توڑ ڈالو کئی سو پہلوان دروازہ مین چمٹ گئے اور اپنے زور بازو سے دروازہ توڑ ڈالا یکبار کی نرغہ کر کے جو قلعہ کے اندر گھسے تو قیامت برپا ہوگئی محافظ اور تمام اہل قلعہ کیا رعایا کیا سپاہی بلکہ دوکاندار تک سینہ سپر ہوئے مگر خونخوار کا لشکر ایک طوفان تھا کہ سمندر کیطرح موج مارتا ہوا جو قلعہ مین گھسا تو پناہ پانی مشکل ہوگئی ہر طرف سے فریاد و فغان کی آوازین آنے لگین در و دیوار سے حسرت ٹپکتی تھی زمین و آسمان ان بیبسون پر روتا تھا کوئی مددگار اور غمگسار نہ تھا ایک کی ایک کو خبر نہ تھی باپ کو بیٹے سے بیٹے کو باپ سے مدد نہ ملسکی جو جہان تھا وہین قتل ہوگیا مکانات منہدم ہوگئے ہزارون گھر جلا دیئے گئے دوکانین لٹ گئین سارا قلعہ آتشبازی بنگیا کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا ملکہ جادو کو کچھ بن نہ پڑا فصیل قلعہ کے نیچے ایک دریا بہتا تھا اوسمین کود پڑی اور اوسکے ہمراہ سو سوا سو مصاحب تھے اونھون نے بھی اپنی جان دریا کو سپرد کر دی تمام قلعہ اور اوسکی کل آبادی تحس نحس ہوگئین مال و اسباب لوٹ لیا گیا مکانات خاک مین مل گئے اور سب آدمی کام آئے اسوقت خونخوار نے دم لیا جو لوگ دل سے مسلمان نہ ہوئے تھے اونھون نے امان مانگی اور پھر مرتد ہوگئے اونھین مین مل گئے خونخوار نے پھر سے قلعہ کی درستی کرائی اور اوس ویرانہ کو آباد کیا ۔ خوب خوب جشن ہوئے دو ایک روز ناچ رنگ مین مصروف رہا لشکر مین خوشی کے شادیانے بجے کوئی دن رات شراب پیتا رہتا کوئی ہر وقت نیند کے نشہ مین بیہوش رہتا غرضکہ جب خونخوار اور اوسکی فوج سستا چکی تو اوسنے انتر گراز دندان کو وہانکا حاکم بنایا جو کہ اوسکے تمام سردارون مین ظالم اظلم مشہور تھا اور بلا کا بد دماغ اور مغرور تھا تمام لوگ اوس سے تھراتے تھے اور غریب زیادہ تر تھراتے تھے اسکی ہیبت سب پر طاری تھی اور اسکی طینت مین مکاری اور خصلت مین خونخواری تھی انتہا کا بدکردار اور بدمست تھا اسکا مذہب شیطانی اور یہ ابلیس پرست تھا جب خونخوار اس کام سے فراغت کر چکا تو خود جانب ہفت منظر روانہ ہوا اور یہان انتر گراز دندان کو مع فوج کافی و لشکر وافی چھوڑ گیا اب عنطلی آباد مین کوئی مسلمان اور اسلام کا نام لینے والا نہ رہا ۔

لیکن

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان اسد بن کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ قلعہ مرصع حصار کو تسخیر کر کے مطمئن ہوئے تھے کہ وہان کوئی کافر باقی نہ رہا تھا تمام کفار کو قتل و غارت کر کے اسلام آباد بنایا تھا اور اسلام کا سکہ خوب جمایا تھا ایک روز دربار آراستہ تھا خود تخت زرین پر جلوہ افروز تھے اور چپ و راست سرداران نامی و گرامی متمکن تھے درمیان مین رقص و سرود ہو رہا تھا اور چار جانب بہادران فوج تماشائی بنے ہوئے جشن کا لطف اٹھا رہے تھے ضرغام عیار نے اسد بن کرب غازی کے قریب آکر یہ عرض کی کہ حضور آج لشکر مین کچھ لوگ فقیرون کا بھیس بدلے ہوئے پھر رہے ہین اور لوگون کا بھید لیتے پھرتے ہین۔ چہرون سے تو باغی اور کافر نہین معلوم ہوتے مگر اونکی حالت ظاہری ضرور مشتبہ ہے اگر حکم ہو تو گرفتار کر کے حاضر دربار کرون اونسے دریافت کیا جائے کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسد بن کرب غازی نے اجازت دی مگر تاکید کر دی کہ زیادہ سختی اونپر نہ کرنا شاید مسلمان ہون یا فقیر ہون غریب الوطن اور سائل پر ظلم و بدعت نہ کرنا چاہیے ضرغام بہت خوب کہکر واپس گیا ادھر جلسہ رقص و سرود موقوف کیا گیا اور سوائے سرداران خاص کے باقی سب لوگ اپنے اپنے قیامگاہ پر چلے گئے اتنے مین ضرغام شیر دل چند فقیرون کو ہمراہ لیئے ہوئے حاضر دربار ہوا اونھون نے دربار مین آکر ڈرتے ڈرتے سلام بقاعدہ اسلام کیا اور مودب اسد بن کرب غازی کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اسد بن کرب غازی نے بیٹھنے کو کہا اور پھر حال پوچھا کہ تم لوگ کہان کے رہنے والے ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو یہان کیون آئے اور کب سے ہمارے لشکر مین پھرتے ہو اونمین سے ایک نے دست بستہ گذارش کی کہ ہم لوگ قلعہ زرین حصار کے رہنے والے ہین وہین رہتے تھے اور ہمارا مذہب اسلام اور دین محمدی ہے خونخوار بن دجال نے آکر ہمارے شہر کو تباہ و برباد کر دیا تمام مسلمانون کو قتل کر ڈالا اب وہان سوائے کفر کے اسلام کا نام و نشان نہین ہے اسقدر ظلم اوس نے ہم لوگون پر کیا کہ ہم مین بیان کرنے کی طاقت نہین ہم چار پانچ آدمی اتفاق سے زندہ بچکر نکل آتے اور سُنا تھا کہ حضور نے قلعہ مرصع حصار کے کفار کو خاک مین ملا دیا ہے اور قرطوس خرس پیشانی کو قتل کر کے مسلمانون سے بسا دیا ہے اس لیئے یہان آگئے تھے کہ حضور سے فریاد کرین اور داد کو پہونچین۔ اب قلعہ زرین حصار کو خونخوار بدکردار نے اکوان بلند آواز کے قبضہ مین دیا ہے اور ظلم و بدعت کے ساتھ وہان حکومت کرتا ہے چالیس ہزار فوج اوسکی حفاظت کے لیئے چھوڑ گیا ہے اور خود نہین معلوم کسطرف کوچ کر گیا ہے یہ کہکر ادھر تو فقیر خاموش ہوگئے اور ادھر اسد بن کرب غازی کو ایک جوش ہوا غصہ مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہونٹ چبانے لگے طیش مین آکر قسم کھائی کہ منتقم حقیقی کی قسم جبتک خونخوار کو قتل نہ کرونگا دہنے ہاتھ سے کھانا کھانا مجھکو حرام ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین سفر کی تیاری ہو ہم صبح کو قلعہ زرین حصار کیطرف روانہ ہونگے

فوراً تمام لشکر مین یہ حکم شایع ہوگیا اور تیاریان ہونے لگین سپاہیون نے اپنی تلوارین اور تیر و خنجر صاف کیئے اور سوارون نے ساز و یراق درست کیئے پہلوانون نے کثرت و ورزش سے اپنے ہاتھ پاؤن چست کیئے ساری رات تمام لشکر مین تیاری سفر اور سامان جنگ کا غلغلہ رہا علی الصباح اسد بن کرب غازی نماز سے فارغ ہوکر بارگاہ کے باہر آئے ضرغام شیر دل کو بلایا اور پوچھا کہ فوج کوچ کے لیئے تیار ہے ضرغام نے کہا کہ حضور سب کے سب مستعد و آمادہ ہین کہ ہمراہ رکاب ہون مگر کچھ لوگ اس قلعہ کی حفاظت کے لیئے بھی رہنا چاہیئے - یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے اپنے چند معتبر سردارون کو مع فوج ظفر موج اسی قلعہ مین رہنے کا حکم دیا اور باقی تمام لشکر کے دو حصے کیئے ایک کو اپنے ہمراہ رکھا اور دوسرے حصہ کو جسمین ابراہیم بن مالک اژدر جمہور بن مقہور اور عدلان قباد بن فضلان شاہ ایسے نامی و گرامی سردار تھے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کرنے کا حکم دیا اس لشکر کا افسر معروف بن اسد بن کرب غازی کو بنایا ادھر تو وہ روانہ ہوئے ادھر دوسری راہ سے خود اسد بن کرب غازی اپنی آزمودہ اور جرار فوج کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے مرغزارون اور سرسبز و شاداب صحراؤن کیطرف سے ہوتے ہوئے سیر و شکار کرتے ہوئے چلے - ان کے ہمراہ بھی بڑے بڑے سرداران نامی و پہلوانان گرامی موجود ہین چنانچہ اسد ثانی بھی ہمراہ رکاب ہے - یہ ادھر سیر و شکار کرتے ہوئے اور پربہار صحراؤن کی ہوا کھاتے ہوئے پہاڑون کے دامنون مین جارہی ہین کہ یکبیک دامن کوہ مین ایک جمعیت نظر آئی اسد بن کرب غازی نے پلٹ کر کہا کہ دیکھنا یہ کسکا لشکر ہے ایک جاسوس فوراً گھوڑے کو تیز کرکے آگے بڑھا اور ہوا ہوگیا دم کے دم مین پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ اکوان بلند آواز حاکم قلعہ زرین حصار یہان مصروف شکار ہے اور دس ہزار سوار اوسکے ساتھ ہین اسد بن کرب کو یہ سنتے ہی تاب نہ رہی گھوڑے کو ایڑ دی وہ بجلی بنکر چمکا اور رہے اوڑا اسد ثانی نے اپنے سردارون سے یہ کہا کہ مین بھی ہمراہ جاتا ہون جسوقت بوق بجاؤن تم ان دس ہزار سوارون کو چارون طرف سے آکر گھیر لینا اور میرے پیچھے چلے آؤ یہ کہکر اسد ثانی نے بھی گھوڑا دوڑایا اب دونون بہادر اکوان بلند آوازہ کے لشکر مین در آئے اور جاتے ہی نعرہ کیا -

(نعرہ اسد)

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ

ادھر اسد نے للکارا کہ باش او قرمساق مین آپہونچا اکوان یہ رعد کی سی گرج سنکر گھبرایا اپنی بلند آوازی بھولا لشکر مین ہر طرف سے ایک غریو بلند ہوا اہل چل مچ گئی یہ معلوم ہوا کہ دو شیر بکریون کے گلے مین گھس آئے ہین اور سب کو کھائے جاتے ہین اکوان بلند آواز چلایا کہ یارون ان دو آدمیون سے اسقدر گھبرائے ہو کہ ہوش و حواس درست نہین تیر و خنجر سنبھالو ان دو آدمیون کو گھیر لو کب

سواروں نے اپنے گھوڑے سنبھالے تیغ وخنجر نیام سے نکالے ادھر اسد ثانی نے بوق بجایا تمام لشکر نے چاروں طرف سے ان دس ہزار سواروں کو آگھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چند آدمی پہاڑوں کے سلسلہ مین آکر قید ہوگئے ہین اور پامال ہوتے جاتے ہین ایک ایک کا فشار ہوا جاتا ہے اب تلواروں کا ابر چاروں طرف سے گھر آیا اور سر ونکا مینہ برسنے لگا تیغوں کی جھنکار اور بہادروں کے نعرے پہاڑوں مین گونجنے لگے بگیر وبکش کی آوازین بلند ہونے لگین خون کا دریا بہنے لگا اور لاشین موجون کیطرح اوس دریائے خون مین نظر آنے لگین لشکر کفار مین دوہائی مچگئی حرب وضرب کے اصول و قواعد بھولے خوف جان سے سب کے ہاتھ پاؤن پھولے ملک الموت جلد جلد روحین قبض کرنے لگا موت کا بازار گرم ہوا سرفروشی ہونے لگی ہر ایک پر خود فراموشی طاری ہوئی۔ اودھر معروف بن اسد نے جاتے ہی ایک دم سے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کردیا قتل وغارت کرتے ہوئے قلعہ مین گھسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک سمندر جوش مارتا ہوا آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ قلعہ کی فوج کا کوئی سردار نہ تھا اکوان بلند آواز تو یہان معروف شکار ہوکر خود شکار بنا ہوا تھا وہ بیچارے کیا لڑتے کچھ مارے گئے کچھ قید ہوئے مگر ہر کس وناکس بدحواس تھا ہر طرف موت ہی موت نظر آتی تھی جو تھا وہ بے حواس تھا دوکاندار اور مکاندار اپنے اپنے دوکانون اور مکانون کو چھوڑ کر بھاگے جو مسلمان چھپے ہوئے اور نیک بخت جاگے آکر جہاد مین شریک ہوئے کافرون سے اپنا بدلہ لینے لگے اور داد شجاعت دینے لگے بیالیس ہزار فوج مین سے جو تیس ہزار یہان اکوان چھوڑ گیا تھا اکدم مین غارت ہوگئی پتہ بھی نہ لگا کہ کہان گئی کیا ہوئی تین ہزار گرفتار اور باقی قتل ہوکر فی النار ہوئے رعایا نے امان مانگی معروف بن اسد نے اب ہاتھ روکا تلوار نیام مین کی سب کو امان دی انکی فوج نے بھی قتل وغارت سے ہاتھ اوٹھایا اور قلعہ مین پھر سے اسلام کا سکہ بٹھایا ادھر اسد غازی اور اسد ثانی ایک ایک وار مین صفین کی صفین اولٹ رہے ہین کفار بدکردار بھی حتی الامکان ان شیرون پر جھپٹ رہے ہین مگر کوئی آگے بڑھنے نہین پاتا تلوار کا منہ چڑھنے نہین پاتا جو جہان تھا وہین کام کسی کا ہاتھ مع تلوار کے اوڑ گیا کسی کا سر دھڑ سے ندارد ہوگیا کسی اکے کمر کے دو ٹکڑے ہوئے کوئی تیر کھاکے گرا ادھر اکوان بلند آواز اسد ثانی کیطرف بڑھتا ہوا چلا آرہا ہے چاہتا ہے کہ کسیطرح اس سردار کو ماروں عین غفلت مین وار کرون اودھر اسد ثانی بھی اسی تاک مین ہے اسد بن کرب غازی بھی اسی فکر مین ہی تھا کہ اوسنے دیکھا اکوان لڑتا بھڑتا اسد ثانی کیطرف جارہا ہے اور وہ کفار کو قتل کرنے مین مصروف ہے یہ دیکھتے ہی اسد بن کرب غازی نے للکار کر آواز دی کہ اے فرزند اکوان بے ایمان تمہارے قریب آگیا ہے لینا اسکو یہ شکار ہاتھ سے جانے نہ پائے یہ سنتے ہی اسد ثانی اسکی طرف متوجہ ہوا اکوان نے سنبھل کر تیغہ کو تولا اور اسد ثانی کے سر پر وار کیا جیون ہی کہ تیغہ خارہ اشگاف بلند ہوا

اسد نے بوق بجا دیا بوق کی وحشت خیز آواز سنتے ہی اوسکا گھوڑا چمکا اور الف ہوگیا الف ہوکر اودھر وہ تڑپا ادھر اسد نے صفائی سے ایک ہاتھ جو تلوار کا نکالا تو چاروں سُم ندارد ہوگئے اور گھوڑا اسکندری کھاکر زمین پر گرا اور اوسکے ساتھ اکوان بھی مُنھ کے بل گرے اوٹھا اور اوٹھکے اوسنے بھی چاہا کہ اسد کے گھوڑے کو مارے اور حریف کو پیادہ کر دے مگر وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ اسد کا منجا ہوا ہاتھ اسطرح اوسکی کمر تسے نکل گیا جس طرح صابون سے تار یا چینک سے نگاہ اکوان کے دو ٹکڑے ہوے اسد بن کرب غازی کے منہ سے واہ نکلی اور اکوان کے لشکر سے صدائے آہ اب کیا تھا ساری فوج ایک تو یونہی بیکار ہو رہی تھی اب بے سردار ہوگئی تلاطم پیدا ہوگیا آنکھین بند کرکے مرکٹوانے لگے ایک دم سے سبکا صفایا ہونے لگا نہ بھاگنے کی راہ ملتی تھی نہ جان کی مفر تھی نہ ایک کو دوسرے کی خبر تھی کفار گرفتار ہونے لگے اور بیشتر کے ابنار ہونے لگے امان امان کی پکار ہونے لگی اسد ثانی اور اسد بن کرب غازی نے ہاتھ روکا علم امان بلند کیا حساب لگایا تو چند سو آدمی گرفتار اور مطیع ہوئے باقی سب قتل ہوگئے پہاڑ کے درو زمین خون بہہ بہکر جار ہاہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے برفباری کے بجائے خون جاری ہوا ہے اور وہ وبیابان رنگین ہوکر زعفران زار اور گُل لالہ کا رنگ دکھارہا ہے لہلہاتا ہوا سبزہ مہندی کیطرح رنگ لایا خود رو اشجار کے نیچے سرون کے پھل گرے پڑے ہین اور تیغ دستان کی شاخین ٹوٹی پڑی ہین شکارگاہ کو شاخین ٹوٹی پڑی ہین شکارگاہ کو قتل گاہ بنادیا تھا زمین نے آسمان کا رنگ دکھایا تھا غرضکہ گھڑی بھر مین کیا سے کیا ہوگا دس ہزار کا نام ونشان تک نہ رہا ہر ایک فنا ہوگیا اسد نے قلعہ کی خبر کو دو مخبر روانہ کیے اور خود وہان سے ہٹ کر ایک پہاڑ کے دامن مین قیام کیا سپاہیون نے اپنی تلوارون سے خون صاف کیا اور زخمیون نے مرہم پٹی کی لباس کو درست کیا اور چاق چوبند ہوکر اب قلعہ کے اندر کی لڑائی کے آرزو مند ہوے مگر مخبر واپس آئے اور اونھون نے عرض کی کہ قلعہ فتح ہوگیا معروف بن اسد نے تمام کفار کو جہنم واصل کیا اور بتیس ہزار سپاہی قتل و قید کر دیئے یہ سنکر اسد بن کرب غازی کو بہت خوشی ہوئی اور ارادہ کیا کہ قلعہ ہی مین جاکر قیام کرنا بہتر ہوگا اب یہان ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہین تمام لشکر پھر سے تیار ہوا اور قلعہ کیطرف روانہ ہوا راستے مین کوئی اتفاق درپیش نہیں ہوا جب اسد قلعہ مین پہونچے تو نقارہ فتح وظفر پر چوب پڑی اور تمام فوج ظفر موج مین غلغلہ شادمانی بلند ہوا ہر طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے صدائے مبارکباد آسمان تک پہونچی دربار منعقد ہوا تمام سرداران اسلام اپنی اپنی جگہ پر دنگلون اور کرسیون پر متمکن ہوئے جلسہ رقص وسرود شروع ہوا تمام رات عیش وعشرت مین بسر ہوئی صبح ہوتے ہی اسد بن کرب غازی نے قلعہ کی منہدم اور سوختہ عمارتون کی تعمیر ومرمت شروع کی بتخانون کو گرایا اور اونکے بجائے مساجد کو تعمیر کرایا رعایائے اسلام پھر سے آباد ہوئی بتلئے کفر بیخ وبنیاد دے

برباد ہوئی جب اس کام سے فراغت ہوئی تو تحقیق کی گئی کہ اس قلعہ کے حاکم سابق کی نسل مین سے کوئی باقی ہے یا نہین معلوم ہوا کہ عنقا بن گلبن شاہزادہ زرین حصار موجود ہے اسد نے اوس شہزادہ کو بلایا اور خلعت سے سرفراز کرکے اس قلعہ کا حاکم بنایا اصول حکمرانی سکھائے اور کچھ نصایح و ہدایات کرکے تمام اہل قلعہ کو مطیع کیا کہ عنقا بن گلبن اس قلعہ کا حاکم بنایا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین پر اونکی اطاعت لازم و واجب ہے ہر ایک نے بدل وجان عنقا کی حکومت تسلیم کی اور امن و امان کا دور دورا ہوا جبکہ اسد نے اس کام کو بھی انجام دے لیا تو قیدیون کو بلاکر سمجھایا کہ دیکھو ابلیس پرستی اور بت پرستی جہنمیون کا کام ہے اور اسکا برا انجام ہے مذہب حق در حقیقت اسلام ہے کفر والحاد سے منہ موڑو کافران بدانجام کا ساتھ چھوڑو ورنہ دنیا مین کتے کی موت مارے جاؤ گے اور عاقبت مین عذاب الہی اوٹھاؤ گے انمین سے بعض تو دین حق اسلام کو سمجھے مسلمان ہوئے اور بعض اپنے انجام کو نہ سمجھے روگردان رہے اسد نے اونکو بہت بری طرح قتل کرایا اور فوراً جہنم مین پہونچایا یہ قصہ بھی پاک ہوا تمام قلعہ پھر سے شادکام و فرحناک ہوا اب اسد بن کرب غازی نے چند مخبرون کو خونخوار کی خبرگیری کے لیئے روانہ کیا تاکہ اوسکا حال معلوم ہو کہ وہ ملعون کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے مخبرون کو روانہ کرکے اسد بن کرب غازی اونکا منتظر رہکر قلعہ مین مقیم رہا۔ اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان کیا جاتا ہے

کہ وہ بدکردار قلعہ عنطلی آباد کو تاخت و تاراج کرکے جانب قلعہ ہفت منظر جارہا ہے راستہ مین سیر و شکار کرتا ہوا باطمینان تمام قطع مسافت وطے منازل کر رہا ہے اوسکا مصمم قصد ہے کہ خدا پرستون کے ممالک کو تباہ و برباد کرتا پھرے اور ابلیس پرستی کو رواج دے چنانچہ اب ارادہ کرچکا ہے کہ ہفت منظر کے مسلمانون کو خاک مین ملائے اور اپنی خونخواری و دجالی اون غریبون کو دکھائے یہان یہ حال ہے کہ ملکہ قمر چہرہ شہزادہ نور الدہر کے فراق مین غمگین و بیقرار ہوئی ہے اور شب و روز گریہ وزاری مین بسر ہوتی ہے کبھی روتی روتے بیہوش ہوتی ہے اور کبھی ہوش مین آکے پھر روتی ہے جو کوئی مسافر اوس شہر مین وارد ہوتا ہے اوس سے شہزادہ کا حال دریافت کرتی اگر کچھ پتہ لگتا ہے تو وہان قاصد روانہ کرتی ہے اور اوسکے واپسی کے انتظار مین ہر وقت دیدۂ دل سے منتظر رہتی ہے اور اگر کچھ خبر نہ ملی تو پھر دلگیر و بیقرار ہوتی ہے کبھی یاد نور الدہر مین آہ سرد بھرتی کبھی اپنے فرزند بدیع الملک کے غم مین نالہ و فغان کرتی بھوک و پیاس جاتی رہی تھی اور خواب راحت آنکھ سے نہ دیکھ سکتی تھی آخرکار اسی غم مین گرفتار ہوکر بیمار ہوئی اور صاحب فراموش ہو گئی ملکہ کا باپ کیوان فلک رفعت اگرچہ ضعیف و ناتوان تھا مگر شاہزادی کے حال پر ملال کو دیکھکر بہت پریشان تھا جہانتک ہوسکا تیمارداری مین مصروف رہا اور تسکین وتسلی کے کلمات سے ڈھارس دیتا رہا مگر شہزادی کا غم روز بروز زیادہ ہونے لگا اور ضعف و نقاہت کی ترقی ہوتی رہی کوئی دوا کوئی علاج کارگر نہ ہوا کسی حکمت و تدبیر کا کچھ اثر نہوا آخرکار بقول میر تقی میر ؎

اولٹی ہو گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوانے کام کیا دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
یعنے شاہزادی قمر چہرہ کا انتقال ہوا ہر کس ناکس کو سخت ملال ہوا اور باپ کا تو عجب ہی
حال ہوا تمام قلعہ مین ماتم برپا ہو گیا رعایا اور ملازم سبھی تو روتے تھے اور اس شہزادی کے
غم مین اپنی جان کھوتے تھے در و دیوار اور کوہ بیابان سے گریہ وزاری کی آوازین آتی
تھین لوگون کے کلیجے شق ہوتے تھے کسی کو غش آگیا تھا اور کوئی پچھاڑین کھاتا تھا شجر و حجر
روتے تھے اور دوست دشمن سبکا حال یکسان تھا کوئی ایسا نہ تھا جسکو اس غمی کا
غم نہو ۔ کیوان فلک رفعت کے صدمہ کی انتہا نہ تھی اس پیری مین یہ داغ کہ جوان بیٹی
نور چشم لخت جگر آنکھ سے اوجھل ہوگئی موت سے بدتر تھا لوگون کو شاہزادی کا تو غم کم تھا
مگر اس ضعیف و ناتوان بادشاہ کی حالت زار دیکھکر ہر شخص کی حالت عجیب طرح کے
پریشان تھی بادشاہ کے ہوش و حواس بجا نرہے قلب اولٹ گیا چلا چلا کی نور الدہر
اور بدیع الملک کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شاہزادہ نور الدہر اور اے
شاہزادہ بدیع الملک آؤ اس غم مین تو ہمارے شریک ہو تم کہان ہو کیون ہماری بات
کا جواب نہین دیتے مصاحبین خالی بادشاہ کو سمجھاتے تھے مگر سمجھاتے کیا تھے خود ان کے
کلیجے پھٹے جاتے تھے کبھی کیوان فلک رفعت کو غش سے چونکاتے کبھی تسکین دہ
کلمات سے تسلی دیتے اور صبر و جبر کیطرف اشارہ کرتے مگر ہر شخص پر ایک دلگداز کیفیت
طاری تھی اور ہر ایک کی جان ناتوان جسم مین تنگ اور عاری تھی ۔ جب بادشاہ کو
ہوش آتا تھا تو وہ اپنے مصاحبون سے کہتے تھے کہ ایہاالناس تمکو وہ زمانہ یاد ہے
کہ ملکہ قمر چہرہ اس مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے غم مین آکر گوشہ نشین ہوئی تھی اور فقیرانہ
زندگی اختیار کر لی تھی پھر ایرج نوجوان کا حمید زنگی کے ہمراہ آنا اور ملکہ کے عاشق کو کوڑے
مارنا اور شہزادہ بدیع الزمان کا آنا اور طہماس بن عنقویل دیو پرور کا آنا اور حمزۂ
صاحبقران کی تشریف آوری اور اس قلعہ ہفت منظر پر چارون طرف سے کفار اور
سرداران اسلام کا نرغہ کرنا اور لاکھون آدمیون کا جمع ہونا اور شاہزادہ نورالدہر
کو آقا قلیاس کا دریا مین پھینکدینا اور آقا قلیاس کا ملکہ کو اوٹھا لیجانا
اور پھر شاہزادہ نور الدہر کی شادی ملکہ قمر چہر کے ساتھ ہونا اور عمرو کا ماہلبس بننا اور
وہ مجمع واراب کشور کشا اور خورشید ستارہ پرست اور تورج ماہ پرست
تم لوگون کو یاد ہے افسوس ہزار افسوس کہ جس کے لیئے یہان اس سرزمین پر ایسی ایسی
مجمع ہوئے تھے آج ہم اوسکو اوسی زمین مین دفن کیئے جاتے ہین یہ کہکر بادشاہ اسقدر
روئے کہ غش آگیا اور مصاحبین و اراکین نے سنبھالا مگر سب کے سب اسی حال مین
تھے بہزار خرابی بادشاہ معہ سرداران و مصاحبین داخل قلعہ ہوئے اور صف ماتم درست
کی گئی تمام اہل قلعہ رعایا و ملازمین شاہی سیاہ پوش ہوئے اور چہلم تک رسوم
ماتمداری کا ارادہ کر لیا مگر اسی غم سے ابھی جی نہ بھرا تھا اور آنسو بھی خشک نہو
تھے کہ یکایک جاسوسون نے خونخوار بن دجال کی خبر سنائی کہ وہ بدکردار
ہفت منظر پر حملہ کرنے کی غرض سے آرہا ہے اور قریب قلعہ پہونچ گیا ہے یہ خبر سنکر

بادشاہ نے آیہ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون پڑھی اور اوسی وقت سے یقین کامل ہوگیا کہ اب وقت پورا ہوگیا اسی بہانہ سے درجہ شہادت نصیب ہوگا خیر بعد شاہزادی کے جینے کا لطف بھی نہ رہا تھا بحمد للّٰہ کہ اوس نے اپنے پاس بلانیکا سامان کردیا ہے یہ کہکر بادشاہ نے نعمان ہفت منظری کیجانب دیکھا اوس نے دست بستہ عرض کی کہ جبتک یہ غلام حاضر ہے حضور کو کچھ فکر و اندیشہ نہ کرنا چاہیئے ہم بسر وچشم پہلے اپنی جانین نثار کرلینگے اوس کے بعد خدا کو اختیار ہے جو چاہے وہ کرے یہ کہہ کے نعمان ہفت منظری اپنی فوج مین آیا اور آراستگی کا حکم لشکر کو دیا تمام فوج لڑتے مرنے پر تیار اور بر سرپیکار ہوئی برجہائی قلعہ درست کیئے گئے فصیل اور خندق پھر سے درست ہوئے اور نعمان ہفت منظری نے قلعہ کو خوب اچھی طرح حتی الامکان مستحکم و مضبوط کرلیا اور منتظر موت ہوکر مستعد کارزار و مشتاق حرب وضرب ہوا خونخوار نابنجار نے قلعہ کے دو کوس کے فاصلہ پر ایک دامن کوہ مین لشکر کو روک لیا بادشاہ اور نعمان ہفت منظری نے برج قلعہ پر سے دیکھا کہ سات سَو علم کے پھریرے ہوا مین لہرا رہی ہین اور اونپر ابلیس کی تعریف لکھی ہوئی ہے نعمان ہفت منظری نے کہا کہ حضور سات لاکھ کا لشکر ہے مگر خدا کے ہاتھ مین فتح و ظفر ہے اگر اوس نے امانت کی تو آپ لاحظہ فرمائیگا کہ مین چند آدمیون سے کیونکر ان سات لاکھ ابلیس پرستون کا حملہ روکتا اور مقابلہ کرتا ہون اور اگر انھین کفار کے ہاتھ سے خدا یتعالی نے میری موت موقوف رکھی ہے تو بھی مین شکر ادا کرتا ہون کہ وہ مجھے درجۂ شہادت پر پہونچائیگا۔ نعمان ہفت منظری نے دیکھا کہ وہ سات لاکھ کا لشکر سایہ کوہ مین فروکش ہوا اور خونخوار نے وہین خیمہ اور بارگاہین نصب کرائین اور باطمینان تمام ایک نامہ لکھکر طوفان زور آزما کو دیا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت کے پاس لائے وہ بڑی شان وشوکت سے نامہ لیئے ہوئے درقلعہ پر آکر کاہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ خونخوار کا نامہ دار حاضر ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلا لو طوفان زور آزما حاضر دربار ہوا اور بقاعدہ ابلیس پرستان سلام کرکے باواز بلند مطلع کیا کہ منم طوفان زور آزما نامہ دار خونخوار بن دجال یہ کہکر اوسنے نامۂ خونخوار پیش کیا تعریف ابلیس علیہ اللعنت کے بعد لکھا تھا کہ اے بادشاہ قلعہ ہفت منظر آگاہ ہو کہ ہم ابلیس پرست ہین اور تم سب مسلمانون سے زبردست ہین تم بھی ہمارے مذہب مین داخل ہو جاؤ یہ مذہب سب سے زیادہ آسان ہے جا ہو شراب پیو چاہو سور کھاؤ جو عورتین تمہارے یہان حرام ہین اونکو ہمارے خداوند نے حلال کردیا ہے اور انھون نے ہمکو دنیا مین مالا مال اور خوشحال کردیا ہے بہتر ہے کہ ہمارا مذہب اختیار کرو ورنہ ہمارے مقابلہ پر تیار رہو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ ہمارا لشکر سات لاکھ جوانان پیلتن اور بہادران صف شکن سے آراستہ ہے یہ تمہارے قلعہ کو ایک دم مین تباہ و برباد کردینگے اور مسلمانون کو قتل کرکے ابلیس پرستون سے بھردینگے تم نے سُنا ہوگا کہ مین نے کیسے کیسے قلعون کو تسخیر کیا ہے اور

کس بہادری سے اپنے دین کو مشتہر کیا ہے ہر ایک بادشاہ میرے مقابلہ مین کچھ مال نہین اور کسی پہلوان مین میرے مقابلہ کی مجال نہین زرین حصار اور عنطلی آباد کے واقعات تمکو معلوم ہوتے ہونگے کہ میرے سامنے ساحر وغیر ساحر سب یکسان ہین اور میری تلوار سے جن اور دیو حیران و پریشان ہین لہذا میری اطاعت اور ابلیس کا دین قبول کرو ورنہ ملک الموت کے مقابلہ کے لیئے تیار ہو رہو - یہ خط جو کہ واہیات خرافات اور لاف وگزاف سے بھرا ہوا تھا دیکھکر بادشاہ کو غصہ آیا اور فوراً چاک کروا کے زمین پر پھنکوا دیا - طوفان کو یہ دیکھکر جوش آیا اور تلوار نیام سے کھینچکر بادشاہ کیجانب بڑھا نعمان ہفت منظری نے للکارا کہ او گستاخ کدھر جاتا ہے مردان عالم کو پیٹھ دکھاتا ہے طوفان غصہ مین آکر پلٹا اور تیغ خار اشگاف کا وار نعمان ہفت منظری کے سر پر کیا نعمان ہفت منظری نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار چھین کے پھینکدی طوفان زور آزما پہلوان زبردست تھا اپنے زور کے غرے پر لپٹ گیا نعمان ہفت منظری جوان شجاع نے کلائی چھوڑکر ایک طمانچہ ایسا مارا کہ منہ اوسکا پھر گیا طوفان زور آزما نے جھلا کے خنجر کھینچا اور چاہا کہ سینہ بے کینہ کے پار کردے نعمان ہفت منظری بکیت اور پھکیت تھا خالی دے کے ایک اوکھیڑ ایسی ماری کہ دو گز زمین سے بلند کر لیا آواز دی کہ او مسخرے دربار شاہی مین یہ بے ادبی اگر قاصد کو مارنا خلاف قاعدہ و اصول شہنشاہی نہ ہوتا تو اب تک کبکا جہنم واصل ہوچکا تھا یہ کہکر نعمان ہفت منظری نے ایک چرخ دیا اور گھماکے جو پھینکتا ہے تو دربار کے باہر زمین مین گرد برد ہوگیا ساری طوفانی خاک مین ملگئی شرم سے عرق عرق ہوگیا اسی چلو بھر پانی مین ڈوب مرا گرد جھاڑتا ہوا اوٹھا اور للکارکر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ یارو جلدی میری خبر لو مجھے ان خدا پرستون نے گھیر لیا ہے اوسکے ہمراہ دس ہزار جوان در قلعہ پر موجود تھے سب کے سب الدم سے گھس پڑے یہان بھی ساری فوج تلوارین گھسیٹ لین دست بدست تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی اوٹھ کھڑے ہوئے ولایتی کمر سے نکال کے صفایا کرنا شروع کیا وہ منجھے ہوئے اور تلے ہوے ہاتھ اس مشاقی سے نکلتے تھے کہ تلوار کا آنا جانا معلوم نہ ہوتا تھا اور صرف دشمن کی لاش پھڑکتی ہوئی نظر آتی تھی نعمان ہفت منظری کی جب تیغ بیدریغ بلند ہوتی ہے دس پانچ کو نیچا دکھاکے دم لیتی ہے صفین کی صفین کاٹ چھانٹ کے رکھدین اسی اثناء مین طوفان زور آزما کا مقابلہ ہوگیا نعمان ہفت منظری نے پھر للکارا اور چاہا کہ توک کے مارے طوفان زور آزما سنبھلا مگر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ قضا کا وار سر پر آپہونچا طوفان زور آزما نے سپر کو پناہ کے لیئے بلند کیا تلوار سپر پر پڑی اور اوسکو خیار ترکیطرح کاٹتی ہوئی سر مین در آئی طوفان زور آزما نے دا ستانہ مارا تلوار اوچٹ کر بیٹھ ہوئی نعمان ہفت منظری جھپٹ کر لپٹ گیا زنجیر کمر مین دست زبردست ڈالکر سر سے بلند کیا اور اوچھال کے جو زنگ ہوائی کمیا یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی

کہ طوفان زور آزما مع اپنے سات ہزار ہمراہیون کے گستاخی اور بے ادبی کی
باعث مارا گیا یہ سُنکر اوسکی آنکھون مین خون اوتر آیا سات لاکھ کا لشکر لیکر چڑھ دوڑا
آتے ہی قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ کے اندر گھس آیا خونخوار بن دجال کے
لشکر مین سب سے بڑا سردار تمہید زور آزما علمدار فوج تھا قلعہ کے اندر آتے
ہی بہادرون کو للکارنے اور نام لے لیکر پکارنے لگا نعمان ہفت منظری
نے فوج کفار مین غوطہ مارا جب اوبھرتا سو سو پچاس پچاس سپاہیون کو فی النار
کرتا اسیطرح دریائے خون مین شناوری کرتا ہوا تمہید زور آزما کے مقابل آیا
تمہید زور آزما تو اسی اشتیاق مین تھا کہ نعمان ہفت منظری ایسے جوان سے مقابلہ
ہونیتیرا بدل کے سامنے آیا اور آتے ہی خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا ہاتھ مارا النعمان ہفت
منظری نے تلوار کو تلوار پر کا نٹا او بھا وادیکر جو ایک ہاتھ جینو کا مارا دو اونگل تلوار
اوتار دی تمہید زور آزما اس پھرتی پر حیران ہوا حریف کو سست سمجھا تھا یہ چستی
وچالاکی دیکھکر سخت پریشان ہوا تیور پر بل ڈال کے دوسرا وار کیا اب کی مرتبہ نعمان نے
چاہا کہ سپر پر روکے اور پھر فوراً ہی اسکا جواب دے یہ خیال کرکے بائین ہاتھ سے
سر پر سپر کی آڑ کی اور سیدھے ہاتھ سے دوسرا ہاتھ طمانچہ کا مارا یہان تلوار سپر کو کاٹکے
صرف زخمی کر گئی وہان تیغ بیدریغ گردن مین اوتر گئی سر کٹ کے جھول گیا اور ساری
زور آزمائی دوسرے ہی وار مین بھول گیا گر کے فوراً تڑپا اور ایکدم مین تڑپ کے
ٹھنڈا ہو گیا خونخوار بن دجال کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اتنا بڑا سردار مارا
گیا جسکا مثل ونظیر اوسکے لشکر مین نہ تھا کلیجہ پکڑ کے رہگیا اس سوختی مین نعمان
ہفت منظری کیطرف راستہ کو صاف کرتا ہوا چلا کہ اسنے دو بڑے نامی وگرامی
سردارون کو مارا تھا اور سر میدان للکارا تھا نعمان ہفت منظری خود بھی جرأت
وہمت رکھتا تھا کہ خونخوار بن دجال کو مارے تو لڑائی کا مزا ہے ورنہ ہر کس وناکس
کا قتل کرنا کیا ہے اسی دُھن مین نشہ شجاعت سے جھومتا ہوا کفار کا ستھراؤ کرتا چلا
ہے کہ خونخوار نے آواز دی کہ او نعمان ان دو پہلوانون کو مار کر تو بہت شیر ہوا ہی
ایسے ایسے سپاہی میرے لشکر مین لاکھون ہین آ میرے سامنے دیکھون تو کیسا بہادر ہی
کیا ہنر رکھتا ہے نعمان نے جواب ترکی بہ ترکی دیا اور کہا کہ او شیطان ملعون اگر
خدا نے چاہا تو تجھے اوتھین دونون کے پاس جہنم مین بھیجتا ہون یہ کہتے ہی کہتے نعمان
ہفت منظری قریب آگیا خونخوار نے نیزہ مارا النعمان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا اور
خود بھی ایک انی کی چوٹ تاکی اوسنے خالی دی چند طعن رد و بدل ہوئے ایک مقام
پر خونخوار نے جو نیزہ مارا تو نعمان نے چوٹ بچا کر اوسے بغل مین لے لیا اور دبا کے
بتیرا جو بدلتا ہے تو نیزہ خونخوار کے ہاتھ سے نکل گیا خونخوار غصہ مین تلوار کھینچکر دوڑا
خبردار خبردار کہہ کے کمر کا ہاتھ مارا النعمان ان ضربون کو کب مانتا تھا تیغزنی مین اپنے
مثل ونظیر نہ رکھتا تھا کمر کا ہاتھ خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لے
خونخوار بن دجال نے خود تلوار چھوڑ دی اور لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی

خوب خوب زور آزمائیان ہوئین داؤ پیچ کی مشق دونون نے دکھائی خونخوار
بن دجال مین کس زیادہ تو نعمان مین دم بہت وہ پہلوان تھا تو یہ نوجوان تھا
اوسکی قوت بے پناہ اوسکی پھرتی بے انتہا ایک مقام پر جرأت کر کے کمر مین ہاتھ
ڈالدیا جھٹکے کے ایک ہکہ مارا تو پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین تا بکمر
تیسرے زور مین سر سے بلند کیا دونون لشکر مین ایک غلغلہ بلند ہو گیا نعمان کی
فوج کی صدائے واہ اور خونخوار کے لشکر مین صدائے آہ بلند ہوئی نعمان کی اس
جرأت و طاقت پر بادشاہ کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا اس قوت و ہمت کو تائید
غیبی سمجھا مگر امر شدنی ہو کے رہتا ہے آئی ہوئی کبھی ٹلتی نہین جنگ ایک حال پر
قائم نہین رہتی یہ تو سمندر کا مد و جزر ہے طوفانی ہوا کا کیا اعتبار کبھی ادھر کی کبھی
ادھر کی ہے کبھی مشرق مین جوش کبھی مغرب مین خروش مگر نعمان ہفت منظری
نے جو کہا تھا وہ کر کے دکھا دیا کہ جان نثار اور بہادر یون لڑتے ہین اور خدا نے
بھی خونخوار بدکردار کے غرور کا سر نیچا کر دیا پھر قسمت مین جو لکھا تھا وہ ہو کر
رہا ایک سردار خونخوار نے دھوکے مین آکر جبکہ نعمان ہفت منظری
اوسے سر سے بلند کر چکا تھا اوسکی کمر مین آکر خنجر بھونکدیا اس زخم کو نعمان
برداشت نہ کر سکا خونخوار ہاتھ سے چھوٹا اور اوسکے ساتھ ہی خود بھی زمین پر
گر کے واصل بحق ہوا اب خونخوار کی بن آئی تلوار پکڑ کے قتل عام کرنے لگا
کفار سات لاکھ اور اہل اسلام چند ہزار یہ نعمان ہی کا دم تھا کہ اوسنے تیور پر
بل نہ آنے دیا اور اوسیطرح لڑتا رہا اور ایسے ایسے نامی سردارون کو مارا اور زیر کیا
اب اوسکی جگہ پر کون تھا جو فوج کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑتا اور اونھین سنبھالتا
بادشاہ کا وقت قریب ہی اوسے معلوم تھا خونخوار بدکردار نے اس ضعیف و ناتوان
بزرگ کو بھی قتل کیا تمام فوج اسلام مین اس حادثہ سے قیامت برپا ہو گئی
مگر ہفت منظر کا ایک ایک سپاہی گویا ہزار ہزار جانین رکھتا تھا بادشاہ اور
سردار دونون قتل ہوئے مگر جو سپاہی یہان کھڑا تھا گویا پہاڑ تھا کہ نہ کاٹے کٹتا تھا
اور نہ مارے مرتا تھا پیچھے ہٹنے کی قسم جس کے جسم مین جبتک جان رہی ثابت قدم
رہا نہ کوئی اپنی جگہ سے ہٹا اور نہ اپنے مذہب سے منحرف ہوا خونخوار بد اطوار
چُن چُن کے مسلمانون کو مارا چوبیس گھنٹے موت کا بازار گرم رہا سب مسلمان
شہید ہوئے ہفت منظر مین اسلام کا نام نہ رہا کچھ رعایا اور چند دوکانداروں
نے ہجرت اختیار کی باقی وہ بھی جہاد مین شریک ہو کر راہی جنت ہوئے سارا
اسباب رعایا اور دوکاندارون کا اور کل مال و متاع بازارونکا فوج ابلیس نے
آپس مین تقسیم کر لیا اور شاہی خزانہ خونخوار بن دجال نے اپنے قبضہ مین
کیا جواہرات اور موتیون کا انبار اشرفیون اور سونے چاندی کا ڈھیر
لگ گیا ہفت منظر کا قلعہ مال و دولت مین تمام قرب و جوار کے قلعون سے
اور آبادی مین زیادہ تھا خونخوار بن دجال اس فتح پر جامہ مین پھولا نہ سماتا

تھا آپ ہی آپ قہقہے لگاتا تھا شراب پی کے کبھی ناچتا کبھی گاتا تھا کبھی غصہ مین آکر اپنے
ہی سپاہیون سے لڑتا تھا خود بخود رجز خوانی کرتا تھا بے موقع بے محل شجاعت کا
دم بھرتا تھا دن بھر مسجدون کو گروا کے ابلیس خانے بنواتا اور رات بھر ناچ
گانے اور شراب و کباب مین مصروف رہتا یہان تو یہ رات دن عیش و عشرت
کر رہا ہے اب ایک نیا جملہ سنیئے کہ کچھ روز سے قلعہ ہفت منظر کے چند سردار
نامی گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر سیر و شکار کو گئے ہوئے تھے منجملہ اونکے
کیوان انجم سپاہ اور دراج دردگوش زرباب خان و بیجن خان و
سہیل ستارہ پیشانی اور ایرج تاج بخش وغیرہ تھے اور انکے ہمراہ فتاح بن عمرو
بھی تھا جب یہ لوگ مع اپنی فوجون کے شکارگاہ سے واپس ہوئے تو انھون
نے اس حادثہ جانکاہ کو سُنا کہ اودھر تو ملکہ قمر چہر کا انتقال ہوا اور ادھر خونخوار
بن دجال نے قلعہ پر سات لاکھ جوانون سے ایسا حملہ کیا کہ ایک مسلمان بھی نہ بچا
یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے تمام سردارون نے اپنے گریبان چاک کر ڈالے ملکہ اور
بادشاہ اور نعمان ہفت منظری کے غم مین دیوانے ہو گئے لیکن سب کے سب سنبھلے اور
بہادر تھے یون کب اپنی جان دینے والے تھے سب نے یہی صلاح کی کہ ذرہ بھر جان
دیدینا چاہیئے جہان شاہ کیوان فلک رفعت گئے ہین ہم بھی اونھین کے عقب
مین چلے جائین دس ہزار سپاہیون سے یہ شکار کو روانہ ہوئے تھے انھین کو ہمراہ لیکر قلعہ
کے دروازے پر آ ڈٹے خونخوار نے اسد کے خوف سے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
اور فصیل قلعہ کے اوپر چڑھکر ایک لاکھ تیراندازون نے تیرباری شروع کی اب
لشکر اسلام زخمی ہونے لگا اودھر سے بھی تیراندازی کی جاتی تھی مگر اکثر تیر ہوائی ہو جاتے
تھے اور یا انہین زیادہ توڑ نہ رہتا تھا ایرج تاج بخش نے دروازہ قلعہ پر دہلیز کے
نیچے ہاتھ ڈالا اور یا شاہ خیبر کہہ کے جو کہ مارا تو پہلے ہی زور مین دروازہ کے بازو
بازون سے الگ ہو گئے اب جو پیچھے ہٹ کے ایک لات مارتے ہین تو دونون پٹ
اڑا اڑا کر دھم دھم کرکے جا رہے سیکڑون ابلیس پرست جو اوسطرف پھاٹک کے کھڑے
تھے کچل کر مر گئے اور دیوار کا بھی کچھ حصہ گر پڑا بہت سے زخمی ہو کر بھاگے اب کیا
تھا بیجن خان زرباب خان اور کیوان انجم سپاہ اور دراج سہیل ستارہ پیشانی
بھی گھسے دسون ہزار جوان تلوارین گھسیٹ گھسیٹ کے دوڑے پھر تو برن اور بکش
کے ٹھہر گئی ہر طرف سے دار و گیر کی آوازین آنے لگین قلعہ مین قیامت کبریٰ برپا ہو گئی خونخوار
بن دجال برج قلعہ پر جا کر چھپ رہا ان شیرون کے نعرون اور تیغ زنی کو دیکھکر آنکھین بند کر لیتا
تھا مگر اوس ملعون نے زہر مین بجھے ہوئے تیر لیکر جھروکے سے ان نامی سردارون کو
مارنا شروع کئے پہلا تیر اوسنے ایرج تاج بخش کے سینہ پر مارا تیر آ کے سینہ مین گڑ گیا مگر
ایرج وہ دلاور تھا کہ اوسنے اسطرح تیر نکال کے پھینکدیا کہ جیسے ایک پھانس چبھ گئی تھی وہ
نکال ڈالی سینہ سے خون کا فوارہ جاری ہوا ایرج کو غش آنے لگا مگر وہ غش کو روکتا تھا
اور سنبھل سنبھل کر کافرون کی صفون پر آ پڑتا تھا جب اوسکی تلوار بلند ہو کر جھکتی تھی تو سو سو

پچاس پچاس کے خون مین ڈوبکر نکلتی تھی اب خونخوار اسی تاک مین وہان بیٹھا ہوا ہے کہ جو سردار کفار کے نرغے مین سے اونکو قتل کرکے اوبھرتا ہے اوسکو یہ تیر مار دیتا ہے اودھر دس ہزار سات لاکھ سے مقابلہ کر رہے ہین اودھر تمام زخمی ہوہوکر بیہوش ہونے لگے ستارہ سہیل پیشانی کے حلق مین ایک تیر ایسا لگا کہ وہ پہلوان کھڑا نہ رہسکا اور فرش زمین پر آیا در اج دُر درگوش ایک وارمین صفین اولٹتا تھا مگر جب اوسکے بھی تیر لگا وہ بھی جانبر نہوسکا یہی حال زرہاب خان اور یحییٰ خان کا بھی ہوا انمین سے ہرایک سردار نے کئی کئی ہزار ابلیس پرست مارے انکی تلوارین بجلی کیطرح گرکے ایک ایک حملہ مین سوسو دودوسو کو جہنم واصل کرتی تھی آخرکار دسون ہزار جوان کام آئے اور ڈھائی لاکھ ابلیس پرست مارے اور کل سردار جان بحق تسلیم کر گئے قریب ایک لاکھ کافرون کے قلعہ سے بھاگ گئے تھے فتاح بن عمرو نے یہ کیفیت جو دیکھی کہ ہرایک سردار تیر کھا کے گرا ہے تو اوسنے خیال کیا کہ کدہر سے تیر آئے ہین معلوم ہوا کہ برج قلعہ پر سے کبھی کبھی کوئی تیر آجاتا ہے یہ فوراً برج قلعہ پر پہونچا اوسکا دروازہ خونخوار بند کرکے بیٹھا تھا مگر فتاح بن عمرو نے ایک دوسرا راستہ پیدا کیا اور لوٹی ہوئی فصیل کیطرف سے چڑھ گیا دیکھا تو خونخوار بد اطوار تیرون کا نشانہ تاک رہا ہی اور جھروکے مین سے جھانک رہا ہی فتاح نے للکار اکر اونا مردا زلی یہ کیا مردانگی نہ دکھا ہی کہ عورتون کیطرح چھپا ہوا تیر لگا رہا ہے لے تیری قضا سرپر آپہونچی خونخوار نے وہین سے ایک تیر مارا فتاح نے تیر کو تلوار سے کاٹ دیا اور جھپٹ کے سرپر پہونچا خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا ہاتھ مارا خونخوار جبتک اپنی جگہ سے پیترا بدل کے ہٹے تب تک تلوار سر تک پہونچگئی اور دو دو انگل اوتر گئی خونخوار نے اب دا استانہ مارا فتاح کی تلوار اوچٹ کے اوچھی ہوگئی اوسنے چاہا کہ اب سنبھلنے نہ دے دوسرا وار پھر کرے کہ عقب سے خونخوار کا ایک سردار آپہونچا اور اوسنے آتے ہی فتاح کے کمر مین خنجر بھونکدیا فتاح جگر کھا کے گرا اور وہ بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ ملک عدم کو چلا گیا خونخوار کو پھر فتح حاصل ہوئی اور برج سے نیچے اوترا تو دیکھا کہ قلعہ کے اندر خون کا تالاب بنگیا ہے اور نہ مردان اور لاشون کا اسقدر انبار ہی کہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لاشون پر لاشین دکھائی دیتی ہین کہین پاؤن دھرنے کی جگہ نہین ہے اب خونخوار نے جو حساب لگایا تو سات لاکھ مین صرف تین لاکھ آدمی رہگئے تھے تھوڑے سے بھاگ گئے تھے اور باقی سب کے سب قتل ہوگئے تھے ان باقیماندہ سپاہیون کے بھی حواس درست نہ تھے اور اسقدر گھبرائے ہوئے تھے کہ آپس ہی مین لڑ رہے تھے اور آنکھین بند کیئے ہوئے تلوارین چلا رہے تھے خونخوار نے علم بلند کیا اور نقارہ بازگشت بجوایا اب سب کے ہاتھ رک گئے اور کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکر گر گئے لاکھون آدمی انمین زخمی بھی تھے خونخوار بن دجال کی اس لڑائی مین دانت کھٹے ہوگئے تھے اوسنے دروازہ قلعہ کا پھر سے بنوایا اور اب کی مرتبہ بہت مضبوط و مستحکم تعمیر ہوا کیونکہ ابر برج تاج بخش نے اوسے اوکھاڑ کے پھینکدیا تھا اور برجون اور کنگرون کی بھی از سرنو مرمت کرائی اور اونپر جھنڈے گاڑ دیئے اور پھر یرون پر ابلیس علیہ اللعنت کا نام

اور اوسکی تعریف لکھی فصیل کو پھر سے درست کیا خندق زیادہ گہری کھدوادی اور اوسکا راستہ سرنگ لگا کے بنوایا غرضکہ از سر نو تمام قلعہ کی درستی ہوئی تجیل زور آزما بر اور تمہید زور آزما کو وہان کی حکومت دی اور پچاس ہزار جوانون کو اوسکی حفاظت کے لئیے مقرر کیا جب ان تمام کامون سے فراغت ہو گئی تو اب اپنے اپنے مصاحبین سے مشورہ کرنا شروع کیا کہ اب کسطرف کا رخ کرنا چاہیئے کون کون سے ممالک مسلمانون کے یہان سے قریب ہین ہر ایکنے اپنی اپنی واقفیت اور معلومات کے موافق رائین دین کسی نے قلعہ ذو الامان کیطرف توجہ دلائی کہ وہان مال و اسباب بہت ہے اور وہین ناموس صاحبقران بھی قیام پذیر ہین کسی نے ملک اندلس کا حال بیان کیا اور اوسکی رونق و عظمت مٹوانے کی درخواست کی مگر خونخوار بن دجال کی یہ رائے ہوئی کہ قلعہ اندلس کو پہلے فتح کرنا چاہیئے اوسکے بعد قلعہ ذو الامان کی جانب روانہ ہونا مناسب ہوگا اس مشورہ کے بعد اوسنے حکم دیدیا کہ ہماری فوج کل کی روانگی کیلئیے تیار ہو جائے۔ تمام رات آلات حرب و ضرب اور ساز و یراق کی درستی کے لئیے تمام فوج مین انتظام و اہتمام ہوتا رہا علی الصباح خونخوار بن دجال معہ اپنے سرداران نامی و گرامی کے پہلے اپنے بت زرین سخنگو کے پاس آیا اسنے اوس بت کے آگے دست بستہ مؤدب ہو کر عرض کی کہ اے نائب خداوند مین نے جو کچھ کارہائے نمایان کئے ہین اور مسلمانون کے تمام قلعون کو تاخت و تاراج کر کے اپنا سکہ بٹھایا اور بجائے دین اسلام کے ابلیس کا نام چلایا ہے اور تمام اہل اسلام کو قتل و غارت کیا ہے تو آیا مجھ خوشنودی آپکی ہوئی یا نہین بت زرین سخنگو نے جواب دیا کہ ہان اے بندۂ نیک تو نے بہت بڑا کام کیا اور ما بدولت اور خود خداوند ابلیس تجھ سے بہت خوش ہوئے بہشت مین تیرے لیئے جگہ تجویز ہو چکی ہے خونخوار نے گھبرا کے کہا کہ کیا اے نائب خداوند مین اب بہت جلد ابلیس کی خدمت مین بھیجدیا جاؤنگا ابھی تو مجھے بہت سے مہمون پر جانا ہے اور کئی قلعے فتح کرنا ہے یہ کہہ کے وہ گڑگڑانے لگا بت نے آواز دی کہ نہین ابھی تو نہین بلایا جائے گا ابھی بہت دیر ہے خداوند ابلیس یہ کہہ کے ہم تیری عمر بڑھوا دینگے اب ہمارے واسطے حلوا اور شراب و کباب جلد لا خونخوار نے فوراً اپنے آدمیون کو حکم دیا وہ کئی من حلوا اور کباب اور دو سو پیپے شراب کے مہیا کر کے لائے وہ سارا سامان اس بت کے جہنمی پیٹ مین جھونکا گیا وہ سب کھا پی گیا اور ڈکار کی آواز تک نہ آئی تمام شیاطین جو انسانون کے قالب مین وہان بیٹھے تھے کہنے لگے کہ یہ نائب خداوند کی کرامت ہے کہ اسقدر حلوا اور اتنے پیپے شراب کے چڑھا گئے اور معلوم بھی نہوا کہ کیا ہوئی کہان گئی کسی اور بت مین یہ طاقت نہین کہ ایسا معجزہ دکھا سکے خونخوار بھی بہت خوش تھا کہ اوسکا تحفہ قبول ہوا اور نائب صاحب سبکا سب ہضم کر گئے غرضکہ خونخوار بن دجال نے اس خوشنودی اور قبولیت کے شکریہ مین بہت کچھ زیورات طلائی و نقرئی اور جواہر بیش بہا جو قلعون مین لوٹ مار کے خصوصاً قلعہ ہفت منظر سے پائے تھے نائب خداوند کے نذر کیئے اسنے ایکبار زیادہ خوشنودی ظاہر کی اور مصاحبین اوسکے خونخوار کی تعریف کرنے لگے کوئی شیطان تو کہتا تھا کہ اے نائب خداوند اوسکو

کوئی عہدہ پیغمبری شیطانی کا دلا دیجئے کوئی کہتا تھا کہ نہین آپ خود اسکو متبنی کر لیجئے غرضکہ خوب آو بھگت ہوئی۔ پھر یہان سے رخصت ہوکر اپنے قیامگاہ پر آیا اور لشکر کو حکم دیا کہ کل ہم قلعہ اندلس کیطرف کوچ کرینگے تمام لشکر مین تیاریان ہونے لگین زنگ آلود اسلحہ صاف اور مصیقل ہونے لگے نیزون کی درستی اور نیامون کی چستی گھوڑون کے ساز و یراق درست کیئے گئے تیر زہر مین بجھائے گئے کمانون مین لوچ دیا گیا اور چھرون پر باڑھ دھر رکھی گئی تمام شب سارا لشکر تیاری مین مصروف رہا جب شاہ خاور میدان مشرقی مین بر آمد ہوا اور سیاہ انجم نے روشنی کا گھونگھٹ منھ پر لیا تو خونخوار بن دجال کی فوج تہار نے جانب ملک اندلس قدم اوٹھا دیتے اور تیغ و لوہے ذرہائے گرد فلک تک پہونچا دیتے دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا اچلا جا رہا ہے اور دماغ مین خیال تباہی اندلس پکار رہا ہے اوسکے سر مین جنگ و جدال کا ایک سودا ہے کہ سما گیا ہے اور بار بار اپنے سردارون سے کہتا ہے کہ دیکھو اب ملک اندلس قریب آگیا ہے جاتے ہی قلعہ پر چڑھ دوڑونگا اور ذرا بھی توقف نہ کرونگا اگر دم مین تو قلعہ فتح ہوجائیگا کونسا ایسا بہادر وہان ہے جو میرا مقابلہ کریگا کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھے روک لے اور سر میدان ٹوک لے یعقوب شاہ بادشاہ اندلس مجھسے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے وہ میرے نام سے لرزتا ہے اور اوسپر کیا موقوف ہے ہر ایک پہلوان اور بہادر مجھسے اسیطرح ڈرتا ہے غرضکہ یہ لاف و گزاف کرتا ہوا اچلا جا رہا ہے وہان اندلس مین یعقوب شاہ کو خبر پہونچی کہ خونخوار بن دجال نے قلعہ پر حملہ کرنیکا عزم کیا ہے اور بہت قریب پہونچ گیا ہے یعقوب شاہ نے وزیرنیکو کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اس موقع پر کیا انتظام کرنا چاہیئے وزیر خوش تدبیر نے مہتر ادریس بن اندلس کو بھی اس مشورہ مین شریک کیا کیونکہ وہ بڑا ہی عاقل و فرزانہ تھا اور اوسکی ہوشیاری و عیاری کے آگے بھی ہر ایک اہم سے اہم معاملہ اور مشکل سے مشکل کام ہیچ تھا اوسنے عرض کی کہ حضور پر نور سپاہی کے چھتیس فن ہین اور بقول الحرب خدعۃ ہمکو اسوقت تھور اور زیادہ دلیری سے کام نہ لینا چاہیئے کیونکہ فوج خونخوار سات لاکھ کے قریب ہے اور ہماری فوج چند ہزار گویا اوسکے لشکر کے مقابلہ مین کچھ نہین لہذا میدان جنگ مین مقابلہ کرنا بہتر نہین ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن		زجاہا سپر باید انداختن

بہتر یہ ہے کہ قلعہ کو خالی کر دینا چاہیئے اور بیس ہزار فوج ہمراہ لیکر اوس وادی کوہ مین جا کر چھپ رہنا چاہیئے جدہر سے اوسکا راستہ ہے اگر موقع ملے تو ایک لڑائی وہان لڑنا چاہیئے اور ضرور موقع ملیگا کیونکہ وہ راستہ ایسا تنگ ہے کہ دو سوارون سے زیادہ اوسطرف گزر نہین سکتے بس دو دو سوارون کو دو دو تیر کافی ہونگے درہ کوہ مین وہ اکدم سے کسیطرح نہین آسکتے ہمپر غالب آئین اسکے بعد اگر ہم دیکھین گے کہ اب یہان موقع ٹھہرنیکا نہین ہے تو وہان سے دوسرے کوہ پر شکوہ کے درے مین چلے آئین گے وہ سر ٹیک کے مر جائیگا اور کبھی ہمارا پتہ نہ پائیگا پھر جب وہ قلعہ مین آئیگا تو اوسے یہ خیال ہوگا کہ اہل قلعہ بھاگ گئے اور پھر وہ اطمینان سے آرام کریگا جسوقت ہم دیکھین گے کہ اب وہ غافل ہے تو پھر شبخون مارین گے

اس حکمت سے امید ہے کہ اوسپر غالب آسکین گے ورنہ بربر میدان مقابلہ کرنا مضر ہوگا یعقوب
شاہ مرد شجاع تھا اوسنے کہا کہ شبخون مارنا تو ہماری مردانگی سے بعید ہے ادریس نے
گذارش کی کہ سرکار بڑے بڑے بہادرون نے شبخون مارے ہین کرب غازی ایسے
بہادر و جری نامور نے میرے باپ اندلس کو ہمراہ لیکر حاکم سومنات مغرب سکندر بن
ہیکلان کی فوج ظفر موج پر صدہا شبخون مارے ہین غرضکہ سپاہیون کا یہ کام ہے کہ جیسا موقع
ہو ویسا کرین کچھ ضرور نہین ہر لمحہ مقابلہ کرکے اپنی فوج کو کٹوادین اسمین بدنامی اور ذلت
کی بات نہین ان کفار کے مقابلہ مین جسطرح ہوسکے غلبہ حاصل کرنا چاہیئے اگر دوچار شبخون
ہمنے مار لیئے تو بس پھر کیا ہے خونخوار کی ساری خونخواری کرکری ہوجایگی شاہ و وزیر
نے آخر کار بصد رد و قدح کے اس مشورہ کو منظور کیا اور بیس ہزار فوج کو فوراً ہمراہ
لے کر ایک وادی کوہ مین آکر جاگزین ہوئے وہان تک ابھی خونخوار بن دجال
نہ پہونچا تھا لیکن جب اوس مقام پر آیا تو دیکھا کہ کوہ کے اندر بالکل تاریکی ہے اور راستہ
اسقدر تنگ ہے کہ زیادہ آدمی ایک ساتھ نہین چل سکتے دو سوارون اور تین پیدلون سے
زائد ایک ساتھ نہین چل سکتے بمجبوری دو دو سوار آگے بڑھنے لگے تیر اندازون نے
تیر کمان سے درست ہو کر یہ قصد کر لیا کہ جو دہانہ کوہ پر آئے فوراً اوسکے سینہ پر نشانہ پڑے
چنانچہ ایسا ہی ہوا سب سے پہلے جو مقدمۃ الجیش کے دو سوار آگے بڑھے دونون سینون
سے دو تیر زہر مین بجھے ہوئے پار ہوگئے گھوڑے تو آگے بڑھ آئے اور اونکی
جگہ پر دو سوار اور آگے آگئے وہ بھی نشانہ تیر قضا نے اور آگے بڑھکے گر پڑے
اب تو جو سامنے آیا اوسنے فوراً تیر کھایا یہانتک کہ وادی تنگ تھی آگے بڑھنے کی جگہ نہ رہی
پس ماندہ فوج مین تشویش پیدا ہوئی کہ یہ کیا بات لاشون سے وادی کوہ پٹ گئی ساری
فوج وہین آکر ڈٹ گئی خونخوار کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ دہانہ کے قریب آیا مگر خود تو خوف
جان سے اندر نہ گھسا ایک عیار جاروس کو حکم دیا کہ اس حادثہ کی تحقیقات کرے وہ
لیٹے لیٹے پیٹ کے بل چلتا ہوا اندر گھسا اور لاشون کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تیر خوردہ
ہین اوسیطرح واپس آیا اور خونخوار سے بیان کیا کہ جو سوار یا پیدل اندر جائیگا وہ ضرور
تیر کھائیگا کیونکہ وادی کے اندر قزاق معلوم ہوتے ہین۔ خونخوار کو بہت ہی غصہ آیا کہ
قزاقون کے چند نفر اتنی بڑی فوج کو روک لین یہ خیال کرکے اوسکا قہر و غضب اور بھی بڑھگیا
اوسنے جاروس سے کہا کہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایسی فوج کے سد راہ چند
اشخاص قزاق ہوجائین ضرور تمکو اسوقت کوئی تدبیر کرنا چاہیئے جاروس حکم خونخوار سے
مجبور ونا چار ہوا مگر سوچتا تھا کہ اس اندھیری کوٹھری مین کیونکر گھسون اور کدھر جاؤن
جس قزاق کے سامنے جاؤنگا وہ میری گردن توڑ ڈالیگا تاہم حکم حاکم مرگ مفاجات یہ خیال
کرکے وہ فوراً اوندھا ہو کے پیٹ کے بل غار مین گھسا اور بہت سارا راستہ
اسیطرح طے کرتا ہوا چلا گیا یہانتک کہ وادی کے اوس پار ہوگیا تو دیکھا کہ سامنے
قلعہ کوہ یعنی قلعہ اندلس نظر آرہا ہے چارون طرف نظر دوڑائی تو کسی کا نام و نشان
نہین قلعہ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ بالکل پاٹ کھلا ہے اب بے خوف و خطر

اندر واخل ہوا رعایائے اندلس سے صاحب سلامت بھی بقاعدہ اسلام کیا اور کچھ حالات
دریافت کیے معلوم ہوا کہ یعقوب شاہ حاکم قلعہ اور اوسکی فوج قلعہ کو خالی کر گئی ہے
اس نے چند واقفکار مزدوروں کو بلایا اور اونسے کہا کہ ہم سوداگر ہیں ہمارا کچھ اسباب
دہانہ کوہ کے باہر رکھا ہوا ہے مگر وہ اسباب گھاٹی کے اندر آ نہیں سکتا اگر کوئی اور
راستہ ہو تو ادھر سے ہمارے ساتھ چلکر لے آؤ ہم تمہیں بہت خوش کر دینگے مزدوروں
نے کہا کہ سب راستہ تو ہے مگر کئی کوس کا پھیر پڑیگا سارے پہاڑ کا چکر کاٹنا پڑیگا
جاروس نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہم تمکو اجرت پوری جو کہو گے وہ دیدینگے مزدور
راضی ہوئے اور جاروس کو ہمراہ لیکر چلے درحقیقت دو تین کوس کا چکر پڑ گیا
جاروس کو راستہ معلوم ہو گیا جب اوسنے دیکھا کہ اب لشکر قریب ہے تو اوس نے
مزدوروں سے کہا کہ اب یہ بتاؤ تمہاری اجرت کیا ہوئی اونھوں نے کچھ رقم مانگی
جاروس نے فوراً حوالے کر کے رخصت کیا اور اپنے لشکر میں آ کر خونخوار سے ملا خونخوار کو
یقین ہو گیا تھا کہ جاروس کام آیا اسلیئے وہ برابر گھاٹی کے اندر آدمیوں کو بھیج بھیج کے
نشانہ تیر اجل بنوا رہا تھا صدہا بیگناہ مارے گئے یہانتک کہ اب گھاٹی کے اندر گنجایش
نہ رہی تھی کہ کوئی قدم رکھے جاروس نے جاتے ہی خونخوار بن دجال کو دوسرا
راستہ بتایا اور قلعہ کا سب حال سنایا کہ یعقوب شاہ آپکے خوف سے قلعہ کو
چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اوسکی فوج بھی تتر بتر ہو گئی ہے دوسرے راستے سے
چلکر فوراً قلعہ پر قبضہ کر لیجیے خونخوار جاروس کے اس کارگزاری سے بہت خوش
ہوا اور فوج کو واپسی کا حکم دیا ایک میل پیچھے ہٹ کر پہاڑ کی پشت کیجانب جو
راستہ مڑا تھا اودھر روانہ ہوئے اور بہت ہی سرعت کے ساتھ چلکر قلعہ میں
پہونچ گئے کسی نے مقابلہ نہ کیا اور نہ کوئی مقابلہ کرنے والا وہاں تھا قلعہ کا تمام
انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا اور سرگروہوں کو بلوا کر اپنی اطاعت کا عہد لیا
رعایا اور بقیہ فوج کو احکام حکومت جدید سنائے سبنے طوعاً و کرہاً موقع و مصلحت
سے اقرار و عید کیا گویا خونخوار نے قلعہ کو تسخیر کر لیا خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر طرف
سے مبارکباد کی آوازیں آنے لگیں ناچ رنگ شروع ہو شراب کباب کا دور چلنے
لگا نصف رات تک یہی شور و شغل برپا رہا اوسکے بعد تھکے ماندے منزلیں طے کیے
ہوئے چلے آ رہے تھے سب کے سب اپنے بستروں پر آ کے سو رہے خونخوار بھی
شراب پی کے بدمست ہوا اور بالکل بیہوش ہو گیا یہاں کا حال سنیئے کہ جب
مہتر اذرنیس نے دیکھا کہ شام قریب آئی اور اب وادی میں کوئی قدم بھی
نہیں رکھتا تو وہ قلعہ کیطرف تبدیل ہیئت کر کے روانہ ہوا یہاں قلعہ میں خونخوار
کی گرما گرمی دیکھی نصف شب تک شریک جلسہ رہا جب دیکھا کہ اب سب کے سب
خود فراموش اور مست و مدہوش ہو گئے ہیں تو واپس آیا اور یعقوب شاہ
سے عرض کی کہ حضور اب یہی موقع ہے فوراً لشکر کو ہمراہ لیکر قلعہ میں گھس چلیئے اور
قتل عام ایکسر سے شروع کر دیجیئے پھر جب موقع دیکھیگا کہ اب یہاں ٹھہرنا ٹھیک

ضرور ہے نہین اور دست بدست مقابلہ ہونے لگا تو فوراً واپس آیئے دوسرے دن اسکی کسر نکلوائیگا یہ سوچکر یعقوب شاہ نے بیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیئے اور بہت ہی خاموشی سے قلعہ مین داخل ہوئے جس مقام پر لشکر خونخوار اوترا ہوا تھا اوسکے کنارہ آکر بیس ہزار سوار صف باندھ کے نیزے ہاتھون مین لیئے ہوئے اور تلوارین میان سے نکالے ہوئے کھڑے ہوگئے یعقوب شاہ کا اشارہ پاتے ہی پہلے ہی ہاتھ مین بیس ہزار کفار جہنم واصل ہوئے پھر دوسرا اور تیسرا اسیطرح پے در پے چند حملے ایسے ہوئے کہ پچاس ساٹھ ہزار سونے والون کو خواب عدم مین پہونچا دیا اب تو سارا لشکر چلا اوٹھا یک بیک سوتے سوتے جو آنکھ کھول کے اجل کو سر پر سوار دیکھا تو مخبوط الحواس ہوگئے کوئی کسی کی ٹانگ لاٹھی سمجھ کر عیڑ کر کھسیٹنے لگا کسی نے اپنے دشمن کو پتھر کھینچ مارنے کے لیئے اپنے ہمراہی کی کھوپڑی دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑلی کوئی اپنے دوستون سے دشمن سمجھ کے لپٹ گیا بعضے غافل بدمست اس غل غپاڑے اور مار دھاڑ کو خواب سمجھ کے پھر آنکھین بند کرکے لیٹ رہے غرضکہ سارے لشکر مین قیامت برپا ہوگئی ہر شخص کا حال دگرگون تھا خونخوار بمقدار جو ہوش مین آیا تو اور بھی بدحواس ہوا چلا چلا کے لوگون کو پکارنے لگا اور اپنے بستر ہی پر سے پکار کے للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے نہ پائین یہ قزاق ہین بدمعاشی مین شہرۂ آفاق ہین انکو فوراً گرفتار کرلینا رفتہ رفتہ قتل ہوتے ہوتے لوگ ہوشیار ہوکر جنگ وجدال کے لیئے خوب تیار ہوئے سوار گھوڑون پر سوار ہوئے پیدلون نے تیر وخنجر سنبھالے سوارون نے نیزے نکالے مہتر ادریس موجود تھا اوسنے یعقوب شاہ سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنیکا موقع نہین ہے نکل چلیئے جنگ دو بدو مین ممکن ہے کہ گرفتار ہوجائین یا کوئی پہچان لے پھر موقع غفلت کا نہ ملیگا یعقوب شاہ نے اپنے سوارون کو روکا اور مہتر نے جو علامت واپسی مقرر کی تھی اوسکے ذریعہ سے سب کو اطلاع دی اور خود قلعہ سے باہر نکل آئے جسکو جسوقت موقع ملا فوراً نکل بھاگا تھوڑی دیر مین بیسون ہزار سوار وادی کوہ مین آکے جمع ہوگئے مہتر ادریس نے انکی کارگذاری کا اندازہ کیا تو قریب ایک لاکھ آدمی کے انکے ہاتھ سے مارے گئے تھے مگر یہ لوگ یہان چلے آئے وہان آنکھین بند کیئے ہوئے وار پر وار کیئے جارہے ہین خوب گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو مار رہا تھا بلکہ جو جہان کھڑا تھا وہ اپنے آس پاس والون کو اپنا دشمن سمجھ کے قتل کرنے کے لیئے برچھیون اور تلوارون کو جنبش دے رہا تھا صبح تک خوب مزے کی لڑائی رہی خونخوار بھی دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ کررہا تھا اور بہت اچھی طرح اپنی فوج کو لڑوا رہا تھا جب سپہر آفتاب سے سپاہ انجم نے اپنے چہرے کی پناہ کی اور نور صبح نے سیاہ رویون کو آئینہ دکھایا تو کیا دیکھتے ہین کہ ہر ایک اپنے ساتھی پر حملہ آور ہے کوئی غیر سارے میدان مین نظر نہین آتا اسوقت ہر ایک سے نادم وخجل ہوکر سر جھکا لیا تلوارین شرم کے مارے ہاتھون سے گر گئین ڈھالون مین منھ چھپایا خونخوار بہت جھنجھلایا ایک ایک سے کہتا تھا کہ یارو یہ کیا ماجرا ہے آپس مین ساری رات لڑتے رہے مفت مین اپنی

ہی فوج کو پکڑتے رہے کوئی دشمن نہ تھا عجیب معاملہ ہے غرضکہ لاشین اٹھوائی گئین۔ زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی قیدی چھوڑے گئے خونخوار کو بہت قلق تھا جاروس عیار کو بلوایا اوس سے کہا کہ تو بڑا غافل رہتا ہے تجھے خبر رکھنا تھی یہ تیرا منصب تھا کہ تو ہوشیاری رکھے اور فوج کو مغالطہ ہونے دے اب تحقیقات کر کہ یہ کیا معاملہ تھا آیا قزاق تھے یا اس قلعہ کی فوج نے شبخون مارا تھا۔ جاروس یہ سنکر بہت محجوب ہوا مگر بہت خوب کہکر وہان سے روانہ ہوا یہان مہتر ادریس اسوقت یہ تبدیل ہیئت ولباس موجود تھا خونخوار بن دجال اور جاروس کی گفتگو سنکے اوسکے پیچھے ہو لیا جاروس در قلعہ سے نکلکر نشانہائے سم اسپ دیکھتا ہوا قریب کوہ پرشکوہ پہنچ ایک فقیر کی شکل بنکر اندر داخل ہوا تمام فوج کو وادی مین پوشیدہ دیکھکر واپس ہو لیکن مہتر ادریس نے جب یہ معلوم کر لیا کہ جاروس تمام حالات سے واقف ہوکر کامیاب جائیگا اور ہمارا اسب کام خراب جائیگا تو اوس نے ایک عورت کا بھیس بدلا اور بہت خوبصورت اور خوش وضع بنکر اپنی جسم پر مصنوعی زخم لگا اور کپڑون کو خون سے رنگا یہ تمام ہیئت اختیار کرکے جاروس کے راستہ مین ایک کوہ کے غار مین لیٹ رہے اور آہ و فریاد کرنا شروع کی جاروس جب ادھر سے واپس ہوا تو رونے پیٹنے کی آواز سنکر متوحش ہوا ادھر اودھر دیکھنے لگا کہ کدھر سے یہ دردناک آواز آرہی ہے معلوم کیا کہ غار مین سے یہ صدائے فریاد و فغان آرہی ہے فوراً اوسطرف دوڑا تو دیکھا کہ ایک حسین نوجوان عورت زخم خوردہ پڑی ہوئی چلا رہی ہے کہ اوسکی افسوسناک آواز سے کلیجہ شق ہوتا ہے اوس کیطرف متوجہ ہوکے پوچھنے لگا کہ اے نیکبخت یہ تیرا کیا حال ہے کیون زخمی ہوئی ہے کس نے تجھپر یہ ظلم کیا ہے اوسنے روکر کہا کہ ہائے مین کیا کہون مجھپر ادریس عیار نے یہ ظلم کیا کہ مجھے دھوکہ دیکر اپنے ساتھ لگا لایا اور ہم صحبت ہوکر مجھے تلوارون سے بلاوجہ کر گیا نے بھلا مین نے اوسکا کیا قصور کیا تھا ہان یہ خطا البتہ کی تھی کہ اوسکے ہمراہ یہانتک چلی آئی اور جو اوسنے کہا وہ کیا جاروس بہت رنجیدہ ہوا اور ادریس پر کمال غصہ آیا کہنے لگا کہ اچھا تو اوس عیار مکار پر لعنت بھیج اور میرے ساتھ چل اوسنے کہا کہ کہین تم بھی میرے ساتھ وہی کام نہ کرنا جو اوس موئے نے کیا اور پھر زخمی بھی کر گیا مین تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی مجھے تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے جاروس نے کہا کہ نہین ہم تیر ظلم نہ کرینگے تیرا علاج کر کے تجھے بہت آرام سے رکھین گے چل جلدی اوٹھ مجھے اور بہت سے ضروری کام ہین اسنے جواب دیا کہ کچھ خیر ہے مین اگر چلنے کے قابل ہوتی تو یہان کیون پڑی رہتی مجھ سے اوٹھا نہین جاتا اسقدر پاس موذی نے مارا ہے جاروس نے کہا کہ اچھا میری پشت پر سوار ہو جا مین تجھے لیچلونگا غرضکہ بہزار خرابی و دقت مہتر ادریس نے اوسپر سواری گانٹھی اور وہ لے چلا جیون ہی کہ وہ کھلے میدان مین آیا ادریس نے پیرون سے تو تسمہ پاکیطرح اوسکی پسلیون کی بڑی زبردست گرفت کر لی اور ہاتھون سے حلقہائے کمند اوسکے گلے مین لٹکا دیئے اب جاروس نے یہ چاہا کہ تڑپ کے نکل جاتے مگر قفس

سر پر سوار ہو چکی تھی نکل کے کہان جا سکتا تھا فوراً حلقہاے کمند کھچی ہو گئے اور سواری مضبوط
گٹھہ گئی جاروس نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے لیکن اوس نے جنبش نہ کرنے دی اور
گرسے حباب بیہوشی نکال کے منھ پر مارا آوازدی منم مہتر ادریس بن اندلس او جاروس
کیسا عیار ہے تو کہ مجکو نہ پہچان سکا دیکھ تو اب تیرا حال کیا ہوتا ہے تو نے سب حالات ہم
لوگون کے دریافت کئے تھے غضب ہی ہوا تھا یہ کہہ کے پشت پر سے سامنے آیا اور وہ بیہوش
ہو کے گرا ادریس نے اوسکا پشتارہ باندھا اور اوپر ڈیرہ گرہ عیاری کی لگا کے پچھلا وادی کو وہ
مین پہونچکے یعقوب شاہ کے سامنے رکھدیا یعقوب شاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے کس کو
باندھ لائے ہو عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا تھا یہ جاروس عیار خونخوار بدکردار
ہے قلعہ مین خونخوار نے اسکو لعنت ملامت کی کہ تیری غفلت سے شب کو یہ حادثہ ہوا
اور اب تک تو نے خبر نہ لی کہ کیا معاملہ تھا قزاق آئے یا دشمن نے شبخون مارا تھا
یہ بلیش مین وہان سے آکر روانہ ہوا مین بھی موجود تھا پیچھے ہو لیا یہ صاحب یہان تشریف
لائے اور اپ لوگون کا قیامگاہ اور کل حال دریافت کرکے واپس ہوئے تھے
راستہ مین مین نے ایک عورت کی شکل بنکر عیاری کی اور اسطرح اوسکو گرفتار کر لیا
یعقوب شاہ نے اوسے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اوس نے کہا مین
جاروس عیار خونخوار ہون بیشک مین نے اپنے مالک کی خیر خواہی کی تھی مگر یہ چلی یہ
عیار زبردست ہے مین نے نہین پہچانا اب جو چاہئے سزا دیجئے یعقوب شاہ نے
چاہا کہ اوسے گرفتار کر رکھے مگر دیگر سرداران ہوشیار و عاقبت اندیش کی یہ راے
ہوئی کہ اسکا قتل کرنا بہتر ہے قید رکھنے کا یہان کوئی موقع نہین ہے قلعہ ہوتا تو مضایقہ
نہ تھا ادریس کی بھی یہی راے ہوئی یعقوب شاہ نے اوسے قتل کر ڈالا اور مہتر
ادریس کو خلعت عطا ہوا اور بادشاہ بہت خوش ہوئے ادریس نے آہ کی اور آنکھون مین
اشک بھر لایا اور عرض کی کہ حضور ! ہم لوگ اک دریاے مصیبت مین غوطے کھا رہے
ہین دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے ساحل تک پہونچتے ہین یا نہین اس خلعت کی مجھے کیا
خوشی ہوگی جبکہ مین یہ جانتا ہون کہ یہ آخری خلعت ہے ہان اگر خونخوار ملعون مارا جائے اور وہ
پھر سے قلعہ ہمارے قبضہ مین آئے تو بیشک مین خلعت اور انعام خوشی سے لون بادشاہ
نے اوسکو تسکین و تشفی دی اور کہا کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے کہ ہم ان کفار کے ہاتھ سے
خانمان برباد اور شہید ہون تو ہم راضی ہین اور ہماری بھی یہی خوشی ہے جو چاہے
وہ کرے مالک و مختار ہے کسی کا کیا اختیار ہے اور اگر خونخوار کی قضا اوسے اس قلعہ
مین لائی ہے تو دیکھنا کہ کس بری طرح سے مارا جاتا ہے تاہم تم لوگون کو مایوس
نہ ہونا چاہئے اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرتے رہو یہ سنکر ادریس دوڑا اور
اوس نے جاروس کی پوشاک پہنی اور رنگ و روغن لگا کے اوسکی شکل بنکر قلعہ
کیجانب روانہ ہوا یہان جاروس کا سخت انتظار ہو رہا تھا جب جاروس نقلی
پہونچا تو خونخوار بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ جاروس کامیاب واپس آیا
پوچھا کہ کیون اے مہتر جاروس کچھ پتہ بھی لگا اسنے کہا کہ خداوند بہت اچھی طرح مین

جا کے بچشم خود دیکھ آیا یعقوب شاہ چند ہزار سوارون کو لیئے ہوئے ایک کوہ کے اندر
پوشیدہ ہے رات کو اوسی نے شبخون مارا تھا اور کلہ تیر باری بھی اوسی کی فوج نے کی تھی
جسکی وجہ سے ہمکو چکر کھا کے قلعہ مین داخل ہونا پڑا تھا خونخوار اس پتہ کے معلوم ہونے سے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب اونکا قلع قمع کرنا چاہیئے جاروس نقلی نے کہا کہ ہان
یہ تو ضروری امر ہے اور اسی واسطے مین نے عرض کیا ہے مگر ترکیب یہ کرنا چاہیئے
کہ پانچہزار پیدلون کو ارژنگ ہیبت ناک اور مہل زشت خو کے ہمراہ
بھیجدیجیئے مین بھی ساتھ جاؤنگا اور وہ مقام بتا دونگا جہان یہ لوگ پوشیدہ ہین بس
یہ فوج ظفر موج جا کر عین غفلت مین اونکا کام تمام کردیگی خونخوار نے کہا تم پانچہزار
پیدل کافی ہونگے جاروس نقلی نے کہا کہ حضور ساری فوج تو یعقوب شاہ کی بھاگ
گئی کچھ لوگ اوسکے ہوا خواہ اوسکے ساتھ رہگئے ہین اونمین وزیر اعظم اور اوسکا عیار مہتر
اورزیس بن اندیس بھی ہے خونخوار بہت خوشی سے اس تدبیر پر راضی ہوا
اور اوسنے ارژنگ ہیبت ناک اور مہل زشت خو کو حکم دیدیا کہ پانچہزار
جرار سپاہی اپنے ہمراہی کے لیئے انتخاب کرکے لے جاؤ اور دشمنون کو قتل و غارت
کرکے جلد واپس ہو جبتک یہان تیاری ہوتی رہی اوسوقت تک جاروس وادی
کوہ مین اپنے بادشاہ یعقوب شاہ کے پاس گیا اور اوسنے سب حال کہکے فوج کو ایسے
مقام پر معین کرادیا کہ جب ارژنگ اپنے سپاہیون کو لیکر آئے تو ز وہین سے بے
انتقام کرکے فوراً واپس گیا اور خونخوار سے جا کر عرض کی کہ حضور اب مین سبکو لیکر جاتا
ہون صبح سے دوڑ رہا ہون میرا عجب حال ہوگیا ہے خدا جانے کتنی مرتبہ مین
یعقوب شاہ کے لشکر مین گیا اور قلعہ مین آیا خونخوار نے پوچھا کہ آپ کیون گئے
تھے جاروس نقلی نے کہا کہ مجھے اطمینان نہ تھا اور مین نے یہ خیال کیا اگر یعقوب شاہ
بھاگ گیا تو مفت مین ہمارے پانچہزار جوان ہلکان ہونگے اور کوئی نتیجہ نہ نکلیگا
مگر آپکے اقبال سے ابھی تک سب موجود ہین بس یہی موقع ہے اس سے بہتر
موقع پھر نہ ملیگا خونخوار بن دجال یہ سنکے بہت خوش ہوا اور خلعت نیکنامی اور
ایک مالائے مروارید انعامی عطا کیا یہ خوشی خوشی اوسے لیکر ارژنگ کے پاس آیا
اور کہا کہ جناب آپ تیار ہوگئے اور آپکی فوج بھی تیار ہے ارژنگ نے کہا کہ ہان
سب تیار ہین جاروس نقلی ان سب کو پیدل ہمراہ لیکر چلا پہاڑون اور خندقون
کی ٹھوکرین کھلواتا ہوا اوسطرف لیجارہا ہے کوئی منھ کے بل گرکے چلا اوٹھتا ہے
کوئی ٹھوکرین کھا کے گر پڑتا ہے یہ سب سوار تھے اور منتخب و آزمودہ کار تھے
انکو پیدل چلنے کی مشق نہ تھی اور پھر ایسے مقام پر کہ جہان دو گز زمین بھی برابر اور ہموار
نہ تھی ہر جگہ پتھرون کے انبار اور پہاڑیون کے نشیب و فراز خندقون اور نالون اور
گھاٹیون کا عبور کرنا اوسکے علاوہ ایک مصیبت تھی اور اوسپر طرہ یہ کہ جاروس نقلی
خاصکر ان لوگون کو ایسے راستے سے لیگیا تھا کہ جو بہت ہی خراب اور ناہموار تھا
اسوجہ سے اور بھی وہ سب کے سب ہلکان ہوئے خصوصاً افسرون کی تو بہت ہی

بڑی گت ہوگئی اور ارزنگ اور مہمل زشت خو۔ خونخوار بردانت پیستے تھے
دہ کہتے تھے کیا ہمین کو بھیجا تھا لاکھون آدمیون مین کوئی اس مصیبت کا اوٹھانے والا
نہ تھا۔ ان کے پیرون مین بڑے بڑے آبلے پڑ گئے اور بہت سے گر گر کے زخمی
ہوگئے کسی کا منھ ٹوٹ گیا کسی کا کولا اوتر گیا کوئی لنگڑاتا ہوا دوڑا چلا جارہا ہے
کوئی کولے پر ہاتھ رکھ کے منھ بنانے لگتا ہے غرضکہ عجیب وغریب چالون اور مختلف
حالتون سے یہ پانچ ہزار اوس کوہ تک پہونچے جس کے اندر اونکے ملک الموت
منتظر تھے جیون ہی کہ پانچون ہزار آدمی اوس تاریک اور تنگ وادی مین پہونچ
گئے تو چار دس نقلی غائب ہوگیا اور فوراً پہاڑ کے دونون دہانون سے دونون
نوجون نے گر کے قتل کرنا شروع کیا اب انکو بھاگنا تو درکنار ایک طرف
جنبش کرنیکا بھی موقع نہ تھا اور اتنی گنجائش بھی نہ تھی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائین
بعضے تو ایسے گھبرائے کہ دیوار کوہ سے سر ٹکرا کے مرگئے اور باقیماندہ کو ان لوگون نے
قتل کیا ارزنگ اور مہمل دونون معمولی حشرات الارض کیطرح مارے گئے کوئی لطف
اونکی لڑائی کا دیکھنے مین نہ آیا چند ساعت مین سبکا خاتمہ ہوگیا ایک بھی بچکر نکل نہ سکا
اونکی لاشین گھسیٹ کے گھاٹی مین ڈالدی گئین اور راستہ صاف کردیا گیا اب
ادریس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے اس کارگزاری کی بہت
تعریف کی اور گلے سے لگا لیا ادریس نے عرض کی کہ حضور جودم ہے غنیمت ہے
دیکھئے اب خدا تعالی آگے کیا دکھاتا ہے ان پانچ ہزار سپاہیون کے قتل ہونے
سے ہمکو اطمینان نہین ہوسکتا اب ادریس نے پھر قلعہ کا رخ کیا اور خونخوار
بن دجال کے لشکر مین پہونچا تو یہان خونخوار ارزنگ اور مہمل کے لیئے
بہت پریشان تھا کیونکہ دیر بہت ہوگئی اور شاہ خاور ندامت سے پردہ افق
غربی مین روپوش ہوچکا تھا شب نے اپنی سیاہ چادر زمانہ پر ڈالدی تھی اور
خونخوار بن دجال نے کئی آدمی اونکی خبرگیری کے لیئے روانہ کیئے مگر جب وہ
واپس آئے تو اونھون نے سوا اسکے اور کچھ نہ کہا کہ ہمین کوئی نہین ملا تمام
پہاڑون اور گھاٹیون کو دیکھ آئے خونخوار بن دجال اب اور زیادہ پریشان
ہوا آخرکار یہ امر طے پایا کہ بت زرین سخنگو سے اس معاملہ کو پوچھنا چاہیئے یہ
بت ہمیشہ خونخوار بن دجال کے ہمراہ رہتا تھا اور بہت بڑی حفاظت اور انتظام
کے ساتھ ہمسفر رہتا تھا چنانچہ جب خونخوار بن دجال اس قلعہ مین داخل
ہوا تو یہان بھی اوسنے اس کے لیئے ایک خیمہ علیحدہ نصب کرادیا تھا اور وہ
اوسی مین مع اپنے مجاورون کے موجود تھا اب خونخوار بن دجال اور چند سردار
اس خیمہ مین آئے خونخوار بن دجال نے پہلے تو سجدہ کیا پھر کچھ جواہرات
اور زر و گوہر اوس پر سے نثار کیئے اوسکے بعد دست بستہ عرض کی کہ اے تاتپ
خداوند مین اس معاملہ مین بہت پریشان ہون کہ چار دس عیار ارزنگ
اور مہمل زشت خو کو مع پانچ ہزار جوانون کے لے گیا تھا تاکہ مسلمانون کو قتل

گرائے مگر اب تک اونمین سے ایک شخص بھی واپس نہین آیا خدا جانے یہ سب کسے سبب
کیا ہوئے اور کدھر چلے گئے مین نے بہت سے جاسوس اور مخبر روانہ کیئے تھے
لیکن کسی کو اونمین سے ایک نفر بھی نہین ملا لہذا مین امیدوار ہون کہ اس امر
مین کچھ ارشاد ہو تاکہ مین اونکے حالات سے واقف ہوجاؤن بت زرین سخنگو ایک
مرتبہ جنبش مین آیا اور آواز دی کہ اے خونخوار بن دجال تو نہین جانتا ہے
کہ مسلمان بہت بڑے ہوشیار اور سخت جان ہوتے ہین سُن پہلے تیرا عیار
جاروس ادریس کی عیاری سے گرفتار ہوا اور اوسے یعقوب شاہ نے
قتل کیا پھر ادریس اوسکی شکل بنکر تیرے دربار مین آیا اور تجھے یہ مشورہ
دیا کہ ارژنگ اور مہل زشت کو پانچ ہزار بیدلون کے ہمراہ میرے ساتھ کردے
تاکہ مسلمانون کو قتل کرواؤن اس بہانہ سے وہ ان سبکو لے گیا اور ایک وادی مین لیجاکر
یعقوب شاہ کی فوج سے پامال کرادیا او خونخوار تو بڑا ہی غافل اور بیخبر ہے
خونخوار بن دجال یہ سنکر بڑا ہی نادم ہوا اور گڑگڑا کے پوچھنے لگا کہ اے
نائب خداوند اب جلد کوئی تدبیر بتایئے کیونکر ان خدا پرستون پر فتح حاصل کیجائے
ہر چند کہ بت زرین سخنگو اوسکا نائب خداوند اوس سے بہت ہی ناراض تھا
مگر جب خونخوار بن دجال نے بہت منت سماجت کی تو اوسنے کہا کہ ان مسلمانون
کے تباہ کرنے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ قریب بیابان پوشیدہ جو کوہ ہے اوسکی وادی
مین یعقوب شاہ مع بیس ہزار سپاہ کے چھپا بیٹھا ہے تم اپنی فوج کو روانہ کردو کہ دونون
جانب سے آگ لگادے سب کے سب جلکر خاک ہوجائینگے یہ سنکر خونخوار بہت
خوش اور مطمئن ہوا اور چند ہزار آدمیون کو مع ایک سردار کے منتخب کرکے
اس کام پر مستعد کیا یہ تمام لوگ روانہ ہوئے ادریس عیار کو یہان خبرگیری
مین اسقدر دیر ہوئی کہ جب یہ لوگ طیار ہوچکے تو وہ آکے پہونچا اوسکی سمجھ مین نہ آیا
کہ یہ لوگ کیون اور کسین لیئے قلعہ سے باہر جارہے ہین مگر تبدیل ہیئت کیئے ہوئے
یہ بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا راستہ مین بھی اسکو کوئی پتہ نہ لگا اور نہ آخر تک اونکے
ہمراہ رہسکا کیونکہ وہ سوار تھے اور یہ پیدل تھا ان سوارون نے جاتے ہی پہاڑ
کے دونون جانب آگ لگادی جب ادریس وہان پہونچا تو دیکھکر کف افسوس
ملنے لگا اس نے بہت کوشش کی کہ اندر چلا جائے مگر راستہ نہ ملا اور نہ
یعقوب شاہ کا کوئی سپاہی باہر نکل سکا وہان یہ حالت ہوئی کہ چارون طرف
سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور لوگ جلنے لگے پہاڑون مین جو آگ لگی تو پتھر چٹخنے لگا
اور پتھر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کے لوگون کو زخمی کرنے لگے چشمہ کا پانی کھولنے لگا اور
ایکدم سے اوبلنے لگا بیابان پوشیدہ کے تمام اشجار انار آتشبازی بن گئے اور
ہر طرف سے قلنا یا نار کونی بردا و سلا ما علی ابراہیم کی آوازین آنے لگین آگ کے
شعلے اک لمحہ مین اسقدر بلند ہوئے کہ قلعہ کوہ سے گذر گئے اور اس آتش کے
مقابلہ مین آتشخانہ نمرود شرمندہ تھا یعقوب شاہ کی تمام فوج خدا سے فریاد کرنے لگی

اور یہ مناجات پڑھنے لگی ؎

مناجات

اے خداوند کارساز و کریم / مالک و صانع و قدیم و حکیم
خیمہ برپا کن سپہر بلند / آسمان ساز اور زمین پیوند
نقش پرداز کارگار جہان / کاتب نسخۂ زمین و زمان
تونے برپا کیئے ہین یہ افلاک / خاک کو تونے دی یہ صورت پاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر / نخل مین شاخ شاخ مین ہے ثمر
تجھ سے گوہر نے یہ چمک پائی / تونے انسان مین دی یہ رعنائی
سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ / تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہے / مرہم زخم سینہ ریشان ہے
رحم پر ہی تیری سب کو ناز / اے مرے کارساز بندہ نواز
عرض مطلب مین ہون بہت حیران / شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
روسیہ شرمسار و پر تقصیر / روز و شب بند معصیت مین اسیر
مبتلائے بلائے حرص و ہوا / پائے بند جفا و جرم و خطا
ہے عیان تجھپہ حال دل مولا / تیرے آگے بھلا کہین ہم کیا
ہم سزاوار نار تو ہے نور / ہم گنہگار تو خدائے غفور
اپنے ہر حال سے ہے تجکو خبر / تجھپہ روشن ہے اپنا خیر و شر
تو رحیم اور گناہگار ہین ہم / مغفرت کے امیدوار ہین ہم

مگر خدا کی مصلحت اسی مین ہے کہ اس دعا و مناجات کا نتیجہ عاقبت مین ملے لہذا اوسکو یہی منظور تھا کہ یہ لوگ اسیطرح درجہ شہادت کو پہونچین چند ساعت مین بیسوں ہزار جوان جلکر خاک سیاہ ہوگئے اور لوگ کفن کے بھی قابل نہ رہے ادریس کا یہ حال ہوا کہ اگرچہ وہ اس آگ مین نہ جلا تھا مگر بغیر آگ کے اوسکے تمام جسم مین آگ لگ گئی تھی وہ روتے روتے بیہوش ہوگیا اور جب ہوش مین آیا تو اوسنے دیکھا کہ صدہا کوس تک چنگاریان اور پہاڑون کے پتھر چیخ چیخ کے جارہے ہین اب یہ وہان سے اوٹھا اور یعقوب شاہ اور دیگر اشخاص کے نام پر فاتحہ پڑھکے سونچا کہ اب یہان پہاڑون مین سر ٹکرا کے مرجانے سے بہتر تو یہ ہے کہ اسد کی خدمت مین چلا جاؤن اور اونسے کہون کہ یعقوب شاہ کی یہ کیفیت ہوئی اور اسطرح بے گور و کفن رہگئے عجب نہین کہ وہ اچھی طرح عوض لین گے صاحب اقبال و شجاع اور صاحب غیرت ہین بغیر بدلے لیئے ہوئے چین نہ لین گے یہ سونچکر ادریس تو اودھر روانہ ہوئے ادھر خونخوار بن دجال کا حال سنیئے کہ جب اوسکی فوج یعقوب شاہ وغیرہ کو جلا کر واپس گئی تو وہ بہت خوش ہوا اور بت زرین سخنگو کی خدمت مین آکر شکریہ ادا کیا اور بہت کچھ جواہرات اور نقرہ و طلا نثار کیئے اور سیکڑون من حلوا اور صدہا خم شراب کے منگا کے اوسکے پیٹ مین جھونکے اوسکا پیٹ قعر جہنم تھا کہ جو چیز اوسمین پڑتی

تھی وہ غائب ہوجاتی تھی جب وہ سب ڈھیر ہار کر چکا تو خونخوار نے اوسکے خیمہ سے باہر
آکر اپنے تمام مشیران سلطنت کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اب یہان سے کسطرف روانہ ہونا
چاہئیے اور یہان کی حکومت کسکو دینا مناسب ہوگا۔ تمام سردارون کی یہ راے ہوئی کہ
فرسیل مشت زن کو قلعہ کا حاکم مقرر کرنا چاہئیے خونخوار بن وجال نے اوسکو بلاکر
خلعت حکومت سے سرفراز کیا اور تمام قلعہ مین احکام جاری کیئے کہ فرسیل مشت
زن کا حاکم قرار دیا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین کو لازم ہے کہ اوسکی حکومت اور احکام
کو تسلیم کرین اور دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین۔ تمام آبادی قلعہ کے سرگروہون اور
معززین شہر کو بلاکر اونسے عہدنامہ لیئے اقرار اطاعت کرایا اور پچاس ہزار فوج جرار
اور آزمودہ کار اوسکی ماتحتی مین چھوڑدی جب اس کام سے فراغت ہوگئی تو فوج کو
فراہم کرنا شروع کیا۔ ان لڑائیون مین جسقدر نقصان اوسکے لشکر کا ہوا تھا وہ چند روز
مین پورا ہوگیا اور سات لاکھ فوج جمع کی۔ اور دو سو جہازون کو طیاری کا حکم دیا۔ دریائے
اندلس مین بیڑہ جہازات لنگر زن ہوا۔ اور فوج مین تیاری ہونے لگی۔ واقف
کاران منازل نے بیان کیا کہ ملک زنگبار کو دریائی راستے سے روانہ ہونا چاہئیے
طویل شاہ زنگی اور ثریائے زنگی حکومت کرتا ہے۔ خونخوار بن وجال نے پہلے
بہت زرین سخنگو کو ایک جہاز پر سوار کیا اور اوسکے ساتھ اوسکے خادمون کو بھی پھر
اپنی تمام فوج کو جہازون پر سوار کر کے اور خود سب جہازونکے درمیان مین ایک اعلی
درجہ کے جہاز پر بیٹھ کے روانگی کا حکم دیا۔ بیڑہ جہازات چند روز تک مناسب رفتار
سے روانہ رہا مگر ایک تند ہوائے مخالف ایسی چلی کہ اپنے سیدھے راستہ پر قایم نہ رہ سکا
اور جدھر ہوا لے گئی اوسطرف روانہ ہوتے خونخوار اور اوسکی تمام فوج بہت پریشان
ہوئی ہر شخص خداوند ابلیس کو یاد کرنے لگا اور نائب خداوند کو پکارنے لگا جہاز
اوسی تباہی مین تھا اور کوئی اپنی اختیار سے وہانتک نہ پہونچ سکتا تھا خونخوار
نے بہت کچھ کوشش کی کہ اپنے جہاز کو اوسکے جہاز سے ملادے اور اپنی تباہی پر مطلع ہوکے
امداد طلب کرے مگر یہ ممکن نہوا۔ ہر ایک شخص کے پاس جو کچھ تھا اوسنے سمندر کو بھینٹ دیا۔
اور ابلیس کے نام پر لاکھون روپیہ کی اشیاء دریا مین ڈالدی گئین۔ کئی روز تک
ہوائے مخالف یکسان حالت سے چلتی رہی اور ساحل بیڑا نہ لگا مگر آخر کاران تمام
جہازون کا سلسلہ اپنی اختیاری رفتار سے روان دوان ہوتا ہوا ایک ساحل کے قریب
آکر رک گیا خونخوار اسکو غنیمت سمجھا کہ تمام جہازات دریا مین غرق ہونے سے بچے
اور خشکی کا منظر آیا اوس نے فوراً جہازون کو لنگر انداز کیا اور کشتیون کے ذریعے سے
معہ چند سردارون کے ساحل پر اوترا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک صحرائے لق ودق ہے
اور کف دست میدان جہانتک نظر کام کرتی ہے ریت اور بالو کے ذرون کے سوای کوئی
شئے نظر نہین آتی نہ پہاڑون کی بلندی ہے نہ دریا کی روانی ہے نہ درختون کی سبزی
اور نہ مرغزارون کی بہار۔ سوائے بالو کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی سردارون کی یہ
رائے ہوئی کہ اگرچہ یہ مقام سخت تکلیف دہ ہے مگر جبتک راستے معلوم نہو اور اِن ممالک

سے پوری وقفیت نہو جاوے اور جبتک کہ ہوا موافق چلنے نہ لگے اسی میدان مین قیام کرنا چاہیئے - خونخوار کی بھی یہی تجویز ہوئی اور خیمہ نصب ہونے لگے - تمام میدان خیمون اور بارگاہون سے بھر دیا گیا اور سات لاکھ فوج جہازون سے اوترکر اوسمین قیام پذیر ہوئی بڑی تلاش اور جستجو کے بعد دریافت حال کے لیئے ایک شخص میسر ہوا اوسکو خونخوار نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا اور پوچھا کہ آیا یہ کوئی ملک ہے یا جزیرہ یہان آبادی ہے یا نہین اگر ہے تو کون حکومت کرتا ہے اور یہان کا زمین دار کیا مذہب رکھتا ہے اوسنے ہنسکر جواب دیا کہ آغا بڑا بہیہ عظیم الشان ملک ہے جیسا کہ تم نے کبھی اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا کئی کروڑ باشندے نے اس سرزمین پر آباد ہین اور یہان کی حکومت حوت آئینہ پرست کے قبضہ مین ہے - وہ خود اور اوسکی تمام رعایا طرازمین مذہب آئینہ پرستی رکھتے ہین یہ سب لوگ پہلوان اور سپاہی ہین مگر حوت آئینہ پرست کی بیوی مبہوت جادو ساحر زبردست ہے اور صلصال بن وائل بن دلیع بن شمامہ جادو اور اوسکا بیٹا ہیکل بن صلصال بھی موجود ہین ایک زنادین زمیم جادو اور حزیم جادو ان دونون کو اوٹھا لائی تھین اسکا ذکر دفتر لعل نامہ مین ہے - وہ دونون جادوگرنیان بھی یہان موجود ہین اور ارجال دیو سگ اور قارن کوہ پیکر اوسکے سپہ سالار ہین ان دونون کی ماتحتی مین سات لاکھ فوج جرار و آزمودہ کار ہر وقت تیار رہتی ہے - اس ملک کے بادشاہ کی ایک دختر بھی جسکا نام طوفان سبزپوش ہے - ہم لوگون کی پرستش کا یہ قاعدہ ہے کہ صبح اوٹھتے ہی آئینہ سامنے رکھکر اوسکو سجدہ کرتے ہین اور ہم لوگون کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارا خداوند ہماری شکل مین ہمکو جلوہ دکھاتا ہے خونخوار بن دجال اور اوسکے سردار بہت ہنسے اور کہا کہ اسے خودپرستی آئینہ مین تو اپنی آپ ہی صورت نظر آئیگی یہ تو خودپرستی ہوئی خداپرستی کیسی غرضکہ اسی قسم کی گفتگو کرکے خونخوار بن دجال نے تسخیر ہرزہ گو کو بلایا اور اپنے دبیر سے نامہ لکھواکر تسخیر کو دیا نامہ کا مضمون یہ تھا کہ اے گروہ خودپرستان و سادہ لوحان تم بہت بڑے خوش نصیب ہو اتفاقات روزگار و گردش لیل و نہار سے ہم اس مقام پر آکر فروکش ہوئے ہین خونخوار بن دجال ہمارا نام ہے اور تسخیر ممالک ہمارا کام ہے تمہارا مذہب خودپرستی ایک دین مہمل ہے ہر شخص اپنا آپ خداوند ہے آئینہ پرستی کا بہانہ مقصود ہے اپنی صورت آپ دکھاتا ہے آگاہ ہو کہ ہم ابلیس پرست اپنے عبودیت اور دین حق مین مست ہین بہتر ہے کہ اس مذہب کو اختیار کرو اور ہماری اطاعت کا اقرار کرو - نائب خداوند میرے ہمراہ ہے جو کہ ہر ایک حال موجودہ اور گذشتہ سے آگاہ ہے اور تمام حالات ظاہری و باطنی سے ماہر ہے اوسکی قوت و عظمت بیان سے باہر

ہے ورنہ تمہارا ملک و فوج برباد ہوگی اور رعایا مفت مین ناشاد ہوگی یہہ نامہ لکھکر
خونخوار نے تسخیر کو دیا اور کہا کہ اس شخص کے ساتھ چلا جا تجھکو دربار شاہی
کا پتہ بتادیگا وہان جاکر یہ خط ہمارا اچھوت آئینہ پرست کے سامنے پیش
کرنا اور فوراً جواب لیکر واپس ہونا خونخوار بن دجال نے کچھ انعام اوس
مرد آئینہ پرست کو دیکر تسخیر کے ساتھ کردیا۔ وہان حوت آئینہ پرست
کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ کچھ لوگ طوفان سے تباہ ہوکر ساحل پر اوترے ہین اور
اونکے ہمراہ کچھ آدمی ہین مفصل حال دریافت کرنے کے لیے چند عیار جاسوسون کو روانہ
کیا اتنے مین تسخیر ہرزہ گو کی اطلاع ہوئی کہ ایک نامہ وار اون مسافران تباہی زدہ
نے خدمت شاہنشاہی مین بھیجا ہے۔ حوت جادو نے اوسکے اندر بلانے کا
حکم دیا جب وہ بارگاہ مین پہونچا تو دربان نے کہا کہ یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی دربار
مین جاتے پہلے آئینہ کو سجدہ کرلے اور ایک بہت بڑا آئینہ پھاٹک پر لگا ہوا تھا۔
تسخیر سوچا کہ یہان کا قاعدہ یہی ہے حجت و تکرار کرنا فضول ہے اور بغیر اس رسم
کی پابندی کے اندر جانا محال ہے جب ایسا ہی ہے پھر اسکو اختیار کرنا چاہیے
اور اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا کوئی بیعزتی کی بات نہین ہے یہ سوچکر یہ راضی
ہوا۔ دربان نے آئینہ کا پردہ اوٹھایا تسخیر سجدہ کرکے اندر آیا دیکھا کہ ایک
تخت عظیم الشان پر حوت آئینہ پرست نشۂ شجاعت مین مست بیٹھا ہوا ہے
اور اوسکے قریب ملکہ مبہوت جادو ساحرہ بدخو بصد غرور و ناز بیٹھی ہوئی ہے۔
چپ و راست ارجال اور رقارن کوہ پیکر سپہ سالار دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے
ہین۔ ایک جانب صلصال بن دال اور ہیکل بن صلصال آہنی دنگلون پر
موجود ہین۔ اور بڑے بڑے سرداران نامی گرامی اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون
پر متمکن ہین ہر ایک جوش شجاعت سے جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر کو چوم رہا ہے۔
قہر و غضب سے ہر ایک کے چہرہ پر چشم و ابرو کا اوتار چڑھاؤ بچھے ہے۔ بار بار قبضہ
پر ہاتھ اور مونچھون پر تاؤ ہے تسخیر یہ شان دربار دیکھکر تھرا گیا جس کے چہرہ
پر نظر ڈالی خوف سے چکر آگیا۔ حوت آئینہ پرست نے چوبدار کو اشارہ کیا
کہ اوس نے اسکو ایک کرسی پر بٹھا دیا جب ذرا دل ٹھکانے ہوا تو خط نکالکر
بادب پیش کیا۔ چوبدار نے اوسکے ہاتھ سے خط لیکر دبیر کو دیا۔ ادھر
صلصال نے جس کے قریب تسخیر بیٹھایا گیا تھا کہا کہ تجھے کچھ حال خدا پرستون
کا بھی معلوم ہے اوس نے دست بستہ عرض کی کہ صاحبقران اشرف و دو
جب خانہ کعبہ کیطرف روانہ ہوتے بیابان کاج باج مین آگ لگی تو پھر
یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ جل گئے یا زندہ بچکے نکل گئے۔ ادھر بدیع الملک
کوئی جوان اولاد صاحبقران مین سے ہے اوس نے خروج کیا ہے۔
اور طلسم نہ طاق کے فتح کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے آجکل اوسکا زور بندھا
اور ہر طرف اوسکی شجاعت و بہادری کا شہرہ ہے لیکن ہمارے حاکم

خونخوار بن دجال نے صدہا قلعہ مسلمانون سے خالی کرا لئے چنانچہ اب اسوقت قلعہ
اندلس کو فتح کرکے آرہے ہین اور جانب زنگبار جارہے تھے کہ راہ مین ہواے
مخالف نے ادھر پہونچایا اور آپکا ملک دکھایا۔ ہمارے ہمراہ خداوندیت زرین
سخنگو بھی ہین جنکو ابلیس نے اپنی نیابت دی ہے اونھون نے ہمارے ساتھ
اقرار کیا ہے کہ ہم تمکو مسلمانون پر فتح دینگے تین لاکھ فوج خانہ کعبہ
کیطرف بھی روانہ کی گئی ہے لیکن اوسکا حال نہین معلوم ابتک اوس نے کیا
کارہاے نمایان کئے۔ صلصال نے امیر حمزہ اور بدیع الملک
کے ذکر پر ایک سرد آہ کھینچی نستخیر کو یہ معلوم ہوا کہ گویا اژدہے نے سانس
گھسیٹی ہے اگر یہ جگر نہ بیٹھ جاتا تو اوسکے منھ مین چلا جاتا صلصال نے غمگین ہوکر کہا
کہ اے ابلیس پرست اسوقت تو نے میرے دلپر برچھا مارا
مین وہ بادشاہ تھا جس کے دامن مین نوشیروان نے آکر پناہ لی تھی روے
زمین پر میری صولت و عظمت کا مدمقابل نہ تھا میرے چار سردار ذوالفقار
ایسے زبردست تھے کہ روے زمین پر اونکا مثل و نظیر نہ تھا ایک طہماس خان
ترک محمدی دوسرا ایرک خطائی تیسرا تمغاج خان ترک اور چوتھا
قیماس خان خاوری تھا میرے ساڑھے تین سو بیٹے اور دو سو داماد
تھے انمین سے ہر ایک رستم اور روئین تن تھا۔ ترک فلک میرے ایک
ایک بہادر سے تھرّاتا تھا لیکن کمبخت عمرو عیار نے ایک دم سے ان
سبکو پھونک دیا اور حمزہ صاحبقران نے میرے تمام ممالک تباہ و برباد
کر دیئے کوئی میرا نام لینے والا باقی نہ رہا ساری دنیا کے کانون مین نعرہ
امیر حمزہ گونج کر بھر گیا تھا اور اوسکی ضرب شمشیر کا آوازہ زمین سے آسمان
تک پہونچ گیا تھا اودھر تو حمزہ کی صولت و شجاعت اور ادھر
خواجہ عمرو کی عیاری اور جرأت بس ان دونون نے مجھے خاک مین ملا دیا
اب صرف مین اور میرا ایک بیٹا ہیکل زندہ ہے اور وہ بھی اس وجہ سے
کہ دونون جادوگرنیان جو اسوقت میرے قریب بیٹھی ہوئی ہین بزور سحر مجکو یہان
اوڑا لائی ہین ورہ خان میرا وزیر حمزہ سے ملگیا اور میرا ایک عیار
یزک خطائی عمرو کا ایک شاگرد ہوگیا لیکن میرا ارادہ ہے کہ اپنے عزیزون
اور بچون کا بدلہ صاحبقران اور خواجہ عمرو سے یا اونکی ذریات سے
لون خوت آئینہ پرست بادشاہ جلیل القدر ہے اور اس کے یہان
بھی ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی ہین کہ اولاد حمزہ اور شاگردان
خواجہ عمرو دیکھکر بدحواس ہو جائینگے یہ بادشاہ میرے ساتھ چلیگا
اور مجکو قوی امید ہے کہ میرا ساتھ دیگا نستخیر خاموش سنتا رہا
اودھر خونخوار بن دجال کا نامہ پڑھا گیا تو خوت آئینہ
پرست قہقہہ مارکر ہنسا اور ایک عرصہ تک لاف و گزاف کرتا رہا

پھر منشی کو بلا کر جواب لکھوایا کہ اے خونخوار بن دجال تجھکو اپنی شیطنت
پر غلو ہے تجھے کچھ سزا دینا ضرور ہے میرے کاہنون اور نجومیون نے
مجھے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ خونخوار بن دجال ہوائے مخالف
سے بدحال ہو کر اس طرف سے گذریگا وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی اور
اب تجھے تیرے حالات سے مطلع کردینا ضرور ہی ہے آگاہ ہو کہ بت
زرین سنگلو جو تیرا نائب خداوند ہے ایسے ایسے میرے سیکڑون غلام
ہین کیونکہ تیرا یہ نائب خداوند دراصل کوہ قاف کا ایک دیو ہے جو کہ
اپنے ملک سے خوف زدہ ہو کر بھاگ آیا ہے اسکا نام دیو بادبان ہے
میرے یہان ایسے ایسے پہلوان از قسم انسان و اجنا و دیوزاد موجود ہین جو کہ تیرے
دیو بادبان کو کان پکڑ کے لے آوینگے بہتر ہے کہ تو اوسکی بندگی سے
باز آ اور ہمارے مذہب کو قبول کر مین نے جو کہا وہ کر کے دکھا دونگا اور
تیری ہستی ہی خونخواری خاک مین ملا دونگا یہ خط لکھکر تسخیر کے ہاتھ مین دیا اور اسکو
خلعت و انعام دیکر رخصت کیا - یہان دیو بادبان کا ہمزاد موجود تھا وہ تمام
سردارون کو دیکھکر اور خط کا مضمون معلوم کر کے اوس دیو کے پاس واپس گیا اور
کل حال بیان کیا اور بہت ہی پریشان ہوا کیونکہ جوت آئینہ پرست نے جو کچھ
کہا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے جوت آئینہ پرست ایسا زبردست ہے اوسکی قوت خونخوار سے
دس حصے زیادہ تھی اس دیو کے ہمزاد نے یہ بھی یقین کر لیا تھا کہ جوت آئینہ پرست
کا سپہ سالار اوس دیو سے قوی تر ہے جسکو خونخوار نے بت زرین کے نام سے مشہور
کیا تھا اور نائب خداوند شیطان سمجھکر اوسے سجدہ کرتا تھا اس دیو نے خط کا مضمون
اپنے ہمزاد کے ذریعہ سے معلوم کر کے سوچنا شروع کیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے
مگر اوسنے اسکو سوقت تک خونخوار بن دجال پر ظاہر نہین کیا جبتک کہ تسخیر نامہ
لے کر واپس نہین آگیا - اب جو نامہ خونخوار بن دجال کے پاس آیا
تو یہ بہت ہی برہم ہوا اور اپنی عادت کے موافق اوس نے جوت آئینہ پرست
کو سینکڑون باتین سنائین یہان ایک مخبر تبدیل ہیئت کیئے ہوئے
تسخیر کے ساتھ چلا آیا تھا وہ خونخوار بن دجال کی برہمی دیکھکر اپنے دربار مین
مین واپس گیا اور کل حال اپنے بادشاہ سے بیان کیا اوسکو
جو غصہ آیا تو اوس نے ارجال دیو سنگ کو سامنے بلایا جب وہ دست
بستہ حاضر ہوا تو اوسکو حکم دیا کہ تو اسی وقت خونخوار بن
دجال کے لشکر مین گھس جا اور اوسکے بت زرین سنگلو کو
جو کہ دیو بادبان ہے اپنے آہنی گرز گران سے ہلاک کر یہ حکم
سنتے ہی ارجال دیو سنگ ایک لاکھ فوج ہمراہ لیکر فی الفور لشکر
خونخوار بن دجال بدخصال کیطرف روانہ ہوا - خونخوار بن دجال
کو جو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو وہ بہت گھبرایا اور بت زرین کے پاس آیا

یہان بت زرین خود پریشان تھا ساری شیطنت بھولے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤن پھولے
خونخوار نے عرض کی کہ ارجال سپہ سالار حوت مقابلے کے لیئے آیا ہے بت زرین
بت بنا رہا بڑی دیر تک چپکا بیٹھا رہا جب خونخوار بہت رویا اور چلایا تو آواز آئی او
بندۂ خود سر تیرا غرور حد سے گزر گیا تو یہ نہ سمجھا کہ خداوند ابلیس اور خود این جانب نے
تجھ کو صرف خدا پرستون سے مقابلہ کرنے لیئے مقرر کیا ہے اور تیری مدد کا اقرار کیا ہے
نہ کہ تمام دنیا سے تو مقابلہ کرتا پھرے اور ہر ایک کے سامنے حکومت اور شجاعت کے دعوے
تو نے یہ نہ خیال کیا کہ آئینہ پرستی بھی ابلیس پرستی کی ایک شاخ ہے اور گو وہ ہماری
نیابت کو نہین قبول کرتا ہے مگر ہماری ہی بنائے اور بڑھائے ہوئے بندے ہین اب
ہم ان کو تباہ و برباد کرنا نہین چاہتے اب خداوند ابلیس تجھ سے ناراض ہو جائینگے
اور ہم اُن کے پاس چلے جائین گے کیونکہ اگر ہم تیرے پاس رہین گے تو تیری اعانت
کرنا ضرور لازم و واجب ہوگی ابلیس کو اس معاملے مین تیرا ساتھ دینا منظور نہین ہے
لہذا اب یہان ہمارا ٹھہرنا کچھ ضرور نہین یہ کہ کے بت زرین خاموش ہوا اور دھوان
بن کر نکلنے لگا تھوڑے ہی دیر مین تمام دھوان خیمے سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو کر
غائب ہو گیا خونخوار اور زیادہ پریشان ہوا اُسے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی اپنے سردارون
کو بلایا دل مضبوط کر کے حکم دیا کہ جاؤ اس ارجال کو راستہ ہی مین روک لو خبردار یہ آگے
بڑھنے نہ پائے سردارون نے کہا کہ حضور کسکی طاقت ہے کہ اُسے روک لے آپ دیکھیے
تو سہی کہ اُس کا قد کتنا بڑا ہے ساٹھ گز کا لانبا اور بیس گز کا چوڑا ہے تیرہ سو من کا گرز
اُس کے ہاتھ مین ہے ہم مین اتنی طاقت و قوت نہین ہے کہ ارجال کو روکین اور سر
میدان ٹوکین اُدھر ارجال آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آرہا تھا یکایک سامنے سے آگر
اُس نے قدم جمایا اور للکار کر آواز دی کہ او خونخوار ابلیس پرست بھیج اپنے بت
زرین سخنگو کو میرے مقابلے مین تاکہ مین اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرون اور
اپنے اس گرز گران سے اُس کا بھیجا نکالون خونخوار ابلیس پرست جرأت کر کے سامنے
آیا اور کہا کہ اے ارجال تم کو مجھ سے مقابلہ کرنا منظور ہے یا میرے نائب خداوند بت
زرین سخنگو سے اُس نے کہا کہ اس وقت تو مجکو بھی حکم ہے کہ مین اُس دیو بادبان
کا سر کچلون اور تو بھی اُس کے پھندے سے نجات پائے درحقیقت وہ ایک بھاگا ہوا
دیو ہے جو کہ قاف سے بھاگ کر یہان روپوش ہوا اور تجھ کو گمراہ کرتا ہے خونخوار
ابلیس پرست نے کہا کہ اب وہ یہان نہین ہے کسی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کے گیا ہے
مین خداوند ابلیس کے پاس جاتا ہون اگر اعتبار نہ ہو تو تم خود آکے دیکھ لو اُسکا بت
خالی پڑا ہوا ہے اور قالب مین کچھ نہین ہے ادھر خونخوار سے یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر
ارجال کے پہلو سے ایک نعرہ ہوا کہ منم سوار قدرت سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار
تلوار دار پوش ارجال کے روبرو آکر کھڑا ہو گیا ہے اور للکار رہا ہے کہ او دیوزاد
و بندگان ابلیس کو بہکاتا ہے اور اپنی بیدینی کی طرف بلاتا ہے آگاہ ہو کہ مجھ کو ابلیس
نے تیری سرکوبی کے لیئے بھیجا ہے اور میرا یہ گرز گران ہے اور تیرا بھیجا ہے بقدر بلند آواز

ہے اُس نے یہ گفتگو کی کہ دونون فوجین تھرا اُٹھین اب اُس نقابدار نے خبردار خبردار کہ کر
اپنے گرز گران کا ارجال کے سر پر وار کیا ارجال فن سپہ گری مین ایک کامل تھا ضرب
حریف زبردست دیکھ کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا گرز کا وار خالی گیا اور زمین پر اس زور سے
دھما کا ہوا گویا طبقۂ ارض پھٹ گیا غبار اس قدر بلند ہوا کہ ارجال اُس مین چھپ گیا
نقابدار سمجھا کہ مین نے حریف کو مار لیا ہے اور پیوند زمین کر دیا ہے مگر دامن گرد نگاہ
ہوا ارجال نے نعرہ کیا کہ باش او باد بان ۔ ۵ توضرب بے زدی ضرب بے مانوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ یہ کہ کر ارجال نے تیرہ سو من کا گرز گھما کر جو اُس کے
کلّے پر مارا تو اُس کا سر اس طرح پاش پاش ہو کر دھڑ سے اُڑ گیا کہ گویا تھا ہی نہین دیو
نقابدار کی لاش زمین پر گر کر تڑپنے لگی ارجال نے طیش مین آ کر اُسکو چیر کر پھینک دیا
اور بڑی زور سے لشکر خونخوار کی طرف چلایا کہ اے خونخوار او سردار تمھارا نائب خداوند
مارا گیا اب ابلیس کو بلاؤ تاکہ اُس کو بھی مین اسی طرح چیر کر پھینکدون اب اپنے مذہب
باطل سے باز آؤ ورنہ تمھاری بھی سر کوبی اسی طرح کیجائیگی اگر مجھے اسی وقت حکم آتا تو
مین تم سب کو اسی وقت کچل کر مار ڈالتا خونخوار ابلیس پرست مین اب دم کہان تھا
جو دو بدو گفتگو کرتا سمجھ گیا کہ درحقیقت بت زرین سخن گو دیو باد بان تھا جو کہ نقابدار
بن کر آیا اور ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خیال کر کے اُس نے ارجال سے کہا
کہ اے سپہ سالار مین اپنے اس خیال خام سے باز آیا ہون تم جوت آئینہ پرست
سے میری سفارش کرو مین تم سے مقابلہ کسی طرح سے نہین کر سکتا تمھارے بادشاہ
نے جو کچھ کہا تھا وہ ٹھیک تھا اگر تمھارے بادشاہ مجھے بلائین گے تو مین خود حاضر
ہو کر اظہار اطاعت کرونگا اور اپنی خطا اُن سے معاف کراؤنگا ۔ ارجال دیو باد بان
کی لاش کو ہاتھیون پر لدوا کر مع اپنی فوج کے واپس گیا ۔ اور تمام معاملہ اور
نقابدار کا مقابلہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا آخر مین خونخوار کی سفارش کی اور کہا
کہ وہ اپنی خطا پر نادم ہے اگر اُس کی خطا معاف کیجیے اور بلا بھیجیے تو وہ دست بستہ
حاضر ہوگا ہروزیر و مشیر کی بھی یہی رائے ہوئی کہ خونخوار کی خطا معاف کر دینا چاہیے
کیونکہ خدا پرستون کی دشمنی مین ہمارا ہم خیال ہے اُس نے بیسیون قلعہ مسلمانون کے
قبضے سے نکال لیئے ہین اگرچہ ہم کو اُس کی شرکت ضرورت نہین لیکن اُس کو ہماری امداد
کی ضرور احتیاج ہے اور جو شخص اپنا دوست بنے اُس پر ظلم کرنا شاہون کی شان
کے خلاف ہے غرضکہ یہان یہ مشورہ طے ہو گیا کہ خونخوار دربار مین بلا لیا جائے اور
ایک چوبدار کو روانہ کیا وہ چوبدار خونخوار کے خیمے مین حاضر ہوا اور اُس نے بادشاہ
کا پیغام کہا کہ جوت آئینہ پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہے خونخوار یہ سن کر بہت ہی
خوش ہوا اور پانچہزار سرداروں کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لیا پوشاک جواہر کار
سے مرصع اور اسلحہ جواہر دار سے مسلح ہو کر دربار شاہی مین داخل ہوا وزرا و امرا
نے اُس کا استقبال کیا اور بادشاہ نے تعظیم دی بڑی عزت و حرمت کے ساتھ
جوت آئینہ پرست نے اپنے جو ہر تخت پر خونخوار کو جگہ دی باہم کلام دوستانہ

دہ سخن مجتنانہ ہو رہا ہے خونخوار کل احوال اپنی تمام لڑائیون کا بیان کر رہا ہے اور حوت آئینہ پرست بہت ذوق و شوق سے اُس کو سُنتا رہا جس قدر حالات خونخوار بیان کرتا جاتا تھا حوت آئینہ پرست کے دل مین قوت پیدا ہوتی جاتی تھی کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا کچھ مشکل نہین اُس نے صلصال سے کہا کہ جب خونخوار نے خدا پرستون کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ اُن مین مقابلہ کرنے کا دم نہ رہا اور جس قلعے پر چڑھ جاتی کی اُس مین کا ایک بھی متنفس نہ بچا تو تم کو بھی اپنی آل و اولاد کے خون کا بدلہ لینا کیا مشکل ہے صلصال نے کہا کہ خونخوار کی لڑائی خدا پرستون سے ابھی نہین ہوئی البتہ مین خدا پرستون سے لڑا ہون صاحبقران کی فوج کا ایک شخص خونخوار کی ایک لاکھ فوج پر بھاری ہے امیر حمزہ صاحبقران وہ شخص ہے کہ جس نے بڑے بڑے عفریتون کی ٹانگین چیر کے پھینکدین اور اُس کی نسل مین جس قدر ہین سب کے سب ایسے ہی ہین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار طرار اُس کے ساتھ ہین اُنمین سے ایک عیار اگر خونخوار کی سات لاکھ فوج مین آجاوے تو سب کو جلا کر خاک کر دے حوت آئینہ پرست نے کہا کہ تم خدا پرستون کے رعب مین آگئے ہو اگر ایسا ہوتا تو خونخوار کی کیون نہ خبر لیجاتی غرضکہ آپس مین یہی گفتگو ایک عرصے تک ہوتی رہی بادشاہ نے خونخوار کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور کئی روز تک جلسہ رقص و سرود و شغل شراب و کباب ہوتا رہا پھر خونخوار نے رخصت کی اجازت طلب کی۔ صلصال اور حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اچھا تم زنگبار کی طرف روانہ ہو ہم لوگ بھی عقب مین آتے ہین

اب یہان سے چند کلمے داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین

کہ اسد غازی نے قلعۂ زرین حصار سے جو ہرکارے خونخوار بدکردار کی خبر لانے کو روانہ کئے تھے وہ واپس آئے اور اُنھون نے عرض کیا کہ بہتر برق فرنگی اور جانسوز بن قران اول و سمک ملطافی و جواہر بن عمرو و فیروزہ بن عمرو اور نعمان خنجر گزار بن عمرو و عمران خطائی و زیرک خطائی یہ آٹھون عیار خونخوار بن دجال کے مقابلے مین بڑی بڑی عیاریان کر کے شہید ہو گئے اور ملکہ جادو کو اِن کا بہت بڑا غم ہوا آخرکار خونخوار نے اُس کے قلعہ پر حملہ کیا ملکہ جادو سوا سو مصاحبین کے ساتھ دریا مین غرق ہو گئی اور تمام قلعہ تباہ و برباد ہو گیا ہزارون لاکھون مسلمان رعایا شہید ہو گئی ایک متنفس بھی اسلام کا نام لینے والا نہ بچا اب خونخوار نے قلعۂ عنطلی آباد کی حکومت اژدر گراز دندان کی سپرد کی اور خود جانب اندلس روانہ ہوا یہ سُنکر اسد غازی کو اِن آٹھون عیارون اور ملکہ جادو کے قتل و غرق ہونے کا کمال درجہ صدمہ ہوا اور بڑی دیر تک روتا رہا اپنے سردارون سے کہا کہ اب جانب عنطلی آباد روانہ ہو کل صبح کو ہم یہان سے چل کھڑے ہونگے تمام لشکر مین تیاری کوچ کی ہونے لگی آلات حرب و ضرب زنگ و خون سے صاف ہونے لگے سپاہیون

نے خود و زرہ درست و چست کئے سوارون نے ساز و یراق آراستہ کئے ساری رات انتظام
و اہتمام مین بسر ہوئی جب شاہ خاوری نے قلعۂ مشرقی سے برآمد ہو کر لشکر سیارگان کو
پسپا کیا تو اسد غازی اپنے خیمے سے نکل کر جانب عنظلی آباد روانہ ہوا پہلو مین
ضرغام شیر دل مشورہ کنان ہم رکاب تھا اُس نے عرض کیا کہ قلعۂ عنظلی آباد ایسے
موقع پر واقع ہے کہ اگر قلعہ مین ہزار آدمی ہون تو غنیم ایک لاکھ فوج سے اُس مین داخل نہین
ہو سکتا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ انتر گرز دندان قلعے سے نیچے اُتر آئے
اسد غازی نے اسد ثانی سے اس معاملے مین مشورہ کیا سب کی یہ رائے
ہوئی کہ عدلان شاہ اور فضلان شاہ اول مقابلے کے لیے روانہ کئے جاوین جب
مقابلہ ہو تو یہ پسپا ہو جاوین تا وہ اُن کا تعاقب کرے جب وہ تعاقب کرتا ہوا قلعے سے بہت
دور نکل آئے اور پہاڑون کے تنگ و تاریک راستے ختم کرکے میدان مین آجاوے
تو اُس وقت پلٹ پڑین اور ابراہیم بن مالک قلعے پر حملہ کر دین اس ترکیب سے
بہت جلد فتح حاصل ہوگی یہ مشورہ آپس مین طے ہو کر اسد غازی کو اطمینان ہوا
اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے جاتے ہین جب قریب عنظلی آباد پہونچے تو فوج
کے تین حصے کیے دس ہزار سوارون کی افسری عدلان شاہ اور فضلان شاہ
کو مرحمت کی اور حکم دیا کہ تم در قلعہ کے مقابلے مین جا کر میرے نام کا نعرہ کرنا تاکہ
وہ سب تم سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہون اور بارہ ہزار جو ان قلعے پر حملہ کرنے کے
لیے منتخب کئے گئے ان کے سردار ابراہیم بن مالک مقرر تھے ان کو حکم ہوا کہ
قلعہ کی بائین جانب وادی کوہ مین پوشیدہ رہین جب وقت انتر عدلان شاہ
کا تعاقب کرے اور قلعے سے کسی قدر فاصلے پر آجائے تو تم اُس وقت قلعے پر دھاوا
کرنا اور فوراً قلعے کے اندر داخل ہو جانا تیسرا حصہ فوج کا اسد غازی نے اپنے پاس
رکھا اور ایک جنگل مین پوشیدہ ہو کر منتظر اس امر کے رہے کہ ان دونون فوجون
مین سے کسکو مدد کی ضرورت ہوتی ہے اسد غازی نے مالک بن ابراہیم اور
عدلان شاہ و فضلان شاہ کو اپنے اپنے موقع پر روانہ کر دیا اور کہا کہ تم مین
سے جس کو اعانت کی ضرورت ہوگی مین فوراً پہونچ جاؤنگا کیونکہ ہم ایسے موقع پر
قیام پذیر ہونگے جہان سے دونون مقام صاف نظر آتے ہین ادھر ضرغام شیر دل
تبدیل ہیئت قلعے کے اندر داخل ہوا اور وہان کے کل حالات ضروری دریافت
کرکے واپس آیا اسد غازی سے تمام حالات بیان کئے کہ قلعہ بہت مضبوط اور
مستحکم ہے اگر وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا تو بڑی دقت ہوگی ادھر عدلان شاہ اور
فضلان شاہ مع دس ہزار سوارون کے روبروے قلعہ آکر مقیم ہوئے اور
للکار کر آواز دی کہ باش او قرم ساق نعرۂ اسد ؎ اسد شہسوارم کہ در روز
جنگ + بدرم دل شیر و چرم پلنگ + انتر گراز دندان کو پہلے ہی خبر ہو چکی تھی
کہ اسد غازی دس ہزار سوارون سے قلعے پر حملہ کرنے کے لیے آ گیا ہے وہ مقابلے
کے لیے بیٹھا تھا اسد کے نام کا نعرہ سنتے ہی قلعہ سے باہر نکل آیا اور اپنے پچیس ہزار

سوارون کو للکار دیا کہ خبردار یہ جانے نہ پائین انھین گھیر کر مار لو تمام فوج ایک دم سے
حملہ آور ہوئی دست بدست تلوار چلنے لگی عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو کفار جہنم داصل کر دیئے مگر ایک دم سے رُخ بدل دیا
اور پیچھے ہٹ کر گھوڑون کو اڑ دی دس ہزار سوار جو ایک دم سے مفرور ہوئے
اور انتر گراز دندان نے للکارا تو سب نے بڑے زور و شور سے تعاقب کیا
اُسی زور مین قلعے سے بہت دور تک نکل آئے اُدھر مالک بن ابراہیم نے
موقع پا کر قلعے پر حملہ کر دیا اور ادھر عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے جگہ دیکھ کر
رُخ بدل دیا اب پھر نہایت زور و شور سے تلوار چلنے لگی اور لاش پر لاش دھڑا دھڑ
گرنے لگی نیزے کلیجے کے پار ہوئے ملک الموت نے جلد جلد روح قبض کرنا
شروع کی اُدھر اسد غازی نے دیکھا کہ ابراہیم بن مالک تو قلعے مین داخل
ہو گئے ہین اب کیا ہے غالبًا اب بہت جلد فتح کر لین گے اس لیئے دوسری جانب
سے انتر گراز دندان کی فوج پر حملہ کر دیا اب جو اسد غازی نے اپنے نام کا
نعرہ کیا تو انتر گراز دندان بہت گھبرایا کہ یہ کیا معاملہ ہوا مین نے تو اسد کا
مقابلہ کیا اور اُس کا تعاقب کرتا ہوا یہان تک آیا اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے
لیکن پھر عقب سے اسد کے نعرے کی آواز کیونکر سے آئی پلٹ کر جو دیکھتا ہے
تو اپنی فوج کو چارون طرف سے گھرا ہوا پایا سمجھ گیا کہ قضا نے گھیر لیا اب جان بچا کر
نکلنا دشوار ہے دل مین سوچا کہ اب اسد کو ٹوکنا چاہیئے اگر اُس کو مار لیا تو لڑائی
فتح کی ورنہ قضا تو آہی چلی ہے کیا چارہ ہے دل مین یہ خیال کر کے وہ اسد غازی
کی آواز پر دریلائے فوج مین شناوری کرتا ہوا آرہا ہے ادھر اسد غازی بھی اسی
فکر مین ہین کہ کسی نہ کسی طرح انتر گراز دندان سے مقابلہ ہو جاوے تو بہتر ہے
تاکہ جلد وارا نیارا ہو جاوے آخر کار دونون ایک دوسرے کے سامنے آ گئے
اسد غازی نے للکارا کہ باش او قرم ساق کدھر جاتا ہے میرے سامنے آ یہ سُنکر
انتر گراز دندان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے خالی دے کر
ایک تھپڑ ایسا مارا کہ اُس کا منھ چرخا ہو گیا وہ فورًا گھوڑے پر سے کودا اور چاہا کہ
اسد غازی سے لپٹ جاوے اُسد غازی نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا
ایک جھونک دے کر بلند کیا اور اُچھال کر آتے آتے چورنگ ہوائی کیا اب انتر
گراز دندان کی فوج نے گھونٹ کھایا ایک تو یونہین چارون طرف سے
پامال ہو رہی تھی اب بے سردار ہو گئی کیونکر لڑتی بھڑتی بھاگ کھڑی ہوئی مگر
بھاگنے کا راستہ کہان تھا سب نے اپنے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور علم امان
بلند کیا اب اسد غازی نے ہاتھ روکا اور عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
اپنی اپنی تلوار نیام مین کی لڑائی کا خاتمہ ہوا قلعے کی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ ایک
معمولی لڑائی کے بعد ابراہیم بن مالک نے قلعے پر قبضہ کر لیا اسد غازی جانب
قلعہ روانہ ہوئے داخل قلعہ ہو کر ابراہیم بن مالک سے ملے ہر جانب سے صدا آ

مبارکباد بلند ہوئی لیکن اسد غازی کو ملکہ جادو اور عیارون کا اس قدر غم تھا کہ اِس فتح کی کچھ خوشی حاصل نہ ہوئی قلعے مین پھر سے مسلمانون کی آبادی ہوئی اور کفر کا نام مٹا یا گیا تمام خونخوار کی تابع فوج مطیع اسلام ہوئی اور سب نے کلمۂ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کیا اب چند ملازمان انترگراز زندان سے جو خونخوار کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعۂ ہفت منظر کی جانب روانہ ہوا ہے اب اسد غازی نے عدلان شاہ کو اِس قلعے کی حفاظت کے لیے یہین چھوڑا اور فرمایا بہت ہی ہوشیاری سے رہنا اور ہر امر کی ہم کو اطلاع کرتے رہنا اور خود تیاری کوچ کر کے جانب ہفت منظر روانہ ہوئے ان کو تو اسی حال پر چھوڑا جاتا ہے ان کا حال وقت پر بیان ہوگا لیکن اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان ہوتا ہے کہ خونخوار بن دجال جانب زنگبار منزل بمنزل براستہ تری و خشکی کلطے کرتا ہوا جا رہا ہے جب قریب زنگبار پہونچا تو طویل شاہ زنگی کو یہ خبر پہونچی کہ خونخوار بن دجال مع فوج بے شمار مقابلے کے لیے آیا ہے طویل شاہ زنگی نے ثریا ے زنگی کو بلا کر مشورہ کیا کہ اے فرزند اس وقت کیا مصلحت ہے سُننے مین آیا ہے کہ سات لاکھ فوج جرار خونخوار بن دجال اپنے ہمراہ لایا ہے یہ سُن کر ثریا ے زنگی نے دست بستہ جواب دیا کہ سوائے جنگ کے اور کوئی چارہ نہین معلوم ہوتا اور یہ تو سراسر ظاہر ہے کہ ہم کو اُس کے مقابلے کا یارہ نہین طویل شاہ نے کہا اپنے تمام اعزا و احباب و خراج گزارون کو اس مضمون کے نامے لکھ کر روانہ کرو کہ خونخوار بن دجال نے ہمارے ملک پر چڑھائی کی ہے ہم سے کچھ بن نہین پڑتا یہی وقت اعانت و مددگاری ہے لہٰذا تم سب کو بہتر و مناسب ہے کہ جس قدر فوج فراہم ہو سکے اپنے ساتھ لے کر جلد آؤ یہ نامے لکھوا کر طویل شاہ نے چارون طرف روانہ کیے تین چار روز مین قریب تین لاکھ کے فوج جمع ہو گئی اب طویل شاہ نے حسین مغربی کو جسکی عمر قریب بارہ سال کے تھی تمام عورتون کے ہمراہ بیابان سومنات مغرب مین روانہ کر دیا تاکہ وقت شکست ناموس کی بے حرمتی نہ ہو اور سلطان زرین اور فاخر سلطان بن زرین کو قلعے سے دو کوس کے فاصلے پر صف آرا ہونے کا حکم دیا اس کے یہان ایک عیار ہشام تیز پر ان تھا جس کو فوج خونخوار بن دجال کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا تھا اس نے ایک فقیر کا بھیس بدل کر لشکر خونخوار بن دجال کا رُخ کیا اور وہ مانگنے کل حالات دریافت کرنا شروع کیے رفتہ رفتہ بارگاہ خونخوار مین داخل ہوا عرض بیگی نے خونخوار سے آکر عرض کی کہ ایک فقیر درِ بارگاہ پر کھڑا ہے خونخوار تو اِس فکر مین تھا ہی کہ کوئی شخص زنگی دستیاب ہو تو اُس سے کچھ حالات دریافت کرے چنانچہ اُس نے حکم دیا کہ اُس فقیر کو اندر بھیج دو فقیر اندر آیا خونخوار بن دجال نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور اسی ملک کا باشندہ ہے یا اور کہین کا اُس نے عرض کی کہ مین اسی ملک کا رہنے والا ہون اور بھیک مانگ کر اپنی بسر

اوقات کرتا ہون آپ کا جو لشکر یہان آیا تو مین نے خیال کیا کہ سپاہی و بہادر
بہت سخی ہوتے ہین مجھے میری حالت دیکھ کر خوشحال کر دین گے لیکن یہان آکر
جو دیکھا تو سپاہی ہونے مین ان سب کے شک نہین ہر ایک پہلوان نامی رستم
ثانی ہے اور ہر ایک سردار گرامی اسفندیار وقت ہے لیکن دیا کسی نے بھی کچھ
نہین ان سات لاکھ آدمیون سے تو وہ تین لاکھ فوج بدرجہا اچھی ہے اگرچہ کمزور
ہے مگر ہمین بہت کچھ دیا مالا مال کر دیا خونخوار بن دجال کو فقیر کی یہ آزادانہ گفتگو
پسند آئی اس نے کہا شاہ صاحب اگر آپ میری ملازمت کرین تو بہت مناسب ہے
مین بہت خوشی سے آپ کو نوکر رکھ لونگا یہ سن کر فقیر نے کہا کہ بابا اگر تیری یہی
خوشی ہے تو یہی سہی کچھ دنون یونہین گذار دونگا لیکن مذہب کے بارے مین کبھی
کسی طرح کی گفتگو نہ کیجاوے مجھے اپنے فعل کا اختیار رہے جو مذہب چاہون اختیار
کرون یہ سن کر خونخوار بن دجال نے جواب دیا اس سے آپ مطمئن رہین اس کا
کبھی درمیان مین ہمارے آپ کے ذکر بھی نہ آویگا مذہب سے ہمین کیا مطلب ہے
عیسےٰ بدین خود موسےٰ بدین خود غرض باہمین طے کر کے فقیر یہان رہنے لگا اور دربار
خونخوار بن دجال کے یہان اس درجہ اس نے اپنا اعتبار بڑھایا کہ اس کو
اور کسی کا اس کے مقابلے مین اعتبار نہ رہا جب شام ہوئی اور خونخوار بن دجال
کے سونے کا وقت آیا تو ہشام تیز پران نے بارگاہ کے دربانون کو شربت
کے ذریعے سے بیہوشی پلادی سب پی کر بیہوش ہوئے اس کے بعد اندر
بارگاہ کے داخل ہو کر خونخوار بن دجال کے پاؤن دبانے لگا جب دیکھا کہ وہ
غافل سو گیا ہے تو کچھ عیاری مین بیہوشی رکھ کر اس کی ناک کے نتھنون کے پاس
لے گیا سانس لیتے ہی خونخوار بن دجال بیہوش ہوا ہشام تیز پران فوراً اس کا
پشتارہ باندھ کے اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی لگا کر لے چلا دربان تو بیہوش ہی تھے
لیکن اور لوگون نے پوچھا کہ شاہ جی صاحب یہ کیا آپ لیے جا رہے ہین تو
اس نے جواب دیا کہ بھائی ہمارے سردار کے خیمے مین کتا گھس آیا تھا ہمین حکم
ہوا ہے کہ اسے لے جا کر دریا مین چھوڑ دو یہ کہتا ہوا لشکر سے نکل کر سومنات معرکہ
کی طرف روانہ ہوا جب قریب فوج زنگبار پہونچا اور اپنی فوج مین داخل ہوا تو
ثریا سے زنگی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ اے ہشام تو اس وقت
ایسا فقیر بنا ہوا ہے کہ مین نے بمشکل تجھے پہچانا مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب آپ جرہ
پر امیر حمزہ صاحبقران کا لشکر قیام پذیر تھا اور ہرمز و فرامرز کی فوج بھی
فروکش تھی تو تو نے شرط بد کر لندھور بن سعدان اور کرب غازی پر عید
کی تھی اب یہ کس کا پشتارہ لایا ہے ہشام نے دست بستہ عرض کی حضور یہ سات
لاکھ فوج کا سردار ہے دجال کا بیٹا خونخوار ہے تو یہ بہت خوش ہوا
اور فوراً حکم دیا کہ آہنگر کو بلاؤ اسی وقت آہنگر حاضر ہوا خونخوار کو پابزنجیر کرنے کا
حکم دیا آہنگر نے پابندی حکم کی جب خونخوار بن دجال کو ہوش آیا تو اپنے کو مقید پایا

اور دیکھا کہ غیر آدمیون مین قید آہن سے مسلسل پڑا ہون لوگون سے اُلجھ کر پوچھنے لگا کہ مین کہان پڑا ہون بیدار ہون یا خواب دیکھ رہا ہون ہشام نے کہا کہ مین کیا سمجھے آپ کو یہان اُٹھا لایا تھا یہان پر آکر ہم اور آپ دونون قید ہو گئے یہ لشکر سلطان زنگی کا ہے افسوس ہے کہ آپ اتنے دور و دراز ملک تو طے کرکے یہان آئے اور کچھ ہاتھ نہ آیا آہنگرون نے آپ کو زنجیر و طوق سے مسلسل و مطوق کر دیا ہے ثریائے زنگی نے حکم دیا کہ اس بے حیا کو دربار مین لاؤ اور شہنشاہ طویل زنگی کے حضور مین پیش کرو خونخوار بن دجال پابزنجیر دربار مین پہونچایا گیا ثریائے زنگی اپنے دنگل پر آکر بیٹھے اور ہشام پہلو مین آکے کھڑا ہو گیا طویل زنگی نے پوچھا کہ یہ کونسا قیدی ہے اسے اس وقت یہان کیون لائے ہو ثریائے زنگی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار یہ خونخوار بن دجال ہے ہشام تیز پران اسے عیاری کرکے باندھ لایا ہے یہ سُنکر طویل زنگی بہت خوش ہوا اور ثریائے زنگی سے اشارہ کیا کہ اس کو ہدایت کرو شاید راہ راست پر آجاوے ثریائے زنگی نے بفصاحت و بلاغت یہ تقریر کی کہ اے خونخوار بن دجال مین نے سُنا ہے کہ تو ابلیس پرست ہے کیا یہ سچ ہے اگر درحقیقت تو شیطان کی پرستش کرتا ہے تو مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ کیا تجھ کو شیطان کے حالات سے آگاہی نہین ہے کیا تو نے کبھی یہ نہین سُنا ہے کہ شیطان سب کو گمراہ کرتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس نے لوگون کو بہکانے کا بیڑا اُٹھا لیا ہے تو نے اُس ملعون کو اپنا خدا بنا لیا ہے میرا خیال ہے کہ تیرے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب بدتر نہین اور تیرا یہ طریقہ دین و دنیا مین تیرے واسطے بہتر نہین مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ کوئی شیطان بت زرین سخنگو کے نام سے تیرے ہمراہ رہتا ہے اور وہ تجھ سے سب حال آئندہ و موجودہ کہتا ہے خونخوار بن دجال نے جواب دیا کہ درحقیقت پہلے مین ابلیس پرست تھا مگر اب آئینہ پرست ہون اور وہ بت زرین سخنگو دراصل دیو بادبان تھا وہ ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا حوت آئینہ پرست کی مین نے اطاعت قبول کی ثریائے زنگی نے کہا کہ آئینہ پرستی اُس سے زیادہ بدتر ہے گویا اپنا خدا آپ ہی بنا یہ مذہب اُس سے بھی زیادہ واہیات ہے اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا ہنسی کی بات ہے بہتر ہے کہ خداوند حقیقی کو مان اور اُسی کو پہچان کہ اُس کے سوا کوئی قابل سجدہ نہین اور سوا اُس کے کوئی کسی کا بندہ نہین یہ سُن کر خونخوار بن دجال نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ مجھ کو قید کرکے جو چاہتے ہو کہتے ہو اور تم یہ سمجھتے ہو کہ مین مجبور و بیکس و بے بس ہون اس واسطے میرے مذہب پر حملہ کرتے ہو اور ایک عیار کی عیاری کے بھروسے پر اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہو ثریائے زنگی نے جواب دیا اگر زیر ہو گا پھر تو ہمارا مذہب قبول کریگا ہم بھی یہ نہین چاہتے کہ تجھ کو مجبور اور بے بس کرکے تجھ سے زبردستی کوئی اقرار لین بہتر ہے کہ ہم سے مقابلہ کر اگر زیر ہوا تو

ہمارے خدا پر ایمان لانا اور اگر غالب آنا تو اپنے لشکر مین چلے جانا طویل نے یہ تقریر
سُن کر آہنگرون کو حکم دیا کہ اس کی زنجیر و بیڑی کاٹ دو خونخوار بن دجال درحقیقت
بڑا زبردست، و طاقت ور پہلوان تھا اپنے ممالک مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتا تھا یہی
وجہ تھی کہ لاکھون آدمی مطیع ہو کر اس کی فوج مین داخل ہوئے اور ہزارون
سردارون کو مار کر یہ خونخوار کہلایا جب اس نے بادشاہ کا حکم قید سے رہا کرنیکا
سُنا تو مثل تار عنکبوت کے ایک ہی جھٹکے مین زنجیرون کو توڑ کر پھینک دیا اور
طوق و بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے طویل زنگی نے اس کو ایک دنگل کے
اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ اُس پر آ کر بیٹھا اِدھر تو یہ یہان بیٹھا ہوا ہے اور وہان
اس کے لشکر مین جو دربان بارگاہ ہوشیار ہوئے تو کچھ شبہہ ہوا اندر بارگاہ
کے جا کر دیکھا تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال مع فقیر کے غائب ہے اب سارے
لشکر مین ہلڑ ہو گیا کہ خونخوار مع فقیر کے غائب ہو گیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ وہ
فقیر کوئی عیار تھا خونخوار کو بیہوش کر کے لے گیا بہتر ہے کہ سلطان زنگبار
کے لشکر مین جا کر جستجو کرین یہان ثریائے زنگی نے دو گھوڑے ساز و یراق
سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسلحہ منگوائے اور خونخوار بن دجال کے سامنے
پیش کیے اور کہا کہ یہ سب چیزین دو دو ہین ان مین سے ایک ایک اپنے واسطے
منتخب کر لو خونخوار بن دجال نے نیزہ و خود و زرہ و تلوار اور تمام سامان جنگ
مین سے ایک ایک چیز اپنے لیے پسند کی اور دریائے آہن مین غرق ہو کے
گھوڑے پر سوار ہوا ثریائے زنگی بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلے کے لیے تیار ہوا
سلطان زنگی نے ثریائے زنگی سے کہا کہ اے برادر اول مین اس سے
مقابلہ کرونگا کیونکہ میرے ہوتے ہوئے آپ کا مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے
یہ سُن کر ثریائے زنگی نے کہا کہ گفتگو مجھ سے ہوئی ہے مجھی کو مقابلہ کرنا مناسب
ہے کہ مین اس کا مقابلہ کرون مگر سلطان زنگی کو انتہا کا جوش تھا ثریائے
زنگی نے بہت کچھ منع کیا مگر سلطان زنگی نے ایک نہ سُنی آخر ثریائے زنگی مجبور
ہو کر خاموش ہو رہا اور سلطان زنگی خونخوار بن دجال کے مقابلے مین آیا
دونون باہم نگاور زن ہوئے کوئی مین قدم مرکب خونخوار کا پیچھے ہٹا اور اس سے
کچھ کم سلطان کا دونون نے نیزے سنبھالے خونخوار بن دجال نے نیزہ تان کر
مارا سلطان نے سنان کو نوک سنان پر روکا نیزون سے چنگاریان نکلنے لگیں
اور دونون شہسوار اس خوبصورتی سے نیزہ بازی کرنے لگے کہ ہر دوست و
دشمن کے منھ سے صدائے احسنت و آفرین نکلی قریب سو طعن کے آپس مین
رد و بدل ہوئی ایک مقام پر جو خونخوار بن دجال نے نیزے کا وار کیا تو سلطان
نے اس کے نیزے کو اپنے نیزے مین اُلجھا کے ایک ایسی جھٹکی دی کہ نیزہ
خونخوار کا ہوائی ہو گیا چہار جانب سے تحسین و آفرین بلند ہوئی خونخوار نے
نادم ہو کر میان سے تلوار نکالی اور پکار کر کہا کہ نیزہ بازی خیال بازی کوئی چیز نہین ہے

مردان عالم ہر ایک لڑائی کا تصفیہ تلوار سے کرتے ہین یہ کہکر اور جھپٹ کر ایک
ہاتھ تلوار کا مارا سلطان زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ جوہردار اور
دست زبردست خونخوار سے سپر خیار تر کی طرح کٹ گئی اور تلوار سر مین اُتر گئی سلطان
نے چاہا کہ دستانہ مارے مگر تلوار بجلی کی طرح گلو تک پہونچ کے کھنچتی ہوئی نکل
آئی فاخر بن سلطان بے اختیار ہو گیا اور شاہ طویل زنگی بھی بیتاب ہو گیا
اسی بے اختیاری مین ان دونون کے منھ سے نکل گیا کہ مارلو اس قرم ساق کو
ہرچند ثریائے زنگی ہان ہان کرتا رہا اور اُس نے چاہا کہ مین تنہا مقابلہ کرون
مگر بادشاہ اور سپہ سالار کا حکم پاتے ہی سب سردارون نے اُس پر ایک دم
سے حملہ کر دیا خونخوار بن دجال اب نہنگانہ لڑنے لگا اور ثریائے زنگی خاموش
ہو کر الگ کھڑا ہو گیا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار کیا کہیگا کہ اکیلے آدمی پر اتنے
ٹوٹ پڑے اور تنہا کوئی اُس سے مقابلہ نہ کر سکا اُدھر سرداران خونخوار
بن دجال قریب لشکر زنگیان پہونچ چکے تھے اپنے مالک کے نعرے کی جو
ان سب نے آواز سُنی تو اُنھون نے بھی وہین سے للکارا اور تلوارین اپنی اپنی
کھینچ کھینچ کر دریائے فوج مین کود پڑے اور شناوری کرنے لگے اُنکے پیچھے باقی
کل فوج بھی خونخوار کی آگئی اور ادھر یہ تین لاکھ فوج بھی تیار ہو گئی بات
کرنے مین دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے اور گھمسان کی تلوار چلنے لگی تلوارون
کی بجلیان گرتی تھین نامرد خوف سے سہمے جاتے تھے اور بہادر سینہ سپر کئے ہوئے
رستمانہ و دلیرانہ لڑ رہے تھے ہر جانب سے نعرون کی گرج کلیجے ہلاتی تھی اور ہر سو
سرون کا مینھ برس رہا تھا خون کا دریا نہایت زور و شور سے بہنے لگا اور لاشین
تیرنے لگین موت کا بازار گرم ہوا سر فروشیان ہونے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو بحر زخار بڑے ہی جوش و خروش مین آکر مل گئے ہین دونون فوجون کے
نقیبون نے بڑھ کے خوش آیند آوازون سے دار فانی کی مذمت مین کچھ اشعار
گانا شروع کئے اور اپنی فوجون کو جوش جرأت دلانے لگے اشعار

اے جوانان صف شکن دیکھو ۔۔۔ نہین رہنا ہمیشہ یان تمکو
آخر اک روز سب کو مرنا ہے ۔۔۔ سب کو دن زندگی کے بھرنا ہے
پھر کسی کیون رہے کوئی باقی ۔۔۔ زندگی کسکی رہ گئی باقی
ہے نہ رستم جہا نہین ہے سہراب ۔۔۔ نہ ہے دارا جہا نہین ہے دارا
نہ سکندر رہا نہ ہے جمشید ۔۔۔ نہ فریدون رہا نہ ہے خورشید
گو نہین انمین ہے کوئی باقی ۔۔۔ نام ہین اُنکے پر ابھی باقی
ہان یہی وقت ہے شجاعت کا ۔۔۔ ہان یہی وقت تو ہے جرأت کا
پیچھے ہٹنے نہ پائین پانون کہین ۔۔۔ آگے بڑھنے کی بھی جگہ تو نہین
رستم اسوقت مین اگر ہوتا ۔۔۔ وہ بھی جان اِس لڑائی مین کھوتا
روح اُسکی تمھارے ساتھ ہی ہاں ۔۔۔ آبرو بس تمھارے ہاتھ ہی ہاں

دیکھو دشمن کی فوج بھگتی ہے	جتنا بڑھتے ہو تم وہ ہٹتی ہے
ایک حملے کی ہے کسر باقی	تھوڑے سے رہ گئے ہین سر باقی

یہ اشعار پڑھ کر جانبین کے نقیبون نے اِس قدر جوش دلایا کہ ہر ایک نامرد مرد ہو گیا اِس لڑائی مین رستم و اسفندیار کا نام گرد ہو گیا ہر ایک سپاہی یہ چاہتا ہے کہ اپنے غنیم کی کل فوج کو ایک دم سے قتل کر ڈالے ایک کو زندہ نہ چھوڑے اور اپنے نام پر نقارۂ فتح و ظفر بجوا دے ادھر تو یہ جنگ مغلوبہ بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے اُدھر طرفین کے سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے مقابل کے سردارون کو ٹوک ٹوک کے لڑ رہے ہین خونخوار بن دجال کے ایک سردار فسیل مشت زن نامے نے ثریائے زنگی کو ٹوکا آگے بڑھنے سے روکا خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا وار کیا ثریائے زنگی نے خالی دے کر جو ایک ہاتھ جنیون کا مارا گردن سے قلب تک تلوار اُتر گئی اور ایک دم مین اُس کی لاش تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئی فاخر بن سلطان بھی لڑتا ہوا جا رہا تھا اور یہ ہاتھ جو ثریائے زنگی نے بڑی صفائی سے نکالا تھا اُس نے بھی دیکھ لیا تھا بے اختیار واہ واہ کرنے لگا یہ تو ادھر محو چشم تھا اُدھر پشت پر سے خونخوار بن دجال کے ایک سردار فرزیل گرز زن نامے نے ایک گرز جو آکر مارا تو فاخر بن سلطان کے ہٹتے ہٹتے وار کارگر ہو چکا تھا ایک ہاتھ تلوار کا اُس صفائی سے نکال کر گھوڑے سے گرا کہ اُدھر اُس کی لاش تڑپ رہی تھی اُدھر دشمن کا دم نکل رہا تھا اب ثریائے زنگی کو آکر زرہاد فیل زور نے للکارا ثریائے زنگی اُس کی آواز پر پہونچا پہلو سے خونخوار بن دجال کے نعرے کی آواز آئی اب اُدھر مخاطب ہوا اور یہ تھا ہی اسی فکر مین کہ خونخوار سے تنہا مقابلہ ہو خونخوار نے دوڑ کے تیغے کا ہاتھ مارا ثریا گھوڑے سے کود کے خالی دے گیا کیونکہ اُس کا وار بلائے بے درمان تھا روکنا عین حماقت تھا خونخوار بن دجال بھی گھوڑے پر سے کودا پھر دوسرا ہاتھ مارا پھر ثریائے زنگی نے خالی دیا اور جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین کے خونخوار کے ہاتھ سے پھینک دے خونخوار پہلوان زبردست تھا تلوار اس نے نہ چھوڑی ثریائے زنگی نے دوسرا ہاتھ بھی اُس کی کلائی پر ڈال دیا خونخوار نے مجبور ہو کر ہاتھ سے تلوار کو گرا دیا اور لپٹ گیا ثریائے زنگی نے چاہا کہ خونخوار بن دجال کو اپنا زور دکھائے ایک ہی حملے مین چاہا کہ سر سے بلند کرے قضائے کار زرہاد فیل زور لڑتا ہوا یہان پہونچ گیا اِس نے جو یہ معرکہ دیکھا ایک برچھا لیک کے ثریائے زنگی کی پشت پر زور سے مارا سینے کے اُس پار سے اِس پار نکل آیا اب ثریا مین کیا تھا تڑپ کے زمین پر گرا یہ حادثہ دیکھ کر طویل زنگی کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا جھپٹ کر زرہاد فیل زور کے سر پر تلوار ماری اُس نے سپر بلند کی تلوار جوہر دار سپر کو کاٹتی ہوئی سر مین زرہاد کے در آئی زرہاد فیل زور نے دستانہ مارا طویل زنگی کی تلوار اُچٹ کے پٹ پڑی

ادھر پہلو سے خونخوار بن دجال نے خنجر مارا طویل زنگی کے جگر کے پار ہو گیا
اور تڑپ تڑپ کر یہ بھی ٹھنڈا ہوا سلیم تیر انداز نے ہشام تیز پر ان کو تاکا
کہ وہ بھی بفنون عیاری لڑ رہا تھا سلیم تیر انداز نے ایک تیر ایسا تاک کر ہشام
کے سینے پر مارا کہ پشت سے نکل گیا وہ بھی جان بحق تسلیم ہوا کشمیر شیر سوار نے للکار کر
آواز دی کہ اے بہادران خونخوار اب بقیہ فوج کو بھی گھیر کے مارو سردار تو اے
مارے گئے اب یہ سب بے سردار کے ہین ان کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے کیونکہ شاہ
زنگبار اور سپہ سالار تک کام آچکا ہے یہ سن کر فوج زنگیان کے دل ٹوٹ گئے
اور سب کے جی چھوٹ گئے ایک تو یون ہی شمار مین کم تھے اب بے سردار ہو گئے
بالکل مجبور و ناچار ہو گئے اور فوج حریف شیر ہو گئی پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئی چند
ساعت مقابلہ کر کے فوج زنگبار نے شکست کھائی ڈیڑھ لاکھ آدمی قتل اور
زخمی ہوئے باقی ماندہ قید ہوئے اور کچھ آزاد ہو کر جدھر سینگ سمایا ادھر چلے گئے
خونخوار بن دجال نے طبل امان بجوایا فتح پائی اور قلعہ کا کل سامان ہاتھ آیا
سبھون نے کمرین کھولین ہاتھ سے ہتھیار رکھے کوئی اپنی جگہ پر آ کے بیہوش ہو گیا
کسی کا لڑائی مین دم اٹکا ہوا تھا خاتمے پر خود بھی ختم ہو گیا لاشین ان کی اٹھوا کر
دریائے زنگبار مین ڈالی گئین زخمیون کی مرہم پٹی کی گئی قلعے پر آ کے خونخوار نے
قبضہ کیا مذہب آئینہ پرستی کا اعلان کیا اہل اسلام کو بلوا کے جلا وطن یا قید
کیا خونخوار مردار خوار تھا اس طرح بھی اپنا صید کیا جہان تک ہو سکا اسلام
کا نام مٹایا آئینہ پرستی کا سکہ جمایا مسجدین اور خانقاہین کھدوا کے آئینہ خانے
بنائے گئے کل عمارات اسلامی گرائے گئے ہر طرح سے مسلمانون کی خبر لی
جہان تک ہو سکا اچھی طرح کسری تخت شاہی پر بیٹھ کے لاف و گزاف کرنے لگا
ہمچنین دیگرے نیست کا دم بھرنے لگا تمام سرداران و مشیران خونخوار بن دجال
آ آ کے اپنی اپنی جگہ پر کرسیون اور ردنگلون پر متمکن ہوئے ایک سردار نے پوچھا
کہ حضور آپ غنیم کے لشکر مین کیونکر آئے تھے ہم لوگون کو سخت پریشانی تھی کہ یہ
کیا حادثہ ہوا جو دفعتاً آپ گم ہو گئے تھے خونخوار بن دجال نے جواب دیا کہ وہ
فقیر نمک حرام جس کو نوکر رکھ لیا تھا در اصل عیار تھا بڑا ہی مکار تھا مجھے سوتے
مین بیہوش کر کے اٹھائے گیا یہان لا کر زنجیر و طوق مین خوب اچھی طرح
سے مسلسل و مطوق کر کے دربار مین لایا ثریا کے زنگی نے مجھ کو نصیحت کرنا
شروع کی مین نے کہا کہ یہ تو بڑی ہی نامردی ہے کہ قید کر کے ایسی باتین سناتے
ہو یہ امر مردانگی اور شجاعت کے خلاف ہے یہ میدان مصاف ہے اگر ایک سے
ایک آدمی مقابلہ کرے تو معلوم ہو کہ کون کیسا ہے اور یون تو جو کہو وہ بجا
درست ہے ثریا کے زنگی نے کہا کہ اچھا ہم تمہاری قید دور کئے دیتے ہین
مجھ سے مقابلہ کرو اگر زیر ہونا تو ہمارا مذہب اختیار کرنا ورنہ اپنے لشکر مین سیدھے
چلے جانا مین نے اس شرط کو منظور کیا انھون نے چاہا کہ آہن گر بلا کر

قید کو تڑوا ڈالیں مین کسی کا محتاج نہ تھا مین نے خود ہی ایک جھٹکے مین زنجیرون
اور بیڑیون کو توڑ ڈالا اُس وقت مین مسلح و مکمل ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا
سلطان زنگی نے مجھ سے مقابلہ کیا فوراً میرے ہاتھ سے مارا گیا ایسی تلوار
مین نے ماری تھی کہ مع سپر کے سر کے دو حصے ہو گئے بادشاہ نے گھبرا کے
سب سردارون سے کہا کہ اُس کو گھیر کے مارو مین اب چارون طرف لڑنے لگا
مجھ کو یہ لوگ حلوا سمجھے تھے مجھ اکیلے نے جس طرف رُخ کیا تھا اور کر دیا لاش
پر لاش گرا دی دوہائی بلوا دی اتنے مین تم سب لوگ آ گئے حالانکہ تم لوگون
کی کچھ ضرورت نہ تھی ان سب کے لیئے مین اکیلا ہی کافی تھا جب مین چاہتا
سب کو مار کر نکل آتا غرضکہ اس طرح کے کلمات غرور و تکبر کے خونخوار بن
دجال ایک عرصے تک بکتا رہا اور سب سردار سر جھکا کے ہو کے سنتے رہے
اور ہان مین ہان ملاتے رہے اس کے بعد مشورہ ہوا کہ یہ خوشخبری حوت
آئینہ پرست کو بھی پہونچانا چاہیئے یقیناً وہ اس خبر کو سن کر بہت خوش ہو گا
خونخوار بن دجال نے اس تجویز کو قرار دیکر ایک منشی کو بلایا اور اس سے حکم کیا کہ
شاہ حوت آئینہ پرست کی خدمت مین ایک نامہ اس مضمون کا لکھو جسکا مضمون
یہ تھا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ مین بعد قطع مسافت و طے مراحل ملک زنگبار
مین پہونچا اور قلعے کے روبرو کچھ فاصلے پر صف آرا ہوا کہ اتفاق سے ایک
عیار کی عیاری مجھپر چل گئی اور وہ مکار مجھے بیہوش کر کے اُٹھا لے گیا وہان
نے جا کر آہنی قید کا بندوبست کیا اور اپنے نزدیک ہر طرح سے مجبور و
ناچار کر دیا اور سپہ سالار اور بادشاہ زنگبار نے یہ ہدایت و نصیحت کی
کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور مذہب آئینہ پرستی چھوڑ دو کیونکہ یہ مذہب بالکل
خراب و واہیات ہے یہ سن کر مجھ کو اس قدر غصہ آیا کہ مین نے زنجیرون
اور تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اُس وقت سب سے پہلے میرا مقابلہ
سلطان زنگی سے ہوا یہ پہلوان اور سب سے بڑا زبردست و توانا اور
نامی سردار تھا گویا سارے لشکر کی جان تھا مین نے جو اُس پر تلوار کا وار
کیا تو پہلے ہی وار مین مع سپر و خود و زرہ اور راکب و مرکب دو ٹکڑے
کر دیئے بس اُس کے مرتے ہی اُس کی فوج نے مجھپر چارون طرف سے حملہ کر دیا
مین نے باقبال شاہی دریائے فوج مین غوطہ مارا اور تن تنہا تین لاکھ فوج
سے لڑنے لگا کئی گھنٹے اکیلا لڑتا رہا ہزارون سردارون کو جان سے
مارا یہان تک کہ طویل زنگی شاہ زنگبار و شہریار کے زخمی و سپہ سالار
سلطان زنگی و فاخر بن سلطان وزیر با ذلیل زور اور تمام سرداران
زنگبار مارے گئے اُس کے بعد میرے سردار بھی سات لاکھ فوج کو ہمراہ
لیکر چڑھ دوڑے اب تو جنگ مغلوبہ ہو گئی ایک گھڑی بھر مین سبکو قتل اور قلع
و قمع کر ڈالا ہر طرف سے آواز الامان الامان بلند ہوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی

جان سے مارے باقی لوگ قید و مطیع ہوئے تعداد سے چند نکل بھاگے ہونگے ورنہ
کسی کو بھاگنے کا موقع حتے الامکان نہین دیا گیا قلعے پر آپ کے اقبال سے قبضہ
کر لیا ہے اور اب آپ کے حکم کا منتظر ہون اور راہ دیکھ رہا ہون کیونکہ آپ نے
تشریف لانے کا وعدہ کیا تھا اگر آپ کو ابھی تشریف آوری مین دیر ہو تو مجھے
اطلاع دیجیے تاکہ مین دیگر ممالک اسلام کا قصد کرون - خونخوار بن دجال
نے اس مضمون کا نامہ لکھوا کر تسخیر ہرزہ گو کو دیا کہ یہ بہت عقیل و سنجیدہ ہے اور
آداب شاہی اور قواعد نامہ بری سے واقف ہے یہ نامہ لے کر مع چند
جوانان جرار کے قطع منازل و طے مراحل کرتا ہوا شہر جوتیہ مین داخل ہوا
درِ بارگاہ پر پہونچ کر اطلاع کرائی کہ نامہ بر خونخوار بن دجال کا حاضر ہے امیدوار
باریابی ہے تسخیر ہرزہ گو کے آنے کی خبر جوت آئینہ پرست کو ہوئی اسی وقت
حکم باریابی ہوا یہ بحکم باریابی پاکر داخل بارگاہ ہوا جوت آئینہ پرست تخت پر
بیٹھا ہوا تھا گرد سرداران نامی اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے تسخیر
پہلے تو آداب شاہی بجالایا بعد اس کے نامہ خونخوار کا دونون ہاتھون پر
رکھ کر پیش کیا جوت آئینہ پرست نے میر منشی کو پڑھنے کا اشارہ کیا بموجب حکم
اس نے پڑھنا شروع کیا جوت آئینہ پرست مضمون نامہ سن کر بہت خوش ہوا
اور جواب نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے دوست وفادار و اے خیر خواہ
با دولت تمھاری اس لڑائی کے فتح ہونے سے ہمارا دل بہت خوش
ہوا کیا کہنا تمھارا ارے زمین پر کوئی مثل و نظیر نہین اگر رستم و اسفندیار و
تہمتن ہوتے تو وہ داد تمھاری بہادری کی دیتے اور حلقۂ اطاعت اپنے کان
مین ڈالتے اور صلصال بن دیو بن شمامہ بھی تمھاری شجاعت اور مردانگی
کی تعریف مین رطب اللسان ہین لیکن اب این جانب کا قصد جانب ملک
زنجبار روانہ ہونے کا نہین ہے کیونکہ اب تم اس کو فتح ہی کر چکے ہو اس طرف
جانا تحصیل حاصل ہے لہذا میرا قصد ہے کہ مع صلصال بن دیو بن شمامہ
و دیگر سرداران نامی و گرامی قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ ہون راہ
مین چند مرحلے طے کرنا پڑین گے ان کے بھی حالات سے تم کو اطلاع
دینا خالی از فائدہ نہین اجل طولا بہ سم قتندی کو قتل کرنا پڑیگا
پھر وزیر رزہ خان و بلج کو لیتے ہوئے براہ بخارا قلعہ ذوالامان کے
اوپر چڑھائی کرین گے وہان پر پیر فخاری اور ملک قہرش بن بیوقیہ
طوفانی اور القاش خون آشام اور مکلل خان اور دیگر سرداران
و ملازمان حمزہ صاحبقران سے مقابلہ سخت ہوگا بڑے بڑے معرکے پڑینگے
بہتر و مناسب ہے کہ تم بھی قلعہ ذوالامان کی طرف جلدی روانہ ہو دیر نہ ہونے
کیونکہ عین وقت پر اپنے کو وہان پہونچاؤ اور جو راستہ کہ مین نے تم کو بتا دیا
ہے اسی طرف کے ممالک تسخیر کرتے ہوئے آؤ مین بھی عنقریب روانہ ہوتا ہون

یہ نامہ لکھ کر رعونت آئینہ پرست نے تسخیر ہر زہ گو کو دیا اور دو روز اُس کو آرام دے کر روانہ کر دیا وہ تمام مسافت راہ کی طے کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیون کے صحیح و سالم ملک زنگبار مین پہونچ گیا اور اپنے سردار کی خدمت مین حاضر ہوا خونخوار بن دجال نے جواب نامہ جو پڑھا تو خوشی اور کبر و نخوت سے گدھے کی طرح سے اور بھی پھول گیا جو کچھ الفاظ تکبرانہ باقی رہے تھے وہ بھی بک ڈالے دو ایک روز خوب جشن ہوئے شبانہ روز ناچ گانا ہوتا رہا اور رات و دن شراب و کباب کا شغل جاری رہا آخر کار روانگی کا انتظام ہونے لگا فرزیل گرززن کو اُس قلعہ کی حکومت دی اور ساٹھ ہزار جوانان تہمتن اور دلیران صف شکن کو اُس کی اور قلعے کی حفاظت کے لئے مقرر کیا اور سب سے اقرار و عہد اطاعت فرزیل گرززن نے کر قلعے کو خوب مضبوط و مستحکم کرا دیا اُس کے بعد جہازات کی تیاری کا حکم دیا کئی سو جہاز تیار ہوئے اور دریاے زنگ مین لنگر زن ہوئے خونخوار بن دجال اپنی نقصان فوج کو پورا کر کے اُن جہازون کے اوپر سوار ہوا مال و اسباب قلعہ از قسم جواہر قیمتی ہمراہ لے لیا اور جانب ہندوستان روانہ ہوا اب یہان سے کچھ حال اسد غازی بن کرب غازی کا لکھا جاتا ہے کہ وہ قلعہ عنظلی آباد سے جانب قلعہ ہفت منظر روانہ ہوئے تھے تاکہ خونخوار بن دجال کی خون آشامی کا بدلہ لیا جاوے اور کفار کا خون اچھی طرح سے بہایا جاوے یہان یہ حادثہ ہوا کہ دُر دُرگوش عظیم بن دراج در درگوش نے قلعہ ہفت منظر سے الگ مع اپنے والد کے ایک صحرا مین پوشیدہ طور پر بود و باش اختیار کی تھی لیکن مخبرون نے تمہید زور آور برادر تمہید زور آزما کو آ کر یہ خبر دی کہ ایک عزیزدار بادشاہ کیوان فلک رفعت کا ایک صحرا مین چھپا ہوا ہے تمہید زور آزما نے چند سوارون کو حکم دیا کہ اُس شہزادے کو جا کر گرفتار کر لاؤ وہ بمجرد حکم پانے کے فوراً اُس صحرا مین آ کر موجود ہوئے بتلاش بسیار آ کر در درگوش کو گرفتار کیا اور گرفتار کر کے تمہید کے پاس لائے تمہید زور آزما نے اُس غریب سے کہا کہ تمھاری جان کی خیر اُس امر مین ہے کہ تم مذہب ابلیس پرستی اختیار کر دیہ سُن کر در درگوش نے تمہید کو جواب دیا کہ اے تمہید کیا بیہودہ بکتا ہے جو مذہب ہمارے بزرگون کا تھا وہی مذہب ہمارا ابھی ہے ہم جان و مال کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے ہین کہ اُس کے خوف سے اپنے قدیم مذہب کو بدل دین اور ہمارے نزدیک مذہب اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب حق نہین ہے اِس مذہب کے آگے سب مذہب باطل ہین اگرچہ ایک زمانہ ہمارا وہ تھا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت نے مجھکو اپنا بیٹا بنایا تھا اور اِس قدر مجھ سے محبت کرتے تھے کہ میری تکلیف سے اُنکو تکلیف ہوتی تھی مگر اب فلک نے یہ زمانہ دکھایا کہ نہ وہ خود رہے اور نہ میرا باپ ہی زندہ

ہے اور نہ سواے خدا کے کوئی اور ہے جو کہ ایسی مصیبت اور خوف آبرو کے
وقت مین ہماری مدد کرے اب جو تیرے اختیار مین ہو تو اُس سے دریغ نہ کر اگر ہمارا
خدا چاہیگا تو ہماری اعانت کریگا اور اگر اُس کو یہی منظور ہے کہ ہم بھی اپنے
بزرگون کے پاس جائین تو بہت ہی مناسب و انسب ہے تمہید پلید نے کہا کہ اگر
تمہارا خدا ایسا قادر ہوتا تو تمہارے بزرگون ہی کو کیون قتل ہونے دیتا ضرور
اُن کی مدد کرتا یہ بات دردرگوش کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ وہ رونے لگا اور
اُسنے دل سے دعا کی کہ اے پروردگار اگر تیری یہی مصلحت ہے کہ تو مجھے میرے
بزرگون کی خدمت مین پہونچا دے تو خیر مجھے اسکی بہت ہی خوشی ہے مگر مین یہ دعا کرتا ہون
کہ تو بہت جلد اس مردود کو اس گستاخی کی سزا دے تاکہ اسے بھی معلوم ہو جائے کہ
ہمارا خدا کیسا قادر و زبردست اور منتقم حقیقی ہے ادھر تمہید نے جلاد کو حکم دیا کہ سر
میدان اس لڑکے کو قتل کرو اور فوراً لیجاؤ اُدھر اسکی مان نے جو اسکے ساتھ گرفتار
ہو کر آئی تھی بیتاب ہو کر یہ دعا کی کہ اے پروردگار یہ معصوم بیگناہ ہے اسکو کفار بلا
وجہ قتل کرتے ہین اور اسکے بعد مجھے اپنی آبرو کا خوف ہے میرے پروردگار مجھے ان
ذلت سے بچانا اور اسکی گستاخی کا مزا چکھانا ادھر اسکی مان یہ دعا کر رہی اُدھر دو حکم
قتل کے جلاد کو پہونچ چکے تھے تیسرا حکم ہونیوالا تھا کہ جانب مشرق سے ایک غبار نمودار
ہوا لوگون کی نظر اُس طرف لگی کیا دیکھتے ہین کہ ایک شیر دلیر سامنے سے للکارتا ہوا اژدہا
مبرم کی طرح بڑھا چلا آرہا ہے اُس شیر نے پوچھا کہ میدان مین یہ کسکو قتل کرنے
لائے ہین لوگون نے عرض کی کہ حضور عظیم دردرگوش بن درّاج دردرگوش کو تمہید
نے قتل کا حکم دیا ہے وہین سے جلاد کو روکا اور ایک ڈانٹ ایسی بتائی کہ اُس کے
ہاتھ سے تیغہ چھوٹ پڑا جلاد سہم کر پیچھے ہٹ گیا اُس جوان نے اپنے ایک آدمی کو کہ جسکا
نام طلحہ بن حنظلہ تھا تمہید کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ لڑکا کم سن ہے قتل کے قابل
نہین ہے بہتر ہے کہ اسکو چھوڑ دے تمہید یہ سُنکر بہت ہی چراغ پا ہوا اور کہنے لگا کہ
کہ مسافرون کو امور مملکت و سیاست مین کیا دخل ہے مین جہانتک پاؤنگا نام خدا پرستان
مٹاؤنگا تم اپنے جوان پہلوان سے کہدینا کہ تم اس معاملے مین دخل نہ دو ہم جانین اور
ہمارا کام جانے طلحہ یہ کہہ کے اُٹھا کہ ہمارا جوان ایسا ویسا نہین ہے جو اپنی بات
کو ٹل جانے دے بات تو ذرا سی ہے مگر اسی مین خون کے دریا بہ جائینگے اور
کیا مجال ہے کسی کی جو اس نوعمر لڑکے کو قتل کر سکے طلحہ یہ کہکر اپنے لشکر مین آیا
واپس آکر کل کیفیت بیان کی جوان کو جو غصہ آیا تو جلاد اور سپاہیون کو کہ جنکی
حراست مین عظیم دردرگوش بن درّاج دردرگوش تھا پٹوا کے نکلوا دیا اور عظیم
دردرگوش کو اپنی حفاظت مین لے لیا تمہید زور آزما اس واقعہ سے مطلع
ہو کر بہت غضبناک ہوا اور اپنے چند سردارون کو ہمراہ لیکر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر
آکر میدان مین روبرو کے فوج آیا اور للکارا کہ اے نوواردان و مسافران آوارہ گرد تم
کون ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو اور تمہین کیا حق تھا کہ ہمارے معاملات مین دست اندازی

اوس جوان نے جواب دیا کہ اے خودسر و مغرور آگاہ ہو کہ ہم لوگ آئینہ پرست ہین اور حوت آئینہ پرست
کی خدمت مین جا رہے ہین یہان ہم نے ماجرائے عجیب دیکھا کہ کمسن بچہ کو جلاد ناشاد قتل کر رہا ہے
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے حکم سے یہ بیگناہ قتل کیا جا رہا ہے بڑا افسوس معلوم ہوا
کہ ایسے کم عمر معصومون کو اپنی تیغ ظلم سے ذبح کرتا ہے یہ تقریر سنکر تمہید کو سخت غصہ آیا
مغلوب الغضب ہو کر تلوار کھینچ لی اور اپنے سپاہیون کو بھی للکار دیا ادھر سے بھی جواب
ترکی بہ ترکی دیا جوان بڑی آن بان سے لڑنے لگا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ آگاہ ہو منم طلحہ بن
عنظلہ تمہید لڑتا بھڑتا ہوا قریب طلحہ آ رہا ہے اور طلحہ بھی اپنے زور بازو سے معفون کو درہم برہم
کرتا ہوا چاہتا ہے کہ تمہید کے نزدیک اپنے کو پہونچاتے اور اوس ظالم کو ظلم کا مزا چکھلاتے
آخر کار مقابلہ ہو ہی گیا تمہید نے جھپٹ کر تلوار کا وار کیا طلحہ نے دیکھا کہ
ہاتھ اوبھاوادے کے بہت پھرتی سے نکلا ہے سپر کام نہ دیگی یہ ضرب روکنے سے نہ رکیگی فوراً
گھوڑے پر سے کود پڑا اور سنگے وار کو برق کیطرح آنکھ سے اوجھل ہو کے خالی دے گیا اور خود
ایک ہاتھ مارا تو مرکب تمہید کی گردن قلم ہوئی وہ بھی گھوڑے سے کودا دونون پہلے سوار تھے
اب پا پیادہ ہوتے حرب وضرب پر آمادہ ہوئے تمہید نے ایک وار وار انیارا کر دینے والا
کیا طلحہ نے تیغ کو تیغ پر کاٹھا اور اوبھاوادے کے ایک ہاتھ جو مارا تیغ بیدریغ سر پر
چڈھ کے گردن تک کاٹتی ہوئی کھینچکر نکل آئی اور تمہید گر کر تڑپنے لگا تھوڑی ہی
دیر مین تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تمہید کی بے سردار فوج بیقرار ہوئی کچھ لوگ
نکل جانیکا موقع دیکھنے لگے کچھ خون کا بدلہ لینے کے لیئے رہے کہ دفعتہً دامن صحرا سے
غبار بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آندھی بڑی زور شور سے آ رہی ہے ایک
لاکھ اسی ہزار کا لشکر جرار نمودار ہوا ایک دم سے سب نے بوقون کو دم دیا صحرا مین آواز
گونجتی ہوئی پھیل گئی لڑنے والون کے ہوش پران ہوئے گھوڑے الف ہو کر
پریشان ہوئے متواتر طرارے بھرنے لگے بدلگامی کرنے لگے دفعتہً اس فوج
ظفر موج نے دونون فوجون کو گھیر لیا اور اسد نے نعرہ کیا ؎

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ

اس آواز سے سب کی رہی سہی جان بھی نکل گئی آسمان تک آوازہ پہونچا زمین دہل گئی اسد
نے کمر شاسپ دیلی کو للکارا اور بجوش وخروش پکارا ؎

ابا تاجہ داری زمردی نشان ۔ کمان کیانی و گرز گران

طلحہ بن عنظلہ یہ معاملہ دیکھکر بہت گھبرایا دوڑکر اسد کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ یہ تو وہ مثل
ہوئی نیکی برباد گناہ لازم ہمنے تو ایک بیکس کی جان بچائی جسکی وجہ سے ہم پر یہ آفت آئی تمہید
کو مارا اوسکی تمام سردارون کو للکارا وہ مسلمان تھا جسکو مین نے اپنی حفاظت مین
لے لیا آپ بھی اوسی مذہب کے معلوم ہوتے ہین پھر کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تنگ ہین
اور آمادہ جنگ ہین اگر یہی ارادہ ہے تو بندہ بھی آمادہ ہے لیکن اوسکی بقیہ فوج کا
قلع و قمع کر لون تو پھر آپ سے بھی فیصلہ کر لون اسد نے جواب دیا کہ ہم تم اوسی
سے لڑنے کو آئے تھے تم سے کچھ مطلب نہین بلکہ اگر تم نے کسی مسلمان پر احسان کیا ہی تو

گویا ہمپر بڑا احسان کیا یہ کہکر اسد نے ابراہیم بن مالک کیطرف رخ کیا انھون نے بوق بجایا
اور اپنے زبانمین سبکو سمجھایا کہ گرشاسپ رودنیلی کی فوج کو چھوڑو اور تمہید کے لشکر
کیطرف منہہ موڑو دوسرا بوق عدیل بن عادی کو سنایا گیا اور اونکو یہ سمجھایا گیا
کہ دس ہزار سوار ہمراہ لیکر آگے بڑھ جائین اور قلعہ پر چڑھ جائین اودھر ابراہیم
نے چن چن کے فوج تمہید کو قتل و گرفتار کرنا شروع کیا اودھر عدیل بن عادی نے قلعہ
ہفت منظر کیطرف رجوع کیا یہانتک انتظام ہوا کہ لشکر ابراہیم بن مالک نے
تین صفین اسطرح جمادین کہ گویا حصار کی تین دیوارین اوٹھادین طلحہ کے سوارون کو
نکل جانیکا موقع دیا اور تمہید کے سپاہیون کو پہچان پہچان کر مار لیا ایک دم مین سبکا فیصلہ
ہوگیا کوئی قید کوئی قتل ہوگیا گرشاسپ اور طلحہ آپسمین انگشت بدندان اور حیران و
پریشان تھے کہ ایسی قواعد دان فوج دیکھنے مین نہین آئی یہ چالاکی اور یہ پھرتی اور
یہ ہاتھون کی صفائی یہ نہین معلوم کہ یہ کون شخص کون صاحب جرأت و ہمت ہو کوئی شاہزادہ عالی
تبار معلوم ہوتا ہے چہرے سے وقار اور شان و شوکت آشکارا ہے نہین معلوم کس
آسمان خسروی کا ستارہ ہے حساب لگایا گیا تو ایک ہزار آدمی قید ہوا اور بقیہ
لشکر گرگ اجل کا صید ہوا ہے اب اسکو طلحہ نے لاکر بارگاہ مین باعزاز و اکرام صدر
مقام پر بٹھایا بہت کچھ تعریف شجاعت و لیاقت کرکے اپنا حال سنایا کہ ہم لوگ آئینہ
پرست ہین حوت کے پاس جاتے تھے اثنائے راہ مین یہ اتفاق ہوا کہ ایک بیگناہ اور
کمسن لڑکے کو زیر تیغ جلاد دیکھا آنکھونمین خون اوتر آیا اوسکو اپنی حفاظت مین لیکر تمہید سے
مقابلہ کیا شکر ہے کہ فتح پائی اور پھر آپکی دولت دیدار ہاتھ آئی اسد نے غطیم دردگوش
سے ملاقات کی تمام حالات پوچھے اور بہت افسوس کیا ایوان فلک رفعت کو یاد کرکے آنکھون
مین آنسو بھر لائے اور بہت رنج ہوا اوسکے بعد قلعہ کی خبر منگائی معلوم ہوا کہ عدیل بن عادی
نے بہت آسانی سے قبضہ کرلیا ہے اور تمام فوج کفار کا قلع قمع کردیا ہے اسد نے گرشاسپ
اور طلحہ سے کہا کہ قلعہ خالی کرالیا گیا ہے اب وہین چلکر قیام کرنا مناسب ہوگا گرشاسپ
کو اور بھی حیرت ہوئی کہ اسقدر جلد قلعہ کو کیونکر مسخر کرلیا بڑے ہی بہادر اور کارگذار لوگ
ہین غرضکہ تمام لوگ داخل قلعہ ہوئے صدائے مبارکباد بلند ہوئی سرداران اسد وغیرہ دنگلوت
اور کرسیون پر جلوہ افروز ہوا اسد سے گرشاسپ نے غطیم دردگوش کی بہت تعریف کی اور کہا
کہ یہ اگرچہ لونڈا ہے مگر اپنے مذہب کا اس قدر پابند ہے کہ جلاد کی تلوار کے نیچے بھی اپنے
اپنی زبان اور دلکو قابو مین رکھا یہ نہ کہا کہ مین اپنے مذہب سے دست بردار ہوتا ہون اسد نے
کہا کہ ہان ہم لوگون مین یہ بات تو کچھ ایسی اہم نہین ہے بالکل معمولی اور ایک
ایسا فرض منصبی ہے جو کسی وقت اور کسی حالت مین نہین بدل سکتا ہم
مین سے کسی نے سخت سخت مصائب اور تکلیف کے حالت مین یہ خیال بھی
نہین کیا کہ دشمن سے ملجائین اور اوسکی ہان مین ہان ملائین یہ سنکر گرشاسپ
اہل اسلام کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی بات قابل
ستائش نہین ہوسکتی اب گرشاسپ رودنیلی نے اسد کا نام و نشان

دخاندان پوچھا اسد نے کہا کہ میرا نام اسد بن کرب غازی ہے اور مین
صاحبقران اول کا نواسا ہون میرے بزرگ تو خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین اور
یہان کفار ناہنجار نے قلعون مین شور وغل مچا رکھا ہے جہانتک پاتے ہین مسلمانون کو قتل
کرتے ہین مین ایک اکیلا قلعہ بہ قلعہ شہر بہ شہر اونکی سرکوبی کو جاتا ہون اور اپنی جان
کھپاتا ہون اب آجکل خونخوار بن دجال بدخصائل ہمارے قلعہ تباہ کرتا پھرتا ہی
مین اوسکا پیچھا کر رہا ہون دیکھیئے کب مقابلہ ہوتا ہے اور میرے دل کا حوصلہ نکلتا
ہے گرشاسپ نے کہا کہ مین نے آپکا اور آپ کے بزرگون کا نام واقعہ نگارونکی
تحریرون مین دیکھا ہے اور آپ کی شجاعت وبہادری اور جنگ آزمائی
بمقابلہ شہزادہ ایرج نوجوان تاریخون مین دیکھی ہے درحقیقت آپ نے جو
کارنمایان کیئے ہین وہ کسی سے آج تک نہین ہوئے اور تمام سرداران صاحبقران
آپکا نام بڑی عزت سے لیتے ہین اور ایرج تو آپ سے بہت دبے حالانکہ دعوے
صاحبقرانی رکھتے تھے اسد بن کرب غازی اوسکی خوش بیانی اور کلمات
تحسین وتعریف سنکر بہت خوش ہوا اوسکے بعد باری تعالی کی حقیقت ومعرفت
کے باب مین ایک عالمانہ مدلل تقریر کی جسکا اختصار یہ تھا کہ اے گرشاسپ
ہمارا پروردگار اور مالک حقیقی خدائے عزوجل ہے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو وہ خدا نہین اور ہمارا خدا
وہ خدا ہے جو سب پر حاکم اور قادر ہے اور اوسکو کسیطرح کا زوال نہین ہوا اور
نہ ہوگا وہ ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہیگا تمام مخلوق اوسی نے پیدا کی ہے اور سوائے اوسکے
کوئی پرستش کے قابل نہین ہے تم لوگون کے جسقدر خدا تھے وہ سب مثل ہمارے
تمہارے ایک مخلوق تھے کہ پیدا ہوکر فنا ہو گئے نہ وہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہسکے
ان مخلوقات مین سے بعض کسیقدر صاحب کمال یا بہادر وشجاع تھے اس لیے انھون
نے گمراہ ہوکر دعوی خدائی کیا بیوقوف اور جاہل لوگون نے اونسے ڈر کر یا کسی
طمع اور غرض سے تسلیم کر لیا مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ آخر کار فنا ہو گئے تو جسطرح
سب لوگ خدا کی مخلوقات مین شامل تھے اوسیطرح وہ بھی خدا ایسا ہونا چاہیئے
کہ جسکو زوال نہو اور اوس نے سب کو پیدا کیا ہو کوئی اوس سے وصف
مین زیادہ نہو۔ بقول شاعر ؎

جس نے ہے پیدا کیا افلاک کو
نور ایمان جس نے بخشا خاک کو

خاک کو پر نور سرتاپا کیا
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا

لائق حمد خالق اکبر وہ ہے
خالق اشیائے بحر وبر وہ ہے

ہی یہ ادنی وصف اُس خلاق کا
باغبان ہے گلشن آفاق کا

ہے عجب وہ صانع رنگین نگار
جس نے پیدا کین بہارین بیشمار

یہ نگارستان عالم کا چمن
ہے نسیم لطف حق سے خندہ زن

اُسنے دکھلائین بہارین بیشمار
گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار

ہے وہی بس قابل حمد وثنا
جسکی ہے نی ابتدا نی انتہا

وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہے — اور پائے فہم خواب آلودہ ہے
درک و عقل و فہم ہین یان نارسا — ادعاء عرفان کا ہے محض افترا
سمند گیا الکمون طبیعت و تنگ ہے — خامہ میدان ثنا مین لنگ ہے
کس سے اسکی قدرتون کا ہو حساب — جس کے دریا کا فلک ہی اک حباب
کس زبان سے ہو ادا اوسکی ثنا — ہو سکے کیا بندے کی عقل نارسا
وہ نہین محتاج توصیف جہان — ہم سے کیا ہو اسکی قدرت کا بیان
ذات اوسکی بے عدیل و بیمثال — پاک ہے ہمتا قدیر و ذوالجلال
اوس سے روشن ہی زمین و آسمان — اوسکی قدرت کی ہین سب نیرنگیان
کن کے کہنے سے کیا عالم بپا — اور جب چاہی اوسے کردی فنا
خاک کے پتلے کو وہ گویا کرے — قطرۂ ناچیز کو دریا کرے
نار کو دم مین گلستان وہ کرے — مور کو دم مین سلیمان وہ کرے
باشر رعنا روک تو اپنا قلم — مرسلون نے بھی نہین مارا ہے دم

لہذا ہمارے مذہب کے سوا باقی جسقدر مذاہب ہین وہ سب باطل ہین اور ہمارے سوائے کوئی حق پر نہین ہے تمہارا خاص مذہب آئینہ پرستی ہے آئینہ کو سجدہ کرنا کسقدر سادگی اور سادہ لوحی کی بات ہے یا تو وہ شیشہ ہے یا اوسمین اپنی صورت نظر آتی ہے شیشہ عام کاریگرون نے بنایا ہے اور ہم جب چاہتے ہین اوسمین صورت نظر آتی ہی تو اگر اوس شیشہ کو خدا کہتے ہو تو وہ ایک بہت معمولی دھات ہے جو کہ ڈھال کے تختون اور سلون کی شکل بناکر چوکھٹون مین جڑ دی جاتی ہے تاکہ انسان اوسکے ذریعہ سے اپنی صورت کے عارضی عیوب دیکھکر دفع کردے اگر بال پریشان ہون تو انھین درست کرے اگر کہین خاک یا تنکا لگا ہوا ہو تو اوس سے اپنے چہرے کو صاف کردے بس آئینہ اسی لیئے بنایا گیا ہے اور وہ بہت جلد ٹوٹ سکتا ہے جب ہم چاہین اوسے توڑ پھوڑ کے برابر کردین تو وہ شیشہ کسیطرح ہمارا تمہارا خدا نہین ہوسکتا ہے جسپر ہمکو اختیار حاصل ہے اوسکو ہمپر کوئی غلبہ اور اختیار نہین اب رہا عکس تو یہ ایسی عارضی اور فانی شئے ہے کہ ہمارے روبرو ہونے سے وہ موجود ہو جاتی ہے اور ہمارے علیحدہ ہونے سے وہ معدوم ہو جاتی ہے تو جو چیز ہمارے قبضہ قدرت اور اختیار مین ہو بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جو شئے ہمارے تابع ہو ہم اوسکے بندے اور پرستار کبھی نہین ہوسکتے کیونکہ ہم سے وہ ذلیل اور ہمارا محکوم و تابع ہے تیسری شئے اوسمین ہماری صورت ظاہری ہے تو گویا خود پرستی یہ بھی عقل کے خلاف ہے کہ ہم اپنے خدا بنین کیونکہ خدا اور بندہ دونون چیزین علیحدہ علیحدہ ہین نہ کہ ایک اور ان دونونکو ایک کردینا بالکل عقل و قیاس کے خلاف ہے کوئی شئے اپنی خالق نہین ہوسکتی اور نہ اپنی مخلوق ہوسکتی ہی چنانچہ تم اگر غور کروگے تو معلوم ہوگا ہر ایک چیز کو کسی نہ کسی نے بنایا ضرور ہی خود بخود کوئی شئے نہین بنگئی جب کبھی کسی شئے کی تحقیقات کروگے تو معلوم ہوجائیگا کہ اسکا موجد اور صانع فلان شخص ہی اسیطرح ہم سب آدمی اگرچہ بظاہر اپنے والدین کے بنائے ہوئے ہین مگر در حقیقت ہم سبکا خالق

حقیقی وہی خدائے برحق ہے اور اوس نے سب سے پہلے ایک آدمی بنایا تھا اپنے دست قدرت سے اوسکے جسم کو تیار کرایا اور اوسکے اندر روح پھونکی اور پھر ایک عورت بھی اوسکے پہلو سے پیدا کی اوسکے بعد اون دونون کے ذریعہ سے اور انسان ہوتے پھر یہ خلقت بڑھتی گئی یہان تک کہ ساری دنیا آباد ہو گئی خدا نے یہ دنیا اور آسمان وغیرہ ہماری خلقت سے پہلے پیدا کر دیتے تھے غرضکہ وہ ایک اکیلا خدا ہے اور اوسکے سوا کوئی قابل پرستش نہین اگرچہ وہ ہمکو ان آنکھون سے نظر نہین آتا مگر اتنی عقل خدا نے ضرور ری دی ہے کہ ہم یہ سمجھین اور غور کرین کہ ہم سب مخلوقات خود بخود نہین پیدا ہو گئے بلکہ ہم سب کو اور ان تمام آسمانون اور زمینون اور تارون اور سمندرون کو کسی نے ضرور بنایا ہے بس جس نے بنایا ہے وہی ہمارا خدا ہے اور وہ ہمکو کیونکر نظر آسکتا ہے جبکہ ہم مین اتنی قابلیت ہی نہین کہ ہم معمولی درجہ کی لطیف چیزون کو بھی دیکھ سکین مثل عقل اور روح کے کہ اوسکا دیکھنا ہماری قوت سے باہر ہے بلکہ صاف ہوا کو بھی ہم نہین دیکھ سکتے چہ جائیکہ خدا تعالی کہ محض نور اور غیر جسم ہی اوسکو ہم دیکھ سکین ہا وسکو ہم مین سے صرف وہ لوگ دیکھ سکتے ہین جو دل کی آنکھون کو کام مین لاتے ہین اور جو اوسکے عاشق صادق ہین اونمین یہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اوسے دیکھ سکتے ہین اور وہ وہی خدا ہے جسے آپ لوگ خدائے آسمانی اور خدائے نادیدہ کہتے ہین اسی خوشبیانی کے ساتھ توحید خالق ارض وسما بیان کی کہ جو زنگ کفر گرشاسپ رودیلی اور طلحہ بن عنظلہ کے آئینہ دل پر چھایا ہوا تھا وہ اس بیان فیض آثار سے بالکل دور ہو گیا اور دل اونکا مانند آئینہ کے صاف وشفاف ہو کر مقر اسلام ہو گیا اسد بن کرب غازی سے کہا کہ جو شخص آپکے مذہب مین داخل ہونا چاہے وہ کیا کرے اسد غازی نے اوسکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایا یہ مرد حق پسند از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اوسکے اپنے لشکر سے کہا کہ مین نے تو دین اسلام اختیار کیا تم مین سے جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب برحق کو اختیار کرے اور جسے نہ منظور ہو وہ چلا جائے سب نے کہا کہ ہم آپ کے تابع ہین جو مذہب بادشاہ کا وہ ہمارا مذہب اب اسد غازی کو جسقدر قلعہ ہفت منظر کے بربادی کا رنج تھا اوسیقدر بلکہ اوس سے زیادہ ان لوگون کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوئی کیونکہ یہ دونون سردار نہایت قوی دل اور بہادر تھے انکی جرأت کا حال آئندہ داستانون مین اپنے موقع اور محل پر ظاہر ہوگا۔ اسد غازی نے گرشاسپ گرد سے کہا کہ آپ یہان کی حکومت اپنے اختیار مین لین اس لیئے کہ اعظم زرد گوش ابھی بچہ ہے اور آپ اسکے محسن وجان بخش ہین گرشاسپ رودیلی نے عرض کیا کہ مین قدم مبارک آپکے چھوڑنا اچھا نہین سمجھتا اگر بادشاہی ہفت کشور بھی ہاتھ آئے تو آپکے قدمون سے دور نہون اسد غازی نے فرمایا کہ اے برادر من مین خانہ بدوشون کی طرح ہون مجھے ایک مقام پر رہنا پسند نہین تم میرے ساتھ کہان تک تباہ پھروگے ؎

سایہ کیطرح ہم نہ ادھر کے نہ اودھر کے	آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے

آپ ان تکلیفون کو کیونکر برداشت کر سکین گے کیونکہ یہ بات عادت پر موقوف ہے

مین بچپن سے عادی اسیدکا ہون میرے واسطے دامن صحرا آغوش مادر ہے آپ اپنے عیش کو نہ ترک کرین مین بطیب خاطر کہتا ہون کہ آپ حکومت یہان کی اختیار کرین گرشاسپ نے کہا کہ غلام تو عرض کرچکا کہ آپ ہی کے دامن دولت کے سایہ مین رہونگا اور انشاء اللہ مرتے دم تک یہ قدم نہ چھوڑونگا اب اسد بن کرب غازی نے اپنے فرزند دلبند یعنے معروف بن اسد کو بلایا اور گرشاسپ رودینلی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آنکی فوج کا لباس مثل ہماری فوج کے کرو اور طلحہ بن عنظلہ کو تم اپنے گروہ کے ساتھ رکھو حسب الحکم اسد دلاور معروف نے سب انتظام کردیا اب اسد غازی نے غظیم درد رگوش کو تخت پر بٹھا لا اور فنون سپہ گری سکھانے والے استاد اس بچہ پر معین کئے ہنوز کوچ نہین کیا تھا کہ دیکھا ایک نوجوان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلا آتا ہے اسنے آکر اسد کو مجرا کیا اسد نے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے عرض کیا کہ حال میرا قابل بیان نہین ہے اگر آپ سنین گے تو بہت رنج فرمائین گے مین نے آپکی آمد کا حال جو سنا تو اپنا ماجرا بیان کرنے چلا آیا اسد نے فرمایا کہ پھر کیون نہین بیان کرتا اسنے کہا کہ خیر میرا حال تو جو ہے وہ ہے آپ کے والد ماجد کے پرنانا یعقوب شاہ اندلسی کو مع لشکر خونخوار بن دجال نے بیابان پوشیدہ مین پھونک دیا یہ سنکر اسد دلاور بہت روئے اور کہا کہ اب وہ حرامزادہ کہان گیا ہے اوس نے عرض کیا کہ ملک زنگبار کی طرف گیا ہے وہان جاکر دیکھئے کیا آفتین برپا کرتا ہے پوچھا کہ حاکم اندلس کسنے مقرر کیا ہے کہا اپنے ایک سردار کو کہ نام اوسکا فرنیل مشت زن ہے مین خبر آپکی سنکر اسطرف آیا تھا الحمد للہ کہ آپکے قدمبوسی حاصل ہوگئی اسد نے نام اوسکا پوچھا کہا غلام کو نہین پہچانا مین خانہ زاد ہون ادریس بن اندلس میرا نام ہے اسد غازی نے اوسکو گلے سے لگایا اور عیار ہوشیار جانکر اسد ثانی سے کہا کہ اے فرزند یہ اوسکا بیٹا ہے جو ہمارے والد ماجد کرب غازی کا عیار تھا تم اسے بھائی اپنا سمجھکر اپنا عیار مقرر کرو اور اپنے ساتھ رکھو پھر یہ باتہائے عیاری اوسکو منگوادئیے لباس بدلوادیا ادریس بن اندلس اسد ثانی کے ساتھ ہولیا اب شاہزادہ اسد غازی نے معروف بن اسد طلحہ بن عنظلہ اور گرشاسپ گرد کو پہلے مقدمۃ الجیش بناکر روانہ کیا اور معروف کو سمجھا دیا کہ جسوقت تم قریب اندلس کی پہونچنا تو طلحہ بن عنظلہ اور گرشاسپ کے مسلمان ہونے کا حال ظاہر نہ کرنا بعد اسکے خود بھی مع کل لشکر کوچ کرکے طرف شہر اندلس کے روانہ ہوئے اب اول منزلون کو طے کرتے ہوئے گرشاسپ رودینلی اور طلحہ بن عنظلہ اور معروف بن اسد قریب شہر اندلس کے پہونچے اوس طرف اہل قلعہ نے جو گرد آمد لشکر کی دیکھی چار سوار پر آئے دریافت حال روانہ کئے یہ سوار گھوڑے دوڑا کر قریب لشکر معروف بن اسد کے آئے دیکھا کہ ایک بادشاہ ساٹھ ہزار سوار سے چلا آتا ہے انھون نے مؤدب ہوکر سلام کیا گرشاسپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کسواسطے آئے ہو ان سوارون نے عرض کیا کہ ہمارے

بادشاہ نے ہمکو دریافت حال کے واسطے بھیجا ہے کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کیا
ارادہ رکھتے ہین اور مذہب آپکا کیا ہے گرشاسپ رودیلی نے اپنا نام بتایا اور کہا
کہ مین اس ارادہ پر چلا ہون کہ جہان خدا پرستون کو پاؤن اونھین قتل
کرون مین نے سنا کہ بادشاہ تمہارا ہمارا ہم مذہب اور کشندہ خداپرستان
ہے مجھے شوق ملاقات پیدا ہوا اسی غرض سے اسطرف آنکلا ہون سوارون نے
کہا کہ یقین تو ہے کہ بادشاہ ہمارا آپ سے بہت خوشی کے ساتھ ملے ہم جاکر اطلاع
کرتے ہین گرشاسپ تو اسے مقام پر ٹھہرے اور سوار گھوڑے اوٹھائے ہوئے
فرسیل مشت زن کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ سنکر فرسیل
بہت خوش ہوا اور برائے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ کے اندر تشریف لے چلئے
گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ جب ہم اور آپ ایک ہین تو تکلف کس بات کا ہے
چلئے فرسیل گرشاسپ کو لئے ہوئے داخل قلعہ ہوا اور نہایت اعزاز سے مہمان کیا
گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ آپ کچھ متفکر سے معلوم ہوتے ہین فرسیل نے
کہا کہ جی ہان اوسکا ایک سبب ہے وہ یہ ہے کہ مین نے سنا ہے کہ اسد نامی
کوئی شخص پیدا ہوا ہے کہ وہ مذہب اسلام رکھتا ہے اوسنے تمام مفتوحہ قلعے خونخوار
بن دجال کے اپنے قبضہ مین کر لیئے اور سرداروں کو خونخوار بن دجال
کے قتل کر ڈالا وہ ایسا زبردست ہے کہ کوئی اوس سے عہدہ برآ نہین ہو سکتا
مجھے یہ خوف ہے کہ کہین وہ اسطرف بھی نہ آئے اسی خیال سے مین نے قلعون پر
توپین چڑھوادی ہین گرشاسپ ہنسا اور کہا کہ مین تو دعا مانگتا ہون کہ وہ جلد
آجائے تو میرے اوس کے مقابلہ ہو دیکھنا تمہارے سامنے کیا حالت کرتا
ہون کیون بھئی طلیحہ تمہارا کیا خیال ہے طلیحہ نے کہا حضور بھلا آپ سے وہ
کیا مقابلہ کریگا عالم مین کوئی بھی آپ سے عہدہ برآ نہین ہونے کا
اب فرسیل کے دل کو تقویت ہوئی کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین
مجدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیابان کوشیدہ کی جانب سے ایک آندھی اٹھی ہی
فرسیل نے گھبرا کر ہرکارے برائے دریافت حال روانہ کئے ہرکارے
گئے اور کچھ دیر کے بعد آکر عرض کی کہ حضور وہی بلا آتی ہے جسکا آپکو خوف
تھا یعنے اسد کا لشکر چلا آتا ہے یہ سنکر فرسیل کا رنگ فق ہوگیا
گرشاسپ نے کہا کہ آپ پہلوان ہوکر ڈرے جاتے ہین جب ابھی سے
آپ کی یہ حالت ہے تو بروقت مقابلہ کیا ہوگا بڑے تعجب کی بات ہے
کہ سنی سنائی بات کو آپ مان لیتے ہین ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ
جس وقت مقابلہ ہو نرم گرم کا حال کھلے اور یونہی تو لوگ ہر ایک ہی شخص
کی ہوا باندھ دیتے ہین اسکا کچھ اعتبار نہین آپ لشکر اپنا قلعہ سے
نکالئے ہم آپکے ساتھ ہین پہلے ہم لوگ مقابلہ کرینگے اگر آپ کا برا دیکھیگا

قلعہ مین آکر پھاٹک بند کر لیجیئے گا ایسا اسکو ورغلانا کہ فرسیل مشت زن راضی
ہوا اور لشکر کو لیکر قلعہ سے نکلا معروف بن اسد تو دس ہزار سوار سے قلعہ
مین رہا کہ اگر یہ پلٹ کر قلعہ کا رخ کرے تو پھاٹک بند کر دین اور گرشاسپ دیلمی
نے آگے طلحہ بن عنظلہ اور فرسیل مشت زن کو کیا اور تھوڑے سے فوج بھی طلحہ کے
ساتھ کر دی اور بعد اسکے فرسیل کی فوج ہوئی اور پیچھے اس فوج کے اپنے فوج کے بھی
صف بندی کی اور قلعہ سے نکل کر باہر آئے اب یہ لوگ اپنے اپنے کام سے ہوشیار
ہو کر کھڑے ہوئے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ شیر اللہ کی صدا
آئی اور اسد دلاور مع فوج ظاہر ہوا فرسیل مشت زن نے طلحہ بن
عنظلہ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ کیسا دلیر و بہادر ہے کہ فوج قلیل سے کسطرح
چلا آتا ہے کہ اسے کوئی بھی خوف نہین ہے یہ سنکر طلحہ بن عنظلہ نے کہا
کہ اونکا تو کیا ذکر تیرے لیئے تو اوسکے ملازم و خادم بھی بہت ہین فرسیل نے
کہا یہ کیسا طلحہ بن عنظلہ نے ہاتھ کمر مین ڈال دیا اور کہا کہ زور کر کے اپنائین
کر لے فرسیل نے کہا آزمائش کی ضرورت نہین جلد خبردار ہو جاؤ کہ دشمن قریب
آگیا ہے اوسکی خبر لو طلحہ بن عنظلہ نے کہا دشمن تو بغل مین ہے اور مجھے خبر نہین
یہ کہکر جو زور کیا تو فرسیل مشت زن کو فاش زمین سے اوٹھا لیا
اور ہاتھ پر بلند کر لیا فرسیل پکارا کہ یہ کیا حرکت ہے تم تو کہتے تھے کہ ہم تمہاری
طرف سے لڑینگے طلحہ بن عنظلہ نے کہا بیوقوف کافر کیطرف سے مسلمان مسلمان
سے لڑے گا تو بکتا کیا ہے منم طلحہ بن عنظلہ غلام اسد غازی فوج نے
جو یہ رنگ دیکھا کہ سردار گرفتار ہو گیا بھاگنے کا قصد کیا لیکن آگے فوج طلحہ
بن عنظلہ کے تھے ان لوگون نے روکا اب چاہا کہ پلٹ کر داخل قلعہ ہو جائین اسطرف فوج
گرشاسپ سد راہ ہوئے اودھر اسد دلاور نے قریب پہونچکر جو بوق پھونکے
فوج نے گھوڑے اوٹھا دیئے اور چارون طرف سے آکر گھیر لیا اور راہ گریز
ہر طرف سے مسدود کر دی ابتو سب کے سب گھبرائے گرشاسپ نے کہا کہ ہتیار
رکھدو تو جان بچیگی ورنہ سب قتل ہو جاؤ گے اور یہی آواز اسد بن کرب غازی
نے بھی دی اس کشمکش مین سوا ہتیار ڈال دینے کے اور کچھ نہ بن پڑی
ایک ایک قزاق نے ایک ایک سوار کو باطمینان تمام باندھ لیا طلحہ بن عنظلہ
فرسیل مشت زن کو ہاتھ پر بلند کیئے ہوئے تھے فرسیل مشت زن
نے کہا کہ کونسی دوستی تھی کہ تم نے میری فوج کو گرفتار کرا دیا اور مجھے اپنے
قابو مین کر لیا طلحہ بن عنظلہ نے جواب دیا کہ او ملعون تو اسی قابل تھا جو تیرے
ساتھ کیا گیا بلکہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے اسد بن کرب غازی نے جسوقت
گرفتاری لشکر سے فراغت پائی تو اسد بن کرب غازی نے حکم دیا کہ جنگل کاٹ
کاٹ کر لکڑیان ڈھیر کرو اور جسقدر روغن ممکن ہو وہ لاکر چھڑک دو تا کہ ان ملعونون
کو مین بھی اوسی طرح پھونک دون جسطرح ان ظالمون کے ہاتھ سے

اہل اسلام بھونکے ہین یہ حکم پاتے ہی قزاق روانہ ہوئے اور جسقدر لکڑی قلعہ سے ممکن ہوئی وہ لاکر ڈھیر کی اور باقی جنگل کٹوا کر انبار کرادیئے اور اون لکڑیون کا ایک قلعہ سا بنا کر تیار کیا اور فرسیل مشت زن کو مع لشکر اوس قلعہ ہیزم مین بند کرکے لکڑیون پر تیل ڈال کر آگ لگا دی اور شعلے بھڑک کر جلنے یہ دیکھکے کفار فریاد کرنے لگے کہ ہمین پناہ دو مگر اسد بن کرب غازی دل و زنے ایک نسنی اور یہ جواب دیا کہ تم وہی ظالم ہو جنہون نے اہل اسلام کو بھونکا ہے اب مجھے بغیر خونخوار بن دجال کو مارے قرار نہ آئیگا کیونکہ تمہاری طرف سے دل جلا ہوا ہے کلیجے مین آبلے پڑے ہوئے ہین غرضکہ یہ سب کافر جلکر خاک ہوگئے اب اسد بن کرب غازی اوس مقام پر آئے جہان خونخوار بن دجال نے خدا پرستون کو بھونکا تھا اسد بن کرب غازی نے سوا خاک اور کچھ نہ پایا پہلے تو اسد بن کرب غازی ان سب کے حال پر ملال پر بہت روتے اوسکے بعد ایک گڑھا کھدوا کر تمام خاک جمع کرا کر اوس گڑھے مین دفن کرکے نشان قبر کا بنادیا اور اوسپر ایک پتھر نصب کردیا جسپر کچھ اشعار عبرت آمیز حال مین ان سوختہ بختون کے تھے بعد اسکے گنج شہیدان پر فاتحہ خیر پڑھا اور وہان سے پلٹ کر داخل قلعہ ہوئے اور طلحہ بن حنظلہ کی نہایت تعریف کی کہ تم نے کیا اشارون پر کام کیا ہے فضلان شاہ کو یہان انتظام کے واسطے چھوڑا اور فرمایا کہ ہم قلعہ زنگبار کیطرف چلتے ہین تم جلد یہان کا انتظام کرکے ہمارے پاس آؤ اور صرف ایک ہزار آدمی فضلان شاہ کے حوالے کیا اور کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ زنگبار کیجانب روانہ ہوئے فضلان شاہ نے نئیرہ تعمیر کرنا شروع کیا شہر کا انتظام کیا اودھر اسد بن کرب غازی نے رہروی کرنا شروع کی کہ کسیطرح جلد قلعہ زنگبار تک پہونچون ایسا نہو کہ زنگبار بھی مثل اندلس کے برباد ہو جائے انکو تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیئے جاتے ہین۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال نے جسوقت بربادی شہر زنگبار سے فراغت پائی تو دست تعدی اسکا ہندوستان کیطرف دراز ہوا اور معہ لشکر جہازون پر سوار ہوکر جانب ہندوستان روانہ ہوا جسوقت راہ دریا طے ہوئی اور جہازون نے لنگر کیا اہل ہند سمجھے کہ جہاز زنگبار کے آتے ہین اکثر لوگ دیکھنے کو آئے تو یہان اوس گبر ناہنجار یعنے خونخوار بن دجال کو دیکھا ان لوگون مین ہرکارے بادشاہ ہندوستان شہپال ہندی کے بھی تھے یہ خبر دریافت کرکے گئے اور جاکر بیان کیا کہ کوئی کافر ہے کہ نام اوسکا

خونخوار بن دجال ہے وہ فوج بیشمار سے آیا ہے شہپال ہندی نے
عادل شیر دل اور فاضل شیر دل اور طلحہ بن لندھور سے کہا
کہ تم جاؤ اور حال اس کافر بدکیش کا دریافت کرو کہ کس قصد سے آیا ہے یہ سنکر
یہ تینون دلیر تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب سرحد روانہ ہوئے جسوقت
قریب لشکر خونخوار بن دجال پہونچے دیکھا کہ فوج بے شمار اس کے ہمراہ ہے
اور سرحد ہند مین لشکر اوتارا ہے یہ دیکھکر انکو بہت غصہ آیا اور اوسطرف
خونخوار بن دجال کو خبر ہوئی کہ بادشاہ ہندوستان کی جانب سے تین
سردار آئے ہوئے ہین خونخوار بن دجال نے کہا کہ بلالو اونکو اور تین کرسیان
بچھوا کر بٹھواؤ اور آپ دنگل پر بیٹھا جسوقت عادل شیر دل اور طلحہ
بن لندھور اور فاضل شیر دل داخل بارگاہ خونخوار بن دجال ہوئے
بطریق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ جو شخص خدا کو برحق جانتا ہو اور تمام
ادیان کو سوائے مذہب اسلام باطل سمجھتا ہو اوس پر مہر اسلام پہونچے
یہ سنکر تمام سرداران لشکر خونخوار بن دجال جو رستم وقت تھے اور دربار
مین موجود تھے نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ ہرچند ایسے دریدہ دہنون کا قتل
کرنا جملہ واجبات سے ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ یہ اپنے گھر پر آئے
ہوئے ہین قتل انکا باعث بدنامی ہے سکوت اختیار کیا کہ بروقت مقابلہ
دیکھا جائیگا لیکن جسوقت سرداران اسلام کرسیون پر بیٹھے خونخوار بن دجال
نے کہا کہ لندھور نے انتقال کیا عادل شیر دل نے جواب دیا کہ اے
خونخوار بن دجال بحمد للہ ہمارے خاندان مین سب تلوار کی موت مرے
اور بستر خواب پر کوئی ہلاک نہین ہوا ہم پریشان تھے کہ ہمارا کیا انجام
ہوگا مگر تیرے آجانے سے وہ پریشانی دفع ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ ہم بھی
تلوار کی موت مرینگے اور قتل ابا ہجوان کے بستر پر ہلاک نہونگے اب تو
اپنا ارادہ ظاہر کر کہ تیرا کیا قصد ہے اوسنے کہا کہ مین خداوندان گذشتہ
کا بندہ ہون اور دشمن خدا پرستان ہون کیونکہ یوسنے دو سو خداوند مانند
خداوند ابلیس و تینک بینک و دم ہمیشہ لونک یونک لونا جماری و خداوند
جمشید و سام ہمی تمرات سختند نمرود و شداد ... خداوند شاہ ہامان شاہ
فرعون شاہ زبرجد شاہ زمرد شاہ ... وغیرہ ان خدا پرستون کے
ہاتھ سے پریشان ہوکر جانب آسمان چلے گئے اور انکی برکت اس زمین سے اوٹھالی
مین نے اس لیئے خروج کیا ہے کہ مین تمام خدا پرستون کو اس صفحہ ہستی سے مٹادون
اور اوسی مذہب قدیم کو رواج دون یہانتک آنے مین جسقدر ملک خدا پرستون کے
راستے مین ملے اون سب کو مین نے جلا دیا اور ایسا تباہ کیا کہ کوئی خدا پرست
باقی نہ رہا اور اب جسقدر ملک باقی ہین اونکو بھی ویران کرتا ہوا قلعہ ذوالامان
پر جاؤنگا اور حاتم کو قتل کرکے اوس قلعہ کو بھی برباد کرونگا کیونکہ جڑ فساد

کے وہی مقام ہے وہین حمسرہ کے ناموس ہین تمہارے ساتھ اتنی رعایت
کرتا ہون کہ خیر اب تک جو بے ادبیان تم سے ہوئین وہ ہوئین اونھین
مین نے معاف کیا لیکن آیندہ سے تم دین جدا پرستی کو ترک کرو اور پرستش
خداوند آئینہ کی اختیار کرو کہ وہ عجب خداوند ہے ہر بندے کے سامنے
اوسی کی صورت بنکر آتا ہے تاکہ وہ خوش ہو اور اپنی رعیت پر رحم کرے کہنا
میرا مانو اس لیئے کہ اب بھی دور ہے مجھسے زیادہ جادو چشم کے ساتھ
جوت آئینہ پرست خرچ کیا جاتے ہین اونکے ساتھ خان اعظم
یعنے صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بھی ہین اور چند ساحر
بلاے بدآفت روزگار ہین بلکہ مبہوت جادو کہ ساحری وقت ہین اونکا جواب
دینے والا نہین ہے یہ سنکر عادل شیر دل نے فاضل شیر دل
کیطرف دیکھکر کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کچھ ماموں صاحب یعنے لندھور بن
سعدان گرد خواب مین ارشاد فرماتے تھے وہ سب درست ہے اور اوسکا
ظہور ہوا ہی چاہتا ہے خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خونخوار بن دجال کی
طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے خونخوار بن دجال ہم تو
کہہ چکے کہ ہمین مرنے کا خوف نہین بلکہ حسرت یہی ہے کہ تلوار کی موت
مرین تم اپنی فوج میدان ہندوستان مین اوتارو ہم بھی لشکر اپنا قلعہ
سے نکالتے ہین ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا جسوقت تک ہم زندہ ہین پرستش
اوس معبود حقیقی اور رب تحقیقی کی ترک نہ کرینگے یہ کہکر تینون سردار
اوٹھ کھڑے ہوئے اور خدمت مین شہپال ہندی کے روانہ ہوئے
جسوقت قلعہ مین پہونچے شہپال ہندی سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا
کہ آپ تو قلعہ کو آراستہ کرین اور ہم لشکر لیکر خونخوار بن دجال کے مقابلہ کو جاتے
ہین اور حاکمان ہندوستان کو نامے لکھتے ہین اگر خدا نے فتح دی فہو المراد
ورنہ آپ توپون سے ان کافرون کو اوڑا دیجیگا یہ کہکر نامے تحریر کیے مضمون سبکا
یہ تھا کہ اے بھائیون اگر ملک اپنا اور ایمان اور عزت بچانا ہے تو دیکھتے ہی اس
نامہ کے جلد اپنے کو مع لشکر پہونچاؤ شاید یکدل ہوکر مقابلہ کرین تو فتح
پائین اسواسطے کہ فوج حریف کے ساتھ بیشمار ہے اور بڑے بڑے پہلوانان
زبردست اوس کے ہمراہ ہین جس وقت یہ نامے تیار ہوئے ایک
نامہ بنام عبد العزیز ہندی روانہ کیا اور ایک فرمان
بختیار شاہ کو بھیجا ایک دولت شاہ کو اور ایک فرخ
شاہ کو اور ایک مخمور شاہ کو اور ایک راستے دلیپ کو روانہ کیا
اور زبانی بھی کہلا بھیجا کہ اب طرف تمہارے آنیکا انتظار ہے کہ تم بھی آلو تو ہم فوج
قلعہ سے نکالین اور لشکر حریف کے مقابل بارگاہ برپا کرین جسطرح ہو جلد پہونچو
اور اس ملک کو بچاؤ کہ یہ ملک جناب شیث ؑ پیغمبر کا بسایا ہوا ہے

ہم سب اونھین کی اولاد مین سے ہین اور جن لوگون سے کہ قوت تھی یعنے صاحبقران اور اولاد صاحبقران اونسے تو زمانہ خالی معلوم ہوتا ہے اب اس ملک پر بھی تباہی آئی سب یکدل ہوجاؤ ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

جسوقت یہ نامے روانہ ہوچکے تو گوجر ملک اور بلند خان قندھاری اور خضران شاہ کشمیری کو حکم دیا کہ تم جا بجا مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرو اور لشکر کو اوتارو ہم بھی آتے ہین یہ حکم پاکر یہ تینون سردار قلعہ سے نکل کر اپنے کام مین مشغول ہوئے اور اہل قلعہ انتظار مین اپنے مددگارون کے بیٹھے ہین لیکن جسوقت یہ نامے ہر چہار جانب ہندوستان مین پہونچے اور خبر آمد خونخوار بن دجال کی مشتہر ہوئی تو تمام ہندوستان مین ایک تہلکہ مچ گیا ہزارہا آدمی اہل و عیال کو لیکر ہر طرف کو بطرف پناہ سے نکلے روانہ ہوگئے اور جو لوگ کہ مستقل مزاج تھے اونھون نے کمر مرگ پر کسی اور کہا کہ ہم اپنا گھر نہ چھوڑین گے جو مرضی خدا ہوگی وہ ہر طرح ہوگا ع

جو کہ پیشانی کی ہے بات وہ پیش آنی ہے

الحاصل تیسرا دن تھا کہ ابر سے گرد اوٹھی اہل قلعہ دیکھنے لگے جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو عبد العزیز ہندی چالیس ہزار سوار سے نمودار ہوا اہل قلعہ استقبال کرکے اوسکو لاتے کہ دوسری گرد اوٹھی اور بختیار شاہ ہندی پچاس ہزار سوار سے پہونچا اسی طرح دولت شاہ اور فرخ شاہ اور محمود شاہ اور رائے دلیپ وغیرہ دس دس بیس بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے دو چار روز مین یکے بعد دیگرے آگئے اب قریب مین لاکھ کے فوج ہندوستان تیار ہوگئی مگر یہ سب سردار ضعیف ہوچکے ہین نہ وہ زور انمین ہین نہ کثرت ہے نہ قضا پر اختیار اب طلحہ بن لندھور اور عادل شیر دل اور فاضل شیر دل ان سب سردارون کو لیکر میدان مین آئے اور بارگاہین برپا ہوگئین سب لشکر ایک ہوگئے قلب لشکر مین خیمہ طلحہ بن لندھور کا برپا ہوا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا کہ یک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ساڑھے سات سو علم نشانہ سات لاکھ پچاس ہزار سوار کا نمودار ہوئے کہ پھریرون پر اونکے صفت و ثنا خداوند آئینہ کی مرقوم تھی اور آگے آگے ایک سردار زبردست ایک گینڈے پر سوار گرد بہت سے سرداران زبردست یہ آکر پہونچے عقب مین انکے غول کے غول پریے کے پرے جمے کے اور دستے کے دستے سوارون اور پیدلون کے آنے لگے یہانتک کہ تمام میدان فوجون سے مملو ہوگیا اور خونخوار بن دجال نے مقابل

لشکر اسلام خیمہ برپا کیا اور لشکر اوترا سردار مرکبون سے اوترا اوتر کر داخل بارگاہ ہوئے
آمد لشکر مین شام ہوگئی تھی اہل اسلام آپس مین کہتے تھے کہ یہ کافر کہان سے اسقدر
جمع ہوگئے اودھر خونخوار بن دجال داخل خیمہ ہوا اور سردار آ آکر کرسیون
دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب کو گردش ہوئی دور چلنے لگا آوازین ہوشا ہوش
ونوشا نوش کی بلند ہوئین طایفے حاضر ہوئے مجرا ہونے لگا یہان تو یہ صحبت
عیش ونشاط برپا ہے اور اوسطرف لشکر اسلام مین بہادران دیندار تو نمازون سے
فراغ حاصل کیا ہے سب ایک جگہ آکر بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین ایک دوسرے
سے کہہ رہا ہے کہ بھائیو بچپن سے جوانی آئی جوانی سے بڑھاپا اسکے بعد سوا موت
کے اور کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قضا ہم لوگون کی آگئی ہے جو یہ کافر بدکیش اتنے
بڑی فوج سے چڑھ کر آیا ہے خیر کچھ پروا نہین اگر بستر پر مر جاتے تو کیا حاصل
ہوتا تلوار کی موت مرنے مین دین و دنیا دونون بنتے ہین اگر زندے بچے تو
غازی کہلائے اور مر گئے تو شہیدون مین داخل ہوئے مرنا تو ہر طرح ہے کل وہ
تلوار کرو کہ یہ کافر بھی یاد کرین کہ کسی سے سامنا پڑا تھا اور لشکر اسلام کے
بڈھے بھی جوانون پر فوق رکھتے ہین یہان یہی چرچے تھے خونخوار بن دجال
نے طبل جنگ بیدرنگ بجوادیا نقارہ رزمی کی صدا نے اہل اسلام کو بھی آمادہ
جنگ کیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی دلاوران
اسلام باوجود ضعیف ہونے کے جھکی ہوئی کمرون کو ٹیکون سے سیدھا کر رہے
تھے اور مصروف اہتمام جنگ تھے ایک ایک کے گلے ملکر کہتا تھا کہ کل اس دار
فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ ہے اسی عالم مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ سحر نمودار
ہوئی جس کے شفق خونریز نے اہل اسلام کی گواہی دے رہی تھی غازیان دیندار و
شہور شعار نے نمازین پڑھین اور آلات حرب تن پر آراستہ کرکے رخ میدان
کارزار کا کیا گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان دورویہ فوجون سے مملو ہوگیا
اسطرف اہل اسلام نے صفین باندھین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول
پچھلا چنڈاول آٹھون صفین درست کین اور سردار اپنے اپنے مرتبون کے
موافق صفون سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے ہوئے اوسطرف خونخوار
بن دجال نے سامنے لشکر اسلام کے اپنی فوج کو صف آرا کیا اوسوقت
دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکلے اور پستی و بلندی زمین کی درستی
ہو تیز دستی کرکے نکل گئے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے
باواز بلند کہا کہ ؎

روحی مصری کھاورے گھوڑی اسپ ان | آج ڈنگر رن بیچ خوب کرو گھمسان
جو تلوار کے منہہ جو جیے وہ شہید کہلائے | جو جگ مین جیتا بچے وہ غازی کہلائے

شعر

بیاہ لیجاؤ عروس موت کو | دو طلاق اس زندگی سے سوت کو

جسوقت نقیب یہ آواز دیگر پیرون سے ہٹے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت نے
جوش مارا مرکبون پر جھومنے لگے ہاتھ قبضہ شمشیر کیطرف بڑھ گئے کہ
یکایک لشکر خونخوار بن دجال سے تاریک خرس رو میدان مین
آیا اور نعرہ مارا کہ باش اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان جسکو
تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ سامنے میرے آئے یہ سنتے ہی لشکر اسلام
سے گوجر ملک اسکے مقابلہ کو گیا تاریک خرس رو نے نیزہ مارا
گوجر ملک نے نیزہ اسکا نیزہ پر گا تہا طعنین چلنے لگین سترھوین طعن کے بعد گوجر
ملک نے نیزہ ہاتھ سے تاریک کے ہوائی کیا بس اس نے غصہ مین تلوار
کھینچ لی اور گوجر ملک پر وار کیا انھون نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے
لگی ایک مقام پر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی کہ گوجر ملک جھٹکے مین ایال مرکب پر جھک پڑے
خود سر سے گر گیا تلوار جو سر پر پڑی کاسہ سر مین در آئی تاریک نے جھٹکا مارا کہ تلوار
جگر تک اوتر آئی اور یہ مرد مسلمان شہید ہوا یہ دیکھکر عبد العزیز ہندی دوڑ پڑے
اور تاریک سے سامنا کیا بعد رد و بدل کے عبد العزیز ہندی نے بھی تیغ
قضا کمر پر کھائی اور یہ بھی شہید ہوئے اب عادل شیر دل نے باگ مرکب کی
لی اور سامنے تاریک کے پہونچکر مقابلہ کیا اور ایسا ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوئے لشکر اسلام سے صدائے مرحبا بلند ہوئی لیکن خونخوار بن دجال نے
ثعبان اژدر سوار کیطرف دیکھا ثعبان اپنا مرکب بڑھا کر میدان مین آیا اور
عادل شیر دل سے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی عادل شیر دل نے اسکو بھی مارا شام تک تین چار سردار جان سے
مارے اور دو ایک کو زخمی کیا شام کو طبل باز گشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
مسلمانون نے اپنے کشتون کو دفن کیا کفار نے اپنی لاشین اوٹھوا کر دریا مین بہا دین
خونخوار بن دجال نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تمام رات پھر تیاری ہوا کی صبحکو
دونون لشکر میدان مین آئے اور مقابل یکدگر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے کہ
لشکر کفار سے الماس شتر نیب میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے خداپرستو
بہتر یہ ہے کہ اطاعت خداوند آئینہ کی قبول کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے یہ سنکر
طلحہ بن لشد صور اسکے مقابلہ کو آئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی الماس
شتر لب نے کہا کہ پہلے تو وار کر کے اپنا حوصلہ پورا کر لے اس لیئے کہ پھر
میری ضرب سے بچنا دشوار ہوگا طلحہ نے کہا کہ او ملعون ہم مسلمان ہین شیوہ ہمارا
سبقت نہین ہے جس وقت خدا تیرے حربہ سے بچا ئیگا تو دیکھا جائیگا
یہ سنکر الماس نے نیزہ مارا طلحہ نے بغل کشادہ کر دی جسوقت نصف
نیزہ بغل سے ہوکر گزرا طلحہ نے برچھا بغل مین دبا کر جھٹکا مارا کہ ڈانٹ اوسکی
ٹوٹ گئی الماس نے ڈانڈ کھینچ ماری طلحہ نے خالی دی الماس
نے غصہ مین آکر تلوار کھینچ لی اور سر طلحہ پر وار کیا طلحہ نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا

اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھین کر اوسی تلوار سے الماس کو قتل کیا بس یہ دیکھتے ہی بھائی اسکا بلیناس قوی تن دوڑ پڑا اور گرز مارا طلحہ نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو اوسکے بھی دو ٹکڑے ہوگئے یہ حال دیکھکر اغلب بن مغلوب یک چشمی میدان مین آیا اور طلحہ کا سامنا کیا طلحہ نے اسکو بھی واصل جہنم کیا بعد اسکے مردود زنگی نکلا اور پکارا کہ او ہندی غضب کیا تونے کہ تین سرداروں کو مارا اب کب چھوڑتا ہوں تجکو یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے آتی ہوئی تلوار خیال مین رکھکر گردہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا کر جھولی اور پنجہ بلی مین دراز کرکے تھپکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایان ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر قاش زین سے اوٹھالیا اور سر پر پھیر اکر بروئے زمین مارا کہ پیکر اسکی چورا ہوگئی مگر یہ سخت جان زندہ رہا اسنے طلحہ بن لندھور تک دشنام دیئے اور چاہا کہ اوٹھکر بھاگون طلحہ بن لندھور نے گھوڑے سے کود کر سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا اہل اسلام نے تحسین و مرحبا کی صدا بلند کی اور عادل شیر دل نے کہا کہ بھائی صاحب سبحان اللہ اسوقت آپ نے ماموں صاحب کی شوکت یاد دلائی طلحہ نے کہا کہ سب فیض تعلیم و تلقین بزرگون کا ہے لیکن خونخوار بن دجال ملعون نے خیال کیا کہ یہ جوان نہایت منچلا ہے اسکا یون قتل ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے بس اس نے خچر کی باگ لی لوگ سمجھے کہ برائے مقابلہ آتا ہے اور مردانہ وار مقابلہ کریگا لیکن اس ملعون نے اور ہی کچھ سوچ لیا تھا جلدی سے قریب طلحہ بن لندھور پہونچکر آواز دی کہ کیا خوب آپ نے اس زنگی کو مارا ہی لائیگا ہاتھ کہ مین چوم لون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا طلحہ بن لندھور اسکی باتون سے حیرت مین رہے کہ یہ کہتا کیا ہے کہ یہ کافر بدکیش قریب پہونچگیا اور سر طلحہ پر گرز مارا اس جوان کو بچنے کی فرصت نہ ملی گرز سر پر پڑا کہ کاستہ سر چورا چورا ہوگیا یہ دیکھکر عادل شیر دل نے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او دغا باز بے ایمان یہ کیا حرکت تھی لیکن یہ جو گھوڑا دوڑا کر چلے تو قضائے کار تنگ مرکب کا ٹوٹا اور عادل شیر دل گھوڑے سے گرے خونخوار بن دجال نے جھپٹ کر انپر بھی گرز مارا اور مہلت سنبھلنے کی نہ دی یہ بھی شہید ہوگئے یہ دیکھکر فاضل شیر دل نے ہائے بھائی کا نعرہ مارا گریبان چاک کیا اور دوڑ پڑے خونخوار بن دجال نے دیکھا کہ اب کوئی سردار لشکر اسلام مین مثل طلحہ بن لندھور اور عادل شیر دل کے نہین ہے بس اس نے آواز دی اپنے لشکر کو کہ ہان مارلو ان خدا پرستون کو یہ سنکر تمام لشکر کفار نے باگین لین اور گھوڑے اوٹھا دیئے اہل اسلام بھی چلے وسط میدان مین دو نون لشکر مل گئے اور تلوار چلنے لگی اودھر فاضل شیر دل قریب خونخوار بن دجال کے پہونچے خونخوار بن دجال نے گرز انپر

بھی مارا انھون نے گرز کو خالی دیا کلہ گرز کا سر مرکب پر پڑا مرکب مرکب آتشبازی ہوگیا اور پیکر مارا افاضل شیر دل گھوڑے کو سنبھالنے لگے خونخوار بن دجال نے دوسرا گرز مار کر انکا بھی کام تمام کیا ادھر دونون لشکر دن مین تلوار چلنے لگی سردار دونون فوجون کے فوج کو لڑانے لگے اور خود بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے ایک طرف بلند خان قندھاری نے تلوار برسانا شروع کی اور کفار کو قتل کرنے لگے ایک جانب دولت شاہ اور محمود شاہ اور فرخ شاہ لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے پیری مین زور جوانی دکھا رہے تھے ایک سمت خضران شاہ کشمیری اور بختیار شاہ اور رائے دلیپ وغیرہ قتل کفار پر تلے ہوئے تھے ایک کافر کو دو دو کرکے جانب دوزخ روانہ کررہے تھے

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ
گئے سارے گبر اور برہمن لپٹ
پیادون کے ایک سمت بٹے ہوئے
سوار اونسے کلہ بکلہ ہوئے
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول
دیئے سر کے بال اپنی علمون نے کھول

الغرض بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی ہوئی جنس امن نایاب تھی خریدارون کو نقد جان دیکر بھی نجات نہین ملتی تھی ہر طرف لاش پر لاش گر رہی تھی دریائے خون روان تھا سم مرکبون کے خون سے حنائی ہو رہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی جو سوار مارے گئے گھوڑے اونکے دوڑتے پھرتے تھے لاشون کو کچل رہے تھے ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند تھی کہانتک بیان کیا جائے کہ ہندیون نے ایسی تیغزنی کی کہ کفار کے جی چھوٹ گئے مگر اوسطرف کثرت تھی فوجون پر فوجین چلی آتی تھین اور اسطرف فوج قلیل زور گھٹتا ہی چلاگیا سردارون کے مرنے سے دل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا کہ اب خونخوار سے کون مقابلہ کریگا جو اسکے جواب دینے والے تھے وہ پہلے ہی نشانہ تیر قضا ہوگئے اسی حالت مین بختیار شاہ لڑتے ہوئے قریب خونخوار کے پہونچے تلوار ماری خونخوار نے وار انکا گرز پر روکا تلوار انکی ٹوٹ گئی اسنے گرز مار کے کام انکا بھی تمام ہوا ادھر رائے دلیپ زخمون مین چور ہو رہے جھوم رہے تھے کہ ایک کافر نے پشت پر نیزہ مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار گزر گیا یہ بھی شہید ہوئے فرخ شاہ یہ معرکہ دیکھکر دوڑ پڑے ایک پیادہ نے تلوار پائے مرکب پر لگائی کہ مرکب زخمی ہوکر گرا فرخ شاہ بھی گرے ہر طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ بھی شہید ہوگئے اسیطرح محمود شاہ و خضران شاہ کشمیری بھی شہید ہوئے اب کوئی سردار لشکر اسلام کا باقی نرہا فوج بے سردار کہانتک لڑتے اور کس امید پر لڑتے قریب ایک لاکھ آدمیون کے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوتے کچھ تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے کچھ قلعہ کی جانب بھاگے جو گھرے ہوئے تھے وہ قتل ہوگئے مگر ان لوگون نے اطاعت اور فرمانبرداری ان

کافرون کے نہ اختیار کی خونخوار ملعون بے عون نے خیمہ و بارگاہ طبل و علم اپنے
قبضے مین کیئے لاشین اپنے لشکریون کے اُٹھوا کر دفن کین اور ان خدا پرستون کو
اُسی طرح میدان مین چھوڑا اور کوچ کر کے طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان ان
کشتگان تیغ قضا پر عجب حسرت و یاس برس رہی تھی کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ
تھا لاشین ہزار ہا آدمی کی پڑی ہوئی ہین خاک بجائے کفن و تربت ہے اُدھر خونخوار
بن دجال جس وقت سامنے قلعۂ ہندوستان کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور
شہپال ہندی سے کہلا بھیجا کہ تم مرد سن رسیدہ و جہان دیدہ ہو تمھین چاہیئے
کہ اپنی جان نہ دو اور ملک کو تاراج نہ کراؤ مذہب قدیم اختیار کرو یا خداوند آئینہ
کی پرستش مین باقی عمر کو صرف کرو وہ خداوند ایسا رحم دل ہے کہ گناہان گذشتہ
تمھارے معاف کر دیگا اور تمھاری بخشش ہو جائیگی جس وقت یہ پیام خونخوار بن
دجال کا شہپال ہندی کو پہونچا اُنھون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ جان تو اے
خونخوار دا سے برحال اُس کے اوپر جو تمام عمر اپنی عبادت خدا مین گذار ہے
اور زمانۂ ضعیفی مین مرتے وقت کفر کو اختیار کرے اور ہمیشہ کے واسطے جہنم مول لے
مرتے وقت اگر انسان کافر بھی ہوتا ہے تو افعال بد سے توبہ کرتا ہے کہ سامنے خدا
کے جاتا ہے اب وہ خدا چاہے جسے سمجھا ہو نہ کہ مین مسلمان ہو کر پھر کافر ہون
مین تجھ سے نصیحت کرتا ہون کہ دین آئینہ پرستی گویا خود پرستی ہے تو اِس مذہب
خودساز کو ترک کر اور اپنے پیدا کرنے کو پہچان ورنہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ مین جلیگا
اور مین تو آمادۂ مرگ بیٹھا ہوا ہون اگر تلوار کی موت نہ مرونگا تو یون ہی دو چار روز
مین مرجاؤنگا تو کثرت فوج سے مجھ کو نہ ڈرا یہ جواب سُن کر خونخوار بن دجال نہایت
برہم ہوا اور اس نے حکم طبل جنگ دیا آواز نقارے کی قلعے مین پہونچی یہان بھی
نقارۂ رزمی بجا اور تیاری حرب و پیکار ہونے لگی لوگون نے کمر مرنے پر کسی
اور آپس مین گلے ملے کفن پہنے غسل میت پیشتر سے کر لیا جس وقت صبح ہوئی تو
شہپال ہندی فیل دروازے پر آ کر بیٹھا گولہ اندازتوپون پر آ کے مہتابین روشن کر کے
بیٹھے خندق مین آگ روشن کرا دی تھی پل تختہ ہٹوا دیا تھا اُس طرف خونخوار
بن دجال نے ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیئے اور سرداروں سے کہا کہ یہ قلعہ
نہایت مستحکم و مضبوط معلوم ہوتا ہے اسے مین خود فتح کرونگا اور اس نے ایک ہاتھ
مین گرز لیا اور ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر جانب
قلعۂ ہند روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچا گولہ اندازون نے تاک
تاک کر اور شست باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کر دیئے توپخانہ رعد آواز
نوازش مین آیا بارش آتش ہونے لگی تمام میدان دھوئین سے بھر گیا
ہر طرف سوا دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا دن شب تار ہو رہا تھا اور گولے توپون
کے مانند تیر شہاب کے اُس گروہ شیاطین پر گر رہے تھے ہزار ہا آدمی واصل
جہنم ہوا آخر کار سب کا رُخ میدان سے پھر گیا اور بھاگ گئے لیکن کوئی گولہ

قضا کا خونخوار بن دجال کے نہ لگا اور یہ ملعون گولون کو رد کرتا ہوا بر لب خندق جا
پہونچا قلعہ پر سے مارنے کا متوالا کڑک کا بولا بارود کی ہنڈیان تیل کا کڑھاؤ پھینکا گیا مگر
اس کی قضا نہ تھی کہ بچ گیا اور لب خندق جا پہونچا مرکب کو اشارہ کیا کہ یہ خندق کو پھاند کر
قلعے کے پھاٹک پر پہونچا اور تیسرے گرز مین پھاٹک قلعے کا توڑا اور داخل قلعہ ہوا
جس وقت دھوان برطرف ہوا اور لشکر نے خونخوار بن دجال کے دیکھا کہ سردار
ہمارا داخل قلعہ ہو گیا پھر فوج نے یورش کیا اور قریب پہونچ گئی وہان قلعے کے
دروازے پر خونخوار بن دجال سے تلوار چلنے لگی اب اس کی فوج بھی کمک
کے واسطے آگئی اہل قلعہ بھی آمادۂ مرگ ہو گئے خوب گھمسان سے لڑنے لگے
اہل اسلام تو مرنے پر تلے ہوئے تھے ایک ایک نے دو دو تین تین کو مارا
پرنالون سے بجائے آب خون بہ رہا تھا زمین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا بازار
موت گرم تھا جانون کی ارزانی تھی ملک الموت کو قبض ارواح سے مہلت نہ
تھی روحین وادی السلام اور وادی البرکات کو برابر قافلے کے قافلے چلے جاتے
تھے یہان تک کہ تمام اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ایک روایت یہ
ہے کہ جس وقت شہپال ہندی نے رنگ لڑائی کا دگرگون دیکھا تو اندر جا کر
تمام زنان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور اس کے بعد آپ بھی لڑ کر جان دے دی کہ
بعد ہماری بےحرمتی نہ ہو اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ان عورتون نے جام
بھر بھر کر سامنے رکھ لیے تھے جس وقت کفار قلعہ مین داخل ہوئے تو ان خاتونان با
عصمت نے خود زہر پی لیا اور جانین دے دین کہ حرمت ہمارے خاندان کی برباد
نہ ہو الحاصل ان کفار نے شہپال ہندی کو بھی شہید کیا بچون کو ذبح کیا تمام
قلعہ کا مال و اسباب زر و زیور وغیرہ لوٹ کر اپنے قبضے مین کیا اب اس بےرحم نے
قتل عام کا حکم دیا اس کو یہ غصہ تھا کہ ہندیون نے سخت مقابلہ کیا اور بہت سا
لشکر کام آگیا ہر طرف ہندی قتل ہو رہے تھے ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہر
طرف سے آواز الامان بلند تھی مگر یہ بےرحم امان نہ دیتے تھے یہان تک کہ تمام ہندی
قتل ہو گئے سوا فوج خونخوار بن دجال کے کوئی ہندی نظر نہ آتا تھا لاشین
گلیون اور مکانون مین پڑی ہوئی تھین کوئی ان کو دفن کرنے والا بھی نہ تھا جب
خونخوار بن دجال کو یہ معلوم ہوا کہ اب ہندوستان بالکل تباہ و برباد
ہو گیا نام کو بھی کوئی ہندی زندہ نہین آخر کو اس ملعون نے بارگاہ اپنی اندر
قلعہ کے برپا کی اور لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر جلوا دین اور اپنے کشتہ ہائے
نجس کو دفن کیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ آدمی مارے گئے اسے
اپنی فوج کا نہایت افسوس ہوا اب خونخوار بن دجال نے قلعے مین قیام کیا
کہ تسلی برطرف ہو تو آگے کو روانہ ہون تیسرا روز تھا اور خونخوار بن دجال فصیل
قلعے پر سے شہر کی بربادی دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دپائی گرد

در زمین پیچیدہ خونخوار بن دجال نہایت پریشان ہوا کہ اب کون آتا ہے اس لیے
کہ میرا کوئی سردار پیچھے رہ گیا تھا جسے سمجھوں نہ ملک ہند کا کوئی وارث باقی ہے
یہ اسی سوچ مین تھا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چار سو علم نشانہ
چار لاکھ سوار کا نمودار ہوئے پھر دن پر علمون کے تعریف لگائے بے لقبا
زمرد شاہ باختری کی مرقوم تھی سردار آگے آئے اور پشت پر چار لاکھ جوان اسلحہ جنگ
سے آراستہ خیمہ و بارگاہ وغیرہ سب ہمراہ اور دو سردار نہایت زبردست اپنے
تحت مین اس فوج کو لئے ہوئے آکر سامنے قلعے کے پہونچے اور بارگاہ برپا کی
لشکر کو اُتارا ہرکارے لشکر خونخوار بن دجال کے روانہ ہو گئے تھے اُنھون
نے خبر حاصل کی اور آکر خونخوار سے بیان کیا کہ زیر باد ہند سے دو سو کوس
پر ایک مقام ہے کہ نام اُس کا شہر مخمور یہ ہے مالک وہان کا مخمور منارہ گردن
ہے وہ ایک مدت سے لندھور کے ملک کی تاک مین تھا اور فوجین فراہم
کر رہا تھا جس وقت لشکر اُس کا اُس کے ارادے کے موافق پورا ہو گیا
تو وہ فوج لے کر چڑھ آیا اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس ملک کو آپ نے فتح کر لیا
اُدھر مخمور منارہ گردن کے ہرکارون نے اُسے اطلاع دی کہ اب حکومت
اِس قلعہ کی ہندیون کے ہاتھ مین نہین ہے خونخوار بن دجال کوئی شخص
ہے اُس نے آکر تمام ہندیون کو قتل کیا اور کسی وارث سلطنت کو زندہ نہین
چھوڑا اب وہی اس قلعے مین مقیم ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سن کر برجین
تیغزن کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا رائے ہے برجین تیغزن نے کہا کہ
ہمین تو اس ملک کے لینے سے مطلب ہے جو یہان کا حاکم ہو گا وہی بجائے
لندھور اور اولاد لندھور ہے آپ حملہ کی تیاری کرین یہان تیاری جنگ
ہونے لگی یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی کہ لشکر حریف مین حملے کی تیاری
ہو رہی ہے یہ ایک ہی فطرتی اور مکار ہے دیکھا اس نے کہ اب مقابلہ برابر
کا ہے سات لاکھ مین تین لاکھ آدمی میرے مارے جا چکے ہین اب چار لاکھ آدمی
میرے ساتھ بھی ہین اور چار لاکھ اُس کے پاس بھی ہین جنگ دو سردار
معلوم کیا ہو کیا نہ ہو اس اس طرح کی باتین دل مین سوچ کر کہا کہ دیکھو مین اسکا
ابھی ابھی انتظام کرتا ہون اور چند سردار اپنے ساتھ لے کر قلعے سے نکل کر جانب
لشکر مخمور منارہ گردن روانہ ہوا خبر مخمور شاہ کو ہوئی کہ افسر فوج اور بادشاہ
ہندوستان یعنے خونخوار بن دجال آتا ہے مخمور شاہ نے برجین تیغزن
کو برائے استقبال روانہ کیا برجین تیغزن روانہ ہوا راہ مین ملاقات ہوئی
برجین تیغزن خونخوار بن دجال کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے داخل بارگاہ
ہوا اِدھر مخمور منارہ گردن خود بھی تا در بارگاہ استقبال کے واسطے آیا اور
خونخوار بن دجال کو لا کر دنگل پر بٹھایا یہان تیاری حملے کی ہو رہی تھی لیکن
خونخوار بن دجال کے آجانے سے وہ ارادہ تھوڑی دیر کے واسطے ملتوی

ہو گیا کہ مبادا باہم کوئی صورت صلح کی پیدا ہو جائے وہ ہی ہوا کہ خونخوار بن
دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر تمہارا کیا مذہب
ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سن کر جواب دیا کہ مین لقا پرست ہون خونخوار بن
دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر اس ملک پر
آنے کا اتفاق کیونکر ہوا مخمور منارہ گردن نے بیان کیا کہ مین ایک مدت سے اس
فکر مین تھا کہ کسی طرح ہندوستان پر قبضہ حاصل ہو لیکن چونکہ بادشاہ
یہان کا یعنے لندھور بن سعدان گرد پہلوان زبردست تھا اور فوج بھی اسکے
پاس بے شمار تھی اس وجہ سے میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اس زمانے مین مین نے
سنا ہے کہ لندھور سے ہندوستان اس طرح خالی ہوا ہے کہ اب شاید
لندھور پلٹ کر بھی اس طرف کبھی نہ آئے مین نے اس موقع کو غنیمت جانا اور
لشکر فراہم کرکے چڑھ آیا یہان پہونچ کر آپ کو قابض پایا اب آپ بھی ارشاد
کرین کہ آپ کیا دین رکھتے ہین خونخوار بن دجال نے کہا کہ مین پہلے ابلیس
پرست تھا بلکہ پوسنے دو سو خداوندون کو مانتا تھا جس مین سے ایک زمرد شاہ
باختری بھی ہین جنکے تم بندے ہو لیکن بالفعل ہدایت جوت آئینہ پرست سے
مین نے خداوند آئینہ کو پہچانا اور اُس کی پرستش بھی شروع کر دی میری راے
یہ ہے کہ خداوندان قدیم تو اُن خداپرستون کے ہاتھ سے نہایت حیران و
پریشان ہو کر بہشت کو چلے گئے کیونکہ اِن لوگون نے بڑا زور پکڑا تھا اور
خداوندون کی توقیر نہ کی لہذا مناسب یہ ہے کہ اب تم بھی پرستش خداوند
آئینہ کی اختیار کرو ہر چند کہ اُس مین صورت اپنی ہی نظر آتی ہے مگر اُس مین
بھی جلوہ خداوندی نظر آتا ہے اِس لئے کہ تمام عالم مین ایک صورت کے دو
نہین ہین یہ خداوند آئینہ ہی کی قدرت نمائی ہے کہ وہ ہر شخص کو اُس کی
صورت کا دوسرا دکھا دیتا ہے کہ اب بھی قدرت نمائی خداوند آئینہ کے قائل
ہو اور اُس کو سجدہ کرو بعد اِس کے ہم تم ایک ہو کر خداپرستون کا استیصال
کرین اور دنیا کو ان لوگون سے پاک کرین بعد اِس کے ایک ہندوستان
پر کیا موقوف ہے اور بھی بہت سے ممالک قبضے مین آجائین گے جس قدر ملک تمہارا
جی چاہے اپنے قبضۂ اقتدار مین رکھنا اور بے خوف و خطر حکومت کیا کرنا یہ سُن کر
مخمور منارہ گردن بہت خوش ہوا اور کہا کہ اس رائے کو مین دل سے
پسند کرتا ہون مگر ایک بات میری آپ کو ضرور ماننا پڑیگی وہ یہ ہے کہ کوئی کسی
کے مذہب سے سروکار نہ رکھے مین اپنے مذہب پر قایم رہون آپ اپنے مذہب
پر تو بدل مین آپ کا شریک ہون اِس بات کو خونخوار بن دجال نے منظور کیا
اب یہ دونون گلے ملے اور دونون لشکرون مین اِس کی اطلاع ہوئی طبل
شادمانی بجا دونون لشکر ایک ہوئے اور افسران فوج باہم گلے ملے خونخوار بن
دجال نے اپنی طرف سے تشہیر شتر سوار کو بیس ہزار سوار دے کر یہان کا حاکم کیا

اور انتظام ملک کے واسطے چھوڑا اور دریافت کیا کہ یہان سے آگے کونسا ملک خدا پرستون سے معلوم ہوا کہ گیلان مین بھی خدا پرستون کا قبضہ ہے اور وہ ہندوستان سے قریب ہے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی وہان کے حکمران ہین خونخوار بن دجال نے گیلان کی طرف کوچ کیا اب اسے تو رہروی راہ گیلان مین چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان ضلالت نشان خروج حوت آئینہ پرست کے گزارش کیے جاتے ہین

شعر یا ساقیا دہ مئے خوشگوار ❊ کہ بیتاب دل کو ہو میرے قرار ❊ مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
عبث عبث نہ ہو تو مجھ سے بدگمان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد

بیان کر نہین سکتا جو میری حالت ہے
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہے
حواس باختہ ہون مجھپہ یہ مصیبت ہے
عجیب قصۂ دلچسپ یہ حکایت ہے
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

کلام کرتا ہے وہ دلکو جو خوش آتا ہے
ہر ایک بات مین سو سو طرح لبھاتا ہے
حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
اداس دیکھ کے سیر چمن دکھاتا ہے
بہت دنون مین ہوا ہے مزاجدان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس
جو پوچھے تو توکیا انتہا کا یہ مرا پاس
کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دن مین اداس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد ❊

عزیز رکھتے ہین مجھ اسیر ساغر بلبل کو
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہین آرام و چین بلبل کو ❊
کہ چھانکنا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہ ہووے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

راویان شیرین کلام وحاکیان نیک انجام اس داستان حیرت بیان کو یون آغاز کرتے ہین کہ اسی زمانہ پرآشوب مین جبکہ تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی تھی خواجہ کمیل ایرانی وارد ملک حوتیہ ہوئے اور بادشاہ سے عرض کرا بھیجی کہ ایک سوداگر ایران کچھ اسباب تجارت اور اشیاء نادرہ لے کر حاضر ہوا ہے اور امیدوار باریابی ہے حوت آئینہ پرست نے خواجہ کمیل کو طلب کرلیا خواجہ کمیل حاضر ہوئے اور تحفجات پیش کیے بادشاہ نے سب قبول کیے اور اُس کا معاوضہ بہت کچھ دیا اُس کے بعد پوچھا کہ تم سوداگر ہو اکثر ممالک مین تمھارا جانا ہوا کرتا ہے ہر مقام کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہین بالفعل خدا پرستون کے ملکون کی کیا کیفیت ہے خواجہ کمیل نے عرض کیا حضور وہ دفتر گاؤخورد ہوگیا صاحبقران خانہ کعبہ تشریف لے گئے بہت سے سرداران نامی وگرامی اُن کے ہمراہ چلے گئے جو کہ

نوعمر اور جوان باقی رہے وہ بدیع الملک کے ساتھ نہ طاق پر گئے ہوئے ہین میدان خالی پڑا ہے لیکن چار تصویرین اب بھی صفحۂ ہستی پر ایسی ہین جو ممالک اسلام کی نگرانی اور حفاظت کرتے رہتی ہین وہ چارون تصویرین میرے پاس موجود ہین اگر حکم ہو تو پیش کرون جوت آئینہ پرست نے کہا کہ مین ضرور دیکھونگا یہ سُن کر خواجہ کمبل نے چارون تصویرین پیش کین ان مین ایک تصویر دُرِّ دریائے فتوت و نجم سپہر صولت یعنے اسد بن کرب دلاور کی تھی اور تین تصویرین ان کے تینون فرزندون کی تھین اور ہر تصویر پر نام تحریر تھا جس وقت جوت آئینہ پرست نے نام پڑھے تو صلصال کانپ اُٹھا اور رنگ رو اُس کا متغیر ہو گیا جوت آئینہ پرست کی نظر جو چہرۂ صلصاق پر پڑی کہا اے خان اعظم تم تو اس قدر ڈرے کہ جیسے کوئی شیر گُرسنہ سے ڈرتا ہے صلصال نے کہا کہ حضور یہ شیر سے کم نہین ہین بلکہ شیر کش ہین ان کا زندہ رہنا حمزہ کے زندہ رہنے سے کم نہین ہے اگر یہ مر جاتے تو پھر کوئی سرپرست خدا پرستون کا نہ تھا اور جو ملک تباہ و برباد ہوئے وہ پھر نہ آباد ہو گئے یہ سُن کر جوت آئینہ پرست خاموش ہو رہا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا تصویرین سوداگر سے لے کر رکھ لین اور خواجہ کمبل کو پچاس ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا حسب اتفاق اس وقت مہترہماے تیز رفتار کو کا طوفان سبز پوش کا دربار مین حاضر تھا اُس نے بھی ان تصویرون کو دیکھا تھا جس وقت یہ خدمت مین ملکہ طوفان سبز پوش کی گیا اور ملکہ طوفان سبز پوش نے اس سے حالات پوچھے کہ سوداگر کیا کیا چیزین لایا تھا کوئی شے ہمارے واسطے بھی والد بزرگوار نے خریدی ہے یہ سُن کر ہماے تیز رفتار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یون تو بہت سی چیزین عمدہ عمدہ از قسم زیور و جواہر بادشاہ نے خریدی ہین کہ اُن کا ذکر ہی کیا خود ہی ملاحظہ فرمائیے گا لیکن چار تصویرین وہ سوداگر لایا تھا وہ درحقیقت ایسی ہین کہ دیکھنے کے لائق ہین بلکہ آپ کے قصر مین لگانے کے لائق ہین کہ ایسے حسین و جمیل مرد بھی کم دیکھنے مین آتے ہین یہ سُن کر ملکہ طوفان سبز پوش کو اشتیاق حد سے زیادہ پیدا ہوا کہا کہ مین ایک عرضی والد ماجد کو تحریر کرتی ہون تم اُسے لیجاؤ اور وہ تصویرین اُن سے لے آؤ یہ کہ کر اس نے ایک تحریر اپنی دی اور کہا کہ جلد اس کا جواب یا تصویرین لاؤ ہماے تیز رفتار وہ نوشتہ لے کر روانہ ہوا اور وہ تحریر ملکہ طوفان سبز پوش کی جوت آئینہ پرست کو دی جوت آئینہ پرست نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ مین نے سُنا ہے کچھ تصویرین آپ نے دشمنان خداوند کی خریدی ہین مین چاہتی ہون کہ وہ تصویرین آپ مجھے دکھا دیجیے کہ مین بھی دشمنان خداوند کو پہچان لون جوت آئینہ پرست یہ پڑھ کر مسکرایا اور بلند یہ سب کی جانب مخاطب ہو کر بیان کیا کہ اس شخص کی دختر کو بھی خدا پرستون سے ایسا عناد ہے کہ تصویرون کا حال سُن کر اس نے طلب کی ہین

اور لکھا ہے کہ مین چاہتی ہون دشمنان خداوند کو پہچان لون حکیم زرہا دشتر لب
کہ وزیر جوت آئینہ پرست کا ہے بول اُٹھا کہ اے بادشاہ میری رائے
نہین ہے کہ آپ ملکہ کو تصویرین دکھائیے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال دیجئے
کہ ان تصویرون کا دیکھنا بھی گناہ ہے یہ سُن کر جوت آئینہ پرست نے جواب دیا
کہ وہ اس کا یہ جواب دیگی کہ پھر آپ نے وہ تصویرین کیون دیکھین اگر ایک
گناہ آپ نے کیا تو ہم بھی کرین گے اور تصویرون کے دکھانے مین مضائقہ
کیا ہے زرہا دشتر لب نے کہا کہ اے بادشاہ تو ناعاقبت اندیش ہے
اور مین دور تک سوچ لیتا ہون اس لیئے کہ مین نے تواریخ سے معلوم کیا
ہے کہ زمرد شاہ باختری نے جس وقت خروج حمزۂ صاحبقران کا حال سُنا
تو مہتر گردمرد کو اور مہتر ارم زاد نقش بین کو روانہ کیا اور کہدیا کہ تصویرین سب خدا
پرستون کی لے کر جلد حاضر ہو تاکہ مین اُن بندگان خدائی کو دیکھون جنھین مین
پیدا کر کے بھول گیا ہون دونون عیار زمرد شاہ باختری کے جس وقت
داخل لشکر اسلام ہوئے تو عمرو نے ایک روز مین پانچ ہزار پانچ سو پچپن
تلوریون کی تصویرین کھینچ کر دے دین گردمرد اُن تصویرون کو لے کر پلٹا
اول ملک سنجان مین پہونچا کہ یہ ملک راہ باختر مین واقع تھا اور مالک
وہان کا گنجاب بن گنجوب بن ملک حرمان دیو کش تھا اور یہ گنجاب پیغمبر
زمرد شاہ باختری کہلاتا تھا جس وقت گنجاب کو خبر ہوئی گردمرد تصویرین
خدا پرستون کی لایا ہے اور خدمت خداوند مین لیئے جاتا ہے تو گنجاب کو
بھی اُن تصویرون کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور مہتر گردمرد کو طلب کیا اور
تصویرین مانگین گردمرد نے وہ تصویرین دے دین گنجاب ایک عجیب و غریب
چیز سمجھ کر اور اُن تصویرون کو لیئے ہوئے محل مین چلا گیا اور اپنے اہل و
عیال کو دکھائین کہ یہ بندگان خدائی ہین جن کو خداوند نے خواب مین پیدا
کیا ہے یہ تو اُن لوگون سے بھی اچھے ہین جن کو بیداری مین پیدا کیا ہے کاش
خداوند خواب ہی مین رہا کرین کہ اُن کا خواب بیداری سے بہتر ہے اب
عورتون نے ان تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جس وقت نظر گوہر ملک کی
تصویر بدیع الزمان پر پڑی ہزار جان سے عاشق و شیفتہ ہو گئی اور پھر
گوہر ملک کی ذات سے جو جو فسادات ظہور مین آئے اُس کا خلاصہ یہ ہے
کہ ملک سنجان تباہ و برباد ہو گیا اور گوہر ملک بدیع الزمان کے ساتھ
نکل گئی اور ہیچہ خاتون زوجۂ گنجاب لندھور بن سعدان پر عاشق ہوئی اور
گنجاب کے مرنے کے بعد لندھور سے نکاح کیا اور مسلمان ہو گئی بعد اسکے
عیار تصویرین لے کر لقا کے پاس آئے لقا نے اُن تصویرون کو دیکھ کر
بختیارک سے کہا کہ مین نے ان بندون کو جیسا زور دیا ویسی ہی صورت
بھی دی مگر افسوس کہ اِن کو اس قدر خودسر بنا دیا کہ یہ کسی سے نہین دبتے

خیر جس وقت یہاں آئیں گے اور اپنے خداوند کو دیکھیں گے تو پہچان لیں گے بعد
اس کے ان تصویروں کو لے کر محل کی جانب چلا بختیارک مردود اناتھا
اس نے منع کیا کہ یا خداوند یہ اچھا نہیں ہے مگر لقا نے اس کا کہنا نہ مانا اور
تمام اہل و عیال کو تصویریں دکھائیں کہ ہم نے ایسے ایسے بندے پیدا کیے
ہیں مگر یہ ہم سے منحرف ہو گئے ہیں اور اپنے دل سے ایک خدا فرض کر لیا ہے
اس کو سجدہ کرتے ہیں ملکہ گیتی افروز انتہا کی حسینہ و جمیلہ تھی کہ لقا اس کو
نور چکیدہ قدرت اور نور خالص کہتا تھا جس وقت ملکہ گیتی افروز نے تصویر
شاہزادہ خاور سیاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم کی دیکھی اس پر عاشق
ہو گئی اور تصویر کی نقل کر کے گلے میں پہنی اور جہان افروز جو گیتی افروز سے
بڑی تھی وہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی اور ان کی تصویر نقل کر کے اپنے
گلے میں پہنی آخر کار وہ ہی ہوا کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھادے ساری سلطنت تباہ و
برباد ہو گئی لہذا میرے نزدیک ان تصویروں کا گھر میں لے جانا مناسب نہیں
ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کلمہ حوت آئینہ پرست کو بہت ناگوار گذرا اور
کہا کہ اے زرہا دشترلب کیا کہوں کہ تم وزیر ہو اگر کوئی دوسرا شخص ایسی
بدگمانی کرتا تو اس کی زبان گدی سے کھنچوا لیتا کیا لقا کی بیٹیاں چھنال نکلیں تو سب
بادشاہوں کی اولاد آوارہ ہوتی ہے یہ کہہ کر تصویریں لیے ہوئے داخل
محل ہوا اور طوفان سبز پوش کو بلایا اور اول تصویر اسد بن کرب غازی
کی پیش کی ان کا سن و سال تو درحقیقت اس قابل نہ تھا کہ کوئی دیکھے تو تعریف
کرے بلکہ طوفان سبز پوش نے بہت مذمت کی اور پھبتیاں کہیں بعد اس کے
تصویر غضنفر بن اسد کی دکھائی اسے بھی دیکھ کر ملکہ نے ناک بھوں چڑھائی
بعد اس کے تصویر معروف بن اسد کی دکھائی گئی ملکہ طوفان سبز پوش نے ظاہر
اس تصویر کو بھی برا بھلا کہا لیکن جس وقت سے تصویر معروف بن اسد کی دیکھی
رنگ رو بدل گیا لب پر مہر سکوت لگ گئی آنکھوں میں تری جو اس میں ابتری پیدا
ہوئی دل دھڑکنے لگا یہ تصویر ہمہ تن دل پر نقش ہو گئی حوت آئینہ پرست اس
تصویر کو دے کر چلا گیا تھا ملکہ نے خوب اطمینان کے ساتھ تصویر اسد ثانی کا چربہ
اتارا اور اپنے گلے میں پہن لیا کہ مبادا بادشاہ تصویر کو طلب کرے تو پھر میں
کیا کروں گی نشانی بھی پاس نہ رہیگی باقی تصویریں خود بھجوا دیں اور کہلا بھیجا
کہ ابا جان ان تصویروں کو پھنکوا دیجئے کہ یہ منحوس صورتیں کوئی نہ دیکھے یہ مغضوب
خداوند ہیں ان کی صورتوں پر شقاوت برستی ہے یہ سن کر حوت آئینہ پرست
دختر سے بہت خوش ہوا اور زرہا دشترلب سے کہا کہ سنا آپ نے کہ میری دختر
نے کیا کہلا بھیجا ہے وہ مانند اور شاہزادیوں کے نہیں ہے زرہا دشترلب یہ
سن کر خاموش ہو رہا اور کہا خیر خداوند ایسا ہی کریں جیسا کہ اس نے کہا ہے
لیکن اب ان تصویروں کو چاک کر ڈالیے کہ ان کو دیکھ کر مجھے خوف آتا ہے معلوم

ہوتا ہے کہ یہ دربار شاہی کو لوٹ رہے ہین جوت آئینہ پرست نے اُن سب
تصویرون کو چاک کر ڈالا باوجودیکہ ہزارہا روپیہ تصویرون کے معاوضہ مین
سوداگر کو دیا گیا تھا لیکن اس کا کوئی خیال نہین کیا گیا ادھر ملکہ طوفان سبزپوش
دختر جوت آئینہ پرست تیر عشق کھا چکی تھی اور تصویر شاہزادہ اسد ثانی زیب
گلو فرما چکی تھی اُس کی حالت آناً فاناً مین ترقی کرنے لگی اور رنگ رو متغیر
ہونے لگا ہر وقت کی خوش مزاجی سکوت سے بدل گئی اِس کو خیال ہوا کہ
ابھی تازہ بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی شبہہ کرے اب مان باپ کے ساتھ رہنا
درست نہین ہے بہتر یہ ہے کہ کسی بہانے سے کنارہ کشی کر دے یہ سوچ کر ہمائے تیز رفتار
کو حکم دیا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم باغ فیروزہ نگار کو جائین اور وہان جلسہ
رقص کرین لہذا تم اس کی تیاری کر دو یہ سُن کر ہمائے تیز رفتار اسی وقت روانہ
باغ ہوا اور سب سامان درست کر دیا گاڑیان حاضر کر دین اور وہان سے سواری
حافظہ کی ملکہ جلوس شاہانہ کے ساتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ ہو گئے
اور وہان صحبت عیش برپا کی یہان جوت آئینہ پرست نے ایک نامہ حاکم ملک
فرمانیہ کو لکھا کہ نام اس کا حرمان آدمخوار ہے مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل
ہمارا قصد ہے کہ ہم خروج کرین اور خدا پرستون کا استیصال کرین لہذا تم
دیکھتے ہی اِس نامہ کے سرداران و عیاران ذیل کو ہمراہ لے کر حاضر ہو
وہ سردار یہ ہین بہمن دیو سگ طوماس شیر سر قربوس خرس پیشانی و دیگر
ذو فنون دمہتر قیاس جہان تک ممکن ہو اپنے کو ہم تک جلد پہونچا دو جس وقت
یہ نامہ حرمان آدمخوار کو پہونچا حرمان آدمخوار اسی ہزار آدمخوارون سے
سرداران مذکور و عیاران مسطور کو ہمراہ لے کر کل چار لاکھ کی فوج سے
جانب شہر جوتیہ روانہ ہوا یہان جوت آئینہ پرست انتظار مین تھا کہ خبر آمد
حرمان آدمخوار کی پہونچی جوت آئینہ پرست نے حکیم زرہا دشتر لب
دار جال دیو سگ وقارن کوہ پیکر کو اسی ہزار سوار سے برائے استیصال
روانہ کیا یہ لوگ گئے اور حرمان سے ملے اور نہایت اعزاز سے اس کو
اپنے ہمراہ لے کر داخل ملک جوتیہ ہوئے ملک جوتیہ فوجون سے مملو ہو گیا
اور دونون لشکر گلے مل کر ایک ہو گئے جوت آئینہ پرست نے ذنگل سردارون
کے واسطے بچھوا رکھے تھے جس وقت حرمان آدمخوار داخل دربار جوت ہوا
جوت آئینہ پرست کو سلام کیا جوت آئینہ پرست نے اشارہ بیٹھنے کو کیا
حرمان آدمخوار ایک ذنگل زرین پر بیٹھا اور صحبت میخواری شروع ہو گئی دور جام
چلنے لگا عین گرمی صحبت مین حرمان آدمخوار نے جوت آئینہ پرست سے پوچھا
کہ آپ کا کیا ارادہ ہے مفصل بیان کیجئے اب جوت آئینہ پرست نے صلصال
کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ مالک ترکستان کے بیٹے ہین خاقان اعظم
یعنے صلصال انھین کا نام ہے خدا پرستون نے ملک اِن کا ان سے چھین لیا ہے

یہ میرے پاس فریادی آئے ہین تو میرا قصد ہے کہ خروج کر کے ملک اِن کا ان کو واپس دلاؤن وزیر اِن کا ان سے منحرف ہو کر خدا پرستون سے مل گیا تھا اور فرزند بھی اِن کے سرداران حمزہ سے زیر ہو کر مطیع ہو گئے تھے مین اُن کو سزا ایسے معقول دونگا کہ اب وہ ہی وہانکے حاکم ہین اور راہ مین جس قدر ممالک اہل اسلام کے ملین گے اُن پر اپنا قبضہ کرونگا اول شہر سمرقند ہے حاکم وہان کا طولا بہ سمرقندی ہے پہلے اِس ملک پر قبضہ کرونگا بعد اس کے بلخ ملیگا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وہانکے حاکم ہین اُن کو سزا دونگا اس کے بعد ختن ہے ختن کے بعد ترکستان ہے جو ملک خان اعظم کا ہے وہان کئی سردار ہین ایک توزرہ خان وزیر ان کا ہے دوسرے مالک تراک سفید جامہ ہے اور تین بیٹے اِن کے اتزدر خان اور صعب خان اور بلب خان ہین سب کو مطیع یا قتل کر کے اِن کا ملک اِن کو دلاؤنگا اور وہان سے جانب قلعۂ ذوالامان جاکر اُس قلعہ کو تاراج و برباد کرونگا کہ وہان گل ناموس حمزہ مقیم ہے بعد اُس کے سُنا ہے کہ بدیع الملک نبیرۂ حمزہ دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے اور طلسم نہ طاق کی طرف گیا ہوا ہی وہان جاکر اسے قتل کرونگا اس کے بعد برجیس آفتاب پرست کو سزا دونگا سُنا ہے کہ وہ آفتاب کو سجدہ کراتا ہے بعد اُس کے تقابداران قاف کو قتل کرتا ہوا اُس لٹیرے کو مارونگا جس کا نام اسد بن کرب غازی ہے کہ وہ خدا پرستون کا زور بازو ہے اُس کا قتل سب سے اول ہے یہان تک کہ تمام عالم پر قبضہ کر کے پھر اپنے ملک کو واپس آکر آپ دعوی خداوندی کرونگا اور تم کو نائب خداوند کرونگا اور تمکو اور تمھارے لشکر کو ہمیشہ گوشت آدم مزادون کا کھلاؤنگا یہ سُن کر جرمان آدمخوار نہایت خوش ہوا کہا چلیئے مین آپ کے ساتھ ہون اور جانبازی کو موجود ہون اب جوت آئینہ پرست نے سامان دعوت کا حکم دیا اور تیاری جشن ہونے لگی غرضکہ نہایت دھوم دھام سے دعوت جرمان آدمخوار کی ہوئی کہ تمام آدمخوارون کو کباب انسانون کے کھلائے گئے جہان تک واجب القتل اور مجرم دستیاب ہوئے اُن کو ذبح کیا جب وہ کافی نہ ہوئے کہ اسی ہزار کھانے والے موجود تھے تو بے گناہ اور لاوارث گرفتار کیئے جانے لگے شہر مین ایک غوغا تھا لوگ گرفتار ہو رہے تھے رعایا کہتی تھی کہ ایسا ظالم بادشاہ ہمارے اوپر حاکم ہے خدا جلد اِس کو غارت کرے اگر اس کی حکومت مین ترقی ہوئی تو نہ معلوم کیا کیا ظلم کریگا لیکن فوج جوت آئینہ پرست کی ظالم کسی کی فریاد نہ سنتی تھی لوگ برابر گرفتار ہو کر ذبح کیئے جا رہے تھے جس وقت شام ہوئی جوت آئینہ پرست نے جرمان آدمخوار کی دعوت کے بعد دعوت کے جلسۂ رقص و سرود کا شروع ہوا اب یہ تو ادھر محو عیش و عشرت ہین اور اُس طرف ملکہ طوفان سبز پوش کی سواری باغ مین اُتری ملکہ طوفان سبز پوش سیر باغ کرتی ہوئی داخل قصر معلّے ہوئی عجب طرح کا یہ قصر تھا کہ تمام قصر مین فیروزے جڑے ہوئے تھے

شیشہ آلات جس قدر تھا وہ بھی فیروزہ نگار تھا مسند بھی فیروزہ نگار تھی غرضکہ ملکہ طوفان سبزپوش آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی گائنین حاضر تھین اُنھون نے ساز چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

تم سنو جسکی وہ چپ رہکے پریشان کیون ہو
یا خموشی سے بنے بات تو نالان کیون ہو

سر کے ٹکرائے تو سنگِ درِ جانان کیون ہو
جب ہوا خاک اُڑانا تو بیابان کیون ہو

مرگئے ہو جاتی ہے درد و غم و ایذا سے نجات
ہے وہ دشمن تو مری جان کا خواہان کیون ہو

کرکے دعواے وفا ہے گلۂ ظلم عبث +
جو خرابی کی ہے بنیاد وہ عنوان کیون ہو

کیا کرین وصل پر اصرار جب اُنکو ہے یہ ضد
کہ نہین منھ سے نکلجائے تو پھر ہان کیون ہو

ناتوان ہون مدد اے کاوشِ جوشِ وحشت
ہاتھ قابو مین نہین ہین تو گریبان کیون ہو

تیری باتون کو ہم اے عہد شکن جلتے ہین
جسکا انجام ہو بے سود وہ سامان کیون ہو

نہ اٹھے ہوک تو کیون راز محبت ہو عیان
نہ اُڑے رنگ تو ظاہر غمِ پنہان کیون ہو

حاجت چشم تصور نہ کبھی ہو گی نقاب
جسکو چھپنا نہین آتا ہے وہ پنہان کیون ہو

دل سے عاشق کے جو نکلی تو بہت ہو گی تباہ
صدر مین جسکی ہے جا وہ کہین جہان کیون ہو

جان ستان ناز ہین جنکے کوئی اُنسے کہہ آئے
مہربان آپ جو ہون موت کا احسان کیون ہو

بدگمان کرتی ہے رہ رہ کے اسے غیرتِ عشق
دلمین رہکر نگہ شوق سے پنہان کیون ہو

ہم تو پہلے ہی سے سمجھے ہین محبت کا مآل
جان پر آپ جو کھیلا وہ پشیمان کیون ہو

طالب داد ستم حشر مین آتے ہین تو آئین
تم کسی کے نہین قاتل تو پریشان کیون ہو

خواہش عیش ہی دنیا مین ہے ایذا کا سبب
گر نہو وصل تو اندیشۂ ہجران کیون ہو

اے اجل شام سے بیٹھا ہون آمادۂ مرگ
کہ یہ ہونا ہے تو صبح شب ہجران کیون ہو

طول ایذا سے جدائی مین اگر طول حیات
جز اجل خواہش صبح شب ہجران کیون ہو

کوئی مجرم نہین اے سوز جگر عاشق زلف
رہنے والا ہے اندھیرے کا چراغان کیون ہو

رہ سکین لگے نہ کبھی آپ وفا کے پابند
جسکا نبھنا نہین آسان وہ پیمان کیون ہو

امتحان گاہ محبت مین نہ جانا تھا ہمین +
آپ ڈالی ہے جو مشکل وہ اب آسان کیون ہو

دل سے نکلے بسہولت بخوشی تو کھینچون +
میری حسرت ہی نہ وہ ہو ترا پیکان کیون ہو

حالتِ شمع پہ ہنستے تھے بہت تم کل تک
آج اک سوختہ جان کے لئیے گریان کیون ہو

گھات مین اپنے اُدھر وہ ہین یہ سوچ اِدھر
ٹوٹنا جسکا ہے آسان وہ پیمان کیون ہو +

پردہ در راز محبت کا نہین دستِ ہوس
نہ کشیدہ ہو تو پرزے ترا دامان کیون ہو

آرزو جسکے لئیے ہوگئے برباد اُس نے
کبھی یہ بھی تو نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو

اس غزل کے اکثر اشعار کے مضامین جو ملکہ طوفان سبزپوش کے دل پر درد کی روداد سے ربط رکھتے تھے طوفان سبزپوش کی آنکھون سے طوفان اشک جاری ہوا چشمہاے چشم اُبل پڑے سیلاب سرشک نے اُس تصویر قصور کو غرق کر دیا جو ہر وقت ملکہ کے روبرو رہتے تھے بیساختہ یہ دوہا زبان پر جاری ہوا **دوہا** روتے روتے بھوئین پیا نہ آئے پاس + نینن نیچے گنگا بہی ڈوبن لاگے آس + جبقدر

ملکہ ضبط کرتی تھی اُسی قدر جوش رقت زیادہ ہوتا تھا بموجب شعر ؎ شعر جب ضبط
کرون پلکین آنسو روُون تو نہ نکلے اشک کوئی ✦ کیا کہون اِن آنکھون کا یہ دریا اُلٹے
بہتے ہین ✦ آخر کار راز دل چھپانے کے واسطے ملکہ طوفان سبز پوش اُٹھ کر
حجرے مین چلی آئی صحبت رقص وغنا برخاست کر دی اکیلی مسہری پر لیٹ رہی
اور بخار دل کا رو رو کر نکالنے لگی یہ حکم پہلے سے دے دیا تھا کہ سوا ہمائے
تیز رفتار کے اور کوئی میرے پاس نہ آئے اس لیئے کہ شدت سے دھڑکن
ہو رہی ہے وہ آئے تو مین اُس کو حکیم صاحب کے یہان بھیجون اور حال
اپنا کہلا بھیجون سب انیسین جلیسین پریشان ہین کہ یہ دفعتًا ملکہ کو کیا ہوا اس
باغ مین آنا تو آج اُلٹا اثر دکھا رہا ہے تفریح کے بدلے اختلاج نہین معلوم
کس بڑی گھڑی سے آج اِس باغ مین قدم رکھا کوئی کہتی تھی کہ اِن پر
سایہ کسی پری کا ہو گیا ہے یا جن عاشق ہو گیا ہے اِن لوگون کی یہی خاصیت
ہوتی ہے کہ جس شخص پر عاشق ہوتے ہین اُس کو پریشان کرتے ہین لو گویہ بھی
نیا عشق ہے کہ جس سے محبت کرین اُس کو پریشان کرین باز آئے مثل ہے
کہ بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹین کان یہان تو یہ حالت ہے اور ادھر
ملکہ کی عجب کیفیت ہے کبھی تصویر کو اُٹھا کر دیکھتی ہے کبھی گلے سے لگا لیتی ہے
کبھی کہتی ہے اے پیکر بےحس تو جس کی شبیہ ہے تجھے اُسی کی قسم کہ مجھے اتنا تو
جواب دے کہ وہ رہنے والا کس دیس کا ہے کہ مین خاک چھانتی ہوئی خود
وہان جاؤن یا اپنا آدمی بھیج کر اُس کو بلاؤن ہائے مجھے تو یہ بھی نہین معلوم
کہ وہ کہان ہے طرہ اُس پر یہ کہ اُسے مجھ بدنصیب کے حال کی خبر بھی نہین کہ
ایک زخمی تیغ ادا ہمارا مانند مرغ بسمل کے پھڑک رہا ہے اور ایک بلبل زار
ہمارے گل سے چہرہ کے شیفتہ ہو کر بیمار ہو گئی ہے نرگس وار ہر طرف نگران ہے
سنبل کے مانند پریشان ہے لیکن ہوائے باغ اُس کے واسطے ناساز
ہے اُن خارون مین گھری ہوئی ہے کہ نکلنا دشوار ہے ہر وقت گلچین کا خوف
صیاد کا کھٹکا آشیانے سے نکلنے کو مانع ہے فریاد کو روکتا ہے کہ ایسا نہ ہو
حال ظاہر ہو جائے شعر ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہے ✦ دو علے مین ہمارا آشیان
ہے ✦ یہ اس اس طرح کی باتین دل سے کر رہی تھی کہ ہمائے تیز رفتار باغ
مین آیا صحبت کو برہم دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہوا عورتون سے پوچھا
کہ ملکہ طوفان سبز پوش کہان ہین اُنھون نے بیان کیا کہ فلان حجرے
مین آرام فرما رہی ہین ہم لوگون کے جانے کی ممانعت ہے لیکن تمھارے لئے
اجازت دیدی ہے ہمائے تیز رفتار جلدی سے حجرے مین آیا تو ملکہ کی
عجب حالت دیکھی پوچھا کہ مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے بہانہ
درد سر اور اختلاج قلب کا کیا ہمائے تیز رفتار سمجھ گیا کہ جب چھٹی تصویر کو
اُنھون نے دیکھا تھا تو رنگ چہرے کا بدل گیا تھا کچھ طبیعت اُس صاحب تصویر

کی طرف مائل ہوئی ہے کہا اے ملکۂ عالم مین نے تمھین ابہی گودیون مین کھلایا ہے اور پالا ہے مین نادان نہین ہون کہ تمھاری باتین نہ سمجھ سکون صاف صاف بیان کرو مجھ سے نہ چھپاؤ لیکن ملکہ طوفان سبز پوش کی غیرت کب گوارہ کرتی تھی کہ وہ صاف صاف بیان کرسکتی ہمارے تیز رفتار نے وہ ہی تصویر یعنے اسد ثانی کی سامنے کی اور کہا اے ملکہ یہ چیز بڑی کوشش سے تمھارے لئے لایا ہون یہ دیکھتے ہی ملکہ طوفان سبز پوش یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اٹھ کھڑی ہوگی اور کہا کہ تم کیونکر اسے لائے ہمارے تیز رفتار نے کہا کہ جس وقت سواری مین نے آپ کی باغ مین پہونچادے تو سنے مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو وہ تصویرین تلف ہوجائین اور حلیم زرہاد ان تصویرون سے بغض اپنا نکالے مین سنے یہ انتظام کیا کہ خود دربار بادشاہ مین چلا اور حاضر رہا جتنے کہ حکیم زرہاد نے ان تصویرون کے چاک کرڈالنے کی رائے دی بادشاہ نے تصویرین مجھے دین مین نے اُس مین سے تین تصویرین چاک کرڈالین اور یہ تصویر آپ کے خیال سے چھپالی اور لیتا آیا مین سمجھ گیا تھا کہ یہ تصویر آپ کو پسند آئی ملکہ نے کہا کہ مین نے بھی ایک نقل اِس تصویر کی بنائی تھی یہ کہ کر گلے سے تصویر اُتار کر دکھائی ہمارے تیز رفتار نے ملکہ طوفان سبز پوش کے صناعی کی نہایت تعریف کی کچھ دیر تو ملکہ طوفان سبز پوش اُس تصویر کو غور سے دیکھا کی بعد اُسکے پھر رونے لگی ہمارے تیز رفتار نے بہت سی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ والد ماجد آپ کے سفر کرنے والے ہین آپ بھی ساتھ ہی چلیئے گا مین اُس صاحب تصویر کو آپ سے ملادونگا آپ اطمینان رکھیئے اور اگر یہان رہیئے گا تو مین وعدہ نہین کرتا ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ اے ہمارے تیز رفتار تم جہان کہوگے مین وہان چلونگی اب ملکہ کو گونہ تسلی ہوئی ہمارے تیز رفتار نے سمجھا بجھا کر اور صاحب تصویر کی نہین دے کر ملکہ طوفان سبز پوش کا منہ دھلوایا کھانا کھلایا لیکن ملکہ کو حرارت ہو آئی تھی یہ نازپروردہ نازک اندام اِس تعب کو برداشت نہ کرسکی اور باغ مین جی بھی نہ لگا آخر صبح کو سوار ہوکر محل شاہی مین چلی آئی ملکہ طوفان سبز پوش کی مان نے جو یہ حالت دیکھی کہ بیٹی کا منہ اُترا ہوا ہے آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے ہین رنگ چہرے کا زرد ہے کہا واری مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ امان جان کیا عرض کرون کل ایسا دورہ اختلاج کا ہوا کہ جسنے دفعتاً میری یہ حالت کردی اِس لیئے باغ گئی تھی کہ شاید سیر گل و ریاحین سے دل بہل جائے لیکن کچھ نہ ہوا آخر کو چلی آئی اِس وقت بھی دھڑکن ہو رہی ہے ابھی دیکھیئے یہ دل ہاتھون اُچھل رہا ہے اور حرارت بھی ہو آئی ہے طوفان سبز پوش کی حالت اِس کی مان نے جو دیکھی بیتاب ہوگئی حکیم زرہاد شتر لب کو طلب کیا نبض دکھائی یہ حکیم تو پہلے ہی سے سمجھے ہو ئے تھے کہ یہ تپ تپ عشق ہے ایک

نسخہ لکھ دیا کہ جس مین کچھ مفرحات تھے اور کچھ دوا صندل کا ہو وصندل وغیرہ کے زبانی بھی بتلادی کہ اگر درد سر ہو تو یہ پیس کر ماتھے پر لگا دینا اور آپ وہان سے خدمت حوت آئینہ پرست مین آیا بادشاہ نے پوچھا کہ آج دیر ہونے کا کیا سبب ہے زرہا دشترلب نے بیان کیا کہ طبیعت شاہزادی کی کچھ ناساز ہو گئی تھی میری طلبی ہوئی تھی تو وہین گیا ہوا تھا نسخہ لکھ آیا ہون یہ سُن کر حوت آئینہ پرست نہایت حیران و پریشان ہوا اور حکیم زرہا دشترلب سے کہا کہ مین آمادۂ سفر ہون اور دختر کی یہ حالت ہے نہ اُسے اساتھ رکھ سکتا ہون اور نہ یہان چھوڑ سکتا ہون حکیم زرہا دشترلب نے کہا کہ آپ کچھ تردد و فکر نہ فرمائین ملکہ طوفان سبزپوش بہت جلد اچھی ہو جائینگی مگر اُن کو اپنے ہمراہ لیتے چلیے یہان اُن کو چھوڑنا بہتر و مناسب نہین اس لیئے کہ وہ آپ سے مانوس زیادہ ہین ایسا نہ ہو کہ دل نازک پر اُن کے کچھ صدمہ پہونچے راہ مین تبدیل آب و ہوا سے مرض جلد زائل ہو جائیگا اور صحت حاصل ہو گی ظاہر تو یہ تھا اور باطنًا مقصود اِس حکیم کا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو اِس حالت کی خبر اُس جوان کو پہونچ جائے کہ جسکی تصویر پر ملکہ طوفان سبزپوش عاشق و شیفتہ ہے اور وہ میدان خالی پاکر یہان آ جائے اور ملکہ کے اوپر قبضہ کرے اور لے جاوے اگر ملکہ طوفان سبزپوش ساتھ رہیگی تو پھر اُس کی حفاظت آسان ہو گی الحاصل حوت آئینہ پرست حکیم زرہا دشترلب سے حال دختر کا سُن کر محل مین آیا اور ماتھے پر ملکہ طوفان کے ہاتھ رکھا گرم پایا کہا اے فرزند اب میرا تو ارادہ سفر کرنے کا ہے اور تمھاری طبیعت کی یہ حالت ہے پہلے میرا قصد تھا کہ تمھین اپنے ساتھ لے چلون مگر اب میری رائے نہین ایسا نہ ہو کہ زحمت سفر سے مرض مین طول ہو لہذا تم اپنی مان کے پاس رہو ملکہ طوفان سبزپوش یہ سُن کر زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگین اور کہا کہ مین نے کبھی فرقت آپ کی گوارا نہین کی ہے اور ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ رہی ہون مین ضرور آپ کی ہمراہی مین چلونگی اور اگر یہان مجھے چھوڑ دیجیے گا تو بیشک مرض میرا طول کھینچے گا اور انجام خراب ہو گا پھر شاید آپ آنے بھی نہ پائین گے کہ ہم اِس جہان سے رخصت ہو جائین گے یہ کلام سُن کر حوت آئینہ پرست کا دل ہل گیا کہا اے فرزند ایسی باتین نہ کرو مین تمھین اپنے ساتھ لیتا چلونگا یہ کہکر دو جادوگریون کو بُلایا اور اُن سے کہا کہ ہم آگے چلتے ہین تم تخت ملکہ کے واسطے تیار کرو اور اُس کو اُس کی خواصون سمیت اور خدمتیون سمیت ساتھ لے کر میرے لشکر کے پیچھے پیچھے آؤ یہ کہکر باہر آیا اور حکم کوچ دیا قارن کوہ پیکر پیش خیمہ لے کر آگے روانہ ہوا بعد اس کے خود حوت آئینہ پرست مع صلصال و حرمان آدمخوار و مبہوت جادو وغیرہ لشکر گران ہمراہ لے کر جانب سمرقند روانہ ہوا اس کے بعد ملکہ نے ہماے تیز رفتار عیار اور دیگر کنیزون کو ہمراہ لیا اور جانب سمرقند روانہ ہوئے

اب ان سب کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر ہوگا

چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان ہوتے ہین

بزم سخن طوطی خوشنوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + راویان اخبار و حاکیان خوش گفتار اِس داستان ظفر نشان کو اس طرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب وقت اسد غازی مع فوج جرار داخل سرحد زنگبار ہوئے صحرا مین ایک آدھ آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا سوارون کو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ اِن کو اِن سے حالات زنگبار کے دریافت کرین سوارون نے گھوڑے دوڑائے وہ بیچارے اور بھاگے لیکن کہان بھاگ سکتے تھے سوار آن واحد مین گھوڑے دوڑا کر سرون پر پہونچ گئے جب اُنھون نے دیکھا کہ بھاگ نہین سکتے اِن لوگون سے بمنت کہا کہ اچھا اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے اہل وعیال کو جاکر ایک نظر دیکھ آئین پھر قتل کر ڈالنا سوارون نے کہا کہ ہم تمھین قتل کرنے نہین آتے ہین چلو ہمارے مالک نے تمھین طلب کیا ہے وہ تم سے کچھ حالات شہر زنگبار کے دریافت کرین گے اور تمھین انعام دین گے اب اِن لوگون نے جو دیکھا کہ سوار مسلمان وضع ہین کہا تمھارے مالک کا کیا نام ہے اُنھون نے بتلایا کہ اسد غازی یہ سُن کر وہ نہایت خوش ہوئے اور سوارون کے ساتھ خدمت مین اسد دلاور کی حاضر ہوئے فرمایا کہ افسوس اب تم لوگ ایسے منحرف ہوگئے کہ ہم بُلاتے ہین اور تم دور بھاگتے ہو اُن ستم رسیدون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے جو ہم آپ کے سے منحرف ہون لیکن سبب ہمارے بھاگنے کا یہ ہے کہ جو خونخوار بن دجال کی طرف سے جو حاکم ہے اُس کا حکم یہ ہے کہ جس زنگی کو پاؤ اُسے قتل کر ڈالو ہم لوگ سب کے سب بھاگ کر صحرا مین پناہ گزین ہوئے اکثر سوار اُس کے یہان آئے اور جس کو پایا اُسے قتل کر ڈالا وہ کافر یہ چاہتے ہین کہ کوئی مسلمان باقی نہ رہے ہم اِن سوارون کو آپ کا فرستادہ نہ سمجھے تھے اسد غازی کو یہ سُنکر نہایت صدمۂ عظیم ہوا اور فرمایا کہ افسوس کیا کیا تباہیان اہل اسلام پر پڑگئی ہین خیر دیکھا جائیگا کچھ حال حاکم قلعے کا بیان کرو اُن لوگون نے عرض کی کہ فرزیل کر زرن ایک گبر ہے وہ ہی اس قلعے کا حکمران ہے اور قلعہ نہایت آراستہ وپیراستہ ہے توپین ہر وقت چڑھی رہتی ہین نگہبان پھرا کرتے ہین عجب نہین جو حضور کے تشریف لانے کی خبر اہل قلعہ کو ہوگئی ہو اور وہ آگاہ ہوگئے ہون یہ سُن کر اسد غازی نے اُن پریشان حالون کو کچھ روپئے اور کچھ اشرفیان عنایت کین اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور اپنے اہل وعیال کی پرورش مین صرف کرو ہم قلعے پر جاتے ہین جب وقت قلعہ فتح ہو جائے تو پھر ہمارے پاس آنا ہم ہر ایک کی دادرسی کرین گے اور

جسکا مال و اسباب و جائداد جسقدر تلف ہوا ہو گا اُسے اُسی قدر اور دین گے
وہ لوگ تو خوشی خوشی دعائین دیتے ہوئے روانہ ہوئے ادھر اسد دلاور
نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے عرض کی کہ ہماری رائے آپ کی رائے
سے بہتر نہین ہے اسد غازی نے ضرغام شیر دل اور ادریس بن اندلس
سے فرمایا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ قلعے کی کیا حالت ہے اب اسد غازی تو تیاری
لشکر مین مصروف ہوئے اور یہ دونون عیار طرار جانب قلعۂ زنگبار روانہ ہوئے
راستے مین انھون نے ہیئت اپنی تبدیل کی اور فقیر بن کر چلے جس وقت قریب
قلعے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ اے فقیر و کسبی اور مقام پر جاؤ
خبردار اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ عوض نفع کے نقصان جان کا
ہو گا اور نشانۂ تیر قضا ہو گے یہ کہتے ہی اُنھون نے تیر چلّۂ کمان مین پیوست
کر لیئے یہ رنگ دیکھ کر دونون عیار خوف جان سے آگے نہ بڑھے مجبور و ناچار
ہو کر وہان سے واپس آئے اور سارا ماجرا روبرو دیئے اسد غازی حرف
بحرف بیان کیا کہ اہل قلعہ آپ کی آمد سے باخبر ہو گئے ہین قلعہ آلات حرب
و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے پرندہ پر بھی نہین مار سکتا اور کسی کی کیا مجال ہے
کہ وہان تک جائے بڑے انتظام ہین حتے کہ فقیر بھی نہین جانے پاتے ہر وقت
دروازہ قلعے کا بند رہتا ہے ہم دونون عیارون نے ہر چند بڑی کوشش
اور جانفشانی کی لیکن کسی طرح اندر قلعے کے نہ جا سکے وہ لوگ بہت ہوشیاری
سے قلعہ بند ہین یہان تک کہ ہوا سے بھی بدگمان ہین کہ مبادا اس مین بھی
بھوتنی شامل نہ ہو یہ سُن کر اسد غازی نے سردارون کی طرف دیکھ کر فرمایا
کہ کیا کرنا چاہیئے اس لیئے کہ قلعہ کی تین طرف پانی ہے صرف ایک جانب
راستہ خشکی کا ہے اُس کی یہ حالت ہے کہ راستہ بہت تنگ ہے اور زد
قلعہ کی مار کی ایسی ہے کہ کوئی شخص گولے سے بچ کر جا نہین سکتا سب نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ آپ ہم سے بہتر سمجھتے ہین اسد غازی اسی فکر و تردد
مین تھے کہ مہتر ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ اے شہریار میرے ذہن
مین ایک ترکیب ہے بشرطیکہ آپ بھی اُس ترکیب کو پسند فرمائین یہ سُن کر
اسد غازی نے فرمایا کہ اے ادریس بیان کر ادریس نے عرض کی کہ مین
تاجر بن کر سفر دریا سے قلعے کی طرف جاؤن اور صندوقون مین بجائے مال
سردارون کو بند کر رکھا جائے اور ایک نامہ فرضی خونخوار کی طرف سے
قلعہ دار زنگبار کو لکھا جائے جس وقت نامہ خونخوار کے نام سے پہونچیگا
تو جو تحریر ہو گی اُس پر عمل درآمد ہو گا اور ہم داخل قلعہ ہو جائین گے داخل
قلعہ ہو کر بس جس وقت پر صندوقون کو کھولین گے ادھر آپ لشکر لیئے تیار
رہیئے گا جس وقت سردار اندرون قلعہ جنگ شروع کر دین تو اُس وقت
آپ دھاوا کر کے آجائیے گا اور قلعے پر قبضہ کر کے کفار کو گرفتار کر کے قتل

ڈالیگا اسد دلاور نے راے ادریس کی پسند کی اور سردار صندوقون مین بند کرنے کے واسطے منتخب ہوئے گرشاسپ رودیلی ایک طلحہ بن عنظلہ دو معروف بن اسد تین غضنفر بن اسد چار یہ چار سردار تو صندوقون مین بند ہوئے اور بارہ بندرہ قزاق سوداگر کے ملازمین بنے اور ادریس بن اندلس سوداگر بنا اب صندوق جہاز پر لادے گئے اور ادریس بن اندلس قزاقون کو لے کر سوار ہوا چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ جس وقت قلعہ مین شور و غوغا بلند ہو فوراً آپ دھاوا کر دیجیگا ہم تو یون کو بند کر دینگے یہ کہکر روانہ ہوا پہلے جہازون کو دورنے گیا اور راہ ہندوستان کی سیدھی دیکھکر اب قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ نے جو دوربین لگا کر دیکھا معلوم ہوا کہ جہاز اسطرف چلا آتا ہے بس فوراً جسقدر ناوک انداز تھے سب لیس ہو گئے کہ مبادا کوئی حریف راہ دریا سے نہ آتا ہو جسوقت یہ جہاز تیر کے زد پر آگیا ادریس بن اندلس نے چادر ہلائی تیرانداز رکے کہ شاید کوئی تاجر ہے حریف نہین ہے اور اجازت آنے کی دی جسوقت یہ جہاز قریب قلعہ پہونچکر لنگرانداز ہوا اہل قلعہ نے پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو جواب دیا کہ ہم ہندوستان کے تاجر ہین اور ایک نامہ خونخوار بن دجال کا حاکم قلعہ کے نام لائے ہین اہل قلعہ نے جواب دیا کہ بالفعل یہان زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے حریف مقابلہ پر آچکا ہے قلعہ کے اندر کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے اونھون نے جواب دیا کہ یہ نامہ خونخوار بن دجال کا لیجا کر اپنے مالک کو دو جیسا وہ کہے ویسا عمل کرو اور بغیر جواب نامہ لیئے ہم نہ جائینگے اسواسطے کہ خونخوار بن دجال کو یہ شبہ گزریگا کہ معلوم ہوتا ہے اس تاجر نے بہانہ کیا اور قلعہ تک نہین گیا اون لوگون نے آپسمین مشورت کی اور کہا کہ یہ سچ کہتا ہے نہین معلوم کیا ہو کیا نہو ایسا نہو کوئی ضروری بات ہو تو اوسکا الزام ہمارے سر آئیگا لہذا ہم اپنے سر الزام کیون لین فرزیل گرزن جیسا مناسب جانے گا وہ کریگا یہ سوچکر نامہ سوداگر نقلی کے ہاتھ سے لیا اور خدمت مین فرزیل گرزن کے آئے اور سارا ماجرا سوداگر کے آنے کا بیان کیا فرزیل نے لفافہ کو چاک کر کے نامہ نکالا اور پڑھا۔ لکھا تھا کہ اسے فرزیل گرزن خداوند آئینہ کی مدد سے ہم نے ہندوستان کو بھی فتح کیا اور اب ہم لیلان کیطرف جاتے ہین یہان جو بیش بہا اور نادر چیزین دستیاب ہوئین وہ ان چارون صندوقون مین بند کر کے بدست عنقائے ظلمانی تمہارے پاس بھیجے جاتے ہین تمہین لازم ہے کہ ان صندوقون کو لیکر اپنے قبضہ مین رکھو اور سوداگر کی مہمانی کرنا کہ یہ لائق مہمانی ہے اور جو کچھ

پیغام زبانی یا خط وغیرہ بھیجنا وہ اسود کے ہاتھ بھیجنا کہ یہ مرد معتبر ہے اب ہم قلعہ گیلان مین ہین
ذہین نامہ ہمکو لجائیگا یہ مضمون دیکھکر فرزیل در ماکیجا تب آیا اور سوداگر سے
کہا کہ آپ تشریف لائیے ادریس بن اندلس پہلے آپ قلعہ مین
داخل ہوا بعد اوسکے چارون صندوق رسّون مین باندھکر اوپر کھینچ لیئے اسکے
بعد اور ہمراہیان سوداگر داخل قلعہ ہوئے اب سوداگر صندوقون کو اوٹھوا کر صحن
مین لایا اور جلدی جلدی قفل صندوقون کے کھولدیئے کہ آپ دیکھ لین اور
فردون سے مقابلہ کر لین فرزیل نے کہا کہ فردین لاؤ ادریس
بن اندلس نے فردین ہاتھ مین دین فرزیل گرزن نے داروغہ
کو طلب کیا اور فردین اوسکی سپرد کردین کہ جانچ آپکی کرو داروغہ نے دیکھا
کہ صندوق بہت بڑے بڑے ہین مال بھی زیادہ ہوگا جاکر بیس پچیس آدمی اپنے ساتھ
لایا جتنے عرصہ مین وہ پلٹ کر آتے آئے یہان ادریس نے سب کو
ہوشیار کردیا اور کہا کہ جسوقت مین نفیر عیاری پھونکون اوسوقت تم سب
پٹرے اولٹ اولٹ کے باہر نکل آنا اور جنگ شروع کردینا جسوقت
داروغہ قریب آیا فرد کو اوٹھا کر پڑھا اوسمین تحریر تھا
کہ یاقوت رمانی ایک نفر یہ حیران ہوا کہ یاقوت کے ساتھ نفر کا لفظ
آج تک کسی فہرست مین نہین دیکھا یہ کیا ماجرا ہے ادریس
بن اندلس نے کہا کہ اہل ہندوستان یوہین تحریر کرتے ہین اوسکے
بعد لکھا تھا کہ اژدر الماس ایک نفر یہ اسی حیرت مین تھا کہ ادریس نے
نفیر عیاری پھونکی اور سردار پٹرے اولٹ اولٹ کے اور نعرے کرکے
نکلے تلوارین کھینچ کھینچ کر آپڑے داروغہ نے پوچھا کہ یہ کیسا مال ہے ادریس
نے کہا کہ فرد سے مہلت لیجیے ان سردارون نے تلوارین مارنا شروع کین
ان تیس آدمیون کا تو دم بھر مین خاتمہ کردیا اور اب نعرہ کر کرکے توپون کیطرف
چلے فرزیل گرزن نے جو یہ معرکہ دیکھا نہایت پریشان ہوا کہا کہ مارو
ان لوگون کو کہ یہ چند کس ہین کیا کرینگے لوگ ہجوم کرکے چلے لیکن انھون نے جابجا
ایک ایک ہاتھ مین گولندازون کا کام تمام کردیا اور توپون پر قبضہ کرلیے
اب جو شور وغوغا بلند ہوتا ہے کہ مسلمان آگئے مارو انکو جانے نہ پائین بس
اسد غازی نے بھی کل فوج سے دھاوا کردیا توپون پر تو پہلے ہی قبضہ
ہوگیا تھا کفار کچھ نہ کرسکے اور اسد غازی معہ فوج داخل قلعہ ہوا اور
فوج کو پہلے سے بتادیا تھا کہ محاصرہ کرلینا تاکہ کوئی کافر بھاگکر نہ جانے
پائے اب کچھ فوج تو باہر قلعہ کے ٹھہری باقی فوج نے اندر قلعہ
کے دخل کیا اور تمام پھاٹکون اور دروازون پر پہرے قائم کرلیے اور تلوار
برسانا شروع کردی لاشون پر لاشین گرادین ایک جانب [illegible] سب
رود بیلی کے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیئے ایک طرف

طلیہ بن عنطلہ نے قتل شروع کیا ایک طرف اسد ثانی شجاعت اسد دلاور کا نمونہ دکھارہا تھا ایک جانب خود اسد دلاور مانند شیر غضبناک بے حملہ آور تھا ایک سمت غضنفر بن اسد لڑتا ہوا چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ مین غضنفر کا اور فرزیل گرزن زن کا سامنا ہوا فرزیل گرز زن نے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا گر پڑا فرزیل کے دو ٹکڑے ہوئے ہوئے لشکر بے سردار بد دل ہوکر بھاگنے گو تھا کہ راہ مسدود پائی ہر طرف خدا پرستون کو راہ روکے ہوئے دیکھا غرضکہ دوپہر کی جنگ مین اسد غازی کے لشکر نے تمام کفار کو تہہ تیغ کیا جسوقت جنگ سے فراغت پائی تو شمار لاشون کا ہوا معلوم ہوا کہ پانچسو آدمی اسد غازی کے شہید ہوئے اور بیس ہزار آدمی کفار کے مارے گئے اب لاشین علیحدہ کرکے مسلمانون کو دفن کیا اور کفار کو دریا برد کردیا کہ نہنگ وغیرہ کے پیٹ بھرے بعد اس کے رعایا کو طلب کرکے آبادی شہر کا حکم دیا اور جسقدر مال غنیمت ہاتھ آیا تھا وہ رعایا پر حسب حیثیت تقسیم کردیا بعد اسکے خیمہ برپا ہوگئے دوسرے روز اسد غازی نے اونھین لوگون مین سے ایک شخص کو انتخاب کیا کہ یہ خاندان شاہی سے سلسلہ قرابت رکھتا تھا نام اوسکا طوفان زنگباری تھا اسے حاکم قلعہ کیا اور فرمایا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کئے جائین کیونکہ اب ہندوستان جائینگے دیکھین وہان کی کیا حالت ہے حسب الحکم کشتیان تیار کی جانے لگین اور جسقدر جہاز ممکن ہوئے وہ فراہم کرلئے گئے جبتک یہ سامان باہم کیا جائے ان لوگون کو مجبوراً اس مقام پر قیام کرنا پڑا ایک روز معروف بن اسد نے غضنفر دلاور سے پوچھا کہ کیون بھائی تمہارے پاس مرکب بادخور اور انگشتری مہر وماہ اور تیغہ سحرکش تھا جسے تیغہ زوبین شگاف بھی کہتے ہین یہ چیزین کیا ہوئین غضنفر نے کہا کہ بھائی یہ چیزین ساحر مستمش نے بنائی تھین جو خداوند ساحران عالم کہلاتا تھا جب وہ ساحر جہنم واصل ہوا تو بہت زمانے تک اون چیزون نے کام دیا بعد اوس کے رفتہ رفتہ اوسکی تاثیر باطل ہونے لگی گھوڑے کی رفتار مین کمی ہونے لگی اور تیغہ کے کاٹنے مین کمی پائی انگشتری کی تڑپ کم ہوتے ہوتے بالکل تاثیرین باطل ہوگئین آخرکار مین والد ماجد کی خدمت مین چلا آیا معروف بن اسد نے یہ سنکر بہت رنج کیا اور کہا کہ ایسے چیزون کے اثر نہ ہونے سے بڑے بڑے کامون مین خلل واقع ہوگیا اگر وہ اشیاء نادرہ موجود ہوتین تو آجکل کسقدر کام دیتین الغرض یہ سب سردار انتظار جہازات مین ہین اب تیسرا روز ہے شبکا وقت ہے ہر سردار اپنے اپنے خیمہ مین آرام سے سورہا ہے کہ تفرخواب اسد ثانی کی بلند ہوئی اسد نے خواب مین دیکھا کہ ایک باغ جنت

نظر ہے کہ گلہائے بوقلمون شگفتہ ہین میوے گونا گون لگے ہوئے ہین نہر جاری ہے جانوران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہین گویا بزبان بے زبانی صفت ثنا باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین سامنے ایک قصر فلک رفعت ہے کہ سراپا فیروزہ نگار ہے اندر قصر کے نازنینون کا ہجوم ہے صحبت رقص و سرود آراستہ ہے جام بادہ ناب کو گردش ہے اور ایک نازنین ماہ جبین در در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے تن نازک پر زیور سنوارے بیٹھے ہوئے ہین مسند بھی فیروزہ نگار ہے اور تمام زیور مین فیروزے جڑے ہوتے ہین لباس اوس آفت ہوش کا سبز ہے لیکن نگاہین اوسکی بتا رہی ہین کہ یہ کسی کے انتظار مین بیٹھی ہے نگاہ اسد ثانی کی جو اوس ماہ جبین پر پڑی دل نے داغ محبت کھایا عشق نے رنگ اپنا جمایا ہزار جان سے والہ و شیدا ہوگیا اور بیخودی کے جوش مین اوس نازنین کیطرف چلا نظر اوس نازک اندام کی جو چہرۂ اسد ثانی پر پڑی بیساختہ کھڑی ہوگئی چہرہ پر بحالی آگئی پکاری کہ اے شہریار عالیوقار یہ مشتاق دیدار تڑپ رہی تھی لیکن یہ امید نہ تھی کہ آپکا دیدار فیض آثار میسر ہوگا مگر الحمد للہ کہ آپ کے فیض جمال نے اس سیہ خانہ دل کو روشن و منور کیا ہے

کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست	رواق منظر چشم من آشیانۂ تست

یہ کہتی ہوئی وہ نازنین اوسطرف سے چلی اور اسد ثانی اس طرف سے بڑھے ہر قدم پر کمر کی لچک خرمن جان پر بجلی گراتی تھی یکایک صراحی مین پانچ او بجھا وہ اوجھکر گری اسد ثانی سنبھالنے دوڑے اسی عالم مین آنکھ کھل گئی اب دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ ملکہ نہ اوسکے مصاحبین اپنے بستر خواب پر لیٹا ہوا ہون اسد ثانی نے پھر آنکھین بند کین مگر اب وہ سمان کہان ایک جلوہ برق تھا کہ چمک کر نگاہون سے پنہان ہوگیا گھبرا کر پھر آنکھین کھولدین ابتو اسد ثانی کی بری حالت ہوئی تڑپنے لگے آہین بھرنے لگے یہ شعر زبان پر جاری ہوا ہے

ادھر آیا بھی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا	یہ تصور کے کرشمے تھے سب اے خضر مثال

الحاصل تمام رات اسیطرح تڑپ تڑپ کر گذاری صبح کو جو اوٹھتے ہین تو تپ کی شدت سر مین درد اسد غازی نے جو یہ حالت اپنے فرزند دلبند کی دیکھی نہایت پریشان ہوئے فرمایا کہ اے فرزند مین اپنا سفر نہین ملتوی کرسکتا اس لئے کہ جسقدر میرے جانے مین عرصہ ہوگا اوسیقدر بندگان خدا زیادہ قتل ہونگے نہین معلوم وہ ملعون خونخوار رین دجال کیا کیا بدعتین کر رہا ہوگا تمہین حافظ حقیقی کے حوالہ کیا اور اب مین ہندوستان جاتا ہون جسوقت تمہین صحت ہوجائے تو میرے پاس سیدھے آنا مین عقب خونخوار

بن دجال میں جاتا ہون یہ فرما کر بازو پر دعائے صحت پڑھی اور خود معہ لشکر جہازون اور کشتیون پر سوار ہو کر جانب ہندوستان روانہ ہوئے یہان اسد ثانی کے جنون عشق نے ترقی کرنا شروع کی اور حالت انکی دن بدن زیادہ خراب ہونے لگی ہر وقت تصویر خیالی اوس یار جانی اور محبوب جاودانی کی پیش نگاہ تھی اور نعرے آہ کے مارا کرتے تھے غزل

یاری تجھ سے کیا کی پیدا ہر اک سے یارانہ چھوٹا — احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا

غمنوش جدائی جیسے ہوئی غم کھا کے پیئے خون جگر جیسے — کھانا کیسا پینا کیسا - پانی چھوٹا دانہ چھوٹا

مشرب نہ ہمارا رندی تھا - نہ مذہب بادہ پرستی تھا — جیسے کہ چھٹا اک متوالا - اوس دن سے میخانہ چھوٹا

کس مست سے ساقی آنکھ لڑی - بادئے بیخود کیفیت یہ ہوئی — اس ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی - اس ہاتھ سے پیمانہ چھوٹا

کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی - اونپر بھی تھی محویت طاری — اوس لطف مین یاد نہین یہ بھی - کیسا سا وہ افسانہ چھوٹا

بیری جو تری جنت کی تڑھی - پہونچا اثر اسکا سنجا بھی — وہ قید جنون اوسنے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا

اک جلوہ قیامت تھا تیرا - ایمان اسکا دین اسکا لیا — زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا - ہندو سے بتخانہ چھوٹا

تھا سوز جدائی تو جتنا - تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا — کیون آگ مین اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا

اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا - الفت مین جو ل تیرے ہم ہوا — اک بت سے بڑھا یا ربط ایسا برسون کا یارانہ چھوٹا

اب اسد ثانی کو تو اس حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے حال اسد غازی کے بیان ہوتا ہے کہ یہ اپنے فرزند دلبند کو مبتلائے تپ ہجران چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوئے ہین اسطرف تو یہ راہ دریا کو جلد ہی جلد طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہان تشہیر ستتر سوار جو خونخوار بن دجال کیطرف سے مالک قلعہ ہندوستان ہوا ہے اوسنے یہ انتظام کیا کہ کنارہ دریا پر نگہبان مقرر کیئے کیونکہ اسے یہ خیال تھا کہ اسد دلاور اسیطرف ضرور آئیگا جسوقت کشتیان اور جہاز قریب ہندوستان پہونچے یہ خبر تشہیر ستتر سوار کو ہوئی اس نے بلبل غوطہ خور کو طلب کیا کہ اس ملعون کو بہت بڑی مشق پیرنے کی ہے جسوقت یہ حاضر ہوا اوسے حکم دیا کہ اپنے سات سو شاگردون کو ہمراہ لیکر جاؤ اور سرداران لشکر کو گرفتار کر لاؤ کہ وہ سب کشتیون مین سوار چلے آتے ہین یہ سنکر بلبل غوطہ خور نے سات سو غوطہ خورون کو ہمراہ لیا اور جانب دریا روانہ ہوا بعد اس کے تشہیر ستتر سوار بھی پندرہ ہزار سوار ساتھ لے کر چلا اور کنارہ دریا پر صفین باندھین اور غوطہ خور لنگوٹ باندھ باندھ کر دریا مین کود پڑے قضائے کار اتفاقات روزگار سے آگے آگے کشتی گرشاسپ رود نیلی کی چلی آتی تھی اور یہ لوگ غوطہ خورون کیطرف سے بالکل غافل تھے کیونکہ خیال انکا اسطرف تھا کہ کنارہ دریا پر فوج جمع ہے اور ناوک اندازِ تیر جوڑے کھڑے ہین مبادا زد پر پہونچ جائین اور باڑھ تیرون کی چلے ان لوگون نے سپرین سنبھال لین اور کھینچ لین کہ جسوقت تیر چلینگے تو اونکو کاٹینگے اور روکینگے غوطہ خورون نے آکر کشتی کا پیندا توڑا اور کشتی مین پانی بھرنے لگا یہ دیکھتے ہی گرشاسپ

رود نیلی گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جبتک یہ کوئی فکر کرے اوسوقت تک کشتی چکر مار کر غرق ہوگئی اور گرشاسپ اپنے چالیس مصاحبون سمیت غرق ہوا غوطہ خور لوگ تہ مین بیٹھے ہوئے تھے انھون نے کمندین مار مار کر انکو باندھا اور لیکر خدمت مین تشہیر شتر سوار کے روانہ ہوتے سو آدمی تو انکو لیکر تشہیر شتر سوار کے پاس آئے تشہیر شتر سوار نے اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ بھجوادیا اور یہ لوگ پھر پلٹے اور دریا مین کود پڑے اودھر بلبل غوطہ خور طلحہ بن عنطلہ کی کشتی کے پاس پہونچا جسوقت سے کشتی گرشاسپ رود نیلی کی غرق ہوئی تھی طلحہ بن عنطلہ نہایت پریشان تھا کہ یہ کیا غضب ہوا افسوس کہ کس بے بسی سے گرشاسپ نے جان دی اگر تلوار کی لڑائی ہوتی دشمن سے سامنا ہوتا مقابلہ کرتے جان لڑاتے دو چار کو مارتے خود بھی مرتے تو افسوس نہ تھا مگر جو منظور الٰہی ہوتا ہے وہ ہوتا ہے

درین دریائے بے پایان درین طوفان شور افزا		دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا

یہ اسی رنج و تردد مین تھا اور تکیہ پروردگار عالم پر کئے بیٹھا تھا کہ بلبل غوطہ خور نے اسکی کشتی کا پیندا بھی کاٹا اور یہ کشتی چکر مارنے لگی اور غرق ہوگئی اور غرق ہوتے ہوتے طلحہ بن عنطلہ نے اسد دلاور کو آواز دی کہ اے شہریار خدا حافظ ہماری تو طلب ہوگئی اب آپکو حوالہ پروردگار عالم کیا یہ کہتے ہوئے یہ بھی غرق دریا ہوئے اور غوطہ خوروں نے انکو بھی باندھا اور لے کر خدمت تشہیر شتر سوار مین روانہ ہوئے تشہیر شتر سوار نے مرحبا کہی اور کہا کہ جس وقت سب کو گرفتار کر لاؤ گے تو بہت کچھ انعام دونگا کہ ایسا کسی نے غوطہ خوروں کو نہ دیا ہوگا اور طلحہ بن عنطلہ کو بھی انکے ہمراہیون سمیت گرفتار کرکے زندانخانہ مین بھجوادیا لیکن اسد غازی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا کہ ہم سمجھ گئے آج وہی مصیبت ہمارے لشکر پر آئی ہے جو نانا صاحب پر جزیرہ نارو ند مین پڑے تھے اوس مین دادا صاحب یعنی خواجہ عمرو سے اور امیر صاحبقران سے ملال تھا تو خواجہ عمرو بھاگ کر جزیرہ نارو ند مین آئے تھے مالک وہان کا لکنت بن لکنات زنگی تھا خواجہ عمرو لکنت بن لکنات زنگی کیصورت بنکر دریا مین کودے تھے اور تمام لشکر کو پکڑ لے گئے میرے خیال مین یہان بھی غوطہ خور آتے ہین اور پیندا کشتی کا کاٹ کر سوارون کو گرفتار کرکے جلتے ہین مین ہمیشہ سفر دریا مین ہوشیار رہتا ہون اور اوسی دن سے اسکا انتظام کر لیا ہے یہ فرماکر مقبول بن مقبل سے کہا کہ اپنی کشتی قریب لاؤ جسوقت کشتی مقبول بن مقبل کی قریب آئی فرمایا تمہارے ساتھ کشتی پر کسقدر آدمی ہین غرض کیا سبات سو فرمایا کہ تم ان سب کو ساتھ لو اور لنگوٹ باندھکر دریا مین کودو اور ان غوطہ خوروں کا بند وبست کرو مقبول بن مقبل نے یہ سنتے ہی جلدی سے کپڑے اوتارے لنگوٹ باندھا سب انکے ساتھ ہی تیار ہوئے اور جھم جھم کرکے دریا مین

کودے اودھر بلبل غوطہ خور چالیس غوطہ خورون سے زیر کشتی اسد غازی آچکا تھا اور بیندا کشتی کا کاٹ رہا تھا کہ مقبول بن مقبل سات سو آدمیون سے پہونچ گیا وہ لوگ سمجھے یہ سب بھی ہمارے ہمراہیون مین سے ہین انھون نے باطمینان تمام قریب جا کر ملتھاے کمند مار مار کر سب کو پکڑ لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بڑی مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی ہین اور اونکو باندھکر اوپر لائے کشتی مین ڈالا اسد غازی نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سے کوئی کیا فریب کر سکتا ہے تمام زمانہ کا نشیب و فراز تو ہم خود ہی دیکھے ہوئے ہین اودھر کشتی جو اسد غازی کی آگے بڑھی ایک غول چالیس پچاس کا اور چلا اور زیر کشتی پہونچتے ہی یہ بھی اسیر ہوا الغرض اسیطرح سب اسیر ہو گئے جو دو چار بھاگے اونکو تعاقب کر کے گرفتار کر لیا اب کشتیان کنارے پہونچ گئین اور اسد دلاور نے نعرہ کیا ع

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ		بدرم دل شیر و چرم پلنگ	

ساتھ ہی نعرہ غضنفر و معروف بن اسد نے بھی کیا لشکر کفار نے تیر و تفنگ مارنا شروع کیے اور چاہا کہ اخطئ روک لین کشتیون سے نہ اوترنے دین مگر یہ شیران بیشہ شجاعت کس سے رکتے ہین تیرون کو سپر پر روکتے ہوئے اور تلوار سے قلم کرتے ہوئے کنارے اوتر گئے اور اب لشکر پر خود بھی حملہ کیا آگے آگے کشتیان سرداروں کی تھین اور بھی لوگ پہلے تھے یہہ بھی نعرہ کر کرکے کود پڑے لشکر کو درہم و برہم کر دیا بعد اسکے لشکر بھی اوترا اور شریک جنگ ہوا مقبول بن مقبل و وفادار کہ بالکل برہنہ تھے اپنی کشتی پیچھے سب کشتیون کے لائے اور کنارہ پر اوترے قیدیونکی کشتی کا پیندا کاٹکر غرق کر دیا کہ تمہارے لئے یہی سزا ہے سات سو غوطہ خور معہ بلبل غرق دریا ہوئے اور اب یہ لوگ بھی اسلحہ لگا کر اور مرکبون پر سوار ہو ہو کر شریک جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی شور دار و گیر بلند ہوا اسد غازی نے ہرچند کوشش کی کہ انکو گھیر کر مارلون مگر ممکن نہوا اس لئے کہ یہ کفار بھاگتے جاتے ہین اور لڑتے جاتے تھے تاہم اسد غازی نے کنارہ دریا سے لیکر قلعہ تک زمین لاشون سے پاٹ دی پندرہ ہزار مین دس ہزار بچ کر داخل قلعہ ہوئے اور پانچ ہزار آدمی مارے گئے تشہیر شتر سوار نے دروازہ قلعہ کا بند کرا دیا خندق مین آگ روشن کرا دی اور خود فیل دروازے پر آکر بیٹھا اسد غازی نے جو دیکھا کہ کفار داخل قلعہ ہوئے اور شام ہو گئی ہے خیمہ اوسی جگہ برپا کیا اور لشکر کو اوتارا کہ صبح کو سمجھا جائیگا وہان اہل قلعہ نے خوب قلعہ کو آراستہ کیا دو پہری دو پہری تو پین چھلین یہان اسد غازی نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی جو ہلا بھی

نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو سامان جنگ مین چھوڑا جاتا ہے۔

لیکن احوال خونخوارین دجال کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ اس نے کئی منزلین طے کین قریب شہر گیلان کے پہونچا خیمہ برپا کیا ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی مدعی سلطنت آ جائے کیونکہ ہندوستان مشہور اور زرخیز ملک ہے ہر ایک اس ملک کی ہوس رکھتا ہے اور فوج تشہیر کے پاس کافی نہیں ہے پس اس نے ایک مردانہ کو چالیس ہزار سوار ہمراہ کرکے برائے مدد تشہیر شتر سوار روانہ کیا کہ تم جاکر عہدہ سپہ سالاری اختیار کرو اور ملک کی حفاظت کرو اور اس ہدایت کو خود بھی یاد رکھو اور تشہیر شتر سوار سے بھی کہدینا کہ اگر کسی خدا پرست پر کبھی قابو پا جانا تو اسیر نہ رکھنا بلکہ فوراً قتل کر ڈالنا یہ سنکر مسخوق قوی بازو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوا یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے بہادران اسلام نے مانند شیرون کے انگڑائیان لین اور بسترون سے اوٹھ اوٹھ کر وضو کرکے نماز سحری کو ادا کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سنوارنے لگے لیکن اسد غازی کی نگاہون مین بہار صبح خزان سے بدتر معلوم ہوئے تھے کیونکہ ہندوستان کی تباہی دیکھ دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھرے آتے تھے قطرات شبنم دیکھکر اشک برساتے تھے گلون کے گریبان چاک پر لباس ماتمی کا شبہ ہوتا تھا سنبل بال پریشان کیئے تھا کہ اب اس ملک مین وہ سواد نرہا نرگس چشم حیران اون تصویرون کو دیکھتے تھے جو ہر وقت پیش نظر رہتی تھین مگر اب نظرون سے پنہان ہوگئین۔

سب کہان کچھ لالہ و گل مین نمایان ہوگئین	خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہوگئین

اسی حالت رنج و افسوس مین آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرکے ہمہ تن انتقام مجسم ہوکر سامنے قلعہ کے آئے اور ریودا باگ کا لیا ساتھ ہی سب فرزاقون نے گھوڑے ڈالے اہل قلعہ نے ذوربینون سے دیکھا اور شست باندھ کر گولی مارنا شروع کیئے تمام میدان دھوان دھار ہوگیا اور اسد غازی گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ سامنے سے آیا اوسے گرز سے رد کیا جو داہنے جانب آیا بائین رکاب پر آ کر اوسے خالی دیا بائین طرف آیا تو داہنے جانب آ کر خالی دیا اسی صورت سے رد کرتے چلے جاتے ہین فرزاقون کی بھی یہہ حالت ہے کہ ساتھ ہی ساتھ لپٹے چلے آتے ہین اور قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہو رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے اور اوسے

برس رہے ہین اسمین سوار گرتے ہین لیکن کوئی پلٹ کر بھی نہین دیکھتا جانین ہتیلی پر لیئے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ یہ سب خندق پر جا پہونچے اب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ڈیڑھ سو قزاق مارے گئے باقی سب زیر قلعہ پہونچ گئے اور اسد دلاور نے چاہا کہ قلعہ کا توڑنا چاہا لب خندق کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیر آسمان ایک گنبد خاکی نمودار ہے سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے تھوڑی دیر کے واسطے اسد دلاور نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گردتے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک گبر ناہنجار چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا ہرکارے برائے خبر روانہ ہو گئے تھے کہ اہل قلعہ نے نشان اپنا پہچان کر طبل شادمانی بجایا اودھر ہرکارون نے اسد غازی کو اطلاع دی کہ مسحوق قوی بازو خونخوار بن دجال کیجانب سے برائے انتظام قلعہ و مدد اہل قلعہ آیا ہے اودھر مسحوق قوی بازو کو معلوم ہوا کہ اسد دلاور قلعہ پر قبضہ کیا چاہتا ہے بس مسحوق قوی بازو گھوڑا دوڑا کر سامنے آیا اور کہا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے خبردار ہو جا کہ مین آپہونچا منم مسحوق قوی بازو اسد نے فرمایا کہ تو ہی آ شیرون کو شکار سے بحث ہے جا ہے آہو ہو جا ہے فیل لاضرب بہادری کی یہ فرما کر باگ گھوڑے کی پھیر کر سامنے مسحوق قوی بازو کے آئے مسحوق قوی بازو نے کہا کہ تو تشہیر شتر سوار کو اپنے دل مین تنہا سمجھا تھا یہ خبر نہ تھی کہ مددگار اوسکا آتا ہے اسد غازی نے فرمایا کہ تو اکیلا آیا ہے تو کیا کرے گا وہ حرامزادہ قرمساق یعنے خونخوار بن دجال ملعون کہان ہے مجکو تو اوسکی تلاش ہے کہ وہ ملے تو جھگڑا پاک ہو کیونکہ اوسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے تاخت و تاراج کر ڈالے ہین جبتک اوس ملعون کو نہ مارونگا قرار نہ آئیگا یہ سنکر مسحوق قوی بازو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ او خدا پرست زبان دراز تو میرے سامنے میرے مالک کو برا کہتا ہے کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر اسنے نیزہ اسد غازی کے حوالے کیا اسد غازی نے ترچھے ہو کر نیزہ اسکا خالی دیا اور پہلو پر آکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ ہاتھ مسحوق قوی بازو کا قلم ہوا نیزہ مع ہاتھ سمیت زمین پر گرا مسحوق قوی بازو نے بائین ہاتھ سے تلوار ماری اسد نے یہ بھی وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ مارا یہ بازو بھی اسکا قلم ہوا فرمایا کہ اب کیا کہتا ہے اب تو مسحوق بے دست ہو کر پریشان ہوا کہ کیونکر بھاگ جاؤن گھوڑے کو اسنے پاشنہ مارا اور مرکب اسکو لیکر خندق کی طرف بھاگا اسد دلاور نے گھوڑا دوڑا کر ایک تازیانہ اور رسید کیا

گھوڑا بلبلا کر معہ سوار خندق مین پھاند پڑا راکب و مرکب دونون جل کر مر گئے لیکن فوج نے اسکی جو یہ معرکہ دیکھا تلوارین کھینچ کھینچ کر اسد غازی پر چلے اسد نے بھی تلوار کھینچی قزاق اسد دلاور کے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ قتال و جدال برپا ہوا ہر طرف سوار تلوارون کی چمک اور ڈھالون کی تیرگی کے کچھ نظر نہ آتا تھا لاشون پر لاشین گر رہی تھین آوازین بگیر و بزن کی بلند تھین اسی دار و گیر کے عالم مین قزاقون نے چار جانب سے ان چالیس ہزار سوارون کو گھیر لیا اور آواز دی کہ اگر خیریت چاہتے ہو تو تلوارین رکھدو فوج نے دیکھا کہ اب مفر مشکل ہے چارون جانب سے گھر گئے بھاگ بھی نہین سکتے اب بغیر اسکے چارہ نہین ہے کہ ہتھیار رکھدین سب نے ہتھیار رکھدیئے اسد غازی نے حکم دیا کہ باندھ لو مشکین ایکی دلاورون نے انکی مشکین کس لین اسد غازی نے ان لوگون پر پہرہ دو ہزار قزاقون کا قائم کیا اور آپ پھر قلعہ کیطرف متوجہ ہوا قلعہ پر سے پھر گولہ باری ہونے لگی میدان جنگ تیرہ و تار ہوگیا ہر طرف سوائے دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا ایکی اہل قلعہ نے ایسی گولہ باری کی تھی کہ انکو یقین تھا کہ حریف مار اگیا اور اب ہم تک نہ پہونچ سکیگا۔ لیکن جس وقت بعد چند ساعت کے ہوا نے دھوئین کو منتشر کیا اور میدان جنگ مثل آئینہ کے نظر آیا اسد غازی کو دیکھا کہ برلب خندق کھڑا نعرے کر رہا ہے ابتو اہل قلعہ نہایت پریشان ہوئے لیکن تشہیر شتر سوار ایک ہی مکار ہے اس نے کہا لاؤ قیدیون کو اوسی وقت دارو غہ زندانخانہ قید گرشاسپ رو دیلی اور طلحہ بن عنطلہ کے لایا تشہیر شتر سوار نے ان لوگون کو سامنے اسد غازی کے زیر تیغ بٹھایا اور اسد غازی کو آواز دی کہ بس بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جاؤ ورنہ اگر تم آگے بڑھے تو ہم ان ہمراہیون کو تمہارے ابھی قتل کر ڈالینگے یہ معرکہ دیکھکر اسد غازی نہایت پریشان ہوئے اور غضنفر سے کہا کہ اب کیا فکر کیجائے غضنفر نے کہا کہ سوا پلٹ چلنے کے کوئی چارہ نہین اس لیئے کہ دیدہ و دانستہ تو اپنے سردارون کو قتل نہین کرایا جائیگا لیکن طلحہ بن عنطلہ نے جو دیکھا کہ اسد غازی رک گئے اس نے آواز دی کہ اے اسد دلاور آپ کچھ خیال نہ فرمایئے اگر ہم قتل ہو جائینگے تو مرتبہ شہادت پائینگے آپ اپنے ارادہ کو ملتوی نہ کیجیئے ورنہ یہ کفار روز ہمکو زیر تیغ بٹھا کر آپکو پھیر دیا کرینگے ہم ایسے غلام آپ کو بہت ملجائینگے اپنی محنت رائگان نہ فرمایئے بہتر یہی ہے کہ جو ہونا ہو وہ آج ہی ہو جائے اسد دلاور نے فرمایا کہ اے بہادر شاباش و مرحبا جری و بہادر ایسے ہی ہوتے ہین مگر مین روز اسی طرح پلٹ جاؤنگا اور آگے نہ بڑھونگا جبتک ہم لوگون کو نجات ان کافرون سے نہوگی

طلحہ بن عنظلہ نے کہا آپ کو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ پلٹنے کا قصد نہ فرمائیگا
اسد غازی نے فرمایا کہ اے طلحہ بن عنظلہ مجھے قسمین دیدیکر
مجبور نہ کرو مین کفارہ بھی دیدونگا مگر اب آگے نہ بڑھونگا یہ کونسا انصاف
ہے کہ مین تمہین قتل کرادون طلحہ بن عنظلہ نے کہا کہ اگر آپنے قدم
پیچھے ہٹایا تو مین اپنے کو قلعہ سے نیچے گرادونگا اب اسد غازی نہایت
پریشان ہوا اودھر نگہبان نے جو دیکھا کہ یہ اپنے کو قلعہ سے گرادینے پر
آمادہ ہے جھنجھلا کر تلوار ماری کہ ایسا جان سے عاجز ہے تو لے ہم تجھے
قتل ہی نہ کر ڈالین تو اپنی جان آپ کیون دے خدا کی قدرت کہ کہیات
طلحہ بن عنظلہ کی طولانی تھی تلوار کی چمک دیکھتے ہی طلحہ بن
عنظلہ نے ہاتھ بلند کر دیئے تلوار ہتکڑی پر پڑی اور کاٹ کر ہتکڑی کو دونون
ہاتھون کے درمیان سے نکل گئی طلحہ بن عنظلہ کے ہاتھ کھل گئے
بس اسنے اور قید کو بھی مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا اور تلوار
نگہبان کی چھین کر ایک ہاتھ مار اکہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر
وہ جلاد جو گرشاسپ رودیلی کیطرف کھڑا تھا جھپٹا اور طلحہ
بن عنظلہ پر تلوار ماری طلحہ بن عنظلہ نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اسکے
بھی دو ٹکڑے ہوگئے اودھر گرشاسپ رودیلی نے مہلت پائی اسنے
بھی اپنی ہتکڑی بیڑی کو پکڑ کر اُمن آرزو مین آکر جو چرخ مارا قید کو
مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھکر اہل قلعہ ٹوٹ پڑے
اور ان دونون نے لڑنا شروع کیا اودھر اسد غازی نے
مرکب کو اشارہ کیا مرکب سمٹ کر جو اوڑتا ہے خندق کو پھاند گیا چارون
تلنگیان اس نے قلعہ کے پھاٹک پاس پہونچکر جھاڑین اسد
نے گرز مارا کہ پھاٹک قلعہ کا اڑ اُڑا کر گرا اسد غازی نے
اسی پھاٹک کے تختون کو خندق پر بچھا کر پل بنادیا اور آپ داخل قلعہ
ہوا فوج اوس پل پر آنے لگی یہانتک کہ ساری فوج اسد غازی
کی داخل ہوئی اور ہر دروازے پر پہرے قایم کر لیئے کہ کوئی کافر
بچکر نہ جانے پائے اور چارون طرف سے لشکر لشتہیر شتر سوار کو گھیر کر
تلوار برسانا شروع کردی دریائے خون بہادیا عین گرمی جنگ مین
گرشاسپ رودیلی کا اور لشتہیر شتر سوار کا سامنا ہوا لشتہیر شتر سوار
نے تلوار ماری گرشاسپ رودیلی نے ہاتھ کلائی پر ڈالدیا اور
دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر قاش زین سے اوٹھالیا یہ
جنگ فصیل قلعہ پر واقع ہوئی تھی لشتہیر شتر سوار کو گرشاسپ
رودیلی نے فصیل قلعہ سے خندق مین پھینک دیا کہ اول تو پیکر اس ملعون کے
چور ہوگئے اور بعد اوسکے جلکر خاک ہوگیا یہانتک کہ پہر بھر کی جنگ مین

اسد غازی نے تمام کافرون کو واصل جہنم کیا اور لاشین ان سبکی خندق مین پھنکوا دین کہ یہہ
سب کے سب جلکر خاک ہوگئے اب اسد غازی نے دو تین دن رہکر ڈھنڈھوا پٹوا دیا
جو لوگ بھاگ گئے ہین وہ اپنے اپنے مکانون مین آنکر آباد ہون وہ کہ تمام رعایا جو تباہ
ہوگئی تھی اور شہر کو چھوڑ کر جنگلون کو نکل گئے تھے کہ اگر جان بچیگی تو صحرا
مین بھی بسر ہو جائیگی اونسنے جسوقت یہ خبر مشتہرہ ہوئی کہ اسد غازی
نے قلعہ کو فتح کیا اور کفار کو مارا لوگ خوشی خوشی داخل
شہر ہوئے اور اپنے اپنے اوجڑے مکانون کو پھر سے آباد کیا
اب اسد غازی نے کہا تلاش کرو کہ خاندان لندھور بن
کوئی بھی زندہ ہے بعد دریافت کرنے کے معلوم ہوا کہ صرف ایک
شخص ہے کہ نام اوسکا کلیم ہندی ہے اسد غازی نے
کلیم ہندی کو تخت پر ابٹھالا اور یہان کا بادشاہ کیا بت خانون کو
منہدم کرایا کہ ان کافرون نے یہان آتے ہی مسجدون کو خراب
کیا تھا اور بہت سے بتخانے بنائے تھے کہ ہر چہار جانب ائین
آئینہ تھے بعد اسکے مسجوق کی فوج کو طلب کیا یہ سب مسلسل
و مطوق حاضر ہوئے اسد غازی نے ایک دیوار قلعہ کے سامنے
تعمیر کرائی اور اوسمین ان سب کو چنوا دیا بعد اوسکے گولندازون کو
حکم دیا کہ بار ڈھین توپون کی مار کر ان دیوارونکو منہدم کردو ابھی تک
بعض کافر زندہ تھے جسوقت گولے پڑنا شروع ہوئے تو یہ
سب چیتھڑے ہو کر اوڑ گئے اور دیوار مسمار ہوگئی جب یہان
کے کامون سے فرصت ہوئی تو اسد غاذی نے پوچھا کہ اب
وہ ملعون یعنے خونخوار بن دجال کہان گیا ہے لوگون نے عرض کی
کہ جانب گیلان گیا ہے اسد غازی نے معروف و غضنفر
سے کہا کہ جلد کوچ کی تیاری کرو ایسا نہو کہ وہ گیلان کو بھی خراب کرے
اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کرے غضنفر و معروف نے
تیاری لشکر کا حکم جاری کیا اور دوسرے روز وہان سے کوچ کرکے جانب
گیلان روانہ ہوئے اب انکو تو رہروی گیلان مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان شہر گیلان کی تباہی کے عرض کیئے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب خونخوار بن دجال مسجوق قوی بازو
کو جانب ہندوستان روانہ کر چکا تو اسنے بارگاہ برپا کی لشکر اسکا
اوترا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا ہر طرف خیمہ ہائے سیاہ و زرنگار ہی

نصب ہو گئے بازار لشکر کے کھل گئے بارگاہین برپا ہوئین خونخوار بن دجال
داخل بارگاہ ہوا اور کل شاہی پر متمکن ہوا سردار گرد و پیش آکر جمع ہوئے
خونخوار بن دجال نے دبیر کو طلب کیا وہ حاضر ہوا کہا کہ ایک نامہ ہمارے
جانب سے شاہان گیلان کو لکھو مضمون اوسکا یہ ہو کہ اے شاہ گیلان
آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جس نے صدہا ملک خدا پرستون کے تاراج
کر دیئے عورت مرد بچہ بوڑھا کسی کو زندہ نہین چھوڑا اب مین تمہارے
ملک پر آیا ہون تمکو لازم ہے کہ دین خدا پرستی ترک کرو اور مذہب
آئینہ پرستی اختیار کرو اور ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تو ملک تمہارا
واپس دیا جائیگا ورنہ قسم ہے خداوند آئینہ کی کہ ایک دن مین یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ کوئی مسلمان کبھی اس مقام پر تھا بھی یا نہین دبیر نے
نامہ تیار کیا خونخوار بن دجال نے نامہ عفریت زحل پیشانی
کو دیا اور کہا کہ جاؤ اور جواب اسکا عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی
سے لاؤ یہ سنکر عفریت زحل پیشانی نے نامہ خونخوار بن
دجال کا لیکر سر سے باندھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ
گیلان روانہ ہوا وہان حاکمان قلعہ کو خبر وحشت اثر آمد خونخوار بن دجال
کی پہونچی ان دونون بھائیون نے آپسمین مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے
یہی رائے قرار پائی کہ ہم اوسکا کیا کر سکتے ہین اس لیئے کہ اوسکے ہمراہ
فوج فراوان ہے اور سرداران زبردست ہین لہذا قلعہ بند ہونا چاہیئے
ان لوگون نے اوسیوقت سے تیاری قلعہ کا حکم جاری کیا خندق کو پانی
سے بھروا دیا پل تختہ ہٹوا دیا توپین برجونپر چڑھا دین گئین گولنداز
توپون پر معین ہو گئے اتنے مین خبر پہونچی کہ نامہ دار خونخوار بن
دجال آتا ہے عالیجاہ و والاجاہ گیلانی نے باہم مشورت
کی کہ کم سے کم اس کافر کو تو زندہ پلٹ کر نہ جانے دو اس لیئے کہ خود بھی بچ
نہین سکتے پھر مرنے مین تو حتی الامکان کفار کو مار کر مرینگے یون تو جان
اپنی نہ دین گے یہی مشورے تھے کہ سامنے سے عفریت زحل پیشانی
بھی بارہ ہزار سوارون سے آکر پہونچا اور کہا کہ اہل قلعہ مین نامہ اوس
شخص کا لایا ہون جس کے نام سے تمام عالم کانپتا ہے لہذا تمکو لائق و لازم
یہ ہے کہ اس نامہ کی تعظیم کرو اور بعزت تمام مجکو پیشوائی کر کے لیجاؤ اور
جو کچھ لکھا ہو اوسپر عمل کرو ورنہ جسطرح اور ممالک اسلام برباد ہوئے ہین
اوسیطرح یہ ملک بھی خراب ہوگا اہل قلعہ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا
اور خاموش بیٹھے رہے اب یہ ملعون اور آگے بڑھا اور برلب خندق
آپہونچا اور پھر پکار کر اسنے کہا کہ ابھی تک خیریت ہے ورنہ اسیوقت
قلعہ مین گھسکر شاہ قلعہ کو تاراج کردونگا پھر اہل قلعہ نے کوئی جواب

نہ دیا اب اس نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا اسکا خندق کو پھاندکر زیر دیوار قلعہ
پہونچا اور چاہتا تھا عفریت زحل پیشانی کہ گرز مار کر پھاٹک کو توڑون
کہ اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ باطمینان تمام عفریت زحل
پیشانی پر اونڈیل دیا کہ یہ کافر اکفر و اصل جہنم ہوا کچھ تیل مرکب پر
بھی پڑا تھا وہ جو تڑپتا ہے تو سوار کو لیکر خندق مین گرا دونون جل کر
خاک ہو گئے ہمراہیان عفریت زحل پیشانی روتے اور پیٹتے پلٹے تھے
کہ عالیجاہ گیلانی نے کہا مارو ان ملعونون کو جانے نہ پائین یہ سنکر تیراندازون نے
تو یون برچھی دی تو بچا نہ بعد اوسکے گرجا اور باڑھ گولون کی چلی پہلے ہی باڑھ
مین صف کی صف لیٹ گئی دوسرے صف کا بھی خاتمہ ہوا یہانتک کہ بارہ
ہزار مین سے شاید سو دو سو آدمی بچکر نکل گیا ہو باقی سب مارے گئے سوائے
قلعہ کے سوا لاشون کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ لوگ جو بھاگ کر بچے بچتے روتے
پیٹتے سامنے خونخوار بن دجال کے پہونچے اور ساری سرگذشت بیان
کی کہ اہل قلعہ نے پہلے تو خاموشی اختیار کی بعد اوسکے جب ہمارا لشکر
زیر قلعہ پہونچا تو کڑاہ تیل کا اونڈیل دیا خونخوار بن دجال کو یہ سنکر
نہایت طیش آیا اور اسنے کہا کہ تو سہی جو گیلان کو ہندوستان سے
زیادہ نہ برباد کیا ہو کہدو کہ بجے طبل جنگ اوسیوقت نقارہ رزمی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی اونھون نے بھی طبل
جنگ کا حکم دیا دونون جانب نقارہ بجنے لگے تیاری جنگ و جدال ہونے
لگی لیکن عالیجاہ گیلانی نے شہر مین منادی کرا دی کہ جسکو اپنی جان بچانا
ہو وہ آج رات ہی کو اپنے اہل و عیال سمیت نکل جائے کل اس
کافر کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا جسوقت یہ منادی ہوئی ہزارہا آدمی گھر بار چھوڑکر
صبح ایکطرف نکل گیا تمام شہر گیلان خالی ہو گیا صرف تھوڑی سی
فوج اور افسران فوج باقی رہگئے اب یہ سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو
ایک ایک سے بغلگیر ہوتا تھا ایک ایک سے اپنا کہا سنا بخشوانا تھا
عجیب طرح کا ہنگامہ برپا تھا عورتون کو ایک محل مین بند کر دیا تھا اور
کہدیا تھا کہ جسوقت ہم لوگ مارے جائین اور تم سامان اپنی
خونریزی کا دیکھنا تو تمہین اختیار ہے جسطرح ہو عزت اپنے خاندان
کی بچانا ان بیچاریون نے بھی جام ہائے زہر تیار کرکے رکھ لیے ہین پھاٹک
بند کر لیا ہے کوٹھون پر چڑھی ہوئی بال کھولے ہوئے زار زار رو رہی
ہین اور نہایت عجز و انکسار سے کہہ رہی ہین کہ اے رب بے نیاز ہمارے حرمت
رکھ لینا اسوقت ہمین اپنی جان کا خوف نہین ہے لیکن آبرو کا پاس ہے
اور عالیجاہ گیلانی نے جا بجا خم شراب کے زہر آلودہ کھوا دیئے
پانی کھانا جسقدر تھا سب مین زہر ملا دیا کہ بعد ہمارے جو لوگ اسے کام مین

اونکا کام بھی تمام ہوا الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور صبح کا ظہور
ہر طرف ہوا طائران خوش الحان بزبان بیزبانی کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ کی آواز دینے
لگے شاہ خاور افق سے نمودار ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ تابان مانند
بادشاہ بد اقبال کے شکست کھا کر گوشۂ مغرب مین پنہان ہوا فوج شعاع
شمس نے اپنا عمل بڑھایا شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئین جوانان اسلام
نے نماز آخری پڑھی اور آمادۂ مرگ ہو کر فصیل قلعہ پر آکر بیٹھے گولندازتوپون
پر مسلط ہوئے اور عالیجاہ دوالاجاہ گیلانی نے قفل بند دروازے
پر لگا کر معاینہ کیا پھر دوربین ہاتھ مین لی اور آمد حریف کے منتظر ہو کر بیٹھے کہ یکایک
سامنے سے خونخوار بن دجال خچر پر سوار آٹھ لاکھ فوج اپنے ہمراہ لئے
ہوئے نمودار ہوا ہر طرف سواد دھاکون کے سیاہی اور تیغون کی چمک
کے کچھ نظر نہ آتا تھا عالیجاہ نے یہ کثرت لشکر کی دیکھکر بھائی کیطرف دیکھا
اور کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ اور دونون بھائی آپسمین گلے ملے اور کہا کہ
افسوس جب سے قدم صاحبقران سے جدا ہوئے عجب عجب تباہیان
پڑ رہی ہین اتنے مین خونخوار بن دجال نے سامنے قلعہ کے پہونچکر آواز دی
کہ اے اہل قلعہ کیا تم میرے جاہ وجلال سے آگاہ نہ تھے جو تم نے میرے
پیامبر کو مار ڈالا دیکھنا کہ اب تمہارا کیا حال کرتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا
حال پر تمہارے گریہ وزاری کرین گے اہل قلعہ نے بہت سی گالیان دین اور
کہا کہ او ملعون ہم تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین کیا مرنے سے ڈرتے ہین
تو بکتا کیا ہے اگر آج تلوار کی موت نہ مرے تو چند دن مین یون بھی اس دار
فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ ضرور ہونا ہے الحمد للہ کہ تیرے
باعث سے مرتبہ شہادت حاصل ہوگا تیرے ہی منہ ہو رہے ہین یہ سُنکر
خونخوار بن دجال نے گھوڑا ڈالا اور سپر وگرز کو سنبھالا عقب خونخوار مین
آٹھ لاکھ سوار و پیدل یورش کر کے چلے جیسے ہی دیکھا کہ یہ کافر زیر آگیا ہے بس
عالیجاہ گیلانی نے ہوائی اوڑائی اس سے یہ اشارہ تھا کہ گولے مارو
حریف زد پر ہے بس ادھر تو ہوائی جانب آسمان روانہ ہوئے اور ایک
سناٹا پیدا ہوا ادھر گولندازون نے توپون پر بتی دی اور باڑھ گولون کی
فنا فنا کی صدا دیتی ہوئی چلی ادھر خونخوار بن دجال نے گرز کو سنبھالا
اور گولون کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اسکے اور بھی کئی سردار ہین
مثل تمور منارہ گردن اور برجین تیغزن کے یہ بھی برابر مرکب سے
مرکب ملائے ہوئے اور گرز و سپر سے گولون کو رد کرتے چلے جاتے ہین قلعہ
پر سے برابر مار ہو رہی ہے لشکر خونخوار بن دجال کے کئی سو
سوار گر گئے تمام میدان دھوئین سے تاریک ہو گیا اب جو روشنی
ہوئی ہے تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال خندق کے کنارے کھڑا ہوا ہے

اودھر اہل قلعہ نے توپون کو تو بند کر دیا اور قریب کے حربون کا اہتمام کیا کہ ماتے کا متوالا
کڑک گا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین خونخوار بن دجال پر پھینکیں
مگر رسی اسکی دراز ہے وقت اسکی اجل کا ابھی نہین آیا ہے اور مدت عمر اہل
قلعہ کی بسر ہو چکی ہے سب حربون سے یہ ملعون بچا اور مرکب کو اشارہ کر کے خندق
کو پھاند کر قریب پھاٹک کے پہونچا اور کئی گرز مار کر پھاٹک کو توڑا اور معہ لشکر
داخل قلعہ گیلان ہوا اہل قلعہ نے بھی تلوارین کھینچین اور خونخوار بن دجال پر
آپڑے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی مگر کہان تک آٹھ لاکھ آدمیون نے چند
ہزار کو کاٹ کر ڈال دیا عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی بھی
اوس دریائے مواج مین شناوری کرتے کرتے تھکے آخر کار
غرق ہوئے کشتی حیات طوفانی ہوئی اودھر یہ ہنگامہ دیکھکر عورتون نے زہر
کے جام پی لئے اور سب نے جانین دیدین جسوقت خونخوار بن دجال محل
شاہی مین داخل ہوا تو عورتون کو بھی مردہ پایا اور صرف بچون کو زندہ دیکھا اس
شقی نے بچون کو بھی ذبح کر کے عورتون سمیت سب اہل اسلام کو خندق مین
ڈالدیا اور جلا کر خاک کیا کوئی مسلمان گیلان مین باقی نرہا خونخوار بن
دجال نقارہ فتح بجاتا ہوا داخل شہر ہوا لیکن جسوقت اپنی فوج کا
جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ آدمی توپون سے اوڑ گئے اسکو نہایت صدمہ
ہوا اسنے ان لاشون کو بھی نہایت تکلف سے دفن کیا اور جو لوگ قلعہ کی جنگ
مین مارے گئے پچاس ہزار تھے انکو بھی دفن کر کے مال و اسباب و
خزانہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا اور جسقدر شراب دستیاب ہوئی اوسکو
منگوایا اور اہل لشکر پر تقسیم کر دیا اور جشن مقرر کیا یہ وہی شراب تھی جسمین
عالیجاہ گیلانی نے زہر ملا دیا تھا مگر رسی ان کافرون کی دراز تھی کہ افسران
فوج نے یہ شراب نہین پی تھی لشکر کے سپاہیون نے تھکن مٹانے کی
غرض سے شراب پی اوسی وقت کلیجا کٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مر گئے
یہ خبر خونخوار بن دجال کو ہوئی اوسنے سب شراب پھنکوا دی بعد اسکے
جشن کیا اور اپنی جانب سے تمقام ستیز زور کو حاکم قلعہ گیلان مقرر کر کے
اور تھوڑی فوج اسے دیکر جانب اردبیل کے روانہ ہوا

اب یہان سے چند کلمات مصیبت آیات زیب اورنگ جہانبانی شاہزادہ اسعد ثانی کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو اے ہمدم راستان — کہ باز آمدم بر سر داستان

دشت پیمایان عشق و محبت و سرگشتگان کوچۂ الفت و اسیران رسن گیسو و مسخران مسخر
نرگس جادو و مریضان لب جان بخش جانان و دردمندان شام ہجران اس داستان
محبت نشان کو اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ بعد جانے اسعد غازی کے

شاہزادہ اسد ثانی کا جنون عشق ترقی کرنے لگا اور ملکہ طوفان سبزپوش کی یاد نے رگ جان پر اسقدر نشتر زنی کی کہ قرار نہ لینے دیا اور مرغ بسمل بنا دیا ؎

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو   خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ایک تہمت سنجرفی باندھے اور لباس فقیرانہ مانند قمری کے اوس شمشاد قد کی جدائی مین اختیار کیا اور طوق محبت گلے مین ڈالا سر و پا برہنہ جانب صحرا روانہ ہوا وہ بہار کا زمانہ آمد فصل گرما تر شادی کا پھولنا پپیہے کی صدا کوئل کی کوک قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ ہر دل زخم خوردہ کی ایذا کو زیادہ کیئے دیتی تھی کہ وہ دل جو ہجران کشیدہ ہو کسطرح قابو مین رہسکتا ہے شاہزادہ اسد ثانی خاک صحرا کی چھانتا ہوا بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جاتا ہے نہ یہ معلوم کہ کسطرف جاتے ہین نہ یہ ارادہ کہ فلان مقام پر جائینگے ؎

رہ جسطرف لیجائے از خود رفتگی   سب ارادون کی کوئی منزل نہین

جس جگہ ٹھہر گئے وہین منزل ہو گئی نہ کوئی یار رہی نہ غمگسار رہی نہ ہمسفر ہے نہ رہبر ہے بیکسی رفیق تنہائی بے تیبی باعث شکیبائی ہے کبھی دن کو قیام شام کو سفر کبھی شام کو قیام دن کو رہروی ہے دل قابو مین نہین ہوش درست نہین جانوران سے انس آدمیون سے بیزاری اگر کسی مقام پر کوئی راہگیر نظر آتا تھا تو دل گھبراتا تھا بموجب شعر ؎

پسند آئی ہے کچھ وحشت مین تنہائی ایسی   کہ اپنے سایہ سے پڑتا مرا دل جانہ آتا ہی

کھانا ہے نہ پینا ہے نہ بستر ہے نہ فرش جسوقت میسر ہے جو تھے وقت زیادہ بھوک معلوم ہوئی کچھ پھل درختون کے کھا لیئے پانی کسی چشمہ سے پی لیا یا یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے ؎

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو   یہ غذا ملتی ہے جانان ترے دیوانے کو

رات دن کسی طرح گزر رہے ہین دل سے باتین ہوتی ہین نالے ہمدم ہین آہین محرم ہین ہر وقت ایک تصویر خیالی ملکہ طوفان سبزپوش کی پیش نظر ہے کبھی بے اختیاری مین اوس تصویر خیالی کو محبوب اصل تصور کرکے دوڑ پڑتے ہین کہ لپٹ جاؤن لیکن جب آغوش تمنا کو خالی از شاہد مدعا پاتے ہین تو بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتے ہین ؎

سب تصور کے کرشمے تھے یہ اے حضرت دل   ادھر آیا ہی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا

کبھی کسی ادا کو یاد کرکے متاثر ہوتے ہین اور آپ ہی آپ سوالات فرضی کا جواب دیتے ہین بموجب شعر ؎

قاصد فراق یار مین خوش دل کو کر لیا   کچھ خود ہی لکھہ کے اپنے خطون کے جواب مین

کبھی کسی درخت سے لپٹ جاتے ہین کبھی خاک پر بیٹھہ جاتے ہین کبھی یہ کہہ اوٹھتے ہین مطلع ؎

آگیا کہین پھر گئین نظرون مین ادائین کسکی   بیٹھے بیٹھے ابھی لین یہ بلائین کسکی

کبھی یون فرماتے تھے ؎

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے   ایسے زبکشتی مانہ می برد خبر ہے

کبھی مانند ابر نوبہار کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے ؎

دل بھی پا تو نہ بہ غنیمت پہلے نفرت جسنے تھی   اشتوم ہوتے ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا

ہرچند بہ نسبت گھر کے یہان زیادہ دل لگتاہی مگر جسوقت بزم جانان کا خیال آتاہی تو لطف صحرا بھی وبال ہوتا ہے بقول شاعر ؎

گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بہلا | دل کی گر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بہلا

اسی دشت نوردی و بیابان گردی مین ایک روز تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے مہینون کے جاگے ہوئے منزلون کے تھکے ہوئے ہوائے سرد جو چلتی ہے تو اوسی فرش خاک پر ہاتھ کو تکیہ کرکے سو گئے قضائے کار اسطرف سے ایک سوداگر کا گذر ہوا کہ نام اسکا قیصر شامی تھا اسنے بھی اسی صحرا مین قیام کیا لوگ اسکے تلاش آب نکلے تھے جسوقت کنارے ایک چشمہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک جوان حسین بہ لباس فقیری لیکن چہرہ سے شان امیری ہویدا زیر سر ہاتھ رکھے ہوئے فرش خاک پر سو رہا ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعب سفر سے بیہوش ہوگیا ہی پاؤن پر ورم ہی رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی ہے چہرہ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین چشم نیم باز مرض انتظار کا پتا دے رہی ہی علامات سے بیمار محبت معلوم ہوتا ہی ان لوگون نے جو یہ حالت اسد ثانی کی مشاہدہ کی اپنے مالک سے بیان کیا کہ عجب طرح کا معاملہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس صحرائے پر ہول مین کہ جہان سے قافلون کا گذر نا دشوار ہوتا ہی بستی یہان سے منزلون دور ایک تن تنہا اسطرف کیونکر نکل آیا اور اس مقام پر کیونکر قیام اختیار کیا اگر یہ کہیئے کہ بھولکر نکل آیا تو بھولا ہوا یہانتک آکر راستے کی کھکھیڑون سے بچ بھی نہین سکتا اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہین کا رہنے والا ہی اور بارہا تنہا چلا آیا ہی تو یہ اور بھی عقل کے خلاف ہی اسلیئے کہ اس مقام پر رہکر تنہا کوئی شیر بھی زندہ نہین رہ سکتا نہین معلوم کیا سانحہ ہے کوئی ملک ہی یا آسیب ہی یا جن ہے نہین معلوم کیا ہی قیصر شامی ہمراہ اون لوگون کے جو کہ اسد ثانی کو سوتا ہوا دیکھ گئے تھے قریب اسد ثانی آکر کھڑے ہوئے یہ سوداگر نہایت مرد معقول اور مسلمان ہی ملک شام مین انکا مکان ہی اولاد صاحبقران سے بخوبی واقف ہے انکی نظر جو صورت زیبائے اسد ثانی پر پڑی انھین فوراً خیال اسد دلاور کا آیا کہ ہو نہو یہ کوئی پودا اوسی باغ کا ہوگا چہرہ سے خال و خط ابراھیمی نمودار تھے لیکن رگ ہاشمی صرف امیر کی اولاد نرینہ کے واسطے ہی اور یہ نواسہ ہے اس بنا پر رگ ہاشمی نہین ہے بھورے بھورے بال اسکے چہرہ پر اوڑتے ہین قیصر شامی نے خود شانہ پکڑ کر ہوشیار کیا پھر اکر آنکھ کھولدی اور پوچھا کہ تم کون ہو قیصر شامی نے بیان کیا کہ مین ایک مرد سوداگر ہون حضور اپنی نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائین جواب دیا کہ تم مرد سوداگر ہو مین مرد فقیر ہون میرا اسم بھی ایسا ہوا کہ جسکو اسم گرامی کہا جائے بس زیادہ گوئی نہ کیجئے اور مجھ غریب کو نہ بنائیے اس لیئے کہ مین خود آزار رسیدہ ہون قیصر شامی نے عرض کی کہ اے شہریار باوفا آپکے شہزادہ اسد غازی سے کچھ قرابت ہے اسد ثانی نے فرمایا کہ کیا تم اونسے واقف ہو قیصر شامی نے عرض کیا کہ مین اکثر امیر عالیوقار کی خدمت مین جایا کرتا تھا تو سب عزیزان و فرزندان صاحبقران سے آگاہ ہون اوسوقت اسد ثانی نے نام بتلایا اور آگاہ کیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اس صحرا مین تن تنہا کیونکر تشریف لانا ہوا فرمایا

سرگذشت بلاکشان نہ سنو | نہ سنو میری داستان نہ سنو

بس اتنی ہی ہمدردی تمہاری بہت ہے کہ تم نے نام پوچھ لیا مکان دریافت کر لیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اتنا تو بتا دیجئے کہ آپ کہان کا ارادہ ہی اسد ثانی نے کہا کہ جہان کو تم کہو ہمارا کوئی قصد نہین جسطرف ذہن مین آگئی اودھر چلے گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ ہمراہ خادم کے تشریف لے چلیئے تاکہ راہ مین زحمت سے محفوظ رہیئے اسد ثانی نے کہا کہ ایک شرط سے مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون وہ یہ کہ اگر میرا جی گھبرائے اور مین کہین کو چلا جاؤن تو مجسے تعرض نہ کرنا اور یہ نہ پوچھنا کہ کہان گئے تھے قیصر شامی نے جواب دیا کہ مجھے اسکی کیا ضرورت ہی کہ جو بات آپکے خلاف ہو وہ کرون لیکن اتنا ضرور ہے کہ بغیر مجھ سے اطلاع کیئے ہوئے ایسا نہ کیجیگا کہ آپ تشریف لیجائین اور مجھے خبر بھی نہو مین انتظار مین رہون اور آپ پلٹ کر تشریف نہ لائین اسد ثانی نے کہا کہ نہین ایسا نہوگا تم اطمینان رکھو الغرض جسوقت باہم یہ عہد و پیمان ہوگئے تو اسد ثانی قیصر شامی کے ہمراہ ہولیئے قیصر شامی اپنے خیمہ مین لایا اسباب آسایش مہیا کیا شاہزادہ بسبب تعب راہ کے بیمار ہوگیا تھا جو طبیب سوداگر کے ہمراہ تھا اوسنے نبض دیکھکر نسخہ لکھدیا جو مرض صعوبت سفر کی وجہ سے تھا وہ تو دور ہوگیا لیکن جو بخار عشق کا تھا وہ بغیر وصل یار جانی کے کیونکر دفع ہوسکتا تھا تھوڑی تھوڑی حرارت رہی ابتک قیصر شامی نے سفر معطل رکھا تھا جسوقت اسد ثانی کو تخفیف ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ اے قیصر شامی اب تم میری وجہ سے منزل نہ کھوٹی کرو اسلیئے کہ یہ حرارت جو باقی رہگئی ہے اسکا دفع ہونا ابھی محال ہے جبتک اسکا وقت نہین آتا ہے یہ دفع نہوگی قیصر شامی نے عرض کی کہ حضور ایسا نہو تعب سفر سے پھر دشمن علیل ہوجائین اور وہ کونسا ایسا مرض ہے جسکی دوا خداوند عالم نے نہین خلق کی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہان دوا تو ہر چیز کی ہے اور اس مرض کی بھی ہے لیکن وہ دوا نا ممکن ہے جسوقت دوا ملجائیگی مرض دفع ہوجائیگا یہ وہ مرض ہے جسکی تشخیص اطبا نہین کرسکتے ؎

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد | دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

بس اب مجکو میرے حال پر چھوڑدو زیادہ نہ کہو ؎

لطف مے کیا بتاؤن اے زاہد | ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

تم جس بات کو نہین جانتے اوسمین بحث بیکار ہے قیصر شامی نے دیکھا کہ تیور بدہوئے خاموش رہا اور حسب الارشاد اسد ثانی حکم کوچ دیا تیاری سفر ہونے لگی دوسرے روز کوچ کیا اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اسد ثانی کی یہ حالت ہے کہ یا تو خیمے مین تنہا بیٹھے رہتے ہین یا جانب صحرا نکل جاتے ہین نہ درندون کا خوف نہ گزندون کی پروا جان ہتیلی پر ہروقت رکھے ہوئے چلا جاتا ہی کبھی کسی کوہ کی دامن مین بیٹھکر گذاردی کبھی کسی درخت کے اوس نونہال گلشن خوبی کو یاد کرکے اپنی پژمردگی خاطر پر رو لیئے جبتک بستر خواب پر پڑے رہتے ہین کروٹین لیا کرتے ہین نیند نہین آتی ہے ؎

شب بھر نہ آئی نیند مجھے اضطراب مین | تنا وہ کہہ گئے تھے کہ آؤنگا خواب مین

دیگر

یاد جنکو کسی کی رہتی ہو | کب اون آنکھون مین نیند آتی ہے

اسی حال پر ملال مین طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین تیسرے روز ایک
صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی قیصر شامی نے اپنے لوگون سے کہا کہ دریافت کرو یہان سے
آبادی کتنی دور ہے اونھون نے ہرچند تفحص کیا کوئی فرد بشر نظر نہ آیا جس سے حال دریافت
کرتے اور آبادی کا پتا لگاتے آخر کار مجبور ہو کر واپس آئے اور اپنے مالک سے کہا کہ دور
دور تک کوئی قصبہ قریہ گاؤن کہین بھی نظر نہین آتا قیصر شامی نے مجبوری سے اسی
مقام پر قیام کیا خیمہ برپا ہوگئے قافلہ اوترپڑا جابجا کھانے پکنے لگے روشنی ہوگئی
کوئی گا رہا تھا کوئی بجا رہا تھا عجیب طرح کا ہنگامہ تھا جنگل مین منگل ہو رہا تھا ہر چہار
جانب درندون کے خوف سے آگ روشن کردی تھی پہرے ڈاکوون کے خوف سے
معین ہوگئے تھے لیکن چونکہ وہ شب ماہ تھی عجیب طرح کی کیفیت تھی تمام صحرا منور
تھا درخت جھوم رہے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی آٹھ نو بجے تک تو سب جاگ
رہے تھے آخر کار دن بھر کے تھکے ماندے سب سو گئے ہر طرف نفیر خواب بلند تھی
ایک سناٹا سا ہو رہا تھا پہرے والون نے بھی خیال کیا کہ اس صحرا مین کوسون تو بوے
انسان نہین ہے چور یہان کہان سے آجائیگا جاگنا بے سود ہی یہ بھی سو رہے لیکن اسد
ثانی کو بستر پر تڑپتے تڑپتے بارہ بج گئے نصف شب گذر گئی اور نیند انکو نہ آئی
آخر کار خیمہ سے باہر آئے دیکھا تو سناٹا ہے ہوا سائین سائین چل رہی ہے تمام جنگل
ہو مار رہا ہے درختون کے ہلنے مین عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے عکس مہتاب سے
برگہائے سبز سونے کے ورق معلوم ہوتے ہین جانور ان صحرائی آشیانون سے نکلے
نہین مگر صبح کے شبہ مین بول رہے ہین ڈالیان درختون کی مستانہ وار جھوم رہی ہین
جنگلی پھولون کی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ دماغ کے پار ہوئی جاتی ہے شاہزادہ کا
جنون ترقی پر ہوگیا اور تن تنہا الیشت مرکب پر بیٹھکر ایک جانب روانہ ہوا ہر وقت
تصویر ملکہ طوفان سبز پوش کی نگاہون کے سامنے پھر رہی ہے خواب کا سمان
بندھا ہوا ہے دل سے کہتا ہے کہ اس بیداری سے وہ غفلت ہی اچھی تھی کہ وہ یار
جانی پہلو مین تھا ہماری تو وہی حالت ہے کہ آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہ تھا اے پروردگار
وہ کوئی حور تھی یا پری تھی یہ کیا اسرار تھا کچھ سمجھ مین نہ آیا زندگی بھر دیدار اوس
محبوب جانی کا نصیب ہوگا یا نہین اگر نام اور پتا معلوم ہوتا اوسکے ملک مین جاتے
التجا کرتے پھر آگے تقدیر تھی یہ کیا قیامت ہے کہ ہم مرتے ہین دم نکلتا ہے اور اسکو
خبر بھی نہین ؎

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے	کسے زنگینی ما نبی بروخبر ہے

کیا کرون اور کسطرف جاؤن یونہو اکثر واقعات عشق سنتے ہین لیکن وہ لوگ خوش نصیب
تھے کہ اونکو اونکے اپنے معشوق کے مکان معلوم تھے کسی نے اوسی در پر سر پھوڑ پھوڑ کے
جان دیدی کوئی وصل سے کامیاب ہوا ہم ایسے بد نصیب ہین کہ یہ بھی نہین معلوم کہ وہ محبوب
دلفروز کس آسمان حسن کا تارا ہے اور کس باغ شاداب کا غنچہ ناشگفتہ ہے قیس برسون
لیلی کے ساتھ ایک مقام پر پلا پرورش پائی مکتب مین دونون ایک ساتھ پڑھتے تھے

لطف دید ہر وقت حاصل تھا امیدین ترقی پر تھین لیکن مقدر کی بدی نے وصل نہونے دیا راز افشا ہوگیا اور والدین کے ظلم نے تفرقہ ڈالدیا آخر کار وہ دیوانہ ہوکر صحرائے نجد مین مارا مارا پھرتا تھا مجنون کا خطاب ہمرکار عشق سے عنایت ہوا لیکن اوسکی تسلی خاطر کے واسطے کبھی کبھی لیلی ناقہ پر سوار ہوکر صحرائے نجد کیطرف آہی نکلتے تھے ہرچند کہ وہ محمل مین سوار ہوتے تھے پردے پڑے ہوتے تھے لیکن قیس کو کتنی بڑی تسکین تھی کہ جس کے واسطے یہ حالت بنائی ہے وہ آکر دیکھ جاتا ہے داد ملجاتی ہے ہم ایک مرتبہ دیکھنے کی گنہگار ہین اگر ہم قیس کے مانند اپنے یار جانی سے ہم صحبت رہے ہوتے تو کبھی اوس سے علیحدہ نہوتے زیادہ برین نیست نوبت قتل کرڈالتا شہید محبت کہلاتے مریض فرقت تو نہوتے یا اوس محبوب کو ترس آجاتا تو سارا غم عمر بھر کے لیئے غلط ہوجاتا ؎

قیس جنگل مین جو پھرتا تھا تو دیوانہ تھا ۔ اوسی لیلی ہی کے ہور وانسے یہ مرجاتا تھا

ہماری بیابان گردی بیجا نہین ہے اس لیئے کہ حبیب کو چۂ جانان کا راستہ نہین معلوم اور بزم یار جانی کے حال سے بیخبر ہین تو کہان جائین گھر مین بیٹھے بیٹھے کچھ حاصل نہین بقول شاعر ؎

گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بھلا ۔ دل کی گر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بھلا

یہ تو اسی حال مین دیوانہ وار مارے مارے پھر رہے ہین کبھی کسی درخت سے لپٹ کر یہ شعر پڑھتے ہین ؎

ترا بوٹا سا قد اے رشک گل ہم یاد کرتے ہین ۔ نہالون سے گلے مل مل کے ہم فریاد کرتے ہین

کبھی تصور معشوق مین کوسون نکلے جاتے ہین انکو تو اسی صحرانوردی کی حالت مین رہنے دیجیئے لیکن حال سنیئے قیصر شامی کے قافلے کا کہ جسوقت یہ قافلہ وارد صحرا ہوا ہے تو کچھ خبر لہراسپ قزاق کے پوشیدہ طور سے آگئے تھے جسوقت اونھون نے دیکھا کہ قافلے نے مقام کیا اور بستی یہان سے دور ہے اب کہین جا نہین سکتے مال و اسباب انکے ہمراہ بلت ہے بس اوسی وقت یہ سب خوشی خوشی اپنے مالک کے پاس پہونچے اور سارا حال بیان کیا لہراسپ قزاق نہایت خوش ہوا اور اسنے حکم دیا کہ ہمارے ہمراہی تیار رہین ہم ایک بجے شب کو چلین گے یہ سنکر اسکے ایک ہزار آدمیون سے دوسو آدمی تیار ہوئے لہراسپ قزاق نے دریافت کرلیا تھا کہ کسقدر لوگ مین ہین خبردارون نے بیان کیا تھا کہ پانچسو آدمیون کا قافلہ ہے تب لہراسپ قزاق نے دوسو آدمیون کے تیار رہنے کا حکم دیا اس لیئے یہ قزاق نہایت مرد بہادر اور زبردست ہے ہمیشہ تھوڑی جمعیت سے بڑے بڑے قافلے اسنے لوٹے ہین زیادہ آدمی اپنے ہمراہ نہین رکھتا اکثر جنگلون مین تن تنہا پھرا کرتا ہی اور دو چار کی خبر منا لیتا ہے الحاصل جسوقت بارہ پر ایک بجا اور وقت پورے سناٹے کا ہوا تو یہ کوہ پر سے اوترا اور وہی دوسو آدمی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ کوہ قیصر شامی کے قافلہ سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہ بھی اتفاق کہ قیصر شامی کا آدمی کی اسطرف نہ آیا ورنہ اوسیوقت آبادی کے دھوکے مین قافلہ اسطرف

اگر اوترتا اور شام ہی کو لوٹ لیا جاتا الحاصل لہراسپ قزاق دو سو قزاقون سے ایک گھنٹے
کے عرصے مین قیصر شامی کے قافلہ تک پہونچگیا لوگ ایسے گھوڑے بیچکر سو رہے تھے
کہ انھین ہوش نہ تھا لہراسپ قزاق نے یہ حالت دیکھکر ساتھ والون سے کہا کہ کسی کو
قتل نہ کرنا اول تو ہتھیار سب لے لو اور بعد اسکے محاصرہ کرکے کھڑے ہو رہو قزاقون
نے ایسا ہی کیا اب لہراسپ قزاق چند آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر خیمہ قیصر شامی
مین داخل ہوا اور اسکے ہتیار بھی اپنے قبضہ مین کرکے اسباب تلاش کرنا شروع
کیا جو کچھ یون ملا اوسکو تو اپنے قبضہ مین کرکے روانہ کیا بعد اسکے تلوار کھینچکر سرہانے
قیصر شامی کے کھڑا ہو رہا اور سوداگر کو ہوشیار کیا قیصر شامی کی آنکھ جو کھلی بالین پر
ملک الموت کو پایا دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل تلوار کھینچے کھڑا ہے قیصر شامی
کی گھگھی بندھ گئی اور کہا کہ آپ کون ہین مجھ سے کیا قصور ہوا ہے جو سزائے موت
میرے واسطے تجویز کی گئی ہے لہراسپ نے کہا کہ تیرا مال و اسباب کہان ہے
جلد بتا ورنہ ابھی ایک ہاتھ مین فیصلہ ہے اب قیصر شامی سمجھا کہ یہ ڈاکو معلوم ہوتا ہے
دم فنا ہو گیا کہ مال بھی گیا اور جان بھی گئی سوچتا ہے کہ بتاؤن یا نہ بتاؤن اگر بتاتا ہون تو
جب بھی یہ لوگ مار ڈالین گے نہ بتاؤنگا جب بھی جان نہ بچیگی پھر بتانے سے کیا فایدہ
لہراسپ قزاق نے کہا اگر مال بتا دے تو تیری جان نہ لین گے تجکو زندہ چھوڑ جائینگے
ورنہ ابھی قتل کرینگے قیصر شامی نے ہر ہر خیمہ کا پتا دینا شروع کیا اس لیئے کہ جان
بچی لاکھون پائے اگر جیتے رہے تو پھر پیدا کر لین گے کسیطرح زندگی بسر ہی ہو جائیگی
اور جان گئی تو کیا فائدہ ہوگا مثل مشہور ہے کہ جان کا صدقہ مال ہوتا ہے یہ سمجھ کر سب
اسباب بتا دیا اب لہراسپ قزاق سب مال و اسباب روانہ کرکے آپ
کچھ دیر ٹھہرا رہا جب اسے یقین ہو گیا کہ ساتھ والے مال لیکر دور پہونچ گئے ہونگے
اوسوقت یہ بھی خیمہ سے نکلا اور راہ فرار اختیار کی قیصر شامی کے اتنی بڑی جماعت
قافلے مین کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ یہ اکیلا جاتا ہے اسی کو گرفتار کرلین تو ابھی سب
مال ملا جاتا ہے ہر ایک نے آنکھین بند کرلین غفلت مین ڈالدیا جو دور تھے اونھون نے
شور و غل کرنا شروع کیا تھا کہ لہراسپ نے تلوار چمکائی وہ بھی ڈر کر خاموش ہو رہے
کہ میان آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب کوئی لوٹتا نہین تو ہمین کیا
ضرورت ہے کیا ہمین ایک تنخوار ہین اور یہ سب شیر خوار ہین جانے بھی دو الزام
آئیگا تو سبھی کے سر آئیگا تم اکیلے کیا کرلوگے ایک تو ہتیار پاس نہین اور اگر ہوتے
بھی تو سو رمان پنا بھارکہ کو نہین چھوڑتا ہے جانے بھی دو الحاصل لہراسپ
قزاق مال و اسباب لے کر صاف نکلا ہوا چلا گیا جب یہ دور پہونچ گیا اوسوقت
لوگون نے شور کیا کہ لینا پکڑنا جانے نہ پائے قیصر شامی بھی خیمہ سے روتا ہوا نکلا
کہ مین تو کہین کا نہ رہا لٹ گیا لوگ بھی ادھر ادھر دوڑنے لگے مگر اب کیا ہوتا ہے
سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کرو وہان قزاق بہ اطمینان تمام کوہ پر پہونچ گئے اور تمام مال و
اسباب رکھا لہراسپ قزاق نے سب اسباب دیکھا نہایت خوش ہوا

لیکن اب حال شاہزادہ اسد ثانی کا سنیئے کہ انکو اوسی عالم محویت مین صبح ہوگئی جس چاند سے آنکھین لڑائے ہوئے تھے اور اوس سے باتین کر رہے تھے کہ تجھے کس بات پر غرور ہے اور کسواسطے دماغ تیرا آسمان پر ہے کیا تو حسن وخوبی مین ملکہ طوفان سبز پوش سے بہتر ہے شاید تو نے آئینہ کبھی نہین دیکھا ہے جو تجھے اس چھائیون دار چہرہ کے اوپر صفائی کا گمان ہے میرا مہ منزل حسن وخوبی اور مہر برج خوبی کا اگر تو دیکھ لے تو صورت تیری نگاہون سے گر جائے اور خود بینی وخود پسندی کا دعوی غلط ہو جائے اسی حالت مین دیکھا کہ نور قمر زائل ہونے لگا ستارے جھلا جھلا کر غروب ہونے لگے چرخ نیلی فام پر زردی چھا گئی عارض ماہ مانند تابہ نقرہ کے جس پر جلا نہو بیرونق ہو گیا ہے مرغان باغ کے چہکنے کی صدا انکا نوین آنے لگی ابتو اسد ثانی نے خوش ہو کر کہا کہ شاید وہ برق تجلائے حسن وخوبی کسی جانب پر تو فگن ہے جو ایک عالم کو اوسنے بیرونق کر دیا مگر نہین معلوم کہ کہان ہے اور کسطرف ہے خوشا نصیب اونکے جو لطف دیدار اوٹھاتے ہونگے ہماری آنکھین تو رونے کیواسطے خلق ہوئی ہین اپنی تو وہ حالت ہے جو شاعر نظم کر گیا ہے ؎

جو سمجھے جاتے نہین دیدار یار کے قابل	وہ آنکھین ہو گئین اب انتظار کے قابل
جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت	یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل

یکا یک طائرون کی زمزمہ سنجی نے اسد دلاور کو اس خواب سے چونکا دیا اور آگاہ کر دیا کہ وقت شب کا گذر گیا اب صبح ہے رنگ عالم دگرگون ہے ایکمرتبہ جو اسد ثانی کو کچھ خیال آگیا لاحول پڑھکر اپنے مقام سے اوٹھے اور اودھر اودھر دیکھا تو کہین چاہ یا چشمہ قریب نہ معلوم ہوا اور وقت نماز صبح کا کم رہگیا تھا بس جلدی سے اوسی مقام پر تیمم کر کے فریضہ سحری کو ادا کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر قافلہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے تو عجیب رنگ دیکھا کہ لوگ رو رہے ہین قیصر شامی فریاد کر رہا ہے کہ مجھے لوٹ لیا اب مین کیا کرون یہ حالت دیکھکر شہزادہ جلدی سے قریب آیا اور پوچھا کہ کیا حال ہے لوگون نے بیان کیا کہ شب کو قزاق آئے اور تمام مال واسباب لوٹ کر لے گئے اسد ثانی نے پوچھا کہ کسقدر لوگ ہونگے اہل قافلہ نے عرض کیا کہ ہم سے اونکی جمیعت بہت کم تھی شہزادہ نے فرمایا کہ واہ تے ہو تمیر کہ وہ کم تھے تم سے اور تمہین لوٹ لے گئے تم سے کچھ نہو سکا اونھون نے عرض کیا کہ ہم سب سرد ہوا پاکر سو گئے اوسی حالت مین قزاقون نے آکر محاصرہ کر لیا ہتیار اپنے قبضہ مین کر لئے ہم کیا کرتے فرمایا بلاؤ قیصر شامی کو جسوقت لوگ قیصر شامی کو لائے فرمایا کدھر کو قزاق گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ انھین لوگون سے دریافت کر لیجئے اسواسطے کہ مین تو اپنے حال مین نہ تھا شہزادہ نے اون لوگون سے کہا کہ دریافت کرو لوگون نے عرض کی کہ وہ کوہ جو یہان سے جانب مشرق معلوم ہوتا ہے وہ قزاق اوسطرف گئے ہین یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا ہر چند کہ چلتے وقت قیصر شامی نے منع کیا کہ اے شہریار عالیوقار آپ تن تنہا جانے کا قصد نہ فرمائیے اس لئے کہ قزاق

نہایت زبردست ہے اور اوسکے ساتھ بہت لوگ ہین لیکن یہ شیر بیشۂ شجاعت اپنے سامنے کب
کسی کو موجود جانتا ہے فرمایا کہ تم مجھ سے ابھی آگاہ نہین ہو قسم ہے والد ماجد کے سر اقدس کی کہ ضرور
جاؤنگا اور تنہا جاؤنگا اگر کوئی شخص میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا تو وہ میرا دشمن ہے اب جو دیکھا
قیصر شامی نے کہ تیوری پر بل پڑ گئے زلفین گرد چہرہ کے بل کھانے لگین بس اپنے تو ڈر کر گردن
نیچی کر لی اور اسد ثانی مرکب کو اوڑا کر جانب کوہ روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے
اور نظر قزاقون کی پڑی اونھون نے اپنے سردار سے کہا کہ ایک سوار اسطرف آتا ہے
لہراسپ قزاق نے کہا کہ جاؤ دریافت کرو کہ ادھر کیون آتا ہے یہ سنکر ایک قزاق کوہ سے
اوترا ادھر شہزادہ زیر کوہ پہونچا اور آواز دی کہ او دزد و مکار ادھر آ یہ سنتے ہی وہ قزاق
جو کوہ سے اوتر رہا تھا اور دریافت حال کے واسطے چلا تھا پکارا کہ تو کسی پکارتا ہے اسد
ثانی نے جواب دیا کہ تیرے افسر کو اوسنے کہا کہ اس بے ادبی کی ساتھ پکارتا ہے شرط کہ زبان تیری
کھینچ لون یہ کہتا ہوا کوہ سے اوتر کر سامنے آیا اودھر اور قزاق جو کوہ پر یہ تماشا دیکھ رہے تھے
اونھون نے لہراسپ دزد سے خبر کی کہ وہ یکہ تنہا سوار جو آیا ہے نہایت سرکش
اور بدزبان ہے ہمین فساد ہوتے معلوم ہوتا ہے لہراسپ نے کہا کہ اگر فساد کریگا تو کیا
پائیگا جان دیکر جائیگا ہم سے کیا لیجائیگا اکیلا کیا کر سکتا ہے لوگون نے کہا کہ جو آمادہ فساد ہوگا
اوسنے اپنا انتظام نہ کر رکھا ہوگا ممکن ہے کہ کچھ فوج و سپاہ پوشیدہ طور پر اوسکے ہمراہ ہو لہراسپ
نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہو جاؤ اور یہ خود بھی ہتیار لگا کر بالا سے کوہ آکر کھڑا ہوا
یہان جو فرستادہ لہراسپ قریب اسد ثانی کے پہونچا شہزادہ نے فرمایا کیا ارادہ رکھتا ہے
اوسنے کہا کہ تجھے سزا سخت کلامی کی دونگا فرمایا کہ پھر دیر کاہے کی ہے قزاق نے کمند ماری اسد
ثانی نے تلوار سے حلقے کمند کے کاٹ دیئے بس قزاق نے منجنیق مین پتھر رکھکر گردش دیئے
اسد ثانی نے پھرتی سے ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہاتھ اسکا معہ منجنیق کٹ کر بالائے کوہ
سامنے لہراسپ قزاق کے گرا اور یہ قزاق بھاگا ادھر اسد ثانی نے آواز دی کہ کہان
ہے وہ دزد مکار جو افسر ہے تم سبکا کہ مین اوسکی فکر مین آیا ہون یہ کلمہ جو لہراسپ کے
گوش زد ہوا کہا کہ کیا تو مجھے ڈھونڈتا ہے لے مین آتا ہون ادھر تو لہراسپ نے ہاتھ اوس
فرستادہ کا اپنے قلم دیکھا اودھر اسد ثانی نے اسکو ٹوکا بس یہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کوہ سے
اوترا ساتھ اسکے اور بھی قزاق اوتر آئے کہ مبادا اسکے ساتھ مین لشکر ہو اور موقع
پاکر ہمارے سردار کو گھیر لے یہ لوگ بھی کود کے نیچے آگئے لیکن ان سبکو حیرت ہے
اور دل مین کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہے جو ہم لوگون کے سر چڑھتا ہے اسکو قضا ہی آگئی
ہے یا جان سے بیزار ہے جو تنہا اسطرف آیا ہے کبھی کوئی بادشاہ تو ہم سے بھڑنیکا
قصد نہین کرتا ہے فوجین تو اسطرف آتی ہوئی تھراتی ہین لیکن یہ نہین معلوم ہوتا
دل گردے کا شخص ہے جو اسنے یہ جرأت کی الحاصل لہراسپ دزد نے سامنے
پہونچکر آواز دی کہ لے مین آگیا تو کیا کہتا ہے اسد ثانی نے فرمایا کہ شنیدہ ہے تو جو مال و اسباب
تو قافلہ قیصر شامی سے لوٹ کر لایا ہے وہ واپس کر لہراسپ ہنسا اور کہا کہ اے
نادان ہم لوگ مال اسلیئے لیتے ہین کہ پھر واپس کر دین لا جو کچھ تیرے پاس ہے دو

وہ بھی دیتا جا اسد ثانی نے کہا کہ اگر نہ دیگا تو سزا پائیگا لہراسپ قزاق نے کہا تو اپنی جان کو
نہین ڈرتا کہ تنہا کھڑا ہوا اسطرح کی بدزبانی کر رہا ہے اسد ثانی نے کہا کہ اگر ہم ایسی ویسی
باتون سے ڈر جائین تو پہلوانون اور لشکرون سے مقابلہ کیا کرینگے بس بہتر اسمین ہے کہ
مال قیصر شامی کا واپس کر دے اور آئندہ سے عہد کر کہ اب کسی قافلہ کو نہ لوٹیگا اور
معاش کا کوئی اور طریقہ اختیار کر یہ بدمعاشی ترک کر لہراسپ قزاق نے کہا واقع مین
تو بہادر ضرور ہے کہ اپنی جان کو نہین ڈرتا اور اسطرح کی باتین کر رہا ہے لیکن اب اس
جہالت کو دور کر ٹھنڈا ٹھنڈا یہان سے چلا جا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے یا میرے لشکر مین
آکر شریک ہو جا مین تیری بہت عزت کرونگا اس لئے کہ تو مرد بہادر ہے ورنہ میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اسد دلاور نے کہا کہ بس زیادہ گوئی موقوف کر اگر یون مال نہ دیگا تو مین
تجھ سے بزور شمشیر لونگا لہراسپ نے کہا اگر تو محتاج ہے اور بسبب تنگ دستی کے اپنے
جان سے بیزار ہے تو کچھ مجھ سے لے لے لیکن اپنی سخت کلامی سے باز آ اور معذرت کر
اسد دلاور نے تلوار کے بدلے کوڑا سنبھالا اور فرمایا کہ مجھے کیا فقیر سمجھا ہے بس
خبردار اب بیہودہ نہ بکنا ورنہ کھال گرا دونگا یہ دیکھکر لہراسپ قزاق کو بھی طیش آیا
اور نیزہ اسنے سنبھالا آواز دی کہ جہانتک مین ٹالے جاتا ہون تو سر پر چڑھا آتا ہے
تو یون نہ مانیگا بس یہ کہکر اسنے نیزہ کا وار کیا اسد ثانی نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیا اور
ہاتھ چوب نیزہ پر ڈالدیا قصد کیا کہ نیزہ اس سے چھین لون لیکن لہراسپ قزاق بھی
مرد جہاندیدہ ہے اور پہلوان زبردست ہے اسنے نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑا زور ہونے
لگے یہ اپنی طرف کھینچتے تھے اور لہراسپ اپنی جانب کھینچتا تھا اسی کشمکش مین نیزہ
کی کیا بساط تھی جو زور اسطرح کے روک سکتا ڈانڈ بیچ سے دو ٹکڑے ہو گئے جب یہ
دیکھا لہراسپ نے کہ نیزہ بیکار ہو گیا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر اسد پر وار کیا اسد
نے مرکب کو رانون مین مسل کر جو اشارہ باگ کا کیا گھوڑا اشارہ کے ساتھ زیر بغل آگیا شانہ [illegible]
نے کلائی اسکی پکڑ لی اسنے تلوار پھینک کر دوسرا ہاتھ گریبان مین ڈالدیا اور دلمین خوش
ہوا کہ اب یہ اور بھی جلدی زیر ہو جائیگا کہ قوی اسکے کم ہین اور زندہ ہاتھ آجائیگا زیر
ہوکر ضرور اطاعت قبول کریگا ورنہ اگر تلوار کی جنگ رہتی تو نہ معلوم کیا ہوتا تیغ کی برش
کے آگے قوی اور ناتوان سب برابر ہین ماسوا اسکے کیا معلوم ہو قتل ہوتا یا مین مارا جاتا خیر
رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اب ہاتھ چلنے لگے زور ہونے لگے مرکب نہ ٹھہر
نہ سنبھال سکے چارون پاؤن ٹیک کر بیٹھ بیٹھ گئے اسد و لہراسپ گھوڑون سے
نیچے کود پڑے کشتی ہونے لگی قزاق چہار طرف سے گھیرے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے
کہ یہ بھی کیس غضب کا شخص ہے آدمی ہوکر دیو سے لڑ رہا ہے اور کسی مقام پر دبنے
نہین دیتے تا آل اس کشتی کا کیا ہوتا ہے اودھر قیصر شامی نے جن لوگون کو پوشیدہ
طور پر واسطے خبر کے بھیجا تھا وہ قریب درختون کے آڑ مین چھپے ہوئے تماشا
دیکھ رہے تھے اونھون نے جاکر قیصر شامی سے بیان کیا قیصر شامی اپنے لوگون کو
لئے ہوئے کوہ سے آدھ کوس کے فاصلہ پر ایک باغ تھا کہ اوسمین درخت گنجان لگے

بھتے وہان چھپا کھڑا تھا جیسے خبر کشتی کی پہونچی سبکو ساتھ لیکر دوڑ پڑا اور خیال کیا کہ ایسا نہو اسد ثانی تنہا تنہے قزاق ملکر لپیٹ پڑین اور اُس شیر بیشۂ شجاعت کو گرفتار کرلین خدا نکردہ کوئی اونچ نیچ پڑے تو مین اسد دلاور یعنے اوسکے والد ماجد کو کیا جواب دونگا ہر چند کہ مین نے منع کیا کہ آپ تنہا نہ جائین لیکن سننے والے یہ تھوڑے کہین گے کہ منع کیا ہوگا بلکہ یہ الزام دیا جائیگا کہ اسنے اپنے مال کے لالچ مین ترغیب دلائی ہوگی ابتو کچھ ہی ہو مگر شرکت کرنا ضرور ہے یہ کہتا ہوا اپنے ہمراہیون سمیت زیر کوہ آکر پہونچا اور اسد ثانی کی کشتی کا تماشا دیکھنے لگا اودھر قزاق بھی ہٹے اور اونھون نے جگہ دیدی اب دونون گروہ تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین اور اسد ثانی و لہراسپ دزد مصروف تلاش ہین دوپہر کامل کشتی رہی آخرکار لہراسپ کا دم پھولنے لگا سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی لیکن اسد ثانی کے پسینا بھی نہ آیا تھا لہراسپ قزاق نے کہا اے شخص تو جن ہے یا کوئی آسیب ہے مجھ ایسے زبردست سے دو پہر لڑا اور اسوقت تک تازہ دم معلوم ہوتا ہے اگر آپ شہید مرد ہین تو یہ فرمائیے کہ کس مقام پر قبر ہے وہان حاضر ہوا کرون اور کچھ پھول ریوڑیان وغیرہ چڑھا جایا کرون میری جان چھوڑئیے اسد ثانی نے فرمایا کہ ہم زندہ مرد ہین اور انسان ہین او بیوقوف جب تو دبا تو آسیب بتانے لگا تجھے یہ نہین معلوم کہ انسان سے زبردست کوئی قسم آسیب کی ہے خداوند کریم نے انسان کو اشرف مخلوقات قرار دیا ہے پھر انسان کسے کون لڑ سکتا ہی مین بھی ایک شیر ہون اور بندۂ ضعیف ہون اوس توانان کا جس نے بڑے بڑے بہادر اور زبردست دنیا مین پیدا کیے ہین۔ لہراسپ قزاق نے عاجز ہوکر آواز دی کہ اچھا اگلی مرتبہ وہ زور کرتا ہون جس سے زیادہ کبھی کسی پر زور نہین کیا اگر تو نے اس زور کو روک لیا تو گویا دیو کو مارا اور پہاڑ کو اوٹھا لیا یہ کہکر دونون بازو اسد ثانی کے لہراسپ نے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر پوری قوت سے ریل کر لے چلا دیکھا اسد ثانی نے کہ لہراسپ پوری قوت سے لے چلا ہے بس تین قدم تو یہ پیچھے ہٹے اور بعد اوسکے یوہین داہنے جانب جو ذرا سا کن دیا تو دیکھا کہ لہراسپ اپنے زور مین اوندھے منھ جا رہا اور اسد پینترا بدل کر اسکے پہلو مین آ رہے لہراسپ کا اوندھے منھ گرنا تھا کہ دم اسکا ٹوٹ گیا پھیپھڑی پھول گئی سانس مانند دھونکنی کے چلنے لگی بس اسد ثانی نے کہا کہ لے ہوشیار ہو کہ مین بھی یہ زور آخر کرتا ہون اگر تو اس زور مین مجھ سے زیر نہو سکا تو مین بھی پھر تجھ سے متعرض نہونگا اور یہ خیال کرونگا کہ مجکو لہراسپ نے زیر کر لیا یہ فرماکر کمر زنجیر کا بند پکڑا اودھر لہراسپ بھی ہوشیار ہوگیا اور اوسنے بھی زمین پکڑی لنگر اپنا قائم کیا ہر چند کہ سانس اسکی پھولی ہوئی ہے لیکن ابھی تک اسے یہ گھمنڈ ہے کہ تن و توش کا میرے لنگر گیا کم ہے اگر یہ اوٹھا نہ سکا تو مرد بہادر ہے اور بات کا دھنی معلوم ہوتا ہے پھر مجھ سے متعرض نہوگا اور چپکا چلا جائیگا لیکن اسد ثانی نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آواز دی کہ ہوشیار رہنا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب جو زور کرتا ہے لہراسپ کو سر بلند کر لیا وہ قزاق جو لہراسپ کے گروہ کے بھتے جا رہا اُنھون نے

کہ سردار کو اپنے اسد ثانی سے چھین لین اور تلوارین پکڑ پکڑ کر اسد ثانی پر چلی اسد
دلاور نے جو انکے یہ ارادے دیکھے لہراسپ کو بجائے سپر ہاتھ پر لے لیا جس نے
تلوار دکھائی اسد نے لہراسپ کو پیش کر دیا کہ تمہارا وار تمہارے ہی مالک پر پڑیگا
ادھر لہراسپ نے اپنے ساتھ والون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اسپر ہاتھ نہ اوٹھائے
اور شاہزادہ سے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے کہا کہ قبول ہے شاہزادہ نے
لہراسپ کو زمین پر چھوڑ دیا لہراسپ جرأت اسد ثانی کی دیکھکر از سر صدق
مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار عالی وقار کی
اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ مسلمان ہو ورنہ میرے گروہ سے علیحدہ ہو جائے یہ
سنکر تمام قزاق مسلمان ہوتے اور کہا کہ جب آپنے اطاعت اختیار کی تو ہم کس شمار مین
ہین اب شاہزادہ نے فرمایا کہ اے لہراسپ قبل مقابلہ جو باتین مین نے کہین تھین
اونکا بھی خیال ہے یا نہین لہراسپ نے عرض کی کہ خوب خیال ہے مین نے صرف مذہب
اسلام ہی نہین قبول کیا بلکہ کل افعال ناجائز سے اجتناب کرونگا اور اسکے بعد اونے اپنے
قزاقون سے کہا کہ جاؤ اور وہ سب مال لے آؤ جو کل لوٹ کر لائے تھے یہ سنکر لوگ اسکے
کوہ پر گئے اور تمام مال و اسباب لا کر پیش کیا اور شاہزادہ سے عرض کیا کہ وہ مال حاضر
ہے جانچ لیجیے شاہزادہ نے قیصر شامی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ مال کی اپنے
جانچ کر کے اپنے قبضہ مین کرو قیصر شامی نے جو آکر جانچ کی تو سر مو فرق نہ پایا سب
سب اشیاء بدستور تھین اب اسد ثانی نے فرمایا کہ اے لہراسپ جس خدا نے
پیدا کیا ہے اوسنے رزق بھی پیدا کیا ہے اب یہ اپنا فعل ہے کہ خواہ اوس رزق کو اپنے
سعی سے حرام کر دے یا حلال یہ تو طریقہ حصول پر موقوف ہے لہذا اب اس لوٹ مار کو
ترک کر کے توبہ کرو وہ غفور الرحیم ہے خطائین تمہاری بخش دیگا لہراسپ نے قسم کھائی
کہ اے شہریار آج سے سوا کافرون کے مسلمانون کو نہ لوٹونگا الحاصل لہراسپ نے
عرض کی کہ امیدوار ہون کہ اب جسوقت تک یہان رہنے کا قصد ہو اوسوقت تک
مہمانی میری قبول فرمائیے اور جب یہان سے تشریف لیجانا منظور ہو تو مجھ سے ارشاد
کیجیگا مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے
جو تمہاری خوشی لہراسپ قزاق نے قیصر شامی کیطرف ہنسکر دیکھا اور فرمایا کہ اب
اس مال کو انھین چور لٹون کی حفاظت مین دیجیے اور آپ آرام سے رہیے بلکہ چاہیے
اسی صحرا مین چھوڑ دیجیے کیا مجال ہے کسی کی جو اسے چھو سکے اور کیا ممکن ہے
جو کوئی شے بھی اسمین کی جاتی رہی قیصر شامی نے کہا کہ جب ہمارے سردار نے
مہمانی قبول فرما لی تو ہم کیا چیز ہین لہراسپ قزاق ان سبکو اپنے ہمراہ لیے
ہوئے بالائے کوہ آیا اور سامان دعوت مہیا کر دیا شام تک خیمہ ڈیرے برپا
ہو گئے یہی قزاق نہین معلوم کہان سے جا کر کچھ طائفے بھی پکڑ لائے کھانے
انواع و اقسام کے تیار ہوئے جسوقت شام ہوئی قزاقون نے تمام صحرا مین
چراغان کیا بالائے قلعہ روشنی کی بڑی دھوم سے شہزادہ اسد ثانی کی

دعوت کے دوسرے روز شاہزادہ نے فرمایا کہ بس اب ہم جائینگے لہراسپ نے عرض کی مین بھی ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تم ابھی یہین رہو جسوقت ہم نامہ بھیجکر طلب کرین اور جس مقام سے طلب کرین وہان آجانا لہراسپ رنجیدہ ہوکر خاموش ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ اس غلام کو فراموش نہ کر جائیگا اور تمام مال واسباب قیصر شامی کا پھر انکے حوالے کیا اور خود بھی اپنی جانب سے کچھ جواہرات شاہزادہ اسد ثانی کے نذر گذرانا چاہا مگر شاہزادہ نے واپس دیا اور کچھ نہین لیا اب قیصر شامی یہان سے کوچ کرکے جانب شہر سجابیہ روانہ ہوا جسوقت قافلہ چلا ہے تو لہراسپ دور تک پہونچانے آیا آخر شاہزادہ اسد ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا شام کو یہ قافلہ قریب شہر سجابیہ کے پہونچا اور صحرا مین مقام کیا اس لیئے کہ شہر یہان سے بہت تھوڑے ہی فاصلہ پر تھا سرا توئی نہ تھی قیصر شامی نے یہ خیال کیا کہ اسوقت شہر کے اندر لائق قیام مقام مشکل ملیگا رات یہین بسر کرنا چاہیئے صبح کو دیکھا جائیگا شب کے وقت شاہزادہ اسد ثانی کو ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے پریشان کیا اور جوش شوق اتنا بڑھا کہ جنون کے حد تک پہونچ گیا آخرکار یہ شہریار عالیوقار گریبان چاک کرکے صحرا صحرا ایکجانب یہ شعر پڑھتا ہوا روانہ ہوا۔

خوب گزریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو	قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو

یہان قیصر شامی نے پوچھا کہ دیکھو شاہزادہ تشریف رکھتا ہو تو میرے حاضر ہونے کی اطلاع کرو لوگون نے آکر دیکھا تو خیمہ خالی قیصر شامی نے کہا اگر وہ تشریف فرما ہوتے تو ہین اونکو شہر مین لے چلتا ذرا دل بہلتا نہین معلوم کہان نکل گئے لیکن اسد ثانی اوسی حالت اضطراب و بیقراری مین پھرتے پھرتے قریب ایک کوہ کے پہونچے اور کچھ اشعار عشق انگیز پڑھکر رونا شروع کیا انکی آواز دردناک جو بلند ہوئی تو ایک عابد شب زندہ دار کے گوشزد ہوئے یہ عابد اسی پہاڑ کی گھاٹی مین رہتا ہے نہایت مرد متبرک ہے دن رات اسکو عبادت سے کام ہے اہل دنیا سے کنارہ کشی کیئے ہوئے رہتا ہے اور اسقدر چلہ کشی کرکے نفس کو پاک کیا ہے کہ روشنضمیر ہی نام ہے جسوقت آواز گریہ اسد ثانی کا نہین عابد روشنضمیر کے پہونچی بیتاب ہوگیا اور اپنے مقام سے اوٹھا اور گھاٹی سے نکل کر اوس آواز کی طرف متوجہ ہوا جو اسکے کان مین پہونچی تھی دیکھا کہ زیر کوہ ایک جوان حسین سر برہنہ گریبان چاک آنکھون پر وحشت برس رہی ہے کبھی آپ ہی آپ رونے لگتا ہی کبھی خود بخود ہنسنے لگتا ہے اشعار عشق آمیز زبان پر جاری ہین یہ حالت دیکھکر عابد کو نہایت رحم آیا اور قریب آکر سلام علیک کی آواز دی اسد ثانی جھجک گئے کہ یہ کون آگیا کوئی شناسا ہو کر راز اوسپر فاش ہو جائے اور بھی مشکل ہو یہ جھجک اسد ثانی کی بخوف افشائے راز تھی کہ اچانک عابد روشنضمیر سامنے آگیا ورنہ اس شیر بیشہ شجاعت کو خوف کسیطرح کا نہ تھا جواب سلام دیا اور نظر کو اوٹھاکر دیکھا تو ایک مرد متبرک باریش دراز و سفید صورت اونکی نورانی پیشانی چمکتی ہوئی رخ سے نور اسلام ظاہر تھا پیشانی پر سجدہ کا گٹھا سر پر عمامہ باندھے ہوئے جریب بادام

کے ہاتھ مین سفید پوشاک پہنے کھڑی ہین اسد ثانی کی ساری وحشت جاتی رہی گھبرا کر تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین اور اسم گرامی آپکا کیا ہی عابد روشن ضمیر نے کہا کہ میرا تو مسکن یہی کوہ ہی اور نام میرا روشن ذوالکمال ہی آپ یہ فرمائیے کہ اسد غازی کی فرزند نبیرہ صاحبقران اول ہو کر یہان کیونکر تشریف لائے اتنا سنتے ہی اسد کے کان کھڑے ہوئے اور کہا کہ کیا آپ مجھی جانتے ہین عابد نے کہا کہ اگر نہ جانتا تھا تو اب جان گیا اسد نے کہا اب آپنے کیا جانا اس لئے کہ مین نے اپنی زبان سے کچھ بھی نہین کہا آپنے تمام حسب و نسب میرا بیان کر دیا آپ ضرور صاحب کمال ہین اب یہ بھی معلوم ہوگا کہ کس حیلہ سے میرا اسطرف آنا ہوا درویش نے کہا بابا سارے کمال اللہ کے خاص بندون کے واسطے ہین مین ایک بندہ گنہگار ہون مان باپ نے جینے کے واسطے ذوالکمال نام رکھدیا لوگ بھی کہنے لگے اور سبب تمہارے آنیکا وسہ گروانی کا وہی ہی جسکا انجام ہمیشہ خراب ہوا کیا ہے تمکو طوفان سبز پوش دختر جوت آئینہ پرست کی محبت نے تباہ کیا ہے دیکھو اب بھی اس ارادہ سے باز آؤ تمکو یہ امور شایان نہین ہین تم کس شیر کے فرزند اور کیسے شیر ہو کر ایک عورت کی محبت مین ایسے دیوانے ہوئے کہ نہ شرم ہے نہ غیرت بشر کو چاہیئے کہ سوا عشق خدا کے عشق مجازی کے پھیر مین نہ پڑے ورنہ بہت خراب ہوگا بقول شاعر ؎

یہ عشق ہے آفت سماوے اسی کی سختی سے تنگ ہو کر
ہوتے ہزارون ہے دل شکستہ گرا ہے شیشون پہ سنگ ہو کر
ہزارون چراغ اسنے گل کر دیئے سیکڑون بستیان اوجاڑ دین شہر سنسان کر دیئے ؎
کیئے سیکڑون گھر محبت نے خالی | سنو جس محلہ مین رونا پڑا ہے

اسد ثانی دلمین پریشان ہے زبان سے کچھ نہین کہتا شرم و غصہ دونون نے آ کر ایک عجیب سکوت کی حالت پیدا کر دی ہے کہ نہ کہتے بنتا ہی نہ خاموش رہتے بنتا ہے دلمین کہتا ہے کیا شامت میری تھی کہ مین اسطرف آیا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ یہان بھی ایک حضرت موجود ہین تو کیون اسطرف آتا اور آیا بھی تھا تو اتنا کیون ٹھہرتا کہ یہ آ کر پریشان کرتے اور نہ یہ معلوم تھا کہ یہ بک بک کے جان کھائینگے اور الٹی سنائینگے ورنہ صورت انکی دیکھتے ہی ٹل جاتا ؎

حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ | کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائینگے کیا

انکو تو اپنے بڑے سخن سے یہ کیا جانین کہ درد رسیدہ دل کیسا ہوتا ہے نہ وہ سن باقی ہے کہ کسی پر دل آئے نہ اپنے جوانی کا زمانہ یاد ہوگا جو سوچکر پشیمان ہون علاوہ اسکے بعض لوگون کی عادت ہوتی ہے مثل خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت + اپنا عیب معشوق ہوتا ہی اور دوسرے پر نکتہ چینی کو سب موجود ہو جاتے ہین ہر چند عابد نے سمجھایا کہ انجام اس محبت کا خراب ہوگا مگر جتنے دیر عابد سمجھایا اور بکا کیئے یہ ظاہر مین تو گردن جھکا سب کچھ سنا کیئے اور در حقیقت یہ اپنے دل سے باتین کیا کیئے خاموش بیٹھے رہے آخر مین کہتا کہ شاہ صاحب سے ؎

عشق ہم اب نہ کرینگے ہو بھر رہی ناصح | پر جوٹ جو کھا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

اور دوسرا شاعر تو مجھکو بالکل ہی اس جرم سے بری کیئے دیتا ہی وہ کہتا ہے ؎

یہ کام تو خود مطلبی سے نہین ہوتا | نادان ہو تم عشق کیئے سے نہین ہوتا

پھر جو فعل اپنے ارادہ سے نہین ہے اوسمین ہم مجرم کیونکر ہوسکتے ہین جو بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی آنے والی تھی وہ آچکی اب اوسے ہر طرح انگیز کرینگے یہ بھی ہمت مردانہ کے خلاف ہے کہ جب سختی پڑے تو کنارہ کش ہوجائین - غزل -

جو دلیر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرائے سے کیا حاصل | کیا ہی جو اوسے بھلکین بچھتانے سے کیا حاصل
ندامت تمکو دونی ہوگی میرا غم سوا ہوگا | جسے تم سن چکے وہ خال و ہم انسے کیا حاصل
ذرا اتنا تو مڑ کر دیکھو ہم کیونکر تڑپتے ہین | جھلک دکھلا کے منھ پھیر کے چلے جانے سے کیا حاصل

بس یہ شعر زبان پر آتے ہی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے نہ یہ لحاظ رہا کہ ایک ایسا شخص جو اس حالت کا پورے طور سے اندازہ نہین کرسکتا وہ ہنسے گا نہ یہ شرم آئی کہ یہ راز چھپانے کا ہی جسوقت درویش نے یہ حالت اسد ثانی کی دیکھی دلمین سمجھ گیا کہ یہ عشق سچا ہے اسکا اثر دل سے مٹنا دشوار ہے کوئی نصیحت کارگر نہوگی بلکہ جتنا منع کرینگے اوتنا غم بڑھتا جائیگا وولہ زورون پر آئیگا اب اس ذکر کا قطع کرنا مناسب ہے درویش نے کہا بہتر ہے آپ ترک محبت نہ کرین جہانتک دلمین گنجایش ہو یاد معشوق کو جگہ دیجیے لیکن ایک وقت سخت آپ پر ایسا آنے والا ہی کہ یقین ہے اوسوقت آپکو میری ضرورت ہوگی وہ ایک راز سربستہ ہے جسے مین بیان نہین کرسکتا انشاء اللہ بروقت کہونگا شہزادہ نے فرمایا کہ اوسوقت آپ مجھ تک کیونکر پہونچیگا اور مین کس ذریعہ سے آپکو خبر کرونگا درویش نے جواب دیا کہ مجھے اطلاع ہونیکا سہل طریقہ یہ ہی کہ ایک چیز آپ اپنے پاس رکھین وہ یہ ہی یہ کہکر جیب سے ایک تعویذ نکالکر شہزادہ کو دیا اور فرمایا کہ جسوقت کوئی سخت مصیبت آپ پر پڑے اور ایسا مرحلہ سخت و دشوار ہو کہ آپسے طے نہوسکے اوسوقت اس تعویذ کو منھ کی بھاپ دیجیگا مین فوراً حاضر ہونگا اور حال راز سربستہ کا بیان کرونگا شاہزادہ نے وہ تعویذ عابد روشن ضمیر سے لیکر بازو پر باندھ لیا اور عابد نے سلام رخصت کیا شاہزادہ اسد ثانی برائے تعظیم اوٹھ کھڑا ہوا اور درویش جانب صحرا روانہ ہوگئے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ کی گھاٹی مین جاکر غائب ہوگئے اسد ثانی انکے جانے کے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ ایسے مرد متبرک سے مین نے اسطرح کی گفتگو کی اور اونسے ترک محبت طوفان سبز پوش سے صاف صاف انکار کردیا کاش مین اونکے منھ پر یون نہ کہتا اور اقرار کرلیتا کہ مین ترک عشق کی کوشش ضرور کرونگا آئندہ مقدر ہے تو اونکو ملال نہوتا اور اسطرح صاف صاف اونسے مخالفت کرنے مین یقینی مجھ سے ناراض ہوگئے ہونگے مگر مین کیا کرون کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین ہر چند کہ بقول سعدی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مگر وہ شخص مجبور ہے جسے عادت نہو اسطرح کی دل سے باتین کرتے ہوئے اور لاحول پڑھتے ہوئے اپنی جگہ سے اوٹھے اور جانب خیمہ روانہ ہوئے جسوقت قافلہ مین پہونچے ہین تو وقت نماز صبح کا تھا چراغ جھلملا رہے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی طائر چہچہا رہے تھے گویا اپنی زبان بے زبانی مین حمد الٰہی بجا لا رہے تھے آواز اذان بلند تھی اہل قافلہ وضو کر رہے تھے

اسد ثانی

اسد ثانی نے جلدی سے وضو کیا نماز پڑھی حالانکہ انکو ایسا عشق تھا کہ کسی وقت یاد ملکہ طوفان سبز پوش کی نہ بھولتی تھی لیکن یہی ایسے مرد باخدا تھے جو اس حالت مین بھی بندگی رب بے نیاز کی بجا لاتے تھے اور تھوڑی دیر کے واسطے دل سے یاد ملکہ کی دور کر کے یاد خدا کو جگہ دیتے تھے بعد نماز کے اگر کوئی دعا تھی تو یہی تھی کہ پروردگار وہ کونسا دن ہوگا جو دیدار اوس یار جانی کا نصیب ہوگا وظیفہ مین سوا یا جامع المتفرقین کے اور کوئی نام پروردگار عالم کا زیادہ دلچسپ تھا الحاصل جسوقت نماز صبح سے فرصت ہوئی تو قیصر شامی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اب چلکر ملک کی سیر کیجئے کہ دل بہلے شاہزادہ نے بخاطر قیصر شامی منظور کیا حالانکہ دل تو سوا تنہائی کے کسی سیر و تماشے کو نہ پسند کرتا تھا۔ ~~

دل چاہتا تھا پھر وہی فرصت کہ روز و شب		بیٹھا رہون تصور جانان کئے ہوئے

لیکن زمانہ کی گردش کس کو ایک پر رہنے دیتی ہے مروتاً قیصر شامی کے ساتھ ملک سحابیہ مین داخل ہوئے ساتھ ساتھ قیصر شامی کے چلے جاتے تھے لیکن سمجھ مین نہ آتا تھا کہ ہم کہان جاتے ہین چہرہ کی زردی دل کے درد کی خبر دیتی تھی لوگ صورت دیکھ دیکھکر اپنے اپنے مذاق کی موافق رائے زنی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ مدقوق ہے کوئی کہتا تھا مصیبت زدہ ہے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا لیکن جو اس آفت مین پھنس چکے تھے اس درد سے آگاہ تھے مذاق عشق رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہو نہو یہ کسی کا شیدا ہے حسرت اسکی نگاہون سے پیدا ہے۔ ~~

ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے		تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

مگر انکو کچھ خبر نہ تھی قیصر شامی نے مکان قابل قیام تلاش کیا اور اسد ثانی سے کہا کہ آپ اپنے رہنے کے قابل درجہ پسند فرمالین جواب دیا کہ ہمارے پسند کی جگہ تو قبر ہے وہ کاہیکو ملے گی اس لیئے کہ جان ایسے سخت ہوگئی ہے کہ تن سے نہین نکلتی جبتک کچھ زندگی باقی ہے یہ کوہ و صحرا مین بسر ہو جایگی تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے برائے نام ایک جگہ ہونا ضرور ہے اوسمین صرف تنہائی اور علیحدگی کی شرط ہے بس اس سے زیادہ کوئی خواہش نہین ہے قیصر شامی نے مرضی کے موافق کے ایک کمرہ جو سب سے علیحدہ تھا دروازے اوسکے پائین باغ کے جانب تھے تجویز کر کے مسہری بچھوا دی سامان آسایش مہیا کر دیا اور کہا کہ اب مین بادشاہ کی خدمت مین جاتا ہون امیدوار ہون کہ یہ ملک پر ایا ہے یہان ادھر اودھر بے سمجھے نہ چلے جائیگا نہین معلوم لوگ یہان کے کیسے ہین برتاؤ اونکا مسافرون سے کس قسم کا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جب ہم کسی کو آزار نہ دینگے تو ہمین کوئی کیون ستانے لگا اور قید ہوکر ہم سے نہ رہا جائیگا جہانتک ہم سے ہو سکیگا یہان سے نہ نکلین گے اور اگر زیادہ جی گھبرایا تو سوا صحرا کے ہمین آبادی سے خود نفرت ہے جنگل مین کون آگر فساد کریگا نہ مین برائے شکار جاتا ہون کہ کسی سے صید پر جھگڑا ہو مین خود آہو تیر خوردہ ہون تم اطمینان رکھو اور اگر ایسے ہی زبردستی ہے تو سمجھا جائیگا

قیصر شامی خاموش ہو رہا اور کچھ اشیاء لائق بادشاہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دربار ملک سحاب لشکر گیر روانہ ہوا جسوقت سحاب لشکر گیر بادشاہ ملک سحابیہ کو اطلاع ہوئی کہ ملک شام سے ایک سوداگر آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اسنے بلوا لیا اور کچھ اشیاء پسند کر کے خرید لین اور چند ایسی چیزون کی فرمایش کی جو قیصر شامی کے پاس تھین ضرور مگر وہان موجود نہ تھین اسنے عرض کیا کہ کل یہ چیزین بھی لے کر حاضر ضرور ہونگا یہ کہکر سوداگر رخصت ہوا اور مکان مسکونہ پر آیا اور آتے ہی اسد غازی کو پوچھا لوگون نے بیان کیا کہ آپ کے جانے کے بعد وحشت نے زور کیا اور کچھ اشعار جنون آمیز پڑھتے ہوئے کہین چلے گئے قیصر شامی کو یہ اطمینان تھا کہ اکثر یہ صحرا مین نکل جاتے ہین اور جسوقت مزاج مین آتا ہے پلٹ آتے ہین یہ کوئی نئی بات نہ تھی جس سے قیصر شامی پریشان ہوتا لیکن شاہزادہ اسد ثانی جو بعد قیصر شامی کے جانے کے یہان سے نکلکر چلے تو بستی سے علحدگی اختیار کی اور جانب صحرا روانہ ہوئے ادھر اودھر پھرتے پھرتے ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر اپنے حسب حال مختلف اشعار پڑھنے لگے۔ ؎

ہین بنے سامان جنون فتنہ سامان کے لیئے — پھڑ رہے ہین ہاتھ کے ناخن گریبان کے لیئے

دیگر

آئے دنیا مین ہمانہ وہ مصیبت کے لیئے — دل بنے زخم بلا زخم اذیت کے لیئے
نالے کرنا ہے بیکار نہین ہے شب ہجر — مشق کرتا ہون غم دل کی شکایت کے لیئے

دیگر

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

دیگر

جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے — چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے

افسوس کہ ہمین نہین امید کہ زندگی مین ہماری حسرت نکلی اور پھر دیدار اوس محبوب دلفریب کا نصیب ہو کیونکہ خواب کی بات تھی نہ معلوم وہ خواب صادق تھا یا محض طلسم خیال تھا جسکو بیداری نے شکستہ کردیا الٰہی اگر وہ صورت زیبا دراصل نہین ہے تو میرے دماغ مین پھر وہی حالت پیدا کر دی جس سے وہ نقش پھر پیش نظر ہو جائے مجھے اس بیداری سے وہ خواب بدرجہا پسند ہے اور یہ تو میرے دل سے نہین ہو سکتا کہ اگر وہ ایک خیالی تصویر ہے سمجھ لون تو اوسکے دیدار کی حسرت کو دل سے دور کردون یہ تو اسی جنون عشق کے لطف اوٹھا رہے ہین اور خاک پر بے تکلف بیٹھے ہوئے ہین قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ سحابیہ بانو دختر ملک سحاب لشکر گیر برائے شکار ایک مرکب پر سوار نیزہ ہاتھ مین لباس مردانہ پہنے ہوئے مرکب پر سوار کمان دوش پر ترکش کمر مین لگا ہوا سیر کرتے ہوئے ادھر آ نکلے نقاب اسکے چہرہ پر پڑے ہوئے تھے لیکن حسن عالم افروز اسکا پردہ نقاب سے باہر آرہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعاع شمع فانوس کو توڑ کر باہر نکلی آتی ہے جسوقت یہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے اسطرف سے نکلی تو نظر اسکی اسد ثانی پر پڑی اکی

حالت ایسی نہ تھی جسکو دیکھکر انسان کو فکر نہ پیدا ہو جائے کہ یہ کس رنگ میں ہیں۔ ؎

آداب عاشقی کا رہے پاس اے جنون
حالت نہ وہ بنا کہ تماشا کہیں جسے

انکو تو انکے جنون محبت نے ایسا تماشا بنا دیا تھا کہ جو دیکھتا تھا وہ ایسا محو ہوتا تھا کہ خود بھی قابل تماشا ہو جاتا تھا۔ ؎

ہوئے بیخود کچھ ایسے اوسکا جلوہ دیکھنے والے
تماشا بن گئے خود ہی تماشا دیکھنے والے

ملکہ غور سے اسد ثانی کو دیکھا کی اور ایسی متاثر ہوئی کہ جی چاہا پاس جاکر حالات اسکے دریافت کرون مگر حیا مانع ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کی تو بیٹی ہو کر ایک معمولی آدمی سے ایسے مقام پر باتین کرے مجھے شایان نہین یہ سوچکر پلٹ گئی لیکن جسوقت اپنے باغ مین پہونچی تو یہ خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کون شخص تھا اور کہان سے اس صحرا مین نکل آیا کس حالت مین مبتلا تھا اوسکو بلوا کر دریافت کرنا چاہیئے اسکا حال سننا بھی دلچسپی سے خالی نہو گا یہ سوچکر وہان سے پھری اور اپنے باغ مین آکر مہتر صمد کو طلب کیا یہ عیار اسکا کوکا بھی تھا جسوقت مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ ہوا لی باغ مین ایک درخت کے نیچے ایک وحشی مزاج آدمی بیٹھا ہے اوسکو کسی ترکیب سے یہان لے آ یہ سنکر مہتر صمد باغ سے نکلکر روانہ ہوا ادھر اودھر دیکھتا ہوا قریب اسد ثانی کے پہونچا قطع وضع سے سمجھا کہ یہ کسی کا عاشق ہے سلام کیا اسد ثانی نے کہا کہ تمکو میرے نام و مکان سے کیا کام ہے ایک مرد مسافر ہون تمہارے ملک مین آیا ہوا ہون صحرا سے میری طبیعت زیادہ مانوس ہے اکثر جنگلون کی سیر کیا کرتا ہون مہتر صمد نے کہا کہ اس دریافت سے ایک غرض ہے شاید آپکا بھی کوئی مطلب نکلے اسد ثانی نے کہا کہ میرا مدعا ایسا نہین ہے جو میری زندگی مین نکلے ہان تمہارا کوئی مطلب ہو تو مجھے نام بتانے مین عذر نہین مہتر صمد نے کہا کہ اچھا میرا ہی مطلب سہی آپ اپنے اسم گرامی سے آگاہ تو فرمایئے شاہزادہ نے کہا کہ مجکو اسد ثانی کہتے ہین صاحبقران اول میرے جد امجد اور میرے والد کے جد مادری ہین مہتر صمد نے کہا آپ بڑے نامی و نامور صاحب جاہ و حشم یہان اس حال پر ملال سے کیونکر تشریف لائے دشمنون پر ایسی کیا بنی کہ نہ لشکر نہ فوج تھا یہ کہ کوئی خادم تک ساتھ نہین اسد ثانی نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو اپنا مطلب بیان کرو مہتر صمد نے کہا کہ ہماری شاہزادی نے آپکو بلایا ہے اونکا یہ معمول ہے کہ جو مسافر اس ملک مین آئے اور اس صحرا مین اوسکا گذر ہو جاتے تو وہ دعوت و ضیافت کرتی ہین جیسے مرتبہ کا ہو ویسا ہی سامان اوسکے لیے مہیا کرتے ہین اونھون نے آپ کو بلایا ہے اور کہا ہے۔ ؎

ای رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست

اگر آپکے مذہب مین رد دعوت جائز ہو تو مین زیادہ نہین عرض کر سکتا ورنہ چلنا آپکا ضروری امر ہے یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی نے اک آہ کھینچی اور فرمایا کہ بہتر ہے مہتر صمد شاہزادہ اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیچلا راہ مین اسد ثانی نے مہتر صمد سے کہا کہ تم ملکہ کو میرے نام و نشان سے نہ آگاہ کرنا اسواسطے کہ مجھکو اظہار اپنا منظور نہین ہے مہتر صمد نے کہا کہ اگر اظہار حسب و نسب نہ کیا جائیگا تو ملکہ ایک معمولی

آدمی بھیجکر اوسی سامان سے دعوت کرینگی وہ آپ کے خلاف مزاج ہوگا اسد ثانی نے
کہا کہ کچھ اسکی پروا نہین ہے انھین باتون مین راستہ طے ہوگیا کیونکہ باغ ملکہ کا وہان سے
قریب تھا اسد ثانی دروازہ پر ٹھہرے اور مہتر صمد نے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ
نے کہا کہ بلالو اوس سے پردہ کیا وہ اپنے ہوش مین کب ہی لیکن مہتر صمد نے ملکہ سے
یہ کہدیا تھا کہ مین دعوت کے بہانہ سے لایا ہون ملکہ نے سامان دعوت کا حکم دیدیا تھا
مہتر صمد آکر اسد ثانی کو باغ مین لے گیا اسد ثانی کی نظر جو ملکہ سجا بیہ پر پڑی
دیکھا کہ ایک زن حسینہ ہے چہرہ پر آثار راسبت بازی ہین ملکہ نے قریب اپنے
بیٹھنے کو کہا اوسکے بعد مزاج پرسی کے اسد ثانی نے کہا کہ شکر ہے خدا کا ہر حال مین
بعد تواضع و تعظیم کی ملکہ نے پوچھا کہ آپکا اسم گرامی کیا ہے فرمایا کہ سرگشتہ صحرائے محبت و آوارہ
کوے الفت ملکہ نے کہا کہ یہ تو آپکی صورت سے ظاہر ہے لیکن نام اصلی کیا ہے شاہزادہ
کو تردد ہوا فرمایا کہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے تم نے مسافر نوازی کی مین سادہ مزاجی سے
چلا آیا ملکہ نے کہا آپکی سادہ مزاجی میری سادہ لوحی سے زیادہ نہین ہے اس لیئے کہ مین اس
ملک کی شاہزادی اور عورت ہوکر ایک نامحرم مرد سے اسطرح بیحجابانہ ملی اور
آپکو نام تک بتانے مین تامل ہے کیا آپ مجکو دشمن سمجھتے ہین مین قسم کھاتی ہون اپنے
دین و مذہب کی کہ اگر نام معلوم ہونے کے بعد مجھپر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ آپ میرے
دشمن ہین تو بھی مین آپ سے بہ لطف و مدارا پیش آؤنگی اور اگر آپ نام نہ بتائینگے
تو مجھے رنج ہوگا شاہزادہ نے گردن جھکالی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ اے ملکہ اگر
مین یہ جانتا کہ تم دشمن ہو اور نام دعوت مجھسے لیا جاتا تو بھی مین رد دعوت نہ کرتا مجھے
یہان آنے مین کوئی تکلف ہوتا نہ مجھے کسی وقت مین دشمن سے خوف ہے ہرچند کہ
میرا جی نہین چاہتا کہ مین زمانہ عسرت مین حال تونگری بیان کرون مگر تمہاری خلق و اصرار
نے مجبور کردیا یہ فرماکر یہ شعر ورد زبان فرمایا ؎

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا	دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

مجکو اسد ثانی کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اس ملک تک اس حال خراب سے کیونکر آنا ہوا
اسد ثانی نے کہا بس اب آگے نہ پوچھو ملکہ نے کہا اگر غیر لوگون کی شرم ہے تو مین
سب کو ہٹائے دیتی ہون اتنا اشارہ پاتے ہی سب انیسین جلیسین چلی گئین مہتر صمد
بھی ہٹ گیا ملکہ نے ہاتھ جوڑے کہ برائے خدا یہ بھی بتلا دیجیئے شاہزادہ نے
فرمایا کہ اے ملکہ اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو تمہاری عنایت نے تھوڑی دیر کے
واسطے میرے حواس درست کردیئے اب تم پھر وہی ذکر لاتی ہو کہ جس سے میرے
ہوش و حواس مین فرق آجائیگا اور دماغ مین بات نہ سما سکے گی کچھ کا کچھ جواب دونگا ملکہ
کی طبیعت اسد کی حالت سے ایسی متاثر ہوتی جاتی ہے کہ شوق اسکا بڑھتا جاتا ہے جب
ملکہ نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین بیان کرتا ملکہ نے کہا تمکو اوسی نازنین کی جان کی قسم ہے
کہ جسپر تم فریفتہ ہو اور جس کے عشق نے تمہین اسد رجہ کو پہونچایا ہے مجھ سے نہ چھپاؤ شاہزادہ
نے مجبور ہوکر گردن جھکالی اور سارا خواب اپنا ملکہ طوفان سبز قویش کے عشق کا بیان کیا

آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے ملکہ پر ایسا اثر ہوا کہ یہ بھی رونے لگی اب ایک مرتبہ اسد ثانی کا دم گھبرایا اور طبیعت پریشان ہوئی بس اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ کہان اسد ثانی نے کوئی جواب نہ دیا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اسے بیمروت و بیوفا اپنا ہی سا دل دوسرے کا بھی سمجھ تعجب کی بات ہے کہ صاحب درد ہو کر دوسرے کے درد کی پروا نہین کرتا یہ کہکر شعر پڑھا ؎

جو طبیب اپنا ہے دل اوسکا کسی پر زار ہے	فرزدہ باد اسے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے

اسد دلاور نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ اے ملکہ مین اس رمز کو اچھی طرح نہین سمجھا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے شخص جسوقت سے مین نے تجکو دیکھا تھا اوسوقت سے مین نے اپنی قسمت کا مالک تجکو سمجھ لیا تھا مگر مین یہ نہ جانتی کہ میری تقدیر مجھ سے برگشتہ ہو گئی ہے کیسے کیسے شاہزادے اور شہریار زادے میرے باپ سے میرے خواہشمند ہوئے لیکن صرف میرے انکار پر اونکو مایوسی نصیب ہوئی اب میرا دل تجہپر آیا تو نے مجھ سے روگردانی کی یہ سزا ہے اوسی کی جو مین نے اورون کے حق مین کیا ہر چند کہ یہ رشک اسطرح کا ہے جسے کوئی بھی نہین گوارا کر سکتا اور یہ زہر ایسا ہے کہ کام انسان کا تمام کر دیتا ہے مگر مین تجھ سے وعدہ کرتی ہون کہ در دیتر امٹادونگی اور جہان سے ممکن ہوگا تیرے معشوق کو پیدا کر کے تجھ سے ملادونگی لیکن صلہ اسکا میرے واسطے کیا ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ گویا تم نے مجھے مول لے لیا سحابیہ بانو نے کہا کہ نہین بلکہ صلہ اسکا اسیقدر چاہتی ہون کہ جیسی خوشی مین تجکو دون تو ویسی ہی خوشی مجھے بھی دے یعنے اگر شادی تیری ملکہ طوفان سبز پوش کے ساتھ ہو جائے تو مجھے بھی اپنی کنیزی مین قبول کر یہ سنکر اسد ثانی نے فرمایا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہے اب جو ملکہ نے دلکی بات کہی تو وہ ساری وحشت تشریف لیگئی اور بیٹھ گئے ملکہ سے نہایت توجہ کے ساتھ باتین کرنے لگے کہ کیا تم اوسکو جانتی ہو وہ کہان رہتی ہے تمہین اوسپر کیا اختیار ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اگرچہ اسوقت مجھے یہ یاد نہین آتا کہ وہ کہان کی شاہزادی ہے مگر مین تم سے یہ کہے دیتی ہون کہ بہت جلد پتا لگجائیگا یہ نام مینے کسی سے سنا ضرور ہے اور اپنے کوکا مہتر صمد کو آواز دی مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ تم ملکہ طوفان سبز پوش سے آگاہ ہو کہ وہ کسکی دختر ہے کہان رہتی ہے مہتر صمد نے کہا کہ جی ہان مین اوسکو جانتا تو ہون مگر اتنا ہی جانتا ہون کہ وہ حوت آئینہ پرست کی دختر ہے یہ نہین معلوم کہ حوت آئینہ پرست کہان کا حاکم ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے مہتر صمد اگر تو پتہ اوس شاہزادی کا لگادے تو مین کچھ انعام دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین حتی الامکان کمی نہین کرونگا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ بس جاؤ دیر نہ کرو اور بہت جلد پتا لگا کر واپس آؤ یہ سنکر مہتر صمد اوسیوقت روانہ ہوا بعد جانے مہتر صمد کے ملکہ سحابیہ نے اسد کے واسطے کھانا منگایا دونون نے ساتھ کھانا کھایا ایک مرتبہ اسد ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ عورتون کے قریب مین بھلا یہ اوس محبوب کو کیا جانے جسکا پتہ ہم نہ لگا سکے یہ کیا لگاینگی بس ان خیالات نے ایسا پریشان

کہا کہ فوراً اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے پھر روکنا چاہا لیکن اسد ثانی نے کہا کہ اے ملکہ اب
مجھے نہ روکو اس لئے کہ میرا جی گھبرا گیا ہے اور وحشت دل زور پر آ چلی ہے ایسا نہو کہ کوئی
بات تمہارے خلاف مجھ سے سرزد ہو اور تمہین ملال گزرے ملکہ سحابیہ نے کہا تم کیسی ہی
کج خلقی کرو گے مگر میرے خلاف نہوگا کیونکہ مین تمہارے حال سے واقف ہوگئی ہون اسد ثانی
نے کہا کہ اگر تمہارے خلاف نہ ہوگا تو اب مجھے یہان کا بیٹھنا جبر ہے ملکہ سحابیہ نے کہا
کہ اچھا مجھ سے اقرار کرتے جاؤ کہ پھر آنا اسد ثانی نے وعدہ کیا کہ مین ضرور آؤنگا اوسکے بعد
باغ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا اور یہ شعر پڑھا ؎

جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا	صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا

اسی کے حسب حال اشعار پڑھتے چلے جاتے تھے اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے لیکن اول

چند کلمے داستان مہتر صمد عیار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ملکہ سحابیہ نے مہتر صمد کو برائے تلاش طوفان شیر پوش روانہ کیا تو یہ باغ
سے نکلکر چلا اور شہر کے ناکے پر پہونچکر آیندہ روند سے غیر ممالک کے حال دریافت کرنا شروع
کیا اتفاقاً کچھ سوداگرون سے ملاقات ہوئی اونسے پوچھا کہ آپ لوگ کہان سے آتے ہین انھون
نے بیان کیا کہ ہم شہر سمرقند سے آتے ہین جو اس ملک سے بہت قریب ہے مہتر صمد
نے پوچھا کہ حال شہر سمرقند کا کیا ہے سوداگرون نے بیان کیا کہ شہر پر آشوب ہو رہا ہے بادشاہ
نہایت پریشان ہے ملک پر حوت آئینہ پرست چڑھ آیا ہے اوسکے ساتھ فوج بیشمار
ہے اور ساحر بھی ہین بس یہ سنتے ہی مہتر صمد جانب شہر سمرقند روانہ ہوا جسوقت قریب
شہر پہونچا دیکھا کہ لشکر اوترا ہوا ہے صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل لشکر ہوا
اور دریافت کیا کہ یہ کسکی فوج ہے لوگون نے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست کا یہ لشکر ہے
اب مہتر صمد سوچا کہ یہ کیونکر دریافت ہو کہ دختر اسکی کس مقام پر ہے اسی فکر مین یہ لشکر سے
علیحدہ ہوا اور صحرا مین ایک درخت کے نیچے سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر
دریافت کرون کہ شام ہوگئی طائر اپنے اپنے آشیانون مین بیٹھے مسافرون نے منزل
کی تمام صحرا مین تاریکی چھا گئی ایک ہو کا عالم نظر آتا تھا مہتر صمد گرد باد درندون کے خوف
سے ایک درخت پر چڑھ گیا کہ رات یہین بسر کرنا چاہئے صبح کو دیکھا جائیگا جسوقت یہ درخت
کے ایک بلند شاخ پر پہونچا تو نظر اسکی جانب شمال گئی دیکھا اسنے کہ کچھ روشنی ہو رہی ہے
مہتر صمد نے غور کیا کہ یہ کیسی روشنی ہے کوئی گاؤن یہان آباد ہے یا کسی قافلے نے
قیام کیا ہے فاصلہ زیادہ تھا اچھی طرح محسوس نہوا آخر درخت سے اوترا آیا اور جان پر کھیل کر
اوسی جانب روانہ ہوا جہان ذرا سا کھٹکا ہوتا تھا تو درندون کے خوف سے یہ خفقہ آتشبازی
کھینچ مارتا تھا جب روشنی ہوتی تھی اور معلوم ہو جاتا تھا کہ راستہ ہے پھر آگے بڑھتا
تھا اوسی روشنی کے سیدھ پر چلا جاتا تھا یہانتک کرجاتے جاتے قریب پہونچ
دیکھا اسنے کہ ایک بارگاہ برپا ہے سراسر اوسکے اوجھے ہوتے ہین اور
اندر بارگاہ کے محفل عیش آراستہ ہے شغل سرود و ستار بھی ہو رہا ہے مہتر صمد
سوچا کہ کیا تدبیر کرنا چاہئے اور کیونکر اس محفل مین داخل ہونا چاہئے بس ویسے ہی ایک

مکر تجویز کرکے صورت اپنی ایک عورت کی بنائی اور قریب بارگاہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر رونا
شروع کیا اسقدر رو اور واویلا مچائی کہ آواز اسکی ان لوگون نے سنی جو اوس محفل مین شریک تھے
گانیوالون سے کہا کہ خاموش ہو رہو دیکھو تو یہ شور وغل کیسا ہے اس محفل مین سوا عورتون
کے مرد کا نام نہ تھا دو چار عورتون سے اونکی مالک نے کہا کہ دیکھو تو یہ کون رو رہا ہے
اور اوسپر کیا مصیبت پڑی ہے وہ عورتین آئین اور پوچھا کہ اے نیک بخت تو کیون
رو رہی ہے تجھپر کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ بی بی تم سے کیا بیان کرون مین جس حال مین
ہون مجھے رہنے دو اونھون نے کہا کہ اگر ہم سے دوا تیرے درد کی ہو سکے گی تو تامل
نہ کرینگے اوسنے کہا کہ ہمین اپنی ملکہ کے پاس لے چلو تو اونکے سامنے بیان کرونگی
وہ عورتین اسکو اپنے ہمراہ لے گئین ملکہ کی خدمت مین آئین اسنے ادب سے ملکہ کو سلام کیا
ملکہ نے جواب سلام دیا اور دیکھا ایک کمسن عورت ہے نہایت قبول صورت ہے پوچھا
کہ تو اس صحرا مین کیونکر آئی اوسنے کہا کہ اک شرم کی بات ہے اوسے کیا بیان کرون
ملکہ نے فرمایا کہ شرم مردون سے کی جاتی ہے عورتین عورتون سے شرم نہین کرتی ہین
اسنے کہا کہ یہ صحیح ہے مگر درد صاحب درد سے بیان کرتے ہین۔ س

ہم جنس ہی جنس کا مزا جانے	جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے

ملکہ سمجھی کہ یہ بھی کسی کی عاشق ہے کچھ دیر سکوت کرنے کے بعد فرمایا کہ بس اب برخاست
کرو مجھے نیند آتی ہے یہ فرما کر اوٹھ کھڑی ہوئی اور اوس عورت کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے
خوابگاہ مین آئی باریدارون کو بھی منع کر دیا کہ آج ضرورت اسکی نہین ہے اور تخلیہ کر دیا
اب اس عورت سے کہا کہ اے نیک بخت اب تو حال اپنا بیان کر مین بھی تیری طرح دردمند
ہون عجب نہین ہے کہ میرا تیرا درد ایک ہی سبب سے ہو اسی باعث سے مین نے
تخلیہ کر دیا اور ان لوگون کو ہٹا دیا جو مبتلائے درد نہین ہین یہ سنکر اوس عورت نے
بیان کیا کہ اے ملکہ آفاق اول تو اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ آپ کس
ملک کی رہنے والی ہین اور یہان اس صحرا مین کیون قیام پذیر ہین ملکہ نے فرمایا کہ مین
تجھ سے پوچھتی تھی تو مجھ سے پوچھنے لگی مجھے تیری طرح چھپانے کی ضرورت نہین ہے
اس لیئے کہ مین نے صحرا مین رہنا اسی غرض سے اختیار کیا ہے کہ آیندہ و روندہ سے دوا
اپنے درد کی پوچھون سچ پہلے ہی مین بیان کیئے دیتی ہون مگر اول یہ بتا کہ تو شاہون
اور شہریارون کے حالات سے واقف ہے اسنے کہا کہ خوب جانتی ہون مجھے
برس دن گزرا ہے اسی تباہی کو ملکون ملکون مین پھرتی یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے
کہا کہ مین تجھ سے سب حال اپنا بیان کیئے دیتی ہون نام میرا طوفان سبزپوش ہے دختر ہون
ملک حوت آئینہ پرست کی باپ نے میرے ملک سمرقند پر چڑھائی کی ہے
اور ملک گیری کرتا ہوا یہانتک پہونچا ہے لیکن مین بسبب ایک مصلحت کے
اوسکے ہمراہ آئی ہون اور اوس سے علحدہ صحرا مین رہا کرتی ہون اب اسلیے
کہ مین نے ایک خواب دیکھا تھا چاہتی ہون کہ اوسی کے تعبیر عالم بیداری مین نظر آئے
اوس عورت یعنے مہتر صمد گردپا نے کہا کہ وہ خواب بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ ایک روز

شب کے وقت مین اپنے بالاخانہ پر سو رہی تھی مین نے دیکھا کہ میرے باغ مین محفل رقص و
سرود گرم ہے دور بادۂ ناب کا چل رہا ہے کہ ایک شہریار عالیوقار اچانک میرے
باغ مین چلا آیا پہلے تو مجھے نہایت غصہ آیا کہ یہ کون مرد اجنبی نامحرم میرے باغ مین
چلا آیا لیکن جسوقت نظر میری اوسکے جمال جہانفروز پر پڑی تو سارا غصہ فرو ہوگیا اور
مین نے اوسکی تواضع کی وہ صحبت عیش مین شریک ہوا اوسی عالم مین میری آنکھ
کھل گئی اوسوقت سے مین نہایت پریشان ہون کہ کیونکر پتا اوس شہریار عالیوقار
کا لگاؤن اوس عورت نے پوچھا کہ نام اوس شہریار کا کیا تھا ملکہ نے کہا کہ نام اوسنے
اپنا اسد ثانی بتایا تھا مگر یہ مین نے نہ پوچھا تھا کہ وہ رہنے والا کس مقام کا ہے
اب اگر تو آگاہ ہو کہ یہ شہریار کس ملک کا رہنے والا ہے تو بیان کر مہتر صمد دل مین
نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مین اوسنے واقف ہون اتنے مین ملکہ اوٹھ بیٹھی چہرہ پر بحالی
آگئی اور کہا کہ اگر تم پتا اوسکا لگادو تو جو مانگوگی مین دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین
بہت جلد اوسکو آپسے ملادونگی مگر ہائے اپنے درد کا علاج کس سے پوچھون ملکہ نے
کہا کہ اب اپنا درد بیان کر مہتر صمد جو بصورت عورت بنا ہوا تھا کہا کہ مین اوسی شہریار
کے دوسرے بھائی پر عاشق ہون جسکا نام غضنفر بن اسد ہے ملکہ نے
کہا کہ اگر تم اسد ثانی کو مجھسے ملادوگی تو مین اوسنے کہہ سنکر غضنفر کے ساتھ
تیرا عقد کرا دونگی غرضکہ اس عہد و پیمان کے بعد اوس عورت نے کہا کہ اب مجھے
جانے دیجئے تاکہ مین اوس شہریار کو راضی کرکے آپسے ملاؤن ملکہ نے کہا
ایسا نہ کرنا کہ تم نہ آؤ تمہین سے مجھکو ایک تسکین ہوئی اگر تم بھی نہ ہوگی تو دم میرا جی
گھبرائیگا مہتر صمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتی ہین آپ ہی کی سبات تو میری بھی غرض اوسکی
ہوئی ہے غرضکہ چلتے وقت اسنے ملکہ سے کہا کہ کوئی نشانی اپنی دیجئے تاکہ وہ
شہریار عالیوقار آپکی محبت کا یقین تو کرے ملکہ نے اپنی ایک تصویر اسکو دی اسی
حال پر ملال کی تھی کہ بال پریشان چہرہ زرد لب پر آہ سرد انگشت فکر بر سر اور کہا کہ کہدینا کہ
تمہاری محبت نے ہماری یہ حالت بنا رکھی ہے مہتر صمد تصویر ملکہ کی لیکر رخصت
ہوا اب دیکھئے یہ باغ مین کسوقت پہونچتا ہے اور کب ملکہ سحابیہ سے حال طوفان
سبز پوش کا بیان کرتا ہے لیکن اول چند

کلمہ داستان سرگشتہ راہ الفت و آوارۂ کوئے محبت شاہزادہ اسد ثانی کے گزارش کیئے جاتے ہین

کہ یہ ملکہ سحابیہ سے دامن چھوڑا کر اور پھر آنے کا اقرار کرکے چلے تھے کہ چند کوتوالی کے
آدمیون نے آکر انکو پکڑ لیا کہ تم کون ہو اور ملکہ کے باغ مین کس لیئے گئے تھے
یہ اپنے ہوش مین نہ تھے کہ مصلحت وقت کے موافق اوسنے بہانہ کرتے یا کسیطرح
اپنی جان بچاتے ایسے اولٹے سیدھے جواب دیئے کہ وہ لوگ انکو گرفتار کرکے کوتوال
شہر کے پاس لے گئے اور تمام حال بیان کیا کوتوال شہر نے پوچھا کہ تم کیا جواب رکھتے ہو

اسد ثانی نے فرمایا کہ مین غلطی سے راہ بھولکر باغ مین چلا گیا تھا کوتوال ہنسا اور کہا کہ ایسا بھونڈا فقرہ مثل مشہور ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد کیا باغ مین دروازہ نہ تھا یا چہار دیواری نہ تھی خیر تمہاری اطلاع بادشاہ سے کیجائیگی فرمایا کچھ پروا نہین مین خود جان سے عاجز ہون کوتوال شہر نے پرچہ بادشاہ کے نام تحریر کیا کہ ظل اللہ کو ایک ایسے امر کی اطلاع دی جاتی ہے جس کے بیان مین ہاتھ کو رعشہ اور قلم کو لرزہ ہوتا ہے بحکم المامور معذور پر خیال کرکے عرض حال کیا جاتا ہے کہ ملکہ آفاق کے باغ سے ایک شخص نکلا تھا اوسے گرفتار کیا ہے اب اوسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے جسوقت یہ عرضی کوتوال کی بادشاہ کو پہونچی اور بادشاہ نے اوسے پڑھا نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا پسینا ماتھے پر آگیا غیرت دامنگیر ہوئی پروانہ کوتوال کے نام تحریر کیا کہ ابھی اوس مجرم کو لیکر حاضر ہو چوبدار پروانہ شاہی لیکر روانہ ہوا اسوقت قیصر شامی سوداگر بھی دربار مین موجود تھا اور کچھ جواہر بیش بہا بادشاہ کو دکھار ہا تھا ابھی رخصت ہونے پایا تھا جو یہ گزرا اور بادشاہ غصہ مین خاموش بیٹھا ہی نہ سوداگر کو جانے کا حکم دیا اور نہ جواہر خریدا لیکن جسوقت حکمنامہ کوتوال کے نام پہونچا وہ اسد ثانی کو لیکر حاضر دربار ہوا۔ راہ مین لوگ اسد ثانی کو دیکھکر آپسمین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ بیچارہ کہان سے آکر اس آفت مین مبتلا ہوا اور کیا جرم اسنے کیا ہے جو اسکو اسطرح قید کیے ہوئے لیے جاتے ہین چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری ہویدا ہین دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے غرضکہ جسوقت اسد ثانی سامنے بادشاہ کے پہونچا بادشاہ کی نظر صورت زیبا پر پڑی پکار اٹھا او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا ہے اور کیون باغ مین گیا تھا اسد ثانی کو ایسے کلمات کے سننے کی کب تاب تھی غصہ مین آکر جواب دیا کہ او بادشاہ زبان سنبھال شریفون سے اسطرح کی گفتگو کرتے ہین اگر مین باغ مین ملکہ کے گیا تھا تو اپنی خوشی سے نہین گیا تھا تیری دختر نے جب مجکو طلب کیا تو گیا بس یہ سنکر بادشاہ کو اور غصہ آیا کہ یہ میری دختر پر تہمت رکھتا ہے اگر وہ کسی بدنیت سے طلب کرتی تو یہ ایسے حال خراب سے کیونکر نکل سکتا جو گرفتار ہوتا یقینی یہ چھپ کر گیا تھا اور یا تو وہا سے نکالا گیا یا خود بسبب خوف جان کے بھاگا ہوگا بس فوراً حکم دیا کہ قتل کرو اسد ثانی نے اتنا تو کہا کہ الحمد للہ کہ آج دنیا کے جھگڑون سے نجات ملجائیگی لیکن قیصر شامی نے جو یہ معرکہ دیکھا بیتاب ہوگیا اور کہا کہ اے شاہ یہ شخص مجنون ہے جنگل سے یہ میرے ساتھ ہوا تھا اور یہانتک میرے ساتھ آیا بستی سے اسکو نفرت ہے آدمی کے سایہ سے بھاگتا ہے نہین معلوم کیا اتفاق ہوا ہے اور کیونکر یہ ملکہ کے باغ تک پہونچگیا دریافت حال اسکا کسی دوسرے ذریعہ سے کرلینا چاہیے کیونکہ کوتوالی کے لوگ ہمیشہ ہوتے ہین ظاہر ہے یہ لوگ اپنی نیکنامی کے لیے ہزارون بیگناہون کو پھنسا دیتے ہین بادشاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور دوسرا حکم دیا کہ قتل کرو اسکو لیکن یہ خبر ملکہ سحابیہ کو بھی پہونچ گئی بس فوراً یہ وہان سے سوار ہوکر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی اور کہا کہ قبل اس مجرم کو قتل کرنے کے کچھ میری عرض بھی سن لیجئے بادشاہ نے دختر کے پاس آکر فرمایا کہ او شوخ دیدہ تو بھی اسپر فریفتہ ہے جو سفارش

آئی ہے اب تجھے بھی اوسی کے ساتھ قتل کرونگا سحابیہ بانو نے کہا کہ یونتو ہر وقت آپ جان و مال
کے مالک ہین لیکن یہ شخص بالکل بے قصور ہے واقعہ اسکا یہ ہے کہ یہ باغ کے نزدیک
صحرا مین ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور مجنونانہ حرکتین کر رہا تھا مین واسطے
شکار کے نکلی تھی مجھے اسکی حالت پر رحم آیا اور مین نے بطور مہمانی اسکو باغ مین
بلایا اور اسکی دعوت کی مسافر سمجھکر اوسکے بعد اسکو رخصت کر دیا جب یہ میرے
باغ سے نکلکر چلا تو کوتوالی کے سپاہیون نے اسکو گرفتار کر لیا اور اگر حضور کو کسی
نوع کا مجھپر شبہ ہے تو یا قسم مجھسے لیجئے یا مجھے قتل کیجئے اس لیئے کہ اسمین
قصور میرا ہے یہ بالکل بے خطا ہے حضور کی بدنامی ہوگی اور بادشاہ عادل
مشہور ہو کر ظالم کے نام سے مشہور ہوجیگا ابتو بادشاہ کو ایک فکر پیدا ہوئی کہ کیونکر
اسکا حال دریافت کرون بس فوراً ایک قابلہ کو طلب کیا اور اوس سے کہا کہ دیکھ تو کہ
اسکی لڑکی کی عصمت باقی ہے یا نہین اور اگر تو نے کسی طرح کا ساز کیا یا رشوت
لیکر خلاف بیان کیا تو تجھے بھی قتل کرونگا قابلہ نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے میری اور علیحدہ
ملکہ کو دیکھکر بادشاہ سے بیان کیا کہ بالکل غلط ہے اور ابھی تک ملکہ پاک دامن ہے
اگر اسمین فرق نکلے تو شاہ کو اختیار ہے کہ جیسی چاہے مجکو سزا دین مینے تو اپنا عمل کیا
یہ سنکر بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور اسد ثانی کو رہا کیا اور فرمایا کہ جہان چاہے
رہے کوئی اس سے تعرض نکرے اور اب جو حالات اسد ثانی کے دریافت کیئے تو اسکی وحشیانہ
حرکتون پر بادشاہ نہایت خوش ہوا اور قیصر شامی نے بھی شکر خدا کیا کہ جان اسد ثانی
کی بچ گئی اور اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے جائے قیام پر آیا وہان ملکہ اپنے باغ کیجانب
روانہ ہوئی اور اس نے عہد کیا کہ اب زندگی مین ایسے باپ سے سامنا نہ کرونگی جسکو میری
طرف اسقدر بدگمانی ہوئی دوسرے روز پھر اسد ثانی جانب صحرا روانہ ہوے اور ملکہ
اپنے باغ سے تلاش اسد ثانی مین چلی لیکن اول اسد ثانی کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
صحرا مین ایک چشمہ کے قریب بیٹھے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے کہ سامنے سے مہتر
صمد نمودار ہوا اور اسد کو دیکھکر سلام کیا اسد ثانی نے مہتر صمد کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا
خبر لائے مہتر صمد نے کہا کہ مین نے پتا لگا لیا مگر آپکو نہ بتاؤنگا اسد ثانی نے کہا کہ آخر اسکا
کیا سبب اوسنے کہا کہ وہ ایسے مقام پر ہے جہان پہونچنا آپکا ممکن نہین ہے یہی باتین تھین
کہ سامنے سے ملکہ سحابیہ مرکب پر سوار نقاب چہرہ پر ڈالے نمودار ہوئی اور اپنے
عیار کو دیکھکر اشارہ سے منع کیا کہ اس سے مفصل حال نہ بیان کرنا ورنہ یہ ابھی دیوانہ جائیگا اور
اپنے ہوش مین ہے نہین ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے اور اسد ثانی سے کہا کہ میری
باغ مین چلیئے یہان بیٹھنا آپکا مناسب نہین ہے اور اسد کو ہمراہ لیکر باغ مین آئی اسد
ثانی سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو اب کسیکی اتنی مجال نہین ہے جو تمہین گرفتار کرے
اسد ثانی نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مجھے تمہاری رسوائی کا خیال نہوتا تو مین
کیسا حقیقت تھی کوتوالی کے سپاہیون کی جو مجھے لیجاتے اور تمہارا لحاظ
نہوتا تو تمہارا باپ مجھ سے سخت کلامی کرتا اور مین خاموش رہتا

اسی وقت زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا کہ میرے منھ پر میرے باپ کو تم اس طرح
کہتے ہو یہ کہکر مسکرائی اسد ثانی کو پھر ملکہ طوفان سبزپوش کا خیال آیا اور مہتر صمد سے کہا کہ
تمنے بیانہ بتایا مہتر صمد نے تصویر ملکہ طوفان سبزپوش کی پیش کی بس تصویر دیکھتے ہی اسد کو شادی
مرگ کا عالم ہو گیا فوراً بیہوش ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ غضب کیا تمنے جو تصویر تمنے اسکو دیدی
اور تصویر اسد ثانی کے ہاتھ سے لیکر آپ دیکھی صورت ملکہ طوفان سبزپوش ایسی دلچسپ
تھی کہ ملکہ سحابیہ سکتے مین آگئی اور دلمین قائل ہوئی کہ اگر اسد ثانی کی اسکے فراق مین یہ حالت ہو
تو بیجا نہین ہے بقول شاعر شعر ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ * شنیدہ کے بود مانند دیدہ * اسکے
حسن کے افسانہ ہی سنتے ہین مگر ایک زمانے مین اسکے حسن کا فسانہ بھی شہرۂ آفاق ہو جائیگا
بھلا جو ایسی نازنین کا شیدا ہو چکا ہو وہ کسی دوسرے کو کیا خیال مین لائے ملکہ نے اس تصویر
کو چھپا لیا اور صمد سے حالات دریافت کیے اور کہا کہ تم کیونکر اسکی محفل مین پہونچے اور کسطرح یہ
تصویر دستیاب ہوئی مہتر صمد نے سارا واقعہ اپنے پہونچنے کا عورت بنکر بیان کیا اور کہا کہ
اے ملکہ جیسا خواب انھون نے بیان کیا تھا ویسا ہی وہ بھی بیان کرتی ہے اور عشق ظاہر کرتی
ہے مین نے عورت بنکر اسکے دل کا سارا بھید دریافت کر لیا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور کہا کہ
اب شاہزادے کو اس سے ملانا زیادہ دشوار نہین ہے لیکن اب کیا فکر کرنا چاہیے مہتر
صمد نے کہا کہ فکر کیا بتا دیجیے یہ آپ جا کر اس سے مل لینگے ملکہ نے کہا کہ یہ تو
آسان ہے مگر اے بھائی صمد اس مین میرا مطلب رہجائیگا جب وہ خود جا کر اپنی
معشوقہ سے ملیگا تو میرا احسان کیون ماننے لگا اور وہ شاہزادی میری حقیقت
کیا سمجھے گی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین خود جا کر اس کو لاؤن اور اسی باغ مین ان
دونون کو یکجا کرون کہ دونون میرے احسانمند ہون اور میرا بھی خیال رکھین یہ
فرما کر اسد ثانی کو ہوشیار کیا اسد ثانی نے کہا وہ تصویر کہان ہے ملکہ نے کہا
کہ تصویر موجود ہے مگر مین اب ملکہ کو لینے جاتی ہون آپ اس تصویر سے اپنا دل
بہلائیے جب تک مین واپس نہ آؤن اس باغ سے باہر جانیکا قصد نہ کیجیے گا شاہزادے
نے فرمایا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین ملکہ نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہین ہے
سارا کھیل بگڑ جائیگا اسد خاموش ہو رہا اور ملکہ سحابیہ بانو اپنے عیار مہتر صمد کو
ہمراہ لیکر باغ سے نکلی اور دونون مرکبون پر بیٹھ کر جانب صحرائے سمرقند
روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن اب کچھ حال جوت آئینہ پرست
کا گزارش کیا جاتا ہے جس وقت اس کا لشکر صحرائے سمرقند مین آکر اترا اسنے
ایک نامہ طولابہ سمرقندی کے نام لکھا کہ بہتر یہ ہے کہ حاضر ہو کر مذہب آئینہ پرستی
اختیار کرو ورنہ تمام ملک کو تاراج کر دونگا جس وقت ایلچی یہ نامہ لیکر طولابہ
سمرقندی کے پاس پہونچا اور نامہ حاکم سمرقند کو دیا طولابہ سمرقندی مضمون
نامے سے آگاہ ہوا اس نے بہت کلمات سخت جوت آئینہ پرست کو لکھے اور پشت
پر جواب جنگ تحریر کر دیا جوت آئینہ پرست کو یہ خیال تھا کہ میرے خوف سے اطاعت
اختیار کریگا جس وقت جواب نامہ پہونچا اور مضمون سے آگاہ ہوا بس اپنے برہم ہو کر

حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکا
خبر لیکر طولابہ سمرقندی کے پاس آئے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ
لشکر دشمن مین طبل جنگ بجا ہے طولابہ سمرقندی نے بھی نقارہ بجوایا اور فوج لیکر
قلعے سے باہر نکلا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین آکر ایک دوسرے کے مقابل صفین باندھ کر کھڑے ہوئے اول تبردارون نے
نکل کر جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو
ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھالا گھڑی بھر مین میدان کو مثل آئینے کے
روشن کر دیا نقیبون نے باواز بلند اشعار عبرت آمیز پڑھ کر لشکر کا دل بڑھایا کڑکیتون
نے کڑکا کہا باجے جنگی بجنے لگے بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا بہمن دیو
سگ اپنا گردن بڑھا کر سامنے تخت جوت آئینہ پرست کے آیا اور اجازت
میدان چاہی جوت آئینہ پرست نے کہا کہ جا تیرا خدا و ند تیرا حافظ و نگہبان
ہے یہ سنکر بہمن دیو سگ میدان مین آیا مبارز طلب کیا فوج سمرقندی سے
محراب سمرقندی نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی بہمن دیو سگ نے
محراب سمرقندی کے مرکب کو مارا محراب سمرقندی نے تلوار کھینچ کر بہمن کے
مرکب کو پے کیا بہمن دیو سگ جست کرکے مرکب سے علیحدہ ہوا دونون مین پیادہ
تلوار چلنے لگی آخر کار محراب سمرقندی ہاتھ سے بہمن دیو سگ کے قتل ہوا اسکے
بعد سہراب سمرقندی نکلا وہ بھی ہاتھ سے بہمن دیو سگ کے مارا گیا یہانتک کہ شام تک
بہت سے سردار طولابہ سمرقندی کے قتل اور زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر
میدان سے پلٹکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے وزرا نے طولابہ سمرقندی کو یہ صلاح دی کہ اب
قلعہ بند ہو جیئے اسلیئے کہ آثار اچھے نہین ہین طولابہ سمرقندی قلعہ بند ہوا یہ خبر جوت آئینہ پرست
کو پہونچی کہ طولابہ سمرقندی قلعہ مین چلا گیا بس یہ سنکر مبہوت جادو کہ معشوقہ تھی
جوت آئینہ پرست کی اسنے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین کل شہر سمرقند کو
پھونکدونگی جوت آئینہ پرست نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی نہایت پریشان
ہوئے مگر کیا کر سکتے تھے ناچار و مجبور ہو کر انھون نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون طرف
تمام رات نقارۂ رزمی بجا کیئے صبح کو جوت آئینہ پرست لشکر لیکر قلعے کے سامنے آیا مبہوت
جادو میدان مین آکے مبارز طلب کیا جب قلعے سے کوئی نہ نکلا تو اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر
آسمان کی طرف اشارہ کیا بس اشارہ کرنا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور ایک
ابر سرخ جانب شمال سے نمودار ہوا اور قلعۂ سمرقند کی طرف متوجہ ہوا ابر مین چمک بجلی کی
کوندا لپک رہا تھا رعد کے گرجنے کی صدا دل ہلائے دیتی تھی اہل سمرقند دست بدعا تھے اور
پریشان تھے کہ دیکھیئے کیا ہوتا ہے مگر وہ ابر آکر پھیلنے لگا اور قلعہ پر مثل سائبان سرخ کے
چھا گیا اور بارش آتش ہونے لگی ہر طرف آگ برس رہی تھی شعلے لپک رہے تھے اہل قلعہ اضطراب
کی حالت مین ادھر سے ادھر دوڑتے پھرتے تھے اور فریاد کرتے تھے مگر جسپر شعلہ گرا اسے جلا کر خاک
کر دیا ہر چہار جانب سوا آگ کے کچھ نظر نہ آتا تھا برابر شعلے برس رہے تھے اور انسان کو جلا رہے

تمام قلعہ کرہ نار ہو رہا تھا نمونہ دوزخ نظر آتا تھا یہانتک میگزین مین آگ لگ گئی دروازے
جلنے لگے لوگ اضطراب کی حالت مین نہر مین کود پڑے وہان بھی مفر نہ ہوئی شعلون نے پانی
کے اندر جاکر جلا کر خاک کر دیا یہانتک کہ تمام قلعے کے لوگ مع طولا بہ سمرقندی جلگئے اور اہل شہر نے
آکر حوت آئینہ پرست سے فریاد کی حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو سے کہا کہ اب
ان لوگون کو امان دو اگر یہ میری اطاعت نہ کرینگے تو انکو بھی پھونکدینا مبہوت جادو نے
دوسرا اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ابر جسطرف سے اٹھا تھا اسی طرف جاکر
نظرون سے غائب ہو گیا حوت آئینہ پرست نے ایک منادی کو بھیجا کہ جاکر ندا کرے کہ اے
اہل سمرقند اگر تم کو جانین اپنی عزیز ہون تو اطاعت ملک حوت آئینہ پرست کی اختیار کرو
اور مذہب آئینہ پرستی کو قبول کرو ورنہ سب کی یہی حالت ہوگی جو اہل قلعہ کی ہوئی ہے
یہ سنکر تھر تھرانے لگے سیکڑون نے ترک وطن کیا بہتون نے تقیہ کر لیا اور اکثر ایسے تھے
جنھون نے بدل وجان مذہب آئینہ پرستی کو اختیار کر لیا امرا شہر حوت آئینہ پرست
کے پاس آئے اور نذرین دین حوت آئینہ پرست نے انکو خلعت دیئے اور عہدے تقسیم
کیے بہمن دیو سک کو شہر سمرقند کا حاکم کرکے آبادی شہر کا حکم دیا اور آپ داخل شہر ہوا
اور ایک عیار کو روانہ کیا کہ جاکر ملکہ طوفان سبز پوش کو لے آئے اب عیار تو ملکہ کی طرف
جاتا ہے اور حوت آئینہ پرست شہر سمرقند مین مقیم ہوتا ہے اسکو تو اسی حال مین چھوڑیئے
لیکن چند کلمہ داستان حیرت بیان سحابیہ دردر گوش کے عرض کیے جاتے ہین
کہ یہ ساتھ اپنے مہر صمد کو لیکر برائے تلاش مخمل طوفان سبز پوش روانہ ہوئی تھی جستجو
طے مراحل و قطع منازل کے بعد سرحد سمرقند مین پہونچی تو اسنے گھوڑے کو تو وہین چھوڑا اور مہر
صمد کے حوالے کیا آپ منھ پر بھبوت ملا برائی ہاتھ مین لے لٹین بالون کی منھ پر چھوڑین اور
انڈوا سر پر رکھکر گیروے کپڑے پہنکر جوگن کا لباس اختیار کیا اور گاتی ہوئی چلی مہر صمد
سے کہدیا تھا کہ اگر تمھارے آنے کی ضرورت ہوئی تو مین کوئی نشانی اپنی تمھین بھیجدونگی
تم اسی نشانی پر چلے آنا یہ تو یہان ٹھہر گیا اور ملکہ سحابیہ دردر گوش بتلاش مخمل ملکہ طوفان
سبز پوش روانہ ہوئی اسطرف سے تو یہ جاتی ہے اور ادھر حال ملکہ طوفان سبز پوش کا
بیان کیا جاتا ہے کہ جب سے وہ عورت اسد ثانی سے ملنے کی تسلی دیکر گئی ہوئی ہے ملکہ
کی عجب حالت ہے کہ شوق مین بیتاب ہے اکثر انیسون جلیسون کو لیکر صحرا مین نکلتی ہے اور
انتظار اس عورت کا کیا کرتی ہے آج صبح کا وقت ہے ہوائے سرد چل رہی ہے طائران باغ
مصروف نغمہ سرائی ہین گلون پر بہار ہے کوڑیالا تمام صحرا مین پھولا ہوا ہے درختون کے پتون
پر جو پڑی ہے تو عجب لطف دکھا رہی ہے ہر شجر رشک نخل طور معلوم ہوتا ہے جلوہ قدرت معبود
کا نظر آتا ہے پپیہے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی ہے ملکہ اپنے قاصد کے انتظار مین سیر صحرا
کرتی چلی آتی ہے جھرمٹ عورتون کا اسکے ساتھ ہے جسمین ایک ایک پری جمال آفت ہوش ہے
ملکہ کی زبان پر یہ شعر ہے شعر یارب تو خیر کرنا قاصد نے دیر کی ہے ✦ یا راستہ ہی بھولا یا راہ
پھیر کی ہے ✦ نہین معلوم ہمارے پیغمبر سے اور اس یار جانی سے ملاقات بھی ہوئی یا نہین
اور ہمارا پیام اگر سنا تو کیا جواب دیا امید تو ہے کہ اسے بھی ہماری تلاش پیدا ہو گئی ہو گی

کیونکہ مثل مشہور ہے شعر دل را بدل راہیست درین گنبد سپہر + از روئے کینہ کینہ و از روئے
مہر مہر + مگر دیکھیے وہ کون سا دن ہوتا ہے جو اُسکا دیدار پھر نصیب ہوتا ہے حالانکہ اس فلک
کجرفتار کی رفتار سے تو یہ امید نہین ہے کہ ہماری زندگی مین وہ دن کبھی آئے جسے مسرت کہتے ہین
کیونکہ ہمیشہ سے اسکا شیوہ دل آزاری و جفا کاری ہے بقول شاعر شعر دو دل کو یکجا بٹھاتا
نہین + کسی کا اسے عیش بھاتا نہین + ہمیشہ اسنے اہل دل پر ظلم ہی کیے ہین وہ کون ہے جو
اسکے ظلم کا شاکی نہین ہے مگر ہان اپنے جذب دل پر اتنا بھروسا ضرور ہے کہ عجب نہین ہے
جو یہ اُسکو کھینچ لائے اسی طرح کی باتین دل سے کرتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ کان
مین تومبی کی آواز آئی ملکہ نے گھبرا کر داہنی جانب دیکھا تو ایک جوگن نظر آئی کہ سن و سال
اُسکا پندرہ سولہ برس سے زیادہ کا نہ ہوگا بھولی بھولی صورت دھونی رمائے ہوئے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ ایک چاند ہے جسپر ہلکا ہلکا ابر آیا ہوا ہے ملکہ طوفان سبز پوش کا دل بس گیا
اور اس درد سے تومبی بجا رہی تھی کہ ملکہ بے اختیار رونے لگی اُدھر اُس جوگن نے جو ملکہ
طوفان سبز پوش کو دیکھا کہ ایک آفتاب حشر ستارون کو ساتھ لیئے ہوئے زمین کی سیر مین
مصروف ہے اندام مین اسکے رعشہ پڑگیا قریب تھا کہ تومبی چھوٹ پڑے اور اسے غش
آجائے لیکن اپنے کو سنبھالا اور اسطرح جھوم جھوم کر تومبی بجانے لگی جیسے اسنے کسیکو دیکھا ہی
نہین ملکہ خود قریب اسکے آئی اور تومبی سننے لگی ادھر تو ملکہ طوفان سبز پوش کی آنکھوں سے
آنسو جاری تھے اور اُدھر جوگن کی یہ حالت تھی کہ دونون رخسارون پر ایک سیلاب آیا ہوا تھا
ملکہ کے ساتھ جسقدر عورتین تھین وہ بھی مبہوت ہو رہی تھین آخرکار ایک آدھ مصاحب نے ملکہ
سے کہا کہ دن زیادہ چڑھ آیا ہے آئندہ روند کا خوف ہے اگر حضور کو گانا اس جوگن کا پسند آیا
ہے تو اسکو خیمے مین لیچلیے وہان اطمینان سے سنیئے یہان صحرا کا معاملہ ہے ملکہ نے کہا کہ اچھا ذرا
مجھے حال تو اسکا دریافت کر لینے دو دیکھون تو میرے مکان پر چلنا قبول بھی کرتی ہے یا نہین ان
عورتون نے کہا کہ مجال ہے جو قبول نہ کریگی اور اگر یہ نہ بھی مانیگی تو ہم زبردستی اسکو لیچلینگے
یہ سُنکر ملکہ نے دانتون مین اُنگلی دبائی اور کہا کہ مین اسے نہین روا رکھتی کہ کسی کو جبراً
بلواؤن اُسکا جی چاہے چلے نہ جی چاہے نہ جائے اُس جوگن سے خود ملکہ نے کہا کہ بی
جوگن اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو ایک آدھ روز ہماری مہمانی کو قبول کرو جوگن نے عرض کی کہ آپ
شاہزادی ہین ایک فقیرنی انکار تو نہین کر سکتی مگر حضور کو میری ذات سے پریشانی ہوگی کیونکہ
مین مبتلائے درد آفت کی ماری ہر وقت سوا گانے اور رونے کے اور کسی بات سے
مجھے غرض نہین ہے اگر کسی وقت ایسا ضعف ہو گیا کہ اُٹھنا اور بیٹھنا دشوار ہوا تو کچھ کھا
پی لیا کہ سہارا ہو جائے ایک تو در اصل اسکی بھی حالت تھی دوسرے جوگن نے اور زیادہ
اُسکے بیان کیا اور اپنے اوپر حالت طاری کر لی کہ ملکہ کی طبیعت نہایت متاثر ہوئی
اور فرمایا کہ مین بھی دردمند ہون جو تم اپنا شغل بتلاتی ہو یہی میرا بھی شغل ہے میرے
تمہارے خوب میزان بیٹھیگی بقول شخصے شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو +
خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + مین تو ایسے ہی لوگون کی صحبت پسند کرتی
ہون جوگن بولی کہ یہ آپ فقیر نوازی کرتے ہین ورنہ مجھ سے آپ کا جی کیا بہلیگا غرض کہ

جوگن اٹھکر ملکہ کے ساتھ ہوئی ملکہ اپنی بارگاہ مین آئی جوگن کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جسوقت ہاتھ منھ دھونے سے فراغت ہوئی ملکہ آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی ندیمین جلیسین بھی آکر بیٹھین ملکہ نے گائنون کو طلب کیا گائنین آکر دیر تک گایا کین لیکن ملکہ کو کوئی حظ نہ حاصل ہوا اور جوگن سے کہا کہ اگر تمھارے خلاف مزاج نہ ہو تو کچھ تم بھی گاؤ اسلیئے کہ ان کمبختون کا گانا تو مجھے خاک بھلا نہین معلوم ہوتا سراسر انکے گانے مین بناوٹ ہے اور تمھارے گانے مین اثر ہے جوگن نے کہا کہ یہ تو آپ کی قدردانی ہے مجھ سے یہ لوگ اچھا گاتی ہین مگر آپ کا فرمانا نہین ٹال سکتی اور جو کچھ مجھے آتا ہے سنائے دیتی ہون یہ کہکر اُسنے وینی ہاتھ سے رکھدی اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

نہ وفا پسند ہرگز وہ جفا خصال ہوتا ۔ نہ مین اپنی جان دیتا نہ اُسے خیال ہوتا
وہ جوان حور طلعت جو پری جمال ہوتا ۔ مری طرح دل جو دیتا وہ خراب حال ہوتا
جو امید وصل ہوتی تو برا مآل ہوتا ۔ کہ جواب ہے اس سے بدتر مرے دلکا حال ہوتا
وہ وفا کا سنکے دعوی ہوئے امتحان کے طالب ۔ ہم اگر خموش رہتے تو یہ کیون سوال ہوتا
جو بچارے نکلتے مرے دل کا میرے نالے ۔ تو نہ تن بدن کو لرزہ دم عرض حال ہوتا
وہ خوشی تو میری کرتے انھین ہوتی کچھ نہ زحمت ۔ نہ قدم بھی اٹھنے پاتا کہ مین پائمال ہوتا
جو کچھ اُنسے مانگتے ہم تو انھین کو مانگتے ہم ۔ جو کوئی سوال ہوتا تو یہی سوال ہوتا +
جو بلائے جان تھا یہ دل تو ہمارے واسطے تھا ۔ انھین اس سے کیا تھی زحمت انھین کیون ملال ہوتا
گلہ جفا کیا تو ہوئے خود ہی پھر پشیمان ۔ وہ اگر جواب دیتے تو نہ انفعال ہوتا
مری طرح تم بھی ہوتے جو کسی حسین کے شیدا ۔ کہو کیا گذرتی دل پر کہو کیسا حال ہوتا
یہ ہمارا ہی جگر ہے کہ وہی نظر ہے اب بھی ۔ کوئی کیا نباہ سکتا جو ذرا ملال ہوتا
یہ کہو کہ جام بھر کر نہ دیا کسی نے واعظ ۔ جو حرام بھی تھا یا وہ تو ابھی حلال ہوتا
ہوئی خیریت کہ چھوٹا دل مضطرب دگرنہ ۔ ہم اسے سمجھتے دو بھر وہ ہمین وبال ہوتا
نہ اٹھی میان محفل وہ نظر حیا سے ورنہ ۔ یہ چھری کسی پہ چلتی تو ہمین حلال ہوتا
شب وعدہ آپ ہی مین خوشی کے مارے ہم تھے ۔ جو نہ آپ عذر کرتے تو نہ کچھ خیال ہوتا +
یہ کہو ہوا غنیمت کہ وہ زلف لے گئی دل ۔ جو یہ بال بال بچتا تو ہمین وبال ہوتا
نہ سنا یہ کہکے اُسنے کہ اثر ہے ذکر غم مین ۔ اُسے ایسی کیا پڑی تھی جو شریک حال ہوتا
جو نہ دیکھ لیتا جلوہ تو خیال کیون بدلتا ۔ وہی حسن ظن کسیکا رخ پر جمال ہوتا
کچھ اسی مین بہتری تھی کہ ہوا نہ اُسنے وعدہ ۔ نہین دو گھڑی کا عرصہ مجھے ایک سال ہوتا
مرے عرض مدعا پر ہوئے دوست بھی نہ ساعی ۔ کوئی ہان مین ہان ملاتا تو نہ رد سوال ہوتا
یہ خدا کی مصلحت تھی کہ وفا تھین نہ آئی ۔ نہین اور بڑھتی الفت جو ذرا خیال ہوتا
کبھی پہلوے جفا بھی نکل آتا ہے وفا سے ۔ وہ جسے بچانے چلتے وہی پائمال ہوتا +
ہمین مرگ غیر سے بھی نہ خوشی حصول ہوتی ۔ جو غم اپنا دور کرتے تو انھین ملال ہوتا
جو نہ خواب مین تم آتے تو فضول عذر بھی تھا ۔ جسے نیند ہی نہ آئے اسے کیا خیال ہوتا
وہ حسینون ہی کا دل ہی نہین جسمین رحم اصلا ۔ کبھی ہم تم دیکھ سکتے جو یہ تیرا حال ہوتا

اس غزل کے جو اکثر اشعار ملکہ کے حال زار کے مطابق تھے تو دل بھر آیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ورق طلا پر موتی ڈھلک رہے ہین یا عارض گل پر شبنم برہی ہے اُن سرمہ آگین آنکھونسے آنسوونکا نکلنا اور نوک مژہ پر ٹھہرنا عجب لطف دکھاتا تھا بقول شاعر شعر در ابلق کسے کم دیدہ موجود + مگر اشک بتان سرمہ آلود + اُدھر جوگن کی بھی حالت ملکہ کے قریب ہو گئی کہ بے دیر تک سناٹا رہا بعد اسکے جوگن نے ملکہ کی طرف دیکھ کر بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا خدا کے لیئے کوئی چیز ایسی ہی اور سُنا دے تو نے تمام زخم میرے دل کے تازے کر دیئے جوگن نے عرض کی کہ یہ کیا اچھا کام کیا اسکے عوض مین مجکو سزا ملنا چاہیئے نہ کہ آپ پھر اُسی چیز کی فرمایش کرتی ہین جس سے طبیعت متاذی ہوتی ہے ملکہ نے کہا ایسے اذیت دینے والونکو انعام دیا جاتا ہے اور اس ایذا مین ایسی لذت ہے جسکو ہر شخص خوشی سے گوارا کرتا ہے ہم تو تمسے کہتے ہین تمھین اسمین کیون عذر ہے جوگن نے عرض کی کہ بہت خوب اور گنگنا کر یہ دوسری غزل گانا شروع کر دی

غزل

رنگ فق منہ پر اداسی بیخودی چھائی ہوئی + آج ہر صورت سے اس محفل مین رسوائی ہوئی

غم رہیگا یہ کہ ترک اُنسے خود آرائی ہوئی + کاش آجاتی مجھی کو غیر کی آئی ہوئی +

خوف رسوائی مین آنسو بھی بہلنے نہین + بجھتی ہے کب آسمان کی آگ برسائی ہوئی

کھلگیا رند و نہ ساقی ورد گردن کا سبب + بال ساغر مین تھا مے زاہد کی ٹھکرائی ہوئی

حضرت واعظ بھی ہین اک مہربان مجھ رند کے + یہ نہ پوچھو کس جگہ ان سے شناسائی ہوئی

عاشقونکے موت دشمن اُنکی آرایش کی ہے + جان دیدی پھر کسی نے جب خود آرائی ہوئی

ترک اے ناصح کرین نظارہ بازی کسطرح + میری آنکھین اور دل شیدا کی سمجھائی ہوئی

صبح کو دیتی ہے یاد لذت شب کا پتا + جھیپی جھیپی مسکراہٹ آنکھ شرمائی ہوئی

نامہ و پیغام برسون اور نتیجہ کچھ نہین + منہ سے نکلے بیکار بیجا خامہ فرسائی ہوئی +

فیصلہ کو رنجش باہم کے برسون چاہیئے + جب ہر اک شکوہ کے خاطر محفل آرائی ہوئی

کب بنائے سے بنے کب کوششونسے رہ سکے + بے نشانونکی لحد اور اُنکی ٹھکرائی ہوئی

مجمع احباب مین ضبط بکا مشکل ہوا + خشک آنسو ہو گئے جسوقت تنہائی ہوئی

راز پوشی مجھپہ واجب نیز خودداری ہے فرض + ایک بھی جو کا اگر دونون کی رسوائی ہوئی

جوش رحمت مانع خوف گنہ ہی آرزو + تو یہ ترشح واتی ہے پھر کالی گھٹا چھائی ہوئی

جوگن نے ایسی درد انگیز آواز سے یہ غزل سُنائی کہ ملکہ طوفان سبز پوش کا جوش عشق اور زیادہ ہو گیا اور چشمہائے چشم اسقدر بہے کہ صحرائے دامن تک سیلاب اشکون کا پہونچ گیا دریائے شوق مین طغیانی ہوئی دل کی کشتی گرداب بلا مین پھنس گئی ساحل مراد نظرون سے پنہان ہو گیا آہون کی باد مخالف نے جہاز دل کو تباہی مین ڈالدیا اور امیدون نے منصب ناخدائی سے کنارہ اختیار کیا تلاطم بحر غم مین کشتی امید طوفانی نظر آنے لگی آخر کار ملکہ سے ضبط نہ ہو سکا اور جوگن کا ہاتھ پکڑ کر خلیے مین لائی اور کہا کہ تجھپر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس سن مین یہ فقیری اختیار کی افسوس کہ یہ تیرا حسن و جمال اور یہ سن و سال خاک مین ملنے کے واسطے پیدا ہوا تھا جوگن نے عرض کی کہ جب شاہزادیان

اور شہریار زادیان مبتلا ہے درد و الم ہون تو میری کیا حقیقت ہے طوفان سبزپوش نے کہا
کہ دل کی موج سب کو ڈبوتی ہے چاہے غریب ہو چاہے امیر عشق کے ظلم مین اتنی ہی تو
عدالت ہے کہ اُسے اس سے غرض نہین ہے کہ یہ کون ہے جوگن نے عرض کی کہ
کہان ان معنون سے تو حضرت عشق عادل ہین مگر دراصل انسے بڑھکر ظالم اور قابو پرست
کوئی نہوگا جسکو دبا پایا اُسے اور میس ڈالا اور جو خود بے پروا ہوا اُس سے یہ خود نہین بولنے
پائے کیا اُن لوگون کے دل پر بنتی ہے ہزارون نے جانین دے دین اور اُنھین پروا بھی نہین
ملکہ طوفان سبزپوش کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل مین کہا کہ اسکی باتین تو زہر مین
بجھے ہوئے نشتر سے کم نہین ہین جوگن سے پھر اصرار کیا کہ حال اپنا بیان کرو جوگن نے
کہا کہ ایک شرط سے مین بیان کرتی ہون ملکہ نے کہا کہ وہ کیا جوگن نے عرض کی کہ اپنا
حال بھی مجھ سے نہ چھپایئے گا ملکہ طوفان سبزپوش نے تیور بدل کر کہا کہ کیا مین کسی کی
عاشق یا عاجز ہون جو اپنا حال بیان کرون میرا تو حال یہی ہے کہ ہزارہا شاہزادے
میرے حسن کا شہرہ سنکر آئے اور تصویر میری تلاش کر کے منگائے لیکن میرا دیدار
اُنکو میسر نہ ہوا جوگن نے کہا کہ خدا اُن لوگون کے صبر سے بچائے آپ نے تو مجھے
ڈرا دیا ایسے بیدرد ہونے کا ہے کو ہین بس آپ سے داد چکی مین تو جاتی ہون یہ کہکر
اُٹھی ہی تھی کہ ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا بی بیٹھ پہلے مغز سخن تو تو پوچھ لو پھر مجھسے
بھاگنا یہ کام بیسواؤن کا ہے کہ ہر ایک کو صورت دکھائین کسی کو ناخوش نہ رکھین ہمین
بیدردی کیا ہے کیا مین اپنی عزت اُن لوگون کے واسطے ڈبو دیتی معلوم ہوتا ہے کہ
تم ایسی مذاق کی ہو جوگن نے کہا کہ میرے دشمن کیون ایسے ہونے لگے ملکہ نے کہا کہ
کیا خوب پھر دوسرے کو کیون کہتی ہوے اب اپنا حال بیان کرو جوگن نے کہا کہ
مین ایک شہریار عالیوقار پر عاشق ہون کہ وہ اور کے عشق مین مبتلا ہے مجھ سے ملتفت
نہین ہوتا ملکہ نے حیرت مین آکر کہا کہ کیا وہ جس عورت پر عاشق ہے وہ تجھ سے بہتر ہے
تو خود ہزار دو ہزار عورتون مین ایک ہے جوگن نے عرض کی کہ کیا کہون اُس عورت
کو مین اُسکے تلوے کی برابری بھی نہین کر سکتی ملکہ طوفان سبزپوش نے گھبرا کر کہا
کہ پھر کیا ہوگا جس وقت وہ عورت جسپر وہ عاشق ہے اُسے مل جائیگی تو وہ تجھ سے اور
بھی کنارہ کشی کریگا جوگن نے کہا کہ نہین ایسا نہین ہے بلکہ اُسکی حالت اپنی معشوقہ
کے لیئے ایسی خراب ہے کہ میری حالت اُسکے واسطے اسقدر پریشان نہین ہے شاید اِسکا
یہ سبب ہو کہ اُسکا دیکھنا مجھے ممکن ہے اور وہ اپنی محبوبہ کے دیدار سے بھی محروم ہے
ملکہ نے کہا کیا تم اُسے جس وقت جی چاہے دیکھ سکتی ہو جوگن نے عرض کی جی ہان
ملکہ نے کہا کہ پھر تمنے صحرا نوردی کیون اختیار کی اور قربت اُس یار جانی کی ترک کی
معلوم ہوتا ہے کہ تم مین رشک کا مادہ زیادہ ہے اور تمنے جلکر دست برداری کی اور
دل اپنا اُسکی طرف سے ہٹا لیا جوگن نے عرض کی کہ جی نہین ایسا نہین ہے بلکہ اسوقت مین
اُسکی عاشق نہین بلکہ چارہ ساز غمخوار بنکر نکلی ہون کہ جہان کی خاک چھانون مگر اُسکی محبوب کو
اُس سے ملادون ملکہ طوفان سبزپوش نے کہا کہ مرحبا یہ بھی تیرا ہی کلیجہ ہے خدا تیری مراد جلد دے

اب جوگن نے ملکہ سے پوچھا کہ آپ بھی اپنا حال نہ چھپائین اسلیے کہ یہ تو مین جان چکی کہ آپ بھی
صاحب درد ہین ملکہ نے اپنا خواب جسطرح مہر صمد گرد پاسے بیان کیا تھا اسی طرح جوگن سے
بھی کہا جوگن نے کہا کہ اگر کوئی شخص آپ کے معشوق کو آپ سے ملادے تو اسکے صلہ مین سے
کیا دیجیے گا ملکہ نے کہا کہ مین زبان دیتی ہون کہ جو مانگیگا وہ مین دونگی جوگن نے کہا کہ اس قول
کو بھول نہ جائیے گا ملکہ نے کہا کہ مین اپنا قول زندگی مین نہین بھولتی مگر مجھے امید ہی نہین کہ میری
زندگی مین میری حسرت دل بر آئے اور تمنا میری نکلے جوگن نے کہا کہ صورت اُس شہریار کی
بیان کیجیے ملکہ نے خواب کی یاد کے موافق سراپا اسد ثانی کا بیان کیا بس یہ سُنتے ہی جوگن
نے تصویر اسد ثانی کی جھولی سے نکال کر پیش کر دی بس جیسے ہی نظر ملکہ طوفان سبز پوش
کی اُس تصویر پر پڑی تصویر حیرت ہو گئی اور دیر تک سکوت مین بیٹھی رہی بعد اسکے جوگن نے
کہا کہ ہان وہ شخص یہی ہے اے جوگن جلد بتا کہ یہ شخص کہان ہے جوگن نے کہا کہ میرے
باغ مین مقیم ہے اور آپ کے غم مین بیمار ہو گیا ہے طوفان سبز پوش نے کہا کہ اُسنے مجھ کو
کہان دیکھا ہوگا جوگن نے کہا کہ وہ بھی اسی طرح کا خواب بیان کرتی ہین جس طرح آپ نے
بیان کیا یہ سُنکر ملکہ کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ تمھارا باغ کہان ہے اور اُس باغ تک وہ
کیونکر پہونچا اب سب حال مفصل بیان کر جوگن نے کہا کہ مین دراصل جوگن نہین ہون بلکہ مین
دختر ہون ملک سحاب لنگر گیر کی جو کہ بادشاہ ملک سحابیہ ہے وہ شہریار یعنی اسد ثانی
میرے ملک مین ایک سوداگر کے ساتھ وارد ہوا اور مین نے اُسے صحرا مین باحال خراب دیکھکر
اپنے باغ مین بلوا لیا اُس سے حالات اُسکے دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ آپ کی محبت نے
اُسکو تباہ و برباد کر دیا ہے اور صحرا کی خاک چھنوا کر یہانتک پہونچایا ہر چند کہ میرا دل بھی
اُس کی طرف مائل تھا لیکن مین نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین تمھاری محبوبہ کو تمسے ملا دونگی
اسی حیلے سے اُس کو روکا پہلے اپنے عیار کو اُسنے برائے تلاش بھیجا تھا جب وہ عورت بنکر
حالت آپ کی دریافت کر گیا اور تصویر لیجا کر دی تو اب مین جوگن بنکر یہانتک پہونچی اور وہ
بھی معمہ تھا جسے مین اول کے بیان مین اور اپنے حالات مین کہ گئی ہون مین جسکی عاشق ہون
وہ آپ کا عاشق ہے یہ سُنکر ملکہ طوفان سبز پوش نے جوگن کو گلے سے لگایا اور جوش محبت
مین پیشانی اور رخسارون پر بوسے دیئے اور فرمایا کہ مجھے تجھسے آنکھ چار کرتے حجاب معلوم ہوتا
ہے تو بڑے ظرف کی عورت ہے جو اس امر کو تو نے اپنی خواہش سے گوارا کیا کوئی عورت
سوت کا نام سُننا پسند نہین کرتی تجھ سے کیونکر ہوا جو تو خود اپنی سوت کی تلاش مین اس ہیئت
سے سرگردان نکلی اور اس طرح کہ پروردہ ناز و نعمت ہو کر بیابان گردی و صحرا نوردی کی
مصیبتین برداشت کین اور یہان تک اپنے کو پہونچایا بس اب مجھ کو مفصل معلوم ہو گیا کہ تم جس
غرض سے نکلی تھین وہ مطلب تمھارا پورا ہو گیا اب تمھین مناسب یہ ہے کہ اس لباس
کو جسم سے دور کرو مجھ سے تمھاری یہ حالت دیکھی نہین جاتی دیکھکر افسوس آتا ہے جب تک
مجھے اس واقعہ کی خبر نہ تھی اُس وقت تک تو مجبوری و ناچاری تھی لیکن اب دیکھا نہین
جاتا مین پھر بھی تم سے عذر و معذرت کرتی ہون کہ تم کو تمھارے رتبے کے لائق مین نے
جگہ نہ دی میری خطا بر لے خدا معاف کرنا ملکہ سحابیہ دردگوش نے عرض کی کہ مین اسوقت بھی

تو آپکی کنیز ہی رہتی ہون اور آیندہ بھی آپکی خدمت سے باہر نہین ہون ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ نہین مین تمکو بہن کے برابر سمجھتی ہون اور سمجھونگی اور اوسیوقت ملکہ سحابیہ دُر در گوش کو نہلوا کر پوشاک شاہانہ پہنائی لباس فقیرانہ بدلوایا اور اپنے پہلو مین بٹھایا اب ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ اے ملکہ زیادہ عرصہ کرنا مناسب نہین ہے اب میرے باغ مین چلکر اوس شہریار عالیوقار سے ملئے نہین معلوم آپ کے فراق مین اوسکی کیا حالت ہوئی ہوگی اوس بیمار محبت مین اب اتنی طاقت نہین ہے کہ زیادہ زمانہ فراق کا جھیل سکے ؎

ہوا ہے حال یہ ابتر ترے بیمار ہجران کا	کہ جس نے کھولکر منھ اوسکا دیکھا بس وہین رویا

یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش پریشان ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہائے مین کسطرح چلون تم ابھی میرے حالات سے آگاہ نہین ہو ورنہ اسطرح نہ کہہ بیٹھتین مجکو آزاد نہ سمجھو مین خود مصیبت مین مبتلا ہون میرے ساتھ دو جادوگرنیان ہین جو دامن کوہ مین مقیم ہین اگر مین کسی جگہ جاونگی تو اونکو ضرور خبر ہوجائیگی اور راز افشا ہوجائیگا میرے باپ کو اگر خبر ہوگئی تو خدا جانے وہ میری اوسکی کیا حالت کرے ؎

رایہ کہکر مرتی بلبل قفس مین	اہو بندہ کسی بندہ کے بس مین

اے ملکہ سحابیہ دُر در گوش اسوقت جو میرے دل کی حالت ہے اوسے میرا ہی دل جانتا ہے کہ عجیب بے بسی کی حالت ہے ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ اچھا پھر اونکو یہین لے آؤ ن طوفان سبز پوش نے کہا ایسا غضب بھی نہ کرنا یہ اوس سے بدتر ہے وہ جادوگرنیان روز آتی ہین اور خیریت دریافت کرکے چلے جاتی ہین میرے ملازمین میرے دوست نہین ہین مجھے ہر وقت انسے خوف ہے اگر اون جادوگرنیون کو کسی نے خبر کردی تو اور بھی مشکل پڑ جائیگی ایسا کوئی انتظام ہوتا کہ انکے ہاتھ سے نجات ملتی ان کمبختون کی موت بھی خدا نے نہین خلق کی تین تین سو برس کی عمرین ہین اور ابھی تک سحر کے زور سے جوان معلوم ہوتی ہین ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ اچھا بی بی ہمت مردان مدد خدا التوکل ہے لیکن یہان تو عورتون کی ہمت ہے ہم بھی اوسی خدا کی بندہ ون مین ہین کیا ہماری مدد وہ نہ کریگا مین اسکی تدبیر کرتی ہون کوئی کنیز آپ کی معتبر بھی ہے طوفان سبز پوش نے کہا مجھے کسی کا اعتبار نہین جو کام ہو اوسے مین خود کر سکتی ہون یا تم تکلیف اوٹھاؤ ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ میرا عیار میرے ساتھ ہے جس کے ذریعہ سے مین نے آپکا پتا لگایا اور جو مجھ سے پہلے یہان عورت بنکر آیا تھا وہ یہان سے کچھ دور پر گھوڑے پیچے موجود ہوگا مین جاکر اوسکو پتا اون جادوگرنیون کے رہنے کا بتاتی ہون وہ جاکر اونکو قتل کر آئیگا اوسکے بعد آپ میرے ساتھ یہان سے نکل چلئے گا طوفان سبز پوش کو بھی یہ رائے پسند آئی اور ملکہ سحابیہ دُر در گوش سے کہا کہ پھر بہن تمہین تکلیف کرو ہر چند کہ فرض میرا یہ تھا کہ مین تمہین راحت پہونچاتی نہ کہ خود ہی تکلیف دون مگر کیا کرون کہ

وقت ہی ایسا آپڑا ہے موقع ہی ایسا کا ہے یہ کہہ کے رونے لگی ملکہ سحابیہ
دردرگوش گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ بہن وہ آدمی کا ہے کو ہے جانور ہے جو دوسرے
کے کام نہ آئے اور اوسکے اچھے برے کا شریک نہو اور تمہارا کام تو دراصل میرا
ہی کام ہے لے خدا حافظ مین اب جاتی ہون کیونکہ دیر مناسب نہین ہے طوفان
سبزپوش نے کہا کہ بہن ایسا نہ کرنا کہ جاکر پھر نہ آؤ اور ہمین امیدوار بنا کر یونہین تڑپتا
ہوا چھوڑ جاؤ تو مین زندہ درگور ہو جاؤنگی یہ کہکر لپٹ گئی اور رونے لگی سحابیہ
دردرگوش کا دل بھر آیا اور رونے لگی کہا تم نہ گھبراؤ اگر زندہ ہون تو بہت جلد
تم سے آکر ملونگی یہ کہکر ملکہ طوفان سبزپوش سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئی یہان دو سوار تنہا
تھا اور مہتر صمد گرد یا گھبرا رہا تھا کہ نہ معلوم ملکہ کس آفت مین پھنس گئی جو ابھی تک نہین
آئی اگر مین خود برائے تلاش جاتا ہون تو یہان گھوڑون کی نگہبانی کون کرے شاید
بیٹھتے وقت مرکبون کی ضرورت ہو اور ضرور ہوگی کیونکہ یہان اور سواری کہان
ممکن ہے کہ یکایک سامنے سے ملکہ سحابیہ دردرگوش بہیئت اصلی
نمودار ہوئی مہتر صمد گرد یا اپنے مالک کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ مین
بسبب دیر ہونے کے نہایت پریشان تھا کہیئے کیا کیفیت گذری ملکہ سحابیہ بالونے
سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ملکہ طوفان سبزپوش دو ساحراون کے پھندے
مین ہے اگر وہ دونون قتل ہون تو کام چلے مہتر صمد نے کہا کہ وہ کس مقام پر ہین سحابیہ
دردرگوش نے کہا کہ فلان کوہ جو سامنے نظر آتا ہے لیکن یہان سے کئی کوس پر
واقع ہے وہین مقیم ہین مہتر صمد نے کہا کہ اچھا مین چلتا ہون مگر آپکو یہان تنہا کیونکر
چھوڑون سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ تم میرا خیال نہ کرو اگر تمہین دیر ہوگی تو مین
طوفان سبزپوش کی پاس چلی جاؤنگی مہتر صمد نے کہا کہ بہت مناسب ہے اور
ملکہ سے رخصت ہوکر جانب کوہ روانہ ہوا جب یہ دور نکل گیا تو ملکہ نے گھوڑون
کو وہین چھوڑا کہ یہ ایک درخت سے بندھے ہوئے تھے اور خود بھی پیچھے پیچھے
اپنے عیار کے روانہ ہوئی یہانتک کہ جب عیار کوہ پر چڑھنے لگا تو ملکہ زیر کوہ
ایک گپھائی مین چھپ کر بیٹھ رہی لیکن اون جادوگرنیون کا حال سنیئے کہ یہ دونون
بہنین ہین نام ایک کا ثمرات جادو اور دوسری کا عمرات جادو ہے یہ بالائے
کوہ بیٹھی ہوئی مصروف مےخواری مین دن ڈھل چکا تھا شام قریب تھی کہ ایک
نے دوسری سے کہا کہ جنگل موا ایسا سنسان ہے کہ جہان بوئے انسان بھی نہین
کیا کہین اب تو بہت جی گھبراتا ہے کس سے دل بہلائین اوسنے جواب دیا کہ بہن
مجھ سے سنو مین تو یہان سے جاتی ہون اور تم اسی جگہ قیام کرو ایک آدھ مرد جو ادھر
اودھر مسافر کہین کا آتا جاتا ہوگا اوسے اوٹھا لاؤنگی اپنا اپنا دل خوش کرکے
یا چھوڑدینگے یا ذبح کرکے بھون کھائینگے کل پھر دیکھا جائیگا تم نے تو خود اپنے کو
قیدی بنا رکھا ہے بھلا دو دو آدمیون کا کیا کام ہے ہم مین تم مین سے ایک ملکہ
کی حفاظت کرسکتا ہے اوسنے کہا کہ بہن تم قول مبہوت جادو کا بھول

گئین

گئین کہ اوسنے کہدیا تھا کہ تم دونون کبھی وقت علیحدہ ہونا ورنہ زک اُٹھاؤ گی اوسنے جواب
دیا کہ یہ اوسنے اسوجہ سے کہدیا تھا کہ ہم لوگ ملکہ کیطرف سے غفلت نہ کرین سکی
ہوا اور کوئی بات نہین ہے غرضکہ عمرات جادو نے پرپرواز پیدا کئے اور اوڑ کر
ایک جانب روانہ ہوئی یہ تمام باتین مہتر صمد گرد یا نے سنین کہ یہ ایک پیڑ کے
آڑ مین بیٹھا ہوا تھا بس اسنے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور ایک
خوبصورت نوجوان کی شکل بنکر گھبرایا ہوا بالائے کوہ پہونچا اور ثمرات جادو
سے پوچھنے لگا کہ آپ نے ہمارے بھائی کو تو نہین دیکھا وہ میرے ساتھ تھا ابھی
ابھی کہین غائب ہوگیا ثمرات جادو نے جو اوسکو گھبرایا ہوا دیکھا اور نظر اسکے
حسن وجمال پہ پڑی کہا یہان آؤ ہم تمہارے بھائی کا پتا لگا دینگے تمہارا نام کیا ہے اور کہان
کے رہنے والے ہو مہتر صمد قریب اوسکے گیا اور کہا کہ مین رہنے والا ایک گاؤنکا
ہون جو یہان سے قریب ہے جنگل کی سیر کو نکلا تھا بھائی بھی میرا میرے ساتھ تھا دونون
راستہ بھولکر ادھر نکل آئے اور پریشان ہوئے کہ اب شام ہوگئی ہے گھر تک
پہونچنا دشوار ہے رات کو ہمین کوئی درندہ آکر کھالیگا آخر یہ صلاح ٹھہری
کہ اس کوہ پر چلو اور کسی گھائی مین چھپ رہو یہ سوچکر کوہ پر چلے ایک بجلی
چمکی کہ آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھولکر دیکھا تو مین نے اپنے بھائی کو نہ پایا یہ کہکر
یہ بسورنے لگا اوس ساحرہ کو یہ شبہ ہوا کہ اوسے میری بہن اوٹھا لے گئی ہوگی
کہا تم نہ گھبراؤ مجھے پتا معلوم ہوگیا تمہارا بھائی آتا ہوگا تم جبتک یہان بیٹھو یہ
نوجوان پاس اوس ساحرہ کے بیٹھ گیا ثمرات جادو اسکی بھولی بھولی باتون پر عاشق ہوگئی
پوچھا تم شراب پیتے ہو اسنے کہا جی مین شراب پیتا تو نہین ہون مگر پلاتا خوب ہون
مجھے ساقی گری آتی ہے یہ سنکر وہ اور بھی خوش ہوئی اور کہا کہ یہ کشتی مے کی رکھی
ہے دیکھین تو تم کیسی ساقی گری کرتے ہو اسنے کہا بہت خوب یہ کہکے اوٹھا
اور کشتی پوش ہٹاکر شراب جام مین اونڈیلی اور رکھا یہ تون سے بیہوشی ملاکر جام
پیش کیا ثمرات جادو نے دلمین کہا کہ اس سے بہتر موقع نہوگا دد اپنے یار
کو لے کر کہین اور چلی گئی ہوگی تو اسکے ساتھ عیش کر بس بے اندیشہ انجام جام ہونٹون
سے لگا لیا اور یہ شعر پڑھا ؎

گر یار مئے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے	زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

اسنے دوسرا جام دیا ثمرات جادو وہ بھی پی گئی مہتر صمد گرد یا نے وہ تین جام اسکو
ایسے دیئے کہ جنمین بہت سی بیہوشی ملی ہوئی تھی اب تو ہمین اسکی سرخ ہوگئین نشہ چھا
گیا پکاری جان جہان لاؤ اب ہم تمہین پلائین یہ کہکر کشتی اپنے سامنے کھینچکر جام بھر کر
اس نوجوان کے آگے بڑھا دیا اسنے بھولے پن کے ساتھ کہا کہ ہم تو نہ پینگے ہمکو
ہمارے اباجان نے منع کردیا تھا کہ تم خود کبھی نہ پینا ثمرات جادو نے کہا کہ کیا وہ دیکھتی
ہین اوسنے کہنے کو کچھ ٹوٹے جائینگے اسنے پھر انکار کیا ثمرات جادو اوٹھی کہ اگر تو یون
نہ پیئے گا تو مین تجھے پچھاڑ کر پلا دونگی یہ دیکھ اس نوجوان نے دیکھا اور اوٹھ کے بھاگا ثمرات

اسکے پیچھے چلی بس اوٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر دھڑام سے گری
بس اسکا گرنا تھا کہ مہتر صمد نے پلٹ کر زبان کھینچ کے نکلہ سوزن کر دیا اور آپ
اسکی صورت بنکر بیٹھا ثمرات جادو کو ایک مرد کی صورت بنا کر سامنے اپنے بٹھا لیا اور
منتظر عمرات جادو کا ہوا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ ہوا چلی اور عمرات جادو مثل پرند
کے اوڑتی ہوئی آئی اور ایک انسان کے کمر مین پنجہ ڈالے ہوئے وہ بیچارہ لٹکتا ہوا
چلا آئے کو وہ پہونچکر کہا لو بہن مین تو ایک مونڈی کاٹے کو پکڑ لائی ثمرات نقلی نے کہا
مین نے بھی ایک مردوے کو گرفتار کیا دیکھین کسکا اچھا ہے عمرات جادو قریب آئی
اور وہ نمین خوش ہوئی کہ اب مطلب دل اچھی طرح سے پورا ہوجائیگا ورنہ ایک اناڑی
اور وہ بیمار کا مضمون تھا نہ میرا دل بھرتا نہ اسکی طبیعت سیر ہوتی وہی مثل ہوجاتی
کہ ہم بھی اپنی جان سے گئی کھانے والون کو سواد نہ ملا جلدی سے قریب آئی پوچھا کہ
یہ یہان کیونکر آگیا ثمرات جادو نے کہا خداوند سامری نے اسکو یہان
بھیجدیا ثمرات جادو نے کہا دیکھو یہ صورت مین اچھا ہے عمرات جادو نے کہا
ہاتھ پاؤن میرے والے کے زبردست ہین پلنگ کے کام کا یہی سچا ہے ثمرات جادو
نے کہا چلو اپنے اپنے پسند کا ہے آہمین جھگڑے کی کوئی ضرورت نہین یہ موا
جب سے آیا ہے پڑا سو رہا ہے ادھر عمرات جادو جسے لائی تھی وہ بیچارہ
ایک دہقانی تھا کھیت جوت کر اپنے گھر جاتا تھا کہ یہ لپکا تا گرفتار کر لائی پنجہ بشکر
اوٹھا لائی چونکہ یہ بھی متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا تو مثل مردہ کے پڑا ہوا تھا ثمرات
نقلی نے کہا کہ تم تھکے ہوئے آئی ہو ایک آدھ جام شراب کا پیو کہ کسل دور
ہو اور جام لبریز کر کے عمرات جادو کو دیا اسنے جام پیا اور مانگا ثمرات جادو نے
کہا کہ بس اب نہین دونگی شراب اب کم رہگئی ہے اور ساری رات گذارنا ہے
عمرات نے کہا کیا تم سے بھی کسین اب تمھین جا کر کہین سے لاؤ اسنے کہا مین تو نجاؤنگی
نہ یہ شراب تجھے دونگی عمرات جادو نے کہا مین ابھی تھکی چلی آتی ہون ذرا
تمھین جا کر لے آؤ ثمرات نے کہا مجھے کیا غرض ہے تو تھکی تو اپنے یار کے لیے تھکی
کچھ میرے واسطے تھکی ہے جو مین تیرے واسطے شراب لاؤن یا تیری نوکر ہون عمرات جادو
نے کہا مین تو ضرور آدھی شراب اور لونگی یہانتک تہتک ہوا کہ ثمرات جادو نے کہا
یہ عجب خلقی ہے اور لو دیکھو بس شیشہ شراب کا ہاتھ مین لیکر بھاگی اور عمرات جادو
اوٹھکر دوڑی بس اوٹھنا تھا کہ تڑاق سے چھینک ماری اور بیہوش ہوکر دھم سے گری
مہتر صمد نے پلٹ کر نعرہ کیا اور دونون کو پہاڑ پر سے ڈھکیل دیا کہ یہ ٹکراتی ہوئی زمین
تک پہونچین سر پھٹ گئے پیکر دونون کے چور ہوگئے انکا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک
اوڑی بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من عمرات جادو و ثمرات جادو بود حیف
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب بیرا کن دونون کے خاک اوڑا کر چلے گئے
اور روشنی ہوئی تو مہتر صمد نے اوس دہقانی کو ہوشیار کیا وہ گھبرایا کہ یہ مین کہان
آگیا مہتر صمد نے کہا کہ تجھے ساحرہ اوٹھا لائی تھی اوسے مین نے مار ڈالا اور تجھے

اوسکے پنجہ سے نجات دی یہ بیچارہ قدمون پر گر پڑا کہ تم کسیان ہو مہتر صمد نے کہا کہ ہم کسیان
نہین ہین بندۂ خدا ہین چل تجھے لاشین اونکی دکھادین یہ کہکر اوسے ساتھ لیتے ہوئے کوہ سے
اوتر آ اور لاشین اون جادوگرنیون کے دکھادین ایسی مہیب صورتین تھین کہ وہ ڈر گیا
کہ یہ کوئسی بلائین تھین رنگ سیاہ دانت منھ مین نہین جھریان تمام جسم پر پڑی ہوئین دیو تھین
معلوم ہوتی تھین اب اوس دہقانی کو ساتھ لیئے ہوئے ملکہ کی تلاش مین چلے دیکھا
کہ ملکہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہے مہتر صمد نے پوچھا کہ آپ
کیون رو تی ہین سحابیہ دُردُر گوش نے کہا کہ مین سمجھی تم کہیں بھجگئے وہ جادو
گرنیان تمکو پہچان گئین مہتر صمد نے کہا کہ حضور کے اقبال سے مین نے دونون کو مار ڈالا ہی اور
لاشین اونکی پہاڑ کے نیچے پڑی ہوئی ہین اب ملکہ نے کہا کہ طوفان سبز پوش کو
لانا چاہیئے مہتر صمد نے کہا کہ پھر مین جاؤن کہا نہین تم جاکر ایک گھوڑے کی اور فکر
کرو مین اوسکو خود لاتی ہون مہتر صمد نے کہا کہ گھوڑا ملتا تو اس صحرا مین دشوار ہے
مگر خیر دیکھا جائیگا کوئی تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے مہتر صمد تو اسطرف چلا اور ملکہ بارگاہ
طوفان سبز پوش کی جانب روانہ ہوئی جسوقت قریب بارگاہ پہونچی پشت قنات
ذراسی چاک کرکے جھانکا دیکھا تو ملکہ طوفان پوش تنہا بیٹھی رو رہی ہے اور
دعائین مانگ رہی ہے کہ خداوندا ملکہ سحابیہ دُردُر گوش کی حفاظت کرنا اور جلد اوس سے
ملانا کہ وہ بڑی بےنفس عورت ہے یہ دیکھکر سحابیہ دُردُر گوش نے خنجر سے اتنی قنات
چاک کردی کہ ایک آدمی نکل جاسکے اور اندر خیمہ کے داخل ہوئی پہلے تو طوفان سبز پوش
جھجک گئی بعد اوسکے سحابیہ دُردُر گوش کو پہچان کر کہا کہ بہن تم نے تو ڈرا دیا سحابیہ
دُردُر گوش نے کہا کہ لے بس نکل چلو ایسے مین سناٹا ہے شام قریب ہے طوفان
سبز پوش نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے جب مین سونے کے واسطے یہان سے اپنے
خوابگاہ مین چلونگی اوسوقت سب مطمئن ہو جائینگی علاوہ اسکے ان جادوگرنیون کے آنیکا بھی وقت
ہے ملکہ سحابیہ دُردُر گوش نے کہا کہ اطمینان رکھو اب کوئی نہین آئیگا وہ دونون مار ڈالی
گئین میرے عیار نے کام اون دونون کا تمام کیا یہ سنکر طوفان سبز پوش بہت خوش ہوے
اور سحابیہ بالو سے مفصل حال سنا اور کہا بہن خدا تمکو جزائے خیر دے کہ تم نے بڑی تکلیفین
اوٹھائین تسپر اب مین چلتی ہون یہ کہکر خیمہ سے باہر نکلے اور کہا کہ مین آج شب کو تنہا بیٹھکر کچھ
پڑھونگی خبردار میرے خیمہ مین کوئی نہ آئے کنیزون نے عرض کی کہ کیا مجال ہے ہماری جو
قریب بھی خیمہ کے آئین طوفان سبز پوش وہان سے پلٹ کر اندر خیمہ کے آئی اور
سحابیہ دُردُر گوش سے کہا کہ لے چلو مین تمہارے ساتھ ہون سحابیہ بالو نے طوفان
پوش کو ہمراہ لیا اور اوسے چاک ہوئی قنات سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہ
شاہزادیان کبھی پیدل اور تنہا کاہے کو چلی تھین صحرا کے ہوا کا سناٹا کلیجے کے
پار ہوا جاتا تھا دل بھر بھر آیا جاتا تھا پاؤن ڈالے کہین نہین پڑتا کسی جگہ بیٹھتا
کسی مقام پر اوجھکر گر پڑتی تھین اور پلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتی تھین کہ کوئی آتا تو
نہین ہے ہرچند کہ جسوقت شام ہو گئی تھی تو مہتر صمد گھوڑے لے کر خیمہ

طوفان سبزپوش بہت قریب آگیا تھا لیکن ان دونون شاہزادیون کو اوتنا راستہ طے کرنا بھی دشوار ہوگیا تھا علی الخصوص ملکہ طوفان سبزپوش کو پیدل چلنے کی عادی بھی نہ تھی اور ایک نازک اندام عورت تھی خدا خدا کرکے وہ راہ طے ہوئی اور ایک درخت کے نیچے مہتر صمد گرد یا گھوڑے لیئے دکھائی دیا یہان صمد گرد نے اوس دہقانی سے کہا تھا کہ اگر کوئی مرکب کہین سے مل سکے تو لادو اوسنے اس احسان کے عوض مین کہ اسکی بدولت جان بچی اور رہائی ہوئی ہے ایک گاؤن مین جاکر ایک مرکب چرا کر لادیا تھا کہ یہ دہقان بہت بڑا زبردست دزد تھا اوسکے بعد دہقان تو رخصت ہوکر اپنے مکان کو روانہ ہوگیا مہتر صمد نے اوس گھوڑے کو اپنی سواری کے لیئے تجویز کیا تھا کہ یہ گھوڑا معمولی ہے مین اس سے کام نکال لونگا غرضکہ جیسے ہی اپنی شاہزادی کو دیکھا گھوڑے لیکر آگے بڑھا اور سحابیہ دردگوش و ملکہ طوفان سبزگوش کو مرکبون پر سوار کیا اور آپ اوس ٹٹو پر بیٹھکر کہا کہ بس اب چلیئے چونکہ اوس زمانے کی شاہزادیان اکثر گھوڑون پر سوار ہوتی تھین اور سواری جانتی تھین اس سے چلنا طوفان سبزپوش کا آسان ہوا ورنہ سخت دشواری ہوتی الحاصل ان سب نے گھوڑونکی باگ لی اور بجانب ملک سحابیہ روانہ ہوئے ان شاہزادیون نے لباس مردانہ پہلے سے پہن لیئے تھے اور نقابین چہرون پر ڈال لی تھین اب انکو تو راہ مین چھوڑیئے لیکن کچھ حال اسد ثانی کا سنیئے کہ یہ بیمار درد فرقت بستر غم پر انتظار یار جانی مین تڑپ رہا تھا تصویر ملکہ طوفان سبزپوش کے پیش نظر ہے اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہین کہ کیا تو بھی ہم سے کشیدہ ہے جو کلام نہین کرتی اگر تو نے خاموشی اختیار کی ہے تو ہم تجھے اسطرح ستائین گے کہ تجھے بولن اوٹھنا پڑیگا ۔ ع

کہتا ہون بوسے لے گے مین تصویر یار کے | اچھ بول اوٹھے تجھے بھی اگر ناگوار ہو

لیکن اسکا حجاب تو کچھ ملکہ طوفان سبزپوش سے بھی زیادہ ہے کہ نہ لبونکو جنبش ہے نہ اعضا کو حرکت ہے اسد مثل دیوانون کے اس تصویر سے باتین کرکرکے اپنے دلکو بہلا رہا ہے ورنہ اسکا جنون محبت ایک جگہ قرار نہ لینے دیتا دوسرے امید ایسی چیز ہے جو ہر طرح انسان کو مجبور کردیتی ہے ۔ ع

تار رشتہ جفا مین تری الجھوائی ہین کیا کیا | دیدے کے تسلی ہمین امید وفا نے

جب اسی حالت مین اسکو تین روز گذر گئے اور ملکہ سحابیہ دردگوش پلٹ کر نہ آئی کنیزین آتی تھین مزاج پوچھ جاتی تھین کھانا حاضر کرتی تھین تو اسد ثانی پہ شعر پڑھکر آنسو بہانے لگتے تھے ۔ ع

غمنوش جدائی جب سے ہوئے غم کھا کے جیئے خون پی کے جیئے
کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا

وہ مجبور ہوکر دسترخوان بڑھا دیتی تھین اور آپس مین کہتی تھین کہ بس دو چار روز کا یہ اور مہمان ہے ہمین امید نہین کہ ملکہ کے آنے تک یہ زندہ رہے

اگر اسنے اپنی جان دیدی تو کیا ہوگا یہ مانا کہ اوسکو کسی جگہہ گاڑ کر توپ دینگے لیکن ملکہ کو کیا جواب دینگے کیونکہ وہ اسکے عشق مین ایسی مبہوت ہو رہی ہے نہ جان کو ڈرتی ہے نہ آبرو کا پاس ہے جسوقت یہ معلوم ہو جائیگا کہ معشوق اوسکا مر گیا نہ معلوم دیوانی ہو جاوے یا خودکشی کر بیٹھے دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے ابتو ہمین ملکہ کی فکر ہے کہ خدا اوسکی جان بچائے کہ اوسکے دم سے ہزارہا دم وابستہ ہین وہی اسوقت چراغ سلطنت ملک سحابیہ ہے اگر اوسنے خودکشی کی تو سبب ضرور دریافت کیا جائیگا آخر کار بھید کھلیگا کیسی رسوائی ہوگی اور ہماری بھی ناک چوٹی کی خیر نہین معلوم ہوتی کونسی گھڑی تھی کہ یہ سبز قدم اس باغ مین آیا تھا نہ یہ آتا نہ اس طرح کے اندیشونکا سامنا ہوتا لیکن اسد ثانی کو حبیب چوبدار روزہ ہوا تو اسنے تعب یہ کو ملکہ طوفان سبزپوش کی گلے مین حائل کی اور باغ سے نکلکر جانب صحرا چلا تھا کہ سامنے تین گھوڑے آتے ہوے دیکھے لیکن بسبب چہرون پر نقاب ہونے کے اسد ثانی نے نہ پہچانا اور یہ اوسی مجنونانہ حالت سے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا ہ

جہان سے حسرت دیدار یار لے کے چلے
چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے

ملکہ سحابیہ دردگوش نے جو دیکھا کہ اسد ثانی باغ سے نکلکر صحرا کو جاتا ہے اور آواز کی پہچانی اور مضمون شعر سے آگاہ ہوئی اسنے دوسرا شعر پڑھا ہ

در خانہ دیا گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردم

یہ آواز سنکر اسد نقابدارون کی طرف متوجہ ہوا یہ آواز تو کچھ پہچانی ہوئی ہے اور گوش گزار ہو چکی ہے اور مضمون شعر پر بھی غور کرنے لگا کہ یہ شعر اسنے کیون پڑھا شاید اسنے محبوب کو اپنے مکان مین چھوڑا ہوگا ہم وہ فرقت نصیب ہین کہ ہماری یار جانی اور محبوب جاودانی سے ہم سے اسقدر دوری ہے کہ معلوم بھی نہین اگر اسنے اپنے حسب حال شعر پڑھا تو ہمین کیا بقول شاعر ہ

مبارک ہو اونھین بوسو کی جو لذت اوٹھاتی ہین
ہم اپنی سخت جانی کے سبب سے زہر کھاتے ہین

یہ شعر پڑھکر آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دوسرے نقابدار نے آواز دی ہ

وہ مذاق عشق ہی کیا کہ جو ایک ہی طرف ہو
مزہ جان مزا تو جب ہے کہ تمہین بھی کل نہ آئے

اس آواز اور اس شعر نے ایسا اثر کیا کہ پھر اسد دلاور ان نقابدارون کیطرف پلٹ پڑا اور اب نقابدار بھی قطع راہ طے کرکے قریب آ گئے یہ شعر ملکہ طوفان سبزپوش کی زبان پر جاری ہوا تھا یہ دونون شاہزادیان آگے آگے گھوڑون پر تھین اور پیچھے پیچھے اسکے مہتر صمد گرد پا تھا جسوقت یہ سب قریب اسد ثانی پہونچکر گھوڑون سے اوترے اور نظر اسد کی مہتر صمد گرد پا پر پڑی تو سمجھا کہ نقابدار ملکہ سحابیہ دردگوش ہے ادھر سحابیہ بانو نے نقاب اپنے چہرہ کی اوٹھائی اور طوفان سبزپوش سے اشارہ کیا کہ تم ابھی نقاب نہ اوٹھانا کہ خلاف مصلحت ہی اسد ثانی نے سحابیہ دردگوش کو دیکھکر ۔۔۔ کہ اے ملکہ مین تمہارا شکرگذار اتنا تو ضرور ہون کہ تمہاری بدولت تصویر اوس بت مغرور کی ملگئی ہرچند کہ یہ بھی بات کا جواب نہین دیتی اور راہ کوئے دوست نہین بتلاتی مگر غیر مونس تنہائی تو ہے ع گر پاس تو نہین تری تصویر ہی سہی + مگر مجھ سے تم سے اس امر کی

شکایت ضرور ہے کہ تم مجھے دھوکا دیکر چلی گئین تمہارا انتظار کرتے آخرکار عاجز ہوکر اسوقت
مین باغ سے نکلا تھا کہو کیا خبر لائین ملکہ سحابیہ نے کہا کہ باغ مین چلو قریب ہے کہ خدا
تمنا تمہاری پوری کریگا اسد ثانی نے کہا اب مین باغ مین نہ جاؤنگا تم یونہین جھوٹی تسلیان
مین مجبور رکھو گی حال تمہارا معلوم ہوگیا اب سحابیہ دُردر گوش تو یہ چاہتی ہے کہ یہ باغ مین
چل لے تو مین طوفان سبزپوش کو دکھاؤن ایسا نہو کہ یہ دونون وارفتگان محبت اختیار
وبیہوش ہو جائین اور آئندہ روندہ دیکھکر تماشا مقرر کرین تو باعث رسوائی و بدنامی
دونون کے واسطے ہے بقول شاعر

آداب عاشقی کا رہے پاس آجنون ۔۔ حالت نہ وہ بنا کہ تماشا کہین سب جسے

یا یون کہیئے کہ

رازپوشی مجھپہ واجب اور یہ خودداری ہی فرض ۔۔ ایک بھی ہوگا اگر دونون کی رسوائی ہوئی

لیکن اسد ثانی کو یقین نہین آتا ہر چند کہ دیکھ رہا ہے کہ ایک اور بھی نقاب دار ساتھ ہے
مگر اسکے دلکو نا امیدیون نے ایسا پژمردہ کردیا ہے کہ خیال اسطرف نہین جاتا کہ یہ دوسرا نقابدار
کیون نقاب چہرہ کی نہین اوٹھاتا شاید یہ طوفان سبزپوش ہو جب دیکھا سحابیہ
دُردر گوش نے کہ یہ کسیطرح باغ مین نہین چلتا تو سحابیہ دردر گوش نے طوفان
سبزپوش سے اشارہ کیا کہ نقاب اوٹھادو مگر پھر یہان نہ ٹھہرنا اور باغ ہی کے اندر
جاکر دم لینا طوفان سبزپوش سحابیہ بانو کو اپنا محسن سمجھکر اسی کے کہنے کی پابندی کرتی ہی
بس اسنے بند نقاب کھولا اور نقاب چہرہ سے اوٹھائے نقاب کا اوٹھنا تھا کہ آفتاب جہانتاب
ابر سے نمودار ہوگیا کہ چوٹ اسکے چہرہ کی زمین پرپڑی اور ذرون کو چمکا دیا نظر جو اسد ثانی
کی اسکے چہرۂ زیبا و منور پر پڑی بے اختیار چاہا کہ دوڑکر لپٹ جاؤن مگر رعب حسن نے
آگے نہ بڑھنے دیا اودھر طوفان سبزپوش نے جسوقت سے اسد کو دیکھا ہے اسکی
بیتابی بھی افزون ہوگئی ہے بموجب شعر

شرم اے دل دم اظہار وفا کون کرے ۔۔ جان ہی جاتی ہے الفت مین حیا کون کرے

ہر چند کہ صبر وشکیبائی رخصت طلب ہین اور ضبط بھی ساتھ دینے کا وعدہ نہین کرتا مگر حجاب
وناز معشوقانہ بیحجاب ہونیکی اجازت بھی نہین دیتا یہ عجیب کشمکش کی حالت مین ہے مگر
اسکو سنبھالنے والی تو ملکہ سحابیہ دُردر گوش موجود تھی اوسکے اشارہ کے ساتھ ہی ملکہ
طوفان سبزپوش جانب باغ روانہ ہوئے اور اسد ثانی بیتاب ہوکر یہ اشعار
پڑھتا ہوا پیچھے چلا

ذرا اتنا تو مڑکر دیکھ ہم کیونکر تڑپتے ہین ۔۔ جھلک دکھلا کے منھ پھیرے چلے جانیکی حاصل

دیگر

کلیجا کوئی تھام کر رہگیا ہے ۔۔ اودھر جانے والے ادھر دیکھ لینا

اب آگے آگے تو ملکہ طوفان سبزپوش اور سحابیہ دُردر گوش ہے اور پیچھے
پیچھے اسد ثانی مثل ماہی بیتاب بیقرار چلا جاتا ہے یہانتک کہ ملکہ باغ مین پہونچگئی اور
اسد ثانی بھی داخل باغ ہوا کنیزون کی نظر جو ملکہ پر پڑی دوڑین کہ مالک

جاری آگئی لیکن دیکھا کہ ملکہ کے ساتھ اور ایک ماہ سپہر حسن وجمال ہے کہ حسن عالم افروز ملکہ سحابیہ کے حسن کو شرمندہ کرتا ہے ملکہ نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ تم سب چلی جاؤ جب مین طلب کرون اوسوقت آنا سب کی سب چلی گئین ملکہ طوفان سبز پوش کو لیئے ہوے داخل قصر ہوئی یہان سب سامان عیش وراحت مہیا تھا مسند جواہر نگار بچھے ہوئی تھی ملکہ طوفان سبز پوش کو سحابیہ بانو نے مسند پر بٹھایا اور کہا کہ مین تھوڑی دیر مین آتی ہون یہ کہکر آپ تو دوسرے مقام پر جاکر اپنی کنیزون سمیت مقیم ہوئی اور ایک آدھ خواص کو برائے خدمت ملکہ طوفان سبز پوش یہان چھوڑ دیا اور سمجھا دیا کہ جبتک تمہین کوئی بلائے نہ سامنے نہ جانا پوشیدہ طور پر موجود رہنا یہان ملکہ طوفان سبز پوش مسند پر بیٹھی تھی کہ اسد ثانی مثل پروانے کے اوس شمع بزم خوبی کے پاس آکر پہونچا اور کہا کہ بس اب نقاب چہرہ زیبا سے ہٹاؤ زیادہ نہ ترساؤ ملکہ طوفان سبز پوش سے بھی تاب نہو سکی نقاب چہرہ سے دور کردی اسد ثانی ملکہ سے لپٹ گیا اور دونون عاشق ومعشوق اسقدر روئے کہ بیہوش ہوگئے جب بعد کچھ دیر کے ہوش آیا تو اپنی اپنی سرگذشت بیان کی جسوقت یہ بیہوش ہوئے تھے تو ملکہ سحابیہ دررگوش کو اوسکی کنیزون نے اطلاع کی تھی اوسنے آکر ہوشیار کیا تھا اب یہ بھی موجود تھی اسد ثانی نے کہا کہ مین خوبی قسمت سے اس ملک مین پہونچا اور اس شاہزادی نے میرے حال پر رحم کیا کہ میری جان بچالی اور تم سے ملا دیا ورنہ چراغ سحری ہورہا تھا تپ فرقت نے ہڈیان سوختہ کردی تھین ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ ہمارے تمہارے دونون کی محسن ہین ورنہ یہ امر دوسری عورت سے ناممکن تھا کہ جس سے خود محبت ہو اوسکے واسطے دوسری عورت کو تلاش کرکے اوس سے ملائے تمہین معلوم یہ کس دل گردہ کی آدمی ہین اب ہمارا تمہارا فرض بھی یہ ہے کہ انکے احسان کو فراموش نہ کرین تمہین چاہیئے کہ پہلے انسے عقد کرو اسکے بعد مجھسے سحابیہ بانو نے کہا یہ ہرگز نہوگا مین آپ دونون کی شادی کا انتظام کرونگی اسد ثانی خاموش بیٹھے ہین اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمہ داستان حوت آئینہ پرست کے بیان کئے جاتے ہین

کہ جس وقت اسنے انتظام ملک سمرقند سے فراغت پائی تو انتظار مین بیٹھا تھا کہ ملکہ بھی آلے تو آگے روانہ ہون اور کسی اور ملک کو قبضہ مین لاؤن جو لوگ ملکہ کو اطلاع کرنے چلے تھے وہ راہ ہی مین تھے کہ دیکھا کچھ عورتین روتی پیٹتی چلی آتی ہین اوس پیام برنے انسے پوچھا کہ تمپر کیا گذری جو اسطرح رو رہی ہو اونھون نے بیان کیا کہ شبگو ملکہ خیمہ مین سے غائب ہوگئین اور دو جادوگرنیان جو انکی حفاظت کیواسطے معین تھین وہ دونون کوہ کے نیچے مری پڑی ہین اب یہ فرستادہ حوت آئینہ پرست اون سب کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے حوت آئینہ پرست کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو کیطرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا ہوا مبہوت جادو نے کہا کہ

تمہاری لڑکی کچھ دنون سے اسی حالت مین تھی کہ اگر سخت حفاظت اوسکی نہ کی گئی ہوتی تو وہ کب کی
نکل جاتی معلوم ہوتا ہے کوئی ذات شریف اوس تک پہونچ گئے جنہون نے جادوگرنیون کو
بھی مارا اور وہ انھین کے ساتھ نکل گئی اوسکے چہرہ سے آثار عشق و محبت ظاہر تھے
یہ سنکر جوت آئینہ پرست کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ اے مبہوت جادو جلد اوسے
گرفتار کر لاؤ ورنہ مین اپنی جان دیدونگا مبہوت جادو نے کہا کہ مین ابھی گرفتار کئے لاتی
ہون یہ کہکر اسنے سحر غائب کیا اور نظرون سے پوشیدہ ہوکر روانہ ہوئی پہلے ایک صحرا
مین بیٹھکر اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک تیلی پیدا ہوئی اوس سے پوچھا کہ بتا طوفان
سبز پوش کہان گئی اور اب کس مقام پر ہے اوسنے بیان کیا کہ وہ ایک خدا پرست
پر عاشق ہے اور ملکہ سحابیہ مین سحابیہ در در گوش کے باغ مین اپنے شوہر کے ساتھ
پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہے بلکہ سو رہی ہے یہ سنتا تھا کہ فوراً مبہوت جادو وہان سے
جانب باغ سحابیہ روانہ ہوئی یہان شب کا وقت تھا دونون عاشق و معشوق لذت
شربت دیدار اوٹھاتے اوٹھاتے سو گئے تھے نقیر خواب بلند تھی کہ ایک مرتبہ مبہوت
جادو آ پہنچی اور ان دونون کو ایک جا دیکھکر اسنے اسم سحر پڑھا کہ یہ دونون اور غافل
ہو جائین بعد اوسکے دستک دی کہ چار تیلیان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آئین اوسنے
کہا کہ اس پلنگ کو اوٹھا کر جانب شہر سحر قند لے چلو اور مین تمہارے ساتھ ہون
اون تیلیون نے اوس مسہری کو کاندھون پر کیا جسطرح جنازہ اوٹھاتے ہین اور
اوڑکر بالائے ہوا جانب شہر سحر قند روانہ ہوئین اور ملکہ مبہوت جادو ساتھ
ساتھ تھی چشم زدن مین تمام راہ کو طے کر کے شہر سحر قند مین پہونچ گئی جوت آئینہ
پرست نے دربار ابھی تک برخاست نہین کیا اور انتظار ملکہ مبہوت جادو
مین بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ بجلی چمکی کہ آنکھین سبکی جھپک گئین اور مبہوت جادو مع
مسہری پہونچ گئی اب جو بند ہوکر آنکھ کھلتی ہے تو دیکھا جوت آئینہ پرست
نے کہ مبہوت جادو پاس میرے بیٹھی ہے اور سامنے ایک مسہری رکھی ہے کہ
طوفان سبز پوش ایک جوان حسین کے گلے مین بانہین ڈالے ہوئے بے خبر
سو رہی ہے بس یہ دیکھتے ہی اسکو اسقدر غیرت آئی کہ اسنے قصد خودکشی کیا
تیغ زرنگار نیام سے کھینچ لیا اور اسکے برابر بیٹھا ہوا تھا اسنے ہاتھ جوت آئینہ پرست کا پکڑ لیا
اور کہا کہ اپنی جان دینے سے کیا فائدہ اس سے داغ بدنامی نہین دور ہو سکتا بہتر یہ ہے
کہ ان گنہگارون کو سزا ئے موت دیجئے کہ یہ نہ زندہ رہین گے نہ کوئی جھگڑا باقی رہیگا اگر
آپنے اپنی جان دیدی تو اونکا کیا نقصان ہوگا وہ زندگی عیش سے بسر کرینگے زمانہ
آپ پر ہنسیگا کہ آپنے اپنی جان دیدی اور اس دختر شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو زندہ
رہنے دیا یہ سنکر جوت آئینہ پرست نے کہا کہ مین اس دختر کو بہت دوست
رکھتا تھا مگر یہ نجانتا تھا کہ یہ مجھ سے دشمنی کریگی نام خاندان کا ڈبو دیگی مگر مین تمہاری
رائے پسند کرتا ہون اسکے بعد مبہوت جادو کیطرف خطاب کر کے حکم دیا کہ مجمع کے قتل
قتل اسکا نہ دیکھا جائیگا دوسرے اگر قتل ہوئی تو لاش کسی مقام پر دفن ضرور کیجائیگی

قتل

قبر بنی کی جو کوئی دیکھے گا اور اوسکو معلوم ہوگا کہ یہ قبر طوفان سبز پوش کی ہی اور اسے یہ بھی ضرور
ضرور معلوم ہوگی کہ یہ جرم بدکاری پر قتل کی گئی تھی داغ بدنامی سے یون بھی تو نہ بچ سکین یہ
ہوے مر گئے ہم جو سوا ہوے سے کیون یہ غرق ہوا یہ کبھی جنازہ اونکا نہین ہوا اب جو تا
بہتر ایسا سب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان دونو نکو کسی مقام پر بیجا کر اس طرح جلا دو کہ راکھ بھی
انکی باقی نہ رہے یہ معلوم ہو جائے کہ کبھی یہ دونون پیدا ہی نہین ہوے تھے مہبوت
جادو نے کہا یہی ٹھیک ہے اور اوسیوقت وہ مسہری اوٹھوا کے ساتھ اپنے لی اور
جانب صحرا روانہ ہوئی جس مقام پر ملکہ سحابیہ دردر گوش کے ساتھ بیٹھی تھی وہان
جگہ ایک غار عمیق کھدوایا اور اوسمین آتش سحر روشن کی کہ یہ کبھی فرو نہو ہمیشہ شعلے نکلتے
رہین اسلیے کہ اسکو بھی بسبب اسکے کہ یہ سوت کی لڑکی ہے طوفان سبز پوش سے بھی
کاوش تھی پس جسوقت اوس غار سے شعلے نکلنے لگے تو اسنے اوس مسہری کو بمع ملکہ
اسد و طوفان سوتے تھے اوسی غار مین پھنکوا دیا اور آپ وہان سے مہبوت
آئینہ پرست کی خدمت مین آئی حضرت آئینہ پرست نے پوچھا کہ دونون کو جلا دیا
مہبوت نے کہا ہان جلا دیا پس یہ سنتے ہی حضرت آئینہ پرست کا رنگ متغیر
ہو گیا دل محبت پدری کی وجہ سے بھر آیا کہنے لگے بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے
کہ افسوس اے طوفان سبز پوش تو نے اپنی جوانی اور ہماری ضعیفی دونو کو برباد کیا
آخر کار لباس ماتمی پہنکر چند روز اس مقام پر رہا اور پھر اوسکے بعد گھر کے ملک کی
جانب روانہ ہوا کہ اب اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔ لیکن اب حال ملکہ سحابیہ
دردر گوش کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ بوقت شب ان دونون کو باغ مین چھوڑ کر
اپنی مان کے سلام کو چلی گئی تھی کہ اب مین صبح کو آونگی ملکہ طوفان سبز پوش
نے بمشکل اسکو جانے دیا تھا جسوقت صبح کو باغ مین آئی کہ جاکر دیکھین کہ اب کیا حال ہے
یہان سب کنیزون کو روتے ہوے پایا کہا ارے مردارو مین تو جیتی بیٹھی ہون پھر کیون
رو رہی ہو معلوم ہوتا ہے کچھ گستاخی کی ہے بیبی پالی گئی ہو مین نے منع کر دیا تھا
کہ مین رعایت کرتی ہون دوسرا رعایت نہ کریگا شہد بنا نہ کرنا تم نے چھپ چھپا کر ان
دونون کو خلوت کی حالت مین دیکھا ہوگا جیسا کیا ویسی سزا پائی اب رونا کاہیکا ہے
اونھون نے عرض کی کہ ملکہ یہ بات نہین ہے شب کو بارہ بجے تک ہم حاضر رہے بعد
بارہ بجے کے ہم اپنے رہنے کے مقام پر چلے آئے ملکہ اور شہزادہ دونون ایک ہی
پلنگ پر سوتے رہے تھے صبح کو دیکھا تو کوئی نہین نہ مسہری ہے نہ ملکہ اور
شہزادہ یہ سنکر سحابیہ دردر گوش کا رنگ فق ہو گیا دبی آواز سے کہا کہ تم نے
ڈھونڈھا بھی تھا وہ یہین کہین باغ مین کسی طرف سیر کرتے ہونگے اونھون نے کہا
کہ ہم نے ایک گوشہ ڈھونڈھ مارا اب آپ بھی چلکر ڈھونڈھ لیجیے سحابیہ
دردر گوش ہر طرف ڈھونڈھنے لگی چہار جانب تلاش کیا کہین نشان پایا بھی نہ پایا آخر
کنیز نے کہا کہ وہ اپنے مطلب کے تھے اونکی معشوقہ اونکو ملگئی اوسکو لیکر نکل گئی
یہان رہکر کیا کرتے اونھین آپکا ساتھ دینا تو دراصل منظور نہ تھا جو یہ ہوا ہو گی

کہ ہماری چاہنے والی پریشان ہوگی یہ مرد کی ذات ہے اسمین وفا کہان اور عورت بھی
ہرایک کی سادہ مزاج نہین ہے کہ اپنا معشوق دوسرے کے حوالے کردے وہ کیون
سوت اپنے سر پر رکھتی اگر آپ ہی کی وجہ سے وہ اوس شہر یار سے نہ ملی ہوتی
تو اتنا بھی آپکا لحاظ نہ کرتی کہ آپ اوس سے بات کیجئے آپنے جیسا کیا ویسا پایا یہ نیکی کا
زمانہ نہین ہے مثل مشہور ہے کہ نیکی کا ثمرہ بدی ہے اوسی عورت نے صلاح دی ہوگی
کہ بس اب چلے چلو وہ اپنے شہر چلے گئے ہونگے یا اوسی کے ساتھ اوسکے ملک کو روانہ
ہوگئے ہونگے سحابیہ بانو کو یہ سنکر اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ حرامزادیو تمہارے
شہر مین لگام نہین ہے جو چاہتی ہو بکتی ہو یہان اونکو تکلیف کیا تھی جو وہ اسطرح
بھاگ کر جاتے صحرا اون کے ٹھوکرین کھاتے خدا معلوم کیا اُفتاد پڑی تعجب تو یہ
ہے کہ مسہری بھی نہین ہے اگر وہ چلے بھی جاتے تو کیا مسہری بھی سر پر اوٹھالے جاتے
مجھے یقین نہین کہ وہ از خود چلے گئے ہونگے الغرض سحابیہ بانو کئی دن تک
پریشان رہی گھوڑے پر سوار ہو کر دو دو تین کوس نکل جاتی تھی آخر کار اسی
صدمہ مین اسنے بھی تبدیلی لباس کر کے سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا عیش و آرام
کو بالائے طاق رکھا اور فراق اسد ثانی و ملکہ طوفان سبزپوش مین جوگی بنکر
نکل کھڑی ہوئی اور سیدھی اوسی مقام پر پہونچی کہ جہان سے ملکہ کو نکالکر لائی تھی
جسوقت اوس صحرائے پرہول مین پہونچی تو سناٹا دیکھا ایک ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر روتی تھی اور عبرت آمیز اشعار پڑھ پڑھکر آہین کھینچتی تھی اسیطرح
پھرتے پھرتے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ عورتین ہین اور بیٹھی ہوئی رو رہی ہے
سحابیہ بانو کو خیال ہوا کہ یہ نہ معلوم کس غم مین ہین چلکر ہمدردی کرنا چاہئے اور
دریافت کرنا چاہئے کہ انپر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس درد سے رو رہی ہین
کہ کلیجا شق ہوا جاتا ہے جسوقت قریب پہونچی تو دیکھا بیچ مین ایک گڑھا ہے
کہ وہ آگ سے مملو ہے شعلے نکل رہے ہین اور چہار طرف کچھ عورتین بیٹھی ہوئی ہین
بین کر کرکے رو رہی ہین کہہ رہی ہین کہ ہائے ملکہ طوفان سبزپوش تو کس ظالم اور
غدار کے ہاتھ یہان پیدا ہوئی جس نے اتنے سے جرم پر تجھے اس بیدردی سے جلاکر
خاک کر دیا اب ہم تجھے کہان سے لائین بس یہ سننا تھا کہ سحابیہ بانو کا رنگ فق
ہو گیا جلدی سے قریب آئی دیکھا تو وہی عورتین ہین جو ملکہ کے پاس رہتی تھین
جوگن قریب اونکے گئی اور پوچھا کہ کیا ہوا جو تم سب رو رہی ہو اور جان کھو
رہی ہو اون عورتون نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسطرح مبہوت جادوگر
اوٹھا لائے اور اس صحرا مین لاکر دونون کو اسی تنور مین جلا دیا بس یہ سنتے ہی ایک
شعلہ بھڑکا جسنے ملکہ سحابیہ کی دلکو پھونک دیا اور آمادہ مرگ کر دیا کہ بعد ایسے
شہریار کے زندگی ہیچ ہے بس کنارے اوس غار کے آکر کہا کہ افسوس
آپ دونون صاحب تو راہی جنت ہوے اور ہمکو یہان تنہا چھوڑ دیا اپنے
جانے سے آگاہ بھی نہ کیا کیون اے ملکہ طوفان سبزپوش شرط وفا یہی تھی تم تو

کہتی تھین کہ اب ہمارا تمہارا قیامت تک ساتھ ہے مگر دو چار دن بھی ساتھ نہ دیا خیر کیا یاد کروگی لو ہم بھی تمہارے ہی پاس آتے ہین بعد تمہارے ہمکو بھی اس دنیا فانی مین رہنا منظور نہین ہے یہان بھی تمہاری خدمتی تھے وہان بھی کنیزی کرینگے مگر ساتھ نہ چھوڑینگے یہ کہکے کچھ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیئے اشعار سے

جائے عبرت سرائے فانی ہے
مورد مرگ ناگہانی ہے

صبحدم طائران خوش الحان
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے

گردش چرخ سے ہلاک ہوتے
استخوان تک بھی اوکے خاک ہوتے

ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا

بوئے الفت تمام پھیلی ہے
باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے

تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
ایک فقط نامی نام باقی ہے

یہ اشعار اسطرح سحابیہ دردرگوش پڑھ رہی تھی کہ تصویر موت پیش نظر تھی اب رقت سلب ہوگئی تھی ہوش وحواس جاتے رہے تھے دیوانون کی سی کیفیت اسکی ہوگئی تھی وہ عورتین جو پہلے رو رہی تھین سحابیہ بانو کی حالت دیکھکر رونا اپنا بھول گئین کہ یہ کونسی دردرسیدہ ملکہ کی جانے والی آئی اسکو تو کبھی دیکھا بھی نہ تھا چاہتی تھین وہ سب کہ کچھ حال سحابیہ دردرگوش کا بیان کرین کہ اسنے اپنے کو بھی اوسی غار مین گرادیا اور شعلے اسکے جسم سے لپٹ گئے اس واقعہ جانگزا پر وہ عورتین نہایت پریشان ہوئین اور رو پیٹ کر جسطرف سے آئی تھین اوسی جانب چلی گئین اب یہ داستان اسی مقام پر چھوڑ کر

چند کلمہ داستان شوکت نشان دردریای فتوت وانجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کے بیان کیئے جاتے ہین۔

کہ یہ شیر بیشہ شجاعت یعنے اسد دلاور ملک ہندوستان سے بطرف گیلان روانہ ہوا تھا کوچ بکوچ منزل بمنزل آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے کہ یہان سے گیلان ایک منزل ورباقی رہگیا تھا یہان پہونچکر شام ہوگئی تھی اسد غازی نے قیام کیا قزاقون نے کمل تان تان کر خیمون کا کام لیا اور اسد غازی کیواسطے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کردیا شب بسر ہوئی صبح کو نماز صبح سے فراغ حاصل کرنے کے بعد اسد غازی نے قصد کوچ کیا تھا کہ گرشاسپ اردبیلی نے آکر عرض کی کہ حضور یک لخت راہروی کرنے مین ہلاکت کا خوف ہے اسلیئے کہ اب نہ وہ سن ہے جو ایسی تکلیفین برداشت ہوسکین نہ کوئی شدید ضرورت پائی جاتی ہے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک آدھ روز اسی مقام پر قیام کیجیئے جسوقت کسل راہ برطرف ہوئے تو گیلان کیجانب کوچ فرمایئے اسد غازی نے کہا کہ بحمد للہ مجھے تو اسوقت تک وہی ولولہ باقی ہے جو اوس سن مین تھا باقی اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو ٹھہر جاؤ دو ایک روز مین کسل برطرف کرکے چلنا مین تو تکلیف کو ہمیشہ راحت سمجھا کیا ہون لشکر صاحبقران مین بہت کم رہا ہمیشہ جنگون اور

بیابانون مین بسر کی اسوقت بھی انتہا یہ ہے کہ کیسے کیسے بادشاہ دنیا سے اوٹھ گئے اور اونکا بھی
چالیسوان تک ایسی عجلت رہبری کی وجہ سے نہین کیا مگر خیر ایک آدہ روز مین زیادہ نقصان
نہین ہے اب ارادہ سفر ملتوی ہوا اور سب ایک جگہ جمع ہوے دور چلنے لگا جو
آہو صید کئے تھے اوسکے کباب لگائے گئے صحبت گرم ہوئی باتین ادہر اودہر کی ہونے
لگین کہ اسی اثنا مین معروف بن اسد نے عیاری ادریس بن اندلس کی حد سے زیادہ تعریف
کی اور کہا کہ شاید ایسے عیار یہان سوا اولاد عمر کے دوسرے عیار نے نہ کی ہونگی ادریس بن اندلس
نے کہا کہ اگر زندہ ہون تو دیکھیے گا کہ کیسی کیسی عیاریان کرتا ہون جو باتین میرے دل مین ہین اونکے
اظہار کا ابھی موقع نہین ہے جسوقت محل اونکا آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ کلمات ضرغام شیردل
کو ناگوار گذرے اور کہا کہ صاحبزادے خدا نہ کرے کہ کوئی سخت وقت آپڑے آپکی عقل گم
ہوجاتی ہے اور بڑے بڑون کے حواس باختہ رہتے ہین ان خیالات کو دفع کرو اور یہی غنیمت
سمجھو کہ اب تک خدا نے بات بنائی اور یہ دعا کرو کہ آگے بھی خدا محفوظ رکھے زمانہ خروج اندریج مین جیسی
جیسی سختیان پڑی ہین اور اونکو ہم نے اوٹھایا ہے اگر دوسرا ہوتا تو زہرہ آب ہوجاتا اور گرفتار
ہوکر اندریج کے ہاتھون اب تک قبر مین سڑ رہا ہوتا ادریس بن اندلس نے کہا کہ یہ سب
صدقہ عمرو کا تھا جب تم شاگرد ہوکر ایسے ایسے کام کر گذرے ہم تو اولاد مین سے ہین اور
جو بات کہ پیدائی ہوتی ہے وہ انسان کو بغیر سیکھے اسقدر آجاتی ہے کہ دوسرے کو سیکھنے
سے نہین آتی اسکا بڑا امتنا کا رہے ضرغام شیردل نے کہا کہ جو محنت کریگا وہ اوسکا ثمر
پائیگا ہنر کے واسطے خاندان کی ضرورت نہین ہے جیسی عقل ہو اور جسقدر محنت کریگا اسقدر
اوسکا لطف اوٹھائیگا اکثر اوستاد کو نہین سوجھتی اور شاگرد کر گذرتے ہین اگرچہ ضرغام نے
یہ اپنے اوستاد کی نسبت نہین کہا تھا لیکن ادریس بن اندلس کو ناگوار گذرا اور کہا
کہ اوستاد نے تمہارے سیکڑون قلعے فتح کئے یہانتک کہ قلعہ گیرے جنگ مشہور ہوئے
تم نے اب تک کونسا قلعہ فتح کیا یہ سنکر ضرغام شیردل اوٹھ کھڑا ہوا اور اسد دلاور
سے عرض کی کہ قلعہ گیلان کیسا ہے اسد نے کہا نہایت مستحکم ہے کیا آپ مجھے اجازت
دیتے ہین تو مین اس قلعہ کو فتح کرون اسد غازی نے اجازت دی ضرغام شیردل نے
ادریس بن اندلس کیطرف دیکھکر کہا کہ صاحبزادے آج کے تیسرے روز قلعہ فتح ہوجائیگا
یہ کہکر قنطورہ زربفتی اوڑہا تا بہ سفر لباس سے آراستہ ہوکر جانب گیلان روانہ ہوا جاتے
جاتے قریب شام شہر مین پہونچا اور کسی مقام پر جاکر شکل و شمائل تبدیل کرکے داخل
لشکر ہوا اب یہ دیکھنے والے دیکھ رہے ہین کہ ایک شخص غریب مفلوک روزگار عجب حال
پریشان سے چلا آتا ہے کہ مارکین کا انگرکھا نہایت میلا جابجا پھٹے دامنون مین پڑے
ہوئے انگرکھا پرانے کپڑے سے پھٹا ہوا پاجامہ کی لیرین اوڑی ہوئی کمر سے ایک میلی
چادر لپٹی ہوئی ایک جھولا کاندہے پر لٹکتا ہوا حقہ ہاتھ مین پاؤن مین ایک لاہوری جوتا
اوسکے کئی جابجا سے ٹکڑے ہوتے اس ہیئت گدائی سے سٹر سٹر کرتا چلا جاتا ہے
جسوقت اتفاق اوسطرف سے داروغہ بھنڈی خانہ آتا تھا جلدی سے آگے بڑھکر سلام
کیا اوسنے نیا آدمی دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان کا رہنے والا ہے جواب دیا کہ

آپکے مطلب کا ہون اوس نے پوچھا کہ میرے کس مطلب کا ہے کہا کہ مین ایک نامی حقہ
بردار کا بیٹا ہون اور خود بھی اس کام کو خوب جانتا ہون داروغہ بھنڈی خانہ کو اسطرف
توجہ کمی کے ساتھ ہوئی کہا کہ اگر تو اس کام کو خوب جانتا ہے تو اس حال خراب سے
کیون ہے کہا کہ تیرے شہر مین کوئی تیرا قدردان نہین ہے اسنے جواب دیا کہ قدردان
تو بہت ہین لیکن اسکا ایک طولانی قصہ ہے آپکا دماغ پریشان ہوگا اہل کمال ہمیشہ
پریشان رہتے ہین اور زمانے نے اونکو پیسا ہے اگر آپ کو یقین نہین ہے مین ایک
چلم بھر کر پلاتا ہون آپ نوش کرین معلوم ہو جائیگا کہ مین کیسا ہون قابل خدمت
سرکار کے ہون یا نہین ہون داروغہ نے اوسکو اپنے ساتھ لیا اور اپنے جائے
قیام پر آیا کہا بھر حقہ دیکھون تو کیسا کامل ہے اس مرد غریب صورت نے ایک حقہ
اوٹھا لیا اور اوسے تازہ کیا چلم بھرتے وقت اپنی جھولی سے تنباکو نکالکر اوسمین
رکھا اور آگ رکھکر تھوڑی دیر دم دیا اوسکے بعد سامنے داروغہ کے حقہ لگا دیا اور
داروغہ حقہ پینے لگا اب ہلکا ہلکا دھوان نکلنے لگا مگر دھوان بھی ٹھنڈا اور خوشبو بھی۔
اسنے اپنی عمر مین ایسا حقہ نہ پیا تھا نہایت خوش ہوا پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے عرض
کیا کہ غلام کو نسیم حقہ بردار کہتے ہین اور باپ میرا قسیم حقہ بردار تھا یقین تو ہے کہ
حضور نے نام سنا ہوگا داروغہ نے سیخچی مین آکر کہدیا کہ ہان وہ بہت مشہور آدمی
تھا اور نہایت عمدہ ساقی تہا مگر تو بھی کامل ہے اوس سے کم نہین ہے یہ سنکر نسیم حقہ بردار
نے منہ پر طمانچے لگائے اور کہا کہ مین بھلا اونکا کیا مقابلہ کرسکتا ہون یہ جو کچھ تھوڑا بہت
حقہ بھر لیتا ہون اونھین کا تصدق ہے وہ عجب کمال کے آدمی تھے اونکی جو جو نقلین سنی ہین
وہ قیاس سے باہر ہین ایک روز حاکم قلعہ زنگبار نے فرمائیش کی کہ ایسا حقہ پلاؤ کہ فوراً
بھوک معلوم ہونے لگے اونھون نے کہا بہت خوب اور حقہ بھر کر پیش کیا اونھین ایسی
بھوک معلوم ہوئی کہ سیر بھر کی جگہ ڈیڑھ سیر کھا گئے اور پھر پیٹ خالی تھوڑی دیر کے
بعد پھر کلیجا کھرچنے لگا دن بھر مین من بھر کھا گئے اور پھر بھوکے کے کلیجے مین اک آگ
لگی ہوئی تھی کھانا ادھر پیٹ مین گیا اور ہضم ہوگیا آخر کار آنھون نے کہا کہ ہم اس بھوک
سے باز آئے اب ایسا حقہ پلاؤ کہ بھوک جاتی رہے بس خداوند اونھون نے دوسرا
حقہ جو پلایا تو ایسی بھوک غائب ہوئی کہ اونھون نے تین دن کھانا نہ کھایا آخر کار اونھون نے
کہا کہ بیشک تم اپنے فن مین کامل ہو مگر اب ایسا حقہ پلاؤ کہ طبیعت اعتدال پر آجائے پھر والد
ماجد نے تیسرا حقہ جو پلایا تو جو معمولی وقت غذا کا تھا اوسیوقت بھوک لگی اور جسقدر کھانا
کھاتے تھے اوسیقدر کھایا والد کو بہت کچھ انعام دیا خلعت عطا فرمایا مگر افسوس کہ زمانے کی
گردش نے مصیبت مین پھنسا کر اس نوبت کو پہونچا دیا کہ ہم ٹھوکرین کھاتے ہوئے
یہانتک آئے اور اس حال سے مین کہ ہمارے نوکر بھی ہم سے اچھے ہونگے یہ
کہکر بسورنے لگا داروغہ نے کہا کہ جب بادشاہ بھی مہربان تھا یہ تباہی کیون پڑی
اوسنے کہا حضور بادشاہون کی مہربانی بھی بری ہوتی ہے جو چیز حد سے بڑھ جاتی ہے
اوسمین خرابی پڑتی ہے چونکہ اور ہم پیشہ جلنے لگے تھے اونھون نے بادشاہ

سے کہدیا کہ آپ کافر کے ہاتھ کا حقہ پیتے ہین بادشاہ نے حال مذہب کا دریافت کرکے والد
ماجد سے پوچھا کہ کیا تم لقا پرست ہو اونھون نے کہا کہ حضور ہان جو باپ دادا کا مذہب
تھا وہی ہے ہم ایسے لوگ تو ہین نہین کہ جیسا زمانہ دیکھین ویسا مذہب اختیار کرلین
بادشاہ خدا پرست تھا اوسنے پہلے بہت سمجھایا کہ تم مسلمان ہوجاو جب اوس
شخص کے باپ نے نہ مانا تو بادشاہ نے اوسکو قتل کیا گھر لٹوا لیا مان میری چھپ کر
بھاگ کھڑی ہوئی میرا سن کم تھا اوسنے یہان درہ کوہ مین آکر بود و باش اختیار
کی اور مجھے پرورش کرکے میرا آبائی کام مجھے تعلیم کیا جو کچھ اساسہ ساتھ لیکر
نکل آئی تھی وہ اتنے دلون مین صرف ہوگیا اور فلاکت بڑھنے لگی کہین صورت روزگار
ہی نہ نکلی آخرکار مین نکل کھڑا ہوا اور یہانتک پہونچا اب یہ فلاکت بغیر کسی
رئیس تک رسائی ہوئی دور نہین ہوسکتی اور رسائی رئیس تک بغیر حالت درست
ہونے محال ہے تو بس معلوم ہوگیا کہ تقدیر برگشتہ ہے اور اب اسی حال مین
بسر ہوگی مین نے یہ بھی ایک ڈھٹائی اور بے غیرتی کی جو حضور کو سلام کیا لیکن
حضور بھی ایسے رحم دل تھے کہ میرے حال پر مہربانی فرمائی اور مجکو اپنے ہمراہ
لے آئے ورنہ اکثر لوگون نے تو میری حالت دیکھکر مجھسے کراہت کی اور دھتکار
دیا بھلا حال کون پوچھتا داروغہ کو اسکے حال پر رحم آیا اور کہا کہ تم اس
صحنچی مین رہو ہم سب انتظام کیئے دیتے ہین اور تمکو اپنے بادشاہ کی خدمت مین
لے چلینگے اوسکو حقہ کا نہایت شوق ہے ہر وقت حقہ منھہ سے لگا رہتا ہے
یہانتک کہ سونے سے جو نکلتا ہے تو حقہ مانگتا ہے یہان کسی کو ایسا عمدہ حقہ بھرنا نہین
آتا وہ یقینی تمکو خلعت سرفرازی دیگا مگر ایسا ہی حقہ اوسکو بھی پلانا جیسا مجھے پلایا تھا
اسنے عرض کیا حضور اوس حقہ کی کیا حقیقت تھی ایسا حقہ بھرون کہ تخلخے بند ہوجائین
اسکے بعد داروغہ نے اپنے آدمی سے کہا کہ اسے نہلا دھلا کر اوجلے کپڑے پہناؤ اور
ایک تھیلہ شالباف کا لوٹے وغیرہ رکھنے کے لیئے اسکو دیدو جب یہ سب سامان
درست ہوگیا تو ایک بھاری دوشالہ اوسکی کمر سے بندھوایا اور ایک کلاہ درباری
سر پر پہنائی اور ایک اشرفی ہاتھہ مین دی کہ یہ نذر دینا بعد اسکے اپنے ہمراہ
لیکر داخل قلعہ ہوا اور اس حقہ بردار کو قمقام شیرزور کی خدمت مین پیش کیا
اسنے سلام کرکے نذر دی قمقام نے پوچھا کہ یہ کون ہے داروغہ نے عرض کی یہ ایسا
شخص ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتا حضور کا اقبال تہا کہ ایسا شخص آپکے شہر مین آگیا
آپکو حقہ کا نہایت شوق ہے اور یہ حقہ ایسا بھرتا ہے کہ اسکا مثل نہین ہے حضور ایک
حقہ اسکے ہاتھ کا بھرا ہوا نوش کرین تو یقین ہے کہ پھر کسی کے ہاتھہ کا حقہ مزا نہ دے قمقام کو
اشتیاق ہوا کہا کہ اچھا اس سے کہو کہ بیچوان کی چلم بھرے اسنے تسلیم کرکے چلم ہاتھہ مین لی
اور عرض کی کہ حضور کس خوشبو کا حقہ پسند کرتے ہین قمقام نے کہا کہ حقہ کے خوشبو کا
تو کوئی خاص نام نہین ہے جسے مین بتاؤن اسنے کہا کہ خوشبو تو ہر حقہ مین
ہوتی ہے یہ کوئی کمال نہین ہوا اگر حکم ہو تو حقہ سے گلاب کی خوشبو

آنے کتنے بیلے کی مہک نکلے کیسے خس کی نکہت سے دماغ مین خنکی پہونچے اور اگر ارشاد
ہو تو مشک وعنبر کی خوشبو پیدا ہو جس خوشبو کی فرمایش ہو ویسا حقہ بھر دون قمقام شیر
زور کو نہایت تعجب ہوا کہ حقہ مین اور پھولون کی خوشبو یہ اسی سے سُنا ورنہ ایسا دعوی
آجتک کسی نے نہ کیا قمقام شیر زور نے کہا اچھا یہ جوان تو موتیے کی خوشبو کا بھر دو اُسکے بعد
اور کسی پھول کے خوشبو کا حقہ بھرنا نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بہت خوب اوسی وقت
چلم تیار کی صرف تو اپنی جھولی سے نکالکر جما دیا تھا اور آگ عجیب اندازہ سے رکھی تھی
کہ نہ حقہ خفس رہے اور نہ بھڑکنے پائے جسوقت یہ چلم درست کرکے قمقام کے سامنے
لگا چکا تو اور چلمین تیار کین جن لوگون کو قمقام شیر زور کے سامنے حقہ ملتا تھا اونکے
سامنے پیش کر دین حقون نے دم کھایا اور اب تھوڑی دیر کے بعد طرح طرح کی خوشبوئیں
آنے لگین اب ایک دو دو کش سبنے حقہ پیا سب چلمین مختلف خوشبو کی رہتین
اب جو دھوان ملتا ہے تو عجب مجموعہ بنا تھا کہ سب مست ہو گئے اور تعریف کی
قمقام شیر زور نے بہت بھاری خلعت دیا اور کہا کہ ہم نے تمکو بھنڈی خانہ
کا داروغہ مقرر کیا نسیم حقہ بردار نے خلعت تو لے لیا مگر داروغہ صاحب اپنے
دل مین نہایت پشیمان ہوئے کہ مین ناحق اسکو لایا خود کردہ را علاجے نیست اپنے
ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری کہ میرا عہدہ چھین کر اسکو مل گیا لیکن
نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام محسن کش اور نمک حرام نہین ہے
یہ داروغہ صاحب جو کھڑے ہین یہ میرے محسن ہین انھین کی بدولت مین
حضور تک پہونچا لہذا مجھکو انکا ماتحت رکھیئے اور یہ میرے افسر رہین قمقام
شیر زور نے کہ مجھے اختیار ہے مین جسے چاہون جو مرتبہ دون
تجھے اسمین کیا دخل ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ غلام کی شرافت مین
داغ لگے گا مین ایسی نوکری سے باز آیا چاہے حضور قتل کر دین یا بخشین
مجھ سے محسن کشی کبھی نہو گی یہ سنکر داروغہ صاحب تو اس سے نہایت خوش ہوئے
اور بادشاہ نے بھی بہت تعریف کی اور کہا کہ دوبارہ میرا اصرار تیرے صرف کے
امتحان کے لیئے تھا شاباش و مرحبا اچھا تو اسی کے ماتحتی مین کام کر لیکن تنخواہ ہم تجھے
اوس سے زیادہ مقرر کی کہا اسکا مضائقہ نہین ہے از بسکہ گرما تھا اور پنکھے جھلے
جا رہے تھے نسیم حقہ بردار ہنسا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو یہ چلمین
بدل دون اور اور چلمین بھر کر حقون پر لگا دون پھر دیکھیئے کیا لطف آتا ہے بادشاہ
قلعہ نے اجازت دی اُس نے چلمین پلٹ دین اور توے بدلکر حقے بھر کے
اور سامنے لگا دیئے اب جو ان حقون کو سب نے پیا تو عجیب طرح کی خنکی
محسوس ہوئی کہ پنکھے موقوف کرا دینا پڑے بلکہ کچھ اوڑھنے لپیٹنے کی
ضرورت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ فصل ہی بدل گئی جن لوگون کو حقہ نہین
ملا تھا وہ تو اوسی طرح پسینے مین عرق تھے پنکھا موقوف ہونا
اونکے خلاف گزرا تھا اور پریشان ہو رہے تھے سبنے نہایت تعریف کی

اور کہا کہ تو اپنے فن مین کامل ہے نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو پھر چلمین بدل دون قمقام شیر سوار نے کہا کہ بہتر نسیم حقہ بردار نے پھر چلمون کو بدلا ہر مرتبہ یہ تو اچلم کا بدل دیتا تھا اب جوان حقون کو پیا تو عجیب طرح کی خوشبو نکلی دماغ معطر ہوگیا اور نہ گرمی معلوم ہوئی نہ سردی محسوس ہوئی ایک اعتدال کی حالت تھی قمقام شیر زور نے اسے دوسرا خلعت عنایت کیا اسنے عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو مین یہ خلعت اور روپیہ اپنی والدہ کو دے آؤن کہ فلاکت دور ہو اور وہ بھی جانے کہ بیٹا میرا کسی شاہ و شہریار کے دربار مین پہونچا اور جس وقت واپس آؤن تو کوئی مجھے روکے ٹوکے نہ کیونکہ میرے ہم پیشہ یقینی مجھ سے جل گئے ہونگے اونکے دلون سے دھوئین اوٹھ رہے ہونگے ایسا نہو وہ مجھے نہ آنے دین اور یہ مجھ سے ضامن طلب کرین اور رسائی میری حضور تک محال ہوجائے قمقام شیر زور نے دو سو روپیہ اور دیئے کہ یہ ہماری جانب سے اپنی مان کو دینا اور حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اسے روکنے ٹوکنے کا قصد نہ کرے ورنہ سزائے سخت ملیگی اور اے نسیم حقہ بردار اگر تجکو کسی کیطرف بدگمانی ہو کہ یہ شخص مجھ سے کاوش رکھتا ہے اور یہ بدی سے پیش آئیگا تو مین اسیوقت اوسکو نکالدون نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ نہین حضور اسکی ضرورت نہین ہے جب مالک مہربان و قدردان ہے تو کوئی دشمنی کرکے میرا کیا بنا لیگا کچھ اپنا ہی بگاڑیگا مین یہ بھی نہین چاہتا ہون کہ میری ذات سے کسی کی روزی مین خلل واقع ہو یہ سنکر قمقام شیر زور اور بھی خوش ہوا اور کہا کہ اب جاؤ اور اپنی مان کو روپیہ دیکر جلد واپس آؤ کیونکہ مجھے حقہ کی تکلیف ہوگی اور اب سوا تمہارے کسی کے ہاتھ کا بھرا ہوا حقہ مزا نہ دیگا نسیم حقہ بردار سلام کرکے رخصت ہوا اور باہر آکر داروغہ کے سامنے وہ خلعت اور روپیہ رکھدیا کہ یہ آپ ہی کے بدولت ملا ہے آپ ہی اسکی مالک ہین داروغہ نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ مین تجھ سے بہت خوش ہون کہ تو نے میرے مالک کو خوش کیا یہ مال و دولت تجھے مبارک مجھے اسکی خواہش نہین یہ کہکر پچاس اشرفیان اپنے پاس سے دین نسیم حقہ بردار رخصت ہوکر صحرا مین آیا اور کسی مقام محفوظ پر وہ خلعت و زر دفن کردیا اور آپ پھر آکر اپنے منصب کے موافق کام کرنے لگا قمقام شیر زور نے پوچھا کہ بیٹے ہو آئے تم تو بہت جلد آگئے اچھا ہے حقہ لاؤ مین نے اوسوقت سے حقہ بھی نہین پیا جس وقت سے تم گئے نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام بھی اسی خیال سے وہان

ایک دم نہین ٹھہرا کہ مالک میرا حقہ کیواسطے بیچین ہوگا حالانکہ مین انتظام کرگیا تھا
کئی چلمین لگا کر رکھ گیا تھا اگر دو روز نہ آتا تو بھی حضور کو تکلیف نہوتی مگر مجھکو
تو خود ہی بغیر حضور کے قرار نہین ہے جی یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت پاس بیٹھا ہوا حقہ
پلایا کرون قمقام شیر زور اسکی باتون سے نہایت خوش ہوتا ہے اب اسنے
دو روز اسطور سے گزارے کہ یہ ہر وقت حاضر رہتا ہے جب سونے کا وقت
آتا ہے تو وہین کہین پڑ رہتا ہے اور وہ حقہ بردار جو اسکے پیشدست ہین
وہ جاگا کرتے ہین چلمین بھری رکھیں رہتی ہین جسوقت قمقام شیر زور
حقہ طلب کرتا ہے وہی لوگ حقہ پلا دیتے ہین اب اس عرصہ مین اسنے
یہ انتظام کیا کہ رات کو ایک بجے دو بجے جسوقت دھن مین آئی پھاٹک
کھلوایا رات بھر مین دس دس بارہ بارہ مرتبہ بیکار کو اندر سے
باہر جاتا ہے اور باہر سے اندر آتا ہے کبھی کوئی شئے اندر سے باہر بیجاتا ہی
کبھی کچھ باہر سے اندر لے آتا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ دیکھون کوئی
مجکو روکتا ٹوکتا تو نہین جب دو ایک روز مین اسے اچھی طرح سے
اطمینان ہوگیا تو ایک شب کو اسنے ایک گٹھری لاکر کونے مین رکھدی اور
وقت کا منتظر ہوا اور دل مین سوچا کہ اب ماریا جاتا کہان ہے قمقام شیر زور
حسب دستور و معمول آج بھی دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین آیا اور
حقہ طلب کیا نسیم حقہ بردار نے حقہ بھر کر سامنے لگا دیا قمقام شیر زور
حقہ پیتے پیتے سوگیا معمول یہان کا یہ ہے کہ چار سردار پلنگ کی حفاظت کرتے
ہین اور پہرہ دیتے ہین جب نسیم حقہ بردار نے دیکھا کہ قمقام سوگیا ہے
تو اسنے ایک اور چلم چڑھا رکھی اور وقت کا منتظر ہوا حسب عادت بعد تھوڑی
دیر کے قمقام شیر زور کی آنکھ کھلی اور اسنے حقہ مانگا نسیم حقہ بردار نے
اوسی چلم پر آگ رکھکر جوان پہ لگا دی قمقام شیر زور نے دو ایک
گھونٹ پئے ہونگے کہ سوگیا اور نفیر خواب بیہوشی بلند ہوئی جب نسیم
حقہ بردار نے سمجھ لیا کہ اب بغیر صبح کے ہوشیار نہین ہوسکتا تو حقہ
اوٹھا کر اون سرداروں کے سامنے لایا جو پہرہ پلنگ کا دے رہے تھے
اون لوگون نے حقہ پینے مین تامل کیا اور کہا کہ اے نسیم حقہ بردار
اگر مالک ہمارا اوٹھیگا تو ہمین بے تہذیب بنائیگا اور تجھپر تو خاطر خواہ
عقاب آئیگا ایسی بات نہ کر کہ ہماری وجہ سے تو معتوب ہو نسیم حقہ بردار
نے کہا کہ خداوند یہ تو آپ جانتے ہین کہ میرا حقہ کیسی کیسی تاثیر
رکھتا ہے سب نے کہا کہ چشم دیدہ بات سے کیونکر قائل نہون بیشک تیرے
حقہ مین ہر قسم کی تاثیر پیدا ہوئی ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بس
اطمینان رکھیں آج مین نے ایسا حقہ بھرا ہے کہ جو پی لیگا وہ اسقدر
غافل ہوکر سوئے گا کہ بغیر چونکاتے ہوئے پھر نہ جاگے گا مجھے بیٹھے بیٹھے

خیال آیا کہ آپ لوگ جاگ رہے ہین اور پریشان ہین اس خوف سے سو نہین سکتے کہ ایسا نہو مالک جاگ اوٹھے اور ہمین سوتا ہوا دیکھ ہم سے ناراض ہوجائے ورنہ پہرے کی ضرورت کیا ہے کون ہے جس کے خوف سے پہرہ چوکی قایم کیا جائے پرندہ پر تو مار نہین سکتا ہے فقط قاعدہ اور دستور کی پابندی ہے اون لوگون نے کہا کہ ہان اور رکھا کیا ہے یہان کون دشمن بیٹھا ہوا ہے جسکا خوف ہے لیکن تابعداری بڑی سے ہوتی ہے نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ بس مین نے اسی خیال سے یہ بندگی آپنے والا حقہ بھر کر پلایا کہ بادشاہ بھی چین سے سوئے گا اور آپ لوگ بھی اطمینان سے سو رہین پہلے آپکو جگا لونگا تو اوسکے بعد بادشاہ کو جگاؤنگا یہ سنکر وہ لوگ نسیم حقہ بردار سے بہت خوش ہوئے اور ایک ایک روپیہ چارون سردارون نے انعام کا دیا اور کہا کہ یہ کیا شخص ہے جسکو ہر ایک کی راحت رسانی کا خیال ہے اور سب نے حقہ پیا یہانتک کہ یہ چارون بیہوش ہوگئے اب نسیم حقہ بردار نقلی یعنی ضرغام شیر دل نے وہی چلم ایک مدار یئے حقہ پر رکھکر خدمتگارون کو بھی پلائی یہ سب بھی بیہوش ہوگئے دھوان جو اسکا مہکا پہرے والے بھی اندر سب چلے آئے اور سب حقہ پیا یہانتک کہ جس نے حقہ پیا وہ بیہوش ہوا جب ضرغام شیر دل نے دیکھا کہ اب سب کے سب بیہوش ہین گویا سانپ سونگھ گیا ہے بس اس نے خنجر کمر سے نکال کر اون چارون سردارون کو تو قتل کیا جو پہرہ پلنگ کا دیتے تھے اس کے بعد پشتارہ قمقام شیرزور کا باندھ کر پشت پر لگایا اور باہر نکلا دیکھا کہ ہر طرف سناٹا ہے ہر خیمہ ڈیرے سے نفیر خواب بلند ہے یہ راہ کو طے کرتا ہوا دروازہ قلعہ پر آیا اور دربانون سے کہا کہ دروازہ کھولدو مجھے ایک ضرورت ہے مین باہر جاؤنگا دربانون نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور پشتارہ کو دیکھکر کہا کہ یہ وہی گٹھری ہے تا جو دن کو تم لائے تھے ضرغام شیر دل نے کہا ہان یہ بھرم کی گٹھری ہے حال اسکا تمپر کھل جائیگا اور بہت جلد ظاہر ہوجائیگا ابھی دروازہ نہ بند کرنا مین گٹھری رکھکر ابھی آتا ہون دربانون نے کہا اچھا اور یہ سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے کچھ پوشاک وغیرہ اسے خلعت ہین عنایت ہوئے ہین وہی یہ لئے جاتا ہے اپنے مکان پر رکھکر پھر واپس آجائیگا کیونکہ اسکو اکثر خلعت ملے ہین اور یہ اسی طرح گیا ہے اور خلعت اپنے گھر مین دے کر واپس آیا ہے ہم لوگون سے اس غرض سے چھپاتا ہے کہ کچھ دینا نہ پڑے تو اوسکی ہمین

پروا نہین ہے جانے بھی دو یہ لوگ تو خاموش ہو رہے ہے اور دروازہ کھولے ہوئے انتظار مین بیٹھے ہین اور ضرغام شیر دل جو پشتارہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا سیدھا اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا جلدی جلدی رہروی کرتا ہوا اور پا ئے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے کہ صبح تک اپنے لشکر مین پہونچ جاؤن ایسا نہو اہل قلعہ آگاہ ہوجائین اور تعاقب کرین یہان اسد دلاور بیدار ہوئے نماز صبح سے فراغت کی اور وظیفہ پڑھتے ہوئے خیمہ سے نکلکر ٹہلنے لگے معروف بن اسد اور غضنفر بن اسد اور ادریس بن اندلس بھی آ گئے ذکر ضرغام شیر دل کا ہونے لگا معروف بن اسد نے کہا کہ آج تیسرا روز ہے اور ضرغام شیر دل ابھی تک واپس نہین آئے خدا نکردہ گرفتار تو نہین ہو گئے اسد غازی نے فرمایا کہ ضرغام ایسا نہین ہے اگر حال کھل بھی جائیگا تو لڑ بھڑ کر نکل آئیگا اسواسطے کہ میری طرح وہ بھی نظر کردہ ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ چچا صاحب کو غصہ آگیا اور اپنے سے ہین نکل گئے ایسا نہو کوئی آفتاد پڑی ہو اگر اجازت ہو تو مین جاؤن اسد غازی نے کہا کہ آج اور انتظار کرلو اگر ضرغام شیر دل آج اور نہ آیا تو کل مین خود چلونگا یہی باتین ہتین کہ سامنے سے مہتر ضرغام شیر دل پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور سامنے اسد کے پشتارہ رکھدیا اسد غازی نے مسکراکر فرمایا کہ کہو شیر یا بھیڑ ضرغام شیر دل نے عرض کی غلام آپکا ہمیشہ شیر رہتا ہے بھیڑ کبھی بھی ہوا ہے جو آج ہی ہوتا اسد غازی نے فرمایا کہ اس پشتارہ مین کون ہے ضرغام شیر دل نے عرض کیا کہ قمقام شیر زور حاکم قلعہ - اسد دلاور نے کہا کہ ستون بارگاہ سے اسکو باندھکر ہوشیار کردو جسوقت ضرغام شیر دل نے پشتارہ کھولا اور نظر ادریس بن اندلس کی پڑی دل مین قائل ہوا اور کہا کہ عموجان سبحان اللہ بیشک فن عیاری آپ کے واسطے خلق ہوا ہے مین ایسا نہ سمجھتا تھا آج آپ نے دادا صاحب کی عیاری کا مزا دکھا دیا میری گستاخی معاف فرمائیے گا ضرغام دل نے کہا بابا یہ سب تمہارے ہی بزرگون کا صدقہ ہے یہ میری تعریف بھی اونہین لوگون کی تعریف ہے جنکے فیض تعلیم سے مین اس قابل ہوا تم میرے مرشد زادے ہو مین تمہارا مقابلہ نہین کرسکتا تم اس سے بہتر عیاری کرسکتے ہو مگر چونکہ تمہارے منھہ سے تمہارے سن کے خلاف بات نکلی تھی اس سے مجھے بھی ناگوار ہوا کہ اگر غیر سنیگا تو ہنسے گا گویا یہ بھی تمکو ایک تعلیم ہو گئی تاکہ آئندہ کسی کے سامنے ایسی گفتگو زبان پر نہ لاؤ ادریس بن اندلس کو یہ خیال آیا کہ افسوس آقا تیرا نہین معلوم کس حالت مین ہے چلکر اوسکی خبر لینا چاہیئے یہ سوچکر خیمہ سے باہر نکلا اور جانب زنگبار روانہ ہوا کہ وہین اس نے

اسد ثانی کو چھوڑ اب احوال اسے تو اوسطرف جانے دیجئیے اول حال قمقام شیر زور کا سنیئے کہ جسوقت ضرغام شیر دل نے اسکو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کیا تو اس نے چونکنے مین آواز دی کہ نسیم حقہ لاؤ ضرغام شیر دل نے آواز دی کہ او گبر ناہنجار ہوشیار ہو کہ منم قمقام ضرغام شیر دل عیار اسد غازی آنکھ کھول اور پردے غفلت کے ہٹاد یکھ وہ سامنے شہریار عالیوقار میر اتشریف فرما ہے سلام کر قمقام شیر زور نے گھبراکر آنکھین کھولدین تو مکان غیر کو دیکھا اور اپنے کو ستون بارگاہ سے بندھا ہوا پایا سامنے اسد غازی کو دنگل شوکت پر متمکن دیکھا بس قمقام شیر زور نے کہا اے اسد دلاور تیری جرات وبہادری سے یہ امر بعید ہے کہ تو نے عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا خود مقابلہ سے باز رہا یہ کونسی شان جرأت وہمت ہے اور اسطرح کسی سردار کی حرمت لینا کس مذہب مین روا ہے یہ سنتے ہی اسد غازی نے فرمایا کہ قید اسکی کاٹ دو اور ستون سے کھولکر رہا کردو اب اسکو اسی کے قلعہ کے سامنے سر میدان باندھکر لاؤنگا یہ سنتے ہی ضرغام شیر دل نے جلدی جلدی قید اسکی کاٹ دی اور ستون بارگاہ سے کھول کر رہا کردیا قمقام شیر زور کو حیرت ہوگئی کہ اسد بڑا بہادر ہے جو دشمن کو قابو مین کرکے پھر چھوڑ دیا یقینی یہ میدان جنگ مین بھی مجھکو زیر کرلے گا اور اگر ایسا نہوتا تو ان سرداروں کا حال کیونکر ہوتا پہلو مین اس کے کیسے کیسے بہادر شہرہ آفاق بیٹھے ہوئے ہین کہ روئے زمین پر جسکا مثل مشکل سے دستیاب ہوگا بس یہ خیال کرکے قدمون پر اسد غازی کے گر پڑا اور کہا کہ کیا مجال ہے میری جو آپ سے سامنا کرسکون یہ دیکھکر اسد غازی نے سر اسکا سینے سے لگالیا اور فرمایا کہ اے برادر پہلے مقابلہ کرلو پھر اطاعت اختیار کرنا بغیر امتحان کے گردن جھکانا تو ٹھیک نہین اسوقت نہ سہی دوسرے وقت تمکو یہ خیال گزرے گا کہ شاید مہین اسد کو زیر کرلیتا تو حوصلہ تمہارا باقی نہ رہجائے اور علاوہ اسکے ایک اس سے زیادہ سخت واہم مسئلہ ہے وہ یہ کہ تمکو مین تلقین دین اسلام نہین کرسکتا اور تم کیون منظور کرنے لگے قمقام شیر زور نے کہا کہ سپاہی کو سپاہی خوب پہچانتا ہے اگر مین مقابلہ کرونگا تو ضرور ہی آپ مجھکو زیر کرلین گے اور مذہب بھی آپکا برحق ہے اس لیئے کہ مین نے واقعات آپ کے اول سے سُنے ہین کہ پہلے آپ کمزور تھے مگر جب سے نظر کردہ ہوئے ہین اوسوقت سے آپکے زور کی انتہا نہین ہے اگر مجھ ایسے سو بھی آپ سے مقابلہ کرین گے تو آپکا کچھ نہین کرسکتے آپکا دین متین برحق ہے اب جلد کلمہ طیبہ تلقین فرمائیے مین خوف خونخوار بن دجال سے کانپتا ہوا تھا

ورنہ در اصل مین مذہب بت پرستی کو برا جانتا تھا یہ سنکر اسد غازی نے
کلمہ تلقین فرمایا اور قمقام شیر زور از سر صدق مسلمان ہوا اسد
غازی نے اسکو غسل کرایا دیگل بیٹھنے کو عنایت فرمایا ایک روز اسکی دعوت
وضیافت مین صرف ہوا اب قمقام شیر زور نے عرض کیا کہ امیدوار ہون
کہ قلعہ مین تشریف لے چلئے اسد دلاور نے منظور کیا اور ہمراہ قمقام شیر زور
کے جانب قلعہ روانہ ہوے وہان اہل قلعہ اپنے سردار کے واسطے نہایت
پریشان تھے پہرے والون نے نسیم حقہ بردار کا تمام رات انتظار
کیا یہانتک کہ صبح ہوگئی اور نسیم حقہ بردار پلٹ کر نہ آیا آخر کار اہل
قلعہ بھی بیدار ہوئے جو خدمتگار کہ خوابگاہ قمقام شیر زور مین بے روک
ٹوک آتے جاتے تھے انھون نے جو آکر دیکھا تو عجب قیامت دیکھی
کہ سردار ندارد ہین اور جو لوگ پلنگ کے پہرے پر تھے وہ ذبح کیے ہوے
پڑے ہین ان لوگون نے ہائے واویلا مچائی قلعہ مین ہلڑ ہوگیا کہ مالک
قلعہ کو کوئی لے گیا اور چار سردارون کو قتل کر گیا جسوقت یہ خبر دار وغہ
بھنڈی خانہ کو ہوئی یہ بھی نہایت پریشان ہوا اور نسیم حقہ بردار کو ڈھونڈھنے
لگا پہرے والے بھی پریشان تھے کہ معلوم ہوتا ہے اسی نسیم حقہ بردار
کی کوئی کارروائی تھی وہ گٹھری جو لیکر صاف نکل گیا اور ہمین کچھ بھی پتہ نہ تھا مگر
اب مارے خوف کے منھ سے نہین نکال سکتے کہ ساری بدنامی ہمارے ہی
سر آجائیگی ابتو جو ہوا وہ ہوا دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے اودھر داروغہ بھنڈی
خانہ نسیم حقہ بردار کے نہ ملنے سے پریشان ہوا اور لوگون نے کہنا
شروع کردیا کہ تمہاری بدولت یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا کہ مالک ہمارے
ہم سے چھوٹ کر نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہو گئے داروغہ بھی پشیمان ہے
لیکن کہہ رہا ہے کہ اگر ہم سے نادانی ہوگئی تو تم سب کیون اندھے
ہوگئے تھے اور سمجھ نہ لیا کہ یہ عیار ہے یہان یہی جھگڑا ہے اور ہر ا
تلاش ہر طرف دوڑتے پھرتے ہین کہ یکایک سامنے سے قمقام
شیر زور مع اسد غازی وغیرہ نمودار ہوا لوگ اپنے مالک
کو دیکھکر دوڑے اور استقبال کرکے قلعہ مین لائے قمقام شیر زور
نے دربار کیا امرا و روسائے شہر حاضر ہوئے اب قمقام شیر زور نے پہلے
کچھ کلمات تعریف پروردگار عالم بیان کیے اور کہا کہ مین نے تو اطاعت
اسد غازی کی اختیار کی اور رفاقت خونخوار بن دجال سے
ہاتھ اوٹھایا مذہب باطل کو چھوڑ کر دین خدا پرستی کہ جو مذہب
برحق ہے اختیار کیا جسکو ساتھ میرا دینا ہو وہ بھی ان دونون
باتون کو اختیار کرے ورنہ قلعہ سے نکل جائے یہ سنکر سب نے
عرض کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب آپ نے کچھ لو سمجھا

جو اس مذہب برحق کو اختیار کیا قمقام شیر زور نے مرحبا کہی اور کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان کیا اوسیوقت حکم دے دیتا کہ بتخانے منہدم کرا دیئے جائین اور مسجدون کی بنا ڈالی جائے سکہ بنام بادشاہ اسلام یعنے داراب بن داراب ہمین زرہ جاری ہوا قمقام شیر زور نے نہایت اہتمام سے اسد دلاور کی دعوت کی اور پھر اپنے مصاحبون سے اصلیت نسیم حقہ بردار کی بیان کی کہ یہ مہتر ضرغام شیر دل تھے اور اب اسد غازی نے حال خونخوار بن دجایل کا قمقام شیر زور سے پوچھا اور کہا کہ کسطرف گیا ہے قمقام شیر زور نے بیان کیا کہ اب وہ بربادی شہر اردبیل کے واسطے گیا ہوا ہے اس ملعون نے ایسے ایسے ظلم کیئے ہین کہ قابل بیان کے نہین ہین اسد غازی نے فرمایا کہ افسوس کسی مقام پر اوس سے سامنا ہی نہین ہوتا بس اب مجھے رخصت کرو کہ مین اردبیل جاکر اوس سے مقابلہ کرون اور اگر منظور خدا ہے تو اوسے قتل کرکے بندگان خدا کو اوسکے دست تعدی سے محفوظ رکھون ایسا نہو وہ شہر اردبیل پر پہونچ جائے اور مین نہ پہونچ سکون تو بڑا غضب ہو جائیگا شہر میرا ہی ہے اوس قلعہ مین میری جدۂ ماجدہ ملکہ گردیہ بانو اور میری والدہ معظمہ ملکہ زبیدہ شیر گیر مقیم ہین بس اب مین ایکدم یہان نہین ٹھہر سکتا یہ فرما کر اوٹھ کھڑے ہوئے قمقام شیر زور نے عرض کیا کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ رکاب لیتے چلیئے اسد غازی نے فرمایا کہ میرے ساتھ سختیان بہت ہین کیونکہ مین دو دو تین تین منزل کی ایک ایک منزل کرتا ہوا جاؤنگا تم اپنی جانب سے کسی کو حاکم کرکے چلے آنا قمقام شیر زور نے عرض کیا کہ جسکو حضور ارشاد فرمائین اوسیکو حاکم قلعہ کیا جائے اسد غازی نے فرمایا کہ اسمین میرے کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے جسپر تمکو اطمینان اور بھروسا ہو اوسکو نائب کرکے برائے انتظام ملک چھوڑو اور آپ باطمینان تمام چلے آنا ایسا نہو کہ تم اوسطرف جاؤ اور یہان میدان خالی پاکر کفار جفا کیش شروع کر دین قمقام شیر زور نے عرض کی کہ بہت خوب جیسا حکم عالی ہے ویسا ہی کیا جائیگا اب قمقام شیر زور تو انتظام قلعہ مین مصروف ہے اور اسد دلاور نے تیاری لشکر ظفر اثر کا حکم دیا فوج مین کمر بندیان ہونے لگین جب دوسرے روز لشکر طیار ہوا تو قمقام شیر زور سے رخصت ہوے اور جانب قلعہ اردبیل روانہ ہوئے قمقام شیر زور دور تک پہونچانے آیا اسد غازی نے قسمین دیکر اسکو رخصت کیا اب کچھ حال اوردبیل بن اندلس کا آیا ضرغام شیر دل

پوچھا کہ جب سے مین قلعہ گیلان مین آیا مین نے ادریس بن اندلیس کو نہین دیکھا فرغام خیر دل نے
عرض کی کہ وہ زنگبار چلا گیا کہتا تھا کہ مجھے اپنے آقا اسد ثانی کی فرقت نہایت شاق ہی
اسد غازی نے فرمایا کہ خدا حافظ او رآپ راہی اردبیل ہوئے اب انکو تو رہر دسی اردبیل
مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے پھر داستان ضلالت نشان حوت آئینہ پرست آغاز
کیجاتی ہی ۔ بیا بشنوای ہمدم راستان ٭ کہ بازآمدم بر سر داستان ٭ راویان اخبار وناقلان
آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ جسوقت اسنے شہر سمرقند کی بربادی سے فرصت پائی اور اپنی
دختر بلند اختر یعنے ملکہ طوفان سبز پوش کو مع اسد ثانی دمامیہ دردگوش کے جلا کر خاک کیا
اور بہمن دیوسنگ کو حاکم شہر سمرقند کر چکا تو اب اراکین دولت سے صلاح کی کہ کون سا
ملک خدا پرستون کا یہان سے قریب ہی لوگون نے عرض کیا کہ اب شہر بلخ یہان سے بہت
نزدیک ہی حاکم وہان کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی ہین حوت آئینہ پرست نے حکم دیا کہ لشکر
ہمارا تیار ہوکر شہر بلخ کی جانب روانہ ہو کیونکہ مجھے فرقت اپنے دختر کی نہایت شاق ہی اگر اسد
ثانی اُسکو اپنے تصرف مین نہ لاتا تو مین کیون اُسکو قتل کرتا اب جسوقت تک تمام خدا پرستونکو
پردہ دنیا سے نشانہ نونگا اسوقت تک یہ داغ دل سے نہ مٹیگا حسب الحکم حوت آئینہ پرست
فوج مین کمر بندیان ہونے لگین اور دوسرے روز کوچ کرکے طرف شہر بلخ کے روانہ ہوا طی مراحل
وقطع منازل کرتا ہوا قریب شہر بلخ کے پہونچا یہ خبر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو ہوئی کہ کوئی
کافر مرتد حوت آئینہ پرست پیدا ہوا ہی وہ آپ کے ملک پر آیا ہی اور سُنا ہی کہ اُسنے شہر سمرقند کو
غارت وبرباد کر دیا تمام شہر کو مع دولا بہ سمرقندی پھونک دیا بڑے بڑے ساحر زبردست اُسکے
ہمراہ ہین اور ایک ساحرہ کہ نام اُسکا مبہوت جادو ہی وہ معشوقہ حوت آئینہ پرست کی ہی اُسکے سحر کی
پناہ نہین ہی تمام شہر سمرقند کو اُسنے پھونک دیا اب اسطرف آیا ہی اور کہتا ہی کہ نام خدا پرستون کا
صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا ان دونون بھائیون نے آپسمین صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کوئی راے
مستقل نہ قایم ہوئی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ ستارہ خدا پرستون کا گردش مین ہی اور
زمانہ تباہی وبربادی اہل اسلام کا آگیا ہی مگر کیا چارہ ہی جو مرضی پروردگار عالم کی اسوقت سعید بلخی
عیار انکا سامنے موجود تھا ہوشیار بلخی کی نظر جو سعید پر پڑی کہا کہ ای سعید تو مرد سعید ہی اور شاگرد
خواجہ عمر بن امیہ ضمری کا ہی جو شاہزادہ ولایت اول تھے اور رشیں تراشندہ کافران وسر برندہ
جادوگران انکا لقب تھا تمھین کوئی فکر کرو کہ اس بلاے بد سے نجات ہو اور بندگان خدا
شر سے حوت آئینہ پرست کے محفوظ رہین سعید بلخی نے گردن جھکائی اور عرض کی کہ غلام نوازی
کرے گا آیندہ مقدر ہی یہ کہکر اُسیوقت قلعہ سے نکلکر جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوا وہان
حوت آئینہ پرست جسوقت سامنے قلعہ بلخ کے پہونچا لشکر کو اُتارا بارگاہین بپا ہوئین تمام صحرا
فوجون سے مملو تھا ہر طرف خیمے اور ڈیرے چھولداریان نظر آتی تھین بازار لشکر کے کھل گئے گھوڑے
کھٹکنے لگا جسوقت حوت داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا اراکین دولت حاضر ہوے ایک دنگل پر
صلصال بن ذال دیو بن شمامہ جادو بھی بیٹھا ہوا تھا حوت آئینہ پرست نے دبیر کو حکم دیا
کہ نامہ بنام ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی لکھا جائے مضمون اوسکا بتلا دیا تھا جسوقت دبیر نے
نامہ لکھکر تیار کیا اور حاضر خدمت کیا حوت آئینہ پرست نے نامہ کو ملاحظہ کرکے سر بمہر کر دیا اور

کہ جواب اس نامہ کا لاؤ طوماس نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور بارگاہ سے نکلکر بارہ ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیکر جانب قلعہ بلخ روانہ ہوا خبر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی کو ہوئی باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے
آخر یہ رائے قرار پائی کہ ایلچی کو استقبال کر کے بلا لیا جائے اور دیکھنا چاہیے کہ اُسنے لکھا کیا ہی بعد
اسکے جو مناسب سمجھا جائے وہ کیا جائے جسوقت یہ رائے قرار پاگئی تو چند افسر دلکو اپنی فوج کے برائے
استقبال روانہ کیا ایلچی نے جو لوگون کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اسی مقام پر ٹھہرا کہ معلوم
یہ کس قصد سے آتے ہین ادھر ان لوگون نے باگین مرکبون کی روکین اور ایک شخص ممعن سے
علیحدہ ہو کر پاس طوماس شیر سر کے آیا اور کہا کہ تشریف لائیے ہم لوگ برائے استقبال آئے ہین
جنگ و جدال کے ارادہ سے نہین آئے ہین طوماس شیر سر ان لوگون کے ساتھ داخل قلعہ ہوا
ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے پیشتر سے اسکے واسطے دنگل بچھوا دیا تھا طوماس دنگل پر بیٹھا
ہوشیار بلخی نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام شراب کے پیئے جسوقت دماغ طوماس شیر سر
کا نشۂ بادہ سے گرم ہوا پکارا کہ سن نامہ دار سن نامہ دار شاہان قلعہ نے نامہ طلب کیا طوماس شیر سر
نے نامہ پگڑی سے نکال کر پیش کیا اور کہا کہ اس نامہ سے بغض و حسد نہ نکالیے گا کیونکہ کلمات
سخت و سست اسمین تحریر ہین ہوشیار بلخی نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہین کہ کاغذ پر غصہ نکالین
اسکے بعد لفافہ چاک کر کے نامہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی آگاہ ہو کہ خداوند
آئینۂ عجب خداوند حیرت نما ہی تمکو چاہیے کہ اُسے سجدہ کرو اور اطاعت خدا پرستون کی اور دین
خدا پرستی کو ترک کرو کیونکہ اب وقت حمزہ صاحبقران اول کا نہین ہی اور ہمارے ساتھ
ہمارا مالک قدیم صلصال بن دال بن دیوین شمامہ جادو بھی ہی تمکو چاہیے کہ حاضر ہو کر دربار
کلام کرو تمھارا آنا جملہ واجبات سے ہی یہ مضمون دیکھکر ان دونون بھائیون نے جواب تحریر
کر دیا کہ ہم کل صبح کو حاضر دربار ہو نگے اور نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کر دیا طوماس شیر سر
خوشی خوشی نامہ لیے ہوئے بارگاہ حوت آئینہ پرست مین آیا اور جواب نامہ کا دیکر زبانی بھی
بیان کر دیا کہ کل صبح کو دونون بادشاہ بلخ آئینگے اور خلق ہی کی ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی کی
نہایت تعریف کی حوت آئینہ پرست یہ سنکر خاموش ہوئی اور جلسہ عیش و نشاط برپا کیا اب یہ تو
مصروف جشن ہی دور بادۂ ناب کا چل رہا ہو ساقیان نمکین ساق حاضر ہین آوازین ہوشا
ہوش و نوشا نوش کی بلند ہین طائفہ حاضر ہین ناچ ہو رہا ہی اور شاہان قلعہ اس فکر مین ہین کہ
دیکھیے کل کیا گفتگو پیش آتی ہو لیکن اول حال مہتر سعید بلخی عیار طرار کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ
یہ قلعہ سے نکلکر داخل لشکر حوت آئینہ پرست ہوا ہمہ اسی فکر مین ہی کہ کیا کرون کیونکر آن جلو گردن
کو مارون جنپر حوت آئینہ پرست کو دیوے اور بحر وساہی فکر کرتے کرتے صورت اپنی ایک زن
جمیلہ کی بنائی اور قریب ایک خیمہ کے بیٹھکر رونا شروع کیا وہ خیمہ آئینہ دار کا تھا جسکے پاس پرستش
حوت آئینہ پرست کے آئینے رہتے تھے اُسنے جو آواز دردناک سنی خیمہ سے باہر نکل آیا دیکھا
کہ ایک خوبصورت عورت بیٹھی رو رہی ہی آنسو جو نرگسی آنکھون سے بہہ بہہ کر عارض پر آتے
ہین تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ شبنم کے قطرہ برگ گل پر پڑے ہوئے ہین آئینہ دار نے پوچھا کہ اے نیکبخت
کیون روتی ہی تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہی اُسنے کہا کہ حال میرا بیان کے قابل نہین ہی میری دکی
مثل ہی کہ اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کیا کہون کہ کون ہون اور یہانتک کیونکر آئی ہون ہنوز بلبل چمن گل

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون ٭ اصل واقعہ میرا یہ ہے کہ مین ہمراہ اپنے شوہر کے اسکے مکان جاتی تھی راہ مین قزاق ملے انھون نے شوہر کو میرے مار ڈالا اور تمام زیور و زر چھین لیا مین تباہ و برباد ہو یہان تک آکر پہونچی اور اپنے حال زار پر رونے لگی کہ اب کہان جاؤن اور کیونکر اپنی زندگی بسر کرون اول تو راستہ اپنے مکان کا یاد نہین دوسرے اگر پہونچی بھی تو لوگ مجھکو بدنصیب اور سبز قدم کہین گے اگر نہین جاتی ہون تو زندگی کسکے ساتھ بسر کرون مجھے کون پوچھے گا نہ صورت نہ دولت آئینہ دار تو اسپر شیفتہ ہی ہو چکا تھا کہا اے جان جہان صورت تو تمھاری ایسی ہے کہ پریان بھی صدقے کی ہین تم جسکا ہاتھ پکڑلوگی وہی تمھارا ساتھ دیگا اور خوشی سے تمکو رکھیگا یہ سنکر اس عورت نے آنسو پونچھے اور کہا کہ جب کوئی ایسا ملے تو جانین زبان سے سب کہتے ہین مگر نباہتا کوئی بھی نہین چارون کے سب ساتھی ہوتے ہین ہمیشہ وہی ساتھ دیتا ہے ماں باپ جسکے ہاتھ مین ہاتھ دیدیتے ہین مثل مشہور ہے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ ہے دوہا جوبن تھے جب روپ تھے گاہک تھے سب کوئے ہے جوبن رتن گنوائے کے بات نہ پوچھے کوئے ٭ یون تو بہت سے ہین لیکن مین تو ایسا چاہتی ہون جو زندگی بھر نباہے آئینہ دار نے کہا اگر تم بھی منظور کرو تو مین تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہون کہو تو شادی کرلون اور جلوس کے ساتھ تمہین اپنے گھر لیجاؤن مگر ہان ابھی سفر کی حالت مین ہون بادشاہ میرا اس ملک پر آیا ہوا ہے مین اسکا آئینہ دار ہون جب جنگ سے فرصت ہوگی اور قلعہ پر قبضہ ہو جائے گا تو مین اسی قلعہ مین تمھارے ساتھ شادی کرون گا اس عورت نے یہ سنکر گردن جھکالی آئینہ دار نے خاموشی نیم رضا سمجھکر ہاتھ پکڑلیا یہ عورت بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ آئینہ دار کے خیمہ مین آئی آئینہ دار نے سامان دعوت مہیا کیا اور تمام اسباب آسائش درست کرادیا اسکے بعد کہا کہ اب مین اپنے مالک کی خدمت مین جاتا ہون گھر تمھارے سپرد ہے یہ کہکر صندوق کھولا اور ایک آئینہ قد آدم نکال کر باہر رکھا اس عورت نے پوچھا یہ کیا چیز ہے آئینہ دار نے کہا اس آئینہ مین تصویر خداوند آئینہ کی ہے جسکی ہم لوگ پرستش کرتے ہین عورت نے کہا ذرا ہمین بھی دکھا دو ہم بھی دیدار خداوند سے مشرف ہو وین اسنے کہا کہ دیکھو اور غلاف اس آئینہ کا دور کیا اور یہ کہا مین خدمت مین بادشاہ کے جاتا ہون جسوقت کوئی چوبدار آئے تو یہ آئینہ اسکو دیدینا یہ کہکر اسطرف روانہ ہوا یہان سعید بلخی نے میدان خالی دیکھکر اس آئینہ کو درست کیا صرف شیشہ علحدہ کرکے پشت پر اسکے تصویر سور کی لگادی اور تصویر حوت آئینہ پرست کی جلا ڈالی اور آئینہ پر غلاف چڑھا کر رکھدیا اور آپ پشت خیمہ کی طرف اپنے نکل جانیکا راستہ بنا کر خاموش بیٹھ رہا کہ جسوقت چوبدار آئے اور آئینہ مانگے تو مین آئینہ اسکے حوالے کرکے چلدون وہان آئینہ دار جا کر خدمت حوت آئینہ پرست مین پہونچا تمام رات شریک جلسہ رہا جسوقت صبح ہوئی تو حوت آئینہ پرست کو خبر ملی کہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی چالیس آدمیون سے آئے ہین یہ سنکر حوت آئینہ پرست بہت خوش ہوا اور زر باج شتر لب اور طوماس شیر سر و مہتر ذو فنون و مہتر قیاس عیار کو بارہ سو سوار دیکے براے استقبال روانہ کیا یہ سب گئے اور راستے مین حاکمان قلعہ بلخ سے ملے اور اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ

ہوئے حوت آئینہ پرست نے انکے واسطے پیشتر سے دنگل بچھوا دیئے تھے اور چالیس کرسیان
قرینے سے بچھوا دی تھین جب لوگ آکر بیٹھے حوت آئینہ پرست نے ساقی کو اشارہ جام دینے کا
کیا ہوشیار بلخی مرد ہوشیار ہی یہ اس اشارہ کو سمجھ گیا اور کہا کہ مجھے شراب سے تو معاف رکھیے
حوت آئینہ پرست نے سبب پوچھا ہوشیار بلخی نے کہا کہ ہم لوگ غیر مذہب کے ہاتھ سے شراب
نہین پیتے ہین حوت آئینہ پرست نے کہا تم آسمانی خدائے نادیدہ کو مانتے ہو تمنے کبھی کوئی کلام
بھی کیا ہی اور جواب تمکو اس سے ملا ہی ہوشیار بلخی نے کہا کہ معاذ اللہ کہین خدا بھی بندون
سے اسطرح کلام کرتا ہو جسطرح ہم لوگ آپسمین جو چاہتے ہین گفتگو کرتے ہین حوت آئینہ
پرست نے کہا جب تم اپنے خدا سے کلام نہین کر سکتے تو خدا تمھارا تمھارے مقصد کیونکر
پورے کر سکتا ہی ہوشیار بلخی نے کہا وہ خدا کیا جو بندون کے حال سے بغیر واقف کیے
ہوئے خود ہی آگاہ نہ ہو ہمارا پروردگار عالم ہمارے ہر حال سے خوب واقف ہی اور وقت مصیبت
مین ادھر ہمنے اپنے دل مین اسکو یاد کیا ادھر اسے معلوم ہوگیا بلکہ ہم چاہین اسکو بھول بھی جائین
وہ ہمین کسیوقت مین نہین بھولتا اور ہر وقت مشکل مین ہماری مدد کرتا ہی یہ سنکر حوت آئینہ پرست
نے کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے پر نہ چلے اور جنگ کی ٹھہری تو کیا تمھارا خدا تمکو بچا لیگا ہوشیار بلخی
نے کہا کہ اگر قضا ہماری ابھی نہین ہی اور خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہی تو تم کیا ہو اگر تمام عالم
ایک مور ضعیف کو مار ڈالنا چاہیے تو بھی ممکن نہین اور اگر قضا ہماری آچکی ہی تو کوئی چارہ نہین
ہی جو مرضی خدا کی بندے کو کیا عذر ہی حوت آئینہ پرست نے یہ سنکر آئینہ پرستش اپنا طلب کیا آئینہ دار
نے لاکر آئینہ پیش کیا اور غلاف اسکا اتار کر سامنے حوت کے لگا دیا حوت آئینہ پرست نے جو آئینہ پر
نظر کی تو صورت حوت آئینہ پرست کی سور کے مانند معلوم ہوئی صلصال قریب بیٹھا تھا اسکی نظر
بھی آئینہ پر پڑی بیساختہ ہنس پڑا اور جھک کر سلام کیا اور کہا کہ آج صورت اصلی خداوند کی
دکھائی دی حوت آئینہ پرست نے کہا یہ کیا صلصال نے کہا خطا معاف آپ تو آئینہ مین نہین معلوم ہوتے
بلکہ سور دکھائی دیتا ہی حوت آئینہ پرست نہایت خفیف ہوا اور پردہ آئینہ پر ڈالدیا اور آئینہ دار
سے کہا کہ لیجاؤ آئینہ دار نے سامنے سے آئینہ اٹھا لیا مہتر سعید بلخی اپنے کام کو انجام دیکر یہان
آگیا تھا پاس ہوشیار بلخی کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپنے اپنے خداوند کی اچھی طرح زیارت کرلی حوت
آئینہ پرست نے کہا ہان اب اسنے جھک کر کان مین ہوشیار بلخی کے خلاصہ اپنی عیاری کا بیان
کیا اور کہا کہ اس آئینہ مین مین نے تصویر سور کی بنا دی ہی اسی سبب سے یہ کفار آئینہ نہین دکھاتے
کہ خفت ہوگی ہوشیار بلخی نے حوت آئینہ پرست سے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ ہم بھی آپکے خداوند
کو دیکھنے صلصال نے دیکھا کہ سامنے ان خدا پرستون کے ذلت ہوگی کہا اسوقت خداوند یہ ہم
ہین کچھ اور ہی صورت دکھاتے ہین اور اپنی ہیئت اصلی کو چھپاتے ہین یہ موقع تمھارے دکھانے کا
نہین ہی یہ سنکر ہوشیار بلخی کو تاب ضبط نہ رہی اور پکارا کہ حیف ہو تمھارے دین و مذہب پر کہ خدای
پاک کی پرستش سے روگردانی کرتے ہو اور ایک جانور نجس جس سے بدتر کوئی جانور نہین اسکو
سجدہ کرتے ہو یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اے ہوشیار بلخی تم مجھسے بگڑ کر جاتے
تو ہو مگر اتنا خیال رہے کہ کل تمام قلعہ کو پھونک دونگا ہوشیار بلخی نے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و
مذہب کی کہ کوئی دقیقہ ہماری ایذا رسانی مین فروگذاشت نہ کرنا یہ کہکر بارگاہ کے باہر آیا اور پشت

مرکب پر بیٹھکر اپنے ہمراہیون سمیت روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ مالک ہمارا بخیر و عافیت
آتا ہے بہت خوش ہوئے نقارہ خوشی بجایا اور استقبال کرکے لیگئے اب یہ تو منتظر
مرگ و آمادہ قضا ہوکر قلعہ مین بیٹھے ہین اور جوت آئینہ پرست ہوشیار و گوشیار کے
جانے کے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ یہ اپنے دل مین کیا نفرین کرتے ہونگے اور منہ
پر بھی بہت کچھ کہہ گئے آئینہ دار سے پھر آئینہ طلب کیا جسوقت آئینہ سامنے لاکر پیش کیا جوت
آئینہ پرست نے اک لات ماری کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور کہا یا خداوندا آپ نے ہمکو ذلیل کیا ہمنے
آپکو ذلت دی عیارون نے جو مکر سے اس آئینہ کے اٹھا کر دیکھے کہا یا خداوند یہ وہ آئینہ نہین
ہے یہ بدلا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ کام سوا عیار کے دوسرے کا نہین ہے یہ کہکر اب دوسرا
آئینہ پیش کیا اور کہا کہ انمین اپنی صورت زیبا کو ملاحظہ فرمایئے جوت آئینہ پرست نے دوسرے
آئینہ مین جو صورت اپنی دیکھی اصلی پائی اُس خیظ و غضب مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
کہ ان سب کو پہونچا دونگا حسب الحکم نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی
سعید بلخی لشکر مین آیا ہوا تھا کہ قابو چلے تو بہبوت جادو کو مارون یہان نقارہ رزمی
بج گیا یہ جلدی سے خبر لیکر قلعہ مین آیا اور ہوشیار بلخی کو آمادہ کفار سے ہوشیار کیا ہوشیار بلخی
نے بھی ناچار ہوکر طبل بجوا دیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اہل قلعہ نے حسب دستور
انتظام قلعہ کا درست کرلیا لیکن مایوس مین اسلئے کہ معلوم ہوچکا ہے کہ مقابلہ ساحرون کا ہم لوگ
کیا کرسکتے ہین جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور وقت صبح کا ہوا تو اہل قلعہ
نماز پڑھ پڑھکر آمادہ مرگ ہوگئے اور جوت آئینہ پرست لشکر لیکر سامنے قلعہ کے آیا کہ تماشا
ان لوگون کے جلنے کا دیکھون نیز بہبوت جادو اپنا سمت سحر آرائی مین ہوئی نمودار
ہوئی جھولی سحر کی پاس اسکے رکھی ہوئی ہے جسوقت یہ صف لشکر مین شامل ہوئی تو ایک
شیشہ اسمین نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر ڈاٹ اسکی کھولی اُس شیشہ مین دھوان
بند تھا ڈاٹ کھلتے ہی دھوان شیشہ سے نکلا بہبوت جادو نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ دھوان
ابر بنکر قلعہ بلخ کی جانب روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو آمد اس ابر کی دیکھی سمجھ گئے کہ اب مینہ بارش
باران قضا ہوا چاہتی ہے اب وہ ابر ہر طرف پھیلنے لگا اور محیط ہونے لگا یہان تک کہ تمام قلعہ کو گھیر
لیا یہ دیکھکر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور
عرض کرنے لگے کہ ای فریادرس بیکسان و ای دادرس غریبان اس وقت مصیبت مین ہماری مدد کر کہ سوا تیرے
اس وقت مشکل مین کوئی بچانے والا نہین ہے شعر یونس کو تو نے بطن سے ماہی کی دی نجات ؎
ہے سہل تجکو حل مہمات و مشکلات ؎ ہماری بھی مشکل کو حل کر تمام اہل قلعہ مین شور فریاد و فغان بلند
تھا کہ ننھے ننھے بچے تک بلک بلک کر رو رہے تھے اور چھوٹے چھوٹے ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا مین مانگ
رہے تھے عورتین بال کھولے ہوئے صحن خانہ مین کھڑی ہوئی فریاد کر رہی تھین کہ ناگاہ تیر دعا ہدف
مراد پہ پہونچا اور جانب آسمان سے ایک اور ابر سرخ رنگ نمودار ہوا کہ برقین اس ابر مین چمکتی ہوئی
سنسناتے ہوئے گرج رعد کی اک مرتبہ اک برق چمک کر اوس ابر سرخ رنگ سے اس ابر سیاہ پر
گری کہ ابر شق ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک عورت ساحرہ وضع نہایت حسین گرلباس سفید پہنے
ہوئے جو راندون کا دستور ہے نمودار ہوئی ایک شیشہ اسکے ہاتھ مین تھا جلدی سے ڈاٹ شیشہ کی

پھونککر کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ ای ابر اپنی ہیئت اصلی پر آجا پس یہ کہنا تھا کہ وہ تمام ابر سیاہ
دھوان بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا اب اُس عورت نے نعرہ کیا کہ ستم ملکہ محروق جادو ہوشیار
بلخی نے گوشیار سے کہا کہ آپ نے انکو پہچانا یہ معشوقہ مین شاہزادہ شیرویہ عالیمقام کی
انہون نے عشق شیرویہ مین اپنی جوانی کو برباد کیا اور حسن و جوانی کو خاک مین ملادیا اہل قلعہ
نے آواز دی کہ ای ملکہ آئیے تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست ٭ کرم نما و
فرود آکہ خانہ خانہ تست ٭ یہ سنکر محروق جادو بالاے قلعہ تشریف لائین ساتھی ہی دوسرا ابر
طاؤسی رنگ پیدا ہوا اور آتے آتے بالاے قلعہ پہونچکر شق ہوا اس ابر سے توسن جادو اور
طاؤس جادو طلسم جان بن جان کی شاہزادیان پیدا ہوئین محروق جادو نے انکو پہچانا اور
کہا کہ آؤ بہن ایک مدت کے بعد تمکو دیکھا الحمد للہ کہ جب امیر کشورگیر ملک فرعونیہ گئے تھے اور
مقابلہ زلزلہ جادو سپہ سالار ساحر حشمش سے ہوا تھا تو ہم بھی براے مدد آئی تھین وہان
تمکو دیکھا تھا یا آج دیکھا کہ اسوقت ہم تم دونون جوان تھے اب بوڑھے ہوگئے توسن جادو
اور طاؤس جادو محروق جادو سے ملین اور بہت روئین کہا کہ ای بہن جو مصیبت فلک نے
ہمپر ڈالی ہے خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے کہ کس سن سے تم رانڈ ہوئین جس سن کی لڑکیان بیاہی
کو بھی نہین اور اسوقت تک تمنے لباس ماتم نہ اتارا اور نام پر شیرویہ عالی وقار کے زندگی بسر
کردی محروق جادو کا غم تازہ ہوگیا اور آنکھون سے آنسو یاد شیرویہ مین جاری ہوگئے
جسوقت جوش گریہ کم ہوا محروق جادو نے کہا بہن اب یہ دعا کرو کہ خدا مجکو بھی دنیا سے
اُٹھالے اور پاس شیرویہ عالی وقار کے پہونچ جاؤن بعد اسکے لشکر ان لوگون نے
قلعہ سے باہر نکالا اور خیمہ برپا کیا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی بھی فوج لیکر قلعہ کے
باہر نکلے اور بارگاہ مین برپا کین جسوقت محروق جادو آئی ہے اور سحر مبہوت جادو کا قید
کیا ہے تو مبہوت جادو یہ سوچکر خاموش ہو رہی کہ یہ بھانجی ہے میری اگر سمجھانے سے کہنا مان
تو کیون اسے قتل کرون اور روح کو اپنی بہن کی تڑپاؤن اب اسنے ایک نامہ محروق جادو
کے نام تحریر کیا اور ایک تیلی پیتل کی چھوٹی سی نکالکر اسکو دی اور اسم سحر دم کرکے آواز دی
کہ جا اور جواب نامہ کا لیکر آ اور نامہ محروق جادو کا تہا دیا فوراً وہ تیلی پر پرواز پیدا کرکے اُڑی
اور جانب محروق جادو روانہ ہوئی یہان محروق جادو خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی توسن جادو
اور طاؤس جادو پاس بیٹھی ہین شکوے شکایت آپسمین ہو رہے ہین ایک دوسرے
سے کہتی تھی کہ بہن تم بیمروت ہو وہ کہتی تھی کہ تم بیمروت ہو اور کبھی آتی بھی نہین اور بلاتی
بھی نہین کہ یکایک بجلی چمکی اور تیلی سامنے آکر ٹھہرائی محروق جادو نے کہا کہان سے
آئی ہے اور کیا پیام لائی ہے تیلی نے چھوٹا سا ہاتھ بڑھاکر رقعہ ہاتھ مین محروق جادو کے دیا اور جواب کے
منتظر کھڑی ہوئی محروق جادو نے رقعہ ہاتھ سے اُس تیلی کے لیا اور دیکھا اسمین لکھا ہوا تھا کہ ای محروق
جادو تو میری بھانجی ہو کر مجھ سے لڑنے کا قصد کرتی ہے تجھے شرم نہین آتی تیری ماں تو ہمیشہ مجھ سے
سحر یا اصلاح لیا کرتی تھی تو اُس قابل ہوئی کہ مقابلہ کرنے آئی ہے اور ایک ساحر میرا اسیر کرکے سخت نادان ہے
پس بہتر و مناسب یہ ہے کہ ان خداپرستون سے علیحدگی اختیار کر اور مدد دے انکے باز رہ میرے پاس چلی آ
جیسے بہن کی بیٹی ویسی میری مین تجھے اُسی طرح سمجھونگی جسطرح بہن تجھے سمجھتی ہین اور کسی شاہزادہ

کے ساتھ شادی بھی تیری کر دونگی کیون لطف زندگی کھوتی ہو اور ایک شخص کے نام پر بیٹھی ہوئی ہو جس سے ملنے کی اب زندگی مین امید ہی نہین یہ دیکھکر محروق جادو آگ ہوگئی اور پشت نامہ پر جواب لکھا کہ خالہ امان تم ایسی عورتون نے خاندان کا نام ڈبویا ہو بہو بیٹیان ایک کے نام پر نہین بیٹھتی مین تو کب آئے دن یار کیا کرتی ہین پس یہ تمھین کو مبارک رہے مین تم سے صاف صاف کہے دیتی ہون اگر تم ان خداپرستون کے قتل سے باز رہو اور جسطرف سے آئی ہو اسیطرف چلی جاؤ تو خیر ہے ورنہ ممکن نہین کہ میری موجودگی مین شہر بلخ کے مور و ملخ کو بھی تم ایذا پہونچا سکو اور جہان تک ممکن ہوگا مین تمھارے قتل مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرونگی اور تمکو بھی قسم ہو اپنے دین و مذہب کی کہ تم میرے قتل مین بھی کوئی کمی نہ کرنا اسلیے کہ مین خود جینے سے عاجز ہون اور زندگی سے تنگ ہون یہ لکھکر اُسی تیلی کے حوالہ کیا تیلی جواب نامہ لیکر مبہوت جادو کے پاس آئی اور نامہ دیا مبہوت جادو نے نامہ اُس تیلی کے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور مضمون نامہ دیکھکر نہایت غیض و غضب مین آئی کہ اس چھوکری کی شامتین آئی ہین لو اور سنو چھوٹا منہ اور بڑی بات اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کے گرجنے کی خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا شعر ز نقارہ آواز آمد برون ؛ کہ دو اسمت دو قسمت گردون دون ؛ دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ہوشیار بلخی نے محروق جادو سے کہا کہ مجھے ایک بات کا تعجب ہے وہ یہ کہ دستور لشکر ساحران کا یہ ہے کہ جب انکو کسی سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے تو وہ سحر اپنے جگا لیتے ہین بیرون کو قوت دیتے ہین مگر آپ آج خاموش بیٹھی ہین کہ لبون کو جنبش تک نہین محروق جادو نے کہا اے ہوشیار مین نے ایک مدت سے سحر ترک کر دیا ہے مگر تو یہ نہین کی تھی اسی دن کے واسطے کہ مبادا لشکر اسلام پر کوئی وقت نازک آپڑا تو مین جانبازی کرونگی اور انکو بچاؤنگی وہی ہوا کہ وہ دن پیش آگیا اب جو خدا کرے گا وہ میدان جنگ مین ہوگا اب ہوشیار بلخی نے توسن جادو و خاوس جادو کی طرف دیکھا انھون نے بھی یہی جواب دیا ہوشیار بلخی خاموش ہو رہا ادھر مبہوت جادو نے لشکر سے علیحدہ خیمہ اپنا برپا کیا اور ساحرون کو اپنے گرد خیمہ کے جمع کر کے سحر جگانا شروع کیا راوی بیان کرتا ہے کہ اسطرف گروہ گروہ نابکار کا ان غدار رات بھر یون جوگ روگ مین سرگرم رہے حلوا کیا پکاتے وہ خام عقل یہی وضع کہ دل اُنکے نرم تھے نہایت ہی بے شرم تھے آگ کے شعلہ کی سربلندی سے خودپسندی صاف روشن تھی اہل اسلام کے نام سے وہ ناری جلتے تھے سب آئینہ پرست تھے نشہ جرات اگ روباہ خصالون کے آگے شیر بیشہ شجاعت کی پست تھے کوئی کچھ بڑبڑایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ یا بھوانی مہارانی کرشمہ تازہ دکھاؤ تو درحرم نچے اور جیو بچے اور کوئی کہتا تھا کہ یا گنگا مائی ہرجائی تیری دوہائی ہمارے سر پر آفت آئی اور کوئی تلک دھاری اپنی باری یون بڑبڑاتا تھا کہ میرے سحر کا کبوتر تیر پر ہو تمام خداپرستون کو جلا آئے غرض یہ بدذات ایسے کلمات لوح دیچر بکتے رہے اور آپس مین خیالی پلاؤ پکتے رہے ناگہان دیکھا کہ فراش سپہر خرامد مہر سنکر دو گھڑی پیشتر چادر نور لیکر بدستور فلک نیلوفری پر پہونچا اور لیکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب شب کو چہرہ سے دور کیا اور تمام عالم ایجاد کو نور سے معمور کیا از زمین تا سپہر برین ضیاء حسن جبین پرتو نور رخسار سے تطلع

انوار کیا مگر ماہ تاباں آمد مہر درخشاں سے قبل حیران و سرگرداں رواں دواں ہو کر دامن
کہکشاں میں پنہاں ہوا شعر مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے ٭ پھولا گل خورشید نسیم
سحر گاہ سے ٭ صبح شام خدا پرستوں نے فریضہ سحری کو ادا کر کے رخ میدان کارزار کا کیا
اسطرف ملکہ محرّدق جادو و توسن جادو و طاؤس جادو آکر میدان میں قائم ہوئیں اور اسطرف
بھبوت جادو فوج ساحران غدار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان میں آکر صف آرا ہوئی بعد آراستگی
صفوف قتال و جدال نقیب و نجیب دیکر نکل گئے تھے کہ بھبوت جادو کے لشکر میں دُہلے اور دبرو
بجنے لگے سنکھ پھکنے لگے ہر طرف ترسول پہنول چمک رہے تھے ساحر جانوران سحر پر سوار ماتھوں پر
قشقے کھینچے ہوئے ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے زنار گلوں میں پڑے ہوئے جھولیاں سحر کی کاندھوں پر
لٹکتی ہوئی نعرہ یا سامری یا جمشید کے بلند کرنے لگے بھبوت جادو ایک بندریا کا بچہ اپنے
کاندھے پر بٹھائے ہوئے تھی کہ ایک مرتبہ ایک ساحر لشکر بھبوت جادو سے نکلا اور میدان
جنگ کی طرف اشارہ کر کے کچھ اسم سحر دم کیا اور ایک ٹکڑا لوہے کا جھولی سے نکالکر پھینکدیا
دیکھا کہ وہ ٹکڑا چمک کر چلا اور تمام میدان کی جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کر دیا اب
اس ساحر نے پھر کچھ اسم پڑھا اور دستک دی دیکھا کہ ایک جانب سے جھونکا ہوا کا پیدا ہوا
اور تمام خس و خاشاک کو سمیٹ کر ایک طرف کرتا ہوا نکلا چلا گیا پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر
زمین پر ایک دو ہتھڑ مارا کہ زلزلہ سا پیدا ہوا اور تمام پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی جسوقت میدان
مثل آئینہ کے ہموار ہو گیا تو یہ ساحر پلٹ کر صف لشکر میں شامل ہو گیا اب بھبوت جادو نے آواز
دی کہ کون مقابلہ کو آئیگا محرّدق جادو نے جواب دیا کہ جسکو نکلنا ہو گا وہ بروقت نکلے گا آپ
پہلے سے کیوں پوچھتی ہیں جسوقت کوئی میدان میں آئیگا یا کوئی علامت سحر ظاہر ہو گی اسوقت جس
سے جو ہو سکے گا وہ کرے گا یہ سنکر بھبوت جادو نے شام جادو کی طرف دیکھا شام جادو
اپنا مرکب چمکا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توسن جادو نکلی اور سامنے
شام جادو کے پہونچی اور آواز دی کہ او کافر کیا کرتا ہے شام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ایک دو
کر زلزلہ سا پیدا ہوا اسنے آواز دی کہ او زمین نگل لے توسن جادو کو بس اسکا آواز دینا تھا کہ زمین شق ہوئی اور توسن جادو
مع توسن سحر غرق زمین ہونے لگی بس توسن جادو نے زمین میں غرق ہوتے ہوتے کچھ اسم سحر شروع کر دیا
اسم تمام ہوا اسوقت تک تو یہ زمین میں دھنستی چلی گئی جیسے اسم سحر ختم ہوا اب توسن جادو تڑپی اور برابر
شام جادو کے نکلی دونوں پاؤں شام جادو کے پکڑ کر کچھ اسم سحر پڑھکر جو اشارہ کیا
چیر کر پھینکدیا بس اسکا مرنا تھا کہ صدائے گیر و دار بلند ہوئی آتشبازی و برف باری دیر تک ہوا
کی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شام جادو بود حیف مردیم و جان دادیم
و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت لاش اسکی تلاش جہنم میں بھڑک بھڑک کر سرد ہوئی اور
پھر اسکی خاک اڑ کر کھلی گئی تو وہ تاریکی سحر برطرف ہوئی توسن جادو پلٹ کر لشکر اسلام
میں آئی محرّدق جادو نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ آج تمنے ٹیک رکھ لی اور نام طلسم
جان بن جان کا روشن کر دیا توسن جادو نے سلام کیا اور کہا کہ میں ایک مدت سے سحر ترک
کر دیا تھا اب وہ بات تو کہاں مگر خیر تم لوگوں کی دعا سے اتنا ہو کر ایسے ایسے ساحروں کے
لیے یہ چھوٹا ہوا سحر بھی بہت ہے محرّدق نے کہا کیوں نہ ہو یہ پہلے کے ریاضتوں کا پھل ؛

مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ ایک ساحر بیرا مارا گیا دوسرے ساحر کو حکم دیا نام اسکا خیام جادو
تھا میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اسطرف سے ملکہ طاؤس جادو بانند طاوس
طنازی کے اپنا طاؤس سحر اُڑا کر میدان مین آئی اور سامنے خیام جادو کے پہونچکر آواز دی کہ او
خیام جادو تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ آج تو ہمارے سامنے آیا ہی اور ارے مبہوت جادو اب تمکو
اسقدر غرور ہوا کہ خود مقابلہ کو نہین نکلتی اپنے سرداروں کو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجتی
ہو یہ ہمارا کیا کرینگے ہر چند کہ جتنے اب اس کام کو ترک کر دیا ہی اور لائق مقابلہ نہین رہے ہیں
مگر جادو چھوٹا ہوا سحر بھی ایسے ایسے ساحرونکو کافی ہی مبہوت جادو نے کہا کہ جتنے خداوند سامری کو ذلیل سمجھا ہم
انکو ذلیل سمجھتے ہین جس سحر کو برا سمجھکر ترک کیا ہی آج اچھی طرح اسکا مزا چکھو تاکہ تمکو بھی معلوم ہوجائے کہ جو
ساحر ہمارے مقابلہ کے لائق نہ تھے اب ہم خود انکے مقابلہ کے قابل نہین رہے ہین خیام جادو کافی ہی یہ
سنکر طاوس جادو کو نہایت غصہ آیا اور خیام جادو کا دماغ آسمان پر پہونچگیا پکارا کہ ملکہ ہماری ہیچ کیسی ہین بھلا
مرد کو تو اس سحر کو دیکھکر اسنے کچھ بال اپنے سر سے توڑے اور کچھ سحر دم کرکے طاؤس جادو کی طرف پھینکے کہ
وہ زمین پر گرتے ہی بشکل مار سیاہ ہوکر پیچ وتاب کھاتے ہوئے چلے یہ دیکھتے ہی طاؤس جادو
اپنے طاؤس سحر پر سے کود پڑی اور اشارہ کیا کہ انکو کھالے یہ تیری خوراک ہی بس اشارہ
کرتے ہی وہ طاؤس جا پڑا اور سانپون کو نگلنے لگا ہر چند خیام جادو نے سحر کیا مگر کچھ نہوا طاؤس جادو
کا طاؤس اُن تمام سانپون کو نگل گیا اب طاؤس جادو نے اشارہ کیا کہ جا اور خیام جادو
کو بھی کھا لے کہ گوشت اسکا بھی مثل گوشت افعی کے ہی یہ اشارہ پاتے ہی طاؤس سحر خیام جادو
کی طرف چلا خیام جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے اس طاؤس پر
مارا کہ وہ ناریل پھٹا اور دھوان پیدا ہوا اہل لشکر نے دیکھا تو دھوئین کے اندر ایک پنجرا معلوم
ہوتا ہی اور طاؤس اُس قفس مین بند ہی یہ دیکھتے ہی طاؤس جادو نے ایک ترنج سحر جھولی
سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور آواز دی کہ توڑ دے قفس کو اور رہا کردے اس طاؤس
کو وہ ترنج سحر جو گرپڑا ہی تیلیان قفس کی ٹوٹ گئین اور قفس جلکر خاک ہوا مخروق جادو
نے تعریف کی کہ کیا خوب سحر کیا ہی کہ قفس جل گیا اور طاؤس کے پرون پر بھی داغ نہ لگا
اب وہ طاؤس خیام جادو کی طرف پھر چلا خیام جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے
گرد حصار کھینچا اور دستک دی دیکھا کہ چار تیلیان ایک چھوٹا سا خیمہ لیے ہوئے آئین اور وہ
خیمہ برپا کر دیا خیام جادو اُس خیمہ مین داخل ہوا طاؤس چاہتا تھا کہ اندر خیمہ کے خیام جادو
کا کام تمام کردے دیکھا چارون تیلیان جال ہاتھون مین لیے ہوئے آئین اور طاؤس پر
جال مار طاؤس جادو نے کہا کہ خدا کی قدرت ہی کہ آج یہ ساحر ہمارے سحر کے جواب دے رہا ہی
جسکو ایک سحر کا رد کرنا دشوار تھا بس جیسے ہی وہ تیلیان طاؤس کو جال مین پھانسکر پہنچین
مبہوت جادو نے آواز دی کہ کیون اے طاؤس جادو بس اسی سحر پر تم بادشاہی طلسم
جان بن جان کرتی تھین اب بھی بہتر یہ ہی کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو اور نہ دستی خطر نشان
سے ہاتھ اٹھاؤ مین تمکو پھر اسی درجہ پر پہونچا دونگی ورنہ آج ہی تمام طلسم جان بن جان کا
دنیا سے مٹ جائے گا اور تم زندہ پلٹ کر یہان سے نہ جا سکوگی یہ سنکر طاؤس جادو
نے کہا کہ اے مبہوت جادو خدا کی قدرت ہی کہ آج تم اس طرح کے کلمات زبان سے

نکال رہی ہو کبھی اسکے پہلے تمنے مقابلہ نہ کیا جبکہ ہمارے سحر تیار تھے کیا اُس وقت تمھین
معلوم نہ تھا کہ ہم مطیع اسلام مین مگر اُس وقت تم کیا سمجھکر سامنے آتین جانتی تھین کہ مقابلہ
ان لوگون سے آسان نہین ہے اور یہ حرامزادہ خیام جادو میرا کیا کرسکتا ہے یہ کہکر دستک
دی کہ ایک تپلا سحر کا پیدا ہوا اور آواز دی کہ کیا حکم ہوتا ہے طاؤس جادو نے کہا کہ جا اور ان چارون
تپلیون کو پھونک دے اور آپ بھی لیجا بس یہ سنتا تھا کہ وہ تپلہ تڑپ کر چلا اور تپلیان اس تپلے
کو آتے ہوئے دیکھکر بھاگین تپلہ مانند ہوا کے ناگہانی کے قریب پہونچ گیا اور ایک ڈبیا اسکے ہاتھ
مین تھی وہ کھولی شعلہ آتش ڈبیا سے نکلا اور ان تپلیون پر گرا اور چارون کو جلا دیا طاؤس بھی جلنے لگا
خیام جادو نے کچھ پڑھکر ایک ترنج کھینچ مارا کہ وہ تپلا بھی جلا اب یہ چھٹون شعلے ایک ہو کر
طاؤس جادو کی طرف چلے طاؤس جادو نے جلدی سے زبان مین نشتر دیا اور خون چلوون
مین لیکر اُس شعلہ پر مارا کہ وہ تھرتھرایا کملایا لیکن خیام جادو بس یہ سنتے ہی وہ شعلہ بھڑک کر جلا
اور خیام جادو نے جھول سے ترنج نارنج کھینچ کھینچ کر مارنا شروع کیا لیکن وہ شعلہ کو کسیطرح
دریکا آخرکار یہ ملعون بھاگا اور شعلے نے اسکا تعاقب کیا یہان تک کہ یہ اپنے لشکر مین چلا گیا اور
ایک ساحر کے پیچھے چھپا شعلہ جو گرتا ہے دونون کو جلا کر خاک کیا ایک آندھی چلی اور خاک اڑی
دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی تاریکی چھائی رہی شعلہ سحر نے اسی تاریکی مین اپنا کام کیا کہ ہر طرف
چمک چمک کر گرنے لگا اور ساحرون کو پھونکنے لگا اور آوازین پیدا ہونے لگین کہ کشتی مرا نام من
فلان بود و فلان بود یہ رنگ دیکھکر مبہوت جادو بدحواس ہو گئی اور جلدی سے
اسنے کچھ اسم پڑھکر دستک دی دیکھا کہ ایک زنگی شیشہ لیئے ہوئے پیدا ہوا کہ مارا
اس شعلے کو یہ سنتے ہی وہ زنگی قریب شعلہ کے آیا اور شیشہ سامنے کرکے آواز دی کہ بس
او ظالم بہتون کو تونے مارا اب ادھر آ شعلہ جھلا کر اس شیشہ مین اُتر آیا اور ڈاٹ لگا کر زنگی
مبہوت جادو کے پاس آیا مبہوت جادو نے شیشہ اسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ بس
اب تو جا یہان ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہے اسلیئے ابھی ایک مرتبہ تجھے اور آنا ہوگا یہ سنکر وہ زنگی جانب
صحرا روانہ ہوا یہان مبہوت جادو نے نشتر اپنی چھنگلیا مین دیا اور خون اسکا اس شیشہ
مین ٹپکایا اور کہا کہ ای شعلہ بس اب کام طاؤس جادو کا تمام کر اور بعد اسکے تمام لشکر اسلام
کو غارت کر کہ اب یہ سب تیرے دشمن ہین یہ سنتا تھا کہ وہ شعلہ طاؤس جادو کی طرف
چلا یہان طاؤس جادو نے جلدی سے ایک اسم سحر پڑھکر ٹکڑا روئی کا پھینکا اور
چھینٹا پانی کا دیا کہ وہ ابر بنکر اس شعلہ کی طرف چلا شعلہ ابر کو دیکھکر بلند ہوا اور دامن ابر
سے لپٹ گیا دیکھا سب نے کہ ابر مین آگ لگ گئی اور مانند پنبہ جلکر خاک ہوا اب جو شعلہ
چمک کر طاؤس جادو پر گرتا ہے تو جسم مین اسکے آگ لگ گئی طاؤس جادو جلنے لگی تو سن جادو
نے جھپٹ کر ایک شیشہ پانی کا بھرا ہوا طاؤس جادو پر کھینچ مارا کہ وہ شعلہ تو فرو ہو گیا مگر
طاؤس جادو بیہوش ہو گئی چھالے تمام جسم مین پڑگئے تھے محروق جادو جلدی سے قریب
طاؤس جادو کے آئی اور ایک ڈبیا جھولی سے نکال کر مرہم جمشیدی زخمون پر طاؤس جادو
کے لگایا کہ یہ فوراً اچھی ہو گئی تمام زخمون سے انگور بندہ نکلے یہ دیکھکر مبہوت جادو کو نہایت
غصہ آیا اور پکاری کہ او رجھوکری معلوم ہوا کہ اب بغیر میرے نکلے ہوئے کام نہ چلے گا اور یہ

لڑائی فتح ہوگی یہ کہتی ہی اپنا تخت سحر اڑا کر میدان مین آئی اور کہا کہ اب جسے نکلنا ہو وہ سے نکلے
محروق جادو نے کہا کہ تمہارے واسطے مین موجود ہون یہ کہکر اپنی صف سے نکلکر سامنے
مبہوت جادو کے آئی مبہوت جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب آسمان
سے ایک ابر پیدا ہوا اور اُس ابر سے ایک برق چمک کر محروق جادو پر چلی محروق جادو
پاؤن مارکر غرق زمین ہوگئی برق جو خالی پھری کڑک کر مبہوت جادو کی طرف چلی محروق جادو زمین
سے شعلہ بنکر نکلی اور اُس ابر پہ جاکر گری اور ابر مین آگ لگ گئی اور وہ ابر شعلہ ہوکر مبہوت جادو
کی طرف چلا اب محروق جادو اپنے مقام پر آکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ پڑھ کر اُس شعلے
پر دم کررہی ہے اور شعلہ مانند تیر شہاب کے تیز ہوتا ہوا چلا جاتا ہے مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ محروق
نے تیرے سحر کو تجھی پر پلٹا دیا ادھر تو برق چمک کر آئی ادھر شعلے دونون برابر لگے پیچھے پیچھے
آتے مین پس اُسنے جلدی سے بندریا کے بچہ کو ایک گھونسا مارا کہ اُسنے منہ کھول دیا اور برق
چمک کر اُسکے دہن مین گری اور غائب ہوگئی اور اب یہ جھپٹی اور شعلہ کو بھی پکڑ کر کھاگئی محروق جادو
نے جو دیکھا کہ مبہوت جادو نے اپنے سحر کو مٹا دیا پس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی
کہ کہان ہے ہمارا لشکر اے سپہ سالار فوج افسون لینا جوت آئینہ پرست کو کہ سارا فساد اسی ملعون کی
ذات کا ہے یہ آواز ہوتے ہی جانب صحرا سے حق گرد غلیظ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے معلوم
ہوتا تھا کہ زیر آسمان اک آسمان خالی پیدا ہوگیا ہے یہان تک کہ آتے آتے وہ گرد شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے آگے آگے اُنکے ایک پہلوان تلوار کھینچے ہوئے
یہ سب کے سب لشکر جوت آئینہ پرست پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اور افسر فوج نے
نعرہ کیا کہ منم جاموش تیغ زن باتش او قسات جوت آئینہ پرست کہان جاتا ہے میرے ہاتھ
سے یہ کہتا ہوا اور تلوارین مارتا ہوا چلا جو سامنے آیا دو ٹکڑے کیے صفون کو توڑتا اور پرون
کو پسپا کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے ہرچند کہ جوت آئینہ پرست کے ساتھ بڑا لشکر ہے اور نہایت زبردست
پہلوان ہمراہ ہین مگر جاموش تیغ زن کسی سے نہین رکتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے اب جو خیال کرکے
دیکھا تو تلوارین برس رہی ہین مگر یہ کسی کے وار سے نہین روکتا بلکہ برابر اُسکے جسم پر تلوارین پڑ رہی ہین مگر خط
بھی نہین پڑتا اور یہ جسکو ہاتھ مارتا ہے سپر کو قلم کرکے خود و بلغہ غرق چین زرہ کوپ وغیرہ کو کاٹ کر چار آئینہ
جوشن زنجیر کمر زین فرس و زیر فرس کو کاٹ کر تلوار زمین پر رکھتی ہے یہ دیکھکر مبہوت جادو سمجھی کہ شاید یہ فوج سحر ہے پہلے
گمان نہ تھا پس اُسنے اپنے ساحرون سے کہا کہ لینا انکو جانے نہ پائین ساحر ترنج نارنج گولہ فلادنی
کچھ سوئیون نکالنے لیکر جھپٹے اور سحر کرنا شروع کیے آگ برسائی برتین گرائین تیر برسائے
دریائے سحر بہایا مگر یہ فوج کسی سے نہ رکی اور کوئی حربہ اسپر کارگر نہ ہوسکا اتنے جوت آئینہ
پرست چلا کہ اے مبہوت جادو اب مین کیا کرون کہ مبہوت جادو نے کہا کہ گھبراتا کیون
جاتا ہے اور اپنے ساحرون سے کہا کہ پلٹ آؤ معلوم ہوگیا کہ یہ فوج ساحران ہی نہین ہے بلکہ لشکر
سحر ہے ساحر پلٹ آئے اور وہ لشکر بیاں قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے اب مبہوت جادو نے
محروق جادو کی طرف دیکھکر بہت تعریف کی اور کہا کہ واقع مین کیا اچھا دھوکا رکھا ہے کہ مجھے
بھی یہ شبہ ہوا کہ یہ فوج سحر نہین ہے پس اُسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور
پکاری کہ اے اہل لشکر افسون تبردار کہان ہو آؤ اور اپنے ہم نبرد سے سامنا کرو دیکھا کہ اوسی طرح

دوسری جگہ دلاوری اور اس گرد سے بھی ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے اور لشکر جاموش پر
گرنے لگا تیر انکی تلوار چلنے لگی اور افسر فوج یعنی افسون تبردار سامنے جاموش تیغزن
کے پہونچا اور پکارا کہ او جاموش کیا کمزور پاکر تو نے قتل و قمع کرنا شروع کیا برابر والے
سے لڑ کر تجھکو جواب ملے یہ سنکر جاموش تیغزن اسکی طرف بڑھا اور کہا کہ آ تو ہی آ افسون تبردار
نے جھپٹ کر تیر مارا جاموش تیغزن نے اپنا سر آگے بڑھا دیا تیر پڑتے ہی سر اسکا شق ہوا
اور دریڑہ خون کا نکلکر سر پر جاموش تبردار کے پڑا اس خون نے شعلے کا کام کیا کہ افسون
جلا کر خاک کردیا دونوں سپہ سالار جلکر خاک ہوئے اور یہی صورت فوج کی بھی ہوئی کہ
جس تبردار نے تیغزن کو مارا اور خون جسم سے نکلا وہ شعلہ بنکر گرا اور دونوں کو جلا کر خاک
کردیا اور جس تیغزن نے تبردار کو قتل کیا تبردار کا خون بھی شعلہ بنکر دامنگیر ہوا اور قصاص
لیا اب دونوں لشکر تماشا لشکر سحر جنگ کا دیکھ رہے ہیں اہل اسلام تعریف محروق
جادو کی کر رہے ہیں اور کفار مبہوت جادو کی تعریف کر رہے ہیں جسوقت یہ دونوں لشکر
جلکر خاک ہوگئے تو صرف دو شعلے قائم رہ گئے باقی سب شعلے فرو ہوگئے پس جلدی سے
محروق جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ان شعلوں کی طرف پھونک کر آواز دی کہ بس دشمنی
کا وقت گیا اب دوستی کا زمانہ ہے تم دونوں ایک ہو جاؤ اور جو کام ملکر کروگے وہ خوب ہوگا
شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را ٭ بس یہ سننا تھا کہ وہ دونوں شعلے
لپک لپک کر ایک ہوگئے اب آواز دی محروق جادو نے کہ لینا مبہوت جادو کو دیکھا کہ
شعلہ مانند برق چمک کر مبہوت جادو کی طرف چلا مبہوت جادو نے دیکھا کہ یہ سحر زور ہوگا
پس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ ای زرنگار جادو آ کہ وقت تیرا یہی ہے پس یہ
کلمہ زبان سے ختم ہوتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک زنگی شیشہ خالی ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوا
اور اس شعلہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ادھر کہاں جاتا ہے ادھر آ تھوڑی دیر دم لے شعلہ سے آواز
آئی کہ تو مجھے کیوں بلاتا ہے میں جسطرف جاؤنگا اپنا کام کرونگا اب میں کسیکا دوست نہیں ہوں
یہ کہکر زرنگار جادو کی طرف چلا مبہوت جادو نے جلدی سے ٹانگیں بندریا کے بچہ کی چیر کر اس
شعلہ پر کھینچ ماری بندریا تو جلکر خاک ہوئی اور شعلہ قائم ہو کر ٹھہرا مبہوت جادو نے آواز دی
کہ لے محروق جادو کو شعلہ چمک کر محروق جادو کیطرف چلا اور زرنگار جادو شیشہ لیے ہوئے شعلہ
کے ساتھ ساتھ چلا جیسے ہی شعلہ قریب محروق جادو کے پہونچا محروق جادو نے رگ دست
میں نشتر دیکر خون نکالا اور چلو میں لیکر کچھ اسم سحر دم کرکے شعلہ پر کھینچ مارا اور آواز دی کہ بس تھم
اسی جگہہ شعلہ اسی مقام پہ قائم ہوگیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ستارہ درخشاں ہے زرنگار جادو نے
سحر کیا کہ شعلہ شیشہ میں آئے ممکن نہ ہوا اب یہ حیران حیران مبہوت جادو کیطرف دیکھنے لگا
مبہوت جادو نے کہا اے محروق اس سے کیا فائدہ کہ تو نے سحر کو بند کر دیا کہ اب نہ یہ تیرا کچھ کر سکے
نہ میرا محروق جادو نے کہا اب جسکی قضا ہے یہ اسکا کام تمام کریگا آج شہر بلخ کا خانہ ہے اور یا کل
حوت کا خانہ ہے یہ کہکر اپنے جھولی سے ایک پتلی پتیل کی نکالی ہاتھ میں اسکے ایک مشعل تھی محروق جادو
نے چند پھول گلاب کے لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر اس پتلی پر کھینچ مارا اور کہا کہ اے مشعل دار سازی
جا اور مشعل اپنی روشن کرکے مبہوت کے پاؤں میں آگ لگانے بس یہ سنتے ہی وہ پتلی تڑپ کر

اُٹھی اور مشعل اپنی اُسی شعلہ کے قریب لائی شعلہ اپنی جگہہ پر قائم رہا اور مشعل جلنے لگی تپلی جھک کر مبہوت جادو
کی طرف چلی مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ یہ بلا کی طرح چلی آتی ہے دل مین سوچی کہ غضب ہوا اسکا
رُکنا دشوار ہے جلدی سے پاؤن مارکر غرق زمین ہو گئی تپلی نے اسکے تخت سحر مین آگ لگادی اور
آپ پلٹ کر محروق جادو کی طرف چلی محروق جادو نے کہا کہ اے طاؤس جادو غضب ہوا اب
یہ سحر میرے رو کے رُکنے والا نہین ہے کیونکہ اسکا رد ہونا ممکن ہی نہین مگر مین نے بڑی غلطی کی کہ زمین
سخت کردی کہ مبہوت بھاگ نہ سکتی یہ امر ترک عادت کی وجہ سے ہوا طاؤس جادو نے کہا
کہ پھر آپ ہی غرق زمین ہو جایئے محروق نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے اگر یہ شعلہ مجکو نہ پاوے گا تو لشکر
اسلام کو غارت کرے گا بڑے افسوس کی بات ہے کہ لشکر اسلام میرے سحر سے میری زندگی مین
برباد نہ ہوا یہ کہہ رہی تھی کہ اُس تپلی نے آتے ہی مشعل محروق جادو پر کھینچ ماری تمام جسم مین آگ
لگ گئی اور محروق جادو جلنے لگی توسن جادو اور طاؤس جادو نے ہر چند سحر کیے مگر کچھ نہ ہو سکا
محروق جلکر خاک ہو گئی اب اُس تپلی نے وہی مشعل پھر اُٹھالی اور توسن جادو کی طرف چلی
توسن جادو اور طاؤس جادو نے چاہا کہ زمین مین غرق ہو جائین لیکن زمین سخت ہو گئی یہ سحر
مبہوت جادو کا تھا جب تک یہ دونون رد سحر کرکے زمین کو نرم کرنے مین رہین تپلی قریب آ گئی
اور مشعل کھینچ ماری توسن جادو و طاؤس جادو بھی جلنے لگین یہان تک کہ یہ بھی جلکر خاک ہو گئین
اب وہ تپلی پلٹ کر مبہوت جادو کی طرف چلی مبہوت جادو جھپٹ کر قریب اُس شعلہ کے آئی جو
بالا سے ہوا قائم تھا اور اسنے اپنی زبان مین نشتر دیکر خون نکالا اور اُس شعلہ پر مارا اور کہا کہ اے اس
تپلی کو شعلہ جھپٹ کر اُس تپلی پر گرا تپلی مع مشعل جلکر خاک ہو گئی بس یہی کام نا تھا کہ مبہوت جادو
نے شعلہ سے اشارہ کیا کہ لشکر اسلام کو بس یہ سننا تھا کہ وہ شعلہ لشکر اسلام کی طرف چلا اور ایک
ابر سرخ رنگ ہوکر محیط ہو گیا انبوہ کثیر تلاطم مچ گیا اور لوگ بھاگنے لگے لیکن اس شعلہ نے
اُسکو پہلے جلایا جو لشکر سے الگ ہوا لیکن جو سنبھلے تھے وہ اُسیطرح کھڑے رہے اور جلا کیے
عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام مین برپا تھا کہ لوگ جل رہے تھے ہر طرف سے صدائے اشہد ان
لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ بلند تھی ایک دوسرے کو اپنے اسلام کا شاہد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ
ہم مرتے مرتے اس دین مبین پر قائم رہے کہان تک بیان کیا جاوے کہ تمام لشکر مع ہوشیار بلخی
و گوشیار بلخی جلکر خاک ہو گیا اور کوئی جانور تک نہ بچا تمام قلعہ و شہر ویران ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ہزار ہا برس سے یہان کوئی ذی روح نہین رہتا ہے جسوقت تک شعلہ شہر بلخ کی بربادی مین
مصروف رہا اتنے عرصہ مین مبہوت جادو نے ایک اسم سحر زنگار جادو کو تعلیم کیا اور کہا کہ زمین پر شیشہ رکھکر
یہ اسم پڑھنا شعلہ اُسمین سے اُتر آوے گا اور تمھارا تابع رہیگا اور جسوقت تمھین نہ پائیگا یا اگر کوئی شخص تمسے یہ
شیشہ کسیطرح چھین لیگا تو اسکے تابع ہو جائیگا تمکو چاہیے کہ اسکو تم بڑی ہوشیاری سے اپنے پاس رکھو زنگار جادو
نے اسیطرح شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا وہان شعلہ شہر بلخ کو جلا کر حوت آئینہ پرست
کیطرف پلٹا کہ اسے پھونک دے دن یہی علامت شہر بلخ کے بربادی پر دال تھی لیکن زنگار جادو پہلے
سے اسم پڑھ رہا تھا شعلہ کو دیکھکر اشارہ کیا کہ آ اور اس شیشہ مین قیام کر بس شعلہ سمٹ کر اس شیشہ
مین اُتر آیا زنگار جادو نے ڈاٹ شیشے مین لگائی اور پاس مبہوت جادو کے آیا مبہوت جادو نے
شیشہ ہاتھ سے زنگار جادو کے لیا اور سامنے حوت آئینہ پرست کے آئی فوج کفار مین نقارہ فتح کا

لوگ خوشی کرنے لگے اور مبہوت جادو نے وہ شیشۂ سحر آگین جوت آئینہ پرست کو دکھایا اور
کہا کہ یہ سحر نہایت زبردست تیار ہو گیا ہے اب یہ تمام ممالک اسلام پھونک دینے کو کافی
ہے اب یہ کفار تو مصروف جشن ہوتے ہین لیکن کچھ حال اجروس جنی کا بیان کیا جاتا ہے
کہ اتفاق سے یہ اسطرف آنکلا تو اسوقت پہونچا جبکہ تمام شہر بلخ برباد ہو چکا تھا ہر جگہ
راکھ کا ڈھیر تھا اجروس جنی روتا ہوا زمین پر اترا اور انھین راکھ کے تودون کو مزار
غریبان سمجھکر فاتحہ پڑھا اور اب ہیئت اپنی تبدیل کرکے داخل لشکر کفار ہوا اور حالات
دریافت کرکے روتا پیٹتا خدمت مین اپنے باپ مکلل خان جادو کے روانہ ہوا جسوقت
نظر مکلل خان کی اجروس جنی پر پڑے کہا اے فرزند کیا ہے تو اسقدر کیون پریشان ہے اجروس
نے بیان کیا کہ عجب تباہی خدا پرستون پر آئی ہوئی ہے جسقدر ممالک اسلام تھے انمین سے آدھے بھی
نہین رہے اور بعض تو ایسے تباہ ہوئے ہین کہ اب آبادی انکی ناممکن ہے ایک متنفس بھی
نہین بچا ہے بلکہ عمارتین تک نیست و نابود ہو گئی ہین اور جو شہر کہ آباد ہین وہ بھی چراغ سحری
ہو رہے ہین انکے بچنے کی بھی کوئی امید نہین اسلیئے کہ ابھی ابھی میرا گذر شہر بلخ کی جانب
ہوا تو مین نے دیکھا لشکر جوت آئینہ پرست کا صحرائے بلخ مین اترا ہوا ہے کفار مصروف جشن
ہین اور شہر بلخ تمام پھنکا ہوا پڑا ہے کوئی ذی حیات نہین بچا مبہوت جادو نے سبکو
پھونک دیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے مبہوت جادو سمرقند کو برباد
کرکے آئی تھی دوسری جانب خونخوار بن دجال شہر مرصع حصار سے قلعہ گیلان
تک خدا پرستون کا استیصال کرتا ہوا پہونچا ہے اور وہان سے شہر اردبیل کو روانہ
ہوا ہے تمام رفیقان حمزہ صاحبقران قتل ہو گئے اور ملک برباد ہو گئے اور ان سبکا ارادہ
ہے کہ اب چلکر قلعہ ذوالامان کو بھی برباد کرین جہان ناموس حمزہ صاحبقران کے پناہ
گزین ہین یہ سنکر مکلل خان جادو بہت روئے اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر ہمارا بھی
لبریز ہوا بعد اسکے فوج کو تیاری کا حکم دیا کمر بندیان ہونے لگین دوسرے روز مکلل خان
جادو مع لشکر کوچ کرکے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہ اسکا حال بروقت پہونچنے
کے بیان کیا جائیگا آمدم برسر مطلب کہ یہان جوت آئینہ پرست جشن سے فرصت کرکے
جانب شہر ختن روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر ختن کے
پہونچا تو فوج کو اتارا خیمہ برپا کیا خبر یعقوب شاہ ختنی کو ہوئی یعقوب شاہ نے کہا
کہ کچھ پروا نہین ہے الحمد اللہ کہ مرتبہ شہادت حاصل ہوگا اگر بستر خواب پر ہلاک ہوتے تو
کیا ملتا اور مرنا ہر طرح ہے کیونکہ اب سوا مرنے کے اور کیا باقی ہے شعر گذری جوانی پیری ہوئی
آشکار ہے ٭ اب چیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے ٭ لیکن جوت آئینہ پرست نے شب
تو براحت و آرام بسر کی اور صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھا اور زرہاد و شترلب کو نامہ دیا کہ جاکر
جواب اسکا لاؤ زرہاد و شترلب نے نامہ سر سے باندھا اور تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر
جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو زرہاد کو اسطرف آتے ہوئے دیکھا یعقوب شاہ
ختنی سے بیان کیا کہ ایک سردار تھوڑی سی فوج ہمراہ لیئے ہوئے اسطرف آتا ہے یعقوب شاہ
نے کہا دروازہ قلعہ کا کھول دو اور لاؤ کیونکہ میرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار اپنے دل مین مجھکو

ضعیف وناتوان سمجھکر اسس ارادہ سے آتے ہین کہ قلعہ چھین لین تو مین ابھی ایسا نہین ہون
کہ کوئی سردار تھوڑی سی فوج لیکر قلعہ میرا لے لے مین اس سے مقابلہ کرون گا اگر اندیشہ
تھا تو سحر کا تھا ان لوگون سے مجھے خوف نہین ہے ابھی جاکر اس ملعون کو مزا چاشنی مرگ
کا چکھاتا ہون یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوئے اور قلعہ سے نکلے جسوقت یہ بیرون قلعہ آئے
اور ایک سوار نے آکر یعقوب شاہ ختنی سے بیان کیا کہ نامہ دار حوت آئینہ پرست کا
آیا ہے یعقوب شاہ ختنی نے کہا بلا لو جسوقت رزبادشتر لب سامنے آیا نامہ پیش کیا
یعقوب شاہ ختنی نے لفافہ چاک کیا اور نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ ای یعقوب شاہ ختنی
بہتر یہ ہے کہ یا اطاعت میری اختیار کرو اور مذہب خدا پرستی کو ترک کرو اور یا جنگ پر آمادہ ہو
مین نے شہر بلخ اور سمرقند دونون کو اب جلا دیا ہے کہ بلخ کا تو نشان تک باقی نہین رہا
اگر خلاف ورزی میرے اور کوئی امر تجسے ظہور مین آیا کہ تجنے اسلام کو نہ ترک کیا اور
اطاعت میری نہ اختیار کی تو یاد رکھنا کہ ایک ہی دن مین ختن کو بھی مثل بلخ کے پھونک
دون گا یعقوب شاہ نے دوات قلم طلب کرکے جواب پشت پر تحریر کر دیا کہ اے نامرد
تیرے ساتھ بڑے بڑے جوان ہین اور سرداران نامی ہین طبل بجوا اور میری انکی لڑائی کا تماشا دیکھ وہ لیا
کرتے ہین بار ہا میکہ جوان ہین اور ہین بدھا کس کس کو تیغ کرکے خاک مین ملاتا ہون اگر تو نے غیر ساحر
سے سحر کا مقابلہ کیا تو کیا لطف اور تبدیل مذہب وہ کرے جسکا مذہب باطل ہو ہم دین برحق رکھتے ہین
ترک کرین تو اختیار کیسے کرین دیدہ و دانستہ راہ جنت کو نہ ترک کرینگے اور اپنے پاؤن سے جہنم مین جاینگے
جسوقت جواب نامہ تحریر کر چکے تو رزبادشتر لب کو دیا رزبادنامہ لیکر پاس حوت آئینہ پرست کے آیا اور
نامہ پیش کیا یہان یعقوب شاہ ختنی پھر قلعہ مین واپس آئے اور تیاری لشکر کا حکم دیا کیونکہ
انکو یقین تھا کہ مین نے ایسے کلمات لکھے ہین کہ غیرت مین آکر یہ ملعون ضرور سرداران کو
برائے مقابلہ بھیجے گا جب مرنا ہر طرح ہے تو ہم بھی دل کا حوصلہ نکال لین اور دشمنون کو مار کر
مرین جو کافر کم ہوئے وہی سہی لیکن وہان نامہ حوت آئینہ پرست نے جو پڑھا اسکو نہایت
غصہ آیا کہا ای تبہوت جادو اہل ختن بہت ہی کج خلق سرکش معلوم ہوتے ہین کل تم
اسس ملک کو بھی پھونک دو یہ سنکر سوماق ستر سر و غیرہ نے کہا کہ ای بادشاہ ہم لوگ
کس دن کے واسطے ہین جو آپ سحر سے کام لیکر اپنے کو بدنام کرتے ہین طبل جنگ بجوا دیجے
کہ ہم نکلکر مقابلہ کرین کیا ہم اسس قلعہ ختن کو خالی نہین کرا سکتے ہین یہ سنکر حوت آئینہ پرست نے
جواب دیا کہ تم لوگون سے اڑنے مین زمانہ بہت گذرے گا اور مجھے یہ منظور ہے کہ بہت جلد
ملکون کو خدا پرستون سے خالی کرون جسوقت قلعہ ذو الامان پہ پہونچو گے تو حوصلہ تمھارا نکلے گا
کہ وہان بہت بڑے بڑے سردار حمزہ کے مثل ملک قہر شش ہین سوقیاسے طوفانی اور
اکفاشش خون آشام کے موجود ہین ان سے لڑنا ہم بھی تماشا دیکھین گے یہ سنکر سرداران
لشکر تو خاموش ہو رہے اور تبہوت جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ
رزمی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل ختن کو ہوئی کہ لشکر کفار مین کوس حربی
بجا ہے یعقوب شاہ ختنی نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ بجنے لگا
تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام نے مرگ پر کمر ہمت کو چست باندھا آپس مین باتین

ہونے لگین کہ کل عجیب روز مسرت ہو کہ ہاتھ سے ان کفار کے شہید ہوکر داخل جنت ہونگے شہید کے لقب سے ملقب ہونگے مرنا ہر طرح ہو اس طرح کے مرنے مین نام ہو لوگ کہین گے کہ رفیقان صاحبقران کیا مستقل مزاج تھے کہ میدان سے نہ ہٹے اور جانین دیدین ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر وصیت کر رہا تھا ابھی تک ان سبکو یہی خیال ہو کہ مقابلہ تیر و شمشیر کا ہوگیا خوب دل کا حوصلہ نکلیگا کفار کو بھی قتل کرینگے ہرچند تعداد انکی ہم سے زیادہ ہو اور انجام قتل ہونا ضرور ہو مگر ان کافرون کو بھی معلوم ہوگا کہ چند کس ضعیفون نے کتنے جوانونکو خاک مذلت پر سلادیا وہان کفار باطمینان تمام بیٹھے ہین کہ جنگ ہونیوالی نہین ہو مبہوت جادو پہر بھر مین سبکو پھونک دیگی کہان تک بیان کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے رنگ فلک کا بدلا سیاہی شب برطرف ہونے لگی سفیدۂ سحری نے شبخون مار کر لشکر انجم کو شکست دی اور ماہ تابان گوشہ مغرب مین پنہان ہوا نسیم سحری سے چراغ جھلملا جھلملا کر گل ہونے لگے اہل اسلام مین شور اللہ اکبر بلند ہوا مسلمانون نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور آلات حرب و ضرب تن پر چست و درست کرکے عازم میدان جنگ ہوئے لیکن لشکر کفار سے صرف مبہوت جادو سامنے قلعۂ ختن کے آئی اور حوت آئینہ پرست تھوڑا سا لشکر لیکر مع صلصال سپرد دیکھنے آیا کہ تماشا قتل اہل اسلام کا دیکھنا بھی خالی از ثواب نہین ہو لیکن مبہوت جادو نے زنگار جادو سے شیشہ ہاتھ مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اُس شیشہ پر دم کرکے ڈاٹ اُسکی کھولی اور کہا کہ لینا اہل اسلام کو اور پھونک دے قلعۂ ختن کو بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ چمک کر شیشہ سے نکلا اور جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اور بالائے قلعہ پہونچکر مثل ابر سرخ رنگ کے پھیلنے لگا یہ دیکھتے ہی یعقوب شاہ ختنی نے دست تاسف زانو پر مارا اور کہا کہ دغا کی ان کفار نے خیر معلوم ہوا کہ ہم لوگون کو بے بسی کی موت مرنا تھا جو مرضی پیدا کرنے والے کی جسطرح وہ طلب کرے کیا عذر ہو دروازے قلعہ کے کھولدو اور منادی کردو کہ جسکو جان اپنی عزیز ہو وہ نکل جائے اور جسکو شان استقلال دکھانا ہو وہ اس آگ مین جلے اور آتش دوزخ سے رہائی حاصل کرے اب جو شخص یہان رہیگا اسکا اس آگ سے رہائی پانا دشوار ہو جسوقت دروازے قلعہ کے کھلے ہزارہا آدمی جان بچاکر نکل گیا کہ اس مرنے سے کیا فائدہ کہ نہ ہاتھ ہلا سکے نہ پاؤن جو لوگ کہ بخوف اہل اسلام مسلمان بنے ہوئے تھے اور در اصل کافر تھے وہ جاکر حوت آئینہ پرست کے لشکر مین شامل ہوگئے اور فریاد کی کہ ہم ابھی تک بخوف مسلمانان مسلمان بنے ہوئے تھے ہمنے اپنا دین قدیم ترک نہین کیا ہو حوت آئینہ پرست نے ان لوگون کو پناہ دی اور یہان وہ ابر سرخ رنگ پھیل کر تمام قلعہ پر چھا گیا اور شرارے کڑک کڑک کر گرنے لگے جسپر گرا وہ جلکر خاک ہوا تمام قلعہ آتشبار ہو رہا تھا یہ رنگ دیکھکر یعقوب شاہ ختنی اور دیگر مسلمانون نے کلمۂ آخر پڑھا اور دعا کی کہ پروردگارا گھڑیان موت کی ہمپر آسان کر یہ حالت تھی کہ اہل اسلام جل رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے ایمان کا گواہ کر رہا تھا پہر بھر کے عرصہ مین تمام قلعہ کو شرارون نے پھونک دیا تمام گھربار جل گئے کوئی طائر بھی نہین باقی رہا عمارتین سیاہ ہوگئین جسوقت کوئی ذی روح باقی نہ رہا تو ابر بلٹا اور لشکر حوت کی طرف چلا زنگار جادو نے جلدی سے شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا

شروع کیا وہ ابر سمٹ کر اور شعلہ بنکر شیشہ میں اُتر آیا کفار نقارہ فتح بجاتے ہوئے
پھرے حوت آئینہ پرست نے تین روز کا جشن کیا اور اثناء جشن میں حوت آئینہ پرست نے
صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم مین نے تمھاری خاطر سے ان ملعون کو اسطرح پھونکا کہ
کوئی وارث انکا باقی نہ رہے تاکہ تم بہ اطمینان تمام حکومت کرو صلصال نے کہا کہ مین ان
مہربانیون کا کس زبان سے شکریہ ادا کرون غرضکہ جسوقت جشن سے فراغ حاصل ہوا
تو حوت آئینہ پرست کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ ہوا جسوقت منزل بمنزل قریب
ترکستان کے پہونچا اور خبر زرہ خان کو ہوئی زرہ خان نے بلبل خان اور اژدر خان
بن صلصال اور صعب خان بن صلصال اور مالک ترک سفید جامہ کو بلوا کر اُن سے بیان
کیا کہ حوت آئینہ پرست فوج بسیار سے اسطرف بھی آیا ہی اور اُسکے ساتھ تمھارا باپ صلصال
بھی ہی اور سکیل خان بن صلصال بھی ہی تم وارث اس سلطنت کے ہو اب تمھاری کیا رائے ہی
اژدر خان وغیرہ نے کہا کہ آپ سے بہتر ہماری رائے نہین ہی کیونکہ آپ والد بزرگوار کے وزیر
ہین جو آپ مناسب جانیے وہ کیجیے زرہ خان نے کہا کہ اگر قلعہ بند ہوتے ہین تو وہی
ابر سرخ رنگ جسنے ختن اور سمرقند و بلخ کو پھونکا ہی وہی ابر اس ملک کو بھی پھونکدیگا
اور اگر قلعہ سے نکلکر لڑتے ہین تو بھی مارے جاینگے اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم
ہوتا ہی کہ تم ہمین گرفتار کرکے مع لشکر صلصال پاس لیچلو اور اُس سے بیان کرو کہ ہم
بسبب خوف حمزہ صاحبقران کے مسلمان بن گئے تھے ورنہ ہم اب تک اپنے مذہب
قدیم پر قائم ہین اور زیادہ خوف ہمکو اسکا تھا جسے گرفتار کرکے ہم لیتے آئے ہین کہ یہ
حمزہ کا بہت منہ چڑھا تھا یہ حاضر ہی اسے قتل کیجیے اور ہم آپکے غلام ہین جسوقت لشکر
تمھارا لشکر حوت آئینہ پرست مین شامل ہو جائے تو نعرہ کرکے گرو اور لڑکر جان دیدو
اور مین تو ہر طرح قتل ہو جاؤنگا اور اگر تمھارا دل چاہتا ہو کہ سلطنت کرین تو اطاعت اپنے
باپ کی اختیار کرلو یہ سنکر اژدر خان و بلبل خان نے کہا کہ جس مذہب پر لعنت کر چکے
اُسے کیا سمجھکر اختیار کرین ہم کبھی اس دین مبین سے برگشتہ نہ ہونگے اور اگر مر جائینگے
یہ سنکر زرہ خان نے کہا کہ شاباش و مرحبا ایسا ہی چاہیے بس اب مین تدبیر بتاتا ہون مگر
پہلے فوج مین سے وہ لوگ منتخب کرلیے جائین جو لڑکر مر جانے والے ہین یہ کہکر لشکر کو جمع کیا
اور بلندی پر کھڑی ہوکر آواز دی کہ ایہا الناس یہ وقت امتحان کا آگیا ہی جسکو ایمان عزیز ہو
وہ ہمارا ساتھ دے کہ ہم ان کفار سے ضرور لڑینگے اور جانین اپنی دینگے اور جسکو جان عزیز ہو وہ
ہم سے علحدہ ہو جائے کیونکہ جو ہمارے ساتھ ہوگا وہ زندہ نہین بچ سکتا یہ سننا تھا کہ صدہا
آدمی علحدہ ہوگئے اور انھون نے کہا کہ جان عجب چیز ہی جب مر گئے تو کچھ بھی نہ رہا ہم صلصال
ہی کا ساتھ دینگے جان تو بچے گی لیکن جو لوگ سچے اور پاک مسلمان تھے انھون نے مرنے پر
کمر باندھ لی اور کہا کہ اس زندگی سے موت اچھی جسمین دنیا و عقبی دونون خراب ہون آٹھ ہزار
آدمی آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوا اب زرہ خان نے ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنین اور زرہ خان
بصورت قیدی بنا اژدر خان وغیرہ اسکو قید لیکر جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوئے
راستے مین مالک ترک سفید جامہ نے اژدر خان وغیرہ سے کہا کہ بڑے افسوس کی

بات ہو کہ ہم سب تو قتل ہون اور جو دشمن ہمارے ہین اور جنہون نے وقت پر کاندھی دی
اور ساتھ نہین دیا یہ زندہ ہین اور لطف زندگی اُٹھاتین ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ یہ بھی تہ ہون
اژدر خان نے کہا کہ پھر اسکی کیا صورت ہو مالک ترک سفید جامہ نے کہا کہ مجھے بھی مثل
زرہ خان کے قید کرو اور اپنے باپ سے کہنا کہ ہمنے ہر چند سمجھایا مگر لوگ مذہب خداپرستی
ترک نہین کرتے اور رفاقت حمزہ کا دم بھرے جاتے ہین آپکی اطاعت سے انکار
کرتے ہین لہذا ان سبکو پھونک دینا چاہیئے اس رائے کو سب نے پسند کیا اور مالک کو بھی
مقید کر کے جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوئے جسوقت قریب لشکر پہونچے
ہرکارون نے صلصال کو خبر دی کہ فرزند آپ کے ملب خان اور اژدر خان وزیر کو قید
قید کر کے مع فوج حاضر ہوئے ہین اور عفو تقصیر کے امیدوار ہین اور کہتے ہین کہ ہمنے بھی ہی
تے ہوکانے سے دین اسلام اختیار کیا تھا مگر موقع نہ پاتے تھے کہ اسکو ترک دیتے اور اپنے
دین قدیم کا رواج دیتے یہ سنکر صلصال بہت خوش ہوا اور کہا کہ خبردار کوئی اُنکو روکنے کا قصد
نکرے اور جسطرف اُسکی چالیس ہزار فوج پڑی تھی اُسطرف سے آنے کا حکم دیا اور حوت
آئینہ پرست سے جاکر بیان کیا کہ مبارک ہو کہ یہ ملک بغیر لڑے بھڑے قبضہ مین آگیا حوت آئینہ پرست
نے کہا کہ کیونکر صلصال نے بیان کیا کہ لڑکے میرے جو بخوف حمزہ مسلمان بنے ہوئے تھے
وہ اُس نمکحرام وزیر کو میرے پاس مقید کر کے لے آئے ہین اب مین اُس وزیر کی تو دیکھان
اڑا دونگا اور اپنے لڑکون کو لیکر ملک پھر سے آباد کرونگا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ بہتر
ہو صلصال نے ہیکل خان کو برائے استقبال روانہ کیا راہ مین ملاقات ہوئی اب ہیکل
مع صلصال بھائیون کو لیکر باپ کی خدمت مین آیا اور اُنکی فوجون کو اپنے فوج مین
شامل کر دیا اژدر خان نے جسوقت صلصال کو دیکھا سلام کیا اور دوڑ کر قدمون پر گر پڑے
صلصال نے گلے لگایا اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ اسمین تمہاری خطا نہین ہے یہ سب فساد اس وزیر
نمکحرام کا تھا دیکھو تو اسکی کیا حالت کرتا ہون اور تمنے اچھا کیا جو اپنی جان بچانے کو مذہب حمزہ
کا اختیار کر لیا ورنہ تم قتل ہو جاتے اسکے بعد اژدر خان و ملب خان نے کہا اے پدر بزرگوار
ابھی آپ پورے طور سے حکومت ترکستان کی نہین کر سکتے اسواسطے کہ جسقدر رعایا ہے وہ مذہب
خداپرستی نہین ترک کرتی بس اسیقدر لوگ مذہب قدیم پر قائم ہین جو میرے ہمراہ حاضر ہوئے لوگ انکو کچھ
انتظام کیجیے بعد اُسکی حکومت ترکستان کی آسان ہوگی یہ سنکر صلصال نے کہا بہتر ہے مین سبکو جلوا دونگا اور دیگر بلاد
بت پرستون کو جمع کر کے ملک اپنا آباد کرونگا یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور حوت آئینہ پرست کی خدمت مین آیا
اور تمام گفتگو اژدر خان کی حوت سے بیان کی حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو کی
طرف دیکھا اور کہا کہ اسکا انتظام کرو مبہوت جادو نے زنگار جادو سے کہا کہ تم صلصال کے
ساتھ جاؤ اور جس جس ملک کو صلصال کہین آسمے جلا دو زنگار جادو اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ شیشہ
ابر سرخ رنگ ہاتھ مین لیئے ہوئے صلصال کے ساتھ ہوا صلصال زنگار جادو کو ہمراہ لیے ہوئے
اژدر خان کے پاس آیا اور کہا کہ یہ موجود ہین انکو اپنے ہمراہ لو اور جس ملک کو چاہو پھونک دو
یہ سنکر اژدر خان نہایت مسرور ہوئے اور زنگار جادو کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے قریب ترکستان
کے آئے اور زنگار جادو سے کہا کہ اس ملک کو پھونک دو یہ سنکر زنگار جادو نے ڈانٹ

شیشہ کی کھولی اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اے شعلۂ غضب پھونک دے اس ملک کو بس
نہ سننا تھا کہ شعلہ چمک کے نکلا اور تمام ترکستان پر ابر سرخ بنکر پھیل گیا اور شرارے چمک
چمک کر گرنے لگے یہ حال دیکھکر سب اہل شہر بہت پریشان ہوئے دل مین کہتے تھے کہ یہ کیا
آفت آئی جس واسطے مذہب اسلام کو ترک کیا اُسی بلا مین پھر مبتلا ہوئے ؎ شعر ؎ نہ خدا ہی
ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے ؎ گئے دونون جہان کے کام سے ہم
نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے ؎ کاش ہم بھی زرہ خان و اژدر خان کے ساتھ شہر
سے نکلجاتے اور اگر مرجاتے تو دنیا و عقبی دونون بنجاتین مگر اب سوا افسوس کے کیا ہے اودھر
ابر سرخ رنگ نے شرارے برسانا شروع کیے اور تمام ملک ترکستان کو آتش بہار کر دیا
انسان جانور مال و اسباب شجر و حجر جل رہے تھے ہر طرف شور و فریاد بلند تھا انجام کار سب
جلکر خاک ہو گئے کسی انسان و حیوان کا نشان باقی نہ رہا اب زنگار جادو نے دیکھا کہ اب
بلیام معلوم ہوتا ہے کہ ترکستان کو بالکل پھونک چکا بس اسنے فوراً اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگلی
سے اشارہ کیا کہ اب اُتر آ شیشہ مین وہ ابر اک شعلۂ مختصر بنکر شیشے مین اُتر آیا اور
زنگار جادو نے ڈاٹ لگا دی اب اژدر خان نے زرنگار جادو کو گلے سے لگا لیا اور نہایت
تعریف کی کہ کیا کام کیا ہے ای برادر یہ تبلاؤ کہ یہ ابر تمھارے ہی کہنے سے چلتا ہے یا جو اسکی
ڈاٹ کھولدی اُسیکے کہنے پر عمل کرے گا زنگار جادو نے کہا کہ دراصل یہ سحر میرا نہین ہے جو صرف
میرے کہنے پر چلے یہ مرکب سحر ہے سحر ملکہ محروق کو مبہوت جادو نے مسخر کر کے اپنی قوت بھی
شامل کر دی ہے اب یہ سحر مانند شتر بے مہار کے ہے جس وقت شیشہ سے رہا ہو جائے گا
جسے پائے گا پھونک دیگا تا وقتیکہ اسم تسخیر اسکا نہ پڑھا جائیگا یہ داخل شیشہ نہ ہوگا مجھے
صرف اسم تسخیر مبہوت جادو نے تبلا دیا ہے اسی بنا پر مین اسکو شیشہ مین اتار لیتا ہون اژدر خان
یہ سنکر خوش ہوا اور زرنگار جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر حوت آئینہ پرست کی طرف چلا
جیسے ہی قریب لشکر پہونچا کلائی زنگار جادو کی مروڑ کر شیشہ ہاتھ سے چھین لیا زنگار جادو
نے کہا یہ کیا اژدر خان نے کہا او ملعون کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو نے لاکھون بندگان خدا
کا خون کیا ہے اور ابھی نہین معلوم کس کس کو قتل کرے گا یہ کہکر وہی شیشہ سر پر زنگار جادو
کے مارا کہ شیشہ کے پرخچے اوڑ گئے اور شعلہ چمک کر پہلے ہی زنگار جادو پر گرا اور اسے جلاکر
خاک کر دیا زنگار کو مہلت لب ہلانے کی نہ دی کہ یہ کوئی سحر کر سکتا شعلہ اسکو مار کر بلند ہوا اور
ابر سرخ ہو کر پھیلنے لگا اور لشکر صلصال پر محیط ہونے لگا اژدر خان نے اپنے ہمراہیون کو آواز
دی کہ کھینچ لو تلوارین اور مار کر ان قرمساقون کو حوصلہ اپنا نکال لو کہ پھر ایسا وقت نہ ملیگا
یہ سنتے ہی بلب خان نے مالک ترک سفید جامہ کی قید کاٹ دی مگر زرہ خان کو رہا نہ کرسکے
اور سب نے تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر صلصال پر گرے تلوار برسانا شروع کر دی
لیکن اژدر خان لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زرہ خان کے بھی پہونچ گیا اور قید کاٹ دی اب
زرہ خان نے بھی ایک سوار کو مار کر سپر و شمشیر دم کب پر قبضہ کیا اور لڑنے لگے اژدر خان
کی بہت تعریف کی صلصال حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کچھ فساد اہل لشکر سے ہو گیا کسی سے زبان
لڑ گئی کیا معاملہ ہوا اودھر ابر سرخ رنگ لشکر حوت آئینہ پرست پر پھیل گیا اور شرارے چمک چمک

گرنے لگے یہاں سب اطمینان سے بیٹھے تھے کیکو اس آفت ناگہانی اور بلاے آسمانی
کی کیا خبر تھی لیکایک شرارے برسنے لگے خیمہ ڈیرے جلنے لگے انسان و حیوان ہلاک
ہونے لگے لشکر میں ہلچل مچ گئی لوگ فریاد کنان حوت آئینہ پرست کے پاس پہونچے کہ وہ
شعلہ جو دشمنوں کے پھونکنے کو گیا تھا اب ہمیں کو جلائے دیتا ہے حوت آئینہ پرست بہت
گھبرایا اور کہا بلاؤ تو صلصال کو صلصال خود بھاگا ہوا چلا آتا تھا حوت آئینہ پرست نے پوچھا
کہ یہ کیا ہوا صلصال نے سارا فریب اژدر خان کا بیان کیا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ مرتجھ
تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اگر ہم خود غرض ہلاکت میں پڑ گئے کیا اچھا سلوک تیرے بیٹوں
نے تیرے ساتھ کیا ہے اور مہبوت جادو سے کہا کہ جلد کوئی تدبیر کرو ورنہ سب ہلاک ہو جاینگے
مہبوت جادو نے کہا کہ یہ سحر ایسا نہیں ہے جو دفعتہ رک جائے یہ کیا افتاد پڑی کیا ژنگار جادو
ان لوگوں کا شریک ہو گیا صلصال نے کہا کہ اژدر خان نے اسکو گلا گھونٹ کر مار ڈالا سحر کرنے
کی بھی مہلت نہ دی یہ سنکر مہبوت جادو خیمہ کے باہر آئی اور ایک ناریل جھولی سے نکالکر
کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اسمیں سے دھوان پیدا ہوا اور وہ
دھوان پھیلنے لگا یہانتک کہ جسقدر ابر سرخ پھیلا ہوا تھا اسیقدر یہ دھوان بھی پھیل گیا
اور ایک ابر آہنی بنکر تیار ہو گیا اب جو شرارہ گرتا ہے وہ اس ابر آہنی پر رک جاتا ہے لشکر کی محافظت
ہو گئی وہاں اژدر خان اور ملبب خان اور مالک ترک سفید جامہ اور زرہ خان کشتوں کے
پشتے اور لاشوں کے انبار لگا رہے ہیں خوب تلوار چل رہی ہے ندیاں خون کی بہادی ہیں مالک
ترک سفید جامہ اژدر خان سے کہہ رہے ہیں ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ مرحبا
و جزاک اللہ آپ تو مرتے تھے ان ملعونوں کو بھی مارا حوصلہ تو نکل گیا اب اگر مارے بھی
گئے تو کوئی رنج نہیں ہے عمر وار دو کے دلیا نے ابرو خمدار کے ٭ منچلے ایسے تھے منہ پر چڑھے
تلوار کے ٭ یہاں تو اہل اسلام نے قیامت برپا کر رکھی ہے لشکر صلصال کو کاٹ کے ڈالدیا تو
ادھر مہبوت جادو نے لشکر دیگر خون ایک شیشہ میں بھرا اور پر پرواز پیدا کرکے اسقدر
بلند ہوئی کہ ابر سرخ سے جاکر ملگئی اور وہ خون اس ابر سرخ رنگ پر مارا یہ معلوم ہوا
کہ آگ پر پانی پڑ گیا تمام ابر شعلہ ہو کر بجھ گیا اور مہبوت جادو غش کھاکر زمین پر گر پڑی حوت
آئینہ پرست نے دوڑ کر سر اسکا اپنے زانو پر لیا مہبوت جادو نے اشارہ سے بتایا کہ میرے
جوڑے میں اک ڈبیا خاک جمشیدی کی ہے وہ خاک میرے زخم پر لگا دو اب حوت آئینہ پرست
تو اسکی تیمارداری میں مصروف ہے اور وہاں اژدر خان و ملبب خان و زرہ خان و مالک
ترک سفید جامہ وغیرہ نے اسی ہزار آدمیوں سے فوج صلصال کا تو ستھراؤ کر دیا اور لشکر
حوت کے بھی بہت سے سرداروں کو مارا اور اب انھوں نے دھاوا کیا ہے کہ لشکر حوت کو
بھی مٹا ہی دین کہ یکایک ہیکل خان بن صلصال نے اژدر خان کو ٹوکا اژدر خان نے
کہا کہ تیرا قتل کرنا جملہ واجبات سے ہے یہ کہتا ہوا ہیکل خان بن صلصال کی طرف بڑھا
ادھر سے ہیکل خان آپہونچا سامنا ہوا ہیکل خان نے تلوار ماری اژدر خان نے وار اسکا سپر پر
روکا اور ہاتھ تیغ آبدار کا مارا ہیکل خان نے سپر کو چہرہ کی پناہ کی لیکن تلوار نے اژدر خان کی
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو حصہ کیا ہیکل خان کے سر تک پہونچی تو کھینچا تلوار سر مرکب پر

پڑی کا گردن مرکب کی قلم ہوئی ہیکل خان مع مرکب زمین پر گرا ایک پاؤن ہیکل خان کا مرکب
کے نیچے دب گیا اژدر خان نے جلدی سے ایک تیغہ آبدار کا مارا کہ سر اسکا قلم ہوا راکب
و مرکب دونون کی ایک حالت ہوئی کہ پھڑک پھڑک کر تمام ہو گئے اب لشکر جرات سے اور
خدا پرستون سے تلوار چلنے لگی اژدر خان وغیرہ کی یہ حالت ہو کہ لڑتے لڑتے تھک گئے ہین
قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گہ بیٹھا ہو کسیون سے خون ٹپک رہا ہو سانس پھولی ہوئی ہو اسی حالت
مین طوماس فیل سر سے اور اژدر خان سے سامنا ہوا طوماس نے تلوار ماری اژدر خان
نے چاہا خالی دون مگر مرکب نہ پلٹ سکا اسلیے کہ لاشون کے دو رستہ انبار تھے تلوار کمر پر
بیٹھی اژدر خان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دونون شہید ہوئے یہ معرکہ دیکھکر ہلبب خان
دوڑ پڑا کہ غضب ہوا بھائی میرا مارا گیا جیسے ہی مرکب کو دوڑا کر سامنے طوماس کے آیا گھوڑے
نے ٹھوکر کھائی ہلبب خان عیال مرکب پر آ رہا طوماس کو وقت غنیمت ہاتھ آیا پس
اسنے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ہلبب خان سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تلوار سر پر بیٹھی طوماس نے
جبھدکا مارا اترتا جگر گاہ اتر گئی یہ بھی پھڑک کر اژدر خان کے برابر گرا دونون ہلاک ہوئے
ادھر قرلوس غرس پیشانی سے اور زرہ خان سے سامنا ہوا قرلوس نے ساطور مارا
زرہ خان نے وار اسکا خالی دیکر تلوار ماری قرلوس نے وار اسکا دستۂ ساطور پر روکا
تلوار زرہ خان کی ٹوٹ گئی اب جو قرلوس نے ساطور مارا زرہ خان خالی نہ دے سکا کہ
چارون طرف سے کفار کا ہجوم تھا یہ چند کس کی لاکھ مین گھرے ہوئے تھے جلدی
سے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ حربہ اے معاذ اللہ سے کب رکنا ہو ساطور نے
سپر کو قلم کیا اور بیانہ خود سے گزر کر تا صندوق سینہ ہو گیا یہ بہادر بھی جان بحق تسلیم ہوا
یہ حالت جو مالک ترک سفید جامہ نے دیکھی ہائے تنہائی کا نعرہ مارا اور تلوار کھینچکر قرلوس
جا پہنچا قرلوس نے وہی ساطور مارا مالک نے چاہا خالی دون بسبب انبوہ کے ممکن
نہ ہوا گھبرا کر سپر اٹھا دی انکی بھی وہی حالت ہوئی مثل زرہ خان کے یہ بھی شہید ہوئے
اب صعب خان باقی رہ گیا دیکھا اسنے کہ صلصال لاش ہیکل خان کے گلے سے لگائے
ہوئے رو رہا ہے اور کہہ رہا ہو کہ ای فرزند افسوس کہ تیرے حرامزادے بھائیون نے تجھے قتل
کیا یہ سنتا تھا کہ صعب خان کو نہایت غصہ آیا کہ یہ ملعون ہمین حرامی بناتا ہو اور اپنے
زانی قرار دیتا ہو پس تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا کہ داہنی آنکھ صلصال کی پھوٹ گئی صلصال
اٹھکر بھاگا صعب خان نے آواز دی صعب خان تو پہلے ہی سے تیر جوڑے کھڑا تھا
اور اسی نے یہ آواز بھی دی تھی کہ یہ پھر کر دیکھے پس جیسے ہی صلصال نے اسطرف
دیکھا صعب خان نے تیر کو رہا کیا پس تیر جو آنکھ پر پڑتا ہو بائین آنکھ بھی پھوٹی اب تو
صلصال زمین پر گرا اور سر پٹکنے لگا صعب خان کھینچا کہ سر کاٹ لون مگر ہجوم کفار
کی وجہ سے نہ پہونچ سکا اور حرمان آدمخور قریب صعب خان کے آگیا صعب خان
مصروف جنگ تھا کہ حرمان بد مختار نے پشت کی جانب سے از پشت خدنگ مارا
صعب خان کو خبر نہ تھی کہ قضا آگئی سپر بھی نہ اٹھا سکا ارہ جو سر پر پڑا مع مرکب چار
ٹکڑے ہوئے انخل حیات پر تیر خزان چلگیا لہذا اسکے جسقدر اہل اسلام تھے سب مارے گئے

اسی ہزار مین سے ایک بھی زندہ نہ بچا سردار مع فوج اسی مقام پر کھیت رہے کہ کوئی لاش
اُٹھانے والا بھی نہ تھا مگر ایک ایک نے دس دس کو مارا اور سردارون نے تو سیکڑون کو
جہنم مین پہونچا دیا اب لوگ صلصال کو اُٹھا کر سامنے حوت آئینہ پرست کے لائے دیکھا
حوت نے کہ دونون آنکھین اسکی پھوٹ گئی ہین تیر گڑے ہوئے ہین پکارا کیون اے صلصال
اتنو مراد تمھاری بر آئی صلصال نے کہا بیشک حوت آئینہ پرست کو بہت غصہ آیا کہا حرامزادے
ابتک ہوس بادشاہی تیرے دل مین باقی ہے نہ خدا پرستون کی بربادی کا افسوس ہو نہ اپنے
بیٹون کے مرنے کا رنج ہوا تجھسے دوسرا شخص کیا امید رکھے اسکے بعد حکم دیا کہ چارون
فوجون کا جائزہ کرو جسوقت جایزہ لشکر ہو چکا تو معلوم ہوا کہ تین لاکھ فوج تمام آئی کچھ
تو شعلہ سحر سے جلی باقی صلصال کے بیٹون کے ہاتھ سے ماری گئی حوت کو اپنے
لشکر کے ضائع ہونے کا بہت بڑا صدمہ ہوا حرمان آدمخوار سے کہا کہ صلصال کو بھی کھا جاؤ
کہ اسکی وجہ سے یہ تباہی و بربادی لشکر کی ہوئی صلصال یہ سنکر دھاڑین مار مار کر رونے
لگا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اپنی جان ایسی عزیز ہو کہ روتا ہے اور اسکی فریاد ایک نہ سنی
اور مکرر حرمان آدمخوار سے کہا کہ کھا لو اسے دیکھتا کیا ہے یہ سنکر حرمان آدمخوار اسے کھینچ
لیچلا ہر چند صلصال نے کوشش کی کہ مین بچ جاؤن مگر ممکن نہ ہوا حرمان آدمخوار صلصال کو
زندہ بھون کر کھا گیا بعد اسکے آدمخوارون نے خدا پرستون کی لاشون کو کھانا شروع
کیا یہانتک کہ سیکڑون لاشون کو آدمخوار کھا گئے اور کفار نے اپنے کشتہ ہائے نجس
کو دفن کیا حوت آئینہ پرست نے دیکھا کہ کوئی شہر قابل آبادی نہین ہے تب اسنے
اسیوقت فوج کو حکم دیا کہ کل قلعہ ذوالامان کی طرف کوچ ہوگا لشکر مین نقارہ کوچ بجگیا اور
تیاری سفر ہونے لگی جب دوسرا دن ہوا حوت آئینہ پرست مع جمہوت جادو ساڑھے
چار لاکھ آدمیون کی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا خیال یہ بھی ہے کہ
خونخوار بن دجال بھی وہان آگیا ہوگا اب اسے براہ قلعہ ذوالامان مین چھوڑا جاتا ہے - لیکن
چند کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیے جاتے ہین راوی بیان
کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال بعد فتح قلعہ گیلان منزل بہ منزل قریب شہر اردبیل کے پہونچا
اور خیمہ زن ہوا اسی زمانے مین مہتر قاسم کتوری براے دریافت خیر و عافیت آیا
ہوا تھا اور بادشاہ اردبیل سے عرض کر رہا تھا کہ بہمن ارجاس کتوری براے شکار
اسطرف آئے ہوئے ہین بہت افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یاران قدیم ہمارے
ہمسے چھوٹ گئے اب ہم قریب تمھارے ملک کے آگئے ہین اگر زحمت نہ ہو تو براے ملاقات
صحرا مین آیئے کہ یہان لطف شکار بھی ہوگا بادشاہ اردبیل نے کہا کہ میری جانب سے بعد
سلام کے کہنا کہ اے ارجاس کتوری وہ دور ختم ہوا وہ زمانہ گذر گیا جبکہ ہم تم ہر وقت یکجا رہتے تھے
الحمد للہ کہ تمھاری خیر و عافیت عیار کے زبانی معلوم ہوئی مگر اے برادر مین تو اب ایسا ضعیف
و ناتوان ہوا ہون کہ صرف ایک منزل موت طے کرنے کے قابل ہو گیا ہون اور صعوبات سفر
برداشت نہین کر سکتا ہون تمھاری مہربانیون کا کیا شکریہ ادا کرون جہان اسقدر زحمت
کی ہے تھوڑی سی تکلیف اور اٹھاؤ اور شہر مین آکر ملو تو بہتر ہے تمھین بھی راحت ہوگی اور یہان

اطمینان کے ساتھ باتین کرینگے ہنوز مہتر قاسم کنتوری یہ جواب لیکر رخصت ہونے پایا تھا کہ جوڑی ہرکارون کے گرد مین آلودہ پسینے مین عرق دم چڑھتے ہوئے آکر پہونچی اور عرض کیا کہ خونخوار بن دجال کوئی کافر ہے کہ اُسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے برباد کر دیے اب بہت بڑی فوج سے براے بربادی آردبیل آیا ہے صحرا مین اُسنے خیمہ برپا کیا ہے یہ سنکر بادشاہ اردبیل نے جوبین چوب گردان سے کہا کہ بیٹے ممکن ہو تو اک نامہ بنام بدیع الزمان یا نورالدہر یا بدیع الملک تحریر کرو کہ بابا اب یہ ملک بھی تمھارا جاتا ہے ہم لوگ چراغ سحری ہین اگر اپنا ملک بچانا ہے تو کسی سردار کو بھیجو یا آپ آکر اس ملعون کو داخل جہنم کرو اور ملک اپنا بچاؤ جوبین چوب گردان نے کہا کہ حضور کو یاد نہین کہ بدیع الزمان اور نورالدہر صاحبقران ثانی کے ساتھ خانہ کعبہ تشریف لیگئے اور بدیع الملک مع لشکر فتح طلسم نطاق مین مصروف ہین یہ سنکر اک آہ اپنے حال زار پر کھینچی اور کہا اب یہ حالت ہے کہ کوئی بات یاد نہین رہتی اچھا قلعہ کی درستی کرو قاسم کنتوری نے کہا کہ مین جاکر بہمن ارجاسپ کنتوری کو خبر دیتا ہون یہ کہکر وہ روانہ ہوا یہان قلعہ پر توپین چڑھا دی گیین اور گولندازون کے ہاتھون مین ان بیچارون کے رعشہ پیدا ہے آکر بیٹھے درستی قلعہ مین مصروف ہوئے اور جوبین چوب گردان نے لشکر قلعہ سے نکالا اور دوکوس آگے بڑھکر پڑاؤ کیا خیمہ ڈیرے برپا ہوگئے درستی لشکر ہونے لگی اور ارادہ ان خداپرستون کا یہی ہے کہ بغیر لڑے اپنا ملک نہ دین یہان تو یہ جماؤ ہو رہا ہے اور وہان خونخوار بن دجال کو خبر پہونچی کہ اہل قلعہ نے لشکر اپنا باہر نکالا ہے اور آمادہ جنگ ہین خونخوار نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مقابل لشکر اردبیل خیمہ برپا کرین اب فوجین خونخوار بن دجال کی آآکر اُترنے لگین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا بہرام اردبیلی نے اپنے فرزند جوبین چوب گردان سے کہا کہ یہ کافر بڑے جمعیت سے آیا ہے اب امید فتح دل سے اٹھادو یہ سمجھ لو کہ آج جنگ آخر ہے۔ اور مدت عمر کی سپری ہوچکی ہے یہ سب تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوکر اسطرف بیٹھے ہین اور وہان خونخوار بن دجال نے اک نامہ بنام بہرام کنتوری تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ ای ساکنان آردبیل آگاہ ہو کہ مین نے بہت سے ملک خداپرستون کے برباد کر دیے اور ابھی اور جسقدر ملک باقی رہ گئے ہین انھین بھی برباد کردونگا اسلیے کہ مین بیٹا اُس شخص کا ہون جو تین دن مین خچر پر سوار ہوکر تمام عالم کی سیر کر آئے گا مین پہلے سے جھنڈے کفر کے گاڑے رکھتا ہون کہ اُسکو اپنا دین پھیلانے مین آسانی ہو اور دعوے خداوندی اسکا پورا ہو اور تم لوگ مذہب حمزہ کو اگر ترک کرو اور دین بت پرستی اختیار کرو تو امان ہے ورنہ شہر اور ممالک سے اردبیل کو بھی تاراج کر دونگا جسوقت یہ نامہ تیار ہوا مخمور فیل سر کو دیا اور کہا کہ بہرام آردبیلی سے جواب اسکا لاؤ یہ سنکر مخمور فیل سر جانب آردبیل روانہ ہوا جسوقت لشکر بہرام اردبیلی مین داخل ہوا اور خبر بہرام کو ہوئی کہ نامہ دار خونخوار آتا ہے اسنے کہا کہ آنے دو مگر کسیکو براے استقبال نہ روانہ کیا جسوقت مخمور فیل سر سامنے بہرام کے پہونچا بطریق بت پرستان سلام کیا بہرام نے جواب سلام بھی نہ دیا اور کہا کہ کسواسطے آیا ہے مخمور فیل سر نے نامہ خونخوار

کا دیا بہرام نے نامہ پڑھا نہایت غصہ آیا پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا مخمور
فیل سر نامہ لیکر رخصت ہوا ادھر مہتر قاسم کتوری جو پاس بہمن ارجاس کتوری کے
پہونچا اول پیغام بہرام کا دیا بعد اُسکے تمام ماجرا خونخوار بن دجال کے آنیکا بیان کیا یہ
سنکر بہمن ارجاس نے باگ گھوڑے کی اٹھادی اور بلبرہ ہزار سوار سے برائے مدد بہرام
اردبیلی روانہ ہوا یہ رفیق قدیم تر صاحبقران اول کا بڑے بڑے معرکون مین سے جانبازیان
کی ہین اب اگرچہ ضعیف ہوچکا ہو لیکن دل اسکا اب بھی جوانون سے زیادہ پرہمت
بڑھی ہوئی ہو کسی کافر کو اپنے سامنے کب موجود جانتا ہو اب اسطرف سے تو بہمن ارجاس
چلا آتا ہو راہ مین مخمور فیل سر نے جو دیکھا کہ کوئی سردار فوج قلیل سے اسطرف آتا ہو کہلا
بھیجا کہ راستے سے دب جا تو نہین جانتا کہ نامہ دار اُس شخص کا آتا ہو جسکا نام خونخوار بن
دجال ہو جسوقت یہ پیغام اک ملازم مخمور نے بہمن ارجاس کو پہونچایا بہمن ارجاس
کتوری نہایت برہم ہوئے اور جواب دیا کہ او ملعون کہدینا کہ ہمین شیرون سے بھی جادہ
چھوٹتا ہو اسطرف گئے تو آ ادھر سے ہم جاتے ہین جو زبردست ہو گا وہ دوسرے کو پامال
کرکے راستہ پیدا کریگا اور صاف چلا جائے گا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کیا اور ساتھ ہی کل
لشکر نے گھوڑے بڑھا دیئے یہ پیغام مخمور فیل سر نے جو سنا یہ بھی اپنے غرور مین چلا کہ
اس بڈھے کی شامتین آگئی ہین درمیان راہ مین دونون کا سامنا ہوا تلوارین کھنچ گئین
رد و بدل ہونے لگین مخمور اسا فاصلہ لشکر بہرام اردبیلی سے تھا تلوارین جو چمکین اور نعرون
کی صدا بلند ہوئی چوبین چوب گردان اپنا لشکر لیکر چل کھڑے ہوئے یہان مخمور فیل سر
نے بہمن پر تلوار ماری بہمن ارجاس نے ذرا اسکا رد کرکے اک ایسا ہاتھ مارا کہ ناک اسکی جو مانند سونڈ
کے بڑھی ہوئی تھی قلم ہو گئی لوگ درمیان مین آگئے مخمور کو بچا لیا اور بہمن ارجاس
سے تلوار چلنے لگی صدائے تکبیر و بزن بلند ہوئی یہ حالت دیکھکر اور کیفیت دریافت کرکے
چوبین چوب گردان بھی آپڑے اور لشکر مخمور فیل سر کو قتل کرنے لگے عین گرمی جنگ
مین چوبین چوب گردان کی نظر مخمور فیل سر پر پڑی عجب حالت دیکھی آواز دی کہ
او خرطوم تراشیدہ اس نامہ داری مین تو نے بڑی عزت پیدا کی اور ایسا نام پیدا کیا کہ قیامت
تک نام باقی رہیگا یہ طعنہ سنکر مخمور کو حیا دامنگیر ہوئی جھپٹ کر تلوار ماری چوبین چوب گردان
نے تلوار اسکی چوب پر گانٹھ کر جو ہاتھ چوب دست گران کا مارا مخمور کو پیوند خاک کر دیا
زمین پر اک تخلخلا خون کا نظر آتا تھا راکب و مرکب دونون ایک ہو گئے تھے اب تو مسلمانون
کو وطرفہ سے کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا فوج بھاگ بھی نہ سکی جسقدر تھی سب ماری گئی وہان خونخوار
بن دجال منتظر جواب نامہ کا تھا کہ ہرکارون نے خبر جنگ کی دی بس خونخوار تمام فوج اپنے ہمراہ لیکر
چل کھڑا ہوا یہان غازیان دیندار کافرونکو قتل کرکے اردبیل کی طرف متوجہ ہوئے کہ خونخوار بن دجال
کئی لاکھ سوارون سے آپڑا اور پکارا کہ مین کب چھوڑتا ہون تمکو کہ تمنے میرے نامہ دار کو مارا ہے ادھر
اہل اسلام بھی ہوشیار ہو گئے تلوارین کھینچ لین دونون لشکر گتھ گئے جنگ ہونے لگی صدائے تکبیر و بزن بلند ہوئی
لیکن اسطرف ہزارون تھے اُسطرف لاکھون کا شمار تھا کہانتک لڑین کس کس کو قتل کرین آخرکار تمام فوج
کام آئی اور بہمن ارجاس کتوری زخمون مین چور ہو کر جھومنے لگے خونخوار بن دجال نے قریب

پہونچکر باطمینان تمام تلوار ماری کہ یہ مرد مومن و دیندار شہید ہوا یہ دیکھکر چوبین چوب گردان
نے گھوڑا دوڑایا اور قریب بہمن ارجاسپ کتوری کے پہونچکر خونخوار پر چوب ماری خونخوار
نے وار بہمن کا خالی دیا چوبین ضرب کی جھونک مین سامنے آیا تھا کہ خونخوار نے تلوار ماری
یہ بھی شہید ہوئے اب خونخوار بن دجال نے کہا کہ اسطرف سے اردبیل کو لیتے چلے
چلو جنگ آغاز ہوگئی اب تامل بیکار ہے یہ کہکر لاکھ سوار لیکر بہرام اردبیلی پر جا پڑے وہ لوگ
پہلے سے ہوشیار بھی نہ ہوئے تھے کہ دشمن آ پڑے اور قتل کرنا شروع کیا بہرام اردبیلی
جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچے کانپتے ہوئے ہاتھون سے کفار کو قتل کرنا شروع
کیا مگر جھکی ہوئی ہاتھون مین رعشہ ریش سفید پیرسن جنگ کے قابل نہ تھا مگر قضا اسی بہانے تھی
عین گرمی جنگ مین خونخوار بن دجال قریب بہرام کے بھی پہونچگیا اور تلوار ماری کہ یہ بھی شہید
ہوئے لشکر نے دیکھا کہ سردار مارا گیا بہت سے بھاگ کھڑے ہوئے بہت سے ثابت قدم مومن
نے جانین دیدین مگر قدم پیچھے نہ ہٹایا سب اسی جگہ کھیت رہے اب خونخوار داخل قلعہ ہوا
اور حکم قتل عام دیا رعایا برایا قتل ہونے لگی ہر چند لوگ فریاد کرتے تھے مگر یہ کفار ایک کی
نہ سنتے تھے یہانتک کہ تین روز کامل قتل عام رہا عورتون اور بچون تک کو قتل کیا اور اردبیل کو
ایسا ویران کیا کہ پھر آباد نہو سکے بعد اسکے لاشین اپنے لشکریون کی اٹھوا کر دفن کرا دین اور
لاشین خداپرستون کی اسی طرح پڑی رہنے دین کہ چیل کوے نوچ نوچ کر کھائین شمار
کیا تو معلوم ہوا کہ مع محمور فیل سعہ اسی ہزار آدمی قتل ہوئے اب خونخوار بن دجال نے حکم
کوچ کا دیا اور تیاری کرکے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا اب اسے تو ہر روے راہ قلعہ ذوالامان
مین چھوڑا جاتا ہے اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت نشان سوختگان آتش
محبت یعنی شہزادہ اسد ثانی و ملکہ طوفان سبزپوش و ملکہ سحابیہ در در گوش
کے بیان کیے جاتے ہین راویان شعلہ زبان اس داستان حیرت عنوان کو اسطرح
بیان کرتے ہین اور گرم سخن ہوتے ہین کہ جب حوت آئینہ پرست کے حکم سے مبہوت جادو نے
آتش سحر مشتعل کی اور اسد ثانی اور ملکہ طوفان سبزپوش کو اٹھا آگ مین پھینکا تو یہ خبر موکلون
نے عابد روشن ضمیر کو پہلے سے پہونچا دی تھی اسلیے کہ عابد روشن ضمیر جب اسد ثانی سے صحرا
ملکہ سحابیہ مین ملے تھے تو انکو انجام محبت معلوم ہوگیا تھا انھون نے اسیوقت سے موکل تعین کر دیے
تھے کہ وہ ہر نیک و بد کی خبر رسانی کیا کرتے تھے جسوقت عابد روشن ضمیر کو معلوم ہوا کہ فلان وقت اسد
ثانی آگ مین پھینکا جائیگا انھون نے موکلون پر تاکید کی کہ جسوقت اسد ثانی آگ مین گرے فوراً بحفاظت
تمام اڑا کر لادینا بھی نہ جلنے پائے اور جو جو اسد ثانی کے ساتھ اس آتش مین گرے حفاظت اسکی
ضروری ہے موکل کنارے آتش کے نگاہون سے پوشیدہ موجود تھے جیسے ہی اسد ثانی کو مبہوت نے آگ
مین پھینکا موکلون نے بالاے شعلہ انھین روکا اور لا کر باغ عابد روشن ضمیر مین پہونچا دیا بعد اسکے
طوفان سبزپوش کو بھی لے آئے دونون بیہوش تھے عابد روشن ضمیر نے اگر ان دونوکو ہوشیار کیا اور موکلونکو
پھر روانہ کیا کہ ابھی ایک پروانہ اس شمع حسن و خوبی کا اور جان دینے آئیگا اسے بھی بحفاظت لے آنا موکل
تو اسطرف روانہ ہوئے یہان اسد غازی اور ملکہ طوفان سبزپوش جو خواب سے بیدار ہو
بیہوشی دفع ہوئی اپنے کو ایک باغ جنت نظیر مین پایا اور عابد روشن ضمیر کو اپنے قریب

دیکھا عابد نے آواز سلام علیک کی وہی اسد ثانی نے جواب سلام دیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی
کہ آپ نے بھی انتقال فرمایا عابد مسکرائے اسد ثانی نے جھلا کر کہا کہ آپ کیون نہ مسکرائیے گا آپکو
کیا خوف ہی تمام زندگی عبادت پروردگار مین گذری ہی ملکہ طوفان سبز پوش سے کہا کہ یہ
عالم برزخ ہی فردائے قیامت قریب ہی سامنا اُس خالق عالم و عادل کا ہونیوالا ہی جلوکش وقت
جسم کو دور کرو اور نہر مین غسل کرو اور اپنا وقت عبادت پروردگار عالم مین صرف کرو یہ کہکر ملکہ
طوفان سبز پوش اپنے مقام سے اُٹھے اور کنارے نہر کے آکر غسل کیا لباس پھر سے پہنا اور
نماز مین پڑھنے لگے عابد روشنضمیر انکے حرکات کو دیکھکر بہت ہنسے اور قریب اسد ثانی کے
آکر فرمایا کہ ای جوان صالح تو زندہ ہی یہ گمان نہ کر کہ مین عالم برزخ مین ہون تو ابھی دنیا مین ہی
اور عمر تیری دراز ہی تجھ سے ابھی بڑے بڑے کار نمایان ہونے والے ہین جسوقت سہوج
نے تمکو آگ مین پھینکا ہی تو موکل میرے موجود تھے وہ جاکر بحفاظت لے آئے طوفان سبز
پوش بھی زندہ ہی اسد ثانی نے کہا کہ بڑی عنایت کی آپ نے اب مین آج سے آپکو عابد
جان بخش کہا کرونگا یہ کہکر عابد روشنضمیر سے مصافحہ کیا اسد ثانی نے عابد روشنضمیر
سے پوچھا کہ یہ باغ کونسا ہی اور کس مقام پر واقع ہی عابد نے بیان کیا کہ یہ باغ خاص میرے
رہنے کا ہی اور درہ کوہ مین واقع ہی یہان کوئی نہین آسکتا اسلیئے کہ یہ باغ نگاہون سے پوشیدہ
رہتا ہی جسوقت تک مین نہ چاہون اسوقت تک پرندہ پر نہین مار سکتا ہی یہ سنکر اسد ثانی
خاموش ہو رہے عابد نے انکے واسطے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور کہا کہ دعوت
میری قبول فرمایئے اسد ثانی نے کہا کہ اسقدر تعظیم و تکریم نہ فرمایئے کہ مین شرمندہ ہوتا ہون
عابد نے کہا کہ مین عزت سے آپکے آگاہ ہون اور خاندان سے آپکے ماہر ہون آپ واجب
التعظیم ہین خوش نصیب اُسکے جو خدمت آپکی بجا لائے غرضکہ دو روز اسی دعوت و ضیافت
مین گذرے تیسرے روز موکلون نے ملکہ سحابیہ دردر گوش کو بھی اس باغ مین پہونچا دیا
جسوقت نظر سحابیہ دردرگوش کی اسد ثانی اور طوفان سبز پوش پر پڑی دوڑکر طوفان
سبز پوش سے لپٹ گئی اور کہا کہ ہین الحمد للہ کہ پس از مرگ بھی ہمارا تمہارا ساتھ رہا
طوفان سبز پوش نے تسلی دی کہ تم ہم سب زندہ ہین اور عابد کی طرف اشارہ کرکے
فرمایا کہ آپکی بدولت ہماری تمھاری جان بچ گئی اور اسد ثانی کو تو نہایت تعجب ہوا کہ ہم تو آگ
مین پھینک دیئے گئے تھے یہ دیدہ و دانستہ آگ مین کود پڑی اور تیری محبت مین جان پر
کھیل گئی صد مرحبا ایسے محبت کرنے والے بھی قسمت سے ملتے ہین ورنہ زندگی ایسی چیز
ہی جو سب پر فوق رکھتی ہی کوئی کسی کے ساتھ جان نہین دیتا یہ اسی عورت کا کلیجہ ہی اب
ان سب نے عابد روشنضمیر سے کہا کہ ہمکو ملک سحابیہ مین پہونچا دو عابد روشنضمیر ان سبکو
اپنے ہمراہ لیکر جانب ملک سحابیہ روانہ ہوئے اب حال ملک سحابیہ کا سنیئے کہ سحاب لنگر گیر
بادشاہ ملک سحابیہ کو خبر پہونچی کہ دختر تمھاری دیوانی ہوکر کسی طرف نکل گئی اسنے کچھ عورتونکو
معین کیا کہ جہان سحابیہ دردرگوش کو دیکھو یا اسے سمجھا کر لے آؤ اور اگر یون نہ مانے تو گرفتار
کرکے لاؤ وہ لوگ برائے تلاش روانہ ہوئے پہلے تو شہر سحابیہ اور حوالی شہر سحابیہ مین تلاش
کیا جسوقت پتا نہ ملا تو کچھ لوگ ڈھونڈھتے ہوئے شہر سمرقند مین بھی پہونچ گئے وہان سے

مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ سحابیہ دردرگوش نے اسد ثانی کی محبت مین جان
دیدی اور آگ مین کود پڑی یہی حالت ان لوگون نے آکر بادشاہ سے بیان کی ملک سحاب
لنگرگیر نے پہلے تو شکر کیا کہ ایسی شوخ دیدہ کا مرنا ہی بہتر ہو مگر جب محبت پدری نے
جوش مارا تو اشک خونی دیدہ حسرت سے جاری ہوئے اور ماتم دختر مین لباس سیاہ پہنا تمام
ملک غمگین ہوا کہ چراغ سلطنت یہی تھی سوا اسکے کوئی فرزند بدیا دختر ملک سحاب
لنگرگیر کے غم ہوا تھا دن رات بادشاہ رویا کرتا تھا ایک روز خواب مین دیکھا کہ سحابیہ
دردرگوش ایک باغ مین ہمراہ اسد ثانی کی بیٹھی ہوئی ہو اور ایک نازنین اور جو اس سے
زیادہ حسین ہو پاس بیٹھی ہوئی ہو سحاب لنگرگیر نے اسی عالم رویا مین دختر سے کہا کہ تو تو
جلکر ہلاک ہوئی تھی لیکن بعد مرنے کے تجھے یہ رتبہ عالی کیونکر ملا اسلیئے کہ چلن تیرے خراب
تھے سحابیہ دردرگوش نے جواب دیا کہ اے والد بزرگوار آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ جسکے
چلن خراب ہون وہ بعد مرنے کے ضرور معذب ہوتا ہو میرے ایسے چلن تھے کہ مین بعد مرنے کے
بھی راحت سے ہون اور اسوقت تک پاکدامن ہون مین نے حرمت اپنے خاندان کی
نہین جانے دی لیکن مذہب خداپرستی ضرور اختیار کیا جسکی بدولت آپ مجھے اس راحت
سے دیکھ رہے ہین اگر عاقبت اپنی درست کرنا چاہتے ہین تو آپ بھی اس مذہب برحق کو
اختیار کیجیے یہ سنکر سحاب لنگرگیر نے کہا کہ اگر تیرا چراغ سلطنت روشن ہو جائے اور پھر
تو مجھ سے ملے تو بیشک مین دین خداپرستی اختیار کرونگا اور جانونگا کہ یہ مذہب برحق ہو
سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ اپنے قول تو یاد رکھیگا اور عہد سے نہ پھرے گا تو خداوند عالم
مین سب طرح کی قدرت ہو وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہو سحاب لنگرگیر چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ
آنکھ اسکی کھل گئی صبح قریب تھی جسوقت یہ دربار مین آیا ارکین دولت سے خواب اپنا بیان کرکے
تعبیر پوچھی عاقلون نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہو تو ضرور دختر آپکی آپسے ملے گی یہی ذکر
تھا کہ قرص بیگی نے آکر اطلاع کی کہ ایک مرد عابد ایک مرد اور دو عورتون کو ساتھ لیے ہوئے
آیا ہو اور امیدوار باریابی ہو سحاب لنگرگیر نے کہا بلاؤ تو عابد روشن ضمیر اسد ثانی اور ملکہ سحابیہ
دردرگوش کو لیے ہوئے داخل دربار ہوئے اسوقت نقابین ان عورتون کے چہرون پر پڑی
ہوئی تھین بادشاہ نے عابد روشنضمیر کو ایک مرد بزرگ سمجھکر نہایت عزت سے بٹھایا اور
نام پوچھا عابد روشنضمیر نے اپنا نام درویش ذوالکمال بتایا اور کہا کہ مین اسی صحرا سے ملک سحابیہ
مین رہتا ہون لیکن کوئی شخص میرے مسکن سے آگاہ نہین ہو سبب میرے آنے کا یہ ہوا
کہ دختر تمھاری اس جوان صالح پر شیفتہ ہو اور یہ جوان خاندان عالی سے ہو بیٹا اسد
غازی کا پوتا کرب دلاور کا ہو جو داماد حمزہ صاحبقران کے ہین نام اسکا اسد ثانی ہو اسکو
حوت آئینہ پرست نے اپنی دختر طوفان سبزپوش سمیت آگ مین جھکوا دیا تھا مین نے ان
دونون کو اس آگ سے بمدد پروردگار عالم بچایا اور اپنے باغ مین مہمان کیا بعد اسکے
دختر تمھاری محبت اسد ثانی مین جاکر اس آگ مین کود پڑی مین نے اسکو بھی بمدد خدا سے
بچایا اب یہ تینون آدمی یعنی اسد ثانی اور طوفان سبزپوش اور سحابیہ دردرگوش موجود
ہین تمکو لائق اور لازم ہو کہ عقد ان دونون شاہزادیون کا اسد ثانی کے ساتھ کردو اور

طوفان سبز پوش کو بھی اپنی دختر جانو اور مذہب اسلام کو اختیار کرو یہ سنکر سحاب لنگر
گیر نہایت خوش ہوا اور دختر کو گلے سے لگایا طوفان سبز پوش کے سر پر بھی دست
شفقت پھیرا اور اسد ثانی کو بھی گلے لگایا عابد کے ہاتھ چومے اور خواب اپنا اور خواب
مین مسلمان ہونے کا عہد کرنا سب بیان کیا عابد روشنضمیر نے کلمہ تلقین فرمایا اور سحاب لنگر
گیر از سر صدق مسلمان ہوا سحابیہ دردرگوش اور طوفان سبز پوش کو لیکر داخل محل
ہوا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو کہ ایک دختر گم ہوئی تھی اب خدا نے دو عنایت کین
سحابیہ دردرگوش کی مان نے طوفان سبز پوش کو گلے لگایا اور سحابیہ دردرگوش کو
بھی گلے سے لپٹایا اور خوب روئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بعد اسکے عابد
روشنضمیر سے کہا کہ آپ عقد این دونون کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھ دیجئے عابد نے دن
تعین کیا سامان شادی کا ہونے لگا دو چھلے تیار ہوئے دونون شہزادیون کو دولھن بنایا
اور لباس سیاہ تمام شہر نے بدلا لباس سرخ پہنا اس واقعہ کو سنکر ہزارہا کافر مسلمان ہو گئے
جب روز عقد آیا اور عابد روشنضمیر برائے ایجاب و قبول آئے طوفان سبز پوش نے کہا کہ
پہلے عقد سحابیہ دردرگوش کا پڑھیئے کہ وہ میری محسن ہے اسی کے بدولت مین نے اسد
ثانی کو پایا ورنہ ایسے ظالم کے پھندے مین تھی کہ زندگی مین اسد ثانی سے نمل سکتی
عابد وہان سے سحابیہ دردرگوش کے حجرے کیطرف آئے سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ پہلے
عقد طوفان سبز پوش کا پڑھیئے اسلیئے کہ وہ مجھ سے پیشتر شیفتہ جمال اسد ثانی ہو چکی تھی
مین سبقت نہین کر سکتی اور اسد ثانی بھی دلدادہ اسی کا ہے آخرکار پہلے عقد ملکہ طوفان
سبز پوش کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھا گیا بعد اسکے سحابیہ دردرگوش کا نکاح اسد ثانی
کے ساتھ ہوا اسد ثانی وصل سے دونون کے کامیاب ہوا اور مہتر صمد گردیا کا عقد سرو
ناز کے ساتھ پڑھا گیا یہ بھی اپنی معشوقہ کے وصل سے شادکام ہوا بعد دو چار روز کے اسد ثانی
کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حوت آئینہ پرست سے عیوض خون خدا پرستان کا لینا چاہیئے ملک
سحاب لنگر گیر سے پوچھا کہ حوت آئینہ پرست کہان گیا ہے سحاب لنگر گیر نے بیان کیا کہ پہلے
اُسنے شہر سمرقند کو پھونکا طولانیہ سمرقندی شہید ہوئے حوت نے اپنی جانب سے بہمن
دیوسنگ کو وہان کا حاکم مقرر کیا اور آپ جانب شہر بلخ روانہ ہوا یہ سنکر اسد ثانی نے کہا کہ مین
پہلے شہر سمرقند کو کفار کی حکومت سے نکالونگا اسکے بعد بلخ مین جاکر حوت آئینہ پرست
سے عیوض خون خدا پرستان کا لونگا آپ لشکر کو تیاری کا حکم دین اور اُسیوقت ایک نامہ بنام
لہراسپ قزاق تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ اے لہراسپ دیکھتے ہی اس نامہ کے مع لشکر کے شہر
سحابیہ مین اپنے کو پہونچاؤ اسلیئے کہ مجھے صرف تمہارا انتظار ہے ایک سانڈنی سوار نامہ
لیکر جانب کوہ لہراسپ روانہ ہوا لہراسپ قزاق اسد ثانی کے جانے کے بعد کچھ روز تو
انتظار مین رہا کہ اب میرا آقا مجھے طلب کرتا ہے جب بہت دن ہوئے اور کوئی نامہ و پیام نہ آیا
تو پریشان ہوا پیشہ قزاقی ترک کر چکا ہے ایک روز صحرا کی طرف برائے شکار چلا جاتا تھا کہ سامنے
سے سانڈنی سوار نمودار ہوا لہراسپ نے پوچھا کہ اے بھائی کہان سے آتا ہے اور کسطرف جائیگا
اُسنے بیان کیا کہ ملک سحابیہ سے آیا ہون نامہ اسد ثانی کا لہراسپ قزاق کے نام لایا ہون یہ

سنکر لہراسپ شاد ہو گیا اور کہا کہ لہراسپ مین ہی ہون ۔ بادنامہ میرے آقا کا مجھے دو یہ سنکر
سانڈنی سوار نے اونٹ کو بٹھالا اور اُترکر نامہ لہراسپ کو دیا لہراسپ نے نامہ اپنے سر پر رکھا
اور سانڈنی سوار کو لیے ہوئے کوہ پر آیا لفافہ کھولکر نامہ پڑھا بہت خوش ہوا لشکر کو تیاری
کا حکم دیا اور دوسرے روز کوچ کرکے جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا لیبان عابد روشن ضمیر نے
اسد ثانی سے کہا کہ اب مین اپنے مکان کو جاتا ہون انشاء اللہ تعالے قلعہ ذوالامان پر میری
آپکی ملاقات ہوگی اسد ثانی نے کہا کہ بڑی تکلیفین آپ نے میری ذات سے اٹھائین خدا حافظ
اب مین زیادہ زحمت دینا پسند نہین کرتا عابد روشن ضمیر تو اسطرف روانہ ہوئے اور
شاہزادہ اسد ثانی نے کوچ کی تیاری کا حکم دیا فوجین تیار ہونے لگین کہ ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ لہراسپ قزاق بارہ ہزار قزاقون کے ساتھ آتا ہے اسد ثانی نے چند افسران
فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور لہراسپ کو استقبال کرکے لائے لہراسپ
دل مین کہتا ہے کہ میرا آقا بڑا قدردان ہے کہ مجھ ایسے دزد کی اسقدر عزت کی اگر مین اپنے دین
قدیم پر رہتا اور اطاعت اس شہریار عالی وقار کی نہ اختیار کرتا تو یہ مرتبہ کاہیکو نصیب ہوتا
غرضکہ چالیس ہزار سوار کا لشکر ملک سحابیہ لنگرگیر کا اور بارہ ہزار آدمی قزاق کے ساتھ باون ہزار
کی فوج تیار ہوئی اور ملک سحاب لنگرگیر نے ملک کا انتظام کیا اپنی جانب سے نائب مقرر
کرکے اسد ثانی سے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے اسد ثانی نے کہا بہتر اور برائے رخصت
باغ ملکہ سحابیہ در درگوش مین آئے اُسوقت طوفان سبزپوش اور سحابیہ در درگوش
دونون ایک ہی مقام پر بیٹھی ہوئی تھین کہ اسد ثانی پہونچے ملکہ طوفان سبزپوش نے کلمات
شکایت زبان پر جاری کیے اور کہا کہ ای شہریار یہ امید نہ تھی کہ آپ دیدار کے واسطے
اسطرح ترسائے گا جیسے ایسی محبت ہو کہ دیوانہ وار صحراؤن مین پھرے اپنا تاج و تخت عزیز
و اقربا سبکو چھوڑے وہ دن دن بھر صورت نہ دکھائے آخر کیا فکر مین ہین کچھ معلوم
تو ہو کسی اور طرف دل لگ گیا ہوا اگر ایسا ہے تو ہم دونون ملکر اسکی بھی فکر کرین یہ سنکر شہزادہ
اسد ثانی نے کہا ہم لوگون کا یہ شیوہ نہین ہے کہ عورتون کے پاس بیٹھے رہین کام ہمارا
تیغ زنی و جانبازی کا ہے مین نے سنا ہے کہ حوت آئینہ پرست تمھارے باپ نے ملک
سمرقند کو جلاکر خاک کردیا بادشاہ کو وہان کے مارا جو خداپرست تھا اور اپنی جانب سے
حاکم شہر تعین کرکے بلخ کی جانب روانہ ہوا ہے مین جاتا ہون اور سمرقند کو حکومت کافر
سے چھڑا کر حاکم اپنی جانب سے تعین کرونگا اُسکے بعد بلخ کی طرف روانہ ہونگا اور
جہان ملیگا حوت آئینہ پرست اور ہبوت جادو سے قصاص خون خداپرستان کا
لونگا یہ سنکر اُن دونون شاہزادیون کے چہرے فق ہو گئے رنگ اُڑ گئے تصویر
بکر رہ گئین لیکن طوفان سبزپوش نے کہا کہ کیا تمھین یاد نہین کہ حوت جادو وہی ہے
جسنے ہمین تمھین آگ مین پھونکا تھا اور پھر اسکے سامنے جاؤگے تو کیونکر پیش آئیگی وہ
ساحرہ ہے تم سحر نہین جانتے نہ کوئی ساحر تمھارے ساتھ ہے یہ اپنے پاؤن سے دیدہ و دانستہ
ایک بلا مین پھنسنے کو جاتے ہو اور ہمین کسپر چھوڑے جاتے ہو اسلیے کہ ماں باپ کو تمھاری
محبت مین چھوڑا مثل خانہ بدوشون کے یہان پڑے ہوئے ہین لیکن خدا بھلا کرے

ملکہ سحابیہ اور اسکے والدین کا کہ یہ مثل بیٹیوں کے سمجھتے ہین اور والدین اسکے مثل اولاد کے سرپرستی کرتے ہین ان لوگون کے بار احسان سے میری گردن نہین اُٹھ سکتی اسد ثانی نے کہا وہ وقت دوسرا تھا جبکہ اُسنے مجکو آگ مین ڈالدیا اب مین آتش شمشیر سے اُسکو پھونک دونگا یہ خیال نکرو کہ ساحر میرے ساتھ نہین ہین حافظ حقیقی ہر وقت مین نگہبان ہے مین بغیر مارے ہوت آئینہ پرست کے واپس نہ آؤنگا اسمین کہ نکرو اور جسوقت اس جھگڑے سے نجات ہوئیگی تو مملکہ تمھارے باپ سے تمکو دونگا تم بھی جسطرح چاہنا سحابیہ درورگوش کی ضیافت کرلینا سحابیہ درورگوش نے کہا اے ملکہ طوفان سبز پوش ہین دعوے کنیزی رکھتی ہون آپ ایسی باتین نفرمایئن جن سے دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہو ملکہ طوفان سبز پوش نے دامن اسد ثانی کا پکڑکر رونا شروع کردیا اسد ثانی سے بھی ضبط نہوسکا اور آنسو آنکھون سے جاری ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ابر ملے ہوئے برس رہے ہین تا دیر یہی حالت رہی سحابیہ درورگوش بھی رورہی ہے اور یہ شعر پڑھ رہی ہے شعر اسی بہانہ سے یک اجل کو آنا تھا ؛ یہ دل لگانا تھا یا موت کا بہانا تھا ؛ یہ سامان جدائی غمزدون کے واسطے سامان موت سے کم نہین ہے دیکھیئے انجام کیا ہوتا ہے جب اسد ثانی نے دیکھا کہ حالت طوفان سبز پوش کی نہایت خراب ہے کسیطرح آنسو نہین تھمتا ہچکی بندھی ہوئی ہے کہا اے ملکہ یہ تو ممکن نہین کہ مین نجاؤن مگر ہان تمھاری خاطر سے آنا ضرور ہوگا کہ جسوقت سمرقند سے پھرونگا تو پھر تمھارے پاس ہوتا ہوا شہر بلخ کی جانب روانہ ہونگا اور وہان سے بھی خطوط اپنی خیریت کے برابر بھیجتا رہونگا یہ فرماکر دامن چھڑایا اور خدا حافظ کہکر جانب دروازہ روانہ ہوئے ملکہ طوفان سبز پوش تو بیہوش ہوگئی اور سحابیہ درورگوش نے پشت کو آئینہ دکھایا اور کہا جسطرح پشت دکھاکر جاتے ہو منہ دکھانا بھی نصیب ہو اسد غازی باہر باغ کے آیا سواری موجود تھی لشکر تیار تھا جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر جانب سمرقند روانہ ہوئے اب انکو تو راہ سمرقند مین چھوڑ دیا ہے اور یہان سے داستان ادریس بن اندلس عیار اسد ثانی کی آغاز کیجاتی ہے راوی ناقل ہے کہ جسوقت ادریس بن اندلس قلعہ گیلان سے چلا کہ اپنے آقا کی خبر لون اول آکر زنگبار مین پہونچا وہان اسد ثانی کو نہ پایا نہایت پریشان ہوا اور پتہ پوچھتا ہوا آگے روانہ ہوا الغرض طے مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ شام ہوگئی ہے اور سواد شہر معلوم نہین ہوتا پریشان ہوا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون مگر جب شام ہوئی اور مہر جہانتاب گوشہ مغرب مین پنہان ہوا ستارے چرخ نیلی پر نمودار ہوئے طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوئے قافلون نے منزل کی لیکن یہ سرگردان راہ وفا یعنے ادریس بن اندلس اسی پریشانی کے عالم مین ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنے حال زار پر رونے لگا کہ افسوس شعر خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے رہے گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ؛ نہ اپنے آقا تک پہونچے نہ اپنے شہر مین رہے ایک نہ ایک دن کوئی درندہ گزندہ مار ڈالیگا خیر یہ بھی اچھا ہے کہ دنیا کی زحمتون سے نجات ہو جائیگی اسی طرح کی باتین دل سے کر رہا تھا کہ ایک جانب کچھ روشنی سی معلوم ہوئی ادریس بن اندلس نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی قافلہ اترا ہوا ہے پس

اسی جانب یہ بھی روانہ ہوا جسوقت قریب قافلہ پہونچا دیکھا کہ بہت بڑا قافلہ اترا ہوا
ہے لوگون نے جو اسکو دیکھا پوچھا تو کون کہا بندہ خدا وہ لوگ ڈرے کہ یہ غیر شخص کہان
سے آگیا اس صحرا مین ایک تن تنہا کا کیا کام ہے خیال گذرا کہ کسی قزاق کا مخبر نہ ہو جلدی
سے اسکو گرفتار کر لیا ہر چند ادریس بن اندلس کہتا ہے کہ مین چور نہین ہون بلکہ مسافر
ہون کسی نے ایک سماعت نہ کی اور گرفتار کیئے ہوئے سامنے اپنے مالک کے لائے دیکھا
ادریس بن اندلس نے کہ ایک سوداگر وضع آدمی کرسی پر بیٹھا ہے اور گلے مین اُسکے ایک
رومال سیاہ بندھا ہوا ہے لوگون نے سوداگر سے کہا کہ یہ ایک مرد اجنبی قافلہ مین چلا آتا تھا
ہمین شبہہ گذرا کہ یہ مخبر کسی قزاق کا نہ ہو لہذا ہمنے اسکو گرفتار کر لیا ہے سوداگر نے کہا کہ
اگر یہ مخبر ہوتا تو دور سے قافلہ کو دیکھکر چلا جاتا اُسے قافلہ مین داخل ہونے کی کیا ضرورت
تھی اور بفرض محال یہ مخبر بھی ہے تو کیا اسکی گرفتاری سے قزاق اپنا ارادہ ملتوی کر دینگے
یہ سنکر اُن لوگون نے ادریس بن اندلس کو چھوڑ دیا ادریس نے جو سوداگر کو اپنے حال پر مہربان
دیکھا عرض کیا کہ مین آوارہ وطن مسافر ہون اور دور دراز رسیدہ ہون اس صحرا مین مجکو شام ہوگئی
اب نہ کہین جا سکتا ہون نہ ٹھہر سکتا ہون اسطرف روشنی دیکھی اور بوے انسان پاکر
چلا آیا یہ خطا میری تھی سوداگر نے کہا کہ مین تمھاری صورت سے سمجھ گیا کہ تم مسافر ہو حال
اپنا بیان کرو کہ کیون گھر سے نکلے اور کہان جاتے ہو اس صحراے بیکر مین کیونکر پہونچے یہ سنکر
ادریس نے بیان کیا کہ مین قلعہ گیلان سے آتا ہون اور مجکو اپنے آقا کی تلاش ہے آقا میرا مجھے
چھوٹا ہوا ہے سنا تھا کہ شہر زنگبار مین ہے وہان گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور طرف تشریف
لیگئے سوداگر یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا خیر رات تم اسی قافلہ مین بسر کرو صبح کو جہان جی
چاہے چلے جانا اب ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپکو بھی مین غمگین پاتا ہون اس
رومال سیاہ کا کیا باعث ہے یہ سنکر سوداگر رونے لگا کہا اے شخص مین اپنا حال تجھسے کیا
بیان کرون مجھسے بھی میرا آقا جدا ہو گیا ہے اور ایسا جدا ہوا ہے کہ اب تا بہ قیامت ملاقات
نہ ہوگی ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپ تو خود سردار ہین آپکا سردار و مالک کون تھا سوداگر
نے کہا کہ بھائی واقعہ میرا یہ ہے کہ مجھسے صحرا مین ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی کہ وہ بحال
خراب تھا پاؤن مین اُسکے چھالے پڑے ہوئے تھے لباس پارہ پارہ تھا دل اسکا بیقابو
تھا دیوانہ محبت ہو رہا تھا مین نے بڑی مشکلون سے اُسکو رام کر کے اپنے ساتھ لیا علاج
اُسکا کرتا رہا سب مرض دور ہو گئے مگر جنون محبت باقی رہا اور رات کو تنہا خیمہ سے
نکل جاتا تھا اور صحرا مین شب بسر کرتا تھا صبح کو پھر خیمہ مین چلا آتا تھا ہر چند کہ اسسے صحبت انسان
سے نفرت سی ہوگئی تھی تنہا بیٹھا رویا کرتا تھا مگر نہین معلوم اُسے میرا کیا لحاظ و پاس تھا
کہ پھر پھر کر چلا آتا تھا ظاہرا سبب اسکا یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھسے اور آپکے بزرگون سے ملاقات
تھی اور یہ امر مین اُسپر ظاہر کر چکا تھا شاید اسی سبب سے وہ میرا لحاظ کرتا تھا ایک روز
صحرا مین قزاقون نے آکر گھیرا تمام مال و اسباب میرا لوٹ لیگئے وہ شہریار حسب عادت
شبکو صحرا مین نکل گیا تھا جسوقت صبح کو آیا اور قافلے کو لٹا ہوا پایا تن تنہا جا کر قزاق کو زیر
کیا اور تمام مال و اسباب میرا اُس سے دلوایا بعد اُسکے میرے ساتھ شہر سحابیہ مین داخل ہوا

اُسی طرح رات کو صحرا مین نکل جاتا تھا ایک روز لوگ اُسے گرفتار کرکے سامنے بادشاہ
کے لائے مین موجود تھا جرم یہ ظاہر کیا کہ یہ شاہزادی کے باغ سے نکلا تھا بادشاہ نے حکم
قتل دیا ہر چند کہ اُسکا قتل آسان نہ تھا کہ جوان زبردست لشکر شکن تھا مگر جنون محبت نے ایسا
بد اندیش کر دیا تھا کہ قتل ہونے پر آمادہ ہو گیا یہ خبر ملکہ کو ہوئی اور وہ خدمت بادشاہ مین حاضر
ہوئی اور صفائی کرکے اُسے چھڑا لیگئی پھر کچھ دن تک اُسکا پتا نہ معلوم ہوا اور وہ میرے
پاس نہین آیا سنا مین نے ملکہ کے باغ مین رہتا ہے بعد چند دن کے سنا کہ طوفان سبز پوش
دختر آئینہ پرست کے عشق مین اُسکی یہ حالت ہوئی تھی اُسکی معشوقہ آپ سے ملگئی یہ خبر جو تخت
آئینہ پرست کو ہوئی آپ نے ساحرہ کے ذریعہ سے دونون کو گرفتار کرکے آگ مین جلوا دیا یہ خبر
ملکہ سحابیہ کو ہوئی وہ بھی اُسکے عشق مین فقیر ہو کر نکلی اور اسی آتش افروختہ مین گر کر جل گئی
مین اسی روز سحابیہ سے کوچ کرکے چلا آج اس مقام پر قیام کیا مگر دل میرا نہین بہلتا ہر وقت
تصور ہے اُس اپنے آقا و محسن کی آنکھون کے نیچے پھرا کرتی ہے یہ سنکر ادریس کو اپنے آقا کا
شوق گذرا پوچھا آپکو نام اُنکا معلوم ہے سوداگر نے بیان کیا کہ نام اُس شہریار کا اسد ثانی تھا
مین اُسکے تمام خاندان سے واقف ہون بس یہ سننا تھا کہ ادریس نے پچھاڑ کھائی اور گریبان
چاک کر ڈالا چیخین مار مار کر رونے لگا سوداگر کا غم بھی تازہ ہو گیا یہ بھی رونے لگا ادریس
بن اندلس سے کہا کہ کیا تم بھی اُسی شہریار کے تلاش مین نکلے تھے ادریس نے کہا کہ مین
بچپن کا رفیق ساتھ کھیلا ہوا ہون ادریس بن اندلیس بن عمر میرا نام ہے صبح تک ایک ہنگامہ
گریہ وزاری برپا رہا صبح کو ادریس بن اندلیس سوداگر سے رخصت ہوا کہ مین مقام قتل اپنے
مالک کا دیکھنے جاتا ہون اور وہین اپنی بھی جان دونگا ہر چند سوداگر نے سمجھایا کہ اب جانے
سے کیا فائدہ ہے مگر اُسنے نہ مانا روتا اور خاک اڑاتا جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا اب اسکو راہ مین
چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال بیمار محبت و مریض درد فرقت یعنے ملکہ طوفان سبز پوش
کا بیان کیا جاتا ہے ابتدا کش ن ہول جدائی و دردمندان زخم ناشکیبائی اس داستان حیرت
بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہزادہ اسد ثانی ملکہ طوفان سبز پوش و سحابیہ و دردگوش
کو قبل چھوڑ کر جانب سمرقند راہی ہوا تو ان دونون نے اپنی حالت خراب کی دن رات رویا
کرتی تھین گاہے یہ شعر ورد زبان کرتی تھین شعر دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی ٭ جب رات گذر جاتی تھی تو دن پہاڑ ہو جاتا تھا ایک ایک
ساعت ایک ایک سال سے زیادہ تھی بار بار یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا شعر شب فراق تو جون
تون کٹی ٭ نالہ و آہ ٭ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹیگے سرے اللہ ٭ دیگر شام کہار وکو جدائی کی نہین ہوتی
ہے ٭ دھوپ جب دیکھیے موجود ہے دیوارون پر ٭ کبھی کہتی تھین دوہا اکہ دی کیسی کی ان چاہت
کے سنگ ٭ دیپک سنگے من بھاوے نہین جل جل مرے پتنگ ٭ کبھی کہتی تھین دوہا جو مین یہ
جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے ٭ نگر ڈھونڈورا پیٹتی کہ پیت کرے مت کوئے ٭ ایسی کیفیتون مین جب
دو چار روز گذرے تو ملکہ طوفان سبز پوش کی حالت ایسی خراب ہوئی کہ صاحب فراش ہو گئی
اٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا شعر ضعف ہے جب سے شریک حال دردِ دل کے ساتھ ٭ ہم بدل لیتے تو
ہین کروٹ مگر مشکل کے ساتھ ٭ ملکہ سحابیہ دردگوش اسکی یہ حالت دیکھکر اپنا غم بھول گئی

اور علاج مین ملکہ طوفان سبزپوش کے مصروف ہوئی مگر اسکا مرض بڑھتا ہی گیا اور دوا کام
زہر کا کرتی تھی اور وہ مانند شمع کے سوز غم سے پگھلتی ہی چلی جاتی تھی ہر چند ملکہ سحابیہ دردرگوش سمجھاتی
تھی کہ بہن اسقدر کیون حال اپنا خراب کرتی ہو جس خدا نے اسوقت ملایا تھا جبکہ ایک دوسرے
کے حال سے واقف بھی نہ تھا وہی اسوقت بھی واقف حال ہی پھر ان سے ملا دے وہ وعدہ کر گئے ہین
کہ ہم بہت جلد آوینگے طوفان سبزپوش نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ایسے کا کیا اعتبار جو یون تڑپتا ہوا
چھوڑ گیا اور اُسے رحم نہ آیا اسے سفر مین ہمارا کیا خیال ہوگا مثل مشہور ہی کہ آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ سحابیہ
دردگوش نے کہا کہ وہ صادق الوعدہ ہین ایسے نہین ہین کہ وعدہ کر جائین اور اسے وفا نکرین طوفان
سبزپوش نے کہا کہ وہ تو ہزار آئین مگر میرے منہ مین خاک مجھے تو امید نہین کہ زندہ پھرین سحابیہ دردرگوش
نے کہا کہ بہن توبہ کرو کیا تم خدا کی دوسرے ہو یون بھی سہی تو پہلے سے فال بد نکالنا یہ بھی اچھا نہین
ہے جو کہ پیشانی کی ہی بات وہ پیش آتی ہی تمھارے جان دینے سے کیا ہوگا مگر طوفان سبزپوش
کی یہ حالت ہی کہ کوئی نصیحت کارگر نہین ہوتی غم اسکا بڑھتا ہی چلا جاتا ہی یہ اشعار اکثر زبان پر لاتی ہی۔
ترکیب بند مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہی ؛ کہ دشمن بھی میرے احوال پر آنسو بہاتا ہی ؛
نہ جی لگتا ہی گھر مین اور نہ صحرا مجکو بھاتا ہی ؛ اگر کچھ بات کرتا ہون کلیجا منہ کو آتا ہی ؛ اگر چپکا مین رہتا ہون
مزا الفت کا جاتا ہی ؛ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؛ اگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان
سوزد ؛ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے جان بحق تسلیم ہوئی ملکہ سحابیہ دردرگوش نے جا کر دیکھا کہ بیہوش
ہی لیکن جو عورتین سن رسیدہ اور جہان دیدہ تھین انھون نے کہا کہ ملکہ دیکھتی کیا ہو اب اِنمین کیا باقی
ہی یہ سنکر سحابیہ دردرگوش پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ہاے مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگی
واہ بہن کیا اچھا سلوک تمنے میرے ساتھ کیا ہی ملکہ تو اس حال پرملال مین مبتلا ہی سروناز نے
سمجھایا کہ اب رونے اور پیٹنے سے کیا حصول ہوگا لاش کو دفن کرو کہ احترام میت مین
فرض آتا ہی سحابیہ دردرگوش نے اہتمام جنازہ اٹھانے کا کیا اور نہایت تزک و احتشام
سے جنازہ طوفان سبزپوش کا اٹھوایا اور بیرون شہر لیجا کر دفن کیا اور آپ گیروا بستر
کر کے فقیری لباس اختیار کیا اور قبر کی مجاور بنکر بیٹھی دن رات گریہ وزاری مین گذارتی
ہی یہ تو اس حال پرملال مین ہی ادریس بن اندلس کا حال سنیے کہ یہ منزلون کو طی کرکے
وارد ملک سحابیہ ہوا اور لوگون سے دریافت کیا کہ اسد ثانی یہان تشریف لائے تھے
اور انھین حوت آئینہ پرست نے جلا دیا تھا جس مقام پر وہ جلائے گئے تھے وہ کہان ہی لوگون
نے کہا کہ اب یہ ذکر بیکار ہی اس شہریار عالی وقار کو خداوند کریم نے اُس بیل عناد سے بچایا ایک
عابد باخدا انھین اُنکے معشوقون سمیت بچا کر اور عقد انکا ہوا اب شاہزادہ بہ ارادہ
فتح شہر سمرقند گیا ہوا ہی یہ سنکر ادریس بن اندلس نہایت خوش ہوا مگر پوچھا کہ سبب شہر کی سیہ پوشی
کا کیا ہی لوگون نے بیان کیا کہ جس معشوق کی محبت مین صحرا بہ صحرا یہان تک آئے تھے اُسنے
انتقال کیا اور ابھی اسد ثانی کو اسکی خبر نہین ہی جسوقت سنینگے تو خدا جانے اُنکی کیا
حالت ہوگی یہ سنکر وہ خوشی ادریس کی پھر مبدل بہ غم ہوگئی اور روتا ہوا مقبرہ کا پتہ پوچھکر روانہ
ہوا جسوقت قبر طوفان سبزپوش پر پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین فقیرانہ لباس
کیے ہوئے قبر کو جھاڑتی جاتی ہی اور روتی جاتی ہی ادریس بن اندلس نے سلام کیا اور قبر پر فاتحہ

پڑھا ملکہ نے پوچھا کہ ای بھائی تو کون ہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ مین عیار ہون اسد ثانی کا آپ کون ہین ملکہ سحابیہ در درگوش اور زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا ای بھائی کیا پوچھتا ہی شعر بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون * مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون * جس شہر یار عالی وقار کا تو عیار ہی مین اُسکی ناموس ہون اور ملکہ سحابیہ در درگوش میرا نام ہی ادریس بن اندلس نے پوچھا کہ آپ تو میرے آقا کے ساتھ تھین آپکی جان کیونکر بچی سحابیہ در درگوش نے بھی عابد رد شتغمیر کا قصہ بیان کیا اور اپنا عقد ہونا اسد ثانی کے ساتھ اور طوفان سبز پوش کا عقد ہونا کہہ سنایا اور انتقال طوفان سبز پوش کا حال بیان کیا ادریس بن اندلس بھی ملکہ کے حال زار پر بہت گریان ہوا اور اپنا غم بھول گیا کہا کہ اکثار بچ میرے رنج سے بدر جہا بڑھا ہو سحابیہ در درگوش نے کہا کہ اب کہان کا قصد ہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ جہان میرا آقا ہوگا وہان پہونچکر اُسکی قدمبوسی حاصل کرونگا ملکہ سحابیہ در درگوش نے کہا کہ ای بھائی اگر تجھسے اور تیرے آقا سے ملاقات ہو تو حال ہم گم گشتگان حسرت کا ضرور بیان کر دینا اور کہدینا کہ ایک صدمہ فرقت سے جان بحق تسلیم ہوئی اور دوسری بھی کنار گور ہی یہ سنکر ادریس بن اندلس نے ملکہ کو سلام رخصت کیا اور عرض کیا کہ جو کچھ دیکھ چلا ہون سب بیان کرونگا اور جانب شہر سمرقند روانہ ہوا اب اُسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اب یہان سے چند کلمہ داستان جرأت نشان شاہزادہ اسد ثانی سے گذارش کیئے جاتے ہین کہ یہ کوچ کرکے سحابیہ سے سمرقند کو روانہ ہوئے تھے جسوقت سرحد سمرقند مین داخل ہوئے ایک طرف بہت سے گنجان درخت لگے ہوئے تھے لشکر کو اُن درختون کی آڑ مین اُتارا اور کہا کہ تم سب اسی جگہ قیام کرو جسوقت میرے نعرہ کی آواز سننا تو قلعہ پر دھاوا کر دینا اور آپ وضع اپنی چابک سوار کی بنا کر ایک ہاتھا باندھ کر لباس چست پہنکر جانب قلعہ سمرقند روانہ ہوئے راہ مین آیندہ روندہ سے حالت دریافت کی جو خدا پرست بھاگ کر جنگلون مین پوشیدہ ہو رہے تھے جسوقت اُن لوگون سے اور اسد ثانی سے ملاقات ہوئی کہ بعض آنہین سے شناسا بھی تھے سب حال شہر کے جلنے کا اور بہمن دیو سنگ کی حکومت کا بیان کیا اور کہا کہ یہ ملک بالکل برباد ہوگیا جن خدا پرستون نے اپنے کو پوشیدہ کیا یا بظاہر تبدیل مذہب کر لیا وہ تو بچے باقی سب مارے گئے یہ سنکر نہایت افسوس کیا اور تنہا گھوڑا اُڑائے ہوئے داخل لشکر ہوئے لوگون نے چابک سوار سمجھکر روک ٹوک نہین کی جانا کہ کوئی چابک سوار کہین سے آیا ہی ایک آدمی نے پوچھا کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کسطرف جانے کا ارادہ ہی اُس سے کہدیا کہ مین ملک بدخشان سے آیا ہون اور یہ مرکب نہایت عمدہ ہی لائق سواری شاہان ہی تمہارے بادشاہ کو گھوڑا دکھاؤنگا اگر پسند ہوا تو مجھے حسب دلخواہ قیمت دونگا یہ کہکر جو گھوڑے کو ایڑ کی تو قلعہ مین داخل ہوگئے وہ لوگ یہ تیزی دیکھکر جھجکے آپس مین کہنے لگے کہ دیکھو بھائی روش اسکی اچھی نہین معلوم ہوتی ہی بغیر حکم کے اندر جانے دینا ٹھیک نہین ہی دوسرا بولا کہ ہوش درست کرو سورہان چنا بھاڑ نہین پھوڑتا کہ دشمن کی اتنی جرات نہین ہی کہ یکہ و تنہا اسطرح حریفون مین چلا جائے گا اور اگر ایسی حرکت کرے گا تو کیا پائیگا جان دینا پڑیگی یہان تو یہ باتین ہوتی رہین وہان اسد ثانی قریب اُس مجمع کے پہونچ گئے جہان بہمن دیو سنگ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا اسد ثانی گھوڑے سے اُترے مرکب کو وہین چھوڑا اور اُس مجمع کو چیر کر اُس مقام پر پہونچ گئے جہان بہمن دیو سنگ

بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا اسد ثانی نے نعرہ کیا کہ باش دگبر ناسجا ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت
تیری جان کا آپہونچا منم اسد ثانی کے گذارم گر از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ
سنکر بہمن دیو سنگ گھبرا گیا کہ یہ بلاے ناگہانی کہان سے آگئی جلدی سے اٹھا اور کہا کہ مار لو
اس دیوانے کو ارے یہ کہان سے آگیا بس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی جست کر کے سر پر
جا پہونچے اسنے تلوار ماری اسد ثانی نے اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ ابدار کا مارا
بہمن دیو سنگ کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھتے ہی کفار نے اسد ثانی پر حملہ کیا انھون نے بھی
تلوار برسانا شروع کی یہان تک کہ وار اُن لوگون کے روکتے ہوئے اور لاشین گراتے
ہوئے قریب اپنے مرکب کے آگئے جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے اور آپ دروازہ
قلعہ کیطرف متوجہ ہوگئے یہان تک کہ لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکل آئے اور اب
انھون نے نعرہ کیا کہ کفار کے دل ہل گئے اور وہ لوگ جو انکی آواز پر کان لگائے ہوئے بیٹھے
تھے تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے اور لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی ایک جانب سے نعرہ
لہراسپ قزاق کا ہوا اور یہ بارہ ہزار قزاقون سے آگرے لاشین ان قزاقون نے گرانا
شروع کردین اور ایک طرف سے نعرہ ملک سحاب لنگر گیر کا ہوا دو جانب سے فوج
کفار کو گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی دیر تک کفار اس خشتبہ مین لڑا کیے کہ وہ سمجھتے تھے
مالک ہمارا زندہ ہے جسوقت اسد ثانی نے دیکھا کہ مفت کا کشت و خون ہو رہا ہے پھر لڑتے
ہوئے داخل قلعہ ہوئے اب انکا لشکر بھی آگیا تھا کہ اسد ثانی لڑتے ہوئے لاش بہمن دیو سنگ
کے قریب جا پہونچے اور سر اسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا اور آواز دی کہ مالک تمھارا مارا گیا
اب کیا سمجھکر لڑتے ہو یہ دیکھتے ہی کفار کا دل ٹوٹ گیا اور ہر چہار جانب سے آواز امان
بلند ہوئی فرمایا کہ بشرط ایمان جسوقت سب نے قبول کیا تو اسد ثانی نے ہاتھ روکا ساتھ
ہی تمام لشکر نے ہاتھ روک لیا دونون لشکر علیحدہ ہوئے اسد ثانی داخل قلعہ ہوا اور تخت
شاہی پر ملک سحاب لنگر گیر کو بٹھایا اکابر شہر حاضر ہوئے نذرین گذرنے لگین جسقدر
اگنیہ پرستش کے یہان تھے سب توڑ ڈالے اور پھر سے بنا مسجدون کی پڑی سکہ
بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہوا تین روز مین تمام ملک کا انتظام کیا حساب کرنے سے
معلوم ہوا تھا کہ دس ہزار سوار اسد ثانی کے کام آگئے اور پچاس ہزار آدمی لشکر بہمن دیو سنگ
کے مارے گئے لاشین مسلمانون کی دفن کردی گئین اور لاشین کفار کی صحرا مین پھنکوا دین
اور سر بہمن دیو سنگ کا دروازہ قلعہ مین لٹکا دیا گیا کہ لوگ دیکھکر عبرت کرین کہ ابھی کل تک
یہ اس شہر مین حکومت کرتا تھا آج اس حال پر ملال سے ہے اور اس ذلت و خواری سے
سر اسکا آویزان کیا گیا ہے غرضکہ اسی اثنا مین ادریس بن اندلس بھی آپہونچا شہر کو اسلام آباد
دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اپنے آقا کی قدمبوسی حاصل کی ادریس بن اندلس سے اسد ثانی
نے پوچھا کہ تم یہان تک کیونکر پہونچے ادریس بن اندلس نے قلعہ گیلان سے چلنا اور راہ
مین سوداگر کا ملنا اور اسکے بعد ملک سحابیہ مین آنا سب بیان کیا اسکے بعد رونے لگا اسد ثانی
نے کہا کہ اب رونے کا کیا سبب ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ اے شہریار جو حالت ملک
سحابیہ مین دیکھی ہے وہ بیان نہین ہو سکتی اپنا دل سنبھال لیجیے تو عرض کردون یہ سنکر اسد ثانی

بہت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ خیر تو ہے کچھ کہو تو سہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ ملکہ طوفان
سبز پوش نے انتقال کیا بس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی کی عجب حالت ہوئی قریب تھا کہ
طائر روح قفس تن کو چھوڑ کر نکل جائے مگر یہ دام صیاد حیات مین اسیر تھا پھڑک کر رہ گیا دو
تین روز اسد ثانی نے اپنی حالت بہت خراب کی ہرچند لوگ سمجھاتے تھے مگر انکی حالت اور
خراب ہوتی جاتی تھی آخر کار تیسرے روز یہ خیال آیا کہ اب زندگی کا لطف تو ہر طرح گیا اور اس
تلخ کامی کی زیست سے تلخی موت بہتر ہے لہٰذا اسطرح مرنا اچھا ہے کہ کچھ آبلے دل کے پھوٹین
ادریس بن اندلس سے پوچھا کہ والد ماجد قلعہ گیلان سے کسطرف کو روانہ ہوے ادریس
بن اندلس نے عرض کی کہ وہ عقب مین خوانخوار بن دجال کے گئے ہین سنا ہے کہ وہ ملک اردبیل
سے ہوتا ہوا جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہا ہم بھی بلخ کی طرف ہوتے ہوئے اسیطرف چلین
گے یہ فرما کر لہراسپ قزاق کو تیاری لشکر کا حکم دیا اور ملک سحاب لنگر گیر سے کہا کہ اب
آپ شہر سمرقند کا اور ملک سحابیہ کا انتظام کرین مین بلخ کی طرف جاتا ہون ملکہ سے کہدیجیے گا
کہ اب ہمسے بروز قیامت ملاقات ہوگی یہ فرما کر لہراسپ قزاق اور ادریس بن اندلس
کو ساتھ لیکر جانب بلخ روانہ ہو گئے سحاب لنگر گیر روتا رہگیا اسد ثانی طے مراحل و قطع منازل
کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہین لیکن فراق ملکہ طوفان سبز پوش مین یہ حالت ہے کہ ہر وقت خدا سے
موت طلب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بارالٰہا مجھے بھی بلا لے اسلیے کہ اب مجھسے صدمہ دوری ملکہ طوفان
سبز پوش کا نہین اٹھ سکتا اور اُس سے زندگی مین ملاقات ہو نہین سکتی لہٰذا مجکو اس جینے سے مرنا بہتر معلوم
ہوتا ہے جسوقت لہراسپ قزاق اور ادریس بن اندلس سمجھاتے ہین کہ اے شہریار دلکو سمجھائیے غم اپنا دور کیجیے
خدا نے ایک سے بڑھکر ایک حسین پیدا کیا ہے تو یہ باتین نشتر کا کام کرتی ہین اور اسد ثانی کہتے ہین کہ للہ میرے
زخم دل پر نمک پاشی نکرو مین نے دنیا کو ترک کیا مین اب کسی عورت کی صورت دیکھنا بھی پسند نہین
کرتا بڑے افسوس کی بات ہے کہ طوفان سبز پوش تو میری مفارقت کی تاب نلا سکے اور
غم دوری سے ہلاک ہو جائے اور مین دوسری نازنین سے دل بہلاؤن ارے یارو یہ کون سا
انصاف ہے پس تم مجھے نہ سمجھاؤ مین خوب سمجھے ہوئے ہون کہ تمھاری سمجھ خود ناقص ہے
یہ لوگ خاموش ہو رہتے ہین اسیطرح طے مراحل و قطع منازل کے بعد داخل شہر بلخ
ہوئے تو عجیب حالت دیکھی کہ انسان کا نام و نشان بھی نہین ہے تمام شہر خرابہ معلوم ہوتا ہے
اور خاک اڑ رہی ہے مکانات جلے ہوئے پڑے ہین ہر طرف خاک کے ڈھیر لگے ہوئے
ہین کچھ لوگ جو حوت آئینہ پرست کی آمد سنکر اور انجام سوچکر شہر سے نکل گئے تھے
وہ صحرا مین آباد ہین جا بجا قریہ اور گاؤن معلوم ہوتے ہین اُن لوگون نے جو اسد ثانی کو
دیکھا آکر بہت روئے اور حکایتین حوت آئینہ پرست کی بیان کین اور ایک ایک مقام
دکھایا اور بتلوایا کہ فلان مقام پر محل شاہی تھا فلان جگہ اصطبل تھا غرضکہ عجب اوداسی
اُس سرزمین پر چھائی ہوئی تھی اسد ثانی نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے دور
اسلام تمام ہوا اور دور کفر آغاز ہو گیا کیونکہ ایسی تباہی کسیوقت مین نہ پڑی تھی اب ان
ملکون کو کون آباد کر سکتا ہے یہ فرما کر اُن تودہ ہاے خاک پر فاتحہ خیر پڑھا اور بجائے آب
اشک حسرت بکیسان پر چھڑک کر آگے روانہ ہوئے بار بار فرماتے تھے کہ افسوس واے بر حال

ان بیکسون کے کہ خاک بھی انکی تہ بنگئی اور نشان لحد ہوگئی افسوس کہ کوئی چراغ بھی جلانے
والا نرہا یہ شعر انھین لوگون کے حسب حال ہی شعر بر مزار ما غریبان بے چراغے نے گلے نے
پر پروانہ آید نے صدائے بلبلے ٭ الحاصل جس وقت شاہزادہ اسد ثانی بعد منزلین طے کرنے کے
ملک ختن مین پہونچے وہان کی حالت بھی مثل شہر بلخ کے پائی تمام شہر پھنکا پڑا تھا جو لوگ
جنگلون مین جا کر بخوف حوت آئینہ پرست بچ گئے تھے اور انھون نے شہر سے دور زراعت
وغیرہ شروع کر دی تھی انھون نے حاضر ہو کر جانبازیان ملازمان دولت کی اور شہید ہونا
انکا سب بیان کیا اسد ثانی نہایت غمگین ہوئے اور بہت روئے پوچھا کہ اب وہ ملعون کس طرف
گیا ہی انھون نے بیان کیا کہ سنا ہی کہ شہر ترکستان کی جانب گیا ہی اسد ثانی ختن سے کوچ
کر کے ترکستان کی جانب روانہ ہوئے برابر دو منزل کے ایک منزل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
کہ کسیطرح جلد حوت آئینہ پرست تک پہونچون تا کہ اُس ملعون کو مار کر باقی ملکون کو بچاؤن یا
اپنی بھی جان دون لیکن جس وقت ملک ترکستان مین پہونچے تو اس ملک کو بلخ و ختن سے
زیادہ ویران پایا کہ دور دور یہان سے کوئی قریہ اور گاؤن نظر نہ آتا تھا آخر کار وہان قیام کیا
اور دور دور سے لوگون کو بلا کر سبب اس ملک کی بربادی کا پوچھا کہ یہ ملک تو صلصال کا
تھا اور صلصال حوت آئینہ پرست کے ساتھ تھا پھر کیا سبب ہوا جو یہ ملک ویران ہوا لوگون
نے تمام واقعہ اسد ثانی سے بیان کیا اور کہا کہ جس وقت خدا پرستون کو یقین مرگ ہوا تو
زرہ خان نے یہ صلاح کی کہ ہم تو مرتے ہی ہین پھر دشمنون کو کیون چھوڑین جہان تک ہوسکے
انھین بھی قتل کرین یہ تصور کر کے صلصال سے فریب کر کے پہلے تو ملک کو جلوا دیا بعد اسکے
خود جنگ کرنا شروع کی یہان تک کہ زرہ خان اور آلک ترک سفید جامہ اور ارشور خان
اور صعب خان اور رعد خان یہ سب شہید ہوئے آخر مین حوت آئینہ پرست صلصال
سے بھی برخلاف ہو گیا اور آدم خوار دن کو صلصال پر مسلط کیا کہ وہ صلصال کو بھی بھون کر
کھا گئے اسد ثانی ان لوگون کی وفا شعاری پر بہت خوش ہوا لیکن انکے حال پر ملال
پر آنکھون سے خون برسایا کہ جا بجا استخوان پڑے تھے انکو سمیٹ کر ایک گڑھے مین
دفن کیا اور نشان مزار غریبان کا بنوا دیا فاتحہ پڑھا بعد اسکے پوچھا کہ اب حوت آئینہ پرست
کہان گیا ہی لوگون نے بیان کیا کہ اب وہ ملعون قلعہ ذو الامان کی جانب گیا ہوا ہی بس یہ سنکر
اسد ثانی نہایت پریشان ہوئے اور کہا کہ غضب ہوا تمام ناموس صاحبقران اسی مقام
مین چلکر ناموس صاحبقران کی مدد کرنا چاہیئے اور اس پنجہ اجل سے حتی الامکان بچانا چاہیئے
اور سنا ہی کہ خونخوار بن دجال بھی اُسیطرف آتا ہی اسکے عقب مین والد ماجد تشریف لاتے
ہین اُسطرف سے ملکر ہم بھی شریک ہون اور ناموس امیر کی مدد کرین یہ فرما کر دوسرے روز
مع ادریس بن اندلس و لہراسپ قزاق جانب قلعہ ذو الامان روانہ ہوئے اب انکو تو بہر دو
قلعہ ذو الامان مین رکھا جاتا ہی اور یہان سے حال قلعہ ذو الامان کا بیان ہوتا ہی —
راویان رنگین بیان حال گلدستہ صاحبقران یعنے ناموس امیر عالیشان کا اسطرح بیان
کرتے ہین کہ کل شہزادیان اور وزیرزادیان امیر کی بی بیان بیٹیان بہوئین سب یہان
مقیم ہین عمرو نے بر آغاز کلام قسم کھائی تھی اُس بت نے خدا کی ٭ اگر غافل ہو لعنت کبریائی

مگر شوخی تو دیکھو دلربا کی ٭ اگر غفلت سے باز آیا جفا کی ٭ تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی ٭
ادا ہر لٹ نے کاکل کے ادا کی ٭ نمائی ایک چالاکی ہوا کی ٭ بہت کچھ کاوشین کین انتہا
کی ٭ نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی ٭ بگڑنے مین بھی زلف اسکی بنا کی ٭ بتون کا دے نہ چندہ دیکھو
خدا عشق ٭ قیامت ہر غضب ہو اور بلا عشق ٭ نہ تھی فرقت مین بھی ہمکو سوا عشق ٭
وصال یار سے دونا ہوا عشق ٭ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ٭ نشان پایہ کس بیباک کا ہر
تصدق جان ہو اور دل فدا ہو ٭ تمام انگھیلیون کا کہہ رہا ہو ٭ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہو
کیے دیتی ہو شوخی نقش پا کی ٭ ہوئے آخر جو میرے زیست کے دن ٭ قدیر انکو نہ پایا ہمنے
لیکن ٭ یہ استغنا تھی کس کافر کو ممکن ٭ جب اس بت سے کہا مرتا ہو مومن ٭ کہا مین
کرون مرضی خدا کی ٭ سے نگارند نقاش معنی فریب ٭ عروس سخن را چنین داد زیب ٭ ٭

راوی بیان کرتا ہو کہ جسوقت صاحبقران باقبال نے ناموس کے واسطے قلعہ ذوالامان
کو معین فرمایا تھا تو معتبر و معتمد سردارون کو محافظ معین کیا تھا چنانچہ بہیر فرخاری کہ رفیق
قدیم دمرویار یہ تھے بادشاہ قلعہ مقرر ہوئے تھے اور انقاش خون آشام اور ملک قہرس
بن سوفیاست طوفانی سا پہلوان زبردست جو کہ پہلوانان ملک باختر مین رستم وقت
تھا اور لندھور بن سعدان سے کسی طرح کم نہ تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ مقابلہ مین یہ پہلوان لندھور
سے برابر رہا ہو امیر بالتوقیر اسے بہت دوست رکھتے تھے اور یہ سردار نہایت خیرخواہ تھا
اس بنا پر حفاظت قلعہ ذوالامان اسکے حوالے کی گئی اور افسر فوج مقرر ہوا تمام لشکر اسکے
تابع فرمان ہو بیر فرخاری کو نہایت قوت ہو کہ کوئی سردار قہرس سے کیا مقابلہ کر سکتا ہو
اور اندر قلعہ کے ملکہ فیروزہ گہرتاج دختر نوشیروان عادل کسرے مادر حمزہ ثانی بادشاہ
ہین اور امیر کے بمقام پر بھی جاتی ہین اور تمام خاتونان عصمت انکی تابع فرمان رہا کرتی ہین
وہ کون بیگمین ہین کہ ملکہ زہرہ بانو مادر شہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ زبیدہ شیرگیر دختر جناب
حمزہ صاحبقران اول اور مادر اسعد غازی اور ملکہ حاجرہ بانو دختر حمزہ ثانی زوجہ شہریار
بن ایرج نوجوان اور ملکہ گیلی بہادر مادر چوگان بن حمزہ اول اور ملکہ لیلی ختائی مادر اسفندیار
گیلانی اور ملکہ جہان افروز دختر لقا مادر تورج بن بدیع الزمان اور ملکہ مہر افروز دختر
یاقوت شاہ مادر غضنفر بن اسد غازی اور ملکہ عادیہ بانو مادر کرب غازی اور ملکہ رقیہ سلطان
مادر سکندر فرخ لقا اور ملکہ ماہ تاجدار اور سعد بن قباد شہریار اور ملکہ مہینہ بانو مادر ہاشم تیغزن اور
ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب مادر نور الدہر اور ملکہ بلقیس عدنی مادر سعید عدلی بن حمزہ یہ
تمام شاہزادیان اور انکی وزیرزادیان تمام قلعہ ذوالامان مین ہین اور یہان بھی مثل دربار
صاحبقران کے دربار ہوتا ہو جسطرح بارگاہ سلیمانی مین مرد اپنے اپنے مرتبون کے موافق
سلسلہ سے بیٹھے ہین اسیطرح یہان عورتین بھی بیٹھی ہین حارث بن سلطان سعد اس قلعہ
کے بادشاہ ہین اور بیر فرخاری بمرتبہ قلعہ داری و وزارت ہو آج یہ لوگ بیٹھے ہوئے زمانہ
حمزہ صاحبقران کا یاد کر کے باتین اسیوقت کی کر رہے ہین کہ یکایک مہتر مہروند عیار آیا
اور بعد دعا و ثنا کے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ خونخوار بن دجال علیہ اللعن بندہ ابلیس کئی
لاکھ آدمیون کی جمعیت سے اسطرف آتا ہو سنا ہو کہ ساتھ اسکے بڑے بڑے پہلوان زبردست

ہین اور بہت سے ملک خدا پرستون کے آسنے برباد کردیئے ہین اب اسطرف کا ارادہ
ہو اور ایک جانب سے حوت آئینہ پرست آتا ہو اُسکے ساتھ بھی بہت سے سردار ہین اور فوج
بے پایان ہو بلکہ ساحرون کا لشکر بھی اُسکے ہمراہ ہو اس ملعون نے بھی بہت سے ملک خراب
کیے ہین سنا گیا ہو کہ بلخ اور ختن اور ترکستان کو تو ایسا جلایا اور برباد کیا ہو کہ اب آباد ہونا
ان ممالک کا بہت دشوار ہو یہ سنکر بیر فرخاری نے شاہزادہ حارث بن سلطان سعد
کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہو حارث بن سلطان سعد نے کہا جو مناسب ہو
وہ کرو قلعہ کو آراستہ کرو فوج کو تیاری کا حکم دو بیر فرخاری نے عرض کی کہ یہان صرف دو
سردار ہین حالانکہ یہی اُن کا فرون کے واسطے بہت ہین مگر اب ضعیف ہو چکے ہین کیا معلوم
کہ حصہ اُنکے عمر کا باقی ہو یا دن زندگی کے پورے ہو چکے ہین اگر کوئی افتاد پڑی تو
بہت مشکل ہوگی کیونکہ یہ معاملہ ناموس صاحبقران کا ہو حارث نے جواب دیا کہ پھر جیسا
مناسب جانو وہ کرو بیر فرخاری نے عرض کی کہ ملکہ عالم سے بھی اطلاع کرنا ضروری امر ہو
اُنکی راے بھی شریک کر لینا چاہیے حارث بن سلطان سعد نے فرمایا کہ بہتر ہو اور داخل
محل سلطانی ہوئے فتانہ وزیرزادی سامنے سے آتی تھی اُس سے کہا کہ میری اطلاع کرو فتانہ
نے جاکر عرض کی کہ حضور کے پوتے تشریف لاتے ہین فیروزہ گہر تاجدار نے کہا کہ بلالو حارث
سامنے فیروزہ گہر تاجدار کے گئے اور آداب بجا لائے ملکہ نے فرمایا کیون اے فرزند یہ خلاف
وقت آنیکا کیا باعث اور مین چہرے پر پریشانی بھی دیکھتی ہون حارث بن سلطان نے
عرض کی کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہو کفار کا ہر طرف سے یورش ہو دو کافر بڑے بڑے
لشکر اپنے ہمراہ لیے ہوئے اسطرف چلے آتے ہین اور ارادہ اُنکا صاحب معلوم ہوتا ہو فرمایا پھر
تمہاری کیا صلاح ہو حارث نے کہا کہ بیر فرخاری مرد جہان دیدہ ہو اور جد نامدار کا رفیق قدیم ہو
اُسکی راے سب سے بہتر ہو ملکہ نے فتانہ سے ارشاد کیا کہ اوٹ کھڑی کر دو اور بیر فرخاری
کو بلالو اُسی وقت فتانہ نے اوٹ کھڑی کر دا کر بیر فرخاری کو بلوایا اور کہا کہ ملکہ عالم یاد فرماتی ہین
بیر فرخاری مع عیار مہر وند حاضر ہوے بیرون پردہ کھڑے ہوئے ملکہ فیروزہ نے فرمایا کہ مین نے
سنا ہو کفار اسطرف آتے ہین اور ارادہ اُنکا دشمنی کا ہو لہذا تمہاری کیا راے ہو اور تم نے کیا بندوبست
کیا بیر فرخاری نے کہا کہ مین نے قلعہ کی درستی کر لی ہو اور راے میری یہ ہو کہ نقابے صاحبقران
کو نامے تحریر کیے جائین ملکہ فیروزہ گہر تاجدار نے فرمایا کہ بہتر ہو سوا اُسکے اور اسوقت مین کیا
ہو سکتا ہو بدیع الملک کو خبر نہین ہو سکتی کہ وہ بہت دور ہین علاوہ اُسکے نہین معلوم
کس حال مین ہین صاحبقران جبسے تشریف لیگئے اُنکی کوئی خبر آجتک نہ دریافت ہوئی لہذا
یہی لوگ جو قریب و دور ہین انہین کو طلب کر لو یہ فرما کر نامہ کا مسودہ تحریر کرکے بیر فرخاری
کو عنایت فرمایا مضمون یہ تھا کہ اے خیر خواہان دولت و اقبال مالک تمہارا خانہ کعبہ مین ہو
اور ناموس اُسکا اس قلعہ قوہ الامان مین ہو اور کفار حرمت صاحبقرانی کو مٹایا چاہتے ہین
لہذا تم سبکو لائق اور لازم یہ ہو کہ اپنے اپنے فرض منصبی کو ادا کرو اور حتی الامکان ناموس
امیر کو جفاے کفار سے نجات دو اور جسطرح ممکن ہو قبل کفار کے پہونچنے کے اپنے کو قلعہ
قوہ الامان تک پہونچاؤ کیونکہ خونخوار بن دجال اور حوت آئینہ پرست لشکر کثیر ہمراہ لیے ہوئے

بہت قریب آگئے ہین پیر فرخاری یہ مسودہ لیئے ہوئے باہر آئے اور منشیون کو بلواکر
بہت سے نامے لکھوائے اور اسکے بعد عیارون کو طلب کیا اُسیوقت مہتر چابک بن
عمرو و مہتر اندلس بن عمرو و مہتر عرب دراز و مہتر قاسم تنگ رو و مہتر نہروان
بن عمرو و مہتر شبرنگ بن قرآن و مہتر مہرو وغیرہ سب عیار آکر جمع ہوئے آپ پیر فرخاری
نے دو دو چار چار نامے سبکو دیئے اور کہا بھائیو جہانتک ممکن ہو جلد یہ نامے رفیقان
امیر باتوقیر تک پہونچا دو جن سردارون کے نام نامے روانہ کیئے گئے تھے وہ یہ ہین منغلان
یمنی نعمان شاہ یمنی - بہرام خان خاوری - توماں بن بہرام - یہ سیاہ فرنگی شہباز
یکہ تاز - سہیل تیغ شکار - ہزبر خوارزمی - قدح نوش - داور نوش رومی نوش
یونانی - کیمی زلزال - کیمی سہراب - مسروق دیوانہ - ساقط شاہ - ضمران شاہ
ازرشتی تاجدار - قرشی تاجدار شاہ - صفاترک فرنگستانی ترک پوشن پوشش - قاتل
زنگی - مقاتل زنگی - کامل خان بن گنجاب - نوبخت خان بن گنجاب - یوز خان
بن گنجاب - سہراب خان بن گنجاب - طرید خان بن گنجاب - عاقل خان بن
گنجاب - ارباب باختری - فضل بن آشوب - صفوان مطلع نشین - ایماق
قراطاقی - قلماق قراطاقی - سجانی شداد شاہ - ہمایون بن شداد - قارن
غیرہ سر اسپ - ہلال شاہ زرین کمر پدر فرامرز عاد مغربی - شاہ ملون شاہ صوغان
بن تہمن گنتوری - مظفر فاریابی - بہرام صحرا نشین وغیرہ وغیرہ نامے روانہ کیئے تھے اور
جن عیارون کو ان لوگون کے ساتھ لانے کو لکھا گیا تھا مثل مہتر ابو الفتح اصفہانی - وہر خنگ
تکمی - وبیجان بن عمرو عیار چوگان بن حمزہ و مہتر مرجان - ملک گوہر ملک کوکاادر علاوہ انکے
حسن عیار نامی وگرامی تھے یہ سب ہمراہ سردارون کے آئینگے غرضکہ جسوقت یہ تمام نامہ دار
نامہ لیئے ہوئے سرداران مرقومہ بالا کے پاس پہونچے ان لوگون نے نامون کو آنکھون سے
لگایا اور مضمون نامہ پڑھکر اپنے آقائے نامدار کو یاد کرکے بہت روئے اور نامہ دارون
سے کہا کہ تم چلو ہم بہت جلد آتے ہین اور اسیوقت لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت
عجلت کے ساتھ دو منزلے سہ منزلے کرتے ہوئے برابر چلے آتے ہین کچھ تو بسبب بعد
کے ابھی نہین پہونچے ہین کہ راستے ہی مین ہین اور کچھ لوگ پہونچ گئے ہین اور برابر
آگے پیچھے چلے ہین جو لوگ آتے ہین اول نذر شاہزادہ حارث بن سعد کو دیتے ہین اور
لشکر باہر قلعہ کے اتار دیتے ہین خیمے خرگاہ بارگاہین برابر استادہ ہو رہی ہین عجب
طرح کا مجمع اس مقام پر ہو رہا ہے کہ ہر ہر ملک کے لوگ جمع ہین بازار لشکر کے کھلے ہوئے
ہین دوکانین آراستہ ہین گویا گھنگ رہا ہے اور سردار آمد لشکر حریف کے منتظر ہین
کہ دیکھا یک از پردہ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہوا شعر زشم
ستوران دران پہن دشت زمین شش شدہ آسمان گشت ہشت یہانتک کہ شوخ
ہوانے اس گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چھ سو پچاس علم
نشانہ سیاہ چھ لاکھ فوج کا نمودار ہوا رنگ پھریرون کے سیاہ تھے تعریف ہر پھریرے پر

خداوند آئینہ کی تحریر سے تبھی ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور مانند پیک نظر کے واپس آکر اطلاع دی کہ خونخوار بن دجال آپہونچا ان کفار نے آکر سامنے قلعہ ذوالامان کے خیمہ اپنا برپا کیا سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ خونخوار بن دجال اک خچرے پر سوار ہے اور بڑے بڑے پہلوانان نامی و گرامی اسکے ہمراہ ہین جسوقت یہ لوگ خیمہ برپا کر چکے اور لشکر نے پڑاؤ کیا ہنوز سرداروں نے کمرین نہین کھولی تھین کہ جانب اردبیل سے دوسرا تتق گرد بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور ہرکارے برائے خبرگیری روانہ ہو گئے تھے اس گرد کی عجب حالت ہے کہ بالاے تتق گرد اک ابر سیاہ بھی ہے یہانتک کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ڈنکے کی صدا پیدا ہوئی اور علمہاے سیاہ و زرنگاری نمودار ہوئے اور ایک لشکر فراوان نظر آیا ہرکاروں نے آکر خونخوار بن دجال سے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست تشریف لاتے ہین خونخوار مع سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوا اور حوت آئینہ پرست کو پیشوائی کر کے لایا ادھر مبہوت جادو تخت سحر پر سوار ابر سحر مین اپنے لشکر کو چھپائے ہوئے آکر پہونچی تخت و ابر اسکا بالاے سر لشکر اڑتا ہوا چلا آتا تھا جسوقت مقابلہ قلعہ ذوالامان کا ہوا یہ کفار نابکار بھی پہونچے لشکر اترا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا جابجا بارگاہین برپا ہونے لگین سرداران مرکبوں سے اتر اتر کر داخل بارگاہ ہوئے حوت آئینہ پرست اور خونخوار بن دجال مین مصافحہ و معانقہ ہوا اور اپنے اپنے حالات بیان کیے یہان ہرکاروں نے خبر بادشاہ لشکر اسلام یعنے حارث بن سلطان سعد کو پہونچائی کہ حوت آئینہ پرست کا لشکر بھی آگیا اور مبہوت جادو فوج ساحران لیئے ہوئے اسکے ہمراہ ہے پہلوے لشکر خونخوار پر لشکر حوت آئینہ پرست کا اترا ہے فرمایا کچھ پروا نہین حافظ حقیقی بچانے والا ہے کہ ناگاہ یک جانب آسمان سے ٹکڑے ابر نمودار ہوئے برق تین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا اور ابر سے بارش مروارید آبدار کی ہوتی ہوئی دیکھا کہ جانب قلعہ ذوالامان چلا آتا ہے یہ رنگ دیکھکر اہل اسلام کو خفقان سا ہوا کہ اب کون آتا ہے کہ ناگاہ یک وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ اک مرد پیر تخت سحر پر سوار ہے اور اک بارگاہ آسمان جاہ اژدران آتش فشان پر کھینچی ہوئی اڑتی ہوئی چلی آتی ہے پشت پر بے گنتی طایروں کے غول کے غول مثل باز جرہ بہری قرقرا وغیرہ بھی اڑتے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے ہین جسوقت تخت اس پیر مرد کا قریب قلعہ ذوالامان پہونچا تخت زمین پر اترا بارگاہ برپا ہو گئی وہ تمام ہنس اور قرقرے وغیرہ غلطین مار کر بشکل انسان ہو گئے لوگون نے سمجھا کہ یہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار ہے ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہر بار آگئے بادشاہ اسلام یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر حریف کا دم فنا ہونے لگا کیونکہ مکلل خان ساحر زبردست اور صاحب چراغ جمشیدی ہے جسوقت مکلل خان چراغ روشن کرتا ہے سب ساحر سحر اپنے بھولکر نابینا ہو جاتے ہین اب مکلل خان جادو لشکر کو اوتار کر خدمت بادشاہ اسلام مین روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے سرداروں کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور مکلل خان کو بعزت تمام لیکر خدمت بادشاہی مین آئے مکلل خان نے سلام کرکے گوہر بیشبہا نذر دیے اور عرض کی کہ گوہر جان بھی برائے نذر لایا ہون سو اگر قبول افتد زہے عز و شرف بادشاہ اسلام نے نذر مکلل خان کی قبول فرمائی اور اسکو مرحمت نشست پر جا دی

اور خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بیٹھنے کو اشارہ کیا مکلل خان سلام کرکے اپنے دنگل پر
بیٹھا اب بادشاہ نے فرمایا کہ اے مکلل خان یورش کفار کا دیکھتے ہو مکلل خان نے غرض کی کہ
حضور کچھ تردد نہ فرمائیں اسلیئے کہ مین چراغ جمشیدی اپنے ساتھ لایا ہون جسوقت اسے روشن
کردونگا سب اندھے ہوجاینگے اور حوت آئینہ پرست کو مبہوت جادو کا بھر دساہی یہ
چھوکری میرا کیا کر لیگی بادشاہ اسلام نے دعادی اور فرمایا کہ خدا تمکو فتحیاب کرے اور اجر
نیک دے اب تم آرام کرو کہ مرد ضعیف ہو اور ابھی منزلین طی کیئے ہوئے چلے آتے ہو مکلل خان
جادو بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے اور ادبوس جنی سے کہا کہ اے فرزند ذرا
ہوشیاری سے کام کرنا اسواسطے کہ کفار چراغ جمشیدی کی فکر ضرور کرینگے کیونکہ مبہوت جادو
کو حال اس چراغ کا معلوم ہے وہ ضرور عیارونکو بھیجین گی ادبوس جنی نے کہا کہ مین حتی الامکان
بہت حفاظت کرونگا اور مجھسے زیادہ حفاظت کرنے والا تو وہ ہے جسکے اختیار مین فتح و شکست
مرگ و زیست ہے الحاصل عجب طرح کا جمگھٹ قلعہ ذوالامان پر ہے کہ جن لوگون نے لڑائی لقا بادشاہ
باختر اور حمزہ صاحبقران کی دیکھی ہے انکی آنکھون مین وہی سمان نظر آتا ہے ان لشکرون کی آمد
مین اور خیام برپا کرنے مین شام ہوگئی تھی جسوقت نور آفتاب عالمتاب ناپدید ہوا اور
سیاہی شب پردہ پوش عالم ہوئی طایر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوئے سردار
خیمون مین داخل ہوئے اہل اسلام نے نماز مغرب پڑھی ہر طرف لشکر اسلام مین آوازین تکبیرون
کی بلند ہوئین اور فوج کفار مین سنکھ پھونک رہا تھا پرستش آئینہ کی ہورہی تھی جسوقت دونون
گروہ اپنے اپنے طریق کے موافق عبادت سے فارغ ہوئے خوابگاہون کی طرف متوجہ ہوئے
مکلل خان جادو اپنے خیمہ مین آئے ادھر مبہوت جادو نے جبسے کہ مکلل خان کو دیکھا
تھا نہایت پریشان تھی اور کہتی تھی کہ اس بڈھے کے سامنے رنگ نہ جمے گا اور یہ کوئی
سحر چلنے نہ دیگا کیا تدبیر کرنا چاہیئے یہ سرنگون نہ بیٹھی ہوئی تھی کہ سامنے سے مہتر ذوفنون
و مہتر قیاس نمودار ہوئے اور کہا اے ملکہ عالم کس بات کا تردد ہے ہمنے آپکو کبھی فکر مند نہین
پایا آج کس بات کا سوچ ہے مبہوت جادو نے کہا اے مہتر ذوفنون مجھے مکلل خان سے
تو کوئی اندیشہ نہین ہے اسلیئے کہ جب سے اسنے مذہب اسلام اختیار کیا دن پر دن زور
اسکے سحر کا کم ہوتا چلا گیا اسواسطے کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین ہے بہت سی باتون سے یہ لوگ
پرہیز رکھتے ہین جو ساحر کے واسطے ضروری ہین مگر مجھے صرف اندیشہ یہ ہے کہ پاس مکلل خان
کے چراغ جمشیدی ہے وہ تبرکات مین سے ایک نادر چیز ہے اگر اسنے میدان مین اگر چراغ
روشن کردیا تو مین اسکا کچھ نہین کرسکتی ہون وہ مجھے مثل چھوکریون کے گرفتار کرکے
قتل کرڈالیگا ان دونون عیارون نے کہا کہ اے ملکہ آپ پریشان نہون ہم آپ سے وعدہ کرتے
ہین کہ آج ہی چراغ جمشیدی چرالائینگے بلکہ مکلل خان جادو کو بھی مشکین باندھکر حاضر خدمت
کرینگے یہ کہکر دونون عیار جانب لشکر مکلل خان جادو روانہ ہوئے صحرا مین پہونچکر صورت اپنی
اور وضع ساحرون کی سی بنائی تھی جسوقت یہ دونون قریب لشکر اسلام پہونچے دیکھا
کہ ادبوس جنی بالا دوی کر رہا ہے انھون نے ایک رومال اب کر ایسے مقام پر پھینک دیا جسطرح
گمان تھا کہ ادبوس جنی ادھر ضرور آئیگا اور آپ ایک درخت بزرگ کی آڑ مین ٹھہرے ہوئے

قضائے کار و اتفاقات روزگار سے ادبوس جنی اُسطرف آیا رومال پڑے دیکھا
اُسے اٹھا کر قریب لایا تو عجب طرح کی خوشبو اس رومال سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کسی عروس کے ہاتھ کا ہے اور بسا ہوا ہے ادبوس نے اُس رومال کو سونگھا سونگھتے ہی
ناک سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا اسکے گرتے ہی یہ دونوں عیار قریب آئے
اور پشتارہ باندھا اب دونوں نے مشورہ کر کے ایک ایک کام اپنے ذمہ کر لیا شترقیاس
تو پشتارہ ادبوس جنی کا اپنی پشت پر لگا کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور مہتر ذوفنون
نے شکل اپنی تبدیل کی اور ادبوس جنی بنکر لشکر مکلل خان جادو میں داخل ہوا اور سیر
لشکر کی کرتا ہوا داخل خیمہ مکلل خان ہوا دیکھا کہ مکلل خان جادو شراب پی رہے ہیں
ادبوس نے سلام کیا مکلل خان جادو نے کہا کہ تم اسوقت کہاں گیا کوئی تازہ خبر لائے
ہو ادبوس نکل آئے عرض کی کہ حضور کیا کہوں ابھی لشکر حریف کی طرف گیا تھا کہ دیکھوں
وہاں کی کیا حالت ہے معلوم ہوا کہ چراغ جمشیدی اسے مبہوت جادو کو بہت خوف ہے اور
دو عیار وہاں سے بیڑا اٹھا کر چلے ہیں کہ ہم چراغ جمشیدی لا آئینگے مکلل خان نے کہا
کہ پھر تمنے کیا فکر کی ادبوس جنی نے کہا کہ میں کیا فکر کرتا اگر مجھ سے آپ کوئی فرمایش
کریں کہ فلاں چیز لشکر کفار سے لاؤ تو میں ابھی لا دوں مکلل خان جادو نے کہا کہ کسی چیز کے
لانے کی تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمھارے گھر میں کیا کم تبرکات اور اشیاء نادرہ ہیں انکی
حفاظت کرو ادبوس جنی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چراغ جمشیدی آپ نے
کہاں رکھا ہے جو اُسکی حفاظت کروں مکلل خان جادو نے جواب دیا کہ ثمر جادو کی محافظت
میں تحفہ جات طلسمی میں جاؤ اور اُسے بھی عیاروں کے حال سے ماہر کرو وادبوس نقلی
اُسیوقت دوڑتا ہوا ثمر جادو کے خیمہ میں آیا دیکھا کہ ثمر جادو بیٹھا ہوا جھونکے لے رہا ہے نیند
کو ٹال رہا ہے مگر مثل مشہور ہے کہ نیند سولی پر بھی آتی ہے ادبوس نقلی نے ثمر جادو کو ٹھوکر ماری
اور کہا او نمکحرام تجھے بھی کچھ خیال ہے کہ ہمارے آقا کی جان ہماری حفاظت میں ہے اور تم غفلت
میں ہو ثمر جادو چونک پڑا اور کہا کہ حضور ایسی جفا تو آپ نے کبھی نہ کی تھی ورنہ ہمارا گذر آپکی
سرکار میں کبھی نہ ہوتا ادبوس نقلی نے کہا کہ خطا پر نادم تو ہوتا نہیں بلکہ اور زبان لڑاتا ہے
لشکر کفار سے عیار برائے تلاش چراغ جمشیدی چل چکے ہیں اور تو استقدر غافل ہو کر بے خبر
پہرہ دار تک سو رہے تھے میں یہاں تک چلا آیا اور انھیں ہوش نہ آیا جلد صندوقچہ
تبرکات کا لا کہیں ایسا نہ ہو کہ چراغ جمشیدی گم ہو گیا ہو ثمر جادو نے صندوقچہ لا کر پیش
کیا ادبوس نقلی نے صندوقچہ کھولا اور ثمر جادو سے کہا کہ جا کر پہرہ والوں کو ہوشیار کر کہ وہ
غافل سو رہے ہیں ثمر جادو تو اسطرف روانہ ہوا یہاں ادبوس نقلی نے چراغ جمشیدی بدل لیا
وہ چراغ لیکر دوسرا چراغ اُسکے مقام پر رکھدیا اتنے میں ثمر جادو آیا ادبوس نقلی نے
سب چیزیں دکھا کر صندوقچہ بند کیا کنجی ثمر جادو کے حوالے کی اور کہا کہ دیکھ بہت حفاظت
کرنا ایسا نہ ہو کہ نخل حیات تیرا قطع ہو اور ثمر تیغ اجل کھانا پڑے شاخ تمنا مرجھا جاوے
ثمر جادو نے کہا کیا مجال ہے یہ تو ہوشیاری سے پہرہ دینے لگا اور صندوقچہ سامنے رکھ لیا
اور مہتر ذوفنون خیمہ سے نکل کر روانہ ہوا اب اسے تو یہاں چھوڑا جاتا ہے اور داستان

عیاران لشکر اسلام کی آغاز ہوتی ہے کہ ان سب نے باہم مشورت کی کہ چلکر خبر
ت وغیرہ کفار کی لینا چاہیئے کہ وہان کیا ہو رہا ہے اندلس بن عمرو و شبر نمک بن قرانی ابو الفتح
اصفہانی و مہتر مرجان و مہتر مہرو وغیرہ یہ چارون یا پانچون عیار لشکر اسلام سے بطرف
لشکر مبہوت جادو کے روانہ ہوئے ان مین سے چار عیار علیحدہ ہو کر شکل اپنی
جوگیون کی بنا کر درانہ خیمہ مبہوت جادو مین داخل ہوئے اور سلام کیا مبہوت جادو نے
کہا تم کون ہو ایک نے جواب دیا کہ نام میرا کوہان جادو ہے مین یہین قریب ایک کوہ
پر رہتا ہون بسبب ظلم خداپرستان کے پوشیدہ تھا جس وقت خبر آمد آپکی سنی تو نہایت
خوشی ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ اب ان خداپرستون کو خاطر خواہ ستانا چاہیئے اور آپکی
شرکت کرنا چاہیئے ہنوز مبہوت جادو نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ سامنے سے مہتر قیاس
پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور کہا کہ آپکی اقبال سے اسے تو گرفتار
کر کے مین لے آیا اور مہتر ذوفنون نکر مکلل خان اور چراغ جمشیدی مین گئے ہوئے مین
مبہوت جادو نے کہا کہ یہ کون ہے مہتر قیاس نے کہا کہ بیٹا مکلل خان کا ادوس جنے کہ
اسنے بھی ہزارہا ساحرون کو مارا ہے اور یہ شاگرد عمر کا ہے مبہوت جادو نے کہا کہ اچھا اسے
قید رکھو اور خود صندوقچہ کھولکر شیشیان الٹ پلٹ کرنے لگی اتنے مین سامنے سے
اک عورت پیدا ہوئی اور مبہوت جادو سے کہا اے ملکہ کس خواب خرگوش مین ہو یہ
چارون جو ساحر بنے ہوئے قریب آپ کے بیٹھے ہین یہ عیار لشکر اسلام ہین جلد انکو
گرفتار کیجیئے مبہوت جادو نے کہا اے پرند جادو تو نے تو میرے ہوش اوڑا دیے
یہ موذی کاہے یہان تک کیونکر آ گئے اور تو نے کیونکر جانا کہ یہ عیار ہین پرند جادو نے
کہا مین ابھی رقعہ جمشیدی دیکھ رہی تھی کہ چار دن شکلین آپکے پاس بیٹھی ہوئی نظر
آئین مین بیتاب ہو کر دوڑی کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم کوئی فتور برپا کرین ان چارون نے کہا کہ ہم عیار
نہین ہین پرند جادو نے کہا کہ آپ سحر سے انکو گرفتار کر لیجیئے اگر یہ ساحر ہین تو رد سحر پڑھکر
رہا ہو جاینگے ابھی حال انکا معلوم ہو جائیگا یہ سنکر مبہوت جادو نے گیری کی آواز دی
زمین نے انکے پاؤن پکڑ لیے در اصل یہ کیا ساحر تو تھے نہین کہ رد سحر پڑھکر رہا ہو جاتے مبہوت جادو
بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اے پرند جادو تو نے میری جان بچائی ورنہ یہ ظالم تو میرا کام
تمام ہی کر چکے تھے مین اسم با مسمے ہون ہر وقت مبہوت رہتی ہون تو میرا خیال رکھنا اور
ان عیارون کو بھی اپنے ہی قید مین رکھ پرند جادو نے یہ سنکر ایک ایک بار سحر پڑھکر
ان لوگون کو پہنا دیا اور مبہوت جادو نے کہا کہ اب آپ اپنا سحر اتار لیجیئے مبہوت جادو
نے اپنا سحر اتار لیا پرند جادو ان عیارون کو اپنے ساتھ لیے ہوئے خیمہ مین آتی اور
کچھ سوچنے لگی عیارون نے باہم اشارہ کیے کہ ہم تو اسیر سحر نہین معلوم ہوتے ہین یہ طرح
ہوئی کہ ایک مرتبہ پرند جادو پر ٹوٹ پڑو اور گلا دبا کر اسکو مار ڈالو جیسے ہی انھون نے
یہ اشارے کیے پرند جادو سمجھ گئی اور کہا کیون بھائیو نیکی کا بدلہ بدی کرتے ہو تو تمھین
قید سے چھڑایا تم ہمارے قتل کی فکر کرتے ہو ہمارے مین ہون ابو الفتح اصفہانی مہرو وغیرہ
وغیرہ نے کہا کہ بھائی گرفتار کیون کرایا تھا جو چھڑا بھی لیا ابو الفتح نے کہا کہ اعتبار کیونکر جمتا

اب مین سبہوت جادو کو بھی گرفتار کیئے لاتا ہون تم یہین ٹھہرو جو کوئی آئے اور پوچھے
کہنا کہ پرند جادو یہین قید کرگئی ہی انھون نے پرند جادو کو پوچھا کہ کہان ہی شتارہ
اُسکا جواب دیا کہ وہ سامنے بستی کی آڑ مین رکھا ہوا ہی اور مین نے صحراے نشیب مین آگ
روشن کردی ہی جاکر سبہوت جادو کو بھی لے آؤن تو اُسی آگ مین دونون کو پھونک دون یہ
کہکر ان چارون عیارون کو تو یہین چھوڑا اور آپ سبہوت جادو کے خیمہ مین آیا دیکھا کہ
سبہوت جادو بیٹھی ہوئی جماہیان لے رہی ہی کہا کہ حضور رات بہت آگئی ہی اب کچھ دیر آرام
بھی فرمایئے مین پہرہ دیتی ہون پرندہ پر نہین مار سکتا ہی یہ کہکر بلا انتظار جواب مسہری
درست کرنا شروع کردی جا بجا بچھونے اور تکیون کو عطر سے بسایا پھول ہار پھیلا دیئے
اور آکر پھر عرض کیا کہ حضور مسہری تیار ہی آپ چلکر آرام فرمایئے سبہوت جادو جھومتی ہوئی اٹھی
اور مسہری پر لیٹ رہی اور جادوگرنیان جو پہرہ پر متعین تھین اُن سے کہا کہ اب تم
سب چلی جاؤ مجھے جاگنے کی عادت ہی اگر تم میرے سامنے جماہیان لوگی تو مجکو بھی نیند
آنیگی علاوہ اسکے اگر کوئی عیار تم مین ملا ہوا ہو تو مجھے دھوکا ہوگا یہ سنکر وہ سب خوشی
خوشی چلی گئین کہ تمھین جاگو ہم جاکر آرام سے سوئینگے یہان سبہوت جادو نے خوب پھولون
کو سونگھا اپنے سینے پر رکھے یہان تک کہ بیہوشی نے اپنا کام کیا اور یہ چھینک مارکر بیہوش
ہوئی اب جو پرند جادو نقلی نے میدان خالی پایا جلدی سے شتارہ اُسکا باندھا اور رکابدست
پر لگاکر روانہ ہوا اُس خیمہ مین آیا جہان کہ یہ چارون عیار طرار بیٹھے ہوئے تھے کہا جلدی سے
شتارہ پرند جادو کا بھی ہو اور جلد صحراے نشیب کی جانب کہ اب آگ وہان خوب روشن
ہوگئی انھون نے کہا کہ کیا آپ سبہوت جادو کو لے آئے پرند جادو نقلی یعنے ابوالفتح
اصفہانی نے کہا کہ یہ کیا موجود ہی یہ کہکر دو عیارون نے تو شتارے اٹھالیے اور صحراے
نشیب کی جانب روانہ ہوگئے اور تین عیارون نے یہ صلاح کی کہ چلکر ادوبس جنی کو
چھڑانا چاہیئے کیونکہ جب سبہوت جادو مریگی اور شور و غوغا بلند ہوگا اور کفار اس امر
سے آگاہ ہو جائینگے تو یقینی ادوبس جنی کو مار ڈالینگے یہ صلاح کرکے تینون عیار اسطرف
روانہ ہوئے راستے مین صلاح کی کہ کیا تدبیر کرنا چاہیئے ایک نے کہا کہ دیکھو مہتر قیاس
ہی جو ادوبس کو گرفتار کرکے لایا تھا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ براے کمک مہتر
ذوفنون جانب لشکر اسلام گیا ہوا ہی پس ایک نے صورت اپنی مہتر قیاس کی بنائی اور
مہتر قیاس جن عیارون کی نگہبانی مین قید ادوبس جنی کی دیگیا تھا اُنکے پاس آئے
اور کہا کہ جس قیدی کو ابھی ہم تمھارے سپرد کرگئے تھے اُسے دیدو کہ ملکہ سبہوت جادو
نے طلب کیا ہی ان عیارون نے کہا کہ ابھی آپ ہی زندان مین بھیجا آپ ہی طلب
کرتے ہین یہ معاملہ تو کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا مراد و تمھارے باپ کا اجارہ کیا ہی اُنکا
قیدی ہی اگر رہا کردین تو تمکو اور بھی تعجب ہوگا اُن سے بچکر یہ کہین جا سکتا ہی اور ہم
کیا اُن سے بہتر اسکی حفاظت کرسکتے ہین انھون نے فرمایا ہی کہ ہمین اسکو قید سحر مین
رکھونگی تاکہ کوئی رہا نہ کرسکے اور صبح کو اُسکے باپ منگل خان کے سامنے اُسے
قتل کرونگی ان عیارون نے کہا کہ مہتر جی آپ بیکار خفا ہوتے ہین ہمین ان جھگڑون سے

کیا مطلب ہی آپ ابھی لیجائیے کہا ہاں لاؤ اُن لوگوں نے قید آدوس جنی کی
حاضر کی یہ اُسوقت تک بیہوش پڑا تھا مہتر قیاس نقلی نے اسکا پشتارہ بھی
لیا اور صحرائے نشیب کی جانب روانہ ہوئے ادھر مہتر ذوفنون جو چراغ جمشیدی حاصل
کر کے چلا تو اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہرچند تو چراغ جمشیدی لا آیا تاہم مبہوت جادو
مکلل خان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہی یہ بہت بڑا ساحر ہی اگر ممکن ہو تو اسے بھی لینا چاہیئے
یہ تصور کر کے اسنے ایک خیمہ خالی ملازمان مکلل خان سے برپا کرایا اور ایک سپہری آہنی
معمولی کچھوا دی خیمہ بھی چھوٹا سا تھا انھوں نے کہا کہ اس خیمہ میں کون رہیگا کہا کہ میں بالا دو کام
کر کے جب فرصت پاؤنگا تو اسی خیمہ میں آرام لونگا وہ لوگ خاموش ہو رہے اب یہ
ملعون خیمہ مکلل خان جادو میں آیا اور کہا بابا جان میری رائے یہ ہوتی ہی کہ آپ اس خیمہ میں
آرام نہ فرمائیں کہ یہ جائے خوف ہی سب جانتے ہیں کہ بادشاہ لشکر کا خیمہ ہی میں نے آپکے
واسطے دوسرا خیمہ نصب کرا دیا ہی وہاں چلکر آرام فرمائیے تاکہ لوگوں کو پتا آپکا نہ لگے
اگر کوئی عیار لشکر کفار کا یہاں تک پہونچ بھی جائے تو آپکو نہ پائے مکلل خان نے کہا ای
فرزند جیسی تمھاری رائے ہو وہی کرو کیونکہ میں تو عیاروں کے فریب سے آگاہ نہیں ہوں
غرضکہ مہتر ذوفنون آدوس کی شکل بنا ہوا مکلل خان جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اس خیمہ خالی
میں آیا اور کہا کہ اب آپ آرام کریں میں حفاظت کرتا ہوں اور ملازموں سے بھی کہدیا کہ
تم لوگ سب اسی خیمہ میں رہو بلکہ ایک آدمی انکی جگہ لیٹ بھی رہے تاکہ کسیکو یہ شبہہ
نہ گذرے کہ مکلل خان کہیں چلے گئے ہیں ملازم بھی حسب الحکم وہیں ٹھہر گئے چونکہ فصل
گرمی کی تھی اور اندر خیمہ کے کسیقدر گرمی بھی تھی اسنے مکلل خان کو پنکھا جھلنا شروع
کیا مکلل خان کو نیند آئی اور دم بھر میں نعرۂ خواب بلند ہوئی جب اسنے دیکھا کہ یہ سو گیا پس
کفچہ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب ناک کے لے گیا
جیسے ہی مکلل خان جادو نے اوپر کی سانس کھینچی اسنے تمام بیہوشی دماغ میں پھونکدی
فوراً یہ چھینک مار کر بیہوش ہوئے اب ذوفنون نے پشتارہ مکلل خان جادو کا باندھا
اور لیکر خیمہ سے نکلا اب رات زیادہ آچکی تھی سب غافل سو رہے تھے پہرے والے بھی
اونگھ رہے تھے صرف طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ذوفنون دبا دبا نگاہوں سے بچتا
ہوا اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اب اسطرف سے تو یہ پشتارہ مکلل خان جادو کا لیے
ہوئے جاتا ہی اور اسطرف سے ابوالفتح اصفہانی و مہتر شمشیر بگ و مہتر مرجان
پشتارے مبہوت جادو اور پرند جادو کے لیے ہوئے صحرائے نشیب کی طرف آرہے
ہیں آدھر اندس بن عمر جو بصورت مہتر قیاس بنا آدوس جنی کو زندان سے
چھڑا لایا تھا صحرا میں پہونچکر ہوشیار کیا آدوس جنی نے کہا مرشدزادے کیا کہنا اگر
آپ خبر نہ لیتے تو یقیناً میں قتل ہو جاتا اندس نے کہا کہ ابوالفتح نے مبہوت جادو اور
پرند جادو کو بھی گرفتار کر لیا ہی اور صحرائے نشیب کی طرف گئے ہیں وہاں آگ روشن ہی قصد
ہی کہ جسطرح اس کافر نے اہل اسلام کے ملکوں کو پھونکا ہی اسیطرح اسکو بھی زندہ پھونک دیں
جلد چلو ایسا نہو کوئی افتاد پڑے یہ کہکر یہ بھی اسیطرف متوجہ ہوئے ادھر ابوالفتح اصفہانی

ادھر مرجان پشتارے ساحروں کے لیئے ہوئے قریب صحرائے نشیب کے پہونچ
چکے ہیں شبرنگ ساتھ ساتھ ہے کہ سامنے سے کچھ سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھا
کہ کوئی دوبارہ چلا جاتا ہے شبرنگ کو شبہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار کفار لشکر اسلام سے
کسی سردار کو لیئے جاتا ہوا سنے پر ہکا آواز دی کہ کون جاتا ہے ذوفنون نے دیکھا
کہ ایک ہی تو ہے اگر عیار بھی ہوگا تو میرا کیا لیگا جواب دیا کہ تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں سنو مہتر
ذوفنون اگر تو عیار لشکر اسلام ہے اور تجھے کچھ دعوے ہے تو روک لے کہ میں چراغ جمشیدی
اور مکلل خان جادو کو لیئے جاتا ہوں یہ سنتا تھا کہ شبرنگ نے کہا غضب کیا
او ملعون تو نے کہ مکلل خان جادو کو مع چراغ جمشیدی لیچلا کب چھوڑتا ہوں تجھکو سنو مہتر
شبرنگ عیار لشکر اسلام یہ کہتا ہوا نیمچہ کھینچکر جا پڑا ذوفنون نے بھی نیمچہ کھینچا اب
ان دونوں میں نیمچہ چلنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں کوندرتی ہیں اب یہ بھاگتا بھی
جاتا ہے اور شبرنگ کو جواب بھی دیتا جاتا ہے ابوالفتح نے دیکھا کہ یہ عیار نہایت چالاک
ہے کیونکہ جوان ہے اور ہم لوگ بسبب پیرانہ سالی کے ایسے چست و چالاک نہیں رہے پس
یہ دونوں بھی آگر سد راہ ہوئے اب تو ذوفنون گھبرایا کہ کیا کروں پس اس ملعون نے یہ
کرامات کی کہ لڑتا ہوا اس آتش افروختہ کی طرف چلا یہاں تک کہ جسوقت قریب
پہونچا پشتارہ مکلل خان جادو کا اس آگ میں پھینکدیا یہ دیکھکر ابوالفتح اصفہانی
نے مرجان سے کہا کہ اب ان حرامزادیوں کو رکھکر کیا کروگے یہ کہکر پشتارہ ببھوت جادو
کا اس آگ میں پھینکدیا اودھر مرجان نے پشتارہ پرند جادو کا آگ میں پھینکا اودھر تو
ساحر آگ میں جلے ادھر عیاروں میں نیمچہ چلنے لگا اسطرف سے اونوس جنی اور
مہتر مہروند اور مہتر اندلس بن عمرو چلے آتے تھے انھوں نے جو نیمچے چلتے دیکھے
یہ بھی آپہونچے اور اہل اسلام کے شریک ہوئے اب ذوفنون عیار کو گھیر لیا لیکن ایسی
حالت میں کام جادوگروں کا تمام ہوگیا ایک آندھی چلی اور بارش سنگ و شرر
ہونے لگی اونوس بھی حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ ببھوت جادو اور پرند جادو
کو جلا دیا لیکن اول آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مکلل خان جادو بود حیف مردیم
و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم پس یہ سنتا تھا کہ اونوس جنی نے ہای کا نعرہ مارا
کہ کیا بابا جان نہیں چھوڑے چلے ہم آپکو کب چھوڑتے ہیں یہ کہکر اسی آگ میں یہ بھی پھاند پڑا
اور جلکر خاک ہوگیا بعد اسکے دوسری آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ببھوت جادو و
پرند جادو بود اب ذوفنون کو بھی ہوش آیا کہ عیاران اسلام بھی اپنا کام کر گئے یہاں
لشکر اسلام سے اتنے نیمچے مارے کہ ذوفنون کو بھی زخمی کردیا مگر اسکی رسی دراز ہے کہ
ابھی تک بچ رہا ہے اور چوٹ نہیں کھاتا کہ یکایک اسطرف سے مہتر قیاس پچاس
عیاروں سے آپہونچا اور یہ سوکہ دیکھکر کہ ذوفنون کو پانچ عیار گھیرے ہوئے ہیں قریب
ہے کہ قتل کر ڈالیں پس اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دوڑو انکو جانے نہ پائیں ارے بڑا غضب
کیا ان عیاروں نے کہ ببھوت جادو کو پھونک دیا اور مہتر جی کو قتل کیا چاہتے ہیں یہ
سنتے ہی پچاس عیار نیمچہ پکڑ پکڑ کے آپڑے اور چار جانب سے عیاران لشکر اسلام

گھیر لیا اب خیمہ چھلنے لگا مگر یہ عیار پانچ اور وہ پچاس ایک ایک پر دس دس ٹوٹے
ہوئے ہین دوسرے یہ ضعیف وہ جوان مگر داد مردی و مردانگی دیتے تھے ایک ایک
عیار لشکر اسلام نے چار چار اور پانچ پانچ کو مارا کمیں کہتے جاتے تھے کہ بھائیو یہ
جنگ آخری اور یادگار زمانہ جنگ ہے ان کافرون کو دکھا دو کہ لشکر اسلام کے بوڑھے
بھی جوانون پر فوق رکھتے ہین تا بکے آخر کار یہ چارون زخمی ہو کر گرے مہتر قباس
نے اندلس بن عمرو و مشتر نگ و مہرو ند سب کے سر کاٹے اور مرجان کو بھی شہید کیا
لیکن مہتر ابو الفتح اصفہانی زخمی پڑا ہوا سب تماشے آنکھون سے دیکھ رہا تھا اور تسبیح
کر نہ سکتا تھا جس وقت مہتر قباس سب کے سر کاٹ چکا تو باطمینان تمام مہتر ابو الفتح
کا سر کاٹنے کے قصد سے آگے بڑھا جیسے ہی زد پر آیا ابو الفتح نے بڑھ کر خنجر مارا کہ اسکے
سینہ پر پڑا یہ بھی برابر ابو الفتح کے گرا اور پھر جنبش نکیا یہ حالت دیکھکر ہمراہیان مہتر قباس
نے ابو الفتح کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مہتر قباس کا کام بھی تمام ہوا اور مہتر فرو فنون بھی
بسبب کثرت زخمہائے کاری کے جانبر نہ ہو سکا یہ بھی اسی جگہ ڈھیر ہو گیا اس اثنا مین
صبح ہو گئی بادشاہ اسلام نماز سحری کے واسطے اٹھے تھے کہ ہرکارون نے آکر تمام سرگذشت
مرنا منگل خان جادو اور مبہوت جادو کا دونون طرف کے عیارون کی جنگ اور
انکا بھی لڑکر مرجانا اور ادیوس جنی کا باپ کی محبت مین آگ مین کود کر جان دینا سب
بیان کیا بادشاہ اسلام کو ان مددگارون کا اپنے نہایت رنج ہوا اور اسطرف جو عیار
بچے تھے وہ بھاگے ہوئے خدمت جوشنت آئینہ پرست مین پہونچے اور تمام رو داد
بیان کی جوشنت آئینہ پرست مبہوت جادو کے واسطے بہت رویا اور اسی رنج و غم
مین حکم طبل جنگ دیدیا نقارہ سندلی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام
کو ہوئی کیہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا لیکن اول بادشاہ اسلام نے لاشین
اپنے عیارون کی منگا کر دفن کروا دین بعد فراغ دفن عیاران اسلام تیاری جنگ ہونے لگی
بہادران اسلام زیور جنگی تن پر آراستہ کرنے لگے اور کمر ہمت کو مرگ پر چست باندھنے
لگے دوست دوست کے گلے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے کل کون اس میدان کارزار سے
زندہ پھرتا ہے اور کون حق نمک صاحبقران سے ادا ہوتا ہے بڈھے اپنے حسب حال یہ شعر
پڑھتے ہین اور افسوس کرتے ہین شعر ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی ٭ ایک گھٹنے
سے جوانی کے بڑھاپا کیا کیا کچھ ٭ رب الحرکت کل میدان کارزار مین آبرو رکھے کیونکہ یہ کافر
جوان اور زبردست ہین اور ہم لوگ بسبب پیرانہ سالی کے ضعیف و ناتوان ہو گئے ہین
جان جانے کی نہین فکر مگر بات رہے تمام رات ان عابدون نے نمازین پڑھ پڑھ کر
نیند کو ٹالا کہ نہ معلوم اسکے بعد دوسری رات دیکھنا نصیب ہو یا نہو ناگہان فلک پر
ستارہ سحری چمکا اور تمام ثوابت و سیارگان گلشن آسمان پر جہان تہان گلشن خاور کے
چھت سے یک بیک چمک چمک کر پردہ اطلس زنگاری فلک مین منہ چھپانے لگے
اور مانند شمع سحر کے جھلملانے لگے جھونکے نسیم عنبر شمیم کے آنے لگے شعر جھونکا جو دم سحر
کو لگا سرد ہوا کا ٭ مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا ٭ اہل اسلام مین شور اذان

بلند ہوا ہر ایک مرد با خدا نے نماز سے فراغ حاصل کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سنوار کر گھوڑوں کو
دوڑاتے ہوئے در دولت شاہی کی طرف روانہ ہوئے اور باادب پرے جما کر کھڑے ہوئے
دیکھا کہ سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی وہ مہربان جنکے تلوؤن مین کمخواب کی کرتیان
وہ آنکے پانوؤن کی سہیلیان کہ صبا بھی گرد بھی تخت شاہی اٹھائے ہوئے ہین باہر جو کہ
موجود تھے وہ وہان پہنچے ہوئے بڑھے اور تخت بادشاہ کا اپنے کاندھو پر لیا اور میدان
جنگ کی طرف چلے سرداروں نے صف باندھ کر مجرا کیا بادشاہ نے پلکوں سے
اشارہ سے سلام سب کا لیا اور اشارہ فرمایا کہ سوار ہو اور براہ میدان جنگ کی لو سب سردار
جلدی جلدی گھوڑوں پر سوار ہو کر جلو مین چلے آگے آگے تخت کے جلوس شاہانہ
نقیب نقابت کرتے ہوئے اس شان و شوکت کے ساتھ سواری بادشاہ اسلام کی میدان
جنگ مین پہونچی اور سردار دہنے بائین جانب اپنے اپنے لشکر کی صفین آراستہ
کرکے کھڑے ہوئے کہ دیکھا ایک ملک قہرشش بن عنطر سو قباے طوفانی دو
لاکھ سوار جرار اپنے ساتھ لیے ہوئے فیل پر سوار یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو کوتاہ بو
مین سے آئے ہوئے ہین یہ وہ سردار ہے جو کسی طرح لندھور سے کم نہین ہے اور فیل بھی
اسکا مانند فیل لندھور کے ہے صاحبقران اسے نہایت دوست رکھتے تھے اور اسی
کے واسطے کوہ سے مار کر لندھور کو نکلوا دیا تھا اور ایسا معتبر سمجھ کر حفاظت ناموس
اسکے حوالے کی آج قہرشش عجب شان و شوکت سے آیا ہے ریش سفید گرد چہرہ کے
اسطرح معلوم ہوتی ہے جیسے چاند کے گرد ہالا ہو بجلی نگاہین اُس شیر بیشہ جرأت پر
پڑ رہی ہین اور فیل بھی اسکا کس شان و دبدبہ کے ساتھ جھومتا چلا آتا ہے پیشانی پر سیکار
رنگ آمیزی تعریف پروردگار عالم مرقوم ہے دانتوں پر جوڑے جواہر نگار جڑے ہوئے
ہین اشعار در صفت فیل شان و شوکت کو کہون کیا مین ترے ہاتھی کی ٭ چرخ
پیر جوان ہو نوا تھے یہ یون آسکے گجگاہ کی اللہ رے چہرہ پہ چمک ٭ ٭
[illegible] جون شب یلدا سے نمایان ہو تابش ٭ لیکے خرطوم مین زنجیر ہلائے وہ اگر
آسکے دانتون کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک ٭ ہاتھ لیلے نے نکالے ہین سیہ خیمہ سے ٭ ٭
ملنے کو مجنون سے سن سلسلۂ پاکی چھنک ٭ اسوقت فوج شاہی مین یہ جوان رستم وقت
ہو زرہ تنگ پہنے ہوئے گرز ہودے مین رکھا ہوا استرہ سو من کی ضرب باندھتا ہے نیزہ و سلت
جلو دار مین بادشاہ اسلام نے چشم حیرت سے قہرشش کی جانب دیکھا اسنے فیل کو اشارہ
کیا وہ بیٹھ گیا قہرشش نے فیل سے اتر کر باداب شاہی بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے
سلام اسکا لیا اور اشارہ فرمایا کہ سوار ہو فیل پر کہ تمھارا کفیل پروردگار ہے قہرشش فیل
پر سوار ہوا اور سلام کرکے اپنے لشکر سمیت داہنی صف کی طرف بڑھا اور ادھر آمد دوسرے
سردار کی ہوئی سب دیکھنے ذباب القاش خون آشام مرکب پر کج بیٹھا ہوا ایک لاکھ سوار
ہمراہ لیے ہوئے آکر پہونچے اور بادشاہ کو سلام کرکے قہرشش کے برابر صف باندھ کر کھڑے
ہوئے بعد اسکے سپہر فرخاری قلعہ دار ذوالاکان مرکب پر سوار نمودار ہوئے داڑھی چڑھا
ہوا پلکین تنگ سفید چہرہ سے رعب سپاہیانہ پیدا یہ بھی بادشاہ کو سلام کرکے صف

مین شامل ہوئے اور اپنے مرتبہ کے موافق کھڑے ہوئے انکے بعد منظر شاہ یمنی مع
نعمان شاہ یمنی و مظفر شاہ یمنی بیس ہزار کی فوج سے آکر مرکبون سے اترے اور
آداب شاہی بجا لائے بادشاہ نے دعا دیکر اشارہ فرمایا یہ لوگ بھی مرکبون پر سوار
ہو ہو کر یہ کہتے ہوئے شعر ؎ اے صحرا فضائے گلشن ضیا نثت عمر لے بقا ہر ؎
ما فزو دیکھو تو تماشا سرا کہ ثانی عجب سرا ہے ؎ بائین صف مین داخل ہوئے بعد
انکے بہرام خان خاوری مع اپنے فرزند طوماں خان خاوری کے دس ہزار سوار
سے آکر پہونچے اور سلام شاہی بجا لا کر بائین جانب کی صف مین داخل ہوئے بعد انکے
پریسانے فرنگی دس ہزار فرنگیون سے نمودار ہوا اسکے ساتھ باجے فرنگستان کے
بجتے ہوئے فوج قواعد سے پاؤن اٹھائے در دیان نہایت عمدہ یہ بھی آکر بائین طرف
کی صف مین شامل ہوئے بعد انکے غزیدیکہ تازو سیل شنیر شکار اپنی فوج سمیت
آکر داہنی صف مین شامل ہوئے بعد انکے کیپی زلزال اور کیپی ہزار زال اور مسروق دیوانہ
اور ساقط شاداور صفوان شاہ اور رستی تاجدار اور شاہ صفا ترک اور ابرہہ
فرنگی مع اپنی سپاہ کے حاضر ہو کر بائین صف مین داخل ہوئے بعد انکے ترک جوشن پوش
دقاقہ زنگی و مقاتل زنگی اور فرزندان گنجاب یعنے کامل خان بن گنجاب عادل خان و
نوفل خان و سہراب خان و طرید خان و دیوز خان و عاقل خان مع فضل بن شوب
وا باب باختری و صفوان مطلع نشین و ایلاق قراطاقی و قلمان قراطاقی مع لشکر و
سپاہ بسیار الرداہنے صفون مین داخل ہوئے انکے بعد سنجر شاہ و ہمایون بن
شداد و قارن نیزہ سر اسپ و شرارہ کج گردن و مراد شاہ عالم مراد کوہ بھی اپنے
اپنے لشکر سمیت بائین صف مین داخل ہوئے انکے بعد طہماسپ ترک خجندی اور ہلال شاہ
زرین کمر پدر فرامرز عاد مغون اپنے لشکرون کو لیکر دہنی جانب کی صف مین شامل ہوئے بعد انکے
ستغلان شاہ و طوفان بن بہمن کموتری و مظفر فاریابی و بہرام صبح النشین و
فریدون و جام شاہ و سلطان بخت مغربی و ذوالفقار زنخت مرابی و ریحان شاہ باختری
مع اپنی اپنی فوج کے بائین صف مین شامل ہوئے اب دیکھا تو سامنے سے سواری جوت
آئینہ پرست کی نمودار ہوئی یہ ملعون بھی شوکت و شان سے میدان جنگ مین آیا اور تخت
اسکا قلب لشکر مین قایم ہوا اور خونخوار بن دجال برتبہ سپہ سالار بھی آکر قایم ہوا ان دونون
فوجون کے سردار اپنے اپنے منصب کے موافق داہنے اور بائین جانب صفین آراستہ کرکے
کھڑے ہوئے اب دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکل نکلکر پستی و بلندی زمین کی
درستی بہ تنز و مستی کرنے لگے جسوقت یہ اپنے کام سے فراغ حاصل کرکے پیچھے تو
سقون نے نکل کر آبپاشی کی گرد کو بٹھالا اب نقیب نکلے اور سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر
کہنے لگے ؎ رومی مصری کھاوری کھرانی سب جوان ؎ آج رن بیچ ڈٹ کر خوب کرو گھمسان
جو تلوارن سے بکھ جوجھے وہ شہید کہلائے ؎ جو جنگ مین جیتا بچے وہ غازی کہائے
شعر بیاہ لیجا عروس موت کو ؎ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ؎ جنگجو سردار تھے آواز
نقیبون کی سنکر جھومنے لگے خون شجاعت رگون مین جوش مارنے لگا کہ یکایک لشکر

کفار بد کردار سے اقوائے آہن کلاہ نکلا اور سامنے تخت حوت آئینہ پرست کے آکر اجازت
میدان طلب کی حوت نے کہا کہ جا خداوند آئینہ تیرا حافظ و مددگار ہو پس اس گبر نابکار نے
باگ مرکب کی پھیری اور میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جو وقت
عرق عرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باشکش ہو گروہ خداپرستان
و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنکر منظر شاہ
یمنی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر پیادہ ہو کر مجرا کیا
اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے بہت جلدی کی اسقدر عجلت کی کیا
ضرورت تھی منظر شاہ یمنی نے کہا کہ اب مسافر راہ عدم کو نہ روکئے اور حق نمک سے ادا
ہو جانے دیجئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر یہی خوشی ہے تو بسم اللہ یہ راہ سبکو درپیش ہے
فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے اور کوئی پیچھے منظر شاہ نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر راہ
میدان جنگ کی لی اور سامنے اقوائے آہن کلاہ کے پہونچے اقوائے آہن کلاہ نے کہا
کہ او خداپرست مجھکو تو نے ایسا ذلیل سمجھا کہ تو میرے مقابلہ کو آیا ہے کیا کوئی جوان قوی
تن تیرے لشکر میں تنہا منظر شاہ یمنی نے کہا کہ او گبر کیا بکتا ہے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تیرے
مقابلہ کو پہلوان زبردست آئے میں تیرے واسطے کافی ہوں لا ضرب بہادری کی یہ سنکر
اقوائے آہن کلاہ نے نیزہ مارا منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا تھا طعن چلنے لگے قریب
اکیس طعن کے نوبت آئی ہو گی کہ ایک مقام پر منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کر کے
جو جھٹکا مارا ہاتھ سے اقوائے آہن کلاہ کے نیزہ ہوائی ہوا اہل اسلام نے تحسین و آفرین
کی صدا بلند کی اور اقوائے آہن کلاہ نہایت خفیف ہوا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی
شمشیر بازی راست بازی جیسے حلال مشکلات جہاں کہتے ہیں یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچی اور منظر شاہ
یمنی پر وار کیا منظر شاہ نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ جو سپر پر پڑتا ہے تو
سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اقوائے آہن کلاہ نے جھٹکا مارا تیغہ سینے تک اتر آیا یہ مرد مومن
جان بحق تسلیم ہو کر گھوڑے سے گرا لوگ لشکر اسلام سے آئے اور لاش اس مرد نیک
کی اٹھا کر لیگئے یہ حالت دیکھکر نعمان شاہ کو تاب نہ رہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے اقوائے
آہن کلاہ کے آئے اسنے وہی تیغہ خون آلودہ انکو بھی مارا انھوں نے بھی سپر اٹھائی
اور تلوار کو جنبش دیا تلوار نے سپر کو کاٹا لیکن پشت شمشیر پر رکی اقوائے آہن کلاہ نے
جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکا گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہو گئی اور نعمان شاہ مرکب سے
گرے ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ اقوائے ملعون نے دوسرا ہاتھ مارا کہ کمر پر پڑا دو ٹکڑے
ہوئے یہ بھی شہید ہو گئے نعمان کے مرتے ہی کیوان شاہ بن منظر شاہ سامنے اسکے
آئے اور آواز دی کہ او کافر غضب کیا تو نے کہ میرا باپ اور بھائی دونوں کو مارا اقوائے
آہن کلاہ نے کہا کہ کیا تجھکو چھوڑ دونگا لا ضرب بہادری کی کیوان شاہ نے کہا کہ ہم سب
مرے جائینگے جب بھی ہمیشہ سستی نکرینگے اقوائے آہن کلاہ نے انکو بھی تیغہ مارا کیوان شاہ
نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا اسنے تلوار اٹھی سپر پر روکی تلوار چار انگل سپر کو کاٹ گئی
ہوگی چاہتے تھے کیوان شاہ کہ جھٹکا ماریں کہ اقوائے آہن کلاہ نے بلچک دی تلوار انکی

نوبت اب جو اسنے تیغہ مارا انھون نے بھی سپر بلند کی کہ مین بھی اسکی تلوار کو توڑون مگر یہ جوان
نہایت زبردست ہی تلوار اسکی سپر کو صاف قلم کرگئی اور خود کے بھی دو ٹکڑے ہوئے کاسۂ
سر مین در آئی جھٹکے کے ساتھ ہی تا جگرگاہ اُتر آئی یہ بھی تڑپ کر گھوڑے سے گرے اور
جام شہادت نوش کیا یہ حال دیکھکر مظفر شاہ کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی گھوڑا
دوڑا کر چلے قضائے کار اتفاقات روزگار سے پاؤن گھوڑے کا موشخانہ مین گیا مظفر شاہ
گردن مرکب پر آرہے جب تک سنبھلین سنبھلین اقواے آہن کلاہ نے جھپٹ کر تیغہ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے یہ رنگ دیکھکر القاش خون آشام نے باگ مرکب کی لی اور جھپٹ کر
سامنے اقواے آہن کلاہ کے آئے آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی اقواے آہن کلاہ نے وہی
تیغہ خون آلودہ القاش خون آشام پر بھی مارا القاش نے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی مردود
کے ہاتھ تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تا قش زین سے اٹھا لیا اور
جانب آسمان اچھال دیا گرتے وقت اپنے تیغہ سے اسکو دو رنگ ہوا لی کیا سرداران
لشکر اسلام نے تعریف کی اور بادشاہ اسلام نے صد آفرین کی آواز دی القاش خون آشام
نے پلٹ کر سلام کیا لیکن یہ معرکہ دیکھکر لشکر کفار سے اول عقرب چشم نکلا اور حوت آئینہ
پرست سے اجازت لیکر سامنے القاش خون آشام کے آیا القاش خون آشام نے کہا
لا ضرب اپنی اول نے نیزہ سینہ پر القاش خون آشام کے مارا القاش خون آشام نے
تڑپ کے ہوکر نیزہ خالی دیا اور ہاتھ ڈانڈ پر ڈالدیا ادھر القاش خون آشام چاہتے تھے
کہ نیزہ چھین لون ادھر اول زور کر رہا تھا آخرکار پور سے کھینچ آئی نیزہ ٹوٹ گیا اول
عقرب چشم نے ڈانڈا ہاتھ سے پھینکدی اور تلوار نیام سے کھینچ لی اور کہا او بڈھے اس
سن تک غضب کی قوت ہی تجھ مین یہ کہکر سر پر وار کیا القاش خون آشام نے وار اسکا
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اول نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار
چیرتی ہوئی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹتی ہوئی پیمانہ خود سے مانند قطرہ آب کے
گذرتی ہوئی کاسہ سر پر پہنچی القاش خون آشام نے جھٹکا مارا کہ تلوار نے زین فرش کو بوسہ
دیا اول کے دو ٹکڑے ہوئے لوگ لشکر کفار کے آئے اور لاش اسکی اٹھا لیگئے ادھر
بادشاہ اسلام نے القاش خون آشام کو آواز دی کہ بس اب چلیئے اب سن آپکا اس قابل
نہین ہے کہ دن بھر میدان داری کیجیئے اب اور کوئی نکلیگا القاش خون آشام حکم بادشاہ
سے مجبور ہوکر میدان سے پھرے اور خدمت شاہی مین حاضر ہوئے تلوار نذر دی بادشاہ
نے خلعت عنایت فرمایا سینے اپنی کمر سے تلوار نکال کر انعام دیا اور سر القاش خون آشام
کا سینے سے لگایا یہ خوشی خوشی اپنی صف مین داخل ہوئے ملک قہرش نے فتح کی
مبارکباد دی لیکن لشکر کفار مین غضبان فیل سوار کو جوش شجاعت ہوا کہ یہ جوان زبردست
ہی اور ولولے اسکے نہایت بڑھے ہوئے ہین کسیکو اپنے سامنے موجود نہین جانتا
یہ قہرش سے آنکھ ملاتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا اور سامنے تخت حوت آئینہ پرست کے
آکر آواز دی کہ اے نائب خداوند آئینہ آپ نے اور سردارون کو بھیجکر عبث قتل کرایا ہے
اب مجکو اجازت دیجیئے کہ جلد کام ان خداپرستون کا تمام کردون اور سرداران زبردست کو

پست کرون حوت آئینہ پرست نے کہا کہ جہان فتح تیرے ہی نام ہی یہ سنکر غبران نے فیل
اپنا بڑھایا اور نہایت شان و شوکت سے میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باشکس اے گروہ
خدا پرستان و فرقہ مسلمانان تم مین جسکو دعوے رستمی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے اور
تمہین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ جو تم مین زبردست ہو وہ نکلے اہل اسلام نے جواب دیا
کہ او ملعون ہم لوگون کا شیوہ خودستائی نہین ہی ہم سب آپسمین ایک دوسرے کے
مقابلہ مین دعوائے خاکساری رکھتے ہین لیکن تیرے واسطے ہر شخص موجود ہی اب تو کسیکا
نام لے تو وہ تیرے مقابلہ کو نکلے یہ سنکر اسنے کہا کہ مین نے ملک قہرش جن منظر کی
بڑی تعریف سنی ہی کہ بارگاہ زمرد شاہ باختری مین یہ ایک جوان تھا یہ سنکر قہرش نے
کہا کہ ہر چند اب ضعیف ہو گیا ہون اور وہ زور و طاقت مانند شباب کے کہان مگر اب
بھی اتنا ہون کہ تجھ ایسون کے سر جسم پر سے نوچ کر پھینک دونگا یہ فرما کر اسنے اپنے
فیل کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
کے حوالے کیا اور جام عنایت فرمایا قہرش نے جام پیا اور سلام رخصت کر کے غبران
فیل سوار کی طرف چلے غبران فیل سوار نے جو قہرش کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا
فیل کو بہ ارادہ لنگادرزنی دوڑایا ادھر قہرش نے اپنے فیل کو دبوچ کر لنگادر ماری
سپر سے سپر لڑی ہاتھیون مین ٹکر چلی یہ معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے ابر سیاہ کے ٹکرائے بلکہ گرج اٹھے
دونون سے شرارے نکلے ہین تین قدم مرکب غبران کا پیچھے ہٹا اور ایک قدم فیل قہرش کا
پسپا ہوا غبران نے غیرت مین آکر فیل کو گجگ مار کر بڑھایا اور لنگادر ماری ایکی مرتبہ فیل
غبران کا چیخ اٹھا اور دم کھڑی کر دی غبران نے جو یہ حال اپنے ہاتھی کا دیکھا جھپٹ کر
گرز گران سنگ کا وار کیا قہرش نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑا ہی
تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو لگ گیا تق گرد و غبار بلند ہوا کہ فیل قہرش کا گرد مین
چھپ گیا غبران نے آواز دی کہ زدم دست گردم اسکا نعرہ تمام نہوا تھا کہ قہرش نے
گرد کے باہر آکر آواز دی کہ کرا اسپت گرو می حریف تیرا مین موجود ہون شعر تو ہر بے زوری
ضرب مانوش کن و شادی الزول فراموش کن ہان ہان ہوشیار ہو جاؤ یہ کہنا کہ
ہوشیار نکیا تھا یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چہ کوہ سبزہ سومن
کی ضرب کو اٹھا کر اور سر پر پھرا کر خبردار خبردار کہکر غبران پہ وار کیا غبران نے بھی جلدی
سے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز پہ گرز جو پڑا ہی تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک
کو لگ گیا تمق گرد و غبار بلند ہوا کہ غبران بھی پوشیدہ ہو گیا ضرب گرز قہرش سے طبقہ زمین
کا ہل گیا تھا تراقے کی آواز صحرا مین گونج رہی تھی طائر درختون سے اڑ گئے غبران کو
تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا لیکن یہی ایسا زبردست تھا جو ضرب قہرش سے زندہ
بھی بچا ورنہ اس ضرب نے دیو کو پست کیا ہی انسان کی کیا حقیقت ہی جو اس ضرب
کو روک لے لیکن حال اسکا دگرگون ہو گیا جب بعد ایک ساعت کے ہوش و حواس بجا
ہوئے اور گرد بیٹھ گئی طرف ہوئی چاہا کہ فیل کو بڑھا کر پھر ضرب لگاؤن دیکھا تو منہ سے فیل کے
خون جاری ہی غبران سمجھا کہ فیل میرا مارا گیا بس جلدی سے فیل پر سے کود اور گرز کو لیکر

قہرش کے فیل پر جھپٹا کہ اسے بھی مار ڈالوں مین پیادہ ہوا تو یہ بھی پیادہ ہو جائے
قہرش نے جو ارادہ اسکا فاسد پایا اپنے فیل پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ ارے جانور
نے کیا قصور کیا ہے جو اسپر غصہ نکالتا ہے مین تو موجود ہون آ اور مجھ سے سامنا کر غبران
نے کہا لو تو بھی لے اور وہی گرز قہرش پر مارا قہرش نے گرز اپنا ہاتھ سے پھینکدیا اور
کلہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ گرز غبران کے ہاتھ سے چھوٹ گیا غبران قہرش
سے لپٹ پڑا قہرش بھی غبران سے دست و گریبان ہوا دونون مین کشتی ہونے لگی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ دو فیل مست گتھے ہوئے ہین دستیان زبردستیون کے ہو رہی تھین
یہ رنگ دیکھکر دونون لشکر آگے بڑھ آئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے کبھی غبران
قہرش کو ریل کر لیجاتا ہے اور کبھی قہرش غبران کو دوڑا لیجاتا ہے رفو ہو رہے ہین اور پیچ
چل رہے ہین سروران لشکر اسلام و افسران فوج کفار نگاہین لڑائے ہوئے تماشا
کشتی کا دیکھ رہے ہین ؛ عالم مین دو پہر کامل گذرے اب جوانان اسلام نے قہرش سے
کہا کہ کیا دنگل وغیرہ منگوائے جائین اور سب اطمینان سے بیٹھین آج فیصلہ کشتی کا ہوگا
قہرش کو یہ سنکر غیرت آئی کہ ان لوگون کا یہ مقصد ہے کہ بہت دیر ہو گئی پس انھون نے
جواب دیا کہ اب تکلیف نہ ہوگی اب دیکھئے فیصلہ ہوا جاتا ہے یہ کہکر سر اپنا غبران کے
سینے سے ملایا اور دونون بازو اسکے مضبوط پکڑکر نعرہ الله اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا
غبران کو سات قدم دوڑا لیگئے اور اب جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے
قہرش نے کمر تحیر کا بند پکڑ کے ہاتھ پر بلند کرلیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار
عالم کبھی غبران نے کہا کہ ہزار جا نہین نام خداوند آئینہ پر نگار ہین پس قہرش نے طیش مین
آکر غبران کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ یہ چار دن ستائے چت گرا قہرش کود کر سینے
پر بیٹھا اور ایک ہاتھ گردن مین دیا دوسرا زیر زنخدان رکھکر پھیرا یا ایک بل دیکر جو جھٹکا مارا
دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا پس اسکا مرنا تھا کہ اہل اسلام نے تو صدائے تحسین و مرحبا
بلند کی لیکن لشکر کفار مین ایک غلغلہ ہوا اور خونخوار بن دجال نے آواز دی کہ ارے مارلو اسلو
غضب کیا کہ اتنے بڑے سردار کو کس ذلت و خواری سے مارا یہ سنکر تمام لشکر کفار قہرش
پر دوڑ پڑا ادھر اسطرف بادشاہ اسلام نے اشارہ کیا اہل اسلام بھی سنم فلان و سنم فلان کے
نعرے کرتے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر گرے دونون لشکر مانند دو دریائے مواج
کے آکر لگگئے اور لہرین تلوارون کی آنے لگین طوفان آب تیغ اٹھا کشتی حیات ہر ذیحیات
کی گرداب موت مین پھنسی دم مانند حباب کے سینون مین تنگی کرنے لگا سیلاب خون
جاری ہوا کبت آنکھین دل بادل سی فوجین آون لاگی مورن کی سی کوک ہی للکار سون
بیرن کی باگر جن لاگین چھاکاری کاری تو وادہن کے ماں آکن لاگے چمکن لاگی بجلی
سی شمشیرن کی ... تو لوٹن سی گرن لاگین چھیلی بیر ہون کی تو سی سریرن کی
دھار ان کے سے لہرت کٹ کٹ کے بھیجن جابت ہین جہری لاگی گوئی ادبہ تیرن کی
شعر ابر سیاہ چھایا تھا ڈھالون کا چار سو ؛ کوندا تھا برق تیغ نکالا ہو قتے روبرو ؛ مردان
عالم داد مردی و مردانگی دے رہے تھے اور جر ای صف شکن تیغون کے وار منہ پر کھ

رہے تھے ہنگامہ گیرودار برپا تھا جو بزدل تھے اور غول مین پھنس گئے تھے کہ بھاگ
بھی نہ سکتے تھے وہ جانین بچانے کے لئے کھیتون مین چھپے ہوئے تھے ہر طرف کمانون
کی کڑک تیرون کی بوچھار تھی بازار موت گرم تھا جانون کی خریداری تھی قضا میدان مین
دوڑتی پھرتی تھی ادھر تو لشکرون مین تلوار چلنے لگی اور اسطرف ملک قہرشش جلدی
سے فیل پر سوار ہوا گرز گران سر کو سنبھالا اور لڑنے لگا جسکو گرز مارا وہ پیوند خاک ہو گیا
اس بہادر نے صفین بچھا دین ایک جانب القاش خون آشام قریب پہنچ بیٹھا
ہوا تلوار ہاتھ مین کھینچی ہوئی جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے ایک طرف ارباب
باختری ایک سمت پیز فرماری یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شیر ببر ہے یہ حملہ کر رہا ہے ایک
طرف بہرام خان خاوری مع فرزند لڑ رہا ہے لاشین گرا رہا ہے بلکہ دشمنون کو گور جھنکا رہا
ہے ایک طرف پر پیاسے فرنگی شہباز یکہ تاز سبیل شمشیر ستمگار ہزبر خوارزمی مانند
ببر کے حملہ آور تھے وار اسکے طمانچہ ملک الموت ہین کہ جسپر ہاتھ پڑ گیا وہ پردست دیا
ہو گیا ایک طرف گیتی زلزال ارزال ملک مسروق دیوانہ باقط شاہ ضمران شاہ
اشقی تاجدار تقرستی تاجدار شاہ صفا ترک گیتی زال شہ تمی ابرہہ فرنگی کس قواعد کے
ساتھ لڑ رہے ہین کہ پرے لشکے فوجون کے جیسے ہو گئے ہین ادھر اشارہ کیا اور
تمام فوج اشارون پر کلام کرتی ہے کس رعب و داب سے لڑ رہے ہین کسیطرف
ترک جوشن پوش قاتل زنگی مقابل زنگی کاہن خان بن گنجاب عادل خان بن
گنجاب عاقل خان بن گنجاب نوفل خان بن گنجاب سہراب خان بن گنجاب
طربند خان بن گنجاب یونس خان بن گنجاب فضل بن آشوب صفوان مطلع
نشین وغیرہ تمام رفیقان قدیم شاہزادہ انجم گروہ لڑ رہے ہین ضعیفی مین جوانی
کا مزہ دکھا رہے ہین ایک طرف اسمی جرأت و مردانگی کے جواب مین رفقائے شاہزادہ
خاور سیاہ شل ہمایون بن شداد اور شداد شاہ اور قارن تیزہ سر اسپ اور
بشداسہ ہیچ گردن اور مراد شاہ حاکم مراد کوہ شاملان شاہ وغیرہ یہ سبکے سب
کفار کو پست کر رہے ہین میمنہ سے میمنہ اور میسرہ سے میسرہ قلب سے قلب
جناح سے جناح دونون لشکر بٹے ہوئے ہین تلوار چل رہی ہے کہان تک بیان کیا جائے
یہ پندرہ سو لاکھ کے لشکرون کی لڑائی ہے دریائے خون زمین پر جاری ہے سر
مانند اولون کے گر رہے ہین جسم خون مین لوٹ رہے ہین سم مرکبون کے غرق خون
ہین شام تک ایسی تلوار چلی کہ کئی لاکھ کا رن پڑا اسی اثنا مین ہرکارے لشکر کفار کے
غرق عرق آلودہ خاک سامنے حوت آئینہ پرست کے آئے اور عرض کیا کہ قربوس
خشت انداز چالیس ہزار خشت اندازون سے چلا آتا ہے یہ بیٹا ہے ارجل خشت انداز کا
اور بھتیجا ہے سرجل خشت انداز کا یہ وہ لوگ تھے جو خداوند زمرد شاہ باختری
کہلاتے تھے لیکن شہر سنجان مین بمقابلہ بدیع الزمان دونون مارے گئے اسکا ارادہ
ہے کہ قلعہ قوداماں کو تاراج کرون اور انتقام اپنے باپ اور چچا کے خون کا لون
یہ سنکر حوت آئینہ پرست نہایت خوش ہوا اتنے مین اور ہرکارے آئے اور انھون نے

بیان کیا کہ منحوس تیر انداز اور بخیل تیر انداز بھی چالیس چالیس ہزار تیر انداز دن سے چلے
آتے ہیں انکے باپ دگوا بھی شاہزادہ بدیع الزمان کے مقابلہ میں مارے گئے
تھے ایک کو قاسم نے مارا تھا اور ایک کو بدیع الزمان نے انھیں بھی دعوے خون
عزیزان ہے حوت آئینہ پرست نے کہا کہ جلد جاؤ اور اُن لوگوں سے کہو کہ ابھی آپ تشریف
لانے کا قصد نفرمائیں اسلیے کہ ہم بمقابلہ اہل اسلام اُترے ہوئے ہیں اور معرکہ جدال گرم ہو اب
وہیں ٹھہریں اور اسقدر دور کہ اہل اسلام کو آپکے آنے کی اطلاع نہونے پائے ہم
جب انتظام کر لینگے اُسکی آپکو اطلاع دینگے ہرکارے یہ پیام لیکر بخدمت منحوس تیر انداز
و بخیل تیر انداز و قربوس حشمت انداز روانہ ہوئے یہاں شام ہو گئی تھی کفار نے
طبل بازگشت بجا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے لاشیں اپنی اپنی طرف کی اٹھوائی
گئیں شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ دو لاکھ اہل اسلام شہید ہوئے اور تین لاکھ کافر جہنم واصل
ہوئے بادشاہ اسلام نے شہدا کو گنج شہیداں کے طور پر دفن کرا دیا اور خود اپنے
رفقاے کے رنج میں داخل محل معلے ہوئے ملکہ فیروزہ تہرتاجدار و ملکہ گرد یہ بانو
نے پوچھا کہ کیوں اے فرزند آج کے میدان داری کیسی ہوئی بادشاہ اسلام یعنی حارث
بن سلطان سعد نے تمام واقعات جانگزا مظفر شاہ یمنی وغیرہ کی بیان کیے ملکہ کو بھی
ملازموں کے مرنے کا نہایت رنج ہوا کہ یہ سب رفیقان قدیم سے تھے جنھوں نے
اس پیرانہ سالی میں حق نمک ادا کیا لیکن لشکر کفار جو پلٹ کر اپنے مقام پر آیا اور
حوت آئینہ پرست داخل بارگاہ ہوا خونخوار بن دجال بھی اپنے لشکر کی لاشیں دفن
کراکے واپس آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا خدمت حوت آئینہ پرست
میں روانہ ہوا حوت آئینہ پرست انتظار میں خونخوار بن دجال کے بیٹھا تھا کہ یہ بھی آئے
تو حال قربوس حشمت انداز اور منحوس تیر انداز وغیرہ کا بیان کروں اور راے لوں کہ
کیا کرنا چاہیے پس جسوقت کل افسران فوج جمع ہو گئے اور خونخوار بھی آکر دنگل پر بیٹھا
حوت آئینہ پرست نے جو کچھ ہرکاروں کے زبانی سنا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ اب
کیا راے ہے خونخوار نے کہا کہ آپ انکے پاس کہلا بھیجے کہ ہم طبل جنگ بجواتے ہیں صبح
کو دونوں لشکر صف باندھ کر کھڑے ہونگے تم پشت اہل اسلام کی طرف سے آکر حملہ کرنا
ہم سامنے سے حملہ کر دینگے اسطرح ان مسلمانوں کو گھیر کر مارو ورنہ انسے یوں سر ہونا
نہایت امر دشوار ہے حوت آئینہ پرست نے یہ راے پسند کیا اور خونخوار سے کہا کہ تمھیں
جاؤ انکو سب دکھوا کے سمجھا آؤ ایسا نہو وہ بھی کے بیان میں کچھ غلطی رہجائے خونخوار
نے کہا کہ بہتر میں جاتا ہوں یہ کہکر اپنے دنگل پر سے اٹھا اور دو چار آدمی ساتھ لیکر پوشیدہ
طور پر براے ملاقات قربوس وغیرہ روانہ ہوا یہاں حوت آئینہ پرست نے طبل جنگ
بجوا دیا خبر اہل اسلام کو ہوئی وہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اب یہاں تو
طبل بج رہا ہے اور لشکر انتظام جنگ میں مصروف ہیں اسلحہ درست کر رہے ہیں اور ادھر
خونخوار بن دجال راہ طے کرکے داخل لشکر قربوس حشمت انداز ہوا اسکو خبر ہوئی کہ یہ لشکر
براے مشورت آتا ہے یہ تینوں سردار بھی براے استقبال آئے اور خونخوار کو بعزت تمام

اپنے خیمے مین لیگئے بعزت بٹھالا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیے خونخوار نے
جام شراب پیکر کہا کہ مین نے سنا ہی آپ لوگ قہر خداوند باختر کہلاتے تھے پھر یہ کیا
سبب ہوا جو بزرگ آپکے قاسم و بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارے گئے اُنھون نے
کہا کہ خداوند کو اپنے خداوندی کا مزا دینا منظور تھا پہلے اُنھون نے اپنے بندگان خاص
کو جانب بہشت روانہ کرادیا بعد اُسکے خود بھی چلے خونخوار نے کہا کہ مین نے یہ انتظام
کیا ہی کہ طبل جنگ بجوادیا ہی صبح کو جسوقت دونون لشکر صفین باندھکر کھڑے ہون
اب تینون صاحب اپنی اپنی فوج لیکر پشت اہل اسلام کی طرف سے حملہ کیجیے اور ہم
سامنے سے حملہ کرینگے بیچ مین گھیر کر مار لینگے یہ سنکر کافر نہایت خوش ہوئے اور وعدہ
کیا کہ ہم آٹھ بجتے بجتے پشت لشکر پر پہونچکر حملہ کر دینگے اب خونخوار ان لوگون
سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور ساری گفتگو حوت آئینہ پرست کے سامنے بیان
کی حوت آئینہ پرست نہایت خوش ہی کہ بس کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا اب
اُنکو تو انتظار فتح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے چند کلمے داستان اسد غازی
کے بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے داخل
شہر اسد بیل ہوئے عجب مصیبت دیکھی کہ خدا نہ دکھائے لاشین اہل اسلام کی ڈگور
دکھن پڑی ہوئی تھین گویا آواز ان لاشون سے یہ آرہی تھی سے خدا دراز کرے عمر
چرخ نیلی کو پھر بیکسو نکے مزارون کا شامیانہ ہوا ۰ اسد دلاور یہ حالت دیکھکر بہت
روئے اور لاشین اپنے نانا اور ماموں یعنی بہرام اردبیلی اور چوبین چوب گردن
کی تلاش کرنے لگے جسوقت یہ لاشین دستیاب ہوئین انکو دفن کیا باقی لاشین
اُٹھوا کر الگ جمع کین اور ایک بڑا سا گڑھا کھدوا کر سبکو دفن کر دیا اور نشان گنج شہیدان
قائم کرا دیا اور وہان چند یوم قیام کیا اور رسوم وغیرہ ان لوگون کا کرکے قبرون پر
فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہتے تھے کہ ہمین کو اجل بھول گئی کہ بعد صاحبقران
کے لاشین اُٹھانے کو زندہ رہگئے اسوقت دیکھا کہ چند آدمی صحرا کی طرف آئے اور
اسد کو سلام کیا اسد غازی نے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھون نے عرض کیا کہ حضور یہ
ہم سب رعایا آپکی ہین جفاے خونخوار بن دجال سے صحرا مین جاکر پناہ گزین ہوگئے
تھے جو بچ گئے ورنہ جو شہر مین رہا وہ زندہ نہ بچا اسد دلاور نے فرمایا کہ اب وہ
ملعون کہان گیا ہی اُن لوگون نے بیان کیا کہ اب قلعہ ذوالامان کی طرف گیا ہی
اسنے اسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور ضرغام شیردل کو پہلے سے روانہ
کردیا کہ تم وہان کی خبر ہمکو قبل پہونچنے کے دینا ضرغام شیردل تو اسطرف روانہ
ہوا اور میان اسد غازی اپنے لشکر کی تیاری کا منتظر بیٹھا اور ان لوگون سے حال
جنگ پوچھا اُنھون نے جرأت بہمن ارجاسپ کتوری کی بیان کی اسد نے
کہا وہ لوگ رفیقان قدیم صاحبقران سے تھے جو کچھ تعریف اُنکی کیجاے وہ
کم ہی بعد اسکے قبر بہمن ارجاسپ پر آئے اور فاتحہ خیر پڑھکر کہا کہ اب آرام سے
سو رہیے کوئی تابہ حشر نہ جگائے گا اور نہ بیچین کرنے آئیگا بعد اسکے رعایاے اردبیل کو

طلب کیا وہ لوگ سب کے سب آمد اسیر غازی کی خبر سنکے خوشی خوشی
آئے اور مدین دین اسمہ نے ان لوگوں سے کہا کہ بالفعل تو تم کھیتی باڑی کر کے
جنگلوں میں بسر کرو اسلیئے کہ یہ ملک قابل آباد ہونے کے نہیں رہا ہاں جسوقت
گردش فلک دوار اہل اسلام کے موافق ہو گئے تو دیکھا جائے گا یہ فرماکر ان
لوگوں کو کچھ دیکر رخصت کیا اور آپ لشکر کو لیکر جانب قلعہ ذوالامان روانہ
ہوئے اب انکو بھی منزلیں طے کرنے میں چھوڑا جاتا ہے اور دو کلمہ داستان
جنگ قلعہ ذوالامان کے بیان کیئے جاتے ہیں داقفان کہ در سخن
فرو اند * شرح این داستان چنین کردند * یکہ تازان معرکہ سخندانی و شہسواران
عرصہ قصہ خوانی اس داستان جنگ و پیکار کو یوں تحریر کرتے ہیں اور اشہب کلک
گہر سلک کی اسطرح جولان گری دکھاتے ہیں کہ اب وہ وقت ہے کہ طبل جنگ
دونوں لشکروں میں بج رہا ہے تیاری حرب و ضرب کی ہو رہی ہے اسلحہ جنگ صیقل و
مصیقل ہو رہے ہیں چنانچہ شب بھر عساکر طرفین میں شب بیداری و طلایہ وگشت
وغیرہ ہوا کیا آوازہ حاضر باش وناظر باش بلند رہا جبکہ عابد شب زندہ دار زاہد مع
مجمع قرابت وسیارگان کے عبادتخانہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور آمد آمد شاہ خاور
کی چرخ چہارم پر ہونا شروع ہوئی یعنے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی قبل سابق کے لشکر ظفر طرف میدان کارزار کے آکر صف آرا ہوا لشکر حریف
بھی آیا اور صفیں آراستہ کیں نقیب نقابت کر کے الگ ہو گئے ممنوف جدال و قتال
پر مثل صف مژگان سناٹا سا ہو گیا اسوقت لشکر کفار سے اجہل کور باطن میدان
کارزار میں آیا مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے سہراب جن گنجاب اجازت لیکر نکلا
دونوں میں مبارزانہ گفتگو آغاز ہوئی سہراب نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی سے
پیدا انچہ داری زمردی نشان * کہ ان گیاہ نہ گرز گران * اجہل نے جواب دیا کہ
میری تم ضرب آخری ہے تو اسکی تاب نہ لا سکیگا سہراب نے کہا اگر خداوند تعالے
مجھے تیری ضرب سے بچا لیگا تو انشاء اللہ تعالے پھر جواب دونگا اور تو خوب
جانتا ہے کہ طریقہ اہل اسلام کا پیشدستی کرنے کا نہیں ہے اجہل کور باطن نے دل میں
خیال کیا کہ جسکی ضرب پہلے آئے وہی میری ہے یہ تصور کر کے اپنے تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سہراب نے بفن سپاہ گری اجہل کی تلوار کو خالی دیا اور آپ بھی ایک
ہاتھ شمشیر صاعقہ بار کا لگایا اجہل نے بھی اسکے وار کو خالی دیا اب دونوں میں خوب
تلوار چلنے لگی خوب بانکپن سے دونوں تیغ زنی کر رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حرب
دونوں نے گویا عمل کے سنے ہوئے ہیں جدھر پھیرا فوراً گر مشتعلے جو خیال راکب کے
دل میں آیا مرکب نے معاً ادا کیا بقول شاعر کے راکب نے سانس لی تو وہ کوسوں دوڑ جاتا
تار نفس بھی اسکے لیئے تازیانہ تھا * الحاصل لڑتے لڑتے سہراب نے ایک مقام پر
سر کو بنا کر جو کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے اجہل کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ حال دیکھکر لشکر
اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی سب نے تعریف سہراب کی کرنی شروع کی کہ

سبحان اللہ کیا جنگ رستمانہ کی ہو اور کیا صفائی سے ہاتھ مارا ہو کہ حریف کے برابر دو ٹکڑے کر دیے آفرین ہو اس دست و بازو کو خداوند کریم نظر بد سے بچائے ٹیپ لگ نہ کہیں اُسکے دست و بازو کو خنجر یہ لوگ کیوں میرے زخم جگر کو دیکھتے ہیں ﴿ تھوڑی دیر لشکر کفار میں سناٹا رہا بعد اسکے ہشام سپر گردان صف لشکر کفار سے برآمد ہوا اور سہراب کے مقابلہ میں آکر نیزہ سہراب کے سینہ پر مارا سہراب نے سنان نیزہ کو سنان پر رد کیا لگی نیزہ بازی ہونے جو بند سہراب باندھتا تھا اُسکو ہشام رد کر دیتا تھا اور جو بند ہشام باندھتا تھا اُسکو سہراب کھول دیتا تھا اسی طرز سے پچیس تیس طعن کی نوبت آئی تھی کہ ایک مقام پر چھیڑ پر چھیڑ سہراب نے ماری کرشل آہ عاشقان یا کاکل معشوقان کے وہ پیچیدہ ہوئیں اب جو سہراب نے جھٹکا مارا تو نیزہ ہشام کے ہاتھ سے ہوائی ہوا یہ نیزہ سہراب خجالت میں غرق ہوگیا اور پکار کر کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی یہ کہکر تیغ آبدار ہشام نے کھینچی اور خبردار کہکر جھپٹ کے تلوار سہراب کے سر پر ماری سہراب نے چاہا کہ میں جھجکی دار خالی دون اور تلوار کو سر سے الگ کردن کہ وہ تلوار گردن پر مرکب کے پڑی گردن مرکب کی قلم ہوئی یہ مرکب سے کود کر علیحدہ ہونے کی فکر میں تھے مگر پاؤن انکا رکاب میں الجھ گیا کہ یہ گھٹنے کے بل زمین پر گرے جب تک کہ سہراب سنبھلیں سنبھلیں ہشام نے ایک بھرپور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سہراب کے دو ٹکڑے ہو گئے ـ سہراب کے بھائی نوفل خان نے یہ حال دیکھ کا لیا اور کہا کہ اے بھائی اکیلے تمکو منزل کھلے گی میں بھی آتا ہوں زندگی بھر ہمارا تمھارا ساتھ رہا اب آخر وقت میں ہمکو تنہا چھوڑے جاتے ہو اور یہ کہکر سامنے ہشام کے آیا اور کہا لا ضرب بہادری اُسنے وہی تیغ خون چکان نوفل کے سر پر مارا ہرچند کہ نوفل نے اپنے کو بچایا اور سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار قضای مبرم کی طرح سپر کو مثل قرص پنیر کے کاٹکر سر پر پڑی اور تا جگرگاہ اتر گئی اور نوفل خان بھی شہید ہوئے کہ خمخانہ دست جام شہادت پیکر بزم آخرت کا رستہ لیا۔ یہ واقعہ دونون بھائیوں کا دیکھکر کامل خان کی آنکھوں میں خون اتر آیا دنیا اندھیر ہوگئی زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا اسی حالت میں طیش کھا کر یہ جھپٹ پڑے اور کہا لا ضرب بہادری کی ہشام نے وہی تلوار خون آلودہ کامل خان کے سر پر ماری اُسنے خالی دی اور اب کامل خان نے جو جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ رسید کیا تو ہشام نے بھی خالی دیا اب باہم تلوار چلنے لگی کیا کیا ہاتھ صفائی کے نکلے ہوئے پڑتے تھے اور کیسی کیسی چوٹیں خوبصورت طرفین سے رد و بدل ہوتی تھیں کہ دیکھنے والے وجد کرتے تھے آخرکار ہشام لڑتے لڑتے بھاگا کامل خان نے اسکا تعاقب کیا ایک مقام پر ہشام نے جو پھر کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو کامل خان کے پہلو پر پڑا اور دوسرے پہلو سے نکل گیا بس کامل خان اس بھرپور ضرب کے صدمے سے زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا۔ یہ معرکہ دیکھکر ترک جوشن پوش سے رہا نہ گیا صف لشکر سے نکلکر نعرہ کیا ناظرین واقف ہو گئے کہ یہ وہ ترک جوشن پوش ہیں جنکو گنجاب بن گنجور نے بدیع الزمان کا استاد بنایا تھا اور یہ خواب میں مسلمان ہو کر واسطے تلاش

شہزادہ بدیع الزمان کے آئے تھے اور شبخونون مین پوشیدہ طور سے نعرہ قاسم
کالے کے شریک ہوئے تھے یہ وہ بہادر ہین غرضکہ انھون نے نعرہ کر کے ہشام کو اسطور
سے للکارا کہ یہ سامنے سے بھاگا ترک جوشن پوش نے اسکا تعاقب کیا اور یہ اس
ترکیب سے چلے اسکے عقب مین کہ ہشام کی نظر تک نہ پہونچے جب ہشام نے یہ صورت
دیکھی تو دل مین خیال کیا کہ یہ یون چوٹ نہ کھائین گے آخرالامر ہشام پلٹا اور پلٹکر تلوار
ترک جوشن پوش کے سر پر لگائی انھون نے اسکے وار کو خالی دیا اور پکارے ع
لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار ✽ اب جو تلوار ماری تو ہشام نے ڈھال نڈھال ہو کر چہرہ
کی پناہ کی مگر اس تیغ صاعقہ بار نے مثل برق کے کوندکر اپنے شعلہ آتش سے سپر کو کاٹا خود پر
پڑی خود کو کاٹ ہوئی کاسہ سر مین در آئی جھٹکا جو مارا تا کمرگاہ دو ٹکڑے کر دیئے ہشام گھوڑے
پر سے زمین پر گرا کفار دوڑے اور اسکی لاش کو اٹھا کر اپنے لشکر مین لیگئے بادشاہ اسلام
و سرداران عالیمقام نے ترک جوشن پوش کی بہت تعریف و توصیف کی اور کہا کہ اس بڑھاپے
مین یہ جرأت و دلاوری ماشاء اللہ جوان کا لطف دکھا دیا کیا کہنا ہے پیر فخاری کہتے تھے کہ اے
پروردگار میرے بڑھاپے کی بھی شرم رکھ لینا یہ آبرو تیرے ہی اختیار مین ہے ان پیر کہن
مین ریش سفید رکھنا نشہ جرأت کر کرا کے مردانگی مین دھبا نہ لگے۔ الحاصل یہ معرکہ دیکھکر
لشکر کفار سے انجام سیرگردان میدان مصاف مین آیا یہ پہلوان نو سو من کا تبر باندھتا
ہے اور بڑا زبردست اور قوی ہیکل جوان ہے اسنے اپنے مرکب کو چھیڑ کر آواز دی کہ یہ بھی
گردش فلک نے پیری کی ہے کہ تجھ سے پیر کی ہاتھ سے ایسا جوان مارا جائے لاضرب
بہادری کی ترک جوشن پوش نے کہا کہ دور ہو فرساق سامنے سے تو نہین جانتا کہ
ہمارے یہان پیشدستی کرنا جائز نہین ہے یہ شیوہ ہم لوگون کا نہین ہے کہ حریف پر پیشدستی
کرین ہان پروردگار ہمارا حریف کی ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی جواب دینگے بس یہ
کلام سن کے کہا کرلا جو کچھ تو حربہ رکھتا ہو اسنے تبر کو بلند کیا اور جھپٹ کر سر پر ترک جوشن
پوش کے ایک ضرب لگائی انھون نے سپر کو دست رعشہ دار مین لیکر بلند کیا مگر تبر انکر
سر پر پڑا ازبسکہ تبر لنگر دار اور ہاتھ رعشہ دار تھا روک نہ سکے سپر سر پر آئی اب جو تبر آکر پڑا
تو سپر کو توڑ کر کاسہ سر مین در آیا تا گلو کاٹ کے نکلگیا ہرچند ترک جوشن پوش نے بھی
ایسی عالم زخمداری مین دوڑ کر تلوار انجام سیرگردان پر ماری اسنے اپنے کو بچایا مگر وہ شمشیر
شرربار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب آتشبازی ہو گیا اور وہ کود کر علیحدہ ہوا اس
اثنا مین ترک جوشن پوش بھی تاش زین سے فرش زمین پر آرہے گھوڑے نے گر کے
اہل اسلام نے دوڑ کر اٹھایا مردہ صدسالہ پایا نہایت افسوس کیا اور بصد رنج والم لاش
انکا لشکر مین لائے بادشاہ اسلام نے انکے لاشہ کو دیکھکر نہایت تاسف کیا اور
کلمات رنج و حسرت زبان پر جاری فرمائے ادھر انجام سیرگردان تبرزن نے دوسرا
مرکب طلب کیا کہ پہلا تو مرکب تمام ہو گیا تھا اب اسنے دوسرے مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام
پر نہیب کیا اور بغرور و نخوت مبارز طلب کیا کہ قابل زنگی نے طرید خان سے عرض
کیا کہ بہت برسون کا ساتھ چھوٹتا ہے اور یہ کہکر سلام کر کے گھوڑے کو اڑایا اور انجام سے

مقابل آیا یہ مغرور سر افتخار بلند کیے ہوئے جھوم رہا تھا کہ قاتل نے آتے ہی گھوڑے کو تنگاور جو ماری تو دو دو قدم ہٹکر دونوں حریفوں کے مرکب برابر رہے اسی عالم میں دوڑ کر انعام نے قاتل زنگی پر تبر کا وار کیا وہ تو اسکی بندی چوٹ تھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ تبر نے انکی سپر کو کاٹ کر تا بہ سینہ اتر آیا یہ بھی شہید ہو کر سیار گلگشن جنان ہوئے یہ حال دیکھکر مقاتل زنگی کو تاب نرہی بے اختیار پکار اٹھا کہ ہائے بھائی کیا ہمیں چھوڑے جاتے ہو ہم بھی تو تمھارے ساتھ آتے ہیں منزل عدم میں پہونچکر اکیلے گھبرا ؤگے ہمیں بھی آ لینے دو یہ کہکر سامنے انعام کے آکر پہونچا اور قصد سر کے چاہتا ہی تھا کہ کیسے لا ضرب بہادری اور آپ سنبھل کر اسکی روک کرے کہ انعام نے چھوٹتے ہی تبر مارا جو تا بہ کمر اتر آیا یہ بھی بدرجہ شہادت فائز ہوا اور منزل عدم پر پہونچکر بھائی سے بھائی ملاقی ہو گیا یہ حال دیکھکر انعام نے سنجانیوں کی طرف مخاطب ہو کر آواز دی کہ میں تو سنتا تھا کہ سنجانی بڑے شہزور اور اولو العزم ہیں مگر کیسے بہادر ہیں کہ میں نے انکو مثل خیار تر کے کاٹ کے ڈالدیا اور سبزہ بیگانہ کی طرح گلشن رزم سے نکالکر پھینکدیا بس یہ سننا تھا کہ طریہ بن گنجاب نے آواز دی کہ کیا بکتا ہے او مردک نہیں زیادہ غرور و تکبر نکر تو نہیں جانتا کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے ع وہ منہ کی کھاتے ہیں جو لوگ سر اٹھا کے چلے ❊ یہ کہکے سامنے آسکے مقابلے میں آئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی بس انعام نے وہی تبر زن سے ملا دیا انھوں نے بھی گھسیٹ کر شمشیر برق رفتار کا جو ایک ہاتھ مارا تو دستہ تبر کو کاٹکر نکل گئی تبر زمین پر گرا طریہ نے آواز دی ❊ تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ❊ بہ شادی ازدل فراموش کن ❊ یہ کہکر اسی تیغہ آبدار کا وار کیا انعام نے سپر کو اٹھا کر سر کی پناہ کیا یہ تلوار جو سپر پر پڑی سپر کو کاٹ کر خود کو لیتی ہوئی طرح گردن میں مثل قطرہ آب کے اتر آئی جھٹکا جو مارا یہ صندلی سے گذر کر زیر ناف آئی ایک جھٹکا اور مارا کہ دو پر کالے ہو کر گھوڑے سے گر اسپر اہل ہنستے تھے اور کہتے تھے ❊ بہ تکبر عزازیل را خوار کرد ❊ بزندان لعنت گرفتار کرد ❊ لشکر کفار سے لوگ آئے اور لاش انعام کی اٹھا لیگئے ادھر یوز خان عاقل خان عادل خان و بادشاہ اسلام و کل اہل لشکر نے نعرہ احسنت و مرحبا بلند کیا صدائے تحسین و آفرین ہر طرف سے آنے لگی اور فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے سنجانیان کا نام رکھ لیا سبحان اللہ کیا کہنا اسوقت مزہ اپنے بھائی رستم خان بن گنجاب کی لڑائی کا دکھا دیا انھوں نے سلام کیا اور کہا کہ حضور کا اقبال و عنایت پروردگار ورنہ میں ایک جزو ضعیف کیا جرات کا اظہار کر سکتا ہوں یہ سب حضور ہی کی اقبال مندی کا باعث ہے اب جو دیکھا تو لشکر کفار سے اچھال کر وہ پیکر نے پودا باگ سنبھالیا اور آواز دی کہ او خدا پرست انعام کو قتل کرکے ناز و افتخار نکر کہ میں تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا اور یہ کہکر نیزہ طریہ کے سینہ کے نشانہ پر مارا انھوں نے خالی دیکر تلوار سے دو حصے نیزہ کے کر دیے فقط ڈانڈا اس ڈانڈا میدان میں آسکے

ہاتھ مین رنگینی تھی دی اُسنے کھینچ ماری وہ اگر سر پر مرکب طرید خان کے پڑی مرکب جو
اُچھلا تو اُنکے مرکب کے دونون پانون مو شگافانہ مین جا رہے جبتک کہ یہ سنبھلکے سنبھلے
کہ اہمال کوہ پیکر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ طرید خان کے دو ٹکڑے کر دیئے اُسنے بھی
جام شہادت پیا پھر گلشن خان کی سیری اپنے بھائیون سے یہ ملحق ہوا یہ واقعہ دیکھکر
یوسف خان بن گنجاب کو تاب نہ رہی انھون نے طیش مین آ کر بفرط غیظ و غضب
مرکب اپنا میدان جنگ کی طرف بڑھایا اور عرصہ جنگ مین پہونچکر لاش بھائی کی
لشکر مین بھیجی اور خود ہم مقابل اہمال کوہ پیکر کے ہوا یہ مست بادہ تکبر و نخوت تھا
لاف و گزاف بکنے لگا یوسف خان نے کہا خاموش رہو او مردک ورنہ زبان گدی سے
کھینچ لونگا اس ہرزہ گوئی سے کیا فائدہ لاف ضرب بہادری کی جسکا حوصلہ رکھتا ہو یہ سنکے
اہمال کوہ پیکر نے تلوار کا وار کیا انھون نے خالی دیا اور خود بھی تلوار اہمال پر لگانی اہمال
نے کیا ترکیب کی کہ مرکب کو دو پچھلے قدم تلوار کی زد سے پیچھے ہٹا دیا اب جو تلوار رکی
تو یہ کسیقدر جھکے اہمال نے موقع پا کر وہین سے جو تلوار ماری تو اُسکے بیاض گردن پر پڑی
گردن قلم ہو گئی یہ بھی گرے اور گرتے ہی جان بحق تسلیم ہو گئے گلزار جنان مین بھائیون
کے اشتیاق مین پہونچے اور دم عدم مین جا کر جام کل من علیہا فان سے سیر و سیراب
ہوئے یہ حال بھائیون کی صحبت مین عاقل خان کے جسم مین خون اخوت نے جوش
مارا تمام عالم آنکھون مین تیرہ و تار نظر آنے لگا حالت غیظ و غضب مین بے اختیار دوڑ
پڑے اہمال نے تلوار جو ماری محبت مین بھائیون کے ایسے مغموم اور خود رفتہ ہو رہے تھے
کہ سپر اسکے نہ پائی تھی کہ شمشیر اجل انکے سر پر بھی آئی اور سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی
اور سر کو کاٹتی جگر تک اتری یہ بھی گھوڑے سے گرے اور داعی اجل کو لبیک کہکر نہانخانہ
عدم مین قرار لیا یہ واقعہ دیکھکر عادل خان جھپٹا اور چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کر کے
اہمال کوہ پیکر کو قتل کرے کہ اہمال نے پیشدستی کر کے تلوار صاعقہ بار ماری جو عادل خان
کے ایک پہلو پر پڑ کے دوسرے پہلو سے نکل گئی یہ کیفیت دیکھکر ارباب باختری
کو تاب نہ رہی کہ یہ رفیق قدیم شاہزادہ انجم گروہ کا تھا اور اسکو ترک جوشن پوش
اور شاہزادگان گنجاب کی شہادت کا سخت قلق دامنگیر ہو رہا تھا بس یہ مرکب
کو مہمیز کر کے میدان جنگ مین آ کر مقابل ہوا اور آواز دی کہ لاف ضرب بہادری کی او
مردہ دلیری سفاکی سے میری دلیر کو وہ بیچ و تاب گرو یا تو اہمال نے یہ کلمہ سنکے تلوار اُٹھا کر
انکے سر پر ماری انھون نے بھی بکیفیتی ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر آنے نہ پائی کہ کہنی پر
سے اُسکے ہاتھ کو ارباب باختری نے قلم کر دیا تلوار مع ہاتھ کٹکے زمین پر گری اور بعجلت
تمام دوسرا ہاتھ جو مارا تو اہمال کی ناک مع کنوتون کے کاٹ دی ناک کٹنے سے یہ
نہایت غمناک ہو کر بھاگا انھون نے بھاگتے مین ایک ہاتھ اور مارا کہ ایک کان اہمال
کا اُڑا دیا اسنے خیال کیا کہ یہ امر امکان سے باہر ہے کہ تو اسکے ہاتھ سے بچے یہ تصور کر کے
اپنے مرکب کو تیز بھگایا ارباب باختری نے کہا کہ واللہ جہان تو جائیگا وہین مین بھی
پہونچکر تجھے قتل کرونگا یہ کہکر اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالکر بڑھتے چلے گئے اور

قریب لشکر پہونچکر اب جو تلوار ماری کہ دو ٹکڑے اسکے کر دیئے اُسی مقام پر زرہاج شتر لب وزیر کھڑا تھا اسنے پشت پر سے جو تلوار ماری تو ارباب باختری کے تا جگر گاہ اتر گئی بس یہ حال دیکھکر پیر فرخاری نے آواز دی کہ او حرامزادے یہ ایما تو یہ کیا حرکت تھی یہ سنکر گھوڑے کو جو دابا وہ لوگ سمجھے کہ لاش اٹھا کے اسنے آگے میں یہ مرکب کو چمکا کے زرہاج شتر لب کے سامنے پہونچے اسنے اپنا حریف تصور کرکے ایک تلوار کا ہاتھ اسپر بھی مارا پیر فرخاری نے اسکے وار کو خالی دیکر جو ہاتھ مارا تو زرہاج کے دو ٹکڑے مثل کھیار تر کے کر دیئے یہ کیفیت دیکھکر خونخوار نے اہل لشکر سے مخاطب ہوکر کہا کہ خبردار یہ زندہ جانے نہ پائے یہ سنکر کل لشکر کفار اسپر ٹوٹ پڑا ادھر سے بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ دیکھتے کیا ہو جا پڑو یہ کلام بادشاہ اسلام کا سنکے ملک قریش سو گیا و طوفانی اور اقباش خون آشام مع کل لشکر کے جھپٹ کر غنیم پر جا ہو گئے پھر وہی کوندا برق شمشیر کا چمکنے لگا پھر وہی کالی گھٹا سپروں کی چھا گئی پھر لگے اڑنے سروں کے برسنے اور دھڑ دھڑا دھڑ زمین پر لگے گرنے پھر آخر خیمہ ملک الموت کا آراستہ ہوا اور قبض ارواح لشکریان ہونا شروع ہوا عجب زور شور سے تلوار چل رہی تھی کہ خون کے دریا بہہ گئے تھے یہ جنگ ایسی تھی کہ بموجب ع آفت کا سماں تھا غضب کی لڑائی تھی شمشیر شرربار نے عجب شعلہ باری دکھائی تھی کہ خرمن حیات مخالف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا گھاٹ نے تلواروں کے کسی کشتی تن کو ثابت نہ چھوڑا تھا اور بارہ نے اسکی میدان جنگ کو قلزم خون بنا دیا تھا بحر لشکر میں ہوائے تیغ کے طوفان سے تلاطم برپا تھا تیغ یوں سن سن چلتی تھی جیسے آندھی میں ہوائے تند وزان ہوتی ہے اس جنگ عظیم سے تمام فوج میں طلاطم راہ امن وامان گم وہ خوف طاری تھا کہ گرز مارے ڈر سکے کسر نہ اٹھاتے تھے بڑے بڑے بہادر سور دل چلے لڑنے سے جی چھپاتے تھے ڈھالیں کٹ جانے کے خوف سے پس پشت چھپتی تھیں ثابت قدموں کے ہتیار گرے پڑتے تھے ہاتھ پاؤں دہشت سے لرزتے تھے پھریرے علموں کے ڈر سے سمٹے ہوئے تھے دم بھر میں یہ صعب قلم ہوئی وہ رسالہ دم ہوا لاکھوں آدمی قتیل خنجر ستم ہوئے یہ ہنگامہ تھا کہ ع جو حربہ تھا رواں تھا پیام قضا ∴ بقا نسبت نمایاں تھا دشت وغا ∴ بلا کا تھا پرواز چال شکری ∴ زحل سر پہ تھی برسر داوری ∴ جگر خون تھا کل عرصۂ کارزار ∴ ہوا خون چکاں خون فشاں تھا ابر درخشندہ تھی سلاح ستیز ∴ ہوئی دیدہ مہر میں خاک بیز ∴ وہ جولانگری توسنان جنگ ∴ دل ارض کو کرتی تھی سینہ تنگ ∴ دلیر و قوی اور گبران زار ∴ کوئی تیغ زن تھا کوئی زخمدار ∴ تنوں سے تھے صد چشمہ خون رواں ∴ در و دشت و صحرا تھے بسمل ستان ∴ زرہ رفتہ رفتہ تھی مغفر و نیم ∴ سپر چار پارہ تھی پرزے غنیم ∴ کشاکش میں جانیں تھیں کاوش میں دل ∴ بقا دور تھی اور اجل متصل ∴ ہر صف میں مردان شمشیرزن دلاوران صف شکن جانبازی و سرفروشی دکھا رہے تھے شناوران بحر وغا خون کے دریا میں شنا رہے تھے رن کا کیفیت ہرا بھرا تھا دشمن ہر ایک برگ و بار اعدا کی کھیتی اجاڑ کر برباد کشت زار ہستی کے

کھیت پر کھیتی کا ہل چلتا تھا تلوار کی سراون نے اونچا نیچا سب برابر کر دیا تھا کھیت کاٹنے کی فصل
تھی سر درختوں میں فصل تھا خرمن جان بے اصل تھا غرضکہ اس غضب کی تلوار چل رہی تھی کہ
پناہ بخدا کہ ناگاہ از پردہ بیابان گردے بر خاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بآسمان رسیدہ
دپای غبار بر زمین دوزیدہ کہ اتنے مین گرد نے مارا ہوا کو اور ہوا نے مارا گرد کو دامن گرد شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے فریدون زمرد کلیم بیس ہزار فوج کی جمعیت سے نمایان ہوا اور لشکر
کفار سے اہل اسلام کو لڑتا ہوا پایا یہ بھی آکر لشکر کفار پر گرا ہنوز یہ لڑ ہی رہا تھا کہ دوسری
سمت سے اور گرد پیدا ہوئی اب جو توجہ ہوا سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھتے کیا ہین
کہ عامر شاہ رد وباری تیس ہزار فوج سے چلا آتا ہے یہ بھی لشکرون کو سرگرم جنگ و پیکار دیکھکر
لشکر کفار پر جا پڑا کہ اسی اثنا مین تیسری گرد اور ظاہر ہوئی ادہر دل گرد سے سلطان بخت مغربی
دقاران بخت مغربی تیس ہزار فوج ہمراہ لیے ہوئے چلے آتے ہین یہ بھی آتے ہی لشکر اسلام
کے شریک ہو کر فوج کفار سے لڑنے لگے ادہر سرداران کفار جو بڑے بڑے نامی و نامور
تھے وہ بھی داد مردی و مردانگی دے رہے تھے جی توڑ کر جدال و قتال مین مصروف تھے
یہ لشکر جو تازہ دم پہونچے تھے انھون نے مارے تلوارون کے لشکر کفار کا ستھراؤ
کر دیا فوج کفار مین کھلبلی پڑ گئی حوت آئینہ پرست نے جو دیکھا کہ جمعیت لشکر اسلام
کی بڑھ گئی ہے اور وہاں تازہ دم لشکرون نے تو آکر ناطقہ بند کر دیا ہے اب رنگ بیڈھب
نظر آتا ہے میرے سردار جو اچھے اچھے ہین اگر اس کشمکش مین کٹ جائینگے تو لڑائی بگڑ جائیگی
فوج رو بفرار لائیگی سنے یہ خیال کر کے جھٹ سے طبل بازگشت بجوا دیا ادہر نقارہ
پر چوب پڑی ادہر دونون لشکر علیحدہ علیحدہ ہو گئے غازیان لشکر اسلام کی یہ کیفیت
تھی کہ ہاتھون مین تلوارون کے قبضے کر بیٹھے تھے عجب شان و طرفہ آن بان سے ان
جانبازون نے میدان وغا سے مراجعت کی کہ جیسے کوئی ہولی کھیلے ہوئے آتا ہے یا خوشی
کا رنگ کھیل کر سرخرو چلا آتا ہے اسطرح یہ لوگ شادان و فرحان بادشاہ اسلام
کے ساتھ ساتھ اپنے مقام پر آئے ادہر لشکر کفار نے بھی اپنے پڑاو کا رخ کیا
دونون لشکر اپنی فرودگاہون پر آئے سردارون نے حوت آئینہ پرست سے کہا
کہ ہمیں یہ حال نہ کھلا کہ طبل بازگشت کیون بجوا دیا گیا ہم لشکر اسلام کی ناکین چیر چیر کر کھیلتے
آدم خوارون نے کہا کہ ہمارے پیٹ ابھی تلک بھرنے نہ پائے شکم سیری بھی نہ ہوئی ہمنے
خیال کیا تھا کہ آج خوب آسودہ ہو کر کھائینگے مگر امید ہماری پوری نہوئی حوت نے کہا کہ
کل سہی آج یہی مصلحت وقت تھی کہ جنگ ۔ و سردارون نے لڑائی کا رخ دیکھکر یہی
مناسب جانا کہ طبل باز بجوا کر جنگ ملتوی کیجائے کل دیکھا جائیگا یہ کہکر زرہون کے
کھلنے کا حکم ہوا کہ خون دلاورون سے اسکے حلقے چشم خون آلود کی طرح رنگین تھے
بلکہ تختے خون سے اسقدر جمگئے تھے کہ سب کڑیان لالہ گون تھین غرضکہ دونون لشکرون
کے سردارون نے کپڑے بدلے پوشاک رزم جسم سے علیحدہ کی لباس نرم پہنا۔ بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خدا پرستون کی لاشین میدان جنگ سے اٹھوا کے دفن کیجائین
اب جو کارپردازون نے لاشین اٹھوانا شروع کین تو ان لاشون مین دیکھا کہ فضل

بن آشوب اور صفوان سطلع نشین و ایلاق قراطاقی و قلماق قراطاقی کی لاشین
تکلین کل لاشون کو اٹھوا کر دفن کرنے کا حکم دیا اب جو شمار کیا تو پچاس ہزار
خداپرست بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور لاکھ آدمی سوار و پیادہ لشکر کفار کے مارے
گئے اور چار سردار نامور و چند افسران لشکران بہادرونکے ہاتھ سے لشکر کفار کے مارے
گئے خونخوار افسوس کر رہا تھا کہ یہ چار سردار نامی و کار آزمودہ جو تمام لشکر کی جان تھے
جنگ مغلوبہ مین قتل ہوئے کون کون کہ عقاب نیزہ باز و قرینہ تیغ زن و مہمل
زشت خو و برجیس کمند انداز انکے مارے جانے سے خونخوار کے جی چھوٹ گئے
بڑا تاسف کیا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ اسلام کے حضور مین عرض کی نیر فخاری
نے کہا کہ بیشک مین جنگ مغلوبہ مین تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ان چار دل کو فضل و صفوان وغیرہ
چارون بہادرون نے قتل کیا اور خود لشکر مین گھر کے بدرجۂ شہادت فائز ہوئے بادشاہ
جمجاہ نے ان نامور بہادرون کے کام آنے کا بڑا افسوس کیا اور انکی ہمت و
جرأت یاد کرکے کلمات تاسف زبان پر جاری فرمائے اور کہا کہ موت سے کسکو
رستگاری ہے ؎ آج وہ کل ہماری باری ہے ؎ ہر انکہ زاد بنا چار بایدش نوشید ؎ ز جام
دہر می کل من علیہا فان ؎ چنانچہ کل افسران لشکر پوشاک رزم بدل کر اپنے اپنے
خیمون مین قیام پذیر ہوئے اور بادشاہ جمجاہ داخل محل معلے ہوئے خونخوار نے
آجکی شب طبل جنگ نہین بجوایا چونکہ آج لشکر بہت خستہ و شکستہ تھا اس باعث
سے ایک دنکا وقفہ دیکر دوسرے دن حکم دیا کہ ہان بجے طبل جنگ بس طبل جنگ پر چوب
پڑی اودھر جو اسپبان لشکر اسلام جو مدام اس کام پر متعین ہین انھون نے انگشت
لب عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیا اور بصفت و ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض پرداز
ہوئے ؎ الہٰی تا جہان باشد تو باشی ؎ جہان را تا نشان باشد تو باشی ؎ رہین
اس در یہ ہردم مثل دربان ؎ شہ روم و عجم اور چین کا خاقان ؎ عمر و دولت
شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار بدنزار و زبون ہو
آج پھر لشکر ضلالت اثر اعدا مین طبل جنگ بجا ہے ہر ایک نامراد آمادہ کارزار ہوا ہے اور ایک
نقارہ اسکے ساتھ نقارہ خداوندی کہلاتا ہے اسپر بھی آج چوب پڑی ہے یقین ہے کہ کل
میدان جنگ مین آکر آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہے بادشاہ اسلام
نے یہ خبر سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خدائے پاک طبل جنگ بجے اور
نقارہ زری پر چوب پڑے کیونکہ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قدرت
نے ہماری پیشانی مین تحریر فرمایا ہے وہی پیش آتی ہے عیاران لشکر اسلام یہ کلام شاہ سنکے
نقار خانہ سلیمانی و سکندری مین آئے یہان داروغہ نقار خانہ نے طبل سکندری کو
سینک کر درست کر رکھا تھا غاشیہ اسپر سے اٹھا لیا تھا اور صدائے نقارہ رزم
لشکر مخالف سنکر منتظر حکم بادشاہ اسلام تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سنایا عوض
خضران بن عمر کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل جنگ سوائے خاندان عمر کے کوئی
نہین بجاتا ہے یہ منصب عمر کا ہے اگر عمر نہین ہے تو اسکے بدلے بیٹے پوتے عمر کے یا داروغہ

نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہی کرتے ہیں الحاصل طبل جنگ بجا زمین و زمان میں زلزلہ
پڑ گیا ۔ معلوم ہوا کہ طبل جنگ کیا بجا نشتر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاؤ
زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گیا ۔ چو بر طبل اسکندر آمد دوال ۔ ز ناہید مریخ کرد
این سوال ۔ چنان زاں نگہ شور آخر رسید ۔ سرافیل صور قیامت دمید ۔ بگفتا کہ نہ طبل اسکندرست
کہ آواز او گوش گردون گراست ۔ سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا بہادر و نامرد ہوشیار ہوا کہ
ہنگام سحر موت کی گرم بازاری ہوگی دم نقد جان کی خریداری ہوگی سر تن سے جدا ہونگے زخموں
کے انبار ہونگے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی آرامگاہ
میں آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلواریں صیقل و مصیقل ہونے لگیں کمانیں تیپک کر
درست کیجانے لگیں بہادر رزم و پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منہ
نوچتے تھے مشتاقانہ مورچوں کو غور رستے ہنس ہنسکر رزمگاہ کو دیکھتے پھرتے نامرد لیٹے
ہونے کا طور سوچتے جرار زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہروں پر سرخی چھائی تھی
نامردوں کے منہ پر ہوائی تھی غرضکہ سب انتظار صبح میں شب بسر کر رہے ہیں ادھر بادشاہ
اسلام نے داخل محلسرا ہوکر بستر استراحت پہ آرام فرمایا لیٹتے کے ساتھ ہی عروس خواب
سے ہم آغوش ہوئے قریب سحر عالم رویا میں دیکھا کہ میں ایک باغ بہشت آئین میں آیا ہوں
اور ایک حور بہشتی میرے پاس آئی اور ایک بارہ دری جواہر نگار میں لیگئی وہاں دیکھا کہ ملکہ
مہر نگار اور قباد و شہریار اور شیرویہ عالیمقام اس قصر میں فروکش ہیں میں نے ان سب کو
سلام کیا اور حال کفار کی چڑھائی کا بیان کیا اور اپنے ترددات و تفکرات کا تذکرہ کیا اسوقت
قباد و شہریار نے فرمایا کہ دنیا مقام گذشتنی و گذاشتنی ہے اور بیت الحزن ہے گھبراؤ نہیں میں نے عرض
کیا کہ جی چاہتا ہے کہ اسی گوشہ عافیت آپکے زیر سایہ میں بھی رہوں اسوقت قباد شہریار نے
آنکھوں میں آنسو بھرکر فرمایا کہ ہاں تم بھی ہمارے پاس بہت جلد یہاں آجاؤ گے یہ سننا تھا کہ
آنکھ کھل گئی اٹھکر نماز صبح پڑھی اور اس خواب کا حال کسی سے بیان نہ کیا ۔ وہاں لشکر
میں چار پہر رات ہنگامہ درستی سامان جنگ ہوتا رہا دو پہر رات سے دونوں لشکروں کے
نقیب نکلکر شجاعوں کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ اے جوانو جوان بخت ہشیار ہو ۔
سلاحوں سے اپنے خبردار ہو ۔ اسی طرح شب بھر یہی گرم بازاری رہی آخرکار وہ وقت آیا
کہ آرایش آرای زنگاری مشرق بگرد نمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار ہوئی صبح کا سفیدہ آشکارا ہوا ۔
علم آفتاب نکلا جب ۔ فوج انجم ہوئی گریزان سب ۔ شستہ خاور سپہر گرد ہوا ۔ مطبخ ماہتاب سرد ہوا ۔
میدان چرخ پر ایکبار ۔ خستہ انجم سپاہ رو بفرار ۔ دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل
گروہ گروہ انبوہ انبوہ فشوں فشوں میدان کارزار میں مسلح و مکمل آنے لگے سرداروں نے بکروفر
اپنی اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجدی اور خود بادشاہ جمجاہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے
اور منتظر آمد سلطانی جلوخانہ میں ٹھہرے کہ ناگاہ یک محل کی ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر
کھینچا صدا آمد آمد کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا سب سردار مجرا گاہ پر جاکر
کھڑے ہوئے اُدھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی اُدھر سینے گردن سے تسلیم جھکا لی مرحبا
پکارا بادشاہ مہابلی سلطان جہان نگاہ روبرو بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا سینے فراخی

مجرا کیا شاہ نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھا اس سے اشارہ یہ تھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل مین
ہے سردارون نے بعد سلام و مجرے کے پایۂ تخت سلطانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار
ہونے کا دیا سب سردار سوار ہو کر تخت شاہی کو مانند دل کے قلب مین قایم کر کے
گرد حلقہ کیے ہوئے طرف صحرا گاہ مصاف کے لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی صداے
نقارہ آواز آمد عجیب ؎ کہ نصر من اللہ و فتح قریب ؎ نقیب گرگا کہتے وہ نوید کامرانی کا نسیم
عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آگے آگے
باد بہاری کی غمزہ کہ بڑی طیاری سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے کراتے
مین ملک تہمرش والقاش خون آشام و پیر فرخاری نے آگے بڑھکر قدم شاہ کو
بوسہ دیا اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار جب تک زندہ ہین حضور کی طرف کوئی ٹیڑھی نظر
سے دیکھ نہین سکتا ان کافران نابکار کی کیا حقیقت ہے و مجال ہے اگر ایسے ایسے لشکر اور
ہزارون ہون تو بھی آپکے اقبال اور مدد خداوندی سے ہم فتحیاب ہونگے اور ان کافرون
کو مار کر بھگا دینگے بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا اے پیر فرخاری مین
خوب جانتا ہون ؎ قافلہ باد بہاری کا روان ہو جائیگا ؎ آخرش یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا
اور بقول میر درد ؎ اے درد یہ رنجی سے کھونا معلوم ؎ جون لالہ جگر سے داغ دھونا
معلوم ؎ گلزار جہان ہزار پھولے لیکن ؎ اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم ؎ یہ فرماکے
حال اپنے خواب کا بیان کیا اور ہمت میدان کارزار تشریف لائے جمہور کہ سرداران
صاحبقران باقی تھے اور خداپرست جتنے حاضر تھے سب آکر میدان مصاف مین
صف آرا ہوئے ادھر خونخوار کا لشکر نظر آیا کہ جوڑے جوڑے تیغے گردن مین حمایل
کئے ہوئے ہین پہلوان سردار سوار گرز بردوش کمان بازو ترکش پشت صاحب سطوت و زور پیشانیون
پر شکن دا دے نیزون کو سنبھال حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے بڑی تیزی سے میدان
رزم مین آکر ٹھہر گئے آنے سے دونون لشکرون کے گرد ہوا کرہ خاک بنا گاؤ زمین کا اس
ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولا صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پاؤن
پھولا روے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے گدلا ہوا ؎ ز سم ستوران
دران پہن دشت ؎ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ؎ آخر کار بیلچہ کار نکلے اور میدان
کا پست و بلند ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خار چنکر جدا انبار لگایا کہین نقب کہین گینڈا کا
ڈھنگ جما جھنڈی جھاڑی درخت کاٹکر زمین آئینہ سا صاف کردی پھر سقون کی آبپاشی
کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا کٹھار دے کی لنگیان باندھے دردیان پہنے
مشکیزے دوش پر سنبھالے بڑا سے کے فوارے والے پر مشکون کے چڑھائے چھڑکاؤ
کرنے نکلے کہ انکی آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار جھاڑ دیا
میدان کو مثل آئینہ بنا دیا مبارزون کو صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریای آہن
مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از میخ موزہ تا میخ مغفر غرق بحر آہن تھا سوائے لوہے کے
اور کچھ نظر نہ آتا تھا ؎ چنان مرد خود را در آہن گرفت ؎ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ؎
صف آرائی شروع ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین مثل سد سکندر کے

آراستہ ہوئیں سواروں کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار
دریا ہی لشکر میں موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پٹھے سے پٹھا دُم
سے دُم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اسے پیچھے ہٹاتے تھے مغنی
ہوئے گواتے آگے بڑھاتے تھے دمبدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کرنا
نفیرہاے خوش آواز اور گویوں کے لڑکے سرود نواز لٹکے کی لٹ پٹی دستاریں باندھے تھے
رنگین لباس زیب قامت کیے تھے انھوں نے بالحان دلکش سرود بیجا کہ گذشت
دنیا ہی فانی گائی اور یہ صدا بہادروں کو سنائی ع اے ساقیان نہ سقف سپہر غدار
تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار ٭ آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ٭ ہو خرابہ میں
اگر قصر فریدون کے گذار ٭ اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا۔ جلوہ فرما تھا وہاں خسرو
با عز و وقار ٭ رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سرداروں میں ٭ عیش و عشرت کا وہاں گرم
تھا ہر سو بازار ٭ باروان تھا نہ خزاں کو تو کسی موسم میں ٭ تھی جہنڈی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ ٭ واہ ری تیری تنک ظرفی باین عز و وقار ٭ جنہ پڑتا
تھا پریزادوں کے جھومر کا عکس ٭ آجکل وہ لب جو جدے ہیں آئینہ دار ٭ گھونسلے سقف
میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے ٭ مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش زرنگار چہلیں منڈلاتی ہیں
اڑتے ہیں بگولے ہر سمت ٭ ہیں خیابان میں پر زاغ و زغن کے انبار ٭ قصر کو جا کے وہ
باشندوں کے دالان کے دیکھو ٭ تکیہ گورہ گورزن آج ہی ہر اک کا مزار ٭ سینہ لبریز تمنا
بلبل مہر سکوت ٭ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار ٭ نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہی
سبزہ تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی ٭ اے بہادر نہ کیان ہی نہ سام نہ صفحہ ہستی پر نشان زال
خون آشام ہی نہ رہا نہ نیرم ہی اس بلندی و پستی پر نہ اسفندیار روئیں تن ہی کیسے کیسے بہادر
صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پیر فلک نے چشم زدن میں ہلاک کیے تہ خاک
کیے مگر جرأت سے نام باقی ہی ہر ایک کا ذکر شجاعت ساکھے کی نرالی حسن اتفاقی ہی کس لیے ع
دور مجنوں گذشت و نوبت ماست ٭ ہر کہ را پنج روز نوبت اوست ٭ تلوار کی آنچ مشہور
ہی گیلی سوکھی دونوں جلتی ہیں سر گردن میں آگ ہی یہی غضب کی آگ ہی زندگی دو دن کی ہی نام
کر لو اے نوجوانو لڑ بھڑ کے سرخرو ہو جسکا قدم ڈگ جائیگا وہ پھر کہیں آبرو نہ پائیگا دو پہرہ لوہا
لوہا سب کہیں اور لوہا بڑی بلا ہے ٭ یک آگے پٹ رہے اور یک پیچھے پٹ جاے ٭
غرضکہ یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیروں نیستان شجاعت کے شیروں کو
شراب پرتگالی ہوئی بہادروں کو نشا آگیا آنکھیں ہر ایک کی لال ہوئیں قبضہ ہاے
شمشیر چومنے لگی مرکب پر مست ہو کر جھومنے لگے کہ یکایک آجال فیلزور میدان کارزار
میں آیا اور آواز دی کہ اے آمادگان قضا و قدر یہ گو اور یہی میدان ہی جسکو تمنا ہی مرگ
ہو وہ آکر مقابلہ کرے یہ کلام سنتے کے ساتھ ہی شہباز یکہ تاز نے پودھا باگ کا لیا اور
کہا کہ او گبر نا ہنجار کیا بکتا ہی ہمکو خود اشتیاق جام شہادت پینے کا ہی لاف بہادری کی
فیلزور نے گرز بے پناہ اپنا اٹھا کر انکے سر پر مارا شہباز نے سپر کو سر کی پناہ کیا سنجا گرز کا
سپر پہ آیا انکے لنگر کو کیا سنبھال سکتی یہ مع مرکب پست ہو کر شہید ہو گئے یہ حال دیکھ کر

سہیل شیر شکار میدان میں آیا اور گرز ہاتھ میں لیکر مقابل ہوا اور کہا کہ او ملعون دیکھ ہم ہی
لوگ ایسے بن چلے ہیں کہ تیرے ایسے گرز لنگر دار کو سپر پر روک کر اپنی جان بادشاہ پر
نثار کر دی آ مجھ سے مقابلہ کر یہ سنکر اجمال فیلزور نے نیزہ سہیل شیر شکار کے سینہ پر
مارا نیزہ کو آتا ہوا دیکھکر سنان سنان پر لگا تھی اور اب لگی نیزہ بازی ہونے اٹھائیسوین طعن میں
نیزہ اجمال کے ہاتھ سے ہوائی کیا اجمال نے جھلا کر وہی گرز مارا اس بہادر نے گرز کو گرز پر روکا
لیکن مرکب انکا متحمل نہ ہوسکا اور یہ تحت گرد میں چھپ گئے اجمال نے نعرہ مارا کہ زدم و لیست
کردم بادشاہ نے عیار سے کہا کہ دیکھو تو کیا حال ہے عیار نے جاکر دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں اور
دونوں ہاتھوں سے گرز کو علم کیے ہوئے ہیں عیار نے چھاگل پانی کی نکالکر ایک چھینٹا پانی کا
انکے منہ پر مارا کہ انھوں نے آنکھ کھولدی کہا کہ حریف نعرہ زنان دلاف و گزاف کر رہا ہے یہ
سنکے سہیل نے چاہا کہ مرکب کو اٹھاؤں وہ مرکب سما گیا تھا یہ بہادر گرز کو پکڑکر سامنے اجمال
کے آیا انکے خادم نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا انھوں نے سوار ہوکر آواز دی کہ تو بھی ذرا لذت
بہارے گرز کا دیکھ کہ تو ضرب بے ردی ضرب من نوش کن ☆ ہمہ شادی از دل فراموش
کن ☆ یہ کہکر ہان ہان کرکے گرز مارا اجمال تحت گرد میں چھپا اہل اسلام نے نعرہ مرحبا بلند
کیا ہر طرف سے شور تحسین و آفرین کا غلغلہ ہوا اب جو اجمال گرد سے نکلا مع مرکب کے
تو اسنے دو گرز مارا ہر چند سہیل نے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن انکی دونوں گرز ملکر
انکے سر پر پڑے جلکے صدمہ سے یہ مع مرکب زمین پر آرہے اور جام شہادت پیکر راہی
خلد ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم خوب جانتے ہیں کہ اہل اسلام پر اسوقت ادبار چھایا
ہوا ہے ستارہ اقبال گردش میں آیا ہوا ہے یہ کہکر سہیل کی لاش منگوا اٹھوا منگایا یہ حال
دیکھکر ہزبر خوارزمی صف لشکر سے نکلے بادشاہ اسلام سے اجازت کے خواستگار
ہوئے بادشاہ نے فرمایا خداوند کریم کے سپرد کیا بس ہزبر اجازت لیکر میدان
میں آئے ادھر خونخوار نے اجمال کو بلا لیا اور یہ کہا کہ تجھ سے مقابلہ قہرش سے
ہوگا نواب آرام کر یہ تو سلام کرکے پلٹا اور اجمال نے بہرام چرخ زن کو اشارہ کیا
چنانچہ بہرام صف لشکر سے نکلکر میدان میں آیا اور اسنے نہیب دیکر نعرہ کیا منم بہرام چرخ
زن جو کوئی کشیاء مرگ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے ہزبر یہ صدا سنکے بڑھا اور کہا کیا بکتا ہے او
بیکار انچہ داری زمردی نشان ☆ کمان کیانی و گرز گران ☆ لاف و ضرب بہادری کی یہ کہنا تھا کہ
اسنے گرد اسکے اپنے مرکب کو دوڑایا کہ ایک ہالہ گرد کا اسکے گرد بنگیا اسی عالم میں جھپٹکر
تلوار ماری ہزبر کی آنکھیں گرد کی وجہ سے بند تھیں اسکی تلوار آتے ہوئے نہ دیکھ سکا یہ تلوار کھاکر زمین
پر آرہا بہرام علحدہ کھڑا ہو گیا اہل اسلام نے لاش ہزبر کی اٹھوا لی اور صف لشکر سے قدح زن
نکلکر بہرام کے مقابل ہوئے بہرام نے اسیطرح سے گھوڑے کو چرخ دیکر قدح نوش
پر تلوار کا وار کیا اور گرد برگرد کے شہید کر دیا یہ حالت دیکھکر بلنوش اور آرزو نوش
یکے بعد دیگرے میدان میں آئے اس ملعون نے اسیطرح گھوڑے کو چکر دیکر ان دونوں
کو بھی تلوار سے مار گرا دیا کوچہ فنا کا راستہ بتا دیا لشکر اہل اسلام سے نعرہ افسوس بلند ہوا
اور بادشاہ نے ان دونوں کی لاشیں میدان سے اٹھوا منگائیں یہ حال دیکھکر ادھر ش کھاکر

کیپی زلزال مرکب کو اڑا کر سامنے بہرام چرخ زن سے آئے اور کہا کہ او گبر نابہنجار آئین تیری
گھات خوب جانتا ہوں بہرام نے یہ سنکر اپنے گھوڑے کو جھکا کر حلقہ باندھا کیپی زلزال نے
بھی اپنا گھوڑا اسکے پیچھے لگایا اب یہ چرخ مارنے لگا اور کیپی زلزال بھی اسکے پیچھے پیچھے
کاوا دے رہا ہے اب چرخ مار کر اور گھوڑے کو ایک مقام پر ٹھہرا کر جو بہرام نے حریف کو دیکھا
تو وہاں نہ پایا پشت پر سے کیپی زلزال نے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے پر
سے اٹھالیا اور لشکر اسلام کیطرف اسی طرح سے اٹھائے ہوئے لیچلا بادشاہ اسلام کے
سامنے لاکر اور چرخ دیکر جو زمین پر مارا تو ہڈیاں تک اسکی چور چور ہوگئیں بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ مرحبا و شاباش کیوں نہو ماشاء اللہ آپ کس بہادر کے رفیق ہیں جسکا مثل روئے زمین
پر نہ تھا یعنے علمشاہ رومی سبحان اللہ کس عقلمندی سے آپ نے اسے مارا ہے جسقدر
آپکی تعریف کیجائے وہ کم ہے ادھر بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا خونخوار کو بہت بڑا
صدمہ ہوا ادھر دن بھی قلیل رہگیا تھا آفتاب قریب غروب ہونے کے تھا لہذا اسنے
جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوادیا طبل کے بجتے ہی دونوں لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ
کو واپس گئے کمریں کھولیں سامان استراحت میں مصروف ہوئے خونخوار بھی اپنی بارگاہ میں
آیا مگر نہایت ملول اور کبیدہ خاطر بیٹھا ہوا تھا بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا اسکو
کمال تاسف تھا کہ ایکایک سامنے سے آکر ایک شخص حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجرا
کیا خونخوار نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا کہ مہتر آتشبار میرا نام ہے اور جملہ فنون کا میں
استاد ہوں میں نے سنا ہے کہ ذوفنون خداپرستوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہے میں اسکے
خون کا عیوض خداپرستوں سے لینے کے لیئے یہاں آیا ہوں یہ سنکر خونخوار بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ ابھی میرا ایک بہت بڑا رفیق جانثار بہرام چرخ زن کیپی زلزال کے ہاتھ
سے مارا گیا ہے جسکا مجھے ازحد افسوس ہے یہ سنکر مہتر آتشبار نے عرض کیا کہ حضور مجھے حکم
فرمایا جائے میں ابھی آپکے اقبال سے ان سب خداپرستوں کو قتل کر کے اپنا اور آپکا عیوض
لیتا ہوں اور آپکو خوش کرتا ہوں خونخوار نے اجازت دی کہ اچھا تم اپنی کارروائی کرو مہتر
آتشبار یہ اجازت پا کر صحرا کی جانب نکل گیا ادھر کا حال یہ ہے کہ کیپی زلزال و کیتی زلزال و مسرور
دیوانہ و سیاقنطیر شاہ و ضمران شاہ و عرشی تاجدار و قریشی تاجدار و شاہ صفارخ
یہ سب کیپی زلزال کے خیمہ میں یکجا بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے اور حالات جنگ پر
رائے زنی ہو رہی تھی دیکھا کہ لشکر کے قریب ایک ہنگامہ سا ہوا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے لوگوں
نے کہا کہ ایک کتا پہاڑی بہت ہی خوبصورت لشکر میں انکلا ہے اسکو گرفتار کرنا چاہتے ہیں مگر وہ
کسی کے ہاتھ نہیں آتا یہ سنتے ہی کیپی زلزال اس جگہ پر پہونچا اور آواز دی کہ ادھر آ تیرا یہ
کہنا تھا کہ کتے نے بغور سر سے پاؤں تک دیکھکر دم کو ہلانا شروع کیا انھوں نے جھپٹکر
پٹہ پکڑلیا اور اپنے ساتھ خیمے میں پکڑے ہوئے لے آئے اب جو دیکھا کتے کی آنکھ مثل شیر
کے ہے اور بہت بھاری کلہ اور نہایت خوبصورت لمبے لمبے بال ہیں اور پٹے پر نام حوت
آئینہ پرست کا لکھا ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ کتا بہک کر ادھر انکلا ہے کیپی زلزال نے یہ نام پڑھکر
کہا کہ اسکو میں خود رکھوں گا اور کسیکو نہ دوں گا اور خود اسکی پرورش کرونگا ہم لوگوں کو

کتے سے بہت اُنس ہوتا ہی یہ کہکر اپنے پاس بند ہوا دیا اور بسکٹ منگوا کر اُسکے سامنے ڈالدئیے
وہ کھانے لگا یہ کتا دروازہ خیمہ پر تاک لگائے بیٹھا تھا اور جو شخص نیا آتا تھا اُسپر غرا کر
مثل شیر کے بھبکتا تھا کیمی زلزال اُسے آواز دیکر کہتا تھا کہ ہان ہان یہ ہمارے ملاقاتی ہین
خاموش رہ یہ سنکر کتا چپ ہو رہتا تھا اسکے لیئے ایک پلنگڑی بچھوا دیگئی یہ کتا اُسپر بیٹھا یہ
خبر مراد شاہ حاکم مرادکوہ اور شہداد شاہ و ہمایون شاہ و ہلال شاہ زرین کمر بدر
فرامرز عاد مغربی کو پہونچی وہ پہلے ہی واسطے دینے مبارکباد فتح جنگ بہرام حرج زن
کے کیمی زلزال کے پاس جانیوالے تھے اب کتے کا جو حال سُنا تو زیادہ تر مشتاق ہوکر
اُسیوقت خیمہ کیمی زلزال کو روانہ ہوئے قریب خیمہ کے پہونچے وہ برائے استقبال خیمہ
سے برآمد ہوا اور سب سے مصافحہ و معانقہ کرکے خیمہ مین لایا سب آکر کرسیون پر بیٹھے
مراد شاہ نے کتے کو دیکھکر اُسکی بہت تعریف کی کیمی زلزال نے کہا کہ یہ حاضر ہی اسے آپ
ہی لیتے جائیے گا انھون نے کہا کہ اے برادر اسوقت کسکو اپنی حیات کا اعتبار ہی اور کون
جانتا ہی کہ ہم اپنے وطن کو واپس جائینگے بس یہ تماشا جو کچھ ہو رہا ہو دیکھتے جاؤ اور شعر یہ ہے
غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے ناداں ‖ دگرگون حال ہو جاتا ہی اکدم مین زمانے کا
یہ سنکر کیمی زلزال اور کل حاضرین محفل آنکھون مین آنسو بھر لائے اور زمانہ صاحبقران کو یاد
کرکے بہت ہی افسوس کر رہے تھے اور کہتے تھے ع یک ساعت یک لحظہ یک دم
دگرگون میشود احوال عالم ٭ کیا جلسے اور کیا چہل پہل رہتی تھی کہ وہ کیفیتین یاد کرکے خار
الم کانٹا سا دل مین کھٹکتا ہے کیمی زلزال نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ آجکی شب آپ سب صاحب
اور ہم اسی جگہ باہم بیٹھے ہوئے شب بسر کرین کہ طبل جنگ سے بھی ابھی مہلت ہے یہ سنکر
ان سب نے وہین شب باشی قبول کی پہر رات گئے صحبت ناچ رنگ کی منعقد ہوئی
اور دور شراب ارغوانی کا چلتا رہا ع ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ ؛ جب تلک بس
چل سکے ساغر چلے ٭ اُسکے بعد یہ سب احباب اُسی خیمہ مین استراحت پذیر ہوئے
لیٹتے ہی نفیر خواب انکا بلند ہوا کیمی زلزال نے باقی روشنی گل کروا دی اور یہ شعر پڑھا ع
بجھ رہے ہین داغ دل تربت مین جلنے کے لیے ٭ روشنی گل ہو رہی ہے نیند لینے کے لیے
یہ پڑھکر پہرہ دارون کو حکم دیا کہ خبردار کسی کو پہرہ دینا کسیکو اندر آنے نہ دینا چنانچہ سب
آدمی باہر پہرہ پر قائم ہو گئے اور یہ کہا کہ خیمہ مین کوئی آدمی نہ رہے میرا کتا حفاظت کے
لیے کافی ہے یہ کہکر کیمی زلزال بھی لیٹا اور لیٹنے کے ساتھ ہی سو گیا ادھر کتا اپنے پہرہ پر ہوشیار
ہوا جب اس سگ ناپاک نے دیکھا کہ یہ سب کے سب سو گئے اُسوقت اسنے سفوف
بیہوشی اُڑانا شروع کیا اُن سب کے دماغون مین وہ سفوف بیہوشی سرایت کر گیا سوتے
تو تھے ہی اب بالکل ہی غافل و بیہوش ہو گئے اس حرامزادے نے خنجر نکال کر ان سبکو
ذبح کر ڈالدیا اور آپ خیمہ کی پشت چاک کرکے بغل مین کھال دبا کر صحرا کی طرف
نکل گیا یہانتک جب صبح ہوئی اور خادم لوگ حاضر ہوئے تو سبکو بسترون پر حلال کیا ہوا
اور مقتول خنجر بیداد پایا سب مردہ صد سالہ کی طرح راہی ملک عدم تھے اور کتے کا کہین بھی
پتہ نہ پایا معلوم ہوا کہ یہ کتا کوئی عیار تھا یہ سب کے سب خدمت مین بادشاہ اسلام کے

حاضر ہوئے اور گنتے کا کل ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ صبح کو گنتے کا بھی پتہ نہ لگا بادشاہ نے
افسوس کیا اور فرمایا کہ یہ سب کیسے عقلمند تھے کہ ایک زمانہ مین مہتر برق فرنگی لشکر امیر سے
گنتے کی عیاری کر گئے سرداروں کو پکڑ کر لیگیا تھا وہ تو خواجہ ایسے عیار تھے کہ مہتر برق کو گرفتار
کیا اور اپنا شاگرد کیا یہ لوگ اتنا بھی نہ سمجھے کہ غیر گنتے کے رکھنے کی ہمین کیا ضرورت
ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کن کن کو ذبح کیا عرض کیا کہ گیتی زلزال کیتی زال کیتی آزال
مسروق دیوانہ ساقط شاہ ضرغان شاہ عرشی تاجدار قرشی تاجدار شاہ صفا
ترک شداد شاہ ہمایون بن شداد دوم شاہ حاکم مراد کوہ اور بلال شاہ زرین کمر
پدر فرامرز عاد مغربی یہ بارہ تیرہ سردار وہان قتل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سب ایک
مقام پر کسطرح فراہم ہوئے عرض کیا کہ بہرام چرخ زن کے قتل کی مبارکباد دینے کو گیتی زلزال
کے پاس آگئے تھے اور کچھ اشتیاق گنتے کے دیکھنے کا بھی تھا گیتی زلزال نے ان سب کا
استقبال کیا اور خیمہ مین لایا اور یہ کہا کہ آجکی شب یہین بسر کیجیے ان سب نے منظور کیا
انجام اسکا یہ ہوا پیر فرخاری نے عرض کیا کہ ان سب کی قضا آئی ہوئی تھی یہ کیونکر بچتے
ع چون قضا آمد طبیب ابلہ شود ٭ اسوقت بادشاہ نے عیارون کی جانب نگاہ کی اور
فرمایا کہ حیف ہے تمھارے زندگی پر کہ تم زندہ ہو اور سردارون کو یون کوئی عیار آنکر قتل کر جائے
مہتر سرہنگ کمی اور مہتر بیجان بن عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ ہم بھی آپکے اقبال
سے جاکر خونخوار بن دجال اور حوت آئینہ پرست کو قتل کرینگے اور بغیر انکے قتل کیے ہوئے
یہ منہ حضور کو نہ دکھائینگے بقول شاعر ٭ یا ساتھ تیرے سوئینگے یا گور مین جاکر ٭ مدفن
تو ملیگا جو ترا گھر نہ ملیگا ٭ یہ کہکر دونون عیار لشکر کفار کی جانب روانہ ہوئے ادھر بادشاہ
نے ان سب کو تجہیز و تکفین کراکے دفن کرایا اور فرمایا کہ تم چلو ہم بھی آتے ہین اور افسوس
کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے ادھر مہتر آتشبار بارگاہ خونخوار مین آیا حوت آئینہ پرست
بھی وہان بیٹھا ہوا تھا اسنے حوت کے قدمون کو بوسہ دیا اور اسنے خونخوار سے عرض کیا بارہ سردار
مع قاتل بہرام چرخ زن کے قتل کرایا ہون خونخوار نے بہت بھاری خلعت سے آتشبار کو سرفراز کیا
یہ تو خلعت فاخرہ پہنکر بارگاہ سے نکلا اور عرض کیا کہ آج شب کو اور سرداران خدا پرست کو قتل کرونگا
آپ آج بھی طبل جنگ کا بجوانا موقوف رکھیے اب کچھ حال عیاران لشکر اسلام کا بیان
کیا جاتا ہے کہ لشکر خونخوار کے بازار چوک مین یہ دونون عیار پہونچے وہان ایک کمسن طوائف کو
بیٹھا پایا بیجان بن عمرو آیا اور اس طوائف سے کہا کہ تمھاری خواستگاری میرے آقا نے کی ہے تم چلو گی یا
انھین یہان لاؤن اسنے کہا کہ مہتر آتشبار مجھے پانچ دن کے لیے پابند کر گئے ہین اور وہ بھی دیکھئے
مین یقین ہے کہ اب آتے ہی ہونگے انھون نے کہا کہ مجبوری ہے ذرا اپنی مامان کو تو بلوائیے مین اسکی زبانی
یہ پیام اپنے آقا کو پہونچاؤن اسنے مامان کو ساتھ کر دیا دونون عیارون نے ایک تنہا گلی مین لیجاکر مامان
اور بی بی کا نام پوچھا تھے ایک حباب مارکر نادان گر پڑی تب اسکے کپڑے اتار کر اور گلا اسکا دباکر ایک نالہ
مین پھینکدیا سرہنگ کی مامان کی صورت بنکر اور اسکی پوشاک پہنکر طوائف کی طرف روانہ ہوا اور
بیجان سے کہا کہ تم وہان آنکر مجھ سے ملو یہ نقلی مامان یہان سے آگے آگے آئی طوائف نے
کہا آؤ مامان سنو کہو وہان کیا دیکھ آئی اور اسنے کیا کہا مامان نقلی نے کہا کہ بی بی آپتو ایسے

ویسے مونڈے کانون کے ساتھ گردنتی ہین وہ مواناڑی پے ہوئے گلی مین مجھ سے کھلی
بازی لگا کرنے وہ تو دو تین آدمی آ گئے کہ میری حسرت بجھ گئی یہ کہکر ایک کونہ مین جا کر لیٹ رہی
پریچہرہ یعنی طوالفت اٹھی اور اُسکے پاس گئی اور کہا کہ مردار پڑی رہیگی کچھ کام کاج نکریگی
یہ گھبرا کر اٹھی اور ادھر ادھر دیکھکر پریچہرہ کی طرف اُف جو کیا تو اسکے منہ سے کچھ دھوان
سا نکلا اور پریچہرہ کے دماغ کے پار ہو گیا یہ دھم سے گر پڑی ادھر پیچان بھی یہ تماشا
دیکھ رہے تھے جلد ہی سے خیمہ مین آئے اور کہا واہ بڈھے تمہارا کیا کہنا ہے پیچا تم صحبت یافتہ
والد ماجد کے ہو ماما نقلی نے کہا کہ جلدی اسکو صندوق مین بند کر دو اور خود اسکی شکل بنجاؤ
پیچان نے پریچہرہ کے کپڑے اتار لیے اور صندوق مین بند کر دیا اور خود اُسکے کپڑے اور
زیور پہنکر اور روغن عیاری ملکر اور پریچہرہ کی شکل بنکر مسہری پر نیست کر دوپٹہ شب خوابی اوڑھکر
لیٹ رہی اور ماماں سے کہا کہ مہتر آتشبار آئے تو اس سے کہنا کہ ہمارے سر مین درد ہے ہمکو
جگائے نہین اسی اثنا مین مہتر آتشبار بھی خلعت پہنے ہوئے خیمہ مین آیا اور ماماں سلو کو آواز
دی اسنے آکر سلام کیا اسنے پوچھا کہ بوی کیسی ہین مزاج تو اچھا ہے ماماں نقلی نے کہا کہ فرماتی
تھین کہ ہمارے سر مین درد ہے کوئی مجھے جگائے نہین آتشبار یہ حال سنکر قریب مسہری جاکر
دوپٹہ اسکے چہرہ سے اٹھا دیکھا کہ انسو ڈبڈبائے ہوئے عجب حسن دے رہے ہین یہ معلوم
ہوتا ہے کہ صدف چشم مین گوہر آبدار غلطان ہین بقول شاعر ؎ ڈبڈبائی آنکھ انسو تھم رہے
کاسہ نرگس مین جون کہ شبنم رہے ؛ یہ حال دیکھکر آتشبار نے اسے گلے سے لگایا اور ہاتھ پکڑ کے
مسند پر لایا پریچہرہ نقلی نے کہا کہ جو ہمین چھیڑے الہی کرے اُسکے ہاتھ ٹوٹین مو اغارت
ہو جائے اور جو ہمارے دل کو جلائے خدا کرے کہ اُسکا دل بھی کباب ہو آپ تو شب بھر
کہین جلسہ مین رہے خوب مزے اڑائے اور ہم شب کو اکیلے تڑپا کیے اور یہ شعر پڑھتے رہے
سیخین کباب بنکے بدلتی ہین کروٹین ؛ او بادہ نوش اب بھی آ کہ جو بن طپیدہ ہون ؛ اور کبھی یہ
کہتے تھے ؎ دلا تو منتظر جسکا ہے وہ از حد فریبی ہے ؛ اب اور بھی دوپہر سے رات آئی کون آتا ہے
ہمنے تو یون تڑپ تڑپ کر رات بسر کی اب ہمارا دل دکھلانے کو آئے ہین آتشبار نے کہا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان قسم ہے تیرے ہی جان کی جو مین ذرا بھی جھوٹ کہتا ہون
سکتے کی عیاری کر کے کیمپ زلزال کے خیمہ مین رہا اور بارہ خدا پرستون کو قتل کر کے آیا اور یہ
خلعت پایا تم اور کوئی گمان نکرو یہ سنکر وہ ہنسی اور خوش ہوئی اور جلدی سے پاندان
کھینچکر اپنے ہاتھ سے تحفہ گلوری بنا کر اور اپنا ڈھولنا کھولکے منک نکالا اس پان مین ڈالکر
اپنے ہاتھ سے گلوری اُسکے منہ مین دی آتشبار اس پان کو کھا کر از حد خوش ہوا فرط مسرت سے
پھولا نہ سماتا تھا کہ آج اس نازنین نے اپنے دست نازک سے گلوری کھلائی مہتر آتشبار نے
اشارہ کیا ماماں سے کہ اوگالدان اٹھا دے پریچہرہ نقلی نے کہا کہ کیا گلوری کچھ بد مزہ تھی تم بھی
کیتنے بدتمیز ہو پان کی پیک نگلکر اسکا مزہ تو دیکھو آتشبار نے ایسا ہی کیا بعد ایک ساعت
کے آتشبار نے کہا اخوہ کیا گرمی اسنے کی ہے یہ کہتا تھا کہ پریچہرہ نقلی نے اسکا ہاتھ پکڑ کے
کہا کہ آؤ مسہری تک چلو یہ گرمی دفع ہو جائیگی یہ کہکر اسے لیکر چلی وہ تیسرے قدم پر لڑکھڑایا
اسنے ہاتھ چھوڑ دیا یہ چرخ کھا کر زمین پر گر پڑا مہتر سر جنگ نکل آئے اور چادر عیاری

کمر سے کھولکر اسکا پشتارہ باندھا اور مہتر بیچان بن عمرو سے کہا کہ یہ جو کچھ مال و اسباب ہے یہ
لیچلو بیچان نے کہا کس غم کے بیٹے ہو بس پہنچانے یہ طمع مال و زر کی والد ماجد ہی نہیں بلکہ یہ
آپ ہی پہنچائیے سرہنگ نگی نے کہا کہ مین کیا کرون گا غرضکہ سرہنگ تو پشتارہ لیکر خدمت
مین بادشاہ اسلام کے چلا اور بیچان سے کہا کہ تم بھی آؤ بیچان نے کہا کہ بغیر خونخوار کے
مارے مین نہین آونگا سرہنگ تو لشکر اسلام کی طرف چلا اور بیچان بن عمر مہتر آتشبار
کی شکل بنکر طیار ہوا اور وہی خلعت پہنکر بارگاہ خونخوار مین پہونچا اسکو یہان چھوڑا جاتا ہے
اور دو کلمہ سرہنگ نگی کے بیان کیے جاتے ہین کہ یہ پشتارہ لیے ہوئے بادشاہ اسلام
کی خدمت مین پہونچے اور پشتارہ آتشبار کا سامنے ڈالدیا بادشاہ اسلام نے پوچھا یہ کون ہے
عرض کیا آتشبار ملعون ہے جسنے بارہ سرداران اسلام کو شہید خنجر بیداد کیا ہے بادشاہ نے فرمایا
کہ ستون بارگاہ سے باندھکر اسے ہوشیار کرو چنانچہ حسب الارشاد بادشاہ تعمیل حکم کی گئی
اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اسکو ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی تو اسنے اپنے تئین ستون بارگاہ سے
بندھا ہوا پایا سمجھا کہ یہ پری چہرہ نہ تھی وہ کوئی عیار تھا جو مجھے غافل کرکے باندھ لایا بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیون حرامزادے تجھے رحم نہ آیا کہ تو نے سوتے ہوؤن کے سر کاٹ کر
انکو خواب مرگ سے ہم آغوش کیا عرض کیا کہ حضور ہم لوگ عیار ہین جسکے تابعدار ہین
اسکے حکم کی پابندی کرتے ہین جو وہ کہتا ہے اسکی تعمیل ارشاد بجالاتے ہین ہم لوگ اصیل
تلوار کا خواص رکھتے ہین پیر فخاری و ملک قمرش ید القاش خون آشام اور
دیگر سردارون نے اسکی مکاری کی تعریف کی بادشاہ نے کہا کہ مذہب کے بارہ مین تو کیا
کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ مین عیاری مین فریب ہوا ہون مجھے مذہب حضور کا قبول کرنے مین
کوئی عذر و انکار نہین ہے مین بلا تامل مذہب اسلام اختیار کرتا ہون بادشاہ اسلام نے پیر فخاری
و ملک قمرش کی طرف دیکھا انھون نے عرض کیا کہ اس مکار کے کہنے کا ہرگز یقین نہین
ہے بادشاہ نے فرمایا کہ قاعدہ شرع ظاہری پر ہے اسمین کوئی عذر نہین ہو سکتا دل کا حال
عالم الغیب جانتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے کھولدو اور کلمہ تلقین فرمایا یہ بکر کلمہ پڑھکر
اُٹھے کسطرح مسلمان ہوا اپنے لباس کفر کو بظاہر ترک کرکے شیوہ خداپرستی کا اظہار کیا اور
پوشاک حق شناسی پہنی سرہنگ نگی سے کہا کہ میرے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ تجویز فرمایے
یہ کہکر دل مین خیال کیا کہ یہ دو عیار گئے تھے ایک تو مجکو یہان باندھ لایا دوسرا جو یہان
موجود نہین ہے ایسا نہ ہو کہ وہ خونخوار پر کوئی عیاری کرے تو بڑی خرابی ہو وہ عیار یہان دکھائی
نہین دیتا یقینی وہ اسی فکر مین گیا ہوگا میرا قیاس غلط نہین ہو سکتا یہ تصور کرکے اسنے
سرہنگ نگی سے کہا کہ مہتر جی میرے مسلمان ہونے کا حال حضرت کو اور خونخوار کو معلوم
نہین ہے اگر آپ میرے ہمراہ چلیے تو ان دونون ملعونون کو باندھکے اسی مقام پر قتل کردیجیے
کو بھیجیے ایک ہوا اگر یہان بادشاہ کے حضور مین آئیگا اور وہ مکار کچھ عذر کریگا تو
بادشاہ اسکو چھوڑ دیجیے کیونکہ بادشاہ سلامت بہت رحمدل ہین یہ سنکر سرہنگ نگی بہت
خوش ہوئے اور اسکے ہمراہ چلے اس مکار نے راہ مین ایک مقام ویرانہ پاکر سرہنگ کے خنجر زر اکی
انکا شکم چاک ہوکر انتڑیان باہر نکل آئین اسنے سرہنگ کو کچلکر اور ایک درخت پر انکی لاش

آپ اپنی اصلی صورت پر لشکر خونخوار مین پہونچا یہان کا حال عرض کیا جاتا ہو کہ پیچان بن
عمرو جو آتشبار کی شکل بنا ہوا خونخوار کو جام شراب پلانا چاہتا ہی تھا کہ عین وقت پر آتشبار
بھی وہان آن پہونچا اور دیکھا کہ عیار میری صورت بنا ہوا ہے اب بیہوشی آمیز پلایا ہی چاہتا ہی
بس پیچھے پشت پر سے آکر حلقہ ہائے کمند اسکی گردن مین پہنا دیے یہ تو غافل تھا ہی حلقون
مین پھنس گیا آتشبار نے خونخوار سے اپنا عیارون کے ہاتھ سے گرفتار ہونا اور بادشاہ اسلام
کے سامنے پہونچکر بکر مسلمان ہونا اور فقرہ سے سرہنگ بکی کو اپنے ساتھ لاکر قتل کرنا صحرا
مین اور خود یہان پہونچنا یہ سب حالات بیان کیے خونخوار یہ ماجرا سنکے بہت خوش ہوا اس
کمبخت آتشبار نے پیچان کو خونخوار کے سامنے قتل کرکے بیجان کیا اور خود آتشبار پیچان
بن عمر کی صورت بنکر لشکر اسلام مین بحضور شاہ جمجاہ پہونچا اور دونون لاشین سامنے
رکھدین اور عرض کیا کہ حضور آپ نے اسکو چھوڑ کر سرہنگ بکی کی جان ضائع کرائی مین نے بڑی
مشکل سے اس حرامزادے کو گرفتار کرکے قتل کیا اور سر اسکا حاضر لایا بادشاہ اپنے
عیارون کے لیے بہت روئے اور نہایت رنج و تاسف کیا اور فرمایا کہ اب سوائے مہتر
پیچان بن عمر کے کوئی عیار کامل فن نہین رہا ان لوگون نے اپنی زندگی مین بڑے بڑے
کام کیے تھے غرضکہ دونون لاشون کو دفن کرادیا بعد دفن ہوجانے لاشون کے پیچان نقلی
سرہنگ بکی کے لیے روتا ہوا اپنے مقام پر آیا ادھر قارن نیزہ سراسپ نے پیچان نقلی
کو اپنے خیمہ مین بلایا اس خیال سے کہ آج کی شب کو یہ میری حفاظت بھی کریگا اور اپنا دل بھی بہلائیگا
دوپہر رات تک باہم باتین ہوتی رہین اسکے بعد خود مسہری پر گیا اور پیچان نقلی سے کہا کہ مین تو اب
سوتا ہون تم شراب کا شغل کرکے اپنی حفاظت کرنا اس حرامزادے نے تھوڑی دیر کے
بعد آپ سادی شراب زہر مار کی اور خدمتگارون کو بیہوشی آمیز شراب پلائی وہ پیتے
کے ساتھ ہی جہان بیٹھے تھے بیہوش ہوکر جہان کے تہان رہگئے پیچان نقلی نے سب شمعین
گل کردین صرف ایک شمع رہنے دی اور قارن کو بھی سفوف بیہوشی سے بیہوش کیا اور
خنجر نکالکر اسکا گلا تمام کاٹ دیا اور خدمتگارون کو بھی قتل کرکے راہی ملک عدم کیا اور خود بچاکے
تمام پشت خیمہ چاک کرکے نکلگیا ایک لمحہ توقف نکیا یہان سے نکلکر قریب خیمہ شہزادہ
کج گردن پہونچا اور پروانہ بیہوشی آمیز شمعون پر آزادیے اسکی چراہند جو پھیلی سب خدمتگارون
وغیرہ کے دماغون مین سرایت کرگئی سب کے سب بیہوش ہوگئے بس یہ جلدی سے خیمہ مین
داخل ہوا اور خنجر نکالکر سبکو ذبح کرڈالا اب یہان سے جو نکلا تو قریب خیمہ ملک قہرش
کے پہونچا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ اگر اس سردار کو مارلیا تو گویا چراغ لشکر اسلام گل
کر دیا یہ خیال کرکے اپنے نقب لگانا شروع کی اور قریب مسہری ملک قہرش کے دہنہ
نقب کا توڑا اور سر اپنا نکالکر دیکھا کہ سب آدمی خادم و خدمتگار وغیرہ سوگئے ہین اور ملک قہرش
کی بھی نیند خواب بلند ہو خراٹے لے رہے ہین اپنے تھیلہ عیاری نکالکر ساڑھے تین مثقال سفوف
بیہوشی اسپر رکھکر نتھنون کے قریب لیگیا چاہتا تھا کہ پھونکے کہ ادھر خواب مین ملک قہرش
سے ایک بزرگ نے کہا کہ جلدی ہوشیار ہو کہ آتشبار عیار پیچان بن عمر کی صورت بنکر تیرے
مارڈالنے کی فکر مین تیرے خیمہ مین گیا ہوا ہے یہ واقعہ عالم رویا مین دیکھکر قہرش کی آنکھ کھل گئی

تو دیکھتا کیا ہی کہ منہو پیچان کچھ عیاری ہاتھ مین لیے ہوئے مسہری کے قریب بیٹھا ہی اور
شمعون کے پاس لیجا کر سفوف بیہوشی پہونکا ہی چاہتا ہی بس ملک قمریش نے قصد کیا
کہ پکڑ لون لیٹے لیٹے اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا وہ جھٹکا دیکر نکل گیا اور بیلہ عیاری قمریش کے ہاتھ
مین رہگیا اور وہ بھاگا قمریش بھی اُسکے پیچھے جھپٹے جب اُسنے راہ نہ پائی تو نقب کی راہ
سے سر ڈالکر بھاگنے کا ارادہ کیا قمریش نے دوڑ کر دونون پانوٗن اُسکے پکڑ لیے اور
کھینچ لیا اُسنے کہا کہ مین ہی ہون پیچان بن عمر بادشاہ سلامت نے کہا تھا کہ قمریش
کو پکڑ لاؤ والیسا نہ ہو کہ قلعہ ذو الامان کا یہ حاکم بن جائے اسواسطے مین یہان آیا تھا اور بیہوش
کرتا تھا قمریش نے کہا کہ او حرامزادے مجھے خواب مین ابھی بشارت ہوئی ہی کہ پیچان
عیار اور سر سنگ بلی کو قتل کر گئے اور پیچان کی صورت پر متشکل ہو کر میرے قتل کے ارادہ سے
آیا ہی تو مہتر افتشا ہی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون بس اُسے باندھ لیا وقت صبح کا
قریب تھا اُسکو محفوظ مقام پر بند رکھا اور صبح کو بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا اور کل حال
بیان کیا بادشاہ نے فرمایا تو نے بد عہدی کی اور میرے عیارون کو قتل کیا بادشاہ جہجاہ یہ
کہہ ہی رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قارن نیزہ سر اسپ اور قتراہ کج گردن
اپنے اپنے خیمون مین مع خدمتگارون کے قتل کیے ہوئے پڑے ہین بادشاہ نے یہ کیفیت
سنکے فرمایا کہ یہ کام بھی اسی ولد الزنا کا ہی ملک قمریش نے اُٹھکر دونون ٹانگین اس حرامزادے
کی پکڑ کر چیر ڈالا اور اسکا لاشہ بارگاہ کے باہر پھینکوا دیا یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی اپنے
افسوس کیا اور حکم دیا اس ملعون نے کہ بجے طبل جنگ یہ خبر بادشاہ اسلام کو بھی ہوئی آپ نے
بھی طبل رزم بجنے کا حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی تایید ربانی طبل جنگ نوازش مین آئے
چنانچہ جسقدر دن باقی تھا اتنا دن اور تمام رات دونون لشکرون مین طیاری و درستی آلات
حرب و ضرب ہوا کی ہر سمت ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرون
کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال و قتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرما کر
پوشاک کو کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے خاک تو محمد
ہو جیو آتش جل نو نے نکھائین بعد مرگ تو آسمان سے دور زمین چھینکرا اپنے قبضہ مین لائین
اسقدر خلعت کی کیمیا امید رکھین آسمان سے ہم ؛ دور گر کفن ملیگا کسی دن بخیل سے ؛ الحاصل
دیر تک ہی ہنگامہ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضے تھم دیکھتے رہے سرون کے پھول اور
... رہے آخر نسیم سحری کس سن شل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہائے شعاع مین اسطرح
... انگشت حیرت مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد میان جرأت نیزون مین گہرا ہی نظم سحر گہ تیغ
... پشتنق خونین کفن انگندہ بر دوش ؛ فتحش بر دوش و برکف تیغ و خنجر ؛
... بجم زافتر ؛ زنار و بود تیغ و خنجر صاف ؛ ہوا گشتہ پرند آہنین باف ؛ بادشاہ
جہجاہ نے بعد ادائے فریضہ نماز سحر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیا کہ اے خالق لیل
و نہار تجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرما کر سرخرو کرنا ادھر بادشاہ تضرع و زاری بدرگاہ
باری کر رہے تھے اُسطرف دلاوران جرار و سرداران نامدار لشکر کو لیکر دشت نبرد مین جا رہے تھے
... سے غول اور گروہ کے گروہ مصاحبون اور رفیقون کے در دولت آستان ظل اللہ شہنشاہ

گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ یکایک سلطان عالم پناہ برآمد ہوئے بادشاہ کا جمال نظر آیا
شخص سجدے کو جھک گیا مرد ہے نے نگاہ رو برو کی تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا بجا یا تخت
شاہی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی وعدہ گاہ مصاف کی طرف چلی
سرداران نامدار و افسران آزمودہ کار کل لشکر کے آگے ہو کر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر
نصرت اثر پر عسکر نجوم تک نثار تھا کہ ابیات ز اوان اسب بازین مکلل ٭ برفتار از صبا
صدرہ معجل ٭ ہزاران فیل زر چون کوہ الوند ٭ تو گوئی آسمان مانند بودند ٭ شمار فوج شہ افزون
ز تعداد ٭ ہمہ سرکش قوی دل ہیچو فولاد ٭ نگار اندیشے ز اندازہ بیرون ٭ چمن را سند ز رخش دل
پر از خون ٭ قصہ مختصر بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوئے کہ آنے سے اس فوج
دریا مثال ظفر موج کے فلک شیشہ ساعت بنگیا اسقدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین
طرح بجے نرسنگے پھنکے بل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا قوس فلک
ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر کو قلم بنا کر سپہگری مجبوری منشیوں مین نام لکھا یا غرضکہ بڑے صفون
کے جمے دلاور آگے بڑھکر ٹھیرے تھے کہ سامنے سے لشکر کفار نظر آیا شمشیرین کاندھون پر رکھے
دریائے آہن مین غوطہ مارے خونخوار کے مرکب کو گھیرے ہوئے صحرائے قتال مین وارد ہوئے
اور صف آرا ہو کر لشکر کو ترتیب دیا اونچی نیچی زمین بیلدار دل نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی
کر کے گرد و غبار بٹھایا میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوا نقیبون نے للکر صدا دی کہ دنیائے
فانی مین نوجوانو زندگی کا عرصہ تنگ ہے یہ میدان مصاف جائے نام و ننگ ہے زینت وہ بزم
شجاعت ہو شمع ناموری روشن کرو جوش جرأت و جنگ رستمی دکھاؤ بمصداق نظم جب کام
تو نیزہ و تیر سے ٭ تلوار چلے عدو سے بھڑ کے ٭ وہ تم سے عیان ہو شان جرأت ٭ دنیا مین
ہے نشان جرأت ٭ آب شمشیر خوب برسے ٭ پانی کو دہان زخم ترسے ٭ ہو گلشن نام و ننگ
شاداب ٭ تحسین کرے ہمیشہ روح سہراب ٭ نقیبون کی صدا سے بہادر بشاش ہوئے نامرد
بد حواس ہوئے جب نقیب نقابت کر کے ہٹے تو لشکر کفار سے ارجال دیو سنگ چوب
تیرہ سو من کی باندھے ہوئے میدان مین آیا اور بلے شوری کر کے سراپا میدان کا دکھایا اور
ہیبت و سطوت رجز پڑھنے لگا نظم مین ہی رستم وقت ہون یگان ٭ نہین اور مجھ سا کوئی
پہلوان ٭ جوان مردیون پر اگر آؤن مین ٭ نیا رنگ دنیا مین دکھلاؤن مین ٭ مجھے سب طرح سے
ہے زیبا غرور ٭ مری تیغ اٹھائے رخ مہ سے نور ٭ ہر کوئی اے فرقہ اسلامیان تم مین ایسا کہ مجھ سے
آ کر ہم نبرد ہو اس ہیبت کو سنکر مظفر شاہ فاریابی نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور میدان مین جا کھڑا
ہوا لوگون نے دیکھکر کہا کہ اے مظفر شاہ تمہارا یہ سن ایسے پہلوان دیو سیرت سے لڑنے کا
نہین ہے انہون نے جواب دیا کہ جب نوجوان نوجانثار سردار و بہادر ہمارے زندہ ہے تو مین دنیا مین
رہکر کیا کرونگا یہ کہکر سامنے اس مردود کے ہو کھڑے ہوئے ارجال نے کہا کہ کیون تو اپنی جان سے
بیزار ہے مظفر شاہ نے کہا تو یہی خیال کر کہ ہم خوب جلتے ہیں کہ تیری چوب سے پناہ ملنی ممکن نہین
ہم بھی بہادر اور جیدار ایسے ہیں کہ تیرے مقابلہ مین آئے ہیں تو اپنا حربہ کر اب جو اسنے چوب ماری
انہون نے خالی بھی نہ دی اور سپر کو اٹھائے کھڑے رہ گئے یہ چوب جب پڑی تو استخوان تک
انکے ریزہ ریزہ ہو گئے پتہ بھی نہ لگا ارجال نے یہ دیکھکر کہا کہ اگر ایسے گھنے ہوئے پہلوان ہین

تو مجھے میری کا ہیکو ہوگی یہ کلام سنکر القاش خون آشام کی آنکھون مین خون اتر آیا اور مرکب کو چھیڑکر میدان مین ہونچا بعد گفتگوے بسیار ارجال نے اسی چوب کو اٹھا کر مارا اسنے گرز کو اٹھا کر اسپر چوب کو روکا ایک تڑاقا ہوا اور چوب گرز کمر سے تھراتی ہوئی اسطرح سے اُتری جیسے کہ کوئی گنہگار حاکم کے سامنے جاتا ہوا تھرتا ہو وہ چوب اندر گردن مرکب پر پڑی مرکب کا سر شق ہوگیا مرکب نے چرخ کھایا اس حرامزادے نے گھوکر دوسری چوب ماری کہ القاش کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوگئے لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا القاش کے ملازمون نے لاشہ کو اٹھایا اور ملک قہر کش نے بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ خدا حافظ ہے اور یہ کہکر مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آئے لشکر کفار کے لوگ ہنستے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ خدا پرستون کا بڑا سردار مارا گیا کہ قہر کش نے آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی سے بیار اسپہ داری زمردی نشان کمان کیانی و گرز گران ۞ یہ سنکر ارجال نے اپنے گینڈے کو چھیڑکر دو دستی چوب قہر کش پر ماری انھون نے اپنے گرز پر اسکو روکا اور چوب کو اپنے سے الگ پھینکا اور جھپٹ کر ایک گرز مارا اسنے دونون ہاتھون سے چوب کو پکڑ کے سر کی پناہ کیا اب جو قہر کش کا گرز با دیہ ثانی لند ھور ہے اور سترہ سو من کا گرز بادشاہی ہے اور اسی چوب پر پڑا تو چوب کو توڑکر سر پر آیا اور مع گینڈے نے ایک نخل نکلا گوشت کا بنگیا ارجال دیو سکت داخل جہنم ہوا خونخوار نے جب یہ حال دیکھا فوراً حکم دیا کہ یہ خدا پرست جانے نہ پائے سب گھیر کر اسے مارو خبردار یہ میدان سے زندہ نہ جا سکے غضب کیا اسنے کہ ارجال ایسے پہلوان زبردست کو اسنے ہلاک کیا بس یہ حکم سنکر اسکے سردارون نے کر کا کر کا کر یودھا بانگ کالیا اور گھوڑون کو بکاوا دیکر چارون طرف قہر کش کو گھیر لیا ادھر بادشاہ اسلام نے فوج کو اشارہ کیا اور خود بھی بادشاہ فلک بارگاہ نے مرکب طلب کیا اور سوار ہو کر گھوڑا ڈالدیا اب تو یہ کیفیت ہوئی کہ سب چلے غول کے غول رعب کے غلت ۞ گئے موسن و گبر باہم لپٹ ۞ پیادون کے اک سمت بہنے ہوئے ۞ ۞ سوار انسے سکتے ہوئے ۞ سر کے بال اپنے علمون سے کھول ۞ لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول ۞ عجب طرح سے تلوار زور شور سے چل رہی تھی کہ مریخ فلک بھی بالاے آسمان لرزان تھا آفتاب کا رنگ زرد ہوگیا تھا اس صدمے سے کہ ایسے جوان منتخب روزگار آج زیر زمین پنہان ہو جائینگے جنکا ثانی دنیا مین نہ تھا ہر ایک یادگار رستم و سہراب تھا جنگے نہیب شمشیر سے زہرہ کا دل زہرہ آب تھا غرضکہ لشکر اسلام فوج خونخوار پر جا پڑا طبل و بوق دنای ترکی کو دم بلا دو بحر ذخار لشکر باہم لگگئے اور تلوارون کی موج اٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام ۞ زرہ پوشون کے اسنے سب تہ دام ۞ نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم ۞ ہوئے دل سنگ اور جاتی رہی شرم ۞ صدائے کرنا جو ہر کہین تھی ۞ غبار آسا پراگندہ زمین تھی ۞ سرون پر غل تو سن بولتا تھا ۞ نقیبون کا جگہ رن بولتا تھا ۞ ہوا دریاے خون ہر جو ہر تیغ ۞ جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ ۞ جو کوچے تھے وہ لاشون سے پٹے تھے ۞ قدم آگے جو تھے تھے گئے تھے ۞ جوانون سے پرے خالی تھے تھے ۞ کئی لشکر بڑے خالی خیمے تھے ۞ بہادران اسلام نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیئے

بادشاہ اسلام کے فوج خونخوار پر گرے تھے تلوار کی ہوا سن سن چل رہی تھی غبار کیطرح
جانین ہر ایک کی برباد تھین دو صین رہرو جادہ عدم ناشاد و نامراد تھین دو عساکر جنگجو
کینہ ور تھے علم تیغ زن بازو سپر تھے کہ سر کٹے گئے کشتون کے پشتے حسب دستور پڑے
خالی ہو گئے میدان معمور ہزارون کی زندگی اسطرح سے راہ پژدہ کافر لڑ رہے تھے
قصہ کوتاہ تا دو پہر یہ ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر کو خونخوار خود تلوار پکڑ کے عرصہ کارزار مین
آیا اور خدا پرستون کو قتل کرنے لگا اس اثنا مین طہماس ترک خجندی کا سامنا جرمان
آدمخوار سے ہو گیا طہماس نے تلوار ماری اسنے اٹھا کے سپر کو خیرہ کی پناہ کی سپر کو کاٹ کر
تلوار طہماس کی خود تک آگئی اور آگے نہ بڑھی طہماس نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون معلوم
ہوتا ہے اب قضا آگئی کہ میری تلوار آگے نہ بڑھی اور خود پر جا کر رک گئی اب جو تلوار جرمان
آدمخوار نے ماری تو طہماس کے سر پر چمکی سپر کو بیکر صندوق سینہ مین در آئی طہماس گر کے
اور داعی اجل کو لبیک کہکر عازم گلگشت جنان ہوئے آدمخوارون نے لاش کو کھانا شروع
کیا یہ معرکہ دیکھکر بہرام صحرا نشین آپڑا اور جرمان پر تلوار ماری اسنے خالی دیکر ہاتھ جو مارا
تو کاسہ سر مین در آئی اور آدم خوارون نے بہرام کو گھیر لیا بہرام نے آواز دی
کہ اے بیر فرخاری طہماس کو لو آدم خوار کھا گئے اب میری لاش کو بچانا
بیر فرخاری نے کہا کہ اے برادر اپنی ہی گور کا پتہ نہ ہوگا یہ کہکر اسں جری نے
گھوڑا ڈالا اور آدم خوارون کو قتل کرنا شروع کیا ادھر بادشاہ اسلام نے
جو مرکب کو ڈالا ہزارہا کفار کو قتل کرکے علمدار لشکر حوت کو جا کر قتل کیا اور آواز
دی کہ او حرامزادے آئینہ پرست تجھے اپنی قضا پر حیرت ہو جائیگی مثل تصویر کے
تو میری نگاہ مین آتا ہے اسں حیرت زدہ نے چاہا کہ جوہر سپاہگری دکھلاؤن بادشاہ
نے کہا کہ ساری تیری قلعی کھلی جاتی ہے او حرامزادے یہ دنیا سب دھوکے کی ٹٹی ہے بس
یہ کہکر بادشاہ بڑھے تھے کہ حوت نے تخت پر سے بڑھکر تلوار ماری آپ نے
مرکب جھکا کر انداز صاحبقرانی کو دکھا دیا اور اسکے ہاتھی کی مستک پر دونون
قدم آپ نے مرکب کے جما دیئے اور اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر ہاتھی سے اٹھا لیا اور مرکب کو ٹھہرا کر زمین پر قائم کرتے اور چرخ دیگر اچھالا
یہ ہائے ہائے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہے لوگو بچاؤ بادشاہ نے مجھے اچھالا اب جو جیب
کی طرف آتا تھا کہ بادشاہ نے اسکو آتے آتے چورنگ ہوائی کر دیا حسب اتفاق خونخوار
بن دجال حوت کی آواز پر قریب آگیا تھا اور بادشاہ لشکر حوت سے لڑ رہے
تھے کہ خونخوار نے پہلو پر سے آکر بادشاہ پر تلوار ماری تلوار کھا کر آپ گرے ادھر ملازم
بادشاہ کے انکو لیکر چلے ادھر حال بیر فرخاری کا بیان ہوتا ہے کہ نہایت جرأت
سے ساتھ انکے جرمان آدم خوار کو ٹوکا اسنے تلوار ماری انھون نے خالی دیکر جو ہاتھ
مارا تو جرمان آدم خوار کے سر پر تلوار چمکی اور کاٹ کر سینہ صندوق مین آ رکی
ملک قہرکش نے آواز دی کہ بادشاہ نے تو حوت کو مارا اور خود بھی جام شہادت
نوش فرمایا اس خاسر خونخوار بن دجال کو لینا کہ اب لشکر کفار مین یہی ایک حرامزادہ

باقی ہی یہ سنکر اثقال گراز دندان نے پہلو سے نکل کر تلوار جو ماری تو بیر فرخاری
کا سر بھی اڑ گیا قہرشش نے یہ واقعہ دیکھکر اپنے مرکب کو اڑایا اور قریب اثقال آکر
جو ایک گرز مارا تو یہ بھی مثل کوفتہ زرم کے ہوگیا اُس اثنا مین خونخوار دغاباز نے پشت
قہرشش پر آکر ایک گرز کی ضرب لگائی کہ اُسکے مرغ روح نے بھی قفس عنصری سے
پرواز کیا راوی کہتا ہے کہ جسقدر سرداران نامدار برائے مدد بادشاہ اسلام آئے تھے
وہ میدان مصاف مین بڑے جوش و خروش کے ساتھ لشکر کفار سے لڑے اور ہزارہا
کفار قتل کر کے جوانمردی و جرائت سے عرصۂ کارزار مین سرخرو ہوکر شہید ہوگئے یعنی
پریسیا سے زنگی فریدون زنجیر دودی سلطان بخت مغربی قارن تخت مغربی
ریحان شاہ مغربی عامر شاہ برودباری وغیرہ یہ سب کار نمایان کر کے اور جوہر اپنی
شجاعت و جوانمردی کا دکھلا کر شہید ہوگئے ہزارہا کفار سرداکتر سرداران نامور انکی
تیغ جانستان سے ہلاک ہوکر داخل جہنم ہوئے بڑے بڑے معرکون مین ان بہادرون
نے داد مردی و مردانگی دی ہے کہ نام اُنکے صفحۂ دہر مین یادگار رہینگے افسوس ہے کہ اس
معرکے مین سب شہید ہوکر حق نمک صاحبقران سے ادا ہوگئے جان شیرین اپنی
بادشاہ اسلام پر نثار کردی الحاصل جہان تک کہ لاشین خداپرستون کی اہل اسلام کو ملتی
تھین وہان تک آدمخوارون سے اور کھلنے سے بچاتے تھے کہ اتنے مین خونخوار سے
آنکر ہرکارے نے عرض کیا اور کافر نے کافر کو اسطرح مژدہ دادی کہ آمدی سرت سبز تا خزان بچرید
شکست طبل تا سگان بدرند ✤ گرد نقش ہزار رنگار رنگ ✤ بر سر تو ہمہ کلان بر شند ✤ شہنشاہ
کی عمر کوتاہ ہو ہلوگ خبر لائے ہین کہ منحوس تیرانداز اور بخیل تیرانداز اور قربوس خشت انداز
مع چالیس چالیس ہزار تیرانداز و خشت انداز کے قریب لشکر اسلام آچکے ہین لیکن آپکی فوج
لشکر اسلام مین ملی ہوئی ہے اسلیئے وہ حملہ نہین کرتے آپ اپنے لشکر کو لشکر اسلام سے علحدہ
کرلین تاکہ وہ حملہ کرین خونخوار نے یہ سنکر طبل بازگشت بجوا دیا لوگون نے یہ حال دیکھکر کہا
کہ او نامرد بے سردار لشکر سے یون بھاگتے ہین کیونکہ بسبب [illegible] بادشاہ لشکر کے
فوج بےسر سرداسیہ کی ہے اسپر تجکو یہ خوف غالب ہوا کہ طبل باز بجوا دیا ارے بزدل کچھ
تو قیام کیا ہوتا اور دیکھتا کہ یہ فوج بے سردار کے کیونکر مقابلہ کرتی ہے مگر تجھے اتنی ہمت و
جرائت کہان تو نے یہی وقت غنیمت جانا اور طبل بازگشت پر چوب دلوادی خونخوار
نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہا اور جلدی جلدی اپنی فوج کو پڑاؤ کیطرف
لیگیا سب لشکر نے کمر کھول اور اپنی اپنی قیام گاہون پر بستر جما کر قیام پذیر ہوئے
اسنے لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی اُٹھوا نا ستر دفن کین ادھر لشکر اسلام نے بھی
اپنے میدان کی لاشین اُٹھوائین مضطرب الحال عالم سراسیمگی و پریشانی مین گھبرائے
ہوئے قلعہ ذوالامان کی جانب چلے تھے کہ سامنے سے دیکھا کہ گرد اُڑی اور اسی ہزار
فوج آنکر سامنے سے نمایان ہوئی ان سب نے ایکبارگی بلا کرکے وار تیر و خشت کا کیا
جتنی فوج اسلام کی باقی تھی وہ سب کی سب قتل ہوگئی کوئی متنفس نہین بچا کہ سب کام آئی
اور صاعقت تیغ بیدریغ ہوگئی یہ تینون سردار یعنی منحوس تیرانداز و بخیل تیرانداز و قربوس

خشت انداز بعد اس ہوکے اور خداپرستون کے قتل سے خونخوار بن دجال کے پاس
پہونچے اُسنے استقبال کرا کے اُنکو خیمۂ معقول مین بٹھایا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے
اُنکے بیان کیا کہ مین قلعۂ مرصع حصار سے تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہون کہ خاندان صاحبقران
سے کوئی شخص اسد غازی نامی ہے اُسنے جسقدر قلعہ جات کہ آپنے فتح کیے تھے
اور اپنی طرف سے قلعہ دار اپنے وہان متعین کردیے تھے ان سب کو اُسنے باری باری
سے قتل کیا اور سبکو قلع قمع کرکے خداپرستون کو اُن مقامات پر آباد کیا اور یہ سب انتظامات
کرتا ہوا اسطرف کو روانہ ہوا ہے اور اسکا یہ قول ہے کہ بغیر قتل کیے ہوئے خونخوار بن دجال
کے مجکو آرام نہین آئیگا کیونکہ اُسنے سنا ہے کہ خونخوار نے بڑے بڑے ظلم و ستم اہل
اسلام پر کیے ہین اور تمام ملکون کو برباد کرکے اپنا عمل دخل کیا ہے اور بے انتہا خداپرستون
کو اسنے قتل و قمع کرکے خاک مین ملادیا ہے اس امر کے معلوم ہونے سے اُسکی آتش غیظ
و غضب اور مشتعل ہوگئی ہے اور کہتا ہے کہ جب تک اسکے انتقام مین خونخوار کو قتل نہ کرونگا
جب تک مجکو چین نہ آئیگا خونخوار نے جب یہ سنا تو اُسکے حواس باختہ ہوئے اور رنگ
رو اسکا متغیر ہوگیا اُسنے خشت اندازون اور تیراندازون سے کہا کہ یہ صحرا جو سامنے ہے اسی
طرف سے وہ اردبیل سے آئیگا کیونکہ یہی راہ اردبیل سے آنے کی ہے اسلیے مناسب ہے
کہ تم اس صحرا مین جاکر مقیم ہو اور اپنے خیمے و خرگاہین وہین برپا کرو اور جسوقت وہ
آئے ایک حملہ مین اُسکا کام تمام کرو یہ کہکر اور کل سامان اُنکی آسایش و آرام کا مہیا
کرکے اُنکو صحرا کیطرف روانہ کردیا اُنکو تو صحرا مین چھوڑا جاتا ہے کہ وقت پر اُنکا ذکر ہوگا
اب حال قلعہ ذوالامان کا بیان کیا جاتا ہے راویان اخبار و ناقلان آثار اس حال
ملال انگیز و باعث خیز کو اسطرح حوالہ قلم سوانح رقم کرتے ہین کہ جب یہ خبر قتل و قمع
لشکر اسلام و شہید ہونے بادشاہ عالیمقام و دیگر سرداران لشکر و افسران فوج نامی
و ناموری کی محل معلے مین پہونچی ایک تلاطم عظیم اور حشر برپا تھا اُسوقت ملکہ گرویہ بانو
نے ملکہ کہرتاجدار سے کہا کہ اگر آپ سب بیبیان یہان سے نکلنا چاہین تو مین تم سبکو
اردبیل کی جانب لیجاؤن ان سب نے کہا کہ جہان ہمارے وارث ہمین بٹھا گئے ہین وہان
سے ہم نہین جائینگے اور یہین بیٹھے رہینگے گرویہ بانو نے کہا کہ ہم سے تو یہ ممکن نہین کہ جان بچا کر
بیدلی سے مرین مارکے کیون نہ مرین یہ کہکر ہتیار جسم پر آراستہ کیے ادہر زبیدہ
شیردل اسد نے بھی ہتیار لگائے اور سب بیبیون نے کہا کہ لو خدا حافظ و ناصر ہے
ہم تو رخصت ہوتے ہین حافظ حقیقی تمھارا حافظ و نگہبان ہے غرضکہ سب بیبیان یہ
کہکے بہت روئین اور یہ دونون بھی بچشم پر نم اُنسے رخصت ہوئین اور روتی ہوئی
چلین اور محل سے نکلکر اصطبل مین آئین وہان سے دو گھوڑے صبارفتار زین و لگام
سے تیار کراکے اُنپر سوار ہوئین اور ایک طرف کو قلعہ سے نکلکر روانہ ہوئین اب خونخوار کا
حال لکھا جاتا ہے کہ یہ ایک دن وہان حملہ فتح کرا کے پھر جنگ و پیکار کی جانب متوجہ
ہوا طبل رزمی بجوانے کا حکم دیا چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے طبل جنگی نوازش
مین آیا ہرکارون نے یہ خبر قلعہ مین پہونچائی وہان گولہ اندازون نے آپس مین مشورہ کیا

کہ برسون ہم لوگ نمک صاحبقران کھایا کیے ہمارا گوشت و پوست نمک پروردہ سرکار
صاحبقران ہی مگر شرط نمکخواری کبھی بجا نہ لاسکے سلامی کی توپ بھی کبھی نہ چھوڑی
سب نے یہ باہم صلاح و مشورہ کرکے اپنے افسرون سے کہا افسرون نے ملکہ
گہر تاجدار کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور قلعہ مین تشریف فرما رہین
جب تک ہمارے دم مین دم ہی ہم انھین روکے رہینگے اور قلعہ پر بڑھنے نہ دینگے
اگر خونخوار ہماری ضرب سے فی النار والسقر ہوا تو قصہ پاک ہوگیا اور نہین تو ہم
غلام تو قدمون پر تصدق ہوکر نمک سے ادا ہو جائینگے ملکہ نے فرمایا شاباش مرحبا
آفرین ہی تمھاری ہمت و جرأت پر فی الواقع تم سے یہی امید ہی اور تمھاری نمک حلالی
مقتضی اسی امر کی ہی جیسا تم ارادہ کرتے ہو خداوند کریم تمھاری ہمت مین برکت عطا فرمائے
یہان کیا وقت آگیا کہ کوئی میدان جنگ سے لاشون کو اٹھوا کر دفن کرانیوالا تک نہ رہا
تمام لاشین اہل اسلام کی بے گور و کفن پڑی ہوئی ہین یہان تو یہ تذکرہ ہو رہا ہی وہان خونخوار
نے قبل جنگ بھجوا کے اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھے تو ان عورتون پر دھاوا کرتے
حجاب آتا ہی تم مین سے جو شخص قلعہ پر دھاوا کرنا پسند کرے وہ اپنے جانے کی تیاری
کرے اور قلعہ کو فتح کرکے جو کچھ مال و دولت وہان سے اسے حاصل ہو وہ اپنے قبضہ
مین رکھے جتنے وہ لوٹ سب اسے معاف کی۔ یہ سنکر قرنوس خرس پیشانی اور
مخمور منارہ گردن اپنے اپنے مقام سے اٹھے اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار اس
قلعہ پہ دھاوا کرین گے اور حضور کے اقبال سے فتح کرکے سب ماہ پرستون کو قتل کرینگے
اور ناموس صاحبقران کو لوٹ لینگے چنانچہ اسی منصوبہ اور فکر مین وہ رات بسر ہوئی
جبکہ بستر خواب سے آفتاب عالمتاب بیدار ہوکر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب
نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ ؎ چھپا ماہ ڈال اپنے منہ پر نقاب ٭ اٹھا بستر خواب سے
آفتاب ٭ لیے زر کو ساقی آنے لگا ٭ وہ سوتون کو شب کے جگانے لگا ٭ غرضکہ
ہنگام سحر یہ دونون حرامزادے بیس ہزار فوج لیکر روانہ ہوئے یہان سے قلعہ تک دو کوس کا فاصلہ
تھا سامنے قلعہ کے آکر انھون نے نشیب کیا اور قلعہ پہ دھاوا کردیا بیس ہزار سیمبون کی باگین یکبارگی اٹھین
ادھر قلعہ سے گولندازون نے گولہ مارنا شروع کیے اور اسقدر گولہ باری کی کہ تمام صحرائے قلعہ ذوالامان پر دھوئین
کا ابر چھایا ہوا تھا چنانچہ گولون کی بارش سے کچھ لوگ ان دونون کے مارے گئے اور یہ قریب خندق پہونچے
اور آوازدی کہ کیون بے فائدہ ہمارے مال کو ضائع کرتے ہو ہم آپہونچے ہین گولندازون نے توپین مارنا موقوف
کرکے اور تلوارون پر ہاتھ ڈالکے دعا کرنے لگے کہ خداوندا تو اپنے فضل و کرم سے ان کافرون کے
تیر سے ہمکو بچا بلبلا کر اسطرح استغاثہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ؎ بگرداب بلا افتادہ ام یا
مصطفی دستے ٭ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضی دستے ٭ زحالات شب معراج دلہستم یداللہی
چہ اوستم نگیری یا علی بہر خدا دستے ٭ مگر ہنوز یہ دعا نا تمام تھی کہ دیکھا ایک گرد بیابان سے
اٹھی گرد تیرہ و خیرہ سرگردباد آسمان رسیدہ دیکھا کہ گرد برزمین دوزیدہ ہوا نے
مارا گرد کو اور گرد نے ملا ہوا کو وہ این گرد شگافتہ ہوا در قریب قلعہ کے آنکر وہ گرد شق ہوئی
آواز نعرہ کی آئی۔ نعرہ۔ امیر عرب ضیغم روزگار ٭ یل صف شکن حمزۂ نامدار ٭

ز تیغم بہ میدان جنگ آوران ✤ بہر سو شود الامان الامان ✤ دوسرا نعرہ ہوا نعرہ مہ برج خوبی شہزادہ انجبین ✤ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ✤ یہ نعرہ کرکے گھوڑے ڈالکر دو نقابدار لشکر کفار پر جا پڑے ہلچل لشکر کفار مین پڑ گئی اور لگے بھاگنے اور ہٹنے کہ اتنے مین قربون خرس پیشانی کا سامنا نقابدار اول سے ہوگیا اور اسنے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے خالی دی اور مرکب اپنا اسکے گھوڑے سے ملاکر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے سے اٹھا لیا اودھر مخمور منارہ گردن کا مقابلہ نقابدار دوم سے ہوا اسنے بھی وار تلوار کا نقابدار پر کیا مگر اس نقابدار نے بھی وار اسکا خالی دیکر اپنے مرکب کو اسکے گھوڑے سے ملادیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے خانۂ زین سے اسکو علیحدہ کرکے ہاتھ پر اٹھا لیا یہ حال دیکھکر سب لشکر کفار ریلا کرکے جا پڑے دونون نقابدارون نے انجفین کی سپر بناکر فوج کفار کو قتل کرنا شروع کیا اگر کسی کی تلوار قریب آئی تو نقابدارون نے انھین کو سامنے کردیا وہ تلوار اسکے چوٹ پر پڑی وہ گھبراکر پکارا کہ ہمارا چوٹ کا مارے تمکو اپنے مالک کا خیال نہین اب تلوار نہ مارو یہ منع کیا گیا مگر نقابدارون نے دو پہر کے عرصہ مین پانچہزار کفار کو داخل جہنم کردیا باقی لشکر کفار تاب مقاومت نہ لاسکا بھاگ کھڑا ہوا یہ دونون نقابدار ان دونون حرامزادون کو ہاتھون پر لیئے ہوئے صحرا کی طرف چلے گئے اور صحرا مین پہونچکر دونون کو چوڑ تنگ کیا اور خود جس سمت سے آئے تھے اسی جانب چلے گئے ادھر فوج کفار جو بھاگی تھی اپنے خونخوار کے پاس پہونچکر کل حالات کی خبر بیان کی اور کہا کہ دو نقابدار صحرا سے آئے اور سب فوج کو قتل و قمع کرکے دونون سردارون کو پکڑ کر لیگئے دن تھوڑا باقی رہگیا تھا آفتاب قریب غروب تھا کہ خونخوار نے جھنجلاکر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا جو فوج باقی تھی وہ فرودگاہ پر آئی شام تو ہو ہی گئی تھی تاریکی چارون طرف پھیل گئی اور وہ وقت آیا کہ گلگونہ دہر مین عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام تخم نے ببعد الم منہ دکھایا کہ ؏

عابد دیدہ دار شب مہتاب ✤ اس مصلاے نیلگون پہ شتاب ✤ رشتۂ کہکشان لیئے پہ صفا دانہ اختران پرونے لگا ✤ اسکو تسبیح کی تھی اسلیئے فکر ✤ تا کرے اپنے کبریا کا ذکر ✤

جبکہ رات ہوگئی تو خونخوار نے غیظ و غضب مین آکر طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا رات بھر سامان ہندم و پیکار کا ہوا کیا آج اس ظالم الظلم نے طیفور زہر خوار کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کہ کل یہ کافر نکل کر آتش کینہ و فساد کو مشتعل کریگا غرضکہ رات تو اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جب صبح قریب ہوئی اور خبر آمد آمد شاہ خاور بارگاہ زنگاری چرخ مین مشتہر ہوئی کہ ؏ سپیدہ دم کہ ازین سپہر دشت فام ✤ شد نمودار مہر ✤

از فوج مہر لشکر شام ✤ رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری ✤ بسان مہر تابان گرچہ بود عنبر فام زبیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب ✤ کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام ✤ شد نمود خیل لشکر حبش کس دیوار ✤ چو نو عروس ختن پا نہاد بر سر بام ✤ دفعتہ سحر طیفور زہر خوار نے تیاری قلعہ ذوالامان پر دھاوا کرنے کی شروع کی یہ تو اسی ارادہ مین مشغول ہوا اودھر دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل کے بیان ہوتے ہین کہ ضرغام کو جو

اسد غازی نے واسطے خبر کے روانہ کیا تھا وہ قلعہ ذوالامان پر پہونچا اور اُسکی تباہی و بربادی کو دیکھکر وہان سے پلٹا فوج خونخوار اور لشکر خشت اندازان و تیر اندازان کو دیکھتا ہوا خدمت مین اسد غازی کے واپس آیا اور کل حال حضور مین شہزادہ اسد کے عرض کیا اسد غازی یہ حال سنکے بہت روئے اور بیٹیون سے کہا کہ خشت اندازون کے ہاتھ سے بچنا بہت مشکل ہی جب ماموں جان پر سنجان مین ارجل خشت انداز اور رم جل ناوک انداز آئے تھے اور حربہ کیا تھا انھون نے تو پھر نہ لشکر تھا نہ ماموںجان معلوم ہوتے تھے لیکن خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا کہ وہ بچگئے اور ہفت صف کی جنگ کو ایسا سر کیا کہ بابد و شاید کیا کوئی ایسی لڑائیان سر کرے گا لہذا تم سے ہم کہتے ہین کہ تم خانہ کعبہ چلے جاؤ انھون نے عرض کیا کہ بابا جان ہم آپکو ایسی جنگ مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جائینگے جو حال بادشاہ اسلام اور لشکر اسلام کا ہوا ہی وہ ہی کیفیت ہماری بھی ہو تو بہتر ہی اسد غازی نے صاحبزادون کا یہ عزم دیکھکر طلحہ بن عنظلہ سے کہا کہ تم سامنے کھڑے ہو جب مین دھاوا کرون تو تم تیر مارنا کہ مین دیکھون کہ میرے گھوڑون کو وہ قواعد یاد ہی یا بھول گئے چنانچہ یہ سب تیر و کمان لیکر کھڑے ہوئے اور اسد نے مع فوج کے یہان سے دھاوا کیا تو انھون نے کمانون مین تیر جوڑکر مارے اسد غازی نے بوق کو پھونکا بوق سے آواز پیدا ہوئی ہل بس یہ مرکب زمین پر بیٹھ گئے تیر اوپر سے نکل گئے اب جو بوق پھونکی یہ گھوڑے لشکر پر پہونچ گئے اسد غازی نے فرمایا کہ الحمد اللہ کہ میرے گھوڑون کو قواعد یاد ہی اور یہ کہکر ضرغام شیر دل کو ساتھ لیا اور چالیس ہزار اپنی فوج کو علیحدہ کیا اور تیر و کمان سبکو دیئے ایک سمت معروف بن اسد کو بھیجا اور ایک طرف غضنفر بن اسد کو روانہ کیا اور کہا کہ جب مین پہونچ جاؤن تو تم پہلوؤن پر سے آنا اور اپنے عقب مین کچھ فاصلہ سے طلحہ بن عنظلہ کو چھوڑکے آپ وہان سے کوچ کیا اور انکے بعد حسب ہدایت باقی لشکر نے بھی کوچ کیا اور اس تقسیم کے بعد سب اپنے اپنے لشکر کو لیے ہوئے موجود رہے یہان لشکر خونخوار مین طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا اور صبح کو طیفور زہر خوار جوکہ تیغہ زہر آلود تین سو من کا باندھتا ہی یہ بیس ہزار فوج لیکر سامنے قلعہ کے پہونچ گیا تھا اور دھاوا کر دیا تھا قلعہ سے پھر گولندازون نے گولون کا مینہہ برسانا شروع کیا یہ گولون سے بچتا ہوا خندق پر پہونچ گیا اتنے مین ایک گرد اڑی اور وہ ہی دونون نقابدار اسی گرد سے ظاہر ہوئے اور لشکر طیفور پر گرے اور قتل و قمع کرتے روان دوان کرنے لگے کہ طیفور زہر خوار سامنے نقابدار اول کے پہونچا اور چاہا کہ تیغہ زہر آلود سر پر نقابدار کے مارے نقابدار نے چاہا کہ مین اسکے قریب پہونچکر اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑون اور وار خالی دون کہ مرکب نقابدار نے سکوڑی

کھائی اور تیغہ اُسکا سر پر پڑا نقابدار نے دستانہ مارا اُسپر بھی تا دو ابرو اُتر آیا
نقاب کے خیال سے کہ اس دار وگیر مین نقاب اُٹھ نجائے یہ نقاب کو سنبھال کر
علیحدہ ہوگا کہ دوسرا نقابدار آگیا اور نقابدار اول کو زخمی دیکھکر ایسا سراسیمہ و بدحواس
ہوا کہ طیفور کا تیغہ اسکے سر پر بھی آپڑا لیکن باوصف سخت مجروح ہونے کے
نقابدار نے جراءت کر کے جو ایک وار شمشیر آبدار کا مارا تو طیفور کے دو ٹکڑے
ہوئے دونون مجروح نقابدار لشکر کفار سے لڑنے لگے اور مرے۔ شعلے زہر کے
دل و جگر کو جلانے لگے اثر سمیت تمام جسم مین سرایت کر گیا اُسوقت نقابدارون
نے دعا کی کہ اے پروردگار عالم ہمارا پردہ رکھ لا ابھی یہ دعا مانگ ہی رہے تھے
کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور طرفۃ العین مین چہار طرف پھیل گئی تمام صحرا تیرہ و
تار ہو گیا اُسی تاریکی مین دونون نقابدار نکل گئے فوج مخالف کے لوگ جو باقی
تھے وہ لاش طیفور کی لیکر خونخوار کے پاس پہونچے اور سب کیفیت نقابدارون کی
بیان کی اور انکی جنگ و پیکار کا حال خونخوار سے عرض کیا کہ ہرچند کہ دونون نقابدار
زخمی تھے مگر ایسے لڑے کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے پشتے لگا دیے
بڑے بڑے جوانمردون کے جی چھوٹ گئے اگر آندھی نہ آجاتی تو کوئی متنفس باقی
نہ رہتا اُسی تاریکی گرد و غبار مین معلوم نہین کسطرف وہ نکل گئے یہ حال سُنکے خونخوار
نے طبل بازگشت بجوا دیا جسقدر فوج کہ باقی تھی سب میدان مین واپس آکر لیے
اپنے خیام گاہ مین مقیم ہوئی سب نے کمرین کھولین سامان آسایش کرنے لگے۔
یہان خونخوار نے بھی مراجعت کی اپنی بارگاہ مین آیا سردارون سے صلاح مشورہ
ہونے لگا بعد اتفاق رائے اہلکارون کے اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا
رات بھر طبل جنگ بجتا رہا بہادر اپنا سامان حرب و ضرب مرتب کیا کیے جب کچھ
رات باقی رہی فوج مین کمربندی ہونے لگی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی
نوبت صبح کی بجنا شروع ہوئی اور ستارے مثل گل باد خزاں سے چمن آسمان
مین مرجھا گئے غنچہ صبح کھلکھلا یا گلستن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ
نظم سحر گاہ از شبستان شاہ خورشید ٭ برون امد ز مشرق ہمچو امید ٭ جہان ہمیا
شد ہمہ شکل جوانمرد ٭ بہ چار اطراف عالم خوش گذر کرد ٭ صبحدم خونخوار مع فوج کے
امادہ حرب و پیکار ہو کر قلعہ ذوالامان پر چلا ملکہ گہرتاجدار کو نقابدارون کا زخمی
ہونا معلوم ہوا انھون نے سخت افسوس کیا اور بعد حسرت و یاس کہنے لگین کہ
اب ہمارے بچنے کی کوئی امید معلوم نہین ہوتی آج مع کل لشکر کے خونخوار ہمپر دھاوا
کرے گا پھر کون شکل بچاؤ کی ہے یہ کہکر بجانب پروردگار عالم رجوع کی اور دعا کرنے
لگین کہ اے خالق بے نیاز ایسا کر نا کہ ہماری لاشون کو کوئی خدا پرست جو خاندان جعفون
سے ہو وہ آکر دفن کرے یہ دعا کر کے فرمانے لگین کہ ہم تو اپنی جان دینے کا سامان
کرتے ہین جن صاحب کا دل چاہے چلے جائین سب بیبیون نے اس رائے کو پسند
کیا اور جان دینے پر سب آمادہ ہو گئین چنانچہ ملکہ گہرتاجدار نے ایک جام زہر آلود اپنے

سامنے رکھتا یہ دیکھکر ملکہ حاجرہ بانو بنت امیر ثانی اور ملکہ کیلی بہادر مادر چوگان
اور ملکہ لیلی ثانی مادر اسفندیار گیلانی اور ملکہ جہان افروز بنت لقا مادر تورج
بن بدیع الزمان و ملکہ مہر افروز بنت یاقوت شاہ مادر غضنفر غازی
و ملکہ عادیہ بانو مادر کرب غازی و ملکہ رضیہ سلطان مادر سکندر فرخ لقا و ملکہ
ماہ مغربی مادر سعد بن قباد و ملکہ مہینہ بانو مادر ہاشم تیغ زن و ملکہ گوہر ملک مادر
نورالدہر و ملکہ بلقیس عدنی و دیگر مخدرات عصمت و طہارت نے اور انکی سب
وزیر زادیون نے ایک ایک پیالہ زہر کا سامنے رکھا اور دھر یہ امر دل مین ٹھان لیا کہ
جب دھاوا کرکے قلعہ مین آجاوے یہ پیالہ زہر آلود پیکر اپنے تئین ہلاک کر ڈالین
یہان تو یہ سب بیبیان آمادہ مرگ و مہیاے قضا جان بحق بیٹھی ہین ادھر خونخوار
جو فوج لیکر چلا تھا آتے ہی آتے ہی قلعہ پر دھاوا کر دیا یہان توپ پر بتی پڑنے لگی
اور گولہ باری شروع ہوئی ادھر مخدرات معلے نے بجنے کی آواز سنی سب نے
جام زہر پی لیا یہ تو اس حال مین مبتلا ہین اب دو کلمے داستان اسد غازی
کے بیان ہوتے ہین راویان روایات رنج و الم و حاکیان حکایات ظلم و ستم
اس داستان ناسفت عنوان کو اسطرح حوالہ قلم عبرت رقم کرتے ہین کہ جب اسد غازی
نے اُس صحرا مین داخل کیا جہان خشت انداز و تیر انداز تھے تو لشکر کے آتے
ہی تتق گرد و غبار بلند ہوا خشت انداز و تیر انداز سب اُس طرف متوجہ ہوئے ادھر
میدان مین آتے ہی نعرہ ہوا ؏ اسد شہسوار گردہ وزر جنگ ٭ ہژبر دل و شیر
و چرم پلنگ ٭ یہ کہکر انھون نے گھوڑے کو کڑا کر ڈالدیے ادھر خشت اندازون
و تیر اندازون نے تیر و خشت انپر مارنا شروع کیے اسد غازی نے جلدی سے
بوق پھونکی سب مرکب بیٹھ گئے خشت و تیر سر پر سے نکل گئے ابھی جو بوق
پھونکی تو مرکب سیدھے ہوئے انھون نے چالیس ہزار تیر ایک دم سے لشکر
خشت اندازون و تیر اندازان پر مارے کہ تیرون کا مینھ برسا دیا اور گھوڑے ڈالدیے
قریب لشکر خشت اندازون و تیر اندازون کے پہونچکر تلوارون پر انکو رکھ لیا چالیس ہزار
کو تو ایک ہی حملہ مین تیر سے مارا تھا اور باقیون پر اب تلوار پکڑے جو ان پڑھے تو
مار کر ستھراو کر دیا ادھر سے معروف اور غضنفر آگرے سب کے مارے تلوارون کے
چنھڑے اُڑا دیے اور ڈھیر کر رکھدیا اسد غازی نے گھوڑا ڈالکر قلعہ ذوالامان
کا راستہ لیا اور قلعہ پر پہونچکر خونخوار کو دھاوا کرتے ہوئے پایا اسد غازی نے کیا
ترکیب کی کہ لشکر اپنا آتے ہی لشکر پر ڈالدیا اور آواز دی کہ باش اے ملعون مین آن پہونچا
اسی اثنا مین صحرا سے ایک گرد اور پیدا ہوئی اور دل گرد سے صداے نعرہ بلند ہوئی
کہ منم اسد ثانی اور آتے کے ساتھ ہی لشکر کفار پر حملہ کیا اور شمشیر زنی شروع
کی جیسے ہاتھ مارا دو پرکالے کیے دونون پلے برابر کر دیے نخل قامت اعدا صر
شمشیر شاہزادہ سے قلم ہونے لگے رشتہ حیات منقطع ہوا جو سامنے آیا اسکو
تلوار نے گھاٹ اتار دیا دوسری جانب سے طلحہ بن حنظلہ مع چالیس ہزار فوج کے

لشکر کفار پر آگرے اور آتے ہی برس پڑے تلوارون پر رکھ لیا جسپر تلوار
کا وار کیا اُسے دو نیم کر دیا کشتون سے میدان قلعہ کو بھر دیا اودھر غضنفر ومعروف
بھی پہونچے اور چارون طرف سے لشکر کفار کو آگھیر لیا ہر ہر حملہ مین اسی اسی ہزار
اور پچاس پچاس ہزار کفار کو قتل کرکے مار گرایا کبر شتیب آہن کلاہ کا اسد ثانی
سے سامنا ہوا اُسنے تلوار کا وار کیا یہ مثل بجلی کے چمک کر علحدہ ہوگئے اور خالی دیکر
صاف نکل گئے اب انھون نے جو ہاتھ تول کر شمشیر صاعقہ بار کا مارا تو کبر شتیب
کے دو ٹکڑے کر دیئے اور قرنیہ تیغ زن کا سامنا معروف بن اسد غازی سے ہوگیا
اسنے بھی تلوار ماری انھون نے وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا تو اسکا
قرنیہ بگڑ گیا صاف دو پرکالے ہوئے اودھر مہمل زشت خو کا مقابلہ غضنفر بن اسد
غازی سے ہوا مہمل نے تلوار بھینٹ کے غضنفر پر ماری انھون نے اس مہمل کا
وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ مارا مہمل کے دو ٹکڑے ہوئے اور گر کر واصل جہنم ہوا دوسری
طرف طلحہ بن غنطلہ سے بہمن دیوسنگ کا تقابل ہوا اسنے بھی طلحہ پر تیغہ کا وار کیا
طلحہ نے بہمن کا وار خالی دیکر جو ایک تیغہ آبدار مارا تو یہ حرامزادہ بھی واصل جہنم ہوا مالک
کو بڑی دیر سے اسکا انتظار تھا فوراً اسکو ہاتھ لیکے فی النار والسقر کر دیا اسد غازی نے خونخوار
سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو او ملعون کوئی بھی تیرا رفیق لاش اٹھانے والا باقی ہے جسطرح
تو نے بدفعلین کی ہین وہی حال تیرا بھی ہونا ہے انشاء اللہ تعالے تیری لاش کوے کتے کھائینگے
جسم تیرا طعمہ زاغ وزغن ہوگا یہ سنکر خونخوار حالت غیظ وغضب مین بلبلا اور ہان ہان
کر کے اسنے گرز گران سر پر اسد غازی کے مارا مثل شیر کے اسد غازی نے
اُسکے تلے گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور پکڑ کر گرز کو یا حیدر کرار کہکر جھٹکا جو مارا تو گرز اسکے ہاتھ
سے چھین لیا اور اسی گرز کو چرخ دیکر جو خونخوار کے سر پر مارا گرز کا پڑنا تھا کہ ایک
تھل تھلا گوشت کا ہوگیا اور سب ہڈیان چورا چور ہوگئین یہ حال دیکھکر تمام فوج
مین کھلبلی پڑگئی بلا سردار کے فوج کب ٹھہر سکتی ہے سب کے جی چھوٹ گئے فرار
کو قرار پر اختیار کیا اور ذلیل میر بازی ابتر ہوگئی سب نے سر پر پاؤن رکھ کر بھاگنا
شروع کیا لمحہ بھر مین تمام لشکر باقیماندہ مین بھگدڑ پڑگئی کل فوج بھاگ نکلی اسد
غازی نے بھی یہ حال دیکھا تین تین کوس تک تعاقب کرکے ایک ایک کو چن چنکر
فی النار کیا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا گولندازون نے ملکہ گوہر تاجدار کو جا کر مبارکباد دی
اور عرض کیا کہ اسد غازی تشریف لائے ہین اور خونخوار کو مع کل لشکر کفار کے فی النار
کر چکے ہین قلعہ مین تشریف لائے ہین ملکہ نے فرمایا بلا لو لوگون نے عرض کیا کہ اندر تشریف
لیجائیے چنانچہ اسد غازی اندر داخل ہوئے جھک کر ملکہ کو مجرا کیا اور باقی سب بیبیون
کو تسلیم کی اسد غازی نے اپنی والدہ کو نہ پایا تو ملکہ سے پوچھا کہ حضور آپکی خدمتگذار یہ
نانی صاحبہ و والدہ صاحبہ کہان ہین فرمایا کہ اتنی خبر ہے کہ دو دفعہ دو نقابدار صبح اسے آتے
تھے اور لشکر کفار کو مار کر نکل جاتے تھے کچھ خبر نقابدارون کی پھر نہ معلوم ہوئی ہمارا
خیال ہے کہ وہ نقابدار وہی تھین کیونکہ یہ لفظ کہکر یہان سے چلی گئی تھین کہ کرامت سے کے

جان دینا منظور نہین یہ کہکر ملکہ نے فرمایا کہ لو بیٹا خداوند کریم نے ہماری دعا قبول فرمائی کہ
تمکو یہان بھیجدیا سی ہماری سعادت ہوئی اب تم ہمکو دفن کرنا کیونکہ ہم اب چند ساعت
کے مہمان ہین ہم مین اب کچھ باقی نہین کیونکہ ہم سب نے جام زہر پی لیا ہے جسکی وجہ
سے اب کلیجہ چھن گیا ہے دم سینہ مین روح مفارقت کیا چاہتی ہے یہ کہتے کہتے منکا ڈھلگیا اور
آنکھین پھرگئین اور یہی حالت سب بیبیون کی ہوئی اور وزیر زادیون پر بھی یہی حالت
طاری ہوئی تھوڑے عرصہ مین سب جان بحق تسلیم ہوئین انا للہ وانا الیہ راجعون اسد غازی
یہ شعر پڑھا ہے ع دور مین تیرے فلک کیا کیا ستم برپا ہوئے ٭ جو مکان آباد تھے برباد
اور تنہا ہوئے ٭ یہ شعر پڑھ کے باہر آئے انکو نہایت تشویش تھی کہ مان اور نانی کیا
ہوئین استنے مین ایک شخص قصبائی سامنے سے آیا اور اسد غازی کو سلام کیا اور عرض
کیا کہ ملکہ گرویہ بانو اور ملکہ زبیدہ شیر خادم کے مکان مین تشریف لیگئی تھین اور نقابہ
بکر مقابلہ لشکر کفار سے کرتی تھین لیکن تیغ طیفور زہر خوار سے زخمی ہوئین وہ
تیغ زہر آلود تھا کچھ علاج اسکا نہ ہوسکا زہر تمام جسم مین سرایت کر گیا جب حال بہت سقیم
ہوا اور بیہوش ہوگئین تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو مجھ سے ملکہ گرویہ بانو نے فرمایا
کہ تم تردد نکرنا ابھی خواب مین حمزہ صاحبقران شوہر میرے آئے اور یہ کہا کہ تھوڑی دیر
مین تم بھی آؤ یہان ہم اور ملکہ مہر نگار تمھارے انتظار مین ہین مین نے اپنے دفن کے بارہ
مین جو ان سے پوچھا تو فرمایا کہ اسد غازی آنکر تم سب کو دفن کریگا یہ بیان کر کے انتقال
فرمایا اور ملکہ زبیدہ شیر دل آپکی والدہ ماجدہ کا بھی یہی حال تھا اور وہ بھی انتقال فرماگئین
دونون لاشین خادم کے مکان مین پڑی ہوئی ہین اسد غازی یہ سنکے بہت روئے اور
اس شخص کے ہمراہ جاکر دونون لاشین اٹھوا لائے پہلے سرداران و رفیقان قدیم صاحبقران
کی لاشین میدان جنگ سے اٹھوا کر دفن کرائین اور پہلو مین انکے لاشین محلات معلے
اور مخدرات عظمے کی اور انکے قریب وزیر زادیون کی لاشین دفن کرائین بعد ازان سردارون
اور رفیقون کی قبرون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ انسے خبردار رہیئے گا جسطرح زندگی مین
انکی حفاظت آپ سب صاحب کیا کرتے تھے ویسی ہی نگہبانی اب بھی کیجیے گا اور یہ
کہکر سب رفیع اور بیٹے انکے بہت روئے شور گریہ و بکا بلند ہوا بیٹے اور پوتون نے
رو رو کے اپنا عجیب حال کیا گریبان چاک بادیدہ غمناک ان گنجہاے عصمت و عفت
کو زیر زمین پنہان کر کے واپس آئے اپنے مقام پر بیٹھ کے فرمایا کہ انکا فاتحہ درود کون
کرے گا میرے بعد کوئی فاتحہ خوانی کے لیئے ہاتھ بھی نہ اٹھائیگا بقول شخصے سہ
دو پھول بھی لحد پہ کوئی دھر نہ جائیگا ٭ اسلیئے مناسب یہ ہے کہ مین اپنے ہاتھ سے انکا فاتحہ
درود کر لون آئندہ کیا ہو کیا نہ ہو کیونکہ یہ فلک کجرفتار ہر روز نیا رنگ پردے سے لاتا ہے اور
زمانہ غدار تازہ انقلاب دکھاتا ہے سہ بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم ٭ دگرگون میشود احوال
عالم ٭ یہ فرما کر رسوم فاتحہ درود سے فارغ ہوئے اور نذر و نیاز سب ادا کر کے آج دیکھیے
ہاتھ سے کھانا کھایا اور دو رکعت نماز شکرانہ کی درگاہ خالق بے نیاز مین ادا کین کہ ای پروردگار
شکر ہے تیرا کہ مین نے خونخوار ین دجال علیہ اللعن کو قتل کر کے واصل جہنم کیا اور اسقدر

حصہ زمین کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کر دیا ہو۔ اسکے بیٹیون اور رفیقون سے فرمایا
کہ اب تمھاری کیا رائے ہو انھون نے عرض کیا کہ یا خانہ کعبہ چلیے یا اپنے بھتیجے شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران ثالث کے پاس چلیے کہ ادھر لشکر برجیس آفتاب پرست کا بھی ہو رہے ستے
ہین کہ وہ ملعون جس ملک مین خدا پرستون کے جاتا ہو اس ملک کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا ہی
اور بعد قتل و قمع و تباہی و بربادی اس ملک کے دوسرے شہر کیجانب رخ کرتا ہی اور
اپنی طرف سے کسی ظالم کو اپنا نائب مقرر کر کے وہان سے کوچ کرتا ہو اہل اسلام اسکے ظلم
و بدعت سے نہایت تنگ آ گئے ہین بہت اسنے سر اٹھایا ہو اور جور و جفا پر کمر باندھی ہو
اسد غازی نے یہ حال سنکے فرمایا کہ بہت مناسب ہو کہ اب وہ اور ہم سب ملکر باہم ساتھ
ہی ساتھ خانہ کعبہ کو چلین گے بس یہ کہکر تیاری نہ طاق کی کی گئی اب وقت آیا کہ شہسوار یکہ تاز
میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جا کر نیکار زرین خطوط شعاعی کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے
مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ شب کے چھا گئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین
روشن ہوئی ستے پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ ٭ ہوا مشعل مشعل شب افروز ماہ ٭ ہوا
مہر گردون جو مستور تہیر ٭ بچھی ہر طرف چادر نور ہیر ٭ اسد غازی نے سر شام سے صحبت
برخاست کر دی سب سردار اور رفیق اپنے اپنے مقام پر آکر سامان سفر کی درستی مین مصروف
ہوئے لشکر مین بھی طیاری سفر کا حکم بھیجدیا گیا سب اہل لشکر سامان سفر درستی کرنے
لگے رات بھر سب لشکری اور ہمراہی اسی بند و بست و انتظام مین سرگرم رہے پچھلے
سے تمام لشکر مین کمر بندی ہونی شروع ہوئی اب وہ وقت آیا کہ زاہد سفید پوش صبح صادق
نے سجادۂ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ پوش
شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ سے جو صبح در بر گردون کشید خلعت نور ٭
جہان کشادہ ز رخ پردہ شب دیجور ٭ گشتہ ظاہر و روشن بہ وادی افلاک ٭ درستی زر خورشید
زیر تودہ خاک ٭ ہنگام سحر کل سردار سامان سفر سے مکمل ہو کر خدمت مین اسد غازی کے حاضر
ہوئے یہان شاہزادہ اسد نماز صبح پڑھ کے درود و ظائف مین مشغول تھے کہ سرداروں
کے حاضر ہونے کی خبر خادمون نے پہونچائی اب یہ بھی کل امور سے فارغ ہو کر پوشاک
سفر جسم پر آراستہ کر کے مسلح و مکمل ہوئے شہزادہ مرد ف بن اسد و غضنفر بن اسد
بھی لباس سفری زیب جسم کیئے ہوئے مسلح و مکمل ہو کر یہ بھی حاضر خدمت ہوئے مختصر کہ
شہزادہ اسد غازی مع سب رفقا و سرداروں کے مرکب ہائے خوشخرام پر سوار ہوئے اور
کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بیابان نہ طاق کی جانب کو روانہ ہوئے کہ انکا بیان اب جلد پنجم
مین کیا جائے گا انشاء اللہ تعالے دیکھیئے یہ سب کب پہونچتے ہین اور کیا کیا واقعات انکو
اثناء سفر مین پیش آتے ہین یہ کل حالات پانچوین جلد مین دفتر آفتاب شجاعت کی ہدیہ
ناظرین کیے جائینگے جنکے معاینہ سے شائقین کو لطف تازہ و حظ بے اندازہ ملے گا
اور نئی نئی نیرنگیان طلسم کی اور جدید معرکہ آرائیان و مضامین دلچسپ و اشعار برجستہ حسب
مقام عیارون کی عیاریان نئے طرز کی اور ساحرون کی افسون پردازیان دیکھکر آنکھ کو
نور و قلب کو سرور حاصل ہوگا واللہ المستعان و علیہ التکلان ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

تمام ہوئی جلد چہارم آفتاب شجاعت بتاریخ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء

خاتمۃ الکتاب

ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ خالق بے نیاز کہ اسکے افضال نامتناہی سے باقبال سرکار دولتمدار دام ملکہ و حشمتہٗ اس حقیر پر تقصیر تخلص شیخ تصدق حسین داستان گو لکھنوی نے باعانت مولوی محمد اسمعیل اثر مقام بہاولپور مین اس داستان رنگین بیان کو ختم کیا اور احقر الخدام نمکخوار قدیم (سرکار ابد قرار خلد اللہ سلطنتہ وسلطانہ) محمد عبد الرشید عبد العزیز رعنا لاہوری نے تحریر کر کے حضور مین خادمان اعلے حضرت حضور پر نور آقائے نعمت نواب والا جاہ فلک بارگاہ امیر الملک رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہزہائنس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی دام بالعز والتفاخر وترقت ریاستہم یوماً فیوماً بالتوالی والتواتر والی ریاست دار السرور بہاولپور صانہ اللہ تعالے عن شر الشرور الے یوم النشور بحرمتہ محمد وآلہ واصحابہ پیشکش کیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

واضح رائے ناظرین ہو کہ وہی مسودہ جو مقام بہاولپور مین مرتب ہوا تھا وہ مکرر نظر ثانی ہو کر اور توسیع عبارت رنگین اور بندش مضامین دلنشین سے مزین ہو کر بتوسط احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح یعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز واسطے طبع اشاعت خاص و عام کے جناب بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور کی خدمت مین پیش کی گئی چنانچہ یہ جلد وہین طبع ہوتی ہے اور چند روز مین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بصارت افزائے چشم ناظرین اولی الابصار و شائقین عالیمقدار ہوگی اور بہت جلد جلد پنجم بھی تیار ہو کر ہدیہ ناظرین کی جائے گی بستہ ورتبہ

خاتمۃ الطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق کائنات و نعت بجناب فخر موجودات اشرف الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کتاب لاجواب دفتر انتخاب تذکرہ داستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان یعنے دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم جسکے دیکھنے کا عرصہ سے شائقین عالیمقام کو اشتیاق وانتظار تھا اب وہ دفتر حسب الارشاد فیض بنیاد جناب والا خطاب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور حسن سعی کارپردازان سلیقہ شعار و مہتمان آزمودہ کار سے مطبع فیض مرجع نولکشور پریس مین بماہ ستمبر ۱۹۰۶ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ہدیہ ناظرین والا تمکین ہوا ✤ ✤ ✤

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری عمرو عیار - مطبوعہ غیر -	عہ/ ب
سیرت محمدیہ - "	۷ ب
تاج کامیابی - "	۷ر ب
سوانح عمری شیطان - "	عہ/ ب
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول -	[illegible]
الف لیلہ نثر بطور ناول - معروف بہ شبستان حیرت -	[illegible]
پھول والون کی سیر - مطبوعہ غیر -	[illegible]
اخوان الصفا - اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر -	[illegible]
ترجمہ اردو رابن سن کروسو - چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید مطبوعہ غیر -	۱۱ر ب
ترجمہ داستان امیر حمزہ باتصویر - ہر جلد دفتر مسلسل مہدسہ مترجمہ مولوی عبد القدوس نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین -	[illegible]
بوستان خیال - مصنفہ محمد تقی خان المتخلص بہ خیال بھی کہتے ہین باشندۂ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوئے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوئے اور یہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیبہ کیواسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردو کے اسکا علاج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان مجلدات کے ترجمے اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۵ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین -	

نام کتاب	قیمت
۱ - جلد مہدی نامہ -	للعہ/ ب
۲ - جلد روضۃ الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ -	للعہ/ ب
۳ - جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ -	[illegible]
۴ - جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ -	[illegible]
۵ - جلد مطلع الانوار -	[illegible]
۶ - جلد خزینۃ الاسرار -	[illegible]
۷ - جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ -	[illegible]
۸ - جلد مشرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ -	[illegible]
۹ - جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ -	[illegible]
الف لیلہ باتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا - بہ مزید نظر ثانی جناب مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد - کاغذ سفید ولایتی	عہ/ ب
فسانۂ عجائب جلی قلم - باتصویر - بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور - کاغذ سفید گندہ -	۹ر ب
ایضاً کاغذ خاکی گندہ -	۷ر ب
الف لیلہ باتصویر - کامل ہر چہار جلد یکجائی ترجمہ مولانا محمد حامد علیخان مطبوعہ ۱۹۲۳ء	
۱ - کاغذ سفید چکنا -	۱۵ر ب
۲ - کاغذ رسمی سفید -	۱۳ر ب
قصۂ سند باد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ر ب
کامروپ کا جادو - اردو کاغذ سفید -	۲ر ب
جادو تسخیر - قصہ دلچسپ و بینظیر از نواب محمد حیدر علیخان -	عہ/ ب
نوطرز مرصع - از محمد عوض صاحب -	[illegible]

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم — مصنفۂ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم —	۶ر
ایضاً — بلاتصویر خفی قلم — حسب مراتب بالا —	۳ر
سروش سخن باتصویر — بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی —	۵ر۳ما
ایضاً — بلاتصویر حسب مراتب بالا —	۴ر۳ما
طلسم حیرت — افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون —	۵ر
باغ و بہار — معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر	۳ر
لطائف الظرفا — مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جن میں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تراق پڑاق لطیفے ہیں —	۲رب
تفریح الطلبا — مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جن میں ۱۵۱ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے —	۲رب
طلسم فصاحت — قصۂ عجیب و غریب از محمد حسین کج جاہ مرحوم —	۹ر
آرائش محفل — قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش —	۶ر۶ما
مقتول جفا — معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین —	۱ر۶ما
بستان حکمت — اردو ترجمۂ انوار سہیلی — مترجمۂ فقیر محمد خان —	عہ ر
سیر باغ — از میر محمد علی قلق مرحوم —	۳ر۶ما
فسانۂ دلپذیر — مصنفۂ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح بلیغ نو طرز مرصع رزم بزم دونوں عمدہ —	۸ر
فسانۂ جمیل — مترجمۂ منشی حامد حسین —	۴ر
قصۂ سیاہ پوش — از عنایت اللہ —	۶ما
فسانۂ معقول — از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر۳ما
فسانۂ دلفریب — از منشی فدا الغنی —	۵ر

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نظم	
الف لیلہ منظوم — کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت ہوتی ہیں — کامل مجلد —	۸رب
جلد اول از منشی طوطا رام شایاں —	۱۲رب
ایضاً جلد دوم کاغذ سفید —	۱۰رب
ایضاً جلد سوم —	۶رب
ایضاً جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید —	۱۳رب
مجموعۂ قصص — باتصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصہ سوداگر بچہ (۲) قصہ ماہی گیر (۳) قصہ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم	۱ر۶ما
قصۂ سوداگر بچہ —	۶ما
بحر دانش — مطبوعۂ غیر —	[illegible]
آہ وحشی — ترجمۂ ہنس جواہر از منشی محمد احسن صاحب بلگرامی —	۸رب
قصہ ماہی گیر —	۶ما
ناٹک ہمت عالی — معروف بہ گل بکاؤلی حصہ اول از مولوی الٰہی بخش صاحب —	۲ر
قصۂ ماہ رمضان — از عبد اللہ خان —	۳ پائی
قصۂ قاضی جونپور — حمق و عقل کا امتحان —	۹ما
قصۂ جمجمہ —	۶ما
قصہ شاہ روم — باتصویر —	۶ما
قصۂ شیخ منصور — از شیخ احمد متخلص بہ رسا	۶ما
سنگاسن بتیسی — از منشی لچھمن لال —	۴ر
گلزار ابراہیم — قصہ حضرت ابراہیم ادہم —	۲ر۳ما
چشمۂ شیریں — قصہ شیریں و فرہاد —	۱ر۳ما
جوگن نامہ — از میاں باطن اکبرآبادی —	۶ما
ایجاد رنگین — حکایات مضحک از رنگین دہلوی	۱ر
مجموعہ — چرب نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ —	۱ر
فسانۂ عجائب منظوم — از منشی بھولا ناتھ	۱ر
نل دمن اردو — دلچسپ معروف قصہ —	۱ر۳ما